بلکہ یورپ کے اعلےٰ درجہ کے فاضل بھی اسی خبط مین پہنسے ہوئے تھے کیپلر جو بہت بڑا ہیئات دان ہوا
جسنے بطلیموسی نظام شمسی سے انکار اور کرہ زمین کو مثل دیگر کرّون کے فضا مین ہونا اول اول نکالا
وہ بھی نجوم کی علم کی صحت سے انکار نہ کرسکا۔ وہ بھی امرا شاہزادون کی جنم پتریان بنایا کرتا اور آیندہ
حالات کی تلاش مین ادہیڑبن کیا کرتا تھا۔ اور اپنا عزیز وقت اسی نتیجہ اور محض لغو شغل مین صرف کرتا
اصلی مذہب مسیحی کا صفحہ دہر سے نام و نشان مٹ گیا تھا چارون طرف پادریون کے ظلم و ستم کے ہاتھ دراز
رہے تھے وہ پادری کہ جو نفس پرستی اور فریب مین اپنا ثانی زمانہ مین نہ رکھتے تھے الہامی کتابون کے
سیدھے مطالب کو بالکل پلٹ دیا تھا عبارتین کی عبارتین بدل دی گئی تھین ہر پادریون کا گروہ اپنی انجیل
علیحدہ رکھتا تھا کہ جو اسکی یا اسکے باپ داداون کی ترمیم و تنسیخ کی ہوئی ہوتی تھی۔ ان انجیلون کو دوسرے
کو نہ دکھاتے اور صرف اپنے ہی پاس رکھنے کا انہین فخر حاصل تھا۔ یہہ سب خرابیان تو تھین بڑی
آفت یہہ بھی کہ یورپ مین جادو ٹونے کے معتقد بھی اکثر پائے جاتے تھے یہہ خیالات عوام الناس ہی
تک محدود نہ تھے بلکہ اس مین شاہون کا گروہ بھی پہنسا ہوا تھا ۱۴۸۴ء مین انوسینٹ ہشتم پوپ
نے اپنے مشہور حکم سے جو عام خیالات سحر اور جادو کے متعلق عام مین پہیلے ہوئے تہے ان کو ہر گرجا
سے تسلیم کیا یعنے مذہبی اعتقادات مین سحر و جادو کا اعتقاد مانا گیا اس نے حکم دیا کہ جادوگر اور جادوگرنیون
کی تلاش کی جائے اور ڈہونڈ ڈہونڈ کر ماری جائین تاکہ ان کے جادو کے عمل سے بیچارے عیسائیون کی
جانین محفوظ رہین اس حکم نے تمام یورپ مین کہلبلی مچادی غربا اور مساکین پر آفت ٹوٹ پڑی جہان
کسی نے جہوٹے مٹ بھی مخبری کردی بس پہر اسکی خیر نہ تھی اسکو گرم لوہے سے داغا جاتا اور اسکی آنکہین
سرخ سلاخون سے نکالی جاتین۔ دہکتے ہوئے کوئلون پر انکو لٹایا جاتا اور وہ مظلوم یون تڑپ
تڑپ کر جان دیتے۔

یہہ ظلم تو کچہہ بھی نہ تھے اس سے زیادہ ان بیگناہون پر اور بھی سخت سخت آفتین توڑی جاتی تھین
ان کے معصوم بچون کو جنپر کہ جادوگر ہونیکا شبہہ ہوتا تہا ان ہی کی گودیون مین کند چاقون سے
ذبح کیا جاتا اور ان کو اف تک کرنیکا حکم نہ ہوتا۔ سولی پر لٹکا دیا ہے اور وہ بیچارہ لٹکا ہوا مارے تڑپ
رہا ہے دو دن تین دن تک جان نہ نکلی تین دن مین جان نکلی کوئی خدا کا بندہ عیسیٰ کی امت یہہ نہ پوچھتا تھا کہ اسپر
کیون اتنا ظلم کیا جارہا ہے اسنے کیا ایسا گناہ کیا ہے خدا کا خوف بھی کوئی چیز ہے کیا حضرت عیسیٰ نے یہی
پڑہایا تہا کیا انجیل و توریت یہی شہادت دیتی ہین۔ جرمنی مین دو انسپکٹر جادوگرنیون کی تلاش
جستجو کے لئے مقرر ہوئے پولس کے آدمیون پر معصوم پوپ کو بہلا کیون بہروسہ ہونے لگا تہا اسلئے ایک
پادری صاحب بھی ان کی نگرانی کرنے کے لئے مقرر ہوئے اور ایک مجموعہ ضابطہ کا چہپا ہوا ایسا ضابطہ
کارروائی فوجداری ہے اسراغ لگانے کے طریقے اور تحقیقات کرنے کے قواعد اور ہدایت کے لئے منضبط

کیا گیا جسکا نام میلیوس میلیح میکارم تہا- اس ضابطے سے جادو کی تاثیر کی صحت کا مجنونانہ خیال عموماً پہیل گیا اسکے بعد اسکندر ششم نے سنہ ۱۴۹۴ء میں لیو دہم نے سنہ ۱۵۲۱ء میں اور اڈرین ششم نے سنہ ۱۵۲۲ء میں ان قواعد و ضوابط کو کافی نہ سمجھکر اور زیادہ سخت اور ہیبت ناک احکام جاری کئے- جس سے تمام لوگوں میں اور بہی جادو کا خوف پہیل گیا- گہر گہر جادو کی پکار ہونے لگی معمولی بخار- درد سر- آندہی کا آنا- مینہ کا برسنا-

کسی مکان کا اتفاقاً گر پڑنا- کسی فیملی یعنے کنبہ پر آفت آنا- اچانک کسی نوجوان یا بڈہے کا راہی ملک بقا ہونا- کسی کا پانی میں ڈوب مرنا- غرض کوئی بہی معمولی سے معمولی واقعہ پیش آتا اسکو جادو ہی سے تصور کیا جاتا اور پہر جادوگروں کی محلہ بہ محلہ اور گہر بہ گہر تلاش ہوتی- جس گہر میں غیر معمولی وقت دہواں اٹہتا ہوا اور آگ سلگتی ہوئی دیکہی جاتی وہ اس خیال سے فوراً گرفتار کر لیا جاتا کہ اس نے شاید جادو کرنے کے لئے آگ سلگائی ہے- جو مرد یا عورت تنہا دوپہر یا شام کے وقت جنگل میں دیکہی جاتی فوراً اُسے گرفتار کر لیتے کہ یہہ جادو کرنے بیٹہی جاتی ہے- جرم ثابت کرنے کے لئے کسی شہادت کی ضرورت نہ تہی کبہی ایکدفعہ بہی ایسا نہیں ہوا کہ کوئی مشتبہ شخص پکڑا گیا ہو اور وہ جرم نہ ثابت ہونے پر رہا کر دیا گیا ہو- جہاں کوئی شخص پکڑا گیا اور اس نے صاف کہدیا کہ میں بیشک جادوگر ہوں اسلئے کہ قصور قبول دینے کی تکلیفوں پر جو اسپر توڑی جاتی تہیں مرنے کی تہوڑی دیر کی تکلیف برداشت کرنا اسے انسب معلوم ہوتا تہا اور اگر جان کی محبت کچہہ دیر کے لئے اسپر غالب آجاتی تو وہ اس امید سے کہ شاید میری جان بچ جائے انکار کر دیا کرتا تہا- اسکے انکار پر اس سے وجہ انکار دریافت کرنے کی کوئی ضرورت نہ ہوتی تہی صرف پادری صاحب اس سے آنکہیں ملاتے اور شیطانی تصویر اسکی پتلی میں دیکہتے یا اسکا سر منڈوا کر شیطانی نشانات اس کی منڈہی ہوئی چندیا پر ملاحظہ کرتے اگر یوں ہی سا بہی کوئی خط یا غیر معمولی نشان دیکہلیا جاتا بس یہی ثبوت اس کے جادوگر ہونیکا کافی تہا- اس شندہ بیگناہ مرد یا عورت کی کہال کہینچی جاتی یا زندہ دیوار میں چنوا دیا جاتا یا زندہ جلوا دیا جاتا-

جادو کے جرم میں مردوں سے زیادہ عورتیں بہت پکڑی جاتیں اور انہیں سزا زیادہ سخت اور درد دینے والی ملتی تہی- ان کی چہاتیاں چہریوں سے کاٹ لی جاتی تہیں اور جو جو کچہہ خوفناک اور شرمناک سلوک ان سے کیا جاتا وہ بیان نہیں ہو سکتا- اس آفت نے طاعون و ہیضہ کے خوفناک مرض سے بہی زیادہ بسے ہوئے اور آباد شہروں میں اثر کیا- لوگ شہر چہوڑ چہوڑ کر بہاگنے لگے- چاروں طرف ظلم و ستم کی آگ بہڑک رہی تہی کوئی کسیکو نہیں پوچہتا تہا لاکہوں مرد و عورت صرف جادوگر ہونے کے جرم میں زندہ جلا دئے گئے اور ان کے کلیجوں میں چہریاں گہنگولی گئیں-

شہر ویران جنگل بن گئے چاروں طرف بربادی نے اپنا ڈنڈا ڈیرہ کیا ہر شخص اپنی زندگی سے کامل ناامید

ہو گیا تہا جس نے اپنے حوصلہ سے زیادہ کام کیا اور وہ ہی مارا گیا اسکو جادوگر قرار دیکر سزائے موت
دیجاتی اور اسکا تمام گہربار لوٹ لیا جاتا۔ بال بچون کو کیا لونڈی غلام بنا لیا جاتا یا قتل کردیا جاتا
کیا ایسے قیامت خیز وقت مین ایسے ہولناک اور خون برسانے والے زمانہ مین کیا ایسی ظالم اور فنا
کردینے والی حالت مین کسی مصلح کی ضرورت نہ تہی نہین ایک بہت بڑے اولوالعزم ریفارمر کی ضرورت
وحاجت تہی جو مخلوق کو اس بیرحمی اور طرح طرح کے ظلمون سے نجات دے اور انہین ان کی جان اور
مال کی حفاظت کا پورا پورا اطمینان دے۔ ہان اشد حاجت تہی۔ اور وہ ریفارمر یا مصلح ہمارے پیغمبر خدا
محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہے جنہون نے ظلم کی ظلمت مٹاکر انصاف کا نور چمکایا علاوہ اور بدعتون
اور باہمی مناقشون کے یہہ کمبخت جادو کا عقیدہ ایسا نکلا تہا کہ جس نے واقعی صفایا بولنا شروع کردیا
تہا۔ ضلع لنڈم ملک جرمنی مین چار برس کے اندر کل آبادی کا پانچوان حصہ جادو کے جرم مین جلادیا
گیا جینوا مین تین مہینے کے اندر پانسو جادوگر اور جادوگرنیان جلائی گئین۔ ضلع کومو مین ۱۵۲۴ع
مین ایک ہزار آدمی اسی جرم مین جلائے گئے کسیقدر عرصہ کے بعد انگلستان مین بہی یہہ جرم پہیلا
اور جتنی دیر سے پہیلا اسیقدر شدومد سے پہیلا ملکہ ایلزبتہ نے سحر کو اول جرم قرار دیا بلا لحاظ اسکے
کہ وہ کسی کے نقصان کے واسطے استعمال کیا جائے یا نہین۔ جیمس اول نے اس سے بہی زیادہ
وسعت دی اور زیادہ صاف اور صریح الفاظ مین سحر کی سزا کے واسطے قانون جاری کیا۔

جب شاہ اور سلطنت کی طرف سے یہہ قانون جاری ہوا تو فطری طور پر لوگون کے دلون پر جادوگرنیون
کی طرف سے ایسی دہشت چہائی کہ وہ بلا مدد گورنمنٹ کے جادوگرنیون کے اخراج کی تدبیرون مین
لگے۔ اور انہون نے اپنا یہی پیشہ اختیار کرلیا گاؤن بگاؤن پہرتے اور جہان جاتے بیس شلنگ فیس لیتے
تاکہ جادوگرنیون کو ان کے گاؤن سے نکال دین اور ان کو جادو کی آفت سے محفوظ رکہین۔ اپنے پیشہ
کے چلانے کے لئے وہ مشتبہ اشخاص کو گرفتار کرتے اور انہین مختلف ایذائین دے دیکر جبراً اقرار کراتے
اور پہر انہین قتل کرادیتے یہہ طریقہ گویا جادوگر اور جادوگرنیون سے گاؤن کے صاف کرنیکا تہا۔
عرب روم اور یورپ کے بڑے حصہ مین عالم کے نجات دہندہ کی نصائح اور خداوند کے احکام کی
آوازین گونج نے لگین تہین اور ایشیا ترکی۔ یونان۔ اطالیہ کا بہت بڑا حصہ امن کے دائرہ مین
آگیا تہا مگر ابہی صرف یورپ کا یہی حصہ باقی رہا تہا اور یہانتک اسلامی برکتون نے اپنا پرتو ڈالا
تہا کہ صلیبی جنگین شروع ہوگئین اور یہی تاریخ گویا یورپ کے تاریک حصہ مین تہذیب کی روشنی چمکنے
کی ہوئی۔ تمام جہان اس امر کا قابل ہے کہ کرسچین یورپ نے مسلمانون ہی سے تہذیب و اخلاق کا سبق
لیا۔ کرسچین یورپ کی ناگفتہ بہ حالت کا تذکرہ مسلمانون کے ترقی کے تذکرہ مین کیا جائیگا اور صرف
اس مقدمہ مین اسلام کی اشاعت سے پہلے کے حالات بیان کئے جاتے ہین اور صرف اس امر کے

ثابت کرنے کی کوشش کی جاوے گی کہ اسلام کی دنیا میں آنے کی اشد ضرورت تھی اور اسلام ہی نے دنیا کو فائدہ پہنچایا۔ اسلام نے سب سے زیادہ دینی اور دنیوی معاملات میں اصلاح کی۔

قوموں کی پولیٹیکل اور سوشل حالت مسیحی مذہب کی طرح تباہ و برباد ہو رہی تھی خیالات کی ترقی اور اُنکی آزادی کی خوشنما تصویر مٹا کر خاک سیاہ ہو گئی تھی۔ حضرت عیسٰی کی یادگار مخلوق میں بے ادبی اور مکر و بدعت کی رنگت رہ گئی تھی۔ روحانی نصائح جو حضرت عیسٰی کی مبارک زبان سے نکلی تھیں مفسروں کی نفس پرستی نے انہیں نمایاں تبدیلیاں پیدا کر دی تھیں۔ بیجا بیجا تاویلیں اور الہامی باتوں کو اپنے مطلب کے موافق کرنے نے ایک اور غضب مسیحی مذہب میں برپا کیا اور وہ یہہ تھا کہ ربانی کتاب جو حضرت عیسٰی کو ملی تھی بالکل گم ہو گئی گو حضرت عیسٰی نے اپنے الہامی اقوال کی اپنے سامنے ترتیب نہ دی تھی مگر یہہ ضرور تھا کہ تیلیلی کے پچھلی شاگرد جو کچھہ حضرت عیسٰی فرماتے تھے ان کو وہ ازبر کر کے خیال رکھتے تھے اور حضرت عیسٰی کے زیادہ ساتھی جو صلیب کے وقت دور سے حضرت عیسٰی کی اس خوفناک اور مصیبت خیز حالات کو دیکھہ رہا تھا اس نے شاید حضرت عیسٰی کے اقوال کی لکھا ان جب وہ سولی دیدئے گئے تو ترتیب دی تھی پھر بھی اقوال کی اس ترتیب کے آگے جو حضرت عیسٰی اپنے سامنے کر جاتے یہہ خیالی ترتیب کچھہ حقیقت نہیں رکھتی۔

اسکندریہ کی شاہراہوں میں مہذب دنیا کی آنکھوں کے آگے زمانہ سلف کے امیر اور شریف خاندان کی ہونہار لڑکی کو ایک مسیحی ولی نے جو عیسائیت میں گویا مقتدی تھا اپنے ہاتھہ سے قتل کیا اس زمانہ حال کی ... مصنفوں نے اس شدید جرم کو قابل معافی سمجھا ہے مگر ڈریپر کے فصیح مضمون میں اس مذموم ... ایسی پوری لکھی ہوئی ہے اور وہ قیامت تک نہیں مٹ سکتی جس رنگ میں کہ ... اس رنگ کا جلوہ کبھی نہیں جا سکتا۔ اور تمام قومیں ان مضمون کو ان ہی خوفناک آنکھوں سے قیامت تک دیکھتی رہینگی۔

ایک خوبصورت عقلمند صاحب عصمت خاتون جسکا لیکچر کا کمرہ دولت اسکندریہ کے فیشن سے لبریز ہو رہا تھا اس بیچاری پر جب وہ مدرسہ سے آرہی تھی عیسائیت کے پیروؤں نے حملہ کیا۔ ان بے ایمان ... نے دین کے جوش میں اس مظلومہ عالمہ شریف زادی کو وحشیانہ پن سے چرٹ میں سے گھسیٹ لیا اور اسکے کپڑوں کی دھجیاں تک اڑا دیں۔ یکایک اپنے پر مسیحی ولیوں کا جو قہر الٰہی کی طرح اسپر ٹوٹ پڑے تھے یہہ نرغہ دیکھکر وہ تھرتھرا گئی اور اب اس نے ادھر ادھر پناہ کی کوئی جگہہ تلاش کی۔ ناچار وہ ایک گرجہ میں جو پہلو ہی میں واقع تھا پناہ لینے کے لئے گھس گئی وہاں بھی وہ بیچاری نہ بچی اور مسیحی ولیوں نے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دئے اس مرحومہ مظلومہ بیکس عصمت پناہ خاتون کی بے جان لاش کو پرجوش مسیحی گرجہ سے سڑک پر گھسیٹ لائے اور اسکے عضو عضو کو جدا جدا کر دیا۔ پھر بھی جلادوں نے

کے مشتعل غضب کی آگ ٹھنڈی نہین ہوئی اور اسیطرح بھڑکتی رہی اور پھر انہون نے اسی پر اکتفا نہ کیا
بلکہ اس کا گوشت پوست الگ کر دیا اور کچھ تو چیل کوؤن کو کھلا دیا اور باقی ماندہ آگ مین جلا دیا
جو لوگ کہ اس بیگناہ خاتون کے قتل مین شریک ہوئے تھے ان لوگون نے اپنے کو ایک ثواب عظیم
کا مستحق سمجھا اور وہ یہہ سمجھنے لگے کہ ہمین حضرت مسیح کے پہلو بہ پہلو عرش پر بیٹھنے کو جگہہ ملے گی - سینٹ ہیپا
شہیدہ کے خون کا انتقام جب تک کہ عمرو بن العاص نے تلوار نہین سنبھالی اسکندریہ والون سے نہین لیا گیا

جسٹنین کے زمانہ مین قسطنطنیہ کی کیفیت اور بھی سخت زبون اور بدتر حالت مین تھی مسیحی اور
ان کے واجب الاحترام مقتدا عجیب حالت زبون مین تھے - ان کے قوانین نے تہذیب کا خون کر ڈالا
تھا اور تمام مسیحی دنیا پر ایک آفت ناک بد تہذیبی اور سخت ذلت و خواری کی مصیبت برپا کر دی تھی
تمدنی خیال مین ہر ایک پرائیویٹ نیکی کا کہین پتہ بھی نہ تھا تھیوڈورا قیصرہ کے تخت پہ بٹھائی گئی اور
اور اس شہر کے نفس پرست عیاش بدوضع باشندون مین اس کا نام بطور کہاوت کے لیا جاتا تھا

اور اب یعنے اس زمانہ مین جسکا ہم ذکر کر رہے ہین معزز مگر گمراہ مجسٹریٹون راسخ الاعتقاد بشپون
فتحمند جنیرلون اور مقید سلطانون نے اسکو بطور شہزادی کے تسلیم کرکے اسکے نام پر سجدہ کرنے
لگے تھے اسکی بیرحمیون نے ملک کا ستیاناس کر دیا تھا - جنمین کسی قسم کا مذہبی اور اخلاقی پہلو نہ تھا
طرح طرح کے ہنگامے اور قسم قسم کے فساد - خونریز لڑائیان - خوفناک جھگڑے کھڑے ہوگئے اور یہہ عورت
تمام جھگڑون مین سب سے زیادہ حصہ لیتی بیرحمی اسکا اوڑھنا بچھونا تھا اور ظلم و ستم سے اسکی تفریح ہوتی
تھی - ان موقعون پر رحمانی اور انسانی غرض ہر قسم کا قانون پیرون کے نیچے روندا جا رہا تھا گرجے
اور پاک قربان گاہین انسانی گرم گرم خونون سے ناپاک ہو رہی تھین -

ایک ایک گرجا اور قربان گاہ مین صدہا جانین اس عورت کی سرپرستی مین روز تلف کی جاتی تھین
کوئی مقام ایسا نہ تھا کہ جہان امن کا نشان بھی پایا جاتا ہو یہہ غضبناک حالتین رات ہی کو واقع
ہوتی نہین بلکہ یہی خونریز کارروائی دن کو بھی کی جاتی تھی - مظلوم اپنی جان بچانے کی کوشش
کرتے مگر ظالمون کی تلوارین انہین نہ چھوڑتین اس ناپاک شہر مین مظالم کی حد ہوگئی تھی جسٹنین
کے عہد حکومت کے پانچوین سال نیکا کے بلوہ مین جو جو کچھ آفتین برپا ہوئین ہم اور کسی زمانہ کی سیہ
ناک خونون سے ان کا انطباق نہین کر سکتے - ظلم اور جبر نے یہانتک نوبت پہونچائی تھی کہ کسی کا
پادری کے ہاتھ سے قتل ہونا مبارک خیال کیا جاتا تھا - نفس پرست پادری جہان اور جب گھرون مین
گھس گئے اور انہون نے گھریلو خواتین کے عصمت کے تاج کو اتارنا چاہا اگر انہون نے عذر نہ کیا تو خیر
اور نہین تو وہین قتل کی گئین یہہ معاملے روز نئے نئے قسم کے ظہور مین آتے تھے - جہان جہان مین
کسی نے سرتابی کی اور فوراً اسکی گردن اڑا دی گئی پھر کوئی نہ دریافت کرتا تھا کہ آیا قاتل نے یہہ قتل

اتفاقاً کیا ہے یا ظلم سے جو لوگ مجسٹریٹ تھے انہیں اپنی عیاشی کے سوائے دنیا و مافیہا کی خبر نہ تھی وہ نہ جانتے تھے کہ کیا ہو رہا ہے اور آیندہ کیا ہوگا وہ یہہ سمجھتے تھے کہ جو کچھہ پادری کرتے ہین اسمین خطا کا احتمال نہین ہوتا-

اگر یہ تمام جہان کو قتل کر ڈالین نہین سزاوار ہے- مقتولین کے ورثا لوگ دن مین سر پیٹ کر قسطنطنیہ کے شکاوون کے مکان پر فریادی لاتے تھے کہ ہم پر یہہ ظلم ہوا کوئی کہتا تہا کہ یہہ میرا بہائی محض بیگناہی کی حالت مین مارا گیا کوئی کہتا تہا جسکی آنکہین کہلی ہوئی ہین اور جسکی پتلیان پہری ہوئی ہین یہہ میرا نوجوان عصائے پیری بیٹا تہا فلان پادری صاحب کے سائیسون نے اسے قتل کر ڈالا غرض یون ہی ہر شخص شکایت کرتا کہ مجھپر یہہ ظلم ہوا ہے بجائے اسکے کہ ان کا انصاف کیا جاتا اور ان کی زار حالت پر رحم کیا جاتا اور الٹا ان کو چونچا کیا جاتا اور ان کی محض اس جرم مین کہ انہون نے پادریون کی پالکی کے سائیسون چوبدارون کی شکایت کی انہین صلیب پر چہڑا دیا جاتا- لیجیے یہہ انصاف تہا- نہایت مقدس شہر قسطنطنیہ کی کیفیت تہی کہ جہان رحمدلی- نیکی- شائستگی تہذیب مذہبی پاکی کا نام و نشان تک مٹ گیا تہا-

اس زمانہ مین اگر قسطنطنیہ اور ایران کا مقابلہ کیا جائے تو نسبتاً ایران مین پہر بہی قانون اور قاعدہ تہا- اور کسیقدر وہان کی رعایا یہان سے پہر بہی ان بیرحمیون سے آزاد تہی-

مختلف جرائم کی بہرمار سے کرشچین قسطنطنیہ کی تاریخ ہرگز بے داغ نہین رہسکتی اور ہمیشہ ان مظالم خیز حالات کو پڑہکر مسیحی قسطنطنیہ کی ہیبت ناک تصویر لوگون کی نگاہون مین ایک خوف پیدا کرتی رہیگی- جس زمانہ مین کہ ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بچے ہی تہے ایک نہایت نیک صالح رحمدل مصنف شاہ کو جو قسطنطنیہ کا تہا جس کو زمانہ گذشتہ مین (بائی زین ٹیم) کہتے تہے بیرحم ہاتون نے اس بیچارہ کو معہ اسکے بچون کے قتل کر ڈالا مسیحی سلطان کے حکم سے اسکی بیوی بچے سخت اور اشد بیرحمی سے ذبح کیے گئے- یہہ بادشاہ اپنے مامن اور معبد سے سخت ذلت سے نکالا گیا اسکی آنکہون کے آگے بچون کو پادریون نے باری باری سے قتل کیا پہر اسکی پیاری بیوی کو مار ڈالا اور آخر کار بادشاہ کا بہی اسی سختی اور قصائی پنے سے فیصلہ کر دیا گیا اس کے ہنوز معصوم ہی تہین ان کے ریشمی لمبے لمبے بال بیرحمون نے کہسیٹ کر ان کے گورے گورے گلون پر چہریان پہیر دین اس بادشاہ کی بیگم کا نام پادشاہ بیگم مارا شش تہا قسطنطنیہ کے سلطانون کی اس بیرحمی کی یادشاہ بادشاہ بیگم اور اس کے معصوم بچون تک انتہا نہین ہوئی بلکہ مقتول شاہ کے رفقا اور اس کے عزیزون پر بہی وہ ہی بیرحمیان توڑی گئین اور انہی درشت ناانصافی سے انہین بہی قتل کیا گیا- یہہ بد اعمالی اور بیرحمیان قسطنطنیہ کے عیسائیون کی

نا ہموار اعمال سے کبھی نہ جا ئینگی - اس بیگناہ شاہ کے رشتہ دارون کو معمولی قتل کرنے کی سزا ندی گئی بلکہ گرم گرم نکلون سے ان کی آنکھین نکالی گئین ان کے حلقون سے زبانین اینچ لی گئین ان کے ہاتھ پیر ایک ایک کر کے کاٹے گئے بعضونکو آگ مین جلا یا گیا اور بعض دیوارون مین زندہ چین دئے گئے - صدہا کو بند ہوا کر کتون سے پہڑوا دیا اور صدہا کو نصف زمین مین گڑوا کر تھوڑے تیرون اڑوا دیا - صدہا کو کہولتے ہوئے تیل مین مرغا کر دیا اور صدہا دیکہتے ہوئے کوئلون پر لٹا کر فنا کر دئے گئے گبن لکھتا ہے اگر ان کی گردنین تلوارون سے اڑادی جاتین تو ان کا بڑا بھاری رحم گنا جاتا ''

سلطنت بائی زین ٹائن ان ہی بے اعتدالیون اور بے قانون کارروائیون کے صدقہ مین دن بدن تنزل کرتی گئی اور آخر یہانتک نوبت پہونچی کہ اسکے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے - زمانہ کی ناانصافیون ناقابل تنفر بدعتون - ناقابل جہادون - غیر معمولی نامقدس راہبون کے جوشون - مذہبی مقتداؤن کی بے اعتدالیون - اشد اور سخت تر ظلمون نے بائی زین ٹائن سلطنت کی بنیادون مین زلزلہ ڈالدیا تہا اور ایک تخلل عظیم برپا تہا - ایسی ناگفتہ بہ حالت مین ایسی زبردست مصلح کی ضرورت تہی کہ جو اپنی رحمانی قوت بازو سے جابرون اور ظالمون کی عالم سے بیخ و بنیاد اکہیڑ کر پہینکدے اور انکی جگہ رحیم اشخاص پبلک پر حکمرانی کرنے کے لئے مقرر کرے یہہ کام صرف محمد عربی نے پورا کیا -

ط ل مین نے اس زمانہ کی عیاشیت کی مفصلہ ذیل کیفیت لکھی ہے کہ وقت طبیعت کا سبب ایک کارہ یا مجہول تصدق علاوہ غلام اور فتنہ انگیز صلاح کار بائی زین ٹائن شہنشاہ کا تہا - ایک تو شہنشاہ خود ہی مطلق العنان اور بیرحم ہوتا تہا لطف یہہ تہا کہ پیشوا اور بہی اسے اخلاق و شائستگی کے قوانین سے آزاد کرنے کی کوشش مین لگا رہتا تہا - ماتحت پادریون کا عہدہ بہی خوب ہی موہوم سے تہا - وہ چاہے اپنی سوسائٹی مین خواہ کچھہ ہی کام کیون نہ کرین اور انکی کیفیت طرز معاشرت کیسی ہی ہو پہر بہی وہ سب پر حکومت کرتے تہے ان کا حکم ہر گروہ اور ہر فریق پر چلتا تہا کیا مقدور تہا جو کوئی شخص انکے حکم سے انحراف کر سکتا سعہ لوگون کے دلون پر اپنے اخلاق سے نہین اپنے رحم سے نہین اپنے زہد و تقویٰ سے نہین بلکہ اپنے جبر اور زبردستی سے ایسے محیط تہے کہ گہٹا زمین کے کسی ٹکڑے پر محیط ہو جاتی ہے جو کچھ چاہتے تہے کر لیتے تہے اور ان پر انہین بہرحال پورا پورا اختیار تہا - انہین اول تو سرے سے یہہ قابلیت ہی نہ تہی کہ وہ عدل و انصاف کے دائرہ مین مقید ہو کر کچھہ کرتے اسپر بہی وہ جان جان کر رعیت پر ظلم ہی کرتے تہے اور جہانتک ان سے ممکن ہوتا اپنی نفسانی خواہشون کے پورا کرنے مین وہ ذرا بہی پس و پیش نکرتے - وہ اپنی فوق العادت تو تون سے عوام پر حکومت کرنا چاہتے تہے چہوٹے چہوٹے شعبدہ اور غیر نتیجہ کرشمون سے وہ چاہتے تہے کہ سبکو اپنا مطیع بنا لین لیکن یہہ ہی نہین ان کے احکام منوانے کیلئے جبر اور زبردستی جور و ستم بہی کرنا پڑتا تہا یہہ نہ تہا کہ لوگ زخود انکی پاکیزگی زہد و تقویٰ انکی پایداری انکی حلیمی انکی مسکینی انکے خلق کے باعث مطیع و منقاد ہو گئے ہون نہین وہ انہین ابلیس سے بڑہکر جانتے تہے مگر جبر و تعدی سے مجبور تہے - وہ ایک عام جہالت مین ڈوبے ہوئے تہے اور اس تدبیر و حکمت مین وہ تہے اور اس فرسودہ شائستگی مین اپنے کو اول درجہ کا مکمل انسان جانتے تہے - خانقاہ کے مذہب نے اولوالعزم اور دلیر شہریون کو جو بہت کچھہ پبلک فائدہ کے لئے کام کر سکتے تہے خانہ نشین اور معطل کر دیا اور انہین ایسا بیکار بنا دیا کہ بجز سوا مجبوری کے ان سے کچھہ نہو سکتا تہا - پادریون کی تعلیم انہین سکہاتی تہی کہ وہ محض بیکار بیٹہے رہین اور گہرون کو چہوڑ چہوڑ کر جنگلون مین آباد ہون اپنی شریفانہ محنت کشی کی عادتونکو بہول جائین اور انہین بیکاری اور گداگری کی عادت ہو جاے وہ دنیا سے علیحدہ ہو گئے تہے سنسان بیابانون مین انہون نے گوشہ نشینی اختیار کر لی تہی اور متقی خانقاہ یون تنہا بیٹہکر بے نتیجہ صدون مین اپنی زندگی برباد کرتے اور اسحالت مین گذر جانا اپنا سب کچہ جانتے - ل مین لاطینی مسیحیت جلد ا صفحہ [illegible]

[illegible] مشرقی جانب کا وہ ملک جو ایشیائی ٹرکی میں شریک ہے پارتھینس اور رومیوں نے تباہ کر دیا تھا
اور [illegible] بھی شکست بعد ازاں ایرانیوں اور قسطنطنیہ والوں نے خیرباد کر دی لیکن انہوں نے
[illegible] جھاڑ دی پھر دی - انکی تمدنی بربادی سے ان کی سوشیل مصیبت کئی قدم آگے بڑھ گئی
[illegible] عیسےٰ کے پیرو اور ان کے مقلد بت پرستی کو نیست و نابود کرنے کے بجائے اور اسکی بنیاد استوار کر
رہے تھے - میگو زرتشتی مذہب والے ذلیل اور متزلزل عیسوی مذہب سے مقابلہ پر تلے ہوئے تھے [illegible]
[illegible] الاعتقاد لوگوں سے سخت ہلاکت میں پڑے ہوئے تھے جن عورتوں نے کہ نبوت کا دعوی کیا تھا
[illegible] فسادوں نے - مغربی ایشیا کو تباہ و برباد کر دیا تھا - اور اس تمام خطہ پر خونخوار جہالت
اور وحشت چھائی ہوئی تھی - فتح کی گرد باد اور اسکے زہریلے تند جھونکے جو افریقہ پر زور سے چلنے لگے تھے
انہوں نے وہی ایک نئی آفت برپا کر دی تھی - خونریزی قتل و غارت عیسوی مذہب کے پیروؤں اور
[illegible] کی بے قانونی نے مصر اور افریقہ کے صوبوں میں اخلاق و انصاف کا تو بالکل [illegible]
[illegible] دیا تھا - یورپ میں لوگوں کی کیفیت اور بھی مصیبت خیز تھی - روشن دن اور دن بھی دوپہر
کی حاضری میں [illegible] ملک کا سچا سرپرست قسطنطنیہ کے بڑے بازار میں زندہ جلا دیا گیا - روم
کی تمام [illegible] میں شیعوں کی اپنے حریفوں سے جنگ ہوتی تھی اور تمام چرچ عیسائیوں کے خون
سے رنگے جا رہے تھے - کوئی گرجا کوئی خانقاہ کوئی قربان گاہ ایسی نہ تھی کہ جس کی سرزمین پر خون
کے باعث مکھیاں نہ بھنکتی ہوں - اسپین میں بھی بدانتظامی کی یہی کیفیت تھی وہاں بھی بربادی
[illegible] چل رہی تھی اور خونریزی کا بازار گرم تھا -
دولتمند اور امیر شخص جن کو صوبہ کی مجسٹریٹی ملی تھی اور جو شہنشاہ کی ماتحتی میں مجسٹریٹ کے لقب سے
پکارے جاتے تھے تمام بوجھوں سے انہیں سبکدوش کر دیا تھا - وہ شہر کے باہر خوشنما مکان بنا بنا کر انہیں عیش میں
اپنی زندگی بسر کرتے تھے حسین حسین امرد اور خوبصورت لونڈیاں انکے گرد خدمت میں حاضر رہتی تھیں وہ
اپنا وقت زیادہ تر حماموں میں صرف کرتے اور وہاں وہ بدعت ہوتی کہ پناہ بخدا یا جو [illegible] انکا وقت صرف
ہوتا تھا ان صرف اسقدر تو تھا کہ کھانے اور شراب پینے میں انکے وقت کا کچھ حصہ صرف ہوتا تھا اور نہیں تو
وہ اپنا وقت جوا کھیلنے - حماموں میں بداخلاقی سے اپنی زندگی بسر کرنے میں گزار دیتے تھے -
ان کے اس عیش پسندی اور گلچھرے اڑانے نے خدا کی مخلوق پر ستم برپا کرنے شروع کر دیئے -
ملک کا چھوٹے سے چھوٹا اور دور سے دور حصہ کوئی ایسا نہ دکھائی دیتا تھا کہ جس پر [illegible] کا ظلم کا
ہاتھ نہ دراز ہوا ہو اور ان کی سلطنت کے زہریلے اثرات سے کوئی بچا ہو - ایک آفت چاروں طرف
چھائی ہوئی تھی کسی جگہ امن کا پتہ نہ تھا لوگوں کی متجسسانہ نظریں امن اور آسائش کی تلاش میں

اٹھتی تھین تو پرانی دنیا سے ہمکنار ہوکر واپس نہ آتی تھین آخرکار غلامی ناپید ہوگئی تھی اور اسکی جگہہ آزادی اور غلامی کے درمیانی صورت قائم ہوگئی جو پھر بھی کسیقدر بہتر تھی اور یہہ لوگ غلامون کی بہ نسبت بہت زیادہ خوش وخرم اپنی زندگی بسر کرتے تھے وہ جایز طور پر اپنی شادیون کا ٹھیکا کر لیتے تھے اور انہین اسقدر زمین کی آمدنی سے جو انہین جوتنے بونے کے لئے دی جاتی محدود روپیہ ملتا اور ان غلامون کے مرنے پر ان سے اسباب اور مویشی نہ لیتے - لیکن اور تمام باتون مین یہہ غلام ہی تھے اور غلام ہی کے نام سے پکارے جاتے تھے -

ان کی ذاتی خدمات جو اگرچہ گورنمنٹ تھین - یعنے سلطنت کو ان کی ذاتی خدمات پر پورا اختیار تھا - گھریلو غلامون مین اور اس زمین کے غلامون مین صرف یہی فرق تھا کہ گھریلو غلام تو ہر قسم کی خدمت کرنے کے لئے مجبور ہوتا تھا مگر انہین صرف زمین ہی کی خدمت سپرد ہوتی اور دوسرا کام ان سے نہ لیا جاتا - لیکن یہہ ناممکن تھا کہ وہ بآزادی کہین دوسرے ملک کو جا سکین اور اپنی خوشی کے موافق زمین مین کام کر سکین - بایں ہمہ غلامون کی حالت مصیبت ناک اور ناگفتہ بہ تھی آبادی مین غلامون ہی کا بڑا جزو تھا کہ جن پر طرح طرح کی سختیان اور آفتین توڑی جاتی تھین اور انکی زندگی اس تکلیف مین گزرتی تھی کہ ان کے افسوسناک حالات سنکر ہم آٹھ آٹھ آنسو روتے ہین -

اسباب اور مویشی سے بھی بدتر ان سے برتاو ہوتا تھا وہ مظلوم خاموشی سے اپنے مربیون کے بیجا مظالم کو سہتے تھے اور اف نہ کرتے تھے وہ چارون طرف اپنے دادرس کو دیکھتے مگر اپنی اس جستجو مین وہ ناکام رہتے اسلئے ایک ایسے نجات دہندہ کی ضرورت تھی کہ جو انہین ان سختیون سے نجات دیتا اور ان کا پورا سرپرست بنجاتا یہہ مبارک کام جہان کے حامی محمد عربی نے پورا کیا اور اسی مقدس ذات کو یہہ شایان بھی تھا - انسانی فطری خوشیون اور روحانی یا جسمانی لذتون مین سے کسی لذت کا انہین ذرا بھی حصہ نہ ملا تھا - وہ بظاہر انسان تھے لیکن ان کے بیرحم ظالم آقا جانورون سے بدتر ان کو رکھتے تھے ایک یورپین مورخ جو اپنی متعصبی مین مشہور ہے اپنے پرزور مضامین کی رو مین یہہ لکھتا ہے "کہ دو غلام جس وقت انکا آقا پہلوون کے بچھونون پر پڑا سوتا تھا باہم آنسو بھر بھر کر یہہ گفتگو کر رہے تھے کاش ہم کتے بنائے جاتے تو کبھی ہمارے کان مین آقا کی جھکاری کی آواز تو آتی یہہ آواز غنودہ آقا کے کان مین پہونچی اور اس نے انہین صرف اتنے سے کہنے کے جرم مین زندہ ذبح کر ڈالا - وحشیون کے حملے اور بھی غلامون پر زیادہ مصیبت کے بانی ہزارہا غلام محض بیگناہی کی حالت مین بیرحمی سے قتل کئے گئے سب سے زیادہ ان غلامون کی بدتر حالت تھی کہ جو پادریون کے پاس تھے اور گرجون مین کام کرتے ان پر تو اور بھی غضب برپا تھا تمام جہان کے مظالم اور سارے عالم کی آفتین پادریون کے غلامون کی جانون پر برپا رہتین - پادریون کے ننھے ادنے سی باتون پر بیچارے ستم رسیدہ غلامون کو اپنے ہاتھون سے ذبح کر ڈالتے اور ذرا

اُف انکے لئے پاک گرجون کی زمین بیگناہ غلامون کے خون سے رنگی جارہی تھی۔
مگر کوئی نہ پوچھتا تھا کہ پادری کیا ظلم کر رہے ہین اور انکے تعدی کی کچھ حد بھی ہے یا نہین۔ جس قصبائی پر چڑھتے تھے کہ مرد قتل کئے جاتے تھے اسی سفاکی سے عورتین اور انکے یتیم بچے بھی ذبح کئے جاتے نہ لونڈیون کی زاری اور نہ یتیم بچون کی حسرتناک واویلا کوئی سنتا تھا نہ مظلومین کی جگر شق کرنے والی صدائین سفاکون کے ہاتھون کو قتل سے باز رکھتی تھین۔ یہودیون کا ایک عظیم الشان گروہ جو عالم مین اکرم گنا گیا جو کچھ مصیبتین یہود نے بعد رفع حضرت عیسیٰ کے پیروان کے ہاتھون سے اٹھائین وہ ناگفتہ بہ ہین ایک یہودی مورخ لکھتا ہے کہ حضرت عیسیٰ نے سولی پر چڑھ کر تمام عالم مین دو عظیم الشان گروہون میں ہمیشہ کیلئے فساد کا بیج بو دیا اور لاکھون بیگناہ جانون کو پامال کرادیا (معاذ اللہ) یہہ بیانی ہین کہ حضرت عیسیٰ کے صلیب چڑھنے کی پالیسی یون ثابت ہے ہین عیسائیون نے قوت پکڑکر یہودیون پر اسقدر ظلم کیا کہ جسکی انتہا ہو گئی تھی مسیحی حکمرانون نے گویا یہودیون کی نسل منقطع کر دینیکا بیڑا ہی اوٹھا لیا تھا حضرت عیسیٰ کی ۲۱۶ برس بعد جب ولیس گوتھ ... کا دور حکومت آیا تو اسنے یہودیون کی جان پر ادبھی غضب برپا کر دیا لاکھون یہودیون کو زندہ جلا دیا اور ہزارونکو زندہ دیوارون مین چنوا دیا غرض وہ وہ ظلم توڑے گئے کہ بیرحم سے بیرحم انسان بھی یہہ لا دینے والی حالتین دیکھکر جگر شق کرے مگر پادریون کو ذرا بھی رحم نہ آتا تھا۔
یہہ ظلم وستم اس وقت تک برقرار رہا کہ جب تک اسلام کا ظہور نہین ہوا یہہ سبب تھا جس سے اسلام کا ظہور دنیا مین ضروری اور لابدی تھا۔ اگر اسلام نہ پیدا ہوتا تو قیامت تک خدا کی مخلوق یون ہی کچلی ہوئی چلی جاتی۔
ان ظلمون کے ہاتہہ روکنے کے لئے کوئی بھی نہ نکلتا نہ مظلومین کی داد کو کوئی پہونچتا اور نہ امن قایم کرنے خدا کے سچے فرمان اور اسکی مرضی معلوم ہوتی۔
اس مقدمہ مین مجھے یہہ بھی ثابت کرنا ہے کہ اسلام کے آنے کی ضرورت تھی جتنے واقع مین نے لکھے ہین انکو دیکھکر خود ناظر کہہ اٹھیگا کہ بیشک اس زمانہ مین اسلام کے آنے کی بہت ہی اشد ضرورت تھی اب مین ملک عرب کی طرف متوجہ ہوتا ہون وہ عرب جہان ہمارا پیارا نبی پیدا ہوا اور تمام جہان کے نجات دہندہ کا اپنے استواری سے وعدہ کر لیا۔ جبکہ جور وستم کی تاریکی عالم پر چھائی ہوئی تھی اور مسائل انصاف اور امن کا ... عرب کی قومین جو مختلف ملکی جھگڑون مین کبھی شریک نہین ہوئین اور نہ پولیٹکل کاروائیون کا انہین حصہ ملا ان کے اصلی اصلی حالات کچھ ایسے پوشیدہ ہین کہ ان کی مفصل کیفیت ابتک نہین کھلی۔ اور جو اصل بیان کیا جائے تو عرب کی قوم موجودہ کے کچھ واقعات تاریخی بھی ایسے نہین ہین کہ وہ قلمبند کئے جاتے یا انکو تحریر مین لانے کی ضرورت پڑتی حضرت ابراہیم سے ابتک عرب کے بہت سے قبیلون کی اوقات ... ہے معمولی کھیتی باڑی کرنا اور اپنے مویشیون کو چرانا انکا پیشہ وہی تھا نہ بدوشی اور وہی شوق ...

وہ ہی کہانا پینا ذرا بھی فرق نہین ہوا۔ یہہ تو بعض قبایل کا ذکر ہے نہین ہمارے مفخر موجودات کے مبارک ظہور سے پہلے کل قبایل کی یہی کیفیت تہی ہان ایک صفت اگر تہی تو یہہ تہی کہ وہ کسی کا مطیع ہونا عیب قیال کرتے تہے علیحدہ علیحدہ ان کے خبر گیے تہے اور وہ اسی مین اپنی زندگی بسر کرنا اپنا قومی فخر خیال کرتے۔ ان تک کسی نے تہذیب کی روشنی نہ ڈالی تہی اور وہ اپنی بت پرستی ستارہ پرستی کی اگ سے ہی دہن مین پامال ہوتے جارہے تہے۔

کسری اور قیصروں کے متواتر عرب پر لشکر کشیون نے سوائے مختلف تباہی اور شہرون کے برباد کرنے کے عربون کو ان کی خواب غفلت سے نہ جگایا نہ صرف سلطنت قسطنطینہ بلکہ ایرانیون کی سلطنت کے متواتر حملون نے اور بہی عرب مین ایک آفت برپا کردی تہی۔ حملون سے بربادی بڑہتی جاتی تہی لیکن یہہ نہ تہا کہ ان حملون سے کسی قسم کی اصلاح پہیلتی۔ نہ کہ ویرانی کی وبا پہیلتی چلی جاتی تہی۔ تمام جہان نے اپنے اپنے زمانہ مین ترقی کرلی آخر اس خطہ کی بہی باری آئی کہ جو سب سے الگ پڑا ہوا تہا اور جسپر اولوالعزم فاتح آنکہہ اٹہا کر دیکہنا بہی عیب خیال کرتا تہا۔ یکایک اسمین سے نور چمکا اور وہ نور حضرت مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کا تہا کہ جنہیں ملکی ہونے کا سدا فخر رہا اور خود مکہ بہی اپکی مبارک ذات سے ہمیشہ فخر کرتا رہا۔

پہاڑون کا سلسلہ جو بیت المقدس سے خاکنائے سویز تک برابر چلا گیا ہے اور جزیرہ نمائے عرب کے جنوبی حدود تک دریائے احمر کے متوازی ایک صورت مین خوبصورتی سے قایم ہے اسکو عربی زبان مین حجاز یا حدفاصل کہتے ہین یمن تک جتنے ممالک کو یہہ پہاڑی سلسلہ گہیرے ہوئے ہے وہ سب حجاز ہی مین داخل ہے۔ کہین سے تو یہہ پہاڑون کا سلسلہ سمندر کے پہلو بہ پہلو چلا گیا ہے اور کہین کنارے سے بہت دور فاصلہ پر واقع ہوا ہے اور اپنے اور سمندر کے کنارہ کے بیچ مین ویران زمین نشیبی گہاٹیان خشک چہوڑ گئے ہے اور کہین سے تروتازہ گہاٹیان اور زمین موقع ہوئی ہے۔ ان پہاڑون کے اس پار مشرق کی طرف نجد کی حدود پہیلی ہوئی ہین۔ اور یہی حصہ بلندی عرب کہلاتا ہے۔ یہان تروتازگی اور سرسبزی نے قول ہار دیا ہے۔ آنکہہ کو حد سے زیادہ تروتازگی یہان کی سرسبز زمین سے ہوتی ہے۔ لہلہاتا مرغزار اور سینکڑون ہرے بہرے باغ یہین چشم ناظر کو اپنے اوپر فریفتہ کرتے ہین فطرۃ کے مقناطیسی منظر اور ان کی بہار یہین کیفیت دیتی ہے اسی حجاز مین مکہ اور مدینہ بہی ہین جو اسلام کی پیدائش کی جگہہ اور اسلام کے گہوارے تہے۔

اس مرز و بوم یا کشور کو چار قابل وصف ملکون مین تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلا حصہ شمال کی طرف عربیا پتریا کہلاتا ہے جسمین پرانے ائیدومیئیا اور میڈین تیز کے ممالک شامل ہین۔ اسکے بعد ملک حجاز ہے جسمین یثرب جسکو بعد ازان مدینۃ النبی کے لقب سے ملقب کیا گیا شامل ہے۔ حجاز کے جنوب کی طرف شہر تہامہ واقع ہے جہان مکہ اور جدہ کا بندر ہے یہہ جدہ کا بندرگاہ ہی ہے کہ جہان ہر سال عجیب و ...

[illegible] عرب جو قرنوں سے زمانہ کے حاجی جمع ہوتے ہیں اور پھر یہہ دونو [illegible]
تہامہ [illegible] کہلاتا ہے جو یمن کے حدود [illegible]
یمن اس حصہ ملک کو کہتے ہیں کہ جو عرب کے مراقع کے جنوب مغرب کی انتہا پر واقع ہے جسکو مغرب کی طرف
دریاے احمر گھیرے ہوئے ہے اور جنوب کی طرف سے بحیرۂ ہند اور شمال کی طرف سے حجاز مشرق کی
جانب حضرموت اور اطراف گھیرے ہوئے ہے عموماً جنوب عرب کو یمن کہتے ہیں۔ جنوب عرب میں علاوہ یمن کے
حضرموت اور ضلع مہرہ حضرموت کے مشرق تک شحر ہے مہرہ کے پار جزیرہ نما کے جنوبی مشرق
دنبہ پر عمان واقع ہے جس کے شمال میں البحرین یا الحسا خلیج فارس پر آباد ہے۔ اس ملک کی تحریری کشور
نجد جسکی بلندی میں ایک وسیع خطہ ہے جو مغرب کی طرف حجاز کے پہاڑوں کی مشرقی جانب سے شروع ہوتا
ہے اور اسمیں تمام وسطے عرب شامل ہے۔ نجد کا وہ حصہ جو یمن کی حدود میں واقع ہے اسکو یمن کا نجد کہتے
ہیں اور اس کا شمالی حصہ صرف نجد ہی کہلاتا ہے۔ یہہ دونو حصے ایک پہاڑی علاقہ کے سلسلہ سے جدا کر دیے گئے
ہیں جسکو یمامہ کہتے ہیں یہہ مقدس شہر اسلام کی تاریخ میں بہت مشہور ہے نجد کے شمالی رخ شامی
جنگلات پھیلے ہوئے ہیں۔ یہہ جنگل نہ صرف عرب کا ایک حصہ ہیں بلکہ یہیں خانہ بدوش عرب اپنے گلے
چراتے اور خود بھی آباد ہیں یہیں ان کی کہیتی باڑی ہوتی ہے۔ ان کی وحشیانہ زندگی اور اسکی غیر
تہذیب طرز معاشرت ان کے ابراہیمی جد مورث کی سی انمیں اب تک پائی جاتی ہیں۔ نجد کے شمال
مشرق کی طرف عراق ہے عرب کے مزروعہ خطوں میں یہہ برابر پہیلا ہوا ہے۔ نجد کی مشرقی طرف البحرین
واقع ہوئے ہیں۔ جنوب کی طرف داہنا کے جنگل پہیلے ہوئے ہیں اور اس جنگل نے نجد اور حضرموت
اور مہرہ کو علیحدہ کر دیا ہے۔ یہہ وسیع ملک جو ملک فرانس سے وسعت میں دگنا بڑا ہے دو قوموں
سے آباد ہے ایک قوم کو شہری کہتے ہیں اور دوسری قوم جنگلی یا جنگل کی رہنے والی کہلاتی ہے۔
برٹن اور پول نے جو اعلے درجہ کے مشہور و معروف مصنف ہیں ان صحرا نشینوں یا خانہ بدوشوں کے
حالات یوں قلمبند کئے ہیں۔ یہہ عرب جنکا مذہب اسلام ہے باایمان وفادار اپنے قول کے پورے
راسخ الاعتقاد ہیں۔ انمیں دین اسلام کی سچی سچی حمیت ہے انہیں عزت کا ایسا ہی پاس ہے
کہ انتقام لینے کے لئے وہ اپنی جانیں ہلاک کر دیتے ہیں ان کی مستقل مزاجی اور اولو العزمی انکی
وفاداری اور اپنے قول پر ثابت قدم رہنا وہ اعلے اعلے صفتیں ہیں کہ جو مہذب سے مہذب ملک
میں بھی نہیں پائی جاتیں۔ شہری اور جنگلی عرب میں خواہ کچھہ ہی فرق کیوں نہو پھر بھی یہہ کہا جا سکتا
ہے کہ ہر عرب فطری طور پر گویا جنگل یا لق و دق صحرا کا بچہ ہے۔ اسکی جوشیلی اور پر جذبہ آزادی
کی محبت اسکی روحانی سربلندی اور فخر اسے اس بات پر مجبور کرتا ہے کہ وہ بازادی سر سبز جنگلوں
میں اپنی زندگی مصفا آسمان کی نیلی چھت کے نیچے بسر کرے اور کسی مغرور حکمران کے آگے سر تسلیم خم نہ

صداقت اور نیکی [illegible] اور [illegible] ہے وہ صرف ایک خدائے واحد کی پرستش کرتے ہین اور انہین سے ایک
نبی موسی عربی کو [illegible] ——— اپنا مقتدا اپنا شفیع سمجھتے ہین - ایک بدوی کی اصلی روحانی
اور [illegible] صرف یہی ہے کہ خدا [illegible] دین پر قایم رہے اور اپنے عزت کے [illegible] کبھی
مکدر ہوئے یا شکستہ ہونے کا موقع نہ دے - ایسا زبردست اثر کبھی اور کہین کسی زمانہ مین کسی نبی کی تلقین
کا نہین ہوا[۱] دریائے فرات کے مشرقی کنارہ پر جو ملک آباد ہے اسکو عراق عرب کہتے ہین عرب [illegible]
یا قطری عرب اور ابراہیمی فرقہ کے بہت سے لوگ جزیرہ نما مین خود چلے آئے اور پھر انہون نے جو کٹشن
نائث[۲] عربون کے ساتھ اپنی بود و باش اختیار کی یہہ تین نام عربیہ - متعاربہ - مستعربہ ان قومون
کے زمانہ اور قومیت کے لحاظ سے اپنے یہہ خطاب کہے[۳] عرب عربیہ کی قومین جنکا ایک خاص تعلق تاریخ
اسلام سے ہے وہ بنی عاد اور ثمود تسم جدیس سائٹس اور پٹولیمی ہین - جزیرہ نمائے عرب مین جو لوگ
کہ پہلے ہی سے بستے تھے اور یہان کے اصلی باشندے تھے وہ بنی عاد کی قوم مین سے ہوئے ہین - انہون
نے وسطی عرب مین خصوصاً اپنی بود و باش اختیار کی تھی جو ملک مین ہیڈسرامائٹ اور امن
پیوستہ ہے - اپنے قومی زمانہ کی ابتدا ہی مین یہہ ایک قوی اور خوفناک قوم نکلی - اس قوم کا ایک
سلطان جسکا نام شداد تھا اور جسنے اپنی سلطنت کو جزیرہ نمائے عرب سے اس پار تک وسعت دی
تھی ایک بہت بڑا شان و شوکت والا بادشاہ تھا جسکا ذکر قرآن مجید مین بھی آیا ہے - مورخ لکھتے
ہین کہ اسنے عراق بھی فتح کرلیا تھا اور اسکی سلطنت کی حدین ہندوستان تک پہونچگئی تھین
مختلف تاریخی روایتون سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح سے دو ہزار برس پہلے عربون نے بیبی
والون پر حملہ کیا تھا ضحاک کے حملہ کی نسبت اسی قسم کی روایتین ایرانیون مین بھی مشہور ہین شداد
جسکا ذکر قرآن شریف مین آیا ہے یا اسکے کسی ہمنام جانشین نے مصر پر حملہ کیا اور مغرب کی طرف
ہتیار اٹھائے - عربی مورخون کے قول کے موافق مصریون نے اپنے ہمسایون ای تھیوپیئن یا کیوشائٹ
کی مدد سے شدادیون کو افریقہ کے باہر نکالدیا اس قسم کی تواریخی روایتون سے بہت کچھہ نتیجہ نکلتا
اور دیرینہ صحیح صحیح حالات کا بہت کچھہ علم ہوتا ہے -

ح۱ لینارمنٹ کی تاریخ مشرق جلد ۲ صفحہ ۲۹۳
ح۲ ابن الاطہر جلد اول صفحہ ۵۰ - ۵۵
ح۳ کاسن ڈی پرسیول -
لکھتا ہے کہ بائیدہ اور عربیہ دونو ایک ہی ہین صرف الفاظ کا تغیر و تبدل ہے - فاضل مورخ کا یہہ قول قابل سند ہے -
ح۴ ابڈ اہیٹس جنکو جوکٹشن نائث نے فتح کرکے تباہ کردیا تھا اور ان کے ملک پر قبضہ کرلیا تھا ایک بہت بڑی زبردست
تھی - اس کی نسبت مورخون نے بہت بہت کچھہ طبع آزمائی کی ہے - ان تمام قومون اور ان کے حالات مین وہ
دلچسپی ہے جتنا کہ ان اقوام کو اسلام سے تعلق ہے مگر چونکہ عرب فرقون کا ذکر کرنا ہے اسلئے ہم ان کا مختصر
پتہ اور نشان لکھدیتے ہین -

ایڈامٹس کا گروہ کثیر کہتے ہین کہ ایکدفعہ خشک سالی مین تباہ ہوگیا ہزارون ادمی بہوکے پیاسے بہڑک
بہڑک کر مرگئے اور لاکہون عورتون بچون نے اسی کی تکلیف مین جان دیدی۔ اس قوم مین سے کچہہ حصہ
بچا تہا جسنے کچہہ عرصے بعد پہیل کر پہر دوسری ایڈامٹس فرقہ کی بنیاد ڈالی اسی گروہ نے یمن مین نسبت
کچہہ سرسبزی پیدا کی۔ مگر پہر یہہ دوسرے ایڈامٹس جو کیث نانڈہ کے سمندر مین غرق ہوگئے یعنے جو کیث
نانڈہی بنگئے۔ بنی عابہ؛ بخیال لینارمنٹ کے ایرےمیٹ اصل مین ہین جو بلاشبہ عالیہو
ہی مین سے ہین۔

بنی ثمود بنی عاد کے موافق کیوشائٹ اورہےٹ تک نہے یہہ لوگ پہلے توہم کی حدود مین آباد تہے اور بعد
ازان ملک حجر مین انہون نے اپنی بود و باش اختیار کی یہہ ملک حجاز اور شام کے بیچمین عرب پیٹیرے کے مشرق
کی جانب واقع ہے یہہ لوگ غارون مین اپنی زندگی بسر کرتے اور چٹانون کے نیچے ان کے جہونپڑے
بنتے تہے۔ کبہی انہون نے زمین پر اپنے مکان نہین بنائے۔
سرتہری لایرڈ نے اپنی کتاب جدید سیاحی ارلی ٹریولس مین اس قوم کی کیفیت لکہی ہے انہون نے
ان نشانات کا پتہ اپنی کتاب مین لکہا ہے کہ جو ہنوز اس قوم کے مکانون کے چٹانون پر پائے جاتے
ہین۔ جو روایتین اپنے بزرگون کی نسبت وحشی بدو بیان کرتے ہین حال کی تحقیق نے انہین
بالکل صحیح ثابت کردیا۔ یہہ ثابت ہوچکا ہے اور اسمین سب متفق الرائے ہین کہ بدو عرب کبہی جہوٹ
نہین بولتے نہ صرف بدو عرب بلکہ حربون کے کل فرقون کی یہی کیفیت ہے وہ اپنے بزرگون کی بہادری
بنی ثمود اور بیہودہ شیخی بازیون مین لت پت کرکے بیان نہین کرتے بلکہ جو کچہہ واقعی ہے اسکو وہ بہت فخر سے بیان
کرتے ہین۔ ان کی عادتین سادہ اور بے لوث ہین وہ جہوٹی باتون سے ایسی ہی نفرت کرتے ہین جیتنی کہ ایک ثابت
کرنے ممکن ہوسکتا ہے۔ برخلاف ہم ہندیون کے (مسلمانون سے غرض ہے) کہ اگر اپنے بزرگون کے حالات بہی بیان
کرے تو اس مین اہی بیہودہ ہنود اور بےنتیجہ فخر کا اسقدر میل ہوگا کہ جو ان کے اصلی حالات کوبہی چہپا لینگے۔
لوگ جو چٹانون مین پوشیدہ چہپکر رہتے تہے اپنے کو خدائی غضب سے محفوظ جانتے تہے انہین یقین تہا کہ ہمپر
نازل ہی نہین ہوسکتا مگر اس خیال نے زیادہ مدت تک پائداری نہین کی اور ان کے مضبوط و مستحکم
مکانات ہوائی سکائی ہوگئے اور یہہ قوم بالکل تباہ کردیگئی قرآن مجید مین قریش کے ڈرانے اور تنبیہ کرنے کے لیے اس
تباہی کا ذکر آیا ہے۔

بربادی کے بعد بنی ثمود قوم کے بچے بچاوے لوگ ماونٹ سیر خلیج ایلی نیتک کے شمال مین چلے گئے اور یہان
حضرت اسحاق اور یعقوب کے زمانہ تک مقیم رہے۔ کہ پہر یہہ گروہ یکایک معدوم ہوگیا بلاشبہ ایڈوامٹس نے
ہڑپ کرلیا تہا اور ان کی جگہہ ماونٹ سیر پر یہہ لوگ قابض ہوگئے۔ اس کے بعد بنی غطفان نے یمنیون
کو وطن سے نکالدیا تہا۔ یہہ لوگ بلاشبہ ڈایوڈورس سیکولس کے زمانہ سلطنت مین تہے اور

یہی لوگ ہتے جنہون نے رومیون کے لشکرون کو بہت کچہہ مدد دی ہی اور ان کی فتحمندی سے انہون نے بہی بہت بڑا حصہ لیا تہا۔ تم اور جادس غیر مشہور قومون کا ذکر چہوڑ کر پہر مین بنی جرہم کا ذکر کرتا ہون۔ یہہ گروہ بہی ایک زمانہ مین تمام جزیرہ نمائے عرب مین پہیل گیا تہا اور انہون نے اپنی ترقی کی یادگارین اپنے برباد ہونے کے بعد ایسی چہوڑین کہ جو اب تک نظر آتی ہین اور جنکا ظہور گزشتہ پرشوکت قوم کی ترقیون کا ایک اعلےٰ نمونہ ہے۔

عرب مورخون کے اقوال کے مطابق اس زمانہ مین جو کچہہ جزیرہ نمائے عرب مین الٹ پہیر واقع ہو رہی تہی وہ صرف دو بہائیون کی وجہ سے ہتی ایک بہائی کا نام قحطان اور دوسرے کا یقطان تہا جو ابرہام کے بیٹے تہے اور یہہ قحطان یرب کا بیٹا تہا جسکو یمن کا پہلا سلطان کہا جاتا ہے اس سلطان نے اپنا ہی نام اپنی نسل کا رکہا اور تمام جزیرہ نمائے عرب کے گروہون کے ساتہہ اس کا نام شامل کیا گیا۔ یرب یشہد کے بعد تخت نشین ہوا جو محراب کا بانی اور مشہور عبد شام کا باپ تہا۔ اور عبد شام کا لقب صبا تہا صبا کے دو بیٹے تہے ایک کا نام احمر اور دوسرے کا کہلان تہا۔ احمر[1] اپنے باپ کے بعد تخت سلطنت پر بیٹہا اور پہر یہہ خاندان احمری یا احمریہ کہلایا۔

احمر اور اوسکے بہائی اور جانشین کہلان نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک صدی پہلے تک یمن مین حکومت کی اسی خاندان سے ذوالقرنین[2] اور مشہور بلقیس ہوئی جو بعد ازان بیت المقدس مین حضرت سلیمان کے وقت مین چلی گئی ہتی۔

---

[1] اس کا نام احمر یعنے سرخ اسلیے رکہا تہا کہ اسے سرخ جبہ پہننے کا بہت شوق تہا نہ صرف سرخ جبہ بلکہ کل کپڑے سرخ پہنا کرتا اور اسی رنگ سے اسے بہت شوق تہا یہی وجہ ہتی کہ اس کا نام احمر رکہا گیا تہا۔

[2] ذوالقرنین کی تشخیص کرنے مین ایک بہت بڑا شبہہ باقی ہے۔ بہت سے مسلمان مورخون کا قول ہے کہ قرآن شریف مین جس سکندر اعظم یا ذوالقرنین کا ذکر ہے وہ وہی سکندر وائے مقدونیہ تہا۔ یہہ خیال شاید کسیقدر صحیح ہو اسلیے کہ ذوالقرنین کے معنے دو چاند کے ہالے کے ہین سکندر کے زمانہ مین یہہ دستور تہا کہ مصر مین تاج پر دو چاند کے ہالے لگایا کرتے تہے اور یہی سکندر نے بہی اپنے تاج مین لگائے تہے اسلیے آپ سکندر ذوالقرنین کہلاتے ہین اور غالباً قرآن شریف مین بہی شاید اسی سکندر سے مطلب ہو اسلیے کہ اسکے فتوحات بہت وسیع ہتین اسکے علاوہ ایک بہت بڑا ثبوت اس امر کا یہہ ہے کہ جس ذوالقرنین کا ذکر قرآن شریف مین کیا گیا ہے وہ سکندر مقدونیہ ہی تہا۔ سکندر مقدونیہ کا مزار لیبیا مین جو میر ایلین مین بنا ہوا ہے اسیکو مسلمان سکندر ذوالقرنین کا مزار جانتے ہین بلکہ اسکو نبی کہتے ہین ہزارون کوس سے اس مزار شریف کی زیارت کے لیے لوگ دور دور سے چلے آتے ہین اور انہین اس امر کا یقین ہے کہ یہی وہ ذوالقرنین ہے جسکا ذکر قرآن مجید مین آیا ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ سکندر مقدونیہ ہی ذوالقرنین کے لقب سے پکارا جاتا ہے دوسری بات یہہ ہے کہ دنیا کے کسی حصے سے بڑے حصہ مین بہی ایسا کوئی سکندر نامی سلطان نہین گزرا کہ جسنے ایسی عظیم الشان فتوحات کی ہون سب سے بہاری بات سے یہی پایا جاتا ہے کہ سکندر مقدونیہ ہی ذوالقرنین ہے نہایت لکہتا ہے کہ شداد۔ سکندر ذوالقرنین۔ بلقیس یہہ تینون کیونکہ شش ہی تہے۔ بعض نافہم یہہ جانتے ہین کہ ذوالقرنین جسکا ذکر قرآن شریف مین ہے وہ چین کا خاقان تہا حالانکہ یہہ محض غلط ہے نظامی نے سکندر کے حالات کو بطور جہوٹے مشرقی افسانون کے لکہا ہے لیکن پہر بہی انہون نے ذوالقرنین سکندر مقدونیہ ہی کو لکہا ہے۔ اب صرف بحث یہہ ہے کہ آیا بلقیس اور شداد یہہ بہی اسی قوم مین سے تہے جسمین کہ سکندر تہا یا سکندر قبیلہ کا بیٹا اور خاندان مین سے تہا مختلف روایتون اور تواریخی حالات سے اس امر کی کافی شہادت ملتی ہے کہ یہہ تینو ایک ہی قوم تہے سکندر کے سوانح عمری پر جب نظر ڈالی جاتی ہے اور اس کے تمام آبائی حالات پر غور کی جاتی ہے تو اسکی طرز معاشرت بلقیسون یا شدادیون سے بہت مشابہ ہے۔ عموماً اپنے قومی بہائی شداد ہی اور بلقیس کو اپنی سلطنت مین بڑے بڑے عہدے دیے اور عموماً اس کا اعتبار اپنے ہمقومون پر بہت زیادہ کرتا تہا۔ سکندر کی نسل کی نسبت فردوسی نے یہہ بہی لکہا ہے کہ گشتاسپ کی اولاد مین تہا اور دارا سے قریب ہی تعلق تہا۔ غالباً یہہ بات بہی صحیح ہوگی کہ گشتاسپ ہی شداد کا شمار کیا جا سکتا ہے بہرحال یہہ بات بخوبی کہل گئی اور اس کا ثبوت کامل طور سے ہو گیا کہ سکندر مقدونیہ ہی ذوالقرنین تہا۔

جو روایتیں کہ حال کے اسماعیلیون کی نسبت مشہور ہین ان کا تعلق بہت کچہہ حضرت ابراہیم سے
اور حضرت ... کی بابت ہے کہ جب حضرت ابراہیم چیلڈیا سے بدر کیے گئے تہے حضرت ابراہیم کی
تہا ... حکومت کی بیابانک کہ بیبی لونیا کے سلطان نیوچد نذر نامی نے انہون ...
ہزارون کو قتل اور لاکہون کو سسکتا ہوا ویران جنگلون مین نکالدیا۔

جزیرہ نمائے عرب مین جب اسماعیلیون نے اپنا قیام کیا اور وہ مستقل طور پر وہان جمے تو پہر مکہ معظمہ کی
بنیاد پڑی عربون کی روایت کے بموجب ایک سردار اسماعیل نامی مکہ معظمہ کا بانی تہا۔ اسی زمانہ مین کعبہ
کی عمارت بہی بنی شروع ہوگئی تہی۔ مگر کچہہ ایسی حضرت ابراہیم کے دست مبارک سے اسکی بنیاد پڑی کہ ...
تک مرجع خلایق رہے گا۔

اسلام کی اشاعت سے پہلے یہان تین سو ساٹہہ دستی خداؤن کی پرستش ہوتی تہی ان سب بتون کا سرتاج ہبل
تہا جس کے گرد ہر ایک بت روزمرہ باری باری سے پہرا کرتا تہا۔ سب سے بیچ مین حضرت ابراہیم اور ان کے صاحبزادہ
کی سنگ سلیمانی کی مورتین رکہی ہوئی تہین ان پر مینا کاری کا کام نہایت خوبی سے ہورہا تہا۔ یہان
سال بسال عربون کی صدہا قومین آتین اور سنگ اسود کو جو آسمان سے ڈالا گیا تہا (تاکہ حضرت آدم اسے
تکیہ بنائین) بوسے دیتی اور برہنہ سات بار طواف کرتین۔ ابتدا ہی سے یہہ مقدس شہر صرف ...
کے مختلف مذہبی گروہون کا مرجع تہا بلکہ تمام عربی قبائل کی تجارت کی منڈی بہی تہی۔ تمام ...
ممالک سے لوگ ہر سال لاکہون روپیہ کا سامان لے کر یہان آتے تہے اور تجارت کی خوب گرم بازاری
ہوتی تہی نئے نئے شہزادے عظیم الشان قبائل کے شیوخ اپنی سادہ شان وشوکت سے آراستہ ہوکر
سرگرمانہ اولوالعزمی اور جوش وخروش سے آتے اور یہان سے دینی اور دنیوی برکتون سے مالا مال ہوکر
پہر اپنے اپنے ممالک کو واپس چلے جاتے دنیا مین نہ اب نہ گذشتہ زمانہ مین کوئی شہر ایسا پایا گیا کہ جس
چوبیس کرور انفاس جنمین شہنشاہ وزرا رئیس فوجون کے جنرل عالم فاضل مجتہد فقیہہ محدث
مفسر سائنس دان تاجر صناع شریک ہون اور پانچون وقت اس گروہ کثیر کے اڑتالیس کرور ہاتہہ
دنیا کے دور دراز ممالک سے صدق دل اور صاف باطنی سے اٹہین اور ہر دل کی یہی خواہش ہو کہ
اس پاک مقدس عمارت کی چوکہٹ کی خاک کا سرمہ بنا کر اپنے آنکہون مین لگائین نہ بنیاد رکہا گیا نہ آیندہ رکہا
جائیگا۔ نہ نائنوہ کو یہہ شان وشوکت نصیب ہوئی اور نہ بابل مین کبہی ایسی عظمت دکہائی دی نہ اسکندریہ
کو اس عزت وفخر کا حصہ ملا نہ قاہرہ کو اس سچی شان اور نام اوری نے مشہور کیا ہر مومن کی دنیا کے کونہ
کونہ سے یہہ دعا ہے اے پاک اور مقدس عمارت تو ہی ہے جہان ہمارا پیارا نبی ہمین نجات دینے والا اپنے
مبارک قدمون سے تجہے فیضیاب کیا کرتا تہا تیری ہی طرف پنج وقتہ رخ کرنا اپنے سچے اور آخر الزمان نبی کے

۱ یہہ لوگ اپنے ملک سے بیدخل ہوکر جزیرہ ہند کے کنارون پر آکر بسے مگر بدقسمتی یہان بہی دست وگریبان ہو رہی تہی ... پہیل گئی اور وہ جلاوطن
ہوکر دریاؤن مین ... تڑپ تڑپ کر مر گئے۔ پہر ان کا ایسا زمانہ نہین ہوا جو قوم کہ ایکبار تباہ ہوئی پہر اس نے ترقی نہین کی ہزارون قومین ایسی
تباہ ہوئین کہ پہر انمین سے ایک متنفس بہی دنیا مین نہ ملا۔ نہ اب ان کا نشان کہین پایا جاتا ہے۔

مقدس حکم کی بجاآوری ہے تو ہی ہماری پاک باطنی اور عقیدت مندی کی قیامت کے دن خداوند کے آگے شہادت دیگا ایک دن دین محمدی تمام جہان سے سمٹ کر تجھہ مین آجائیگا اور پہر تیری ہی پاک زمین سے تمام دنیا مین استواری سے پہیلے گا - ہر زبان مین یہی صدائین چارونطرف سے آتی ہین وہ دن کونسا ہوگا کہ ہم تیری چوکہٹ پر اپنی جبین نیاز رکہے ہوئے ہونگے اور تیرے دروازون پر کہڑے ہونیکا افتخار ہمین حاصل ہوگا مکہ شریف ہی سے قافلے قسطنطنیہ ایران کے کل بڑے بڑے شہرون مین تجارت کی اشیا سے لدے پہندے جاتے تہے اور ان شہرون کو اپنے پاک ملک عرب کی بیش بہا اشیا سے مالا مال بناتے تہے تاڑ کی یہہ شان وشوکت صرف عربی قبایل کی تجارت سے بڑہی تہی شامی عربی قبایل - مروارید - ارغوانی کپڑے - باریک ململ کے تہان - ریشم اور تمام قسم کی تجارتی اشیا یہان شوق سے لاکر بیچتے تہے -

اسرائیلی قبایل تاڑ مین نفیس گندم - بادرنگ - شہد - تیل - میوے کی تجارت کرکے اس شہر کی رونق کو اور دوگنا کرتے تہے - دمشق سے عربی قبایل شراب ارغوانی اور ان کے لدے پہندے اونٹ لاکر تاڑ کی شاہراہون مین پہرتے ہوئے نظر آتے تہے - عرب کے شہزادے اپنے بہیڑ بکری کے گلون کے ساتہہ تاڑ مین اپنی خوش زندگی گزارنے کے از حد شائق تہے شیبا سے عرب عطر لاکر تاڑ مین فروخت کرتے تہے -

جتنے تاجر عرب ان ممالک مین جاجاکر تجارت کرتے تہے وہ سب کعبہ کی چوکہٹ سے اپنی جبین نیاز رکہکر جاتے - عرب جس زمانہ مین کچھہ نہ تہا پہر بہی عظیم الشان سلطنتون کو اس کی قیمتی اور زندگی کی ضروریات مہیا کرنے والی چیزون سے بہت کچھہ مدد ملتی تہی یہہ عرب ہی کا طفیل تہا کہ تاڑ کی نسبت ایک شاعر نے سچے دل سے بہت تعریف کرتا ہے اور اسکی اصلی حالت کو کہولتا ہے -

مکہ مین صرف تجارت ہی کی گرم بازاری نہ تہی بلکہ ایرانی اور یونانی حسین حسین لونڈیان عراقی اور شامی تاجر امرائے مکہ کے ہاتہہ فروخت کرتے تہے اور وہ اپنے آقاؤن کو ناچ گانے اور اخلاق کی بگاڑنے والی باتون سے خوش رکہتی تہین - شاعر جن کی نظم نے قوم کو اپنی شجاعت اور جوانمردی پر مغرور بنا دیا تہا، شوق وذوق سے دولتمند ست امیرزادے بیٹہکر الا بیپتے اور اپنے بزرگون کی اولوالعزمانہ کوششون پر پہولے نہ سماتے ان قصائد سے جو شعرا امرائے عرب کی تعریف مین تصنیف کرتے تہے ان کی بداخلاقی اور بدسرشتی کو ترقی دیتے اور ان کو تمغہ تہذیب سے معرا کردیتے - غرض کسیکو یہہ خیال نہ تہا کہ ہم کیا کر رہے مین اور ہمین کیا کرنا چاہئیے آیندہ ہماری حالت کیا ہوگی تمام برائیون کی جڑ ہو گئی تہی اور ہر شخص نشہ مے مین سرشار رہتا - مے خواری کی شدت اور عربون کی بدمستی اور پہر خلاف فطرت امور کا ان سے سرزد ہونا ایک غضب برپا کرتا تہا - مے خواری نے اس عرب [illegible] قول [illegible] کر دیا تہا -

نوجوان عرب زاہدون مین شراب پہر کر انہین ہمیشہ بناتے اور [illegible] شیشے سے شراب پیتے [illegible]

نوجوان مکہ کی شاہراہون مین پڑے ہوئے دکہائی دیتے [illegible] اور کسی کا منہ کہا

[illegible] عالم کی اطلاع ہے [illegible] سلطانی کی [illegible] تجارت [illegible]
[illegible] شان وشوکت سے [illegible] زندگی بسر کرتے مین [illegible] تجارت [illegible] اقتاب کو
[illegible] چوند معلوم ہے [illegible]

جانتا تھا مگر انہیں مطلق خبر نہ تھی کہ ہم کیا ہیں ہماری کیا حالت ہے ہم کہاں پڑے ہوئے ہیں اور ہمیں کیا کرنا چاہیے اور ہمارے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔

جوئے کی بھی حد ہو گئی تھی۔ علاوہ بھیڑ بکری اور اسباب تجارت کے جوئے میں بیویاں بھی ہار دیا کرتے تھے اور یہہ وہاں عام بات تھی۔ روزمرہ نئی نئی بیویاں ہر شخص کے ہاتھ لگتی تھیں اور یہہ بات کچھ عیب نہ خیال کی جاتی تھی۔ اس مرض لادوا میں غریب اور معمولی کمینہ اشخاص ہی شریک نہ تھے بلکہ بڑے بڑے امیرزادے شریف بھی اسی میں مبتلا تھے۔ ایک عجیب آفت برپا تھی رحم اور انصاف نے اپنا ڈنڈا ڈیرہ کبھی کا یہاں سے اوٹھا لیا تھا حیا و شرم مردوں ہی کی نہیں بلکہ عورتوں کی آنکھوں سے بھی ہوا ہو گئی تھی جس بیباکی اور بیحیائی سے کھلے بہادون دیو خرابی شریف زادے حرامکاری کرتے تھے اس سے بھی کہیں زیادہ خواتین ملک کی یہ کیفیت تھی وہ خلاف فطرت افعال کرنے میں مردوں کے کان کترتی تھیں انہیں مطلق اس امر کا شعور نہ تھا کہ ہم دنیا میں کسلیئے پیدا کئے گئے ہیں اور ہمارے فرائض کیا ہیں

اس زمانہ میں یعنے ہمارے نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے وقت عرب کے اکثر حصے بت پرستوں آتش پرستوں اور بگڑے ہوئے مسیحوں کے زیرنگین تھے۔ کوہستان عرب کے تمام شمالی حصے اور ملک شام فلسطین و مصر قسطنطنیہ سے حکمرانوں کے زیرحکومت تھے۔ خلیج فارس کے کنارہ کے ملک اور وہ ملک جنمیں دریاے دجلہ اور فرات بہتے ہیں اور جزیرہ نماے عرب کے جنوبی حصے آتش پرست شاہان فارس کی عملداری میں تھے بحر قلزم کے ساحل کا ایک حصہ مکہ معظمہ کے جنوب تک شاہان حبش کی حکومت میں تھا صرف مکہ اور وسطی دشوار گزار ممالک آزاد تھے۔

غیرت حق اسی کی مقتضی ہوئی کہ اسی سرزمین سے اسی ملک سے جس پر کفر کی گھٹا سے دبا دل چھا رہے ہوں ایک ایسا نور چمکائے کہ جو اس گھری گھری اور گھٹا ٹوپ ظلمت کو کائی کی طرح پھاڑتا چلا جائے اور جو اپنے نور پر شفا فوڑ سے جہان کی آنکھوں میں چکا چوند کردے اور صدیوں کی کدورت کو دھو دھلا کر صاف کردے۔ چنانچہ اس نور مطلب محمد عربی ہیں جس پاک اور نورانی ذات نے زمانہ کو روشن کر دیا۔

عرب میں نہ صرف بت پرستی کی ترقی تھی بلکہ یہاں کئی مذہبوں کے گروہ آباد تھے جہاں یونان اور حبش کے بادشاہوں کی عملداری تھی وہاں عیسائی بھی تبدیل رہے تھے لگے پھر رہا تھا۔ مسیحی مذہب کی بھی کئی شاخیں ہو گئی تھیں لیکن تمام ان لوگوں کو مسیحی کہتے تھے در اصل وہ سخت مشرک اور کافر تھے۔ جن ملکوں میں ایرانی سکہ چلتا تھا وہاں سنو چیری اور مجوسی کثرت سے پائے جاتے تھے حالانکہ ان دونوں مذہبوں کے عقائد میں بہت بڑا فرق ہے لیکن پھر بھی ایک دوسرے کے پہلو بہ پہلو بہہ اپنا اثر برابر ڈال رہے تھے اور خدا کی مخلوق کا بہت بڑا حصہ ان خرابیوں ممالک میں پھیلا جا رہا تھا۔ ان کے علاوہ عرب کے جتنے ملک تھے وہاں بت پرستی کی بڑی دھوم دھام تھی۔

جنہوں نے اپنے پاک بھیوں کی تلقین کو بھلا دیا تھا یعنے خداے واحد کی پرستش کرنا اور اسکے آگے کسیکو معبود نہ بنانا انہوں نے اس نصیحت کو بھلا دیا تھا اور وہ مختلف شیاطین کی پرستش کرنے لگے تھے وہ سمجھتے تھے کہ

ہر ستارہ مین نیا شیطان رہتا ہے اسکے اختیار مین ہماری جانین ہین وہ ہی ہماری بربادی اور بہبودی
کے سبب ہین اس خوف کے مارے اُنہون نے انکے نام کے مندر اور پرستش گاہین بنائین اور وہان انکی فرضی
مورتین رکھہ رکھکر پوجنے لگے ہر قوم اور ہر قبیلہ کا نیا نیا خدا تہا۔ اور وہ سب اپنے دستی خداؤن کو اپنا سچا
مشکل کشا جانتے اور ان سے اپنی حاجتین طلب کرتے۔ اپنی اس بدافعالی سے اُنہون نے اپنی روحانی قوت
کو بالکل زائل کردیا تہا اور تمام گزشتہ حال اور آئندہ کی نیکیان بہول گئے تہے یہہ بہی شناخت نرہی تہی کہ
نیکی اور بدی مین کیا فرق ہے۔ اچہا سے کیونکر بچتے ہین ہمدردی کسے کہتے ہین حمیت قومی کسے کیا [illegible]
یہہ لوگ موت کو ہستی کا انجام سمجہتے اور انہین جزا و سزا کی کچہہ خبر نہ تہی۔ نہ نیکی کی جزا مانتے تہے [illegible]
قابل تنفر اور حقارت خیر افعال مین صرف بت پرست ہی داخل نہ تہے بلکہ یہودی اور عیسائیون مین یہی [illegible] تہی
پائی جاتی تہی۔ ان دونو قومون نے مدت سے یہان بود و باش اختیار کی تہی یہودی رومیون کے ظلم سے
بہاگ کر یہان آکر پناہ گزین ہوئے تہے اور عیسائی پوچہنہ اور آریاوانون کے ظلم و تعدی سے یہان آکر چہپے
تہے اسلئے کہ ایسی بدتہذیبی اور ناگفتہ بہ حالت مین ہی ملک معظمہ آزاد تہا۔ مذہب عیسائی جو عرب کے وسطی دشوار
گزار ممالک مین پہیلا ہوا تہا اس سے زیادہ کوئی یہان چیز بالتصریح خراب نہ تہی ف۱ وہ دونو شاخین مذہب عیسائی
کی جو ملک ایشیا اور افریقہ مین پہیل گئی تہین انہون نے طرح طرح کی بدعتین اور بداعتقادیان اختیار کین اور ہمیشہ
خفیف خفیف جہگڑون ناموزون اور غیر نتیجہ مباحثون لغو اور خرافات مناقشون مین نہ صرف اپنا وقت ضائع
کرتے تہے بلکہ جان و مال دونو کا نقصان ہوتا تہا۔ جہان دیکہو مذہبی لوگون کا مجمع ہے اور وہ ہی انکی
لا یعنے بحثین ہین جہان جاو یہی نظر آتا ہے کہ بیکار مذہبی مباحثون مین سر پہٹول ہو رہی ہے مگر نتیجہ معلوم ہیچ و پوچ
کا ایک گروہ دوسرے گروہ پر ستہ چلتے چلتے آوازے کستا اور وہ وہ باتین کرتا کہ جو حد سے زیادہ غیر مہذب
ناشائستہ لوگون کا وطیرہ ہوتا ہے۔ ایران۔ سبیلین۔ نسن۔ توژنن۔ پوچین مذہب والون کی
بے اعتدالیان اور انکے پادریون کی ناچیاہتی نے خلقت کو بے چین کر رکہا تہا۔ پادری بدمعاش امیرون
اور عیاش خراباتی رئیسون کے ہاتہہ اپنی پادریت کے عہدے روپے لے لیکر فروخت کر ڈالتے تہے اور یہہ وہ
بدمست دولتمند پاکدامن اور عصمت پناہ خاتونین کو اپنے ساتہہ گناہون مین آلودہ کرتے اور غریبکو
خانمان لوٹ لیتے کوئی پوچہنے والا نہ تہا کہ یہہ کیا ہو رہا ہے اور ان مظالم کی آخر کوئی انتہا بہی ہے—
عرب کے ویران جنگلون مین مجنون اور دیوانے راہب بکثرت جمع ہو ہوکر بیہودہ اور غیر نتیجہ تجارب [illegible]
اپنی عزیز تر زندگی صرف کرتے اور جاہلون کو اپنے جل مین لاتے اور ان سے انکا جمع کیا ہوا مال [illegible]

ف۱ پانچوین صدی عیسوی مین جو چیز جو بدعات مذہب عیسائی کا بہت بڑا مبلغ تہا روم مین پیدا ہوا اسکا عقیدہ تہا کہ جب حضرت عیسے
صورت مین مبعوث ہوئے تو خدا اور عیسے کی ذات باہم مل ملا کر ایسے شیر و شکر ہوگئی کہ دونو ایک ہی ذات ہو گئی۔ اور ان دونو مین کچہہ تمیز نہ رہا خلقت
انسانی ذات خدا مین ایسی ملگئی کہ جیسے قطرہ سمندر مین ملجاتا ہے۔ ف۲ اس زمانہ مین پادریون نے وہ وطیرہ اختیار کیا تہا اور ان کی بدچالیان
اور خلاف فطرت افعال اس ناجائز حد تک بڑہ گئے تہے کہ لوگ ان کے مظالم اور بدمستیون سے تنگ آکر چیخ اٹہے تہے۔ ان کے شعبدے بازیان [illegible]
کرامتین دکہاتے۔ فریب تلبیس [illegible] حیلہ مکر غرض ان [illegible] جو پادریون نے جمہور مین گندگی [illegible] لوگون کی نگاہون [illegible] نہ صرف پادریون کو [illegible]
[illegible] دیا جاتا تہا—

پیدا ہوئیں بت پرستی جن میں بہت پہنچے ہوئے تھے جو کچھ وہ کہتے اور کرتے لوگ یہہ سمجھتے تھے کہ یہہ سب باتیں خدا کی طرف سے ہورہی ہیں - ان بدعتی بدعقیدوں سے غول کے غول شہروں میں چلے آتے اور بیچارے ناواقف جاہلوں کو اپنے عقائد کا قایل کرنا چاہتے اگر انہوں نے ان بدمعاشوں کو اپنا مقتدا بنا لیا تو تو خیر اور نہیں تو وہ تیز تیز تلوار و تیغ اپنے عقائد تسلیم کراتے تھے اور ہزاروں بیگناہوں کا آنا فانا میں صفایا کر دیتے تھے اس غلیظ بد عملی اور نہایت ہی ذلیل بت پرستی نے وہ سادی اور بے لوث پرستش کی جگہہ چھین لی تھی جس میں حضرت عیسے نے خدائے واحد کی پرستش کا حکم کیا تھا اس مقدس جگہہ کو ناروا اور غیر قابل تسلیم بناوٹوں دہوکا دہ [illegible] پاک کر دیا تھا جن کرشموں میں گرم گرم انسانی خون کے قطرے بھی شامل تھے اور جو محض بیگناہی [illegible] کے صدقہ میں زمین پر گرائے گئے تھے اور جن قطروں میں رانڈوں اور یتیموں کی آہ [illegible] کی بھی سنسناہٹ پائی جاتی تھی ان عیسائیوں نے اپنے خیال میں یہاں بھی ایک نیا [illegible] مذہب کا اولیا - شہدا اولیا کا آباد خیال کرتے تھے جیسے بت پرست اپنے دیوتاؤں [illegible] کو آباد جانتے تھے روحانی محقق خوشیوں کی جستجو چھوڑ دی تھی اور جسمانی خواہشات اور لذائذ کی طرف عموماً میل خاطر ہونے لگا تھا -

حضرت مریم کو دیوی ماننے کا عقیدہ مسیحوں میں بڑھتا چلا تھا یہہ فرقہ میری اناہٹ تہا کہ جو اپنا عقیدہ مسئلہ تثلیث میں روح القدس کی جگہہ حضرت مریم کا اسم مبارک شریک ہے سبکو منوانے کی کوشش کرتے تھے - عرب میں بھی فرقے آباد نہیں تھے بلکہ نسطورینس اور جیکوبائٹ مسیحی بھی یہاں اپنی بستیاں قایم کرتے جاتے تھے - ان دو مذکورہ بالا گروہوں نے اپنے رقیبوں کی رقابت سے سرسبز بار آور عرب کے حصص میں اپنی غضبناک جنگوں سے ایک آفت برپا کر رکھی تھی یہہ سرسبز بار آور ملک تباہ ہوئے جاتے تھے - ؎۲

؎۱ یہہ نام اس مشہور پہاڑ کا ہے جو یونان میں واقع ہے یہہ پہاڑ بہت بڑا تاریخی پہاڑ ہے جس زمانہ میں کہ قبیلہ بت پرست بھٹکتے تھے اور تمام کی شرک و بدعت کانوں میں زور ہو گیا تھا تو دولتمندوں کا مال اینٹھنے کے لئے انہوں نے یہہ ترکیب کی تھی کہ تمام عالم میں یہہ مشہور کر دیا کہ تمام جہان کے خدا ہر مہینہ کی پہلی تاریخ یہاں آکر نشست کرتے ہیں اور آیندہ دن تک یہاں ملکر رہتے اور مختلف احکام جاری کرتے ہیں لوگوں کو اس امر کا یقین ہو گیا تھا اور جانتے تھے کہ واقعی یہاں تمام جہان کے خدا جمع ہوتے ہیں - جہاں وہ دن آیا اور تمام دغاباز پادری پہاڑ پر جا بیٹھے اور ایک عظیم الشان الاؤ لکڑیوں کا لگا دیا - چونکہ ایک تو یہہ جلتے ہوئی لکڑیوں پر کثرت سے تیل ڈالا جاتا اسلئے اس بھڑکتی ہوئی آگ کے شعلے میل ڈیڑھ ڈیڑھ میل تک اپنی چمک پہونچاتے تھے - لوگ یہہ جانتے کہ خداؤں کا جلوہ روشن ہو رہا ہے اب یہاں سے احکام دولتمندوں کے نام جاری ہوتے اور یہہ لکہا جاتا کہ فلاں خدا تم سے ایک لاکھ روپیہ طلب کرتا ہے اگر اس نے ہنسی خوشی دیدیا تو تو خیر اور نہیں وہ مع دولتمند معہ اپنے اسباب اور بال بچوں کے اس جلتی ہوئی آگ میں جلا دیا جاتا - پہر پادریوں کی خاصی چاندی ہوتی چاندی اور سونے کے برتن زیور آگ میں پگہل کر ڈھیر ہو جاتے اور وہ روپیہ انہوں پادریوں کی عیاشی میں مدد دیتا - اسی پہاڑ کی طرح عربی مسیحوں نے بھی عرب میں کسی نہ کسی بلند پہاڑ یا ٹیلہ کو نامزد کر لیا تہا اور یہہ بھی وہاں بیٹھ بیٹھ کر یہی بدعت پھیلاتے تھے روزمرہ صدہا جانیں ان وہمی اور بناوٹی خداؤں کی نذر ہوتی تھیں سب سے زیادہ غریب بیچارے آگے رکھے جاتے تھے اور جو لوگ قوی تھے ان کا بال بیکا بھی نہ چھوٹے خدا کر سکتے تھے نہ ان کے مقتدا - یہہ آفت خیز آگ نہ صرف روم و ایران میں بلکہ عرب میں بھی مشتعل ہو رہی تھی جس سے مظلوموں کی جانیں پھلسی چلی جاتی تھیں -

؎۲ ابن الاثیر جلد اول صفحہ ۳۰۸)

مسیحی مذہب - پہیلا ہوا تہا - تیرانے جنہ قبیلون مین پہیلتا پایا تہا جیسے بنو تمیم یا بنو تغلب جنہون نے اپنے قدم جمالئے تہے اور بنو عبد القیس البحرین مین پہیلتا چلا جارہا تہا - اس مذہب کے پجاران مین بنو الحارث بن کعب نے خوب نشو و نما حاصل کی تہی اور عراق مین قوم غسان اسنے اپنا اثر کر رہا تہا - ملک شام مین بہی گیسے بیدکے اور کیونرات کے قبیلون مین خون کی رو کی طرح دوڑ رہا تہا - دومت الجندل مین سیکونی اور بنو الکلب گروہ کے گروہ اس مین مبتلا ہوگئے تہے - عربون کے وہ قبیلے جو ان جنگلون مین پہرتے تہے جو بیت المقدس اور مصر کے بیچمین واقع مین وہ بہی مسیحی تہے - مگر یہ اور بسیم مسیحی فرقے بہی اپنے مذہبی وکیل عربون مین بہیجنے لگے تہے - بنو اسد عطارد کو پوجتے تہے - بنو لخم مشتری کی پرستش کرتے تہے بنو طے کینوس کو اپنا خدا مانتے تہے - بنو الیمن کی اولاد کلب الجبار یا شعری تارے کی پرستش کرتے تہے -

قریش تین دیویان رکہتے تہے ایک کا نام لات (جس کے معنے روشن چاند کے ہین) تہا دوسرے کو منات (ظلمات) کہتے تہے تیسری دیوی کو عزا کہتے ہین جسکے معنے نور و ظلمات کے ملاؤ کے ہین - یہہ تینو دیویان عظیم الشان خدا بنات اللہ کی تین بیٹیان کہلاتی تہین -

خصوصاً مکہ تو بت پرستی کا گڑ کا دین رہا تہا تمام جزیرہ نمائے عرب مین یہی غضب برپا تہا - کنعانی جنکا تعلق قوم قریش سے بہت کچہہ تہا عزا کو وہ بہی دیوی تسلیم کرتے تہے اور انہون نے ایک درخت نخلہ نامی دیوی کے نام لگا یا تہا اور اس کی پرستش کرتے تہے نخلہ مکہ شریف سے ذیشردان کی راہ پر ہے ہوازن جو مکہ کے جنوب مشرق کی طرف مارے مارے پہرا کرتے تہے انہون نے لات دیوی کو طائف مین قائم کرکے پرستش کرنی شروع کردی تہی - منات کو کنارہ ای سڑک کے اس بلند چٹان پر رکہا تہا جو مکہ اور شام کے بیچمین واقع ہے - ان جہوٹی پرستشون سے عرب کی پاک اور مقدس زمین جو ابتدائے دنیا سے خصوصاً نبیون کی پیدائش کی جگہہ چلی آتی ہے نا پاک ہو رہی تہی - کون جانتا تہا کہ یہین سے ایک ایسا چشمہ ابلیگا کہ جو تمام کدورتون کو بالکل صاف کر دیگا - عرب کا کوئی گہر کوئی گوشہ ایسا نہین تہا کہ جہان کفر و بدعت کی شرمناک رسم نہ منائی جاتی ہو اور ان نامبارک مقامون مین انسانی خون کی گرم گرم بوندین نہ گرائی جاتی ہون -

جیسے بہیڑ بکریون اور دنبون کو قربانی کرنے کے لئے دانے کہلا کہلا کر موٹا کرتے ہین اور پہر انہین ذبح کرتے ہین اسیطرح آدمی دیوتاؤن پر چڑہانے کے لئے پرورش کئے جاتے تہے اور قربانی کے دن جہوٹے نادان خداون کے قدمون مین انہین لٹا لٹا کر ذبح کیا جاتا یہہ لوگ بیگناہ خانہ بدوش ہوتے تہے جو ظالمون کے پنجہ مین پہنس کر ان کے قیدخانون مین چلے آتے تہے ہر خدا کی نئی عید ہوتی تہی اور ہر خدا کے لئے ایکدن قربانی چڑہانے کا مقرر تہا سال بہر مین کوئی دن ایسا خالی ہوتا تہا کہ جسمین سو دو سو بیگناہون کا خون بنائے ہوئے دستی خداؤن کے قدمون مین نہ بہا دیا جاتا ہو - یہہ غریب بہیترا چیختے اور فریاد کرتے لیکن ان کی آہ و زاری کی آوازین کیا تو ظالمون کے کان تک بہی پہنچتی ہی نہ تہین اور کیا وہ سنکر پیدا ہوتی کرجاتے

اور ان کا اثر ان کے سیاہ قلوب پر ہوتا تھا - یہی نوبلیس اور نوبوسٹس کا بھی یہ عقیدہ تھا وہ بھی قریب قریب ایسی ہی طرز معاشرت رکھتے تھے گویا یہہ سب ایک ہی تھلی کے بٹے تھے -

ان دیوتاؤن کے علاوہ چوپاؤن پرندون - درختون - ہرنون - گھوڑون - اونٹون - کچھوے - درختون پتھرون - چٹانون کی بڑی سرگرمی سے پرستش کی جاتی تھی - گھوڑون اور غزالان وحشی کے سلسلہ سنگ رنگ تران کو اپنا صنم یا خدا کی برگزیدہ دیبیان دیوتا بناکر پرستش کرتے تھے -

اصلی تہذیب اور سچی اور جھوٹی پرستش مین ذرا بھی تمیز نہی تھی وہ جانتے تھے کہ ہماری مشکل کشائی ان ہی چاند اور سورج اور بیجان بتون سے ہوتی ہی خدا کے سچے جلال کا چمکارا ان کی بصارت مین مطلق نہ رہا تھا اسکی اصلی اور سچی بزرگی کو مطلق بھول گئے تھے - ان درختون اور چوپاؤن کی پرستش مین نہ صرف بت پرست قومین شریک تہین بلکہ یہودی اور نصرانی بھی ان ہی درختونکی پوجا کرتے تھے -

یہہ تمام زہریلی بت پرستیان اور انکی شرمناک رسمین لوگون کی بے محابا بدکرداریان - خداوند کی برگزیدہ اور سچی بزرگی کو مٹانے کا مذہب منتظر تہا کہ ایک نجات دہندہ پیدا ہو کہ جو ان تمام نفرتون سے خدا کی مخلوق کو نجات دے - ان تمام واقعات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ایسی ناگفتہ بہ حالتون مین ضرور ایک نجات دہندہ کی حاجت تہی اور وہ نجات دہندہ محمد عربی تہا (صلے اللہ علیہ وسلم) کہ جسکو مکہ بھی کہتے ہین اپنی قدامت اور معمار کے باعث سے محترم اور واجب الاعتصام تہا وہ ہی پاک مقام کن کن خرابیون اور بداعمالیون کا مخزن بن رہا تہا ضرور تہا کہ اس عظیم الشان عمارت کی پوری عظمت قایم کی جائے اور جس غرض سے کہ اسکی بنیاد رکھی گئی وہی لوگون پر آشکارا کر دی جائے -

سیل صاحب اپنے ترجمہ انگریزی قرآن مین لکھتے ہین کہ مکہ کے معنے لغت مین بڑی گزرگاہ کے ہین - تواریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ یہہ زیارت گاہ حضرت سلیمانؑ کی عمارت سے نوسو ترانوے سال پہلے تعمیر ہو چکی تہی اور عیسوی سے دو ہزار برس پہلے اسکی تعمیر ثابت ہوتی ہے - اس درگاہ یا پاک زیارت گاہ کے جنوب مشرق گوشہ مین ایک چھوٹا سا پتھر یعنے سنگ اسود جسکی نسبت ہم اوپر لکھ آئے ہین چاندی مین جڑا ہوا زمین سے چار ساٹ اونچا رکھا ہوا ہے - یہہ پتھر اندر سے سپید ہے مگر اوپر سے ایک ناپاک عورت کے مس یا آدمیون کے گناہون یا لاکھون زائرون کے بوسہ لینے سے سیاہ ہو گیا ہے - اس مقدس اور مبارک زیارت گاہ کو جو خدا کا

(۱) عیسائی حضرت سلیمان کو عاقل بادشاہ جانتے ہین اور ان کا عقیدہ ہے کہ آپ نے آخر عمر مین اپنی متعدد بیویون کے اغوا سے بت پرستی اختیار کر لی تہی اور پہر ایک بتخانہ تعمیر کیا گیا -

(۲) اسطرح کی بت پرستی جسکو نامہ اشیدہ اور مخروطی پتھرون کی پرستش ہوتی تہی عام لوگ بہت شوق سے کیا کرتے تھے اہل یونان کے ہان بھی اسی قسم کی بت پرستی ہوتی تہی ان کی کہانیون نظمون مین جنمین انہون نے اپنے دیوتاؤن کی بابت کچھ کیفیت بیان کی ہے اس سے صاف اسی قسم کی پرستش کا پتہ لگتا ہے ان کہانیون مین جنمین کہ انہون نے اپنے طریقہ پرستش اور دیوتاؤن کا ذکر کیا ہے اپنی نازک خیالی اور رسائی طبع سے اسمے ایسی دلچسپ رنگینی کا زیور پہنایا ہے کہ از خود پڑھنے کو جی چاہتا ہے - اسی قسم اہل یہود بھی پرستش کی مثالین اہل شام مین بھی پائی جاتی ہین جب وہ بلو یا بال اپنے دیوتا کو پوجتے تھے تو یہی صورت پیش آتی تہی دیکھو کتاب شلی کل صاحب فلسفہ تاریخ

گھر مشہور ہے تین سو ساٹھ بتون ہی سے پاک نہین کر دیا بلکہ اسکو خدا کا سچا گھر بنا دیا بعض عربون کے مذہب مین جب کوئی شخص مر جاتا تہا تو اس کی قبر پر اونٹ ذبح کیا جاتا تہا یا اس کو قبر پر باندہ دیا کرتے تہے اور اسے دانا پانی مطلق نہ دیتے تہے وہ وہین تڑپ تڑپ کر جان دیدیتا تہا ان کا عقیدہ تہا کہ آیندہ زندگی مین یہہ اونٹ اُسے آرام دیگا اور اسکی سواری کے کام آیگا۔

بعض کا یہہ ایمان تہا کہ جہان روح جسم سے جدا ہوئی اور وہ پرند بنگئی جسکا نام ہامہ تہا۔ اگر متوفی کو کسی نے ظلم سے قتل کیا تو وہ پرند قبر کے گرد اڑتا پھرتا ہے جب تک کہ قاتل سے انتقام نہ لیلے یہہ دعا کرتا رہیگا کہ مین خون کا پیاسا ہون مجھے خون پلاؤ۔ کسی کا یہہ عقیدہ تہا کہ جہان روح تن سے نکلی اور کسی خدا کی خدمت کے لئے مقرر ہوگئی یہہ روح ان کے عقائد کے موافق اس ہی خدا کی خدمت کے لئے مقرر ہوتی تہی جسکو یہہ شخص جسکی روح ہے زندگی مین اپنا مشکل کشا جانتا تہا۔ روحون کا اثر بہی اس ہی زمانہ مین تسلیم کیا جاتا تہا مرنے والا شخص اپنے دشمن سے کہجاتا تہا کہ مین تجہے مرکر دق کرونگا۔ اس کہنے کا اسپر بہت کچہہ اثر ہوتا تہا اور اگر اتفاقاً وہ بیمار ہوگیا تو یہہ ہی خیال کیا جاتا تہا کہ وہ ہی دشمن مرکر لپٹا ہے۔ اس قسم کے لغو اور خرافات اعتقادات اور بیہودہ خیالات تہے جسمین کہ خدا کی مخلوق کا ستیاناس ہو رہا تہا۔ خدا کی پرجلال اور زبردست قوت والی خدائی کو سب نے اپنے دل سے بہلا دیا تہا اسکے بار بار ہدایت کے ان پاک نقوش کو جو انبیا اپنے بہیجے ذریعہ سے انسانون کے لوح قلوب پر کندہ کئے تہے مٹا مٹاکر نسیاً منسیا کر دیا تہا۔ کوئی شخص ایسا نہ رہا تہا کہ اس قیامت خیز زمانہ مین بازاری ان بت پرستون شرکون کے آگے اتنے کہنے کا مجاز ہو کہ خدا ایک ہے اسکی پرستش ہر فرد بشر پر لازم ہے۔ نیکی پر اور صدق پر قہقہے اڑائے جاتے تہے جو شخص اپنی زندگی کسیقدر نیکی مین بسر کرنا چاہتا تہا اسے سب آدمی ملکر تنگ بنا لیتے تہے غرض یہہ محض ناممکن تہا کہ کوئی شخص کچہہ بہی نیک کام کر سکتا۔

دختر کشی نے تو قول ہی مار دیا تہا معمولی دختر کشی تو ہندوستان مین بہی رائج تہی مگر اس دختر کشی پر طرہ یہہ تہا کہ جو شخص اپنے لخت جگر آنکھون کے نور کو زندہ قبر مین دفن کرکے آتا تو تکل شاہراہون مین بہت اکڑ بیان کرتا ہوا اور اینٹہتا ہوا نکلتا کہ مین بڑا بہادری کا کام کرکے آیا ہون اپنے مجلسون مین بیٹہکر بیکنا معصوم بچیون کو قتل کرنے والے شیخی کی لیتے تہے اور بک بک کر یہہ کہا کرتے تہے کہ ہم نے اپنی چار لڑکیون کو زندہ درگور کر دیا کوئی کہتا تہا مین اپنی پانچ لڑکیون کو قتل کرچکا ہون وہ شخص ان فضول اشخاص مین اول نمبر کا بہادر گنا جاتا تہا کہ جو اپنی لڑکیون کو سب سے زیادہ قتل کرچکا ہو۔ وہ زمین و آسمان سے اور اسی پر ستم تہی اور ذرہ ذرہ اپنی زبان حال سے یہہ کہتا ہوا معلوم ہوتا تہا کہ یا الہ اس ظلم و ستم کو مٹانے والا اس آفت ناکی کو کہونے والا اس غضب انگیز بلا کو دور کرنیوالا اس حقارت انگیز پرستش کو مٹانے والا بہیج ادہر مین اس قیامت سے نجات دے۔

نوجوان پیدا ہوتے ہی یہہ سکہائے جاتے تہے کہ جوا یون کہیلا کرتے ہین اور عیاشی کے یہہ یہہ طریق ہین بہادر وہ شخص ہوتا ہے کہ جو اتنی شراب کہ گدّہ کا کر پی جائے یہی تعلیم تہی اور یہی تربیت تہی اسپر وہ یہہ سمجہتے تہے کہ تمام جہان کی تہذیب اور علم ہم ہی مین آگیا ہے شعرا کا بہی اس زمانہ مین بہت زور تہا ممتاز شاعر اپنے قصائد یا رباعیات یا غزلین کعبہ کے دروازے پر لٹکا جاتے تہے گویا اپنے دعوے کا اعلان کرتے تہے کہ ہمارا کوئی مقابل ہو تو اس طرح کے اشعار کہے — وہ ہی بے بنیاد کچہ تجنیسون اور بے نتیجہ شاعرون نے اور یہی امرائے مکہ کے خنے بہکا دئے تہے ہر امیر اپنے شاعرون کے صدقہ مین اپنے کو زمانہ کا سلطان جانتا تہا اور یہہ سمجہتا تہا کہ قدرت نے مجہی کو بنایا ہے —

غرض ہر برائی کی حد ہوگئی تہی یہانتک کہ برائیان انتہا سے بہی بڑہ گئی تہین اور کوئی ان کی اصلاح کرنے والا سوائے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا نہین ہوا یہی پاک ذات تہی کہ جسنے بدی کی ظلمت مین نیکی کا نور چمکایا - تمام جہان کی برائیون کو مٹا دیا اور انہین آیندہ عالم مین سرخرو ہونے کے پورا قابل بنا دیا - انہون نے یتیمون پر شفقت کرنی اور مظلومین پر رحم کہانا سکہا دیا اور انہین ایک ایسی نعمت غیر مترقبہ سے حصہ دیا بلکہ اس نعمت کے پورے خزانہ کا مالک بنا دیا کہ جو خدا کی برحق مہربانی کا نتیجہ ہے —

عبادتخانے اور پرستشگاہین کہ اس زمانہ مین تہین گو وہ برائے نام خدا کا گہر اور نیکیون کی آزمایش کی جگہہ کہلاتی تہین لیکن در اصل ان کی حالت قمار خانون اور میکدون سے بہی بدتر تہی وہ وہ خرافات باتین ان مین ہوتی تہین کہ جسکا بیان کرنا نہ صرف تہذیب کا خون کریگا بلکہ قانون ملک قانون مذہب قانون سوسائٹی کبہی اجازت نہ دیگا کہ ہم مختصر سی کیفیت بہی اس زمانہ کی حالت کی قلم بند کرسکین - صرف اسقدر لکہنا کافی ہے کہ تمام جہان کے چہٹے ہوئے عیاشون کا مجمع رہتا تہا پادری یا پجاری مالامال تہے ہر ایک پادری کا گہر سونے اور جواہرات سے کہچا کہچ بہر رہا تہا - خدا کی مخلوق خشکسالی یا افلاس کی گہنگہور گہٹا ن مصیبت کے دست و گریبان ہوکر بہیڑا غل و شور مچاتی اور اپنا برا حال کرتی لیکن پادریون کا [illegible] مین کیوقت نہ جاتا تہا - اکثر مختلف پرستشگاہون کے پجاریون مین گلخپ ہوجایا کرتی تہی اور اس تکرار ہونے کی وجہ یہہ تہی کہ ایک پجاری دوسرے پجاریون کے جاتریون کو بہکا کر اپنے پرستشگاہ مین لیجایا کرتا تہا لیکن حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیل کا عبادتخانہ کل پرستشگاہون کے بیچ مین تہا اور اسمین ہر قوم اور فرقے کے جاتری کثرت سے چڑہاوا چڑہایا کرتے تہے - عبادتگاہ کی رکہوالی عربون مین ایک معزز عہدہ سمجہا جاتا تہا اور جب یہہ عہدہ خالی ہوتا تہا تو بڑا زور لگایا جاتا تہا وہ شخص جو اس عہدہ پر نامزد ہوجاتا تہا اسکے قدرتی طور پر سب دشمن ہوجاتے تہے بڑے بڑے عرب کے قبائل مین کشیدگی پیدا ہوجاتی تہی اور بہر حال کئی سو آدمیون کا محمود بنجاتا - جب ہمارے نبی کا ظہور ہوا آپکے دادا شریف مکہ تہے تمام گرد و نواح کے عرب انکی عزت کرتے تہے اور آپ بہی قوم مین واجب الاحترام تسلیم کئے جاتے تہے —

[illegible] کی مذہبی اور اخلاقی تہذیبی حالت بہت [illegible] عیسائیت [illegible]
میں انسانیت کی ان کے دور میں کبھی صورت نہ [illegible] نصیب ہوئی صرف برائے نام یہودی تھے اور برائے
نام عیسائی تھے مگر ان دونو عظیم الشان قوموں نے اپنے اپنے نبی کی سچی نصیحت کو صفحوں سے مٹا دیا۔
جو ابتر حالت میں ہی کعبہ پر [illegible] اس عمارت
پر قبضہ کر لوں چنانچہ اسی ارادہ پر [illegible] ہاتھی و جنگلی [illegible] کے پاس
اس واقع ہوا ہے عبدالمطلب کے زمانہ میں تھا [illegible] سے حملہ کیا کہ ہم [illegible] دین
[illegible] عبدالمطلب کی شجاعت اور بہادری [illegible] انہیں ان کے ارادہ میں ناکام [illegible] سخت شکست اٹھا کر
مال کو واپس جانا پڑا۔ اس اثنا میں ان کا قبضہ [illegible] ہو گیا تھا مگر جب [illegible] مظالم [illegible]
[illegible] کی مخلوق کو [illegible] ستایا تو ایک ایسی شہزادے سیف نامی نے انہیں [illegible]
[illegible] شامل تھی۔ بعد ازاں [illegible] نہایت [illegible] عیسائیوں [illegible] قتل کر ڈالا جب وہ قتل ہو چکا
تو ایرانیوں نے سیف کا انتقام لینے [illegible] حملہ کیا اور عیسائیوں کو قتل کر کے یمن اپنے ہی قبضہ میں کر لیا
اور اس تاریخ سے گویا یمن ایران کا باج گزار صوبہ شمار کیا گیا[1]۔ مگر ایرانیوں کی طرز سلطنت کی کیفیت پہلے قلم بند
ہو چکی ہے کہ ان کے ہاں بھی انتظام کو [illegible] نہیں وہاں بھی مختلف مذاہب کی اشاعت نے ایک
خلل عظیم برپا کر دیا تھا یہ حالت تھی دنیا کی جب ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ظہور کی ضرورت ہوئی۔
یکایک فاران کی چوٹیوں سے نور چمکا اور وہ نور محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم کا تھا جس نے نہ صرف افریقہ کے ریگستانی
قبائل کو بصارت عنایت کی بلکہ سات سمندر [illegible] باشندوں کو بھی اسقدر نور سے حصہ دیا۔
ہم نے اپنے دوسرے مقدمہ میں جو کچھ بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ محمد عربی کے پیدا ہونے کی اشد ضرورت تھی۔
اور آپکی ربانی ہدایت کی خلافت کو بہت ہی حاجت تھی اصلاحوں اور ریفارم سے جو آپنے اور آپکے خلفا
نے کیا اور قیامت تک کرتے رہینگے اس سے یہہ اندازہ ہر انسان بھی (بشرطیکہ وہ منصف ہو) کر سکتا ہے کہ وہ
پاک اور مقدس نفس بیشک دنیا میں خدا کی مخلوق کو نجات دینے کے لئے پیدا ہوا تھا اور بیشک وہ خدا ہی
بھیجا ہوا تھا اور اس کے اور نبیوں میں سے برگزیدہ تھا ان تمام حالات کو دیکھکر اس پاک ذات کی نسبت یہہ بات
سے بے اختیار نکل آتا ہے۔ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

المقدمة الثالثة

موجودہ انا جیل اور توریت کو کہانتک صحیح سمجھنا چاہئے

مسلمانوں کے مذہب میں انبیاء علیہم السلام پر جتنے کتابیں نازل ہوئیں ان کا شمار کہیں مذکور نہیں ہے مگر جو کچھ
خود نبیوں کا شمار ہے ہاں قرآن شریف کی آیت سے اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ ہر گروہ میں ایک مرد ہدایت کرنیوالا آیا۔

---

[1] ابن الاثیر جلد اول صفحات ۳۲۴ و ۳۲۷ —
تاریخ طبری جلد دوم صفحات ۲۱۸ — ۲۱۷ —

تو اسنے ضرور ہوا کہ اپنے ساتھ ایک کتاب الٰہی بھی ضرور لایا اسلئے کوئی شخص صحائف انبیا کی تعداد نہین بیان کرسکتا- ہان صحائف انبیا کی جتنی تعداد ہمین معلوم ہوئی ہے وہ ہم جانتے ہین-

اور انکے نام اور تعداد بیان کرسکتے ہین بڑی مشکل یہہ آپڑی ہے کہ ہر صدی مین جتنے نئے مذاہب پیدا ہوئے سبنے اپنے نبی کے قول کو اپنے عقیدہ اور اپنے خیالات کے موافق الٹ پلٹ کرکے درست کرلیا جب یہہ کیفیت ہوئی تو قرآن شریف کا نزول ہوا قرآن شریف کے نازل ہونے سے صرف یہی غرض تھی کہ جو کچھہ خدا کے مطالب الٹ پلٹ کردئے گئے ہین ان کی اصلاح ہو اور خدا کی صاف اور روشن مرضی معلوم ہو اس تقریر سے مقدمہ مین بڑے بڑے پادریون کے اقوال سے صرف یہی بیان کیا جائیگا کہ جتنی صحائف انبیا سوائے قرآن کے ہین وہ سب مشکوک ہین بہت سی صحائف ایک زمانہ مین تھے اور اب غارت ہوگئے اور بہت سے جو اب موجود ہین ان مین عظیم الشان تغیر و تبدیل کردیا گیا-

مسیحی علمانے ان کتابون کو دو حصون مین تقسیم کیا ہے ایک وہ حصہ صحائف کا جو حضرت مسیح سے پہلے انبیا پر نازل ہوا جسکو اولڈ ٹسٹیمنٹ یعنے عہد عتیق رکہا ہے دوسرے حصہ کی وہ کتابین ہین جو حضرت مسیح کے حواریون نے تصنیف کین اور جنمین کسیقدر وہ کلام آلٰہی بھی شامل ہے جو حضرت مسیح پر نازل ہوا ان کتابون کو نیو ٹسٹیمنٹ یعنے عہد جدید کہتے ہین- علاوہ اسکے مسیحی عالمون نے ان کتابون کو جو محض حواریون کی گہڑت ہین اور ان کتابون مین نام کو بھی کہین حضرت مسیح کا پاک کلام نہین پایا جاتا عہد جدید مین داخل کیا ہے مگر ہم مسلمان ان کتابون کو پاک انجیل سے علیحدہ سمجھتے ہین-

یہ کتابین عہد عتیق کی جو بائیبل مین شامل ہین سب نہین ہین اسلئے مسلمانون نے (جسمین مسیحی عالمون کو بھی عذر نہین ہوسکتا) عہد عتیق کی کتابون کو تین قسم مین تقسیم کیا ہے-

اول- وہ جو بائیبل مین داخل ہین-

دوم- وہ جو بلاشبہ ایک زمانہ مین موجود اور صحیح اور معتمد تھین مگر اب ناپید ہین-

سوم- وہ جنمین مسیحی علمانے غیر صحیح سمجھکر بائیبل سے خارج کردیا ہے انمین کی بعضی کتابین اب بھی دستیاب ہوتی ہین اور بعضے بالکل ناپید ہوگئین-

پہلی قسم کی کتابون کا بیان

(۱) کتاب پیدایش یا سفر تکوین (۶) کتاب یوشع
(۲) کتاب خروج (۷) کتاب قضاۃ
(۳) کتاب احبار یا سفر لویان (۸) کتاب روث
(۴) کتاب اعداد (۹) کتاب اول شموئیل
(۵) کتاب استثنا یا سفر توریتی مثنیٰ (۱۰) کتاب دوم شموئیل

(۱۱) کتاب اول سلاطین یا ملوک
(۱۲) کتاب دوم سلاطین یا ملوک
(۱۳) کتاب اول تواریخ ایام
(۱۴) کتاب دوم تواریخ ایام
(۱۵) کتاب عزرا
(۱۶) کتاب نحمیاہ
(۱۷) کتاب استر
(۱۸) کتاب ایوب
(۱۹) کتاب زبور یا مزامیر داؤد
(۲۰) کتاب امثال سلیمان
(۲۱) کتاب واعظ سلیمان
(۲۲) کتاب غزل الغزلات یعنے سرود سلیمان
(۲۳) کتاب اشعیاہ
(۲۴) کتاب یرمیاہ
(۲۵) کتاب نوحہ یرمیاہ
(۲۶) کتاب حزقیل
(۲۷) کتاب دانیال
(۲۸) کتاب ہوشع
(۲۹) کتاب یوئیل
(۳۰) کتاب عاموص
(۳۱) کتاب یوناہ
(۳۲) کتاب یوناہ
(۳۳) کتاب میکاہ
(۳۴) کتاب ناحوم
(۳۵) کتاب حبقوق
(۳۶) کتاب صفنیاہ
(۳۷) کتاب حگی
(۳۸) کتاب زکریاہ
(۳۹) کتاب ملاکی

دوسری قسم کی کتابونکا بیان

یہہ وہ کتابین ہین جو ایکزمانہ مین موجود تہین اور اب ان کا کہین پتہ بہی نہین لگتا مگر ان کا ذکر عہد عتیق کی ان کتابون مین جو بائبل مین داخل ہین پایا جاتا ہے۔ کوئی شخص ان کے معتبر ہونے سے اور اس سے کہ ایکزمانہ مین موجود تہین انکار نہین کرسکتا۔ مین پہلے لکہہ چکا ہون کہ ہر صدی مین طرح طرح کے نئے نئے فرقے والے اور نبیون کے اقوال مین اصلاح دینے والے صرف اپنے خیالات کی مطابقت کرنے کے لئے پیدا ہوتے تہے یہی بڑا باعث تہا کہ صحائف انبیا علاوہ عنت ربود ہونے کے ناپید بہی ہوتے جاتے تہے اور رفتہ رفتہ نوبت یہہ پہنچی کہ وہ کتابین ہی صاف ناپید کردی گئی جب وہ ناپید ہوئین تو ظاہر ہے کہ ان کی بیجا غارت کرنے والون نے ضرور کوئی گہڑت کی ہوگی اور وہ گہڑت گویا بالکلیہ نہین لیکن اس کا بہت حصہ ان صحائف مین موجود ہے کہ جو اس زمانہ مین صحیح مانے جاتے ہین اور ان پر گرویدہ ہونا عیسائیون کا دین و ایمان ہے۔

اب مین ان کتابون کا نام معہ ان ورسون کے نشان کے جن مین ان کا ذکر ہے یہان درج کرتا ہون۔

کتاب	حوالہ
(۱) کتاب عہد نامہ موسے	خروج ۲۴ — ۷
(۲) کتاب جنگ نامہ موسے	گنتی ۲۱ — ۱۴
(۳) کتاب الیشیر	یشوع ۱۰ — ۱۳
(۴) کتاب یاہو پیغمبر بن حنانی	دوم سموئیل ۱ — ۱۸
(۵) کتاب شمعیاہ نبی	دوم تواریخ ۲۰ — ۳۴
(۶) کتاب اخیاہ نبی	دوم تواریخ ۱۲ — ۱۵
(۷) کتاب ناتن نبی	دوم تواریخ ۹ — ۲۹
(۸) کتاب مشاہدات عیدو غیب بین	
(۹) کتاب اعمال سلیمان	اول سلاطین ۱۱ — ۴۱
(۱۰) کتاب اشعیاہ بن عاموص جسمین عزیاہ بادشاہ کا حال	دوم تواریخ ۲۶ — ۲۲
اول سے آخر تک تہا۔	دوم تواریخ ۳۲ — ۳۳
(۱۱) کتاب مشاہدات اشعیاہ جسمین حزقیاہ بادشاہ کا حال تھا	اول تاریخ ۲۹ — ۳۰
(۱۲) سموئیل نبی کی تاریخ	
(۱۳) ایک ہزار پانچ زبور سلیمان کی	اول سلاطین ۴ — ۳۲ — ۳۳
(۱۴) کتاب خواص نباتات و حیوانات سلیمان کی	اول سلاطین ۴ — ۳۳ —
(۱۵) کتاب امثال سلیمان کی	
(۱۶) مرثیہ یرمیاہ	

مرثیہ عنداذہ نوحہ یرمیاہ کے ہے جو بائبل مین داخل ہے بشپ پیٹرک صاحب کا قول ہے کہ یہہ مرثیہ جو کہا یوشع کی وفات کے بعد اب وہ گم ہے۔ اور یقینا وہ نہین ہوسکتا جو نوحہ یرمیاہ مشہور ہے اسلئے کہ یہہ یروشلیم کے غارت ہونے اور صدقیاہ کے ہلاک ہونے پر ہے۔ اور وہ مرثیہ موت یوشع پر۔

مسیحی علما کا یہہ قول ہے اور وہ اپنے قول کی بڑی پچ کرتے ہین کہ یہہ بات محض بے بنیاد ہے کہ مقدس کتابون مین سے کوئی تحریر جاتی رہے ۔ بلکہ مقدس تحریرون مین سے نہ کوئی تحریر کہوئی گئی ہے نہ کہوئی جا سکتی ہے مگر اپنے اس دعوے کے اثبات پر وہ ایسی دلیلین پیش کرتے ہین کہ جو کسی طرح ان کے دعوے کا کافی ثبوت نہین ہوسکتین۔ ہر چند انہون نے بہت زور مارا اور اپنے خیال مین وہ یہہ جانتے ہین کہ ہم اپنے دعوے کے ثبوت مین کافی دلیلین دے چکے اور ان دلائل کی روسے ہر شخص ہمارے اس دعوے کو تسلیم کریگا اور یقین ہوگا کہ مقدس تحریرون مین سے کوئی تحریر کہوئی گئی ہے نہ کہوئی جا سکتی ہے۔ مگر ان کا خیال ان کی دلائل کی خامیون سے بے بنیاد ہو رہا ہے اور بالکل ان کی دلائل ان کے ثبوت دعوے کے لئے ناکافی ہین

وہ کہتے ہین اگر تھی حکمت الٰہی کا یہہ نہیان ہے کہ جو کتاب روح قدس کی تائید سے دی تھی پھر اسکو ایسا معدوم ہونے دیتا اور اگر وہ اسکے اور آگے انسان کی تربیت کے لائق نہ تھین تو ان کو پہلے ہی کیون دیا تھا دوسرے ایماندار اہل کتاب ان کو عزیز رکھتے تھے اور وہ دور دور پھیل گئی تھین - پھر کیونکر معدوم ہو سکتی تھین علاوہ اسکے اگرچہ ان کتابون کو الہامی لکھنے والون نے لکھا ہو مگر یہہ ضرور نہین کہ وہ بھی الہامی ہون اسلئے کہ الہامی لکھنے والون کی ہر تحریر کا الہامی ہونا ضرور نہین ہے - اسی سبب سے وہ کتابین مقدس کتابون مین داخل نہ تھین سوائے اسکے اگلے زمانہ مین ہر ایک چھوٹی سی تحریر پر بھی کتاب کا اطلاق کیا کرتے تھے پس ان کتابون کے بعض مطالب موجودہ ان ہی کتابون مین داخل ہین اور بعضے مطالب جو روحانی تربیت سے تعلق نہ تھے تو ان کے نہونے سے بائبل مین کچھہ نقصان نہین ہے [illegible] تامل کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ دلیلین کافی نہین ہین -

جو کتاب روح قدس کی تائید کے لئے دی گئی ہو اسکے ضائع ہونے سے حکمت الٰہی مین کچھہ نقصان نہین آسکتا یہ ایک بیہودہ بات ہے اگر ایک ہی کتاب انسان کی ہر حالت کو کافی ہوتی تو اولڈ ٹیسٹمینٹ کے بعد نیو ٹیسٹمنٹ کے آنے کی ضرورت نہ ہوتی - یہہ مانا کہ ایماندار لوگ بلاشبہ الہامی کتابون کو عزیز رکھتے ہین مگر عام مصیبت کی حالت مین انسان کو مقتضا اسکی ضعیف فطرت کے نہایت درماندہ کردیتی ہین (خصوصاً وہ پے درپے کی مصیبتین جو یہودیون پر پڑین) ایسی مصیبت خیز حالتون مین عزیز تحریرون کا غارت ہو جانا خلاف فطرت نہین ہے ہمنے اپنے دوسرے مقدمہ مین یہودیون اور عیسائیون کی جو کچھہ حالت بیان کی اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ان پاک کتابون کا ایسے رستخیز زمانون مین پتہ نہین رہ سکتا اور ان کا ناپید ہو جانا کچھہ تعجب نہین ہے ایسا جیسا کہ ان کا بچا رہنا تعجب خیز ہوتا - مین ان کتابون کو جو ناپید ہو گئین اور جنکا نام حال کی کتابون کے درسون مین موجود ہے بلاشبہ الہامی کتابین سمجھتا ہون اور اسکی وجہ یہہ ہے کہ ان مین ضرور نیکیون کی طرف (گو وہ وحشیانہ نیکیان کیون نہ ہون) توجہ دلائی گئی ہوگی اسلئے وہ ناپید کردی گئین کیونکہ ایک زمانہ مین خصوصاً پانچوین چھٹی ساتوین صدی مین [illegible] کتاب جان کر ناپید کی جاتی تھی کہ جو نیکی کی طرف رستہ دکھائے یا اسمین ان کی قبیحہ عادات رکھنے کے ضمن مین ہون - ان کا غارت و ناپید ہونا ہی گویا ان کے اچھے ہونے کی دلیل ہے - یہہ بھی ضرور ہے کہ ان کتابون مین سے بہت سی کتابین الہامی ہونگی جنکا نزول نبیون پر ہوا ہوگا مگر عیسائیون کی بداعمالی سے ان کا نام و نشان ایسا مٹ گیا کہ جنکا پتہ بھی نہین ہے -

علی الخصوص ایسی حالت مین کہ وہ ایک جگہہ جمع نہ تھین بلکہ متفرق ٹکڑے لوگون کے پاس تھے ان کتابون کے الہامی ہونے پر کوئی دلیل نہین ہے - خصوصاً جب کہ خود الہامی لکھنے والون نے ان سے استخراج کیا یا ان کی طرف اشارہ کیا ہو - فرض کرو کہ ان کے تمام مطالب کتب مقدسہ مین ہون اور کتب مقدسہ کو ان کی حاجت نہ رہی ہو مگر اس کا تمام ہونا بھی ثابت نہین ہے صرف اتنا کلام ہے کہ اور بھی معتمد اور صحیح کتابین تھین جو اب معدوم ہین اور یہہ بات

ف تفسیر ہارنی مطبوعہ ۱۸۵۶ع جلد اول صفحہ ۹۳۶ -

اسی طرح پر ثابت ہے کہ اس سے بڑے بڑے علمائے مسیحی نے بہی اقرار کیا ہے۔
مسٹر فرڈ صاحب اپنی کتاب سوالات السوال مین جو ۱۸۴۳ء مین لندن مین چہپی تہی سوال دوم کے ذیل مین لکہتے ہین

" یہہ کتابین جنمین حضرت مسیح علیہ السلام کو ناصری کہا گیا تہا (اور جسکا ذکر مقدس متی نے باب ۲ ورس ۲۳ مین لکہا ہے) نیست و نابود ہوگئی ہین۔ اسلئے جو کتابین نبیون کی اب موجود ہین کسی مین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ناصری نہین لکہا ہے "

کرینز اسٹم صاحب اپنی ہوملی یعنے تفسیر مین لکہتے ہین کہ " پیغمبرون کی بہت سی کتابین ناپید ہوگئین اسلئے کہ یہودیون نے غفلت سے بلکہ بیدینی سے بعض کتابون کو کہو دیا بعض کو پہاڑ ڈالا بعض کو جلا دیا "

تفسیر[1] ڈائیلی مین ہے کہ اس بادشاہ روشن ضمیر یعنے سلیمان علیہ السلام نے اس دانائی کو جو اسنے پائی ان لوگون کے فائدے کے لئے استعمال مین لانا چاہا اور بہت سی کتابین ان کی تعلیم کے لئے لکہین۔ مگر حضرت عزرا نے انہین سے صرف تین کو مقدس کتابون مین داخل کیا اور باقی (یعنے جنکو مقدس کتابون مین داخل نہین کیا) یا تو وہ مذہبی تربیت کے لئے نہین بنائی گئی تہین یا ایک زمانہ کے گذر جانے کے سبب خراب اور ناقص ہوگئی تہین۔

تفسیر[2] ڈائیلی ذیل شرح ورس ۲۵ باب ۱۴ کتاب دوم سلاطین کے لکہا ہے کہ یونس پیغمبر کا حال اس مقام پر ہے اور اس مشہور پیغام مین جو نینوی کو لیگئے تہے ہے اور ان پیشین گوئیون کو جنسے اسنے بادشاہ یربعام کو سریا کے بادشاہ سے لڑنے پر دلیری دی کسی جگہہ لکہا ہوا نہین پاتے اسکا سبب صرف یہی نہین ہے کہ بہت سے پیغمبرون کی تحریرین ہمارے پاس نہین ہین بلکہ یہہ بہی ہے کہ پیغمبرون نے اپنی بہت سی پیشین گوئیون کو لکہا ہی نہین "

غرض کہ ہر طرح یہہ بات ثابت ہوگئی کہ ان مقدس کتابون کے علاوہ جو اب موجود ہین اور بہی بہت سی مقدس کتابین تہین۔ دوسرے یہہ بہی بطرز احسن ثابت ہوگیا کہ عہد عتیق اور عہد جدید مین جو کچہہ شامل ہے وہ سب کا سب الہامی نہین ہے بہت سا حواریون کا ملایا ہوا ہے بہت سا صدی بصدی زمانہ کے موافق ملیتا رہا اور آخر یہانتک نوبت پہونچی کہ وہ ایسا غتربود ہوگیا کہ نہ نبی کا کلام معلوم ہوتا ہے نہ غیر نبی کا۔

دوم قسم کی کتابون کا بیان

یہہ وہ کتابین ہین جو مستعمل بائیبل مین داخل نہین ہین مگر انہین سے بعضے ایسی ہین جنکو اب تک عیسائیون کے بعض فرقے مانتے ہین اور بعض ایسی ہین جنکو ایک زمانہ مین صحیح ٹہیرا کر بائیبل مین داخل کیا تہا اور پہر نامعتبر ٹہیرا کر خارج کر دیا اور بعضی ایسی ہین کہ ان کو جمہور عیسائی جہوٹی اور جعلی کہتے ہین۔

جب الہامی کتب کی یہہ کیفیت ہو پہر کون ہٹنے کا ہوتا یہہ بتا سکتا ہے کہ جو کتابین اس کے ہاتہہ مین ہین یعنے بائیبل جسمین اولڈ ٹیسٹمنٹ اور نیو ٹیسٹمنٹ دونو شامل ہین وہ کیونکر اور کسطرح پر اعتبار کے قابل ہو سکتی ہین اور ان کتابون کے ماننے والے ایسی کونسی دلیلین لا سکتے ہین کہ جنسے وہ اپنی موجودہ الہامی یا یون کہو کہ

[1] تفسیر ڈائیلی مطبوعہ ۱۸۵۷ء جلد ۲ صفحہ ۱۳۹

[2] تفسیر ڈائیلی مطبوعہ ۱۸۵۷ء جلد اول صفحہ ۸۰۶۔

حواریون کی گہڑتون کو خدائے پاک کا کلام ثابت کردینگے۔
میرے خیال مین محض ناممکن ہے کہ کوئی عقلمند عیسائی ایک دلیل عقلی بہی اس ثبوت مین پیش کرسکے کہ کتب مقدسہ موجودہ مین سے فلان کتاب صحیح ہے چونکہ عیسائی کامل طورسے دلی اعتقاد اپنی کتب مقدسہ موجودہ پر نہین رکھتے اسلئے وہ گوارا کرتے ہین کہ ان کتابون کی کنجڑون کے ہان پڑیان بنین حالانکہ وہ اس الہامی آیت کے خلاف کرتے ہین کہ اپنے بعلون کو سورون کے آگے نہ ڈالو اسلئے کہ وہ انہین پامال کردینگے۔ دوم قسم کی کتابین۔

۷۔ کتاب سیفہ شیث
۸۔ کتاب حنوک یعنے ادریس ف۱
۹۔ کتاب مشاہدات ابراہیم
۱۰۔ کتاب مشاہدات موسیٰ
۱۱۔ کتاب پیدائش صغیر۔ کونسل ٹرنٹ نے اس کتاب کو نامعتمد ٹہیرایا ف۲
۱۲۔ کتاب قیاس موسیٰ۔
۱۳۔ کتاب الوصیت موسیٰ۔
۱۴۔ کتاب اسرار موسیٰ۔
۱۵۔ کتاب معراج موسیٰ ف۳
۱۶۔ کتاب عزرا نمبر ۱۔ یہہ کتاب سپٹواجنٹ کے بعض نسخون مین شامل ہے اور یونانی گرجے مین عموماً پڑہی جاتی ہی ف۴
۱۷۔ کتاب عزرا نمبر ۲۔ یہہ کتاب چند رومی ترجمون اور ایک عربی ترجمہ مین موجود ہے ف۵
۱۸۔ کتاب توبٹ ف۶
۱۹۔ کتاب جوڈیتہ۔ ف۷
۲۰۔ باقی حصہ بابون کتاب استہر کا۔ یہہ کتاب یونانی اور رومی نسخون مین موجود ہے ف۸
۲۱۔ وزڈم سلیمان یعنے کتاب دانائی سلیمان یونانی زبان مین یہہ کتاب موجود ہے ف۹
۲۲۔ ایکلزیاسٹکس یعنے کتاب الوعظ ف۱۰
۲۳۔ کتاب باروق۔ قدیم مصنفون نے اس کتاب سے سند لی ہے اور کونسل ٹرنٹ نے اسکو رد نہین کیا کیونکہ اس کے حصے گرجا مین پڑہے جاتے ہین۔ ف۱۱
۲۴۔ کتاب راگ تین پاک بچون کی۔ بعض یونانی ترجمے پٹہوڈورٹ مین اور عموماً رومی بائبل مین یہہ کتاب بشمول کتاب دانیال موجود ہے
۲۵۔ کتاب تاریخ سینا۔ ان ہی ترجمون مین یہہ کتاب بہی دانیال کے شروع مین موجود ہے
۲۶ بل اور ڈریگن کی بربادی کی تاریخ۔ یہہ کتاب بہی ان ہی ترجمون مین کتاب دانیال کے آخر مین موجود ہے ف۱۴۔
۲۷ دعا رسینسٹس بادشاہ یہود ف۱۵
۲۸ اول کتاب مقابیس یہہ کتاب اور نیز دوسری آگے آنے والی کتاب عبری مین بہی تہی اور یونانی اور سریانی زبان مین اب بہی موجود ہے ف۱۶

ف۱ ہارن صاحب کا انٹروڈکشن او ر علوم بائبل کے مطبوعہ ۱۸۲۲ء لندن جلد ۱ صفحہ ۶۳۷ — ف۲ ایضاً جلد ۴ صفحہ ۳ ف۳ لارڈنر صاحب کے ورکس مطبوعہ ۱۸۲۹ء لندن جلد ۲ صفحہ ۵۱۲ — ف۴ تفسیر ڈایلی مطبوعہ ۱۸۵۴ء جلد ۲ صفحہ ۷۵۶ ف۵ ایضاً صفحہ ۷۷۶ — ف۶ ایضاً صفحہ ۸۰۹ ف۷ ایضاً صفحہ ۸۶۶ ف۸ تفسیر ڈایلی مطبوعہ ۱۸۵۰ء جلد ۲ صفحہ ۸۴۹ — ف۹ ایضاً جلد ۲ صفحہ ۸۵۵ ف۱۰ تفسیر ڈایلی مطبوعہ ۱۸۵۸ء صفحہ ۸۷۹ ف۱۱ ایضاً صفحہ ۹۴۲ — ف۱۲ صفحہ ۹۰۰ ف۱۳ ایضاً صفحہ ۹۰۹ ف۱۴ ایضاً صفحہ ۹۶۳ ف۱۵ ایضاً صفحہ ۹۶۷ ف۱۶ ایضاً صفحہ ۸۶۷ —

۲۹- دوم کتاب مقابیس وا

۳۰- کتاب معراج اشعیاہ

۳۱- ملفوظات حبقوق

عہد جدید کی کتابونکا بیان

اس مقام پر عہد جدید کی کتابون سے صرف وہ کتابین مراد ہین جنکو حواریون نے لکھا اور انہین وہ کلام الہی شامل ہے جو حضرت مسیح پر نازل ہوا تھا اور جسکو ہم انجیل کہتے ہین۔

یہہ کتابین دو قسم کی ہین ایک وہ جو بائیل مین داخل ہین دوم وہ جو بائیل مین داخل نہین ہین اور جنکو مسیحی علمانے نامعتبر جانکر یا جھوٹی سمجھکر خارج کر دیا ہے۔

اول قسم کی کتابونکا بیان

۱- انجیل متے

۲- انجیل مارک

۳- انجیل لوک

۴- انجیل یوحناہ

دوم قسم کی کتابونکا بیان

۱- انجیل طفولیت جو متی نے لکھی ؎۳

۲- انجیل ولادت مریم

۳- انجیل یعقوب

۴- انجیل نیقودیما

۵- انجیل پیٹر

۶- انجیل دوم یوحناہ

۷- انجیل اندریاہ حواری

۸- انجیل فلپ

۹- انجیل بار تہالومی

۱۰- انجیل توما حواری

۱۱- انجیل اول طفولیت جو توما سے منسوب ہے۔

۱۲- انجیل دوم طفولیت جو توما سے منسوب ہے

۱۳- انجیل متی آز

۱۴- انجیل مرقس جو مصر اون کی املائی ہے۔

۱۵- انجیل تہیڈیس

۱۶- انجیل پال

۱۷- انجیل ایلس

۱۸- انجیل بے سی لی ڈس

۱۹- انجیل سرنتھس

۲۰- انجیل سرنتس

۲۱- انجیل ای اونیٹز

۲۲- انجیل انکا ٹیٹس

۲۳- انجیل حوا

۲۴- انجیل یہودیا

۲۵- انجیل جوڈ

۲۶- انجیل جوڈس

۲۷- انجیل مارشین

۲۸- انجیل امرن ہتس

۲۹- انجیل ناصریان

۳۰- انجیل کا بلیت

؎۱ ایضا صفحہ ۱۰۱۷۔

؎۲ ہارن صاحب کا انٹرودکشن ادبیر علوم بائیل کے مطبوعہ ۱۸۲۵ء لندن جلد ۱ صفحہ ۶۳۸۔

؎۳ ہارن صاحب کا انٹرودکشن ادبیر علوم بائیل کے مطبوعہ ۱۸۲۵ء لندن جلد ۱ صفحہ ۶۴۲

۳۲- انجیل ٹی ٹن-
۳۳- انجیل حقیقت جو ویلن ٹی نین پاس تہی-
۳۴- انجیل ویلن ٹینس

ان کے سوا جو کتابین اور نامہ حواریون نے اپنی طرف سے لکہے وہ بہی دو قسم کے ہین ایک وہ جنہین مسیحی علمانے عہد جدید مین داخل کیا ہے دوسرے وہ جنہین نامعتبر سمجہکر عہد جدید سے خارج رکہا ہے-

۱- اعمال حوارین
۲- رومیونکو پال کا خط
۳- کرنتہیونکو پال کا پہلا خط
۴- کرنتہیونکو پال کا دوسرا خط
۵- افیونکو پال کا خط
۶- فلپیونکو پال کا خط
۷- کلسیونکو پال کا خط
۸- تہلسنیکیونکو پال کا پہلا خط
۹- تہلسنیکیونکو پال کا دوسرا خط
۱۰- تمہتی کو پال کا پہلا خط
۱۱- تمہتی کو پال کا دوسرا خط
۱۲- تیتی کو پال کا خط
۱۳- فلیمن کو پال کا خط
۱۴- عبرانیون کو خط
۱۵- بارہ فرقون کو یعقوب کا خط
۱۶- سارے مسیحی لوگونکے لئے پیٹر کا پہلا خط
۱۷- سارے مسیحی لوگون کے لئے پیٹر کا دوسرا خط-
۱۸- سارے مسیحی لوگون کیلئے یوحنا کا پہلا خط
۱۹- یوحناہ کا دوسرا خط
۲۰- یوحناہ کا تیسرا خط
۲۱- سارے مسیحی لوگون کے لئے یہودا کا خط
۲۲- مشاہدات یوحناہ

دوسری قسم کی کتابون کا بیان

۱- نامہ مریم بنام اگناشس
۲- نامۂ مریم بنام سسلمان
۳- کتاب پیدائش مریم
۴- کتاب مریم-
۵- تاریخ اور حدیث مریم
۶- کتاب سوالات صغیر وکبیر مریم
۷- کتاب سوالات صغیر وکبیر مریم
۸- کتاب نسل مریم
۹- کتاب مریم انگشتری سلیمانی
۱۰- کتاب عقائد حواریان
۱۱- کتاب تعلیم حواریان ف۱
۱۲- کتاب اعمال پیٹرس ف۲
۱۳- کتاب اول مشاہدات پیٹرس
۱۴- کتاب دوم مشاہدات پیٹرس
۱۵- ٹائٹر پیٹرس بنام کلیمنٹس
۱۶- کتاب مباحثہ پیٹرس

ف۱ ہارن صاحب کا انٹروڈکشن اوپر علوم بائبل کے مطبوعہ سنہ ۱۸۲۲ء لندن جلد اول صفحہ ۶۱۲
ف۲ لارڈنر صاحب کے ورکس مطبوعہ سنہ ۱۸۲۵ء لندن جلد ۴ صفحہ ۱۰۶

۱۷ - کتاب تعلیم پطرس
۱۸ - کتاب وعظ پطرس
۱۹ - کتاب آداب نماز پطرس
۲۰ - کتاب خاتمہ پدوشی پطرس
۲۱ - کتاب قیاس پطرس
۲۲ - کتاب اعمال یوحناہ
۲۳ - کتاب خاتمہ پدوشی یوحناہ
۲۴ - کتاب حدیث یوحناہ
۲۵ نامہ یوحناہ بنام ہیڈرویک
۲۶ - مریم کا وفات نامہ جو یوحناہ نے لکھا۔
۲۷ - تذکرہ مسیح اور ان کے نزول کا صلیب سے جو یوحناہ نے لکھا۔
۲۸ - کتاب مشاہدات دوم یوحناہ
۲۹ - کتاب آداب نماز یوحناہ
۳۰ - کتاب اشغال اندریاہ
۳۱ - کتاب آداب نماز متی
۳۲ - کتاب اعمال فلپ
۳۳ - کتاب اعمال توما
۳۴ - کتاب مشاہدات توما
۳۵ - کتاب خاتمہ پدوشی توما
۳۶ - کتاب آداب نماز یعقوب
۳۷ - وفات نامہ مریم جو یعقوب نے لکھا
۳۸ - کتاب حدیث متھی آز
۳۹ - کتاب اعمال متھی آز
۴۰ - کتاب آداب نماز مرقس
۴۱ - مرقس کی کتاب پی شرح

۴۲ - نامہ بارنا باس
۴۳ - کتاب اعمال پال یا شہادت تھکلا اول
۴۴ - کتاب اعمال پال یا شہادت تھکلا دوم
۴۵ - کتاب اعمال پال
۴۶ - نامہ پال بنام لادوکیان
۴۷ - ۴۹ تین نامہ پال کے بنام تھسلیکونیا
۵۰ - ۵۲ تین نامے پال کے بنام کرنتھیان
۵۳ - نامہ پال در جواب نامہ کرنتھیان
۵۴ - ۵۹ چھ نامہ پال کے بنام سینیکا
۶۰ - کتاب مشاہدات اول پال
۶۱ - کتاب مشاہدات دوم پال
۶۲ - کتاب وزن پال
۶۳ - کتاب وعظ پال
۶۴ - پال کی کتاب منتر سانپ
۶۵ - کتاب پی سپٹ پال
۶۶ - مکاشفات شرنتس
۶۷ - اعمال حواریان جو ابی اونیز کے پاس تھے
۶۸ - کتاب ہل کی سٹیس
۶۹ - کتاب جیس
۷۰ - کتاب اعمال حواریان لیوتھان
۷۱ - اعمال حواریان لن ڈی شیس
۷۲ - اعمال حواریان لیان ٹیس
۷۳ - اعمال حواریان لیوتھان
۷۴ - اعمال حواریان جو منی چینز پاس تھے
۷۵ - اعمال حواریان سیلیوکس
۷۶ - مکاشفہ سٹفن

۔ ۔ ۔ صاحب کا اسمتھ ڈکشنری اور علوم بائبل کے مطبوعہ ۱۸۲۵ء جلد ا صفحہ ۲۴۲ -

۷۷- نامہ ہمی سن مانٹی نسٹ
۷۸- نامہ اول کلیمنٹ بنام کارن ہتیز
۷۹- نامہ دوم کلیمنٹ بنام کارن تہیز
۸۰- نامہ اگنی شیس بنام ۲فی سینیز
۸۱- نامہ اگنی شیس بنام میگنی شینس
۸۲- نامہ اگنی شیس بنام ٹرنلینز
۸۳- نامہ اگنی شیس بنام رومیان
۸۴- نامہ اگنی شیس بنام فلی ڈل فینیس
۸۵- نامہ اگنی شیس بنام سمرنینز
۸۶- نامہ اگنی شیس بنام پولی کارپ
۸۷- نامہ پولی کارپ بنام فلی پہنیز
۸۸- گڈریہ ہرمس کا
۸۹- احکام ہرمس
۹۰- تماثیل ہرمس

ان کتابون کے سوا چند کتابین ایسی ہین جنکو کہتے ہین کہ خود حضرت مسیح علیہ السلام نے لکھی ہیں
ان کے تفصیل یہہ ہے وہو ہذا

۱- نامہ بنام ابیگارس ف۱
۲- نامہ بنام پیٹر و پال
۳- کتاب تمثیلون اور وعظ کی
۴- کتاب مناجات مسیح کی
۵- کتاب سحر کی
۶- کتاب پیدائش مسیح اور مریم
۷- نامے جو آسمان پر سے گرے ف۲
۸- نامہ حضرت مسیح جو ہنی کیس سے ہے

جن کتابون پر کسی کتاب کا حوالہ نہین ہے ان کا نشان ملیگا اکسہومو اور ابوکریفل نیو مین جو ۱۸۲۰ء مین لندن مین چھپی ہے—

کتابون کی یہہ تفصیل جو لکھی گئی وہ ہے جو ہم نے اگلے کتابون مین لکھی ہوئی دیکھی اور اسمین کہ ان تحریرون کے سوا اور کتابین بھی ہونگی کہ جنکا نشان ہم تک نہین پہونچا- یہہ بات صاف کہ جب الہامی کتابون کے نام سے اتنی کتابین تصنیف ہوئین اور وقتاً فوقتاً لوگون کے خیالا سے غارت ہوتی گئین تو پھر کون عالم سے عالم مسیحی بھی اس امر کو ثابت کر سکتا ہے کہ یہہ ہولی مسیحی خدا کا پاک کلام سمجھتا ہے وہ ہی کلام ہے جو خداوند کے پاس سے روح القدس پر نازل نے بیٹے کو سکھایا- یہہ تو سب مسلمانون کا عقیدہ ہے بلکہ ایمان ہے کہ حضرت عیسیٰ یا ان سے موسیٰ خدا کی طرف سے محض ہدایت کا نور پہیلانے کے لئے مخلوق مین بہیجے گئے تہے اور ساتہہ کتابین بھی خدا کی دی ہوئی لائے تہے لیکن جب انکے بیجا بیجا جوشون اور نفسانی خو صدقہ مین پیروان موسے اور عیسے نے خدا کی ودیعت یا پاک کلام کو غتر بود کر دیا اور اور مرضی کے موافق الٹ پلٹ کر دیا تو پھر دنیا کو ایسے پاک نفس کی ضرورت ہوئی کہ جو خدا کو انکی اقوال سے علیحدہ کرکے دکہا دے اور ایک ایسی پاک کتاب دے کہ جسمین تحریف لفظی

ف۱ ہارن صاحب کا انٹروڈکشن اوپر علوم بائبل کے مطبوعہ ۱۸۲۵ء لندن جلد ۱ صفحہ ۶۴۲
ف۲ ایضا صفحہ ۶۴۲—

نی کا کہین پتہ نہو اور جس سے خدا کی صاف مرضی پائی جاتی ہو اور خدا کے احکام نصف النہار
ب کی طرح سب کو روشن نظر آوین - مسلمانون کا خیال ان انجیلون وغیرہ کی نسبت جو کچھہ ہے
اسکو بیان کرنا نہین چاہتا بلکہ مختصر طور پر مسیحی علما کے اقوال ہولی بائبل کی نسبت تحریر کرتا ہون جنسے
ت کھل جائیگا کہ کوئی عیسائی بشرطیکہ وہ عالم ہو ان کتابون کو خدا کا پاک اور نہترا ہوا کلام نہین
اور واقعی یہہ ہولی بائبل ایسے سمجھنے کے قابل ہی نہین ہے یہی بہت بڑی دلیل قرآن شریف نازل
کی ہے دوسرے ایک وجہ اور ہے کہ حضرت عیسے صرف اپنی قوم کے ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے تھے
انجیل شریف سے معلوم ہوتا ہے اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوے
ں لئے آپ کو عالم کی رحمت لقب ملا ہے -

م صاحب اپنی تاریخ مین ارقام فرماتے ہین کہ افلاطون اور فیثاغورث کے پیرون نے اسبات کو صرف
ی نہین خیال کیا تھا بلکہ قابل تحسین اور آفرین کے سمجھتے تھے کہ راستی اور خدا پرستی کے طریق
ب مین اور جھوٹ بولین اس رائے کو ان یہودیون نے جو مصر مین رہتے تھے سنہ مسیحی سے پیشتر
بہت سی دلیلون سے معلوم ہوتا ہے ان سے سیکھا تھا - اور ان دونو سے عیسائیون مین یہہ
تدا سے پہلی تھی - اسبات مین کوئی شخص شک نہین کرینگا جب ان کتابون کو جو بہت سے جھوٹے
ن اور مشہور آدمیون کے نام سے بنائی گئی ہین بغور دیکھے گا - اور سبل لین کے اشعار اور سیطرح کی بقایا
پر توجہ کریگا جو بہت سی دوسری صدی اور اسکی اگلی صدیون مین نکلی ہین - مین یہہ نہین کہتا کہ
ن اپنے مذہب پر پکے تھے انہون نے اس قسم کی جھوٹی کتابین بنائی تہین بلکہ غالبا وہ کتابین بہت سی
کے فرقہ سے نکلی تہین تاہم اسبات سے انکار نہین کیا جا سکتا کہ جو عیسائی اپنے مذہب کے پابند تھے
اس خطا سے بالکل آزاد نہ تھے

احب کی رائے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ بہت سے عیسائیون نے خواہ وہ نیک ہون یا بد ہون
ات کے موافق کتابین تصنیف کین اور ان کو حضرت عیسے کی طرف منسوب کر دیا - اور یہہ
ن پہلی اور دوسری صدی عیسوی ہی سے شروع ہوگئی تھی جب یہہ حال تھا تو کون تصدیق
ہے کہ جس کتاب الہامی کا ترجمہ ایلزبتھ کے عہد دولت مین ہوا وہی کتاب تھی جو
پیشے کو دی یا یہہ وہی پاک نصیحتین تہین کہ جو خداوند نے حضرت عیسے کو کین یا انہین وہی
بات کہ جو اللہ نے روح القدس کو سکہائین - اسی وجہ سے خدا کے آخر الزمان نبی کے مبعوث ہونے
ہا ہوئی اور یہہ حاجت بہت بڑی تھی اور اسی سے پھر وہ کلام پیش کیا جو واقعی خدا کا تھا اور
بہی اس مین پائی جاتی تھی -

صاحب کی تاریخ دوسری صدی باب ۳ صفحہ ۷ مطبوعہ سنہ ۱۸۶۰ء -

ولیم سیور صاحب اردو تاریخ مسیحی کلیسا مین ارقام فرماتے ہین - کہ دوسری صدی مین مسیحیون مین گ
رہی کہ جب بت پرست اور فیلسوف حکیمون کے ساتہہ دین کا مباحثہ کیا جاوے تو ان ہی کی بحث کا ط
طریقہ اختیار کرنا جائز ہے کہ نہین - آخر کار ارجن وغیرہ کی رائے کے بموجب طریقہ مذکور تسلیم ہوا
البتہ مسیحی بحثون کی تیز عقلی اور نکتہ سنجی نے بحث مین زیادہ رونق پائی لیکن راستی اور صفائی
کچہہ خلل پڑا پہر اسی سبب سے بعض لوگ یہہ ہی جانتے ہین کہ وہ جعلی تصنیفات پیدا ہوئین جو کہ اس
کے بعد کثرت سے لکہی گئین اسطرح سے کہ فیلسوف لوگ جب کسی طریقہ کی پیروی کرتے تہے تو کبہی ا
حق مین کتاب لکہہ کے کسی معروف حکیم کے نام سے اجرا کرتے تہے کہ اس حیلہ سے لوگ اسپر متوجہ ہو کر ا
زیادہ مانینگے اگرچہ اسکی باتین برملا خود مصنف کی ہوتین سو اسیطرح مسیحی جو فیلسوفون کی طرح بحث کرتے
کتاب لکہہ کے کسی حواری یا خادم حواری یا معروف اسقف کے نام سے رواج دیتے تہے ابتداء دستور تیسری صد
مین شروع ہوا اور کئی سو برس تک رومی کلیسا مین جاری رہا یہہ بات بہت ہی خلاف حق اور قابل الزام ش
اسیطرح موشیم صاحب اپنی تاریخ مین ارقام فرماتے ہین - کہ بہت سے ایسے باعث تہے جنکے سبب ابتدائے زمانہ
ہو ایک [illegible] مین جمع کرنیکی ضرورت ہوئی - خصوصاً اس باعث سے کہ بعد رفع ہونے حضرت عیسے کے آسمان پر انکی
اور [illegible] کی تواریخ پر فریب اور کہانی آمیز ایسے لوگون سے جنکے ارادے نیک نہ تہے مگر جہوٹے مذہب والے اور سادہ
خدا پرست ذہنون سے رغبت رکہتے تہے تصنیف ہوئی تہین اور اوسکے بعد بہت سی جہوٹی بنیاد کی تحر
جنمین ایسے پیغمبرون کے نام بطور مصنفون کے درج کئے گئے تہے دنیا پر فریب سے رکہی گئی تہین -
غرضکہ یہہ بات پورے طور سے ثابت ہو گئی کہ یہودی اور عیسائیون مین یہہ رواج ہو گیا تہا کہ اپ
سے کوئی کتاب یا عبارت لکہکر اگلے بزرگون یا پیغمبرون کے نام سے مشہور کر دیتے تہے اور اسی
ذکر ہمارے قرآن مجید مین بہی ہے -
ہارن صاحب اپنی کتاب مین ڈاکٹر شبلی صاحب کا قول نقل کرتے ہین - کہ اب کوئی ایک نسخہ قلمی یا
مقدس لکہنے والون کی اصلی کتاب کے مطابق نہین ہے مگر سب کتابون مین پہیلے ہوئے اور متفرق
اور [illegible] بلاشبہ وہی کتابین ہین یہان تک کہ غلط سے غلط قلمی نسخہ مین بہی جواب موج
کوئی بات مذہب کی یا تہذیب اخلاق کی یا نصیحت کی بدلی نہین گئی اور نہ اس مین سے کم ہوئی
اس سے اور بہی صاف معلوم ہوتا ہے اور شب و روز کے تجارب سے بہی یہ امر روشن ہو گیا کہ یہو
اور عیسائیون کی مقدس کتابین ترجمہ ہوتے ہوتے اور نقل ہوتے ہوتے بالکل غلط اور آپسمین مختلف
[illegible] کتاب کی ضرورت ہوئی جو سب غلطیون سے پاک اور باہمی اختلافات سے صاف ہو

[illegible] حصہ ۲ باب ۲ صفحہ ۲۰۳ —
[illegible] کی تاریخ [illegible] مطبوعہ سنہ ۱۸۴۶ء [illegible] صدی اول حصہ دوم باب دوم صفحہ ۲۷
[illegible] انٹروڈکشن جلد ۲ صفحہ ۱۴۳ —

ب قرآن مجید ہے جو ہمارے پاک نبی صلی اللہ علیہ وسلم پہ نازل ہوئی۔
ن صاحب عہد عتیق کی عبری کتابون کی نسبت لکہتے ہین۔ وہ کتابین اگرچہ بغیر کسی تغیر و تبدل کے
ے پاس پہونچی ہین اور قدیم نقل کرنیوالون نے کمال احتیاط کی ہے تو بہی ان کو ان غلطیون سے
ور کہنا ناممکن تہا جو غلطیان کہ عبری الف بے کے متشابہ حرفون کے بدلنے سے یا ادہر ادہر ہو جانے سے
قدیم نسخون سے نقل کرنے مین ہوتی ہین یہودی عالم سادہ لوحی سے یقین جانتے تہے کہ عبری کتب مقدسہ
ہ بالکل غلطی نہین ہے اور قلمی نسخون مین پڑجاتی ہین کوئی ایسا اختلاف نہین نکل سکتا جو امر اہم کی نسبت سے
اور مارش صاحب نے نہایت دلیری سے اس بات کو رد کیا اور عبری کے قلمی نسخون کی غلطیان ان اختلافات
لیکن کہ جو عبری اور سیریا کے کتب خمسہ موسی مین اور عبری اور سپٹواجنٹ کی کتب عہد عتیق مین ہین
ہش کیپل صاحب نے تائید کی اور اسباب کا اقرار کیا کہ عہد عتیق کے عبری صحف کے واسطے کوئی عمدہ
رہ بنانا ضرور ہے۔ پہر سترہوین صدی مین عموماً یہہ بات قرار پائی کہ عبری عہد عتیق کے نسخون کے
یلہ کرنے کی بہت ضرورت ہے۔

موقع پر یہہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کتب مقدسہ کے چند نسخون کا ذکر کیا جائے جس سے بوضاحت معلوم
ہوے کہ ان کتب مقدسہ مین کتنا اختلاف ہے اور یہہ سب کتنی غلط ہین۔ ہارن[2] صاحب نے کتب مقدسہ
پرانے نسخون کا ذکر کیا ہے۔ چنانچہ اس کا انتخاب درج ذیل ہے۔

عتیق کی کتابین دراصل عبرانی زبان مین ہین اور وہ دو نامون سے پکاری جاتی ہین ایک آٹوگراف
یعنی جنکو خود الہامی لکہنے والون نے لکہا تہا) انہین کے سب نسخے ناپید ہوگئے کوئی بہی موجود نہین ہے دوسرے
فس (یعنے وہ نسخے جو اصلی نسخون سے نقل ہوئے تہے) اور جو مکرر سہ کرر نقل ہوتے ہوتے بہت کثرت
ایل گئے تہے یہہ پچہلے نسخے بہی دو قسم کے تہے ایک پرانے جو یہودیون مین بہت معتبر اور مستند گنے
تہے مگر یہہ نسخے بہی مدت سے معدوم ہوگئے ہین دوسرے نئے جو سرکاری کتب خانون مین یا لوگون کے
موجود ہین اور یہہ بہی دو قسم کے ہین۔
رولس مینیوسکرپٹس یعنے وہ قلمی نسخے جو معابد مین کام مین آتے ہین دوم اسکوائر مینیوسکرپٹس
قلمی نسخے جو مربع تقطیع پر لکہے ہین اور عام لوگون کے کام مین آتے ہین۔

دسوین صدی مین یہودیون کے دو مدرسے تہے ایک بیابان مین جو مشرق مین ہے دوسرا ٹائبیریس
مغرب مین ہے ان دونو مدرسون مین یہودیون کے علم کا بڑا چرچا تہا اور کتب مقدسہ بہت کثرت سے
جاتی تہین اس سبب سے یہودیون مین کتب مقدسہ کی دو قسمین پیدا ہوئین جو نسخے پہلے مدرسہ مین مروج
اورینٹل ریڈنگ یعنے مشرقی نسخے کہلاتے ہین۔ آٹہوین یا نوین صدی مین ان دونو نسخون
ملہ ہوا اور جہان جہان اختلاف نکلا اسپر نشان کیا گیا۔ اور وہ اختلافات مختلف طور سے شمار ہوئے

[1] صاحب کا انٹروڈکشن جلد ۲ صفحہ ۳۱۲ —　[2] ہارن صاحب کا انٹروڈکشن جلد ۲ حصہ ۱ باب ۲ فصل ۱

اور ان کی تعداد ۲۱۰ و ۲۱۶ و ۲۲۰ تک ہی مشرقی نسخہ کے اختلاف ایسٹرن ریڈنگ اور مغربی نسخہ کے اختلاف ویسٹرن ریڈنگ کہلاتے ہین۔

گیارھوین صدی کی ابتدا مین عرن بن عشر پریسیڈنٹ مدرسہ فی بیریس اور یعقوب بن نفتالی پریسیڈنٹ مدرسہ بہی لن نے مشرقی اور مغربی یہودی قلمی نسخون کا مقابلہ کیا اور جوان نامی یہودی عالمون نے اختلاف پائے وہ ۸۶۴ سے زیادہ ہوتے ہین ایک بات کو چھوڑ کر باقی اعراب سے متعلق ہین اور اس سبب سے چندان لائق لحاظ نہین ہین مغربی نسخے اور عبری عہد عتیق کے چھپے ہوئے نسخے جواب موجود ہین اور ہمارے ملک مین بہی پائے جاتے ہین وہ بہت کر عون بن عشر کے نسخے کے پیرو ہین۔

یہودیون مین پانچ نسخے بطور نمونہ کے تہے جنہون نے بالتخصیص نہایت صحیح ہونے مین بہت شہرت پائی ہی اور ان ہی نسخون سے تمام نسخے ان کے بعد کے صحیح ہوتے ہوتے۔

اول کوڈکس ہلل یہہ ایک مشہور قلمی نسخہ تہا اسکو بعض یہودی عالمون نے بارہوین صدی مین دیکھا تہا۔ مگر اسبات مین نہایت اختلاف ہے کہ یہہ ہلل کون تہا بعضون نے خیال کیا کہ یہہ وہ مشہور عالم ہے جو ساٹھہ برس پیشتر ولادت مسیح علیہ السلام تہا۔ بعضون نے کہا ہے کہ یہودا اخکادوش جو مشہور عالم تہا یہہ ہلل اس کا پوتا ہے جس نے مسنا لکہا اور چودہوین صدی مین نام اور ہوا اور بعضے کہتے ہین کہ یہہ شخص ہلل نامی اسپین کا ایک یہودی تہا۔ یا ہر صاحب زیادہ بہروسہ کے ساتھہ کہتے ہین کہ یہہ نسخہ زمانہ حال کا لکھا ہوا ہے اور اسپین مین لکہا گیا تہا کیونکہ اس مین اعراب پائے جاتے ہین اور صرف و نحو کے قواعد موجود ہین ہلل کا نام قریباً اسکی قدر بڑہانے کو اسپر لکہدیا تہا۔

دوم کوڈکس بن عشر } ان دونو نسخون کا حال ابہی بیان ہو چکا ہے۔
سوم کوڈکس بن نفتالی }

ان دونو مین سے پہلا نسخہ مصر مین اسبات مین مشہور تہا کہ اس کے بہت سے مقامون کو خود ابن عشر نے صحیح اور نظر ثانی کیا ہے اور یہہ وہ نسخہ ہے جسکی میمونی ڈیز نے توریت کی نقل کرنے مین بموجب یہودی رسم کے پیروی کی ہے۔

چہارم کوڈکس جیری کو۔ اس مین صرف حضرت موسے علیہ السلام کی پانچون کتابین ہین۔ ایک بڑے یہودی عالم الیس لوتبا نے اسبات کی نہایت تعریف کی ہے کہ یہہ بہت صحیح نسخہ کتب حمسہ کا ہے اسمین صحیح لفظ اور غلط لفظ دونو دکھلائے گئے ہین۔

پنجم کوڈکس سنی۔ اسمین بہی صرف حضرت موسے کی پانچون کتابین ہین یہہ بہی بہت صحیح نسخہ کتب خمسہ کا ہے اور اگلے نسخہ سے صرف لہجہ مین متفاوت ہے۔

ایک چہٹا نسخہ اور تہا جو کوڈکس سین لوکی کہلاتا ہے پیٹر سائین بیان کرتے ہین کہ مین نے اسکو دیکھا مگر

اس امر مین کہ وہ کب لکہا گیا اور کس نے اسکو لکہا کوئی بات تحقیق معلوم نہین ہے
گیارہوین صدی سے جسقدر نسخے پڑہنے پڑہانے مین چلے آتے ہین وہ کسی نہ کسی خاص نسخہ سے نقل کئے
ہین اسلیئے ان کو باعتبار اس ملک کے جہان ان کا رواج تہا جدا جدا چار خاندانون مین قرار دیا ہے۔

اول اسپینش مینوسکرپٹس یعنے وہ قلمی نسخے جو اسپین کے لوگون مین مروج تہے اور جو کو... مقابلہ ہو کر صحیح کیئے گئے تہے۔ اکثر یہودی ان نسخون کی بہت قدر کرتے ہین مگر محقق یہودی ان ... قدر کیا نہین جانتے۔

دوم اورینٹل مینوسکرپٹس یعنے وہ قلمی نسخے جنکا مشرقی ملکون مین رواج تہا۔ یہہ نسخے ا... نسخے ایک سے اور ایک ہی درجہ مین سمجہنے کے لایق ہین۔

سوم جرمن مینوسکرپٹس یعنے وہ قلمی نسخے جنکا جرمن مین رواج تہا۔ ان نسخون مین امر ایسی کی باتین اس طرح پر پائی جاتی ہین کہ ویسی اسپینش مینوسکرپٹس مین نہین ہین مگر یہہ عبارتین سمریٹن کی کتب خمسہ سے اور قدیم ترجمون سے مطابقت رکہتے ہین یہودی ان نسخون کو زیادہ معتمد نہین ... محققین بائبل ان نسخون کی نہایت قدر کرتے ہین۔

چہارم اٹالین مینوسکرپٹس یعنے وہ قلمی نسخے جو اطالیہ مین مروج تہے یہہ نسخے اسپین اور جرمنی نسخون مین اوسط درجہ کا اعتماد رکہتے ہین۔

علاوہ ان قسمون کے ایم ڈی راسی صاحب نے تمام قلمی نسخون کو باعتبار زمانہ کے تین قسم مین تقسیم کیا ہے۔

اول - جو بہت پرانے ہتے یعنے جو بارہوین صدی کے پیشتر کے لکہے ہوئے تہے۔

دوم - اوسط درجہ کے پرانے یعنے جو تیرہوین صدی اور چودہوین صدی کے لکہے ہوئے تہے۔

سوم - زمانہ حال کے وہ نسخے جو چودہوین صدی کے اختتام اور پندرہوین صدی مین لکہے گئے

مگر ایم ڈی راسی صاحب زمانہ حال کے نسخون کو یا ان کو جو پندرہوین صدی سے لکہے گئے ہین اور کثرت سے معبدون مین پائے جاتے ہین اعتبار کے قابل نہین جانتے تہے جب تک کہ یہہ بات ثابت نہو کہ وہ کسی قدیم نسخہ اپوگرافس سے نقل ہوئے ہین۔

ڈاکٹر کنی کٹ صاحب نے عبری نسخہ صحیح کرنے کے لئے عہد عتیق کے ۶۳۰ قلمی نسخون کا مقابلہ کیا۔

اور ایم ڈی راسی صاحب نے اپنی کتاب مجموعہ اختلافات عہد عتیق کے بنانے کے لئے ۴۷۹ قلمی نسخے اور ۲۸۸ چہپے ہوئے نسخون کا مقابلہ کیا انمین جو نہایت قدیم نسخے ہتے اور جنکا ڈاکٹر کنی کٹ صاحب نے مقابلہ کیا تہا ان کا بیان یہان کیا جاتا ہے۔

۱ ۔ کوڈکس لاڈی انیس سنہ [illegible] اور سنہ ۱۷۲ ڈاکٹر کنی کٹ صاحب کے یہودی نسخون کی فہرست مین اس نسخہ کا اول نمبر ہے یہ نسخہ پرانا تہا اور اس سبب سے اس کے الفاظ بعض جگہہ سے اڑ گئے تہے اور ...

پہر روشن سیاہی سے دوبارہ بنایا تہا اور پہر دہی مٹ چلے تہے ڈاکٹر کنی کٹ صاحب کہتے ہین کہ یہہ نسخہ دسوین صدی کا لکہا ہوا ہے اور ایم ڈی راسی صاحب کہتے ہین کہ گیارہوین صدی کا لکہا ہوا ہے۔

یہہ نسخہ شروع ہوا ہے کتاب پیدائش باب ۲۰ ورس ۲ سے اس نسخہ مین وانٹر بوٹ صاحب نے عبری نسخہ سے دو ہزار اختلافات مین جن مین سے دو ہزار سے زیادہ حضرت موسیٰ کی پانچوین کتابون مین ہین اور یہہ اختلافات ۱۰۹ جگہہ مین سپٹواجنٹ سے مطابقت رکہتے ہین اور ۹۸ جگہہ مین سریانی زبان کے نسخہ سے اور ۳۲ جگہہ مین عربی زبان کے نسخہ سے اور ۸۰ جگہہ مین ولگاٹ یعنے لاطینی زبان کے نسخہ سے اور ۴۲ جگہہ مین کالڈی پیرے فریز سے اور یہہ نسخہ سمارٹن نسخہ کے کتب خمسہ موسے سے ۷۰۰ مقام مین مطابقت رکہتا ہے برخلاف یہہ موجودہ عبری نسخہ کے۔

اس نسخہ پر زیادہ اعتبار کیا جاتا ہے اسکی وجہ یہہ ہے کہ کتاب دوم سموئیل باب ۲۳ ورس تین لغایت ۷ کے جس طرز کلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آنیکی بشارت نکالی جاتی ہے اور جس طرز پر وہ کلام سپٹواجنٹ مین تہا اسیطرح اس نسخہ مین بہی لکہا ہوا تہا۔

(۲) کوڈکس کارلس روہنسس پہلا۔ ڈاکٹر کنی کٹ صاحب کے قلمی نسخون کی فہرست مین ۱۵۴ نمبر ہے یہہ نسخہ ایک مشہور عالم ریوکلن کے پاس یہہ نسخہ تہا پندرہوین صدی مین علم کے تروتازہ ہونے مین اس عالم نے بہت کوشش کی تہی یہہ قلمی نسخہ مقام کارلس روہ کے سرکاری کتب خانہ مین موجود ہے جن نسخون پر تاریخ تحریر لکہی ہوئی پائی جاتی ہے ان سب مین سے یہہ نسخہ نہایت قدیم ہے۔ مربع تقطیع پر لکہا ہوا ہے اس مین پرافٹس جانارئم یعنے صحف انبیا معہ تفسیر زبان کیلڈی کے شامل ہین۔

(۳) کوڈکس بی ایبی۔ ڈاکٹر کنی کٹ صاحب کی فہرست مین اسکا پانسو نوے ۵۹۰ نمبر ہے اس نسخہ مین پرافٹس اور ہیجوگریفا ہین اور ورقے پر لکہا ہوا ہے اسپر جو تاریخ لکہی ہوئی ہے (یعنے سنہ ۱۰۱۰ و سنہ ۱۰۱۹) اگر وہ صحیح ہو تو اور نسخون سے بہی پرانا ہے ڈاکٹر برسیس صاحب نے دو سو اختلاف عبارت بڑی بڑی باتون کے اس نسخہ سے جمع کیے ہین زمانہ حال مین کسی شخص نے اس مین اعراب بڑہا دیئے ہین۔

(۴) کوڈکس سیزنی کتب خانہ میلاشٹا مقام بالوگنا نمبر ۲ ۳ ۵ فہرست کنی کٹ صاحب یہہ نسخہ گیارہوین صدی کے آخر کا لکہا ہوا ہے اور اس مین یہہ کتابین ہین پین ٹی ٹیک (یعنے کتب خمسہ موسے) اور ہیفٹارات یعنے پارہ ہائے کتب انبیا اور مگالوتہ (یعنے پانچ کتابین) کینٹی کلز (یعنے گیت سلیمان) اور کتاب راعوث اور نوحہ یرمیاہ اور واعظ اور کتاب استر ایم ڈی راسی صاحب اس نسخہ کو نہایت پسند کرتے تہے اور بہت پرانا جانتے تہے اور اسکے حاشیہ پر اور بہی زیادہ قدیم نسخون کے بعض بعض اختلاف عبارت لکہی ہین۔

(۵) کوڈکس فلورنٹیئس دوم نمبر ۱۱ فہرست ڈاکٹر کنی کٹ صاحب یہ نسخہ گیارہوین صدی کے آخر کا یا بارہوین صدی کے شروع کا لکہا ہوا ہے اس مین کتاب ... اور ... اور تیموتیاس مین جو لفظ کہ اس نسخہ مین مٹ گئے تہے دوبارہ لکہہ دئے گئے ہین۔

(۶) کوڈکس عُدّی اولی ٹینس نہم نمبر ۱۹۳ فہرست ڈاکٹر کنی کٹ صاحب یہ نسخہ بارہوین صدی کے آخر کا لکہا ہوا ہے اور اسمین حضرت موسی علیہ السلام کی پانچون کتابین ہین ... کتاب پیدائش کا شروع اور کتاب احبار اور استثنا کا انجام زمانہ حال مین زیادہ کیا گیا ہے اس نسخہ مین حروف کا مٹ جانا اور تبدیلیان بہی واقع ہین اور بعض اوقات ایک بڑی عبارت اچہی عبارت کی جاے لکہ دی گئی ہے۔ باوجود اس بات کے اسمین بہت سی اچہی عبارتین مخالف پائی جاتی ہین۔

(۷) کوڈکس نارمبرجینیس چہارم نمبر ۱۰۲ فہرست ڈاکٹر کنی کٹ صاحب اس نسخہ مین صحف انبیاء اور اور مقدس کتابین ہین یہہ نسخہ بہت پرانا ہے اور اکثر جگہ سے شکست ہو گیا ہے۔ اس سبب سے ڈاکٹر کنی کٹ صاحب اور ایم ڈی راسی صاحب نے اس نسخہ کو بارہوین صدی کے شروع کا لکہا ہوا قرار دیا

(۸) کوڈکس پیری سی انس لیست ہفتم نمبر ۲۱۰ فہرست ڈاکٹر کنی کٹ صاحب یہہ نسخہ پوری بائبل کا رومی خط مین ہے۔ ڈاکٹر کنی کٹ صاحب اور ایم ڈی راسی صاحب اسکو بہت پسند کرتے تہے اور بارہوین صدی کا لکہا ہوا بتاتے تہے۔

(۹) کوڈکس رجی اوبان شفس یہہ نسخہ بہی رومی حرفون مین اسی زمانہ کا لکہا ہوا معلوم ہوتا ہے جس زمانہ کا اگلا نسخہ معلوم ہوا ہے اسمین پرافٹس اور ہیجوگرفا کی کتابین ہین مگر مختلف جگہہ سے شکستہ ہو رہی ہین۔

(۱۰) کوڈکس پیری سی انس لیست چہارم نمبر ۲۶۳ فہرست ڈاکٹر کنی کٹ صاحب یہہ نسخہ بارہوین صدی کے شروع کا لکہا ہوا ہے اور کتاب یرمیاہ باب ۲۹-۱۹ لغایت باب ۳۸-۲ تک اور کتاب یوشع باب ۴-۴ سے لغایت کتاب عاموس باب ۶-۱۲ تک ناقص ہے۔

اب مناسب ہے کہ جن پرانے نسخون کا ڈاکٹر ایم ڈی راسی صاحب نے مقابلہ کیا اور انمین جو قدیم نسخے ہین ان کا بہی اس مقام پر ذکر کیا جاوے۔

(۱) کوڈکس نمبر ۶۳۴ اسمین ایک ٹکڑہ کتاب احبار اور اعداد کا ہے کتاب احبار باب ۲۱-۱۹ سے لغایت کتاب اعداد باب ۱-۵۰ تک ہے نہایت قدیم ہونے کی اسمین بہت سی علامتین پائی جاتی ہین ایم ڈی راسی صاحب کے نزدیک آٹہوین صدی کا لکہا ہوا ہے۔

(۲) کوڈکس نمبر ۵۰۳ اس نسخہ مین منجملہ کتب حضرت موسے کی کتاب پیدائش باب ۱۲-۱۴ سے کتاب استثناء باب ۱۵-۱۲ تک ہے اسمین مختلف زمانون کے ورق ملے ہوئے ہین۔ اور پرانے سے

جرانے ورق لوین یا دسوین صدی کے لکہے ہوئے معلوم ہوتے ہین-
(۳) کوڈکس منبردنش یہہ قلمی نسخہ جن کتب حضرت موسیٰ کا مع تارگم (یعنے تفسیر زبان کیلڈی) اور
پانچ کتابون گیت سلیمان اور کتاب اعوث اور نوحہ یرمیاہ اور وعظ اور کتاب استر کے ہے اور گیارہوین
صدی کے آخر یا بارہوین صدی کے شروع کا لکہا ہوا ہے پرانے ہونے کے سبب جو حرف مٹ گئے
تہے پہر بنائے گئے ہین-
(۴) قلمی نسخہ کتاب ایوب کا عمدہ نسخون مین سے نہایت عمدہ یہہ نسخہ ہے اور اگلے نسخہ کا ہم زمانہ ہے
(۵) قلمی نسخہ ہیجو گریفا کا نمبر ۳۷۹ تیسرے اور چوتہے نسخہ کا ہمعصر ہے-یہہ نسخہ زبور کے باب ۱۵ و ۱۶
سے کتاب نحمیا کے باب چالیس-۸ تک ہے-
(۶) قلمی نسخہ پانچون کتابون حضرت موسیٰ کا نمبر ۱۱۶-یہہ نسخہ گیارہوین صدی کے اخیر کا یا بارہوین صدی کے
شروع کا لکہا ہوا ہے-پرانا ہونے کے سبب مشتبہ ہو گئی ہے متن مین جو عبارت لکہنے سے رہگئی ہے
وہ حاشیہ پر لکہی ہوئی ہے-
ڈاکٹر کنی کٹ صاحب بیان کرتے ہین اور تحقیق کے عبری تمام قلمی نسخے جنکا موجود ہونا اب ہمکو معلوم ہے ایک
ہزار اور ایک ہزار چار سو ستاون برسون کے درمیان کے لکہے ہوئے ہین اور اس سے وہ یہہ نتیجہ نکالتے ہین کہ
کہ تمام قلمی نسخے جو سات سو یا آٹہہ سو برس پیشتر کے لکہے ہوئے تہے یہودیون کی سنت یعنے مجلس امرا کے بعض
حکمون کے بموجب معدوم کر دئے گئے تہے اس سبب سے کہ ان نسخون سے جو اس وقت مین خالص گنے جاتے
بہت اختلاف تہا اسبات کو بشپ والش صاحب بہی تصدیق کرتے ہین اور کہتے ہین کہ اسی سبب سے ہمارے
پاس چہہ سو برس کے نسخے بہت کمیاب ہین علاوہ ان نسخون کے ایک عبری قلمی نسخہ توریت کا ریورنڈ ڈاکٹر بکانن
صاحب کو ۱۸۰۶ء مین ملیبار مین کالے یہودیون کے پاس سے دستیاب ہوا ملیبار کے یہودی یقیناً
یہودیون کے پس ماندہ ہین جنکو بخت نصر نے اول مرتبہ جلاوطن کیا تہا-اس قلمی نسخہ کی تاریخ کہ کب کا لکہا
ہے تحقیق نہین ہو سکتی مگر گمان ہوتا ہے کہ ان نسخون سے لیا گیا ہوگا جو ان کے باپ دادا ہندوستان
مین اپنے ساتہہ لائے-
جب ان یہودیون سے اس نسخہ کے باب مین پوچہا گیا تو وہ اس کی نسبت کوئی ٹہیک بات بیان نکر سکے
بعضون نے کہا کہ صنعائے عرب سے آیا ہے اور بعضون نے کہا کہ کشمیر سے-اس نسخہ مین کتاب احبار اور
استثنا کا بہت سا حصہ نہین ہے-مسٹر ایشن صاحب نے انڈر ہوٹ صاحب کے چہپے ہوئے نسخہ سے اس
کا مقابلہ کیا اسکی تحقیقات کا نتیجہ یہہ ہے کہ تمام نسخہ مین چالیس سے زیادہ اختلاف نہین ہے اور ان
کوئی اختلاف تمام عبارت سے بلحاظ معنے اور مراد متن کے تفاوت نہین رکہتا صرف حرفون کی کمی
کا اختلاف ہے جنسے بلحاظ مشہور محاورہ یہودی زبان کے الفاظ کامل یا معیوب معلوم ہوتے ہین اور رہتے

چھاپے ہوئے نسخے سے جو ... چھاپا تھا اور بڑی کم اختلاف ہیں - پس اس طرح پر یہودی متن کی صداقت اس گران بہا نسخے ... ثابت ہوتی ہے اور ... کی شہادت ... بھی اختلاف بہت بڑی ہے چار مقام کی عبارتیں اس نسخہ پر مخصوص ہیں وہ عبارتیں ڈاکٹر ... کی عبرانی بائبل کے نسخہ میں نہیں پائی جاتیں -

یہہ بھی جاننا چاہیئے کہ جسطرح عہد عتیق کی کتابیں عبرانی زبان میں تہیں اسیطرح سینٹ متی کی لکہی ہوئی انجیل بہی دراصل عبرانی زبان میں تہی مگر بارہ سو برس کے قریب سے وہ انجیل معدوم ہوگئی ہے - اور باقی عہد جدید کی یونانی زبان کی کتابیں اصلی گنی جاتی ہیں اسواسطے مناسب ہے کہ یونانی قلمی نسخون کا بہی ہارن صاحب کی کتاب سے اس جگہہ کچہہ ذکر کیا جائے تاکہ ناظرین کو بخوبی معلوم ہو جائے کہ انہنے دوسرے مقدمہ میں عیسائیون کے بے تعداد فرقون کا جو ... شمار لکہا ہے تا جیسا کہ اس بہادر جہ کے اختلاف سے وہ بہت مناسبت رکہتا ہے الہامی تحریرات کے اس ... سے ضرور تہا کہ ایک مقدس نفس خدا کے اس کلام کو ہمیشہ کرتا کہ جسمین نہ کسی کا اختلاف ہو نہ اسمین کوئی تحریف کرسکے - ایک قرآن ہے اسی پر عرب والے عمل کرتے ہیں اور اسی پر روم وشام اور وہ ہی قرآن چینیون کے پاس ہے وہ ہی ایک قرآن یورپ میں ہے -

نہ یورپ میں قرآن اور چینی قرآن سے کچہہ اختلاف ہے اور نہ ہندوستانی قرآن اور رومی قرآن میں کچہہ فرق ہے ایک کلمہ محمدی ہے اور اوسکی سریلی اور دل میں بیٹہہ جانے والی آوازین دنیا کے چارون کونون سے بلند ہو کر یہ مون باشندون کے کانون میں گونج رہی ہیں اور یون ہی قیامت تک یعنے اس عالم کے اختتام تک بجتی رہینگی - قرآن کی یہہ بے اختلافی اسلام جیسے دین کے برحق ہونے کی شہادت دیرہی ہے - اور شہادت اس کے صداقت کے لئے کافی ہے -

یونانی نسخے بہت کم ہیں جنمین عہد عتیق اور عہد جدید دونو کی کتابین موجود ہون بہت سون میں صرف ... ون انجیلین پائی جاتی ہیں کیونکہ وہ نہایت کثرت سے گرجون میں پڑہی جاتی تہین اور بعض نسخون میں ... اعمال حواریین اور کیتہلک نامے اور بعضے میں اعمال اور سینٹ پال کے نامے اور چند نسخون میں ... ہوکلیپس (یعنے مشاہدات سینٹ یوحنا) موجود ہیں سب نسخے خصوصاً زیادہ قدیم نسخے زمانہ کے ضرر سے یا غفلت ... قص ہوگئے ہیں تمام نسخون میں پہلے لکہے ہوئے کو مٹایا ہے اور اسکو صحیح کیا ہے بعضے جگہہ خوب نہیں مٹایا ... لئے اصلی لکہا ہوا بہی معلوم ہوتا ہے جس مقام پر نقل کرنے والے نے صحیح کیا ہے وہ تصحیح بہ نسبت اس تصحیح کے ... کی گئی ہے معتبر سمجہی جاتی ہے محو کرنا پہلے لکہے ہوئے کا کہین تو اس طرح کیا ہے کہ لفظون پر لکیر کہینچ دی ہے اور ... چاقو سے چہیلا ہے اور اکثر جگہہ لکہنے والے نے اسفنج سے مٹادیا ہے - اور اس کی جگہہ اور لفظ لکہدیئے ہیں ... طرحکا مٹانا ایک حرف یا ایک لفظ ہی پر موقوف نہیں ہے جیسے کہ کوڈکس نمبری کے دیکہنے سے معلوم ... کہ اسطرح پر ساری کتابین کی کتابین مٹائی جاتی تہین اور اوپر کتاب بجائے اس قلمی کتاب کے جو مٹائی گئی جاتی تہی لیکن جہان کہین زمانہ مدید کے سبب سے تحریر اڑگئی تہی تو ان کو بغیر زیادہ مٹانے کے بدستور قدیم

لیتے تھے اور اسی پر اکتفا کرتے تھے یہہ نسخے کوڈائی سز پالمپ سسٹی یا ری سکرپٹی (یعنے ایک ٹکڑہ جسمین سے ایک تحریر مٹائی گئی اور اسی جگہہ دوسری لکہی گئی) یا رچہ منٹ (یعنے بنے ہوئے چمڑے یا کپڑے کتاب لکہنے کے سبب قلت کے سبب بہت سے لوگ اگلے مورخون کی لکہی ہوئی کتابین مٹانے لگے اس مطلب سے کہ اپنے یا کسی دوسرے مورخ کی کتاب جسکو وہ چاہتے ہین اسپر نقل کرلین اس سبب سے بہت سی کتابین پہلے مورخون کی معدوم ہوگئین خصوصًا بہت قدیم کتابین کیونکہ زمانہ حال کی کتابین اس وقت کی حاجت روائی کو ان قدیم کتابون پر جو زمانہ دراز کے گزرنے کے باعث دہندلی ہوگئی تہین اور مٹائی گئی تہین نقل کرلی گئی تہین۔

مدت تک یہہ خیال کیا گیا کہ یہہ بد استعمال گیارہوین تیرہوین چودہوین صدی تک رہا اور بالتخصیص یونان مین جاری تہا مگر حقیقت مین یہہ ایک وحشت کا نتیجہ تہا جو ان جہالت کے زمانون مین پہیلا ہوا تہا چنانچہ یہی بد استعمال رومیون مین بہی رائج تہا اور جیسا کہ عمومًا خیال کیا گیا تہا اس سے زیادہ اخیر زمانہ تک ان لوگون مین یہہ استعمال جاری رہا۔

عہد جدید کے قلمی نسخے پورے یا ناقص جو علماء عیسائی کے ہاتہہ آئے اور جنسے کل کا یا جزو کا مقابلہ کیا گیا ان کل کی تعداد پانسو کے قریب تہی اور یہہ تعداد ان قلمی نسخون کا بہت چہوٹا حصہ ہے جو سرکاری اور لوگون کے نجی کے کتب خانون مین پائے جاتے ہین۔ ان مقابلون کے نتیجہ سے یہہ ظاہر ہوا کہ بعض قلمی نسخے ایک دوسرے سے تسلسل رکہتے ہین اور وہ اور نسخون سے بلحاظ نشانون کے پہچانے جاتے ہین مشہور علماء محققین عیسائی خصوصًا گریس بک صاحب نے جسنے اپنی تمام زندگی تحقیقات مقدس مین صرف کی عہد جدید کے ان فقرات کو جو سکندریہ والو کلیمنٹ اور نجسن کی تحریرون مین ہین ان فقرات سے جو ٹرتلین صاحب اور رسالی سیرین صاحب نے لئے ہین نہایت کوشش سے مقابلہ کرکے دریافت کیا۔ کہ بہت ابتدا زمانہ مین یعنے تیسری صدی تک قلمی نسخون کے دو سلسلے موجود تہے یا یون تعبیر کیا جاوے کہ دو پورے مختلف نسخے عہد جدید کے وجود مین تہے۔ میکلس صاحب نے یہہ دریافت کیا کہ مختلف ملکون مین بموجب ان کے خاص زبانون کے مختلف ترجمے عہد جدید کے تہے اور ان کے قلمی نسخے بالذات اپنے مخصوص ترجمون کے مطابق تہے اور یہہ ترجمے ایسے قلمی نسخون سے بنائے گئے تہے جو عام استعمال مین تہے غرضکہ مختلف طور سے پانچ طرح پر عہد جدید کی کتابون کے ڈاکٹر گریس بک صاحب میکلس نے اور میہی اور مسٹر نولن نے اور پروفیسر ہاگ اور پروفیسر اسکالز نے قسمین نکالی ہین۔

ڈاکٹر گریس بک صاحب کے قاعدہ کے بموجب عہد جدید کے یونانی نسخے تین قسمون مین منقسم ہوتے ہین۔ اور ہر ایک قسم ان مختلف عبارتون کے واسطے جو اس قسم مین ہین بطور ایک علاحدہ گواہ کے سمجہا جاتا ہے۔

گریس بک صاحب نے کسی عبارت کی معتبری کو جہانتک کہ قلمی نسخہ کی سند پر لحاظ کی جاتی ہے صرف اسی نسخہ کے بموجب جسمین وہ عبارت ہے قرار نہین دیا۔ بلکہ ان تمام قسمون کے نسخون کی تعداد کی لحاظ سے جو اسکی تائید کرتے ہین قرار دیا ہے اور وہ قسمین جسمین گریس بک صاحب نے یونانی نسخون کو ترتیب دیا ہے حسب تفصیل ذیل ہین

اور ان قسمون مین کا ہر ایک قسم نسخہ کے نام [illegible] ۔

(۱) اسکندریہ نسخہ اسکو مصری نسخہ بہی کہتے ہین اس قسم مین دو قلمی نسخے داخل ہین جنکی مشہور عبارتین اسکندریہ کے مورخین کی ان عبارتون سے جو انہون نے اپنی کتابون مین نقل کی ہین مطابقت رکہتے ہین خصوصًا ارتجن اور کلیمنٹ اسکندریہ والے کی نقل کردہ عبارتون سے اور ان کے بعد اسی نسخہ کو مصری یونانیون نے اختیار کیا تہا

مفصلہ ذیل نسخے اس قسم مین داخل ہین ۔

کوڈکس اسکندریہ والے	گریس بک	کوڈکس بارجی	ڈاکٹر اسکالز
وٹیکن قلمی نسخہ	گریس بک	کوڈکس سینجی اس نمبر ۴۲	گریس بک
کوڈکس افریمی	ڈاکٹر اسکالز	کوڈکس سینجی اس نمبر ۱۴	ایضاً
کوڈکس سینجی اس نمبر ۶۲	ڈاکٹر اسکالز	کوڈکس مڈہی سی اس	ایضاً
کیوبل فریگ منٹس الف	ڈاکٹر اسکالز	کوڈکس سینجی اس نمبر ۳۰۵	ایضاً
کیوبل فریگ منٹس ب	ڈاکٹر اسکالز		

یہہ ترجمے جنکا آگے بیان آتا ہے اسی اسکندریہ والے نسخہ کے پیرو ہین

کاپٹیکو مٹم فیٹک	اتہیوپک
کاپٹیکو باسمینورک	آرمینین
کاپٹیکو سہیدک	سائرو فلاک سنیئن

(۲) اکسی ڈینٹل یا ویسٹرن (یعنے مغربی نسخہ) یہہ وہ نسخہ ہے جو افریقہ ۔ اٹلی اور گال اور مغربی یورپ مین مروج تہا ۔ اس نسخہ کے پیرو یہہ نسخہ ہین

کوڈکس اسکندریہ والے اعمال حواریئن اور کہتیلک نامون مین ۔	کوڈکس تہیس	
	کوڈکس وندوبانن سس	
کوڈکس ہنری یا کین ٹی بری جنیسس	کوڈکس وائیکنیس نمبر ۳۶۰	گریس بک
کوڈکس سینجی اس نمبر ۱۴۱ گریس بک	کوڈکس وائی کنیس نمبر ۲	گریس بک
کوڈکس سینجی اس نمبر ۵۰ گریس بک	کوڈکس سینجی اس نمبر ۱۲۷	
کوڈکس سینجی اس نمبر ۶۷۹ ایضاً	کوڈکس سینجی اس نمبر ۳۷۵	

ان نسخون سے بعض جگہہ سہدک ترجمہ جو چوتہی صدی مین ہوا اور ریروشلم والا سریا زبان کا ترجمہ اور وہ عبارتین جو سیرو فلاک سنیئن ترجمہ کے حاشیہ مین ہین متفق ہوتی ہین اور وہ پرانے رومی ترجمے بہی جو ولگٹ ترجمہ سے پیشتر مستعمل تہے مطابقت رکہتے ہین اسی ڈور صاحب لشپ سیول کے اور رحی آئس صاحب

صاحب اور بیٹہہ صاحب اور ریس مارس صاحب اور رہیر صاحب این سلم صاحب اور ہیرو ومینی صاحب اور برنز [illegible]

اور اور پچھلے مورخ جو ہزار سال گزشتہ مین رومی گرجہ سے علاقہ رکھتے تھے جیسے وگلٹ رومی ترجمہ کی پیروی کرتے تھے وہ بھی اس نسخہ سے مطابقت رکھتا ہے۔ اور اسیطرح دوسری کتابین اور اس گرجہ کی مذہبی کتابین سب اسی نسخہ کے مطابق ہین۔

(۳) بائزین ٹائن یا اوری انٹیل (یعنے مشرقی نسخہ جو چوتھی صدی کے آخر اور پانچوین اور چھٹی صدی کے درمیان مین محققین نے ایک ایسا نسخہ تلاش کیا جو اگلے دو نسخون سے مختلف ہے۔ اور انہون نے اس نسخہ کا یہہ نام لکھا ہے جو اوپر مذکور ہوا اسلئے کہ اسکا قسطنطنیہ مین جسکا نام بائی زین ٹائن عموماً مستعمل تھا اس زمانہ مین جبکہ یہہ شہر مشرقی شہنشاہی یورپ کا دارالخلافہ ہوگیا تھا۔

اس نسخہ سے اس شہر کے قریب کے صوبون کے سب نسخے مطابق ہین جہان کے باشندے قسطنطنیہ کے پوپ کے روحانی تسلط کے مطیع تھے بائزین ٹائن نسخہ کی وہ عبارتین ہین جو چھپے ہوئے وگلٹ یونانی نسخہ مین اور موجودہ نسخون مین جو اسکے مطابق ہین نہایت کثرت سے پائی جاتی ہین گریس بک صاحب نے سو سے زیادہ اس قسم کے نسخے شمار کئے ہین اگرچہ ایسے بہت بلی متفق ہین پر بسبب ان اختلافات کے جو عرصہ دراز مین چوتھی صدی کے ابتدا سے پیدا ہوئے صدی تک بغیر ہوئے نہین رہسکتے تھے میکیلس صاحب نے بائی زین ٹائن نسخہ کو قدیم نسخہ اور جدید نسخہ مین تقسیم کیا ہے مگر کوئی قاعدہ مقرر نہین کیا جس سے ہم ان دونو قسمون کو تمیز کر سکین۔

اسکندریہ والے نسخہ مین جو چارون انجیلین ہین ان مین بائی زین ٹائن نسخہ کی مطابقت پائی جاتی ہے پرانے روسی ترجمہ کی اصل ہی یہی نسخہ معلوم ہوتا ہے۔ کریزاسٹم اور ہتیو فلیکٹ صاحب بشپ بلگیریا نے اس نسخہ کی عبارتون کو بطور سند کے لیا ہے علاوہ اسکے میکیلس صاحب نے ایک اور قسم کا نسخہ ان تین قسمون پر زیادہ کیا ہے جو چوتھی قسم شمار کی جاتی ہے۔

(۴) اڈیسین نسخہ یعنے پشیٹو یا پرانا سریا زبان کا ترجمہ عہد جدید کا ان اگلے تین نسخون سے اختلاف رکھتا ہے اسلئے میکیلس صاحب نے گریس بک صاحب کے بعد ایک اور نسخہ قرار دیا ہے جسکا یہہ نام مذکورہ بالا ہے اگرچہ مغربی اور اسکندریہ اور اڈیسین نسخون کی عبارتین بعض اوقات آپسمین اختلاف رکھتی ہین۔ مگر پھر بھی جب ان مین مطابقت پائی جاتی ہے کوئی عبارت جو ان تینون کی سند سے استحکام پاوے وہ عبارت نہایت مستند مانی جاتی ہے۔

ایسے ہی صحیح عبارت بعضی دفعہ صرف چوتھے نسخہ ہی مین ملتی ہے۔

پروفیسر ہگ صاحب و مین کیہتا نے تمام ترتیبون کے برخلاف نسخون کی ترتیب تجویز کی ہے اور تین نسخون کے وجود کا اقرار کرتے ہین۔ اور نیو ٹیسٹمنٹ کے متن کی تاریخ کو تین زمانون پر تقسیم کرتے ہین علہ اول وہ جو ابتدا سے تیسری صدی تک کے لکھے ہوئے ہین مگر کلیمنٹ صاحب اسکندریہ والے اور اوریجن

علہ ہارن صاحب کا انٹروڈکشن مطبوعہ ۱۸۲۳ء جلد ۲ صفحہ ۶۳

سا یعنی اسٹ صاحب اور قدما بیان کرتے ہین کہ ابتدا مین وہ نسخے بے تبدیلیون کے ساتھہ تبدیلیون
یہ جائے نظر تھے - اگرچہ انکے بیانات بہت مبالغہ سے بہرے ہوئے ہین تاہم یہہ بات تحقیق ہے کہ ان مین
تبدلات کئے گئے ہین - ہگ صاحب کے قول کے بموجب یہ تبدیل شدہ نسخہ وہ ہے جو کامن یعنے عام نسخہ پکارا
جاتا تہا اگرچہ عموماً یہہ نسخے آپسمین ایک سے ہین مگر پہر بہی دو طرح کے اور کچھہ ایک آپسمین مختلف ہین ان مین
ایک قسم گریس بک صاحب کے مغربی نسخہ کے مطابق ہے اور دوسرا اس سے جسکو اڈ سین کہتے ہین -
م وہ زمانہ جب ان نسخون کی تصحیح ہوئی جبکہ اس عام نسخہ کی جو عام کہلاتا تہا تیسری صدی مین خرابیان
م ہوئین تو تین شخص جو بڑے عالم تہے اس نسخہ کے صحیح کرنے پر مصروف ہوئے تاکہ قلمی نسخون کی مدد سے
سو اصلی صورت پر بحال کرین - چنانچہ اوریجن صاحب نے بمقام فلسطین اور ہسی چیس صاحب نے مصر مین
ان کے وہ بشپ تہے اور لوشئن صاحب نے سریا مین یہہ کام شروع کیا ہسی چیس صاحب نے جو نسخہ صحیح
تہا وہ مصر مین عموماً تسلیم ہوا اور اسکندریہ والے نسخے اسی سے نکلے ہین اور لوشئن صاحب نے جو نسخہ
کیا تہا وہ زیادہ مشہور ہوا اور شام اور ایشیائے کوچک اور یتہرس اور قسطنطنیہ مین پہیل گیا اور
اوقات اسکو عام نسخہ کہتے تہے - اوریجن صاحب نے جو نسخہ صحیح کیا تہا وہ ان کے شاگردون نے مروج
صرف فلسطین مین اسکا رواج ہوا - اور پہر بسبب مروج ہونے لوشئن صاحب کے نسخہ کے بالکل معدوم ہو گیا
- وہ زمانہ ہے جسمین تیسری صدی کے دو چند و سہ چند نسخون سے ہمارے زمانہ تک اختلافات ہو گئے ہین
خندس کے قلمی نسخون کے مذکورہ بالا خاندانون مین تقسیم کرنے سے علما کا مطلب یہہ تہا کہ اس تحقیقات
یسے صحیح اصلی قلمی نسخہ کو ایک غیر اصلی نسخہ سے اور ایک صحیح عبارت کو غلط عبارت سے تمیز کر سکین
سے جین ملا نسون کی ضرورت کیا تو خواہ حواریون کی اصلی تحریرونکے جاتے رہنے سے پیدا ہوئی یا ان نسخونکے جاتے رہنے
خود حواریون نے امتحان کئے تہے اور جن کی اصلیت پر انہون نے اپنی تحقیق رائے ظاہر کی تہی

ان قلمی نسخون کا بیان جنمین عہد عتیق اور عہد جدید دونو ہین

ڈس سکندریہ والا مینوسکرپٹ یعنے سکندریہ کا قلمی یونانی نسخہ اس مین عہد عتیق اور عہد
کی کل کتابین ہین تمام علماء عیسائی اس نسخہ کو نہایت معتبر اور نہایت قدیم جانتے ہین یہہ نسخہ
جلدون مین ہے -

جلدون مین عہد عتیق کی کتابین ہین اور چوتہی جلد مین عہد جدید کی معہ نامہ اول کلیمنٹ بنام
را اور زبور سلیمان جسکو اب خارج کر دیا ہے -

ہین چارون انجیلین مین مگر پوری نہین ہین متی کی انجیل ابتدا سے باب ۲۵ - ۶ تک نہین
یوحنا کی انجیل باب ۶ — ۵۰ باب ۸ - ۵۲ تک نہین ہے اور نامہ دوم کارنتہرا باب ۱۲ -
مسا تہین باب ورس ۷ تک نہین ہے - زبور سے پہلے ایک نامہ اتہانی سیس بنام مارسی لینس

اور اسکے بعد ایک [illegible] باوجود ان اکی ہر گیننگے کی [illegible] مین استعمال کی باقی [illegible]
ہے اور چند ہم [illegible] یعنے دیہرم [illegible] ہے اور انہین سے گیارہوان حضرت برہم کی تعریف
مین تہا اور دلائل [illegible] قواعد مختلف [illegible] ہین۔
[illegible] نے اس [illegible] ہے اور انہون نے مذمت کہا ہے چنانچہ [illegible]
اس [illegible] مذمت [illegible]

[illegible] مین [illegible] کہ [illegible] ان کا لکہا ہوا اور کس کا لکہا ہوا ہے کریت [illegible]
[illegible] صاحب [illegible] چوتہے صدی سے پہلے کا لکہا ہوا بیان کرتے ہین اور [illegible] صاحب پانچوین
صدی کا اور [illegible] صاحب [illegible] اور میکلس صاحب آٹہوین صدی کا اور [illegible] صاحب
[illegible] صدی کا اور [illegible] فاکن صاحب لکہتے ہین کہ کوئی یونانی نسخہ [illegible] صدی کے قبل کا نہین ہے۔
[illegible] دراصل [illegible] جس کو بموتراف قرلطیس کہتے ہین [illegible] صدی کا تہا جو قسطنطنیہ کا
[illegible] تہا [illegible] صاحب کی معرفت جو انگلستان کے ایلچی تہے ۱۶۲۸ع مین بادشاہ چارلس
اول کو [illegible] بہیجا [illegible] عجائب گہر کے کتب خانہ مین داخل ہوا اور وہان اب تک موجود ہے
(۲) کوڈکس [illegible] یعنے [illegible] وائیکن [illegible] مین تہا روم [illegible] کا جو [illegible]
اس [illegible] اس نسخہ کا [illegible] نسخہ کے دیباچہ مین لکہا ہے کہ یہہ نسخہ [illegible] سے پہلے [illegible]
صدی [illegible] کا لکہا ہوا ہے پروفیسر [illegible] صاحب اس نسخہ کو چوتہی صدی کے ابتدا کا لکہا ہوا کہتے ہین اور [illegible]
صاحب پانچوین صدی کے آخر کا اور بادشٹ فاکن صاحب اور [illegible] کائن صاحب پانچوین یا چہٹی صدی کا بیان
[illegible] تعجب یہہ ہے کہ یہہ دونو نسخے کوڈکس الکسندریہ والا اور کوڈکس واٹیکنس باوجود قدیمی ہونے کے
[illegible] باوجود [illegible] کہ دونو مین کتابون کی تعداد برابر ہے آپس مین اسقدر مختلف ہین کہ کسی قلمی دو نسخون مین
[illegible] ہوگا۔
[illegible] جدید [illegible] چہپا لیس باب اول سے کتاب پیدایش کی نہین ہین اور ۲ سموئیل ۱۰ سے
[illegible] ایک [illegible] نہین ہین۔ عہد جدید مین عبرانیون کے نامہ کا پہلا حصہ یعنے باب ۹-۱۴ سے آخر تک
نہین ہے اور سینٹ پال کے نامے بنام تمتہی اور طیطوس اور فلیمن اور تمام مشاہدات یوحنا نہین ہین
[illegible] سولہوین صدی مین کسی نے ان کو لکہکر شامل کر دیا ہے بہت جگہہ سے لفظ مٹے ہوئے اور [illegible]
ان دونو نسخون مین کوئی نشان ان نشانون مین سے جو [illegible] صاحب نے مقابلہ کے وقت مقرر کئے تہے
نہین ہین اس سبب سے ڈاکٹر کنی کٹ صاحب یہہ دلیل کرتے ہین کہ یہہ دونو نسخے نہ اصل نسخہ [illegible] صاحب سے
اور نہ اس کی ان نقلون سے جو اس کے زمانہ کے قریب ہوئی ہین لکہے گئے ہین بلکہ مدت کے بعد ان نقلون
سے جنمین وہ نشان نہ تہے اور نقل نویسون نے وہ نشان لکہنے موقوف کر دیئے تہے نقل ہوئے ہین غرضکہ

یہہ قلمی نسخہ بھی بہت پُرانا ہے اور کوڈکس اسکندریہ والے کا ہم پایہ ہے۔

(عہد عتیق کے یونانی ترجمے)

(۱) کوڈکس کاٹونئس یہہ ایک بہت قدیم اور صحیح نسخہ ہے مگر اب اس کے چند ورق رہ گئے ہین باقی سب اُس آگ مین جلگئے جو ویسٹ منسٹر کاٹن صاحب کے مقام پر کاٹن صاحب کے گہر مین جہان وہ رکہا ہوا تہا لگی تہی اسکو چوتہی صدی کے انجام یا پانچوین صدی کے شروع کا لکہا ہوا مانا جاتا ہے۔ اور کسی قلمی نسخے یا چہپے ہوئے نسخے سے بجز کوڈکس اسکندریہ والے نسخہ کے یہہ نسخہ مطابقت نہین کہاتا۔

(۲ و ۳) کوڈکس سارا وٹئنس اور کال برٹئس یہہ دونو ایک ہی نسخہ کے ٹکڑے ہین کوڈکس سارا وٹئنس مین کتاب خروج کے سات ورق ہئین ہین مگر یہہ ورق کوڈکس کال برٹئنس مین موجود ہین ان دونو نسخون کو پانچوین یا چہٹے صدی کا لکہا ہوا کہا جاسکتا ہے۔ کتاب احبار کے چند فقرون کے آغاز کے لفظ علانیہ زمانہ حال کے لکہے ہوئے ہین

(۴) کوڈکس سے سارئیس جسکو کوڈکس اوریجن ئیٹس اور کوڈکس اور جنیٹر پوریس بہی اکثر اسی وجہ سے کہتے ہین کہ وہ رپہلی حرفون سے ارغوانی چمڑے پر لکہی ہوئی ہے یہہ نسخہ شہنشاہی کتب خانہ مین مقام وینا رکہا ہوا ہے اس مین صرف ۲۶ ورق ہین جنمین سے اول کے چوبیس کتاب پیدایش کا ایک ٹکڑا ہے جسمین باب ۳-۱۴- باب چوبیس آیت ۸ تک ہے باقی دو صفحہ سینٹ لوک کے انجیل کا ٹکڑا ہے۔ جسمین باب ۱۴ کی آیت ۲ سے آیت ۹۴ تک ہے اس نسخہ کو پانچوین یا چہٹی صدی کا لکہا ہوا اقرار دیا جاتا ہے۔

(۵) کوڈکس امبروسینئس اس نسخہ کا یہہ نام امبروسین (واقع مقام ملن) سے نکلا ہے جہان وہ رکہا ہوا ہے۔ غالباً وہ ساتوین صدی کا ہے اس نسخہ مین لہجہ اور دیگر علامات سے علانیہ معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ حال کے کسی شخص نے زیادہ کیا ہے۔

(۶) کوڈکس کائیس یعنی انیس ہین دوسو چہبیس ورق چمڑے کے ہین اور اسے سابق مین پانچ کتابین موسے اور کتاب ہائے یوشع اور قضات اور رعوت اور دو کتابین سموئیل اور دو کتابین سلاطین کی ہین اس نسخہ مین بہی زمانہ حال کے کسی شخص نے لہجون اور دیگر علامات کو زیادہ کیا ہے یہہ نسخہ چہٹی یا کم سے کم ساتوین صدی کا لکہا ہوا ٹہیرایا جاتا ہے۔

(۷) کوڈکس بی بہی لیووی ٹیکینس نوین صدی کا لکہا ہوا خیال کیا جاتا ہے اور یہہ نسخہ آغاز اور انجام مین کامل ہے ڈاکٹر ہال مس صاحب اس نسخہ کو بہت باوقار اور اہم کا سمجہتے ہین چنانچہ اس مین چند ایسی عمدہ عبارتین پائی جاتی ہین جو اور کسی جگہہ نہین پائی جاتین۔

(۸) کوڈکس ٹوری سینئس کتاب زبور کا نسخہ ہے جسکی تحریر سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ یہہ نسخہ گیارہوین صدی کا لکہا ہوا ہے۔ اس نسخے مین جو حصے زبور کے نہین ہین وہ یہہ ہین زبور باب ۱ سے باب ۲۵ تک زبور باب ۳۰ سے باب ۳۶-۲۰ تک اور زبور باب ۴۱-۵ سے باب ۴۳-۲ تک اور زبور باب ۸۴-

۱۳ سے باب ۹۵ - ۴ تک اور باب ۶۶ - ۲ سے باب ۱۷ - ۴ تک اور باب ۹۲ - ۳ سے باب ۹۴ - ۷ تک اور باب ۹۶ - ۱۲ سے باب ۹۷ - ۸ تک —

(مقدم نسخے جس مین نیو ٹیسٹمنٹ پورے یا جزوی ہے)

ان نسخون کے حال بیان کرنے سے پہلے ہارن صاحب نے ان کے باب مین جو کچھہ اپنے انٹروڈکشن مین لکھا ہم بعینہ درج ذیل کرنا مناسب جانتے ہین قاعدہ ہے جب تک کسی چیز یا کسی مقام کی کیفیت نہ معلوم ہو اسکے حال سننے سے دلچسپی نہین ہوتی۔

عہد جدید کے وہ اصلی نسخے جنکو خود حواریون نے لکھا تہا یا ان شخصون نے جنکا لکھا ان کی نظر سے گذرا مدت سے معدوم ہوگئے ہین۔ ان کی تاریخ کی باب مین ہم کسی طرحکی اطلاع نہین رکھتے مقام وینس مین جس نسخہ کو سینٹ مارک کی اصلی انجیل بتاتے تہے وہ نسخہ رومی ترجمہ کا صرف ایک نسخہ ہے اور عہد جدید کے موجودہ نسخون مین سے کوئی نسخہ چوتہی صدی سے پیشتر کا نہیں پایا جاسکتا ہے۔ اور اسکے بہت سے نسخہ اس سے بہی پہلے زمانہ کے ہین اکثون نسخون مین عہد جدید بالکل ہے اور بعض مین خاص کتابین ہین یا خاص ٹکڑے ہیں اور بہت سے ایسے نسخے ہیں کہ جنیں معمولی ترتیب کے بموجب پوری کتابیں مرتب نہیں ہیں۔ بلکہ ایسے متفرق حصے ہیں یا وعظ ہیں جو عیسائی گرجون مین معین دنون کی عام نماز میں پڑہے جاتے تھے۔ اور وعظون اور متفرق حصون کی پوری کتابین جمع کی گئی ہین ان کو لکشنریا (یعنے وعظ کی کتابین) کہتے ہین اور یہہ دو قسم کی ہین۔

اول ایوین جلسیٹریا جنمین چارون انجیلون مین کے وعظ ہین۔ دوم ایپاس ٹولس کہ جنمین اعمال الرسول اور خطوط ہین کے وعظ ہین اور بعض اوقات صرف نامہ ہی ہین۔ جبکہ کسی نسخہ مین یہہ دونو حصے ہوتے ہین تو اسکو ڈاکٹر سکلس صاحب ایپاسٹولو ایوین جیلین کے نام سے پکارتے ہین۔

ڈاکٹر رس بک صاحب نے ۴۶ ایوین جیلس ٹریا (یعنے انجیلون مین کی وعظ کی کتابون اور سیون لکشنریا کا) اپنے نسخہ عہد جدید کی چارون انجیلون کے واسطے مقابلہ کیا اور چند نسخون مین صرف یونانی متن ہی ہے مگر ان کے ساتہہ ایک ترجمہ بہی ہوتا ہے خواہ متن کی ہر ایک سطر کے نیچے لکھا ہوا ہوتا ہے خواہ آدہے صفحہ میں موافق متن کے لکھا ہوا ہوتا ہے ایسے نسخون کو کوڈا ئیسیز بلین گیوس کہتے ہین۔

بہت سے ان نسخون سے یونانی اور رومی متن رکھتے ہین اور رومی ترجمہ عموماً اس ترجمہ مین سے ہوتا جو سینٹ جیروم صاحب کے زمانہ سے پیشتر موجود تہے۔ شامی عربی فرانسیسی اور رومی متن مین نسخون کے موجود ہونے کے سبب سے ڈاکٹر سکلس صاحب کو غالب خیال کرتے ہین کہ یونانی شامی اور فرانسیسی متن کے بہی سابق مین موجود ہون گے اور ایسی قسم کے اور نسخے بہی موجود ہون جنمین اصلی متن اور کسی دوسری زبان کا ترجمہ دونو اکہٹے لکہے گئے ہون۔ جہان کہیں کسی ناقل نے ایک ہی نسخہ سے نقل کرنے کے بجائے کتنے

نسخون مین سے ایسی عبارتین منتخب کرکے نقل کی ہون جو اسکو نہایت عمدہ معلوم ہوئی ہون ایسا نقل کیا گیا نسخہ کوڈکس کریکس کے نام سے پکارا جاتا ہے (یعنے ایک ایسا نسخہ جو کئی نسخون سے تیار کیا گیا ہو) آگے آنے والے نسخے عہد جدید کے قلمی نسخے ہین —

(۱) کوڈکس کاٹونی انیس — یہہ نسخہ عہد جدید کی کتابون کا ایک ٹکڑا ہے متی کی انجیل صرف باب ۲۶ – ۶۵ لغایت ۶۵ — اور باب ۲۷ — ۲۶ لغایت ۳۴ ہے اور یوحنا کی انجیل باب ۱۴ — ۲ سے ۱۰ تک اور باب ۱۵ — ۱۵ سے ۲۲ تک ہے یہہ نسخہ چوتہی صدی یا پانچوین کے شروع کا لکھا ہوا خیال کیا گیا ہے

(۲) کوڈکس ہیزی یا کوڈکس کیمبرجی برجی انیس اسمین چارون انجیلین اور اعمال حواریین ہین مگر انجیل متی کی ابتدا سے کچھہ گئی ہوئی ہے اس نسخہ کے زمانہ تحریر مین اختلاف ہے بعضے دوسری صدی کا اور بعضے پانچوین صدی کا اور بعضے چہٹی صدی کا اور بعضے ساتوین صدی کا لکھا ہوا خیال کرتے ہین — اور اس نسخہ مین بہت سی اصلاحین کی گئی ہین جنمین سے چند کا ڈاکٹر گریسبک صاحب نے بیان کیا ہے اور چند صفحے جنمین متی باب ۳ — ۸ سے لغایت ۱۶ — ۲ اور یوحنا باب ۱۸ — ۱۳ سے لغایت ۲۰ و ۱۳ اور مارکس باب ۱۵ — ۱۵ سے انجام تک ہین ان سبکو زمانہ حال کے کسی شخص نے لکہا ہے کہ جس کی تاریخ لکھے جانے کی ویٹسٹین صاحب دسوین صدی قرار دیتے ہین مگر گریسبک صاحب بارہوین صدی اس نسخہ کی بہت سی علامتون سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ اکثر اشخاص نے مختلف اوقات مین اس نسخہ مین اصلاحین کین اب وہ مقام کیمبرج کے دار العلوم کے کتب خانہ سرکاری مین رکہا ہوا ہے —

(۳) کوڈکس افریمی یا کوڈکس رجی اس — یہہ نسخہ مصر کا لکہا ہوا ہے اور ساتوین صدی کا لکہا ہوا خیال کیا گیا ہے اس نسخہ کے عہد جدید مین بہت سی جگہہ سے عبارتین گئی ہوئی ہین جنکا حال گریسبک صاحب نے اپنی کتاب مین بیان کیا ہے اس نسخہ مین یوحنا کی انجیل کے پانچوین باب کا چوتہا ورس جسپر نہایت بحث ہے حاشیہ پر ثبت ہے —

(۴) کوڈکس کلارومانٹینس یا رجی اس — اسمین صرف سینٹ پال کے نامے ہین — اور چہٹی یا ساتوین صدی کا لکھا ہوا خیال کیا گیا ہے مگر عبرانیون کا نامہ نیا لکھا ہوا ہے —

(۵) کوڈکس ارجینٹیس — یہہ نسخہ چارون انجیلون کا ترجمہ زبان گاتہ مین ہے جو الفلس صاحب نے کیا تہا اس باب مین کہ یہہ نسخہ کب کا لکھا ہوا ہے نہایت اختلاف ہے اور کوئی بات تحقیق نہین ہوئی ہے —

(۶) کوڈکس رسکرٹیس اس نسخہ مین عہد جدید کی کتابون مین سے صرف متی کی انجیل ہے ۶۴ ورق صرف پرانے لکھے ہوئے ہین جنکو چہٹی صدی کا لکھا ہوا خیال کیا ہے —

(۷) کوڈکس لاڈی انیس — اعمال حواریین کا یہہ نسخہ ہے مگر چہبیسوین باب کے انتیسوین ورس مین اٹہائیسوین باب کے چہبیسوین ورس تک نہین ہے یہہ نسخہ سریا کے قدیم ترجمہ سے بہت مطابقت رکہتا ہے بعضے کہتے ہین

کہ ساتوین صدی مین بمقام سارڈینیا لکھا گیا ہے اور بعضے کہتے ہین کہ مشرقی ملکون کا لکھا ہوا ہے اور بعضے نزدیک پانچوین صدی یا آٹھوین صدی کا لکھا ہوا خیال کیا گیا۔

(۸) کوڈکس برارشر من انیس۔ اس نسخہ مین سینٹ پال کے نامے ہین مگر عبرانیون کے نام کا نامہ بھی تھا جسکو روم کے گرجا نے سابق مین خارج کردیا تھا۔ اس کا زمانہ تحریر بھی بخوبی تحقیق نہین ہے۔ مگر آٹھوین اور دسوین صدی کے درمیان کا لکھا ہوا خیال کیا گیا ہے۔

(۹) کوڈکس سی پریس یا کال برٹینیس۔ اس نسخہ مین چارون انجیلین ہین اسکے زمانہ تحریر مین بھی اختلاف ہے بعضے آٹھوین اور بعضے دسوین صدی کا لکھا ہوا خیال کرتے ہین۔

(۱۰) کوڈکس بیسی لین سس اس مین بھی چارون انجیلین ہین اور آٹھوین یا نوین صدی کا لکھا ہوا خیال کیا گیا ہے مگر سینٹ لوک کی انجیل باب ۱-۶۹ سے باب ۲-۴ تک اور باب ۳-۴ سے پندرہ تک اور باب ۱۲-۵۸ سے باب ۱۳-۱۲ تک اور باب ۱۵-۷ سے ورس بیس تک اور ۲۴-۴۷ سے انجیلون کے اخیر تک اڑا لیا گیا ہے مگر یوس باب ۱-۶۹ سے باب ۶ ۴ تک اور باب ۱۲-۸ سے باب ۱۳-۵ سے باب ۲-۱۲ تک اور باب ۱۵-۸ سے ورس بیس تک جو کہ اس مین نہین ہین اب دوبارہ لکھکر ملا دیا ہے۔

(۱۱) کوڈکس ہاری انیس۔ انجیلون کی نصیحتون کا ایک مجموعہ ہے جو ۹۹۵ء مین لکھا گیا تھا۔

(۱۲) کوڈکس سین جر مانینس اس مین نوین صدی کے لکھے ہوئے پال کے نامے ہین۔

(۱۳) کوڈکس اجی انیس۔ اس مین بھی پال کے نامے ہین اور شروع سے رومیون کے نامہ کے باب ۲ ورس ۸ تک ناقص ہے اور عبرانیون کا نامہ یونانی زبان مین نہین ہے بلکہ رومی زبان مین ہے اس نسخہ کو نوین صدی کا لکھا ہوا خیال کیا ہے۔

(۱۴) کوڈکس جی آس۔ اسمین چارون انجیلین ہین مگر سینٹ متی کی انجیل باب ۴-۱۳ سے باب ۵-۴ تک اور باب ۲۸-۱۷ سے اخیر تک نہین ہے اور سینٹ مارک کی انجیل باب ۱۰-۱ سے ۳۰ تک اور باب ۱۵-۱۰ سے ۲۰ تک اور سینٹ یوحنا کی انجیل باب ۲۱-۵ سے اخیر تک نہین ہے۔

(۱۵) کوڈکس اف یجی انیس عبرانیون کے نامہ کا ایک ٹکڑا ہے اور صرف دوسرے باب کی اول آیت کے دو ورق اس نسخہ مین نہین ہین۔ اور یہہ نسخہ نوین یا گیارہوین صدی کا لکھا ہوا خیال کیا گیا ہے

(۱۶) کوڈکس میز نسٹونیانی۔ یہہ بہت سی کتابون کا ایک بہت بڑا مجموعہ ہے جن کی تفصیل ہم درج ذیل کرتے ہین۔

نمبر ۱۔ چارون انجیلین قلمی گیارہوین یا بارہوین صدی کی لکھی ہوی ہین مگر متی کی انجیل کے باب اول کے

شروع کی دو آیتین نہین ہین۔

نمبر ۲۔ چارون انجیلون کا قلمی نسخہ بارہوین صدی کا لکہا ہوا۔

نمبر ۳۔ چارون انجیلون کا قلمی نسخہ بارہوین صدی کا اول سے ناقص۔

نمبر ۴۔ چارون انجیلون کا قلمی نسخہ دسوین صدی کا سینٹ متی کی انجیل کی سات آیتین پوری اور کچھ آٹھوین آیت نہین ہے۔

نمبر ۵۔ بارہوین صدی کی چارون انجیلین ہین لیکن آغاز اور انجام مین ناقص ہین۔

نمبر ۶۔ نمبر ۷۔ نمبر ۸۔ } اعمال حواریین اور نامہ کیتہلک اور نامہ سینٹ پال کے قلمی نسخے ہین بارہوین چودہوین صدی اور پندرہوین صدی کے لکہے ہوئے ہین

نمبر ۹۔ سینٹ پال کے نامے اور مشاہدات باب ۱۹۔ ۴ تک اور رومیون کا نامہ باب ۱۶۔ ۱۵ سے ہے اور گیارہوین صدی کا لکہا ہوا خیال کیا گیا ہے مگر یہہ نسخہ آغاز و انجام مین ناقص ہے۔

نمبر ۱۰۔ نمبر ۱۱۔ نمبر ۱۲۔ } تیرہوین صدی کے لکہے ہوئے چارون انجیلون کے وعظ ہین۔

نمبر ۱۳۔ سابق مین اعمال حواریین اور نامہ کیتہلک اور سینٹ پال کے نامے تہے اب اول آخر سے اور بیچمین بہت شکستہ ہوگئے ہین اور تیرہوین صدی کے لکہے ہوئے ہین۔

نمبر ۱۴۔ اعمال حواریان اور نامہ ہائے حواریان کے وعظ تیرہوین صدی کے لکہے ہوئے ہین۔ آغاز اور انجام مین ناقص ہین۔

نمبر ۱۵۔ نمبر ۱۶۔ نمبر ۱۷۔ } انمین بہی اعمال حواریین اور نامہ ہائے حواریین کے وعظ ہین اور تیرہوین صدی کے لکہے ہوئے ہین ان مین سے ہر ایک نسخہ ناقص ہے۔

نمبر ۱۸۔ چارون انجیلین تیرہوین صدی کی لکہی ہوئی ہین۔

نمبر ۱۹۔ تیرہوین صدی کے لکہے ہوئے چارون انجیلون کے وعظ ہین اور انجام مین ناقص ہین۔

(۱۷) کوڈیکس باسکوانیس۔ اس مین پچپن نسخے ہین مگر بہت قدیم نہین ہین بعضے آٹھوین صدی کے بعضے دسوین صدی کے بعضے گیارہوین صدی کے بعضے بارہوین بعضے تیرہوین صدی کے۔

(۱۸) کوڈکس ہرگزمی انیس۔ قدیمی رومی ترجمہ ہے آٹھوین صدی کا۔

(۱۹) کوڈکس سیبی لین سس۔ کل عہد جدید سوائے مشاہدات یوحنا کے ہے دسوین صدی کا لکہا ہوا

(۲۰) کوڈکس کارسن ڈانس۔ کل عہد جدید سوائے مشاہدات یوحنا کے ہے اور بارہوین صدی کا ہے جس نسخہ سے نقل کیا ہے اسکے حاشیہ پر جو عبارت بطور شرح کے لکہی تہی نقل کرنے والے نے متن مین ملا دی ہے

(۲۱) کوڈکس مانٹ فارتی انیس۔ کل عہد جدید ہے نامہ اول یوحنا کا باب ۵۔ ۷ و ۸ جسپر نہایت بحث ہے

صرف اسی قلمی نسخہ مین ہے اور گیارہوین یا تیرہوین یا پندرہوین یا سولہوین صدی کا یہہ نسخہ لکھا ہوا خیال کیا گیا ہے۔

(۲۲) کوڈکس رجی اس۔ چارون انجیلین اسمین ہین اور تیرہوین صدی کا لکھا ہوا ہے متی کی انجیل باب ۱-۱ سے باب ۲-۲۱ تک اور باب ۲۶-۳۳ سے ورس ۵۳ تک اور باب ۲۷-۲۶ سے باب ۲۸-۱۰ تک اور مارک کی انجیل باب ۱-۲ سے آخر باب تک اور یوحنا کی انجیل باب ۱۲-۲ سے آخیر انجیل تک نہین ہے۔

(۲۳) کوڈکس بیس ٹرنس کل عہد جدید ہے مگر متی کی انجیل شروع سے باب ۱۸-۱۵ تک اور اعمال باب ۱۰-۴۵ سے باب ۱۴-۷ تک اور نامہ یہودا ورس ۷ سے آخیر تک اور مشاہدات باب ۱۹ سے آخیر تک نہین ہے اور چودہوین صدی کا لکھا ہوا خیال کیا ہے۔

(۲۴) کوڈکس ونڈوبانئس۔ چارون انجیلون کا قلمی نسخہ گیارہوین یا بارہوین صدی کا لکھا ہوا ہے

(۲۵) کوڈکس انبرو آنیس۔ کل عہد جدید ہے مگر مشاہدات نہین ہین۔

اس تحریر کے بعد یہہ بھی ادب سے عرض کیا جاتا ہے کہ ان کتابون کا زمانہ تحریر معین کرنا دقت سے خالی نہتہا کیونکہ اگلے زمانہ مین تحریر کا سال کتابون پر لکہنا مروج نہتہا۔ مگر بڑے واقف کار عالمون نے ان کتابون کو دیکہکر بلحاظ رسم خط اور قواعد تحریر کے جو وقتاً فوقتاً بدلتے رہے اور نیز ان چمڑون کے رنگ و روغن کے لحاظ سے جنپر وہ کتابین لکہی گئین تہین اور ان کے شکستہ بوسیدہ اور پرانے ہونے کے لحاظ پر ایک ایک کتاب کا زمانہ تحریر قایم کیا ہے کیونکہ اسکے سوا اور کچہہ چارہ نہ تہا یہی وجہ تہی کہ باہم علما مین ان کے زمانہ تحریر مین اختلاف ہوا۔

یہہ ایک بدیہی امر ہے کہ جس کتاب پر سنہ یا زمانہ یا کسی بادشاہ کا وقت تحریر نہین تو ناظر کیونکر اور کس طرح زمانہ تحریر معین کر سکتا ہے اسکے کہ اپنی زور طبیعت سے اسکی صورت اسکی کہنگی دیکہکر اس کا زمانہ تحریر معین کرے جب صرف زمانہ تحریر معین کرنا محض خیال ہی پر مبنی ہوا پہر آپسے آپ علما یا زمانہ معین کرنے والون کی رائے مین فرق ہوگا۔ میرے خیال مین ان کی بوسیدہ شکستہ صورت پر یہی رائے قایم کرنا کہ یہہ زمانہ مدید کی ہے قابل تسلیم نہین ہے اسکی وجہ یہہ ہے کہ جو کتابین زیادہ احتیاط سے رکہی جاتی ہین اور زمانہ کے تغیر و تبدل کا اثر ان پر اتنا نہین پڑتا تو وہ ان کتابون سے بہت اچہی رہتی ہین کہ جن کے ساتہہ بے احتیاطی کی گئی ہے اور زمانہ کے تغیر و تبدل نے اسپر بہت اثر کیا ہے ایسی صورت مین ہم ایک بوسیدہ یا کرم خوردہ کتاب کو دیکہکر یہہ رائے نہین قایم کر سکتے کہ یہہ پرانی ہی ہو اور اس کی تحریر کو زمانہ مدید گزر گیا ہو۔

ہم پہلے ہارن صاحب کے انٹروڈکشن سے یہہ لکہہ آئے ہین کہ لوگ چالاکی سے کتابین گڑہ گڑہ کر بڑے بڑے حکما

ابنیا کا نام لکھکر مشہور کر دیئے تھے ایسے لوگوں کے آگے یہہ کوئی بات نہیں ہے کہ وہ کسی پرانے پتے [illegible]
چمڑے پر پھیکی روشنائی سے اسطرح لکھیں کہ کہیں سے حروف اڑے ہوئے ہوں اور کہیں سے ریشے [illegible]
ہوا اور کہیں سے سطروں کی سطریں ندارد ہوں جسکی صورت دیکھتے ہی معاینہ منہ سے نکل پڑے کہ یہہ
بہت پرانا نسخہ ہے۔ اسی سبب سے ان تحریروں کو جنکو حواریوں کی طرف منسوب کیا جاتا ہے کوئی ہند یا [illegible]
عالم عیسائی یہہ کہسکتا ہے کہ یہہ حواریوں میں سے بتحقیق فلاں حواری کی تصنیف ہے۔

ان سب تحریروں سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ جب خدا کے پاک کلام [illegible] دستبرد کی [illegible]
لفظی ہوئی اور وہ بھی اتنی کہ خدا کا کلام بناوٹی اور لوگوں کے کلام میں اسقدر ملا کہ عیسائی [illegible]
پھر ناچار غیرت حق کو حرکت ہوئی اور فطرت نے ایسے معصوم مقدس نفس کو پیدا کیا جو خدا کا پاک کلام دنیا
کے آگے پیش کرے چنانچہ اس نے قرآن شریف پیش کیا جو بیشک خدا کی کتاب ہے [illegible]
سب اسی کی طرف سے ہے نہ اس میں تحریف ہوئی نہ ہو سکتی ہے [illegible]
[illegible] بڑے بڑے علما فضلا شہنشاہ شاہ سلطان اور کروڑوں [illegible]
[illegible] قسم کی کمی بیشی ہو سکتی ہے نہ کوئی شخص کمی بیشی کرنے [illegible]

اسلئے اسوقت کئی کروڑ مسلمان ایسے ہیں کہ جنہیں خدا کا کلام [illegible] یاد ہے اور اسکے [illegible]
مصفا قلوب پر بہت استواری سے ہو رہے اگر ایک ہی ساتھ تمام چھپے ہوئے اور لکھے ہوئے قرآن [illegible]
کر دیئے جائیں تو فوراً اتنے ہی قرآن پھر تیار ہو سکتے ہیں اور پھر ان میں بھی ایک شوشہ کا فرق نہ [illegible]
برخلاف اسکے اگر توریت و انجیل کی یہہ گت بنائی جائے تو یہہ مذہب عیسائی کا خاتمہ ہی [illegible]
اسلئے کہ کوئی بشپ یا پوپ یا بڑے سے بڑا ذہین فاضل اجل ایسا عیسائی نہیں ہے کہ جسکو [illegible]
کی کتاب ہولی بائبل کا پہلا حصہ بھی حفظ یاد ہو اور وہ ہزاروں میں [illegible]

گیلیلی کے مچھلی والے جنہیں حضرت عیسے اپنے پیچھے چھوڑ گئے تھے ان بیچاروں نے کوئی [illegible]
کتاب پیش کی اور نہ پیش کرنے کی انہیں جرات ہوئی نہ ان کی کوئی بات سنتا تھا حضرت عیسے [illegible]
صدی کے بعد لوگ کتابیں تصنیف کرنے لگے اور آخر ہوتے ہوتے یہانتک نوبت پہونچی کہ چار [illegible]
عیسائیوں کے پاس ایک کتاب آگئی جسکو وہ ہولی بائبل کہتے ہیں۔ یہہ کتاب خلاصہ ہے ان [illegible]
اور دیرینہ تحریروں کا جو حضرت عیسے کے دو صدی یا تین صدی یا چار صدی کے بعد [illegible]
گھڑی ہیں جسکا نتیجہ یہہ ہے کہ خود انجیل میں اور توریت میں بہت سی آیتیں ایسی ہیں جو ایک دوسرے کی رد
کرتی ہیں انسان اور خدا کے کلام میں یہی فرق ہوتا ہے انسان کے کلام میں سہو کا احتمال ہو سکتا ہے اور خدا
کا کلام ان معائب سے پاک ہے۔

چنانچہ ہارن صاحب لکھتے ہیں کہ عہد عتیق اور عہد جدید کی کتابیں اور دیگر تمام قدیمی تحریریں عموماً بذریعہ

نقل کیے ہر ایک کے پاس مین اور یون ہی مروج ہوئی ہین اسلیئے ممکن نہ تہا کہ ان مین غلطیان داخل نہوتین
اور جسقدر کثرت سے کتابین تہین اسیقدر غلطیان انمین پڑین اور اختلاف عبارت انمین پیدا ہوئے۔
میکلس صاحب الٹرنیلی صاحب کا قول اپنے عہد جدید کے دیباچہ جلد اول صفحہ ۲۶۳ مین نقل کرتے ہین
کہ جن لوگون کے پاس صرف ایک قلمی نسخہ بچا تہا جیسے رومی اور یونانی ان مین یہودی معلمون کے ایسے
تصور پائے گئے ہین اور ان اصلاح مین ایسے عیب ہین کہ باوجود دو پوری صدیون کے نہایت اور نیز ہم
ثلثہ جینیو کی محنت ان کی دو کتابین اثبات غلطیون کا ثرا انبار ہین اور اسیطرح رہیٹنگی برخلاف اس کے
جہان کہین کسی مصنف کے بہت نسخے ہوتے ہین اگرچہ نسخون کی مقدار کے بموجب اختلاف عبارت ہمیشہ بڑہتے
جاتے ہین مگر وہ اصلی نسخہ جسکا مقابلہ ہنرمند اور عقیل لوگون کے ہاتون سے ہوا ہمیشہ بہت صحیح ہوتا ہے اور
مصنف کے اصلی الفاظ کے قریب تر ہو پہنچتا ہے۔

اگر ان ہی کتابون پر ایک نظر ڈالی جائے کہ جنکا مصنف حضرت عیسے کے حواری بیان کئے جاتے ہین تو ان
مین ہی ایک بہت بڑا فرق پائیگا اور جب وہ کتابین محققون کے ہاتہہ مین نہایت بوسیدہ حالت مین آئین اور
پہر ان کی نقل کی گئی تو نقل کرنے والون نے یہہ غضب اور کیا کہ اپنی رایون کو انمین شریک کردیا اور جو عبارتین
کہ ان کی سمجہہ مین نہ آئین یا سمجہنے کے بعد انہون نے قابل ترمیم سمجہا انہون نے فوراً بدلدیا۔ چنانچہ ہارن صاحب[ف۱]
لکہتے ہین اکثر اصلی یا خالص عبارت کو دروغ آمیز عبارت سے تمیز کرنا مشکل ہوتا ہے۔ پہر ہارن صاحب[ف۲] تحریر کرتے
ہین۔ دو مختلف عبارتون پر جب کبہی ذرا سا ہی شک آجاتا ہے تو ان سب عبارتون کا نام ویریس ریڈنگ
ہوتا ہے مگر اس وقت کہ جب ناقل نے علانیہ جہوٹ لکہا ہو تو اس عبارت کا نام اراٹا ہوتا ہے ان اختلافون کے
واقع ہونے کے جو سبب ہوتے ہین ان کو درج کیا جاتا ہے۔

ہارن صاحب نے لکہا ہے کہ تمام نسخے نکو نقل کرایا گیا تہا یا ناقلون نے آپ ہی نقل کیا تہا اور جبکہ ناقل غلطی کے
امکان پر خدا کی طرف سے نگہبان نہین کئے گئے تہے اسیلئے جو غلطیان واقع ہوئین ان کے چار سبب ہین
(۱) جب کہ ایک شخص منقول عنہ کو پڑہتا جاوے اور ایک یا بہت سے نقل کرنے والے اسکو لکہتے جاوین
اور جو شخص پڑہکر لکہواتا ہے وہ اچہی طرح نہ بتاوے بلکہ بے پرواہی سے پڑہے اور ایسے الفاظ زبان سے
نکالے جو اس نسخہ مین نہین جسکی وہ نقل لکہواتا ہے اور اسیطرح مختلف الفاظ زبان سے بتاوے تو اس
سبب سے ناقل سے جو اس کے بتانے پر لکہتا ہے بالضرور نقل مین اختلاف واقع ہونگے۔
(۲) عبری اور یونانی حرف آواز اور صورت مین متشابہ ہین اسلئے غافل اور بے علم نقل کرنیوالا ایک لفظ
یا حرف کو بجائے دوسرے لفظ یا حرف کے لکہکر عبارت مین اختلاف ڈالدیتا ہے۔
(۳) منقول عنہ جو لکیر کہینچ کر لکہتے گئے تہے نقل کرنیوالا اسکو کسی حرف کا جزو سمجہہ گیا یا حرف کے کسی حصہ کو

ف۱ ہارن صاحب کا انٹرڈکشن جلد ۲ صفحہ ۳۱۲ - ف۲ ایضاً

غلطی سے لکیر سمجہہ گیا یا اس نے اصلی لفظ کے صحیح معنے کو غلط سمجہہ کر اس طرح پر لفظ کو بدل دیا یا جب وہ غلط لفظ لکہہ گیا اور اس نے جان بہی لیا کہ مین نے غلط لکہا مگر اس خیال سے کہ نقل مین کٹ کٹ ہوکر بدصورت ہوجاوے گی اسکو صحیح نہین کیا اور اپنی نقل کی خوبصورتی پر اسکی صحت کو قربان کردیا اور اس سبب سے نسخون کی عبارتون مین اختلاف پڑگیا۔

(۴) نقل کرنے والا لکہتا کہین تہا اور لکہہ گیا اور کہین سے اور پہر اسکو خبر ہوئی مگر اپنے لکہے کو مٹانا یا کاٹنا پسند نہ کیا اور جہان سے چہوٹا تہا وہین سے شروع کیا اور اس طرح پر ایک لفظ یا جملہ نامناسب طرح سے داخل ہوگیا۔

(۵) نقل کرنے والے نے کوئی لفظ چہوڑ دیا اور جب اسکو معلوم ہوا تو اس نے اس چہوٹے ہوئے لفظ کو اس جگہہ پر لکہا جہان اسکو خبر ہوئی اور اسطرح پر لفظ الٹ پلٹ ہوگئے یعنے کہین کا کہین لکہا گیا۔

(۶) عبری نسخون مین عبارت کی اختلاف کا بڑا سبب یہہ ہے کہ سطرون کا اندازہ برابر رکہنے کے لئے سطرون کے آخیر مین زیادہ لفظ بڑہا دئے جاتے تہے اور یونانی قلمی نسخون مین اکثر الفاظ اور جملے اسلئے لکہنے سے رہگئے کہ ایک لفظ جو آچکا تہا تہوڑی دور بعد پہر وہی لفظ آیا۔ اور نقل کرنے والے کی نگاہ پہلے لفظ پر سے چوک کر دوسرے لفظ پر جا پڑی اور وہان سے لکہنے لگا اور ان دونو لفظون کے بیچ مین جو کچھہ آیا وہ لکہنے سے رہگیا۔

(۷) تمام قلمی نسخے بڑے حرفون مین لکہے جاتے تہے اور لفظون بلکہ فقرون کے درمیان مین جگہہ چہوڑتے تہے اسلئے بعض لفظ یا فقرے دوبارہ لکہنے سے رہگئے اور کہین مکرر لکہے گئے یا بے پروا اور جاہل نقل کرنے والے نے اختصار کے نشانون کو نہ سمجہا جو نسخون مین اکثر واقع ہوتے ہین غلط لکہا۔

(۸) اختلاف عبارت کا بہت بڑا سبب نقل کرنے والون کی جہالت یا غفلت ہے کہ انہون نے حاشیہ پر جو شرح لکہی ہوئی تہی اسکو متن کا جزو سمجہا قدیم قلمی نسخون کے حاشیون مین مشکل مقامات کی شرح لکہنے کا اکثر رواج تہا اور آسانی سے سمجہا جاتا تہا کہ یہہ حاشیہ کی شرح ہے پس ان حاشیون کی شرحون مین سے تہوڑا یا بہت ان نسخون کے متن مین آسانی سے ملگیا ہوگا جو نسخے ایسے نسخون سے نقل ہوئے جن کے حاشیہ پر شرحین لکہی ہوئی ہونگی۔

دوم۔ دوسرا سبب عبارتون کی اختلاف کا اس قلمی نسخہ مین غلطیون کا ہونا ہے جس سے نقل لکہنے والے نے لی ہے ان غلطیون کے علاوہ جو بعض حرفون کے شوشے کم ہوجانے یا مٹ جانے سے واقع ہوتی ہین چمڑے یا کاغذ کے مختلف حالات سے بہی پیدا ہوتی ہین کاغذ یا چمڑا اتپلا ہو جسمین سے ایک ورق کا ایک طرف کا لکہا ہوا دوسری طرف پہوٹ جاوے اور دوسری طرف کے حرف کا ایک جزو معلوم ہونے لگے اور اور لفظ سمجہہ مین آوے۔

سوم۔ عبارتون کے اختلاف کا سبب یہہ بہی ہے کہ نکتہ چین قیاس سے اصلی متن کو ارادتاً بہتر اور درست کرنیکی مراد سے صحیح کیا گیا ہے۔

جبکہ ہم ایک مشہور عالم کی تصنیف کی ہوئی کتاب پڑہتے ہین اگر اس کی کتاب مین کوئی صرف نحو یا قواعد

مناظرہ کی غلطی پاتے ہین تو اس غلطی کو چہاپنے والے پر زیادہ منسوب کرتے ہین بہ نسبت اس کے کہ مصنف
کی طرف نسبت کرین اسیطرح ایک قلمی نسخہ کا نقل کرنیوالا جو اس کتاب مین جسے وہ نقل کرتا ہے غلطیان
پائے تو اس کو ناقل اول کی طرف منسوب کرتا ہے اور پہر ان کو وہ اپنی دانست مین اسطرح پر صحیح کرتا ہے کہ مصنف
نے اسکو یون لکہا ہوگا لیکن اگر وہ اپنے نکتہ چین قیاس کو بہت وسعت دیتا ہے تو وہ خود اس غلطی مین پڑتا ہے
جسکے رفع کرنیکا اس نے ارادہ کیا تہا اور اس کا غلطی مین پڑنا کئی طرح پر ہوسکتا ہے۔

(١) مثلاً نقل کرنے والا ایک لفظ کو جو حقیقت مین صحیح ہے غلط سمجہ لے یا جو مصنف کی مراد ہے اسکو غلط سمجہے
اور یہہ جانے کہ اس نے صرف و نحو کی غلطی گرفت کی حالانکہ وہ خود غلطی پر ہے، یا یہہ بات ہو کہ وہ صرف و نحو کی
غلطی جسکے صحیح کرنیکا اس نے ارادہ کیا ہے حقیقت مین خود مصنف ہی نے کی ہو۔

(٢) بعض نکتہ چین ناقلون نے نادرست کلامون کو صرف صحیح ہی نہین کیا بلکہ عمدہ طرز کلامون کو بجائے
غیر عمدہ طرز کلامون کے بدلدیا اور اسیطرح انہون نے ان الفاظ کو جو انہین فضول معلوم ہوئے یا جن کے
فرق کو وہ نہ سمجہے لکہنے سے چہوڑ دیا۔

(٣) میکلس صاحب کے قول کے بموجب عبارتون کے اختلاف کے سببون مین سے بہت بڑا سبب جس سے عہد جدید
مین دروغ آمیز مقامات نہایت کثرت سے پیدا ہوتے ہین یہہ ہے کہ یکسان مقامات کو اسطرح تبدیل کیا گیا
ہے جس سے انمین ایک دوسرے سے زیادہ کامل مطابقت کی جاوے اور خاص کر انجیلان کو اسطرح نقصان
پہونچا۔ اور سینٹ پال کے ناموان کو اکثر مقامات مین سے اسلئے الٹ پلٹ دیا گیا ہے تا اسکے عہد جدید سے
حوالون کو ان مقامات مین جہان وہ سپٹوا جنٹ ترجمہ سے مطابق کرین۔

(٤) بعض نکتہ چینون نے عہد جدید کے نسخون مین اسطرح اختلاف عبارت ڈالدئے کہ ان کو ترجمۂ [illegible]
کے مطابق تبدیل کردیا۔

چہارم۔ ایک سبب اختلاف عبارت کا ایسی خرابیان یا تبدیلیان ہین جو کسی فریق کے مطابق مرادی کے
لئے دانستہ کی گئی ہون خواہ وہ فریق درست مذہب کہتا ہو یا بدعتی ہو۔
یہہ بات تحقیق ہے کہ ان لوگون نے جو دیندار کہلاتے ہین ارادتاً بعض خرابیان کین جو خرابیان یا تبدیلیان
اس دوراندیشی سے کی گئی تہین کہ جو مسئلہ تسلیم کیا گیا ہے اسکو تقویت ہو یا جو اعتراض اس مسئلہ پر ہو
وہ ہوسکے یہانتک بعینہ اور بلفظہ ہارن صاحب کے قول کی نقل کی گئی ہے۔

ان تمام اقوال کو نقل کرنے کی غرض صرف یہہ ہے تاکہ ہم اس امر کا ثبوت دے سکین کہ ایک کتاب کی خدا کی طرف
سے نازل ہونے کی اشد ضرورت تہی عیسائیون کا یہہ سوال کہ اگر یہہ وہ اصلی انجیل نہین ہے تو بتاؤ
کونسی ہے نہایت بے بنیاد اور حقیقت ہے۔ یہہ ایک بدیہی امر ہے کہ حضرت عیسے نے تو کوئی کتاب لکہی
اپنے معتقد گیلیلی کے پہاڑ والون کو جو محض جاہل اور کندہ ناتراش تہے اپنے اقوال لکہنے اور [illegible]

حکم دیا اور جب آپ آسمان پر بلائے گئے تو آپ اپنے بعد بجز چند اقوال کے جو اپنے معتقدون کے کانون مین ڈال گئے تھے کچھ نہ چھوڑ گئے۔ کئی صدی کے بعد جو کچھ سمجھ مین آیا وہ گھڑ گھڑا لیا۔

قرآن شریف مین جس انجیل اور توریت کی طرف اشارہ ہے یہہ وہ انجیل اور توریت ہے کہ جو وقتاً فوقتاً خدا کا فرشتہ حضرت عیسے اور حضرت موسے کے پاس خدا کا کلام پہونچاتا تھا اور وہ اپنے آدمیون کو جیسا کہ انجیل حال کی عبارت سے ثابت ہوتا ہے سنا دیتے تھے۔ اس خدا کے کلام کو یاد نکرنا یا کسی چمڑے پر نہ لکھ لینا یہہ قصور سراسر سامعین کا تہا نہ حضرت عیسے کا قصور تہا نہ خدا کی کوئی کوتاہی ہے۔

وہ چند کتابین جو عیسائی حضرت عیسے کی تصنیف سے بتاتے ہین جنکا ذکر ہم کرچکے ہین اور وہ کتابین اب معدوم ہوگئین یا کردی گئین وہ بہی عیسائیون ہی کی گھڑت ہی کہ کتابین خود تصنیف کین اور حضرت عیسے کے نام کی مشہور کردین۔ نہ صرف حضرت عیسے بلکہ کل معلوم پیغمبرون پہ کتابین تصنیف کرکے بہی بہتان اٹھائے گئے سوائے افضل النبین پیغمبر خدا احمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہہ ہی پاک ذات ان بہتانون اور الزامون سے مبرا رہی۔ مین اس مقدمہ کو بہی ختم کرتا ہون کیونکہ جو مجہے ثابت کرنا تہا کرچکا اور وہ ثابت کرنا صرف یہی تہا کہ اس دار وگیر مین قرآن نازل ہونے کی اشد ضرورت ہی۔ اور اگر قرآن شریف نازل نہین ہوتا تو خدا کا پاک کلام نہ پہچانا جاتا نہ اس کی مرضی ٹہیک ٹہیک معلوم ہوتی۔ نہ اصلاح ہوتی اور نہ شائستگی کی روشنی پہیلتی۔ نہ جابر کو اسکے ظلمون کی سزا دی جاتی اور نہ مظلومین کی دادرسی ہوتی۔ نہ نیکی بدی سے پہچانی جاتی نہ آیندہ کی کیفیت کہلتی نہ سزا وجزا کی اصلیت معلوم ہوتی نہ ان کی سخت اور مضبوط رسی مین عالم کا عالم جکڑا ہوا ہے نہ قانون سلطنت نہ قانون انجمن احباب اور قطع رسم ورواج غرض کوئی قانون یا روک ایسی نہین ہے جیسے مذہبی روک سزا وجزا کی۔ اگر مذہب کی اس بردست عظیم الشان حکمت عملی پہ زمانہ حال کے فلسفی قہقہے اڑاوین تو وہ ناین اور ان کی عقل بے ساختہ ہی بول اٹہے گی۔

(برین عقل و دانش بباید گریست)

المقدمة الرابعة

(قرآن شریف کیونکر جمع کیا گیا)

[illegible] شریف ایک ہی بار نازل نہین ہوگیا بلکہ وقتاً فوقتاً جیسی ضرورت [illegible] آیا [illegible] قرآن نازل ہوتا گیا یہانتک کہ تقریباً سو برس کی مدت مین پورا ہوگیا۔

[illegible] معنے فصیل شہر کے ہین جس سے شہر محدود ہو جاتا ہے اسی مناسبت سے قرآن مجید کی آیات معینہ [illegible] پر سورۃ کا اطلاق کیا گیا ہے۔

[illegible] مجید مین ایک سو چودہ سورتین ہین انمین سے بجز انتیس کے جنکا ابتدا [illegible] مقطعات ہین اور [illegible] تعالی نے کسی نام سے موسوم نہین کیا۔ جسقدر نام سورتون کے [illegible]

جب قرآن نازل ہوتا تہا یعنے فرشتہ خدا کی وحی پیغمبر کو سکہاتا تہا اور پہر وہ اپنے گرد کے سامنے پڑہ دیتا تہا چونکہ کلام اللہ کی سورتین نہایت فصیح اور بلیغ ہوتی ہین اور انکی فصاحت و بلاغت مین ایک اور ہی روحانی چاشنی مضمر ہوتی ہی دوسرے اس چاشنی مین معنے اور مطالب ملے ہوئے تہے وہ معنے اور مطالب کہ تمام جہان کے فضلا جمع ہوکر ویسی ایک آیت نہین بنا سکتے تیسرے خدا کا پیارا نبی اپنے دل سچے بہرکتے ہوئے جوش سے خوش لہجگی مین لوگون کو پڑہکر سناوے اور پہر انہین آمادہ کرے کہ تم اس قول پر ایمان لاؤ اور اسپر عمل کرو اس مین تمہارا فائدہ ہے اور تمہین اسی سے نجات دارین حاصل ہوگی تو پہر بہلا وہ کیون نہ ان قیمتی اقوال کو حفظ یاد کر لینگے - انکے حفظ یاد کرنے ہی پر بہروسہ نہین کیا جاتا تہا بلکہ درخت کے پتون اور چمڑون پر ان آیتون کو لکہہ لیا جاتا تہا - درختون کے پتون کا نام سنکر شاید لوگ چونکینگے کہ جو کچہہ پتون پر لکہا جائے اسکو قیام نہین رہسکتا اسلئے کہ جہان پتہ خشک ہوا اور ضائع ہوا وہ تحریر بہی تک ہرگز سلامت نہین رہسکتی اسلئے یہہ لازم آتا ہے کہ مورخون نے غلط کہا ہو یا پتون پر لکہا ہوا ضائع ہوگیا ہو مگر نہین یہہ بات نہین ہوتی تہی اسکی وجہہ یہہ تہی کہ جن پتون پر قرآن [illegible] سورتین لکہی جاتی تہی وہ یہہ پتے نہ تہے جو معمولی درختون کے ہوتے ہین بلکہ وہ خاص درختون [illegible] مختصر کیفیت اس جگہہ پر بیان کرنی مناسب ہے -

کاغذ کی ایجاد سے پہلے لکہنے کے کام [illegible] اور دوسری مختلف چیزین جو صاف [illegible] ہموار ہوتی تہین لائی جاتی تہین سب کے تختے فلزات کے پترے جانورون کی دباغت دی ہوئی [illegible] اور اکثر درختون کے چکنے اور چوڑے پتے زمانہ قدیم مین آجکل کے کاغذون کی جگہہ استعمال کئے جاتے تہے ...

اگر زمانہ کی اس ابتدائی حالت پر نظر کی جائے کہ جب تک دنیا کی زبانون نے تقریر سے بڑہکر تحریر پر قبضہ نہین پایا تہا تو اسوقت ان سامانون کی [illegible] ہمکو کہین منار کہڑے ہوئے ملتے ہین کہین ستون استادہ اور سرکشیدہ نظر آتے ہین کہین پل اور سرائے وغیرہ بنے ہوئے دکہائی دیتے ہین غرضکہ اس قسم کی اور بہت سی نشانیان اور علامتین تہین کہ جنسے پورا پورا وہی مطلب نکالا جاتا تہا کہ جو اب تحریر سے نکالا جاتا ہے چنانچہ کسی بات کے یاد رکہنے کے لئے اسباب کو بجائے نوٹ بک مین نوٹ کرنے کے اب تک لوگ ہندوستان مین اپنے بند مین گرہ دے لیتے ہین یا چینی اپنے بالون کی ایک لٹ مین گانٹہہ دے لیتے ہین یا شاہی اپنی انگوٹہی [illegible] انگلی سے اتار کر دوسرے ہاتہہ کی انگلی مین [illegible] پہننے کا ان کے [illegible] دستور نہین ہے [illegible] وہ [illegible] کا کام [illegible] جیسا ایک [illegible] کی [illegible]

[illegible] لیا جاتا -

[illegible]

[illegible] مشہور و معروف [illegible] گذشتہ [illegible] تہے -

مختلف ملکون کے لوگ مختلف چیزین لکھنے کیلئے استعمال مین لانے لگے۔
مانٹ فیکن نے ایک بہت پرانے زمانہ کی کتاب کا ذکر کیا ہے کہ وہ سیسے کے آٹھہ ورقون پر لکھی ہوئی
تھی اور وہ آٹھون ورق ایک جگہہ چپیوان پڑے ہوئے تھے۔
پھر ایک دور ایسا آیا کہ سیسے کے پترے متروک ہوئے اور ان کی جگہہ دوسرے فلزات کے پترون پر
حروف کندہ ہوئے اور پھر بکثرت یہی پترے مستعمل ہونے لگے۔ چنانچہ رومتہ الکبریٰ کے لوگ
تاریخی واقعات پیتل کے پترون پر کندہ کرکے رکھتے تھے اور ایسا ہی حجاز عرب مین بھی اسی زمانہ مین
رواج ہو گیا تھا۔ بڑے بڑے قبائل کے شیخ اور بڑے بڑے دل چلے سورما اپنے بہادری کے
حالات پیتل کے پترون پر کندہ کرکے بطور یادگار کے رکھتے تھے اور اسی پر ان کو بہت بڑا ناز ہوتا
تھا ایک نوجوان اپنے احبا کی انجمن مین فخراً یہہ بیان کیا کرتا تھا کہ میرے باپ نے یہہ کیا اور میرا
دادا ایسا بہادر تھا اور سنداً وہ ان پیتل کے پترون کو پیش کرتا تھا جنپر کہ مختصر نوٹ تاریخی لکھی
یا کندہ کئے ہوئے تھے۔ کلاڈیس کی اسپیچ بھی پیتل ہی کی پترون پر کندہ کی ہوئی ابھی تک فرانس
کے لائینس ٹاؤن ہال مین بحفاظت تمام رکھی ہوئی ہے۔
یہودیون روما اور اسپارٹا والون مین جو باہم صلحنامے لکھے گئے تھے وہ بھی پیتل ہی کے پترون
پر کندہ کئے ہوئے بیان کئے گئے ہین۔ دوسرے ملکون سے قطع نظر کرکے عرب مین بھی یہی کیفیت
تھی جو مسٹر [illegible] نے بالتصریح لکھی ہے ابھی چند سال کا عرصہ ہوا کہ سلطان عبدالحمید نے
(خدا اسکی سلطنت کو اسکی [illegible] کے ساتھہ ترقی دے اور وہ اسپر سے زیادہ زمانہ تک
قسطنطنیہ کے پرشوکت تخت پر سلطنت کرے) چار پیتل کے پترے پانچ ہزار پونڈ کو خریدے تھے
جنپر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی چند وصیتین لکھی ہوئی تھین خبیر [illegible] اخبار قسطنطنیہ مین
لکھا ہوا تھا۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس زمانہ مین کتنا رواج ہو گیا تھا۔ ہندوستان
مین بھی رواج تھا۔ کچھہ عرصہ ہوا کہ کسی جاگیر کی سند تانبہ پر کندہ کی ہوئی بنگال کے قریب کھود کر
نکالی گئی تھی جب حضرت مسیح علیہ السلام کی ولادت سے ایک صدی قبل کی تاریخ کندہ ہے جب
ملتان کا قلعہ انگریزون نے فتح کیا ہے تو اس کے قریب جوار مین چار پترے کھود کر نکالے گئے ان پر
جو کچھ کندہ تھا وہ حضرت مسیح سے پانچ صدی پہلے کا تھا اور اسمین ایک خزانہ کی بشارت دی گئی
تھی جو بعد ازان کھود کر نکال لیا گیا جتنے خزانہ کی تعداد ان تانبے کے پترون پر کندہ تھی اسیقدر
خزانہ دستیاب ہوا۔ جب فلزات کی بہت کثرت ہوئی تو لوگون نے درخت کی چھال پر لکھنا شروع
کیا نہ صرف چھال سے بلکہ پتون سے بھی وہ کاغذ کا کام لینے لگے۔
رومتہ الکبریٰ کے باشندے درختون کے اس نازک پوست کو لکھنے کے کام مین لاتے تھے کہ جو بیرونی

چھال اور اندرونی مغز کی درمیان ہوتا تھا۔ اپنی زبان مین وہ لوگ اسکو لبر بولتے تھے اسیلئے
سے زبان لاطینی مین کتاب کا نام لبر رکھا گیا ہے اور نیز یورپ کی اور دوسری زبانون مین لا
لبریری (کتب خانہ) اور لبریرین بہی اسیکی طرف اشارہ کرتے ہین لیکن انگریزی زبان کا لفظ
کہ جسکی معنے کتاب ہین اسکا مشتق سینٹ وینش زبان کا لفظ باگ ہے یہہ اس زبان مین ایک
کا نام ہے کہ جو ڈنمارک مین بکثرت پیدا ہوتا تہا اور لکہنے کے کام مین لایا جاتا تہا۔
کتابون کے ساتہہ لفظ لیف یا ورق جو استعمال کیا جاتا ہے اس سے یہہ اشارہ پایا جاتا ہے کہ
زمانہ مین درختون کے پتے بہی کاغذ کا کام دیتے تہے۔
چنانچہ جزیرہ سراندیپ اور ہندوستان کے جنوبی حصہ مین ابتک پان پہل یا اڑیا مین لکہے ہوئے
کہجوریا تاڑ کے خاندان مین سے کسی درخت کے پتے اس زمانہ کی اتفاقیہ طور پر پائے جاتے ہین
مین عبدالرحمن ثانی کے پاس کئی نسخے ایسے موجود تہے اور جو اس نے بڑی قیمت دیکر خریدے تہے
قرآن شریف کی آیتین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ کی آپ کے کسی یاد
مبارک کی لکہی ہوئی تہین بعضون پر چہوٹی چہوٹی آیتین پوری پوری تحریر تہین
اس زمانہ مین جو کاغذ مروج مین ان کو انگریزی زبان مین پیپر بولتے ہین اور یہہ
پیپرس سے مصر مین دریائے نیل کے کنارہ پر اس نام کے درخت کثرت سے
اور دوسری چیزون سے بہی زیادہ لکہنے کے کام مین آتے تہے
ساتوین صدی مین جب سارسن لوگ (عرب) مصر پر قابض ہوئے اور ان کا پالا جہنڈا
گیا تو اسیوقت سے ان لوگون نے اپنی برآمد یکلخت موقوف کردی ۔ مصر سے پیپرس کی نکاسی بند ہو
ہی ممالک یورپ مین لکہنے کے لئے سامان کا بہم پہونچنا مشکل تر گیا گویا سارسن لوگ ہی یہہ
بند کرکے اہل یورپ کو زمانہ موجودہ کے کاغذ بنانا سکہانے کے باعث ہوئے۔
یورپ مین اول اول کاغذ اسی زمانہ مین روئی سے بنایا گیا تہا یورپ مین کاغذ بنانے کا طریقہ
کے اسطرف معلوم ہوتا ہے کیونکہ سنہ ۶ کے اس طرف کا کارخانہ سمرقند مین قایم تہا۔
آٹہوین صدی عیسوی مین جب سارسن نے اسپین کو فتح کیا تو جہان اپنے ساتہہ اور علوم و فنون لے
تہے یہان یہہ کاغذ سازی کا فن بہی وہ بہی اپنے ساتہہ لائے تہے اس فن کے سیکہنے مین بہی اہل
مسلمانون کے شاگرد ہین۔ یعنے عرب ہی ان کے استاد ہین۔ اسی صدی مین عہدنامون دستاویز
اور دوسری ضروری چیزون کے لکہنے کے لئے پارچمینٹ یعنے مسی کا رواج ہوا۔
کاغذ کے استعمال کو جو ایک نامعلوم مدت سے چین کے ساتہہ منسوب کرتے ہین اور کہتے ہین کہ وہ
اور بانس کے گودے سے کاغذ بنایا کرتے تہے ممکن ہے کہ پہلی صدی ۶ کے بعد ان کو یہہ بات نصیب

اس سے قبل اسکا پتہ کہین نہین لگتا بلکہ تحقیق سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ نفیو شیس کے زمانہ تک وہ درخت کی اندرونی چھال کو ردمتہ الکبہ ایسے لوگون کی طرح لکہنے کے کام مین لاتے تہے اس سے یہہ بات ثابت ہوگئی کہ درخت کے تہے جو دریائے نیل کے کنارون سے حجاز عرب مین لائے جاتے تہے لکہنے کے کام آتے تہے۔ علاوہ پتون پر لکہہ لینے کے جانورون کی ہڈیون اور ٹہیکریون پر لکہہ لیتے تہے۔ اور یہہ ٹکڑے لوگ بحفاظت اپنے پاس رکہہ لیتے اگر ان کو کہین سہو ہوا یا وہ بہولے تو وہ ان پتون سے اپنی سہو رفع کر لیتے تہے۔

تہا رواج عرب مین حفظ یاد کر لینے کا تہا مگر اس حفظ یاد کرنے مین یہہ ہوتا تہا کہ جسکا حافظہ قوی ہوتا تہا اسے تو خوب صحت اور ضبط کے ساتہہ یاد رہتا تہا اور جسکا حافظ قوی نہوتا تہا اسے ایسے ضبط سے یاد نرہتا تہا اور اسیوجہ سے اختلاف قرات پیدا ہو گئے تہے کسیکو واو کی جگہہ فے یاد رہگئی کسیکو زیر کی جگہہ زبر کسیکو سکون کی جگہہ تشدید اور کچہہ شبہہ نہین کہ ایسا ہی ہوتا تہا کہ کوئی شخص بر زبان یاد رکہنے مین کوئی کلمہ یا آیت بہول گیا۔ یا کوئی غیر کلمہ اسکی زبان پر چڑہ گیا جو درحقیقت اسمین نہ تہا غرضکہ زبانی یاد رکہنے مین جو امور کہ مطابق فطرت انسانی پیش آسکتے ہین اس زمانہ کے لوگون کو بہی پیش آتے تہے مگر بہت ہی کم ہوتا تہا۔ وہ لوگ یعنے وہ عرب جو رسول مقبول پر ایمان لائے تہے اس پاک ذات پر وہ ایسے دلی فریفتہ تہے اور ان کی توجہ اپنے سب سے پیارے نبی کی طرف ایسی ہوتی تہی کہ جہان کوئی آیت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلی اور انہون نے بر زبان کر لی۔

زبر کی جگہہ پیش اور پیش کی جگہہ زیر کی بہی کہین کہین کبہی کسی شخص سے غلطی ہو جاتی تہی لیکن جنسے یہہ غلطی ہوتی تہی وہ عملی نہ تہے یہہ ایک بدیہی امر ہے کہ اہل زبان سے یہہ صریح غلطی نہین ہو سکتی قرآن شریف جب اہل عرب ہی کے محاورہ اور ان ہی کی زبان مین نازل ہوا پہر کیا وجہ تہی کہ انہین زیر کی جگہہ زبر اور سکون کی جگہہ تشدید یاد رہتی ہان یہ ممکن ہو سکتا ہے کہ وہ آیت کا کوئی کلمہ یا ٹکڑا بہول جائین ہم اپنی زبان کی اگر کوئی کتاب یاد کرین یہ تو ممکن ہو سکتا ہے کہ ہم عبارت کا کوئی جز بہول جائین لیکن شاید یہہ کبہی نہوگا کہ ہم زبر کی جگہہ زیر یا زیر کی جگہہ زبر کہینگے۔ ہمارے نبی آخر الزمان کے پیرو حضرت عیسے کے مقلدین کے مانند گیلیلی کے مچہلی والے محض کندہ ناتراش تو تہے ہی نہین کہ وہ اپنی مادری ہی زبان مین زیر زبر پیش سکون و تشدید مین کچہہ فرق نہ جانتے۔ اور اگر یہہ بہی فرض کرین کہ ایسا ہوتا بہی تہا اور جو تغیر تبدیل اسطرح واقع بہی ہوتی نہین ان کے درست کرنے والے یا تو وہ لوگ تہے جو نہایت ہی صحت و ضبط سے یاد رکہتے تہے یا وہ متفرق لکہے ہوئے پرچے تہے جو قرآن نازل ہونے کے وقت لکہہ لئے جاتے تہے غرضکہ زبانی غلطیان قرآن شریف کی بار بار کی تکرار سے صاف ہو جاتی تہین جو لوگ عالم کے رحمت نبی اکرم پر ایمان لائے تہے اور اپنے ہادی کی زبان سے وہ قرآن شریف کی آیتین شگذار کرتے تہے بہی شب و روز ان کی ورد زبان رہتی تہین ان کو کسی قسم کی ٹہگر ہی حاصل کرنیکی

فکر تو یہی تہین کہ قرآن شریف پڑہنے کا وقت انہین نہ ملتا یا کہ اوڑہنا بچھونا ہی قرآن شریف تہا یہانتک
نکاحون مین مہر بہی قرآن شریف کی آیتون کا بندہا کرتا تہا۔ اس زمانہ مین ایک عصمت پناہ خاتون کا ذکر ہے
کہ اسے قرآن شریف ایسا حفظ تہا اور ایسا یاد تہا کہ وہ انجہ کی تمام باتین قرآن شریف ہی کی آیتون مین کیا کرتی
تہی۔ بار بار قرآن شریف مین اس تنبیہ سے لوگ اور بہی ہوشیار ہو گئے تہے کہ مسیحی اور یہودی اپنے پیغمبرون
کا کلام تحریف کرکے سناتے ہین اس سے اور بہی قرآن شریف کے یاد کرنے مین جان لڑانی پڑتی تہی اور وہ لوگ
اپنا پورا وقت قرآن شریف کے حفظ یاد کرنے مین صرف کرتے تہے۔ کسی شئے کا حفظ یاد کرنا اور اسکو ضبط کے ساتہ
یاد رکہنا زیادہ تر دلچسپی پر موقوف ہے کیا تو اس کلام سے الفت ہو کہ جسکو وہ حفظ یاد کرتے ہین اور کیا جس کا
کلام ہو حفظ یاد کرینوالا اسپر فریفتہ ہو ان دونو حالتون مین بہت جلد حفظ یاد ہوتا ہے اور پہر وہ ضبط بہی
رہتا ہے۔ عموماً شاعر خواہ اسکا حافظ کیسا ہی برا ہو شعر کو اس شخص کی نسبت کہ جسکو شاعری سے سروکار
نہین ہے اور وہ شعر سے دلچسپی ہی نہین رکہتا اس کا حافظ بہت اچہا ہے جلدی یاد کرلیگا۔ یہہ ایسی فطری
بات ہے کہ جس سے کوئی بشر انکار نہین کرسکتا۔ روزمرہ کے تجارب ہمین اسبات کی پوری صداقت دیرہے ہین
معدہ خواہ کیسا ہی ضعیف کیون نہو پہر بہی وہ چیز جو سہولت سے ہضم ہونیوالی نہین ہے اگر اسکو کہانے کو دل
چاہیگا اور رغبت کہایا جائیگا وہ ضرور ہی ہضم ہو جائے گی بچپن مین جو باتین کہ معرکہ کی ہوتی ہین وہ ستر
برس کی عمر تک بہی ویسی ہی یاد رہتی ہین گویا ہم نے ابہی دیکہا یا سنا ہے یا ہمپر اسکی کیفیت ابہی گذر چکی
پہر کیونکر ممکن ہوسکتا ہے کہ اہل عرب مختصر آیتون کو بار بار کی تکرار کے بعد بہی یاد نکرسکین گے اور ان کی
یاد داشت مین کچہہ نہ کچہہ خامی ہی رہجائے گی۔

ہندوستانی آٹہہ آٹہہ نو نو برس کے بچے کس فراٹے سے قرآن شریف حفظ یاد کرتے ہین اور کس آزادی سے
جماعت کے سامنے کہڑے ہو کر سناتے ہین جب ان ہندی بچون کے پڑہنے اور حفظ یاد کرنے مین یہہ غلطی نہین
ہوتی کہ وہ زیر کی جگہہ زبر او سکون کی جگہہ تشدید بول جائین اور واو کی جگہہ ف استعمال کرین تو پہر یہہ
کیونکہ سمجہہ مین آئیگا کہ اہل زبان ایسی دور از قیاس غلطیان کرینگے۔ ہان اگر یہہ غلطیان سرزد ہی ہوتی
ہین تو یونانی اور شامی لوگون سے مگر ملکی عربیان کی غلطیان فوراً صحیح کر دیتے تہے۔

مگر جب آنحضرت کی وفات ہوئی تو حضرت صدیق اکبر کو اسبات کی فکر ہوئی کہ پراگندہ اوراق پر لکہے ہوئے
قرآن شریف کو ایک جگہہ جمع کردین یعنے ایک جلد مین کر دین کیونکہ آپکی دورہ مین نظرین توریت و انجیل
کی طرف اٹہہ رہی تہین اور آپ ملاحظہ فرما رہے تہے کہ ان الہامی کتابون کی کیا گت بن رہی ہے یہہ لوگ
اپنے مطلب برآری کے لئے ان کتابون کو کیا غت ربود کر رہے ہین حضرت ابوبکر نے ایک دن مکہ شریف
مین بہت بڑی انجمن کی اور اپنی رائے حضار مجلس کے سامنے بیان کی بہت غور و تامل کے بعد یہہ قرار پایا
کہ ضرور قرآن شریف ایک جگہہ جمع کیا جائے تاکہ اختلاف نہ پڑے پس زید ابن ثابت نے وہ تمام پرچے

جنپر قرآن شریف لکہا ہوا تہا جمع کئے اور اپنے ہمعصرون سے جنہین قرآن شریف بخوبی یاد تہا اور جو بڑے جید حافظ مشہور تہے مدد لی اور نیز جن کے پاس متفرق پرچے تہے ان کو انکے پاس کے لکہے ہوئے پرچون سے مقابلہ کیا اور اسطرح تمام قرآن شریف جمع ہوگیا - اور پہر لکہ لیا گیا حضرت عثمان کے وقت مین دین محمدی کی اشاعت دور دور ممالک مین ہوگئی تہی اور بلاد دور دست پر مسلمانون کا قبضہ ہوگیا تہا اسلئے صرف ایک قرآن کا مدینہ ہی مین ہونا کافی نہ تہا حضرت عثمان نے اس قرآن کی جو زید ابن ثابت نے جمع کیا تہا نقلین کین اور دور دور کے ملکون مین بہیج دیا - یہہ کارروائی بہت مفید ہوئی کیونکہ اس زمانہ مین یہہ تہا کہ کسی کو کوئی سورۃ یاد تہی اور کسی کو کوئی سورۃ یاد تہی کسیکو چار سورتین یاد تہین اور کسیکو پانچ کسیکو ایک کسیکو آدہی اب کئی ایسے لوگ پیدا ہوگئے جن کو بہ ترتیب من اوّل الی آخرہ قرآن شریف یاد تہا -

یہہ سب باتین ہین اسباب سے اگاہ کرتی ہین کہ اگر انجیل کی طرح دو تین صدی کے بعد قرآن شریف جمع کیا جاتا تو ہرگز اسکی صحت کا احتمال ہی نہوتا - یہہ ایک ایسی روشن بات ہے کہ اسے جاہل سے جاہل ہی سمجہہ سکتا ہے کہ ایک انجمن مین ایک لیکچرار لیکچر کہہ رہا ہے اگر اسیوقت اسکا لیکچر کسی جلدی لکہنے والے نے لکہلیا تو تو خیر لیکچرار کا کچہ نہ کچہہ انداز گفتگو اور اسکی قابلیت یا اسکا منشا معلوم ہوجائیگا لیکن اگر کوئی شخص اسوقت تو لیکچر لکہے نہین اور بعد ازان یعنے برس دو برس تین برس مین اسکو لکہنے بیٹہے تو کیونکر وہ پورا لیکچر یا لیکچر کا کوئی سالم حصہ لکہہ سکتا ہے - میرے خیال مین اگر وہ صحیح ہے تو یہہ محض ناممکن ہے خواہ سنے اور لکہنے والا کیسا ہی زبردست حافظہ رکہتا ہو پہر بہی ایک بڑی تقریر کا سلسلہ وار یاد رکہنا فطرت انسانی کی حالت سے تو بالکل خلاف ہے ہان اگر ایک آدہ بات ہو تو اسکا مضایقہ نہین لیکن دو تین گہنٹے کی سلسلہ وار گفتگو کبہی یاد نہین رہ سکتی اور جس سپیچ کی سپیچ کو دو تین صدی گذر گئے ہون نہ سننے والے رہے اور نہ ان کے جاننے والے رہے بلکہ پیڑہیان پشتین گذر گئین پہر اس کتاب کی صحت کی نسبت جو عیسائیون نے تکلیف اوٹہائی ہے اور اپنے دفاتر کے دفاتر سیاہ کئے ہین اور اپنے وقت کے ساتہ اپنا بے تعداد روپیہ خرچ کیا ہے وہ سب کوششین بے نتیجہ ہین —

تعصب کی دوسری بات ہے اگر بنظر انصاف سے دیکہا جائے تو انہین صاف آشکارا ہو کہ جن کتابون پر ہمارا عمل ہے یہہ آپسمین کیسی مختلف ہین برخلاف قرآن شریف کے کہ اس مقدس کتاب مین وہی عبارت بلفظہ درج کی گئی ہین کہ جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے سرزد ہوئی —

جب قرآن شریف ہزارون نقل کرا کرا کر حضرت عثمان غنی نے تمام بلاد دور دست مین تقسیم کرا دئے تو وہ غلطیان جو بنسبت اسقاط یا اضافہ کلمات کے زبانی یاد رکہنے والون کو پڑتی تہین بالکل جاتی رہین مگر پہر بہی کسیقدر اختلاف قرات باقی رہا - اسکی وجہ بہت بڑی یہہ تہی کہ اتبک جتنے قرآنون کی اشاعت ہوئی تہی اور اتبک جتنے قرآنون کی تلاوت ہوتی تہی وہ کوفی خط مین لکہے گئے تہے جبمین نہ نقطے ہوتے تہے

نہ اعراب یہہ امر تو تسلیم ہی کرنا پڑیگا کہ عرب اپنی مادری زبان ہونے کی وجہ سے بلا تکلف قرآن شریف کو صحیح پڑھ سکتے تھے اور ان کی زبان میں ہرگز غلطی نہو سکتی تھی مگر پھر بھی بلحاظ قواعد صرف و نحو عربی یا اہل عرب کے روزمرہ کے مطابق ایک لفظ کو زیر سے پڑھو تو بھی معنے ٹھیک ہو سکتے ہیں اور اگر زبر سے پڑھو پھر بھی وہ ہی مفہوم نکلتے ہیں اور اگر تشدید سے پڑھو تو بھی معنے صحیح ہیں اگر سکون سے پڑھو پھر بھی وہ ہی معنے نکلتے ہیں چنانچہ اس قسم کے اختلاف قرأت باقی رہگئے۔ یہہ اختلاف قرأت بہت ہی خفیف اور کم ہے وجہ یہہ تھی کہ وہ الفاظ جو اس قسم کے ہوتے تھے جنکی کیفیت اوپر بیان کی وہ بہت ہی کم تھے یہہ اختلاف ایسا اختلاف نہ تھا کہ اس الہامی مفہوم یا مقاصد میں کچھہ فرق آکر پڑتا یا اس سے البتہ معنے بدلجاتے کہ قائل کی مرضی کے خلاف سمجھہ میں آتے لہذا پہری علماء نے اتنے سے خفیف اختلاف قرأت کے اٹھا دینے میں کوشش کی اور یہ کوشش یہ تھی کہ علماء اہل عرب نے حرکات و نقاط جمع قرآن شریف پر اعراب لگانے سکھایا یا ان نے یہہ اختلاف قرأت بھی بالکل اٹھا دیا اور اب جیسے ایک حرف شناس قرآن شریف کی آیت پڑھ سکتا ہے عالم اور جاہل کا فاضل عرب بھی اسی بے تکلفی سے پڑھ سکتا ہے اور دیکھتے ہو تو اختلاف قرأت کا باقی نہیں رہا

اسکے سوا ایک اور بھی اختلاف قرأت ہے جو عرب کے مختلف قوموں کے لہجہ اور محاورہ زبان سے علاقہ رکھتا ہے یا جو اختلاف گنواروں شرافوں اور پڑھے لکھوں اور جاہلوں کی زبان میں ہوتا ہے اسکو اختلاف قرأت پر منسوب کرنا جائز نہیں ہے اور نہایت بیجا ہے۔ کیونکہ وہ قرأت نہیں ہے بلکہ اختلاف تلفظ ہے جسکو انگریزی زبان میں پرونن سی ایشن کہتے ہیں۔

تلفظ کے اختلاف سے نہ لفظ کے معنے بدلتے ہیں اور نہ مفہوم میں کچھہ فرق آتا ہے فرض کرو کہ اگر انگریزی زبان کا لفظ سیوالائی زیشن بولینگے تو وہ ہی معنے تمدن نکلینگے اور اگر سیویلزیشن کہینگے تب بھی وہ ہی مفہوم ہوگا۔ ہاں صرف مخاطب کو متکلم کی غلطی معلوم ہو جائیگی اجکل جاہل عرب مکہ اور مدینہ میں قُل کو کُل بولتے ہیں کیا کُل کہنے سے ان کا مفہوم بدلگیا نہیں بلکہ وہ ہی امر کا صیغہ کہہ کے معنے میں سمجھا جائیگا اس سے یہہ بات تو ثابت ہوگئی کہ تلفظ کے اختلاف سے مفہوم اور لفظ کے معنے نہیں بدل سکتے اور اگر یہہ بھی فرض کیا جائے کہ عربی زبان میں صدہا الفاظ ایسے ہیں کہ صرف زیر زبر کے تبدیل سے کچھہ کے کچھہ معنے ہو جاتے ہیں یہہ صحیح ہے لیکن جو لفظ جس موقع پر استعمال ہوگا وہ ہی سمجھہ میں آئیگا چاہے اسکے اعراب میں اور تلفظ میں کچھہ ہی غلطی کیوں ہو۔

غرضکہ یہہ بخوبی ثابت ہوگیا کہ اختلاف تلفظ یا اختلاف قرأت سے قرآن شریف کے مفہوم یا ربانی مقاصد میں کچھہ فرق نہیں آسکتا۔ جو شخص زبان عربی کا عالم ہے اختلاف قرأت اور اختلاف تلفظ کو خوب سمجھتا ہے مگر جنہیں عربی ادب یا صرف و نحو سے کوئی تعلق نہیں ہے ... ان عالم معترضوں کی تقلید کرنا چاہتے ہیں کہ جو بہت بڑے عربی زبان کے فاضل گزرے ہیں وہ اس مطلب تک کبھی نہیں پہونچ سکتے۔

این رہ کہ تو میروی بترکستان است

کا مضمون ہوگا- توریت اور صحف انبیا کے قلمی نسخے جو اب دنیا مین موجود ہین وہ آپسمین نہایت مختلف ہین اگرچہ ہم اسبات کا قائل نہین ہون کہ یہودیون اور عیسائیون نے اپنی کتب مقدسہ مین تحریف لفظی کی بلکہ ہم اسبات کا قائل ہون کہ صرف تحریف لفظی ہی نہین کی بلکہ وہ کتابین جنمین تحریف معنی یا تحریف لفظی کا جھگڑا ہے سر سے بنائی ہوئین اور گھڑی ہوئی ہین- ایمین چاہے وہ کیساہی تغیر وتبدل کرین وہ آدمی ہی کا لکھا ہوا ہے شاید ہزار لفظون مین ایک لفظ ربانی یا الہامی ہو- اسپر عیسائیون نے جب یہہ دیکھا کہ ہماری کتابین غلط ثابت ہورہی ہین اور ہمپر دہوم دہام سے لوگ اعتراض پر اعتراض کررہے ہین تو انہون نے بہی اس امر محال کے اثبات پر کوشش کی ہے کہ قرآن مین تحریف ثابت کرین اور انہونے اپنی اس ناشدنی سعی مین کامیاب ہونے کو تین امر پر استدلال کیا ہے اول اختلاف قرات پر جسکا بالتفصیل اوپر مذکور ہوا دوم شیعہ مذہب کی ایسی روایتون پر جنکو خود شیعہ ہی تسلیم نہین کرتے جنمین کذاب اور ایک گروہ کے طرفدار راویون نے بیان کیا ہے کہ قرآن مین اور بہی آیتین یا سورتین حضرت علی یا اہل بیت کی شان مین ہین جو جامعین قرآن نے داخل نہین کین-

سوم ان لغو اور بیہودہ روایتون پر جنمین بعض آیات متروک التلاوۃ یا منسوخ التلاوۃ کا ہونا بیان کیا گیا ہے اور جنکو شریر اور بد مذہب آدمیون نے شہرت دیا ہے-

عموماً مذہب عیسائی کے علما جاہل شیعون کے اقوال کو بہت کچھہ اپنے اعتراضون کی تائید مین پیش کرتے ہین اور پہر خوب بغلین بجاتے ہین کہ مذہب اسلام ہی ایک گروہ ایسا ہے کہ جو قرآن شریف مین تحریف لفظی تسلیم کرتا ہے اور یہہ بہی کہتا ہے کہ اس مین بہت کچھہ گھٹا بڑہا دیا گیا اور یون ہوا اور وون ہوا- مگر یہہ ساری باتین اگر عیسائی علما بغور ملاحظہ کرینگے تو نہین یا در ہوا معلوم ہون گے کیونکہ شیعی گروہ مین جتنے بڑے بڑے علما گزرے ہین وہ ہرگز تحریف لفظی ومعنی کے قائل نہین ہین اور انہون نے صاف صاف لکہا ہے کہ لعنت ہو اس شخص پر کہ جو قرآن شریف مین تحریف مانے اور اسمین کسی قسم کا کچھہ فرق سمجھے چونکہ یہہ موقع نہین ہے کہ مین تمام جہان کا رونا لے بیٹہون یہانتک کہ میرا مطلب ہی ساقط ہو جائے بلکہ میرا منشا یہہ ہے کہ مین تاریخی حالات قرآن مجید سے بحث کرون اور سمجھاؤن کہ جو شخص اس مین تحریف قایم کرنا چاہتا ہے محض کندہ ناتراش اور شریر النفس ہے-

عیسائی اس قول سے زیادہ استدلال لیتے ہین اور وہ بہی بعض جاہل اور ناسمجھہ شیعہ گروہ کے اقوال سے کہ اس مین سے حضرت علی اور اہل بیت کی شان مین جو آیتین تہین ان کو حضرت ابوبکر یا عثمان نے اڑا دیا مگر یہہ دیکھنا چاہیے کہ کھونٹے کے بل بہینس جب ہی تک کودے گی کہ جب تک کھونٹا گڑا ہوا ہے اور جب کھونٹا ہی اکھڑ گیا تو پہر بہینس کہان کی کہان پہونچے گی- یہہ بات ایسی بے بنیاد اور مہمل ہے کہ جسپر بحث کرنی بہی ہماری شان کے خلاف ہے پہر بہی عوام کے سمجھانے کے لئے مجبوراً ہم قلم اوٹہاتے ہین-

قرآن شریف مین جو کچھہ بیان ہوا ہے اسمین زیادہ دو باتون پر بحث کی ہے۔ پہلی بات تو یہہ ہے کہ لوگون کو ڈرایا گیا ہے اور کہین بشارت دیگئی ہے اور کہین تمثیل کے لئے کسی نبی کی امت کی مغضوبی اور مقبولی حالت بیان ہوئی ہے اور دوسرے خداوند کے جلال اور کسیقدر اسکی صفات کا نقشہ کہینچا گیا ہے چونکہ قرآن شریف صرف ہدایت مخلوق کے لئے نازل ہوا ہے اسلئے اسکو کسی خاص شخص کی تعریف سے کچھہ تعلق نہین ہوسکتا یہہ کوئی قصیدہ نہین ہے نہ کوئی ایسی بیاض ہے کہ جسمین کسی کے خال وخط سے بحث کی گئی ہو نہ کوئی ایسی کتاب ہے کہ جسکا مقصود کسی خاص شخص کی صفت وثنا کرنا ہو اسمین جو کچھہ مذکور ہے وہ خداوند کے اوامر و نواہی ہین لیکن اگر ادہر یہہ نکرو پہر بہی کسی شخص کی تعریف سے کچھہ تعلق نہین ہوسکتا اور دوسرے اگر یہہ بات بہی تسلیم کرلی جائے کہ حضرت صدیق اکبر نے حضرت علی یا اہل بیت کی تعریفی آیتین نکال ڈالین تو انہین اپنی تعریف کی آیتین قرآن شریف مین داخل کرنیکا مجاز تہا۔ اور وہ کرسکتے تہے لیکن جب یہہ نہین ہوا تو صاف ظاہر ہو گیا خلفا پر یہہ نرا بہتان ہے دوسرے ایک بڑی دلیل یہہ ہے کہ حضرت علی کو تو وہ آیتین جو ان کی نسبت یا ان کی شان مین قرآن شریف مین موجود تہین ضرور ہی یاد ہونگی انہون نے اپنے زمانہ خلافت مین کہ جب نہ حضرت صدیق اکبر موجود تہے نہ کمنڈر آف دی فیتہفل حضرت عمر خلیفہ ثانی زندہ تہے اور نہ حضرت عثمان حیات تہے۔ پہر جب انہون نے زید ابن ثابت اور عثمانی قرآن کو تسلیم کر لیا تو اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ انہون نے اسی تحریف سے پاک پایا۔

چند شریر النفس اور اسلام کے دشمنون نے جو بظاہر اپنے کو مسلمان کہتے تہے اور درحقیقت وہ نصرانی تہے دس پارے قرآن شریف کے انہون نے اپنی طرف سے تصنیف کئے اور ان کو آگرہ یا لکہنو مین طبع بہی کرادیا تہا تمام طور پر انہون نے اسکی اشاعت نہین دی پہر دس بیس کاپیان اسکی تقسیم ہوئین۔ جون ہی دس پارے جو ایک جلد مین طبع ہوئے تہے مسلمانون کے علما کی نظر سے گذرے پہر جو صرفی نحوی غلطیون کی بہرمار ہوئی اور روزمرہ عرب کی جدا غلطیان نکالی گئین وہ پارے ضائع کر دئے گئے اور اس امر کو مسخری کے طور پر کہکر چہوڑ دیا وہ پارے مجہے بہی میرے ایک دوست نے دکہائے تہے جسکی پہلی ہی سطر مین سات غلطیان صرف ونحو کی تہین اس قسم کے شریر النفس لوگ ہوتے ہین کہ جو اپنے کو کسی مذہب کا مشہور کرکے اسی مین رخنہ اندازی کرنے کی کوشش کرتے ہین مگر ان کی یہہ کوششین ناشدنی ہوتی ہین اور آخرکار انکی یہہ شیطنت کہل جاتی ہے۔ عیسائیون کو اسی قسم کے لوگ یا ایسی بے معنی تحریرین مذہب اسلام کے خلاف مل جاتی ہین جنپر وہ پہولے نہین سماتے اور یہہ جانتے ہین کہ ہمین وہ باتین معلوم ہوگئین ہین کہ جنکی تردید وتکذیب کوئی نہین کرنیکا۔ اور یہی باتین مخالفون کے مقابلہ مین ہماری ہتیار ہونگی۔

قرآن شریف کی عبارت ہی مین ایک بہت بڑا معجزہ یہہ ہے کہ اگر تمام جہان کی عربی تصانیف کو جمع کیا جائے اور اسکی عبارت سے مقابلہ کیا جائے تو زمین اور آسمان کا فرق معلوم ہوگا کسی بڑی سے بڑی عبارت

اگر ایک جملہ بھی قرآن شریف کا آجاتا ہے تو وہ ایسا چمکتا ہے کہ جیسے پتھر کنکر کے ٹکڑون مین چمکتا ہوا لعل پڑا ہوا ہو جس نے جاہلون کی طرح بلا سمجھے بھی قرآن شریف پڑہا ہے وہ بھی قرآن کی طرز عبارت اور غیر قرآن مین تمیز کر سکیگا جب نبوی احادیث کی عبارت اور قرآن شریف مین زمین و آسمان کا فرق ہے پھر اوس تحریر کا یا عربی عبارت کا خواہ وہ کسی جید فاضل ہی کی کیون نہو کیا ذکر ہے -

ان سب باتون کے علاوہ جو شخص قرآن شریف کے تاریخی حالات پر جو نہایت صحیح بلکہ اصح ہین نظر کریگا تو وہ تحریف کا کبھی قایل نہین ہو سکتا یہہ تاریخی حالات مسلمانون ہی کے ہاتھ کے لکھے ہوئے نہین ہین بلکہ غیر قومون نے بھی لکھے ہین - جنکو بلا شبہ وہ ہی نفوس دیکھ سکتے ہین کہ جو تعصب سے خالی ہین اور جنہین تحقیق سے غرض ہے -

قرآن مجید کے اختلاف قرات کو اور توریت و صحف انبیاء و زبور و انجیل کے اختلاف عبارت کو یکسان قرار دینا دیدہ و دانستہ نہ صرف غلطی کرنا ہے بلکہ انصاف کا خون کرنا اور اپنی علمی قابلیت کو بٹا لگانا ہے ریورنڈ مسٹر ہارن مختلف عبارتون کا ذکر لکہتے وقت لکھتے ہین " دو یا زیادہ مختلف عبارتون ہین صرف ایک عبارت صحیح ہو سکتی ہے باقی خواہ تو دیدہ و دانستہ تبدیل کی گئی ہونگی یا وہ نقل کرنے والون کی غلطیان ہونگی " پھر وہ یہودی اور عیسائی کتب مقدسہ مین اختلاف ہونے کے چار سبب لکھتے ہین اول لکھنے والے کی غفلت یا غلطی - دوم جس نسخہ سے نقل کی گئی ہو اسکا غلط یا ناقص ہونا سوم نقل کرنے والے کا بلا کافی معتبر سند کے اصل عبارت مین صلاح دینا - چہارم دیدہ و دانستہ کسی خاص فریق کے تائید کے لئے عبارت کا بگاڑ دینا - پس قرآن مجید کا کوئی بھی اختلاف قرات ان حالتون مین سے کسی حالت کے ساتھ بھی مناسبت نہین رکھتا -

نہ قرآن شریف کی یہہ گت بنی کہ جو صحف انبیا کی نفس پرست مترجمون یا نافلون یا مصنفون کے ہاتون سے بنی ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی وفات تک ہی قرآن شریف جو مختلف پرچون مین لکھا گیا تھا جمع کر دیا گیا نہ اس کے نقل کرنے مین غلطی ہوئی اور نہ اسکی بے انتہا اور بے تعداد نقلون مین کسی قسم کا اختلاف ہوا - جو کتاب تیرہ سو برس سے ایک ہی چلی آئی ہو اور اسکی ایک حرف مین بھی تفاوت نہ واقع ہوا ہو اسکی نسبت ہرزہ درائی کرنی آخر کو پشیمانی اٹھانی ہے -

علاوہ اسکے عیسائیون نے قرآن مجید کی تحریف ثابت کرنیکو جن مذکورہ بالا تحریرون پر استدلال کیا ہے اور جو صحیح فی نفسہ غلط ہین ان کی غلطی ثابت کرنے پر ایک طولانی بحث کرنے سے زیادہ تر یہہ مختصر بات بیان کرنی مناسب معلوم ہوتی ہے کہ جس بناپر عیسائیون نے تحریف قرآن کا دعوے کیا ہے اس طرح دعوے کرنا بمقابل ان مسلمانون کے جو دعوے تحریف لفظی کا یہودیون اور عیسائیون کی کتب مقدسہ مین کرتے ہین صحیح نہین ہو سکتا - اسلئے مسلمانون کا یہہ دعوے ہے کہ جن حواریون نے پیغمبرون کے نام سے کتابین تصنیف

کہین یا انہون نے اپنے پیغمبرون کے اقوال کو منضبط کیا اور پہر مختلف صدیون مین انکی نقل کی گئی تو ان نقل کرنے والون نے اپنی طرف سے الفاظ اور عبارتون کی عبارتین گہٹا بڑہا دین جیسا کہ عیسائیون کے بڑے بڑے علما کی تحریرون سے ثابت ہو چکا ہے۔

مسلمانون کے نزدیک تحریف کے معنے مین تغیر و تبدل کے اور تحریف کے معنے پہیرنا ہے ایک چیز کا اسکی سچائی سے یہی معنے امام فخر الدین رازی نے اپنی تفسیر کبیر مین لکہے ہین چنانچہ وہ تحریر کرتے ہین ،، التحریف التغیر و التبدیل ۔ التحریف ہو امالۃ الشی عن حقہ ،، مگر کتب مقدسہ کی نسبت جو تحریف کا لفظ مسلمانون مین مروج ہے اس سے اصطلاحی معنی مراد ہین اور وہ یہہ ہے کہ جان بوجہ کر اور قصد کرکے کلام الٰہی کو اسکے اصلی مقصد اور سچے مطلب سے دوسری طرف پہیرنا۔

تو تحریف کے یہہ معنے توریت و انجیل پر صادق آتے ہین نہ کہ قرآن شریف پر اسکی شہادت بہت زور و شور سے مسیحی علمانے دی ہے جسکا مختصر ذکر ہم اپنے تیسرے مقدمہ مین کر آئے ہین مثلاً بعضے یہودیون نے بعضی جگہہ قصداً تحریف لفظی کی ہے جیسے کہ سامریون نے درس ۴ باب ۲۷ کتاب استثنا مین بجائے ،، عیبال کے پہاڑ ،، کے گرزم کا پہاڑ ،، بنادیا ہے یا جیسے دینداسیجیون نے جان بوجہ کر تحریف کی ہے مثلاً انجیل مارک باب ۱۳ درس ۳۲ مین سے بعض الفاظ نکال ڈالے ہین کیونکہ وہ آیرین کے مذہب کی تائید کرتے تہے۔ اور لوک کی انجیل کے باب ۱ درس ۳۵ مین کچہہ لفظ بڑہائے گئے ہین اس سبب سے کہ مذہب یوتی شنیز کی تردید و تکذیب ہو اور اسی انجیل کے باب ۲۲ کا درس ۴۳ بعض نسخون مین سے نکال ڈالا ہے تاکہ حضرت مسیح علیہ السلام کی الوہیت مین شبہہ نہ پڑے۔

اور متی کی انجیل باب ۱ درس ۱۶ مین سے لفظ ہم بستر ہو دین اور ۲۵ مین سے ،، اسکا پہلوٹہا ،، نکال ڈالا ہے تاکہ حضرت مریم کے ہمیشہ کنواری رہنے پر شبہہ نہ پڑے۔

بہلا کوئی بتائے تو سہی کہ قرآن شریف مین یہہ گہٹاؤ بڑہاؤ کہان ہوا اور کسنے کیا قرآن شریف کی ہر ہر آیت ہر ہر لفظ ایسا ممتاز ہے اور اسمین کچہہ ایسا معجزہ ہے کہ نہ وہ کسی شخص کے قول سے مل سکتا ہے اور نہ اس مین اپنی طرف سے انسان کچہہ گہٹا بڑہا سکتا ہے خدا کا اور انسان کا کلام تو علیحدہ سمجہہ مین آتا اور پہچانا جاتا ہے

پس اگر کوئی عیسائی اسکے مقابلہ مین قرآن کی تحریف کا دعوے کرنا چاہے تو اسکو اختلاف قرأت یا روایات غیر مسلمہ اہل مذہب کا پیش کرنا کافی نہین ہے۔ بلکہ وہ ان کے مقابل جب ہو سکتا ہے جب وہ یہہ دعوے کرے کہ جو قرآن زید ابن ثابت نے جمع کیا تہا اسکی تحریر کے بعد یہہ آیت یا یہہ سورۃ قرآن مین سے نکالڈالی گئی اور یہہ آیت یا یہہ کلمات اس مین بڑہا دئے گئے ہین یا یہہ صیغے یا یہہ اعراب تبدیل

عہ ہارن صاحب کا انٹروڈکشن علوم بائبل کے بیان مین مطبوعہ ۱۸۵۶ع لنڈن جلد ۲ صفحہ ۳۲۳۔

کردئیے گئے ہین۔ عیسائی علماء نے بہت زور مارا کہ کسیطرح زید ابن ثابت نے جو قرآن جمع کیا تھا اسمین
تحریف ثابت کرین لیکن نہو سکا اور آخر وہ آگے بڑہ بڑہکر اناپ شناپ یہہ ہاتہہ مارنے لگے کہ زید ابن ثابت
نے جو قرآن جمع کیا تھا اس مین گھٹا بڑہا دیا ہے مگر معترض صاحب اپنے دعوے کی کوئی دلیل پیش نہین کرتے
کیونکہ ایسے موقع پر جب تک مخالفین کوئی دوسرا قرآن شریف جو زید ابن ثابت کے قرآن شریف سے اختلاف
رکھتا ہو پیش نہین کرینگے ہرگز ان کے دعوے کی وقعت نہین ہو سکتی جب اولڈ ٹسٹمنٹ یعنے عہد عتیق
اور نیو ٹسٹمنت یعنے عہد جدید کی کتابون پر خود کتابون کی طرز تحریر سے اعتراض کئے تو عیسائی پادری
اپنی شرمندگی مٹانے کے لئے قرآن پر الٹے سیدہے اعتراضات جمانے لگے اور اپنے خیال مین گویا
انہون نے الزامی جواب دینے کے لئے اپنے کو مضبوط اور مستعد بنا کر دکھایا مگر وہ خوب یاد رکہین کہ ان
کا الزامی جوابات دینے کے لئے یون مستعدی ظاہر کرنا کچہہ ان ہی کے معتقدون کے سامنے وقعت پیدا
کرتا ہوگا لیکن اسکے مقابل مین ایک تحقیق پسند طبیعت خواہ اسلامی گارمنٹ سے وہ مزین ہو یا نہ ہو
یہہ ضرور کہیگا کہ یہہ الزامی جوابات محض بے بنیاد ہین اور انمین کسی قسم کی صداقت نہین پائی جاتی۔
زید ابن ثابت نے جو قرآن جمع کیا تھا اور جواب ہر مسلمان کے ہاتہہ مین اور دل مین موجود ہے وہی قرآن
مجید ہے جو وقتاً فوقتاً ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا۔ اس کے ثابت کرنے کے لئے یہہ
مختصر عبارت لکھنی کافی ہے۔ یہہ ظاہر ہے اور اس کا اعتراف سبھی علماء ہی کرتے ہین کہ جیسے محمد عربی
کے صحابی اپنے نبی پر جان قربان کرتے تھے اور پسینہ کی جگہہ خون گرانے کو موجود تھے کسی گذشتہ
نبی کو ایسے دوست پیدا نہین ہوئے جسوقت حضرت عیسٰے کو صلیب پر چڑہانے یہودی لیگئے ہین جتنے
آپکے دوست تھے سب کافور ہوگئے تھے حالانکہ حضرت عیسٰے نے اپنے معتقدین یا حواریون کو باہمت
اور بہادر بنانے کے لئے یہہ حکم کیا تھا کہ تم سب تلوارین خرید لو پہر بھی عین صلیب کے وقت ایک بھی
نہین دکھائی دیا اور سب چلدئیے برخلاف ہمارے نبی کے کہ عظیم الشان معرکون مین بھی صحابہ نے
اپنے پیارے نبی کا ساتہہ نہین چہوڑا جب نبی کی ایسی محبت اس کے صحابہ کے دلون مین ہو اور وہ
نہایت ذوق وشوق سے وقتاً فوقتاً قرآن شریف کی آیتین حفظ کرتے رہے ہون اور پہر نبی کی وفات
کے بعد وہ دور دراز بلاد اسلام مین چلے گئے ہون پہر یہہ کیونکر ممکن ہو سکتا ہے کہ جو قرآن زید ابن
ثابت نے جمع کیا تھا اگر وہ صحیح نہین ہوتا تو وہ لوگ کیونکر تسلیم کر لیتے وہ اپنی جان دیدینا ایسی بڑی
بات کے آگے کچہہ مال نہ سمجھتے تھے۔ زید ابن ثابت یا حضرت عثمان کی ایسی حکومت تو تہی ہی نہین
کہ جیسے ایک جابر ظالم بادشاہ کی ہوتی ہے بلکہ وہ حکومت ریپبلک تہی ہر مومن خلیفہ کے کامون
پر آزادی سے اعتراضات کر سکتا تہا خلیفہ سوائے اسکے کہ مختلف جگہون مین بہیجا ہوا اور ارکان سلطنت
کے صلاح ومشورہ سے مومنین کی بہتری کی تدبیر سوچے بس اور اسمین کوئی نئی بات نہ تہی مومنین کے

لحاظ سے ایک ادنے بلکہ سب سے ادنے مسلمان کے برابر تہا۔ خلیفہ وقت کی ان کے اوپر بہت ترجیح
کی تہی بین نہ انکی نہین خوب وہ مہوم وتام سے اعتراضات ہوتے تہے یورپ کی کسی قوم مین اسقدر آزادی
نہین ہے جیتنے کہ مسلمانون مین تہی۔ اسکی سند مین ایک مشہور واقعہ بیان کرکے پیش کرتے ہین۔
یمن فتح ہونے کے بعد وہان کے مال غنیمت مین علاوہ اور سامان واسباب کے یمن کی مشہور چادرین
بہی آئین جو اس زمانہ مین زیادہ چاہت کی نظر سے دیکہی جاتی تہین ایک ایک چادر ایک ایک مسلمان
سپاہی کے ہاتہہ آئی اور ایسی ہی چادر حضرت عمر خلیفہ ثانی کمندرات دہی فتیقل کے حصہ مین پڑی
سب نے اپنے کرتے بنالئے حضرت عمر نے بہی اپنا کرتا بنالیا۔ جمعہ کو آپ خطبہ پڑہنے کے لئے کہڑے
ہوئے چونکہ آپ گرانڈیل شان وشوکت کے جوان تہے عربون کو شبہ ہوا کہ ایک چادر مین خلیفہ
کا کرتا نہین بن سکتا ضرور مال غنیمت سے خلاف قاعدہ حصہ لیا باہم اشارہ ہی اشارہ مین مشہور
ہوگیا اور بہت ایک سپاہی نے کہڑے ہوکر للکارا آج سے ہم نہ تجہے خلیفہ سمجہینگے اور نہ تیری اطاعت
کو رسول کی اطاعت سمجہینگے اسلئے کہ تو چور ہے اگر تو چور نہین ہوتا تو ایک چادر سے زیادہ کپڑا نہ لے
لیتا۔ حضرت عمر بہت صبر وتحمل سے عرب کی تقریر کو گوشگذار فرماتے رہے جب وہ کہہ چکا تو آپنے فرمایا
اے میرے بہائی تو سچ کہتا ہے ایک چادر مین ٹہیک میرا کرتا نہین بن سکتا نصف چادر مجہے میرے بیٹے
عبد اللہ نے بخوشی بخشی ہے مین نے خلاف خدا رسول اسکو پاکر اس سے چادر نہین لی ہے یہہ موجود ہے اگر
مین سچا ہون تو میری صداقت کی شہادت دیگا۔ چنانچہ عبد اللہ حضرت عمر کے صاحبزادہ کہڑے ہوئے
اور ادب سے نیچے ہوئے اور انقطاعی لہجہ مین ادا کیا۔ مین نے بخوشی اپنی چادر مین سے نصف چادر
اپنے پیارے باپ عمر کو دیدی ہے اسلئے کہ میرا کرتا بننے کے لئے نصف ہی چادر کافی تہی۔ یہہ سنتے ہی چارون
طرف سے آوازین آئین ہم تیری اسیطرح اطاعت کرینگے اور تیری فرمانبرداری عین ایمان سمجہینگے۔
مین بہت ادب سے عرض کرتا ہون کہ جہان عربون کی یہہ اسپرٹ ہو اور ان کی رگون مین آزادی کا خون
یون موجزن ہو تو یہہ کیونکر یقین آسکتا کہ وہ خدا کے کلام مین جو محمد عربی کے ذریعہ سے ان کے پاس
پہونچا ہو گہٹا بڑہا دیکہینگے اور خاموش ہو بیٹہینگے۔ یہہ امر تو اب بہی ممکن نہین پچیس کرور مسلمانون مین
ابہی دند مچ جائے اگر کوئی آیت تو آیت لفظ بہی قرآن مین گہٹا بڑہا دیا جائے۔ اور جب تو تازہ تازہ
اسلامی جوش تہا اگر زید ابن ثابت کچہہ بہی گہٹا بڑہا دیتے تو ایک غضب اسلامی بلاد مین برپا ہو جاتا
یہہ مہمل روایتین کہ حضرت عثمان نے فلان شخص کی بغل سے زبردستی قرآن چہین کر جلا دیا محض
غلط اور بے معنی ہے کسی دشمن دین اسلام نے اپنے جلے پہپولے پہوڑنے کے لئے ایسا کر دیا ہو مگر ایک محقق
اور دور بین نظر دیکہہ سکتی ہے کہ یہہ یا اس قسم کی اور مقدر روایتین جو بعض احادیث کی کتابون مین
خلفاء عباسیہ یا شاہان غزنی کے وقت مین فیلسوف اور مکار عیسائیون نے جو بظاہر مسلمان بنے ہوئے تہے

ور بڑی بڑی عبادتین کرتے تھے مسلمانون کو مغالطہ مین ڈالنے کے لئے یہہ کا [illegible] کر ایسی
ایسی باتین حدیث و فقہ و تفسیر مین شامل کردین جنسے نہ صرف مسلمان ہی مغالطہ مین پڑجاتے بلکہ انکی
دین کے روشن چاند مین داغ آجاتے اور ارکان دین اسلام متزلزل ہو جاتے کئی صدی تک تو مسلمان
آنکہین بند کرکے ان اصول پر اصول دین سمجھکر چلتے رہے اسلیئے آج کے دن اسلام دائرہ وحدت سے
نکلکر بڑہیون کی کہانیون اور وظیفہ وظائف مین مقید ہوگیا و نیز یہہ خیالات جواب مسلمانون کے
ہین کبھی آٹھہ صدی تک مسلمانون کے نہین ہوئے پہر بھی اسکا بہت بڑا اثر ہے کہ وہ روایتین جنسے
—— اسلام بدنام ہوتا چلا تہا جہوٹی ثابت ہونے لگی ہین اور انکی اصل حقیقت کھلنے لگی ہے ان تمام
باتون سے جو اوپر تحریر ہوگئین یہہ ثابت ہوگیا کہ زید ابن ثابت نے جو قرآن مجید جمع کیا تہا وہ وہی
قرآن تہا کہ جو ۲۳ برس اور کئی مہینے محمد عربی پر وقتاً فوقتاً نازل ہوتا رہا - میرے خیال مین اب ہرگز
کوئی شک نہین رہا کہ زید ابن ثابت نے قرآن جمع کرنے مین غلطی نہین کی زید ابن ثابت نے جو قرآن
مجید جمع کیا تہا اور جسکی نقل حضرت عثمان نے کی تہی اس زمانہ مین قواعد رسم خط کے بخوبی منضبط نہین
ہوئے تھے اور اس سبب سے بہت سے الفاظ زید ابن ثابت نے اسطرح لکھے ہین جو ان قواعد رسم خط سے
جو بعد کو منضبط ہوئے مختلف ہین مگر ضرور اس خیال سے کہ جو کچھہ زید ابن ثابت نے لکھا ہے اس مین
تبدیلی نہ واقع ہونے پاوے حضرت عثمان نے بھی وہی رسم خط رہنے دی تھی اور اسکے بعد تمام مسلمانون نے
صرف قرآن مجید کی تحریر مین اسی رسم خط کو رہنے دیا اور یہانتک اس مین غلو کیا کہ اس کے برخلاف
رسم خط تحریر قرآن مین اختیار کرنے کو گناہ اور کفر قرار دیدیا -

جہان اتنا احتیاط کیا جاتا ہو تو پہر کیا یہہ ممکن ہے کہ زید ابن ثابت نے کچھہ گھٹا بڑہا دیا ہو - ایسی درست
صداقت ہوئی کہ رسم خط کی غلطیون کو بہی جو قواعد منضبط نہونے کے سبب پڑ گئی ہین نہ بنایا آجتک
اس سے زیادہ احتیاط کسی کتاب مین نہین کی گئی - پادری جب اپنی کتابون کی صداقت کی دلیلین نہ دے سکے
تو مجبور ہوکر وہ یہہ کہتے ہین کہ غیر لفظون مین حضرت عیسٰی کا مفہوم ادا کردیا گیا ہے - جب الفاظ بدلے گئے
تو مفہوم کیونکر سلامت رہ سکتا ہے - یہہ صحیح ہے کہ ترجمہ کسی زبان کا ایسا ہو کہ اصل اور ترجمہ مین فرق
نہ رہے جو الفاظ عبرانی یا یونانی کے ایسے ہین کہ ترجمہ کرنے سے ان کے مفہوم بدل جاتے ہین پہر کیون نہین
عبارتون کی عبارتین بدل جائینگی جو خوبی یا حسن اصل زبان مین ہوتا ہے وہ غیر زبان مین ترجمہ کرنے سے
نہین رہتا - انا پشتا پ جب عہد عتیق اور عہد جدید کی کتابون کا ترجمہ کیا گیا اور اسکے ساتھہ اصل
جنمین کہ وہ کتابین حواریون نے لکھی تہی نہ رکھی گئی تو پہر سوائے غیر شیر اور غتربود کے کیا سمجھہ مین
آسکتا ہے - قرآن مجید کا ترجمہ بہی ہوتا ہے لیکن کروڑہا اصلی زبانون مین موجود ہین اور ان کی
تعداد بڑہتی جاتی ہے اسلیئے مترجم کبھی مغالطہ نہین ڈال سکتا - جس پہلو سے دیکھا جائیگا یہی ثابت ہوگا

کہ قرآن مجید مین کبہی کمی بیشی نہین کی گئی۔

فارسی حصہ مصطفے تفسیر بحر العلوم کے مصنف نے لکہا ہے کہ "مطابقت خط مصحف عثمانی بر کاتب قرآن از واجبات دینی ست کہ اجماع صحابہ بر آن واقع شدہ است و مخالفت املاء حرام باشد و جمہور علماء و ائمہ مذاہب اربعہ بر این اند و متفق آمدہ رسئل مالک ہل یکتب ما احدث الناس من الہجا فقال لا الا علی الکتبہ الاولی" اور اتقان فی علوم القرآن مین لکہا ہے کہ "کان احمد یحرم مخالفۃ خط عثمان رضی اللہ عنہ فی واو او یا او الف او غیر ذالک"۔

اور ابن مہران کا قول ہے کہ "اتباع المصحف فی ہجاۂ واجب من حرف شیئاً من ہجاۂ فہو کالطاعن فی تلاوتہ لا نہ ہجاۂ تیلی"۔

اور در بقیۃ البیان مین لکہا ہے۔ "اگر کسی اعتقاد کند کہ بر موافق امام یعنے مصحف عثمانی نباید نوشت نسبت خطا بر عثمان و امین کردہ باشد زیرا کہ در لوح محفوظ بہمان طرز نوشتہ شدہ است و نیز بصحابہ یعنی ہمہ عنہ بلکہ بجناب رسالت معلم صحابہ و بجبریل معلم رسول نسبت خطا واقع میشود و زیادتی و کمی در قرآن حاصل می آید و این ہمہ قریب کفر است"۔

اور کتاب ہدایہ ابن ابی عبد اللہ محمد کا یہہ قول ہے کہ "من خالف الامام صار فاسقا و دخل تحت وعید من کذب علی متعمدا فلیتبوء مقعدہ من النار"۔

اور ایضاح مین لکہا ہے۔ "یکرہ قرات القرآن من المصحف الذی یخالف ما حفظ ابن ثابت"۔ ہم نے یہہ تشریح اور نیز دیگر بیان کرنے سے صرف یہہ غرض ہے کہ جو قرآن زید ابن ثابت نے جمع کیا اور جسکی نقل بعد حضرت عثمان نے کی اس مین ذرہ برابر فرق نہ پڑنے پادے چنانچہ آجتک قرآن مجید اسطرح محفوظ ہے۔ ہر شخص یہہ بات قبول کر سکیگا اور اسے اسکا اعتراف بہی کرنا پڑیگا کہ دنیا مین کوئی قلمی کتاب ایسی نہین جیسا کہ قرآن مجید کہ تیرہ سو برس کے بعد بہی ایسا ہی موجود ہو جیسے کہ پہلے دن لکہی گئی تہی۔ جسمین ایک شوشہ تک کا فرق نہین ہے۔ اور باوجودیکہ لاکہون قلمی نسخے اس سے پہلے کے ہین مگر سب یکسان ہین۔ الہامی کتاب کی نسبت یہہ کہنا کہ اسمین بہی اس قسم کی تحریف ہوئی ہے جیسے کہ مسلمان توریت و انجیل کا بیان کرتے ہین ایسی بات ہے جسے کوئی شخص بت پرست نہ یہودی نہ عیسائی نہ سیاہ کا فر غرضکہ کوئی بہی تسلیم نہین کر سکتا سر ولیم میور صاحب بہی اپنی کتاب لائف آف محمد مین تسلیم کرتے ہین کہ دنیا مین غالباً کوئی ایسی کتاب نہین ہے جسکی عبارت بارہ سو برس تک ایسی خالص ہی ہو۔

ولیم میور صاحب نہایت ہی متعصب ہین پہر بہی انہون نے مجبوراً اس بات کا اقرار کیا کہ کتاب بارہ سو برس تک ایسی نہین ہے کہ اسکی عبارت اتنی مدت مدید تک خالص ہی ہو۔ ولیم میور صاحب جنہون نے مصحف عثمانی کی بابت جو مسلمانون کے بات تسلیم ہیں ان پر عائد کرکے کہلم کہلا

... نے وہ ناشائستہ الفاظ استعمال کئے ہین کہ جو ایک مہذب کی زبان سے
... سرزد نہین ہو سکتے۔ ان کا ایسا قرآن مجید کی نسبت لکھنا عیسائیون کے لئے بطور روحی کے ہے جس پہلو سے
دیکھنا چاہو یہہ بات بخوبی معلوم ہوتی ہے کہ قرآن شریف مین تحریف کا کہین نام و نشان نہین پایا جاتا اور
... تیرہ سو برس سے ایک ہی صورت مین چلی آئی ہے۔ اور یقینا قیامت تک یون ہی چلی جائے گی یہین
... ممکن ... بہت مختصر کیفیت قرآن جمع ہونے اور اسمین تحریف نہونے کی بیان کی گئی مسلمانون
... طویل بحث کی ہے اور بڑے بڑے کامل ثبوت اس امر کے دئے ہین کہ قرآن مین کہین کسی آیت
... نہین ہوئی نہ ہونی ممکن تھی نہ کوئی کر سکتا تھا نہ کسی نے کی کرنے کی خواہش کی نہ ایسا گمان ہو سکتا ہے
... عالی دماغ عیسائی یہہ اعتراض کرتے ہین کہ زید ابن ثابت نے جو قرآن شریف جمع کیا اور لکھا تھا وہ ان اشارات
... جو بعد از ان علما نے لگا دئے ہین اس سے بھی مفہوم مین فرق آگیا ہے۔ یہہ اعتراض جیسا بے معنی
... قابل تضحیک ہے کیونکہ یہہ ایک بدیہی بات ہے کہ اگر انگریزی عبارت مین کاما (،)
... (۰) نہ لگایا ہو تو کیا عبارت مین کچھہ فرق پڑ سکتا ہے پڑھنے والا جہان ٹھہرنے
... خود ... ٹھہر جائیگا وہ کیا ٹھہرنے کی عبارت کا مطلب خود اسے ٹھہرائیگا اور اس مین ذرا بھی فرق
... نہ واقع ہوگا مثلاً جیسے درج ذیل ہے۔

یہہ نشانات علاوہ اعراب کے ہین جو آیات وغیرہ کے نشان کہلاتے ہین۔

گول چھوٹا سا دائرہ) آیت پوری ہونی کی نشانی ہے جیسے انگریزی مین فل سٹاپ (۰) فقرہ پورے ہونیکی
نشانی ہے اور انجیل مین اسی سے آیت پوری ہونا سمجھی جاتی ہے۔

م) یہہ نشان اسلئے ہے کہ اس کلمہ پر ٹھیر جانا اور اسکو آیندہ کے کلمہ سے نہ ملانا نہایت ضروری ہے۔

ط) یہہ نشان اسلئے ہے کہ اس کلمہ پر ٹھیر جانا اور اگلے کلمہ کو جدا شروع کرنا بہتر ہے۔

ج) یہہ نشان اسلئے کہ وہان ٹھیر جانا جائز ہے۔

ز) یہہ نشان اسلئے ہے کہ یہان ٹھیر جانا تجویز کیا گیا ہے مگر ملانا بہتر ہے۔

ص) یہہ نشانی اسلئے ہے کہ یہان ٹھیر جانے کی رخصت دیگئی ہے۔

... جو متقدمین نے اختیار کی تھین مگر متاخرین نے سات اور بڑھا دین۔

قف) ... ٹھیرنے کا حکم ہے۔

... یہان ٹھیر جانا کہا ہے۔

... اگلے کلمے سے ملا ہوا پڑھنا بہتر ہے۔

... یہان ٹھیرنا جائز نہین بلکہ ملا ہوا پڑھنا بہتر ہے۔

... ٹھیر لو مگر دم تلو۔

(ک) یہ معنی کذالک ہے یعنے اور پر کا نشان ہے —

(قفلا) یعنے بعض قدون نے کہا ہے کہ یہان ٹہرنا نہین چاہئے —

بہرحال یہ سب نشان علمانے قرآن سمجہانے کو بنائے ہین وحی سے نہین لگائے گئے ہین —

قرآن مجید جب نازل ہوا تو عرب اپنے لہجہ مین پڑہتے تہے جیسا کہ اہل زبان کا دستور ہے اور علاوہ ادائے مخارج حروف کے جو ان کی زبان تہی وہ کسی لفظ کو زور دیکر پڑہتے تہے اور کسی جگہہ وقفہ کرکر کسی کو مد دیکر اور کسیکو ٹہرکر ٹہرکر علماؤن نے اسی خیال سے آیات اور وقف مقرر کیے ہین مگر جب قرآن لکہا گیا تہا اوسوقت اس زمانہ مین معرا تہا پس یہ نشان آیتون کے کہ ہمکو ان کے تسلیم کرنے پر مجبور نہین کرتے —

قرآن مجید کا طرز کلام اور اس کا مضمون خود بتاتا ہے اور ہر ایک محقق عالم اپنے فہم و عقل اور فہم سے اسکے معنے دریافت کرکے سمجہہ سکتا ہے کہ کہان مطلب ختم ہوا اور کہان سے دوسرا مطلب شروع ہوا اور یہی سبب ہے کہ بعض علمانے ایک ہی فقرہ کو دو یا زیادہ ٹکڑون مین منقسم سمجہا ہے اور اسکی دو یا تین آیتین قرار دی ہین —

اور بعضون نے کل فقرہ کو ایک ہی آیت سمجہا ہے اور اس سبب سے ایک عالم اسی ایک فقرہ مین دو یا تین آیتین کہتا ہے — اور ایک عالم ایک ہی اور اب بہی ہر ایک مفسر مجاز ہے کہ بلحاظ ربط کلام کے جہان وہ چاہے آیت قرار دے —

اس سے یہہ ثابت ہوگیا کہ ان نشانات کو اگر مٹا دیا جائے تو مفہوم عبارت مین جیساکہ جاہل معترض سمجہتے ہین کچہہ فرق نہین آسکتا چنانچہ یہ امر ثابت ہے کہ قرآن شریف مین یہہ نشانات نہ تہے — اور ان کے ہونے کی چندان ضرورت بہی نہ تہی علمانے صرف اسلیے کہ غیر ملک کے شخص کو پڑہنے مین وقت نہ ہو اور تلفظ نہ بگڑے یہہ نشانات لگا دیے ہین —

جسوقت ہمارے آگے کوئی اردو کی کتاب لکہی جاتی ہے اور اسمین نہ اس قسم کے نشانات ہوتے ہین نہ اعراب یہانتک کہ نقطے بہی نہون جب بہی ہم بآسانی صحیح صحیح پڑہ لینگے اور ایک حرف کا بہی فرق نہ ہوگا لیکن جس شخص نے اردو کبہی نہ پڑہی ہو اسکو دقت ہوگی تو آسانی کے لیے ضرور اعراب نشانات نقطے لگا دینے پڑینگے غرض اعراب اور نشانات سے بہی اور کسی حالت مین مفہوم مین فرق نہین واقع ہو سکتا —

قرآن شریف کی نسبت بڑے بڑے پادریون کی رائین لکہدینی بہی ضروری ہین جس سے یہہ ثابت ہو جائیگا کہ عیسائیون کے جید اور پادری کلان قرآن کی نسبت کیا عقیدہ رکہتے ہین اور ان کا کیا خیال ہے — جون ہی قرآن کی اشاعت ہوئی اور لوگون کے ہاتہ مین اسکی جلدین آئین اور اسی عرصہ مین مسلمانون کی تعلیم سے یورپ مین کسیقدر بیدار ہوئے تو ان کا ہی یہہ فکر ہوئی کہ قرآن شریف کا ترجمہ کرکے اپنے ممالک مین رواج دینا چاہئیے —

مسلمانون کے ترجمہ کے نسبت خیالات بہت محدود دہیتے وہ کسی دوسری زبان مین ترجمہ کرنا ناجایز ہی نہین خیال کرتے تہے بلکہ کفر جانتے تہے کیونکہ یہہ بات ان کے پیش نظر تہی کہ عیسائیون اور یہودیون نے اپنی کتابون کے ترجمہ کرکے انہین کامل طور پر تحریف لفظی کردی اور وہ اسیکو اصل کلام اللہ یا روح القدس کہتے ہین اسیطرح اگر قرآن کے تراجم مین کثرت ہوگی تو لوگ اصل قران کو چہوڑ دینگے اور ترجمہ ہی پر دارومدار رہجائیگا میرے خیال مین یہہ مسلمانون کی بہت بڑی حکمت ہی کہ جب تک قرآن شریف کی اصل زبان مین کامل اشاعت ہوجائے کبہی ترجمہ نکیا جائے چنانچہ یہی ہوا اور بارہوین صدی کے آغاز مین اسکے مختلف زبانون مین ترجمے ہوئے جہلا کو نادانی اور نفس پرست علما کے پہندہ سے نجات دینے کے لئے بڑے بڑے حامی دین علما نے ترجمے کئے اور برسون کی قید سے رہائی دی - ادہر مسلمانون کا یہہ خیال تہا کہ عیسائی بہی خواب خرگوش سے جاگ گئے ہین اسطرف رجوع ہوا کہ قرآن شریف کا ترجمہ اپنی زبان مین کرین جسکو مسلمان مانع نہ آسکتے تہے - چنانچہ پہلا قرآن الیکزینڈر متوطن برگزن کا ترجمہ کیا ہوا وینس مین چہپا - اسکے اشاعت کے سنون مین اختلاف ہے بعض نے سنہ ١٥٩٩ع لکہا ہے اور بعض نے سنہ ١٥١٠ع اور بعضون نے اسکی اشاعت کے سنہ ١٥٣٠ع لکہے ہین اس ترجمہ کے دیباچہ مین پادری صاحب نے قرآن شریف کی نسبت اظہار کیا ہے "قرآن کے مطالب مین جا ہے جو کچہ شبہ کیا جائے اور اسکو خدا کے کلام سے گرا کر محمد کی گہڑت (معاذ اللہ) تسلیم کیا جائے لیکن یہ تو ضرور ہی ماننا پڑیگا کہ قرآن شریف جیسا محمد نے بیان کیا وہی کا وہی ہے اور اسکی کسی آیت مین توریت و انجیل کی طرح تحریف نہین ہوئی - محمد کے پیروان نے اسکی سب سے زیادہ احتیاط کی ہے کیونکہ عیسائیون اور یہودیون کی الہامی کتابون کی بے ترتیبی نے انہین ڈرادیا تہا ان کا بگڑنا انکا بتا ہوگیا کاش اگر ہماری کتابون مین بہی یہی احتیاط کی جاتی تو آجکو ہم بہی اس دعوے کرنے کے قابل ہوتے کہ ہماری کتابون مین کسی قسم کی تحریف نہین ہوئی"

یہہ پادری اور مترجم الیکزینڈر کا قول ہوا - کتاب کی اس سے زیادہ عمدگی اور کیا ہوسکتی ہے کہ غیر مذہب والا وہ بہی سخت متعصب اسکی صحت کی نسبت یہہ رائے دے اور آرزو کرے کہ اگر یہی احتیاط ہماری کتابون مین برتی جاتی تو کیا ہی بہلا ہوتا - روشن آفتاب کی روشنی کا کوئی انکار نہین کرسکتا ان وہ شخص جسنے اندہیری کوٹہری مین از خود بیٹہکر اپنی آنکہون پر پٹی باندہلی ہو اور عمداً یہہ آرزو ہو کہ مین آفتاب یا اسکی روشنی نہ دیکہون تو وہ دوسری بات ہے ایسے لوگون کے لئے یہہ موزون ہے

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ٭ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

انصاف ایسا اچہا ہے کہ آدمی کو کبہی خفیف نہین کرتا نا انصافی نہ صرف ہٹ دہرم کہلواتی ہے بلکہ لوگون کی نگاہون مین وقعت کہو دیتی ہے - یہہ بہی درست ہے کہ اعلی درجہ کا محقق کبہی متعصب نہین ہوسکتا اسلئے تعصب کے معنے ہی بیجا حمایت کرنے کے ہین عالم اور محقق شخص خواہ اپنے مذہب کا عالم ہو

ذلت ہو یا کیسی ہی خلاف کا اندیشہ یا ایمان کے کچھ نہیں کہتے تھے۔ وہ بھی لوگ دیکھے ہیں انہوں
نے اپنے باپ اور بھائی کے خاطر حق کو نہیں چھپایا اور جو کچھ حق تھا صاف صاف کہدیا۔ اس میں شک
نہیں کہ ہر قوم میں ایسے آدمی بہت کم ہوتے ہیں یہی لایق توصیف کے سمجھے جاتے ہیں۔

پھر یورپ کے حلقہ سے پادری سیل صاحب نے انگریزی زبان میں قرآن شریف کا ترجمہ کیا تمام یورپ میں یہی
ترجمہ بہت صحیح اور درست مانا جاتا ہے لیکن بہت جگہہ سے غلط ہے جیکی سبب ایک یا بیت مسلمان کو رنج
پھر بھی اور تراجم سے غنیمت ہے۔ بعض جگہہ حق کو عمداً چھپایا گیا ہے اور بعض جگہہ الفاظ ادہر ادہر
قرآن کے معنوں میں فرق آگیا ہے۔ قرآن کی نسبت جو کچھ سیل صاحب نے رائے دی ہے وہ ایسی نہیں
کہ جسپر مسلمان ناخوش ہو کر بیٹھیں اور کچھ نہ کریں اسپر بھی ہمارے محقق عیسائی لکھتے ہیں کہ سیل صاحب
نصف مسلمان تھے اس سے یہ پایا جاتا ہے کہ عیسائی بذات خود یہ چاہتے ہیں کہ ہم میں سے کوئی شخص سچ
نہ بولے بلکہ حق کو چھپائے کیونکہ جہاں کسی نے اسلام کی نسبت اچھی اپنی رائے ظاہر کی یا نیک
نسبت سچے سچے الفاظ کہے۔ تو وہ ان کی نگاہوں میں حقیر ہو جاتا ہے اسے وہ یہ کہنے لگتے ہیں اور وہ
الفاظ اسکی نسبت استعمال کرتے ہیں جنکا ذکر کرنا تہذیب سے تجاوز کرنا ہے۔

اس ترقی ہوئی اور ضعیف الایمانی حالت میں بھی اگر مسلمان علمائے ہندوؤں کے وید کو الہامی کتاب
کہدیا تو کسی مسلمان نے ان پر کفر کا فتوی نہیں لگایا مثلاً مرزا جان جاناں صاحب نے لکھا ہے "کیا وجہ ہے کہ
ہم وید کو کلام الٰہی نہ کہیں اسلئے قرآن شریف میں جب یہ روایت موجود ہے کہ ہم نے ہر ملک اور قوم میں
ایک ہدایت کرنے والا بھیجا تو یہہ کیا وجہ ہے کہ ہم ہندوؤں کی قوم میں نبی کا آنا اور انکی کتاب الہامی
تسلیم نکریں ہمیں ماننا پڑیگا کہ وید کلام الٰہی ہے اور راجہ رامچندر جی اور کرشن جی وغیرہ وغیرہ
یہہ غالباً نبی تھے جو مخلوق میں ہدایت قایم کرنے کے لئے بھیجے گئے تھے"

یہہ قول مرزا جان جاناں صاحب کا ہوا اس عقیدہ پر کسی مسلمان نے کبھی ان کی نسبت کچھ نہ کہا
بلکہ بہت سے مسلمانوں نے مرزا صاحب موصوف کی تائید کی ہے۔

دوسرا ترجمہ ایک فرانسیسی دردشٹر صاحب نے فرانسیسی زبان میں کیا یہہ ترجمہ ۱۸۹۹ء میں طبع ہوا
اس کے دیباچہ میں دردشٹر صاحب فرانسیسی زبان میں یہ لکھتے ہیں۔

"خوش نصیبی سے مجھے ایک ایسی کتاب کے ترجمہ کرنے کا موقع حاصل ہوا ہے جو تحریف سے پاک اور نا قابل تغیر
گو اسکے مضامین اور مطالب جاہے ویسے نہوں کہ جیسے انجیل کے ہیں مگر تمام دوسری الہامی
کتابوں کا ہے اسلئے ہمیں اس یقین پر اعتماد کرنا چاہئے کہ یہہ کتاب جسکا مصنف محمد ہو اخلاق اور
تہذیب کے احکام سے پر ہے"

اس رائے سے بھی اتنا تو معلوم ہوگیا کہ پادری صاحب موصوف قرآن کو بلا تحریف تسلیم کرتے ہیں

... میں اس سے کچھ بحث نہیں ہے یہان صرف یہہ ثابت کرنا ہے کہ قرآن کا فصیح ہونا ہوا ہے یا تحمہ
... تصنیف کیا تھا - ہمین اس سے کچھ بحث نہیں ہے یہان صرف یہ ثابت کرنا ہے کہ قرآن میں جو زید
ابن ثابت کا جمع کیا ہوا ہے اور اسکو حضرت عثمان نے نقل کیا ہے کسی قسم کی تحریف سے مبرا ہے —
پہر موسیو مرتی صاحب نے فرانسیسی زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ کیا ہے جسکے دیباچہ میں جو شایع ہوا ہے
ہین قرآن بلحاظ علم ادب کے اہل شرق کی ایک بڑی شاعرانہ تصنیف معلوم ہوتی ہے اسکا اکثر حصہ
قدمائے عرب کے موافق مقفی اور مسجع عبارت مین لکہا ہے سبکا اسبات کا اقرار ہے کہ قرآن قوم
قریش کی نہایت فصیح زبان مین لکہا گیا ہے - یہہ خاندان تمام اہل عرب مین سب سے زیادہ اعلے تہے
اور ذی علم تہا اگرچہ قرآن شریف زبان قریش مین لکہا گیا ہے مگر اس مین کہین کہین اور ان بولون کی
بہی آمیزش ہے - یہہ بات مانی ہوئی ہے کہ قرآن شریف عربی زبان کا ایک نمونہ ہے یعنے جو شخص یہہ
قصد کرتا ہے کہ مین عمدہ عربی لکہون تو وہ قرآن کی روش پر چلتا ہے اور وہ تمام صنایع بدایع
استعارات سے پر ہے - باوصف اسکے کہ قرآن بعض جا سے غیر مفہوم ہے اور معلوم ہوتا ہے
مگر اکثر جگہہ نہایت زبردست عبارت اور بلند خیالی نہیں ہے اور یہ مقولہ ہے کہ اثبات میں قرآن
شریف ایسی کتاب ہے کہ جسکی اشکال عبارت سے پڑہنے والا پہلے گہبرا جاتا ہے بعد ازان اسکے
محاسن دیکہکر رجوع کرتا ہے - اور آخر فریفتہ ہو جاتا ہے - بانی اسلام کے عہد مین کسی قسم کا خلل پیدا
نہین ہو سکتا اور نہ پیدا کرنا چاہئے کیونکہ جس احتیاط سے قرآن جمع کیا گیا ہے اور اسکی حفاظت
کی گئی ہے وہ قابل تعریف ہی نہیں ہے بلکہ تعجب ہوتا ہے کیونکہ سب سے زیادہ سبق حاصل ہوا ہے
... الہامی کتاب کی سچی بزرگی قایم رکہنے کے لئے احتیاط کرنی چاہئے جیسے مسلمان کرتے ہیں
فرانسیسی پادری صاحب کا قول تمام ہو گیا - یہہ جو مرقوم ہوا ہے کہ کہین ایسی عبارت آگئی ہے کہ جو
غیر مفہوم ہوتا ہے اس سے یہہ پایا جاتا ہے کہ عربی زبان سے بخوبی واقف نہ تہے اگر عربی زبان
جانتے ہوتے تو یہہ مہمل فقرہ کبہی اپنے اس دلکش مین تحریر نہین کرتے اور نہ یہہ قابل مضحکہ
فقرہ ایسے بڑے عالم کو لکہنا تہا —
خیر ان کے اور خیالات قرآن شریف کی نسبت جا ہے جو کچہہ ہون ہمین ان سے بحث نہین ہے صرف
دکہانا ہے کہ تحریف کو پادری صاحب قرآن مجید مین نہین مانتے اس مقدمہ مین یہی بیان کرنا
مقصود تہا —
جب پورا ... مدد دیا ہلی ... بہر ... فصیح اور بلیغ ... سمجہتا تہا وہ جس وقت قرآن
شریف کی ایک ہی آیت دیکہکر دانت تلے انگلی دبائے قرآن شریف کی فصاحت و بلاغت کا قایل ہوگیا
تو ... پادری اسکی عبارت کی نسبت کیا رائے قایم کر سکتے ہین —

پھر پادری جی ایم روڈویل ایم اے صاحب نے انگریزی زبان مین ترجمہ کیا - انہون نے قرآن کی ماہیت کو یون
لکھا ہے بہرحال ہمین قرآن کا ادب کرنا چاہیے کیونکہ اسکی بہت سی آیتین توریت و انجیل کی آیتون سے مطابقت
کرتی ہین اور مفہوم دونو کا ایک ہے پس لامحالا ہمین یہہ کہنا پڑیگا کہ قرآن کا بہت بڑا حصہ الہامی ہے —
اور اسکی صحت مین تو ہمین کسی قسم کا شک نہین کرنا چاہیے کہ یہہ تحریف سے پاک ہے جسطرح محمدؐ نے تصنیف
کیا اسیطرح جمع کیا گیا اور اس مین ذرا بھی فرق اگر نہ واقع ہوا -،،
اس قول سے بھی یہہ پایا جاتا ہے کہ تحریف نہین ہوئی جسکا اعتراف کس ہم و دام سے پادری صاحب فرماتے ہین
قرآن کی صحت اور عظمت کی نسبت ہزارہا متعصب عیسائیون نے اسکی عبارت اور مطابقت کی بیوٹی دیکھ
دیکھکر مجبوراً تعریف کی اور اسکو آجکل کے عیسائی چھپانا چاہتے ہین مگر حق کی روشنی سات قفلون مین ہو کر اور
چمکتی ہے - گبن صاحب قرآن کی ماہیت بیان کرتے وقت لکھتے ہین "قرآن مین صرف احکام مذہبی اور تہذیب و اخلاق
ہی کا ذکر نہین ہے بلکہ بحر اوقیانوس سے گنگا تک قرآن مجموعہ قوانین مانا جاتا ہے یہہ نہین کہ اس مین صرف
فقہی مسائل ہون بلکہ قوانین دیوانی اور فوجداری اور اور مضامین بھی اس مین درج ہین اور وہ قاعدے جو
آدمیون کے اعمال اور مال کی نسبت مقرر کئے گئے ہین وہ خدائے تعالے کی بیزوال رضا سے بنائے گئے ہین یا
بتبدیل الفاظ ہم اس مطلب کو یون بیان کرسکتے ہین کہ قرآن شریف مسلمانون کا مجموعہ قوانین عامہ ہے
جسمین کبھی بھی تحریف نہین ہوئی - اس مین قوانین مذہبی اور سلوک باہمی اور فوجداری اور دیوانی اور
تجارتی اور فوجی اور ملکی اور سزا دہی سب موجود ہے اور مذہبی رسمون سے لیکر معاملات دنیا تک ہر ایک چیز کا
مفصل بیان ہے اور قرآن نجات روح ہے اور صحت جسمانی اور حقوق عامہ اور حقوق شخصی اور نفع رسانی خلائق
اور نیکی اور بدی اور سزائے دینی و دنیوی سب چیز پر حاوی ہے،، اس رائے سے علاوہ فضیلت قرآن کے یہہ بھی
ثابت ہوتا ہے کہ قرآن شریف ہر قسم کی تحریف سے پاک ہے اور جیسے تحریف اور صحائف انبیا مین ہوئی اس کو
قرآن سے کچھہ سروکار نہین ہے -
پھر کون صاحب بہادر تحریر فرماتے ہین "- قرآن شریف اصل مین انجیل سے بالکل مختلف ہے جسمین مسائل
مذہبی ہی نہین ہین بلکہ عمدہ عمدہ حکایات اور تذکرے اور ایسی باتین کہ جیسے خدا کی یاد اور تہذیب نفسی موجود
ہین مگر ان حکایات مین کچھہ ربط ظاہری نہین معلوم ہوتا قرآن شریف اور کتب آسمانی کے مانند صرف امور مذہبی
اور عبادتی پر حاوی نہین ہے بلکہ اس مین نظم و نسق ملکی کا بھی بیان ہے اسی بنیاد پر سلطنتین قائم ہین اسی مین
سے ہر قانون ملکی اخذ کیا جاتا ہے اور اسیکے موافق ہر ایک تکراری و ملکی فیصلہ ہوتی ہے،، گو کون صاحب نے کوئی
صاف فقرہ تحریف کے بطلان مین نہین لکھا لیکن ان کی مفہوم عبارت سے ٹپکتا ہے کہ یہہ کتاب خدا کی کتاب
ہے اور اس مین جو احکام دئے گئے ہین وہ اعلےٰ درجہ کے زبردست احکام ہین - رہا حکایات اور مختلف تذکرون
مین ربط ہونے کی بابت جو تحریر کیا ہے تو اس کے یہہ معنے ہین کہ پادری صاحب کو علم ربط نہین آتا جو مسلمانون

ایک بڑا اور وسیع علم ہے۔ محی الدین ابن عربی لکہتا ہے کہ قرآن شریف الحمد سے والناس تک کلمات واحد ہے یعنی ایک ہی جملہ ہے جسکو علم ربط آتا ہے وہ دیکہتے ہی سے میرے قول کی تصدیق کرلیگا۔

میرے خیال مین جو کچہہ نہایت مختصر طور پر قرآن کے جمع کرنے کی بابت اور اس مین اصلاً کسی قسم کی تحریف ہونے کی بابت تحریر کیا مطلب ثابت ہونے کے لئے کافی ہے۔ جو شخص انصاف کی نظر سے دیکہیگا اسے اسکا یقین ہوجائیگا کہ قرآن و انجیل و توریت مین بہت بڑا فرق ہے جیسے قرآن کی صحت کی نسبت شک نہین ہوسکتا اس سے بہی زیادہ انجیل کے صحیح ہونے مین شک ہوسکتا ہے۔ شک ہی نہین بلکہ یقینی یہہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ توریت و انجیل ماننے کے قابل نہین ہے۔ جب قرآن شریف تمام ان ہدایتون کا مجموعہ ہے کہ جو وقتاً فوقتاً انبیا علیہم السلام لوگون کو کرتے رہے پہر کیا ضرورت ہے کہ ہم اس کے آگے ایک مشتبہ کتاب کو مانین تعلیمی نسبت خیال نے شبہ کی سیڑہی سے بہی آگے قدم بڑہایا اور شبہ درجہ تحقیق پر پہونچگیا کہ انجیل عہد عتیق و عہد جدید کی کتابین پادریون کی بنائی ہوئی ہین جو کتابین حواریون نے لکہی تہین ان کا بہی تو پتہ نہین لگتا۔ پس یہہ امر بہت شد و مد سے ثابت ہوگیا کہ قرآن شریف بیشک وہی قرآن شریف ہے جو محمد ﷺ پر اترا اور اسکو زید ابن ثابت نے بعینہٖ جمع کیا اور اسکی حضرت عثمان نے نقل کی اسمین ہرگز ہرگز تحریف نہین ہوئی اتنا صاف ہونے کے بعد بہی تحریف کا ایسی کتاب کی نسبت خیال کرنا سخت بے ایمانی اور بغض ہے۔

پہلا باب

محمد

(بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر)

یہہ مصرع جس پاک اور مقدس نفس کے لئے استعمال ہوتا ہے سچی اور برحق حقیقت اس ذات بابرکات کی ہولتا ہے کہ جو بیشک بہت بڑا نجات دہندہ ہے اور جسے ایک عظیم الشان پیغام خدا کی بادشاہت میں ہے اس مین نہ کسی قسم کا مبالغہ ہے اور نہ کوئی استعارہ ہے نہ کوئی تشبیہ جہوٹی صورت اور غیر لباس پہناکر دکہائی گئی ہے بلکہ اس مقدس نفس اور شاندار نبی کی اولوالعزم طبیعت۔ مزاج کی شیرینی عادات خصلت کی نجابت۔ اپنی امت کو خیر الامم بنانے کا جوشیلا شوق۔ خدا کی سچی عظمت منوانے کا شریف اور اشرف عزم۔ مظلومین کی ڈہارس بندہوانے کا پرجوش خیال۔ تمام جہان کو سخت آفت و مصیبت سے بچانے کا بشارت دہ وعدہ کا سچا فوٹو اتارتا ہے۔ جس نے اپنی برگزیدہ خصائل اور عجیب و غریب تحمل اور حلیمی سے خدا کی مخلوق مین یہہ ثابت کردیا کہ مین برتر خدا کا نبی ہون اور تمہاری نجات کے لئے مبعوث ہوا ہون۔

نوین صدی عیسوی کے آغاز مین مکّہ کی دلکش شاہراہون مین ایسے مبارک قدمون کی شریفانہ

آہٹ کی آواز معلوم ہوئی جس سے اطاعت فرمانبرداری خلق و مروت پائی جاتی ہی اور آپ ان قدوم
میمنت لزوم کی پر جذبہ اور شریف عزم کی رفتار نے پاس کے جانے آنے والون کو چونکایا کہ جوان ہی شاہراہون
مین بولائے ہوئے اور اضطراب خیز قدمون مین چل رہے تہے ان کے چہرون پر تذبذب وحشت مایوسی اور حیرانی
کے ہمکنار ہوکر پہلو بہ پہلو اپنا حسرتناک اثر ڈال رہی ہتی - مگر جب انہون نے اس مبارک آہٹ سے اپنی
متوحش نظرین اوٹہائین تو دیکہا کہ ایک شخص عربی عمامہ باندہے ہوئے اپنے خیالات مین ڈوبا ہوا کسی خوش
آیند مآرزو کا خواہش مند - کسی کے رانجام کی پرجوش اور عالی ہمم امید - اپنے ہی گوناگون تصورات مین مستغرق
نیچی نگاہین کئے ہوئے جارہا ہے - اس وجدانگیز رفتاری حالت مین بہی کسی کے سلام کا جواب ایسی اخلاق سے دیتا
ہے جتنا کہ ایک ہموطن کرسکتا ہے - اور گلی کے بچون کے بے نتیجہ اور غیر بنیاد سوالات کا اطمینان بخش اور تشفی دہ
جواب دیتا ہے لیکن برا نہین مانتا اور نہ کچہہ کدورت طبع کی جہلکی اسکے بارونق اور نورانی چہرہ پر عیان ہو
ہے - ادنے سے ادنے شخص سے بہی اسی ملائمت سے پیش آتا ہے کہ جیسے امیر سے امیر کو اپنی شفقت بہری باتون

سے خوش کرتا ہے -
بیساختہ مکہ کی شاہراہون پر چلنے والے ان صفات پر نظر ڈالتے ہی ترستی یا الامین کا لقب دیتے تہے بیشک
وہ پاک نفس الامین ہی کا لقب پانے کے قابل تہا اور یہہ مصرعہ جو پیشانی پر جگ جگ کر رہا ہے اسکا مصداق

یہی محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے -
اس نے ایسی عزت اور محنت سے زندگی کی وسیع شاہراہون مین قدم رکہا اور اپنی شریفانہ زندگی کا وہ نورانی
چمکارہ دکہایا کہ از خود اسکے ہموطنون ہی نے بے اختیار آپکو صادق الوعد اور الامین کا خطاب دیا
پہلے پہل اسکی وحدت بہری ہیچ کی سرگرمانہ اور جوشیلی آوازون نے قریشی عربون کو جن کے ساتہہ
اس نے ایک ہی شہر مین پرورش پائی ہتی چونکایا اور وہ بیکایک ہڑبڑا کر اوٹہے مگر مخالفت کا دہوان دل
مین اوٹہہ رہا تہا - حسد کی آگ طبیعت مین بہڑک رہی ہتی کیونکہ اُنہون نے اپنے خام اور بیہودہ مذہب کی
کو جلتا ہوا دیکہا اور برگزیدہ نبی کی برق وباد برسانے والی آواز سے جو کفر والحاد کی کہیتی کو جلا دینے
ہتی اپنی کشت مذہب کو اس سے بربادی کے ہمکنار ہوتے ہوئے پایا - اپنی ان انجمنون کو برباد ہوتا ہوا
کہ جہان نفس پرست اور عیاش نفوس اپنی دل کی غیر معمولی امنگون کی بانگی دکہاتے تہے جہان سے تہذیب
کبہی کی سعگردانی کی ہتی اور اخلاق و مروت کو تو گویا وہان سے چڑیان چگ گئی ہتین - اُنہون نے اپنے
دجابر قواعد کو مٹا ہوا دیکہا کہ جن سے تمام مکہ مین ایک دہند مچا ہوا تہا اسی قسم کی اور بہت سی شرمناک
کہ جو عربون کی گہٹی مین ملی ہوئی ہتین ان سے انفراق ہونے لگا - اس نے ایک ہلکم مچادی اور آخر الزمان نبی
سب چیدے تکلیف ہوگئے آخر کہانتک حق کا نور چمکا اور کذب کی ظلمت مٹ گئی اس زمانہ مین مکہ عرب کے شہرون
مین بڑا نامور اور مقدس شہر مشہور تہا - کیونکہ اس مین آزادی　اور عربی شرافت پر فخر کرنے والی قوم

بستی نہین - یہی تمام جہان کی قومون کی بازگشت تہا اور یہین سالانہ عبادت کے لیے تمام عظیم الشان قبائل عرب جمع ہوتے اور علاوہ اپنی خاندانی عبادت کے فرایض ادا کرنے کے تجارت کی بہی خوب دہوم دہام ہوتی تہی
مکہ ایک تنگ نشیبی پہاڑی کے شمال اور جنوب مین آکر واقع ہوا ہے - مغرب کی جانب سے اسے پہاڑیون کے سلسلہ نے گہیر رکہا ہے اور مشرق کی طرف سے بڑے بڑے سنگ الشنج چٹانون سے محیط ہے -
کعبہ مکہ کے وسط مین بنا ہوا ہے گویا اس شہر کا مرکز ہے اسکی باقاعدہ شاہراہین اسکے مضبوط اور مستحکم مکانات اس کا ٹاون ہال جو مقدس معبد کی پلیٹ فارم ہے اور پر کہیلا ہوا شہر کی مجسم ہیبت اسکی استواری اور غیر معمولی تر و تازہ گی آبادی اور سر سبزی کی شہادت دیتا ہے -
مکہ ہمیشہ سے اسمعیل کے بیٹون کی جاگیر مین تہا اور اسمعیل ہی کی اولاد کی حفاظت مین پشت با پشت سے چلا آتا تہا - مگر جب یمنی لوہین والون نے حملہ کیا تو اسمعیل کی اولاد کی قبضہ سے نکل کر جرہمون کے پاس آگیا - عرب کی تاریخ مین یہ بہی بہت مشہور واقعہ ہے بڑی خونریز جنگ کے بعد اسماعیلیون کو شکست ملی تہی - جب مکہ پر انہون نے اپنا قبضہ کرلیا تو اپنا لقب مالک قرار دیا - تیسری صدی عیسوی کے ابتدائی حصون مین کیٹے ناٹٹ قوم نے ایک خونخوار میدان کے بعد مکہ پر قبضہ کرلیا اور جرہمیون کو نکال باہر کیا - یہہ قوم یمن سے عروج پاکر نکلی تہی اس نے علاوہ مکہ پر قبضہ کرنے کے حجاز کے جنوبی حصص کو بہی فتح کرلیا اور انپر بہی اپنا سکہ جمایا - اس عرصہ مین اسمعیلی جنہون نے بہت کچہہ مصیبت اور سختی یمنی لوہین والون کے ہاتہہ سے اٹہائی تہی رفتہ رفتہ ترقی کرتے رہے اور ہوتے ہوتے یہانتک ترقی کی کہ وہ پہر ایک تر و تازہ اور مضبوط قوم کی صورت مین تبدیل ہوگئے -
عدنان نے جو اسمعیل کی اولاد مین سے تہا حضرت عیسے سے ایک صدی پہلے نشو و نما پائی - جرہمی خاندان کی ایک لڑکی سے شادی کرلی اور مکہ ہی مین اپنے قدم جمائے - عدنان کا بیٹا معادان اسمعیلیون کا بزرگ اور سردار بنا جو حجاز اور نجد مین رہتے تہے -
ہمارے نبی آخر الزمان کا سلسلہ معادہی سے ملتا ہے - پادری چارلس فورسٹر صاحب اپنی کتاب محمڈن ازم ان پرلڈ مین لکہتے ہین کہ یہہ معلوم نہین کہ اسمعیل سے محمدؐ تک کے نسلین گزرین بعض تیس بتاتے ہین بعض ساٹہہ مگر اس مین سبکو اتفاق ہے کہ حضرت عدنان سے محمدؐ تک اکیس پشتین گزری ہین - ہان پہر دونون مین یہہ اختلاف ہے کہ اسمعیل سے عدنان تک کی پشتین گذرین -"
یہہ خاندان قریش ہی تہا کہ جسمین سے پانچ پشتون تک شہر مذکور الصدر کے حکام اور درگاہ کعبہ کے متولی مقرر کیے گئے

کعبہ کی عمارتین جو اہل اسلام مین سب سے زیادہ مقدس سمجھی جاتی ہین اور اسلام کی اشاعت سے پہلے بت پرستون کی زیارت گاہ تہی ایک ایلو کی لکڑی کے ستون سے بنی ہوئی ہین اور ان ستونون کے بیچ مین چاندی کے چراغ آویزان ہین ایک سونے کا پرنالہ لگا ہوا ہے جہان سے چہت کا پانی بہتا ہے تمام دیوارین باہر کی طرف سیاہ پتہر سے ڈہکی ہوئی ہین اور اس کے پردہ مین طلائی ڈوریان لگی ہوئی ہین یہہ پردہ ہر سال شاہ روم کی طرف سے بدلا جاتا ہے - برٹن صاحب جنہون نے کعبہ کے بیان مین ایک بسیط کتاب لکہی یہہ فقرہ لکہتے ہین - درگاہ کا اثر اسی پر شوکت عمارت کی شان - سنہرے پردون سونے چاندی کی روشنی لاکہون آدمیون کے سجدہ کرنے تمام جہان بہ وسعت کے ساتہہ پہیلا ہوا ہے اس پر دیدہ منظر سے ایک نئے کت پرستی ہے اور زائرین کے جوش کا اثر نمایان و حزن تندید

آپکے نانا کے زمانہ مین آپکے دادا عبدالمطلب بڑی تیز ذہنی اور پرجوش مزاج کے بہت بزرگ قوم مانے جاتے تھے عبدالمطلب کی بہت سی اولاد تھی اور ان کی اولاد خدمت کعبہ کے متفرق معزز عہدون پر ممتاز تہی۔

عبدالمطلب نے اپنے معبود خداؤن سے کوئی منت مانی تہی اور کہا تہا کہ اگر میرا ایہہ کام نکل آیا تو مین اپنا بیٹا پیدا ہونیوالا عبداللہ بیٹہ پر قربان کرونگا اتفاق سے وہ دعا عبدالمطلب کی برآئی اور اب وہ اپنے سب سے پیارے بیٹے عبداللہ کو بیدردی سے بتون یعنی خداؤن کے قدمون مین نثار ذبح کرنے کے لئے مستعد ہو گیا مگر ایک غیب کی آواز نے عبدالمطلب کو اس بیرحمی سے باز رکہا اور وہ آواز یہہ تہی۔

{ اپنے سب سے پیارے لڑکے کو ذبح مگر تم نے اسکے عوض مین سو اونٹ
قبول لئے ہم انسانی بھینٹ لینے سے رضامند نہین ہین }

اس آواز نے عبداللہ کی جان کو بچا دیا اور فورا عبدالمطلب نے سو اونٹون کی قربانی چڑہائی۔

عبداللہ ہی سے عبدالمطلب کو بہت محبت تہی یہانتک گوارا نہ تہا کہ پیارا بچہ کسی وقت بہی آنکہون کے آگے سے دور ہو تو اس مستحکم اعتقاد اور ایمان کی نسبت جو عبدالمطلب کو دیوتاؤن پر تہا ہر شخص بآسانی خیال کر سکتا ہے کون چاہتا ہے کہ اپنا بچہ کسی ایسی آفت مین پہنسے کہ جو اسکو تکلیف مین مبتلا کرے اور وہ اپنی آنکہون کے سامنے دیکہائی دے مگر جب بتون یعنی خداؤن کی عظمت اور صداقت ان کے دلون مین ایسی بیٹہی ہوئی تہی کہ وہ اپنے لڑکے کو اور لخت جگر کو اپنے ہی ہاتہون سے تراشے ہوئے مصنوعی خداؤن کے پیرون مین نثار ذبح کرین اور اُف نہ کرین۔ تو وہ محبت کیا کام دے۔

حضرت عبداللہ نہایت سنجیدہ اور شریف طبیعت تہے آپکے خیالات گو محدود تہے لیکن انہین اخلاق کی وسعت بہت تہی یہہ ایک جمیل صورت کے شخص تہے اور ان کی زندگی کعبہ کی خدمت مین صرف ہوتی تہی عین عالم شباب مین آپکی شادی آمنہ وہب کی لڑکی سے ہوگئی۔ جس سال عبداللہ کی شادی ہوئی تہی عرب پر نامعلوم آفتون کی چارون طرف سے بوچہار ہو رہی تہی یہہ سال وقائع مختلفہ سے پر ہے۔ وہ امر جسنے ملک عرب کی بنیادون کو ہلا دیا اور قوم عرب مین ایک تلاطم برپا کر دی گورنر حبش کا حملہ تہا۔ یہہ شخص شاہ حبش کی طرف سے یمن کا گورنر تہا۔ اسنے صنعا پر ایک گرجا تعمیر کیا اور اوسکو اور متعدد عبادتون مین افضل شمار کرنے لگا مگر ایک شخص نے اسے یہہ مشورہ دیا کہ تمہارے گرجے کی عظمت قائم نہین ہو

۱ عبدالمطلب کے دس لڑکے اور پانچ لڑکیان تہین۔ حارث جو سب مین بڑا بیٹا تہا [illegible] مین پیدا ہوا۔ ابولہب یہہ دوسرا بیٹا تہا جو ہمیشہ نبی کا ایذا دہندہ رہا اور اس سے بہت بہت کچہ اس معصوم ذات کو مضرت پہونچی۔ عبد مناف جو ابوطالب کنیت سے مشہور ہین سنہ [illegible] مین پیدا ہوئے اور سنہ [illegible] مین ان کا انتقال ہوگیا۔ زبیر اور عبداللہ سنہ [illegible] مین فاطمہ کے بطن سے پیدا ہوئے ضرار اور عباس سنہ [illegible] نتیلہ کے بطن سے پیدا ہوئے۔ مقوم۔ حجل۔ حمزہ یہہ تینون ہالہ کے بطن سے پیدا ہوئے یہہ دس لڑکے عبدالمطلب کے تہے دو کا پتہ نہین ملتا۔
لڑکیون مین عاتکہ۔ امیمہ۔ اروی۔ ام الحکیم۔ فاطمہ کے بطن سے تہین۔ صفیہ ہالہ کے بطن سے تہین جن کی شادی عوام عبداللہ ابن زبیر کے دادا سے ہوگئی تہی جو عبداللہ بن زبیر اسلام کی تاریخ مین مشہور ہین۔

جب تک کہ کعبہ کی وہ چیزین جنہون نے اسکو عظمت دی ہے یہان اگر نہ رکھی جاوین - یہہ سنتے
ہی وہ مکہ پر حملہ کرنے کے لئے مستعد ہوگیا - اور ایک تعداد کثیر لشکر کی سرکردگی مین جگادری زبردست
خوفناک ہاتی پر سوار ہو کر مکہ کی طرف بڑہا - بیچارے عربون نے کبہی ایسے جانور کی صورت نہ دیکہی
تہی وہ متوحش نظرون سے تکنے لگے کہ یہہ کیا خدا کا قہر ہے یہانتک کہ ان پر گہبراہٹ نے ایسا اثر کیا
کہ وہ اپنے بال بچون کو لیکر سامنے کی پہاڑیون پر چڑہ گئے عرب بہادر تہے اور جان دیدینا ان کے آگے
کچہہ بات نہ تہی لیکن پہر بہی انہین یہہ گوارا نہوا کہ وہ خوفناک جانور کے سامنے سینہ بسینہ ہو کر جنگ
کرین اور تیر و تلوار لگنے سے پہلے راہی ملک بقا ہون - سنہ ۵۷۰ع مین یہہ واقع گذرا - گورنر یمن فتح کے
شادیانے بجاتا ہوا مکہ کی چاردیواریون مین چلا آیا کوئی بہی مزاحم نہوا - اسنے خوب بغلین بجائین کہ بغیر
خونریزی کے مین نے مکہ پر قبضہ کر لیا - ہنوز کعبہ کی مقدس عمارتون مین جہان تین سو ساٹہہ بت بچ رہے
تہے عرب جمع تہے کوئی اپنے خداؤن کے پیرون پر ناک رگڑتا تہا اور کوئی اپنی جان ہتیلی پر لئے بیٹہا
تہا غرض ان کا مصمم ارادہ ہوگیا تہا کہ جسوقت لشکر حبش کا کعبہ پر دہاوا ہوگا ضرور ایک خونریز لڑائی
لڑینگے - اس خیال سے سردار فوج حبش نے بہی اسدن کعبہ پر حملہ نہ کیا جسدن کہ مکہ کی چاردیواری مین
اسنے قدم رکہا تہا ان دوسرے دن علی الصباح حملہ کا اپنے فوجی سردارون سے مشورہ کر لیا -

ادہر صبح کی پو پہٹی ادہر گورنر یمن اپنی حبشی فوج لیکر کعبہ کی طرف بڑہا - عرب جو اپنے بال بچون کو لیکر پہاڑ
مین چلے گئے تہے حسرتناک نگاہون سے تک رہے تہے کہ دیکہئے ان بیدین حبشیون کے ہاتہہ سے کیونکر یہہ
مقدس عمارت بچتی ہے - سردار فوج حبش نے مصمم ارادہ کر لیا تہا کہ مین کعبہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دونگا
یکایک جونہی حبشیون نے قدم اٹہائے آسمان پر ابابیلین (۱) نمودار ہوئین اور انہون نے چہوٹی چہوٹی
کنکریان پہینکنی شروع کین جو کنکری گرتی تہی حبشیون کی زرہ بکتر مین گہسی چلی جاتی تہین یہانتک کہ وہ
پریشان ہو کر بہاگے اتنے مین برق و باد اور اولون کا مینہہ برسنا شروع ہوا صدہا حبشی مارے گئے اور
ان کی لاشین پانی سمندر کی طرف بہا کر لیگیا تاکہ مقدس زمین ان کی ناپاک لاشون سے پاک ہوجائے
گورنر یمن جو کعبہ کی مقدس چیزین لینے آیا تہا سخت مجروح ہو کر سنعا بہاگ گیا اور وہان جاتے ہی اس کا

(۱) بنظر عقل اس امر کی شہادت نہین دیتی کہ ابابیلون کی کنکریون سے اصحاب فیل ہلاک ہون اور وہ کنکری ایسی پر زور ہو کہ خود فولادی
زرہ کو چیر کے اور گہوڑے کے پیٹ مین سے نکل جائے - اس کا مختصر تذکرہ قرآن شریف کی چہوٹی سی آیت مین آیا ہے - مگر اسکی اصلی وجہ یہہ ہے کہ
جسوقت حبش کی فوج کعبہ پر پہنچی ہے اتفاق سے ابابیلین آسمان پر اڑ رہی تہین یکایک اسی حالت مین ابر آیا اور اولے پڑنے شروع ہوئے اولے
ایسے بڑے بڑے اور سخت تہے کہ انہون نے ہاتہیون کو پریشان کر دیا اور سوارون کو گہوڑے اور ہاتیون پر سے گرادیا اور انہون نے ان کو پریشانی مین
ڈال دیا وہان یہہ بات مشہور ہوئی کہ ابابیلون نے لشکر حبش کو شکست دی اسی قسم کے صدہا واقع عالم مین ہوتے مین وجہ کیا ہوتی ہے سبب
کیا قرار دیا جاتا ہے مثلاً ایک شخص ایک کہنہ مکان کی چہت کے نیچے کہڑا ہوا ہے اور یکایک کسی شخص نے اسکو آواز دی کر باہر بلا لیا جونہی
وہ چہت کے نیچے سے باہر نکلا چہت دہڑام سے آپڑی تو اس آفت سے بچنے والا شخص بلانے والے سے یہہ کہیگا کہ بہئی آج تو تم نے بچایا اور بعض شخص یہ سمجہتا اگر تم نہ بلاتے تو
میری جان بچتی تم ہی میری لئے رحمت کے فرشتہ ہو - حالانکہ بلانے والا شخص اسکے جان کو بچانے والا نہین ہے بچنے کا سبب وہ تہا لیکن چونکہ ایک
اسکے بچنے کی وجہ بلانے والے شخص کی پکار اسلئے اسکو نجات دہندہ مانا گیا

انتقال ہو گیا اسی سال عرب مین چیچک کا بہی بہت زور ہوا سینکڑون جانین اسی مین ضائع ہوئی شروع ہوئین عرب چلا اٹھے اور سمجھے کہ حبشیون کے منحوس قدم نے عرب پر خصوصاً مکہ پر یہہ آفت برپا کردی گاسن ڈی پرسیول لکھتے ہین کہ گورنر یمن کا حبش کی فوج کے ساتہہ یون تباہ ہو جانا ایک معجزہ ظاہر کرتا ایسا مینہ ہی مکہ مین کبہی نہ برسا تہا کہ جو اس سختی اور تشدد سے لشکر کو ہلاک کردے اور پہرا نہین جانین بچا بچا کر بہاگنا پڑے۔

اس جانکاہ واقعہ کے کچہہ دن بعد حضرت عبداللہ کا انتقال ہو گیا آپ یثرب تشریف لیجارہے تہے کہ تین پچیس برس اور کئی مہینے کے شباب خیز سن مین راہ ہی مین وفات ہو گئی۔ آپ کی مظلومانہ وفات کے چند روز کے بعد آپکی مصیبت زدہ بیوی آمنہ کے ہان بچہ پیدا ہوا۔ جکا نام بعد ازان محمد رکہا گیا۔

آپ دسوین نومبر ۵۷۰ء مطابق ۱۲ ربیع الاول سال فیل مین پیدا ہوئے اس آفت خیز واقعہ کے جو گورنر یمن کے سبب سے مکہ پر پڑا تہا پورے ایک مہینہ اور بیس دن بعد آپکی پیدائش ہوئی۔ دسوین نومبر ۵۷۰ء مشکوک ہے بلکہ زیادہ صحت کے ساتہہ ۲۹ راگست ۵۷۰ء آپکی تاریخ ولادت ہے۔

مورخون کو آپکے تاریخ ولادت اور سنہ ولادت مین اختلاف ہے مگر اکثر اسی پر متفق ہین کہ ۲۹۔ اگست ہی درست ہے۔ جس دن آپکا دنیا مین ظہور ہوا ایک تحریک تمام عالم مین پہیل گئی اور عالم زبان حال سے یہہ گویا ہوا کہ میرا نجات دہندہ پیدا ہو گیا۔ روایت ہے کہ آپکے مبارک ظہور کے وقت بت اوندہے ہو گئے تہے آتشکدے بجہگئے تہے اور کسرے کے محلون کے کنگرے گر پڑے تہے۔ بیشک آپ کا مبعوث ہونا عالم کے لئے رحمت تہا اور اسکو بعد ازان مخالفین نے بہی تسلیم کرلیا ہے کہ محمد عربی نے بہت بڑی ریفارم کی عرب کی رسم و رواج مطابق آنحضرت بہی سات دن تک ایک بدوی عورت کے پاس رہے۔

اٹہوین دن آپکے والدہ مکرمہ نے بہت شفقت اور محبت سے آپکو گودی مین لیلیا اور نہایت ہوشیاری سے پرورش کرنی شروع کی۔ عرب مین یہہ قاعدہ تہا کہ جہان قریش مین بچہ پیدا ہوا وہ بنی سعد خاندان کی کسی بدوی عورت کے گہر سات دن تک رکہا جاتا تہا کچہ امیر و غریب کی قید نہ تہی۔ اسی رسم کی پابندی

ف آپ اس احاطہ مین مدفون ہوئے کہ جہان آپ کی ننہیال کے لوگ تہے۔

ف عموماً نئی روشنی کے آدمی مسلمانون کی ان روایتون پر مضحکہ اڑاتے ہین اور یہہ کہتے ہین کہ یہہ ایک مہمل خیال ہے کہ کسی کی ولادت سے کوئی سنگین عمارت گر پڑے یا بت اوندہے ہو جائین۔ یہہ صحیح ہے مگر افسوس یہہ ہے کہ انہون نے ان روایتون کی فطرۃ کو نہین پہچانا اور تعصب سے جو کچہہ چاہا کہہ دیا۔ ان روایتون سے غرض یہہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور اس امر کی شہادت دیتا تہا کہ بت اوندہے ہو جاینگے یعنی ان کی سخت ذلت کی جائے گی اور آتش کدے ٹہنڈے ہو جاینگے کسرے کے محلات کی اینٹ سے اینٹ بج جائے گی۔ عموماً کسی کی ذات کے ظہور سے آیندہ واقعات کی پیشین گوئی کرتے ہین اور وہ صحیح نکلتی ہے۔ مثلاً ہم کسی ضرر مین آفت مین مبتلا ہو جائین یا ہمین کسی شے کی اشد ضرورت اگر ہے اور اس عرصہ مین ہمارا کوئی سچا معاون آجائے تو ہم بے ساختہ یہہ کہہ اوٹہینگے کہ ہم نے اس آفت یا ضرورت سے نجات پالی بس ہمارے دوست کے آنے کو ہم یہہ بتی اب کیا ہے حالانکہ وہ آفت ابہی اسیطرح اور اسی نوعیت کی موجود ہے اسیطرح مسلمان اپنے پیارے نبی کی پیدائش یہہ کہتے ہین اور انکا یہہ کہنا موجودہ حالت کیلئے نہین ہے بلکہ آیندہ زمانہ کیلئے ہے جو ہرگز غلط نہین ہو سکتا۔ گویا نبی آخر الزمان کی پیدائش مذکورہ بالا واقعات کی شہادت دیتی تہی۔

ف جب آنحضرت جوان ہوئے اور آپکے نکاح مین بی بی خدیجہ آئین تو اس بدوی عورت کو قریش مکہ مین قید کرکے لونڈیوں کی طرح لائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسے پہچان لیا اور آپ خوشی کے آنسو گراتے ہوئے اسکے گلے لگ گئے علاوہ اسکو رہائی دلوانے کے آپنے اسقدر سرمایہ دیا کہ جس سے وہ اپنی آیندہ زندگی بخوشی گذار سکے۔

بی بی آمنہ کے معصوم بچہ کو بہی کرنی پڑی - مگر افسوس ہے کہ بی بی آمنہ کی محبت بہری اور ممتا کی گرمی والی آغوش مین معصوم بچہ کو زیادہ مدت تک رہنا نصیب نہین ہوا - آپکی یہہ آرزو کہ مین اپنے بچہ کو جوانی کی حالت مین دیکہون حیف ہے کہ دل کی دل ہی مین رہی اور بر نہ آئی ایسی عصمت پناہ خاتون کہ جسکا سبب زندگی بیتنے تہا دنیا مین عنفوان جوانی مین گزر چکا ہو اور اسکی تمام اٹہتی ہوئی امنگین اور موہوم امیدون کے آرزومندانہ جوش جو فطرۃ کا خاصہ ہے کبہی نہ نکلے ہون اور پہر چند ہی روز کے بعد اپنے معصوم بچہ کو گود مین لیکر اپنی زندگی سے مایوس ہوگئی ہو ایسی نازک اور غمناک حالت کا کون اندازہ کر سکتا ہے - آخر ایک دن بی بی آمنہ کا انتقال ہوگیا اور یہہ یتیم بچہ اپنے دادا عبدالمطلب کی سرپرستی مین آگیا - اب اس معصوم بچہ کی یتیمی پر خیال کیا جائے تو زہرہ شق ہوتا ہے - عبدالمطلب نے چند برس تک بہت شفقت سے اپنے پوتے کی پرورش کی - لیکن والدین کی اس سرگرمانہ محبت و شفقت کا معاوضہ نہین ہو سکتا کہ جو بچپن مین بچون کے لئے برکتین اور رحمتین ہین -

ابہی آپ پیدا نہوئے تہے کہ آپکے والد کا انتقال ہوگیا - آپ کی تقریباً چہہ برس کی عمر ہوئی ہوگی کہ آپ کی ممتا اور شفقت بہری ماں کا انتقال ہوگیا تین چار برس کے بعد آپکے دادا عبدالمطلب نے بہی وفات پائی - یتیم بچے کا معصوم اور نازک دماغ اور پہر ایسے سخت سخت اور جگر شق کرنے والے صدمے پڑنے اور پہر اس بچہ کی صبر و شکیبائی کی انتہا جو اس خوفناک واقعون کو چپ چاپی سے دیکہتا تہا اور اسکی سنجیدہ طبیعت کا رجحان آئندہ نتائج بخش قسمت پر ہو رہا تہا جس نے اسے عالم کی رحمت بنایا اور تمام انبیا مین افضل شمار کرایا اور عالم کے سچے ریفارمر کا لقب دلوایا کیا کچہہ اس ماہر کے سمجہنے والون کے پتے پانی نکرتی ہونگی - فطرتاً ہر بچہ کے لئے ماں کی آغوش مقررہ مدت تک ایک ضروری بلکہ لابد امر ہے - یہہ صحیح ہے کہ بچہ مین قوت تمیزہ اور ادراک و فہم نہین ہوتی پہر بہی ماں کی گود مین لپٹ کر آزادی سے ہاتہہ پیر مارنا اور ہوان ہوان کرنا ایک مقناطیسی کشش ماں اور بچے کے دل مین رکہتا ہے اور اسباب کو وہی شخص سمجہہ سکتا ہے کہ جس نے نیچرل سائنس کا مطالعہ کیا ہے اور بچہ دلی تعلقات اور اسکے جذبون کو بخوبی جانتا ہے - جس بچہ کی ماں بدقسمتی سے شیر خوارگی کی حالت مین غافل ہے اس بچہ پر قدرتی مردنی چہا جاتی ہے اور اس مین از خود وہ چونچال پنا نہین رہتا - اور پہر جس بچہ کی یہہ کیفیت ہو کہ ابہی وہ شکم مادری مین تہا کہ اسکے سر پر دست شفقت پہیرنے والا اسکا سچا سرپرست عین شباب خیز جوانی مین مرگیا اور جب عالم بطون سے ظہور مین قدم رکہا تو چہہ برس کی عمر تک اکہیری یتیمی مین بسر کی یہہ بہی غنیمت تہا مگر زمانے کے حوادث کب چین لینے دیتے تہے قسمت نے پہلے ہی سے بندوبست کر لیا تہا کہ اس یتیم بچہ کو دوہری یتیمی کا تمغہ پہنایا جائیگا وہ از خود ہو کر رہا - عبدالمطلب کو اپنے پیارے اور سب سے محبتی بیٹے عبداللہ کی نشانی کی سرپرستی کرنی اور اسکو اپنی حفاظت مین لے لینا فرض ہوا -

عبدالمطلب ہرگو آپکے اٹہارہ بچے تہے لیکن اولاد کی زیادتی شفقت اور محبت کو تقسیم نہین کرتی بلکہ الفت کا رشتہ باہم دلون مین ایسا پیوستہ ہو جاتا ہے کہ جس کی نہ تقسیم ہو سکتی ہے اور نہ وہ مرتے دم تک ٹوٹ سکتا ہے

غیب کی [illegible] اے عبدالمطلب تو اپنے پیارے بیٹے کی بہینٹ نہ چڑھا بار بار امید بھرے بوڑھے باپ کے دل پر جیسے نکلتی تھی اور وہ آمین بار بار کر رہا تھا مگر پہر بہی اگر اسکی کوئی دعا [illegible] ہونے والا تہا تو وہ یہی ایک بنی ہونے والا بچہ۔

پہلا [illegible] جیسے بیٹے دیتے تہی نہ عبدالمطلب کو اپنے پیارے بیٹے عبداللہ کی [illegible] سے زیادہ [illegible] برس [illegible] لینے کا موقع دیا اور نہ دہرے یتیم معصوم محمد ؐ کو اپنے شفیق اور سچے [illegible] کی سرپرستی میں رہنے کا زیادہ وقت ملا۔

[illegible] برس کی عمر ہوگی کہ آپ کے دادا عبدالمطلب کا ۵۷۹ء میں انتقال ہوگیا [illegible] آپ [illegible] بہی [illegible] سے [illegible] ہونے لگا تہا جہاں آپ قریش کے وکیل بنکر شاہ حبس کو جس کو ابرا[illegible] ہوئے [illegible] تخت [illegible] اسکی تخت نشینی کی مبارکباد دینے تشریف لیگئے تہے۔

[illegible] سے [illegible] تاریخ میں [illegible] ایک [illegible] آفت بوڑھے سرپرست دادا کی موت سے شروع ہوئی [illegible] برس [illegible] کی سرپرستی [illegible] کی کوشش کر رہی تہی اسلئے جتنے سرپرست بنتے تہے ان کے [illegible] وقت ضائع کرنے میں بڑی پہرتی دکہاتی تہی۔

[illegible] بوڑھے [illegible] عبدالمطلب کا انتقال ہونے لگا تو انہوں نے اپنے بیٹے ابوطالب اور اپنے پوتے محمد ؐ کو اپنے پاس بلایا چہلے پوتے کا ننہا سا ہاتہ پکڑا اور پہر اپنے بیٹے ابوطالب کا ہاتہ پکڑ کر کہا کہ [illegible] تیرے ہاتہ میں [illegible] دیتا ہوں تیجے امید ہے کہ تو اسکی ایسی ہی محبت و شفقت سے پرورش کریگا [illegible] تہا [illegible] محبت [illegible] نہ بہول جائے گا۔ یہہ کہکر بوڑہے سردار نے ایک آہ [illegible] اپنے پوتے کی طرف دیکہا اور یہہ ہچکی [illegible] جو پوشیدہ [illegible] سلام اور وہ بہی آخری سلام کہے [illegible] ابوطالب اپنے باپ کے حکم کا جواب دینے بہی نہ پائے تہے کہ روح نے ان جسم سے [illegible] مفارقت کی۔

اگر ہم [illegible] اس حالت کو ایک معمولی بچہ کی حالت خیال کرلیں تو ہماری بڑی بہاری غلطی ہے [illegible] انسان بقدر عقل خوشی اور غم کا اثر اپنے دل پر ہونے دیتا ہے۔ بعض بچے ایسے ہوتے ہیں کہ انہیں اپنے والدین کی زندگی اور موت برابر ہے اسلئے کہ انہیں ماں باپ کی محبت کی تمیز ہی نہیں ہو سکتی [illegible] قابل تو وہ بچہ ہے کہ جسکا بچپن ایسا ہی سنجیدہ متین فہیم عقیل ہو کہ جیسے اسکی جوانی اور [illegible] پڑ جا تو پہر نو دس برس کی عمر میں وہ اپنے آخری سرپرست کو یوں بستر مرگ پر تڑپتا ہوا دیکہا لیں [illegible] کے آٹہ آٹہ آنسو رویگا اور کیوں نہ وہ اپنی بیچی ہوئی طبیعت سے دائمی افسردگی حاصل کریگا۔ مگر نہیں اس نے غم کے وزن کو پہچان کر صبر کیا اور نہایت استقلال اور

غیب کی وہ ندا کہ اے عبدالمطلب تو اپنے پیارے بیٹے کی بھینٹ نہ چڑھا بار بار امید بھرے پوتے کے باپکے دلپر چرکے لگا رہی تھی اور وہ آمین بار بار کر رہا تھا مگر یہہ بھی اگر اسکی کوئی ڈہارس بندہانے والا تھا تو وہ بھی آیندہ نبی ہونے والا بچہ۔

ظالم تقدیر کب چین لینے دیتی تھی نہ عبدالمطلب کو اپنے پیارے بیٹے عبداللہ کی تشفی سے زیادہ ڈہارس بندہانے اور تسلی لینے کا موقع دیا اور نہ دہرے یتیم معصوم محمد کو اپنے شفیق اور سچے سرپرست دادا کی سرپرستی مین رہنے کا زیادہ وقت ملا۔

ابھی آپ کی ۹ یا ساڑھے نو برس کی عمر ہوگی کہ آپکے دادا عبدالمطلب کا ۵۷۸ء مین انتقال ہوگیا آپ کو تھوڑا ہی عرصہ سینا سے آئے ہوئے گزرا تھا جہان آپ قریش کے وکیل بنکر شاہ حبش کو جسکو ایزدی نصرت نے مدد دیکر تخت تاج پر بٹہایا اسکی تخت نشینی کی مبارکباد دینے تشریف لیگئے تھے۔

دہرے یتیم بچہ کی تاریخ مین اور ایک نئی آفت بوڑہے سرپرست دادا کی موت سے شروع ہوئی۔ چونکہ فطرت خود اس مقدس ذات کی سرپرستی کی کوشش کر رہی تھی اسلئے جتنے سرپرست بنتے تھے ان کے قبل از وقت ضائع کرنے مین بڑی پہرتی دکہاتی تھی۔

جسوقت بوڑہے سردار عبدالمطلب کا انتقال ہونے لگا تو انہون نے اپنے بیٹے ابوطالب اور اپنے پوتے محمد کو اپنے پاس بلایا پیارے پوتے کا ننہا سا ہاتہ پکڑا اور پہر اپنے بیٹے ابوطالب کا ہاتہ پکڑکر کہا کہ مین تیرے ہاتہ مین ہاتہ دیتا ہون مجہے امید ہے کہ تو اسکی ایسی ہی محبت و شفقت سے پرورش کریگا جیسے مین کرتا تہا بلکہ تیری محبت کے آگے یہہ مجہے بہی بہول جائیگا۔ یہہ کہکر بوڑہے سردار نے ایک آہ اور ٹہنڈا سانس بہرا اور پہر حسرت بہری کن انکہیون سے اپنے پوتے کی طرف دیکہا اور یہہ یتیم بچہ نظر تہا یا الوداعی تہین جو پوشیدہ ہی پوشیدہ ... سلام اور وہ بہی آخری سلام کہے تا حسرت بہری تہین ابوطالب اپنے باپکے حکم کا جواب دینے بہی نہ پائے تہے کہ روح نے ان جسم سے دائمی مفارقت کی۔

اگر ہم اپنے آیندہ نبی کی اس حالت کو ایک معمولی بچہ کی حالت خیال کرلین تو ہماری بڑی بہاری غلطی ہے۔ سبب یہہ ہے کہ انسان بقدر عقل خوشی اور غم کا اثر اپنے دلپر ہونے دیتا ہے۔ بعض بچے ایسے ہوتے ہین کہ انہین اپنے والدین کی زندگی اور موت برابر ہے اسلئے کہ انہین مان باپ کی محبت کی تمیز ہی نہین ہو سکتی مگر افسوس کے قابل تو وہ بچہ ہے کہ جسکا بچپن ایسا ہی سنجیدہ متین فہیم عقیل ہو کہ جیسے اسکی جوانی اور بڑہاپا تو پہر نو دس برس کی عمر مین وہ اپنے آخری سرپرست کو یون بستر مرگ پر تڑپتا ہوا دیکہکر کیون نہ خون کے آٹھ آٹھ آنسو روئیگا اور کیون نہ وہ اپنی بجہی ہوئی طبیعت سے دائمی افسردگی حاصل کریگا۔ مگر نہین اس نے غم کے وزن کو پہچان کر صبر کیا اور نہایت استقلال اور

غیب کی وہ ندا کہ اے عبدالمطلب تو اپنے پیارے بیٹے کی بھینٹ نہ چڑھا بار بار امید بھرے پوتے
باپ کے دلپر چرکے لگا رہی تھی اور وہ آمین بار بار کر رہا تھا۔ یہہ بھی اگر اسکی کوئی دُعا رس پیدا ہونے
والا تھا تو وہ بھی آئندہ نبی ہونے والا بچہ۔

پہ بار تقدیر کب چین لینے دیتی تھی نہ عبدالمطلب کو اپنے پیارے بیٹے عبداللہ کی تلافی سے زیادہ
دُعا پس پانے اور تسلی لینے کا موقع دیا اور نہ دکھ بھرے یتیم معصوم محمدؐ کو اپنے شفیق اور سچے
سرپرست دادا کی سرپرستی مین رہنے کا زیادہ وقت ملا۔

ابھی آپ کی دنیا سالہ بنے نو برس کی نہ ہوئی کہ آپکے دادا عبدالمطلب کا ۵۷۹ء مین انتقال ہوگیا
آپ کو نو راہی غمدہ سینا سے آتے ہوئے گزرا تھا جہاں آپ قریش کے وکیل بنکر شاہ حبش کو جس کو ازاینوت
تے ... دیکر تخت تابس پہ بیٹھایا اسکی تخت نشینی کی مبارکباد دینے لئے لیف لیئے تھے۔

دکھ بھرے یتیم بچہ کی تاریخ مین اور ایک نئی آفت ٹوٹ پڑی ہے سرپرست دادا کی موت سے شروع ہوئی
چونکہ فطرت خود اس تقدیرات کی سرپرست بننے کی کوشش کر رہی تھی اسلئے جتنے سرپرست بنتے تھے
ان کے خیال از وقت ضائع کرنے مین بڑی پھرتی دکھاتی تھی۔

جس وقت ٹوٹے ہوئے سردار عبدالمطلب کا انتقال ہونے لگا تو انہوں نے اپنے بیٹے ابوطالب اور اپنے
پوتے محمدؐ کو اپنے پاس بلایا پیارے پوتے کا ننا سا ہاتھ پکڑا اور یہہ اپنے بیٹے ابوطالب کا ہاتھ پکڑکر کہا کہ
مین تیرے ہاتھ مین ہاتھ دیتا ہون مجھے امید ہے کہ تو اسکی ایسی ہی محبت و شفقت سے پرورش کریگا جیسے
مین کرتا تھا بلکہ تیری محبت کے آگے یہہ مجھے بھی بھول جائیگا۔ یہہ کہکر ٹوٹے ہوئے سردار نے ایک آہ
اور ٹھنڈا سانس بھرا اور پرحسرت بھری ان آنکھون سے اپنے پوتے کی طرف دیکھا اور یہہ ہچکی ہچکی
لگانے لگا یا الوداعی ہچکین جو پوشیدہ تہی پوشیدہ ... سلام اور وہ بھی آخری سلام کے
تا سے بھیجی رہی تہین ابوطالب اپنے باپکے حکم کا جواب دینے بھی نہ پائے تھے کہ روح نے ان جسم سے
ہمیشہ مفارقت کی۔

اگر ہم اپنے آئندہ نبی کی اس حالت کو ایک معمولی بچہ کی حالت خیال کرلین تو ہماری بڑی بھاری غلطی
ہے یہہ یاد ہے کہ انسان بقدر عقل خوشی اور غم کا اثر اپنے دلپر ہونے دیتا ہے۔ بعض بچے ایسے ہوتے
ہین کہ انہین اپنے والدین کی زندگی اور موت برابر ہے اسلئے کہ انہین ماں باپ کی محبت کی تمیز ہی نہین
ہو سکتی ہاں افسوس کے قابل تو وہ بچہ ہے کہ جسکا بچپن ایسا ہی سنجیدہ متین فہیم عقیل ہو کہ جیسے اسکی
جوانی اور بڑھاپا تو پھر نو دس برس کی عمر مین وہ اپنے آخری سرپرست کو بولن بستر مرگ پر تڑپتا
ہوا دیکھکر کیون نہ خون کے آنسو آٹھ آٹھ آنسو روئیگا اور کیون نہ وہ اپنی بجھی ہوئی طبیعت سے دائمی
افسردگی حاصل کریگا۔ مگر نہین اس نے غم کے وزن کو پہچان کر صبر کیا اور نہایت استقلال اور

اولوالعزمی سے اپنے سگے چچا کی سرپرستی مین آیا۔
آپ نے اپنے چچا کی اس عمر مین ایسی اطاعت اور خدمت کی کہ آپ نہ صرف اپنی اس سعادت مندی سے اپنے چچا کے پیارے بنے بلکہ تمام لوگ آپسے محبت کرنے لگے اور ہر حلقہ ہر گروہ مین ہر جگہ مین آپ ہی کی تعریف ہونے لگی۔ آپ کی عاجزانہ زندگی اور شریفانہ معاشرت۔ انتہا درجہ کی حلیمی اور مصائب پر صبر کرنے نے آپکو آپ ہی کے ہموطنون سے الامین کا خطاب دلوایا۔
کون تھا جسنے اس زمانہ مین اپنے حلقہ مین بیٹھکر آپ کی صفت وثنا نہ کی ہو اور کون ہے کہ جس نے آپ کو اپنے سے برتر نہ خیال کیا ہو۔ ہر شخص ابوطالب کو مبارکباد دیتا تھا کہ تمہارا بھتیجہ ہمہ صفت موصوف ہے ایسا فرمانبردار بچہ اتنی سی عمر کا ہم نے آجتک نہین دیکھا۔
آپکی ابتدائی زندگی محنت کے بوجھ سے سبکدوش نہ تھی آپ اکثر اپنے سرپرست چچا کے بکری بہیڑ دن کے گلے جنگل مین پانی پلانے کے لئے لیجاتے تھے۔ اور جتنے کام کہ گھر کے ہوتے مین آپ کسی کام کے کرنے مین مطلق عاری نہ تھے۔
عرب مین اکثر بیٹھے بیٹھائے جھگڑے قضیے اٹھہ کہڑے ہوتے تھے اور وہ آخر یہانتک طول پکڑتے تھے کہ بڑے بڑے قبیلون مین چھن جاتی تھی اور اسقدر خونریزی ہوتی تھی کہ الامان۔ ان لڑائیون کے سبب کوئی ملکی اسباب نہ تھے بلکہ بہیڑون کے پانی پلانے گھوڑا دوڑانے معمولی بحث کرنے کسی بات پر دوسرے کے خلاف سچ کرنے پر تلوار چل جایا کرتی تھی اور پھر اس تلوار کی آگ سبکو بہڑکا دیا کرتی۔ اس قسم کی چھوٹی چھوٹی باتون سے جنگ شروع ہوتی اور طول برسون تک پہنچ جاتی اور پھر کسی کے دبائے آتش جنگ نہ دبتی۔ چنانچہ ابھی ہمارے نبی بچہ ہی تھے کہ دو جنگون کی آگین بہڑکین جنکو عرب مقدس لڑائیان کہتے تھے اس آگ نے یہانتک طول کہینچا کہ ایک قہر عرب پر برپا کر دیا اب اس جنگ کی آگ بجہانے اور بیگناہون کی جان بچانے کے لئے کسی ایسے شخص کی ضرورت تھی کہ جو ان خوفناک اور خونخوار جنگ آور عربون کے دلون پر قبضہ پائے اور پھر جدہر چاہے ان کی نکیل پھیر دے ان صفات کا مخزن فطرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بنا رہی تھی۔
ماہ ذیقعدہ کے مہینہ مین خواہ کسی قسم کی جنگ کیون نہوتی ہو لیکن بند ہو جاتی تھی کیونکہ اس مہینہ کو پاک مہینہ تصور کرتے تھے اس مین بڑے بڑے میلے تماشے ہوتے تھے اور عرب باہمی سخت خونریزی سے دم لیتے اور عیش اڑاتے شرم وحیا مطلق نہ رہی تھی ایران ومصر سے حسین حسین خوبصورت نوجوان لڑکیان آتین ان کا ناچ عربون کے آگے ہوتا۔ ایک ہی کسبی سے باپ بیٹے کا تعلق ہونا کچہ بات نہ تھا ہر قسم کی اشیا کی نمایش ہوتی۔ تصویر دار نقشون مختلف دستکاریون کی نمایش کے علاوہ حسین حسین عورتون کی بھی نمایش ہوتی تھی اور یہی صورت عربون کے اخلاق کو بگاڑتی (صفحہ پر پھیر)

جو یہہ نمائش ہوتی ہے اسکا خط اقدہ عرب ہی سے لیا گیا ہے۔
سے اٹھے ہوئے ہیں جسمیں عورتون کی نمائش نہیں ہوتی (وہ اب بھی بہت بری رسوم ذلام سے یورپ کے
ہر شہر مین ہوتی ہے اور اسکو بڑا فخر سمجھا جاتا ہے۔ چنانچہ پانچ چار برس ہوئے کہ فرانس کے دارالخلافہ
پیرس مین نمائش ہوئی تھی اور وہان ایک ترکن فاطمہ نامی کو جو پیرس مین بہت دنون سے مقیم ہے
انعام ملا تھا) ایسی ایسی عورتون سے اس زمانہ کے عربون مین زنا اور شراب کی کثرت ہو گئی تھی
اور وہ اسکو عیب نہ سمجھتے تھے (یہی حال بلکہ اس سے بھی پچاس حصے زیادہ یورپ مین ہے اور وہ اسکو
عیب نہیں سمجھتا) ان میلون مین حسینان جہان کی تصویرین بھی آیا کرتی تھیں جنپر شعرا طبع آزمائی
کرتے اور اس تصویر کی ایسی ایسی تعریف کرتے کہ الٰہی توبہ۔ باہم شعرا مین چھن جاتی تھی اور ہر شخص
اپنی معشوقہ کے لئے جھگڑتا تھا۔
اسی عہد مین جب باہمی لڑائیان ہو رہی تھین محمد اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ تجارت کے لئے ملک شام
کی طرف روانہ ہوئے۔ گو آپ ابھی کم سن ہی تھے لیکن ہر قسم کی بات کا اندازہ کرنا اور اس کا وزن جانچنا
سیکھ لیا تھا آپ زمانہ کے اچھے برے کو ایسا ہی سمجھ سکتے تھے کہ جیسے ایک گرگ باران دیدہ بوڑھا تجربہ کار
شخص جونہی آپ شام مین پہنچے پہلے پہلا جس خوفناک منظر پر آپکی نظر پڑی وہ سوشل۔ تمدنی
مارل یا اخلاقی حالت کا بگڑا جانا تھا۔ خدا کی ودیعت پامال ہو رہی تھی۔ وحدت پرستی کے سچے عقیدہ
کی توہین کی جا رہی تھی۔ خدا کے راز دال اور سچے جلال کی جگہ بت پرستی اور کفر و الحاد کی دھندلی ہوکا
... وحشی تمام ... تھی۔ نہ کہیں رحم تھا نہ انصاف تھا۔ جور و تعدی کا دورہ ہو رہا تھا۔ خرابی اور بدی
کی انتہا ہو رہی تھی۔ اپنے اصلی خالق کو سب نے بھلا دیا تھا اور نئے نئے خالق پیدا کر کے ان کی پرستش کر رہے
تھے۔ چوری۔ زنا۔ قتل عمد۔ آتش زنی۔ تلبیس۔ فریب یہہ سارے میدان کے بائیں ہاتھ کے دادنی بیٹے
آپ نے بغور ان قابل شرم اور افسوسناک باتون کو ملاحظہ فرمایا۔ اور ان کو اپنے دل پر نقش کر لیا کیونکہ آیندہ
کو آپ ہی مین یہہ لیاقت بھی تھی کہ آپ ہی کے ہاتھ سے شام روم کی اصلاح ہونی تھی۔
ان تبدیلی اور تمام ... سے تبدیلات کا اثر آپ نے دماغ مین جمع کر کے یہہ فہیم سنجیدہ ہو رہا تھا بچپن سے
... اور جوان سے شباہت ہی ہوا۔
بہت ہین جو دنیا کے تغیر و تبدلات کو دیکھتے ہین کم ہین جو ان پر غور کرتے ہین
بہت کم ہین جو اپنے حالات کے تغیر و تبدل کو دیکھتے ہین اور ان پر غور کرتے ہین۔ مگر ہمارے نبی کی شان
اس سے بھی بلند پایہ تھی آپ اپنے خیالات کے آئینہ تغیر و تبدل سے پہلے حال مین بتا دیتے تھے کہ یہہ ہونے
والا ہے آپ کوئی غیب دان نہ تھے۔ نہ آپ نے کبھی غیب دانی کا دعوی کیا بلکہ حالات کا گرگٹ کی طرح بدلنے
اور ان سے نتائج پیدا ہونے کا علم آپکو ممتاز ہستی سے فطرت کی طرف سے بخشا گیا تھا۔ آپکی عقل سلیم بچپن ہی سے

اس کینڈے پر اگر واقع ہوئی تھی کہ جو باتین گزرتی ہوئی آپ ملاحظہ فرمادین ان سے نتیجے پیدا کرین اور ان سے اپنا مطلب نکالین سچ ہے عاقل کی آنکھ گھر مین بیٹھی ہوئی صرف اپنی یا اپنی حالت کی تغیر و تبدل کو دیکھکر بہت کچھ سبق حاصل کر لیتی ہے لیکن ایک بیوقوف کی نظر تمام عالم مین چلکر کھاتی ہے اور اپنے ساتھ متعلق سبقون کا ذرا بھی سرمایہ مہیا نہین کرتی۔

آپکی بچپن کی نظرین اپنی اور غیر قوم کے کرتوتون کو دیکھتی تھین اور انکو جانچتی تھین کہ ان کی ریفارم کرنے مین مین کتنی عقل کا صرف کرنا پڑیگا قوت متفکرہ کا کتنا زور خرچ ہوگا اور قوت تخیل کہانتک بردباری سے اس مین کام کر سکیگی فطرۃ نے پیدا ہوتے ہی آپ کو وہ دماغی قابلیت عطا کی تھی کہ جو ایک نبی کو اول شایان تھی گو آپ بت پرستون اور جاہلون کے بچمین پیدا ہوئے تھے لیکن آپکے خیالات نتھرے ہوئے اور پاکیزہ تھے نہ انمین کسی قسم کی کدورت تھی نہ ہوسکتی تھی جب قریش کے بچے جو آپکے ہم عمر تھے آپسے کھیلنے کی درخواست کرتے تھے تو آپ یہہ فرمادیا کرتے خدانے انسان کو اپنا فضول وقت صرف کرنے کے لئے پیدا نہین کیا ہے یہہ جتنے تم کھیل کھیلتے ہو سب بے نتیجہ اور محرب اوقات عزیز ہین" بچپن مین اس دماغ اور خیال کا شخص سوائے اس برتر ذات کے اور کون ہوسکتا ہے جسکو ان الفاظ سے پکارا جاتا ہے۔ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔

اس زمانہ مین جو پڑہنے لکھنے کی اصطلاح ہے وہ ہمارے نبی آخر الزمان کو نہ تھی۔ اسکی کچھ ضرورت ہی نہ تھی کیونکہ آپکو اپنی بدنصیب اور بگڑی ہوئی قوم کے حالات مطالع کرنے اور ان کو سمجھنے کی فرصت نہ ہوتی تھی پھر اس معمولی لکھنے پڑہنے کا وقت کہان سے آتا۔ آپکا دماغ فطرۃ نے پہلے ہی سے ان نفیس نفیس خیالات اور قابلیتون سے آراستہ کیا تھا کہ جسکو انسانی تعلیم و تعلم کی ضرورت نہ تھی۔ ایک وقت مین ہزارون عظیم الشان لاینحل معاملات کو فیصلہ کر دینا اور ان سے نتائج پیدا کرنے یہہ اسی دماغ کا کام ہے کہ جسمین خدانے اپنے ہاتھ سے ہزارون علوم کے اصول لبالب بھر دئے ہون یہہ وہ دماغ تھا کہ جسکو مخالفین دین اسلام وہرے مشرقی فلاسفر کہتے ہین۔

یہہ ایک مسلمہ امر ہے کہ اگر دماغ کی بناوٹ درست نہین ہے تو تمام جہان کے علوم بشرطیکہ اُسے پڑہا دئے جائین کچھہ نتیجہ نہین دیتے۔ حال مین ڈاکٹران فرنگ نے یہہ ثابت کر دیا ہے کہ کہوپری کی جس قسم کی بناوٹ ہوگی ویسے ہی افعال اس سے سرزد ہونگے کبھی ایک ظالم جابر کی کہوپری کی بناوٹ رحیم رقیق القلب کی کہوپری کے مشابہ ہرگز نہین ہوگی۔ کہوپریون کی صدہا قسم کی بناوٹ ہے چونکہ یہہ محل نہین ہے اسلئے اسپر بحث نہین کی جاتی غرض یہہ ہے کہ جتنے پیغمبر ہوئے ہین ان کی کہوپری کی بناوٹ غیر پیغمبرون سے قطعی ممتاز تھی۔ چنانچہ ہمارے نبی آخر الزمان کا دماغ ہی گویا تمام جہان کی اعلے اعلے قابلیتون اور علوم کا مخزن تھا۔

جیسے آپکو اپنی قوم سے محبت تھی اُسیقدر آپ اسکی اصلاح کی طرف توجہ مبذول فرمارہے تھے۔ آپکی نظرین قوم کی ناگفتہ بہ حالت پر خوب غور سے پڑہ رہی تھین اور آپ اس گردش کنان عمر کو جو بیہودہ بیہودہ خرافات باتون مین صرف ہورہی تھی ٹکٹکی باندہے ہوئے نظران تھے۔ نکمون کی عالمگیر بے قانونی بے وجہ اور بلا سبب

نہ ہوا فساد ون کا پیدا ہو جانا- قریشیوں کی بداخلاقی اور انتہا درجہ کی بداطواری سنجیدہ متین بچہ کے
سلیم دماغ پر کس خوفناکی سے اپنا اثر کرتی ہی-

ان کی پیار دل اور اصلی انسانیت کو خون رونے والی حالت آپ کو خوف زدہ تفکر مین مبتلا کر رہی تھی اور اس
نوعمری مین آپ اس بری طرح سے زندگی بسر کرنے کے سخت نتائج کا خیال کر کرکے کسیقدر مغموم رہتے تھے-
ابھی ان کی سینہ زوری کی طرف خیال ہوا کرتے تھے اور کبھی ان کا بیرحم طبیعت پر خاموشی سے حسرت
ناک نظرین ڈالتے تھے اور آیندہ واقعات کی دل دہلا دینے والی تصویر کا نقشہ آپ کی آنکھون کے آگے کہنچ جاتا
تہا- پچیس برس کی عمر مین آپنے اور بہی ایکبار شام کا سفر کیا اسکے آپ بی بی خدیجہ کی طرف سے گماشتہ یا
کارکن بنکر تشریف لیگئے تہے- بی بی خدیجہ قریشی لیڈی تہین جو آپ کی ناتے وارنی بہی تہین- آپنے بہت
محنت اور جانفشانی سے بی بی خدیجہ کا اسباب تجارت فروخت کیا اور جب آپ وہان سے تشریف لائے تو کوڑی
کوڑی کا حساب سمجھا دیا اور جو کچھہ اصل نفع تہا سب بی بی خدیجہ کے آگے رکہدیا- یہہ دیکہکر بی بی خدیجہ بہت
خوش ہوئین اور ان کے دل پر آپ کی اس صفائی کا اثر بہت گہرا اور تیزی سے پڑا- بی بی خدیجہ کی اسوقت
تقریبا چالیس برس کی عمر تہی- آپ بیوہ تہین اور مدت سے آنحضرت کی صداقت اور دیانت کی خوش آوازہ
آپکی کانون مین گونج رہی تہین- آپکو امور خانہ داری کے لئے ایک ایسے شخص کی ضرورت تہی جسمین کل صفتین
آنحضرت کی سی ہون- جب بی بی خدیجہ نے آپ کی وعدہ سے زیادہ جفاکشی اور عرقریزی اپنے کام مین دیانت
کے ساتہہ دیکہی اور ساتہہ ہی اسکے آپکی شریفانہ وضع پر نگاہ ڈالی تو آپکی حلیم پاکیزہ صورت اپنی دولت کی زیادتی
کی خوشی سے زیادہ خوش آیندہ معلوم ہوئی- اور رفتہ رفتہ یہانتک نوبت پہونچی کہ بی بی خدیجہ کی آنحضرت
ہی کے ساتہہ شادی ہوگئی- یہہ شادی ایسی ہی خوش آیندہ ثابت ہوئی جیسے کہ پہلے معلوم ہوتی تہی-
خوشی کی وہ امنگین اور محبت کے جوش جو پاک وصاف دولہا دلہن کا خاصہ ہے طرفین سے موجزن
ہو رہے تہے اب اپنی بیوی پر اسطرح فریفتہ تہے کہ جیسے بی بی خدیجہ آپ پر تہین- آپنے
تمام عمر اپنی وفادار بیوی سے جب تک وہ زندہ رہین اس محبت اور دلی الفت سے زندگی بسر کی کہ جس محبت
والفت کی نظیر زمانہ مین بہت کم نکلیگی-

آپکی شریفانہ وضع اور خلیق برتاؤ جب تک کہ آپکی مفارقت اپنی پیاری بیوی سے اس عالم مین ہوئی دن
بدن بی بی خدیجہ کو آپ پر فریفتہ وشیدا کرتا تہا- اس شادی نے آپکو اس روزانہ محنت اور فکر معاش
سے سبکدوش کردیا کہ جسمین آپکے وقت کا اکثر حصہ صرف ہوتا تہا اور پہر اس آسایش اور بیفکری نے
آپکو اس عظیم الشان کام کی انجام دہی کے لئے متوجہ کیا جس لئے کہ قدرت نے آپکو پیدا کیا تہا- آپکے خیالات
نبوت کا ڈپلوما خدا کی طرف سے ملنے سے پہلے ہی بلند پروازانہ اور دلیر تہے آپ کی صاف دلی اور یقین کی سنیت
کسی دہریے یا ملحد کی رائے کچھ ہی کیون نہو پہر بہی آپکا استقلال اس بڑے مطلب کی پیروی مین جسکے واسطے

آپ پیدا ہوئے تھے ہر ایک دہریے اور ملحد کی طبیعت کو جبراً اپنی طرف رجوع کرتا تھا - آپ میں صفات باطنی ہی نہ تھیں بلکہ فطرۃ سے صفات ظاہری کا بھی حصہ ملا تھا - چنانچہ گبن صاحب اپنی تاریخ رومن ایمپائر کے زوال میں تحریر کرتے ہیں "آنحضرت حسن میں شہرۂ آفاق تھے اور یہہ نعمت صرف ان ہی لوگوں کو بڑی معلوم ہوتی ہے جو اس سے بدنصیب ہیں" - آپ کی شکل شاہانہ تھی خال و خد با قاعدہ اور رسیلے تھے آنکھیں سیاہ اور رسیلی تھیں - یعنی ایک ذرا ابھار بھی دہن خوبصورت تھا دانت موتیوں کی طرح چمکتے تھے - رخسار سرخ تھے اور ان سے صحت کی سرخی عیاں تھی آپکا دل آویز تبسم عمدہ اور رسیلی آواز آزادی اور صاف دلی سے باتیں کرنا ممتاز نبوت کی بانکی دکھاتا تھا جس سے بعد ازاں آپ کو فخر بخشا گیا علاوہ اسکے کہ اس باعظمت شادی نے روزانہ محنت سے نجات دی تھی بلکہ آپ کی ایسی ذرلفیتہ و شیدا بیوی کا پہلا ہی دن تھا کہ جس نے آپکی نبوت کا پہلے پہل اقرار کیا وہ بی بی خدیجہ ہی تھیں جو مایوسیوں اور ناامیدیوں میں بھی آپکی ڈہارس بندہواتی تھیں اور امیدوں کے وہ شعلے جو آپ کی طبیعت میں ہوش آتے ہی بھڑکنے لگے تھے ان کو بجھنے نہ دیتی تھیں بلکہ اور بھی زیادہ بھڑکانے کی کوشش کرتی تھیں -

ایسی حالت میں کہ چاروں طرف مایوسیوں کا ڈہیر معلوم ہوتا ہو اور جس طرف نظر اٹھا کر دیکھو سوائے مخالفت کے کچھہ نظر نہ آتا ہو - اور سب دشمن ہی دشمن دکھائی دیتے ہوں اطمینان دینا اور ڈہارس بندہوانا اور اپنے ارادہ میں مستقل رہنے کی تاکید کرنی ایک خاتون کی زبردست طبیعت کا کہانتک نقشہ کھینچتی ہے -

بی بی خدیجہ کے ہاں آنحضرت سے تین لڑکے اور چار لڑکیاں پیدا ہوئیں مگر افسوس یہہ ہے کہ بچپن ہی میں لڑکوں کا انتقال ہوگیا - اولاد نرینہ کے متواتر انتقال نے آنحضرت کی طبع مقدس پر بڑا گہرا خونخوار اثر کیا اور آپکا دل غموں سے چور ہوگیا - ایک تو بچوں کے مرنے کا سخت غم اور دوسرے بداندیش قریشیوں کی بے محل اور دل کی افسردہ کرنے والی پھبتیاں اور بھی افسردہ کر دیتی تھیں - بداندیش اور دشمن جان و ایمان قریش آنحضرت کو الابتر کہا کرتے تھے الابتر اصل میں اس جانور کو کہتے ہیں کہ جسکی دُم کٹی ہوئی ہو - اور اسکے معنی اس شخص کے ہیں کہ جسکی اولاد نرینہ نہ زندہ رہتی ہو - ایسی ہی قریشی عربوں کی بیہودہ باتیں اور بنیاد خیالات تھے کہ جنہوں نے انسانیت کا خون کر دیا تھا اور چاروں طرف وحشت کی تاریکی چھائی تھی محمد کا بردبار اور مستحمل قلب دشمن جان و ایمان قریش عربوں کی اس جلی بہنی باتوں سے ہرگز کبھی توجہ نہ کرتا تھا ان یہہ ظاہر تھا کہ کسی کی بُری بات کہنے کا صدمہ انسانی طبیعت پر خواہ وہ کیسی ہی کیوں نہو ضرور ہوتا ہے چونکہ آپ کی توجہ اپنے عظیم الشان کام کی انجام دہی کی طرف مائل تھی اسلئے آپ اپنے دشمنوں کی باتوں کی طرف خیال کر کے اپنے کام میں رخنہ ڈالنا نہ چاہتے تھے -

جو وقت آپکا نکاح ہوا ہے اس تاریخ سے پندرہ برس کے حالات آپکے کسی کو نہیں معلوم - جو نہایت باطنی حالت

نکاح کے وقت آپکی عمر ۲۵ برس کی تھی اور بی بی خدیجہ چالیس برس کی تھیں -

اور آئندہ فکروں میں صرف ہوئے- اسیطرح حضرت عیسے کا بھی وہ زمانہ نہیں معلوم ہے جب آپ یوسف نجار کی دکان میں کام کیا کرتے تھے- رینان صاحب اپنی کتاب حضرت عیسے کے سوانح عمری میں تحریر کرتے ہیں کہ خداوند عیسے مسیح کے حالات تلاش کئے جاتے ہیں لیکن ان کا کہیں پتہ نہیں لگتا"- زندگی کیونکر گزری کیا سوچا کیا کام کیا اور اتنی مدت کن خیالات میں صرف کی- مگر ایک دوربین نظر ان دقائق اور فطرت کی باریکیوں کو بخوبی دیکھہ سکتی ہے- اگر ہم کسی مہمان کی آمد آمد کی خبر سنینگے تو جہانتک ہم سے ممکن ہوگا اپنی دوست کی مہمان نوازی کے لئے پہلے ہی سے بندوبست کرینگے گھر صاف کرینگے اچھے اچھے اور نفیس نفیس بچھونے بچھائینگے لطیف لطیف اور لذیذ کہانوں کا انتظام کرینگے اور جسقدر اپنی حیثیت ہوگی اسکی خاطرداری میں کوتاہی نہیں کرنے کے اسیطرح ہمارے نبی آخرالزمان بھی پندرہ برس تک اپنے کو اس پیغام لینے کے لئے مستعد بنا رہے تھے جو تحقیق خدا کی طرف سے آپ پر بھیجا گیا- پندرہ برس کی مدت کچھہ بہت بڑی مدت نہیں ہوتی کہ جسمیں دل تمام انسانی کدورتوں اور خیالات سے پاک ہوکر اپنے کو اس قابل بنالے کہ خدا کے احکام کے نقوش اسپر کندہ ہو سکیں-

عبدالمطلب کی وفات پر حکومت مکہ کی کم زیادہ تقسیم ہوگئی تھی- ہر سنیٹر کا کچھہ نہ کچھہ محدود اختیار- تھا سنیٹر یا مدبران ملک کی مجلس کا شریک جو شخص ہوتا تھا بشرطیکہ وہ چالاک ہو اس کے گہرے ہوجاتے تھے- مختلف عہدوں میں نہ کوئی مجسٹریسی تھی اور نہ امن و انصاف تھا جس سے کہ مال و حقوق کی حفاظت ہوسکتی ہاں یہہ بات تو بیشک تھی کہ ایکہی قوم ایک ہی قبیلہ کے کسی شخص کو کوئی اسقدر مضرت نہ پہونچا سکتا تھا کیونکہ اس سے قوم کے بہڑک اٹھنے کا خوف تھا- لیکن ہاں بیچارے سافروں پر ہر قسم کا ظلم توڑا جاتا تھا- اور ان سے ناجایز جابر تاو ہوتا تھا کہ سنکر بہی رونگٹے کہڑے ہوتے ہیں-

پردیسی نہ صرف اپنا مال و اسباب گلہ لٹتا ہوا اور جبراً چہنتا ہوا دیکھتے تھے بلکہ ان کی بیوی بچوں کو بہی زبردستی چہین لیتے تھے نہ کوئی قانون تہا نہ قاعدہ تہا نہ کوئی انصاف چکانے والا تہا-

ایک مشہور شاعر بنی کائن کی قوم کا دن دہوپے مکہ کی شاہراہوں میں لوٹ لیا گیا باوجودیکہ وہ عبداللہ قریش کا منیب بنکر مکہ میں آیا تہا- جب یہہ آفتیں متواتر نازل ہونے لگیں تو ہاشم اور مطلب کی اولاد نے باہم ایک سخت سوگند کہا کر یہہ مشورہ کیا کہ ہم ایک انجمن مقرر کریں کہ جو ان مظالم کو روکے جن سے تمام ملکی بدنام ہو رہے ہیں اور پردیسیوں پر نئی نئی بلائیں ٹوٹ رہی ہیں ایسا بندوبست کیا جائے کہ خواہ کوئی ملکی ہو یا پردیسی ہو غلام ہو یا آزاد ہو مکہ کی سرحد میں قدم رکہتے ہی امن میں آجائے اور اسے کوئی مضرت نہ پہونچا سکے- سنہ ۵۹۵ء میں یہ انجمن منعقد ہوئی اس کے خاص ممبر محمدؐ ہی تھے- اس انجمن نے خوب زور شور سے احکام جاری کئے اور اس امر کی منادی کرادی کہ اگر آئندہ کسی نے کسی مسافر کو لوٹا یا ستایا- یا اسکا فریب جبکر مال چہینا تو وہ سخت سزا یاب ہوگا اس انجمن کو قایم ہوئے تہوڑا ہی زمانہ گزرا تھا

کہ عثمان نے جو قسطنطنیہ کا سونا لایا تھا حجاز کو رومن سلطنت میں شریک کرنے کی تدبیر کی صرف آنحضرت کی احسن اور اعلے تدابیر سے عثمان کی تمام کوششیں ناکارہ گئیں اور وہ اپنے ارادوں اور افعال مین شکست کھاکر شام بھاگ گیا یہاں ایرانی شہزادہ نے اسکو زہر دیکر مار ڈالا۔

اس کامیابی نے بھی آنحضرت کی وقعت کو کامل طور سے قریشیوں مین تسلیم کرا دیا۔ یہہ واقعہ عثمان کا بھی عرب مین یادگار ہی اگر آنحضرت پولٹیکل تدابیر مین کامیابی حاصل نکرتے اور آپ کی رائے تیر بہدف نہوتی تو سخت خونریزی کے بعد خبر نہین کیا نتیجہ نکلتا اور کتنے گھر ویران ہوتے کتنی ندیان خون کی بہتین اور ملک حجاز رومن سلطنت مین ملتا یا بچ جاتا۔

سنہ۶۰۶ مین جب آنحضرت کی پوری ۳۵ برس کی عمر تھی کعبہ کی مرمت کا ایک نیا جھگڑا اٹھا۔ عرب کے مختلف قبائل مین چھنے لگی ہر قبیلہ یہی کہتا تھا کہ کعبہ کی مرمت کے فخر حاصل کرنے کا ہم ہی مستحق ہوں ایسے موقع پر پہلے بھی ایک خونریز جنگ ہو چکی تھی۔ اور اب بھی ایک انقطاعی جنگ ہو جانے کا سامان ہی ہو گیا تھا کیونکہ عربوں کی جنگجو طبیعت سے دونوں تک بغیر خونریزی کے خاموش بیٹھا رہنا ممکن نہ تھا۔ اگر محمد اس جھگڑے کا فیصلہ کرکے سبکو باہم رضامند نکر دیتے تو ضرور ہزارون جانین ضائع ہو جاتین اگر دیکھا جائے تو ان پندرہ برس کے شادی کے بعد نبوت ملنے تک کے یہ کام ہین جسمین اس مقدس اور سب سے افضل ذات نے اپنے کو مصروف کیا تھا۔ اسکی آرزوئین اگر تہین تو یہہ کہ قوم کی اصلاح ہو اس مین سے وحشت کی بو نکلکر انسانیت کا خلق آجائے۔ آپ کی خواہشین نہ صرف اپنی قوم یا اپنے ملک کی رفاہ کے لئے خاص نہین بلکہ تمام عالم کی نجات کے لئے دم بدم طبیعت مین اٹھتی تہین۔

آپکا شریف شیرین مزاج۔ آپکی مستحکم اور استوار رہنمائی۔ آپکا مستقل شفقت آمیز برتاؤ۔ آپ کی بے لوث پاک صاف مبارک زندگی۔ آپ کی محتاط شستگی۔ آپ کے اولوالعزم ارادے اور انہین متواتر کامیابی آپکی مساکین اور مظلومین کی مدد کے لئے ہمیشہ آمادگی۔ آپ کو اپنی شاندار عظمت کا خیال۔ اپنے فرایض کی انجام دہی مین جان لڑا دینے کا پر جوش شوق۔ خدا کی وحدت عالم سے تسلیم کرانے کا یہہ جذبہ خیال نے آپکو اپنے ہموطنوں میں الامین کے لقب سے پکروایا۔ جس کے آپ اول ہی دن سے قابل تھے ایک متعصب اور زہر اگلنے والا مصنف بھی آپکی نسبت یہ الفاظ لکھتا ہے۔

محمد مین سب مین بڑی بات یہہ تہی کہ جس معاملہ کو اسنے اوٹھایا اور جو مستعدی اسنے اول ہی اول اپنے ارادہ مین دکھائی مرتے دم تک اسکی وہ ہی کیفیت رہی بلکہ جون جون اسکی عمر بڑہتی گئی اور وہ اپنے ارادوں کو کامیابی کا لباس پہنانے مین مضبوط ہوتا گیا اسکا زبردست استقلال اسکی کامیابی کا سچا سبب تھا" لطف تو یہہ ہے کہ دشمن بھی بول اوٹھے اور نہین دوست تو تعریف ہی کیا کرتے ہین آپ کی جتنی خواہشین تہین وہ سب غایت پر مبنی تہین۔ یعنے آپ کی کوئی غرض اپنے کسی کام مین

منحصر نہ تہی - جو کام آپ کرتے تہے اسمین دوسرون کا فائدہ مقصود تہا اور کیون نہوتا جب آپ بہیجے ہی عالم کو نجات دینے کے لئے گئے تہے - انسانی کام ہمیشہ غرض پر مبنی ہوتے ہین اپنے اگر وہ کسی کے ساتہہ سلوک بہی کریگا تو اپنا فائدہ اس سے زیادہ پہلے سوچلیگا مگر مرحبا اس سب سے بہتر اور عالم کی رحمت ذات پر جسنے صدہا کو شہنشاہ بنادیا اور آپ وہ ہی کا وہ ہی رہا - وہی ایک بوریا اور ایک تنہ ہی اور ایک کمبل - سیکڑون کو نصف دنیا کا مالک کردیا اور آپ اپنے چوتہے سے کہجور کی چہال کے حجرہ ہی مین رہنا پسند کیا - کرورہا روپیہ لاکہون کو بخشدیا لیکن آپ ان ہی چند ٹکون کے مالک ہے جن سے بمشکل ایک وقت کی روٹی مہیا ہو سکتی تہی -

ان برگزیدہ صفات نے آخر کار دشمنون سے بہی یہ کہلوا دیا تو بیشک عالم کی رحمت ہے اور خدا کا برحق نبی ہے اور ہمارا نجات دہندہ ہے - ایک پکا چہٹا ملحد جو خدا کو بہی مخلوق کہتا ہے اور انسان کو اسکا خالق ٹہراتا ہے آنحضرت کی نسبت یہہ لکہتا ہے - اس صحرا نشین شخص مین صرف سیر چشمی اور صفاء باطنی اور رفیع نظری ہی نہ تہی بلکہ اور بات یہہ تہی کہ وہ نہایت سنجیدہ تہا اور راہین سے تہا کہ جسکا شعار متانت ہے اور جن کو نیچر نے گویا اپنے ہی ہاتہہ سے بنایا ہے (دیکہو ٹامس کارلائل صاحب کی کتاب جلد ۶ صفحہ ۲۲۵) اسی عرصہ مین حضرت ابوطالب کو تجارت مین کچہہ ٹوٹا آیا - ابوطالب کی تجارت کو ناصی وسعت حاصل ہو گئی تہی آپ اپنے دادا کی طرح شام اور یمن مین بڑی تجارت کرتے اور اپنا مال بحری راستہ سے دمشق اور شام کے دوسرے شہرون مین لیجاتے حجاز کی کہجورین یمن کے عطر اور اسکے بدلے مین قسطنطنیہ کی چیزین لاتے اور ان ممالک مین فروخت کرتے - کچہہ تجارت مین ٹوٹا پڑا اور کچہہ کال نے رہا سہا تمنت نکال لیا - یہانتک آپ کی یہہ کیفیت ہوئی کہ اپنی اولاد کو سنبہالنا مشکل پڑ گیا - یہہ دیکہکر آنحضرت نے فوراً مدد کرنی چاہی اور ان گونا گون احسانون کا کچہہ اور کسیقدر معاوضہ دینا چاہا جو حضرت ابوطالب نے آپکے ساتہہ کئے تہے - آپ نے ابوطالب کے بیٹون مین سے حضرت علی کو اپنی سرپرستی مین لیلیا اور ان کو تعلیم دلوانی شروع کی مکہ مین آنحضرت اور عباس ابوطالب کے بہائی گویا دولتمندون مین سے تہے ایک لڑکا سرپرستی کے لئے حضرت عباس نے لیلیا اور یون ابوطالب کو اپنے کنبہ کی پرورش سے کسیقدر سبکدوش کیا -

آنحضرت کی سرپرستی مین حضرت علی آئے حضرت عباس کی سرپرستی مین جعفر آئے اور تیسرا لڑکا عاقل اپنے باپ کے ساتہہ رہا - آنحضرت کے بچپن ہی مین سب اولاد نرینہ فوت ہو چکی تہی اسلئے حضرت علی کو آپ نے بچون کی طرح پرورش کیا - اور حضرت علی سے آپ کی ڈہارس بندہی تہی ادہر حضرت علی کی اطاعت اور اپنے چچازاد بہائی کی فرمانبرداری اور ادہر محمدؐ کا عالمگیر خلق

ف دیکہو تاریخ طبری جلد ۲ صفحہ ۳۹۶ - ابن الاثیر جلد دو صفحہ ۴۲ - ابن ہشام صفحہ ۱۰۹ -

ربط و ضبط الفت و محبت کا نمونہ دکہارہا تہا۔ جسقدر آنحضرت حضرت علی سے محبت کرتے تہے اوسیقدر علی اطاعت مین سرگرم تہے ایک اطاعت اور خلق ہی ایسی چیز ہے کہ جو غیر کو بہی اپنا بنا لیتا ہے۔ آخر اس اطاعت اور فرمانبرداری کا یہہ نتیجہ نکلا کہ آنحضرت نے اپنی پیاری بیٹی فاطمہ کی حضرت علی سے شادی کردی۔ اس شادی نے گویا ہمیشہ کے لئے باہمی طرفین کی محبت کو خوب مضبوط کردیا یہہ رشتہ کی محبت گویا خانگی محبت تہی لیکن اسلامی محبت مین سب کا درجہ برابر تہا۔ اور رسول کا وہ ہی زیادہ پیارا تہا کہ جسنے خدا کے احکام کی پوری بجاآوری کی اور ہمیشہ اشاعت دین مین زیادہ کوشش کی۔ اسلام مین اسلئے نہ خاندان کی خصوصیت ہے نہ قوم و ملک کی حاجت ہے ہان اگر ضرورت ہے تو صرف نیک اعمال کی۔

جابر قومون اور ملکون کی طرح یہہ بات نہین ہے کہ اپنے ہی کنبہ یا قوم کو حقوق بخشے جائین اور دوسرے ملک کا خواہ کیسا فرمانبردار کیون نہون جب بہی وہ حقوق ندیئے جائین۔ اگر ایک شخص چینی ہے اور وہ نیک اعمال مسلمان ہے اور ارکان دین کا پابند ہے اوس عرب ملی سے لاکہہ درجہ بہتر ہے کہ جو کعبہ کا مجاور ہے اور شریف مکہ کا بیٹا پوتا ہے یا قوم قریش مین سے ہے مگر بداعمال ہے جو حقوق کہ ایک عربی کو حاصل ہین اسلامی ملکی اصول مین وہ ہی حقوق ایک عجمی کو حاصل ہین۔

آنحضرت نے اپنے رحم اور خداترسی کی اور بہی اسی عرصہ مین ایک مثال دی اور وہ یہہ تہی کہ ایک نوجوان عرب زید نامی حارث کا بیٹا مکہ مین غلامون کے زمرہ مین قید ہوکر آیا۔ اسکو بداندیش اور دشمن قریش قید کرکے لائے تہے بی بی خدیجہ کے بہتیجہ نے اسکو خرید کر اپنی پہوپی کی خدمت مین پیش کیا۔ بی بی خدیجہ نے آنحضرت کو بطور تحفہ کے زید کو دیا۔ آنحضرت نے زید کو فوراً آزاد کردیا۔ اور کہا اے نوجوان تو آزاد ہے جا ہے یہان جا اور جاہے یہان رہ تو کسی کا مقید نہین ہے کوئی تجہسے اب نگاہ نہین ملا سکتا آپکے اس رحم اور خداترسی نے اس نوجوان عرب پر یہانتک اثر کیا کہ وہ آپکا دل حلقہ بگوش ہوگیا اور اسکا مفتوح قلب زندگی بہر آپکا مطیع ہی بنا رہا۔ اسکے ماں باپ اور قوم کے چند آدمی لینے کے لئے آئے لیکن وہ نہین گیا اور اپنے باپ سے کہا کہ مجہے ایسا مہربان آقا اگر چراغ لیکر بہی ڈہونڈو نگا جب بہی نہین مل سکیگا۔

شاید بعض عقول غلام آزاد کردینا کچہہ بات نہ خیال کرین اور اس بخشش کو وہ معمولی سخاوت سمجہین مگر جنہون نے تاریخ عرب دیکہی ہے وہ جانتے ہین کہ اس زمانہ مین صرف شریف غلام کے حاصل کرنے پر عرب اپنی لعل سی جانین تصدق کردیتے تہے اور ایک ایک غلام دس دس بیس بیس ہزار ریال کو خریدتے تہے وہ بہی نہین ملتا تہا۔ غلام کا آزاد کرنا اس زمانہ مین بڑی بہاری بخشش تہی اور غلام بہی شریف غلام۔ محمد عربی کے اس بیمثل رحم سے مکہ مین ایک روحی تحریک پہیل گئی اور مخالف بہی آپکے رحم و اخلاق کے قائل ہوگئے۔ آپکی یہہ بیگانہ عادتین خود بخود دلون کو مفتوح بناتی جاتی تہین اور مخالفین کے قلوب از خود مائل ہورہے تہے۔

اس امتحان اور آزمایش مین پندرہ برس گذر گئے ان برسون مین آنحضرت کو اکثر دلگیری حاصل ہوتی رہی لیکن یہہ ہی ہمدردی جو مخلوق کی طرف سے آپکے دل مین پیدا ہوئی تھی ترقی کرتی رہی - اور آپ صبر اور بردباری سے ان غمون اور دلگیریون کو سہتے رہے جوان پندرہ برس مین وقتاً فوقتاً آپ پر پڑتے گئے آپ ان تکالیف کو مخلوق کی ریفارم کی آرزو پر سہتے تھے اور اس سے دلچسپی لیتے تھے -

آپکا ملک آپ کی آنکھون کے آگے کس ابتری کی حالت مین پڑا ہوا تھا - رات دن کے بے بنیاد فساد اور آپس مین بیگناہ جانون کا قبل از وقت ضائع ہونا - وحشت کو بہرحال عزیز جاننا - اپنی زندگی بداخلاقی اور بداعمالی کی دہوان دار تاریک کہائی مین بسر کرنا - اور خدائی گوناگون برکتون سے محروم رہنے کی عادتین ایسی غضب تھین کہ جو محمدؐ عربی کے دل مین کہٹک رہی تھین اور آپ ان صحرائی نیکیون کا عالمگیر عمل ملاحظہ کر رہے تھے کہ جو اور بہی رہا سہا قوم انسان کو تباہ برباد کئے دیتا تہا -

ان باتون کی سچی فطرۃ کا اندازہ وہ ہی شخص کر سکتا ہے کہ جسکو قدرت سے ممتاز عقل کا حصہ ملا ہے اور جسکی شباب زندگی وحشیون مین گزری ہے اور کبہی کبہی اس حالت مین اسکو اصلاح کا خیال بہی آچکا ہے ایسا شخص سمجہیگا کہ کتنے بڑے عالی ظرف شخص کا کام ہے اور ایسی وحشت کی تاریکی مین شایستگی کا نور چمکانا انتظام کسقدر نا ممکن الوقوع معلوم ہوتا ہے - جو تکلیفین گذرتی ہین وہ ہی مصلح نفس سہتا ہے کبہی وہ اپنی کوششونکو کامیاب دیکہکر خوش ہو جاتا ہے اور کبہی اپنی سعی کے حلیلہ مین ناکامی دیکہکر بسورنے لگتا ہے - کامیابی کی خوشی اسکے دل پر ایک عارضی اثر کرتی ہے اور ناکامی کا صدمہ دل مین ایسی جگہہ پکڑ لیتا ہے کہ پہر کبہی نہین نکلتا - وہ اپنی آپ ہی آپ ڈہارس بندہوا تا ہے اور اپنا آپ ہی اطمینان کرتا ہے - ناکامیابی اسکو گہیرے رہتی ہین اور کامیابیان جون جون وہ آگے بڑہتا ہے پرے سرکتی جاتی ہین اور دور دور علیحدہ علیحدہ چلتی ہین - یہہ تو معمولی ریفارمر کا ذکر ہے کہ صرف حضرت موسیٰ یا عیسےٰ کی طرح اپنی ہی قوم کی اصلاح پر لانے کی کوشش کرنے مگر محمدؐ عربی پر خیال کرنا چاہیے جو تمام دنیا کی اصلاح کرنے کے لئے پیدا ہوئے تھے ان کا ظرف کیسا عالی ظرف تہا جسکی نسبت ایک اشارہ خداوند نے بہی اپنے کلام مین کیا ہے اور وہ یہہ ہے کہ اگر ہم اپنی امانت پہاڑون کو دیتے یا اپنا کلام ان پر بہیجتے تو وہ کرچی کرچی ہو جاتے -

یہہ اشارہ صرف اس ہی ریفارم کا بوجہہ اوٹہانے سے ہے جسکا ذکر ہم نے اوپر کیا ہے کوئی شخص چاہیے جیسا فاضل ہو کوئی معمولی کام بہی نہین کر سکتا جب تک اس مین مشورہ نکرے مگر جس مقدس ذات نے اتنے بڑے فرض کی انجام دہی کے لئے نہ کسی کی مرضی پوچہی اور نہ کسی سے مشورہ لیا جو کچہہ کیا اپنے بہروسہ پہ کیا پہر بہلا عام انسانون اور نبیون مین اسکا امتیاز بہ درجہ کیون نہ قایم کیا جائیگا اور وہ تمام جہان کے انبیا علیہم السلام اور حکماء سے کیون نہ افضل ہوگا اور ایسی صفتون پر سوائے اس کے خیر البشر کا لقب درست صادق آئیگا اور یہہ مصرع سوائے اس بابرکت ذات کے اور کس پر عاید کیا جائیگا -

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

آپ کا دور شام تشریف لیجانا بار بار آپ کی آنکھوں کے آگے اخلاق اور تمدنی پامالی اور خرابی کا ناگفتنی نظارہ کا نقشہ کھینچتا تھا۔ باہم حریفوں نے ایک دوسرے کے عقائد اور مذہب کا چلنا دوبھر کر نا شروع کر دیا تھا حقیقت کی راہ تو سب بھول گئے تھے ادھر ادھر رستوں میں بھٹکنے لگے تھے جسکا انجام کفر و الحاد پر ہوتا تھا خدا کو چھوڑ ان کے ہاں لکڑی کی تپلیوں اور پتھر کے کھلونوں کی پرستش ہونے لگی تھی ان کی اس قابل اصلاح حالت نے اپنے کو حجاز کی چار دیواری ہی میں مقید نہ رہنے دیا بلکہ عرب کے نامور شہروں پر بھی اسکا زہریلا اثر پڑنے لگا تھا۔ ان کی تلخی کی بھری ہوئی باتیں اور پھر ان کا سمی اثر بیرحمی اور قصائی پنے سے انسانی کھیتی کو روندے ڈالتا تھا۔

یہہ نظارہ جسقدر خوفناک تھا اسیقدر مایوسی اور دل شکن مایوسی دیرہا تھا۔ ہاتھوں کے طوطے رسے جاتے تھے اور جان الگ ڈھلی جاتی تھی۔ لیکن محمد عربی کے صبر و شکیبائی کی وہی حالت تھی بلکہ جوں جوں آپ یہہ یہہ صورتیں ملاحظہ کرتے اور بھی نئی نئی ریفارم کی امیدوں کے دریا آپ کی مبارک طبع میں موجزن ہوتے وہاں لوگوں کی یہہ کیفیت تھی اور یہاں محمد عربی کا استغراق فطرۃ اور اسکے پیچیدہ مسائل کی طرف ہوتا تھا آپ کی سوح بلند پروازی کر رہی تھی اور مخلوق کے نعم پیچیدہ بھیدوں سلجھا رہی تھی جس سے آپ موت و زندگی کے خوفناک بھنور کی ماہیت اور کیفیت اُبھار رہے تھے۔ نیکی اور بدی کی بھول بھلیوں کی گلگشت کر رہے تھے تاکہ ان سب میں سے وہ باتیں پیدا ہوں کہ جو ایک عالم نجات کی راہ پر لائیں۔ موت کی راہ صاف ہو جائے اور زندگی کا بھنور مٹ جائے۔ نیکی کی راہ روشن اور صاف ہو اور بدی کی بھول بھلیاں مٹا دی جائے اور اسکی اینٹ سے اینٹ بجادی جائے۔

اس حالت میں چند نفس جنہیں حق کی تلاش تھی وہ اپنی قوم کی بداعمالی سے تنگ آ کر ادھر ادھر بھٹک رہے تھے اور انہیں ایسے آرام کی جگہہ کی تلاش تھی کہ جو انہیں حال اور آیندہ کا کامل اطمینان دلادے اب تک انہیں دوامی آسائش اور محقق شادمانی نہ ملی تھی ــــ آخر عالم کا نصیبہ جاگا اور خدا نے اپنا سابق وعدہ پورا کیا یعنے محمد کو نبوت ملنے کے دن آئے۔ شادی کی بعد سے آنحضرت کا قاعدہ تھا کہ کبھی کبھی آپ کئی کئی دنوں کے ساتھ غار حرا میں

چار آدمی زید بن نوفل بی بی خدیجہ کا چچازاد بھائی۔ عبید اللہ۔ عثمان اپنا اپنا بت پرستی کا مذہب چھوڑ کر اس تلاش میں سرگرم ہوئے کہ دین حق کا پتہ لگ جائے انمیں سب سے زیادہ سرگرم زید تھا نبوت کا ڈپلومہ ملنے سے پہلے زید تو مر گئے اسکی بت پرستی سے بیزار کیا دی۔ جب زید کے مرنے کے بعد زید کے بھائی نے آنحضرت سے عرض کیا کہ آپ اسپر خدا کی رحمت نازل ہونے کی دعا کریں تو آپ نے فوراً وہ دعا مانگی جو اپنے واداکے لئے نہ مانگی تھی جسنے بت پرستی میں جان دی۔ ابن ہشام صفحہ ۱۴۵۔

اب اسکو روشنی کا پہاڑ کہتے ہیں ابن ہشام ابن الاطیر اور ابو الفدا نے تو یہہ لکھا ہے کہ یہاں رمضان کے مہینہ میں آپ بیٹھکر عبادت کرتے تھے بھوکوں کو کھانا کھلاتے تھے اور قابل امداد اشخاص کی مدد کرتے تھے۔ مگر طبری لکھتا ہے کہ آپ رجب کے مہینہ میں بیٹھا کرتے اور عبادت کرتے اور مصنفین مثلاً احمد بن یونس ... [illegible] ... رمضان ... [illegible] ... کھانے دیتے تھے جن کی مدد ... [illegible]

تشریف لیجایا کرتے تھے یہہ جگہہ ایک ویران گھاٹی کے قریب قایم ہے نہ یہان سایہ دار درخت ہین نکوئی چشمہ ہے اور نہ کوئی آفتاب کی برہنہ کرنون سے پناہ کی جگہہ ہے۔ الواقدی اپنی کتاب سیر واقدی کے صفحہ ۸۲ مین لکھتا ہے آنحضرت اکثر اس زمانہ مین مغموم رہا کرتے تھے اور یہہ مغموم یا متفکر رہنا آپ کا خلقی تہا تفکر مند رہتے تھے آپکو کبھی آرام نہ تہا بغیر ضرورت کے کبھی کسی سے کلام نہ کرتے تھے اکثر آپکا وقت خاموشی مین گزرتا تہا۔ آپ اگر بات بہی کرتے تھے تو بہت آہستہ آہستہ آپ فقرے چہوٹے چہوٹے فرماتے تھے مگر ان مین مطالب بڑے بڑے ادا کر جاتے تھے ان فقرون مین نہ زیادہ الفاظ ہوتے تھے نہ کم۔ یہہ مغمومی اور متفکری صرف اس عظیم الشان کام کی انجام دہی کے لیئے تہی کہ جسکو آپ ہی کی ہمت کر سکتی تہی اور اس کا بوجھہ اٹھا سکتی تہی۔ آپ یہان تمام شب عمیق تر خیالات مین مستغرق رہے اور اس خدائے واحد کی حضوری مین اپنا وقت گزارا کہ جو دکہائی نہین دیتا لیکن سب جگہہ ہے جسکی رحمت کے ماتحت تمام جہانون پر پہیلے ہوئے ہین جسکی برکت سے ساوی کرہون کی صورت نظر آتی ہے اور ان کی ہستی قایم ہے اسکی بادشاہت جیسے اس دنیا مین مسلم ہے ایسی ہی اور عالمون مین بہی جو اس سے بہی لاکہون حصہ زیادہ بڑے ہین تسلیم شدہ ہے یکایک غیرت حق کو حرکت ہوئی وحدت کا دریا امڈا اور جوش ربانی کا جام چہلکا۔ یعنے ایک آواز ان چیزون مین سے نکلتی ہوئی معلوم ہوئی جو آپکے گرد تہین اور وہ آواز یہ تہی خدا نے اپنا وعدہ پورا کیا جسکو عالم کی ہدایت کے لیئے منتخب کیا۔

آوازون کا آنا جو چٹانون اور ٹیلون مین سے نکل رہی تہین اور فرشتون کا آنا یہہ کیا تہا صرف ان برگزیدہ صفات کا اثر تہا کہ جو آپ کی فطرت مین اول ہی روز سے آمیز ہوچکی تہین یقیناً حضرت جبرئیل آئے اور خدا کی وحی لاکر سنائی۔

ف یہہ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اسپر ایمان لائے لیکن وحی نازل ہونے کی نسبت مین ایک ایسا مضمون تحریر کرنا چاہتا ہون کہ جو معترضون کا بہی ایسا ہی اطمینان کردے کہ جیسا خدا اور نبی کے احکام مسلمانون کا اطمینان کر دیتے ہین۔ حالانکہ سمجھدار اور عاقل کے آگے یہہ کچھہ مشکلات نہین ہے وہ بخوبی اسے سمجھہ سکتا ہے لیکن اکثر کم عقل معترض کر بیٹھتے ہین اور پہر بعض وقت مسلمان انکا دلی اطمینان نہین کر سکتے۔ بعض دفعہ یہہ ہوتا ہے کہ مخالف سمجھہ تو گیا لیکن مغالطہ مین ڈالنے کے لیئے ضروری جانتا ہے تاکہ اس مسئلہ کے ماننے والے دھوکے مین پڑین اور اپنے اعتقادات مذہبی مین خام ہوجائین۔ یہہ روایت سب کے نزدیک مسلم ہے وحی نازل ہونے سے پہلے آپ چھہ مہینے متواتر خواب دیکہا کئے۔ آپ وحی نازل ہونے کے وقت اپنے چلہ مین لیٹے بیٹہے ہوتے عبادت کر رہے تہے آپنے سنا کوئی تیرا نام لیکر بلا رہا ہے یہہ سنکر آپنے سر مبارک باہر نکالا اسوقت آپ پر اسقدر بیہوشی طاری ہوئی کہ آپ پر رحمت بخش ہونے غلبہ کیا۔ جب آپکو ہوش آیا آپکے آگے ایک فرشتہ آدمی کی صورت مین نیکر آیا اور سامنے آپ کے ایک نورانی لوح رکہکر کہا پڑہو۔ آپنے فرمایا کہ مین پڑہنا نہین جانتا۔ پہر فرشتہ نے کہا کہ بسم اللہ پڑہو … اللہ کا نام … جسنے آدمی کو ایک قطرہ خون سے بنایا اور جسنے اللہ کا نام لیکر پڑہنا انسان کو قلم کا استعمال سکہایا اور جو اس کی روح مین علم کا فوارہ ڈال سکتا ہے آپکا دل اسی لحظہ روشن ہوگیا اور وہ نوشتہ با آسانی پڑہ لیا۔ پہر آپکو بہت گہبراہٹ ہونے لگی اور آپ جنگل کو دوڑ کر تشریف لیگئے یہان آپکو … آواز آنے لگی ہے محمد تو خدا کا نبی ہے اور مین جبرئیل فرشتہ ہون یہہ بہی نقل ہے کہ جب آپ پر وحی نازل ہوتی تہی خواہ کیسا ہی سرد دن ہو آپکی پیشانی پر پسینے کے قطرے نمودار ہوجاتے اور آپ پر بیہوشی طاری ہوجاتی تہی آپکا چہرہ متغیر ہوجایا کرتا تہا اور آپ بہت فکرمند دکہائی دینے لگتے تہے۔ بلکہ وحی نازل ہونیکے وقت اگر آپ اونٹ پر سوار ہوتے تہے تو اس اونٹ کی عجیب طرح کی حالت ہوجاتی کبہی وہ پچہلے سر نکیل زمین پر بیٹہجاتا تہا کبہی اٹہہ کہڑا ہوتا تہا اور کبہی اپنی ٹانگین پہیلانے لگتا تہا اور اسکی ایسی عجیب ہی حالت ہوتی تہی کہ وہ اپنی ٹانگون کو توڑ ڈالتا تہا۔ غرض حالت اصل مین وحی نازل ہونیکے وقت آپکی حالت … ہوجایا کرتی تہی۔
اس بیان … کے … خیالات اور اعتراضات کو بہی نقل کردیتا ہون اور پہر ان سب کا شافی جواب دیا جائیگا انشاءاللہ۔

اور وہی پیغام دیا کہ جو حضرت موسےٰ اور عیسےٰ کو دیا تھا پیغام کا بھیجنے والا اور لانے والا تو وہی تھا لیکن اسکے پیغام میں کچھ ترمیم ہو گئی تھی اور ڈہنگ بدل گیا تھا۔

ایک مسیحی مصنف لکھتا ہے کہ عموماً بڑی بڑی عقلمند مرد و عورت کو ایسے وہم اکثر پیدا ہوتے ہیں یعنے جب وہ کسی چیز کا خیال کرتے ہیں اور انکے دماغ میں یہ جچنے لگتا ہے کہ ہم کوئی چیز میں یہی خیال پکتے پکتے قوت واہمہ ایسی قوی ہو جاتی ہے کہ شکلیں نظر آنے لگتی ہیں اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ مجسم صورتیں کھڑی ہوئی وہی باتیں کہہ رہی ہیں کہ جنکا خیال انکے دل میں گذرتا ہے۔ اور یہ باتیں روزمرہ دیکھنے میں آتی ہیں۔ کہ جب ہم کسی اندھیرے جنگل میں جا رہے ہوں اور وہمیں جن بہوت بلا کا خیال آوے تو فوراً سامنے کے ٹیلے چٹان اور درخت جن معلوم ہونے لگتے ہیں اور یہ دکھائی دیتا ہے کہ وہ حملہ کرنے کیلئے آگے بڑھ رہے ہیں عنقریب ہم کو کھا جائینگے۔ حالانکہ یہ نرا وہم و گمان ہی ہے کچھ بھی نہیں ہوتا نظر سب کچھ آجاتا ہے۔

پھر وہی مصنف قیصر روم کے ہمزاد کی حکایت لکھتا ہے۔ اور وہ یہ ہے پیشتر اسکے کہ بروٹس ایشیا سے روانہ ہو ایکدن آدہی رات کے خیمہ میں بیٹھا ہوا تھا خیمہ میں وہ تنہا تھا نوکروں چاکروں کو اسنے خیمہ میں سے باہر نکال دیا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ اگر میرے دوست میرے پاس بیٹھینگے تو مجھے میرے معاملات میں فکر نکرنے دینگے۔ کرسی پر بیٹھا ہوا ادہر ادہر کی باتیں سوچ رہا تھا ایک شمع دہندلی اسکے خیمہ میں جل رہی تہی خیالات مگر وہ خیالات کی بہار اسکے دماغ پر ہو رہی تہی دل جو پہلے ہی سے خونی تفکرات سے چور ہو گیا تھا اسنے تکلیف دہ خیالات سے اور بہی اسے اپنی مٹہی میں دبا لیا تھا۔ اسپر تمام سلطنت کا بار پڑا ہوا تھا وہ جانتا تھا کہ دنیا میں کوئی میرا دوست نہیں ہے پھر بہی اس تصور سے اسکی امید ٹوٹی کیونکہ ایشیا اور یورپ کا بادشاہ بننے آرہا تھا ان عمیق تر خیالات میں وہ مستغرق تہا کہ یکایک وہ چونکا اور دیکھا کہ اپنے پہلو میں ایک مہیب صورت کھڑی دیکھی جسنے اسے دہلا دیا اور اسکی گھگی بندھ گئی دوسری حکایت ایک کروؤ ڈم نامی شخص کی بیان ہوئی ہے جب وہ تمام نا امیدیوں اور مایوسیوں کا شکار ہو چکا تھا اور طرح طرح کی ناکامیوں نے اسکو احاطہ کر رکھا تھا وہ بستر پر بیچینی سے کروٹیں بدل رہا تھا کہ یکایک اسنے ایک شخص اپنے پاس کھڑا ہوا دیکھا جو باواز بلند یہ کہہ رہا ہے کہ تو تمام انگلستان میں حکومت حاصل کریگا اور تیری دہاک انگلینڈ میں بندہ جائیگی ہمت نہ ہار اپنی کوششوں میں کامیاب ہوگا۔ تیسری ایک شخص مولی توبش[۲] کی حکایت ہے جو اوپر بہی لکھی گئی ہے مولی توبش سارا گوسا میں پیدا ہوا تھا اور ہسپانیہ کا باشندہ تھا۔ اسنے ایک کتاب گوہٹن ازم لکھی ہے اس کتاب میں اسنے یہ لکھا ہے کہ ہر شخص بشرطیکہ مستقل مزاج ہو الہام ربانی کا مستحق ہو جاتا ہے اور اگر وہ ذرا بہی اپنی کوششوں میں مضبوط ہو تو اسے غیبی بشارتیں ملنے لگینگی اور وہ بشارتیں صرف اس کا خیال ہی خیال ہے۔

مسٹر میڈن کاٹن اور فیلن صاحب پادری کلانڈ کیمبری نے ایک کتاب ہادی روح نامی لکھی ہے اونہوں نے اس امر کو بہت ذور دیکر لکھا ہے آدمی کو خاموشی چاہیے اور ہر کام میں صبر و تحمل کرنا زیبا ہے کیونکہ اگر وہ ایسا نکریگا تو اس کی روحانی ترقی رک جائیگی اور روحانی قوت ضائع ہونے کے بعد یہ محض ناممکن ہے کہ وہ انسان کہلائے جانے کا مستحق ہو۔ روحانی قوت حاصل کرنے کیلئے اسے چاہیے کہ وہ اپنے خیالات کو ظاہری چیزوں سے باز رکھے اور جب وہ اسطرح اپنے خیالات پر قادر ہو جائیگا تو اسے الہامات ہونے لگینگے اور اسکی دونو قوتیں یعنے عقل و حواس خدا کی ذات میں مستغرق ہو جائینگے۔

---

۱ تامس پین صاحب اپنی کتاب اصل نبوت کی جلد ۳ صفحہ ۳۸۴ میں لکھتے ہیں۔

۲ مولی توبش جب ان باتوں پہ بحث کی کہ جنسے اسکی ذات معرا تہی تو راسخ الاعتقاد مسیحیوں کو اسپر غصہ آیا سبب اسکے جا کر دریافت کہ جو کچھ تو کہتا ہے تو ہی ان باتوں کو دکھا سکتا ہے یہاں سوائے زبانی باتونکی اور کچھ نہ تہا۔ آخر ۱۶۸۵ء میں قید ہو گیا وہ جنون اسکے دماغ میں رنگ لا رہا تہا پھر اسسے دریافت کیا گیا پھر اسنے اپنی وہی ام کہانی گائی آخر ۱۶۸۶ء میں حکم الحبس کر دیا گیا ۱۶۹۶ء میں قید ہی کی حالت میں مرگیا گویا ہیں اسکے جنون کا خاتمہ ہو گیا۔

ترمیم تو یہہ ہوئی تہی کہ خاص قوم کی ہدایت سے عام ہو گئی تہی اپنے اور پیغمبر خاص قوم اور خاص ہدایت کیلئے مبعوث ہوئے تہے اور ہمارے نبی عالم کی رحمت بناکر بہیجے گئے

چوتہی حکایت پہر ایک میڈم ڈمی گاٹن نامی کی بیان ہوئی ہے یہہ خاتون سنہ ۱۷۵۰ء میں ڈیونشائر میں پیدا ہوئی۔ اس عورت نے یہہ مشہور کیا تہا کہ میرے پاس خدا کا فرشتہ آتا ہے۔ اور وہ لوگوں کو دکہاتی تہی کہ آسمان سے یہہ فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ جی یون صفا۔ اور میڈم ڈی میں دو مرد و عورت اسکے معتقد ہو گئے اور ان دونوں نے عوام میں یہہ بات پہیلائی چاہی کہ یہہ عورت نبی ہے۔ اسنے تمام لوگوں میں ایک آفت برپا کردی اور سینکڑوں اسنے الاعتقاد اسکے دشمن ہو گئے آخر اسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ فوراً جیل خانہ پہونچائی گئی چہہ برس قید خانہ میں رہی پہر سبٹ نامی ایک انگریز نے اسکی مخبری کی کہ یہہ پوشیدہ پوشیدہ قید خانہ سے اپنے معتقدین کو لکہہ لکہکر بہیجتی ہے عنقریب بغاوت پہیل جائیگی اور لاکہوں آدمی قتل ہو جاوینگے حالانکہ یہہ محض غلط مخبری تہی اصل میں سبٹ نامی شخص اسسے ناجائز طور سے شادی کرنا چاہتا تہا وہ چند شرطیں پیش کرتی تہی لیکن یہ شخص منظور نکرتا تہا اسلئے اسنے دشمنی سے مخبری کردی اس مخبری کا نتیجہ یہہ ہوا کہ قصبہ شرائی ریہ میں جو وہاں کالا پانی تہا عمر بہر کی قید کر دیگئی یہہ قصبہ بلوائی کے نزدیک ہے یہاں یہہ بیچاری مر گئی تہی دنون کے بعد یہہ مشہور ہوا کہ وہ دیوانی تہی اسلئے کہ اسکی نانی بہی مجنونہ تہی ــ

پانچوین حکایت سوئیڈن نامی شخص کی مسیحی مورخ بیان کرتے ہیں کہ سنہ ۱۶۸۸ء میں سیوک ہال میں پیدا ہوا یہہ بہت بڑا فاضل اور ادیب تہا اور اپنے علم و فضل کے سبب تمام یورپ میں مشہور ہو گیا فلسفہ میں اسے بڑا دخل تہا اور یہہ ہمیشہ اپنے خانگی کاموں میں بہی منطق و فلسفہ ہی برتا کرتا تہا علم و فضل کی یہانتک نوبت پہونچی اور اسکے دماغ میں ایسے خیالات پکے کہ وہ یکایک یہ خیال کرنے لگا کہ میں انگلستان کی ریفارم کیلئے بہیجا گیا ہوں اور پہر اسنے بیان کیا کہ میں نے ایک فرشتہ دیکہا جسنے مجہسے کہا کہ تو اپنے ناکامل علم کی تکمیل چہوڑ دے اور اپنی ہمت کو اس نئے مفوضہ کام میں صرف کر اسنے خیال کیا کہ میں فرشتوں ہی سے باتیں نہیں کرتا بلکہ آسمان پر فرشتوں کے ساتہہ رہتا ہوں اور تمام چیزوں کو روحانی دنیا میں دیکہتا ہوں گویا کہ میں بہی ایک فرشتہ ہوں ــ

دن کو میں اس دنیا میں رہتا ہوں اور شب کو آسمان پر چلا جاتا ہوں اور تمام دوزخ و بہشت کی سیر کرتا ہوں فرشتے با ادب میرے سامنے کہڑے ہوتے ہیں میں انپر رحمت بہیجتا ہوں اور وہ مجہے برکت دیتے ہیں۔ اپنے ان ہی خیالات کی ادہیڑبن میں سنہ ۱۷۷۲ء میں اسکا انتقال ہو گیا ــ

چہٹی حکایت اور بہی مسیحی مورخ زور دیکر بیان کرتے ہیں اور وہ میڈم کرڈنر کی حکایت ہے سنہ ۱۷۶۴ء میں پیدا ہوئی۔ یہہ عورت دراصل خانگی تہی اور اس کی بدوضعی کی دہوم تمام مسیحی شہروں میں مچ رہی تہی پہر اس خاتون نے کہتے ہیں کہ اپنی یہ بدوضعی چہوڑ دی اور وہ ریاضت و عبادت میں مصروف ہوئی اسکی عزلت نشینی اور عبادت نے اسکے دماغ میں ایک ایسی صورت پیدا کردی کہ آخر اسے یہہ معلوم ہونے لگا کہ میرے پاس خدا کا فرشتہ آتا ہے اور وہ یہہ کہتا ہے کہ تو مذہب عیسائی کی درستی کر۔ اس بات نے اس عورت کی دہوم مچادی اور سنہ ۱۸۱۵ء میں سکندر اول شہنشاہ روس اسکا معتقد ہو گیا رفتہ رفتہ سکندر کو کرشمے دکہاتی تہی اور اسے معلوم ہوتا تہا کہ خدا کے فرشتے آسمان سے اتر رہے ہیں ــ

اس قسم کی بہت سی حکایتیں مسیحی مورخ اپنے دعوے کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں ان کا دعوی یہہ ہے کہ جب خیالات پک جاتے ہیں تو اس قسم کے وہم مجسم ہیئت میں جلوہ دینے لگتے ہیں کہ کوئی شخص اپنے ہی خیالات کی تائید کرتا ہوا دکہائی دیتا ہے حالانکہ اس کا وہ نرا وہم و گمان ہی ہوتا ہے ــ

اگر ایک ایسا شخص جسکو فطرۃ سے عقل کا ذرا بہی حصہ ملا ہے وہ ان حکایات کو ایسا ہی لغو اور بے بنیاد

ڈہنگ یہہ بدلا تہا کہ وحی لکہی ہوئی دکہائی گئی تہی۔ مدت کے جوشوں اور ربانی محبت کے ولولوں نے آخر یہانتک نوبت پہونچی کہ نبوت کا تمغہ آپکو دیا گیا۔ ابن الطہر اپنی کتاب صفحہ ۴۴ مین لکہتا ہے کہ

خیال کریگا جیسے کہ در اصل وہ ہین ان مجنونانہ خیالات اور دیوانہ پن کی پہر نبوت سے نبوت کو کیا تعلق اگر ہم [illegible] بہی تسلیم کرلین کہ یہہ حکایتین صحیح ہین تو پہر بہی نبوت اور وحی نازل ہونے سے اسکو کیا علاقہ اسکی بعینہ یہی مثال ہے کہ ایک شخص کا نام سلطان ہے لیکن در اصل اسے رہنے کو جہونپڑہ بہی نہین ملتا اور ایک اصلی سلطان ہے تو کیا اس شخص سے انکے جسکا نام سلطان ہے اور جر جوتیان چٹخاتا پہرتا ہے اصلی سلطان سے نسبت دیسکتے ہین یا اسے سلطان ثانی کہسکتے ہین یا اس سلطان کے افعال اصلی سلطان کے مطابقت کہا سکتے ہین کیا یہہ ممکن ہے کہ ہم اصلی سلطان کی طرز معاشرت کو اسکے ہمنام سے مساوات کرکے جانچ کرسکتے ہین اگر آج میرا دماغ الٹ جائے یا مین جان کر یہہ کہنے لگون کہ مین نبی ہون مجہپر وحی نازل ہوتی ہے تو کیا اس سے اصلی نبیون اور انپر وحی نازل ہونے کی تردید ہوجائیگی یقیناً یہی جواب دیا جائیگا کہ کبہی نہین اگر ایک شخص نبی کو چہوڑ کر خدائی کا دعوے کرے تو کوئی اسکا منہہ بند کرنے والا تو ہوگا نہین جو کچہ اسکے جی مین آئیگا ہانکیگا مگر اسکا بیہودہ بکنا تقدس ذات باری کو دہبہ نہین لگاسکتا اور نہ مثل ٹہر اسکتا ہے۔ قیصر روم ایکدفعہ شاہ ایران نے اپنے کتے کا نام رکہا تہا اس سے کیا کتے اور قیصر روم سے کچہہ مناسبت ہوگئی یا قیصر کی وقعت گہٹ گئی۔ گلیدہ ستون ظاہر ہین ایک گہر کا نام ہے کیا یہ اصلی گلیدہ ستون اور [illegible] مقابلہ مین رکہسکتے ہین یا گلیدہ ستون کی اس سے کچہہ وقعت یا عزت کم ہوسکتی ہے کبہی نہین۔ یہہ تو یہ شخصون کی حکایتین بیان ہوئی ہین اگر میرے خیال مین دیوانہ کا ایک ایک شخص یہہ دعوے کرے کہ مین نبی ہون تو یہی کہتا۔ ولی اصلی نبوت اور وحی کے نازل ہونے مین کیا [illegible] فرق نہین پڑنے کا۔ مخالفت اور معتقدین نے اندہے ہوکر دیا ہے جو کچہ [illegible] کہدیا جائے اور [illegible] جیسے [illegible] بنیاد ہی باتین [illegible] سکا کچہ اثر نہین ہوا [illegible] عقلا کی نگاہ ہوت ہین نری لغو اور بیہودہ بات ہوتی ہین جن مین [illegible] اصل مجنونون کے خیلکی حکایتین بیان ہوگی ہین [illegible] کوئی پیغام کی کوئی الہامی کتاب پیغمبر کی مرنے کے بعد ہی انکے معتقدین نے کہہ [illegible] حضرت اسلام کی مخالفت [illegible] جو جی چاہا بکا اور جو چاہا لکہدیا۔

اسکے بعد مین [illegible] احمد خانصاحب بہادر کے [illegible] کی تفسیر قرآن مجید جلد اول صفحہ ۴۰ سے نبوت اور نبی کی حقیقت [illegible] اور بعد ازان اسپر ریمارک کرکے خود بہی نبوت نبی اور فرشتہ کی بابت تحریر کرونگا۔ سید صاحب بالقابہ اپنی تفسیر [illegible] (...) وحی وہی ہوتی ہے جو قصداً پیغمبر کردی جاتی ہے مگر اگلے مفسرین نے حکایات کو دکہیون کردی جاتی ہے ٹہیک طور سے نہین کہا انہون نے [illegible] رسول کو دنیا کے بادشاہ اور وزیر کے مانند اور وحی کو بادشاہ کے کلام یا حکم یا پیغام کے مانند سمجہا ہے اور جبرئیل کو ایک شخص فرشتہ [illegible] بادشاہ [illegible] الہی پیغام پہنچانے والا قرار دیا ہے۔

امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر مین ارقام فرماتے ہین کہ آسمان پر جبرئیل خدا کا کلام سنکر آنحضرت کے پاس آتے تہے اور وہ پیغام پہنچاتے تہے پہر اس تقریر پر انکو یہہ مشکل پیش آئی کہ خدا کا کلام بغیر حرف اور آواز کے ہے پہر جبرئیل نے کیونکر سنا ہوگا پہر اسکا جواب دیا ہے کہ ممکن ہے کہ خدا تعالےٰ نے جبرئیل مین ایسی سماعت پیدا کی ہو جو خدا کا کلام سن لیتا ہو پہر اس مین یہہ قدرت رکہی ہو کہ وہ عبارتین اسکی تعبیر کرسکے اور یہہ بہی ہوسکتا ہے کہ خدا نے لوح محفوظ مین اسی ترتیب سے قرآن پیدا کردیا ہو اور جبرئیل نے اسے پڑہکر یاد کرلیا ہو یا یہہ ہوا ہو کہ اللہ تعالےٰ نے کسی چیز جسم دار مین خاص طور شکل آواز [illegible] اور جبرئیل [illegible] اسکی سنے آواز ملائی ہو پہر اللہ تعالےٰ نے جبرئیل کو بتادیا ہو کہ یہی وہ عبارت ہے جو ہمارے کلام قدیم کو پورا ادا کر

پہلے سالکت اور خاموشش ساعتوں مین۔ پو پہٹنے کی سیترین اور سنسان منظر مین سباد شبنم کی سر سراہٹ مین یہہ آوازائی اور وہ آواز آسمانی آواز تہی۔ تو خدا کا پیغمبر ہے اور تو آدمی ہے۔ ان پہاڑون مین نہایت ہی محنت سے دنیا کی کدورتون اور خیالات سے صاف کیا ہوا دماغ اپنی قابلیتون سے پہرا اور فوراً آنکہون کے سامنے وحی نازل ہوتی دکہائی دی۔ اس وحی کا لانے والا وہ فرشتہ تہا کہ جسکو خدا جبرئیل سے تعبیر کرتے ہین جو خدا اور نبی مین ایلچی کا کام دیتا ہے۔

صداقت اور سچائی کا باپ اپنا پیغمبر آپ منتخب کرتا ہے اور اس سے باتین کرتا ہے اسکی آواز بادلون کی گرگڑاہٹ سے کہین زیادہ سخت تر ہوتی ہے اسکی تند آواز زمین کے جگر کو چاک کر دیتی ہے مگر نبی کی سمجہ ...

...تی ہے۔ یہہ تقریرین ہمارے علماء قدیم کی اسی قسم کی تقریرین ہین جنپر آج لوگ ہنستے ہین اور قرآن مجید اور مذہب اسلام وغیرہ اس تقریر کے لغو سمجہتے ہین امام صاحب نے اسباب پر غور نہین فرمایا ہے کہ خدا نے انکے آنحضرت ہی مین ایسی ساعت یا لوح محفوظ مین سے پڑہنے کی قدرت یا جس جسم مین سے وہ اونچی نیچی آوازین نکلتی تہین ان سے کلام سمجہہ لینے کی طاقت کیون نہین پیدا کی جو خدا کا کلام سن لیتے اور سمجہہ لیتے تاکہ اس تکلیف کی کہ جبرئیل سنین پہر اس کی عبارت بنائین پہر آنحضرت کو آکر سنائین حاجت نرہتی اسکی بہی تشریح امام صاحب نے نہین فرمائی کہ ان اونچی نیچی آوازون سے آواز ملا لینے کے بعد جبرئیل کو خدا نے کیونکر بتایا کہ یہہ ہی عبارت ہے آیا ان ہی اونچی نیچی آوازون سے۔ ان سے تو جاننا محال تہا کیونکہ دور لازم آتا ہے پہر اور کسی طرح بتایا ہوگا مگر پہلے ہی آنحضرت کو دنیا ولانسلم انہ غیر لیس لنا فی الاسلام نصیب۔ نبوت کو بہی علماء متقدمین نے ایک عہدہ سمجہا ہے کہ خدا جسکو چاہتا ہے یا جسکو منتخب کرتا ہے دیدیتا ہے جیسے بادشاہ اپنے بندون مین سے کسیکو وزیر کسیکو دیوان کسی کو بخشی کر دیتا ہے۔ اور وہ اس منصب کو لیکر وہ کام شروع کرتا ہے اور مبعوث ہونے کے ٹہیک یہی معنے انہون نے سمجہے ہین۔

مگر میری سمجہہ یہہ نہین ہے مین نبوت کو ایک فطری چیز سمجہتا ہون نبی گو اپنی مان کے پیٹ ہی مین کیون نہو نبی ہوتا ہے النبی نبی و ہو کان فی بطن امہ۔ جب پیدا ہوتا ہے تو نبی ہی پیدا ہوتا ہے جب مرتا ہے تو نبی ہی مرتا ہے۔

نبی کا لفظ یہودیون مین زیادہ تر مستعمل تہا وہ اسکو لفظ نبا سے مشتق کرتے تہے جس کے معنے خبر دینے کے ہین وہ اسبات کے قائل تہے کہ انبیا مثل نجومیون کے دنیا کی باتون مین سے غیب کی بات یا آیندہ ہونے والی باتین بتا دیتے ہین شاید اتنا فرق سمجہتے ہون کہ نجومی ستارون کے حساب یا شیطانون کے اسرار سے بتاتے تہے اور انبیا ربانی کرشمہ سے پس جو شخص کہ کوئی پیشین گوئی نہین کرتا تہا اسکو نبی یا پیغمبر نہین کہتے تہے۔ مگر اسلام مین اور مسلمانون مین یہہ خیال نہین ہے وہ ان سبکو جنپر خدا نے وحی نازل کی ہے نبی جانتے ہین۔ اور پیغمبر مانتے ہین۔ گو کہ اس نے کوئی بہی پیشین گوئی نہ کی ہو۔ بلکہ مذہب اسلام تو یہ بتاتا ہے کہ لا نعلم الغیب الا ہو۔

یہی سبب ہے کہ قرآن مجید مین ہر ایک صاحب وحی کو نبی یا پیغمبر کہا گیا ہے جنمین سے اکثر کو یعنے داؤد و سلیمان کو یہودی نبی نہین کہتے۔

بہر حال اس لفظی بحث کو چہوڑ دو نبوت درحقیقت ایک فطری چیز ہے جو انبیا مین بمقتضائے انکی فطرت کے مثل دیگر قوائے انسانی کے ہوتی ہے جس انسان مین وہ قوت ہوتی ہے وہ نبی ہوتا ہے اور جو نبی ہوتا ہے اس مین قوت ہوتی ہے جسطرح کہ تمام ملکات انسانی اسکی ترکیب اعضاء دل و دماغ خلقت کی مناسبت سے علاقہ رکہتے ہین اسیطرح ملکہ نبوت بہی اسی سے علاقہ رکہتا ہے یہ بات کچہہ ملکہ نبوت ہی پر موقوف نہین ہے

عالم مین کوئی آفت برپا نہین ہونے دیتی یہہ وہ ہی اندرونی آواز ہے جس کے ذریعہ سے خدا اپنے بندہ اپنے نبی سے باتین کرتا ہے یہہ آواز رفتہ رفتہ چھوٹی ہو جاتی ہے اور آخر یہانتک نوبت پہونچتی ہے کہ کم ہوتے ہوتے صرف ممکن السمع رہجاتی ہے پہر یہہ اپنے ربانی لہجہ مین گم ہو جاتی ہے اور پہر دنیوی زبان کے لباس مین تبدیل ہو جاتی ہے۔ پہر وقتاً فوقتاً یہہ اپنی اصلی فطرت پر آجاتی ہے اور آخر ہوتے ہوتے یہانتک نوبت پہونچی ہے کہ خدا کے برگزیدہ بندہ کے کانون مین یہہ معلوم ہونے لگتا ہے کہ یہہ آواز خدا کی آواز ہے اور آسمان سے آرہی ہے۔

پروفیسر نکر صاحب نے اس بانی آواز کی فطرت کو بخوبی ثابت کیا ہے۔

جانسن اپنی کتاب اورنیٹل ریلیجس یعنے مشرقی مذاہب کے صفحہ ۵۶۱ مین لکھتے ہین۔ محمد کا وسیع خیال خدا کی برتر ذات کے ساتھہ اس عجیب و غریب اور سلامتی عقل اور سیلف کمینڈ کا اظہار ہے جسمین وہ مستغرق رہتے تھے۔ اور پہر یہی مصنف لکھتا ہے کہ یہہ اتفاقی نہین ہو سکتا کہ عہد کی

ہزارون قسم کے جو ملکات انسانی ہین بعضی دفعہ کوئی خاص ملکہ کسی خاص انسان مین از روے خلقت و فطرۃ کے ایسا قوی ہوتا ہے کہ وہ اوسیکا امام یا پیغمبر کہلاتا ہے لوہاربہی اپنے فن کا امام یا پیغمبر ہو سکتا ہے شاعر بہی اپنے فن کا امام یا پیغمبر ہو سکتا ہے ایک طبیب بہی فن طب کا امام یا پیغمبر ہو سکتا ہے مگر جو شخص روحانی امراض کا طبیب ہوتا ہے اور جسمین اخلاق انسانی کی تعلیم و تربیت کا ملکہ بمقتضاے اسکی فطرت کے خدا سے عنایت ہوتا ہے وہ پیغمبر کہلاتا ہے اور جسطرح کہ اور قواے انسانی بمناسبت اسکے اعضا کے قوی ہوتے جاتے ہین اسیطرح یہہ ملکہ بہی قوی ہوتا جاتا ہے اور جب اپنی پوری قوت پر پہونچ جاتا ہے تو اس سے وہ ظہور مین آتا ہے جو اسکا مقتضے ہوتا ہے جسکو عرف عام مین بعثت سے تعبیر کرتے ہین۔

خدا اور پیغمبر مین بجز اس ملکہ نبوت کے جسکو ناموس اکبر اور زبان شرع مین جبرئیل کہتے ہین اور کوئی ایلچی پیغام پہونچانے والا نہین ہوتا اسکا دل ہی وہ آئینہ ہوتا ہے جسمین تجلیات ربانی کا جلوہ دکہائی دیتا ہے اس کا دل ہی وہ ایلچی ہوتا ہے جو خدا پاس پیغام لیجاتا ہے اور خدا کا پیغام لیکر آتا ہے وہ خود ہی وہ مجسم جنیبر ہوتا ہے جسمین سے خدا کے کلام کی آوازین نکلتی ہین وہ خود ہی وہ کان ہوتا ہے جو خدا کے بے حرف و بے صوت کے کلام کو سنتا ہے خود اسی کے دل سے فوارہ کے مانند وحی اٹہتی ہے اور خود اسی پر نازل ہوتی ہے اسی کا عکس اس کے دل پر پڑتا ہے جسکو وہ خود ہی الہام کہتا ہے اسکو کوئی نہین بلواتا بلکہ وہ خود بولتا ہے اور خود ہی کہتا ہے "وما ینطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی" جو حالات و واردات ایسے دل پر گزرتے ہین وہ بہی بمقتضائے فطرت انسانی اور سب کے سب قانون فطرت کے پابند ہوتے ہین وہ خود اپنا کلام نفسی ان ظاہر کانون سے اسی طرح پر سنتا ہے جیسے کوئی دوسرا شخص اس سے کہہ رہا ہے وہ خود آپنے آپکو ان ظاہری آنکہون سے اسطرح پر دیکہتا ہے جیسے دوسرا شخص اسکے سامنے کہڑا ہوا ہے۔

ان واقعات کے بتلانے کو اگرچہ یہہ قول یاد آتا ہے کہ "قدر این بادہ ندانی بخدا تا نہ چشی" مگر ہم بطور تمثیل کے گو وہ کیسی ہی ادنی ہو اس کا ثبوت دیتے ہین۔ ہزارون شخص ہین جنہون نے مجنونون کی حالت دیکہی ہوگی وہ بغیر بولنے والے کے اپنے کانون سے آوازین سنتے ہین تنہا ہوتے ہین مگر اپنی آنکہون سے اپنے پاس کسیکو کہڑا ہوا باتین کرتا ہوا دیکہتے ہین وہ سیان ہی کے خیالات ہین

بر تر قوت وسیع جزیرہ نما کی ویرانی سے اشاعت پذیر ہو چکے گرد سلطنت کا مدوجزر اٹہا ہوا رکا ہوگیا ہو۔ ایک شب جو قوہی تراد اعتدال تہی جب باقی امن مخلوق پر آرام کر رہا تہا - اور قطرہ اپنے مالک کی طرف بلند ہو رہی تہی اس شب کی وسط مین اس قطرہ پر کتاب کہلی کہ جو عطش عطش پکار رہی تہی اور پہر بہی اپنی قوت جاذبہ مین مستغرق تہی ایسی حالت مین اس کو ایک طاقت اور زبردست آواز نے پکارا جس آواز کی لہرین سمندر کی موجین مار رہی تہین پہر دوبارہ وہ ہی گرجتی ہوئی اور کڑکتی ہوئی آواز آئی مگر پلٹ کر جواب نہین دیا گیا اور وہ آواز آپ ہی آپ پیچتے اپنے ہی لہر سے دست وگریبان ہوتی رہی - مگر پہر بہی پر خوفناک بوجہ پڑا اور پہر دل نے جواب دیا سہ بارہ یہہ آواز آئی اللہ کا نام لیکر پڑہو - آپنے جواب دیا کہ مین کیا پڑہون پہر بہی جواب آیا کہ خدا کا نام لیکر پڑہو -

آپ پر یہہ کیفیت گزر جانے کے بعد لرزہ چڑہ آیا اور آپ تہرائے اپنی دفا شعار بی بی خدیجہ کے پاس بولاتے ہوئے تشریف لائے اور کہا اے خدیجہ دیکہہ مجہے کیا ہوا پہر آپ لیٹ گئے اور حضرت بی بی خدیجہ آپ کی یہ حالت بغور دیکہتی رہین - جب آپکو اپنی گہبراہٹ اور لرزہ سے کچہہ افاقہ ہوا تو آپ نے بی بی خدیجہ

جو سب طرف سے بیخبر ہو کر ایک طرف مصروف اور اس مین مستغرق ہین اور باتین سنتے ہین اور باتین کرتے ہین پس ایسے دل کو جو فطرت کی رو سے تمام چیزون سے بے تعلق اور روحانی تربیت پر مصروف اور اس مین مستغرق ہو ایسی واردات کا پیش آنا کچہہ بہی خلاف فطرت انسانی نہین ہے ہان ان دونو مین اتنا فرق ہے کہ پہلا مجنون ہے اور پچہلا پیغمبر گو کہ کافر پچہلے کو بہی مجنون بتاتے تہے

سید صاحب بالقابہ کی تحریر ختم ہوگئی - مجہے افسوس یہہ ہے کہ سید صاحب نے اس مین ذرا بہی اپنی عقل کو تکلیف نہین دی اور آخر مین وہ الفاظ استعمال کئے کہ جو ایک مسلمان کی شان سے بعید ہین -

جو خیال نبی اور وحی نازل ہونے کی نسبت تحریر کیا ہے یہہ خیال مذہب معتزلیہ کا ہے آپنے اتنی تکلیف بہی ناحق کی بہی لکہدیتے کہ جو کچہہ نبوت کی نسبت گروہ مذکور الصدر کا مذہب ہے وہ ہی میرا ہے - سید صاحب بالقابہ کا یہ تحریر فرمانا کہ یہہ تقریرین ہمارے علماء قدیم کی اس قسم کی تقریرین ہین جنپر آج لوگ ہنستے ہین اور قرآن مجید اور مذہب اسلام کو مثل اس تقریر کے لغو سمجہتے ہین -

تعجب ہے کہ سید صاحب بالقابہ یہہ فرماتے ہین - جو لوگ اسلام کی ان باتون پر قہقہہ اڑاتے ہین کہ اس مین فرشتونکا وجود مانتے ہین - یا فرشتہ کو آسمان سے نازل ہوتا ہوا تسلیم کیا گیا ہے غالبًا وہ لوگ دہریے ہونگے کیونکہ عیسائی یا یہودی فرشتون اور زمین پر ان کی آمد ورفت کے قایل ہین اور ان کے مذہب کے بڑے ارکان بہی ہین وہ اس سے تو ہرگز انکار نہین کر سکتے کہ فرشتہ نہین ہے اور اگر ہے تو زمین پر نہین آسکتا -

انجیل کی اکثر آیات سے یہہ صاف پایا جاتا ہے کہ عیسائی فرشتون اور ان کے آنے کے قایل ہین اب رہے دہریے انکے قہقہے لگانے کا ہم کہانتک لحاظ کر سکینگے وہ تو خدا اور اسکے ماننے والون پر بہی اسی طرح ہنسا اڑاتے ہین - تیرہ سو برس سے اسلام دنیا مین پہیل رہا ہے ہنسنے لگانے والے ہنستے ہی لگاتے رہے اور فرشتون کے معتقدون نے نصف دنیا کو فتح کرلیا ان ہی ضعیف اعتقادات پر لاکہون بلکہ کروڑون ایمان لے آئے اور دن بدن لاتے جاتے ہین ان ہی اعتقادات کے صدقہ مین آج چپس کروڑ آدمیون کی زبان سے

فرمایا یہہ حالت جو مجھپر طاری ہوتی ہے کہین کوئی شخص اسے مکر وجنون نہ کہے اور میری بات کا یقین نکرے فرمایا۔ اے ابو القاسم (آنحضرتؐ کو کہا کرتے تہے) ایسا کبھی نہین ہوسکتا کوئی شخص تیری نسبت یہہ خیال نہین کرسکتا کہ تو جھوٹ بولیگا۔ تو ہمیشہ سچ بولتا رہا ہے۔ تونے ہمیشہ اپنے رشتہ دارون اور دوستون پر مہربانی کی ہے۔ تونے ابتک نیکی مین اپنی زندگی گزاری ہے اور ایمان کے رستہ مین چلا ہے اور نہ مکہ مین تو ہرزہ گو مشہور ہے۔ آپ پر کیا واقع ہوا کس چیز نے تجھے ایسا خوفزدہ بنادیا آپنے وہ جواب دیا جو کچھہ آپنے ملاحظہ فرمایا تہا۔ اسپر بی بی خدیجہ نے فرمایا مبارک ہو اے پیارے خاوند مبارک ہو خوشی اور بہت خوشی کا مقام ہے تو پیغمبر بنایا گیا گویا آج کی رات سے تجھے نبوت بخشی گئی بی بی خدیجہ انہین اور اپنے چچازاد بہائی کے پاس تشریف لیگئین یہہ شخص ضعیف اور نابینا تہا۔ اوجسنے انجیل کو

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ گرجتی ہوئی آوازون کے ساتہ بلند ہورہا ہے۔ اگر ہم ماڈرن سائنس اور حال کے فلسفیون کا خیال کرین اور ان کی خاطر اپنے دین کے اصول کو جنپر ایمان رکہنا کچھہ مضرت نہین پہونچاتا مٹادین تو پہر بہی وہ خوش نہون گے یا اسلام کی نیرنگی انکے دلپر نہین نقش ہوگی وہ خدا کو ایک لاشے محض تصور کرتے ہین اسکی لازوال قوتون اور صفات پر ہنستے ہین اور جو ان باتون کے قایل ہین ان کو بچہ اور دیوانہ سمجھتے ہین پہر فرمائے کہ اپنا دین بدلنے اور اسکے روشن ارکان کو پلٹنے سے فائدہ کیا ہاں اگر آپ مین یہہ ہمت ہو کہ آپ قرآن شریف سے یہہ ثابت کردین کہ خدا کوئی چیز نہین ہے یہہ تمام ڈہکوسلا ہی ڈہکوسلا ہے پہر تو شاید دہریے ہمخیال ہون لیکن حضرت یہہ خاطر جمع ہی رکہئے کہ وہ پہر بہی اسلام پر ایمان نہین لائینگے۔ کیا آپنے آجکل کے دہریون کی تصانیف نہین ملاحظہ فرمائین کہ وہ فاتر العقل ہمارے نبی آخر الزمان کی نسبت کیا کیا الفاظ استعمال کرتے ہین اور کیسے کیسے ناشایستہ جملے لکہتے ہین۔ ایک بہت بڑا یوروپین عالم اپنی ایک مشہور کتاب مین جہان اسنے خدا کی قدرت اور ارادہ اور علم اور تصرف فی العالم اور خالق خیر وشر ہونے سے انکار کیا ہے اور اسے صرف ایک ایسی علت العلل قرار دیا ہے جسے کسی قسم کا کوئی اختیار یا تصرف عالم مین نہین ہے کہتا ہے کہ یہہ عقیدہ پرانے خیالات سے زیادہ تر صاف اور عاقلانہ ہے مگر اس مین شک نہین کہ اسکے ماننے کے لئے زیادہ قوت دل کی ضرورت ہے اور جن لوگون کو ہر معمولی واقعہ مین خدا کی خاص قدرت اور ارادہ اور پیش بینی اور ہر روزمرہ کی چیز مین اسکی نگرانی اور علم کے آثار پانے کی عادت ہوگئی ہے ان کو یہ عقیدہ سرد اور غیر تسکین بخش معلوم ہوگا لیکن امیدین اور خیالات واقعات کے مقابلہ مین بے طاقت ہین ایک اور صاحب بہادر فرماتے ہین کہ جسے لوگ خدا اور خالق کہتے ہین وہ خود انسان کا مخلوق ہے یعنے اپنے دل سے اسے پیدا کرلیا ہے اور اپنی صفات کا جامع قرار دیا ہے۔ یہہ صاحب بہادر دنیا کے ناقص اور غیر مکمل اور بے ترتیب ہونے پر اسکے بنانے والیکو لایق تمسخر وطنز تو امور قرار دیکر خدا کے ماننے والون کو احمق اور بیوقوف کہتے اور کتب آسمانی کے غلط اور جھوٹ ہونے پر ان ہی کی شہادت لاتے ہین چنانچہ انجیل شریف کی سی پاک کتاب کی نسبت آپ فرماتے ہین کہ میری رائے مین کسی دانشمند آدمی کو اس بات کے یقین دلانے کے واسطے کہ انجیل انسان کی بناوٹ بلکہ وحشیانہ ایجاد ہے صرف اسیقدر ضرورت ہے کہ وہ انجیل کو پڑہے پہر آپ لوگون سے فرماتے ہین کہ انجیل کو اسطور پڑہو جیسے تم اور کسی کتاب کو پڑہتے ہو اور اسکی نسبت ایسے ہی خیالات کرو

توریت کا بہت بڑا علم تہا سو بی بی خدیجہ نے اپنے پیارے نبی کی زبان سے جو کچھہ سنا تہا بیان کیا اور یہہ سنتے ہی کہنے لگا قدوس قدوس - یہہ ناموس اکبر تہا جو حضرت موسے کے بہی پاس آیا تہا بیشک وہ پیغمبر ہوگا تو اس سے جاکر کہدے وہ اپنا دل مضبوط کرے اور اپنے ارادہ مین پہاڑون کی طرح قدم زن رہو — ابن نوفل نے ناموس کا لفظ حضرت جبرئیل کی نسبت استعمال کیا ہے ناموس کے اصلی معنے عربی مین ہمراز کے ہین اور کہین اسکے معنے قانون کے بہی آتے ہین مگر ڈیوچ لکہتا ہے کہ ناموس کے معنے اس قانون کے

جیسے اور کتابون کی نسبت کرتے ہو یعنی آنکہون سے تعلیم کی پٹی کہول کر اور اپنے دل سے خوف کے بہوت کو بہگا دو اور دماغ اوہام سے خالی کرو تب انجیل مقدس کو پڑہو تو تمکو تعجب ہوگا کہ تم نے ایک لحظہ کے لئے بہی کیونکہ اس جہالت اور ظلم نے مصنف کو عقلمند اور نیک اور پاک خیال کیا تہا۔ سید صاحب اگر بغور ملاحظہ فرمائینگے تو انہین معلوم ہوگا کہ یہہ خیالات ایک دہریہ مصنف کے ہین ہین بلکہ اکثر ماڈرن سائنس کے ماننے والون کا بہی حال ہے کہ وہ دین کی باتون پر اعتقاد رکہنے والون اور خدا کو متصف بصفات ثبوتیہ وسلبیہ ماننے والون پر نہایت تعجب اور تاسف کرتے ہین پس جب تک آدمی کے علم کی معراج اس درجہ پر نہ پہونچ جائے وہ ایسے لوگون کے نزدیک جاہل اور لایعقل سمجہا جائیگا —

اگر یہہ بات ہو کہ ہماری اس قسم کی باتین انہین مسلمان بنا دین تو مضایقہ بہی نہین - انکے خیال مین جب تک انسان خدا رسول اور اصول دین کو مانتا ہے گو وہ کتنے ہی زینے علم اور تہذیب کے طے کر چکا ہو پہر بہی ضعیف العقل اور کمزور ٹہیریگا - اگر فرق ہوگا تو کمی بیشی کا - پہر آپ کیونکر یہہ خیال فرما سکتے ہین کہ میری ان تحریرون پر دہریے قہقہے نہ اڑائینگے - آپنے بہت کچہہ آزادی برتی ہے پہر بہی نبی کو نبی مانا ہے گو وحی کا بہیجنے والا اور لینے والا خود ہی کہنے والا اور خود ہی سننے والا مانا ہے - نبی کیا یہان ہستی کا سانگ ہوا (معاذ اللہ) خدا کو قاضی الحاجات سمجہنا - دعا کو ایک سبب حصول مقصود کا اور اجابت دعا کے معنے مطلب کا حاصل ہونا جبرئیل کو ایک فرشتہ وحی کا لانے والا اور نبوت کو ایک عہدہ خدا کا دیا ہوا خیال کرنا اسلام مین نہ رخنہ ڈالتا ہے اور نہ مسلمانون کو کوئی مضرت پہونچاتا ہے - اگر ایک دانشمند آدمی ذرا بہی غور کریگا تو اسے معلوم ہو جائیگا کہ صرف اس وجہ سے کہ مسلمان قرآن کو جبرئیل کا لایا ہوا بتاتے ہین اسلام لغو نہ خیال کیا جائیگا —

اگر ایک شخص اس وسیلہ کو نہین تسلیم کرتا اور یہی سمجہتا ہے کہ قرآن محمد کی تصنیف سے ہے یا الہام کے ذریعہ سے لکہا گیا ہے تو اصل قرآن اور اسکے مطالب مین کیا فرق آسکتا ہے یا اگر کوئی یہہ کہے کہ قرآن شریف جبرئیل فرشتہ لیکر آیا تہا تو مطالب مین کیا فرق پڑیگا - اسپر قہقہہ اڑانے کی کوئی وجہ معقول نہین معلوم ہوتی - ایک شخص نے ہمین نفیس کہانا کہلایا اگر وہ یہہ نہ بتائے کہ یہہ کس ترکیب سے پکا ہے تو اس کہانے مین کچہہ فرق آسکتا ہے یا اس کا مزا بدل سکتا ہے - یا اگر اسکی ترکیب بتا دی جائے گی تو اس کی لذت گہٹ نہین سکتی - بہرحال اسلام تو ایک کتاب پیش کرتا ہے اور وہ اللہ کی کتاب بتاتا ہے یہہ ضرور نہین ڈالتا کہ اسکا سبب نزول مانو اور سمجہو کہ یہہ اس طریقہ سے نازل ہوا ہے بلکہ اس کتاب کی غرض ہدایت ہے خواہ اسے جبرئیل کا لایا ہوا سمجہکر ہدایت پکڑین اور خواہ دل سے گہڑا ہوا جانکر ہدایت لین معجزات دعا واجابت دعا - فرشتہ جنات وغیرہ کو نہ ماننا ان دہریون کو جو مسلمان معترضین کے خیالات پر قہقہہ اڑاتے ہین ہرگز ہرگز قرآن اسلام کی عظمت نہین منوائیگا —

ہین جو وحی مین بطور وحی کے پیغمبر کو دیا جاتا ہے سلطنتون اور قومون کی ویرانی اور بربادی کے بیچ قبائل اور گروہون کے شور و فساد مین ایک گرجتی ہوئی اور کڑکتی ہوئی آواز ہوا مین گونجی مشرق و مغرب جنوب و شمال یہہ آواز الہی خدا کا فرمان آپہونچا ہے ۔ راعی آگیا ہے کہ پریشان گلہ کو بیٹا پر چلائے اور اسے اس جنگل کے خونخوار درندون سے نجات دے ۔ ذرہ ذرہ سے یہہ آواز بلند ہوری تھی مبارک ہو اسے بدبخت قوم مبارک ہو کہ تمہارا ستارہ زوال سے نکالنے والا آگیا ۔ تمہارا نجات دہندہ پیدا ہوگیا اور تم وحشت کے غار سے نکال لئے جاؤگے ۔ جاگو جاگو اے برسون کے سوئے ہوؤن جاگو ۔ آفتاب برآمد بیدار شو بیدار شو ۔

علوم جدیدہ ان باتون کی تصدیق نہین کرتے بلکہ علوم جدیدہ کے عالم ان سب باتون کو بڈھیون یا دیوانون کی کہانیان جانتے ہین ۔ اور اعتقادات کا تو کیا ذکر صرف خدا کی خدائی بہی کوئی شخص علوم جدیدہ سے تصدیق نہین کرسکتا ۔ آجکل کے فلسفی جنکے خوش کرنے اور دین اسلام منوانے کا آپکا مدعا ہے وہ خدا کے وجود کے اعتقاد سے بڑہکر کسی بات کو بیہودہ نہین سمجھتے ۔ اور نعوذ باللہ خدا کو خدا ان سمجھے وہم و خیال کا پیدا کیا ہوا کہتے ہین ہان بعض اس کے وجود کے قایل ہین یا یون کہئے کہ منکر نہین ہین مگر وہ بہی کس خدا کے قایل ہین اس خدا کے نہین جو ابراہیم اور محمد کا خدا ہے بلکہ اس خدا کے جو ڈارون اور ہیکل کا خدا ہے جسکا نام ان کی زبان مین فورسٹ کاز اور عربی مین علۃ العلل ہے ۔ روا این خدا سجو ہی لمی از دو بکار مانی آید ان کے خدا نے نہ کسی چیز مین تصرف کیا اور کر سکتا ہے نہ وہ کسی قسم کا اختیار رکہتا ہے نہ کسی بات کو سنتا ہے نہ قاضی الحاجات ہے نہ سمیع الدعوات ہے نہ عاقل مختار ہے نہ قادر علی الاطلاق ہے ہان اس سے انکار نہین کہ وہ ایسی ہستی ہو جس سے کوئی غیر معلوم مادہ بلا اس کے اختیار اور بغیر اسکی مرضی کے اور بغیر تقدم زمانہ کے ظاہر یا پیدا ہوگا اور اس سے دوسرا اور دوسرے سے تیسرا اور تیسرے سے چوتہا وہلم جرا مواد پیدا ہوتے ہوتے مادی کائنات کا ظہور ہوا اور ایک ناکامل حالت سے آہستہ آہستہ ترقی کرتے کرتے لاکہون کرورون برسون کے تغیرات اور تنازعات کے بعد یہہ دنیا بنی اور جو ہم اب دیکہتے ہین اسکا اس طور پر بتدریج ظہور عمل مین آیا ۔ پس اگر یہہ مسئلہ نیچر کا مان لیا جائے اور یہہ لاز اف نیچر تسلیم کرلئے جائین تو بتائیے کہ وہ خدا جو خالق صانع قادر مرید سمیع علیم مصور اور حکیم اور کیا کیا مانا جاتا ہے کہان باقی رہتا ہے اور اسکے ماننے والے کیونکر چین کے سنائے خیالات کے قیدیون سے آزاد سمجھے جاسکتے ہین اور جب تک کوئی ڈارون کا ہم خیال اور ہیکل کا مصفیر نہ بنجائے کیونکر وہ دانشمند کہا جاسکتا ہے ۔

سید صاحب بالقابہ اگر ذرا بہی توجہ کرتے تو انہین نبوت اور نبی کے وہ اصول جو مسلمانون مین تسلیم شدہ ہین ہرگز پلٹ دینے کا موقع نہ ملتا ۔ اگر بالفرض ہم جبرئیل کو محمد کا خیال اور دل کا جذبہ ہی کہین تب بہی منکر اسلام اور خصوصاً وہ منکر جنکا خدا ڈارون اور ہیکل کا خدا ہے رسالت اور نبی اور خدا پر تہقہہ ہی لگائینگے جنکے منہ بند کرنے کے لئے یہہ یہہ سامان کئے گئے ان پر کچہہ بہی اثر نہ پڑ سکا یہہ کوشش اور سچی باتون کو پلٹنے اور پیچیدہ الجہی ہوئی تحریرون مین صاف اور پاک مطالب کا پہنانا یہ کونسی دانشمندی ہے یہہ خوب سمجھ لینا چاہئے کہ جن کے دل نئے خیالات کی تیز شعاعون سے روشن ہوگئے ہین وہ ان لغویات پر ہنستے ہین ۔ جنکو سید صاحب اپنی تفسیر مین لکہتے ہین اور اپنے خیال مین لاز اف نیچر مین داخل کرچکے ہین ۔ مثلاً نبوت سزا و جزا اور یون ہی بہت سے وہ جنکو سید صاحب بالقابہ اپنے مذہبی آزاد خیالات منانے کی کوشش کرتے ہین ان کی نزدیک ان پرانی باتون اور جہالت و وحشت کے

ابن نوفل جو یہودیوں اور عیسائیوں کی کتب دینیات سے بخوبی واقف تھا اور وہ ان کتب میں نبوت اور نبی کی نشانیاں دیکھ چکا تھا اسنے جب نشانیاں سنیں تو اس قدر جوش پیدا ہوا کہ ملک کی شاہراہوں میں اسی ضعیفی کی حالت میں لکڑی ٹیکتا ہوا پھرنے لگا اور جہاں اس نے دو آدمیوں کو بھی باہم باتیں کرتے سنا او ربآواز بلند کہا کہ مخلوق کا نجات دہندہ پیدا ہو گیا مگر اس کی بات پر کوئی التفات نکرتا تھا اور کوئی شخص ایسا نہ ملتا تھا کہ جو محمدؐ کا ہمکلام یا ہمصفیر معلوم ہو۔ پھر ابن نوفل نے محمدؐ سے کہا۔ میں اس [illegible]

زمانہ کے ہندوگان خیالات کی جگہہ اب باقی نہیں رہی ماڈرن سائنس نے فتوی دیدیا ہے کہ خدا وجود مفصل ہے اور ربوبیت یہود [illegible] خیالات ہیں دعا اور عبادت وحشیوں اور جاہلوں کے ڈر اور خوف کا نتیجہ ہے نبوت دہوکے کی ٹٹی ہے۔ وحی افسانہ ہے۔ الہام خواب ہے۔ روح فانی ہے۔ قیامت ڈھکوسلا ہے۔ عذاب و ثواب انسانی اوہام ہیں۔ دوزخ وجنت الفاظ بے معنی ہیں انسان ایک ترقی یافتہ بندر ہے مابعد الموت نہ سزا ہے نہ جزا ہے وہ مرنے کے بعد سب قصوں جھگڑوں سے پاک ہے۔

جن لوگوں کے یہہ خیالات ہیں ان کے آگے اصول اسلام کو الٹ پلٹ کر کے رکہنے سے فائدہ کیونکہ وہ ہر مذہب والے سے بیزار ہیں تو یا ہیں خواہ وہ کتنی ہی آزادی کی پوشاک پہنکر ان کے سامنے آئیں۔

(بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش ؛ من انداز قدت را می شناسم ؛)

دوسری بات فخر الدین رازی کی تفسیر پر سید صاحب بالقابہ کا قہقہہ اڑانا ہے۔ دراصل فخر الدین رازی نے وحی نازل ہونیکی بابت بیان کرنے کی بہت تکلیف برداشت کی ہے ان شبہات سے غرض ہی کیا تھی کہ خدا کی آواز جبرئیل نے کیونکہ سنی اور انہوں نے کہاں لکھا ہوا دیکھا اور کیونکر نبی کو پڑھایا۔ جب ہمیں معمولی دنیوی باتوں کے سمجھنے میں دقت پڑتی ہے اور ہم نہیں سمجھ سکتے پہر میں حیران ہوں کہ خدا کی باریکیاں سمجھنے میں کیوں عقل لڑائی جاتی ہے اور کیوں ایک سلجھے ہوئے معاملہ کو ادھیڑ میں ڈالا جاتا ہے جب ہم خدا کو علیم قوی محیط مان چکے پہر ہمیں شبہ کیوں پڑنے لگا بس یہی کہدینا کافی ہے کہ خدا کی طرف سے جبرئیل آئے اور وحی لائے۔ یہہ بالکل غلط ہے کہ محمد کے خیالات ہی نے ایک صورت فرشتہ کی پیدا کر لی تھی اور دراصل وہ کوئی چیز نہ تھی۔ نہیں قطعی جبرئیل تھے اور انہوں نے محمد کو آکر قرآن پڑھایا۔ اسپر نہ ہندو اعتراض کر سکتے ہیں نہ عیسائی نہ یہودی کوئی نہیں کیونکہ ان کے ہاں بھی اس قسم کی باتیں بہت سی ہیں ہاں دہریے بیشک قہقہہ لگائینگے اسکے بدلہ میں اہل مذاہب ان پر ہنسدینگے۔

(ہے یہہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے)

ہاں ایک حکم دینا چاہیے اور وہ سوائے تلوار کے اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ رہا اپنے مطلب کو مسلمہ دلائل سے ثابت کرنا یہہ کچھہ بڑی بات نہیں ہے جسکی زیادہ لیاقت ہوگی وہ اپنے موافق دلیلیں دیگا۔

زبانی دلائل اور تحریروں کو رہنے دو صرف مشاہدات کا ذکر کرو۔ اور دیکھو کہ اسلام کی برکتوں نے دنیا کو کتنا فائدہ پہونچایا اور زمانہ کی کتنی ریفارم کی جبرئیل فرشتہ کے معتقدوں نے دنیا کو کس آفت اور مصیبت سے نجات دی اور نبی کے معجزات ماننے والوں نے علم وفضل میں کیا کیا شہرت پیدا کی جو یورپ حسن شدہ مدرسے کا اپنے علم وہنر کی بانگی دکھاتا ہے اسکے پیچھے عربی اور [illegible] زمین و آسمان بدل جائے لیکن اسلام کی روشنی دن بدن زیادہ ہوتی جائے گی اور کبھی کم نہوگی جو لوگ کہ اسلام کو [illegible]

ذات کی قسم کہا کر کہتا ہون جسکے قبضہ مین میری جان ہے کہ خدانے تجھے خلقت کی نجات دینے کیلئے نبی منتخب کیا ہے بیشک ناموس اکبر تیرے پاس خدا کی وحی لیکر آیا کاش اگر مین ان دنون تک زندہ رہ سکون تو ضرور تیرے عوض منکرون سے لڑونگا۔ پہر ابن نوفل نے آنحضرت کی نورانی پیشانی پر بوسہ دیا ان اطمینان بخش کلمات نے تکلیف پائی ہوئی روح کی بہت کچھہ ڈہارس بندہوائی جیساکہ روضۃ الصفا والے نے لکہا ہے۔ بقول ابن ہشام (صفحہ ۱۰۴) ابن نوفل اس گفتگو کے چند ہی روز بعد انتقال کرگئے۔ جسکا صدمہ محمد کو جب کوئی ان کا ڈہارس دینے والا اور اس بات مین ہان مین ہان ملانے والا نہ تہا بہت ہوا۔

اور اسکے پیروؤن کو دیکہو کہ وہ کروڑون مین اور دن بدن انکی تعداد بڑہتی جاتی ہے مگر دہریون کو ان کے مقابل مین شمار کرنا چاہئے کہ وہ آج کتنے کتنے ہین اور ان کی گفتگو یا عقائد کا اثر کہانتک پہیلا ہوا ہے اور کس گروہ مین وقعت کی نظر سے دیکہا جاتا ہے ہمین اپنے اس عقیدے اور خیال پر فخر ہے کہ محمد ہمارا نبی ہے بیشک اس سے عجیب وغریب معجزے صادر ہوئے۔ وہ خدا کی طرف سے مبعوث کیا گیا ہے۔ افضل نبیین ہے۔ اسکے پاس جبرئیل فرشتہ وحی لایا اور اسکو پڑہائی۔ اگر ان عقائد اور خیالات پر ہمین کوئی جاہل ضعیف العقل کہے تو ہمین اپنی جہالت اور اپنی ایسی ضعیف العقلی پر ناز ہے۔

میرا خیال اگر درست ہے اور واقعی درست ہے تو مین صاف کہتا ہون کہ اگر دنیا مین اسلام سے بہتر کوئی اور مذہب ہے اور اسی مذہب کے معتقد جنتی ہین جائینگے تو پہر بہی فاش میگویم واز گفتہ خود دلشادم کہ اگر اسلام کی بدولت جہنم اور وہ بہی سخت تر اور دائمی جہنم ملے ہمین قبول ہے اور بخوشی قبول ہے اگر اسلام کے بدولت فرض کرو دنیا کی تمام آفتین ہمپر اگر پڑینگی پہر بہی ہمین قبول ہے لیکن اسلام کو بدلنا اور اپنے خیال کے یا دوسرون کے خوش کرنے کے لئے اپنے پیارے نبی کی نسبت کچہہ کا کچہہ کہدینا گوارا نکرینگے۔

اگر پہاڑ پہٹ جائین۔ سمندر ابل پڑین۔ سیارے یا ستارے اپنے مرکزون سے ہٹجائین آفتاب اپنی روشنی کے سمندر کو نہ جوش زن ہونے دے اور اپنی روشنی کی فیاضانہ بخشش کو روکلے پانی کے جتنے ذرے کہ ہوا مین ملے ہوئے ہین ہم پر برس جائین۔ کرۂ باد جو زمین پر محیط ہے اٹہا لیا جائے۔ زمین کی کشش جاتی رہے اور تمام کرہون کی باہمی کشش علیحدہ کرلی جائے اور زمین کے ٹکڑے اڑکر ادہر ادہر کرون مین جا پڑین۔ چاند کا سارا پانی ہمپر بلائے بے درمان کی طرح نازل ہو۔ تمام کرہون کے دہوئین اڑ جائین اور وہ سب ہمارے ہی سرون پر ٹوٹ پڑین آفتاب کا آتش خیز سمندر موجزن ہوکر ہماری جان وتن کو جہلسا دے اور پہر بہی ان مصائب کے بعد ایک بڑی قوت ہمین زندہ رکہے لیکن ان مصائب کی تکلیفین ہمپر پوری پوری گزر جائین اور ہم سے پہر یہہ کوئی کہے کہ تم اسلامی عقائد سے دست بردار ہوگے ہم اس حالت مین بہی قبول نہین کرینگے بشرطیکہ نبی کی سچی عظمت دلون پر نقش ہوچکی ہو۔ جتنی آفتین کہ بطور تمثیل کے بیان کی گئی ہین گو یہہ ناممکن الوقوع ہین لیکن پہر بہی اگر اسلام کی تاریخ کے صفحے الٹے جائین تو معلوم ہوگا کہ مسلمانون نے ایسی ایسی تکلیفین اٹہائی ہین کہ جو فطرت انسانی کے لئے بہت خوفناک ہین پہر بہی مسلمانون نے آن کی اور ان تکلیفون کو سہکر اگر کہا تو یہہ کہا۔

(بیچارہ ستمگر کہ جفا بر ما کرد ÷ بر گردن او بماند و بر ما بگذشت)

مسلمان زندہ جلا دئیے گئے ان کو اگنیٹہون مین بٹہا کر پانی مین آگ لگا دی گئی۔ بورئے مین لپیٹ کر پانی مین زندہ ڈبو دیا گیا

آپ چاروں طرف امید بھری نظروں سے ملاحظہ فرماتے تھے کہ کوئی میری بات کو یقین کرنے والا نکلتا ہے لیکن کوئی نہ ملا۔ وہ پیاری آواز جس نے یکایک بہت بے چینی اور اضطراب مگر عشق ربانی کی چاشنی اور جذبہ وحدت کے جوش کے ساتھ پیدا کر دی تھی پھر اس کا انتظار ہونے لگا اور دل کا شوق ابلنے لگا جذبہ قلب کا جام چھلکنے لگا آخر پھر دوبارہ وہی آواز آئی اور وہ یہ تھی (ابن الاطہر جلد ۲ صفحات ۳۵ و ۳۶۔ طبری (روشن برگ کا ترجمہ) جلد ۲ صفحہ ۳۹۲)۔

شکاری کتوں سے پھڑوا ڈالا گیا۔ نصف زمین میں گڑوا کر تھوڑے تیروں اڑوا دیا گیا۔ زندہ دیواروں میں چنوا دیا گیا۔ قلعہ کے کنگرہ پر سے ببول کے کانٹوں پر پھینک دیا گیا۔ آروں سے بٹھا کر چیرا گیا۔ ان کی پاک نعشوں کو جلا دیا گیا۔ نہایت غیر جمانہ طریقہ سے سولی کی کھردری لکڑی پر بٹھایا گیا جہاں انہوں نے کئی کئی دن تڑپ تڑپ کر جان دی۔ بھوبل میں لٹا لٹا کر انہیں کند چھری سے ذبح کیا۔ گھوڑوں سے ان کے ادھ موئے اجسام روندوائے۔ گرم تیل میں انہیں جلا کر مرنڈا نہا دیا گیا۔ لکڑیوں کے شکنجہ پہیوں میں انہیں جھونک دیا گیا۔ غرض وہ سزائیں کہ جتنی ممکن ہو سکتی ہیں اور انسان کی عقل ایجاد کر سکتی ہے کافروں کے ہاتھ سے مسلمانوں پر توڑی گئیں صرف اس جرم پر کہ وہ مسلمان تھے مگر وہ ان تکالیف پر بھی اور زیادہ اپنے دین میں مضبوط ہوتے گئے۔ آخر ان کے صبر نے کام کیا اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دنیا میں اسلام پھیل گیا اور دن بدن بغیر علماء کی کوششوں کے پھیلتا جاتا ہے۔

دہریئے یہ بیچارے اس بے عقل کی کیونکر برداشت کرسکتے ہیں زمانہ کی گرم دہریہ ہوائیں جب انہیں اپنے دین میں کچا کر دیتی ہیں اور ذرا ذرا سی باتوں سے ادھر کے خیالات پلٹا کھا جاتے ہیں تو کیا یدی اور یدی کا شور یہ نبوت اور جبرئیل کا بیان کچھ آسان نہیں ہے کہ سمجھ میں آ جائے۔ چاند جو روز مرہ ہمارے سروں پر چمکتا ہے اور جسکے دیکھنے کے لئے لاکھوں روپیہ خرچ کرکے بڑی دوربینیں بنائی ہیں مگر ایک کوئی اطمینان بخش بات اسکی نسبت نہیں معلوم ہوئی اسلئے سال میں شہنشاہ جرمن نے بھی اشتہار دیا تھا کہ ایک لاکھ روپیہ انعام دیا جائیگا کہ اگر کوئی چاند کی ماہیت کی نسبت اطمینان دلا دے لیکن کوئی نہیں نکلا صرف یہی ہے کہ شبہ ہے تعلیل کرائی جاتی ہیں سید صاحب با تقاضہ خود خیال فرما سکتے ہیں کہ جو چیز بچہ بچہ روز دیکھتا ہے اسکی نسبت ابھی تک کوئی خاص اطمینان بخش بات نہیں پیدا ہوئی تو پھر جو چیز سوائے نبی کے نہ کسی نے دیکھی نہ دیکھیگا پھر کیونکر ممکن ہو سکتا ہے کہ اس امر کی بابت کوئی رائے قائم ہو سکے اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ خلاف عقل ہے تو ہم ایسی عقل والوں سے گفتگو نہیں کرتے جس وقت آنحضرت کو معراج ہوئی ہے اور آپ نے لوگوں سے بیان فرمایا جو مسلمان تھے انہوں نے یقین کر لیا مگر جو مسلمان نہ تھے وہ حضرت ابوبکر پاس گئے اور مضحکہ کے طور پر ان سے یہ کہا سنا آپکے نبی کو دوسرا خبط (معاذ اللہ) ہوا ہے کہتا ہے کہ میں چشم زدن میں تمام آسمانی عالم کی سیر کر آیا جو عقل کے خلاف ہے تو ابوبکر نے جواب دیا "جو کچھ وہ کہتا ہے صحیح ہے نہ اس نے کبھی جھوٹ بولا نہ وہ بول سکتا ہے کیونکہ خدا کا نبی ہے جیسے اسکی سب باتوں کا یقین ہے اگر اس سے بھی زیادہ وہ کچھ اور کہے"

یہ میں کہتا ہوں اور اس کا مجھے یقین ہے کہ اگر جبرئیل کا وسیلہ اڑا دیا جائے یا تسلیم نہ کیا جائے تو ٹھیک انسان دائرہ اسلام سے نہیں نکل سکتا مانا۔ لیکن اس زمانہ کی کیا ضرورت ہے کہ ہم دوسروں کو بھی مجبور کریں کہ وہ ہمارے ہمخیال ہوں اور ناحق الگ ہے

تو ہی نبی ہے اور خدانے تجھہ ہی کو منتخب کیا ہے تو ہی نجات دہندہ اور تو ہی پیغامبر ہے۔ وہ روحانی جان کندنیان اور سخت دردو اشد واعظ مصائب وراذیتین۔ وہ شبہات پھر اٹھتی ہوئی امنگین۔ وہ بے اعتقادیان اور شکوک جنکی نوبت بنوبت محمد ؐ کے دل پر چوٹ لگاتے ہی تھی نبوت کا دعوے کرتے ہی اسکا مختلف مصائب مین پہنسنا اور دہیان کے اپنے کہنے پر جانا اور پھر ایسی حالت مین بہی خدا کے فرشتہ کا اسکو بار بار فرض پورا کرنے کا حکم کرنا وہ ہی شخص محمد ؐ کے دل کا بھی حالت مین اندازہ کر سکتا ہے کہ جو دنیوی کدورتون سے پاک ہے اور کبھی اسپر کوئی شیطانی خطرہ غالب نہین

معترضون پر قہقہہ بازی کرین۔

یورپ مین کیا چیز ایسی زیادہ ہے کہ مسلمانون مین نہ تہی ہر علم کا ستہ وہ ہی فنا کر گئے مین جسپر یہہ آنکھین بند کرکے چل رہے ہین کوئی نئی بات انہون نے دریافت نہین کی ایک مدار الشمس کے بارہ مین اگر آپ اسٹرانومی کی کتابین ملاحظہ فرمائین تو آپکو معلوم ہو گو یہان مختلف اقوال مدار الشمس کی نسبت لکہنے کا زیادہ محل نہین ہے لیکن پہر ہی ایک ظاہری چیز کے لئے جو روز مرہ تیس دن تک ہمارے سر پر چمکتی ہے کتنی مختلف اقوال ہے اور کیا کیا اسکی نسبت بیان کیا جاتا ہے بیان کرتا ہون پہر اس چیز کی نسبت جو غائب ہے اور جس کی شہادت انبیا دیتے ہین اگر وہ اپنا یقین نہ ظاہر کرین اور انپر ایمان نہ لاکر قہقہے اڑائین تو کچہہ بڑی بات نہین ہے۔ یہ بہی کبھی نہ ہوگا کہ ہم ان کے ہنسنے پر جائینگے اور اپنے دین کی سچی سچی باتون کو الٹ پلٹ کر دینگے۔ جو کچہہ نیچے مین فطرۃ کے کرشمون کی تقریر بیان کرونگا وہ ان فضلا یورپ کی ہے کہ جن کے علم کی دہوم تمام عالم مین مچی ہوئی ہے اور ان کی باتین ایسی ہی مسلم گنی جاتی ہین کہ جیسے مسلمانون مین انبیا علیہم السلام کی۔ جس سے نہ سید صاحب نہ کوئی ہندوستانی نہ یوروپین نہ چینی انکار کر سکتا ہے

ایک چند نادرت سائنس یعنی علم جدیدہ کا ماہر کامل لکھتا ہے کہ تماشائیان نیچر کو واضح ہو کہ ہمکو ہمارے مسکن یعنی سطح زمین پر اجسام خارجہ و بعیدہ جو کچہہ آثار و افعال محسوس ہوتے ہین ان کے آنے کے رستے تو البتہ بہت سے ہین اور سامنے ہین مگر وسیع نہین ہین نہایت تنگ ہین (یہہ ان کا حال ہے کہ جو چیزین محسوس ہین نبوت اور فرشتہ کا آنا جب محسوس ہی نہین ہے تو وہ کیونکر سمجھہ مین آسکتا ہے) جرم آفتاب سے جب بیسیون مرتبہ حرکت شعاعیہ پیدا ہو لیتی ہین تب کہین یہہ نوبت آتی ہے کہ ہمکو بہی تہوڑا حصہ روشنی کا مل جاتا ہے جس سے دیکھہ بہال سکتے ہین علاوہ برین ہماری بصارت مین بہت سے موانع ہین اس قابل نہین ہے کہ نہایت باریک ذرے جن سے تمام اشیا کو خالق عالم نے ترکیب دیکر تیار کیا ہے دیکھہ سکے (جب یہ حال بصارت کا ہے تو مجردات یا نورانی اجسام کیونکر انسان دیکھہ سکتا ہے) کسی آلے کی اعانت سے بہی ان ذرون کی زیارت ممکن نہین ہے۔ اجزائے لا تتجزّٰے (وہ اجزا جن کے ٹکڑے ہونا ممکن نہین) کو ہم کبھی مشاہدہ نہین کر سکتے ہین اس کوشش مین ہماری آنکھین نابینا ہین بالکل کام نہین دے سکتی ہین۔ کچہہ آنکھون ہی پر منحصر نہین ہے یہی نقص تمام حواس مین عارض ہوتا ہے اس عذر کو جانے دیجئے کہ ہمارے علم و عقل کے باب نہایت ہی تنگ ہین (سید صاحب اس اعتراف اور اپنے علم و عقل کی محدودی کے اقرار کو ملاحظہ فرمائین) قدرتی اشیائے بعیدہ سے واسطہ بلا فصل قایم رکہنے مین ہمکو چاروں طرف سے اور بہت سی چیزین گہیرے ہوئے ہین اور وہ جہت کا فرش بچھا ہوا نہین مگر یہی اشیائے حوالی اس طریقہ سے ہمارے گرد ہین کہ ان کے ذریعہ سے زمین سے باہر تمام عالم سے ہمارا تعلق قایم ہے

ایسی حالت مین بہی غریبون کی دُہارس بندہوانا۔ مظلومین کی اعانت کرنا۔ مصیبت زدہ لوگون کے حال پر آنسو بہانا۔ یتیمون کے سر پر شفقت سے ہاتہہ پہیرنا۔ رانڈون کا اطمینان کرنا کس سرگرمی سے اس مقدس ذات نے جاری رکہا اسے اپنی تکلیف کی کچہہ پروا نہ تہی وہ حد سے زیادہ ستائے جانے پر بہی

بادی النظر مین تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہم سب زمین کے اوپر اسطرح رہتے ہین جیسے سطح سمندر پر جہازون کا بیڑا مگر حقیقت یون ہے کہ ہم سب مثل ایسے جانورون کے ہین جو عمق آب مین سطح زمین سے ملے ہوئے رینگتے ہون۔

پس خیال ہوا کہ انسان جو زمین پر چلتے پہرتے نظر آتے ہین یہہ ایک بڑے بادی سمندر کی تہہ مین پڑے ہین جس سمت اُٹھتے بیٹھتے گھومتے ہین ہوا مین اپنے کو دبا ہوا پاتے ہین اوپر نگاہ کیجاتی ہے تب بہی ہوا ہی ہوا ہے جو چیزین ہم سے متوازی یا ہمارے اوپر مثل عمود کے ہین ان کو ہم اسی گہرے سمندر کے پردون کو تیزی نگاہ سے پہاڑ کر دیکہتے ہین پس جب ہمارے سامنے پردہ حائل ہے تو ضرور کسی نہ کسی قدر ہم دہوکا کہاتے ہونگے۔ پروفیسر لینگلی نے ثابت کیا ہے کہ ہوا الوان پیدا کرتی ہے اور چیزون کی ہیئت اصلی کو منتشر کرکے بگاڑ دیتی ہے۔ ان کے خیال مین یہہ بات آئی ہے کہ جسقدر حرارت اور روشنی کرہ باد مین پہونچتی ہے اس مین سے یہہ مقدار چالیس فیصدی ہوا اور باریک نہایت خفیف ریزون مین جو کرہ باد مین اڑتے رہتے ہین جذب ہوکر منتشر ہوجاتی ہے پس معلوم ہوا کہ جسقدر آفتاب روشنی کی ہوا اور اسکے اندر کے ذرون کو سپرد ہوتی ہے اس مین بوجہ نقص شفافی تغلب ہوجاتا ہے اسوجہ سے جوقت آفتاب چمک کر تقسیم روشنی پر آمادہ ہوتا ہے ہوا کو بہت کچہہ سرمایہ اپنی ذات مین نورانی ذخیرہ جمع کرنیکو حاصل ہوجاتا ہے۔

پروفیسر لینگلے کا کچہہ قول برموقع ذیل مین تحریر ہوتا ہے۔

سطح سمندر پر ہمکو جسقدر روشنی آفتاب سے حاصل ہوتی ہے غالباً اسیقدر آسمان سے ملتی ہوگی۔ دوپہر کے وقت ہمکو کثیر مقدار روشنی کی آفتاب سے پہونچتی ہے مگر صبح شام کو زیادہ تر روشنی آسمان سے آتی ہے ہمنے سطح سمندر پر اور نیز پندرہ ہزار فیٹ کی بلندی سے مشاہدہ کیا ہے اپنی تمام تحقیقات کے نتیجے ہم یقین کرتے ہین کہ جسقدر عموماً اندازہ کیا جاتا ہے اس سے دوچند مقدار روشنی اور نیز حرارت کی کرہ باد مین جذب ہوتی ہے اور اس جذب مین باریک خاکی ذرے بہی جہانتک کہ ابہی تک دریافت ہوا ہے اس سے زیادہ شرکت رکہتے ہین اور بعض ذرے بالتخصیص زیادہ مقدار جذب کرنے والے ہوتے ہین۔

پس اس نورانی کرہ باد کے سامنے بہت سے دیگر ذرائع روشنی کے جو زمین سے علیحدہ عالم مین موجود ہین غالب نہین آسکتے مین ہم تک پہونچتے پہونچتے انمین اس قدر ضعف آجاتا ہے کہ مطلقاً ان کی چمک نظر نہین آسکتی یہی وجہ ہے کہ دوپہر کے وقت زمین پر ہماری نگاہ سے ستارے غائب رہتے ہین اگر یہہ ہوائی پردہ جو حائل ہے برطرف ہوجائے تو دوپہر کے وقت بہی ہمکو ستارون کی انجمن نظر آسکتی ہے اور وہ تاریکی اور روشنی ملی ہوئی شاہراہ جو آسمان پر اس سرے سے اس سرے تک جو چہوٹی چہوٹی قدرتی لالٹینون سے روشن شب کو دکہائی دیتی ہے خاصی دن کو بہی نظر آتی۔

اسی ہوائی روشنی کی وجہ سے آفتاب کے دیگر طفیلیون اور لواحقین سے ہماری آنکہین منور ہونے پاتی ہین مگر جب کبہی احکام قدرت کے بموجب ماہتاب ارض وشمس کے درمیان مین چند منٹ کے واسطے آکر پردہ کرتا ہے جوقت کو ہم سب کسوف کامل کہتے ہین البتہ اسوقت کرہ باد کی مخروطی شکل کے اندر سے آفتاب کے اردگرد کے اجرام کو ہم دیکہ سکتے ہین کیونکہ ہوا سایہ مین پڑجاتی ہے

وہ دوسرون کی مصیبت پر آنسو بہانے کو موجود تہا - لوگ ہاتہہ دہوکر اسکی جان [illegible]
ہتے لیکن پہر بہی اپنے دشمنون کی بہتری اور ہدایت کی دعا کرنا اور انکا بال بیکا ہونا نہ چاہتا - دشمنون [illegible]
اسے اسکے شہر مین نہ رہنے دیا مگر وہ سب خانمان کو پناہ دیتا رہا اور ان [illegible]

ہماری نگاہ کو چکا چوند نہین ہوتی ہے صاف نظر آتا ہے کہ تماشا گاہ عالم کے پردہ [illegible]
جا رہا ہے مگر افسوس ہے کہ اس کرشمہ کا حظ ہمکو دیر تک حاصل نہین ہونے پاتا مہتاب [illegible]
تک اثر رکہتا ہے بعدہ پہر وہی روشنی کا پردہ پہیل جاتا ہے اوسط درجہ دو سال مین ایک [illegible]
تین سے چہہ منٹ تک آسمانی شعبدے نظر آتے ہین اب ناظرین بار یک بین سمجہ لینگے کہ جب [illegible]
کا موقع ملتا ہے تو کسقدر مشکل ہے کہ چشم زدمین آفتاب کے گرد کا تماشہ با تعجب اور غور کی نگاہ سے ملاحظہ کر سکین [illegible]
وہ کیونکر عالم مجردات کی حقیقت جو برحق نبی نے اشارتاً بیان کی ہے سمجہہ مین آسکتی ہے اسلام مین [illegible]
یا وحی نازل ہونے کے وسائل پر بحث کرنا ناجایز قرار دیا گیا ہے اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ ہم کبہی بہی ان کا علم حاصل نہین کر سکتے کیونکہ
ہماری فطرۃ ان باریک باتون کے سوچنے اور غور کرنے کیے لئے موزون نہین بنائی گئی ہے اگر امام فخر الدین رازی نے [illegible]
تو میری خیال مین انہون نے ایک پیالہ مین جسمین پاؤ بہر سے زیادہ پانی نہین آسکتا ہے "علم کو بہرنے کی کوشش کی یا پہاڑ کو [illegible]
سے اکہیڑ لینے کی تدبیر کی - اور سر سید صاحب کا ریمارک اور بہی غضب کا ہوا ہے اس [illegible] وحی نازل ہونے کے وسائل بیان
کر نیلے تو پورا ہی غضب ڈہا دیا - خدا پناہ مین رکہے نبی پر وحی نازل ہونے کی حالت کو [illegible] حالت سے کیسی شرمناک تشبیہ دی
ہے اور پہر آخری فقرہ یہہ لکہدیا کہ اسیلئے کافر نبی کو مجنون کہتے تہے -

انسان ابہی ترقی کے درجہ پر نہین پہونچا ہے اور جہانتک اسنے ابتک ترقی کی وہ ایک نا مکمل درجہ کی ترقی ہے [illegible]
چیز کا پورا علم نہین ہوا ان چیزون کے حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ جو نہ اسے حاصل ہون گی اور نہ اسے کچہہ فائدہ [illegible]
ان فطرتی چیزون کی ہے کہ جن کا اثر پورے طور سے ہم پر پڑتا ہے اور جس اثر سے ہم زندہ ہین اور وہ روزمرہ ہماری آنکہون کے آگے [illegible]
انکے حال کی کماحقہ کیا کچہہ بہی واقفیت نہین ہے - آفتاب ہی پر خیال کرو جس وقت پورا سورج گرہن ہوتا ہے آفتاب کے گرد [illegible]
کی روشنی اور چمکدار شعاعین تاریک خطون سے قطع ہوتی نظر آتی ہین انہین کی تحقیقات مین بڑے بڑے نظر بازون اور دوربینون
سے دیکہنے والون نے غوطے کہائے ہین -

اور ذرا ہی اسکی تہہ کو نہ پہونچ سکے - گو بہت ہی کچہہ علم کا زور لگایا اور اپنی عقل کی بانگی دکہائی -
گرہن کی اوقات پر آفتاب کا فوٹو اکثر اوتارا گیا ہے اسکی حقیقت کو دریافت کیے اور نیز مشاہدہ اور تجربہ کے مستحکم بیان
کیا جاتا ہے - کہ کسوف کے وقت روشن کرہ یا ہالہ آفتاب کی قطع عجیب پیچیدہ قسم کی ہوتی ہے مختلف سمتون مین اسکی
خمیدہ کرنون کا پیچ در پیچ نظام اگرچہ عقل کو حیران کرتا ہے فہم و ادراک کو کسقدر رستہ بتاتا ہے مگر کچہہ نہ کچہہ زور لگاکر
بڑی مشکل سے یہہ قوتین دریافت کرتے ہین اور پہر بہی ان مین شبہون کی خامی رہجاتی ہے -
البتہ وقتاً بعد ان کرنون کی چمک اور مقدار مین بہی فرق ہوتا رہتا ہے اگرچہ ہمارے سامنے آفتاب چہپا نظر آتا ہے مگر اسمین

آپ بھوکا رہتا مگر دوسرے کو بھوکا دیکھنا نہ برداشت کر سکتا تھا - ان پر تلی پتلی ہو گئے ویسے ریگستان
مین جلتے آفتاب کی تپش مارتی ہوئی دھوپ کے نیچے پیاسا رہتا مگر دوسرونکو خشک لب نہ دیکھہ سکتا
خود اپنے حال زار پر کبھی آنسو بہانے والا نہ تھا مگر دوسرون کی مصیبت ناک حالت پر آنسو گرانے کو موجود
رہتا اپنی حاجت زیادہ دیکھہ بے سرو سامانی کی حالت مین بھی وہ کسی غریب مفلس کی مدد کرنے ہی کا خواہش
مند رہتا - ہمیشہ اسے کسی کی مشکلات کی دھن لگی رہتی - وہ انسان تھا لیکن ربانی صفات کا اعلیٰ
درجہ کا اسے حصہ ملا تھا اور نبوت نے اسے خیر البشر کا خطاب دیا تھا اور انسانون کی طرح حاجات و ضروریات
انسانی اسے لاحق ہوتی تھین مگر پھر بھی وہ دنیوی کدورتون سے ایسا ہی پاک تھا کہ جیسے ذات باری
سب جگہہ موجود ہے اور سب مین شامل ہے اور نہ کسی مین موجود ہے نہ کسی مین شامل ہے - دنیا کی کسی سخت تر سختی اور

عرض و طول و عمق تینون مقدارین موجود ہین - اگر ہم کسی سطح مستوی پر رہتے ہوتے اور کرہ آفتاب مانند چپٹے کے ہوتا تو ان اختلافات نظری کو سمجھانے مین مشکل نہ ہوتی - مگر لطف تو یہ ہے کہ ہمارا مسکن بھی مدور ہے اور جس شے کی طرف آسمان پر دیکھتے ہین وہ بھی مدور ہے طول و عمق دونو یکجا ہین پس ضرور ہے کہ مدار آفتاب مین جس شے پر نگاہ ڈالی جائیگی وہ مرکز خط نگاہ کی نسبت سے کم و بیش متغیر معلوم ہوگی محل حقیقی و محل نظری مین فرق قائم رہیگا - غور کرنے سے یہہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آفتاب کے گرد جسقدر روشنی مضاعف ہوتی معلوم ہوتا ہے اصلی روشنی بہت یا جسم آفتاب مین کم ہوتی ہے اور جون جون نگاہ آفتاب کے قریب ہوتی جاتی ہے روشنی کی زیادہ مقدار نظر آتی ہے اس کا سبب یہہ ہے کہ سمت النظر مین روشن ہالہ آفتاب کا زیادہ حصہ ہوتا ہے چونکہ روشن کرہ یا ہالہ آفتاب کا ذکر مین پیشتر کر چکا ہون اور ابھی جا بجا اس لفظ کے کہنے کی حاجت ہوگی اسواسطے بغرض آسانی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس اصطلاح کی تعریف بیان کرنے کے بعد مین آگے کچھہ اور بیان کرون جسکو مین نے مدار شمس یا روشن کرہ یا ہالہ یا حلقۂ آفتاب کہا ہے اسکو انگریزی زبان مین کارونا کہتے ہین تحقیقات علمیہ سے ثابت ہوا ہے کہ یہ ایک روشن بالذات دائرہ ہے خالی خلا سے مخصوص نہین ہے بلکہ نورانی مادیات سے مجموعہ اور آفتاب کو تمام جوانب سے گھیرے ہے جو مادہ اس مین ہے اسی کی تاب و روشنی سے آفتاب بہرہ یاب ہے مختلف اوقات کسوف مین انواع انواع کی صورتین اس روشن حلقۂ آفتاب کی نظر آئی ہین - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمیشہ اسکی ساخت اور حالت یکسان نہین رہتی ہے بلکہ تغیر عظیم اس مین واقع ہوتا رہتا ہے اور شاید یہی تغیر کا سلسلہ برابر جاری رہتا ہے ان مخصوص باتون کے بیان سے واضح ہوگا کہ پروفیسر ینگ کی باتین کہانتک سچی اور قابل تسلیم ہین —

حوالی آفتاب کی حالت اور بناوٹ کرہ باد کی چمک سے پوشیدہ ہے اسکے دریافت کرنے کے واسطے تاوقتیکہ کوئی ذریعہ دستیاب نہو ہمارا علم و ادراک اسبارت مین نہایت ضعیف اور خفیف ہیگا جب آفتاب کے ہالہ کی بابت علمائے فرہنگ کا یہہ قول ہے اور اسپر تعجب یہہ ہے کہ سید صاحب — فرشتہ کی اصلی فطرت بیان کرنے کی جرأت کر بیٹھے اور مفسرون پر قہقہہ اڑا دیا — اور اپنے خیال مین یہہ سمجھ گئے کہ مین نبوت کی حقیقت بیان کر چکا —

(آفرین باد برین ہمت مردانۂ تو)

مشکل تر مشکل مین پہنسکر بہی اسنے اپنی کوششون مین جی نہین ہارا اسکی سرگرمانہ کوشش جسقدر ہمت و لائق ہین اسیقدر اسکی ممتاز نیت کا نقشہ کہینچتی ہین۔ اسکا صبر ہمارے صبرون سے بدرجہا بڑہا ہوا تہا اسکا استقلال فطرت کے اعلےٰ درجہ کے ہنر کا نمونہ دکہاتا تہا۔ اسے پروا نہ ہہی کہ میرے مخالف کیا کہرہے ہین بلکہ ان کے افعال کی طرف توجہ ہہی۔ جو لوگ اسکو ایذا پہنچانے کے درپے ہوئے انسان پر رحم کہانا اپنا فخر گنتا تہا۔ اسکی خواہ کیسی ہی نازک حالت ہوجاتی مگر خدا پر بہروسہ رکہتا اور اس مین وہ ہمیشہ کامیاب ہوتا رہا۔ پے درپے کی اول اول خوف اور دل کچا کرنے والی ناکامیون نے ہرچند اس کے قدمون کو آگے بڑہنے ہوئے روکنا چاہا مگر اپنی کامیابی کی امیدین اس کے دل مین اسیطرح جوش سے موجزن ہوتی رہین تمام قوم نے اسکے مخالفت مین اپنا زور کہپا دیا مگر وہ اپنے عزم مین اسیطرح مستقل رہا۔ وہ اپنا ہر حال مین خدا کو معاون سمجہتا تہا اور بیشک خدا اُس کا معاون تہا۔ اسنے اپنے دشمنون سے بہت کچہہ برا بہلا سنا لیکن کبہی کسی کو برا تو برا کہنا گہر کی بہی نہین دی۔ اسنے کسی کو اپنا مددگار کبہی

اور سنیئے ہالہ آفتاب کی نسبت۔ اسوقت تک اوقات کسوف کے سوا ہی روشن دورہ آفتاب کا مشاہدہ کرنے کی کوششین کی گئین اس امید پر کہ شاید کسی طریق سے چشم انسان تابناک شعاع سماوی اور نیز آفتاب کے گرد کی قریب تر شعاعون کے عکس سے محفوظ ہوسکے اس وقت مین کافی طور پر اس روشن حلقہ کا دیدار توضیح کے ساتہ نصیب ہو مگر تاسف کا مقام ہے کہ اس تمام جدوجہد مین ناکامی حاصل ہوتی رہی مصنوعی گرہن کسی طرح بن نہ سکا۔ سید صاحب بالمقابہ ان کے ہم خیال اصحاب بغور ملاحظہ فرما سکتے ہین کہ کمرو رنارد چیسپیرج کے بعد بہی اور دوسرون پیرس کی کوشش پر بہی ہگنس جیسے فاضل جن کی زبان سے یہ الفاظ سرزد ہوئے اور ان کو علما کے تمام گروہ نے مان لیا اور پہر سبکا بہی قبول ہوگیا پہر کون خیال کرسکتا ہے کہ سید صاحب بالمقابہ مذکورہ صفحے مین اپنی تفسیر جلد پہلی صفحہ ۲۸ مین کسی آیت کے نیچے نبوت کا ایسا زبردست اور باریک مسئلہ جس کی حقیقت سمجہنے یا سمجہانے کے لئے شریعت محمدی نے کبہی مسلمانون کو مکلف نہین کیا دو ایک فقرہ مین ثابت کردیا۔ اور اس پر آپ نا ذکر نہ مین نہ ورنہ اسکے صحابہ کا ذرا بہی خیال کیا۔ افسوس ملاحظہ کیجیے۔ ایک بڑا یورپ مین فلاسفر لکہتا ہے " واقع مین کسطرح ممکن تہا کہ ہمارے کرہ باد سے باہر اس مقام پر جہان قانون قدرت کے موافق چند منٹ کے واسطے نہایتی پردہ تنہا ہی اور مبصرین کے روبرو کی ہوا سایہ مین پڑجاتی ہے ایک مصنوعی پردہ قایم ہوسکتا ا ن معاملات مین موخرانہ کوشش پروفیسر لنیگلی اور ڈاکٹر کوپ لینڈ نے اٹہا نہین رکہی ہے اول الذکر مبصر نے کوہ اٹہا ور کوہ ہوا ئٹی پر جو کہ پندرہ ہزار فیٹ بلند ہین قدرتی اور مصنوعی الات کی مدد سے بہت کچہ اس تحقیقات مین سر کہپایا ڈاکٹر کوپ لینڈ جو لارڈ کرافرڈ کے اسسٹنٹ منجم ہین انہون نے اپنا سرمایہ بصارت کوہ اینڈس پر صرف کیا کیا کسی صاحب خیال دوڑا کر سمجہہ لیا کہ اصلیت دریافت ہوگئی ؟ کچہ نہین ہوا! پروفیسر لنیگلی نے ایک خط مین تحریر کیا کہ " ہم نے نہایت موافق حالتون مین تمام مبصرانہ طریقے استعمال کئے مگر مطلق کوئی ترکیب کارگر نہین ہوئی سراسر ناکامیابی ہمارا نتیجہ ہے " ڈاکٹر کوپ لینڈ نے پونو " پر بہی بارہ ہزار چالیس فیٹ کی بلندی پر سے مشاہدہ کیا مگر اپنی رپورٹ مین لکہتے ہین کہ " روشن ہالہ نے جو جو شکلین پیدا کین وہ عجیب و غریب تہین ہمکو عرصہ تک بیم و رجا کی حالت مین رکہا ایک وقت امید ہوتی تہی کہ ہماری

نہیں بنایا لیکن ہمیشہ دوسرون کی مدد کرنی اپنی خاص دلچسپی اور حیرت سمجہتا تہا۔ اسکے جوش اور امنگین ہمیشہ بہلائی کی طرف اٹہتی تہین اور وہ بہلائی خلقت کی بہلائی ہتی۔ اسکے سب کام غایت پر مبنی تہے اور یہی اسکی سرشت ہتی جو کچہہ اسنے کیا وہ ہی کیا جو خدا کی مرضی ہتی۔ وہ انسان تہا مگر اس کی انسانیت مین نبوت کی صفت کی ․․․ ہی تہ ہتی۔ اسکی حلیمی نے اسکی ذات پر اثر نہین کیا بلکہ مخالفون پر بہی اسکی حلیمی کا ․ دیسا اثر پڑتا تہا۔

اس کا خلق اپنے ہی گروہ تک محدود نہ تہا بلکہ دشمنون پر اسیطرح وسیع تہا۔ دنیا مین جسنے اپنے دشمنون کی نجات کی دعا کی اور ان کی دل سے بہلائی چاہی وہ وہ پاک ذات ہتی جسکو محمدؐ عربی کہتے ہین۔ دنیا مین جسنے امیر و غریب کو ایک کردیا اور کچہہ امتیاز نہ رکہا وہ وہ ہی قریشی نبی تہا جس کا مقدس نام آج دنیا کے تیس کروڑ باشندے پکار رہے ہین۔ صدیون کے جہگڑون اور خونریزیون کو جسنے مٹا دیا اور ان کے الجہاو کو

محنتون کو تاج کامیابی حاصل ہوگا دوسرے وقت ذلت و خواری کا اندیشہ دل مین کہٹکتا تہا۔ ہم نہایت افسوس کے سانہ کہتے ہین کہ ہم اپنی تحقیقات مین ناکام رہے مصنوعی تدبیر و نسے چشم پوشی کرکے ظاہر ہوتا ہے کہ علاوہ اوقات کسوف کے اور چند مواقع ہین کہ اسوقت دور آفتاب کے روشن تر حصہ کا وجود آنکہون سے معلوم ہوسکتا ہے۔ آفتاب کے کنارہ پر آفتاب کی روشنی کے دو جداگانہ سبب ہین ایک تو خود اس نورانی حلقہ کی روشنی دوسرے ہوا کی شعاع ان دونو کی جیک ایم جانسن کے نزدیک ماہ کامل کی روشنی سے زیادہ ہے جسوقت پر کہ لونی خلک یعنے سیارہ زہرہ زمین اور آفتاب کے بیچمین آجاتا ہے جون جون یہہ سیارہ آفتاب کے قریب جاتا ہے روشن دور آفتاب کے اندر مقابل ہوتا ہے اور جو روشنی ہمکو اس روشن حلقہ سے پہونچتی ہے اس مین حاجب ہوتا ہے۔ اب ایسے موقع پر مبصر کو سیارہ کے سامنے کا آسمان نظر آئیگا اور اس آسمان سے کسیقدر کم روشن پایا جائیگا خلاصہ یہہ کہ جب یہہ سیارہ حلقہ آفتاب کی روشنی کو قطع کردیتا ہے اسوقت اس مقام کی آسمانی شعاع مین اسقدر تخفیف ہوجاتی ہے کہ ہمارے حواس کو اندازہ ہوسکتا ہے پس اس سے بالیقین ثابت ہوتا ہے کہ جو حصہ آسمان کا گرد آفتاب کے ہے اور جس کی پشت پر روشن حلقہ آفتابی واقع ہے وہ بہ نسبت دیگر حصص ملحقہ کے زیادہ نورانی ہوتا ہے اور قریب آفتاب مین ایک دقیقہ کے اندر معلوم ہوسکتا ہے کہ بتدریج نہایت خفیف کے ساتہہ فرق ہوتا جاتا ہے۔ اس سے یہہ امر بہی قرین قیاس معلوم ہوتا ہے کہ جسوقت آفتاب بالکل صاف و شفاف ہو اگر ہماری نگاہون کو رقبہ حوالی مین خفیف تفرقات روشنی کے محسوس ہون تو غالباً نورانی حلقہ آفتاب ہمیشہ نظر آسکتا ہے جہانتک کہ تنی اور باتین ہمکو معلوم ہو غالباً اسکے بیان کرنے مین کوئی ہرج نہین۔ کچہہ نہ کچہہ نتیجہ ہر شخص اس سے نکال ہی سکتا ہے مگر وہ نتیجہ یقینی نتیجہ نہوگا بلکہ اس مین بہی اشتباہ کی زیادہ تر ہوگی۔

غرض ان سب باتون سے یہہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ فطرۃ کی کسی چیز کا علم ہمین نہین ہوسکتا۔ ہماری قوتین محدود ہین ہمارے خیالات کی جودت کرہ باد سے اوپر نہین جاسکتی۔ ہماری آلات اس قابل نہین ہین کہ وہ ہمین فطرۃ کے کسی ہنر کی یا نگی دکہا سکین۔ ایسی حالتون مین ہمین زیبا نہین ہے کہ ہم نبوت اور وحی نازل ہونے کے باریک تر مسئلہ پر آنی سے بحث کرکے ثابت کرنے کی کوشش کرین۔ امام فخرالدین رازی نے انسانی فطرۃ کی بساط سے قدم آگے بڑہا کر تقریر کی ہے

چیلیون مین سایہ پہیلا دیا وہ محمد تہا۔ اگر اسکے اظہار پر اور زندگی پر نظر ڈالی جائیگی تو اس سے معلوم ہوگا کہ دنیا مین کوئی نبی ایسا نہین پیدا ہوا کہ جس نے عین زمانہ پیدا ہونے سے لیکر حد یقین ہوئی ہون جس کا ثبوت آگے آئیگا۔

جس نے آپکی نبوت پر پہلے یقین کیا وہ بی بی خدیجہ تہین۔ انہونے صاف دل سے اپنے پیارے نبی پر ایمان لائین اور جہانتک کنبہ مین ان کا اثر تہا انہونے سبکی بت پرستی چہڑادی اور خدائے برتر کی پرستش کرنے لگین آپ صرف پہلے یار ایمان ہی نہین لائین اور بت پرستی کو چہوڑ کر رحیم کریم خدا کی پرستش کی بلکہ کامل طور سے اپنے پیارے نبی کی ڈہارس دینے والی بیلی تہین حدیث مین آیا ہے کہ خدا نے محمد کا خدیجہ کے ذریعہ سے اطمینان کیا کیونکہ جسوقت محمد جنگل سے تشریف لائے تو بی بی خدیجہ نے ان کی نبوت پر ایمان لاکر محمد کو اس بوجہ سے سبکدوش کر دیا کہ جسمین وہ دبے ہوئے تہے اور جسکے باعث بیم و رجا مین مبتلا تہے۔

جب بی بی خدیجہ آپ پر ایمان لائی ہین اسوقت آپنے خیال کیا کہ جو کچہہ مین کہتا ہون سچ کہتا ہون اور جو کچہہ مجہپر حالت طاری ہوئی وہ سچی حالت وحی نازل ہونے کی تہی۔

محمد نے اپنے لواحقین پر پہلے اپنی روح کی تابانی کہولی اور اس کی چمک سے ان کی فطرتی بصارت کو نور بخشا خدیجہ کے بعد بقول ابن ہشام صفحہ ۱۵۵ اور ابو الفدا اور روضۃ الصفا کے حضرت علی ایمان لائے آنحضرت اکثر اپنی وفاشعار بیوی خدیجہ اور اپنے چچازاد بہائی علی کو لیکر ان پہاڑیون کی کہوون مین جو مکہ معظمہ کے گرداگرد واقع ہین تشریف لیجایا کرتے تہے تاکہ وہان بیٹہکر تنہائی کی حالت مین اس خدائے واحد لاشریک کی تہ دل سے شکر گزاری ادا کرین کہ جسنے ان پر اپنی رحمت نازل کی اور انہین بت پرستی کی ضلالت سے نجات دیکر روشن رستہ پر لایا۔ اور ان کے زمانہ حیات مین آمد الہام الٰہی کو مبعوث کیا کہ جو ان کے ساتہہ کس ہمدردانہ طریقہ سے پیش آتا تہا اور انہین کیسی بیش بہا نصیحت کرتا تہا جسنے انہین دنیا و آخرت کی گمراہی سے بچا لیا اور انہین اصلی اور مستحق لازوال شادمانی کا حصہ دیا ان کی فطرت کو روشن کر دیا اور ان کی بصارت کو خدا کے سچے جلال کے دیکہنے کی قوت عطا کی۔

اور جس مین وہ ایسے ہی ناکام رہے جیسے سید احمد خان صاحب بہادر کے سی ایس آئی ایل ایل ڈی ہوے۔ میرے خیال مین ان مسائل پر بحث کرنی نہ چاہئے اگر کوئی شخص وحی اور اسکے نازل ہونے پر اعتراض کرے تو اسکا یہی جواب کافی ہے کہ جو وسیلہ کہ مسلمان بیان کرتے ہین اگر اسے تو نرا ڈہونگ خیال کرتا ہے تو اپنے موافق سمجہہ لے غرض تو یہ ہے کہ یہ قرآن جو مسلمان پیش کرتے ہین محمد ہی کی تصنیف سے سہی مگر یہ تو ضرور ہی تسلیم کرنا چاہئے کہ خدا کی وحی [illegible] کہ جو لوگ خدا کو [illegible] نہین مانتے پہر مین حیران ہون کہ جبریل کا وسیلہ اگر نبوت اور نبی کو کیون تسلیم کرتے ہین آنہون نے تو ایک شئے کو شک [illegible] تسلیم کر لیا ہے اس کو چاہے جس صورت سے دکہاؤ گے وہ ڈہکوسلا ہی کہے جائینگے پہر بے نتیجہ علم کہانے سے فائدہ۔

ایک دن یہہ تینون شخص ایک ہی اور دو اسکے مرید بیٹھے ہوئے تنہائی مین عبادت کر رہے تھے اور آنکا دہان اس سب سے برتر ذات کی طرف ہو رہا تہا اور آپ ایسے مستغرق ہوئے کہ آنکو کچھہ بھی خبر دنیا و مافیہا کی نہ تھی۔ جب آپ عبادت کر چکے تو ابوطالبؓ جو بہت دیر سے کہڑے ہوئے مشاہدہ کر رہے تھے آنحضرت سے مخاطب ہوکر یہہ کہا "اے میرے بھتیجے جس مذہب پر کہ تو چل رہا ہے اور جو مذہب کہ تو نے پسند کیا ہے یہہ کیا مذہب ہے" آپنے جواب دیا کہ یہ دین دین خدا اور فرشتون اسکے پیغمبرون اور ہمارا دادا ابراہیم کا ہے" پہر آپ یہہ فرمانے لگی۔ خدا نے مجھے اپنی مخلوق مین اس لئے بہیجا ہے کہ مین اسکے بندون کو سچائی اور نیکی کا رستہ دکہاؤن اے میرے چچا تو اپنی قوم مین بڑا لائق اور سمجھہ دار ہے یہہ موقع اچھا ہے کہ مین تیری بھی دعوت اسلام کرون۔ اور تجھے بھی اپنے سچے رستہ کی طرف بلاؤن مجھے امید ہے کہ تو میری اس سچائی مین میری مدد کریگا اور اس نیکی کے پہیلانے مین میرا معاون بنے گا" ابوطالب نے جواب دیا اے میرے بھتیجے۔ اپنی سچی روح اور سچے دل سے کہتا ہون کہ مین اپنے باپ دادون کے دین سے کبھی نہین پہرنے کا۔ لیکن تو ہی تر خدا کی قسم جب تک مین زندہ ہون کوئی تجھے آنکھہ نہین دکہا سکتا پہر ابوطالب نے اپنا رخ اپنے بیٹے علی کی طرف پہیرا اور کہا اے میرے بیٹے تیرا مذہب کیا ہے۔ علی نے جواب دیا" اے باپ مین خدا اور اسکے نبی پر ایمان لے آیا اور اب اس کے ساتہ ہون"۔ ابوطالب نے کہا اے میرے بیٹے وہ تجھے کبھی اس سے باز نہ رکھیگا جو نیک راہ ہے اسلئے تو آزادی کہ تو ایمان لائے (یہہ گفتگو ابن ہشام نے صفحات ۱۵۹ و ۱۶۰۔ اور ابن الاثیر نے جلد ۲ صفحات ۴۲ و ۴۳ مین لکہی ہے) جو شخص علی کے بعد ایمان لایا وہ زید بیٹا حارث کا تہا۔ جسکو آنحضرت نے آزاد کر دیا تہا۔ اسکے بعد قریش قوم کا سردار مثلاً عبداللہ۔ ابوقحافہ جو بعد ازان ابوبکر کے نام سے مشہور ہوئے کا بیٹا ایمان لایا۔

عبداللہ قریشون مین اپنی دولتمندی۔ ایمانداری۔ صداقت۔ وفا شعاری۔ اولوالعزمی عالی ہمتی مین بہت بڑا نامور تہا۔ یہہ آنحضرت سے پورا دو برس چھوٹا تہا۔ اس کا تامل کرکے ایمان لانا بہت بڑی ہی اخلاقی اثر کا باعث ہوا۔ اسکے ایمان لانے نے قریشون مین ہلچل برپا کر دی اور تمام قوم مین ایک تہلکہ مچگیا۔ عبداللہ کو ایمان لائے ہوئے تہوڑا عرصہ بھی نہ گزرا تہا کہ پانچ قریشی بڑے بڑے سردار ایمان لائے۔ انمین پہلا شخص عثمان بیٹا عفان کا تہا۔ یہہ خاندان بنی امیہ مین سے تھے اور جو بعد ازان تیسرے خلیفہ ہوئے۔ پہر عبدالرحمٰن عوف کا بیٹا ایمان لایا۔ پہر سعد ابی وقاص کے بیٹے نے ایمان قبول کیا۔ اسی شخص نے بعد ازان فارس فتح کیا۔ پہر زبیر عوام کا بیٹا دائرہ اسلام مین آیا یہہ بی بی خدیجہ کا بھتیجا بھی تہا۔ ان پانچون نے باری باری سے بیعت کی اور مشرف باسلام ہوگئے اور بھی چند آدمی اپنی درماندہ زندگی سے تہک تہکا کر آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہوکر

مسلمان ہوئے تھے [illegible] کی فیض بخش تاثیر - آپکی [illegible] ابتدا ابطابیت -
آپکی [illegible] ہے [illegible] کا یہہ اظہارہ سچا نقشہ کہنچتا ہے آپ [illegible] جو پہلے پہل ایمان
لائے [illegible] ہما پیارا بھائی - اور آپکے بگڑی [illegible] آپکی نبوت پر
[illegible] موافق سچا نبی خیال کیا اور آپکی ایسی ہی تعظیم کی کہ
[illegible] اپنے شہر میں شان زیادہ رفعت [illegible] سے بہت دیکھا
[illegible] ہوا ہو - اور [illegible] آنکھوں کے
[illegible] جیسا عالم [illegible] دولت [illegible] ملے پہر بہی
اپنے [illegible] رہتا ہے [illegible] ایک آیت ہے
کہ پیغمبر اپنے شہر [illegible] مقولہ ہے -

[illegible] وطن میں رہنے دیا گر فلک [illegible] کیوں [illegible]

چنانچہ یہی [illegible] ہم [illegible] زیادہ [illegible] مگر ہمارے قریش نبی صلعم [illegible] آنحضرت صلعم کی فضیلت
اور [illegible] ثابت ہوتی [illegible] لوگ ایمان لائے اور اول ہی اول انہوں نے آپکے ہاتہہ پر
بیعت کی [illegible] سے بہت [illegible] قریش [illegible] سردار اور آپکے بزرگ تہے - اس سے [illegible] اندازہ
ہوسکتا ہے کہ ہمارے نبی کی کیسی صاف اور پاک طبیعت تہی اور اس نے اپنی زندگی [illegible] اور افضل
طریقہ پر بسر کی کہ ہر شخص آپکی صداقت مستقل مزاجی شرافت طبیعی خلق و مروت کا ایسا ہی قایل
تہا کہ جیسے آپ تہے - [illegible] کیسا ہی [illegible] شخص ہوگا لیکن محمد کی اس پاکبازی - بزرگی - عالی ہمتی
[illegible] صاحبی کا ضرور قایل ہوگا - یہہ ایک [illegible] امر ہے کہ ہر سے کوئی شخص کسی کا تابع ہونا
نہیں چاہتا اور ہمیشہ خیال یہی رہتا ہے کہ [illegible] اپنا ہی سکہ چلے اور ہم ہی نام برآوردہ ہوں -
اور پہر ایسی حالت میں کہ محمد کے پاس [illegible] جاگیر تہی - نہ سلطنت تہی نہ امیری نہ دولتمندی کچہہ
نہ تہی تو محض معمولی شہری متوسط [illegible] کی سی حالت تہی جو شرافت سے اپنی زندگی بسر کرتے
ہیں اور پہر ایسے شخص پر سرداران قوم کا ایمان [illegible] کوئی خاص سبب تو ضرور ہی اپنے میں رکہتا
ہے اور [illegible] سبب کیا تہا صرف یہہ [illegible] بیشک وہ پاک نبی تہا -
جو کہا اسنے کہا سچ جو کچہہ [illegible] نازل ہوا وہ خدا کی طرف سے تہا اور وہ بہت بڑا عالم کا نجات دہندہ تہا
اسمیں [illegible] کوئی خاص صفت اور انسانوں سے تہی اور وہ صفت نبوت تہی - جو لوگ کہ ایک جگہہ
اسکے ساتہہ رہتے تہے اور جنہوں نے اسکی ایک ایک بات کو دیکہا تہا اور اس کی حالت کو اچہی طرح
جانتے تہے وہی سب سے پہلے اسپر ایمان لائے اور اسکے جان نثار وفادار دوست تہے - اور جنہوں
نے اپنا دہن [illegible] سچے دل سے اسپر قربان کر دیا - [illegible] اپنی [illegible] اور دلی خوشی خیال کی -

اگر یہہ [illegible] دو شخص [illegible] [illegible] علم و
فضل پر حقیقی کمال [illegible] [illegible] [illegible] لاگ
لپیٹ فریب - خود غرضی اور نفس پرستی کی [illegible] [illegible] نہ کہ محمد
انہیں اپنا مقصد بنا [illegible] کامیاب ہوئے اور لوگ [illegible] رسول پر جہاں قدم
جیتے یا تلوار سے [illegible] کر ڈالے جاتے - اور اگر [illegible] تو انکی اصلاح اور نجات دینے
کا خیال [illegible] اور ایک [illegible] آپ کے معتقدین
نے [illegible] اور قتل [illegible] میں آپ [illegible] قربان کیا [illegible] شوق سے قدم بڑھائے
ان پر [illegible] لطف اور روحانی جانفشانی [illegible] گذر گئیں لیکن انہوں نے
اف نکی [illegible] دین محمدی پر ثابت قدم رہے اور [illegible] -

محمد کا پیرو اپنے نبی پر جان دینی اپنا سبب نجات [illegible] سمجھتا تھا اور اب [illegible] بعد بھی ہر مومن
محمد کے نام پر گردن کٹانا اپنا سبب نجات سمجھتا ہے - کیا [illegible] نبی کے معتقدین یا حواریوں نے
بھی اپنے نبی پر یوں جان نثاری دکھائی ہرگز نہیں - اگر یہہ لوگ [illegible] ایمان نہ لاتے تو اس کا درجہ
شاید گلیلی کے مچھلی والوں کے نبی سے زیادہ [illegible] حضرت [illegible] کی [illegible] قریب سے
قریب تر رشتہ دار بھی ایمان نہ لائے آپکے بھائی کبھی [illegible] نہ لائے اور [illegible] یہہ کہ
وہ ہمیشہ اسی خیال میں رہے کہ حضرت عیسے کو اپنے قبضہ میں کر لیں اور پھر [illegible] انہوں سمجھا بیٹھیں کہ
اپنے اس [illegible] سے باز آئیں - وہ تو وہ لیکن جو آپ پر تازہ تازہ ایمان لائے تھے وہ بھی اس میں
تھے [illegible] کچھہ عیسائیوں پر مقرر نہیں ہے ہر شخص جسکو فطرت سے کچھہ بھی حصہ عقل کا ملا ہے [illegible]
کہ افضل ان [illegible] نبیوں میں کون ہوا کس میں زیادہ صفائی قلب تھی - وہ مقناطیسی ربانی کشش
کس میں تھی کہ جسنے انکھیں ملاتے ہی بڑے بڑے لوگوں کو اپنا شیدا بنا لیا -

(کھینچ لاتا تھا بس اک چشم زدن میں عالم - حضرت کی انکھوں میں [illegible] شیدا)

کس کی پر زور [illegible] میں ڈوبی ہوئی تقریر تسلیم کیجا سکتی ہے جسنے ایک عالم [illegible] - اسکی کڑکتی
ہوئی آواز جسمیں نرماہٹ اور اطاعت پائی جاتی تھی [illegible] والی آواز تھی جسنے لوگوں
کے دلوں کو اپنی مٹھی میں دبا لیا اور ان پر ایسی فتح حاصل کی کہ [illegible] قیصر قومی تراہ [illegible]
ہوتا گیا -

ف۱ جان جلد ۲ صفحہ ۸ -

ف۲ مرقس ۳ باب ۲۱ - آیت -

ف۳ - یہہ وہ لوگ تھے جنکو حضرت عیسے اپنی ماں اور اپنے بھائی کہتے تھے متی ۱۲ باب آیت [illegible] ۳۲ -

ف۴ [illegible] میں اپنی کتاب [illegible] جلد ۱ صفحات ۲۵۵ و ۲۵۴ -

حضرت عیلے کے حواریون کی یہہ بے ثباتی کس وجہ سے ہی شاید طبیعت کی کمزوری کی وجہ ہی کہ ایک بات پر مستقل طور پر نہ رہا جاتا تہا لیکن ہل ہین لکہتا ہے کہ حضرت عیلے کی مختلف اقوال نے یہہ نتیجہ پیدا کر دیا تہا۔ بیشک اس سے انکار نہین ہوسکتا جو کچہہ ہل ہین نے لکہا ہے وہ لاجواب ہے۔

جس شخص نے مروجہ انجیل کو دیکہا ہے وہ کہسکتا ہے کہ کچہہ بہی تطابق مضامین مین نہین معلوم ہوتا۔ گو یہ وہ کتاب نہین ہے جو حضرت عیسے پر نازل ہوئی لیکن چونکہ انکے نام سے مشہور ہے اور شاید کہین کہین ان کے اقوال بہی ہون اسلئے اسمین بہی تطابق نہین ہے۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم چونکہ اپنی قوم کے ریفارم پر ٹوٹے ہوئے تہے اٹہتے بیٹہتے سوتے جاگتے سوا اسلئے اور کچہہ خیال ہی نہ تہا اسلئے سوا وحی کے جو کچہہ زبان مبارک سے نکلتا تہا وہ سب اصلاح کی تدبیر سے مالا مال ہوتا تہا۔ قوم سے مراد دنیا کی قوم سے ہے جو دنیا مین آباد ہین اور وہ مخلوق ہونے کی لحاظ سے سب ایک ہی باپ کی اولاد گنے جاتے ہین۔

تین برس کامل تک رسول خدا بہت دہوم دہام سے پریچ کرتے رہے اور نہایت بیخوف ہوکر یہہ کہتے رہے اے لوگون جو کچہہ تم کر رہے ہو خلاف فطرت کر رہے ہو جسکا نتیجہ تمہارے یا انسانی خیال سے بہی ابتر ہوگا اس بیہودہ پرستش اور لغو خیالات کو چہوڑو اور خدائے واحد کی پرستش کرو۔ قریش صدیون سے بت پرستی کی طرف رجوع تہے اور ان کے دلون مین بڑے اعتقاد دن کی جڑ بندہ گئی تہی۔ یہ کا یک وہ کیونکر چہوڑ دیتے اور اپنے آبائی خیالات کو جو ان کی گہٹی مین پیٹہہ گئے تہے ترک کرتے۔ بچپن کے سنے سنائے خیال اور والدین کی ذہنون مین جائی ہوئی باتین ایسی نہین ہوتین کہ آناً فاناً مین دلون یا دماغون سے نکل سکین اور وہ اپنے آبائی مذہب چہوڑ کر دین خدا اختیار کرتے۔

حضرت ابوطالب جو درحقیقت اپنے بہتیجے کے خیرخواہ اور دل سے بہی خواہ تہے اور انہین قریشی طریقہ کی تعلیم بہی خاصی ہوئی تہی وہ خوب دل سے اسلام کی برکتین سمجہتے تہے اور انہین معلوم تہا کہ یہہ دین ضرور ریفارم کریگا مگر اسپر بہی آبائی خیالات اور بچپن کی سنی سنائی باتون کی ایسی جڑ بندہ گئی تہی کہ انہون نے کہلم کہلا اسلام قبول نہین کیا حالانکہ وہ یہہ سمجہتے تہے کہ محمدؐ جو کچہہ کہتا ہے وہ سب صحیح ہے۔ حضرت علی کی خطاب کرکے ابوطالب نے کہا تہا کہ مین تو اپنے باپ دادا کے دین کو نہین چہوڑتا لیکن جب تو دین خدا پر ایمان لے آیا ہے تو یہہ مجہے یقین ہے کہ محمدؐ تجہے اس رستہ سے بچائیگا جو نیکی کی طرف نہین جاتا۔

ایک ابوطالب کیا۔ قریش قوم کا بچہ بچہ یہہ خوب جانتا تہا کہ محمدؐ سے بہتر نیک خصال اور شریف طبیعت بچہ پیدا نہین ہوا۔ آپکی صادق الوعدی کی دہوم تمام مکہ مین مچ رہی تہی۔ اور مکہ کی چاردیواری اور سنگلاخ چٹانون کے پرے اگر کوئی بہی محمدؐ کو جانتا تہا تو اسقدر جانتا تہا کہ اسکی بے لوث اور پاکیزہ زندگی ہے وہ خود بہی نیک ہے اور دوسرے کو بہی نیک بنانا چاہتا ہے اسکی غرض ہے کہ مین دنیا مین ریفارم کرون۔

وہ ہر دردمند کو دیکھکر آنسو بہاتا ہے - کسی کی تکلیف کی اسکے دلپر چوٹ لگتی ہے وہ اپنے وعدہ پر ایسا ہی مضبوط ہے کہ جو ایک انسانی فطرت کا تقاضا نہین ہے - وہ عالم کے ہزار قویون کا ایک قوی ہے نہ اپنی جسمانی قوت سے بلکہ روحانی قوت سے - اسکی دماغی قابلیتین انسانون مین ایسی ہی ممتاز ہین کہ جیسے جسم مین سر ہوتا ہے - جب نبی کی ان ان صفات کی آوازین عالم مین گونجین تو لوگ چارون طرف سے امڈے کہ دیکھین جسکی نسبت ہم یہہ یہہ باتین سنتے ہین وہ کہانتک ان صفات سے مملو ہے مگر جب انہون نے دیکھا تو جیسا سنا تہا اس سے زیادہ پایا -

ادہر آپ نے پہلے پہل خدائے واحد کی پرستش کے لئے - لوگون کو بلایا اور ان کے بتون کو صرف پتھر کا ڈھیر اور ناکارہ کہا وہ پریشان ہکابکا ادہر ادہر دیکھنے لگے اور انہین اسکی تلاش ہوئی کہ یہہ آواز آتی کہان سے ہے مگر جب انہون نے دیکھا کہ محمدؐ عربی جو ہم ہی مین کا ایک شخص ہے اور ہمارے سامنے اس نے پرورش پائی ہے ہمارے سامنے بڑا ہوا ہے یہہ ایسی باتین کرتا ہے اور ہمارے خداؤن کو برا کہتا ہے - اس خیال نے ایک حسد کی آگ ان کی طبیعت مین بھڑکا دی اور وہ سخت مخالفت پر آمادہ ہوئے مگر جتنی ان کی مخالفت شدید اور سخت تر تہی اسیقدر بلکہ اس سے بہی زیادہ محمدؐ کا دل - قوی تہا اور جون جون وہ مخالفت کرتے تہے محمدؐ اور قوی ہوتے تہے - اور آخر اس استواری کی یہانتک نوبت پہونچی کہ وہ بہی اپنی مخالفت مین ہار جاتے اور پشیمان ہوکر ایمان لاتے -

پہر بہی ابتدائی زمانہ محمدؐ کے لئے بہت سخت تہا - مخالفت بہی وہ مخالفت کی جاتی تہی کہ جسکے سننے سے پتہ پانی ہوجاتا ہے اور زہرہ آب ہوتا ہے اور ان مخالفتون کا کسی پر گزر جانا یہہ محض ناممکن ہے - وہ تو نبوت کا تحمل اور بردباری تہی کہ اس مخالفت کو سہتی تہی ورنہ انسانی فطرۃ ہرگز اسکو گوارا نہین کر سکتی یہہ بات اٹکل پچو نہین لکہ رہا ہون بلکہ تمام بڑے بڑے فضلا اور ریفارمرون کے سوانح عمری پیش نظر رکھکر یہہ کہا جاتا ہے اور مین دعوے سے کہتا ہون اور مجہے اپنے دعوے پر ناز ہے کہ دنیا کے ظہور سے ابتک نہ کوئی نبی ہوا نہ کوئی ریفارمر ہوا کہ جو ان شدائد اور تکالیف کو سہکر پہر بہی اسیطرح مستقل ہو جیسا کہ اول دن تہا - بظاہر اسکے دلپر بہ تقاضائے فطرت انسانی صدمہ پہونچتا تہا - اور اس صدمہ کو وہ ہی مقدس ذات صبر و شکیبائی سے سہتی تہی کہ جو اسی کو شایان تہا اور اسیکو زیبا تہا -

قریشون کی زیادتی - اور ان کا ظلم و تعدی صرف ایک محمدؐ کی جان تہی جو سہتی تہی اور اف نکرتی تہی اور پہر بہی اپنے مخالفین کی بہتری اور خیرخواہی مین لگی رہتی تہی - ان کے قابل رحم مظالم سے اگر محمدؐ کو تکلیف پہونچتی تو اسکا سبب یہہ تہا کہ قوم کن خام خیالیون مین پامال ہو رہی ہے اور ذرا بہی اپنی بہتری کی نہین سنتی اپنے ناصح مشفق کو ستاتی ہے اور اپنے گمان مین یہہ سمجہتے ہے کہ جو کچہہ مین کرتی ہون یہی درست ہے حالانکہ راہ راست سے وہ کوسون ہٹی ہوئی ہے -

قریش پیدا ہوتے ہی بت پرستی کی گھٹی پی چکے تھے اور انہیں چاشنی بھی اسکی پوری پوری [illegible]
بت پرستی میں سرخوش تھے کیونکہ جن خداؤں کی وہ پرستش کرتے تھے وہ ہر وقت ان کی آنکھوں کے
آگے رہتے جو کچھ انہیں مانگنا ہوتا وہ ان کے رو برو گڑگڑا کر مانگ لیتے ان کو ایسے خدا کی پرستش کرنی عجیب
معلوم ہوتی کہ جسکو وہ نہیں دیکھ سکتے نہ اس سے باتیں کر سکتے ہیں۔ اس مخالفت میں یہانتک سرگرمی
ہوئی کہ لوگ محمدؐ کی جان کے پیچھے پڑ گئے۔ [illegible] خدا نے مستحکم [illegible] ہوکے [illegible]
اور پھر آپ بھی اسی استواری سے بھروسہ [illegible] بھلا ان کی مخالفت سے اپنے ارادہ میں کیوں خلل
ہونے لگا تھا۔ تین برس کی کشمکش اور سخت جھگڑے کے بعد صرف تیس آدمی ایمان لائے یہہ نظارہ کم
تین برس کی محنت میں صرف تیس آدمی ایمان لائیں واقعی [illegible] کا بٹھا دینے والا نظارہ تھا
اور ایسی حالت سے کبھی کامیابی کی امید نہ ہو سکتی تھی۔ [illegible] عظیم الشان معلم نے اپنے ارادہ میں
ایک قدم پیچھے ہٹانا گوارا نہیں کیا۔ اس تین ناکامی پر بھی آپکی [illegible] اسیطرح حلیم اور سلیم طریقہ پر
ہوتی رہی۔ اس میں بھروسہ اور جوش [illegible] امیدیں بھری ہوئی تھیں۔ ریفارمر کی آرزوؤں کے
جوش اٹھتے تھے اور ان کا اختتام سر سبز امیدوں پر ہوتا تھا۔ محمدؐ کی آنکھیں بظاہر ناکامی کی صورت
اپنے سامنے کھڑی ہوا دیکھتی تھیں مگر الہامی ماسٹر کی بشارت پر کہ تو ہی ریفارمر ہے اور تیرے ہی ہاتھ
سے عالم کو نجات ہوگی کبھی کبھی کامیابی کی جھلکی جھلک دیکھائی تھی۔ انسانی طبیعت کا مد و جزر جو اسے
متوقع پیش ہوتا ہے اس سے محمدؐ کی طبیعت بھی بے نیاز نہ تھی۔ وہ بھی ہم ہی جیسا انسان تھا لیکن اس
میں نبوت کی ممتاز فطرت نے اپنا جلوہ کیا تھا۔ اور اسیلئے اسکے لئے یہہ مصرعہ صادق آتا ہے۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

جسنے مختلف مصائب اور تکالیف میں قدم رکھا ہے اور دنیا کی اتار چڑھاؤ کا بہت کچھہ حصہ لیا ہے وہ
طبیعت کے مد و جزر کو خوب پہچانتا ہے اسکی زندگی جب تک کہ وہ کامل طور سے اپنی کوشش میں کامیاب
نہ ہو جائے بیم و رجا میں گزرتی ہے۔ کبھی تو قدرت کے کرشمے اور کسیقدر لوگوں کی اپنی ہمزبانی کرنا امید
دلاتا ہے کہ شاید کچھہ کامیابی کی صورت پیدا ہو لیکن پھر مخالفت سے اور اپنی کوششوں میں پس پا
ہونے سے پھر دکھائی دیتا ہے کہ مایوسی تا بہ زیست دست و گریبان رہے گی اور کبھی کامیابی کی صورت
نظر نہیں آنے کی۔ یہہ خیال پے در پے ریفارمر کے دماغ میں آتے ہیں اور سمندر کے جزر و مد کی طرح
گزر جاتے ہیں۔ ریفارمر کی مثال مثل شیر خوار بچہ کی ہے کہ کبھی تو وہ ہنسنے لگتا ہے اور کبھی رونا
شروع کرتا ہے نہ اسکے رونے کا ٹھیک ہے نہ ہنسنے کا مگر پھر بھی اس کی طبیعت پر کچھہ نہ کچھہ اثر ہوتا ہے جس سے
وہ رونے اور ہنسنے لگتا ہے۔

قریش کی مخالفانہ تدبیریں اور ان کی جنگلی چالبازیاں مکہ کی گھیردار پہاڑیوں سے زیادہ پیچدار اور

بہتیری ہی تہین - سنگلاخی چٹان گرمیون مین وہ ہی پیش نہ بیٹھے تھے کہ جو ان کی مخالفانہ باتین دیتی تہین
وہ صرف اسی پر قانع نہ تہے کہ محمدؐ کو اسکے ارادہ مین کامیاب ہونے دین بلکہ ان کی مرضی یہہ تہی کہ دنیا
سے نام و نشان مٹا دین اور ہرگز مکہ کی شاہراہون مین اسی اجازت ندین کہ وہ آزادی سے قدم اٹہاتا
ہوا ادہر سے ادہر نکلا چلا جاوے - ابہی تک محمدؐ نے عام طور پر وعظ نہ کہا تہا ہان نج کے طور سے جو شخص
اُنکے پاس جاتا دین خدا کی دعوت کرتے اگر وہ اسلام لے آیا تہا نہ اسلام لایا تو کچہہ زبردستی نہ تہی ایکدن
محمدؐ نے مستقل ارادہ کیا کہ عام طور سے خدا کی وحدت اور اسکی پرستش کا بیان کرون اور قریشیون کو انکے
عقائد پر ڈانٹون اور انہین ملت ابراہیم کی تلقین کرون - ایسی مخالفت اور دشمنی مین یہہ ارادہ بہی ہمتانہ
طبیعت کا نقشہ کہینچتا ہے معمولی انسان کی طبیعت جو نبوت کی صفت نہین رکہتی کبہی ایسا ارادہ نہین
کر سکتی - یہہ ظاہر تہا کہ قریش ایک بہادر اور اولوالعزم قوم ہے ان کے آگے ایک دو یا سو پچاس کا خون
کردینا کچہہ بات نہین ہے اور وہ سخت مخالفت پر آمادہ ہین ایسا ہو کہ اکیلی پاک ذات کو کچہہ مضرت پہونچے
اور کوئی اسپر حملہ نکر بیٹہے - اتفاق اور بیخبری مین اگر کچہہ آفت آپڑے تو وہ اور بات ہے جان بوجہکر مخالفت
مین جانا اور یہہ الٹا ان ہی کے خداؤن یا دیوتاؤن کو محض ہیچ کا ڈہیر کہنا یہہ ایک جری اور بہادر ہی
ہی کام تہا - دوسرا شخص نہ نبی نہ غیر نبی کوئی بہی نہین کر سکتا -

آپنے اپنے کل قریش بہائیون کی ایک دن کوہ صفا پر چلنے کی دعوت کی اور ان سے کہا کہ آج اگر تم چلوگے
تو مین تمہین ایسی باتین سناؤنگا کہ جو تمہین دائمی شادمانی بخشینگے - کثرت سے قریش کوہ پر پہونچے
انہین یہہ خیال تہا کہ شاید محمدؐ آج اپنے خیالات سے توبہ کریگا اور جو دین کہ اس نے نیا نکالا ہے اسکی
اشاعت نہ کریگا - محمد کوہ صفا پر کہڑے ہوئے قریشیون کے بڑے بڑے سردار ساتہہ تہے جو ہتیار بند ادہر ادہر
کہڑے ہوئے تہے ادہر ان کی تذبذب آمیز نگاہین محمد پر پڑ رہی تہین اور ادہر محمدؐ بیم و رجا مین مبتلا
تہے صدہا بہادر عربون کا کہڑا ہونا اور اکیلے محمدؐ کا دلیری سے ان کے دین کی مخالفت پر پیہم دینا یہ
بہت کچہہ محمدؐ کی ہمتانہ طبیعت کو بار بار یاد دلاتا ہے اور از خود تیقن کا نقشہ آنکہون کے آگے کہینچتا جاتا
ہے کہ بیشک وہ خدا کا پاک نبی تہا اور خدا کی طرف سے مبعوث ہوا تہا -

غرض جب سب لوگ جمع ہو گئے تو رسول خدا نے یہہ فرمایا اے میرے بہائیون جس لئے مین نے تمہین یہان
جمع کیا ہے جانتے ہو کہ کیون بلایا ہے صرف اسلئے تا کہ مین تمہین ان باتون سے اطلاع دون کہ جنکو
تم نے بہلا دیا ہے وہ یہہ ہین کہ خدائے واحد کی پرستش کے لئے مین تمہین بلاتا ہون جس نے تمہین پیدا
کیا وہ تمہاری باتین سنتا ہے اور تمہارے افعال دیکہتا ہے - وہ قوی ہے نہ کسی قوت دینے والی
چیز سے بلکہ اپنی قوت سے وہ سنتا ہے اور اسپر توجہ کرتا ہے نہ اس کا سننا ہمارا جیسا ہے نہ اس کی
توجہ ہماری جیسے توجہ ہے اسنے زمین اور آسمان پیدا کیا اور وہی ہمارا اصلی معبود ہے جن دیوتاؤن کو

کہ تم مانتے ہو یا جنہیں تم خدا سمجھتے ہو اگر ذرا غور کرکے دیکھو تو تمہیں خود کھل جائے کہ یہہ ہمارے ہی ہاتھہ کے بنائے ہوئے ہین جس طرح ہمنے بنایا بن گئے اور جسطرح ہم نے بٹھایا بیٹھہ گئے۔ تمہین خدا نے اسلئے پیدا نہین کیا ہے کہ تم ان خرافات باتون مین اپنی زندگی گزارو اور اپنے ہی گھڑے ہوئے پتھرون پر وہ پیشانی ٹیکو کہ جو خاص خدا کے سجدہ کے لئے مخصوص ہوگئی ہے۔ اسلئے مین تمہین خدا کی عبادت کی طرف بلاتا ہون آؤ اور میرا کہنا سنو سیدہی اور روشن راہ اختیار کرو تاکہ تمہین نجات دارین حاصل ہو۔

یہ سنتے ہی وہ بھڑکنے والی آگ کی طرح سے بھڑک اٹھے کسی نے قہقہہ مارا کوئی ہنس دیا کوئی کچھہ بیہودہ بکنے لگا کوئی خفا ہوا کسی کے منہ مین غصہ سے کف بھر آئے کوئی اور بھی زیادہ مخالفت پر آمادہ ہوا کوئی کچھہ کہنے لگا کوئی کچھہ کہنے لگا۔ غرض محمدؐ کو اپنے ارادہ مین کچھہ بھی کامیابی حاصل نہین ہوئی سوا اسکے کہ مخالفت کی اور بھی زیادہ آگ بھڑک گئی جیسا کسی نے آگ پر تیل ڈالدیا۔ محمدؐ ابھی اس ناکامی پر خاموش ہو رہے اور اب ایسے وحشیون کے راہ راست لانے کے لئے اور اور تدبیرین سوچنے لگے لیکن یہہ نہین کہ اپنے سرگرمانہ ارادہ مین کچھہ بھی خامی آئے اور طبیعت سہم جائے کہ ایسا ہو اس خطرناک راہ مین قدم رکھنا کچھہ اور رنگ نہ لائے۔

یہان اگر خیال تھا تو یہہ کہ کسیطرح قوم کی اس وحشت کے عوض فطری تہذیب جگہہ اختیار کرے اور بت پرستی کی شرمناک رسم عالم سے مٹ جائے۔ سوچتے سوچتے محمدؐ نے یہہ ترکیب نکالی کہ سوداگر و مسافرون زائرون کو راہ مین روک روک کر دعوت اسلام کرنی شروع کی۔ آپ مکہ سے دو تین میل پرے جاکر کھڑے ہو جاتے اور جو شخص آتا دیکھتے اسے ملت ابراہیم اور دین خدا کی تلقین کرتے۔ لیکن یہہ تدبیرین بھی نہ چلین اور ناکامی کی صورت مین جلوہ دینے لگین۔ کیونکہ قریش تاک مین لگے ہوئے تھے اور وہ محمدؐ کی ذرا ذرا سی بات کو تکتے تھے اور اپنی مخالفانہ کوششون مین سرگرمی ظاہر کرتے تھے جب انہون نے یہہ کیفیت دیکھی تو جگہہ جگہہ اپنے آدمی موقع موقع پر بٹھا دئے اور ان سے کہدیا کہ جو کوئی آئے اسکو ہماری طرف سے کہدو کہ ایک جادوگر پیدا ہوگیا ہے وہ لوگون کو فریب مین لانے کے لئے عجیب عجیب باتین بناتا ہے اگر اپنے مال اور جان کی خیر چاہو تو ہرگز اسکے دم جھانسون مین نہ آنا۔ اس کے علاوہ یہہ بھی بندوبست کردیا کہ محمدؐ کے ہان کوئی پردیسی نہ آئے نہ محمدؐ کسی سے ملنے پائین۔ یہان بھی محمدؐ کو اپنے ارادہ مین ناکامیابی ہوئی ہرچند چاہا کہ کوئی دو تین ہی باتین میری سنے لیکن قریشون نے ایسا بندوبست کیا تھا کہ کسیکو نہ ملنے دیتے تھے اور نہ باتین کرنے دیتے تھے۔ مکیون کو اس بندوبست سے کسیقدر کامیابی ہوئی اور ادہر دلشکنی کی صورت نظر آنے لگی یہان پھر بھی کچھہ اثر نہوا اور وہی پرجوش کیفیت طبیعت کی رہی آپ برابر دھوم دھام سے

وعظ فرماتے تھے اور ذرا بھی ان کی اس مخالفت کی پروا نکرتے تھے - آپ شاہراہوں میں کھڑے ہو کر پکارتے تھے خدا کی پرستش کرو اور اپنے بیہودہ آبائی خیالات کو چھوڑ دو ان بتوں کو جو تم نے اپنے ہاتھ سے تیار کر رکھے ہیں خدا کے پاک گھر سے نکال دو اور اپنے دلوں میں اس سب سے برتر ذات کی محبت خیال کرو جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا جس کے ہاتھ تمام عالم پر اسطرح پھیلے ہوئے ہیں جیسے کرہ باد زمین پر محیط ہے -

اس مخالفت اور سرکشی پر بھی جب آپ کے اولوالعزم ارادہ کی وہی کیفیت رہی پھر تو اجنبی مسافروں کے کان کھڑے ہوئے اور انہوں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ یہہ معمولی شخص کا تو ہرگز بھی کام نہیں ہے کہ وہ سر ملا پکار پکار کر قریشوں سے کہتا ہے کہ تمہارا آبائی مذہب جھوٹا ہے اور اسی نے تمہیں گمراہی پر ڈال رکھا ہے - اور اپنے دشمنوں کی بے محل اور غیر قابل برداشت دشمنی پر ذرا بھی اپنا خیال مائل نہیں کرتا نہ اس سے کچھہ ہراس اس کی طبیعت میں پیدا ہوتا ہے ضرور یہہ اپنی قوم میں ممتاز صفتوں سے آراستہ ہے -

یہہ لوگ جب زیارت مکہ سے اپنے وطنوں کو واپس چلے گئے تو انہوں نے محمدؐ کی اس مستقل مزاجی اور دلیرانہ وعظوں کی کیفیت بیان کی اور کہا کہ ہم نے اپنے ارادہ میں پختہ ایسا شخص اپنی عمر میں نہیں دیکھا - اس کے الفاظ میں اثر ہے یوں ہم اپنی ہٹ دہرمی اور سختی یا سنگدلی سے نہ مانیں تو وہ دوسری بات ہے ورنہ دراصل وہ بہت پر اثر باتیں کرتا ہے - اسکی آواز میں پاکی اور صفائی ہے جسمیں فریب دہی یا دغابازی مطلق نہیں معلوم ہوتی اسکی سادگی اور الفاظ کی پر اثر سچائی سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ اسکے دل میں بھی یہی کیفیت پیدا ہو رہی ہے اور جو کچھہ وہ کہتا ہے کوئی اور زبردست قوت ہے کہ جو اس سے کہلوا رہی ہے -

ادہر انہوں نے تو جاکر یہہ کہنا شروع کیا اور ادہر ابو طالب قریشوں کی اس دشمنی اور آمادگی سے ہوشیار ہوئے گو انہوں نے رسول اکرم کا دین قبول نہیں کیا تھا اور اپنا پرانا طریقہ چھوڑنا نہ چاہا تھا پھر بھی وہ یہہ نہ چاہتے تھے کہ کوئی میرے بھتیجے کی طرف نگاہ بھر کر بھی دیکھے تاہم انہیں اپنی قوم کے بھڑک اٹھنے کا ڈر تھا انہوں نے اپنی اسی صحرائی بہادری یا تہذیب سے محمدؐ سے کہا کہ قریشوں کی یہہ انحرافی ضرور میری خرابی لائے گی اور میں اپنے پیارے کی سرپرستی نکر سکونگا برائے خدا اپنی ان باتوں کو روکو اور نئے دین کی اشاعت نکرو -

ایسا نہو کہ ہاشم اور مطلب کی اولاد بیگناہ روحوں پر کچھہ مصیبت نہ برپا کرے - ادہر محمدؐ سے یہہ کہنا جنکا یقینا نفی میں جواب ملنا تھا اور ادہر قریشوں سے یہہ کہا کہ اگر سوائے زبانی باتوں کے کسی نے بھی کچھہ دست درازی کی اور میرے معصوم بھتیجے کی طرف کسی نے بھی آنکھہ بھر کر دیکھا تو اسی میدان میں

تر بتر ان لاشے خاک و خون میں لتھڑے دکہائی دینگے - اسی عرصہ میں ایک یثربی سردار کا رقعہ بھی قریشیون کے پاس آیا جسمین یہ مرقوم تہا - کہ مین نے اس نئے نبی کی بابت بہت کچھ سنا ہے مجھے یہہ سنکر بہت افسوس ہوا کہ تم لوگ اسکی بلا وجہ مخالفت کرتے ہو گزشتہ نبیون کی تاریخ دیکھو کہ اسیطرح وہ بہی قوم میں مبعوث ہوئے اور لوگون نے ان سے مخالفت کی مگر بعد ازان مخالف ذلیل و خوار ہوئے اور وہ دین دنیا میں سرخرو ہوئے - انسانیت یہہ ہے کہ اگر ایک محمد جیسا دانشمند تمہین اپنے پاس بلاتا ہے - اور کچھ سنانا چاہتا ہے تم کیون اسکے پیچہے پڑ گئے ہو اور اس کا کہنا کیون نہین سنتے - ایک معزز اور محترم شخص نے ایک نیا دین نکالا ہے تم کیون اسے ستاتے اور تکلیف دیتے ہو - خدا تمہاری ان باتون کو دیکہتا ہے بعد ازان تمہین پشیمان ہونا پڑے گا - اس خط اس رقعہ نے بہت کچھ عرب کی انحراف کی کایا پلٹ دی اور اب وہ کچھہ کچھہ دہیمے پڑ ے -

مگر یہہ دہیما پن گہڑی کی اوبال کی طرح طبائع میں پیدا ہوا اور انا فانا مین مٹ گیا - اب وہ پہر تذلیل اور کہلم کہلا دق کرنے میں ساعی ہونے لگے - روزمرہ انجمنین منعقد ہوتی تہین اور تازہ تازہ تدبیرین ایذا دہی کے کرنے کی جاتی تہین کیا خدا کی شان ہے ایک طرف سے تو یہ سختی اور تشدد اور دوسری طرف سے یہہ نرمی اور ملائمت - ایک طرف سے تو یہ دشمنی اور عداوت اور دوسری جانب سے یہہ دوستی اور اتحاد کہ ہر وقت ان کی اصلاح اور راہ راست پر لانے کی تدبیرین ہو رہی ہین - اللہ اکبر یہہ صفت سوائے اس پاک ذات کے اور کس میں ہو سکتی ہے کہ جسے ازل ہی سے نبوت کا ڈپلومہ ملگیا ہو اور عالم کی رحمت کا خطاب اسے دیدیا گیا ہو سختی نے یہانتک طول کہینچا کہ دشمنون نے محمد کو کعبہ مین آنے سے بہی روک دیا اور تاکید کر دی کہ محمد زیارت کعبہ نکرنے پائین اور یہہ ہو گیا کہ جہان آپ تشریف لیجاتے وہین آپکا تعقب کیا جاتا جہان آپ جاکر وحدہ لاشریک کی معہ نو مسلمون کے عبادت کرتے قریش گھیر لیتے اور پاک صورت آپکی اور آپکے صحابہ کو چہپا بیا کر دیتے - اور ان کے تمام کپڑے غلاظت مین لت پت ہو جاتے پہر قریشیون نے اپنی ان باتون پر بہی قناعت نہ کی لڑکون اور بدمعاش آدمیون کو اسبات پر آمادہ کیا کہ جب تم محمد یا اسکے صحابہ کو دیکہو برا بہلا کہو گالیان دو پہبتیان کہو غرض جسطرح تم سے ہو سکے ہر بار اس کے ذلیل کرنے میں کوئی دقیقہ باقی نہ چہوڑو - جن تنہا مقامات مین آپ اور آپکے معتقد شب کو عبادت کرنے جاتے تہے وہان قریش جا جا کر کانٹے بچہا آتے تہے اور یہہ بیخبری میں جون ہی اس جگہہ قدم رکہتے وہ تیز تیز کانٹے تلوون میں پہنس جاتے اور شر شر خون بہنے لگتا -

ان ہی تہر آلود باتون اور اذیت دینے پر قناعت نکرتے بلکہ دنرات نئی نئی صورتین مصیبت برپا کرنے کی سوچنے اور رائیں شب و روز لگے رہتے - ان پے در پے عذابون - اور طرح طرح کی بیجا بیجا عقوبتون پر بہی نہ محمد نہ اسکے پیرو باز آتے اور جو کچہہ اذیتین ان کی قوم دیتی انہین سہتی اور خدا سے اپنے دشمنون کی بہتری کی دعائین مانگتے - یہہ انسانی فطرت سے بعید ہے کہ دشمنون کے یہہ جور و ظلم سہہ سنکر بہی اپنے

ارادہ سے نہ باز آتا اور کبھی خوف جان سے خدا کی چوکھٹ سے جبین نیاز نہ اٹھاتا۔ تو مسلمانوں کے پاک دل جنھنے نبی کی ہدایت نے کدورت نکال لی تھی کیا کیا کچھہ جانگداز نیان دینے والے دردوں میں گرفتار تھے مگر صرف اپنے پیارے نبی کے ان الفاظ سے کہ سب تکلیفوں پر صبر کرو خدا صبر کرنے والوں کا تحقیق ساتھہ دیتا ہے ان کی کچھہ ایسی ڈہارس بندہ جاتی کہ ذرات نکرتے اور انہیں یہہ خوفناک مصائب اتنی تکلیف نہ دیتے اس ترقی کنان بیرحمی اور دن بدن بڑہتے ہوئے قصائی پنے کا زیادہ حصہ زیادہ ام جمیل ابولہب کی بیوی کی طرف سے ہوتا تھا۔ یہہ عورت آپ کی سخت دشمن تھی۔ یہہ آنحضرت کے اور دشمنوں سے زیادہ دلی گہری پرانی دشمنی رکہتی تھی۔ جہاں محمدؐ یا آپکے صحابہ عبادت کرنے جاتے یہہ خاتون کانٹے پہلے ہی سے جاکر بچہا دیتی۔ اسکا شب و روز یہی کام رہتا کہ محمدؐ یا اس کے معتقدوں کو جسطرح ہو اذیت پہونچے۔

اس عورت کے اس غضب انگیز چال چلن اور قہر آلود برتاؤ نے خدا کی طرف سے اسے حمالۃ الحطب کا خطاب دلوایا۔ اسکے اور اسکے خاوند ابولہب کی نسبت خدا نے یہہ فرمایا۔

(تبت یدا ابی لھب و تب ۝ ما اغنیٰ عنہ مالہ وما کسب ۝)

(سیصلیٰ نارا ذات لھب ۝ وامراتہ حمالۃ الحطب ۝)

(فی جیدھا حبل من مسد ۝)

ان شدید شدید امتحانات پر بہی محمد اپنی جگہہ سے نہ ڈگمگایا اور اسکے ارادہ میں کسی قسم کا تزلزل آکر واقع ہوا اسکو نہ کچھہ اپنا غم تہا نہ تردد تہا ہاں قوم کی ریفارم کا بہت بڑا فکر تہا اور اس فکر میں وہ ایسا مستغرق تہا کہ اسے نہ کسی کی ایذادہی کی خبر تہی اور نہ تکلیف پہونچانے کی پروا تہی۔ بعض وقت ایسا بہی موقع پڑجاتا کہ قریشیوں کے ہاتھہ سے اسے اپنی زندگی سے مایوس ہونا پڑتا۔ ایکدن کئی تندو تیز خشمگین قریشیوں نے اس معصوم نفس کو گہیر لیا ان کے ہاتوں میں برہنہ تلواریں تہیں اور ان کے تیور ان کی نیتوں کے ساتہ بدلے ہوئے تہے۔ آپ کی نرم مزاجی اور مزاج کی ضبطی نے ان کی تند اور غصہ کی مشتعل آگ کو بجہا دیا اور وہ خفیف ہو کر چلے گئے۔ قریشیوں کے محمدؐ پر تند اور شدید حملے ان کے جلے تلخ تعصبات نے آخر اپنا اثر نئی صورت میں ظاہر کیا یعنے حمزہ کو جو عبدالمطلب کا سب سے چہوٹا بیٹا تہا دین اسلام قبول کرنے پر آمادہ کیا۔ حمزہ کی دہشت انگیز بہادری کی دہاک تمام قوم میں بیٹہی تہی یہ شخص جنگ آور بہادر۔ دلیر جری۔ فیاض۔ صادق۔ الوعد تہا اسکی غازیانہ اور رعب تلوار کو قریش نے ہمیشہ ادب سے دیکہا اور اسکی قدر کی۔ یہہ بہادر جو آنحضرت کا چچا بہی تہا نبی کی خدمت میں حاضر ہوا اپنا دین اختیار کیا محمد کے ہاتہہ پر بیعت کی اور مسلمان ہو گیا۔ اس بہادر نے اسلام کی بہت خدمت کی اور آخر اپنی جان اسلام ہی پر قربان کر دی۔

اس جور و ستم اور عقوبت جسمانی اور ستائے جانے پر بھی محمدؐ کی آواز مین وہ ہی گرج وہ ہی مستعدی وہ ہی اولوالعزمی - وہ ہی استقلال وہ ہی بہادری تھی وہ اپنی بھٹکی ہوئی قوم کو اس آتش زدگی پر بھی خدا کی طرف بلاتا رہا اور اس مین اسنے ذرا بھی کمی نہین کی - اسنے اسکی ذرا بھی پروا نہ کی کہ اسکے ساتھ کیا ہو رہا ہے آزادانہ ان سے مخاطب ہوکر یہہ کہتا تھا جنکی تم پرستش کرتے ہو اور جنکو تمنے اپنا معبود بنا رکہا ہے وہ نہ کچھہ سن سکتے ہین نہ کسیکو نفع نقصان پہونچا سکتے ہین - ان کی تم عبادت نکرو اپنے سچے خالق کو نہ بہولو - یہہ باتین محمدؐ کی اور بہی قریشیون کے دلی زخمون پر نمک چھڑکتی تہین اور وہ بار بار اور لمحہ بلمحہ اور اور زیادہ بہڑکتے تہے - وہ ان کی مکروہ اور قابل تنفر عادتین چھڑانا چاہتا تہا ان آبائی معائب کو جنہون نے ان کے دلون مین جگہہ پکڑ لی تہی ان کی بیخ کنی کی دلی آرزو تہی - اس پر تقدس نفس اور معصوم ذات نے ایسی اپنا دل اور اپنی روح اپنی اسپیچ مین کہپا دی تہی - وہ بہڑکتے ہوئے اور تیز الفاظ مین ان کی بت پرستی کی برائی کرتا کہ ان کے دل جل بہنکر کباب ہوجاتے - وہ سب ملا کر [illegible] ہوئے لہجہ مین کہتا اے قریشیون اس عذاب کو یاد کرو کہ جو قوم عاد[1] پر نازل ہوا تہا جنہون نے خدا کے نبیون کی نصیحتون کو نہ سنا اور ہمیشہ مخالفت ہی کرتے رہے طوفان نوح[2] کو یاد کرو جس نے سرکش قوم کو تباہ و برباد کردیا اور ان کا غرور و تکبر سارا جاتا رہا - پہر اس نے فطرت کے عجائبات کی قسم دی دوپہر کی روشنی اور اندہیری رات جو اسپر نقاب ڈالدیتی ہے - اس پہلو بیٹہے کی جو دن کی شوکت ظاہر کرتی ہے سخت سوگند دی کہ خدا کے فرمانون کو مت جہٹلاؤ اور ان کی طرف سے روگردانی نکرو ایسا نہو کہ پہر تباہی پڑے اور تم بہی برباد کردیئے جاؤ - پہر تمہاری توبہ قبول ہو اور نہ تمہاری فریاد پر رحم کیا جائے - پہر اس نے روز حساب کو یاد دلایا اور کہا کہ ایکدن وہ بہی آنے والا ہے کہ تمہارے اعمالون کی جانچ ہوگی اور تم سب دائمی منصف کے آگے سرنگون کہڑے کئے جاؤگے اور جن بچیون کو کہ تم زندہ دفن کرچکے ہو اور کرتے ہو ان کی بابت تم سے سوال کیا جائیگا کہ تم نے کس جرم اور گناہ پران بیگناہون پر یہہ ستم توڑا تہا - نہ اسوقت بہادری کام دے گی نہ فصیح تقریر بلکہ اپنی اپنی نیک اعمالی کام آئے گی اور اسی سے تم معرا ہو - پہر محمدؐ نے جزا اور سزا کے باریک مسئلہ کو آسانی سے دو لفظون مین سمجہایا اور دوزخ و بہشت کی تکلیفون اور آرامون کو مشرقی الفاظی بندش مین جو ان کا محاورہ تہا اور جسمین وہ سمجہہ سکتے تہے اسیطرح ادا کردیا - تاکہ وہ بخوبی اپنے ہی محاورہ اور اپنے ہی خیالات کے موافق سمجہہ لین -

ف۱ عاد حضرت ہود علیہ السلام کی امت تہی جو اپنی بداعمالی کی وجہ سے اپنے پیغمبر ہود پر ایمان نہ لائی تہی اور یہہ عاد بن سام بن نوح کی نسل سے ہے آخر قوم عاد ہوا کے طوفان مین ہلاک کردی گئی -

ف۲ طوفان نوح جسکو مسیحی یہ تسلیم کرتے ہین کہ وہ تمام دنیا پر آیا حالانکہ ہمارے کلام پاک مین اسکا کہین پتہ نہین چونکہ یہہ ایک دلچسپ اور قابل تحقیق مسئلہ ہے اسلئے مین اسکو شرح بیان کرتا ہون اگر طوفان کو عام مانا جائیگا تو بحث یہہ ہوگی کہ آیا انسان نے

پھر آپ نے کفار کے لئے یہہ یہہ مثالین دین - کہ وہ اس شخص کے مانند ہین جسنے آگ جلائی اور جب اس آگ نے چار و طرف روشنی پہیلا دی خدا نے اس روشنی کو چھین سے اٹھا لیا اور اس کو اندہیرے مین چھوڑ دیا اور پہر وہ نہ دیکھینگے - وہ گونگے بہرے - اندہے ہین انہین کبہی راہ نہ ملے گی کافران لوگون کے مانند ہین کہ جب طوفان اور مینہ تاریکی کے ساتھہ نازل ہوتا ہے اور بجلیان کوندتی ہین بادل گرجتا ہے تو وہ اس خیال سے کہ ہم یہہ خوفناک آوازین نہ سنین اپنے کانون مین انگلیان دیلیتے ہین مگر خدا کافرون پر محیط ہے -

خدا کا گناہ کیا تہا یا یہہ ان نے ہی - یہہ کہ ان طوفان کا ان پر غضب نازل ہوا - کیونکہ حیوانات کسی گناہ کے مجرم نہ تہے ان کی پیدایش سے جو غرض تہی وہ سب پوری ہوتی تہی - پہر وہ حیوانات کیون اس غضب مین شامل ہوگئے -

ستیک ہوس صاحب بہت جستی سے اس مقام پر یہہ لکہتے ہین "چونکہ یہ عام طوفان تہا اور ان حیوانات کا زندہ بچا لینا بغیر ایک معجزہ کے ناممکن تہا - پس اگرچہ وہ بیگناہ تہے تو بہی کیقدر بسبب اسکے کہ انسان کے استعمال مین آتے تہے انسان کی بدذاتی کے پیدا ہونے کے جزو تہے ان سبکو اس منشا سے گناہ کی بدخاصیت اور خدا کی اس سے نفرت ظاہر ہو برباد کرنا منظور تہا کیونکہ طوفان کے بہیجنے مین خدا تعالی کی بڑی حکمت گنہگارون کو سزا دینے سے اس قدر نہ تہی جسقدر کہ اپنے قہر کی دائمی یادگاری چہوڑنے سے تہی تاکہ جس سے آیندہ زمانہ کے لوگون کو اس قسم کی خرابیون سے باز رکہے کیونکہ ہماری بہی تمام اپنی قومون متعلقہ زمانہ قدیم سے یہی نتیجہ نکالتے ہین چنانچہ وہ یہہ کہتے ہین گنہگار فرشتون پر رحم نہ کیا - بلکہ جہنم مین ڈالا اور قدیم دنیا پر بہی رحم نہ کیا بلکہ ناخدا پرستون پر طوفان لایا - اور شہرون سدوم اور عمورا کو خاکستر کرکے بربادی کی سزا دی یہہ باتین ان لوگون کے نمونہ ہین جو بعد ناخدا پرست رہینگے گو وہ اس زندگی مین بچ جاوین لیکن خدا نے ظالم کے لئے روز قیامت پر سزا منحصر رکہی ہے -

علما یہود یہہ بات کہتے ہین کہ اس زمانہ کے حیوانات بہی بدکار تہے یعنے اپنے غیر جنس کے ساتھہ نر و مادہ کی طرح رہتے تہے اسلئے خدا نے ان پر بہی عذاب کیا - مگر اسپر یہہ سوال ہوتا ہے کہ اگر یہہ بات صحیح بہی ہو تو بہی حیوانات جو گنہگار ہونے کے لائق نہین اس فعل سے بہی (جو قیاس سے باہر ہے) کیونکہ مجرم ہو سکتے تہے غرضکہ یہہ دونو گفتگوئین ایسی ہین کہ کتاب اقدس کے مطلب کے سمجہ روشنی مین نہین لاتین ایک شخص کا قول ہے کہ اللہ تعالے نے انسان کو بسبب اس کے گناہون کے ایک قہر سے برباد کرنا چاہا تہا اور یہہ بہی اسنے چاہی تہی کہ وہ شان قہر کی بطور نیچر کے یعنے قدرت کے قاعدے پر ہو کہ پانی کی طغیانی سے جو نیچر کے قاعدہ پر ہلاک کرنیوالا تمام زمین کے رہنے والون ذی روح کا ہے انسان ہلاک کیا جاوے پس پانی کی طغیانی ہوئی اور اسنے تمام ان چیزون کو جو نیچر کے قاعدہ پر پانی سے ہلاک ہونے والی تہین ہلاک کیا حیوانات اور اسیطرح نباتات کے برباد ہونیسے جو درحقیقت گنہگار ہونے کے قابل نہ تہے خدا پر کیا الزام آسکتا ہے کیا اس عادل مطلق پر یہہ بات سے ظلم کی نسبت کی جاسکتی ہے (جبکہ ہم ایک ذرہ بہی اسکی حکمت کے کامون پر بہے نہین لیجا سکتے ہین) ظلم کے معنے ہین دوسرے کے حق کو تلف کرنا تمام چیزون کا جو خدا کی پیدا کی خدا پر کچہہ حق نہین ہے بجز اسکے جسکا خود اسنے اپنے بندون کی معرفت وعدہ کر لیا ہے پس اسنے جو تمام

روشنی عنقریب ان کی آنکھون کے ساتھہ دستبرد کرتی ہے کیونکہ جب روشنی چمکتی ہے وہ اسمین چلنے لگتے ہین اور جب روشنی جاتی رہتی ہے تو وہ ٹھہر جاتے ہین۔ اگر خدا چاہے گا تو ان کے کان اور ان کی آنکھین سننے اور دیکھنے سے باز رکھیگا۔ فی الحقیقت خدا بڑی قوت والا ہے۔

کافرون کے کام جنگل مین سراب کے مانند ہین جسکو پیاسا (مسافر) دور سے دیکھکر پانی کے خیال مین جاتا ہے اور جب قریب آتا ہے تو اسے کچھہ نہین معلوم ہوتا۔ لیکن وہ خدا کو اپنے محیط دیکھتا ہے۔ وہ اس سے اپنا حساب کتاب پورے طور سے لیگا کیونکہ جو بہت جلد حساب لینے والا ہے وہ خدا ہے۔

ایک نیچر کے قاعدہ پر ہلاک کر دیا کس دوسرے کے حق کو اس نے تلف کر دیا جس سے اسکی طرف ظلم کی نسبت کی جاوے تمام دنیا اسی کا مال اور اسیکا حق ہے اگر وہ سبکو برباد کر دے تو اور اگر سبکو نہال کر دے تو وہ اپنے مال کا مالک ہے جو چاہے سو کرے اور جو کرے وہ اسکو سزاوار اور اسکا عین انصاف ہے اسکے کسی فعل سے ظلم کا ہونا ہی ممکن نہین کیونکہ وہان کسی دوسرے کے حق کا وجود ہی نہین ہے جسمین تصرف کرنے سے ظلم کا اطلاق ہوسکے تمام حیوانات اور نباتات کے برباد کرنے مین جو اصلی حکمت اس حکیم مطلق نے رکھی ہو وہ ہماری ناچیز عقل مین نہین آسکتی مگر ظاہرا جو معلوم ہوتی ہے وہ یہی ہے کہ اس قہار نے اپنی شان قہاری دکھانے کو حیوانات بھی انسان کے ساتھہ برباد کر دئے تاکہ لوگ جان لین کہ جب اس قہار کی شان قہاری کا ظہور ہوتا ہے تو اس سے بیچاران لوگون کے جنپر وہ خاص رحم کرے اور کوئی زمین کے رینگنے والون سے ہوا کے اڑنے والون تک نہیں بچ نہین سکتا۔

(بہ تہدید اگر برکشد تیغ حکم۔ بمانند کروبیان صم و بکم)
(وگر در دہد یک صلائے کرم۔ عزازیل گوید نصیبے برم)

یہہ ان لوگون کی تقریر ہے کہ جو اس بات کے قائل ہین کہ طوفان عام ہوا مگر مجھے اس مین اتنا عرض کرنا باقی ہے کہ خدا کا کوئی فعل ہرگز ظلم نہین کہا جا سکتا لیکن یہہ بھی تو شب و روز مشاہدہ ہوتا ہے کہ خدا کا کوئی فعل قانون قدرت کے خلاف نہین ہوتا۔ نہ بغیر بادل کے مینہ برستا ہے نہ کبھی برسا حالانکہ خدا برسا سکتا ہے نہ بغیر آگ مین پڑے کوئی جلا حالانکہ خدا بغیر آگ کے جلا سکتا ہے نہ کوئی رستہ پیرون سے طے کئے بغیر منزل مقصود پر پہونچا حالانکہ خدا بلا پیرون کے حرکت دینے کے پہونچا سکتا ہے۔ جب تک انسان کھانا نہین کھاتا پیٹ نہین بہرتا حالانکہ خدا بغیر کھانا کھلائے پیٹ بہر سکتا ہے۔ خدا نے احکام جاری فرمائے کہ یہ کرو اور یہہ نکرو وہ گنہگارون کو جنت مین رکھسکتا ہے اور دوزخ مین معصومین کو جھونک سکتا ہے اور پہر اسکے جلال کے آگے کوئی اسپر اعتراض نہین کر سکتا مگر وہ ایسا نہین کرتا۔ بیشک اس کا کوئی کام ظلم نہین ہے مگر جس کام پر ظلم عاید ہو وہ نہین کرتا۔ جو قانون اس نے اپنا مقرر کیا ہے اسکے خلاف عالم مین ظہور نہین ہوتا۔ اسیطرح حضرت نوح کی امت نے گناہ کیا تہا۔ سوائے قوم نوح کے اور دنیا کے آباد حصون کی قومین یہہ بھی نہین جانتی تہین کہ دنیا مین کوئی نوح پیغمبر بھی پیدا ہوئے ہین پہر ان بیچارون پر کیون آفت آئی اور کیا وجہ ہے کہ ان پر غضب انگیز طیش ٹوٹ آگیا یہان طوفان نوح کے عام ماننے والے شپٹا جائینگے اور مسلم جواب

بیابیسے ایک عمیق سمندر پر گُپ اندہیرا چہایا ہوا ہو اور لہرون پر لہرین اُٹھتی ہون اور آسمان پر بادل ہون اندہیاری پر اندہیاری چہائی ہوئی ہو یہانتک کہ ہاتہ کو ہاتہ بہی نہ سوجہتا ہو جسے خدا روشنی نہ دیگا وہ روشنی نہ پائیگا —

محمدؐ کی اس سپیچ سے قریش پورے طور سے بہڑکے اور اُسکی اسپیچ نے غضب انگیز جوش قوم مین برپا کردیا انکی آنکہون سے طیش کے شعلے نکلنے لگے اور ان کی رگون مین غصہ کا گرم گرم خون سوجزن ہونے لگا — ادہر نیازمری گرجتی ہوئی آواز اور اس کا پرتاثیر مضمون اور ادہر قریش قوم کو خوف دلانے کا لرزہ دینے والا اور کلیجہ شق کرنے والا لہجہ کفار عرب کی جانون پر ستم برپا کرنے لگا —

دینے مین انہین لیس وپیش ہوگا — اس دلچسپ اور قابل تحقیق مضمون پر کسیقدر بحث کرتا ہون جس سے اس طوفان کے لوکل اور غیر لوکل ہونے کی حقیقت کہل جائیگی —

کتاب اقدس مین جو حال طوفان کا بیان ہوا اوس کی نسبت تین امر قابل بحث ہین جنکو بیان کیا جاتا ہے اول یہہ کہ طوفان کے پانی کے چہڑہنے اور اترنے کا حساب جو ان بابون مین لکہا ہے وہ کیونکر برابر آتا ہے —

دوم — طوفان کے عام ہونے کی تردید اور اس بات کا ثبوت کہ جس طوفان کا ذکر کتاب اقدس مین ہے درحقیقت وہ طوفان خاص ملک مین تہا —

سوم — قرآن مجید سے بہی خاص ملک مین طوفان کا ہونا ثابت ہوتا ہے طوفان کے بعض واقعات کے ذکر سمیت جو قرآن مجید سے پائے جاتے ہین —

(طوفان کے حساب کی نسبت گفتگو)

بعض کا قول ہے کہ کتاب اقدس سے پایا جاتا ہے کہ ابتدا و انتہا طوفان کی ایک برس دس دن تہی کیونکہ کتاب پیدائش باب ۷ آیت ۱۱ سے پایا جاتا ہے اور سنہ ۶۰۰ پیدائش نوح کے دوسرے مہینے کی سترہوین تاریخ کو شروع ہوا اور کتاب پیدائش باب ۸ — ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ — مین آیا ہے کہ سنہ ۶۰۱ پیدائش نوح کی دوسرے مہینے کی ستائیسوین تاریخ کو حضرت نوح کشتی مین سے نکل آئے — مگر ہر ایک واقعہ کے دن جو بیان ہوئے ہین ان کے جمع کرنے سے طوفان کی کل مدت ایک برس تین مہینے آٹہ دن معلوم ہوتی ہے جیساکہ حساب مندرجہ ذیل سے ثابت ہوتا ہے مگر یہ حساب درست آتا ہے نہ تاریخین ہر ایک واقعہ کی جو کتاب مین لکہی ہین وہ صحیح ہوتی ہین —

مینہ برسنے کی مدت —	۴۰	دیکھو کتاب پیدائش		باب ۷	۱۲ و ۱۷ —
پانی کے بڑہے رہنے کی مدت —	۱۵۰	رر	رر	باب ۷	۲۴ —
پانی کے کم ہونے کی مدت —	۱۵۰	رر	رر	باب ۸	۳ —
کہڑکی کا کہولنا اور کوے کا چہوڑنا —	۴۰	رر	رر	باب ۸	۶ — ۷ —
کبوتر کے چہوڑنے کا زمانہ پہلی دفعہ کم سے کم	۷	رر	رر	باب ۸	۱۰ —
کبوتر کے چہوڑنے کا زمانہ پہلی دوسری دفعہ	۷	رر	رر	باب ۸	۱۲ —

انہون نے اپنے خیالات متزلزل ہوتے ہوئے دیکھے اور اپنے آبائی مذہب کی اینٹ سے اینٹ بجتے ملاحظہ کی ان کے دستی خداؤن کی کامل طور سے حقیقت کہل گئی ہتی اور انکی افعال کی برائی کی آوازین چارون طرف سے بلند ہو رہی ہتین - جبکہ ان کا ایمان تہا محمدؐ ان کی بربادی کی فکر مین مشغول تہا - اور جنہین وہ اپنا مشکل کشا جانتے تہے انہین اسے مٹی کا ڈہیر اور بیکار بنایا

کبوتری کے چہوڑنے کا زمانہ تیسری دفعہ ...... ۷ دیکہو کتاب پیدایش باب ۸ - ۱۳ - ۱۴ -

کشتی پر سے اترنے کا زمانہ — ۵۷

۳۵۸

(ڈاکٹر ہاسینچ صاحب اس حساب کو اسطرح پر بیان کرتے ہین -)

مہینے -	(دیکہو تفسیر ڈائیلی جلد ۱ صفحہ ۲۸)	دن
۲ —	اکتوبر مین نوح اور اس کا کنبہ کشتی مین داخل ہوا	۳۱
۳ —	۱۷ نومبر کو پانی کے چشمے کہل گئے —	۳۹
۴ —	۲۶ دسمبر کو بارش پہر شروع ہوئی — — — —	۴۰
۷ —	۲۷ مارچ تک پانی نہین گہٹا	۵۲
۸ —	۱۷ اپریل کو کشتی ارارات پر ٹہیری	۲۱
۱۰ —	یکم جون کو پہاڑون کی چوٹیان نمود ہوئین	۴۴
۱۱ —	جولائی کو کوا چہوڑا	۴۱
	۱۸ - جولائی کو کبوتر چہوڑا	۷
	۲۵ - جولائی کو دوبارہ کبوتر چہوڑا	۷
۱۲ —	۲ - اگست کو تیسری دفع کبوتر چہوڑا	۷
۱ —	پہلی ستمبر کو خشک زمین ظاہر ہوئی —	۲۹
۲ —	۲۷ - اکتوبر کو نوح کشتی سے نکلے	۵۶
		۳۷۴

اس حساب مین بہت سی غلطیان مین اور ایسے ہی کتاب اقدس کے بیان کے مطابق نہین ہے -

اول یہہ کہ حضرت نوح اور ان کے کنبہ کا کشتی مین بیٹہنا ایک مہینے پیشتر پانی کے چشمون کے پہٹنے سے لکہا ہے حالانکہ کتاب پیدایش باب ۷ - ۱۱ و ۱۲ - ۱۳ سے ثابت ہے کہ اسی دن جس دن چشمے پہٹے حضرت نوح اور ان کا کنبہ کشتی مین داخل ہوا -

دوسرے یہہ کہ کتاب اقدس سے معلوم ہوتا ہے (دیکہو کتاب پیدایش باب ۷ - ۱۱ - ۸ - ۴ -)

جن دیوتاؤن کے وہ پجاری تھے ان کو ناکارہ گردانا اور ان کے افعال کو بیہودہ کہا۔ ان کی زندگی صرف اسی پر منحصر تھی کہ وہ دیوتاؤن کی ان نذرونکو جو قوم کی طرف سے سالانہ دی جاتی ہین ایکر مزا اڑاتے تھے انکو اسلئے زہر معلوم ہوا اور وہ سخت برہم ہوئے کہ ان کی روزی جاتی ہے اور ان کی معاش مین خلل پڑتا ہے۔ ایسی حالت مین کہ ان کی نفسانی خواہشین اور انکی دلی آرزوئین بتون اور ان کی پرستش سے نکلتی ہون اور پھر صرف آخرت کی خوشنودی پر ان سے یک لخت چھڑانا چاہا یہہ واقعی ایک خوفناک صورت پیدا ہونے کا موقع تھا۔

علاوہ اسکے کفار عرب کی جان پر اور ایک غضب یہہ برپا ہوا کہ وہ اپنے قومی تفاخر اور اپنی دو [illegible] باتون [illegible] اپنے کو [illegible] خیال کرتے تھے کہ ان کا مسکن بیچاری پہاڑیون کے بیچمین تھا اور [illegible] بیابانون سے گھرے ہوئے تھے لیکن وہ بھی اپنی شرافت ثابت [illegible] [illegible] کو ناشستہ [illegible] خیال کرتے تھے اور جانتے تھے کہ جتنی صفتین کہ ایک

[illegible] پانچ مہینے [illegible] ارارات [illegible] اور [illegible] کتاب پیدائش باب ۷-۱۱-- ۸--۱۳) دس مہینے چودہ دن [illegible] طوفان [illegible] پانی [illegible] اور [illegible] جب اگر حضرت نوح کے کشتی مین داخل ہونے سے طوفان کی [illegible] کشتی ارارات پر چھ مہینے مین ٹھیرتی ہے اور ٹھیرنی چاہیے تھی۔

[illegible] مہینے اور [illegible] پہاڑون کی چوٹیان دکھائی دینے کا زمانہ صحیح آتا ہے اور اگر حضرت نوح کے کشتی مین [illegible] کشتی جاوے تو کشتی کا ارارات پر ٹھیرنا ٹھیک آتا ہے مگر پہاڑون کی چوٹیون کا دکھائی [illegible] بیان سے مختلف ہو جاتا ہے کیونکہ پہاڑون کی چوٹیان دکھائی دیتی ہین چھ مہینے چودہ دن مین اور دکھائی دینی چاہئین [illegible] پہاڑون کا [illegible] نو مہینے چودہ دن مین ہو جاتا ہے حالانکہ بموجب کتاب اقدس کے دس مہینے چودہ دن مین چاہیے [illegible] دکھائی دیتی ہین صرف اس مین ہماری کم عقلون کا قصور ہے ورنہ کتاب اقدس مین جو حساب درج ہے اسمین غلطی نہین ہے۔ چنانچہ مین اسے بیان کرتا ہون۔

کتاب اقدس کے کسی مقام سے نہین پایا جاتا کہ اس زمانہ مین مہینون کے دنون کی تعداد تیس دن سے زیادہ یا کسی سال کو لوند کا مہینہ بڑھا کر تیرہ مہینے کا شمار کرتے ہون جیسے کہ حال کے زمانہ کے یہودی اپنے حسابی رسالون مین چھ تھے برس کو تیرہ مہینے کا گنتے ہین [illegible] ہر مہینہ تیس دن کا اور بارہ مہینہ کا ایک برس شمار کرنا چاہیے۔

عبری کے مہینے ذیل مین لکھے ہین جیسا طوفان کی ہم شروع کرتے ہین (یعنے پہلے چشمون اور شروع ہونے مہینہ اور حضرت نوح کے کشتی مین داخل ہونے کے) دوسرے مہینہ کی سترہوین تاریخ سے جیسے کہ کتاب پیدائش باب ۷- ۱۱ و ۱۲ --۱۳ -- مین آیا ہے۔

جو مدت کہ باب [illegible] ۴ [illegible] باب ۸ -- ۳ مندرج ہے وہ دو علحدہ نہین ہین بلکہ وہ ایک ہی مدت ہے کیونکہ پہلے مقام مین پانی کے بڑھے رہنے کا زمانہ زمین پر ہے اور جبکہ کشتی ارارات پر ٹھیری اسوقت تک پانی زمین پر

انسانی فطرت کو لازم ہو گئی ہیں وہ سب ہم میں موجود ہیں دولتمند اپنی دولت کے گھمنڈ میں ایک غریب کو حقارت کی نظر سے دیکھتا تھا اور دیگر ان اپنی پبلک پر تحقیر آمیز نظرین ڈالتا تھا اور ان لوگوں کے خیال اور عادت کے خلاف یہہ آواز محمد ؐ کی سنی کہ خدا کے نزدیک سب برابر ہیں کسی میں ذرا بھی فرق نہیں ہے اگر فرق ہے تو اپنے اعمال کا حقوق اسکی نگاہ میں سب کے یکسان ہیں یہہ سنکر انہوں نے علاوہ اپنی روزی جانے دیکھکر اپنی آبائی عزتوں کو بھی خاک میں ملتے پایا۔

سب انہوں نے بقیہ قریش کے ہمراہ گروہ نے اپنا اپنا علیحدہ جتھا باندہا اور کامیابی سے وہ نئے دین کی مخالفت لوٹ پڑے اور نئے پیرو پر حملہ آوری کا ترتیب وار سلسلہ سوچا اور پہر جاری کیا۔

نے اپنے دائرہ میں ایک دوسرے سے قسم کہا کہا کر یہ عہد واثق کیا کہ ہم محمد ؐ کی مخالفت میں ہرگز کوتاہی نہ کرینگے اور جب تک کہ اسکی جان نہ کہو دینگے ہرگز اطمینان سے نہ بیٹھینگے۔ یہ صحرائی وحشین جسقدر

پانی بڑہتا ہوا تہا اور دوسرے مقام میں پانی کے گھٹنے کا زمانہ ارارات پر کشتی کے ٹہیرنے تک مذکور ہے اور جو دیکہ پانی گھٹنے لگا تھا اور کشتی ارارات پر ٹہر گئی تہی مگر اسوقت بہی زمین پر پانی بڑہتا ہوا تہا پس یہہ دونو مدتین ایک ہین نہ دو اور اس مدت میں وہ چالیس دن بہی داخل ہیں جنمیں چشمے پہٹے اور مینہہ برسا کیونکہ وہ دن بہی بڑہتے رہنے پانی کے زمین پر نیز اسیطرح کوا نکالنے اور پردہ اٹہانے کی جو مدت ہے اسمین وہ دن بہی داخل ہین جنمین تین دفعہ کبوتر کو نکالا ہے چنانچہ یہ باب ۸ — ۷ کو بہی باب ۷ ورس ۱۳ کے مقابلہ کرنے پر ثابت ہوتی ہے —

آیات کے حل ہونے کے بعد کتاب مقدس کا مندرجہ حساب بہی دیکہنا چاہئے —

دن کا چشمہ اور مینہ کا برسنا ابتدائے ۱۷ حشوان سے نہایت ۲۶ کسلیو .... ۴۰ —
کمی آب اور ارارات پر کشتی کا ٹہرنا ۲۷ کسلیو سے نہایت ۱۷ نیسان — — ۱۱۱
کی چوٹیوں کا دکہائی دینا ۱۷ نیسان نہایت یکم تموز ۷۴
کی چوٹیوں سے کہڑکی کہولنے کی نمائش ۲ تموز سے نہایت ۱۱ آب — — — ۴۰
نے کو سے سے پردہ کہولنے تک ۱۱ آب سے نہایت یکم تشری ۴۹
دنون میں اکیس دن کبوتر کے تین بار چہوڑنے کے شامل ہیں — ۵۶
کہولنے سے اترنے تک ابتدائے دوم تشری نہایت ۲۷ حشوان ۳۷۰

اس حساب کو بترتیب عبری مہینوں بمطابقت انگریزی و عبری مہینوں کے جس سے مہینوں کی شمار مطابقت جو کتاب اقدس میں بیان ہوئی ہے ظاہر ہوگی مکرر بیان کرتا ہوں —

عبری مہینے	عربی مہینے	انگریزی مہینے	واقعات
۱۷ حشوان سنہ ۲	شعبان	اکتوبر	چشموں کا پہٹنا مینہ کا برسنا نوح کا کشتی میں داخل ہونا
۲۶ کسلیو	رمضان	نومبر	مینہ کا برس چکنا —

والق اور منصوبہ نہیں اسقدر خوفناک اور آفت انگیز تہین اس وقت پر بہی وہ اپنے ارادون اور معاہدون مین ایسے سخت اور شدید تہے کہ زمین آسمان ٹلجانا ممکن تہا لیکن اپنے وعدہ سے پہرنا یہہ انہین تہوڑی گزرتا تہا - پہاڑ کا اکہڑ کر زمین سے پہک جانا ممکن تہا لیکن ان کا وعدہ اور عہد باہم کرکے ٹوٹ جانا ممکن نہ تہا خصوصا ایسی حالت مین کہ انہون نے اپنے قریش کے خلاف محمدؐ کو پیچ دیئے ہوئے تہا - اگر ابوطالب اور حضرت ابوبکر نہ ہوتے تو واقعی سخت مشکل کا سامنا کرنا پڑتا ابوطالب اور ابوبکر دونو قریش کے سردارون مین ممتاز تہے اور ان کا اثر قوم کے اکثر افراد مین بہت بڑا تہا - اسلئے مخالفین محمدؐ یکایک اپنے تند و تیز غصہ کی خصوصیت پر آزمایش نکرسکے - اور علاوہ ان دو سرگروہون کے اور بہی چند مسلمان تہے کہ جو محمدؐ پر سینہ سپر کئے ہوئے رہتے تہے - جب کفار عرب نے خاص محمدؐ کی ذات پر اپنے خشمگین ہاتہ دراز ہوتے نہ دیکہے تو وہ بیچارے معدودے چند مسلمین پر اوٹ پڑے اور جہانتک انکا بس چلا انہین قید کردیا - قید خانون مین جو جہنم سے بہی زیادہ درد دینے والے تہے بیگناہ مسلمان فاقہ

	۲۰ کسلیو	رمضان	نومبر	مینہ کا برس چکنا -
۴ -	طیبت	شوال	دسمبر	"
۵	شباط	ذیقعدہ	جنوری	"
۶ -	ادار	ذی الحجہ	فروری	"
۷ -	۱۷ نیسان	۱۰ محرم	مارچ	کشتی کا ارارات پر ٹہرنا باوجودیکہ ابتک پانی زمین پر بڑہا ہوا تہا -
۸ -	ایار	صفر	اپریل	"
۹ -	سیوان	ربیع الاول	مئی -	"
۱۰	یکم تموز	ربیع الثانی	جون	پہاڑونکی چوٹیون کا دکہائی دینا -
۱۱ -	۱۱ - آب	جمادی الاول	جلائی	کہڑکی کہولنا اور کوا چہوڑنا -
۱۲ -	ایلول	جمادی الثانی	اگست	کوے وکبوتر ہی کا آنا جانا -
۱ -	یکم تشری سنہ	رجب	ستمبر	پردہ کہولنا
۲ -	۲۷ حشوان	شعبان	اکتوبر	نوح کا معہ سبکے کشتی پر سے اترنا

(طوفان عام ہونے کی وجوہات)

تمام علماء یہود اس بات کے قایل ہین کہ طوفان تمام روئے زمین پر تہا اور لطف یہہ ہوا ہے کہ بعض اہل اسلام نے بہی ان ہی کی پیروی کی ہے اور سوائے چند محقق نفوس کے اسبات کے قایل ہوئے ہین کہ طوفان عام تہا اور تمام دنیا کو اسنے غرق کردیا تہا -

بشپ پٹرک صاحب تفسیر بائیبل جلد ۱ صفحہ ۳۶ - مین فرماتے ہین اور ان ہی کے ہمزبان سٹیک ہوس صاحب

ان کو درستی اور بیرحمی سے تختون پر لٹا لٹا کر مارا گیا ان کی کہال اڑا دی گئی اور کانٹون کی لکڑیون
سے ان پر ایسی مار پڑی کہ بیچارون کی کہال روئی کی طرح دہنکی گئی - بطحا اور مدینا یہہ دونو مقام
گویا بیرحمیون کے مرکز تہے (ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۵۰ - ابن ہشام صفحات ۲۰۹ - ۳۵۰) -
جو قریشی مرد و عورت مسلمان ہو گئی تہین اور انہون نے بت پرستی چہوڑ دی تہی کفار عرب انہین
زبردستی پکڑ پکڑ کر جلتے ہوئے اور پہلتے ہوئے آفتاب کے نیچے ہبل مین برہنہ پا کہڑا کرتے تہے بعضونکو

کہتے ہین (باب ۷ - ۹) کہ ان الفاظ سے کہ (چہپا دیا سب پہاڑون اور ٹیلون کو جو نیچے آسمان کے اور تیزاب
مقامون سے جہان یہہ ذکر ہے (باب ۷ - ۲۱) کہ تمام ذی حیات مر گئے ثابت ہوتا ہے کہ طوفان عام ہوا اور وہ
یہہ بہی کہتے ہین کہ حقیقت مین یہہ بات ہر طرح سے خیال کر سکتے ہین کہ دنیا اسوقت مین پہلی آباد تہی جیسے کہ وہ اب
اور شاید اس سے بہی زیادہ اس کے باشندون کے برباد کرنے کیواسطے طوفان چاروں طرف ہوا ہوا اور تمام کرہ کو گہیر لیا ہو
(تفسیر ڈائیلی جلد ا صفحہ ۲) بشپ واٹسن صاحب اس شبہ کے مٹانے کو کہ اسقدر پانی طوفان کے لئے کہان سے آیا بطور
ایک امداد دلیل کے لکہتے ہین - کہ "جو کچھہ ہوا مین ملا ہوا ہے اگر وہ سب نیچے اتر آوے تو تمام زمین کی سطح کو
تیس فیٹ سے زیادہ ڈہانک دینے کو کافی ہووے -
تفسیر مذکور کے جلد ا صفحہ ۳۲ مین سٹیک ہوس صاحب لکہتے ہین کہ "اگر ہم تمام کرہ کا دورہ کرین اور ہر ولایت کے
باشندون سے دریافت کرین تو ہمکو معلوم ہوگا کہ اس طوفان کی شہرت تمام زمین پر پہونچی ہے اور دنیا کے معلوم
کے ہر حصہ مین اس کی کچھہ تاریخین اور روایتین موجود ہین چنانچہ امریکہ والے اپنی روایات مین طوفان کے ہونے کا
اقرار و بیان کرتے ہین اور چینیون مین جو ایشیا مین نہایت دور رہنے والی قوم ہے اسکی روایت موجود ہے -
(معلوم نہین کہ یہ کہان سے لکہا کیونکہ چینی طوفان ہونے کا اقرار نہین کرتے) اور افریقہ کی بہت سی قومین اس کے قصے
مختلف بیان کرتی ہین اور یورپ کے خطون مین جو ڈیکلین کا مشہور ہے اس مین اور طوفان نوح مین کچھہ فرق
نہین ہے اس مین اگر فرق بہی ہے تو صرف بیان کا فرق ہے پس ہم تمام کرہ کے گرد طوفان کا کہوج لگا سکتے ہین
اور جو اس سے بہی زیادہ قابل اطلاع ہے کہ ان قومون مین سے ہر ایک کوئی کسی طرح انسان کے بحال ہونے کی
تاریخ رکہتے ہین یہہ بات اس کی ایک کامل دلیل ہے کہ لوگون نے سمجہا کہ تمام انسان اس طوفان مین ایک
بار برباد ہو گئے -
(تفسیر ڈائیلی جلد ا صفحہ ۲۲) ڈاکٹر سٹیک ہوس صاحب فرماتے ہین کہ "حضرت موسے ہمکو یقین دلاتے
ہین کہ نہایت بلند پہاڑون سے پندرہ ہاتہہ پانی بلند چڑہ گیا تہا اور اس کلام کی حقیقت کے ثبوت کے لئے
ہم خود پہاڑون کی طرف رجوع کرین زمین کے نہایت بلند مقامون کا امتحان کرین اور دیکہین کہ مانی انفاق سمندر کی
چیزین جو اس موقع پر ان بلندیون پر جمع ہوئین ہین پائی جاتینگی سیپیان اور سمندر کی مچہلیان اور تمام قسم کے
بڑے جانورون کے ڈہانچے پہاڑ الپس اور اپنی نائنس اور پیرینیز اور اٹلس اور امرارات

اس جلتی ہوئی ریت پر چت لٹا کر دس بارہ سیر کا پتھر چھاتی پر رکھدیتے تھے اور کہتے تھے کہ
جب تک تم اسلام نہ چھوڑوگے مرتے دم تک اسی تکلیف میں مبتلا رہوگے۔ تکہ کے بعد کہتے
ہوئے سنگلاخ زمین کے تپتی ہوئی گرم گرم لوہون کا ان کے برہنہ جسموں سے مس کرنا۔ اور پہر آتش خیز
آفتاب کی شعلہ باری ہوئی کرنوں کا ان کے بھیجے میں پہنچنا اور پہر پہاڑ کی بہوبل سے زیادہ تپان پیت
کی تیز گرمی کا اور ان کو بہونکنا اور اوپر سے گرم وزنی پتھر کا مرپیا چھاتی پہ رکہنا جسمانی اور دماغی
کس درجہ کی خوفناک تکالیف کا نقشہ کہینچتا ہے صرف ان مظلومین کا سوائے آیندہ آخرت کی
بشارت کے اور کوئی اطمینان دینے والا نہ تھا ان مظالم پر بہی وہ اپنے دین سے دست بردار نہوئے

[illegible] ایک پہاڑ ہر ولایت کا جو آسمان کے نیچے ہے جاپان سے لیکر میکسیکو تک سب اس یکسان نبوت میں اتفاق کرتے
ہوئے [illegible] سمندر گزر گیا اور زمین میں تلاش کرو تو تم پاؤگے ایک قسم کے ہرن [illegible]
اور [illegible] ہاتھیوں کو دیا اور [illegible] دنیا کی پیدایش میں انگلستان میں دبے ہوئے اور
[illegible] اور کہیں [illegible] امریکہ کے [illegible] اور کہیں نہیں
[illegible] نیچے [illegible] ہیت سے اور ملکوں میں اور سوائے اسکے مختلف اقسام کے ایسے
[illegible] ولایت میں آسمان کے نیچے اوگے ہوئے نہیں پائے گئے یہ سب باتیں اسبات کا
[illegible] نبوت ہیں کہ حضرت موسیٰ کا بیان بلا اعتراض صحیح ہے۔
مگر یہ تمام [illegible] عام طوفان ہونے کی جو مذکور ہوئین جیالوجی کے علم پر مبنی ہیں ابتدائی تحقیقات میں پہلا
[illegible] علم نے ترقی پائی اور زیادہ تحقیقات حالات زمین اور روئے زمین کی اشیائے موجود
کی ہوئی تو خود جیالوجسٹ اپنے علم طبقات الارض کے ماہرون نے انکار کیا چنانچہ ڈاکٹر کلنز صاحب بشپ نٹیال
کے کہتے ہیں کہ [illegible] طوفان کے بیان کا ترجمہ کرتا تھا ایک عاقل باشندہ ملک کا میری طرف تعجب سے دیکھتا
تہا [illegible] پوچہتا تہا کیا یہ سب سچ ہے کیا تمکو حقیقت میں یہہ یقین ہے کہ یہہ سب حال اسطرح واقع ہوا کہ تمام
حیوان اور پرند اور رینگنے والی چیزیں بڑی اور چہوٹی سب گرم اور سرد ولایتون سے جوڑا جوڑا آئین اور نوح کے
ساتہہ کشتی میں داخل ہوئین اسبات پر اعتراض کرنا بیجا ہے کیونکہ کتاب مقدس سے پایا جاتا ہے کہ یہہ کام معجزہ کے طور پر
[illegible] ہوا تہا (باب ۶ – ۲۵) کہ اور کیا نوح نے ان سبکی ہی حیوان اور گوشت خور پرندوں کی بہی
[illegible] اور باقی مخلوقات کے واسطے خوراک جمع کرلی بعد اسکے وہ لکھتے ہیں کہ [illegible] علم کی [illegible]
[illegible] انگلستان سے بہت ترقی پا گیا تہا اور اب [illegible] علم
ارض نے ایک حقیقت کو تحقیق سمجھا جسکو میں نے پہلے غلط سمجھا تہا وہ یہہ کہ عام طوفان جیسا [illegible]
عملاً [illegible] ذکر ہے اس طریقہ میں جیسا کتاب پیدایش میں بیان ہوا ہے واقع ہونا ممکن نہ تہا سوا اور مشکلات
کے جو بیان میں شامل ہیں آپ سے قطع نظر کرکے بالتخصیص اس حقیقت کی طرف جس سے جیالوجسٹ بخوبی

اور یہی کہتے رہے محمدؐ بیشک خدا کا پاک نبی ہے جو کچھہ وہ کہتا ہے خدا کی طرف سے کہتا ہے اسکا ہر قول صحیح ہے - انہین سے یعنے جنپر ظلم توڑا جارہا تہا ایک شخص بلال بہی تہا جو اسلام کا پہلا موذن ہے - جس کے آقا نے بطحا مین تمام دن اسکو دہوپ مین لٹائے رکہا - گرمی کی پوری شدت تہی - اور آفتاب اپنی پوری تیزی سے چمک رہا تہا - وہ برہنہ تن گرم پتہر پر لٹا دیا گیا پہر اسکے آقا نے بلال سے کہا - تو یون ہی رہیگا جب تک کہ تیرا دم نہ نکل جاویگا یا تو اسلام کو چہوڑ دے - " یہہ بیچارہ پیاس مین مرا جاتا تہا اور چہاتی پر اس جلتی دہوپ مین وزنی پتہر سے دبا ہوا پڑا رہتا - احد دن احد دن (خدا ایک ہے (خدا) ایک ہے - چار دن کامل یون ہی بلال پر گزر گئے لیکن بلال کی زبان سے اگر کوئی لفظ نکلتا تہا تو وہ یہہ تہا کہ خدا ایک ہے اور کوئی اسکا شریک نہین حضرت ابوبکرؓ نے جب بلال کی یہ صورت دیکہی ان سے رہا نہ گیا اور انہون نے بلال کو اس کے بیرحم آقا سے خرید لیا اور بلال کے ساتہہ چہہ اور غلامون کو رہائی دلوائی حضرت ابوبکر کو اسقدر دولتمند

واقعہ ہین (دیکہو لائل صاحب کی جیالوجی صفحہ (۱۹۷ و ۱۹۸) اشارہ کرتا ہون کہ انہین پہاڑ بڑے طول وطویل مقام آورن اور لانگ ڈاک مین موجود ہین جو طوفان نوح سے پہلے کے بنے ہوئے ہونگے - اور جو ہلکے اور متخلخل اجزا کے جزون سے جیسے پومیس اسٹون وغیرہ سے ڈہکے ہوئے ہین ان اجزا کو طوفان ضرور معدوم کر دیتا ہے - لیکن کچہہ بہی علامت ان مین خلل ہونے کی نہین پائی جاتی -

علاوہ اسکے بشپ کلنز و صاحب کی کتاب چوتہی صفحہ ۲۰۴ - مین ان ہی صاحب نے عام طوفان کی تردید مین یہ لکہا ہے کہ " جو مشکلین طوفان کے بیان پر جو کتاب اقدس مین ہے جیالوجی کے امتحانون سے پیدا ہوئی ہین ان کو ریورنڈ الفرڈ ویری صاحب نے جو طوفان کو خاص مانکر کتاب اقدس کی لفظی تاریخانہ حقیقت کے قایم رکہنے مین کوشش کرتے ہین حسب تفصیل ذیل انٹروڈکشن ٹو دی اسٹڈی آف اولڈ ٹسٹیمنٹ مین اختصار کے ساتہہ جمع کیا ہے -

جیالوجی کی اصلی مشکلات جبکہ ان کو نہایت مضبوطی سے بیان کیا جاوے یہہ ہوتی ہین -

اول ایسے عام طوفان کی جو ایک ساتہہ ہوا ہو کوئی شہادت موجود نہین ہے کیونکہ طوفان کے موجودہ ذخیرہ صاف رفتہ رفتہ اور مدتون دراز مین جمع ہوئے ہین بلاشبہ بہت بلند بلند ہموار مقامون مین طوفان کے بڑے بڑے ذخیرون کی کثرت سے شہادت موجود ہے - لیکن بہرحال وہ خالص مقامون مین ہین اور ان کو آدم کی پیدایش کے زمانہ سے بہی پہلے کا بنا ہوا جاننا چاہئے اور اس بات پر زیادہ تر یقین اسلئے ہوتا ہے کہ بہت بڑے بڑے کامل جیالوجسٹ نے جیسے کہ بیکلینڈ اور سگ وک صاحب وغیرہ ہین اور جو ایک زمانہ مین طوفان کے ذخیرون کو تاریخانہ طوفان کے کسی زمانہ سے متعلق کرتے تہے اب انہون نے اس راے سے علانیہ انحراف کیا ہے -

دوسرے عام ہونے کے طوفان کے برخلاف اس بات سے جسکو ہم بیان کرتے ہین اسقدر مضبوط گواہی جیسے کہ اس سے

نہ تھے مگر ان کی معجزانہ اور اولو العزمانہ تقریر جوش ایسے مصیبت زدہ مسلمین کے رہائی دلوانے مین دنیا کے بڑے بڑے امیرون اور مخیرون کو پرے بٹھاتے تھے۔

ان قابل رحم سختیون پران مصائب شدیدہ پر۔ ان خوفناک مظالم پر۔ ان حسرت ناک بے رحمیون پر محمد کی بھی یاس آمیز نظرین خاموشی سے پڑ رہی تھین اور آپ ملاحظہ فرماتے تھے کہ میرے معتقد کس آفت مین پھنسے ہوئے ہین اور ان پر کیا کیا ظلم توڑے جارہے ہین۔ گو یہہ نظارہ ایک قہر آلود نظارہ تہا لیکن اس خیال سے کہ یہہ اپنے دین پر مضبوطی سے قایم ہین اور میری بریچ کی تاثیر ہنوز ان کے دلون پر باقی ہے خدا کی وحدت کا نور چمک چکا ہے اور اس وحدہ لاشریک کی محبت و الفت کے نقوش ان کے دلون پر نقش ہو چکے کسیقدر آپ مطمئن ہوتے تھے لیکن ان کی یہہ

ہو سکتی ہے موجود ہے کہ بعض آتشین پہاڑون کے مقامون مین خصوصاً اس مشہور مقام واقع اوّرن اور لانگ ڈاک مین جو چالیس میل مضروبیس میل ہے سکوری اور لاوہ کے ڈہیر بہت سے میلون تک پہیلے ہوئے ہین اور بعض مقام مین پچاس یا سو فیٹ عمیق ہین جن کے جمع ہونے کو ہزارون برس صرف ہوئے ہونگے اور بلاشبہ ابہی تک ان پر پانی نہین پہرا ہے تیسرے طوفان کے تمام ذخیرون مین انسان کی بقیہ یعنے ہڈیون کا کوئی نشان نہین پایا گیا ہے۔

بیری صاحب نے ان اعتراضون مین سے پہلے اور تیسرے اعتراض کا یہہ جواب دیا ہے کہ جسطرح طوفان معجزے سے ہوا اسیطرح خدا نے یہہ بہی چاہا ہو کہ وہ طوفان طوفان کی قدرتی نشانیون کے چہوڑنے کے بغیر چلا جاوے بشپ کالنزو صاحب اسپر یہہ لکہتے ہین کہ ” اس تقریر سے البتہ یہہ نکلتا ہے کہ طوفان ایسا ایک معجزہ تہا جسکا کتاب اقدس مین ذکر ہے اور اوسکو یقین کرنا ہمین ضرور ہے اگر ہم توریت کی تاریخ کو ایسا صحیح مانتے ہون جسمین غلطی کا امکان نہین یعنے لفظی اور تاریخانہ حقیقی معاملہ لیکن ہم یہہ معلوم کر چکے ہین کہ ایسا یقین کرنا اب زیادہ ممکن نہین۔ اور پس یہہ جواب زمین پر مینہ کے بل گرتا ہے۔

تیسرے اعتراض کی نسبت بشپ کالنزو صاحب یون لکہتے ہین کہ اس اعتراض کا ٹہیک دلی سے یہ جواب کوئی دے سکتا ہے کہ جن مقامون مین انسانی نسل کا اول آباد ہونا یقین کیا جاتا ہے انہین ابہی تک طوفان کے بقیون یا ذخیرون کو اچہی طرح امتحان نہین کیا گیا ہے جس سے یہہ کہا جا سکے کہ ان کا کوئی بقیہ اسمین دبا ہوا نہین ہے

بشپ کالنزو صاحب لکہتے ہین ” اگر بیری صاحب ایسا جواب دین اور وہ صحیح بہی مانا جاوے تو وہ جواب دوسرے اعتراض کا اور اور اعتراضون کا بہی ایسا ہی اچہا جواب ہوگا جیسا کہ اس اعتراض کا ہے مگر بیری صاحب اس دوسرے اعتراض کو ایسا مضبوط اور عام طوفان کی رائے کے ایسا سخت مخالف پاتے ہین کہ اس جواب سے بہی کنارہ کرتے ہین بعد اسکے ڈاکٹر کالنزو صاحب اپنی کتاب چوتہی صفحہ ۲۰۸ مین لکہتے ہین ” ما مدت ہوئی کہ ڈرٹلین صاحب نے اپنے زمانہ کی تہوڑی سی علمی تحقیقات کے بموجب فصاحت سے لفظ کہے تہے کہ اب بہی سمندر کی سیپیان اور کہیر مدار چہلیان پہاڑون کی

بت دیکھی نہ جاتی تہی - آپ کی بے لوث روح پر یہہ نظارہ بڑا ستم افزا تہا ایسی حالت میں
دعا فرماتے تہے اور آپکی دلی آرزو یہی تہی کہ خدا کفار عرب کو ہدایت کرے اور ان کو سچائی کا نور
وے - اور ان مظلومین کو نجات ہووے - جن لوگون پر مظالم توڑے جا رہے تہے ان میں سے

ان میں بطور اجنبی سیاحون کے پائی جاتی ہین ان لفظون سے ان کی خواہشین افلاطون پر بہات کے ظاہر کرنے کی تہی کہ
عام ہی ایکبار پانی کے نیچے آچکے ہین اور بعض لوگون نے اس سے بہی زیادہ اور واقعات کو زیادہ کیا ہے کہ اگر ان کو طوفان
لموی پہاڑون سے اس کا قطعی عام ہونا ثابت ہوتا ہے مثلاً ایلکز نیڈر ہمبولٹ صاحب نے جنوبی امریکہ مین ہنا کو پہاڑ سے
ہزار آٹھہ سو فیٹ کی بلندی پر جہان ہمیشہ برف گرتی ہے پرانے جنگلون اور سالیق کی تری اور خشکی کے پرندون کے
ے سالم بقیات پائے ہین اور ماسٹوڈن کی ہڈیان جو ہاتی کے مانند اگلے زمانہ مین ایک جانور تہا کارڈلی را پہاڑ
ہزار فیٹ کی بلندی پر پائی گئی ہین اور ہمالیہ پہاڑ کے اس مقام سے جہان برف [illegible] اور [illegible] بلندی
ہزار فیٹ سے جو برف کے ڈہیر ٹوٹ کر گرے ہین اور جن مین ایک کان ماد [illegible] ہوتے ہین اور جن مین
ت رنگ دکہائی دیتے ہین انہین اور سطح کرہ زمین کے تین حصون کے نہایت بلند پہاڑون یعنے کوہ بلیناک
ہمالیہ اور کوہ کارڈلی را مین ایسے حیوانون کی ہڈیان جو طوفان سے پہلے تہیں پائی جاتی ہین -
چہارم صفحہ ۲۰۸ - ۲۰۹ - مین بشپ کالنزو صاحب اس کے جواب مین لکھتے ہین کہ [illegible]
ان کا پانی ایکبار ان پہاڑون پر گذر گیا علم جیالوجی کی ترقی تاحال [illegible] کرتی ہے اسکی [illegible]
ین کوئی دلیل نہین ہین کیونکہ وہ ایسے زمانہ سے علاقہ رکہتے ہین جو انسان کے پیدا ہونے سے پہلے کا ہے
قطعی دلیل کا وجود تاریخانہ طوفان کے حق مین اسکے نزدیک عموماً ایسا ہی [illegible] پر بیان ہوا اس [illegible]
ظ یہ کہ تاریخانہ زمانون مین زمین کا کوئی بڑا طوفان واقع ہوا ہو جیالوجی انکار کر سکتی ہے نہ اقرار لیکن اسکے اقرار کی [illegible]
ہے ہمارے ایمان کا مدار روایت کی گواہی پر ہے اور قطع نظر سب کے کتاب اقدس کی تاریخانہ شہادت پر ہے - تاریخانہ
ن کے صرف عام ہونے پر جیالوجی کے رو سے شک ہوتا ہے مثلاً انگریزی جیالوجسٹ لائل صاحب نے ایک عجیب بات
رف لوگون کی توجہ کو مائل کیا ہے جس سے شہر بہری زمانہ سے کوئی عام طوفان نازل ہونے کے برخلاف جس نے تمام زمین
کو چہپا لیا ہو مثلاً اوورن کے معدوم آتشین پہاڑون پر جنکا شہر بہری زمانہ مین یعنے انسان کی پیدائش سے پہلے
ی ہونا ان ہڈیون سے ثابت ہے جو اس مادہ کے سیلان مین ادہر ادہر دبی ہوئی ہین بہت سا انبار گا ؤدم
ل مخروطون کا پایا گیا ہے جنکا طوفان کے زور سے سالم رہنا ممکن نہ تہا اگرچہ مینہ سے ان کو ضرر نہین پہونچا ہے
بہت آسانی سے مینہ کو وہ جذب کر لیتے ہین پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ طوفان نے اس مقام کو چہوا بہی نہین -
کہ طوفان کے عام ہونے کے برخلاف علم جیالوجی کی رو سے بہت سی ایسی دلیلین موجود ہین جنکا
ب نہین ہو سکتا -

ادہ اسکے اگر طوفان عام مانا جائے تو ایک بڑا سخت اعتراض [illegible] پہونچتا ہے اور [illegible]

کیفیت دیکھی نہ جاتی تھی۔ آپ کی بے لوث روح پر یہہ نظارہ بڑا ستم ڈھاتا تھا ایسی حالت مین بھی دعا فرماتے تھے اور آپکی دلی آرزو یہی تھی کہ خدا کفار عرب کو ہدایت کرے اور ان کو سچائی کا نور دکھاوے۔ اور ان مظلومین کو نجات ہووے۔ جن لوگون پر مظالم توڑے جا رہے تھے ان مین سے

درمیان مین بطور اجنبی سیاحون کے پائی جاتی ہین ان لفظون سے ان کی خواہشین افلاطون پر سیاحت ظاہر کرنیکی تھی کہ بلند مقام بھی ایکبار پانی کے نیچے آچکے ہین اور بعض لوگون نے اس سے بھی زیادہ اور واقعات کو زیادہ کیا ہے کہ اگر ان کو طوفان سے تعلق تہا تو ان سے اس کا قطعی عام ہونا ثابت ہوتا ہے مثلاً ایلکزینڈر ہم بولٹ صاحب نے جنوبی امریکہ مین ہماکو پہاڑ پر تیرہ ہزار آٹھہ سو فیٹ کی بلندی پر جہان ہمیشہ برف گرتی ہے پرانے جنگلون اور سالبو کی تری اور خشکی کے پرندون کے جلے ہوئے سالم بقیات پائے ہین اور ماسٹوڈن کی ہڈیان جو ہاتی کے مانند اگلے زمانہ مین ایک جانور تہا کارڈلی را پہاڑ پر آٹھہ ہزار فیٹ کی بلندی پر پائی گئی ہین اور ہمالیہ پہاڑ کے اس مقام سے جہان برف پڑتی ہے اور جسکی بلندی [illegible] سولہ ہزار فیٹ ہے جو برف کے ڈھیر ٹوٹ کر گرے ہین ان مین ایک کافی مادہ کے [illegible] ٹکڑے ہوتے ہین اور جن مین مختلف رنگ دکہائی دیتے ہین انہین اور اسیطرح کرہ زمین کے تین حصون کے نہایت بلند پہاڑون یعنے کوہ بلند کوہ ہمالیہ اور کوہ کارڈلی را مین ایسے حیوانون کی ہڈیان جو طوفان سے پہلے تہے پائی جاتی ہین۔

کتاب چہارم صفحہ ۲۰۸ - ۲۰۹ - مین بشپ کالنزو صاحب اس کے جواب مین لکھتے ہین کہ [illegible] نتیجہ [illegible] کہ طوفان کا پانی ایکبار ان پہاڑون پر گذر گیا علم جیالوجی کی ترقی یافتہ حالت [illegible] کرتی ہے۔ اسکی آنکہ [illegible] کی چیزین کوئی دلیل نہین ہین کیونکہ وہ ایسے زمانہ سے علاقہ رکہتے ہین جو انسان کے پیدا ہونے سے پہلے کا ہے [illegible] قسم کی قطعی دلیل کا وجود تاریخانہ طوفان کے حق مین اسکے نزدیک عموماً ایسا ہی [illegible] اس کے لحاظ پر کہ تاریخانہ زمانون مین زمین کا کوئی بڑا طوفان واقع ہوا ہے جیالوجی نہ انکار کر سکتی ہے نہ اقرار لیکن اسکے اقرار کی [illegible] نہین ہے ہمارا بیان کا مدار روایت کی گواہی پر ہے اور قطع نظر سب کے کتاب اقدس کی تاریخانہ شہادت پر ہے۔ تاریخانہ طوفان کے صرف عام ہونے پر جیالوجی کے رو سے شک ہوتا ہے مثلاً انگریزی جیالوجسٹ لائل صاحب نے ایک عجائبات کی طرف لوگون کی توجہ کو مائل کیا ہے جس سے ٹرٹیری زمانہ سے کوئی عام طوفان نازل ہونے کے برخلاف جس نے تمام زمین کی سطح کو چہپا لیا ہو مثلاً فرانس کے معدوم آتشین پہاڑون پر جنکا ٹرٹیری زمانہ مین یعنے انسان کی پیدائش سے پہلے جاری ہونا ان ہڈیون سے ثابت ہے جو اس مادہ کے سیلان مین ادہر ادہر دبی ہوئی ہین بہت سا انبار [illegible] متخلخل مخروطون کا پایا گیا ہے جنکا طوفان کے زور سے سالم رہنا ممکن نہ تہا اگرچہ مینہ سے ان کو ضرر نہین پہونچا ہے کیونکہ بہت آسانی سے مینہ کو وہ جذب کر لیتے ہین پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ طوفان نے اس مقام کو چہوا بہی نہین۔

غرضکہ طوفان کے عام ہونے کے برخلاف علم جیالوجی کی رو سے بہت سی ایسی دلیلین موجود ہین جنکا جواب نہین ہو سکتا۔

علاوہ اسکے اگر طوفان عام مانا جائے تو پھر ایک بڑا سخت اعتراض [illegible]

کیفیت دیکھی نہ جاتی تھی۔ آپ کی بے لوث روح پر یہہ نظارہ بڑا ستم افزا تھا ایسی حالت میں بھی دعا فرماتے تھے اور آپکی دلی آرزو یہی تھی کہ خدا کفار عرب کو ہدایت کرے اور ان کو سچائی کا نور دکھاوے۔ اور ان مظلومین کو نجات ہووے۔ جن لوگوں پر مظالم توڑے جارہے تھے ان میں سے

درمیان میں بطور اجنبی سیاحوں کے پائی جاتی ہیں ان لفظوں سے ان کی خواہشیں افلاطون پر ساتھ ظاہر کرنے کی تھی کہ بلند مقام بھی ایکبار پانی کے نیچے آچکے ہیں اور بعض لوگوں نے اس سے بھی زیادہ اور واقعات کو زیادہ کیا ہے کہ اگر ان کو طوفان سے تعلق تھا تو ان سے اس کا قطعی عام ہونا ثابت ہوتا ہے مثلاً ایلگزینڈر ہمبولٹ صاحب نے جنوبی امریکہ میں ہناکو پہاڑ پر تیرہ ہزار آٹھ سو فٹ کی بلندی پر جہاں ہمیشہ برف گرتی ہے پرانے جنگلوں اور ساحل کی تری اور خشکی کے پرندوں کے جلے ہوئے سالم بقیات پائے ہیں اور ماسٹوڈن کی ہڈیاں جو ہاتھی کے مانند اگلے زمانہ میں [illegible] ہوا کرتا تھا کارڈلرا پہاڑ پر آٹھ ہزار فیٹ کی بلندی پر پائی گئی ہیں اور ہمالیہ پہاڑ کے اس مقام سے جہاں پر [illegible] اور خشکی [illegible] سولہ ہزار فیٹ سے جو برف کے ڈھیر ٹوٹ کر گرے ہیں ان میں ایک کافی مادہ [illegible] اور [illegible] مختلف رنگ کے کہائی دیتے ہیں اور [illegible] کرہ زمین کے تین حصوں کے نہایت بلند پہاڑ ان [illegible] بلند کوہ ہمالیہ اور کوہ کارڈلرا میں ایسے حیوانوں کی ہڈیاں جو طوفان سے پہلے تھے پائی جاتی ہیں۔

کتاب چہارم صفحہ ۲۰۸ ۔۔۔ ۲۰۹ ۔ بین لشپ کا نسرو صاحب اس کے جواب میں لکھتے ہیں کہ [illegible] کہ طوفان کا پانی ایکبار ان پہاڑوں پر گزر گیا علم جیالوجی کی ترقی [illegible] اسکی [illegible] کی چیزیں کوئی دلیل نہیں ہیں کیونکہ وہ ایسے زمانہ سے علاقہ رکھتی ہیں جو انسان کے پیدا ہونے سے پہلے کا ہے [illegible] قسم کی قطعی دلیل کا وجود تاریخانہ طوفان کے حق میں اسکے نزدیک ہنوز ایسا ہی [illegible] کے لحاظ پر کہ تاریخانہ زمانوں میں زمین کا کوئی بڑا طوفان واقع ہوا ہے جیالوجی نہ انکار کرسکتی ہے نہ اقرار لیکن اسکے اقرار [illegible] نہیں ہے ہمارا ایمان کا مدار روایت کی گواہی پر ہے اور قطع نظر سب کے کتاب اقدس کی تاریخانہ شہادت پر ہے۔ تاریخانہ طوفان کے صرف عام ہونے پر جیالوجی کے رو سے شک ہوتا ہے مثلاً انگریزی جیالوجسٹ لائل صاحب نے ایک عجائبات کی طرف لوگوں کی توجہ کو مائل کیا ہے جس سے ٹرشیری زمانہ سے کوئی عام طوفان لائل ہونے کے برخلاف جس نے تمام زمین کی سطح کو چھپا لیا ہو مثلاً اورن کے معدوم آتشیں پہاڑوں پر جنکا ٹرشیری زمانہ میں یعنے انسان کی پیدایش سے پہلے جاری ہونا ان ہڈیوں سے ثابت ہے جو اس مادہ کے سیلان میں ادہر ادہر دبی ہوئی ہیں بہت سا انبار گاؤدم متخلل سوختوں کا پایا گیا ہے جنکا طوفان کے زور سے سالم رہنا ممکن نہ تھا اگرچہ مینہ سے ان کو ضرر نہیں پہونچا ہے کیونکہ بہت آسانی سے مینہ کو وہ جذب کر لیتے ہیں پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ طوفان نے اس مقام کو چھوا بھی نہیں۔

غرضکہ طوفان کے عام ہونے کے برخلاف علم جیالوجی کی رو سے بہت سی ایسی دلیلیں موجود ہیں جنکا جواب نہیں ہو سکتا۔

علاوہ اسکے اگر طوفان عام مانا جائے تو ایک بہت بڑا سخت اعتراض [illegible]

کئی شہید ہوئے جیسے یحییٰ اور بہت سے بعد ازان شہید ہوگئے - جنہون نے اپنی لعل سی جانین دین خدا کی محبت مین قربان کردین - اور جو تکلیفین بانی یا روحانی تکلیفین یا جسمانی مصائب اور جانکندنیان تہین وہ انہون نے صبر اور استقلال سے سہین - یہہ صرف سچے دین کا اثر تہا جس نے ان کو مرکر بہی سرخرو کیا - ایک دن مرنا ضرور تہا صد ہا نسلین ہوئین اور تباہ ہوگئین مگر جو حالت کفر مین مرے ان کی آخرت مین وہ ہی کیفیت ہوگی جو ایک سخت گنہگار کی مجسٹریٹ کے آگے ہوتی ہے - یہہ بہت صحیح ہے -

کتاب اقدس کے عبری حساب بموجب حضرت آدم کے ۱۶۵۶ برس پیدا ہونے کے بعد طوفان آیا اور بموجب سپٹواجنٹ کے (جسکو ایشیا کے مورخ اور یورپ کے اکثر قدیم مورخ اعتقاد کرتے ہین) حضرت آدم کے ۲۲۶۲ برس پیدا ہونے کے بعد طوفان آیا اور اس عرصہ مین بلا شبہ انسان کی نسل پہیل گئی تہی اور تمام دنیائے معلوم اور قریب قریب تمام دنیا کے آباد ہوگئی تہی -

جیسے کہ علمائے عیسائی نے بہی اسکو قبول کیا ہے اور قرآن مجید سے بوضاحت پایا جاتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نبی تہے اور وہ لوگون کو خدا کی وحدانیت اور اس کی اطاعت کی ہدایت کرتے تہے - مگر ان لوگون نے نہ مانا اور بت پرستی اور بدکاری مین مشغول رہے جس کے سبب سے طوفان بہیجا توریت مقدس کی کتاب پیدائش ۶ - ۱۱ - ۱۲ - ۷ - ۸ - ۹ - ۱۰ - ۱۳ - ۱۵ کے درسون سے بہی پایا جاتا ہے اور قرآن مجید کے مضمون سے مطابقت ہوتی ہے اور جسقدر اس مین اجمال تہا اسکی تفصیل الہام سے سینٹ پیٹر نے فرمادی جہان فرمایا کہ خدا نے پرانی دنیا پر بہی رحم نہ کیا لیکن سچائی کے وعظ کرنے والے آٹھوین آدمی نوح کو بچا کر دنیا کے تمام بدکارون پر طوفان لایا پس جو تنبیہ کہ یون سے ثابت ہوتا ہے کہ ایمان نہ لانے کے سبب لوگون پر طوفان آیا تہا -

اب یہہ سوال ہے کہ کتاب اقدس سے یہہ بات ثابت نہین ہے اور نہ اسکا امکان معلوم ہوتا ہے کہ تمام دنیا مین جو اسوقت تک آباد ہوچکی تہی حضرت نوح نے وعظ کیا ہو اور دنیا کو وہ احکام سنائے ہون جو ان پر خدا کی طرف سے نازل ہوتے تہے اور یہہ تمام دنیا کے لوگون نے ان وعظون کو سنا ہو اور خدا کے احکام کی نافرمانی کی ہو بلکہ بہت سے ایسے ملک ہین جہان کے باشندون نے حضرت نوح کے نام بہی نہ سنے اور ان کے وعظ کرنے اور خدا کی احکام کی ہدایت کرنے کی خبر بہی نہ پہونچی ہوگی پہر کیونکر ہوسکتا ہے کہ تمام دنیا اس گناہ مین جس کی وجہہ سے ہلاکت ہوئی کی بلائے عام مین گرفتار ہو جیسا ہم دیکہتے ہین کہ حضرت لوط علیہ السلام کے وقت مین ان ہی بستیون پر عذاب آیا جو نافرمان تہے

اگر طوفان کو عام کہا جاوے تو بلا شبہ یہہ ایک بڑی علمی ایسی بحث اعتراض ہے جس کا جواب بسر انجام ہونا ایک امر محال معلوم ہوتا ہے لیکن یہہ بات یہہ غور کرنی چاہئے کہ آیا درحقیقت کتاب اقدس ہمکو ایک عام طوفان ماننے کی طرف لیجاتی ہے یا نہین میرے نزدیک طوفان عام کا ہونا کتاب اقدس سے بخوبی پایا نہین جاتا پس اب ہم کتاب اقدس پر غور کرتے ہین تاکہ معلوم ہو کہ میری یہہ رائے صحیح ہے یا نہین -

(اس بات کا ثبوت کہ کتاب اقدس مین خاص طوفان کا بیان ہے نہ عام کا)

اسمین کچہہ شک نہین کہ کتاب اقدس کے الفاظ ایسے ہین کہ ان سے دونو مطلب برابر درجہ سے نکل سکتے ہین بلکہ اگر ہم زیادہ سادگی سے اور ان اگلے لوگون کی عقل اور معلومات کے لحاظ پر جنسے خطاب کیا گیا تہا اسکو دیکہین تو بیشک اسکے کہ کتاب اقدس مین ایک خاص طوفان کا بیان ہے اور دوسرا مطلب نہین نکل سکتا اور اگر اس مین علم کی اوسط ترقی سے نکتہ چینی کرین جیسا کہ علم جیالوجی کے ترقی پانے کے زمانہ سے پیشتر تہا تو بلا شبہ کتاب اقدس سے یہی مطلب پاوینگے کہ طوفان عام اور تمام روئے زمین پر تہا - ہمارے متقدمین علم کی ایسی ہی حالت تک پہونچے ہین جس کے سبب انہون نے اس ناکامل علم کی نکتہ چینی سے یہہ قرار دیا کہ کتاب اقدس سے طوفان کا عام ہونا پایا جاتا ہے اور اگر ہم کتاب اقدس کی نہایت دقیق نکتہ چینی سے اور ایک ترقی یافتہ علم کی مدد سے جیسا کہ وہ آجکل کے زمانہ مین کسی ایک درجہ تک پہونچ گیا ہے اسکا امتحان کرین تو بالیقین ہم پاوینگے کہ کتاب اقدس مین خاص طوفان کا ذکر ہے نہ عام طوفان کا جیسا کہ بیان ہوتا ہے -

کتاب اقدس کے جن مقامات مین کہ طوفان کا ذکر ہے وہان چند الفاظ آئے ہین جنسے متقدمین نے براہ غلطی عام طوفان مراد لیا ہے اور وہ تین ہین جیسے کل ارض یعنے الارض تمام یعنے الادم شمام یعنے السموات اور نیز بعضے مضمون ایسے ہین جنسے

{ نیکی کن اے فلان غنیمت شمار عمر
زان پیشتر کہ بانگ برآید فلان نماند }

باایں ہمہ یہہ نظارہ کہ اپنی امت پر جان فدا کرنے والا نبی اپنی آنکہوں سے بے بسی کی حالت میں اپنے پیارے صحابہ کو جو اُس صداقت باطنی سے اسپر جان فدا کرنے تہے ایذا دیے جانے اور دُکہ دیئے جانے دیکہے کیسا سخت تہا جب قریش مخالفت کرتے کرتے تہک گئے تو ناچار اُنہوں نے اپنی کامیابی کا دوسرا رستہ نکالا اور وہ یہہ تہا کہ آنحضرت کو دنیوی دولت وحشمت کا سبز باغ دکہلا کر اُن میں لالچ پیدا کرین چنانچہ راوی لکہتا ہے کہ ایکدن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کعبہ میں بیٹہے تہے اور آپ سے کچہہ ہی دور فاصلہ پر ایک مجمع

اُنہوں نے طوفان کا عام ہونا سمجہا ہے جیسے کہ بشپ کالنزو صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۵۰۲ میں لکہتے ہیں جاندار جتنے کہ تمام زمین پر چلتے تہے وہ سب جن کے نتہنوں میں حیات کا دم تہا وہ سب جو خشک زمین پر تہے مر گئے جو کہ ان لفظوں میں پایا جاتا ہے کہ یہہ مضمون ہے کہ تمام اونچے پہاڑ جو آسمان کے نیچے تہے چہپ گئے پندرہ ہاتہہ پانی بلند ہو گیا۔
ان لفظوں اور مضامین کے معنے ہم نے کچہہ ہی سمجہے ہوں مگر جب ہم ان پر زیادہ دقیقہ رسی سے نظر کرتے ہیں تو ان کی مراد ایسی نہیں پاتے جیسے کہ پہلے سمجہے تہے۔
ڈیکن بریٹ صاحب نے اپنی کتاب سکرپچر اینڈ سینز کے صفحہ ۵۵ میں بہت درست کہا ہے کہ ہمارے محققین (علم) جنکو ہم نے بیان کیا ہے معنے کے بدل دینے کو موجود نہوتین تو اکثر (تمام) شخص کتاب مقدس کے کلام سے یہ سمجہتے کہ اس سے کرہ زمین کی تمام وسعت پر پانی کا عام طوفان نکلتا ہے تب اسبات پر اعتراض کرنیکا کوئی سبب نہوتا اور اسلئے شک کی کوئی وجہہ نہ تہی اس مضمون پر بشپ کالنزو صاحب لکہتے ہیں کہ بلا شبہ ایسی حالت میں کتاب مقدس کے کلام کو اسکے صاف اور علانیہ معنی میں لیو تیلے جیسے کہ کوئی سیدہے سادہ عقل آدمی سمجہے۔ لیکن جب نئی تحقیقاتیں ظاہر ہوئیں جیسے کہ اس زمانہ میں مشہور ہیں تب یہ سوال کیا جاتا ہے کہ کیا کتاب مقدس کی زبان زیادہ محدود معنے لینے پر کوئی ایسا حرج پیش کرتی ہے جو رفع نہیں ہوسکتا اس مقام پر ڈاکٹر کالنزو صاحب لکہتے ہیں کہ جب نئی تحقیقاتیں ظاہر ہوئیں تب کتاب مقدس کے لفظوں کو ان کا جواب دینے کے لئے موڑنا چاہئے جیسا کہ آرچ ڈیکن بریٹ صاحب مروڑتے ہیں۔
مین کہتا ہوں کہ بشپ کالنزو صاحب کا یہ قول صحیح نہیں ہے نئی تحقیقاتوں کے ظاہر ہونے سے ہم کتاب مقدس کے لفظوں کو مروڑنا نہیں چاہتے بلکہ ایک زیادہ دقیقہ رسی غور سے اور کتاب اور عبری زبان کے عام محاورہ اور قواعد کے بموجب اسپر نظر کرنا چاہتے ہیں جیسا کہ آیندہ بیان سے معلوم ہوگا۔
لفظ ہارص و ہاآدمہ و ہشامیم سے ہم جو یہہ سمجہتے تہے کہ اس سے تمام کرہ زمین اور تمام آسمان مراد ہے یہہ ہماری غلطی تہی کیونکہ ان لفظوں سے جسطرح تمام کرہ زمین اور تمام آسمانوں کے معنے لئے جاسکتے ہیں اسیطرح ان سے خاص زمین اور خاص آسمان کے معنے بہی لئے جاسکتے ہیں
جیسنیئس صاحب اپنی عبری لکسیکن میں لکہتے ہیں کہ ہائے ہوز ایک حرف ہے جو اسموں اور ضمیروں کے پیشتر آتا ہے اور کم قبل معرفہ کی حقیقت میں یہہ ال تہا جیسے کہ عربی میں ال اسکو مخفف کرکے ہائے ہوز رکہی ہے یہ ضمیر اشارہ کا کام دیتا ہے جیسے کہ انگریزی میں دی اور اردو میں اس یا وہ یا یہہ وہ ۔۔۔ غرض کہ یہہ حرف اسم نکرہ کو معرفہ کر دیتا ہے اور جب معرفہ کے معنے اس میں شامل ہوتے ہیں تو یہہ حرف دو معنی دیتا ہے ایک یہ کہ اس تمام چیز کو شامل ہوتا ہے جسپر وہ آتا ہے جیسے کہ کتاب پیدایش کے پہلے باب کے پہلے درس میں ہارص کا جو لفظ ہے وہ تمام کرہ زمین کو شامل ہے کیونکہ یہ نہیں ہوسکتا کہ خدا صرف کسی خاص ٹکڑہ زمین کا بنانے والا ہو دوسرے خاص معنی اس لفظ کے لگانے سے حاصل ہوتے ہیں یعنے جسپر یہہ حرف آتا ہے اس کل چیز کو شامل نہیں ہوتا بلکہ اس میں سے کسی خاص چیز پر جو پہلے سے معین اور معلوم ہو دلالت کرتا ہے خواہ وہ خارج میں موجود ہو خواہ صرف ذہن میں جیسے کہ ان درسوں مثلاً
خروج ۱۰ - ۵ - پیدایش ۴۷ - ۱۹ و ۲۳ خروج ۱۰ - ۱۴ و ۱۵ و ۲۲ - ۱۱ - استثنا ۴ - ۴ - ۵ - ۱۶ میں

نیکی کن اے فلان غنیمت شمار عمر
زان پیشتر کہ بانگ برآید فلان نماند

باین ہمہ یہہ نظارہ کہ اپنی امت پر جان فدا کرنے والا اپنی اپنی آنکہون سے بے بسی کی حالت مین اپنے پیارے صحابہ کو جوکس صاف باطنی سے اسپر جان فدا کرتے تہے یون درد دینے والے عذابون مین مبتلا دیکہے کیسا سخت تہا جب قریش مخالفت کرتے کرتے تنگ آگئے تو ناچار انہون نے اپنی کامیابی کا دوسرا رستہ نکالا اور وہ یہہ تہا کہ محمدؐ کو دنیوی دولت وحشمت کا سبز باغ دکہا کر داؤن مین لاؤ اور یہہ پیچ بند کرادو راوی لکہتا ہے کہ ایکدن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کعبہ مین بیٹہے تہے اور آپسے کچہہ ہی دور فاصلہ پر ایک بڑا مجمع

انہون نے طوفان کا عام ہونا سمجہا ہے جیسے کہ بشپ کالنزو صاحب اپنی کتاب کے صفحہ ۲۰۵ مین لکہتے مین جاندار چیزین مرگئین جو زمین پر چلتی ہین وہ سب جن کے نتہنون مین حیات کا دم تہا وہ سب جو خشک زمین پر تہے ہر جاندار چیز جو روئے زمین پر تہی یا جیسے کہ یہہ مقوم ہے کہ تمام اونچے پہاڑ جو آسمان کے نیچے تہے چہپ گئے پندرہ ہاتہہ پانی بلند ہوگیا۔
ان لفظون اور مقامون کے معنے ہم نے کچہہ ہی سمجہے ہون مگر جب ہم ان پر زیادہ دقیقہ رس نظر کرتے ہین تو ان کی مراد ایسی نہین پاتے جیسے کہ پہلے سمجہے تہے۔
ڈیکن پریٹ صاحب نے اپنی کتاب سکرپچر اینڈ سینز کے صفحہ ۵۵ مین بہت درست کہا ہے کہ ،، اگر حقیقتین (علم) جنکو ہم نے بیان کیا ہے ہمارے معنے کے بدلدینے کو موجود نہوتین تو اکثر (تمام) شخص کتاب اقدس کے کلام سے یہ سمجہتے کہ اس سے کرہ زمین کی تمام وسعت پر پانی کا عام طوفان نکلتا ہے تب اسبات پر اعتراض کرنیکا کوئی سبب نہوتا اور اسلئے شک کی کوئی وجہ نہوتی اس مضمون پر بشپ کالنزو صاحب لکہتے ہین کہ بلاشبہ ایسی حالت مین کتاب اقدس کے کلام کو اسکے صاف اور علانیہ معنی مین لیوینگے جیسے کہ کوئی سیدہی سادی عقل والا اسکو سمجہے۔ لیکن جب نئی تحقیقاتین ظاہر ہوئین جیسے کہ اس زمانہ مین مشہور ہین تب یہ سوال کیاجاتا ہے کہ کیا کتاب اقدس کی زبان زیادہ محدود معنے لینے پر کوئی ایسا ہرج پیش کرتی ہے جو رفع نہین ہوسکتا اس مقام پر ڈاکٹر کالنزو صاحب لکہتے ہین کہ ،، جب نئی تحقیقاتین ظاہر ہوئین تب کتاب اقدس کے لفظون کو ان کا جواب دینے کے لئے مروڑنا چاہئے جیسا کہ آرچ ڈیکن پریٹ صاحب مروڑتے ہین۔
مین کہتا ہون کہ بشپ کالنزو صاحب کا یہ قول صحیح نہین ہے نئی تحقیقاتون کے ظاہر ہونے سے ہم کتاب اقدس کے لفظون کو مروڑنا نہین چاہتے بلکہ ایکے زیادہ دقیقہ رس غور سے اور کتاب اور عبری زبان کے عام محاورہ اور قواعد کے بموجب اسپر نظر کرنا چاہتے ہین جیسا کہ آیندہ بیان سے معلوم ہوگا۔
لفظ ہارص وہاآدمہ وہشامئم سے ہم جو یہہ سمجہتے تہے کہ اس سے تمام کرہ زمین اور تمام آسمان مراد ہے یہہ ہماری غلطی تہی کیونکہ ان لفظون سے جسطرح تمام کرہ زمین اور تمام آسمانون کے معنے لئے جاسکتے ہین اسیطرح ان سے خاص زمین اور خاص آسمان کے معنے بہی لئے جاسکتے ہین
جیسنیئس صاحب اپنی عبری لکسیکن مین لکہتے ہین کہ ہائے ہوز ایک حرف ہے جو اسمون اور ضمیرون کے پیشتر آتا ہے اور کم قبل مصدرون کی حقیقت مین یہ ہل تہا جیسے کہ عربی مین ال اسکو مخفف کرکے ہائے ہوز رکہی ہے یہ ضمیر اشارہ کا کام دیتا ہے جیسے کہ انگریزی مین دی اور اردو مین اس یا دس یا یہہ وہ ۔۔۔ غرض کہ یہہ صرف اسم نکرہ کو معرفہ کردیتا ہے اور جب معرفہ کے معنے اس مین شامل ہوتے ہین تو یہہ صرف دو معنی دیتا ہے ایک یہ کہ اس تمام چیز کو شامل ہوتا ہے جسپر وہ آتا ہے جیسے کہ کتاب پیدایش کے پہلے باب کے پہلے درس مین ہارص کا جو لفظ ہے وہ تمام کرہ زمین کو شامل ہے کیونکہ یہ نہین ہوسکتا کہ خدا صرف کسی خاص ٹکڑہ زمین کا بنانے والا ہو دوسرے خاص معنی اس لفظ کے لگانے سے حاصل ہوتے ہین یعنے جسپر یہہ حرف آتا ہے اس کل چیز کو شامل نہین ہوتا بلکہ اس مین سے کسی خاص چیز پر جو پہلے سے معین اور معلوم ہو دلالت کرتا ہے خواہ وہ خارج مین موجود ہو خواہ صرف ذہن مین جیسے کہ ان درسون مثلاً
۷ ربیع ۱۰ - ۵ - پیدایش ۷۴ - ۱۹ و ۲۳ و ۲ خروج - ۱۰ - ۱۶ و ۱۷ و ۲۲ - ۱۱ - استثنا - ۴ - ۴ - ۵ - ۱۶ مین

مخالفین کے سرداروں کا ہو رہا تہا - قریش کے بڑے بڑے سردار بیٹھے ہوئے تھے اور باہم بڑی دیر سے
صلاح و مشورہ ہو رہا تہا اتنے مین عتبہ ربیعہ کا بیٹا مجمع سے اٹہکر رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی
خدمت مین حاضر ہوا اور اس نے محمدؐ کو مخاطب بناکر یہہ کہا اے میرے بہائی کے بیٹے تو اپنی قابلیتون اور
شرافت خاندان سے ممتاز ہے - اب تونے ہماری قوم مین اختلاف پیدا کر دیا ہے اور ہمارے قبائل مین
تفرقے برپا کر دئے ہین تو ہمارے دیوتاؤن اور دیبیون کو ملزم گردانتا ہے - تو ہمارے باپ داداؤن پر کفر
والحاد کا الزام قایم کرتا ہے - ہم تجہسے التجا کرتے ہین اسپر اچہی طرح توجہ کر چاہیے بعد ازان تو بہی پذیر نکرے
محمدؐ نے جواب دیا "کہہ اے ولید کے باپ مین سنتا ہون" - عتبہ نے کہا اے میرے بہائی کے بیٹے اگر تو اپنے

لفظ ہاارص اور ہادمہ کا آیا ہے کہ وہان تمام کرہ زمین مراد نہین ہے بلکہ خاص زمین جو معین اور معلوم تہی مراد ہے پس جن اسمون
پر یہہ لفظ داخل ہو ہمکو اختیار ہے کہ چاہین اس مین اس تمام چیز کو شامل سمجہین اور چاہین اس کسی خاص معین اور معلوم حصہ کو اور
ان مین سے کوئی سے معنے لینے صرف قرینہ مقام یا اس حقیقت پر جو بطور اصلی اور واقعی کے تحقیق ہون منحصر ہین -
لفظ شمائم کا بہی خاص معنے مین مستعمل ہوتا ہے جیسے کہ ارچ ڈیکن پریٹ صاحب نے کتاب استثنا ۲ — ۲۵ - پر بطور سند کے حوالہ
کیا ہے کہ اس کلام سے (کہ تمام آسمان کے نیچے) تمام کرہ مراد نہو بلکہ صرف فلسطین اور اسکے قریب کے ملک مراد ہون بشپ کالنزو
صاحب اسپر یہہ اعتراض کرتے ہین کہ "اسی مقام مین واقعات کا عام ہونا ظاہر کرنے کے لئے صرف یہی کلام نہین دیا ہے بلکہ اسی
مقام محولہ مین کلام کو صاف اس لفظ سے استعمال کیا ہے کہ اس سے تمام روئے زمین کی قومین مراد ہون -
مگر یہ اعتراض ان کا صحیح نہین ہے کیونکہ شمائم کے لفظ کا استعمال ہائے معرفہ اور بغیر ہائے معرفہ دونو طرح آتا ہے اور جس جگہہ کہ اسکے
کے ساتہہ ہائے معارفہ موجود ہو وہان ہم اس کے خاص معنے لیسکتے ہین پہر اگر اس ورس مین بالفرض معنے ہون تو بہی کچہہ نقصان نہین
اب مین کہتا ہون کہ اسپر شک لانا نامکن معلوم ہوتا ہے (بشرطیکہ بائبل کے کلامون پر صرف ایک مودب آزادی اور نہ ناجائز
آزادی سے لحاظ کیا جاوے) کہ کتاب اقدس مین صاف صاف طوفان خاص کا ذکر ہے نہ طوفان عام کا -
بیولر صاحب اور ہیچ کاگ صاحب اسی غلطی مین تہے جسمین ہم سب اگلے زمانہ مین پڑ گئے تہے مگر ان کے اس خیال کرنے سے کہ کتاب
اقدس مین طوفان عام کا ذکر ہے کتاب اقدس کی حقیقت پر جسکو ہم علانیہ صرف کتاب اقدس کے لفظون کی پیروی سے کچہہ
الزام نہین آسکتا -

پس جبکہ ہم ان لفظون سے خاص زمین یا خاص ملک مراد لین تو اب ہمکو کسی مقام مین مشکل نہین رہتی کیونکہ ایسی حالت مین اور مقامون
پہ یہہ معنی بالضرور لینے پڑینگے کہ اسی زمین کے اور ایسی روئے زمین کی تمام جاندار چیزین جن کے نہتنون مین زندگی کا دم تہا مر گئین طوفان
کے پانی کا انتہا بلند ہونا جس سے تمام اونچے پہاڑ جو آسمان کے نیچے مین غرق ہوگئے ہون یا اونچے پہاڑون کی چوٹیون پر پندرہ
ہاتہہ پانی چڑہ گیا ہو کتاب اقدس سے ثابت نہین ہوتا بلکہ پہاڑ اراراٹ کی بلند چوٹی بہی نہین ڈوبی تہی بلکہ اسکا نصف بلکہ جو تہائی
بہی نہین ڈوبا تہا جیسا کہ آئندہ بیان کیا جاویگا پس کتاب اقدس سے طوفان کا عام خیال کرنا ایک ہماری پرانی غلطی تہی
جس سے اب ہم متنبہ ہوئے ہین -

یہ تمام مطالب جو مین نے بیان کئے صرف کتاب اقدس کے لفظون کے پابند رہنے سے ثابت ہوتے ہین اور اردو
ترجمہ سے مطالب مذکورہ بخوبی پائے جاتے ہین مگر کتاب مقدس کا جو انگریزی ترجمہ ہے اور جو بالفعل منظور شدہ
ترجمہ کہلاتا ہے اس انگریزی ترجمہ مین ان مطالب کی رعایت نہین ہے جنپر مین بحث کر رہا ہون اسلئے مجہکو
ضرور پڑا کہ مین اس مقام پر ان بابون کے ضروری ضروری ورسون کا ترجمہ عبری مراد کی پابندی پر لکہدون تاکہ آئندہ
جو بحث کی جائیگی اسکی حقیقت اس ترجمہ سے واضح ہو -

اس کام سے کچھ دولت حاصل کرنا چاہے ہم تیرے لئے اتنی دولت جمع کرینگے کہ ہم مین سے اسقدر کسیکے پاس بھی نہ نکلے گی ۔ اگر تو عزت اور عالی مرتبہ چاہتا ہے ہم تجھے اپنا سردار بنائینگے اور بغیر تیرے حکم کے کوئی کام نہ کرینگے اگر تیری خواہش سلطنت لینے کی ہے ہم تجھے اپنا بادشاہ بنائینگے اور اگر تجھ مین ایسا مرض پیدا ہو گیا ہے کہ وہ تجھے اس کام کے کرنے کے لئے مجبور کرتا ہے تو ہم تیرے لئے بڑے بڑے طبیب مہیا کرینگے اور تجھے ان سے کامل شفا دلوینگے " جب وہ کہہ چکا تو محمد ؐ نے کہا اے ولید کے باپ کیا تو اپنی تقریر پوری کر چکا " ۔ اسنے جواب دیا " ہان پھر محمد ؐ نے کہا تو میری بھی بات سن اس نے کہا مین سنتا ہون ۔ محمد ؐ نے کہا رحیم اور کریم خدا کے نام پر مین سچ کہتا ہون کہ مجھ پر خدا کی طرف سے وحی آتی ہے جو کتاب کہ مجھپر نازل ہوتی ہے وہ ان ہی لوگون کی ہدایت کرتی ہے کہ جو اسکو تو جہ سے

کتاب پیدائش باب ۶ ۔ ۱۱ ۔ اور خراب ہو گئی وہ زمین سامنے خدا کے اور بھر گئی وہ زمین بدکاری سے ۔

باب ۶ ۔ ۱۲ ۔ اور دیکھا خدا نے اس زمین کو کہ اب خراب ہو گئی کیونکہ مٹا دیا سب بسر (جسم) (بشر) نے رستے اپنے کو اوپر اس زمین کے ۔

باب ۶ ۔ ۱۳ ۔ اور کہا خدا نے نوح کو ہر بسر (جسم) (بشر) آیا میرے سامنے کیونکہ بھر گئی وہ زمین بدکاری میرے سامنے کی سی ان کی اور اب مین مٹا دونگا ان کو مع اس زمین کے ۔

باب ۶ ۔ ۱۷ ۔ اور اب مین لانے والا ہون طوفان پانی کا اوپر اس زمین کے واسطے مٹا دینے تمام بسر (جسم) (بشر) جس کے ساتھ ہے روح زندگی کی نیچے سے ان آسمانون کے سب جو زمین پر ہے مر جاویگا ۔

باب ۷ ۔ ۴ ۔ کیونکہ دنون بعد سات کے مین مینہ برسانے والا ہون اوپر اس زمین کے چالیس دن اور چالیس رات اور مٹا دونگا مین تمام اس موجود کو جو بنایا مین نے اوپر سے منہ اس زمین کے ۔

باب ۷ ۔ ۶ ۔ اور نوح تھا چھ سو برس کا کہ طوفان ہوا پانی کا اوپر اس زمین کے ۔

باب ۷ ۔ ۱۰ ۔ جب ہوئے سات دن تو پانی طوفان کا ہوا اوپر اس زمین کے ۔

باب ۷ ۔ ۱۲ ۔ اور ہوا مینہ اوپر اس زمین کے چالیس دن اور چالیس رات ۔

باب ۷ ۔ ۱۷ ۔ اور ہوا طوفان چالیس دن اوپر اس زمین اور بڑھا پانی اور اٹھا لیا کشتی کو اور بلند ہوا اوپر سے اس زمین کے ۔

باب ۷ ۔ ۱۹ ۔ اور پانی کا زور ہوا بہت بہت اوپر اس زمین کے اور چھپا دیا سب پہاڑون اونچے جو تھے نیچے تمام ان آسمانون کے ۔

باب ۷ ۔ ۲۰ ۔ پندرہ ہاتھ اوپر چڑھ گیا پانی اور چھپا دیا ان پہاڑون کو ۔

باب ۷ ۔ ۲۱ ۔ اور مر گیا سب جسم جو چلتا اوپر اس زمین کے مع پرندون اور مع چارپایون اور مع جانورون اور مع سب رینگنے والے کے جو رینگتا اوپر اس زمین کے اور سب وہ آدمی ۔

باب ۷ ۔ ۲۳ ۔ اور مٹا دیا تمام اس موجود کو جو تھا اوپر منہ اس زمین کے آدمی سے چارپایون تک رینگنے والے تک اور اڑنے والے آسمانون تک اور مٹ گئے اس زمین سے اور بچ گیا فقط نوح اور جو تھا اس کے ساتھ کشتی مین ۔

باب ۷ ۔ ۲۴ ۔ اور بڑھا پانی اوپر اس زمین کے ڈیڑھ سو دن ۔

باب ۸ ۔ ۱ ۔ اور یاد کیا خدا نے نوح کو اور سب جاندار کو اور ہر چارپائے کو جو ساتھ اسکے تھا کشتی مین اور چلائی خدا نے ہوا اوپر اس زمین کے اور سوکھ گئے پانی ۔

باب ۸ ۔ ۳ ۔ اور پھر گیا ۔ ۔ ۔ گھٹنے لگا پانی اوپر سے اس زمین کے لوٹ پوٹ کے اور کم ہوا پانی مدت ڈیڑھ سو دن مین ۔

سمجھتے ہین اور اسپر غور کرتے ہین اسمین نیک کامون کے پہلوؤن کی بشارت دیگئی ہے اور برے اعمالون سے خوف دیکر ان کے لیے سزا مقرر کی گئی ہے۔
حقیقت یہی ہے مین بہی تمہاری طرح ایک آدمی ہون خدا کی طرف سے مجھپر وحی اترتی ہے کہ تیرا خدا ایک خدا ہے اسلیئے تو اپنا راستہ سیدہا اسکی طرف کر اور جو کچھہ تونے کیا ہے اسکی معافی مانگ اور بت پرستون پر رو کہ وہ خیرات نہین کرتے اور نہ آئندہ زندگی پر ان کا ایمان ہے لیکن جو لوگ کہ ایمان لاتے ہین اور نیک کام کرتے ہین ان کو آخرت مین دائمی صلہ اسکا ملیگا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنے کلام مبارک کا اعادہ فرما چکے تو عتبہ بولا۔

باب ۸ — ۷ — اور چہوڑ دیا کوے کو اور نکلا جاتا اور لوٹ آتا سوکہنے تک پانی کے اوپر سے اس زمین کے۔
باب ۸ — ۸ — پہر چہوڑ دیا کبوتری کو اپنے پاس سے دیکہنے کو کیا گہٹا پانی اوپر سے منہ اس زمین کے
باب ۸ — ۹ — اور نہ پائی کبوتری نے جگہہ واسطے کف پا کے اور پہر آئی پاس اسکے کشتی مین کہ پانی تہا اوپر منہ تمام اس زمین کے اور بڑہایا اپنا ہاتہہ اور لے لیا اسکو اور لے آیا اسکو پاس اپنے کشتی مین۔
باب ۸ — ۱۱ — اور آئی پاس اسکے کبوتری وقت شام کے اور تہی پتی زیتون کی ٹوٹی ہوئی اسکے منہ مین تب جانا نوح نے کہ گہٹ گیا پانی اوپر سے اس زمین کے۔
باب ۸ — ۱۳ — اور ہوا ایک اور چہہ سو برس مین پہلے مین پہلی کو مہینے کی سوکہہ گئے پانی اوپر سے اس زمین کے اور اٹھایا نوح نے پردہ کو کشتی کے اور دیکہا کہ سوکہہ گیا منہ اس زمین کا۔
باب ۸ — ۱۴ — اور مہینے دوسرے مین ستائیسوین دن مہینے کے سوکہہ گئی وہ زمین۔
باب ۸ — ۱۷ — سب جاندار جو ساتہہ تیرے سب جسم سے معہ پرند اور معہ بہیمہ کے اور معہ سب رینگنے والون کے جو رینگتے ہین اوپر زمین کے نکال ساتہہ اپنے کہ کلبلائین زمین پر اور پہلین اور بڑہین اوپر اس زمین کے۔
باب ۸ — ۲۱ — اور سونگہی اللہ نے بو رضامندی کی اور کہا اسنے اپنے دل مین نہ پہر لعنت کرونگا بعد اسکے اس زمین کو واسطے آدمی کے کیونکہ خیال دل مین آدمی کا بد ہے لڑکپن اسکے سے نہ پہر مارونگا سب زندہ کو جیسا کیا مین نے
باب ۸ — ۲۲ — بعد اسکے سب دنون اس زمین کے بونا اور کاٹنا اور سردی اور گرمی اور ربیع اور خریف اور دن اور رات موقوف نہ ہونگے۔
باب ۹ — ۱ — اور برکت دی خدا نے نوح کو اور بیٹون اسکے کو اور کہا ان کو بڑہو اور بہرو اس زمین کو

(طوفان کے خاص ہونے کا قرآن مجید سے ثبوت)

یہہ تو کتاب توریت سے طوفان کے خاص ہونے کا اوپر مذکور ہوا لیکن اس مین مشکل یہہ ہے کہ جب ایک لفظ سے خاص اور عام مراد لئے جاتے ہین تو فیصلہ صرف خیالات پر ہوگا۔ کوئی شخص اگر یکطرفی ڈگری دینا چاہیگا تو اسے مشکل بنے گی اسیلئے مین اسبات کا قائل ہون کہ توریت و انجیل مین تحریف ہوگئی [illegible] نسبت یہہ سمجہیگی کہ وہ لوگون کی تصانیف سے کہی جانے کے قابل ہوگئین۔ مگر ہمارا قرآن مجید جو ہر قسم کی تحریف [illegible] سے پاک ہے اور جسکے کل مضامین قانون قدرت سے مطابقت کہاتے ہین طوفان خاص کی بابت علانیہ [illegible] دیتا ہے جسکا درج کرنا مناسب ہے تاکہ مدت کی عظیم الشان غلط فہمی مٹے جہان تک غور کیا جاتا ہے [illegible] ظاہر ہوتی ہے کہ قرآن مجید کی ایک آیت سے بہی تو طوفان عام ہونے کا اشارہ نہین پایا جاتا۔ [illegible] کسی آیت مین تمام دنیا مین طوفان کا آنا مذکور ہے اور نہ تمام دنیا کے انسانون کا ڈوب کر مرجانا۔ اس مین

جو کچھہ سمجھانا تہا تجھے سمجھا چکا اب جو رستہ تجھے اچھا معلوم ہو اسپر چل "(ابن ہشام صفحہ ۱۸۹ اور ۱۸۵)- اپنے معتقدین کی پے در پے سختیون سے جو قریشون کی طرف سے ان پر توڑی جارہی تہین اور ان کا کوئی چارہ نہوتا تہا ناچار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے کہا بہتر ہے کہ تم یہان سے نکل جاؤ اور قریب کے ملک حبش مین پناہ لو وہان ایک مسیح صالح سلطان حکمرانی کرتا ہے جب تک کہ خدا اپنے رحم وکرم سے قریشون کی حالت مین تبدیلی نکرے اور یہ راہ راست پر نہ آوین وہین رہو۔ محمدؐ نے مسیحی حکمران کی نیکو کاری اور راست شعاری کی نسبت بہت کچھہ سنا تہا اسکے تحمل اور مہمان نوازی کی خوش آوازین آنحضرت کے کانون مین پہونچ چکی تہین۔ اور آپ کو یقین تہا کہ وہ میرے پیروان کا خیر مقدم کرے گا۔

بیان ہوا ہے بلکہ قرآن مجید مین علانیہ خاص طوفان کا ذکر ہے اور صرف نوح کی قوم کا ڈوبنا بیان ہوا ہے۔ ہمارے ہان کے عالمون نے صرف علماے یہود کی پیروی کرکے اور جو طوفان کی کہانی ان کے ہان چلی آتی تہی اسکو صحیح سمجھکر بلا لحاظ اسبات کے کہ قرآن مجید مین جو حقیقت بیان ہوئی ہے وہ اسکے برخلاف ہے طوفان کا عام ہونا تسلیم کیا تہا۔ چنانچہ اس مطلب کو ہم قرآن مجید سے ثابت کرتے ہین اب ہمکو یقین ہے کہ بشپ کالنسو صاحب اسبات کو قبول فرماوینگے کہ حال کی ترقی یافتہ علم کی تحقیقات سے بہت پیشتر نئی الہامی زبان نے پرانی وحیون کی مراد کو جاہے کتاب اقدس مین صاف طور سے نہ پایا جاوے بخوبی بتادیا تہا کہ نوح کا طوفان خاص تہا نہ عام۔

قرآن مجید مین خدائے تعالے نے فرمایا (سورہ مومنون آیت ۲۳) ہم نے نوح کو بہیجا اس کی قوم کی طرف نوح نے کہا کہ اے قوم بندگی کرو اللہ کی نہین ہے تمہارے لئے کوئی معبود سوائے خدا کے"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عذاب ہی اسی قوم کے لئے آیا تہا جس کے لئے حضرت نوح بہیجے گئے تہے اور پہر خدائے تعالے نے سورہ انبیا آیت ۷۷ مین فرمایا "ہم نے مدد کی نوح کی اس قوم پر جنہون نے جہٹلایا ہماری نشانیون کو بیشک وہ قوم تہی بری پس ڈبو دیا ہم نے ان سبکو اکٹہا"

اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ وہی قوم ڈبوئی گئی جنہون نے حضرت نوح کا انکار کیا تہا اور پہر اللہ تعالی نے سورہ ہود آیت ۳۷ و سورہ مومنون آیت ۲۷ فرمایا ہے کہ "تو مت کہہ مجھسے ان لوگون کے لئے جنہون نے نافرمانی کی کیونکہ وہ ڈوبنے والے ہین" پس اس آیت سے بہی صرف ان ہی لوگون کا ڈوبنا معلوم ہوتا ہے جنہون نے حضرت نوح کی ہدایت کو نہین مانا اور پہر خدا نے سورہ نوح آیت ۱ مین فرمایا کہ "ہم نے بہیجا نوح کو اس کی قوم کی طرف کہ ڈرا اپنی قوم کو پہلے اس سے کہ آوے ان پر عذاب دکہہ دینا" اور جب کہ حضرت نوح کی نصیحت اُنہون نے نمانی تو حضرت نے دعا مانگی کہ ان پر طوفان کا عذاب آوے اس سے بہی اسیقدر معلوم ہوتا ہے کہ صرف قوم نوح پر عذاب آیا تہا نہ تمام دنیا پر۔

جو شخص کہ قرآن مجید سے طوفان کا تمام دنیا مین آنا بیان کرتے ہین وہ صرف دو آیتون پر استدلال کرتے ہین اول وہ آیت ہے کہ جب حضرت نوح نے خدائے تعالے سے دعا کی (سورہ نوح آیت ۲۶) کہ "اے پروردگار مت چہوڑ زمین پر کافرون کا ایک گہر بہی بسا ہوا" حالانکہ اس آیت سے کسیطرح طوفان کا عام ہونا ثابت نہین ہوتا۔ کیونکہ اس آیت مین جو ارض کا لفظ ہے اسپر بہی الف لام ہے اور کافرون کا جو لفظ ہے اسپر بہی الف لام ہے پس اس سے صاف ثابت ہے کہ زمین سے وہ ہی زمین مراد ہے جہان نوح کی قوم رہتی تہی اور کافرون سے وہ ہی مراد ہین جنہون نے حضرت نوح کا انکار کیا چنانچہ اسی امر کی تائید ان تمام آیتون سے پائی جاتی ہے جو اوپر مذکور ہوئین دوسری آیت وہ ہے جہان خدا نے سورہ صافات آیت ۷۷ مین فرمایا "اور کیا ہم نے نوح ہی کی ذریت کو بچی ہوئی" مین نہین سمجہتا کہ اس آیت سے کسطرح تمام دنیا مین

مسلمانوں میں سے کچھ آدمیوں نے اپنے پیارے نبی کے ارشاد کی فی الفور تعمیل کی اور وہ جہاز میں
سوار ہو کر نیس (نجاشی) کے فیاضانہ کناروں کی طرف روانہ ہوئے - پورے پندرہ آدمی تھے تاریخ
اسلام میں یہ پہلی ہجرت مشہور ہے - جو آنحضرت کی نبوت کے پانچویں سال ۶۱۵ء میں وقوع میں آئی

طوفان ایک استدلال کیا جاتا ہے کیونکہ اس آیت کا مطلب صرف اسقدر ہے کہ جن لوگوں پر طوفان آیا تھا انمیں سے
بجز نوح کی ذریت کے اور کوئی نہیں بچا پھر اس سے تمام دنیا پر طوفان کا آنا کیونکر ثابت ہو سکتا ہے - واقعی ہمارے ہاں کے علماء نے صرف
اپنے دعووں کی تردید کر کے طوفان کا عام ہونا قرآن مجید سے ثابت کیا چاہا ہے نہ ہمارے قرآن مجید سے طوفان کا عام ہونا نہیں پایا جاتا -

(طوفان کے بعض واقعات کا ذکر جو قرآن مجید میں مندرج ہیں)

وہ واقعات طوفان کے جو قرآن مجید میں مندرج ہیں اور ظاہرا ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ ان کا ذکر توریت مقدس میں نہیں ہے
وہ چند واقعات ہیں یعنے حضرت نوح کے بیٹے کا اور ان کی بیوی کا بھی طوفان میں غرق ہونا چنانچہ اول ہم ان آیتوں کو یہاں لکھتے
ہیں جن میں ان کا بیان ہے -
سورہ ہود میں اللہ تعالے فرماتا ہے -

(سورہ ہود آیت ۴۲ و ۴۳)

ونادى نوح ابنه وكان في معزل يبني اركب معنا ولا تكن مع الكافرين
قال ساوي الى جبل يعصمني من الماء قال لا عاصم اليوم من امر الله الا من
رحم وحال بينهما الموج فكان من المغرقين ؁

(ترجمہ) اور پکارا نوح نے اپنے بیٹے کو اور وہ ہو رہا تھا کنارے اے بیٹے سوار ہو ساتھ ہمارے
اور مت ہو ساتھ کافروں کے کہا اس نے میں چڑھ جاؤنگا پہاڑ پر بچا لیگا مجھکو
پانی سے نوح نے کہا کوئی بچانے والا نہیں ہے آج کے دن اللہ کے حکم سے مگر جس پر وہ
رحم کرے اور آگئی ان دونوں میں موج پھر رہ گیا ڈوبنے والوں میں -

اور اسی سورۃ میں اللہ تعالی فرماتا ہے -

(سورہ ہود آیت ۴۵ لغایت ۴۷)

ونادى نوح ربه فقال رب ان ابني من اهلي وان وعدك الحق وانت
احكم الحاكمين قال ينوح انه ليس من اهلك انه عمل غير صالح فلا تسئلن
ما ليس لك به علم اني اعظك ان تكون من الجاهلين قال رب اني اعوذ بك
ان اسئلك ما ليس لي به علم والا تغفر لي وترحمني اكن من الخاسرين ؁

ترجمہ　اور پکارا نوح نے اپنے رب کو پھر کہا اے رب میرا بیٹا ہے میرے گھر والوں میں
سے اور تیرا وعدہ سچا ہے اور تو حاکموں کا حاکم ہے فرمایا اے نوح وہ نہیں تیرے
گھر والوں میں سے اسکے کام ہیں ناکارہ تو مت پوچھ مجھسے جو تجھکو معلوم نہیں میں
بچاتا ہوں تجھکو جاہلوں میں ہونے سے کہا اے رب میرے میں پناہ مانگتا ہوں
تجھسے یہ کہ پوچھوں میں تجھسے جو معلوم نہو مجھکو اور اگر تو نہ بخشیگا مجھکو اور نہ رحم
کریگا تو ہونگا میں ٹوٹے والوں میں کے ان آیتوں سے بعض لوگ خیال کرتے
ہیں کہ سوائے ان تین بیٹوں کے جن کا ذکر توریت مقدس میں ہے حضرت نوح
کا اور ایک بیٹا تھا جو کافروں کے ساتھ ڈوب گیا -

مگر یہ خیال غلط ہے حضرت نوح کا کوئی بیٹا نہ تھا بلکہ حضرت نوح کی بیوی کا بیٹا پہلے خاوند سے تھا اور قاین کی نسل سے تھا اور
غالباً یہ بیٹا نعمہ کا تھا جسکا نام کتاب پیدائش باب ۴ - ورس ۲۲ میں آیا ہے -
شاید بعض ناظرین سمجھیں کہ میں حضرت نوح کے بیٹے کی نسبت کیا رائے قائم کرتا ہوں مگر جب وہ اپنی محققانہ نظروں کو اٹھائینگے
تو انہیں معلوم ہوگا کہ ہمارے ہاں کے مفسر بھی یہی لکھتے ہیں یعنے میرے کلام کی تائید کرتے ہیں مثلاً امام فخر الدین رازی

ان تارک وطن لوگون سے بعد ازان اور مصیبت زدہ مومنین جنپر کفار عرب ظلم توڑتے تھے جا جا کر مل گئے یہانتک کہ ان کی تعداد ۸۳ ہو گئی اور ۱۸ عورتین بھی ان کے ساتھ تھین۔ (ابن ہشام صفحہ ۲۰۸ ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۵۸ و ابو الفدا صفحہ ۲۰)۔

یہہ مظلوم ستم زدہ مسلمان ظالمون کے ہاتھہ سے جان بچا کر بھاگے تھے اس امید سے کہ شاید یہین امن ملے لیکن قریشیون کی لامحدود اور غیر تھکی ہوئی دشمنی نے یہہ بھی گوارا نہین کیا کہ یہہ یہان سے جا کر آرام لین انہین اپنے شکارون کے ہاتھہ سے جاتے رہنا کا بہت خیال ہوا اور یہہ خیال ان کا تند طیش مین تبدیل ہو گیا انہون نے فوراً اپنی طرف سے شاہ نجاشی کو وکیل بھیجے کہ یہہ ہمارے گردن زدنی مجرم ہین انہین ہمین واپس دیدیا جائے تاکہ ہم انہین ان کے سنگین جرمون پر سزائے موت دین۔

ان مظلو مین پناہ گزینون پر انہون نے نئے نئے خدا واسطے کے الزام قائم کئے اور بڑا جرم ان پر یہہ عاید کیا کہ انہون نے اپنا آبائی دین چھوڑ دیا اور نیا دین اختیار کر لیا۔ شاہ نجاشی نے مہاجرین کو بلا کر کہا کہ تمہاری ہموطن تم پر جو جو جرائم عاید کرتے ہین آیا یہہ صحیح ہین یا نہین۔ جس مذہب کے لئے تم نے اپنا سابق دین چھوڑ دیا کونسا دین ہے اور جس کے آگے نہ تم نے میرا دین قبول کیا اور نہ ان لوگون کا سب کی طرف سے جعفر ابو طالب کے بیٹے اور علی کے بھائی نے جواب دیا۔ اے شاہ نجاشی ہم جہالت اور وحشت کے عمیق گڑھے مین پڑے ہوئے تھے ہم بتون کی پرستش کرتے تھے اور نفس پرستی اور بے عفتی مین اپنی زندگی گذارتے تھے۔

اپنی تفسیر کبیر مین لکھتے ہین۔

انہ کان ابن امرأتہ وھو قول محمد ابن الباقر علیہ السلام
قول الحسن البصری ویروی ان علیا رضی اللہ عنہ قرأ و
ونادی نوح ابنہا والضمیر لامرأتہ وقرأ محمد بن علی الباقر
وعروۃ ابن زبیر ابنہ بفتح الہاء یرید ابنہا الا انہما اکتفیا
بالفتحہ انا الالف وقال قتادہ سالت الحسن من ابنہ فقال واللہ
ماکان ابنا لہ فقال قلت لہ ان اللہ حکی عنہ انہ قال ان ابنی
من اھلی وانت تقول ماکان ابنا لہ فقال اھنہ لم یقل اھنہ ابنی ولکنہ قال من اھلی وھذا یدل علی قولی

ترجمہ وہ جسکو حضرت نوح نے بیٹا کہا حضرت نوح کا بیٹا نہ تھا بلکہ حضرت نوح کی بیوی کا بیٹا تھا اور قول ہے جناب محمد بیٹے باقر علیہ السلام کا اور حسن بصری کا اور یہہ روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالے عنہ اور حضرت محمد بن علی الباقر اور عروہ ابن زبیر اس آیت مین جو مذکور کی ضمیر ہے اور جو حضرت نوح کی طرف پھرتی ہے مونث کی ضمیر پڑھتے تھے تاکہ حضرت نوح کی بیوی کی طرف پھرے اور قتادہ نے کہا کہ مین نے حسن بصری سے حضرت نوح کے بیٹے کا حال پوچھا انہون نے کہا قسم بخدا کہ حضرت نوح کا کوئی بیٹا جو طوفان مین ڈوبا نہ تھا۔

ہم مردہ جانورون کو کہا جاتے تہے ہم قابل تنفر اور کریہہ باتین کرتے تہے ہم نے انسانیت مہمان
نوازی ہمسائگی ۔ بہائی چارہ کے حقوق بہلا دئیے تہے ۔

قتادہ نے کہاکہ خدانے تو قول نوح کا یون بیان کیاہے کہ نوح نے اس بیٹے کو جو ڈوب گیا کہاکہ میرا بیٹا میرے
خاندان مین سے ہے اور تم کہتے ہو اسکا کوئی بیٹا جو ڈوبا نہ تہا حسن بصری
نے کہاکہ حضرت نوح نے یہ نہین کہاکہ میرا سگا بیٹا بلکہ یہ کہاکہ میرے خاندانکا
بیٹا اور یہ انکا کہنا اسبات پر دلالت کرتا ہے جو مین کہتا ہون ۔

ان روایتون سے یہ ثابت ہواکہ یہہ شخص حضرت نوح کا بیٹا نہ تہا اور اسی سبب سے توریت مقدس مین حضرت نوح کے
بیٹون کے ساتھہ اسکا ذکر نہین ہے جس آیت سے حضرت نوح کی بیوی کا طوفان مین ڈوبنا خیال کیا جاتا ہے ۔

سورہ تحریم آیت (۱۰)

ضرب الله مثلا للذين كفروا امرءة نوح وامرءة لوط كانتا تحت عبدين
من عبادنا صالحين فخانتاهما فلم يغنيا عنهما من الله شيئا وقيل ادخلا
النار مع الداخلين

اللہ نے بتائی ایک کہاوت منکرون کے واسطے عورت نوح کی اور عورت لوط کے گہر مین تہین
دو نو دو نیک بندون کے ہمارے بندون مین سے پہر نافرمانی کی انہون نے انکی پہر نہ دفع
کیا انہون نے ان سے ہتوڑا سا بہی عذاب اللہ کا اور حکم ہوا کہ جاؤ دوزخ مین ساتھ جانیوالون کے

اس آیت سے لوگ خیال کرتے ہین کہ حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی بہی کافرون مین تہی اور وہ بہی غرق ہوئی اور توریت
مقدس سے پایا جاتا ہے کہ حضرت نوح کی بی بی کشتی مین حضرت نوح کے ساتھہ تہی اور انہون نے ڈوبنے سے نجات پائی مگر سمجہنا
چاہئے کہ باوجودیکہ اس آیت مین حضرت نوح کی بیوی کا ڈوبنا صاف صاف بیان نہین ہوا لیکن اگر اسپر بہی ان کا ڈوبنا ہی سمجہین
تو اس کے ساتھہ ہی ہمکو یہ بات بہی کہنی چاہئے کہ ہمارے ہان کتابون سے پایا جاتا ہے کہ حضرت نوح کی دو بیبیان تہین ان مین
سے ایک بیوی ڈوبی اور ایک حضرت نوح کے ساتھہ کشتی مین گئی چنانچہ تفسیر کبیر مین ابن عباس سے روایت لکہی ہے کہ کشتی مین
نوح اور ان کی بیوی بہی تہی سوائے اس بی بی کے جو ڈوب گئی بعض علماء یہود کہتے ہین کہ حضرت نوح کی ایک بی بی نعمہ نسل
قاین سے تہی اور ایک بی بی اور حضرت ادریس سے پس کچہہ عجب نہین کہ نعمہ کافر ہوا اور وہ ڈوب گئی ہو اور اسی سبب سے توریت
مین اسکا ذکر نہ کیا ہو یا تحریف کی مانا چاہتے مین یہہ مضمون بہی آگیا ہو جیسے کہ اور مضامین غیر ضروری ہو گئے ۔ جو قرآن کے مضامین پاک
قصص کے آگے کبہی معتبر نہین سمجہے جاسکتے ۔ مگر جب یہ بات ثابت ہے کہ حضرت نوح کی ایک بی بی بلاشبہ کشتی مین تہی تو اگر اس
آیت سے ایک بی بی کا غرق ہونا ہی مراد لیا جاوے تو بہی کچہہ اختلاف نہین رہتا ۔

بشپ کالنزو صاحب کے اعتراضون کا جواب جو خاص طوفان کی
نسبت ہین

قولہ ،، اگر طوفان کو ایک خاص ملک مین مانا جاوے تو بہی مشکلات رفع نہین ہوتین کیونکہ یہ بات کہ رینگنے والے کیڑے اور گہونگے
مغربی ایشیا کے کسی بڑے دائرہ کے مختلف حصون سے کشتی مین رینگ آئے ہون جیسا ہو طلبر صاحب خیال کرتے ہین ایسا ہی
ناقابل قیاس ہے جیسا کہ دنیا کے مختلف حصون مین سے آئے ہوتے ایکسم ہی چہوٹی ندی ان کے آگے بڑہنے دینے کے لئے
سد کا روٹ ہوتی ،،

مگر جب ہم کتاب اقدس پر غور کرتے ہین تو اس اعتراض کی کچہہ بہی بنیاد نہین پاتے خدانے فرمایا تہاکہ طوفان کے آنے سے
(حصہ چہارم صفحہ ۲۰۲) جو زمین پر ہے مرجاویگا پس جتنے جانور دریائی یا پانی کی پیدائش تہے ان کا کشتی مین آنا کچہہ
ضرور نہ تہا اور خدائے تعالی نے ان جانورون کے کشتی مین بیٹہانے کا اسلئے حکم دیا تہا (کتاب پیدایش باب ۶ ـ ۱۷ ـ ۷ ـ ۳)
کہ وہ بہی حضرت نوح کے ساتھہ زندہ رہین جسکا مطلب یہہ تہا کہ ان کی نسل آئندہ کو منقطع نہو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان حیوانات
کا جو از خود بغیر توالد و تناسل کے پیدا ہو جاتے ہین ان کے لئے کشتی مین بٹہانے کا حکم نہ تہا چنانچہ ہماری مذہبی کتابون مین
بہی صاف لکہا ہے ۔ کہ حضرت نوح نے صرف ان ہی جانورون کو جو بچہ دیتے ہین یا انڈا دیتے ہین کشتی مین بٹہایا تہا
پس ایسے جانورون کا جبکہ کشتی تک آنا بشپ کالنزو صاحب خیال کرتے ہین کچہہ ضرور نہ تہا ۔

سوائے ظلم و ستم کے قانون کے اور کچھہ نہ معلوم تہا - جب خدا نے ہم ہی مین سے ایک آدمی
یا جسکی پاک زندگی صداقت - ایمانداری - صاف باطنی اور صفائی سے ہم واقف تھے - اسنے
ی توحید کی طرف ہمین بلایا - اور ہمین سکہایا کہ ہم اسکی ذات کے ساتہہ کسی کو شریک نہ کرین
ہمین بت پرستی کی سخت مخالفت کی ہے اور ہمین سچ بولنے کی تاکید کی ہے اور فرمایا ہے کہ جو
بروسہ کرتے ہین ہم ان کے ساتہہ وفاشعار بنے رہین - اپنے کو رحیم بنائین اور اپنے ہمسایون کے
ن کا لحاظ رکہین اسنے منع کیا ہے کہ ہم عورتون کی برائی نکرین اور یتیمون کا مال نہ کہائین
حکم کیا ہے کہ ہم برائیون سے بہاگین اور خباثت و شرارت سے بچین - خدا کی عبادت کرین
ت دین اور روزہ رکہین - ہم اسپر ایمان لے آئے ہین ہمنے اسے نبی تسلیم کر لیا ہے اسی
سے ہمارے ہموطن ہماری مخالفت پر ٹوٹ پڑے ہین ہمین اُنہون نے ملزم گردانا ہے تاکہ ہم

،، نہ نوح ان حصون کے جنگلی خونخوار حیوانون کی غذا وغیرہ کا سرانجام کر سکا ہوگا جنمین شیر چیتا اور عقاب اور
،، اس اعتراض سے پہلے بشپ کالنزو صاحب کو یہہ بات ثابت کرنی چاہیے تہی کہ بیشک یہ جانور جنکا وہ ذکر کرتے ہین نوح کی کشتی
حضرت نوح نے خود تمام جانورون کو کشتی مین جمع نہین کیا تہا بلکہ خود خدا نے تمام چرند و پرند کو جنکا کشتی مین بیٹہانا خواہ واسطے
نسل کے خواہ واسطے اور کسی کام کے جسکی طوفان مین ضرورت تہی مصلحت سمجہا تہا حضرت نوح کے پاس بطور ایک معجزہ کے
دیا تہا چنانچہ اس معجزہ کا اشارہ ہم کتاب اقدس سے پاتے ہین (کتاب پیدائش باب ۶ — ۲۰ — ۷ — ۹) پس جہان جہان
قدس مین سب جانورون اور ان کے جوڑون کے داخل کرنیکا حکم ہے ان سے وہ ہی جانور اور جوڑے مراد ہین جنکو خدا نے نوح
س حاضر کر دیا تہا پس اگر بشپ صاحب پہلے یہہ بات ثابت کرین کہ ان جانورون مین شیر اور چیتے اور عقاب اور گدہ بہی

شاید اس اعتراض کرنے کی جگہہ ہو -
ڈیکن بریٹ صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۵۵ مین اس مشکل کو اسطرح حل کیا ہے کہ جو جانور نقل مکان نہین کرتے انمین سے بہت سے ق
دلون سے واقف ہونے پر ایک معترض کو اسکا بہی یقین ہوگا کہ اسقدر کے ایک خاص طوفان مین جسقدر کہ وہ ہوا ہو بہت سی قسمین انکی
م ہو جاتین لیکن کشتی مین حفاظت پانی سے ہوئین کیونکہ گرد نواح کی ولایتون مین سے وہ ہم نہ پونہچتین اس جواب کو بشپ صاحب
ر حیرر د کرتے ہین کہ اس وجہ سے اس ضلع محدود کے تمام پرندون کو کشتی مین کیون محفوظ کیا ہو کیونکہ ان مین سے بہت سے
ی کی سرحد کے باہر موجود تہے -
بشپ صاحب نے ابہی یہہ بات ثابت نہین کی کہ حضرت نوح نے ان جانورون کو بہی کشتی مین محفوظ کیا تہا جو اس ملک کی جہان طوفان
ا سرحد کے باہر رہتے تہے کیونکہ ہم یہہ کہتے ہین کہ خدا نے ہر قسم کے ان ہی تمام جانورون کو حضرت نوح کے پاس معجزہ سے حاضر کیا
ا جن کی نسل ابہی اس ملک سے جسمین طوفان آیا تہا اور ملکون مین نہین پہیلی تہی اور اس سبب سے ان کے معدوم ہو جانے کا
یشہ تہا یا گو ان کی نسل دوسرے ملک مین تہی مگر وہ ایسی چہوٹی یا ایسی قسم کی تہی جنکا دور دراز ملکون مین سے سفر کرکے اس
مین آنا ان ہی وجوہات سے مشکل تہا جن وجوہات سے بشپ صاحب ان کا حضرت نوح کی کشتی تک آنا مشکل تصور فرماتے ہین
ن کے بٹہانے سے کوئی اور غرض مثلاً قربانی کی یا خوراک کی یا زمین کی خشکی دریافت کرنے کی یا اور کوئی متعلق تہی
یہ،، لیکن بلاشبہ زیادہ صاف لفظ بہ نسبت ان کے جو کتاب اقدس مین یہ بات ظاہر کرنے کے لئے مستعمل ہوئے ہین کہ
وفان عام ہوا مشکل مستعمل ہو سکتے ہین -
باب ۶ — ۱۷ — ۶ — ۱۶ — ۷ — ۴ — ۱۵ — ۱۹ — ۲۱ — لغایت ۲۳ — ۸ — ۳۱ — ۹ — ۱۱ ۵
ن ور سون مین کوئی لفظ ابسا مستعمل نہین ہوا جسکے معنے خواہ مخواہ کتاب اقدس کے لفظون کو مروجہ سبت اور اسکے

ہمین سوائے ظلم وستم کے قانون کے اور کچھہ نہ معلوم تہا۔ جب خدانے ہم ہی مین سے ایک آدمی پیدا کیا جسکی پاک زندگی صداقت۔ ایمانداری۔ صاف باطنی اور صفائی سے ہم واقف تہے۔ اُسنے خدا کی توحید کی طرف ہمین بلایا۔ اور ہمین سکہایا کہ ہم اسکی ذات کے ساتہہ کسی کو شریک نہ کرین اسنے ہمین بت پرستی کی سخت ممانعت کی ہے اور ہمین سچ بولنے کی تاکید کی ہے اور فرمایا ہے کہ جو ہمپر بہروسہ کرتے ہین ہم ان کے ساتہہ وفا شعار بنے رہین۔ اپنے کو رحیم بنائین اور اپنے ہمسایون کے حقوق کا لحاظ رکہین اسنے منع کیا ہے کہ ہم عورتون کی برائی نکرین اور یتیمون کا مال نہ کہائین اسنے حکم کیا ہے کہ ہم برائیون سے بہاگین اور خباثت وشرارت سے بچین۔ خدا کی عبادت کرین خیرات دین اور روزہ رکہین۔ ہم اسپر ایمان لے آئے ہین ہمنے اسے نبی تسلیم کرلیا ہے اسی وجہ سے ہمارے ہموطن ہماری مخالفت پر ٹوٹ پڑے ہین ہمین اُنہون نے ملزم گردانا ہے تاکہ ہم

قولہ،، نہ نوح ان حصون کے جنگلی خونخوار حیوانون کی غذا وغیرہ کا سرانجام کرسکا ہوگا جیسے شیر چیتا اور عقاب اور گدہ تہے،، اس اعتراض سے پہلے بشپ کالنزو صاحب کو یہہ بات ثابت کرنی چاہیے تہی کہ بیشک یہ جانور جنکا وہ ذکر کرتے ہین نوح کی کشتی مین تہے حضرت نوح نے خود تمام جانورون کو کشتی مین جمع نہین کیا تہا بلکہ خود خدا نے تمام چرند وپرند کو جنکا کشتی مین بیٹہانا خواہ واسطے بقائے نسل کے خواہ واسطے اور کسی کام کے جسکی طوفان مین ضرورت تہی مصلحت سمجہا تہا حضرت نوح کے پاس بطور ایک معجزہ کے جمع کردیا تہا چنانچہ اس معجزہ کا اشارہ ہم کتاب اقدس سے پاتے ہین (کتاب پیدائش باب ۶ - ۲۰ - ۷ - ۹) پس جہان جہان کتاب قدس مین سب جانورون اور ان کے جوڑون کے داخل کرنیکا حکم ہے ان سے وہ ہی جانور اور جوڑے مراد ہین جنکو خدا نے نوح کے پاس حاضر کردیا تہا پس اگر بشپ صاحب پہلے یہہ بات ثابت کرین کہ ان جانورون مین شیر اور چیتے اور عقاب اور گدہی تہے تو شاید اس اعتراض کرنے کی جگہہ ہو۔

آرچ ڈیکن پریٹ صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۵ مین اس مشکل کو اسطرح پر حل کیا ہے کہ جو جانور نقل مکان نہین کرتے انمین سے بہت سون کی عادتون سے واقف ہونے پر ایک معترض کو اسکا ہی یقین ہوگا کہ اسقدر کے ایک خاص طوفان مین جسقدر کہ وہ ہوا ہو بہت سی قسمین انکی معدوم ہوجاتین لیکن کشتی مین حفاظت پانی سے ہوئین کیونکہ گرد نواح کی ولایتون مین سے وہ بہم نہ پونہچتین اس جواب کو بشپ صاحب اس طرح پر رد کرتے ہین کہ اس وجہ سے اس ضلع محدود کے تمام پرندون کو کشتی مین کیون محفوظ کیا ہو کیونکہ ان مین سے بہت سے اس کی سرحد کے باہر موجود ہتے۔

مگر بشپ صاحب نے ابہی یہہ بات ثابت نہین کی کہ حضرت نوح نے ان جانورونکو بہی کشتی مین محفوظ کیا تہا جو اس ملک کی جہان طوفان آیا تہا سرحد کے باہر رہتے تہے کیونکہ ہم یہہ کہتے ہین کہ خدا نے ہر قسم کے ان ہی تمام جانورون کو حضرت نوح کے پاس معجزہ سے حاضر کیا ہوگا جن کی نسل ابہی اس ملک سے جسمین طوفان آیا تہا اور ملکون مین نہین پہیلی تہی اور اس سبب سے ان کے معدوم ہوجانے کا اندیشہ تہا یا گو ان کی نسل دوسرے ملک مین تہی مگر وہ ایسی چہوٹی یا ایسی قسم کی تہی جنکا دور دراز ملکون مین سے سفر کرکے اس ملک مین آنا ان ہی وجوہات سے مشکل تہا جن وجوہات سے بشپ صاحب ان کا حضرت نوح کی کشتی تک آنا مشکل تصور فرماتے ہین یا ان کے بٹہانے سے کوئی اور غرض مثلاً قربانی کی یا خوراک کی یا زمین کی خشکی دریافت کرنے کی یا اور کوئی متعلق تہی

قولہ،، لیکن بلاشبہ زیادہ صاف لفظ بہ نسبت ان کے جو کتاب اقدس مین یہ بات ظاہر کرنے کے لئے مستعمل ہوئے ہین کہ طوفان عام ہوا مشکل مستعمل ہوسکتے ہین۔

(باب ۶ - ۱۷ - ۷ - ۱۲ - ۷ - ۴ - ۱۵ - ۱۹ - ۲۱ - لغایت ۲۳ - ۸ - ۲۱ - ۹ - ۱۱ و ۱۵)

ان ورسون مین کوئی لفظ ایسا مستعمل نہین ہوا جسکے معنے خواہ مخواہ کتاب اقدس کے لفظون کو مروڑین اور اسکے

اس روشن دین کو چھوڑ کر پھر بت پرستی اختیار کر لین - اور ہم لکڑی پتھر اور ہر طرح کی مکروہات کی پرستش کرنے لگین - انہون نے ہمین تکلیفین دی ہین اور نقصان پہونچائے ہین - جب ہم نے انہین اپنی جان کی حفاظت نہ دیکھی ہم اس امید سے تیرے ملک مین آئے ہین کہ تو ان کے ظلم سے ہمین بچائے اور اپنی حفاظت مین لے -

جعفر کی ان باتون نے جنمین اسلامی اصول کا لب لباب بھرا ہوا تھا اور جو تمام قرآن پر حاوی تھے نجاشی کے دل پر بہت اثر کیا - یہہ باتین جس صدق دلی سے کہی تھین اسیقدر صاف اور بے لوث تھین ان کا جتنا اثر ہوتا وہ کم تھا اسلام نے یہی ریفارم دنیا مین کیا اور مختلف آفتون سے عالم کو نجات دی شاہ نجاشی نے قریش کے وکیلون سے کہا کہ یہہ باتین ایسی نہین ہین کہ جو سوائے امن کے عذر پیدا کرین ان لوگون کا دین سچا ہے یہہ محض بیگناہ ہین تم ان پر زیادتی اور ظلم کرتے ہو چلے جاؤ تمہاری باتین نہین سنی جائینگی یہہ میری حفاظت مین آئے ہین مین ان کو جب تک یہ یہان رہینگے حفاظت مین رکھونگا

علاوہ معنے جیسے کوئی متوسط عقل والا ان کو سمجھ نہ سکے بلکہ صاف ہمارا مطلب یہہ ہے کہ علاوہ کتاب اقدس کے دوسرے معنے اور اسیطرح جیسا کہ کتاب اقدس کا محاورہ اور استعمال کا طریقہ ہے اور جیسا کہ ایک متوسط عقل کا آدمی سمجھ سکتا تھا بلکہ بہت سادگی اور بے تکلفی سے لئے جا سکتے تھے اور جو ہماری عقل کے قصور اور ہماری غفلت سے ہمسے چھوٹ گئے تھے ان کو ہم اختیار کرین ہم کو اسبات مین کہ ہمارے علم الہی کے کسی عالم نے ان مشکلات کے پیش آنے کے قبل ان معنون کی طرف رجوع کی تھی شبہہ کرنا اور یہہ بات کہنی کہ بشپ سٹیلنگ صاحب اور لیل صاحب نے اس رائے کی تائید مدت پیشتر اس کے کہ قدرت کے علم کی تحقیقات نے اسکو چاہا کی تھی کچھہ ضرور نہین بلکہ ہم کو نہایت نیک دلی سے علماء علم جیالوجی کا احسان ماننا چاہئے کہ ان کی بدولت ہم اپنی اس غلطی سے متنبہ ہوئے مگر بیشک اس بات پر ہم فخر کر سکتے ہین کہ کلام الہی جس کے ہم وابستہ مین کیسا اپنی اصلیت مین صحیح اور سچا ہے کہ جون جون علم کی زیادہ ترقی ہوتی جاتی ہے ہم اس کو اصلی اور سچا پاتے جاتے ہین گو کسی وقت مین ہماری کمزور عقل نے اسکے سمجھنے مین غلطی کی ہو اور گو ہماری یہہ موجودہ حالت بھی کسی غلطی مین ہو اور اسمین زیادہ تر عجیب بات یہ ہے کہ باوجودیکہ ہم کیسی غلطی مین پڑ گئے تھے یا اب پڑے ہوئے ہون دونو حالت مین قرآن مجید یا اصلی کتاب اقدس ہماری روحانی تربیت کو یکسان فائدہ پہونچاتی ہے

اگر مستعمل کتاب اقدس ہی کے محاورہ پر ہم سادگی اور صاف دلی سے غور کرین تو ہم یقین کر سکتے ہین کہ جو الفاظ کتاب اقدس مین آئے گئے ہین ان سے تمام دنیا اور ایسے عام معنی جیسے کہ ہمارے اس زمانہ کے نکتہ چین عالم لیتے ہین مراد نہین ہین غور کرو کہ حضرت آدم کے پیدا ہونے کے بعد جب انسان زمین پر بڑھنے لگا اور اس کی کثرت ہو گئی اور وہ ہر طرف دور دست ملکون مین منتشر ہو گئے اور راستون کے درست نہونے کے سبب دور ملکون کی سمتون سے ناواقف ہونے کی وجہ سے اور سفر کے وسائل کے ناکافی ہونے سے اور بڑے بڑے گنجان پہاڑی دار جنگلون کی کثرت کی وجہ وہ لوگ آپس سے ایسے جدا ہو گئے ہونگے کہ ایک کو دوسرے گروہ کی کچھہ خبر نہ ملتی ہوگی اور جو گروہ کسی دور دست ملک مین آباد ہوا ہوگا اس ملک کی اطلاع پہلے گروہ کو مطلق نہوگی پس حضرت نوح اور انکی امت صرف ان ہی ملکون سے واقف ہونگی جو ان کے مسکن کے قریب قریب ہون اور جہان سے آمد و رفت آسانی سے ممکن تھی اور حضرت نوح اور ان کی امت اسیقدر ملکون مین جو ان کو معلوم تھے تمام دنیا کو محدود سمجھتے ہونگے کیا تم خیال کر سکتے ہو کہ اس زمانہ مین عدن قدیم کے رہنے والے ہندوستان کے ہمالیہ پہاڑ کی بلند چوٹی کو اور امریکہ کے ماند پہاڑ کے بلند چوٹی کو جانتے تھے ؟ پس کون تعجب کا مقام ہے کہ ان لوگون سے جو تمام دنیا کو صرف چند ملکون مین محدود سمجھتے تھے ایسے طرز کلام سے گفتگو کی جاوے جسطرح کہ کتاب اقدس مین کی گئی ہے - ہم صرف اس طرز گفتگو ہی سے یقین کر سکتے ہین کہ ایسا عمدہ طرز کلام جو کہ کتاب اقدس نے اختیار کیا ہے

یہہ خبر کی سنتے ہی مکی وکیل واپس پہرے اور سخت پریشانی کی حالت مین مکہ مین آئے —
(ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۶۱ اور ابن ہشام صفحات ۲۲۰ و ۲۱۹)

اب یہان مین اپنے کتاب کے ناظرین کی توجہ محمدؐ اور اس کے زبردست ارادہ کی طرف اور مستقل مزاجی کی جانب رجوع کرنا چاہتا ہون - ایسی حالت مین کہ چارون طرف سے مخالفانہ آوازین کانون مین گونجتی ہون ہر شخص کی آنکہون مین دشمنی اور سخت عداوت کا خون موجزن ہوتا ہو اور حسد کے شعلے بہڑکتے ہون اور ہر متنفس خون کا پیاسا ہو کوئی دوست تو دوست معمولی ہان مین ہان ملانے والا بہی نہو ہر شخص کی زیادتی اور ستانے کی حد ہو چکی ہو جسمانی ایذارسانی کے لئے انجمنین ہوتی ہون قریش کے بڑے بڑے سردار اسم

محلون مین تغیر انقلاب عظیم کے اختیار کیا جاتا جس زمانہ مین کہ ہمکو امریکہ سے کچھ واقفیت نہ تہی اور تمام دنیا کو صرف دنیائے قدیم مین محدود دیکہتے تہے اگر کوئی شخص ہمکو اس واقعہ کی خبر جو صرف دنیائے قدیم مین ہونے والا تہا ان الفاظ سے دیتا کہ تمام ملک جو آسمان کے تلے مین اور یہہ واقعہ گزریگا اور تمام جاندارون پر جو دنیا مین بستے ہین یہ مصیبت پڑے گی تو وہ شخص ہمارے علم کے لحاظ پر جسکے وہ مخاطب ہے کسی ناواجب طرز کلام سے گفتگو کرتا ہے جو - دیکہو کتاب قدس کا کیا عمدہ طرز کلام ہے کہ ہمارے علم کے مختلف ہونے پر بہی ہر شخص اور ہر زمانہ مین اپنے علم کے موافق اسکے فائدہ سے محروم نہین رہا —

جبکہ ہم دنیا کو صرف ہیتلی پہر کے عرض وطول مین محدود سمجہتے تہے جب بہی ہم اصلی کتاب قدس سے روحانی تعلیم پاتے تہے اور جبکہ ہمارے علم کو ترقی ہوئی اور ہم نے دنیا کو ایک بہت بڑا وسیع میدان آسمان کے نیچے پایا پہر بہی ہم نے کتاب قدس کے بہت سے مضامین کو ویسا ہی تربیت دہ پایا - اور آئندہ اگر ہم اس سے بہی زیادہ وسیع دنیا سے واقف ہون گے تب بہی ویسی ہی روحانی تربیت پاوینگے پس ان وجوہات سے اگر ایک سیدہے اور سادہے طور سے کتاب قدس کے ان الفاظ سے جو تمام دنیا پر دلالت کرتے ہین صرف محدود ملک اور اسکے انسان اور اسکے حیوان مراد لئے جاوین تو ہم نے کتاب قدس کے طرز کلام کے برخلاف کچہہ بہی نہ کیا ہوگا - مگر ہم جانتے ہین کہ ہمارے زمانہ کے نکتہ چین عالم کب ہمکو ایسا سیدہا اور صاف رستہ چلنے دینگے اسلئے ہم کو ضرور ہوا کہ ہم علمی گفتگو سے ان کا مقابلہ کرین اور کتاب قدس مین ان سے بہی زیادہ نکتہ چینی کرکے اس کا خوب امتحان کرین —

اب ہم ان ورسون پر متوجہ ہوتے ہین جنکو بشپ کالنزو صاحب نے طوفان کے عام ہونے کے ثبوت مین پیش کیا ہے اور بعضون کے تو صرف عبری الفاظ کے مطابق ترجمہ کرنے ہی پر اکتفا کرتے ہین کیونکہ اس ترجمہ ہی سے شبہ رفع ہو جاتا ہے اور بعض کی نسبت بقدر حاجت بحث بہی کی جاتی ہے —

اور مین اب لانے والا ہون طوفان پانی کا اوپر اس زمین کے واسطے مٹا دینے تمام بسر (جسم) (بشر) جسکے ساتہہ ہے روح زندگی کی نیچے سے ان آسمانون کے سب جو زمین پر ہے مرجاویگا کتاب پیدائش باب ۶ — ۱۷ —

اس ورس مین جو لفظ ارض مین کا ہے اس سے اس خاص ملک کا اشارہ ہے جسپر طوفان آنے کو تہا اور اسی خاص ملک کے تمام جسم سے مٹانے کا اور اسی زمین پر جو رہتے تہے ان ہی کے مرجانے کا بیان ہوا ہے نہ تمام کرہ زمین کا اور سب جاندار سے سب جسم سے دو سب سے لا تو صرف کشتی کے تاکہ زندہ رہین ساتہہ تیرے نر و مادہ ہووین وہ باب ۶ — ۱۹ —

بلکہ یہ بات معلوم ہوئی کہ طوفان ایک خاص ملک مین جس کی طرف خدا نے اشارہ کیا تہا آنے والا تہا تو جن جاندارون کو کشتی مین رکہنے کا حکم دیا وہ اسی ملک کے جانور تہے اور نر و مادہ رکہنے سے صاف پایا جاتا ہے کہ ان کی نسل کا برقرار رکہنا منظور تہا پس کشتی مین وہی جانور لائے گئے ہون گے جن کی نسل اس ملک کے سوا دوسرے ملک مین نہ پہیلی تہی یا کسی اور سبب سے بعد کو ان کا اس ملک مین آنا اور ان کی نسل کا پہیلنا دشوار تہا —

کیونکہ دنون بعد سات کے مین مینہ برسانے والا ہون اوپر اس زمین کے چالیس دن اور چالیس رات اور مٹا دونگا مین تمام اس موجود کو جو بنایا مین نے اوپر سے منہ اس زمین کے - باب ۷ — ۴ —

پھر خبر کی سنتے ہی ملی وکیل واپس پھرے اور سخت پریشانی کی حالت میں مکہ میں آئے۔

(ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۱۶ اور ابن ہشام صفحات ۲۲۰ و ۲۱۹)

اب یہاں میں اپنی کتاب کے ناظرین کی توجہ محمدؐ اور اس کے زبردست ارادہ کی طرف اور مستقل مزاجی کی جانب رجوع کرنا چاہتا ہوں۔ ایسی حالت میں کہ چاروں طرف سے مخالفانہ آوازیں کانوں میں گونجتی ہوں ہر شخص کی آنکھوں میں دشمنی اور سخت عداوت کا خون موجزن ہوتا ہو اور حسد کے شعلے بھڑکتے ہوں اور ہر متنفس خون کا پیاسا ہو کوئی دوست تو دوست معمولی ہاں میں ہاں ملانے والا بھی نہ ہو ہر شخص کی زیادتی اور ستانے کی حد ہو چکی ہو جسمانی ایذارسانی کے لئے انجمنیں ہوتی ہوں قریش کے بڑے بڑے سردار قسم

عملی تغیر انقلاب عظیم کے اختیار کیا جاتا جس زمانہ میں کہ ہمکو امریکہ سے کچھ واقفیت نہ تھی اور تمام دنیا کو صرف دنیائے قدیم میں محدود سمجھتے تھے اگر کوئی شخص ہمکو اس واقعہ کی خبر جو صرف دنیائے قدیم میں ہونے والا تھا ان الفاظ سے دیتا کہ تمام ملک جو آسمان کے تلے ہیں اُنپر یہ واقعہ گزریگا اور تمام جانداروں پر جو دنیا میں بستے ہیں یہ مصیبت پڑے گی تو وہ شخص ہمارے علم کے لحاظ پر جنسے وہ مخاطب ہے کسی تاواجب طرز کلام سے گفتگو کرتا ہے۔ دیکھو کتاب قدس کا کیا عمدہ طرز کلام ہے کہ ہمارے علم کے مختلف ہونے پر بھی ہر شخص اور ہر زمانہ میں اپنے علم کے موافق اسکے فائدہ سے محروم نہیں رہا۔

جبکہ ہم دنیا کو صرف ہیقلی ہیر کے عرض وطول میں محدود سمجھتے تھے جب بھی ہم اصلی کتاب قدس سے روحانی تعلیم پاتے تھے اور جبکہ ہمارے علم کو ترقی ہوئی اور ہم نے دنیا کو ایک بہت بڑا وسیع میدان آسمان کے نیچے پایا پھر بھی ہم نے کتاب اقدس کے بہت سے مضامین کو ویسی ہی تربیت دہ پایا۔ اور آئندہ اگر ہم اس سے بھی زیادہ وسیع دنیا سے واقف ہوں گے تب بھی ویسی ہی روحانی تربیت پاوینگے پس ان وجوہات سے اگر ایک سیدھے اور سادے طور سے کتاب قدس کے ان الفاظ سے جو تمام دنیا کی دلالت کرتے ہیں صرف محدود ملک اور اسکے انسان اور اسکے حیوان مراد لئے جاویں تو ہم نے کتاب اقدس کے طرز کلام کے برخلاف کچھ بھی نہ کیا ہوگا۔ مگر ہم جانتے ہیں کہ ہمارے زمانہ کے نکتہ چین عالم کب ہمکو ایسا سیدھا اور صاف رستہ چلنے دینگے اسلئے ہم کو ضرور ہوا کہ ہم علمی گفتگو سے ان کا مقابلہ کریں اور کتاب قدس میں ان سے بھی زیادہ نکتہ چینی کرکے اس کا خوب امتحان کریں۔

اب ہم ان درسوں پر متوجہ ہوتے ہیں جنکو بشپ کالنزو صاحب نے طوفان کے عام ہونے کے ثبوت میں پیش کیا ہے اور بعضوں کی نسبت تو صرف عبری الفاظ کے مطابق ترجمہ کرنے ہی پر اکتفا کرتے ہیں کیونکہ اس ترجمہ ہی سے شبہ رفع ہو جاتا ہے اور بعض کی نسبت بقدر حاجت بحث بھی کی جاتی ہے۔

اور میں اب لانے والا ہوں طوفان پانی کا اوپر اس زمین کے واسطے مٹا دینے تمام بسر (جسم) (بشر) جسکے ساتھ ہے روح زندگی کا نیچے سے ان آسمانوں کے سب جو زمین پر ہے مر جاویگا کتاب پیدائش باب ۶ — ۱۷۔

اس درس میں جو لفظ ارض میں کا ہے اس سے اس خاص ملک کا اشارہ ہے جس پر طوفان آنے کو تھا اور اسی خاص ملک کے تمام جسم کے مٹانے کا اور اسی زمین پر جو تھے ان ہی کے مرجانے کا بیان ہوا ہے نہ تمام کرہ زمین کا اور سب جانداروں سے سب جسم سے دو دو سب سے لا تو صرف کشتی کے تاکہ زندہ رہیں ساتھ تیرے نر و مادہ ہووین وہ باب ۶ — ۱۹۔

بلکہ یہ بات معلوم ہوئی کہ طوفان ایک خاص ملک میں جس کی طرف خدا نے اشارہ کیا تھا آنے والا تھا تو جن جانداروں کو کشتی میں رکھنے کا حکم دیا وہ اسی ملک کے جانور تھے اور نر و مادہ رکھنے سے صاف پایا جاتا ہے کہ ان کی نسل کا برقرار رکھنا منظور تھا پس کشتی میں وہی جانور لائے گئے ہوں گے جن کی نسل اس ملک کے سوا دوسرے ملک میں نہ پھیلی تھی یا کسی اور سبب طوفان کے بعد کو ان کا اس ملک میں آنا اور ان کی نسل کا پھیلنا دشوار تھا۔

کیونکہ دنوں بعد سات کے میں مینہ برسانے والا ہوں اوپر اس زمین کے چالیس دن اور چالیس رات اور مٹا دونگا میں تمام اس موجود کو جو بنایا میں نے اوپر سے منہ اس زمین کے۔ باب ۷ — ۴۔

اسباط پر کہاتے ہون کہ ہم محمدؐ کو جہان پاوینگے قتل کر ڈالینگے اور ہرگز نہین چہوڑنے کے - باہمی معاہدے ہوتے ہون اور شرطین لگائی جاتی ہون - عبادت کی جگہہ پر کانٹے بچہائے جاتے ہون اور آپ پر ناپاکی پہینکی جاتی ہو ایسی حالت مین اپنے عظیم الشان ارادہ پر مستقل رہنا نہ اپنی تنہائی کی پروا کرنا اور نہ دشمنون کی مخالفت پر توجہ کرنا یہ کس کا کام ہے کیا معمولی انسان ایسا کر سکتا ہے کیا یہ ممکن ہے کہ اولوالعزم بہادر یہہ آفتین سہے اور پہر بہی دشمنون کی اصلاح ہی کا خیال رکہے اور ان کی بہلائی ہی چاہے ہمین اگر کسی سے کچہہ بہی ایذا پہونچتی ہے تو لاکہہ ہم متحمل اور نرم قلب ہی کیون نہون پہر بہی یہہ محض ناممکن ہے کہ ہم اسکا برا نہ چاہین مگر ایسی نظیر دنیا مین کسی کی نہین پاتی کہ جو اپنے جانی دشمنون کا بہی اسی طرح خیرخواہ ہو جیسے اپنے دوستون کا - ایسی نازک حالت مین دلیرانہ اپنے معتقدون کو پناہ کی جگہہ پر جانے

اس تمام درس مین ہر جگہہ خاص ملک اور خاص چیز کی طرف اشارہ ہے پر اس کا صرف صحیح ترجمہ ہی اسبات کے ثبوت کو کافی ہے کہ طوفان عام نہ تہا -

اور اُنکے پاس نوح کے تابوت (یعنے کشتی) مین دو دو سب اجسام جو رکہتے تہے روح زندگی کی باب ۷ - ۱۵ اسے سمجہ ہے کہ جس ملک مین طوفان آنیکو تہا اس ملک کے سب حیوان ان ہی شرطون اور ان ہی قیدون سے جو اوپر مذکور ہوئین بطور ایک نمونہ کے جیسا کہ کتاب اقدس ہمکو ہدایت کرتی ہے حضرت نوح کے پاس آئے مگر اس سے طوفان کا عام ہونا ثابت نہین ہوتا -

اور پانی کا زور ہوا بہت بہت اوپر اس زمین کے اور چہپا دیا پہاڑون اونچون کو جو تہے نیچے آسمان کے باب ۷ - ۱۹ اس مین بہی اشارہ اس خاص ملک کی طرف ہے جسمین طوفان آیا تہا صرف ایک لفظ (تیحسو) کا جس کے معنے مین چہپا دیا اسپر بحث کرنی باقی ہے مگر اس کے یہہ معنے سمجہنے کہ زمین کے اوپر اسقدر پانی اونچا ہوا کہ اونچے پہاڑ بہی اس مین غرق ہوگئے ایک غلطی ہے بلکہ اس کے معنے صاف یہہ ہین کہ مینہ ایسا زور شور سے موصلا دہار برستا تہا کہ اس نے اونچے پہاڑون کو بہی جو آسمان کے تلے تہے چہپا لیا تہا یعنے بلند پہاڑ بہی کثرت مینہ سے نظر نہ آتے تہے - یہہ ایک عام محاورہ ہے کہ جب مینہ زیادہ برستا ہے اور دہوندہار ہو جاتا ہے تو ہم کہا کرتے ہین کہ تمام عالم دہوندہ ہو رہا ہے اور دنیا پر ایک آفت برپا ہے حالانکہ عام کہکر خاص ایک حصہ عالم سے مراد ہوتی ہے - یا ہم کسی واقعہ کی نسبت کہتے ہین کہ اسکو تمام عالم جانتا ہے حالانکہ خاص حصہ دنیا یا عالم مراد ہوتا ہے یہی محاورہ کتاب اقدس کا ہے - کہ عام کہکر خاص مراد لی گئی ہے اسپر اس پاس کا لفظ اعلے درجہ کی خصوصیت مقام ظاہر کرتا ہے -

اکثر جگہہ کتاب اقدس مین اس لفظ کا چہپا دینے کے معنون مین ایسی ہی چیز پر استعمال ہوا ہے جو اوپر سے اتر کر کسی شے کو نظر سے چہپاوے کتاب خروج باب ۲۴ - ۱۵ مین لفظ یخس کا ہے اور ابر نے جو پہاڑ کو چہپا دیا تہا اسپر بولا گیا ہے اور اسی باب کے سولہوین درس مین لفظ یخسو کا ہے اور وہان خدا کے جلال کا پہاڑ سینے پر اترنے اور اسکے ابر سے چہپ جانے پر بولا گیا ہے اور اسی کتاب کے باب ۱۰ - ۵ مین خسہ کا لفظ ہے اور ٹڈیون نے اتر کر جو زمین کو آنکہ سے چہپا دیا تہا اسپر بولا گیا ہے اور اسی باب کے درس ۱۵ مین یخس کا لفظ ان ہی معنون مین اور کتاب اعداد باب ۲۲ - ۵ و ۱۱ لفظ خسہ اور یخس کا آدمیون کی کثرت سے زمین کے چہپ جانے پر بولا گیا ہے پس اس مقام مین بہی جسمین ہم بحث رہے ہین اس لفظ سے یہہ مراد سمجہنی کہ زمین کے پانی نے پہاڑون کو غرق کر دیا تہا ضروری نہین ہے -

اور مرگیا سب جسم جو چلتا اوپر اس زمین کے مع اڑنے والے اور مع چوپائے اور مع جانور اور مع سب رینگنے والیکے جو رینگتا اوپر اس زمین کے اور سب وہ آدمی باب ۷ - ۲۱ -

کر دینا اور آپ اپنی جگہہ پر اسی استقلال اسی ارادہ اسی عزم سے جمے رہنا اسی پاک نفس کا کام ہے کہ جو
ہم ہی مین سے تہا مگر ہم مین اور اس مین نبوت نے بین امتیاز کر دیا تہا۔ جون جون آپ اپنا استقلال ظاہر
کرتے تہے مخالفت مین اور بہی سرگرمی ہوتی تہی جب وہ انتہا درجہ کی مخالفت پر سرگرم ہوئے تو انہون نے
باہم مشورہ کرکے اور بہی ایکبار محمد صلعم کو دولت وحشمت کا سبز باغ دکہا کر تلقین سے باز رکہنا چاہا بڑے بڑے
قریشی سردار ملکر آئے اور انہون نے پہر وہی باتین کین محمد صلعم نے وہی جواب دیا جو پہلے دیا تہا اور اس نے بڑی
سرگرمی سے یہ کہا۔ نہ مجہے دولت کی خواہش ہے نہ جاہ وحشم نہ عالی مرتبہ نہ سلطنت کی خدا نے مجہے دنیا پر
اسلئے مبعوث کیا ہے کہ مین تمہین اچہی اچہی باتین سکہاؤن مین اپنے لارڈ یا مالک کا کلام تمہین سناتا ہون
مین تمہین نصیحت کرتا ہون کہ تم بری باتین نکرو۔ اگر تم نے اس پیغام خدا کو قبول کر لیا کہ جو مین تمہارے پاس لایا
ہون خدا تمپر دونو عالم مین مہربانی کریگا اگر تم نے اس سے انکار کیا تو مین صبر کرونگا اور اپنا اور تمہارا انصاف خدا پر چہوڑ دونگا

سب جو کہ سانس روح زندگی کی اسکی ناک مین تہی ہر ایک سے جو تہا خشکی مین مرگیا باب ۷ - ۲۲ - اور مٹا دیا تمام اس موجود کو جو تہا اور
نہ اس زمین کے آدمی سے چوپایون تک رینگنے والے تک اور اڑنے والے آسمانون تک اور مٹ گئے اس زمین سے اور بچ گیا فقط
نوح اور جو تہا اس کے ساتہ تابوت یعنے کشتی مین باب ۷ - ۲۳ -
ان تینون ورسون مین جو کچہہ بیان ہوا ہے خاص اس ملک کی طرف اشارہ ہوکر بیان ہوا ہے جس مین طوفان آیا تہا پس ان ورسون
سے بہی طوفان کا عام ہونا ثابت نہین ہوتا —
اور سونگہی اللہ نے بو رضامندی کی اور کہا اللہ نے اپنے دل مین پہر نہ کہ لعنت کرون گا مین بعد اسکے اس زمین کو واسطے آدمی کے
چونکہ خیال دل آدمی کا بد ہے لڑکپن اسکے سے اور نہ پہر مین بعد اسکے ماروں گا سب زندہ کو جیسا کیا مین نے باب ۸ - ۲۱ -
بس ورس میں بہی خاص ملک کی طرف اشارہ ہے جسمین طوفان آیا تہا اسلئے یہہ ورس بہی عام طوفان ہونے کی دلیل نہین ہو سکتا
اور قایم کیا مین نے اپنے عہد کو ساتہ تمہارے کہ نہ منقطع کیا جائیگا سب جسم پہر پانی سے طوفان کے اور نہ ہوگا پہر
طوفان واسطے مٹانے اس زمین کے باب ۹ - ۱۱ —
اس ورس مین لفظ ارض کے ساتہ مائے ہوز نہین ہے اور ایسی حالت مین قرینہ مقام کے لحاظ سے کسی خاص ملک کا بہی مراد
لینا ایسا ہی صحیح ہے جیسے کہ کل کرہ زمین کا مراد لینا درست ہے اور جبکہ متعدد مقامون مین ایک خاص ملک مین طوفان ہونے
کا اشارہ ہو چکا ہے تو اس ورس مین بہی لفظ ارض سے وہی خاص ملک مراد لئے جاوینگے اور اس ورس سے خاص اسقدر ہوگا
کہ جن ملکون مین حضرت نوح کے وقت مین طوفان آیا تہا پہر ان ملکون مین ایسا طوفان نہین آئیگا —
اس عہد کی اصلی حقیقت جسکا ذکر اس ورس مین ہے اسی باب کے سولہوین ورس کی تفسیر مین مین نے بیان کی ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ
اس ورس کو نہ طوفان کے عام ہونے سے کچہہ علاقہ ہے اور نہ طوفان کے خاص ہونے سے پس اس ورس کو ان دونو مین سے کسی کے
ثبوت مین لانا درست نہین ہے —
کتاب اقدس کی شہادت اپنے دعوے مین دینے سے مین میری غرض صرف یہہ تہی کہ اکثر عیسائی دعویٰ کرتے ہین کہ طوفان عام ہوا اور
قرآن شریف کے صریح بیان کو جسمین طوفان کے خاص ہونے کا ذکر ہے جہٹلانا چاہتے ہین پادری کا لنسو جو بشپ کی تحریرات
اس امر کی صاف شاہد ہین کہ انہین بہی طوفان کے عام ماننے مین تذبذب ہے لیکن وہ اپنے خیال مین سمجہتا ہے کہ جو سمجہتے ہین کہ
طوفان نوح کو طوفان عام مانے اسلئے وہ سب اعتراضون اور موجب نکتہ چینیون کو تسلیم کرکے یہہ لکہتے ہین کیا ہے جو کچہہ
دل نہ سمجہا جائے پہر بہی اپنا دین بچا رکہنے کے لئے ہمین طوفان عام ہی ماننا چاہئے —

اس کہنے پر اُنہون نے اسکا مضحکہ کیا۔ اسپر طعنہ زنی کی اور عیّارانہ طریقہ سے اسکی تلقین اور نبوت پر اوٹ پٹانگ سوالات کئے تاکہ اپنے خیال مین وہ اسے زک دین اور یہ مشہور کرین کہ ہم نے محمدؐ کو لاجواب کردیا۔ اُنہون نے کہاکہ تم اپنی نبوت کے ثبوت مین معجزہ دکہاؤ ۔ تم دریا اور کوئین اسی خشک زمین پر پیدا کردو۔ آسمان کے ٹکڑے ٹکڑے اڑاکر زمین پر گرادو اور آسمان پر سیڑہی لگاکر چڑہ جاؤ۔ یہہ وہی پرانی پکو اس تہی جو حضرت عیسےٰ کے ساتہہ کی گئی تہی ان سے بہی ایہی بے بنیاد سوالات کئے گئے تہے اور ایسی ہی باتین دریافت کی گئی تہین۔

پروفیسر موبری لکہتا ہے حضرت عیسےٰ کے نئے مرید یا حواری اسپر اور اس کے کام پر تذبذب ظاہر کرتے تہے کبہی تو حضرت عیسےٰ سے یہ چاہتے تہے کہ آسمان سے آگ برسادو۔ کبہی یہہ کہتے تہے کہ اگر آپ خدا کے بیٹے ہین تو یہود یون کے سلطان کیون نہین بن جاتے کبہی یہہ کہتے تہے کہ آپ اپنے بائین اور داہنے ہاتہہ مین سلطنت اٹہالین۔ وہ یہہ بہی چاہتے تہے کہ تم باپ کو ہمین دکہادو اور ہم اپنی جسمانی آنکہون سے اسکی صورت دیکہلین۔ کوئی چیز اپنے لئے ایسی کیجے کہ جو نا ممکن الوقوع ہو یا کوئی چیز ہمارے لئے کیجے جو ایک نئی اور دشوار ہو۔ آخری وقت تک عیسےٰ کو وہ ان ہی باتون سے تنگ کرتے رہے جب عیسےٰ پر نازک وقت آیا تو وہ سب اسے چہوڑکر بہاگ گئے“

اسی قسم کی صحرائی غیر اطمینان بخش باتین جو حضرت عیسےٰ کے معتقدون کے دماغون مین ہٹسی ہوئی تہین یہی کیفیت قریشون کی بہی تہی کہ اپنے باپ دادا سے یہی مہمل روایات سنتے آتے تہے کہ نبی کی یہہ یہہ صفتین ہوتی ہین اُنہون نے نبی اور نبوت کے اصلی مفہوم اور معنے کو بہلادیا تہا۔ جو کچہہ وہ جہوٹی باتین کرتے تہے یا جن معائب مین وہ گرفتار تہے یہی جانتے تہے کہ ہمارے خیالات صحیح ہین اور جو کچہہ ہم کررہے ہین وہ سب بجا و درست ہے۔ آپنے کچہہ جواب نفرمایا کیونکہ نبوت معجزون کی محتاج نہین ہے

جیسا آئی ڈیالیسٹک کرشچیانٹی والے بہی اسی عقیدہ کے قایل ہین کہ نبوت کے لئے معجزے کوئی لازمی امر نہین ہین گو ان کی شہرت مشرق و مغرب اتبک چلی آتی ہے کہ حضرت عیسےٰ نے اپنی نبوت کے ثبوت مین ہمیشہ معجزے پیش کئے۔

اب ہمارے نبی آخرالزمان محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے معتقدون کے اعتقادات کا خیال کرنا چاہئے آپ کے معتقدون یا صحابہ نے کبہی آپسے یہ خواہش نہین کی کہ آپ کسی قسم کا معجزہ دکہائیں علماء طلبہ۔ تاجر۔ سپاہی۔ عالم آپکی نبوت کی اخلاقی شہادتون پر تکیہ رکہتے تہے اُنہون نے ہمیشہ اپنے پیارے معصوم نبی پر اپنا دہن من تن قربان کیا اور اپنی تمام دنیوی دلچسپیون منافعون کو نبی پر صدقہ کردیا جسکا ذکر متواز یہ تحریرون مین تاریخ اسلام مین خوب شرح وبسط سے موجود ہے۔

ح ۱ ابن ہشام صفحہ ۱۸۸ - ایک مسیحی مورخ بت پرستون کی اس مکاری پر خوب بغلین بجاتا ہے۔ دیکہو اسپرنگر اسلام

اس کہنے پر انہون نے اسکا مضحکہ کیا۔ اسپر طعنہ زنی کی اور عیارانہ طریقہ سے اسکی تلقین اور نبوت پر اونٹ پٹانگ سوالات کیئے تاکہ اپنے خیال مین وہ اسے زک دین اور یہ مشہور کرین کہ ہم نے محمدؐ کو لاجواب کردیا۔ انہون نے کہا کہ تم اپنی نبوت کے ثبوت مین معجزہ دکہاؤ۔ تم دریا اور کوئین اسی خشک زمین پر پیدا کردو۔ آسمان کے ٹکڑے ٹکڑے اڑاکر زمین پر گرادو اور آسمان پر سیڑہی لگاکر چڑہ جاؤ۔ یہہ وہی پرانی بکواس تہی جو حضرت عیسے کے ساتہہ کی گئی تہی ان سے بہی بے بنیاد سوالات کیئے گئے تہے اور ایسی ہی باتین دریافت کی گئی تہین۔

پروفیسر موہیری لکہتا ہے حضرت عیسے کے لئے مرید یا حواری اسیرا اور اس کے کام پر تذبذب ظاہر کرتے تہے کبہی تو حضرت عیسے سے یہ چاہتے تہے کہ آسمان سے آگ برسادو۔ کبہی یہہ کہتے تہے کہ اگر آپ خدا کے بیٹے ہین تو یہودیون کے سلطان کیون نہین بن جاتے کبہی یہہ کہتے تہے کہ آپ اپنے بائین اور دائین ہاتہہ مین سلطنت اٹہالین۔ وہ یہ بہی چاہتے تہے کہ تم باپ کو ہمین دکہادو اور ہم اپنی جسمانی آنکہون سے اسکی صورت دیکہلین۔ کوئی چیز اپنے لئے ایسی کیجے کہ جو ناممکن الوقوع ہو یا کوئی چیز ہمارے لئے کیجے جو ایک نئی اور دشوار ہو۔ آخری وقت تک عیسے کو وہ ان ہی باتون سے تنگ کرتے رہے جب عیسے پر نازک وقت آیا تو وہ سب اسے چہوڑکر بہاگ گئے ہا

اسی قسم کی صحرائی غیر اطمینان بخش باتین جو حضرت عیسے کے معتقدون کے دماغون مین ہٹسی ہوئی تہین یہی کیفیت قریشیون کی بہی تہی کہ اپنے باپ دادا سے یہی مہمل روایات سنتے آتے تہے کہ نبی کی یہہ یہہ صفتین ہوتی ہین انہون نے نبی اور نبوت کے اصلی مفہوم اور معنے کو بہلادیا تہا۔ جو کچہہ وہ بچون کی سی باتین کرتے تہے یا جن معائب مین وہ گرفتار تہے یہی جانتے تہے کہ ہمارے خیالات صحیح ہین اور جو کچہہ ہم کررہے ہین وہ سب سچا و درست ہے۔ آپنے کچہہ جواب نفرمایا کیونکہ نبوت معجزون کی محتاج نہین ہے

جیسا آئی ڈیالیسٹک کرشچیانٹی والے بہی اسی عقیدہ کے قایل ہین کہ نبوت کے لئے۔ معجزے کوئی لازمی امر نہین ہین گو ان کی شہرت مشرق و مغرب ابتک چلی آتی ہے کہ حضرت عیسے نے اپنی نبوت کے ثبوت مین ہمیشہ معجزے پیش کئے۔

اب ہمارے نبی آخر الزمان محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کے معتقدون کے اعتقادات کا خیال کرنا چاہئے آپ کے معتقدون یا صحابہ نے کبہی آپ سے یہ خواہش نہین کی کہ آپ کسی قسم کا معجزہ دکہائیں طلبہ۔ تاجر۔ سپاہی۔ عالم آپکی نبوت کی اخلاقی شہادتون پر تکیہ رکہتے تہے انہون نے ہمیشہ پیارے معصوم نبی پر اپنا دہن من تن قربان کیا اور اپنی تمام دنیوی دلچسپیون منافعون کو نبی پر صدقہ کردیا جسکا ذکر متواتر یہ تحریرون مین تاریخ اسلام مین خوب شرح و بسط سے موجود ہے۔

ہا ابن ہشام صفحہ ۱۸۸۔ ایک مسیحی مورخ بت پرستون کی اس مکاری پر خوب بغلین بجاتا ہے۔ دیکہو آسیرن اسلام ع

اس زمانہ مین جب کہ معجزے معمولی ولایت کی ہی سندین سمجھی جاتی ہین اور تمام دنیا کا ایک ایک
نفس فوق العادت عقیدون پر ایمان لایا ہوا تھا - اور تمام کرہ باد جو زمین پر محیط تھا اسی قسم کی خرق عادت
آوازون سے گونج رہا تھا - نہ صرف عرب مین اس خیال کے لوگ بستے تھے بلکہ اس پاس کے ممالک مین
بھی جہان تہذیب و شائستگی کی بڑی دہوم مچی ہوئی تھی یہی کیفیت تھی ایسے زمانہ ایسی حالت اور ایسے
خیالات کے لوگون مین جو پاک نفس کفار عرب کے معجزات دکہانے کے سوالات کے جواب مین بے سوچے
سمجھے اور بیساختہ یہ جواب ارشاد کرے (قرآن شریف مین آیا ہے) ان عجیب باتون کے کرنے کے لئے
خدا نے مجھے نہین بھیجا ہے اس لئے مجھے صرف تم مین نصیحت کرنے کے لئے مبعوث کیا ہے "، خدا ہی سب
صفتون کا مستحق ہے "، - مین ایک آدمی سے زیادہ نہین ہون ہان تم پر نبی کر کے بھیجا گیا ہون "، - فرشتے
عام طور سے زمین پر پھرتے چلتے نہین نہ خدا کوئی فرشتہ تمہاری تلقین و تعلیم کے لئے بھیجیگا "، - مین نے
کبھی یہ نہین کہا کہ اللہ کے خزانے میری مٹھی مین ہین نہ مین نے یہہ کہا کہ مین چھپی ہوئی چیزین جانتا ہون
نہ مین ایک فرشتہ ہون مین خود نہ اپنی مدد کر سکتا ہون اور نہ مجھے اپنے پر بھروسہ ہو سکتا ہے
لیکن اگر اللہ چاہے "،
[...] کسی قسم کا عجیب غریب حیلہ نہ کسی قسم کی زمانہ سازی کی نہ اس نے کبھی کوئی ایسی بات کہی جس سے یہ پایا جاتا ہو
[...] یہ اپنی کوئی اوپری عظمت قایم کرنا چاہتا ہے یا اس کا منشا اپنے کو کچھہ اور تسلیم کرانیکا ہے —
[...] کچھ کہا وہ سب خلقت کی نفع رسانی کے لئے تھا اس مین اپنا فائدہ کچھ مضمر نہ تھا - آپ نے جب فرمایا ہے
[...] فرمایا کہ مین خدا کا کلام سنانیوالا ہون مخلوق پر اسکی مرضی ظاہر کرنے کو آیا ہون ابتدا سے انتہا تک یعنے
[...] شروع نبوت سے اپنی وفات تک کبھی اس نے اشارۃً بھی کوئی ایسی بات نہین کی کہ جس سے یہ معلوم ہو کہ یہ
[...] اپنی پرستش کرانا چاہتا ہے پروفیسر میموری لکھتا ہے کہ ابتدا سے انتہا تک غیر متغیر سلامتی عقل سنجیدگی
[...] استقلال مختلف نازک حالتون مین یکسان رہنا ایک طرفہ تر بات ہے - جس شخص کی اول سے آخر
[...] تک آواز ایک لہجہ ایک مفہوم رہا ہو اور جو خدا کی وہی عظمت منانی چاہتا ہو جس لئے کہ وہ پیدا
[...] ہوا تھا بیشک امتیازیہ حالت کا فوٹو اتارتا ہے - اور سب سے زیادہ یہ اور بھی عجیب تر بات ہے کہ انتہا
[...] درجہ کی سربلندی حاصل ہونے پر بھی وہ ہی عاجزی وہ ہی انکساری وہ ہی حلیمی وہ ہی مسکینی وہ ہی
[...] بے ریئی وہ ہی خلق بجا رہا ہو　جو محض بے سروسامانی کی حالت مین تھا —
[...] قرآن مین آیا ہے) اس کریم رحیم کے نام پر جو کچھہ اور آسمانون اور زمین مین ہے وہ سب اللہ کی مدح
[...] کرتا ہے اس پاک ذات - اس قوی تر اور علیم کی صفت و ثنا کرتا ہے - یہ وہ ذات ہے کہ جس نے
[...] ان پڑھ جاہل عربون ہی مین سے ایک نبی پیدا کیا کہ جو انہین اسکی نشانیان دکہا دے اور انہین پاک
[...] کرے انہین کتاب قدس اور عقل کی تعلیم کرے ان کو جو پہلے اندہیرے مین تھے - یہہ خدا کی آزادانہ بخشش ہے

وہ اس شخص کو دیتا ہے جو اس سے چاہتا ہے خدا بڑا رحیم ہے"۔

ان متواتر آیتون سے یہہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ محمد ؐ نے کبھی یہہ نہین کہا کہ مین ایسا ہون اور مجھین یہہ قدرت ہے اور مین یہہ کر سکتا ہون بلکہ ہمیشہ اپنی عاجزی انکساری اور خدا کی عظمت اور اس کا سچا جلال ظاہر کیا کبھی اپنی شوکت اور قدرت یا استقلال کی تعریف نہین بیان کی۔ تمام قرآن شریف اسیکا شاہد ہے کہ محمد ؐ کی اصلی غرض مخلوق کو اسکی خالق پر فریفتہ بنانا تہا۔

ہر ایک خلاف عقل اور عجیب کام سے انکار کرنا اور ہمیشہ صرف اپنی تعلیم و تلقینات پر اپنی نبوت کا بیّن ثبوت پیش کرنا بتاؤ کون سے بنی نے ایسا کیا۔ آپنے کبھی یہہ نہین چاہا کہ معجزہ دکہا کر اپنی نبوت کا اثر لوگون پر ڈالون یا کوئی خوق العادت بات کر کے اپنی نبوت کا نقشہ مخلوق کے دلون پر جماؤن جب کہا یہی کہا کہ بری باتون کو چہوڑو اور نیک راہ اختیار کرو۔ اور جب کسی نے خدا کے وجود پر ثبوت طلب کئے تو آپنے فطرت کے گوناگون کرشمون کی طرف توجہ دلائی اور نیچر کے عجائب و غرائب مشاہدے کرائے اور ان بدیہی باتون کو خدا کی ہستی کے ثبوت مین پیش کیا آپنے ارشاد کیا۔ اپنے ارد گرد چار و نظرف دیکہو۔ اس تعجب خیز دنیا کو ملاحظہ کرو۔ چاند سورج اور ستارون پر غور کرو اس نیلے آکاس مین یہہ کس تیزی اور خاموشی سے پہرتے ہین اور ایک مضبوط قانون کی رسی مین جکڑے ہوئے ہین۔ بنجر اور خشک زمین کے تازہ کرنے کے لئے مینہ برستا ہے۔ جہاز بحور کو طے کرتے ہین اور انسانی فائدہ کی چیزین لاتے ہین اس خرمہ کے درخت کو معہ اس کے سنہری پہلون کے دیکہو کیا تمہارے پتہر اور لکڑی کے خداؤن کا یہہ کام ہے۔

نادانون کیا تم ایک نشانی چاہتے ہو جبکہ تمام مخلوق خدا کی نشانیون سے بہری ہوئی ہے۔ تمہارے جسم کی بناوٹ کیسی تعجب انگیز باریکی اور کس خوبصورتی سے باقاعدہ ہے۔ دن اور رات کا تغیر و تبدل۔ موت زندگی۔ سونا اور جاگنا خدا کی بتہات مین سے جمع کرنی تمہاری خواہش۔ ہوائین تیار اور مستعد بادلون کو اسطرح پر چلاتی ہین جیسے خالق کے رحم کے پیشرو۔ بوقلمونی مین ہم آہنگی اور حکم۔ انسانی مخلوق کی تفریق۔ اور اسیپر ہی ان کی کہیتی۔ بوٹے۔ پہول۔ جانور۔ خود انسان کیا خدا کی ہستی کی یہ چیزین کافی شہادت نہین دیتین۔

اسلام کے پیغمبر کے واسطے خود فطرت ہی اپنے مین ایک وحی اور معجزہ رکہتی ہے۔

عقیدہ وحدانیت کا بیغمبر فوقیت اور افضلت سے پیغمبر فطرت ہے۔ اسکی متعلق با خلاق اپیل سے اور اسکا سرگرم پر جوش خدا کی وحدانیت کا دعوے جو تمام عقلی اور فطری اصول پر مبنی ہے اسکی نبوت کا

(۱) سر ولیم میور صاحب اپنی کتاب "لائف آف محمد ؐ" مین لکہتے ہین (جلد ۲ صفحہ ۱۴۴) کیا آیا یہہ ممکن ہے کہ بت پرست قریش محمد ؐ کی اس عاقلانہ اور مدلل شہادت نبوت پر بغیر ایک عظیم الشان جہگڑے اور لڑے بہڑے کے ایمان لے آتے ایسی یہہ بات قابل غور و تصور ہے قریشیون کی طرح سر ولیم میور کا عرب تلقین محمد ؐ پر بغیر معجزات دیکہے یقین نہین ہوتا۔ اگر چند شیاطینی باتین اور مکارون کے شعبدے کسی نے دکہا دئے ہوتے تو متعصب اور دشمنی مین اندہے مسیحی مورخون اور قریش کو فوراً ہی یقین آجاتا۔ یہ لا روشن اور مینا نور کو ہٹے کے ہوتے کیونکر دیکہین گے یا دیکہتے۔

سچا نقشہ کہینچتا ہے - دماغ کی سلیمی اور ایک شخص کی قوت تیقن جسکا تعلق دنیا کے انتظام - حکومت اور باقاعدہ بنانے سے ہے اسکی اصلی فطرت کو محمدؐ نے خلقت پر افشا کر دیا - محمدؐ کا عظیم الشان معجزہ اسکی کتاب ہے جو اسے خدا کی طرف سے دیگئی ہے جس مین اسکا بہت بڑا دعوی مرقوم ہے اے منکرون تم اس سے زیادہ اور کیا معجزہ چاہتے ہو اگر تمہین اس کتاب مین شک ہے جو مین پیش کرتا ہون تو اسکی ایک ہی آیت کی طرح کوئی آیت بنا لاؤ دیکہو ایک ورس تمہاری سنہری نظمون اور معلق گیتون کو شرمانے کے لئے بہت کافی ہے ان تمام بینّ بینّ اور بے لوث بدہیات پر بہی قریشون نے اپنے کانون مین ہٹ دہرمی کی روئی رکہہ لی اور خود بخود محمدؐ کی باتین سننے کی طرف سے بہرے ہو گئے - وہ خدا کی نشانیان دیکہنے کے لئے اندہے ہو گئے جو باتین کہ انہین محمدؐ نے صاف دلی سے سنائین وہ انتہا درجہ کی پر اثر اور روشن ہین لیکن یہہ بہت صحیح مثل ہے کہ پتہر مین کبہی جونک نہین لگتی ان کے سنگین دل نرم نہین ہوئے ان کے خیالات نہین بدلے وہ اپنے وہی آبائی مکروہ عقائد پر تلے رہے ...... ایک خدا کی پرستش انہین اچہی نہ معلوم ہوئی وہ اپنے ہاتہ کے گہڑے ہوئے خداؤن پر اپنی نجات منحصر سمجہتے رہے اور انہون نے اسی راہ مین اپنی متحقق شادمانی نقصون مین - جب محمدؐ نے اپنی قوم کی یہہ کیفیت دیکہی اور ان کو ایسا سخت منکر اور کافر تصور کیا تو آپ کو سچی اور بہ شن قوم سے اور بہی خوف معلوم ہوا کہ جب یہہ بت پرستی پر جمے ہوئے ہین تو دیکہئے وہ مذکورہ بالا جو مین کیونکر اصلاح پر آتی ہین -

ایک دن قریشون نے صاف الفاظ مین محمدؐ سے یہہ کہدیا " سن او محمدؐ ہم کبہی باز نہ آئینگے تیری تلقین دینی روکنے سے جب تک کہ ہم بالکل نیست و نابود نہ ہو جائین - "

اسی عرصہ مین ایک نیا واقعہ پیش آیا جسکو اسلامی مورخون نے مختلف طور سے تعبیر کیا ہے اور وہ مسیحی جنہون نے آنحضرت کے سوانح عمری لکہے مین اور طرح سے بیان کرتے ہین - اصل یہہ ہے کہ ایک دن محمدؐ کعبہ مین قرآن شریف کے ۵۳ ؍ وین باب کی چند آیتین مثیلاً پڑہ رہے تہے جب آپ نے یہہ الفاظ زبان مبارک سے فرمائے تم لوگ لات و عزی و منات کی نسبت کیا خیال کرتے ہو وہ تیسرا علاوہ "

ایک بت پرست جو اس موقع پر حاضر تہا اور جسمین شیطانی خباثت بیٹہی ہوئی تہی اسنے اس خوفناک تعلیم کی تردید کرنی چاہی اور وہ فوراً پکارا اٹہا وہ ممتاز و مشہور لڑکیان ہین ان کی وساطت کی خدا سے امید ہو سکتی ہے - اس شخص کا فریب چلگیا اور قریشون مین یہہ فقرہ بہی محمدؐ کی وحی کا ایک جزو سمجہا گیا قریش اس فریب دہی اور اپنی چالاکی پر پہولے نہین سمائے وہ باہم خوشی خوشی یہہ باتین کرنے لگے کہ محمدؐ راہ پر آتے جاتے ہین - جب محمدؐ نے یہہ سنا کہ مجہپر یہہ افترا پردازی کی گئی ہے تو آپ نے فوراً باواز بلند فرمایا - یہہ خالی خولی اور لاشے محض ہین انہین تم نے اور تمہارے بزرگون نے ایجاد کیا ہے "

تمام اسلامی مورخون کی کتابون اور احادیث صحیحہ مین یہ فقرہ موجود ہے -

بعض مسیحی مورخ جنھون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوانح عمری قلم بند کئے ہین اس روایت کو یون بیان کرتے ہین کہ محمدؐ کو بیٹھے بیٹھے لمحہ کے لمحہ مین یہہ خیال آیا تہا کہ ایک ایسی لگی لپٹی بات کہدو جس سے قریشون کے ساتہہ مصالحت ہوجائے" یہہ سخت بیہودہ خیال ہے کہ ایسے اولو العزم نبی کی نسبت ایسے ناجایز الفاظ استعمال کئے جائین۔ جس نے کبھی رعایتاً کوئی بات زبان سے نہین نکالی اور خواہ اسپہ کیسا ہی نازک وقت اگر پڑا ہو اس نے خدا کی مرضی یا اپنے کانشنس کے خلاف کوئی بات نہین کہی۔

اس حالت مین تو مصالحت چاہی نہین جب وہ سلطنت دئے دیتے تہے اور دولت و جاہ وحشم کے دہیر لگائے تہے یہہ علاوہ اس موقع کے ظلم و تشدد پر بہی جو اسپر یا اس کے معتقدین پر توڑے گئے اس نے کبھی اپنے کانشنس کے خلاف کوئی بات کہنے کا ارادہ بہی نہ ظاہر کیا۔

ان مسیحی مورخون نے جنکی طبیعت مین انصاف پسندی ہے انہون نے صاف طور پر تحریر کیا ہے کہ محمدؐ سے ہرگز یہہ امید نہین ہوسکتی کہ وہ سخت اور ناقابل برداشت سے ناقابل برداشت حالت مین بہی اپنے کانشنس کے خلاف کوئی بات کہتا بیشک یہہ اسپر اتہام اٹھایا گیا تہا"

ایدن بدن قریشون کی تندمزاجی اور غصہ اور ظلم بڑہتا گیا یہانتک کہ تن تنہا نبی کے مقابلہ مین بچہ بچہ شمشیر بدست ہو کر آمادہ پیکار ہوا۔ اسکے مظلوم غریب معتقدین کی جسمانی سختیان اسکے دلپر گہرا اثر کرتی تہین اسکے ماندہ اور آزردہ جہگڑے عرب کی بت پرستی کے ساتہہ اسے پے درپے مغموم بنارہے تہے اسکے دشمنون کی خوفناک مخالفت کا ایذادہ خیال لمحہ بلمحہ اسکے دماغ مین ہوہو کر گزرتا اور اس کی تکلیف کا باعث ہوتا۔ جب ہر طرف سے نئے نئے حملے ہونے لگے اور بیرونطرف خونی مخالفت کی آگ بہڑکی۔ تو محمدؐ نے ایکدن وحی کے ذریعہ سے گویا نہ طور پر لات وعزیٰ اور منات کی نسبت بیان کیا اور کہا کہ ان کی وساطت خدا کے ساتہہ ممکن ہوسکتی ہے پس جھکو اور اس خدا کی پرستش کرو تمام حاضرین یہہ سنکر خوشی مین بغلین بجانے لگے اور انہون نے محمدؐ کے خدا کے آگے سجدہ کیا تمام شہری اس دوسرے مذہب سے رضامند ہوگئے۔ لیکن یہہ صحرائی خواب مین کہی ہوئے سے بہی جہوٹ نہین بولا۔ اس نے تمام مکہ کی قیمت پر بہی کبھی خلاف گوئی پسند نہین کی یہہ کہتے ہی وہ دوبارہ پہرا اور اس نے یاواز بلند کہا شیطان نے مجھے ورغلاتا تہا۔ پہر اس نے کہلے طور پر آنادانہ کہا تمہارے دیبیان اور دیوتا محض اور خالی خولی ہین تم نے اور تمہارے باپ داداؤن نے انہین بنایا یا ایجاد کیا ہے"

مغربی سوانح عمری لکہنے والے محمدؐ کی اس انحطاط پر بہت قہقہے اڑاتے ہین اور دریدہ زبانی سے انہون نے بہت کچھہ ہرزہ درائی کی ہے لیکن افسوس یہہ ہے کہ انہون نے اصلی نبوت اور نبی کی فطرت کو نہ سمجہا۔ اگر وہ ذرا بہی اسپر غور کرتے تو انہین صاف کہل جاتا کہ محمدؐ کی زندگی ایک خدا کی زندگی تہی انتہا سے ابتداتک سرتاسر وہ انسان ہی رہا جسنے انسانی زندگی کے اتار چڑہاؤ دیکھے ہین وہ خ

یقین کر سکتا ہے کہ دنیا مین انسانی طبیعت کی حالت یکسان نہین رہتی۔ محمدؐ نے ہمیشہ بہت زور شور سے اسبات کو آشکار کیا اور اپنی قوم کیطرف مخاطب ہوکر فرمایا مین تمہاری ہی طرح سے آدمی ہون۔ محمدؐ نے کبھی یہہ نہین کہا کہ مین فرشتہ ہون نہ کبھی یہہ کہا کہ مین خدا کا بیٹا ہون۔ جیسے وہ انسان ہوا تو جو کیفیات انسانیہ کہ فطرت انسانی کو لازم ہین وہ سیاسی قوت سے محمدؐ کو بھی لازم ہوتی تہین۔ صرف اگر فرق تہا تو یہ کہ اسکی طبیعت مین جتنے جذبے پیدا ہوتے تہے اور جو کیفیات گذرتی تہین وہ سب قوم کی ریفارم کی گہری تہ اپنے مین رکہتی تہین جو کچہہ اسنے کیا وہ سب قوم یا امت کی بہتری کے لئے کیا ایسی حالت مین کہ روح پے درپے کی ناکامیون اور گوناگون مخالفتون سے پژمردہ ہوچکی ہو اپنے معتقدین کی ایذائین اور مصائب پر جو قریشیون کی طرف سے ان پر توڑی جارہی تہین اسکا دل پاش پاش ہوچکا ہو۔ جس طرف وہ نظر اٹہاکر دیکہتا ہے ہر سو دشمن شمشیر بدست معلوم ہوتے ہون خدا کی ربوبیت۔ سرگرمی سے پایمال کی جاتی ہو پہر ایسی حالت مین دوسری جانب سے ریفارم کے اسیطرح پرجوش اور سرگرم خیالات کا ابہار ہو اس نازک اور پیچیدہ روحانی کشمکش مین لات منات وعزی کی نسبت صرف ریفارم کے خیال سے کوئی لفظ سرزد ہوجانا نبوت پر دہبہ نہین لگاتا جتنے نبی پہلے گذرے ہین اگر ہم معاندانہ مگر آزادانہ طریقہ سے ان کی لائف پر نظر ڈالینگے تو ہمین معلوم ہوگا کہ لوگون کی مخالفت نے انہین انکے ارادون مین کیسا کچا کر دیا اور وہ کیسے مایوس ہوہوکر زار زار روئے ہین اور انکے کلام مین کیسے مختلف اقوال پائی جاتی ہے جس سے صحائف انبیا لبالب بہرے ہوئے ہین۔

یہہ ایک انسانی کمزور جذبہ تہا جس سے محمدؐ کی زبان سے صرف ریفارم کے جوش مین نکل گیا مگر پہر فوراً اسنے اپنی غلطی کا اعتراف کیا اور پہر صاف الفاظ مین کہدیا کہ تمہاری یہ دیبیان لاشئے محض ہین۔ تمہارے ہی ہاتون کی بنائی ہوئی ہین۔ بیشک لمحہ کے لمحہ اس سے اتنی غلطی ہوگئی جس کا اسنے شرم سے بار بار پبلک مین اعتراف کیا۔ یہہ غلطی اسکی انسانیت کا تقاضا تہا اور فوراً اپنی غلطی پہ آگاہ ہوجانا اور اس کا ہمیشہ بار بار اعتراف کرنا یہہ تقاضائے نبوت تہا۔

مین حیران ہون کہ متعصب مسیحی مورخ اسکو ذیب اور انحطاط پر کیون عاید کرتے ہین اگر یہہ کہا جائے کہ یہہ مستقل مزاجی کے خلاف ہے یہہ بہی محض لغو اور خرافات بات ہے مستقل مزاجی کی اصلی شان یہہ ہے کہ اگر اتفاق سے جوش اور جذبہ مین کچہہ سرزد ہوجاوے فوراً پہر اسی پر پبلک ہی مین یہہ اعتراف ہوکہ مجہسے یہہ غلطی ہوئی ہمین صرف اسجگہہ یہہ ثابت کرنا تہا کہ محمدؐ نے اپنے کانشنس کے خلاف کبہی نہین کیا کہا۔ ہان مخالفون نے اس سے زیادہ کہ آپنے اپنے سابق قول سے انحراف کیا اسی کی دسیوم بہت مجادی دریہہ کچہہ بات نہتی اسکے علاوہ مخالف تو خیر نہین کیا کیا کچہہ آپ کی نسبت مشہور کرتے تہے مگر ہون حیران

ف اسٹینلی لین پول کا انٹروڈکشن صفحہ ۱۲۔

حق کا نور چمکتا گیا کذب وافترا پردازی اور نئے نئے الزامات بہتانوں کی ظلمت دور ہوتی گئی - اور آخر مستقل طور سے صداقت اور خدا کی وحدانیت کے نور نے عرب مین جلوہ کیا - اور یہی محمد کا اصلی منشا تہا -

جب اس کی شہرت ہوئی کہ محمدؐ لات وعزیٰ اور منات کو لاشئے محض اور خالی خولی بناوٹی نامون کا بتاتا ہے تو نئے طریقہ سے دگنے اور تگنے جوش مین ان کے غضب انگیز طیش کی آگ بہڑک اوٹہی ان کے خشم انگیز جوش ان کی طبائع مین موجزن ہونے لگے - ان کی آنکہون مین طیش اور غصہ کے شعلے بہڑکنے لگے چہاتی مین عداوت کا ایک دہوان اٹہا تلوون سے لگی اور دماغ مین اسکی سنسناہٹ پہونچی - مارے غضب کے تہرا اٹہے - ان کے منہ مین کف بہر آئے - ان کی آنکہون مین عالم اندہیر ہو گیا انہون نے اور یہی اپنی دیبی دیوتاؤن کو درمیان دیکر یہہ قسم کہائی کہ جب تک ہم محمدؐ کو قتل نکر ڈالینگے ہمین کہانا پینا حرام ہے لیکن توریت کی اس پیشین گوئی سے وہ بیخبر تہے جسمین صاف لفظون مین لکہا ہوا ہے "جہوٹا نبی قتل کیا جائے گا اور سولی دیا جائیگا" جتنا ان سے بن آیا انہون نے اسمین کچہہ کمی نہین کی اور ہمیشہ عقیدہ وحدانیت اور فطرت کے پیغمبر کو زک دینے کے لئے جتے رہے -

ان کے متواتر بیجا بیجا حملون اور وحشیانہ مخالفت سے محمدؐ کا دل بہر آیا اور وہ خدا کے رحم کا طلبگار ہوا لیکن یہ رحم کی طلبگاری اپنے لئے نہین تہی اسلئے خدا پہلے ہی سے اُسے عالم کی رحمت خطاب دیچکا تہا اپنی جنگلی قوم کے لئے تہی جس نے مخالفت مین کوئی دقیقہ اٹہا نہ رکہا تہا - صرف خدا کے بہروسہ پر وہ اپنی راہ مین اسی سرگرمی سے قدم بڑہاتا گیا اور مصمم ارادہ کر لیا کہ جب تک مین منزل مقصود تک نہ پہونچ جاؤن یہہ محض ناممکن ہے کہ مین اپنی راہ سے ہٹ جاؤن - جدہر آنکہہ اٹہتی تہی اپنے دشمنون ہی پر نظر پڑتی تہی - اگر کان مین کچہہ آواز آتی تہی تو وہی طعن وتشنیع کی اپنا یہہ حال اور جو اپنے پر ایمان لائے ان پر اور زیادہ مظالم توڑے جارہے ہین کسی کے ہاتہہ مین گرم لوہا دیا جارہا ہے کوئی بہوکا پیاسا ہونیپر بہی جلتی ہوئی تپتے ہوئے ریگستان یا سنگلاخی چٹانون پر برہنہ پا دوڑایا جارہا ہے کسی کے ننہے ننہے بچون پر سختیان توڑی جارہی ہین کہ کسیطرح یہ دین اسلام سے دست بردار ہون اور اپنا آبائی دین بت پرستی اختیار کر لین یہ حسرتناک اور دل کا بجہا دینے والا نظارہ پہلا ایک معصوم ذات کے لئے کیا کم تہا - اس خونی سین سے دو قسم کا صدمہ ہوتا تہا پہلا صدمہ تو ظاہری یہ تہا کہ اپنے وحدت پرست دوست یون بت پرستون کے شکار ہو رہے ہین اور دوسرے یہہ خیال بہی تہا کہ جب ان کی یہہ نازک اور ناگفتہ بہ حالت اور لوگ دیکہینگے وہ کاہیکو ایمان لاوینگے تیسرا خیال خفیف سا یہہ بہی پیدا ہوتا تہا کہ کہین یہہ آدمی اپنے ایمان سے نہ پہر جائین اس ہین ہی نئے دین کی توہین ہے اور دوسرون پر اثر نہین پڑتا یہہ تینون خونی خیال جن کے ساتہہ سکرات الموت کی جانکندنیان

ملی ہوئی ہتین لمحہ بلمحہ - کئی کئی بار محمد کے ماندہ اور افسردہ کسیقدر مایوس دماغ پر اپنا غمناک دورہ کرتی ہتین اور جو کچھ اپنا اثر پیچھے چھوڑ جاتی ہتین اسکا اندازہ ٹھیک ٹھیک کرنا تو ممکن نہین لیکن ہان اسقدر اندازہ ایک تجربہ کار دل کر سکتا ہے کہ ایسی حالت مین ہی اپنی جگہہ پر دلیری سے جمے رہنا ہرگز معمولی انسان کا کام نہین ہے ہان یہہ سختیان جھیل کر اور اپنے ارادہ مین کامیابی کی امید رکھنا اسیکا کام ہے جسکے حق مین یہہ مفصلہ ذیل مصرعہ جو کئی بار انتہا درجہ کی صداقت اور جوش کی حالت مین تحریر کر چکا ہون صادق ہوتا ہے -

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

زیادہ قابل توجہ یہہ بات ہتی کہ قریشیون کے معاندانہ مقابلون پر نبی کی صداقت پہلو بہ پہلو عربون کے دلون پر اپنا اثر آہستہ آہستہ کر رہی ہتی - وحشی صحرائی عرب شہر بشہر کے تاجر جو قومی میلون مین آتے وہ اس عجیب وغریب پاک نفس کے اقوال سنتے اسکے ساتھہ دشمنی کی کیفیت گوش گزار کرتے وحی اور اسکے وجد انگیز مضامین کو سنتے بت پرستی کی برائی کی آوازین انکے کانون مین پڑتین - خدا کی وحدت کی صدائین جو اٹھیما سفر مین گونج رہی ہتین انکے کانون مین پڑتین اور جب وہ اپنے اپنے شہرون مین واپس جاتے تو اس نئی زندگی کی خبر اور وحدت پرست دین کا ذکر کرتے تعصب اور ہٹ دھرمی دوسری چیز ہے اچھی بات تو خواہ مخواہ اچھی ہی معلوم ہوگی وحشی اپنے جذبات دلی اور ظرف پر اس سے دلچسپی لیتا ہے اور وہ ہی دلچسپی ایک مہذب شخص کو اچھی بات سے پیدا ہوتی ہے ہان دلچسپی حاصل کرنے کے اسباب دونو کے غیر ہین - اپنے خیالات مین مخالفین تو یہہ سمجھتے ہتے کہ ہم ہرگز محمد کو کامیاب نہین ہونے دینگے لیکن محمد کے الفاظ اور صداقت کے سچے جلال منوانے کا جوش اپنا گہر خود بخود دلون مین کرتا جاتا تہا جو واقعی ایک فطری امر تہا اور جسکو یقیناً کوئی نہین روک سکتا -

یکیون نے اپنا کاروبار اور فکر معاش ہی چھوڑ دیا تہا انہین حالت خواب مین تو کچھ خبر رہتی ہتی مگر اس حالت مین بہی وہ خواب اپنی چالون اور تدبیرون ہی کا دیکہا کرتے ہتے جب سے اٹہتے اور جسوقت تک وہ بستر پر جاتے نئی نئی باتین زک دینے کی سوچتے اور کیا کیا کچہہ سامان کرتے انہین اور تدبیرون کے علاوہ ایک اور تدبیر سوجہی اور وہ یہہ ہتی کہ محمد کے چچا ابوطالب کے پاس چلو ابوطالب نے اسکی پرورش کی ہے وہ ضرور اسکا کہنا مانیگا اور یون ہمارا مطلب نکل آئیگا - ایک عظیم الشان مشورہ کے بعد عربون کا ڈپوٹیشن ابوطالب کے پاس آیا اور اسنے کہا کہ آپ اپنے بھتیجے کی بیچ روکین اور اسے نئے دین کی اشاعت نکرنے دین - اول بار تو ابوطالب نے انہین للو چپو کرکے ٹال دیا اور کچھ ملی جلی سی کہدی لیکن جب محمد دن بدن اور زیادہ تیزی اور زور سے دیگران کی دیبیون اور بت پرستی کی برائی کرتا گیا تو پھر گویا ان کے مضمون پر نمک چھڑکا گیا اور یہہ کسیقدر دبی ہوئی آگ جسکو ابوطالب کی ملنساریانہ باتون نے دبا دیا تہا کرید ہی

گئی وہ پھر سب مل ملا کر ابوطالب[۱] کے پاس آئے اور اب کے انکا آنا نہایت آمادگی کے ساتھ تھا وہ سب ایک تن ہو کر آئے اور یہہ کہا ۔

ہم تیری عمر اور تیرے درجہ کی عزت کرتے ہین لیکن ہمارا عزت کرنا تیرے ساتھ ایک محدود حد تک ہے یقیناً اب زیادہ ہم سے صبر نہو سکیگا اور ہم اپنی دیبیون کی برائی تیرے بھتیجے محمدؐ کی زبانی نہین سنے سکتے ہمارے ضبط کی حد ہو چکی ہے اب ہم اپنے باپ دادا اون کی برائی پر خاموش نہو رہینگے اب تجہہ سے یہہ کہنا ہے کہ آیا تو اپنے بھتیجے کو ان باتون سے روک سکتا ہے اور منع کر سکتا ہے یا تیرا ارادہ اسیکے ساتھ شرکت کرنے کا ہے ہم جنگ کرنے کے لئے آمادہ ہین ہم ہرگز تلوار نیام مین نہین رکھنے کے جب تک کہ ایک گروہ ہم مین سے نیست و نابود نہو جائیگا[۲] ۔ یہہ کہکر وہ سب چلے گئے ۔

اب ابوطالب کو سخت پریشانی ہوئی نہ تو وہ اپنے بھتیجے کو چھوڑ سکتے تھے اور نہ اپنی قوم کے خلاف جھنڈا بلند کر سکتے تھے اب بڑی وقت پیش آئی تھی کشمکش نے گریبان پر ہاتھ ڈالا ناچار انہون نے محمدؐ کو بلوایا اور قریشون کی ان سخت سخت باتون کی اطلاع دی اور التجائی لہجہ مین کہا کہ جو کچھ تو کرتا ہے مصلحت یہی ہے کہ اس سے باز آ اور اپنی پریچ بند کر دے ۔

محمدؐ نے یہہ سنکر اپنے دل مین سمجھا کہ میرا چچا قریشون کے خوف سے شاید اپنی سرپرستی کا ہاتھ میرے سر سے اٹھانا چاہتا ہے اسکی محمدؐ نے کچھ بھی پروا نہ کی اور آپکا بلند ارادہ ذرا بھی پست نہوا ۔ وہ اپنے عالی عزم پر اسیطرح جما رہا بہت زور اور مضبوطی سے محمدؐ نے اپنے چچا سے کہا " اے میرے چچا اگر وہ کرہ آفتاب کو میرے دائین ہاتھ پر رکھدین اور کرہ ماہتاب کو بائین ہاتھ پر رکھدین اور پھر یہہ کہین کہ تو اپنی تقریر بند کر دے اور اپنے کام کو روک لے پھر بھی جس لئے مین مبعوث کیا گیا ہون اس سے باز نہین آنیکا جب تک کہ میری کوشش کا نتیجہ نہ نکل آوے اور خدا کا سچا جلال اسکی بادشاہت مین نہ چمکے اور اسکی وحدت کا ڈنکا نہ بجلے یا مین اپنے اسی کام مین نیست و نابود نہو جاؤن[۳] ۔ یہہ کہکر آپ واپس پھرے کیونکہ آپکو یقین ہو چکا تھا کہ میرے چچا نے اپنا سرپرستی کا ہاتھ میرے سر سے اوٹھا لیا ہے جب آپ واپس پھرنے لگے تو ابوطالب نے آواز دی اے میرے بھتیجے واپس آ اور وہ واپس آیا اور ابوطالب نے کہا کہو جو کچھ تیرا جی چاہے اسلئے بخدا مین تجھے نہین چھوڑنے کا ہین کبھی نہین[۴] ۔

قریشون نے تیسری کوشش اور بھی ابوطالب کو یہہ ذہن نشین کرنی کی کہ آپ کیا تو اپنے بھتیجے کو روکین اور یا ہم سے جنگ کرنے کو تیار رہون پھر انہون نے یہہ کہا کہ تم ایک تو جوان کو اور خاندان قریش مین سے منتخب وہ

---

۱ طبری جلد ۲ صفحہ ۴۰۶ ۔
۲ ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۴۷ ۔ ابن ہشام صفحات ۱۶۸ و ۱۶۷ ۔
۳ ابن ہشام صفحہ ۱۶۸ ۔ ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۴۸ ابوالفدا صفحہ ۱۲ ۔
۴ ابن ہشام صفحہ ۱۶۹ ۔ ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۴۸ ۔

کر لو پھر انہیں اپنے بھتیجے کی ضرورت نہ رہیگی گر ان کی یہہ کوشش بھی سود مند نہین ہوئی ابو طالب کا محمدؐ کے ساتھ ہونے نے اور بھی ان کے خشمگین بھڑکتی ہوئی آگ پر تیل کا کام کیا۔
اس واجب التعظیم شیخ نے بنی ہاشم اور بنی مطلب کے پاس ادب سے اپیل کی (یہہ محمدؐ کے رشتہ دار تھے) اور کہا کہ مخالف قبیلے تم مین سے ایک ممتاز ممبر پر دست درازی کر کے اسے قتل کرنا چاہتے ہین خدا کے لئے تم اسکے بچانے کے لئے مستعد ہو جاؤ۔ بنی ہاشم اور بنی مطلب نے یہہ اپیل قبول کر لی مگر ابو لہب (شعلہ کا باپ) اس سے مستثنیٰ رہا۔
اس عرصہ مین اس نئے دین نے اپنا قیمتی اثر ایک زبردست خونخوار جری دلیر اولو العزم بہادر شجاع سخی کے دل پر کیا اور وہ عمرؓ تھا جسکی عزم وہمت اور کوشش نے اسے اسلام کی جمہوری سلطنت مین زبردست ممتاز نامور کیا اسکی خدمات جو اس نے محمدؐ کے دین کی کین تاریخ اسلام مین تفصیل وار درج ہین جن کے نقوش ہرگز قیامت تک نہین مٹنے کے وہ جوشیلا مسلمان جسکا نام بہادران یورپ کے کانون مین گونجیگا ہمیشہ شجاعان دہر کی نگاہون مین ادب سے دیکھا جائیگا۔ اس کے اسلامی جذبات جنہون نے سچی دنیا کو ہلا دیا تھا جنگ مین قیامت تک مومنین کے دلون کو قوی بنائینگے۔ اسکا نام اسلامی جنگوں مین ہمیشہ تلوار کا کام دیگا اور بہادرون کی کمر مضبوط کریگا۔ عمرؓ عادبن الکعب قبیلہ کا ایک ممتاز ممبر اور خطاب کا بیٹا تھا۔ اسلام کی آوازین سُن سُن کر وہ محمد کا خوفناک دشمن ہو گیا تھا اسکی تلخ تر دشمنی سب سے زیادہ آفت ڈھانے والی تصور کی جاتی تھی۔ ایکدن عربون مین محمدؐ کی قتل کی تدبیرین ہو رہی تہین عمرؓ بھی وہان موجود تھے عمرؓ نے ان سے کہا تم ناحق اتنی تدبیرین سوچتے ہو مین ابھی جاتا ہون اور اسکا کام تمام کر دیتا ہون۔ یہہ سنکر عرب بہت خوش ہوئے اور انہون نے کہا بس ہمین عمرؓ جیسا بہادر اس کام کے لئے کوئی نہین ملنے کا۔ عمرؓ گلے مین تلوار لٹکا کر اٹھہ کھڑے ہوئے اور کہا کہ مین بغیر فتحمندی حاصل کئے نہین آنیکا۔
یہہ کہکر عمرؓ سیدھا محمدؐ کے مکان کی طرف روانہ ہوا رستہ مین سعد ابن ابی وقاص سے ملاقات ہوئی سعد ابن ابی وقاص نے پوچھا کہ کہان جاتا ہے عمرؓ نے جواب دیا کہ محمدؐ کو قتل کرنے جاتا ہون میرا ارادہ ہے کہ قریش کی مصیبت کو آج ہی سہل کر دون سعد ابن ابی وقاص نے کہا کیا تو نے عبد مناف کی اولاد کو نہین دیکھا کیا تو نہین جانتا کہ محمد کا قتل کرنا سہل نہین ہے ایک غضب عرب مین برپا کر دیگا۔ عمرؓ نے جواب دیا کہ مجھے کسی کی پروا نہین جب تک میرا ہتہ مین تلوار ہے مین کسی سے خوف نہین کہا تا پہلا مین تجھے ہی مار ڈالتا ہون پھر سعد ابن ابی وقاص نے کہا کہ تو مجھے اور محمد کو تو پیچھے قتل کیجو پہلے اپنی بہن فاطمہ کی بہنوئی سعید بن زید کی تو خبر لے کہ وہ مسلمان ہو چکے ہین۔ یہہ سنتے ہی عمرؓ کی چہاتی سے آتش کا دہوان اٹھا اور وہ سیدھا اپنی بہن کے گھر گیا اتفاقاً ایک صحابی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بہن فاطمہ کو سورہ طہٰ کی تعلیم کر رہے تھے حضرت عمرؓ نے پہلے حسب قاعدہ دروازہ پر دستک

وہ صحابی ڈر کے مارے ایک کونے میں چھپ گئے صرف حضرت عمرؓ کے بہنوئی اور بہن بیٹھی پائیں
عمرؓ نے دریافت کیا اپنے بہنوئی سے تم کیا کر رہے تھے جواب دیا میں قرآن شریف کی آیت پڑھ رہا تھا
عمرؓ نے پوچھا کیا تو مسلمان ہو گیا ہے۔ سعید بن زید نے جواب دیا ہاں میں مسلمان ہو گیا ہوں پہلا یہ
سنکر ان کے بدن میں آتش غضب کہاں تھی بہنوئی کو پچھاڑ کر چھاتی پر چڑھ بیٹھے اور قریب تھا کہ ذبح کر ڈالیں
بی بی فاطمہ حضرت عمرؓ کی بہن اپنے بھائی سے لپٹ گئیں کہا اے عمرؓ کیا غضب کرتا ہے اٹھ اور
بیٹھ خدا کا کلام سن اگر تجھے یقین نہ آئے تو جو تجھ سے بن آئے کیا چاہیگا کیجو یہ سنکر عمرؓ اٹھ بیٹھے اور کہا پڑھو
تم کیا پڑھتی تھیں بی بی فاطمہ نے یہ آیت قرآن شریف کی پڑھی۔

طٰہٰ ما انزلنا علیک القرآن لتشقیٰ الا تذکرۃ لمن یخشیٰ تا بہ له الاسماء الحسنیٰ

بی بی فاطمہ بس سورۂ طٰہٰ ابھی پڑھنے پائی تھیں کہ یکایک اسلامی جوش حضرت عمرؓ کی طبیعت میں
امڈ آیا اور وہ اپنی اس ناجائز حرکت پر زار و قطار رونے لگے اور صاف دل سے ایمان لے آئے۔
پھر آپ سیدھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے روانہ ہوئے اور جاکر
محمدؐ کے ہاتھوں پر بوسہ دیا اور مشرف باسلام ہوئے مسلمانوں نے غل مچاکر کہا کہ خدا کی رحمت عمرؓ
پر نازل ہوئی جب آپ مسلمان ہوگئے تو دین اسلام کے بہت بڑی پناہ بنے۔
اب اسلام کو گھروندوں اور جھونپڑوں میں چھپنے کی ضرورت نہیں رہی نہ اسلامیوں کو یہ حاجت
رہی کہ وہ کہیں جنگل یا گڑھے میں جاجا کر پوشیدہ عبادت کریں اور ادھر ادھر چھپے چھپے پڑے
پھریں۔ علاوہ اور لوگوں کے جو آنحضرتؐ پر ایمان لائے تھے سب میں بڑے حمزہ۔ ابوبکرؓ۔ اور عمرؓ
تھے گو حضرت علیؓ بچپن اور ناسمجھی کی حالت میں مسلمان ہوئے تھے لیکن وہ ان سب سے پہلے
ایمان لائے تھے۔
غرض جوں جوں اسلام کی آوازیں بلند ہوتی گئیں بھٹکے ہوئے راہ پر آنے لگے کچھ اول اور دوم ایمان
لانے والوں کی تفریق نہیں ہو سکتی۔ جس قدر سمجھ کر اور لڑ جھگڑ کر کوئی چیز اختیار کی جائے گی وہ
اس سے سخت تر اور مضبوط ہوگی کہ جو یوں ہی بے سوچے سمجھے اختیار ہوگی۔
اس مشہور چپیدگی نے مسلمانوں کی ڈھارس بند ہوائی اور اب ان کی کمر مضبوط ہوگئی اور اب انہوں
نے مصمم ارادہ کر لیا کہ پبلک میں آزادی سے اپنے دین کی اشاعت کریں۔ گو قریشیوں کا بہت بڑا
معاون عمرؓ مسلمان ہو گیا تھا لیکن پھر بھی وہ انقطاعی جنگ کرنیکو تیار تھے۔ اسلام کی مقناطیسی
کشش کا اندازہ عمرؓ کے اسلام قبول کرنے نے ان کو پورا جچوا دیا تھا لیکن پھر بھی ان کی اندرونی
حاسدانہ سرگرمیاں ایسی تھیں جو دین حق قبول کرنے سے انہیں باز رکھتی تھیں۔ اور انہیں راہ راست
پر نہ آنے دیتی تھیں۔

حبش سے ناکام وکیلون کا واپس آنا اور پہران کی سفارت کی ناکامیابی کی شہرت نے انہین شدت غضب مین مجنون بنادیا تہا۔

آخر کار انہون نے یہہ ٹہان لی کہ قبیلہ ہاشم اور مطلب کی بیخ وبنیاد ہی اکہیڑ کر پہینکدین اس مطلب کے لئے انہون نے نبوت کے ساتوین برس اور سنہ ۶۱۶ء کے اختتام پر باہم سازش کی کہ ہاشم اور مطلب کے اولاد کو صدمہ پہونچائین اور ان سبکا استیصال کردین۔ انہون نے باہم ایک سنگین معاہدہ کرلیا کہ ہاشمیون کے ساتہہ شادی بیاہ کرنے بند کردیئے جائین نہ صرف شادی بیاہ بلکہ خرید وفروخت تک بہی ان کے ساتہہ نہ کیجاوے۔ جب ہاشمیون اور مطلبیون نے خواہ وہ مسلمان تہے یا بت پرست تہے یہہ صورت دیکہی تو انہین خوف معلوم ہوا کیونکہ اس انفراق سے وہ یہہ تصور کرسکتے تہے کہ ہمپر کوئی خونخوار حملہ ہونے والا ہے وہ بیچارے پہلے ہی سے تتر بتر ہوگئے اور اپنے گہرون کو چہوڑدیا۔

یہہ سب جمع ہوکر ابوطالب کے کوارٹر مین گئے ابوطالب کا کوارٹر مکہ کی شرقی سرحدون کے ایک تنگ پہاڑی کے بیچ مین واقع تہا جسکو چٹانون اور دیوارون نے شہر سے علیحدہ کردیا تہا ان صرف ایک تنگ راستہ آنے جانے کا باقی رہگیا تہا۔ ابولہب ان لوگون کے ساتہہ نہ آیا اور دشمن پارٹی کی طرف رہا۔ اور راسکی سرگرمی سے ہاشمیون اور مطلبیون یا اپنی قوم اور خصوصاً بہتیجے کی استیصال کی تدبیرین کرتا رہا۔

تین برس کامل یہہ لوگ اس جگہہ پر رہے محمدؐ ان کے بیچ مین موجود رہتے قریش برابر حصار کئے ہوئے پڑے رہے جو خوراک اور کہانے پینے کی چیزین اپنے ساتہہ لیگئے تہے وہ بہت جلدی ختم ہوگئے بچون کے غل وشور کی دردناک آوازین کان پڑی نہ سنائی دیتی تہین زہرہ شق ہوا جاتا تہا اور وہ حصار کی دیوارون کے پرے تک اپنا اثر ڈالنے کی کوشش کررہی تہین۔ وہ انہی فاقون سے مرکر رہجاتے اگر ان ہی کے ہموطن ان کی مدد نکرتے اور کہانے کی چیزین انہین نہ دیتے۔

قریشون کے چند سردار اپنی اس ناانصافی سے شرمائے۔ نبوت کے دسوین برس (سنہ ۶۱۹ء) ہاشم عمرو کے بیٹے نے جسکو فطری طور پر ہاشمیون سے دلچسپی تہی باہم قریشون اور ہاشمیون مطلبیون مین میل ملاپ کرانا چاہا۔ ہاشم کے ساتہہ اسکوشش مین زبیر بہی شریک ہوا اور زبیر کے ساتہہ اور بہی کئی آدمی ہوگئے غرض باہم قول قرار ہوئے اور پہر دونو۔ تینون گروہ بارام آسایش سے مکہ مین رہنے لگے۔ اور باہم وہی حقوق ایک دوسرے کے قائم ہوگئے۔

اس عرصہ مین محمدؐ اپنے چچا کے کوارٹر مین بند رہے اور کوئی ترقی اسلام کو نہین ہوئی جب متبرک مہینے آئے تو اور تمام جہگڑے بند ہوگئے زائرین آنے شروع ہوئے محمدؐ اپنی جگہہ سے باہر آئے

اور پھر اسی سرگرمی سے پیچ کرنے لگے اور خدائے واحد کی پرستش کرنے کی تلقین کرنی شروع کی سب سے زیادہ ابولہب مخالفت پر تُلا ہوا تھا وہ اب بھی محمدؐ کے پیچھے پیچھے پھرتا تھا اور یہہ کہتا تھا کہ یہہ شخص جھوٹا ہے تمہیں فریب دینا چاہتا ہے (معاذ اللہ)

اس سال کے بعد جو سال آیا وہ سال اسلام کی تاریخ میں سال غم کے نام سے مشہور ہے اسلیے کہ ابوطالب اور بی بی خدیجہ کا اسی سال میں انتقال ہوا تھا - ایک کا دوسرے کے بعد تھوڑے عرصہ کے توقف میں انتقال ہو گیا - ابوطالب کا کیا انتقال ہوا گویا محمدؐ نے اپنا سرپرست جسنے نہایت محبت اور دلی شفقت سے بچپن ہی کے زمانہ سے حفاظت کی تھی کھو دیا اور جو اپنی وفات تک محمدؐ اور اسکے دشمنوں کے بیچ میں حائل رہا تھا - گویا زیست کے دم آخر تک سپر بنا اور محمدؐ پر آنچ نہ آنے دی بی بی خدیجہ کے انتقال نے آنحضرتؐ کو اور بھی سخت صدمہ دیا جس وقت کہ کوئی بھی ایمان نہ لایا تھا - ایسی حالت میں کہ وہ خود بھی اپنے پر مشتبہ تھا وہ نیک صفات اور روشن دل بی بی ایمان لے آئی تھی اور مختلف قسم کی ڈھارس دے دیکر اسکو اسکی جگہہ پر قائم رکھا تھا خدیجہ ہمیشہ اس کے لیے امید اور ڈھارس کی فرشتہ بنی رہی - اور اپنی آخری عمر اسی دلی محبت اور اتحاد میں صرف کر دی وہی جوش الفت تھا وہی ایمان و یقین نبوت اور وہی جوش اعتقادی وہی حسن ظن تھا اور ان کل صفتوں سے موصوف ہو کر عین ایمان کی حالت میں اس بی بی کی روح نے جسم خاکی سے عالم بقا کی طرف مراجعت کی -

{ دوسرا باب }

ہجرت

(بلغ العلےٰ بکمالہٖ ؛ کشف الدجیٰ بجمالہٖ)
(حسنت جمیع خصالہٖ ۔ صلو علیہ و آلہٖ)

یہہ اشعار جنکا حسن انکے اصلی زبان میں کیا بھلا معلوم ہوتا ہے درحقیقت ان کا مفہوم اسپر صادق آتا ہے کہ جسنے دنیا میں سب سے بڑا ریفارم کیا اور بیشک خدا کی برکتوں کا مینہ چھاجوں عالم پر برسایا - اپنے دوستوں کا جیسا ہی خواہ تھا اسیطرح اپنے دشمنوں پر بھی جان نثار کرتا تھا - یہہ اسی کی شان تھی ان ہی صفتوں نے اسے اسکے ہم وطنوں ہی سے الامین کا خطاب دیا اور عالم کی رحمت کہلوایا -

جب بنی امیہ نے یہہ دیکھا کہ ابوطالب کا انتقال ہو گیا جسکا اثر کچھہ نہ کچھہ قریش قوم پر اور اسسے وہ ایک محدود جگہہ تک رکے ہوئے تھے مگر اب انہوں نے میدان خالی پایا اور

اسلام کی مکہ سے استیصال کے درپے ہوئے اور نئی طرح سے پھر ان کے حسد دشمنی اور غصہ کی آگ
بھڑکی اور وہ اپنی اسی مخالفت پر آمادہ ہوئے۔ اور ہاشمیون کے ستانے کی نئی نئی تدبیرین
ہونے لگین۔
اپنے قابل التعظیم سرپرست اور محافظ کی وفات اور اپنی وفاشعار بی بی کے انتقال اور قریشیون
بت پرستی سے پھیرنے کی مایوسی نے محمدؐ کے دل پر سخت گہرا صدمہ بیٹھایا اپنے غمگین دل سے جو
ہنوز نئی نئی امیدون اور آرزؤن اور بھروسہ سے بھرا ہوا تھا اس نے ارادہ کیا کہ اور مقامات
مین چلکر دین اسلام پھیلانے کی کوششین کی جائین خدا کا فرمان سننے سے مکہ نے تو انکار کردیا
تھا اور کمبخت طائف (جو ساٹھہ میل کے فاصلہ پر جانب شرق واقع ہے) بھی یہی آواز سن
رہا تھا یعنے وہ بھی مکیون کے ساتھہ ہمزبانی کر رہا تھا۔
اپنے وفادار ملازم زید کے ساتھہ طائف مین پہونچے۔ آپ نے وہان جاکر اپنی نبوت کا حال کہا۔
ان کو تنبیہ کی کہ تم اس فسق و فجور سے باز آؤ اور خدائے واحد کی پرستش کرو۔ یہان اور بھی
طوفان طیش برپا ہوگیا۔ انہون نے کہا کہ یہہ کون ناتوان ضعیف شخص ہے کہ جو ہم سے ہمارا
آبائی دین چھڑانا چاہتا ہے اور اس کی مرضی ہے کہ ہم ان خوبصورت پتھر اور تانبے کے تراشی
ہوئے دیوتاؤن کی پرستش نکرین انہون نے اسے شہر سے نکال دیا کمینے اور غلام اسکے پیچھے
لگے اور اسپر پتھر روڑے برسائے اس کا تمام جسم زخمون سے چور ہوگیا اور اس کے جسم
سے شرشر خون بہنے لگا۔
وہان سے چلا آیا اور چند خرمہ کے درختون کے سایہ مین جہان تھکے ہوکے مسافر دم لیتے تھے
اور خدا کی عبادت کرنے کے لئے ٹہیر گیا۔ اسی زخمون اور نازک حالت مین اس نے اپنے
ہاتھ خدا کی طرف پھیلا کر یہ دعا مانگی۔ اے میرے مالک مین تجہہ ہی سے اپنی شکایت کرتا ہون اپنی
کمزوری ت و ناتوانی اور اپنی آرزون کی خودنمائی سے باہر ہوکر۔ مین لوگون کی نظر مین نہایت بیقدر
ہون اے کریم اے رحیم۔ کمزورون کی قوت دینے والے تو ہی میرا مالک ہے مجھے مت
چھوڑیو مجھے اجنبیون اور میرے دشمنون کا شکار نہ کرائیو۔ اگر تو مجھسے ناخوش
نہین تو مین بچ جاؤن گا۔ مین نے تیرے جلال کی روشنی مین پناہ لی ہے جسکی
بدولت سے کل ظلمتین مٹ گئین اور امن قایم ہوگیا تو اپنا قہر مجھپر نازل نہ کیجو جسطرح

الاطہر صفحہ ۲۔ جلد ۹ ۲۔
یا نگناتہ تو زبان سے کچھ الفاظ استعمال کرنے پر خواہ وہ کسی زبان کے ہون صادق آتا ہے اور ہاتہ پھیلا پھیلا
کے دل مین یا چپ کے چپکے بڑبڑاکر طلب کرنے پر عاید ہوسکتا ہے۔ دعا اصل مین دل کی اس اپیر جذبہ کیفیت
کا نام ہے کہ جو صدہا ہزار مایوسیون اور ناکامیون کے بعد طبیعت مین بصورت خواہش پیدا ہوتی ہے

تیری خواہش ہو میری مشکلیں آسان کردے تیرے سوا نہ کوئی ۔ قوت دے دیسکتا ہے نہ مدد تو ہی سب سے زیادہ قوی اور مدد دینے والا۔

ابن ہشام صفحات ۲۸۰ و ۲۸۹ و ابن الاطہر جلد ۲ صفحات ۷۱ و ۷۰)۔

پھر ناچار بہ شکستہ قلب حمون سے جو مکہ واپس پھرے ۔ یہاں چند روز تک اس نے اپنے دن گزارے اس عرصہ میں گاہے گاہے آپ وعظ فرمایا کرتے مگر اپنی تلقین پردیسیوں ہی تک محدود رکھی جس پردیسی سے آپ ملتے تھے امیدوں کے بھرے ہوئے دل سے اس سے باتیں کرتے تھے اس خیال سے کہ شاید یہہ شخص میرا معتقد نکل آئے اور میرے تائید کرے ایک دن آپ اپنے غمگین قلب اور پژمردہ مگر امیدوں کے بھرے ہوئے دل سے ان لفظ تاجر زائروں میں اپنا فرض منصبی پورا فرما رہے تھے آپ کا گزر چھہ آدمیوں کے گروہ پر ہوا یہ لوگ بیٹھے ہوئے تھے اور باہم باتیں کر رہے تھے محمدؐ نے ان کے پاس جاکر دریافت کیا کہ کیا تم میرے پاس بیٹھکر میری بات سنو گے انہوں نے کہا ہاں سنینگے پھر وہ بیٹھ گئے اور محمدؐ نے کہا میں خدا کی طرف سے پیغام سناتا ہوں خدائے واحد کی پرستش کرو اور دیبی دیوتاؤں کے مکروہ ناموں پر فریفتہ نہ ہو۔ محمدؐ کی صداقت اور پیار اثر کلام نے ان پر کچھہ ایسا اثر کیا کہ وہ چھہ فریفتہ ہوگئے (سنہ ۶۲۰) اور سچے دل سے ایمان لے آئے اور جب وہ اپنے شہر واپس گئے تو انہوں نے اپنے وطن میں خبر پہیلائی کہ مکہ میں نبی پیدا ہو گیا ہے جو نہایت عمدہ باتیں بتلاتا ہے اور سچے صاف دل سے خدا کے احکام سناتا ہے خدا نے صدیوں کی بدعتوں اور خدا بیوں کو اپنے پیارے نبی کو مبعوث کرکے مٹانیکا پورا بندوبست کرلیا ہے۔ دوسرے سال یثرب سے چھہ یثربی اپنے اور چھہ ساتھیوں کو لیکر آئے اور انکو بھی مشرف باسلام کرایا۔

اصول اسلام میں دعا کو ایک عبادت رکھی گئی ہے دعا مانگنا کیا ہے گویا خدا سے باتیں کرنا ہے۔
ندا سے باتیں کرنے کے بھی مستحق ہیں کہ سب دل دنیوی کدورتوں سے پاک ہو اور خیالات میں کسی قسم کی آلایش نہو تو اسوقت
ل کا خدا کی طرف رجوع ہونا اور بہت ادب سے عاجزی سے التجا کرنیکا نام ہی دعا ہے۔ خود خداوند تعالی نے سورہ فاتحہ
ن دعا مانگنی سکھائی ہے جو شخص مسلمان ہے وہ دعا کی اجابت وعدہ اجابت کا قایل ہے کیونکہ خدا تعالے نے
د قرآن شریف میں فرمایا ہے ادعونی استجب لکم یعنی مجکو پکارو یا میری عبادت کرو یا مجھسے طلب کرو میں تمہیں
بکا لیکن شرط یہ ہے کہ سچے دل سے پکارو اور سچے دل سے مانگو اور یہہ یقین کرکے مانگو کہ جس سے میں مانگتا ہوں بیشک اس میں
ینے کی قوت ہے اور جو کچھہ اسنے وعدہ کیا ہے وہ سچا وعدہ ہے میرا یقین اور ایمان اس امر کی شہادت دیتا ہے کہ
ایسی حالت میں دعا مانگی جائے تو وہ ضرور قبول ہوتی ہے۔
انی فطرت کا آثار چڑھاؤ جو ہر لمحہ کئی کئی بار ظہور پذیر ہوتا ہے اب سب کا نتیجہ ایسی آرزوں پر ختم ہو جاتا ہے کہ جنکے
سنے حتی الامکان نہایت کوشش کی ہے۔
طلب کرنے کی کیفیت قلب پر اسوقت طاری ہوتی ہے کہ اپنی ہمتیں اور کوششیں جواب دے چکی ہوں اور پہر
سر کسی قسم کی امید سے سہارے کی نہیں رہتی بیساختہ عادت اسکی زبان سے نکلتا ہے

ہون نے آنحضرت کے دست مبارک پر بیعت کی اور یہ اقرار کیا کہ ہم کسی چیز کو خدا کی واحد
ت کے ساتھ شریک نہین کرینگے - ہم چوری نہین کرنے کے - ہم کبھی بدکاری اور حرامکاری
ین گے نہ ہم اپنے بچون کو قتل کرینگے ہم کسی پر افترا پردازی نکرینگے نہ کسی کی بدگوئی کرین گے
چیز کہ حق ہے ہم اس مین پیغمبر خدا کی متابعت کرینگے اور ہم کامیابی اور غم مین ایمانداری
ے نبی کا ساتھ دین گے -

ہہ معاہدہ کرکے وہ چلے گئے اور انہون نے یثرب مین پہرنے جوش سے نئے دین پہیلانے مین
شش کی اور اب دین محمدؐ تیزی اور شتابی سے یثرب مین پہیلنے لگا -

ر ایک محقق منصف نظر اسپر غور کرے گی تو اسے یہ بات تو بخوبی کہل جائے گی کہ محمدؐ کی یہ کامیابی
یونکہ ہوئی اور کس چیز نے اسے اپنے ارادہ مین ایسا مستقل بنا دیا تو اس کا جواب اگر دیا جائیگا تو یہ
نہ محمدؐ کے استقلال اور اس بہروسے نے جو وہ خدا پر کہتا تہا اُسے اسکے ارادہ مین کامیاب کر دیا
یہ سچ ہے مگر یہ بات اور بہی اس سے دکیقدر پائی جاتی ہے (کسیقدر کا لفظ صرف دہریون کے
لئے استعمال کیا ہے) کہ جو کچہہ وہ کہتا تہا اپنے کانشنس مین سمجہتا تہا کہ مین سچ کہہ رہا ہون اور
واقعی اس کا کہنا سچ بہی تہا -

وہ درحقیقت خدا کا نبی تہا اور اسی لئے پیدا ہوا تہا کہ عالم مین اصلاح کرے سچائی کا نور چمکا دے
مین اپنے یقین سے کہتا ہون کہ اگر مین مسلمان نہوتا اور کوئی دین میرا ہوتا اور پہر مین محمدؐ کی
یہ ہمت اور اپنے کام مین مصر ہونے اور ریفارم کرنیکا جوش دیکہتا تو مین قطعی یہہ کہدیتا کہ بیشک
وہ بہت بڑا شخص تہا جو کچہہ اس نے کیا وہ معمولی انسان کیا اور کوئی بہی سوائے نبوت
رکہنے والا انسان نہین کر سکتا جو کچہہ اس نے سہا جو ظلم اسپر توڑے گئے جو تکلیفین اسنے
سہین ان کے سہنے یا برداشت کرنے کی ایک فطرۃ انسانی متحمل نہین ہو سکتی - ان سب باتون کے

دلپر یہ گزرتا ہے کہ مجہے فلان شے میسر ہو جائے یا مین اپنی فلان آرزو مین کامیاب ہون -
مگر یہہ کیفیت طاری ہوتے ہی معاً آرزو پورا ہونے کے یقین مین اپنی کمزور فطرت کے مقتضے پر خامی آجاتی ہے اور وہ خامی دعا کا قبول
ہونا سمجہا جاتا ہے - گو اس خامی کے اسباب بہی بیان کرنے ضروری مین اصل یہ ہے کہ جب وقت کسی کام کی انجام دہی یا کسی اپنی آرزو کے پورا
ہونے کے لئے ہم آمادہ ہوتے ہین اور کوشش کرتے ہین اگر ہم اپنی کوششون مین کامیاب ہونگے تو وہ کیفیت جو اوپر کی طلب کی
طبیعت پر طاری ہوتی ہے کبہی بہی نہ آئے گی اور اگر وہ کیفیت دل مین پیدا ہی ہوگی تو نہایت مضبوطی اور یقین کے ساتہہ جسمین
کسیطرح کی خامی نہین ہوگی اور پہر اسکو اجابت دعا کہتے ہین اور جب اس سے اپنے فرض کی انجام دہی مین کچہہ کمی ہو گئی اور اسکی کوشش
مین کامیابی پیدا نہین ہوئی تو پہر جو کیفیت طلب پیدا ہوگی اسکے حصول مین ضرور خامی ہوگی اور وہی دعا کا نہ قبول ہونا سمجہا جاتا
ہے صاف لفظون سے جتنے سیدہی سادی عقل والے بہی سمجہہ جائین دعا کے یہ معنی ہین جو آنحضرت نے ارشاد فرمایا ہے کہ الدعا مخ العبادۃ یعنے دعا
خالص عبادت ہے اور پہر اس سے بہی واضح کرکے فرمایا الدعاء ہو العبادۃ یعنے دعا عبادت ہی ہے [illegible]
وہ صاف دل سے دعا مانگے قبول کرتا ہے - ہمارے نبی اپنے فرایض کی انجام دہی کی حالت مین بہی ہر وقت خدا ہی سے استمداد [illegible] اپنی کوششون پر ذرا بہی خیال نہ
کرکے اپنے حصول مدعا کی امید صرف اسی کی مقدمات پر رکہتے اور یہی آپنے اپنی امت کو سکہایا کہ ہر حال مین خدا پر بہروسہ رکہو اور یہ سمجہو کہ جو کچہہ ہوتا ہے وہ وہی کرتا ہے
ہماری تحریک مین برکت دینے والا مصیبت کے وقت ہمارے دکہ درد مین ہمدردی کرنے والا ہماری دستگیری کرنے والا وہی ہے اسکے سوا کوئی نہین -

علاوہ جب ہم اسکی ایک ایک بات پر غور کرتے ہین تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کی تمام کوششون کی غرض اسکے تمام تکلیف اٹھانے کا منشا اسکی تمام مصائب جھیلنے کا مقصد کیا تھا صرف اصلاح مخلوق تھی جسمین اسکی کوئی غرض مضمر نہ تھی اگر تھی بھی تب ـــ تو یہ تھی کہ جس غرض کے لئے خدا نے مجھے مبعوث کیا ہے اسکو مین مرتے دم تک پورا کر جاؤن بس اور کچھہ غرض نہ تھی اسنے کبھی یہ نہین کہا کہ مجھے دیوتا بناکر پوجو کبھی اپنے گذشتہ نبیون پر اپنی فضیلت ظاہر نہین کی اور اگر کہا بھی تو یہ کہا کہ مسلمان وہ ہی جو گذشتہ انبیا پر ایمان رکھتا ہے۔ جن پیغمبرون کی نبوت کو لوگون نے بھلا دیا تھا اسکو پھر لوگون کی طبیعت مین قایم کیا اور ان کو سچا نبی عالم سے کہلوایا۔ جو نہین مسیحی یا یہودی اسمین کس وجہ سے خود غرضی کا الزام معاذ اللہ عاید کرتے ہین اسکے معتقد کونسی گیلی لی۔ سکے پچھلے والے تو تھے نہین جو اسپر ایمان لاکر بھی بھروسہ نکرتے بلکہ بڑے سردار اور اپنے قبیلون کے شیوخ تھے جو اسکی ہر ہر بات پر اپنا دھن من تن قربان کرنا اپنی سبب نجات دارین تصور کرتے اگر ذرا بو خود غرضی کی ہوتی تو وہ علانیہ جیسے قریشیون کے دیوتا لات ومنات وعزی کو برا کہتا تھا پیغمبرون کو بھی کہہ سکتا تھا اور اس کے کہنے کا یقین بہت استواری سے مسلمین کرنے کو موجود تھے پھر نہ یہودیون کو نہ مسیحیون کو بنائے بنتی۔

مجھے پادری سینٹ ایرے کا قول یاد آتا ہے جنہون نے بہت انصاف سے یہہ لکھا ہے۔ یہ احسان اس صحرانشین عبد اللہ کے بیٹے کا عیسائیون پر سے کبھی نہین جا سکتا کہ اس نے دین مسیحی کی حقیقت کھولکر اس کو مجوسیون یہودیون بت پرستون سے بچالیا ورنہ کبھی کا مسیحی مذہب جس کی بنیادین متزلزل ہو چکی تھین مذکور الصدر قومون کا شکار ہو گیا ہوتا،،۔

کیا اس احسان کی یہی ممنونی ہے کہ پاک نفسون کی نسبت ناشائستہ کلمات زبان سے نکالے جائین اور کیا کیا کچھہ لام کاف بکا جائے۔ اگر غیر اسلام خدا کو مانتے ہین اور بیشک اگر وہ کسی مذہب کے دائرہ مین اپنے کو مقید جانتے ہین تو ضرور ایکدن خدا کے دربار مین انہین جوابدہی کے لئے مستعد ہو جانا چاہیے ایسے پاک نفس سے عداوت رکھنا یا اوسکی جناب مین ناشائستہ الفاظ استعمال کرنے کہ جو خلقت کا دوست تھا اور ہمیشہ ان کا بہی خواہ رہا اتنا ہی برا ہے جتنا کہ اندازہ ہو سکتا ہے۔

تم مسلمان بنکر محمدؐ کے سوانح عمری کو نہ دیکھو نہ اس کے معتقد ہو کر اس کے زندگی کے واقعات دیکھو بلکہ جیسے اور لوگون کے سوانح عمری دیکھتے ہو اسیطرح محمدؐ کے سوانح عمری کا بھی مطالعہ کرو تو تمہین کھل جائیگا کہ جو کچھہ اس پاک نفس نے مصیبت اٹھاکر اور اپنے اوپر آفتین سہکر ریفارم کی اور ہمیشہ اپنے دشمنون پر مہربانی سے پیش آیا اب کسی شخص کو بھی نہ پاؤگے۔ آج تیس کروڑ مسلمان اسکے

نام کی سمرن جپتے ہین اور دن بدن اس کا دین بغیر مشن اور بغیر وعظ کے خود بخود بڑہتا جاتا ہے
گو یثرب مین آپ کے معتقدون کا گروہ بڑہتا جاتا تہا مگر آپ قریش کی بت پرستی پر نظر
کر کے سخت متردد تہے قریشیون کی اپنے آبائی مکروہ مذہب مین شدت اور محمدؐ کی وحدت کی طرف
توجہ دلانے والی پیچ دونو متضاد تہین اور باہم سخت جہگڑا کر رہی تہین ادہر محمدؐ کا یہ خیال کہ
جبتک مین زندہ ہون یہ محض ناممکن ہے کہ قریشیون کو وحدت پرستی کی ترغیب نہ دلاؤن اور
قریشیون کا یہ خیال تہا کہ جبتک ہماری جان مین جان باقی ہے ہم کبہی اس مذہب بت پرستی کو
نہین چہوڑنے کے - یہان صرف ایک ہی شخص کی اولوالعزمی اور حوصلہ اور وہان ہزارون خونخوار
قریشیون کے اندہے جوش کے ارادے کیونکر ٹہیک بیٹہہ سکتے تہے -
ایک نفس ایک طرف اور ہزارون قریش ایک طرف اور پہر لطف یہ کہ تنہا نفس کی مایوسیون کے
ساتہ امیدین اور آرزوئین پہلو بہ پہلو ہو کر اپنا اثر ڈالنے والی اور ہزارون مخالفین کے دلون
مین تذبذب اور شبہ لبالب بہرا ہوا اسقدر پاک تنہا نفس کی ممتازیت کا لقب پہنچتا ہے - محمدؐ اپنی
متواتر ناکامیون مین جو اسکے ہموطنون کے سبب اسپر پڑتی تہین مایوس اور پژمردہ ہوتا تہا مگر
پہر بہی بہروسہ اور آیندہ خوش نتیجہ کی امید مایوسیون کو دل پر غلبہ نہ پانے دیتی تہین -
وہ آنکہ اٹہا کر حقوقت خدا کی ودیعت کے تروتازہ باغ کو کہلتا ہوا دیکہتا تہا اور خدا کی مخلوق کو
ایسی راہ مین گامزن پاتا تہا کہ جسکا اختتام سخت سخت عذابون پر ہوتا ہے تو ایک سناٹا سا اسکی
طبیعت مین دوڑ جاتا تہا اور بظاہر قریشیون کی سختی اور اپنے مذہب مین جمے رہنے کی شدت
بار بار مایوسی و حیرانی کا فوٹو کہینچتی تہی مگر پہر بہی وہ اولوالعزم بہادر جسکی مایوسی اور دن
کی امید سے بدرجہا بڑہی ہوئی تہی شکستہ خاطر ہو کر بہی اسی بہادرانہ طریقہ سے اپنا فرض
ادا کرتا تہا بلکہ جون جون ناکامی کی صورت دکہائی دیتی تہی اور بہی آپ اپنے کام مین مستعدی
ظاہر کرتے تہے - مین مذہبانہ یا معتقدانہ نہین بلکہ مودب آزادی کے ساتہ مورخانہ پہلوؤن
سے بحث کر رہا ہون اور مجہے اپنی اس روش کے اختیار کرنے مین بڑا ناز ہے کہ جو روش محض سادی
سیدہی اور واقعات یا فیکٹس سے پر ہے نہ اسمین کچہ مبالغہ ہے اور نہ جہوٹی اور بیجا تعریف
ہے بلکہ یقیناً جو کچہ مسیحی مورخون نے رائے زنی کی ہے ان کی تحریر کے ساتہ میری رائے
ملتی ہے جس سے آیندہ مین مطابقت کر کے دکہاؤن گا - عموماً ان ہی معتبر اور واجب
الوثوق مورخون نکتہ چینون کے اقوال نقل کئے ہین جن کو یورپ مین مسلم استاد
مانتے ہین مثلاً میور صاحب سے جنہون نے تعصب مین کوئی دقیقہ اٹہا نہ رکہا محمدؐ کی پاک
زندگی کے مقتضائے طبعی واقعات نے اپنی تعریف جبراً کرائی ہے چنانچہ وہ لکہتے ہین -

محمدؐ اپنے معتقدون کو یون گہرا ہوا دیکہکر بہی اپنی فتحمندی کی امید مین تازہ دم رہا تو اسکی اور اوسکی ساتہیون کی ظاہرا حالت بے پناہ تہی لیکن اپنے چہوٹے سے گروہ سے جو شیر کے منہ مین تہا اپنے عظیم الشان قوی تر خدا کی مدد کے بہروسہ پر جسکا وہ اپنے کو نبی کہتا تہا اپنے ارادہ مین غیر متحرک اور مستقل رہا محمدؐ کا اسطرح سے مستقل رہنا ارتقاع پیغمبری کی جسکا سلسلہ اسرائیلیون کے خدا پر پہنچتا ہے ایک پوری شہادت دیتا ہے جب اسرائیلیون کے پیغمبر نے اپنے مالک سے شکایت کی تہی مین اب ہی تنہا چہوڑ دیا گیا ان ہی باتون سے اور ان ہی واقعات سے یہہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ہمارا نبی سب مین افضل اور سب نبیون مین ممتاز تہا - اسی غم آلود سال مین ہمارے نبی کو معراج ہوئی جسنے سنہری خوابون کی دنیا سے ذہین اور تیز طبع شعرا اور راویون کے دماغون کو بہت یاد رکہ خوب خوب طبع آزمائی کا موقع دیا - مگر تمام رنگین اشعار اور بہڑکیلے اور زرق برق روایتین قرآن شریف کے سادہ الفاظ کے آگے پانی بہرتی ہین اور وہ الفاظ یہہ ہین - تعریف اسیکے لئے ہے جو شب کو اپنے بندہ کو ایک پاک مسجد سے دوسرے مسجد کو لیگیا جو بہت دور ہے جسکی دیوارون اور احاطونکو ہم نے برکت دی ہے ہم اسے چند اپنی نشانیان دکہائینگے کیونکہ وہ سمیع اور علیم ہے پہر جا بجا قرآن شریف مین فرماتا ہے " یاد کر جبکہ ہم نے تجہے کہا تہا یقیناً تیرا مالک مخلوق کا محیط ہے " " اس عجیب و غریب واقعہ کو راویون نے ایسی ایسی خوبصورت پوشاک پہنائی ہے کہ جس سے ان کا نازک طبیعت کہلتا ہے لیکن اگر نظر تعمق سے دیکہا جائے گا تو یہہ واقعہ نہایت دقیق اور مغلق ہے اس کی تہ تک پہونچنا سخت دشوار ہے " - معمولی مضامین ہی جب ہم نہین سمجہ سکتے ایسا باریک مضمون کیونکر سمجہ مین آسکتا ہے یہہ قول خاص سٹینلی لین پول کا ہے -

(۱) معراج کی نسبت جو کچہہ مسلمانون کا عقیدہ ہے وہ یہہ ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خیال مین ملاحظہ فرمایا کہ مین مکہ شریف سے بیت المقدس تک چشم زدن مین پہونچگیا اور اپنے اسی خیال مین واقعی اس نے خدا کی بہت سی نشانیان دیکہین - میور صاحب لکہتے ہین کہ محمدؐ کا یہہ صرف ایک خواب تہا وہ جسم سے ایک آن مین سفر نکر سکتا تہا (جلد ۲ صفحہ ۲۲۱) ابن ہشام کی بہی یہی رائے ہے - لیکن مین ادب سے عیسائیون کی خدمت مین اتنا عرض کرنا چاہتا ہون کہ وہ جسمانی معراج کو عقل کے خلاف کس منہ سے کہتے ہین جب وہ خود اس بات کا عقیدہ رکہتے ہین کہ حضرت عیسے زندہ باپ کے پاس آسمان پر اوٹہا لئے گئے - اس سے ناممکن تو ثبوت نہوا ہان صرف یہہ طے ہونا باقی رہگیا کہ آیا محمدؐ پر یہہ حالت طاری ہوئی تہی یا نہین مجہے اس موقع پر ایک فاضل برہمن کا قول یاد آیا ہے کہ جو میرے خیال مین بہت قیمتی ہے جب معراج کا ذکر ہو رہا تہا تو اس نے ایک ٹہنڈا سانس بہر کر کہا افسوس یہہ ہے کہ لوگ دل اور یقین کی پوری قوت سے واقف نہین ہین اسلئے ان کے آگے اسکی کیفیت ومورا مانند ہے کے سامنے رنگ کے مساوی ہے پہر بہی مین یہہ کہسکتا ہون کہ جس کی قوت یقین پوری قوی ہو تو وہ ہر آن مین ہزار بار تمام کرہون کی جو آسمان پر ہین سیر کرسکتا ہے میری اس بات پر عموماً وہ لوگ خندہ زنی کرینگے کہ جو دل اور یقین کی قوت نہین جانتے نہ انہون نے کبہی اپنی روحانی قوت بڑہانے کی کوشش کی نہ انہین اس مضمون سے کچہہ دلچسپی ہوئی انگریزی مین اسی یقین اور خیال کی قوۃ کو ولپاور کہتے ہین جس کی تعریف بلیوسکائی نے اپنی کتاب اسس انویلڈ مین نہایت تشریح سے لکہی ہے - اس مضمون پر بحث کرنا فضول ہے اسلئے کہ جو ولپاور اور اسکے جذبون اور طاقت کو جانتے ہین ان کے آگے بیان کرنا صرف تحصیل حاصل ہے اور جو لوگ نہین جانتے اور اس سے واقف نہین ہین ان کے آگے بیان کرنا اپنا وقت کہونا ہے اسلئے مین اس بحث کو قلم انداز کرتا ہون صرف اسیقدر لکہنا کافی ہے کہ معراج کی نسبت مسلمانون کے دو خیال مین ایک گروہ روحانی معراج کے قائل ہین اور دوسرا گروہ جسمانی معراج کا لیکن بڑے بڑے علما روحانی معراج کی طرف گئے ہین خواہ مسلمان علما کا کچہہ ہی مذہب کیون ہو لیکن مین تو اسکا قائل ہون کہ ہمارے نبی یعنے محمدؐ عربی صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایک لمحہ مین اس سے دہ چند زیادہ معراج کی کیفیت حاصل کر سکتے تہے -

اسکا دل پاک تہا اسکے انسانی جذبون مین آسمانی جوش اور الوہیت کی آمیزش ہو رہی تہی - ہردم اس کی تیز نظرین افق سے بالا

دوسرے سال ۶۲۲ء مین یثرب پھر یثرب سے مکہ مین آئے اور اپنے ساتھہ ۷۵ آدمی اور بھی لائے یہہ سب محمدؐ کے دین کے شایق تھے۔ انہون نے رسول مقبول سے عرض کیا کہ آپ یثرب تشریف لیچلین مگر اس کہنے کی خبر قریشون کو نہ تھی انہین اس بات کا خیال بھی نہ تہا کہ یثرب مین محمدؐ کا یہہ انفلوائنس ہو رہا ہے۔ (ابن ہشام صفحہ ۲۹۶)۔

ایک سنسان شب مین جب تمام دشمن خواب خرگوش مین پڑے خراٹے لیرہے تھے دین کے پیش رو ایک پہاڑی مین جمع ہوئے محمدؐ بھی اپنے چچا عباس کے ساتھہ انمین تشریف لائے۔ ابھی تک عباس ایمان نہ لائے تھے لیکن اسلامی ترقی مین انہین جوشیلی دلچسپی تھی محمدؐ نے انہین صاف صاف کہا کہ جو مذہب تمنے قبول کیا ہے اسمین تمہین دشواریان بہت پڑینگی اور عنبر آفتین بہت ٹوٹینگی یہانتک کہ تمہاری جانین بھی خطرون مین پڑ جائینگی۔ انہون نے دلیری سے جواب دیا دین قبول کرنے سے پہلے ہم نے ان تمام آفتون کو سمجھہ لیا تہا اور ہم جانتے تھے کہ نئے نئے آسیب اور تازہ تازہ بلائین ہمپر ٹوٹینگی۔ اے خدا کے سچے نبی تو اپنا دین اور اسکے اصول ہمین تلقین کرتا کہ ہم اسپر چلین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عادت کے

ہو ہوکر نکلتی تہین اور تمام جہان کے جگر تک پہونچ جاتی تہین وہ غیب دان نہ تہا نہ اسنے کبھی غیب دانی کا دعوی کیا لیکن اسکی نگاہین زمانہ کے آئندہ مطالب کے جگر مین پہیکر بار بار اس سے آیندہ واقعات کا علم لیتی تہین۔ مین نے اپنی عمر مین کئی شخصون کو دیکہا کہ جو اپنی ول پاور پر قادر ہونے کے سبب سے جو کچہہ کہتے وہ ہی ہوتا اور کبھی ایسا بھی ہوتا کہ ان کی رائے خطا کہا جاتی لیکن بہت کم جب عام آدمیونکی یہہ کیفیت ہے تو نبی کی ول پاور کی کیا کیفیت ہوگی اگر ہم نبی کے نام پر شکیت تو ہم ریفارمر کا لفظ استعمال کرسکتے ہین ایسے زبردست ریفارمر کی ول پاور کی کیا حالت ہوگی۔ فطرت کے کرشمے اور اسکی بوقلمونی اور اسکے قوی جذبے وہ ہی سمجھہ سکتے ہین جنہون نے بہت کچہہ ضبط کیا ہے اور اپنی روحانی قوت کو بڑہایا ہے تن پرست اور دولت کے بندے نہ اس باریک مضمون کو سمجھ سکتے ہین نہ ان کے لئے یہ باریک مضمون ہے۔ ہر شخص کی دلچسپی اسکی مقتضی ہے کہ وہ اپنے لئے کوئی نئی چیز پسند کرے کوئی کہٹاس کا شایق ہوتا ہے تو کوئی مٹھاس کا ہر گل کا رنگ اور بو جدا جدا ہوتا ہے بعض نافہم ان باتون پر جو ان کے مذاق کی مین نہ ان کی سمجھہ مین آتی ہین مضحکہ اڑاتے ہین اور لغو جانتے ہین حالانکہ یہہ ان کی ہٹ دہرمی اور لاعلمی ہے ول پاور کی جوشیلی مقناطیسی کشش اور اسکی قوۃ اس بلا کی ہے کہ انسان ایک اشارہ سے صدہا کوسون کو اڑا سکتا ہے اور حد نظر کے پرے تک پہونچ سکتا ہے۔ یہہ سچ ہے۔

"قدر این بادہ ندانی بخدا تا نہ چشی"

اگر نبی نے تمام آسمانون کی سیر کی اور خداوند کی نشانیان دیکہین تو کچھہ بھی تعجب نکرنا چاہئے کیونکہ اس کا دل ہی وہ آئینہ ہوتا ہے جسمین تجلیات ربانی کا جلوہ دکہائی دیتا ہے جب تجلیات ربانی کا جلوہ دکہائی دیتا ہے تو اسکی مخلوق کی صورت نظر آجانی کچھ بھی بات نہین ہے۔ پیغمبر کا دل وہ آئینہ ہوتا ہے کہ جہان اسنے ذرا توجہ کی اور خدا کا سچا جلال دیکھلیا۔ جنکی واقعی یہ کیفیت ہوتی ہے

(دل کے آئینہ مین ہے تصویر یار جب ذرا گردن جھکائی دیکھہ لی)

نہین لیجہ صدہا معراجین ہوتی ہین اور وہ اپنی ول پاور کے صدقہ مین کیا کیا کچھہ نہین دیکھہ لیتے۔ اس کا دل ہی وہ براق ہوتا ہے جو اسے چشم زدن بلکہ اس سے بھی جلدی خیال و وہم کی پہونچ سے بھی دور پہونچا دیتا ہے وہ خود ہی وہ چیز ہوتا ہے جو اپنے کو تمام مخلوقات پر حاوی پاتا ہے۔ اگر میرے اس مطلب کو سمجھنا چاہو تو اپنی روحانی قوت کو بڑہا کر دیکہو اسوقت ول پاور کی بابت جو یہ مین لکھہ رہا ہون اس سے کہین زیادہ تم لکھنے لگوگے اور جو کچھہ مین کہتا ہون اس سے زیادہ تم کہنے لگوگے۔ اہل ہنود مین جوگ کا علم بھی ول پاور کی ایک شاخ ہے جس سے لوگ ہوا مین اڑتے تھے نا سمجھہ چاہے انسان کے ہوا مین تیرنے پر قہقہہ اڑائین لیکن وہ سمجھلین کہ ان کی یہ ہستی محققون کے آگے منہ کے بل اوندہی گر پڑے گی اور وہ انہین سخت تحقیر کی نظرون سے دیکھینگے مین اس بات کا قایل ہون کہ بیشک انسان اگر اپنی ول پاور کو مضبوط کرے تو پرندون کی طرح ہوا مین اڑ سکتا ہے بلکہ چاند و سورج کے کرون کی سیر کرسکتا ہے۔

موافق پہلے قرآن شریف کی آیتیں پڑھ کر سنائیں پھر اس نے ان لوگوں کو خدا کی خدمت کی طرف بلایا اور نئے طرز مرضی آلہی پر برکت بھیجی اور پھر وہ ہی پہلی کی سی نصیحت کی کہ خدا کی ذات میں کسی کو شریک نکرنا۔ ہمیشہ اسلام کے اصول کو مدنظر رکھنا۔ اور تم پیغمبر کے احکام کی اطاعت جہانتک کہ راست ہو کرنا پھر انہوں نے کہا اگر ہم خدا کی راہ میں جان دینگے تو پھر ہمارا آخر کیا ہوگا رسول مقبول نے فرمایا تمہیں مرنے کے بعد راحت دیے ملیگی۔ لیکن پھر انہوں نے کہا ایسا نہو کہ تو عروج اور سرسبزی کے زمانہ میں ہمیں چھوڑ کر اپنی قوم کی طرف رجوع ہو جائے۔ محمد ص مسکرائے اور کہا "نہیں کبھی نہیں۔ تمہارا خون میرا خون ہے میں تمہارا ہوں تم میرے ہو" پھر ہر شخص نے علیحدہ علیحدہ بیعت کی اور مشرف باسلام ہوگئے۔ یہہ اسلام میں بیعت عقبہ ثانیہ کہلاتی ہے مشکل سے وہ بیعت کر چکے ہوں گے کہ ایک مکی کی آواز سنسان شب میں تیرتی ہوئی آئی جو ذرا دور کے فاصلہ پر کھڑا ہوا خبرداری کر رہا تھا۔ اس کی آواز سنتے ہی سب کے اندام میں رعشہ پڑگیا اور وہ ڈر گئے لیکن محمد ص کے مضبوط اور دلیرانہ لفظوں نے ان کی ڈھارس بندھائی اور دلی اطمینان کیا۔

پھر محمد ص نے انہیں سے بارہ آدمی منتخب کئے اور انہیں اپنا نقیب بنایا[۲]

مکی سپاہی کو یہہ ساری باتیں معلوم ہوگئیں اس نے آناً فاناً میں تمام مکہ میں یہہ خبر پھیلا دی قریشوں میں اور بھی جوش پھیلا وہ سب ملکر سپید ہے یثربیوں کے کاروانوں میں آئے تاکہ جو لوگ مشرف باسلام ہوئے ہیں انہیں پھر ان کے اصلی دین کی طرف پھیریں وہاں ایسا ایک شخص بھی نہ تھا کیونکہ جو لوگ مسلمان ہوئے تھے وہ پہلے آنند کے تار بجاتے ہوئے یثرب روانہ ہو چکے تھے اس عجیب کامیابی نے قریشوں کو پورے طور سے اسبات پر آمادہ کر دیا کہ محمد کو بے سوچے قطعی قتل کر ڈالنا چاہیئے۔

محمد ص کا حال دن بدن خطرناک ہونے لگا۔ اب محمد ص کو قتل عام کا خوف ہوا آپ نے اپنے معتقدوں سے ارشاد کیا اور انہیں مشورہ دیا کہ تم یثرب چلے جاؤ تاکہ تمہاری جانیں ہلاکت میں نہ پڑیں۔

تقریباً سو خاندان چپکے ہی چپکے مکہ سے کھسک گئے اور یثرب میں پہونچے ان کا بڑے جوش و خروش سے استقبال ہوا اور سرگرمانہ محبت سے ان کو اپنے شہر میں اتارا۔ شہر کے اکثر حصے بالکل ویران ہوگئے ربیعہ کے بیٹے نے مکہ کو یوں ویران دیکھکر آسمان کی طرف نظر اٹھا کر وہ ہی پرانا گیت گایا ہر ایک آباد جگہہ جو مدت تک یوں مبارک رہی ہو ایک دن ناخوشی اور تلخی کی سمی ہواؤں کی شکار ہو جاتی ہے۔ پھر اس غم آلود آواز میں یہہ کہا "یہہ سارے کرتوت ہمارے بھائی کے بیٹے کے ہیں جسنے

ف۱ ابن ہشام صفحہ ۲۹۶—

ف۲ ابن ہشام صفحہ ۲۹۶—ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۷۰—

ف۳ ابو الفدا صفحہ ۲۹—ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۷۰—

ف۴ ابن ہشام صفحات ۳۰۷ و ۲۹۷—۷۵ مرد و عورت نے اسلام قبول کیا یہ واقعہ ۶ نبوت میں ہوا

ہماری انجمنون کو تباہ کردیا۔ ہمارے معاملات اور کاروبار کو برباد کردیا اور ہم مین پہوٹ ڈالدی۔ یہی حضرت عیسے کے ساتھہ ہوا تہا اور یہی محمدؐ کے ساتھہ ہوا فرق اگر تہا تو اسقدر کہ عیسے نے خود اپنے گروہ کی طرف مخاطب ہوکر کہا[1] یہہ نہ خیال کرو کہ مین زمین پر صلح کروانے آیا صلح کروانے نہین بلکہ تلوار چلانے کو آیا ہون کیونکہ مین آیا ہون کہ مرد کو اس کے باپ اور بیٹے کو اس کی مان اور بہو کو اسکی ساس سے جدا کرون۔ حضرت عیسے نے اپنی زبان سے ارشاد کیا تہا لیکن محمدصؐ پر اسکے مخالفین اور دشمنون نے یہہ بہتان قایم کئے تہے اور مفت کے الزامات اسکی پاک ذات پر لگائے تہے۔ مین اپنا انصاف غیر اسلام پر چہوڑتا ہون کہ آیا۔ فضیلت کسکو ہوئی اور زیادہ امن پہیلانے کی کس کی آرزو تہی گو یہہ الفاظ حضرت عیسے کے کچھہ ہی معنے کیون نہ بتاتے ہون اور مسیحی جدت پسند اور فرقہ مفسر تاویلین کرکر کے چاہے جو کچھہ بیان کرین لیکن ظاہر الفاظ سے جو معنے پیدا ہوتے ہین وہ یہہ ہین کہ حضرت عیسے اس قوم مین جسپر ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے تہے نفاق ہونا تسلیم کرتے ہین اور صاف الفاظ مین فرماتے ہین کہ مین باپ بیٹے مان بیٹی ساس داماد مین نااتفاقی پیدا کرنے آیا ہون مگر محمدؐ یہی کہتا رہا کہ مین تم مین اتفاق قایم کرنے آیا ہون اور چاہتا ہون کہ تم باہم دوست بن جاؤ۔

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

اس زمانہ مین بغاوت اور سرکشی کا طوفان حد سے زیادہ بلند ہوگیا تہا جسکی قہرناک موجین سرتک بلند ہونے لگی تہین اور بظاہر یہہ دکہائی دیتا تہا کہ یہہ آفت خیز لہرین محمدؐ کے سر سے گزر جائینگی۔ آپکے تمام صحابہ یثرب چلے گئے تہے صرف حضرت علی اور واجب التعظیم ابوبکر محمدؐ کے ساتھہ تہے۔ اب بہی محمدؐ کی وہ سی دلیرانہ امنگین طبیعت مین اٹھہ رہی تہین اور وہ ہی ریفارم کے جوش دل مین پیدا ہو رہے تہے آپ اپنے کوشش مین اسیطرح مستعد تہے۔ خوف مخالفین تہا۔ قوم کی دشمنی کہٹکتی تہی پہر بہی اپنے سب سے قوی خدا کے بہروسہ پر اسکے ارادون مین ہرگز ہرگز خامی نہین آئی تہی۔ ہزارون خونخوار اور قاتل قریش غصہ سے منہ مین کف بہرے ہوئے آنکہون مین طیش کے شعلے روشن ہوتے ہوئے خون ٹپکتی ہوئی برہنہ تلوارین ہاتہہ مین اسکو گہیرے ہوئے تہے اور عنقریب اسپر وار ہونے کو تہا۔ اور تمام آفت خیز بادل بہت زور شور سے اکہٹے ہو رہے تہے۔ پیغمبر خدا کی جان خطرہ مین پڑنے کو تہی تمام قریش[2] ٹاون ہال (دارالندوہ) مین جمع ہوئے اور اور قبیلون کے چند سردار بہی بلائے گئے وہان جو کچھہ بحث تہ

---

[1] اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم محرم اور صفر تک وہین قیام پذیر رہے ربیع الاول آپ مدینہ تشریف لے گئے۔ ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۷۸۔

[2] ابن ہشام صفحہ ۳۱۶۔

[3] متی کی انجیل باب ۱۰۔ آیت ۳۴۔ ۳۵۔

وہ موت اور زندگی پر ہو رہی تھی - جلسہ طوفان خیز اور شور انگیز تھا ان کے دل مارے غضب کے کانپے جاتے تھے کوئی رائے دیتا تھا کہ محمدؐ اور اس کے ساتھیوں کو دائم الحبس کردو کوئی کہتا تھا کہ فیصلہ ہی کردو لیکن ایک شخص نے بہت زور شور سے اس بات پر بحث کی اور مصر ہوا کہ ہمیں محمدؐ اور اس کے ساتھیوں کو قطعاً قتل کرنا چاہیے ان کو قید خانہ میں رکھنا اور زندہ چھوڑنا خلاف مصلحت ہے - اتنے میں ابوجہل کھڑا ہوا اور اس نے کہا ہر قبیلہ میں سے چند بہادر بہادر شخص منتخب کئے جائیں اور ان کو محمدؐ کے قتل کرنے کے لئے بھیجا جائے تاکہ وہ اپنی چھریاں محمدؐ کے کلیجہ میں بھونکدیں یہہ یقینی امر ہے کہ اس کے ساتھی اور رشتہ دار کبھی بھی انتقام نہیں لیسکینگے ایک پردیسی عرب نے اٹھکر اسکی تائید کی - یہہ رزولیوشن پاس ہوگیا اور سب نے اس تجویز سے اتفاق کیا - پھر چند نوجوان دلچلے بہادران ہی میں سے منتخب کئے تاکہ وہ آسانی سے جاکر محمدؐ کا کام تمام کردیں - جوں ہی رات زیادہ ہوئی قاتلوں نے اپنے کو محمدؐ کے مکان کے ادہر ادہر پوشیدہ کیا (۱) ساری رات تک یہہ تکتے رہے کہ علی الصباح محمدؐ باہر نکلیں تو [illegible] اور چلائیں ایک سوراخ میں سے ساری رات تاک جھانک کرتے رہے اور اپنا اطمینان محمدؐ کو [illegible] -

یہاں یہہ ہو رہا تھا وہاں محمدؐ کے دل پر خود بخود یہہ خوف طاری ہوا [illegible] لئے یہہ [illegible] رہا ہے وہ اپنی قوم کی بدکرداری سے واقف تھا وہ ان کے تیور پہچان گیا تھا اسکا دل بیدار رہتا تھا خود بخود حضرت موسےٰ کی طرح جب اسپر اسکی دشمنوں نے حملہ کرنے کا ارادہ کیا تھا آگاہ ہوگیا - اس خیال نے آقا کی توجہ بستر پر بھی رہے محمدؐ نے اپنی سبز رنگ کی پوشاک علی پر ڈال دی اور کہا تم یہیں چھپکے پڑے رہو اور پھر محمدؐ اس طرح سے بھاگ گئے کہ جیسے حضرت داؤد کھڑکی میں سے ہو کر بھاگ گئے تھے - محمدؐ یہاں سے ابوبکرؓ کے مکان پر تشریف لیگئے انہوں نے پہلے ہی سے دو اونٹ تیار کر رکھے تھے دونو سوار ہو کر یثرب کی طرف تشریف لیچلے لیکن چند روز کے لئے غار ثور میں آپ قیام پذیر رہے (۳) جو ایک پہاڑی مکہ کی جنوب میں ہے قریشوں کے غصہ کی اب کوئی حد نہ رہی تھی یہہ خبریں کہ قاتل ناکامیاب واپس پھرے تمام شہر میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئیں - گھوڑے سوار ادہر ادہر محمدؐ کی تلاش میں پھرنے لگے - یہہ ڈھنڈورا پیٹا گیا کہ جو کوئی محمدؐ کا سر لاویگا اسے انعام ملیگا (۴) متواتر خوفوں نے ابوبکر کے دل کو ڈوا دیا اسی خوف حالت میں ابوبکر نے کہا ہم "صرف دو آدمی ہیں" محمدؐ نے جواب دیا نہیں ہم تین ہیں خدا بھی ہمارے ساتھ ہے اور بیشک وہ اس کے ساتھ تھا تین دن کے بعد قریشوں کی کوششیں سست پڑ گئیں -

(۱) تاریخ مسیحی مصنفہ مل مین جلد ۱ صفحہ ۲۵۳ -

(۲) ابن ہشام صفحہ ۳۲۵ - ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۸۰

(۳) دیکھو ڈیونپورٹ کا نوٹ ابوالفدا کی ترجمہ تاریخ پر صفحہ ۱۱۶ - نوٹ ۷۵ -

(۴) ابن ہشام صفحہ ۳۲۸ و ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۸۱ یہہ دو نو مورخ لکھتے ہیں کہ سو اونٹوں کا انعام دینا کیا گیا تھا -

اس عرصہ مین ابو بکر کی لڑکی رات کو چھپ چھپا کر ان دونو کو کہانے کو دے آیا کرتی تہی (۱
تیسرے دن کی شام کو پناہ گزینون نے ثور کی پہاڑی کو چھوڑ دیا بدقت دو اونٹ حاصل کرکے
غیر راہون سے یثرب کی طرف روانہ ہوئے - لیکن یہان بہی رستہ خوفون سے بہرا ہوا تہا - اس منادی
ے کہ جو شخص محمدؐ کا سر لائیگا اسے بڑا بہاری انعام ملیگا بیسیون سوارون کو ادہر ادہر باہر تلاش
نے کے لئے آمادہ کیا وہ دور دور چارون طرف اپنی جستجو مین سرگرم تہے دونو چلے جا رہے تہے
ایک وحشی خوفناک جنگ آور عرب نے جو آپ کی تلاش ہی مین تہا آواز دی ٹہرو کہان جاتے
یہہ دیکہتے ہی ابو بکر نے کہا ہائے ہم مارے گئے " محمدؐ نے کہا " مت ڈرو خدا ہی ہمین بچائیگا وو
ن ہی یہہ بت پرست عرب شمشیر بدست محمدؐ کی طرف جہپٹا اسکا گہوڑا بہڑکا اور گر پڑا - اس
خص نے پہر محمدؐ سے معافی مانگی اسلئے کہ وہ بالکل بیقابو تہا اور محمدؐ اسے قتل کرسکتے تہے لیکن
شی محمدؐ نے اسے معافی دی اور اسکی جان بخشی کی اور یہہ جان بخشی ابو بکر کی سفارش سے ہوئی (۲
دونو بغیر قیام کے یثرب کی طرف برابر قدم اٹہائے چلے گئے اور تین دن کے عرصہ مین یثرب کی
ود مین پہونچے - یہہ جون کا مہینہ سخت گرمی کا تہا (۳ تہا کہ شتر سوار پہلنی ہوئی ریت
رتون بہرے آفتاب کے مشتعل جلا دینے والے سایہ مین کس بیم و رجا کی حالت مین جا رہے
ان کے صاف دل فطری روشنی سے منور ہو رہے ہین - ان کے جگر اپنی ہی قوم کی بدکرداری
نا انصافی سے چہلنی ہو رہے ہین ایک انمین پیشوا ہے اور دوسرا اسکا مقتدی ہے مگر
اتحاد دونو مین ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسمین دوست ہین تو تین اپنی تیز بان جدا کہا ہی
ور بگولے آگ چکرا رہے ہین مگر پہر بہی اس بہادر کے وہی دم خم ہین وہی ارادے مین
ا آرزو بہرا دل ہے اور وہی ریفارم کی آرزو دل پر غالب ہے - خدا خدا کرکے یہہ دونو شتر
بیم و رجا کی حالت مین ٹوٹے ہوئے مگر بہروسہ سے لبالب دلون سے کوبا پہونچے یہہ گانون
ا سے جنوب کی طرف دو میل کے فاصلہ پر واقع ہے - اور یہہ قصبہ اپنی بار آوری اور خوب
تی مین مشہور ہے - یہان محمدؐ (۴ اپنے ساتہی کے ساتہہ چند دل قیام پذیر ہوئے - یہان
ت علی بہی آکر مل گئے یہہ باوفا اور جان نثار شخص چہپ چہپا کر مکہ سے بہاگا اور سیدہا
کی طرف روانہ ہوا دن کو کہین چہپا رہتا تہا اور شب کو رستہ طے کرتا تہا کیونکہ خوف
الہ اگر ذرا بہی کوئی دیکہہ لیگا تو قتل کر ڈالیگا مگر خدا نے (۵ بچا دیا اور وہ اپنے پیارے نبی سے

(۱ ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۸۱ —
(۲ ابن ہشام صفحات ۳۲۳ و ۳۳۱ ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۱۲۸ —
(۳ ابن ہشام صفحہ ۳۳۴ —
(۴ بنگل پیدہ - ہجرات ابن ہشام صفحہ ۳۳۵ - ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۸۳ —
(۵ ابو الفدا ڈیسی پرجر کا ترجمہ صفحہ ۱۱۶ نوٹ ۵۹ —

اس عرصہ مین ابو بکر کی لڑکی رات کو چھپ چھپا کر ان دونو کو کھانے کو دے آیا کرتی تھی ۱؎
تیسرے دن کی شام کو پناہ گزینون نے ثور کی پہاڑی کو چھوڑ دیا بدقت دو اونٹ حاصل کر کے
[غی]ر راہون سے یثرب کی طرف روانہ ہوئے۔ لیکن یہان بھی رستہ خوفون سے بھرا ہوا تھا۔ اس منادی
ہے کہ جو شخص محمدؐ کا سر لائیگا اسے بڑا بھاری انعام ملیگا بیسیون سوارون کو ادھر ادھر با[ہ]ر تلاش
[کر]نے کے لئے آمادہ کیا وہ دور دور چار ونطرف اپنی جستجو مین سرگرم تھے دونو چلے جا رہے تھے
ایک وحشی خوفناک جنگ آور عرب نے جو آپ کی تلاش ہی مین تھا آواز دی ٹھہرو کہان جاتے
یہہ دیکھتے ہی ابو بکر نے کہا ہائے ہم مارے گئے " محمدؐ نے کہا " مت ڈرو خدا ہی ہمین بچائیگا دو
[ہی]ن ہی یہہ بت پرست عرب شمشیر بدست محمدؐ کی طرف جھپٹا اسکا گھوڑا بھڑکا اور گر پڑا۔ اس
[شخ]ص نے پھر محمدؐ سے معافی مانگی اسلئے کہ وہ بالکل بیقابو تھا اور محمدؐ اسے قتل کر سکتے تھے لیکن
[ر]حمی محمدؐ نے اسے معافی دی اور اسکی جان بخشی کی اور یہہ جان بخشی ابو بکر کی سفارش سے ہوئی ۲؎
دونو بغیر قیام کے یثرب کی طرف برابر قدم اٹھائے چلے گئے اور تین دن کے عرصہ مین یثرب کی
[ح]دود مین پہونچے۔ یہہ جون کا مہینہ سخت گرمی کا تھا ۲۲ء ۶ تھا کہ شتر سوار پھلسنی ہوئی ریت
[پ]رون پھرے آفتاب کے مشتعل جلا دینے والے سایہ مین کس بیم ورجا کی حالت مین جا رہے
ان کے صاف دل فطری روشنی سے منور ہو رہے ہین۔ ان کے جگر اپنی ہی قوم کی بدکرداری
[ب]ے انصافی سے چھلنی ہو رہے ہین ایک امین پیشوا ہے اور دوسرا اسکا مقتدی ہے مگر
اتحاد دونو مین ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسمین دوست مین تو مین اپنی تیز بان جدا کھاری
[گ]ردبگولے آگ چکرا رہے ہین مگر پھر بھی اس بہادر کے وہی دم خم ہین وہی ارادے ہین
[و]ہی آرزو بھرا دل ہے اور وہی ریفارم کی آرزو دل پر غالب ہے۔ خدا خدا کر کے یہہ دونو شتر
[سوار] بیم ورجا کی حالت مین ٹوٹے ہوئے مگر بھروسہ سے لبالب دلون سے قبا پہونچے یہہ گانون
[مدینہ] سے جنوب کی طرف دو میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اور یہہ قصبہ اپنی بار آوری اور خوب
[صور]تی مین مشہور ہے یہان محمدؐ ۳؎ اپنے ساتھی کے ساتھہ چند دل قیام پذیر ہوئے۔ یہان
[حضر]ت علی بھی آکر مل گئے یہہ باوفا اور جان نثار شخص چھپ چھپا کر مکہ سے بھاگا اور سیدھا
[مدینہ] کی طرف روانہ ہوا دن کو کہین چھپا رہتا تھا اور شب کو رستہ طے کرتا تھا کیونکہ خوف
[تھ]ا کہ اگر ذرا بھی کوئی دیکھہ لیگا تو قتل کر ڈالیگا مگر خدا نے بچا دیا اور وہ اپنے پیارے نبی سے

۱ [ابن] الاثیر جلد ۲ صفحہ ۸۱ —
۲ [ابن] ہشام صفحات ۳۳۲ و ۳۳۱ ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۸۲ —
۳ [ابن] ہشام صفحہ ۳۳۴ —
۴ [ب]نگل بدہ — ہجرات ابن ہشام صفحہ ۳۳۵ — ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۸۳ —
۵ [ابو] الفداء ڈیس مرجر کا ترجمہ صفحہ ۱۱۶ نوٹ ۹۵ —

آکر ملگیا - اب مالک کاؤن نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آپ اور بھی چند روز یہان قیام فرمائین لیکن آپ کا فرض آپکی آنکھون کے آگے گردش کر رہا تھا اسلئے آپ زیادہ وہان نہ ٹھہر سکے اور سیدھے یثرب کی طرف روانہ ہوئے یہان بہت سے مسلمین آپکے منتظر تھے جنھون نے بہت جوش سے استقبال کیا آپ بروز جمعہ ۱۶ ربیع الاول کو یثرب مین داخل ہوئے مسٹر کاسن ڈی پرسیول انگریزی مہینہ کی دوسری جون ۶۲۲ء بتاتے ہین اس طرح سے یہہ ہجرت مکمل ہوئی یوروپین اسکو دی فلائٹ آف محمدؐ کہتے ہین اسی تاریخ سے محمدی تقویم شروع ہوتی ہے -

نوٹ اول متعلقہ باب دوم

سنہ ہجری حضرت خلیفہ ثانی نے سترہ برس کے بعد ایجاد کیا تھا - اسکی ابتدا ٹھیک اس دن سے نہین رکھی گئی جبدن کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مکہ شریف سے روانہ ہوئے تھے جو چوتھی ربیع الاول کو واقع ہوا تھا لیکن ماہ قمری محرم کی مہینہ کی پہلی تاریخ سے یہہ سنہ ہجری شروع ہوا - ٹھیک انگریزی مہینہ جولائی کی پندرہ تاریخ ہوتی ہے - گو حضرت عمرؓ اسکے موجد ہین لیکن تاریخ طبری مین لکھا ہے کہ حضرتؐ کا مکہ معظمہ سے روانہ ہونا فطری طور پر اس کا شاہد تھا کہ یہین سے قمری حساب پر سال نبوی شروع ہو -

نوٹ دوم متعلقہ باب دوم

مسلمانون کے یہہ بارہ مہینے ہین محرم (پاک مہینہ) صفر (سفر کا مہینہ) ربیع الاول (بسنت کا پہلا مہینہ) ربیع الثانی (بسنت کا دوسرا مہینہ) جمادی الاول (پہلا بے بارش یا خشک مہینہ) جمادی الثانی (دوسرا بے بارش یا خشک مہینہ) رجب (بزرگ) اسکو رجب المرجب بھی کہتے ہین) شعبان - درختون کی بار آوری یا کونپل پھوٹنے کا مہینہ) رمضان (گرمی کا مہینہ) شوال (ملاپ یا اتصال کا مہینہ) ذیقعدہ (تفنن تفرج - آرام یا مہلت کا مہینہ) ذالحجہ (زیارت کا مہینہ) پرانے عربون نے قمری مہینہ کو ۲۹ ۵۳ دن آٹھ گھنٹے ۴۸ سیکنڈ کا شمار کیا تھا اور بارہ مہینون مین کوئی ۲۹ دن کا اور کوئی ۳۰ دن کا مقرر کیا تھا -

{تیسرا باب}

(پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ مین)

پیش از ہمہ شاہان غیور آمدۂ + ہر چند کہ آخر بظہور آمدۂ +
اے ختم رسل قرب تو معلومم شد دیر آمدۂ زراہ دور آمدۂ +

اب وہ زمانہ آگیا کہ محمد کی حالات کی نئی زندگی شروع ہوئی - مکہ اپنے مالوفہ وطن کو چھوڑ دینا اور اس سخت پریشانی کی حالت مین یثرب چلا آنا بعض نا فہم کوتاہ اندیش مصنفون کی رائے مین ایک اولوالعزم کے [illegible] شان سے - مگر جس نے محمد کے ان صحیح صحیح حالات کو دیکھا ہے جنہیں ہم سلسلہ تاریخ کی روشنی مین دیکھینگے وہ ٹہیک [illegible] اندازہ کرسکتے ہین کہ یہہ ہجرت کن کن باتون پر مبنی تہی اور [illegible] اس مین کیا کیا حکمتین مضمر تہین - چونکہ اس موقع پر میرا فرض ہے کہ مین [illegible] تفصیل طور پر اس مصلحت یا پولیسی کو بیان کرون اور دکہاؤن کہ یہہ فلائٹ یا ہجرت عالی ہمتی اور اولوالعزمی کے شان کے خلاف ہرگز نہین ہے کچھہ تحریر کرتا ہون امید ہے کہ [illegible] ناظرین بغور پڑہکر اپنے ہی دل مین انصاف کرین گے - اور دیکہینگے کہ یہہ فلائٹ [illegible] طور پر [illegible] ہوئی تہی -

یہہ ظاہر ہے کہ محمد خدا نہ تہا انسان تہا اور جس کا بیان واضح طور پر قرآن شریف مین آگیا تو سب آدمی [illegible] لوازمات انسانی بہی اس کے ساتھہ ہونے چاہئین - خدا

کوئی کام خلاف قانون قدرت نہین کرتا یہہ اسے اختیار تہا کہ وہ بغیر نبیون کے بہیجے یا ان پر غضب برپا کرے یا اپنے رحم اور قہر کی نشانیان دکہائے ایک آن مین سب کو راہ پر لاتا لیکن اسباب کا خیال رہے کہ جب تک ابر نہ آئیگا مینہ نہ برسیگا - یا دل جمع نہ ہون تو بجلی نہ کڑکے گی - پانی نہ پیا جائیگا پیاس نہین بجہنے کی وغیرہ وغیرہ یہ ساری باتین قانون قدرت کی ہین خدا مین یہہ سب قوتین اسکے خلاف کرنے کی ہین یعنے بے ابر پانی برسا سکتا ہے بادل بجلی کڑکا سکتا ہے بے پانی پیاس بجہا سکتا ہے مگر جو کچہہ اس نے اول روز سے قوانین قدرت منضبط کر دئے ہین ان سے کبہی اور کسی حالت مین تجاوز نہین کر سکتا - ہان اسمین یہہ قدرت تہی کہ محمد کو تنہا لاکہون پر غالب کر دیتا مگر پہر انسانیت سے اس کا درجہ دوسرا تسلیم کرنا پڑتا اور پہر لاکہون اعتراضون کی بہرمار ہوتی اور پہر خیر نہین عیسائیون کی طرح اس کے معتقدون کو کیا کیا مصیبت پیش آتی -

خدا نے اپنے کلام مین فرمایا ہے نہین ہے محمد مگر رسولؐ یعنے محمد صرف میرا پیغام پہونچانے والا ہے۔ محمدؐ تنہا تہا سوائے بہروسہ کے اور کچہہ اسکے پاس نہ تہا یہی بہروسہ اسکا معاون تہا اور یہی مددگار تہا۔ دین مین نہ اسکی عاجزانہ زمانہ مین زبردستی ہوئی نہ پرشوکت عہد ہی میں ہوا۔

تہا کہ جب اسپر انکے دشمن حملہ کرین اور وہ تنہا ہو تو ضرور بحیثیت انسان ہونے کے اُسے اپنی زندگی بچانی چاہیے اور جو ایک عقلمند روشن دماغ تدبیرین کرسکتا ہے اپنی حفاظت کے لئے عمل مین لائے زیبا مین کیا یہہ محمدؐ کی عقلمندی ہتی کہ وہ شمشیر برہنہ لیکر صدہا دشمنون مین نکل آتا اور اپنی جان بیوقت دیدیتا اسے ابہی بہت کچہہ کرنا تہا اور یہ محض ناممکن تہا کہ بغیر تکمیل دین اس کا کوئی اور صحابی دین کو چلا سکتا اور ترقی کرسکتا۔ اگر نبی مین یہہ صفت قایم کی جائے کہ اسے کوئی اذیت نہین پہونچا سکتا یا تلوار اسکی گردن کو نہین کاٹ سکتی یا تیر اس کے کلیجے کے پار نہین ہوسکتا یا نیزہ اسکے سینہ مین نہین بہک سکتا تو حضرت عیسے کیون سولی پر چڑہتے اور گذشتہ پیغمبرون پر کیون آفتین برپا ہوئین۔ شجاعت کے اصلی معنی یہی مین کہ بیوقت اپنی جان نہ دے اسلئے کہ اسوقت اسکی جان جانا زیادہ فائدہ نہ بخشیگا اور اس کی زندگی بہت بہت کچہہ فوائد خود ہی حاصل کرے گی اور دوسرون کو بہی پہونچائے گی۔

اگر عیسائی یہہ لکہتے ہین کہ حضرت عیسے اپنی امت کے نجات دینے کے لئے سولی پر چڑہ گئے تو ہم یہ کہسکتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی آیندہ کثیر التعداد امت کے لئے یہہ یہہ تکلیفین برداشت کین اور ایسی ایسی ناکامیون مین بہی دل نہ ہارا اور ایسے ایسے مصائب اٹہائے اور دشمنون کی سختیان برداشت کین مگر پہر بہی ہمت نہ ہاری یہی مستقل مزاجی انسان کو ان نامعلوم کامیابیون کا حصہ دیتی ہے کہ جو بڑی جد وجہد کے بعد بہی حاصل نہین ہوتین۔ ان سب باتون کو چہوڑکر اور اس الزامی جواب سے منہ موڑکر مین پہر بہی کہتا ہون کہ وہ نجات دہندہ صرف اصلاح عالم کے لئے مبعوث ہوا تہا تو جو کچہہ سختیان ایک مصلح اٹہا سکتا ہے وہ اسے برداشت کرنی پڑین جہانتک اسے معلوم ہوا اور ممکن ہوسکا اس نے اس جہان فانی سے کوچ نہ کیا۔ ہر سخت ترمعرکہ مین خدا اس کا محافظ تہا اور جبتک اسکی محافظت محمدؐ کے لئے اطمینان بخش تہی وہ بہروسہ جو ایک وحدت پرست یا خدا کے جلال پہیلانے والے کے دل مین پیدا ہوتا ہے ناکامیون کے متواتر شدید حملون کے وقت سینہ سپر ہو جاتا ہے اور انتہا درجہ کی سختیون اور ناکامیون مین بہی وہ دل نہین ہارتا لیکن یہہ بہروسہ اپنی پوری شان سے ہر ایک کے دل مین طرح طرح کا ہوتا ہے۔

نبی اور غیر نبی کے بہروسہ خدا پر بہت بڑا فرق ہے اور اس فرق کو بیان کرنے کے لئے فطرت نے

خدا نے اپنے کلام مین فرمایا ہے نہین ہے محمدؐ مگر رسولؐ یعنے محمدؐ صرف میرا پیغام پہونچانے والا ہے - محمدؐ تنہا تہا سوائے بہروسے کے اور کچھہ اسکے پاس نہ تہا ہی بہروسا اسکا معاون تہا اور یہی مددگار تہا - دین مین نہ اسکی عاجزانہ زمانہ مین زبردستی ہوئی نہ پرشوکت عہد مین کبہی جبر ہوا -

ظاہر تہا کہ جب ادہر اسکے دشمن حملہ کرین اور وہ تنہا ہو تو ضرور بحیثیت انسان ہونے کے اُسے اپنی زندگی بچانی چاہیے اور جو ایک عقلمند روشن دماغ تدبیرین کر سکتا ہے اپنی حفاظت کے لئے عمل مین لائیں زیبا ہین کیا یہہ محمدؐ کی عقلمندی ہی کہ وہ شمشیر برہنہ لیکر صدہا دشمنون مین نکل آتا اور اپنی جان بیوقت دیدیتا اسے ابہی بہت کچہہ کرنا تہا اور یہ محض ناممکن تہا کہ بغیر تکمیل دین اس کا کوئی اور صحابی دین کو چلا سکتا اور ترقی کر سکتا - اگر نبی مین یہہ صفت قایم کی جائے کہ اسے کوئی اذیت نہین پہونچا سکتا یا تلوار اسکی گردن کو نہین کاٹ سکتی یا تیر اس کے کلیجہ کے پار نہین ہو سکتا یا نیزہ اسکے سینہ مین نہین بہک سکتا تو حضرت عیسےؑ کیون سولی پر چڑہتے اور گذشتہ پیغمبرون پر کیون آفتین برپا ہوتین - شجاعت کے اصلی معنی یہی ہین کہ بیوقت اپنی جان نہ دے اسلئے کہ اسوقت اسکی جان جانا زیادہ فائدہ نہ دیگا اور اس کی زندگی بہت بہت کچہہ فوائد خود ہی حاصل کرے گی اور دوسرون کو بہی پہونچائے گی -

اگر عیسائی یہہ کہتے ہین کہ حضرت عیسےؑ اپنی امت کے نجات دینے کے لئے سولی پر چڑہ گئے تو ہم یہ کہسکتے ہین کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی آیندہ کثیر التعداد امت کے لئے یہہ یہہ تکلیفین برداشت کین اور ایسی ایسی ناکامیون مین بہی دل نہ ہارا اور ایسے ایسے مصائب اٹہائے اور دشمنون کی سختیان برداشت کین مگر پہر بہی ہمت نہ ہاری یہی مستقل مزاجی انسان کو ان نامعلوم کامیابیون کا حصہ دیتی ہے کہ جو بڑی جد وجہد کے بعد بہی حاصل نہین ہوتین - ان سب باتون کو چہوڑ کر اور اس الزامی جواب سے منہ موڑکر مین پہر بہی کہتا ہون کہ وہ نجات دہندہ صرف اصلاح عالم کے لئے مبعوث ہوا تہا تو جو کچہہ سختیان ایک مصلح اٹہا سکتا ہے وہ اسے برداشت کرنی پڑین جہانتک اسے معلوم ہوا اور ممکن ہو سکا اس نے اس جہان فانی سے کوچ نہ کیا - ہر سخت تر معرکہ مین خدا اس کا محافظ تہا اور جبتک اسکی محافظت محمدؐ کے لئے اطمینان بخش تہی وہ بہروسہ جو ایک وحدت پرست یا خدا کے جلال پہلانے والے کے دل مین پیدا ہوتا ہے ناکامیون کے متواتر شدید حملون کے وقت سینہ سپر ہو جاتا ہے اور انتہا درجہ کی سختیون اور ناکامیون مین بہی وہ دل نہین ہارتا لیکن یہہ بہروسہ اپنی پوری شان سے ہر ایک کے دل مین طرح طرح کا ہوتا ہے -

نبی اور غیر نبی کے بہروسہ خدا پر بہت بڑا فرق ہے اور اس فرق کو بیان کرنے کے لئے فطرت نے

کسی زبان مین ایسے الفاظ نہین پیدا کیے ہین جس سے بین فرق کا مفہوم ادا ہوسکے - اسلئے مین بمجبوری خاموشی اختیار کرتا ہون مین اپنے خیال مین جو کچھہ مجھے ثابت کرنا تہا کر چکا یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہہ ہجرت یا فلائٹ ایک فطری امر تہا اور قانون قدرت کے برخلاف نہ تہا - اسکے علاوہ ہم پہلے بیان کر آئے ہین کہ یثربی پہلے ہی سے دعوت کر گئے تہے مگر حمیت وغیرت نبوت ہرگز اسکی مقتضی نہ ہوئی کہ اپنے معتقدون کی جان ہلاکت مین چھوڑ کر آپ پہلے ہی سے تشریف لیجاوین جب ایک ایک نفس کو نکال دیا اور وہ پناہ مین آگئے اسوقت آپنے ہجرت فرمانے کا قصد کیا حضرت علی یعنے اپنے چچازاد بہائی کو اس لئے اپنی جگہہ چہوڑ گئے تہے کہ ان سے قریشون کو کچھہ پرخاش نہ تہی محمدؐ کو یقین تہا کہ علی کا بال بیکا نہو گا اور اس کے علاوہ علی جنہون نے بچپن سے اپنے کو محمدؐ کے حوالہ کر دیا تہا بہت خوشی سے اس موقع کے آنے کے امیدواری مین لگے رہے جو ان کے پیارے نبی کے لئے تجویز کی گئی تہی - حضرت علی کیا مقرر ہے جو رسول اکرم پر ایمان لایا اسکی یہی کیفیت تہی وہ اپنے نبی پر جان دینی اپنی اصلی اور محقق شادمانی سمجہتا تہا مرد تو مرد عورتون کی بہی یہی کیفیت تہی چنانچہ حضرت اکبر کی صاحبزادی ایسی قیامت خیز حالت مین بہی شب کو چہپ چہپا کر کہانا پہونچا آتی تہین یہ وفاداری اور بے جگری کیا کچھ کم ہے جس کے سر کے لئے سو اونٹون کے انعام کا ڈہنڈورا پٹا ہو اور اسیکے لئے روزمرہ کہانا لیجانا وہ ہی لوگ بخوبی اندازہ کر سکتے ہین کہ جنہین اس قسم کے موقعے پڑے ہین جتنے محمدؐ کے معتقد تہے وہ سب اپنا دہن من تن قربان کرنا اپنا فرض جانتے تہے بچہ سے لیکر نوجوان تک اور نوجوان سے لیکر بوڑہے تک سب کی فریفتگی کی یہی کیفیت تہی -

کوئی عورت ہو یا مرد ہو رسول کی محبت کا جوش یکسان سبکی طبیعت مین جوش مار رہا تہا برخلاف گیلیلی کی مچہلی والون کے جو حضرت عیسے پر ایمان لائے تہے ایک بہی سچے عقیدہ سے مسیحی نہوا تہا وہ ہر وقت یہہ کہتے تہے کہ ہم ایمان لے تو آئے ہین لیکن جب تک آپ ہمین ما فوق العادت باتین یا کرشمے نہ دکہائینگے ہمارا ایمان آپ پر پختہ نہو گا - آنحضرت کے مریدون یا نو مسلمون نے کبہی کسی حالت مین یہ نہین کہا کہ ہمین کوئی معجزہ دکہاؤ ہم آپ پر اعتقاد نہین رکہتے - ان سب باتون سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ بیشک عالم کا نجات دہندہ اور جتنے انبیا کہ اس سے پہلے گزر گئے تہے سب سے برتر اور افضل تہا جسوقت آپ یثرب پہونچے تو یثربی اتنے خوش ہوئے کہ گویا انہین تمام زمانہ کی نعمت مل گئی اور انکے گہر لچہمی آگئی - اُن کے اسلامی جوش کا اُبہار ہوا اور ان کے ساکن اور بے حس وحرکت سمندر مین مدو جزر اٹہنے لگا - وہ رسول اکرم پر پروانہ کی طرح قربان ہونے کو دوڑے اور آپکو اپنا سردار بنایا -

ہم ابہی اس عجیب وغریب شخص کو یتیمی اور محض تنہائی کی حالت مین دیکہہ چکے ہین جس نے کبہی باپ کی محبت کا حصہ نہین لیا اور نہ اسے ماں کی سرپرستی اور شفقت نصیب ہوئی اسکی ابتدائی زندگی کیسے

رقت و دلسوزی سے پر تہی اور جو ایک پرخیال بچپن سے آگے قدم بڑہاتی گئی اس کا بچپن ایسا ہی صاف اور بے لوث تہا جیسا وسکا لڑکپن اسکی جوانی ایسی ہی متعبد مرتاض اور پارسا تہی جیسے اسکا بچپن اس کے کان ہمیشہ غریب اور مفلسون دردمندون کی مصیبت خیز آوازون کے سنے کے لئے کہلے ہوئے تھے اس کا مصفا قلب خدا کی مخلوق کی سچی ہمدردی اور الفت سے لبالب بہرا ہوا تہا وہ اس عاجزی اور انکساری صفائی سے قدم اٹہاتا تہا کہ لوگ انگلیان اٹہا اٹہا کر کہتے تہے وہ الامین جا رہا ہے سچا صادق امین - ایک ایماندار وفاشعار دوست خدائی خاوند ہوۃ اور زندگی کی رازدارانہ باریکیونکا خیال کرنے والا انسانی کامون کی کفالت اور ذمہ داری کرنے والا انسانی زندگی اور ارادہ کو سمجہنے والا اسکا خاص منشا اسکی دلی آرزو صرف ایک قوم کی نہین بلکہ دنیا کی اصلاح سے تہی اسکی آوازون کی گونج گو کچہ زمانہ تک عرب کے سنگلاخ چٹانون سے ٹکرانی رہی لیکن بعد ازان تمام دنیا مین ان کی موسیقی خیز گونج گونجنے لگی -

اسکو بہت کچہ اذیت دی گئی لیکن کبہی بہی اس نے اُف نہ کی - اسپر ہر چند طرح طرح کے مظالم توڑے گئے لیکن اس نے کبہی خوف نہ کہایا - وہ ڈرایا گیا لیکن کبہی گہبراہٹ اسکے دل پر نہ غالب ہوئی - اسکے ارادہ اور کامیابی مین صدہا خدشے اٹہے مگر وہ ایسا ہی مستقل رہا کہ جیسے اول دن ہوا تہا - اسکو مات دینے کی بہت سی کوشش کی گئین مگر وہ اپنی جگہہ سے نہ سرکا - اسکے اطوار اور وضع کی عالی منشی عظمت امارت نجابت - اس کا ازبس پرشوق یقین خدا کے رحم پر - اپنے فرض ادا کرنے کی انتہا درجہ کی سرگرمی نے اسکے اردگرد بہت سے جانبازون اور وفاشعارون کا گروہ جمع کر دیا - جب قریشون کی مخالفت کے طوفان خیز بلاؤن نے عروج پکڑا تو ایسی حالت مین بہی اپنی جگہہ پر بڑی دلیری اور مردانگی سے کہڑا رہا اور جب سب کو بچا دیا آپ ہی اپنے دوستون مین چلا آیا -

اپنی قوم کا وہ بوڑہا شخص جسنے ایسی حالت مین بہی جبل ثور مین اپنے سے کم عمر یا کیقدر ہادی عمر کے ہادی کا ساتہہ دیا کس دلیری اور جانبازی سے پہلو بہ پہلو موجود رہا - اور حواریین حضرت عیسے کی طرح اپنے ہادی کو بلا مین چہوڑ کر لوگون کے پیچہے دور نہ کہڑا ہو گیا -

اب ہم اسی یتیم بے سروسامان بیکس بچہ کو سلطان اور لوگون کے دلون پر حکومت کرنے والا دیکہینگے ساری مخلوق کا سردار - مقنن قوانین شرعیہ - برتر مجسٹریٹ - اور باوجود ان تمام بزرگیون کے وہ ہی صبر کہتے والا اور ویسا ہی منکسر معلوم ہوگا اوسوقت سے اسکی تاریخ کامن ویلد کی تاریخ مین جسکا وہ مرکز تہا غرق ہوتی ہے - اوسوقت سے وہ بچہ جو اپنے پہٹے ہوئے کپڑون مین اپنے ہاتہہ سے پیوند لگاتا ہے اور کئی دن اس لئے بے آب دانہ گزارے مین وہ ہی سو طاقتور سلطانون کا ایک سلطان سو برتر شہنشاہون کا ایک شہنشاہ بنیگا - کہ جکا ثانی دلون پر حکمرانی کرنے مین دنیا مین

ہی نکلے گا۔
ے اپنی اصلی حقیقت کو لوگون پر بہول دیا کہ مین کیا ہون اسکی طرز معاشرت کی نجابت اسکی
وط دوستی۔ اسکا تحمل اور جرات۔ اور اسکی آتش خیز آرزو جو ایک موجزن اور موج سمندر کی
ہر دم اسکی طبیعت مین اٹہتی تہی اور جسمین مخلوق کی ریفارم کا مطالب تہی ان سبکا لب لباب
ں سینہ مین کوٹ کوٹ کر بہرا ہوا تہا۔ ان ہی صفات نے اسے سبکا ماسٹر بنا دیا یہہ محض نا ممکن
ان ان صفتون پر بہی کوئی اس کی فرمانبرداری نکرتا اور اس سے صدق دل سے بالفت پیش
۔ اسوقت سے یہہ ایک سوال وقت ہے کہ جون ہی مدینہ کے لوگون نے محمدؐ سے واقفیت حاصل
اپر جان و دل سے قربان ہوگئے اور اس ہمدردی کی آگ جو دن بدن بہڑکتی گئی اور جس نے
ب تک کہ کل عرب کو گہیر لیا اور ایک خدا کے پیغمبرون کے پاؤن کے نیچے نکر دیا یہ بہڑکتی
ہی کسی تاج و کلغی والے شاہ کی اسکی رعیت نے ایسی اطاعت نہین کی جتنی کہ اس پیوند لگے
ہے کمل پوش کی دل سے اطاعت و فرمانبرداری کی گئی۔ خدا نے اسے اولوالعزم اور جوشیلی
ہسیون کی بخشش دی ہی اور وہ اپنی سرگرمی سے دوسرونکو والا ہمم بناتا تہا۔
ینہ منورہ جسکی بہت سے نام ہین مکہ شریف کے شمال مین گیارہ دن کی راہ پر ایک آباد شہر
قع ہے آجکل عظیم الشان قوت کی بازگشت ہے اس زمانہ مین یثرب بالکل بے پناہ تہا آنحضرت نے
ں نے ہی اسکے گرد کہائی کہدوائی تاکہ دشمنون کے چلے پہنے حملہ کی روک ہو سکے۔ اس شہر کو کہتے
ین کہ ایک ـــ سردار نے بنایا تہا اور اسکے گرد ـــ ہی آکر بس گئے تہے آخر اس شہر یثرب کو
ہودیون نے تباہ و برباد کر دیا تہا۔ اور یہہ وہ یہودی تہے جو بیبی لونیئن یونانی اور رومیون کے
ست تظلم سے بہاگ کر عرب مین چلے آئے تہے اور انہون نے حجاز کے شمال کی طرف کے عربی حصہ
ین اپنا ڈنڈا ڈیرہ ڈالا تہا۔ ان کی بستیون مین سے بہت بڑی مشہور بستی خود خیبر مین تہی اگر
طرح اور بہی کئی قلعے یہودیون کے اس پاس قایم تہے۔ علاوہ یہودیون کے اور کئی قومین باہم
صدیون سے جہگڑا فساد کر رہی تہین جب تک انہون نے دین محمدیؐ قبول نکر لیا ان مین
امن کی صورت نظر نہ آئی۔

جب پیغمبر خدا یثرب مین داخل ہوئے تو یثربیون کی یہہ صورت تہی آپکے داخل ہوتے ہی شہر
مین نئے سنہ کا آغاز ہونے لگا۔ انصار ان ہی لوگون کو لقب ملا کہ جنہون نے دین محمدیؐ کی مدد
کی تہی اور وہ وفادار گروہ جسنے اپنی وطن مالوفہ کو صرف پیارے نبی کے لئے چہوڑ دیا تہا ان کو
مہاجرین کہتے ہین۔ رسول مقبول نے چاہا کہ انصار اور مہاجرین کو ایسا شیر و شکر کر دون کہ یہ باہم
سگے بہائیون کی طرح ہو جائین چنانچہ آپ اپنی اس کوشش مین کامیاب ہوئے اور سبکو سگا بہائی کر دیا

اس وقت سے یثرب کا نام مدینۃ النبی رکھا گیا اور یہ نام انہوں نے اپنے پیارے نبی کی یادگار میں رکھا اور جسے اختصار کے طور پر مدینہ کہتے ہیں۔

پھر ایک مسجد کی بنیاد تعمیر شروع ہوئی محمد صاحب اپنے ہاتھ سے کام کرتے پھر اس مسجد کی مرمت دیا اور اس کے آس پاس چھوٹے چھوٹے مکان تعمیر کرائے گئے جہاں آپ کے رفقاء وطن آ کر بنا لیں۔

دو بھائی اس زمین کے مالک تھے جس پر مسجد بنائی گئی تھی اور انہوں نے بہت خوشی سے اپنی زمین مسجد بنانے کے لئے وقف کر دی لیکن چونکہ وہ یتیم تھے۔ اس لئے رسول اکرم نے ان کی زمین کی قیمت دیدی یہ عمارت نہایت سادہ تھی جہاں آپ نماز پڑھتے اور وعظ کرتے تھے۔ دیواریں اینٹ اور گارے کی تھیں اور چھت کھجور کی چھال سے بنی ہوئی تھی۔ مسجد کا ایک حصہ خاص مسافروں ہی کے لئے تجویز کر دیا گیا تھا۔ اور خاص وہ ان لوگوں کے لئے تھا جو بے گھر تھے۔

اس عاجزانہ عمارت میں جو چیز تھی وہ بالکل ہی سادہ تھی۔ بے فرش زمین پر محمد کھڑے ہو کر نماز پڑھتے تھے اور ان کے پیچھے مخلص اور جانثار دوست کھڑے ہو کر خدا کی عبادت کرتے تھے اور آپ یہ وعظ فرماتے تھے۔

جو شخص خدا کی مخلوق سے محبت نہیں رکھتا اور اپنے بچوں پر مہربان نہیں ہوتا وہی کہیگا کہ خدا مجھ پر مہربان ہوگا جو مسلمان کسی ننگے کو کپڑا پہنائے گا خدا اسے بہشت کی پوشاک پہنائیگا۔ آپ نے خیرات دینے کے لئے ایسے ایسے جوشیلے فقرے کہے کہ جو ان صحرائیوں کے لئے انتہا درجہ کے پر اثر اور دلوں میں بیٹھ جانے والے تھے اور وہ یہ ہیں کہ جب خدا نے زمین پیدا کی تو یہ کپکپانے اور تھرانے لگی اس لئے اس پر پہاڑ رکھے تاکہ وہ مضبوط ہو جائے۔ فرشتوں نے خدائے تعالیٰ سے دریافت کیا اے رب العزت تیری مخلوق میں کوئی ایسا بھی ہے کہ جو پہاڑوں سے زیادہ قوی ہے خدا نے جواب دیا کہ لوہا پہاڑوں سے زیادہ مضبوط ہے کیونکہ وہ اسے ٹکڑے کر دیتا ہے۔ پھر انہوں نے التماس کیا کہ تیری مخلوق میں لوہے سے زیادہ مضبوط تر۔

خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہاں آگ اس سے بھی زیادہ قوی ہے کہ جو اسے گلا دیتی ہے۔ پھر عرض کی گئی اے رب ہمارے آگ سے بھی زیادہ تیری مخلوق میں کوئی چیز ہے۔ خدا کی طرف سے جواب ارشاد

اس سے زیادہ قوی ہے کہ جو خیرات دیتا ہے اگر وہ اپنے داہنے سے اسطرح خیرات کرے کہ اسکے بائین ہاتہ کو خبر نہو تو وہ تمام ان مذکور الصدر قوتون پر غالب آسکتا ہے۔

شبلی

یہ دین اسلام ہی ہے کہ جسمین سب سے زیادہ خیرات اور سخاوت کی تاکید کی گئی اور یہ سخاوت جو ہمدردی اور باہمی اخوت یا بہائی چارہ کی زبردست بنا ہے جسپر آج مہذب یورپ فخر کرتا ہے کسی زمانہ مین یہی صفت اسلام کا خاص گہنا سمجھی جاتی تہی۔

ت اسلام مین خیرات یا سخاوت ایک بہت بڑا رکن اعظم ہے۔ یہی سخاوت سو ہمدردیون کی ایک ہمدردی ہے اور انسانی علی صفات کا ایک نمونہ ہے۔ اس موقع پر مین خود رسول مقبولؐ کی احادیث صحیحہ اور اور صحابہ علمار کے اقوال نقل کرتا ہون جس سے بثابت ہوگا کہ نبی امی کے کیسے حکیمانہ اقوال ہین اور اسکی امت کے بعض مقدس نفوس نے کتنی تبیلغ کی ہے۔ یورپ مین جو اس شدت سے خیرات اور سخاوت کا سمندر امنڈ رہا ہے اور اب وہی خیرات اور سخاوت کا لفظ چندہ کی صورت مین تبدیل ہوگیا ہے اس کے موجد مسلمان ہی تہے اور یہ سیراب اور سرسبز کرنے والی گہٹا عرب ہے سے اٹہی تہی کہ ایک دنیا کو سیراب کررہی ہے۔ حدیث شریف مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ سخاوت جنت کے درختون مین سے ایک پیڑ ہے کہ اسکی ٹہنیان زمین پر جہکی ہوئی ہین جو کوئی انمین سے ایک ٹہنی پکڑ لیتا ہے وہ اسکو جنت مین کہینچ لیجاتی ہے اس قول سے اگر ایک دہریہ مطلب لے تو جو مفہوم ایک سچے مسلمان نے سمجہا ہے بخوبی سمجہہ سکتا ہے۔ ان صحیح اقوال ملین کے لئے جن کی خوشیان ان کے خیالات کے ساتہ محدود ہین ایسی ہی باتین انہین بہاتی اور نیکی کی طرف راغب کرتی ہین۔ متکلم کی نہایت جہ بڑی شان اور عقل سلیم کا تقاضا ہے کہ مخاطبین کی عقل کے موافق باتین کرے اور انہین ان ہی کے خیالات کے موافق اگر سکہائے تو جیسا ریفارم مین ان کے لئے مفید ہو ایسا ہی ایک فلسفی ہی اپنے موافق فائدہ اٹہا سکے۔ پہر جابر رضؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خدا نے مجہے القا کیا ہے کہ اسلام وہ دین ہے جسکو مین نے اپنے لئے پسند کیا ہے اور اسکی صلاحیت سخاوت اور حسن خلق پر منحصر ہے۔ پس تمکو چاہئے کہ ان دونو چیزون سے جسقدر ہوسکے اسلام کی تعظیم کرو۔ پہر ایک روایت مین یون آیا ہے کہ جب اسلام کے ساتہ رہو ان دونو باتون سے اسکا اکرام کرو اور حضرت عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ خدائے تعالیٰ نے اپنے سب دوستون کو سخاوت اور حسن خلق ہی پر پیدا کیا ہے اور حضرت جابر رضؓ سے روایت ہے کہ کسی نے پوچہا کہ اعمال مین سے افضل کونسا عمل ہے آپنے ارشاد فرمایا کہ صبر اور سخاوت اور حضرت عبداللہ بن عمر روایت کرتے ہین کہ آنحضرت نے فرمایا کہ دو عادتین خدائے تعالیٰ کو اچہی معلوم ہوتی ہین اور دو بری جو عادتین کہ اسکو محبوب ہین وہ حسن خلق اور سخاوت ہین اور جو اسکو ناپسند ہین وہ خلق بد اور بخل ہین اور جب خدائے تعالیٰ کسی بندہ کی بہتری چاہتا ہے تو اس سے لوگون کی حاجتین پوری کراتا ہے اور ہیثم بن شریح اپنے باپ اور دادا اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ انہون نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مبارک مین عرض کیا کہ مجہکو کوئی ایسا عمل بتائیے جس سے جنت مین جاؤن آپ نے فرمایا۔

ان من موجبات المغفرۃ هذا الطعام وافشاء السلام وحسن الکلام

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے یہہ حدیث مروی ہے کہ سخاوت یا خیرات جنت مین ایک درخت ہوتا ہے جو اسکی شاخ پکڑ لیتا ہے جنت مین جاتا ہے مگر بخل ایک درخت دوزخ مین ہے کہ جو اسکو پکڑتا ہے وہ اسے دوزخ مین گہسیٹ کر ڈالدیتا ہے۔ اور حضرت ابوسعید ہی یہ حدیث قدسی نقل فرماتے ہین۔ رسول اکرم نے فرمایا خدائے تعالیٰ فرماتا ہے جو بندے میرے رحیم ہین ان سے عطا کی درخواست کرو ان کی پناہ مین اپنی زندگی بسر کرو کہ مین نے ان کو اپنی رحمت کا محاط بنا لیا ہے مگر سنگین دلون سے کچہہ مت مانگو ان پر مین نے اپنا غضب نازل کیا ہے۔

حضرت ابن عباس رضؓ فرماتے ہین۔ رسول اکرم نے فرمایا۔ سخی کے گناہ سے درگزر کیا کرو اسلئے کہ جب وہ لغزش کرتا ہے خدا اسکا ہاتہ پکڑ لیتا ہے۔ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ آنحضرت نے فرمایا کہانا کہلانے والے کے پاس اتنا جلدی رزق پہنچتا ہے کہ اتنی جلد اونٹ کے گلے پر چہری بہی کارگر نہین ہوتی۔ اور خداوند کریم کہانا کہلانے والے آدمیون کو فرشتون سے افضل سمجہتا ہے۔ حدیث میں بیان ہے۔

ان اللہ جواد یحب الجود ویحب المکارم الاخلاق ویکرہ سفسافہا۔

حضرت انس نبی اکرم کا قول نقل کرتے ہین۔ کہ آنحضرت سے جس کسی نے اسلام پر جو کچہہ مانگا آپ نے اپنی بکریون مین سے بہت ... عنایت فرمائین اس شخص نے اپنی قوم مین جاکر کہا او لوگو مسلمان ہو جاؤ محمدؐ اسطرح دیتے ہین کہ جیسے کسیکو فاقہ کا ڈر نہین ہوتا۔ اشعار۔

آپکی پرجوش اور پراثر خیرات کی فضیلت ثابت کرنیوالی پرچہنے وحشیوں اور خونخوارون کو مہربان بنا دیا آپنے فرمایا ہر ایک نیک کام خیرات ہے۔ تمہارا خندہ پیشانی سے اپنے بہائی کیطرف دیکہنا سخاوت ہے۔ ایک گروہ کو نیک کام کرنیکی نصیحت کرنا ہی سخاوت ہے گمرہ کرنیکے برابر ہے۔ بہٹکے ہوئے کو رستہ بتانا خیرات اور سخاوت ہے۔ اندہے کو رہ بتانا اور مدد کرنا سخاوت ہے۔ سڑک پر سے پتھر کنکر یا ٹہوکر دینے والی چیزون کو سرکا دینا اور آگ ہٹا دینا یہہ بہی خیرات ہے۔ پیاسے کو پانی پلانا بہی خیرات ہے۔ وہ شخص اس عالم مین دولتمند اور سرخرو ہوگا کہ جس نے اس دنیا مین نیکی کی ہے۔ وہ جب مرتا ہے تو لوگ دریافت کرتے ہین کہ یہہ کتنا مال چہوڑ مرا لیکن قبر مین فرشتے اس سے سوال کرتے ہین کہ تو نیک اعمال کا توشہ کتنا اپنے ساتہہ لایا ہے۔

آپ کے معتقدون یا صحابہ مین سے ایک شخص نے دریافت کیا یا رسول اللہ میری مان ام سعد مر گئی ہے کونسی خیرات سب خیراتون سے افضل تر ہے کہ جس کے دینے سے اسکی روح پر ثواب پہونچیگا فرمایا "پانی"۔ تم خود خیال کرو کہ جب تم جہلستے ہوئے ریگستان مین سفر کرو اور تمہین پیاس لگے تو اسوقت

اے کہ چو تو در زمانہ نیست کس ÷ اللہ اللہ خلق را فریاد رس"
شہرہ ما در ضعف و در شکستہ پری ÷ شہرہ تو در جود و مسکین پروری
داد دہ مارا ازین غم کن جدا ÷ دست گیر اے دست تو دست خدا

حضرت ابن عمرؓ حدیث نبی اکرم نقل فرماتے ہین۔ اللہ تعالی اپنے بندون کو چہانٹ چہانٹ کر نعمت دیتا ہے تاکہ ان کے ہاتہون سے دوسرون کی مشکل کشائی ہو اور جو کوئی اورون کے دینے مین بخل کرتا ہے خدائے تعالی اپنی نعمت اس سے لیکر دوسرے کو دیتا ہے۔ ہلالی روایت کرتے ہین کہ رسول خدا کے پاس بنی عنبر کے گروہ کے قیدی گرفتار ہو کر آئے آپنے سب کے قتل کا حکم دیا مگر ایک شخص کو مستثنے کیا۔

حضرت علی نے عرض کیا کہ خدا ایک ہے اسکا دین بہی ایک ہے اور ان لوگون نے جو گناہ کیا ہے وہ بہی ایک ہے پہر اس شخص کو خصوصیت سے کیون چہوڑ دیا آپنے جواب ارشاد کیا کہ خدا اس شخص کی سخاوت کا شکور ہے۔ ایک حدیث مین آیا ہے کہ ہر چیز ایک ثمرہ ہے اور احسان کا ثمرہ نجات کا جلد ہونا ہے نافع بن عمرؓ سے روایت کرتے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

طعام الجواد دواء وطعام البخیل داء"

پہر حدیث مین آیا ہے جسکو خدا زیادہ نعمت دیتا ہے اسکو لوگون کی زیادہ برداشت کرنی پڑتی ہے پس جو شخص اس نعمت کا متحمل نہین ہو سکتا خدائے تعالی اپنی نعمت اس سے لیلیتا ہے۔ حضرت عیسےٰ فرماتے ہین۔ ایسی چیز کو بہت کیا کرو جسکو آگ نہ کہاوے لوگون نے پوچہا وہ کیا ہے آپنے فرمایا کہ احسان۔

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہین۔ نبی اکرم نے فرمایا جنت سخی لوگون کا گہر ہے۔ حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا کہ سخی اللہ سے جنت سے اور لوگون سے قریب رہتا ہے اور دوزخ سے دور اور بخیل اسکے خلاف۔ اور جاہل سخی خدا کے نزدیک بخیل عالم سے بہتر ہے اور سب مرضون مین زیادہ سخت بخل کا مرض ہے کہ جسکی کوئی دوا نہین۔ اور فرمایا۔

اصنع المعروف الی من ہو اہلہ والی من لیس باہلہ فان
اصبت اہلہ فقد اصبت اہلہ وان لم تصب اہلہ وانت من اہلہ

اور فرمایا۔ میری امت کے ابدال کچہہ روزہ نماز کے سبب اہل جنت نہون گے بلکہ نفس کی سخاوت اور سینہ کی سلامتی اور مسلمانون کی خیر خواہی کے باعث جنت مین جاوینگے۔ حضرت ابو سعید خدری رسول اکرم کی حدیث نقل کرتے ہین۔ خداوند کریم نے اپنے بندون کے لئے احسان کے واسطے کئی صورتین بنا دی ہین ایک یہہ کہ خود سلوک کرنا انہین محبوب ہے دوم محسن پرستی۔ سوم احسان کے طالبون کا منہ محسنون کی طرف پہیر دیا۔ چہارم ان پر داد و دہش ایسی آسان کر دی ہے جیسے خود اپنے خزانہ رحمت سے کسی قحط زدہ خشک زمین پر مینہ برساتا ہے اور زمین کو آباد اور آدمیون کو زندہ کرتا ہے۔ پہر ارشاد ہوا آدمی کا ہر ایک سلوک

[illegible] مسکینوں کو تین کوڑے [illegible] پیدا ہوئی ہے اسلئے حکم ایک کوان کو ہوا کہ [illegible] مسکینوں کو پانی پلوائے اس شخص نے اپنی ان کو [illegible] پر کان کھدوایا ۔ اور کہا کہ میری ماں کے لئے ہے [illegible] آپ نے مسکینوں [illegible] وحی نازل فرمادے ۔

[illegible] اپنے نفس اور اپنے متعلقین پر خرچ کرے وہ بھی اسکے حق [illegible] داخل صدقہ ہے اور جو کچھ [illegible] وہ بھی صدقہ ہے اور انسان جس قدر خرچ کرے اللہ پر اسکا عوض [illegible] [illegible] ہے ۔

کان و صرحت هدایة و الدال علی الخیر کفاعله و الله یحب اغاثة
اللهفان (اور فرمایا) یا کل معروف فعلته الی غنی او فقیر صدقة

یہی روایت ہے کہ حضرت موسی پر وحی نازل ہوئی کہ سامری کو قتل نہ کیجو اسلئے کہ وہ سخی ہے ۔

حضرت جابر [illegible] کیا کہ [illegible] ابن سعد بن عبادہ [illegible] جب جہاد ہوا [illegible] کرکے [illegible] لوگ [illegible] حال عرض کیا آپنے فرمایا [illegible] اس خاندان کی فطرت میں داخل ہے ۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ اگر آدمی کے پاس دنیا آتی ہو جب بہی اس میں سے خرچ کرے کیونکہ وہ خرچ [illegible] [illegible] باقی [illegible] خرچ کرے کیونکہ وہ خرچ کر دینے پہر کر واپس آئیگی ۔ اور پہر حضرت علی نے یہ اشعار [illegible] ہے ۔

لا تبخلن بدنیا وهی مقبلة فلیس ینقصها التبذیر والسرف
وان تولت فاحری ان تجود بها فالحمد منها اذا ما ادبرت خلف

اس قصہ کا دہی مطلب ہے جو اوپر بیان ہوا ہے ۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے پوچہا کہ مروت رفعت و کرم کس کو کہتے ہیں ۔ [illegible] نے جواب دیا کہ مروت اس کا نام ہے کہ آدمی اپنے دین کی [illegible] اور جو کام اسکے سپرد ہوا ہے اچھی طرح کرے [illegible] [illegible] ہوشیار [illegible] کام کرے ۔ رفعت یہ ہے کہ [illegible] مصیبت کو [illegible] اور [illegible] صبر کرے ۔ اور کرم یہ ہے کہ [illegible] مانگنے [illegible] سخاوت [illegible] کہانا کھلائے ۔ اور مال دینے پر بھی دینے والے پر عنایت کرے ۔ [illegible] ایک شخص [illegible] حسین کی [illegible] عرضی دی آپنے بغیر عرضی دیکھے [illegible] حاجت [illegible] کی [illegible] عرض کیا آپنے عرضی [illegible] فرمایا [illegible] حکم دیدیا صحیح جواب دیا [illegible] عرضی نہیں دیکھی کہ جب تک [illegible] عرضی [illegible] [illegible] دریافت کیا کہ تونے سائل کو ذلیل کیوں کیا [illegible] آدمی اپنے مال سے لونڈی غلام مول لیتے ہیں اور آزادوں کو [illegible] احسان نہیں کرتے ۔ اس [illegible] اور [illegible] قول سے صاف پایا جاتا ہے کہ مسلمان لونڈی غلاموں کی خرید و فروخت کو کیسا [illegible] اور ان کا پاکیزہ خیال کیسا بہ درست اور بڑے بڑے اصول حکمیہ پر مبنی ہے ۔

اس قول پر خصوصاً میں ان لوگوں کی توجہ مائل کرنا چاہتا ہوں کہ جو یورپ میں مصنفوں کے اقوال پر بیٹے ہیں اور انہوں نے تمام گذشتہ اور حال کے علما میں ان ہی کو ترجیح دی ہے ہم مسلمانوں کو اگر فخر ہے تو ایسے ایسے عالموں پر نہ کہ ان لوگوں پر جو بدنام کنندہ نکونامے چندیں اور جنکی مہمل تصنیفات کی وجہ سے غیر اسلام اسلام پر قہقہہ اڑاتے ہیں اور یہ سمجہتے ہیں کہ مسلمانوں میں ان ہی خیالات اور قابلیت کے علما گذرے ہونگے ۔

ایک عرب سے ایک شخص نے دریافت کیا کہ تمہارا سردار کون ہے کہا جو ہماری جہڑکی کی برداشت کرے اور سائل کو دیوے اور جاہل سے اعراض کرے ۔ حضرت زین العابدین علیہ السلام کا قول ہے ۔ کہ جو آدمی مانگنے والوں کو اپنا روپیہ دیتا ہو وہ سخی نہیں ہے بلکہ سخی وہ ہے کہ جو بغیر مانگے [illegible] اور شکریہ لینے کی محبت یا خواہش نہو ۔ حسن بصری سے کسی نے پوچہا کہ سخاوت کیا ہے آپنے فرمایا کہ خدا [illegible] دینا ۔ پہر دریافت کیا کہ [illegible] احتیاط کسی کہتے ہیں فرمایا خدا کی راہ میں مال کا دینا ۔ پہر دریافت کیا کہ اسراف کیا ہے فرمایا کہ ریاست کی محبت کے لئے مال خرچ کرنا ۔ حضرت امام جعفر صادق رض فرماتے ہیں کہ عقل سے زیادہ اعانت کرنے والا کوئی مال نہیں اور کوئی مصیبت جہالت سے زیادہ نہیں اور مشورہ سے بڑہکر کوئی پشتی و تقویت نہیں ۔ خدائے تعالی فرماتا ہے کہ میں جواد کریم ہوں کوئی بخیل مجہسے نہیں بچ سکتا ۔ بخل کفر میں سے ہے اور اہل کفر دوزخ میں رہینگے ۔ اور جود و کرم ایمان میں سے ہیں

وہ سیویلیزیشن جسپر آج مہذب حصہ یورپ کو بہت بڑا فخر ہے ناظرین کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ اسکا بانی
بھی محمد عربی ہے - سیویلیزیشن جسکو تمدن کہسکتے ہین اسلام کا بہت بڑا رکن ہے اور جتنے اسلام کے
ارکان ہین وہ سب تمدن ہی پر مبنی ہین جنکی کی بیچپن کا اگر ماحصل دیکھا جائے تو صرف یہی پاوگے

اور ایماندار جنت مین جا دینگے حضرت حذیفہ رضہ کہتے ہین بہت سے آدمی ایسے ہین کہ ظاہر مین بدکار اور معیشت سے ننگ ہین
مگر سخاوت سے جنت مین داخل ہون گے -

احنف بن قیس نے ایک شخص کے ہاتھ مین روپیہ دیکھکر پوچھا کس کا ہے اسنے کہا میرا ہے آپ نے کہا تیرا تو جب ہوگا جب تیرے ہاتھ سے
چلا جاویگا - شعر مال جب تک ہاتھ سے جاتا نہین - آدمی کے کام مین آتا نہین + واصل بن عطا کا نام غزال اسی جہت
سے رکھا گیا کہ یہ غزالون یعنے کاتنے والون مین بیٹھتا اور جب کوئی عورت ضعیف دیکھتا اسکو کچھہ دیدیا کرتے -

اصمعی کہتا ہے کہ حضرت امام حسن علیہ السلام نے اپنے بھائی حسین کو عتاب آمیز رقعہ لکھا جسکا یہ مطلب تھا کہ تم شعرا کو کیون دیا
کرتے ہو - انہون نے جواب دیا مال بہتر وہ ہے جس سے عزت بچے -

سفیان بن عیینہ سے کسی نے سخاوت کی بابت دریافت کیا انہون نے کہا کہ سخاوت یہہ ہے کہ بھائیون کے ساتھہ سلوک کرے اور جتنی حاجت ہو
کی ضرورت اپنے مال سے رفع کرے - میرے باپ کو پچاس ہزار درہم ترکہ مین پہونچے تھے اور سبکو تھیلیون مین بہر بہر کر بھائیون
مین تقسیم کر دیئے اور کہا کہ مین خدا سے اپنے بھائیون کے لئے جنت مانگا کرتا تھا پہر مال سے ان کے ساتھہ کیون بخل کرون یہہ کبھی نہوگا
حضرت حسن فرماتے ہین کہ موجود چیز کو بہ تمامہ محبت خدا مین ڈالنا نہایت درجہ کی سخاوت ہے ایک کریم سے کسی نے دریافت کیا کہ لوگ تمھین
سے کم اپنے نزدیک کسکو محبوب سمجھتے ہو اسنے کہا جسکے ساتھہ مین نے زیادہ سلوک کیا ہو اس شخص نے پہر پوچھا کہ اگر ایک شخص کوئی ہو جسنے تم سے
زیادہ سلوک کیا ہو اسنے کہا کہ پہر مجھکو وہ محبوب ہے جسکے ساتھ مین نے زیادہ سلوک کیا ہو -

عبدالعزیز بن مروان کہتے ہین کہ جو آدمی مجھکو اپنے ساتھہ سلوک کرنے دے تو جسقدر میرا احسان اسپر ہوگا اسیقدر مین اسکا
اپنے اوپر جانتا ہون - خلیفہ مہدی نے شبیب بن شیبہ سے پوچھا کہ میرے گھر مین تمنے لوگون کا کیا حال دیکھا - کہا اے
امیرالمومنین مین نے یہہ دیکھا کہ جو شخص تمہارے ہان حاجت لیکر آیا وہ ناکام نہین گیا - ایک شخص نے عبداللہ بن جعفر کے
سامنے دو شعر پڑھے جنکا مضمون یہ تھا کہ احسان ہوتا ہے جب اپنے موقع پر ہو اسلئے ضرور ہے کہ آدمی اگر احسان
کرے تو لینے والیکو مستحق دیکھلے خدا کی راہ مین دے اور اہل قرابت کو عطا کرے ورنہ احسان کرنا نہ چاہئے -

عبداللہ بن جعفر نے کہا کہ ان ابیات سے تو آدمی بخیل ہوجاتا ہے مین لوگون پر اپنے مال کی بوچہار کرونگا اگر وہ اچھے لوگونکو
پہونچا تو وہ مستحق ہی تھے اور جو برون کو پہونچیگا تو میری شان کے لائق ہوگا حضرت عائشہ کی خادمہ کا بیان ہے کہ ابن زبیر
نے ایک لاکہہ اسی ہزار درم دو گونون مین حضرت عائشہ کو بھیجے آپنے طباقون مین بہر بہر کر سبکو بانٹ دیا جب روزہ کہولنے
کا وقت آیا تو میری مالکنی نے کہانا مانگا مین نے روٹی اور زیتون کا تیل آگے لا کر رکھدیا اور مین نے عرض کیا آپنے اتنا روپیہ
تقسیم کر دیا یہہ نہوسکا کہ اپنے لئے ایک درم ہی بچا رکھتین کہ مین گوشت لاکر تو بہون لیتی حضرت عائشہ نے جواب دیا کہ
تو نے پہلے مجھسے کیون نہین کہا -

ابان بن عثمان سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عبداللہ بن عباس کو کچھ ضرر پہونچانا چاہا - اسنے اور کوئی تدبیر تو بن نہ آئی
تمام قریشیون کے سردارون سے یہہ جاکر کہہ آیا کہ عبداللہ بن عباس کے ہان کل صبح کی دعوت ہے -

دوسرے دن وہ لوگ علی الصباح آکر جمع ہونے لگے گہر مین جگہہ ہی نہ رہی اب وہ حیران ہے کہ یہہ کیا بات ہے آخر تہوڑی دیر کے
بعد معلوم ہوا کہ یہہ وجہ ہے فلان شخص مجھے ذلیل کرنے کے لئے یہ چال چلا ہے آپنے فوراً میوہ منگوا کر اپنے ناخوانده لیکن بظاہر
خوانده مہمانون کے آگے رکھا اور کئی دنبے ذبح کرا کر دیگین چڑہوا دین اتنی دیر کہانا تیار ہوتا رہا انہین ادہر ادہر کی باتون مین

کر اخوت باہمی اور بہائی چارہ قایم کرو اور تہذیب و تمدن کی بنیاد ڈالو - آپنے صدیون کے جھگڑون کو چٹکیون مین مٹا دیا وہ جھگڑے جسمین لاکہون کا خون ہو چکا تہا اور ہزارون گہرانے ویران ہوگئے تہے پہر انہین آباد کیا اور گذشتہ خونون کی بہتر مکافات کی - یہہ شان محمدی ہی ہے جسنے بہت دہوم ہام سے

مین لگایا جب کہانا تیار ہو چکا تو انہین بڑی خاطر و مدارات سے کہلایا وہ کہانا کہا کر چلے گئے پہر عبد اللہ نے اپنے کارپردازون سے بلاکر دریافت کیا کہ آج کے کہانے مین کتنا خرچ ہوا ہے انہون نے حساب بتایا پہر دریافت کیا کہ اگر روزمرہ اتنا خرچ ہو جایا کرے تو ہمین کوئی بڑا ضرر تو نہین ہو پہنچنے کا کارپردازون نے جواب دیا حضور نہین آپ نے ارشاد کیا اچہا تو ان مہمانون سے یہہ کہدو جو آج آئے تہے کہ ہمیشہ صبح کو یہین کہانا کہایا کرو -

مصعب بن زبیر نے لکہا ہے کہ ایک سال امیر معاویہ حج کو تشریف لیگئے اور وہان سے پہر مدینہ منورہ کا قصد کیا جب وہان پہنچے تو امام حسین نے اپنے بہائی حسن سے کہا کہ تم معاویہ سے نہ ملنا نہ انہین سلام کرنا امام حسن نے فرمایا نہین مین ملونگا کیونکہ معاویہ کا مجہپر بہت بڑا دین ہے ——— چنانچہ سوار ہو کر تشریف لیگئے اور اپنے ذمہ کا قرض یاد دلایا - اسی اثنا مین ہمی ہزار دینار سے ایک اونٹنی لدی ہوئی سامنے آئی اسپر اسقدر بوجہ تہا کہ اسکی ٹانگین جہدری ہوئی جاتی ہتین - معاویہ نے دریافت کیا کہ اس اونٹنی پر کیا ہے - لوگون نے جواب دیا کہ اسی ہزار دینار ہین امیر معاویہ نے فرمایا کہ یہہ دینار معہ اونٹنی کے امام حسن علیہ السلام کے گہر ہو بجا دو - اسد اکبر یہہ سخاوت ہے کہ اتنا اپنا ہی قرض لینا اور اسپر پہر یہ فیاضانہ بخشش —

واقدی لکہتے ہین کہ میرے والد محمد واقدی نے خلیفہ مامون کو لکہا کہ مجہپر قرض بہت ہے اور اب مجہسے بے ادا کئے رہا نہین جاتا خلیفہ نے اس رقعہ کی پشت پر لکہا کہ تم ایسے آدمی ہو کہ جسمین دو صفتین جمع ہین ایک تو سخاوت اسلئے تمہارے پاس کچہ نہ رہا دوسرے حیا کہ جسکے باعث تم نے کبہی اپنا حال ہم سے نہ کہا - ایک لاکہہ درم کا مین نے تمہارے لئے وزیر خزانہ کو حکم دیدیا ہے اگر خاطر خواہ وہ تمہاری حاجت روائی کے لائق ہون تو خوب ہاتہہ پہیلاؤ اور لوگون کو دو - ورنہ قصور تمہارا ہی ہے خود کردہ را چہ علاج اور جسوقت تم خلیفہ رشید کی طرف سے قاضی تہے ایک حدیث تم نے مجہسے بیان کی تہی کہ محمد بن اسحاق زہری حضرت انس سے راوی ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے زبیر بن عوام سے فرمایا - اے زبیر جان رکہہ کہ بندون کے رزق کی کنجیان عرش کے مقابل ہین جسقدر کوئی بندہ خرچ کرتا ہے اسیقدر اللہ تعالی اسے بہیجدیتا ہے جو زیادہ کرتا ہے اسکے لئے زیادہ اور جو کم کرتا ہے اسکے لئے کم اتنی اور تم مجہسے زیادہ جانتے ہو واقدی کہتے ہین کہ بخدا اسوقت ایک لاکہہ درم مجہے زیادہ محبوب نہ معلوم ہوئے جتنا اس حدیث کا مضمون یاد دلانا اچہا معلوم ہوا -

جو حدیثین رسول اکرم کی مختلف کتب احادیث سے نقل کی گئین ان سے یہہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جیسے مسلمانون کے ہان خیرات و سخاوت کا رواج ہے اور اسکو اصل دین سمجہا گیا ہے ایسا کسی مذہب مین نہین ہے اور رسول اکرم کی ان احادیث نے مسلمانون پر جتنا اثر کیا وہ بہی کچہہ معتبر تاریخون سے لکہا اور آگے لکہتا ہون - جو ہمدردی اور اخوت باہمی مسلمانون مین تہی نہ کسی قوم مین ہوئی نہ آیندہ ہو گی انہون نے اپنی نبی اکرم کے حکمون کے آگے نہ صرف اپنا مال آرام اور چین صدقہ کر دیا بلکہ اپنی جانین تک نثار کر دین اور پہر فخر یہی سمجہا مسلمان جان دیتے تہے مگر - پہر اسکے بدلہ دینے کی کوشش کرتے تہے - مثلا ایک شخص نے حضرت امام حسن سے اپنی کسی حاجت کا سوال کیا آپ نے فرمایا اے شخص تیرا حق مجہپر بہت ہے اور مین یہہ بہی اندازہ نہین کر سکتا کہ تجہکو کیا دون اور جسقدر میرے خیال مین تجہے دینا چاہیے میرے پاس نہین ہے - جو کچہہ میرے پاس ہے وہ مین بخوشی حاضر کر سکتا ہون بشرطیکہ تو اسے قبول کرلے اور مجہکو زیادہ دینے کے لئے کسی تکلیف اور حیلہ کی حاجت نہ پڑے اس شخص نے کہا کہ جو کچہہ اے ابن رسول اللہ آپ عنایت فرمائینگے مین آپکا مشکور ہونگا اور اگر نہ دینگے تو اسمین بہی آپکو معذور سمجہونگا - پہر آپنے اپنے کارپردازون کو بلایا اور ان سے کہا کہ تین لاکہہ درم مین سے جو کچہہ بچے ہین یہان لے آؤ انہون نے پچاس ہزار درم لاکر رکہدیے پہر آپنے فرمایا کہ پانسو دینار بہی تہے انہون نے کہا حضور موجود ہین کہا وہ بہی لے آؤ پانسو دینار اور پچاس ہزار درم اس شخص کے حوالہ کئے جب وہ لیکر چلا گیا تو ملازمین نے عرض کیا کہ ہمارے پاس اب نہ کوئی درم ہے نہ دینار آپ نے فرمایا کہ خدا اسکا ثواب بہت بڑا دیگا -

جس زمانہ مین حضرت ابن عباس بصرہ کے عامل تہے وہان کے قاری آپکی خدمت مین حاضر ہوئے اور کہا کہ ایک شخص ہمارے ہمسایہ مین رہتا ہے اور وہ دن کو روزہ رکہتا ہے رات کو جاگتا ہے مگر مفلس انتہا درجہ کا ہے آج اسکی بیٹی کا نکاح ہے مگر افسوس یہ ہے کہ اسکے پاس ایک چہتر ابہی بیٹی کو جہیز مین دینے کو نہین ہے یہہ سنتے ہی ابن عباس اٹہہ کہڑے ہوئے اور ان قاریون کو اپنے گہر کے ایک کمرہ مین لیگئے کنجی سے ایک صندوق کا قفل کہولا اور ان سے کہا کہ چار تہیلیان اسمین سے اٹہالو اور اسکے گہر لیچلو کہ ہم اس کی

شاہون اور گداؤن کو ایک کردیا اور یہہ کہا کہ کل مومن آپسمین بہائی ہین - محمدؐ نے نبی ہونے پر بہی ہمیشہ یہی دعا مانگی کہ میرے اخلاق درست ہون اور مجھے مکارم اخلاق کا سب سے زیادہ حصہ ملے - اسلئے دین محمدی ہی کی بنیاد اخلاق پر رکہی گئی ہے اور دنیا مین کوئی قوم اخلاق مین مسلمانون سے زیادہ فخر نہین کرسکتی - آپ یہہ دعا مانگا کرتے تہے "اللہم حسن خلقی وخلقی" اور فرماتے "اللہم جنبنی منکرات الاخلاق" یعنے الہی میرا ظاہر وباطن اچہا کر اور مجکو برے اخلاق سے علیحدہ کر - یہہ نبی کی شان ہے کہ جو اعلے درجہ کی خلق

بیٹی کو وداع کردین اسلئے کہ مین یہہ نہین چاہتا کہ اس ولی اللہ کو روپیہ دیکر اسکی ریاضت وعبادت مین مخل ہون - چنانچہ یہی کیا گیا - اور اسکی بیٹی نہایت عمدگی سے وداع ہوگئی -

جس زمانہ مین عبد الحمید بن سعد مصر کا گورنر تہا ایک خوفناک قحط سالی پڑی جہانتک اس بیچارہ سے ہوسکا اسنے غربا کی مدد مین اپنی گرہ کا خرچ کیا - اور کسی شخص کو تکلیف مین نہ رہنے دیا - یہانتک کہ گورنری سے معزول ہوگیا اسوقت اسپر بچاس لاکہہ درم کا قرض تجار کا تہا کیونکہ یہہ روپیہ اسنے غربا اور مساکین کو بانٹا تہا - سوداگرون کے پاس اپنی مستورات کا زیور گرو رکہا جب بہت دن گزر گئے تو سوداگرون نے لکہا کہ حضرت روپیہ بہیجکر گہنا منگا لیجئے وہان سے عبد الحمید نے لکہا کہ اس گہنے کو فروخت کر کے تم اپنا روپیہ لیلو اور جو کچھ بچے وہ میری طرف سے ان مساکین کو دیدو کہ جنکو مین نہ دیسکا تہا -

اور طالب بن کثیر سے جو شیعہ المذہب تہے ایک شخص نے سوال کیا کہ علی کے نام پر مجھے اپنا فلان باغ دیدو انہون نے کہا کہ مین نے وہ باغ اور دوسرا باغ جو اس سے کئی درجہ بڑا ہے علی کے نام پر تجھے دیا -

ابو مرثد ایک سخی شخص تہا اس کی تعریف ایک شاعر نے کی اسنے کہا کہ مین تنگدست ہون تجھے کچھ دے نہین سکتا - ہان یہہ ہوسکتا ہے کہ قاضی کے ہان تو مجپر ہزار درم کی نالش کر مین اقبال دعوے دیدونگا جب مین قید ہونگا خواہ مخواہ روپیہ دیکر میرے گہر والے مجھے چہڑا لینگے شاعر نے ویسا ہی کیا اور ایک ہزار درم اس کے رشتہ دارون سے لیلئے -

محسن بن زائدہ جس زمانہ مین کہ عراق عرب اور عراق عجم کا عامل تہا اسکے عہد مین ایک شاعر آیا لیکن اپنی کوشش کے بعد بہی باریاب درگاہ سلطانی نہوا آخر - شاعر نے امیر کے ایک خادم کو گانٹھہ لیا اور اس سے کہا کہ جوقت امیر باغ مین تشریف لیجادین مجھے مطلع کیجو - خادم امیر نے عین موقع پر شاعر کو اطلاع دی - شاعر نے ایک شعر لکڑی پر لکہکر اس نہر مین ڈالدیا جس کے کنارہ پر امیر سیر کرنے آتے تہے -

جب امیر وہان سے گزرے تو اس لکڑی کو اوٹہا کر دیکہا ـــــ شاعر کو بلوایا اور دس ہزار درم اسکو عنایت کئے اور وہ لکڑی جسپر یہہ شعر لکہا ہوا تہا ع اے سخائے معن توئی اس سے کہہ میرا سوال + کوئی اس تک ہی نہین تیرے سوا میرا شفیع اپنے سرہانے رکہلیا صبح کو پہر اس لکڑی کو اٹہا کر دیکہا پہر ایک لاکہہ درم دوسرے دن اسے بلاکر اور بہی دئے شاعر یہہ سمجہا کہ کہین مجھسے یہ زر کثیر واپس نہ لیا جائے وہ ایک لاکہہ دس ہزار درم لیکر چلتا ہوا تیسرے دن پہر امیر نے اسے بلوایا لیکن وہ وہان نہ تہا امیر نے فرمایا کاش اگر وہ شاعر نہ جاتا تو مین اسے یہانتک دیتا کہ میرے پاس ایک بہی درم نہ رہتا

ابو الحسن مدائنی لکہتے ہین کہ ایکبار حضرت امام حسن حسین اور عبد اللہ بن جعفر حج کرنے تشریف لیگئے راہ مین یہہ تینون صاحبزادے قافلہ سے بچہڑ گئے - اب پیاس اور بہوک کا ان پر غلبہ ہوا یہہ اوسانہ نظرون مین چارون طرف تکنے لگے ربی دیہ کی تلاش مین ایک جہونپڑہ دکہائی دیا وہان یہہ تینون صاحبزادے پہونچے اس جہونپڑہ مین ایک بڑہیا بیٹہی ہوئی تہی حضرت امام حسن نے دریافت کیا کہ اے ضعیفہ کیا تیرے پاس پانی ہے کہا دودہ تو رکہا ہوا ہے - تینون صاحبزادون نے دودہ پیا یہہ کہا کہ تیرے پاس کچھ کہانے کو ہے اسنے کہا کہ کہانے کو تو میرے پاس کچھ نہین ہے صرف یہہ بکری کہڑی ہے اگر تم مین سے اسے کوئی ذبح کردے اور صاف کردے تو مین ابہی پکا دونگی حضرت امام حسن نے اسکی تعمیل حکم کی اس بڑہیا نے فوراً کہانا تیار کردیا تینون صاحبزادون نے پیٹہکر خوب پیٹ بہر کر کہانا کہایا چلتے وقت اس بڑہیا سے کہا کہ ہم قریشی ہین اسوقت ہم حج کرنے جاتے ہین اگر تو مدینہ منورہ آئیگی تو ہم اسکا معاوضہ تجھے دینگے یہہ کہکر آپ تشریف لیگئے - اتنے مین اسکا خاوند آیا اور اسنے اپنی بکری کو نہ پایا اسنے سارا حال بیان کردیا وہ غضبناک ہوکر کہنے لگا کہ تو عجیب دیوانی ہے خبر نہین کہ کون دم دیکر بکری کہا گئے

قابلیت ہونے پر بھی الہی کے خواہشمند رہتے کہ مجھے خلق کی عادت دے۔ اپنی امت کے لئے گویا یہ بہت بڑا سبق ہے کہ چاہے کسی قسم کا کمال حاصل ہو جائے لیکن پھر بھی انکساری سے اسے ناچیز ہی خیال کرو۔ چنانچہ آپ کی یہ دعا قبول ہوئی اور خدائے تعالیٰ نے آپکی صفت کلام مجید میں کی ہے۔ سعد بن ہشام لکھتا ہے کہ میں حضرت بی بی عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے آنحضرت کے خلق کا حال پوچھا انہوں نے جواب دیا کہ کیا تو قرآن کی تلاوت کیا کرتا ہے میں نے عرض کیا ہاں فرمایا کہ محمد ﷺ کا خلق قرآن مجید ہے۔ قرآن مجید میں خدائے تعالیٰ نے خود محمد ﷺ کو تعلیم کی ہے چنانچہ وہ فرماتا ہے۔

تھا۔ کئی مہینے کے بعد وہ دونوں پورا تو پڑی مدینہ منورہ میں آئے اور یہاں انہوں نے کئی سینکیاں جنگل سے چن کر شہر میں لاکر بیچا کرتے تھے۔ ایک دن حضرت امام حسن اپنے دروازہ کے آگے بیٹھے ہوئے تھے اور وہ بڑھیا خشک سینکیاں چنی ہوئی آگے سے نکلی آپ نے اسے پہچان لیا اور اسنے اصلا نہ پہچانا پھر آپنے اپنے آدمی کو بھیجکر اسے بلایا اور کہا کہ تو نے مجھے نہیں پہچانا وہ بولی کہ نہیں آپنے فرمایا کہ میں ان میں کا ایک شخص ہوں جو تیرے ہاں فلاں تاریخ مہمان ہوئے تھے اور تونے اپنی بکری ہمیں کھلائی تھی پھر آپنے ایک ہزار دینار اور ایک ہزار بکریاں اس بڑھیا کو دیں اور اپنے آدمی کے ساتھ امام حسین کے پاس بھیج دیا انہوں نے بڑھیا کی خاطرداری کی اور پوچھا کہ امام حسن نے تجھے کیا دیا ہے اسنے بتادیا پھر آپنے بھی ایک ہزار دینار اور ایک ہزار بکریاں دیں— اور اسے اپنے آدمی کے ساتھ عبد اللہ بن جعفر کے پاس بھیجدیا انہوں نے دریافت کیا کہ دونوں نے تجھے کیا دیا اسنے وہی بتایا پھر آپنے دو ہزار دینار اور دو ہزار بکریاں اسے دیں اور کہا کہ اے بڑھیا اگر تو پہلے میرے پاس آتی تو میں تجھے اسقدر دیتا کہ پھر امام حسن کو بھی مشکل پڑ جاتی۔ یہ بہت سارا سامان لیکر وہ اپنے خاوند کے پاس آئی اور کہا کہ یہ اس ایک بکری کا عوض ہے جو میں نے ان چند جوانوں کو بلاکر کھلائی تھی— کیا مہذب دنیا کا کوئی سخی اور امیر ایسا ہوا ہے کہ جو اتنے سے احسان کا اتنا معاوضہ دے اور سخاوت وخیرات کرنی اپنا فرض عین سمجھے مشرقی کہانیوں اور کہاوتوں میں حاتم کی سخاوت بہت مشہور ہے یہاں تک کہ ہمارے سعدی نے بھی سخاوت کی تشبیہ دیتے وقت حاتم کا ذکر کیا ہے حالانکہ ان پاک نفوس کے سامنے بھلا اسکا ذکر کیا گیا— آئندہ ہوگا حاتم کچھ چیز نہ تھا۔ ہماری جہالت اور ناعلمی کی وجہ ہے کہ ہم نے بزرگوں کے حالات بھلا دیئے اور ایسے اندھے ہوگئے کہ ہمیں ان کے نیک خصائل اور عالی ہمتی کا خوشنما سین دکھائی نہ دیتا۔ وہ خود مصیبت میں ہوتے تھے لیکن دوسرے کو مصیبت میں دیکھ نہ سکتے تھے ممکن نہیں کہ وہ خود پیٹ بھریں اور ان کا ہمسایہ بھوکا رہے۔

ایکدن عبد اللہ بن عامر کریز مسجد سے اپنے گھر تنہا تشریف لا رہے تھے ثقیف کے قوم سے ایک لڑکا آپ کے ساتھ ساتھ ہو لیا جب بہت دور تک ساتھ چلا گیا تو عبد اللہ نے پھر کر دریافت کیا کہ تو میرے ساتھ کیوں آتا ہے— اور تیرا کیا کام ہے۔ اس نے کہا کہ کام تو میرا کچھ بھی نہیں ہے صرف میں اسلئے حضور کے ساتھ ہوں کہ اگر خدا نخواستہ آپ پر راہ میں کوئی آفت آگرے تو میں سینہ سپر ہوں اور اسکو بچاؤں۔ عبد اللہ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور اپنے گھر لے آئے اور دس ہزار دینار اسے عطا کئے اور کہا—

خنک آنکہ کوچہ تو دارد نسیم

خلیفہ ہارون رشید جسکی شوکت اور عظمت کی دھاک تمام مسیحی دنیا میں بچھ رہی تھی اور جسنے قسطنطنیہ کا محاصرہ کر لیا تھا جیسا خود اپنا جلال بڑھانا چاہتا تھا اسیقدر اپنی رعیت کی نمائش کی بھی فکر اسے بہت رہتی تھی خصوصاً وہ علماء پر جان دیتا تھا امام مالک بن انس کو اسکے دربار میں اعلیٰ درجہ کی شوکت حاصل تھی ایکدن کسی وجہ سے ہارون الرشید نے پانچسو دینار امام مالک کو بھیجے۔ خبر لیث بن سعد کو پہونچی انہوں نے ایک ہزار دینار امام مالک کی خدمت میں روانہ کئے۔ خلیفہ کو یہ سنکر بڑا معلوم ہوا۔ لیث بن سعد کو بلا کر کہا کہ میں نے صرف پانسو دینار دیئے اور تم نے اس کے تو کہیں ایک ہزار دینار دیئے یہ خلاف تہذیب ہے۔ لیث بن سعد نے عرض کیا کہ حضور ایک ہزار دینار روز کی میری آمد ہے بھلا آپ خیال فرما سکتے ہیں کہ میں اتنے بڑے فاضل اجل کو کیونکر اپنے ایک دن کی بھی آمدنی نہ دیتا۔

بغداد میں اس شخص کی سخاوت کی بڑی دھوم تھی جب تک کہ علی الصباح مساکین کو نہ کھلا لیتے ہرگز ایک نوالہ منہ میں نہ ڈالتے۔

عبد الملک بن مروان نے اسماء بن خارجہ سے کہا کہ مجھکو تمہاری چند خصلتوں کی خبر پہونچی ہے ان کو مجھسے بیان کرو تو انہوں نے جواب دیا کہ حضور اگر یہ باتیں میری نسبت غیر سے سنتے تو مجھ سے سننے کی نسبت بہتر ہوتا۔ فرمایا نہیں تجھے خدا کی قسم تو ہی بیان کر عرض کیا یا امیر المومنین میں نے کبھی اپنے ہمنشین کے سامنے پیر نہیں پھیلایا اور جب کبھی میں نے کھانا پکا کر لوگوں کی دعوت کی ہے تو جسقدر میرا احسان ان پر ہوا اس سے زیادہ میں نے ان کا احسان اپنے اوپر سمجھا اور جب کبھی کوئی شخص مجھسے مانگنے آیا تو جو کچھ میں نے اس کو دیا کبھی بہت نہیں جانا۔

خذ العفو وامر بالعرف واعرض عن الجاهلين

یعنی خو پکڑ معاف کرنا اور کہہ نیک کام کو اور کنارہ کر جاہلون سے - خدائے تعالی نے نبی عربی کو تنبیہ کی ہے کہ تو عفو سیکھہ — اور جاہلون سے کنارہ کر پھر قرآن مجید مین آیا ہے —

ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربی وینہی عن الفحشاء والمنکر والبغی

یعنی اللہ حکم کرتا ہے انصاف کو اور بھلائی کو اور ——— اورون کے دینے کو —

اور منع کرتا ہے بے حیائی کو اور نامعقول کام کو اور سرکشی کو - جس شخص نے اس کے خلاف کیا — اُسنے گویا خدا کے خلاف کیا اور جسنے خدا کے خلاف کیا وہ مسلمان ہی کب ہے - اور پھر قرآن مین آیا ہے —

واصبر علی ما اصابک ان ذالک من عزم الامور

اور سہار جو کچھ تجھپر پڑے بیشک یہہ ہین ہمت کے کام

خدا کے اسی حکم نے محمد کو ایسا اپنی جگہہ پر مستحکم کر دیا کہ جبتک خدا کی سچی وحدت کا عالم سے تسلط نہ ہوا باز نہین آیا اور پھر اللہ تعالی نے فرمایا —

ولمن صبر وغفر ان ذالک لمن عزم الامور

البتہ جسنے سہا اور معاف کیا بیشک یہہ کام ہمت کے ہین

مین نہین خیال کر سکتا کہ ایسی تعلیم کہ جو قانون قدرت کے موافق ہے کسی اور کتاب مین پائی جاتی ہو

سعد بن خالد بہت بڑا نامور سخی مشہور تھا جو کچھ اسکے پاس ہوا وہ اسنے تقسیم کر دیا اور اگر ایسے موقع پر کسی نے کچھ مانگا کہ اسکے پاس کچھہ نہوا تو اسے تمسک لکھدیتا تھا کہ جب میرے پاس ہوگا مین تجھے دیدونگا اسی قسم کا جب زیادہ قرض ہوگیا تو سلیمان بن عبد الملک پاس آیا - سلطان کو سعد بن خالد کی کیفیت خوب معلوم تھی صورت دیکھتے ہی کہا آپ معلوم ہوتا ہے کہ مقروض زیادہ ہوگئے ہین کہا ہان تیس ہزار دینار کا مین مقروض ہون سلیمان نے ساٹھہ ہزار دینار اسے دیدیئے —

لکھا ہے کہ قیس بن سعد بن عبادہ بیمار ہوا - اقارب اُن کی عیادت کو نہ آئے انہون نے سبب دریافت کیا کہ کوئی میری عیادت کو نہ آیا - کسی نے کہا کہ وہ اسلئے آتے ہوئے شرماتے ہین . . . کہ وہ آپ کے مقروض ہین آپنے ایسے مرض کی حالت مین ٹھنڈا سانس بھر کر کہا خدا اس مال کو ذلیل کرے کہ جو بھائیون سے نہین ملنے دیتا پھر آپنے اپنے ایک خادم سے فرمایا کہ تو پکار دے قیس نے اپنا قرض سب پر معاف کیا یہہ خبر پہونچتے ہی لوگ اس کثرت سے آئے کہ قدم رکھنے کو جگہہ نہ تھی —

اس قسم کی ہزارون روایتین ہین کہ جن سے اسلام کی شان معلوم ہوتی ہے جو شخص کہ کنجوس اور دنیا پرست ہوگا اسے تو یہ اچھی نہین معلوم ہون گی مگر جسنے حمیت قومی کا مزا چکھا ہے اور عیش انسانیت کو جانتا ہے وہ خوب سمجھیگا کہ محمد عربی کی تاثیر نے وحشیون اور گنہگارون کو عالم کا مہذب یعنی خلیق عالم بنا دیا - جہانتک میرا تاریخی علم گواہی دیتا ہے مین نے آجتک کسی پیغمبر کی ہسٹری مین یہہ اثر نہین دیکھا —

نہ اس خیال سے کہ مین محمدی ہون بلکہ بحیثیت ایک محقق ہونے کے میرا فرض ہے کہ مین جو کچھ لکھون تاریخ اور واقعات کے مطابق ہو - لاکھون اسلامی کتابین جن سے یورپ نے بہت کچھ سبق حاصل کیا ہے مسلمانون کی تہذیب اور شائستگی اور خلق کی تعریف سے بھری پڑی ہین - اور جو کچھ ان مین بیان ہوا ہے انسانی زندگی کے سنوارنے کی تدبیرین بتائی گئی ہین وہ ایسی عجیب وغریب ہین جنکا کوئی اندازہ کر سکتا ہے —

پہر قرآن میں آیا ہے فاعف عنہم واصفح ان اللہ یحب المحسنین یعنے - سو معاف کر اور در گزر کر اللہ تعالی محبت رکہتا ہے نیکی والون سے - اور پہر قرآن مجید میں آیا ہے و لیعفوا ولیصفحوا الا تحبون ان یغفر اللہ لکم - یعنے اور چاہیے معاف کرین اور در گزر کرین کیا تم نہین چاہتے کہ اللہ تمہین معاف کرے ،، قرآن مجید مین دوسری جگہہ آیا ہے - ادفع بالتی ھی احسن فاذا الذی بینک و بینہ عداوۃ کانہ ولی حمیم یعنے جواب مین لوکہ اس سے بہتر پہر جو تو دیکہے تو جسمین تجہمین دشمنی تہی وہ دوست دارہی ناتے والا - اور جگہہ مین ہے - الکاظمین الغیظ و العافین عن الناس و اللہ یحب المحسنین ،، یعنے ،، تھامتے ہین غصہ کو اور معاف کرتے ہین لوگون کو اور اللہ تعالی چاہتا ہے نیکی والون کو ،، پہر فرمایا - اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضا - یعنے بچتے رہو بہت تہمتین کرنے سے مقرر بعضے تہمت گناہ ہے اور بہید نہ ٹٹولو کسیکا اور برا نہ کہو پیچہے ایک دوسرے کو -

اس والا شان بنی کی یہ تعلیم تہی جو اس نے اپنی امت کو فراخی اور اولوالعزمی سے دی - آپ بہت زور شور سے فرمایا کرتے ہے کہ ،، مین اسلیئے بہیجا گیا ہون کہ مکارم اخلاق کو پورا کرون - یہی تمام عمر کوشش رہی اور یہی آپ نے اپنی امت کو سکہایا جب خدا کی طرف سے تعلیم پوری ہو چکی تو وہ نبی کی شان مین فرماتا ہے ،، انک لعلی خلق عظیم ،، اور تو پیدا ہوا ہے بڑے خلق پر ،، پہر آنحضرت نے فرمایا - اللہ تعالے مکارم اخلاق کو پسند کرتا ہے اور انمین سے برے اخلاق سے ،، نفرت رکہتا ہے ،،

ایکدن طے کے قیدی آنحضرت کی خدمت مین حاضر کیئے گئے ایک لڑکی بہی ان مین تہی اسنے بادب عرض کیا کہ اگر آپ مصلحت سمجہین تو مجہے رہا فرماوین کیونکہ مین اپنی قوم کے قبائل کی سردار کی بیٹی ہون لوگ مجہپر ہنسینگے میرا باپ اپنی قوم کی حمایت کرتا تہا اور قیدی کو رہائی دیتا تہا بہوکے کا پیٹ بہرتا تہا - اور سلام کا افشا کرتا تہا کبہی کسی حاجت کے طالب کو محروم نہین پہیرا مین حاتم طائی کی بیٹی ہون - محمدؐ نے کہا اے لڑکی یہہ صفت سچے ایمانداروں کی ہے اور پہر فرمایا کہ اسکو چہوڑ دو - انس کہتے ہین کہ آنحضرت نے کوئی عمدہ نصیحت ایسی نہین چہوڑی جسکی طرف ہمکو نہ بلایا ہو اور نہ کوئی عیب اس قسم کا چہوڑا جس سے ہمکو ڈرایا نہو اور نہ منع کیا ہو آپ اکثر یہی فرمایا کرتے تہے ،، ان اللہ یامر بالعدل والاحسان الآیہ ،، اللہ حکم کرتا ہے انصاف کرنیکا اور نیکی کرنے کا ،، -

حضرت معاذ بن جبل فرماتے ہین کہ مجہے رسول اکرم یہہ نصیحت کیا کرتے تہے ،، اے معاذ مین تجہکو وصیت کرتا ہون خدائے تعالی سے ڈرنے کی اور سچ بولنے اور عہد پورا کرنے اور امانت ادا کرنے اور خیانت نہ کرنے اور ہمسایہ کا لحاظ رکہنے اور یتیم پر رحم کرنے اور نرم گفتگو کرنے اور سلام کے فاش کرنے کی اور حسن عمل اور کوتاہ کرنے امل کی اور ایمان پر جمے رہنے اور قرآن کی سمجہہ پیدا کرنے اور آخرت کی محبت اور حساب سے خائف رہنے اور بازو کو پست رکہنے کی اور مین تجہکو منع کرتا ہون

کہ کسی کو گالی مت دینا۔

اور سچے شخص کو جھوٹا مت ٹھیرانا اور کسی گنہگار کی اطاعت نکرنا اور امام عادل کی نافرمانی مت کرنا اور زمین مین فساد مت کرنا اور تجھکو وصیت کرتا ہون خدائے تعالی سے ڈرنے کی۔ اور یہہ کہ ہر گناہ پر توبہ نئی کرنا پوشیدہ گناہ کے لئے پوشیدہ توبہ اور ظاہر کے لئے ظاہر ۱۱

محمدؐ کی تعلیم ہمیشہ اسی قسم کی رہی اور جسنے سبھی صفات انسانی سے مخلوق خدا کو بہرہ ور کیا سب سے زیادہ حلیم اور سب سے زیادہ شجاع اور سب سے زیادہ عادل تہا۔ اسکی پارسائی بہی اس کی شان کے مساوی ہتی۔

اسکی سخاوت کی دہوم تمام عالم مین مچ رہی ہتی۔ وہ اپنے پاس دنیار و درم شب کو نہ رکہتا تہا اور اگر کبہی کچہہ بچ رہتا اور کوئی لینے والا نہ ملتا اور شب ہوجاتی پہر بہی وہ اپنے مکان مین نہ آتا جب تک کہ اس دنیار یا درم کو کسی محتاج کو نہ دے دیتا۔ جو کچہہ اسے حاصل ہوتا صرف اپنی سال بہر کی غذا رکہہ لیتا اور وہ بہی سب سے زیادہ ارزان اور سہل الوصول خرما اور جو کی ہوتی ہتی اور جو کچہہ بچتا اللہ کی راہ پر جو چاہتا اون کو دیدیتا اس سال بہر کی قوت مین سے بہی مساکین کو دیتا تہا آپ بہوکا رہتا مگر دوسرے کے پیٹ بہرنے کی زیادہ فکر رہتی۔ کبہی کبہی دن کا اسپر فاقہ گزر جاتا اور وہ اف نکرتا۔ اپنے ہاتہہ سے ہمیشہ اپنی جوتی گانٹہا کرتا تہا۔ اپنے ہاتہہ سے اپنے کپڑے مین پیوند لگاتا۔ اور آپ اپنے گہر کا سارا کام کرتا۔

اسکی حیا بہی سب سے زیادہ ہتی وہ کسی کے چہرہ کی طرف آنکہہ بہر کر بہی نہ دیکہتا۔ وہ بکشادہ دلی آزاد اور غلام دونو کی دعوت منظور کرتا تہا۔ اور جو شخص خوشی سے ہدیہ لاتا اس سے زیادہ خوشی سے قبول کرتا چاہے دودہ کا ایک گہونٹ ہو یا خرگوش کی ران ہو۔ اور پہر ہدیہ کی مکافات کرتا۔ لونڈیون باندیون اور انتہا درجہ کی مساکین کی دعوت قبول کرتا تہا۔ اور جو شخص خوشی سے ہدیہ لاتا اس سے زیادہ خوشی سے قبول کرتا۔ اور کبہی کسی قسم کی شرم ان کے گہر جانے مین نکرتا۔ اسنے کبہی غصہ نہ کیا اور غصہ والون کو ہمیشہ ناپسند کیا اسنے کبہی کسیکا احسان نہین لیا ایکدفعہ ایک سخت معرکہ مین مشرکون نے ایک درخواست دی کہ اگر حکم ہو تو ہم آپکی طرف سے آپکے مخالفین سے جنگ کرین آپنے فرمایا کہ مین مشرکون کا احسان لینا نہین چاہتا حالانکہ وہ آپ پر سخت وقت تہا مخالفین کثرت سے تہے اور اپنی گروہ کی تعداد کچہہ بہی نہ تہی۔

اسنے کبہی پر تکلف کہانے کی خواہش نہ کی جو کا دلیا یا صرف روٹی یا خرما یہہ اسکی روزمرہ کی خوراک تہی کا نہ بہنے ہوئے گوشت کی قید تہی۔ نہ گیہون کی نہ جو کی روٹی نہ روٹی کے ساتہہ شہد کی غرض جو کچہہ ملتا بہت خوشی اور سادگی سے کہا لیتا۔ اس کا گیہون کی روٹی سے تازیست تین دن تک برابر پیٹ نہین بہرا یعنے کوئی تین دن تمام عمر مین ایسے نصیب نہین ہوئے کہ اس پر جلال شہنشاہون کے ایک شہنشاہ نے گیہون کی روٹی پیٹ بہر کر کہائی ہو۔ کیا اب بہی کوئی مخالف اسلام یہہ کہسکتا ہے کہ محمدؐ عربی کی باتین اور ترکیبین نمائش حاصل کرنیکی تہین۔ کیا اب بہی کسی کو شبہہ ہوسکتا ہے کہ مخلوق مین سے

تر نہ تھا۔ وہ ابھی زیست ہی میں لاکھوں قلوب پر حکومت کرنے لگا تھا مگر اس نے کبھی اپنی
شوکت دنیوی یا حکمرانوں کی طرح نہ چاہی۔ وہ جیسا مفلسی اور بیکسی یا تنہائی میں حلیم اور غریب
مسکین تھا ویسا ہی حالت شوکت حاصل کرنے اور لاکھوں دلوں کو اپنا گرویدہ بنانے میں بھی اسکی یہی ہمیشہ
سے اسی جھونپڑہ میں زندگی بسر کی جسمیں بے سروسامانی کی حالت میں رہتا تھا۔ انس اسکا خادم
لکھتا ہے کہ جتنی برس میں نے نبی کی خدمت کی تنی میں نے بنی کی نہین کی۔ اس نے کبھی کبھی گھریلو کام سے
مجھے نہ کہا کچھ میں نے کر دیا اعتراض نہ کیا نہ مجھے منع کیا اور جس چیز کی ضرورت ہوئی وہ آپ اٹھا کر
لیلی۔ اپنی قوم میں سے کوئی شخص بیمار ہوتا آپ کئی کئی بار اسکی عیادت کے لئے جاتے نہ کسی قسم کا تکلف
تھا اور نہ نمائش تھی۔ کبھی رستہ چلتے وقت کسی کو ستاتا اور دل میں نہیں لایا غرور نخوت اور دشمنوں میں تنہا
اسکے افعال کردار میں تکبر کا نام و نشان بھی نہ تھا لیکن ہاں اس حلیمی اور مسکینی پر بھی وہ ستودہ باوقار
تھا اور اس کا یہہ وقار فطرتی تھا جسمیں فطرت کے پورے ہنر کی بانگی معلوم ہوتی تھی۔ نہایت بالغ نظر خوش خصم
کلام کرتا۔ خندہ پیشانی سے جیسا دوستوں سے باتیں کرتا ایسا ہی اپنے دشمنوں بلکہ چہرہ سے دشمنوں کو بھی
ہونے دیتا۔ اس نے دنیاوی کسی بات پر تعجب۔ نہ کیا ان فطرت کے گوناگون کرشموں کو دیکھتا اور
ان میں خوب فکر کرتا۔ کپڑے پہننے میں بھی اسے کچھہ تکلف نہ تھا۔ وہ لاکھوں روپوں کا تاج اپنے سر پر
رکھہ سکتا تھا لیکن معمولی پھٹے ہوئے پیوند دار کپڑے کا شاملہ باندھے رہتا کبھی چھوٹا سا کمبل اور کبھی
یمن کی چادر اور کبھی صوف کا جبہ جو مباح مال سے ملتا اپنے استعمال میں لاتا۔ اسنے کبھی اپنی سواری
کے ساتھہ اپنے غلام کو نہیں چلایا۔ اگر دو سواریاں میسر نہ آئی تھیں تو غلام کو پیچھے بٹھا لیتا تھا وہ
ہر سواری پر بشوق سوار ہوتا تھا۔ کبھی اونٹ پر کبھی گھوڑے پر۔ کبھی دراز گوش پر کبھی سبزہ خچر پر کبھی
پیادہ پا کبھی برہنہ پا کبھی بلا عمامہ چلتا اور ایسے ان حالتوں میں رہکر نہ نخوت ہوتی تھی نہ شرم آتے
خوشبوؤں سے ہمیشہ رغبت تھی فقیروں مساکین اور بینواؤں کے ساتھہ پہلو بہ پہلو بیٹھتا ان کو کھانا
کھلاتا اور ان کے ساتھہ آپ بھی بیٹھکر کھانا کھاتا۔ کبھی اس پاک نفس نے کسی کو نہ جھٹلایا جو عذر جس نے
پیش کیا وہ بخوشی قبول کر لیا۔ کبھی اسنے سچ کے سوا کچھہ نہیں کہا۔ وہ کبھی کبھی مسکراتا تھا مگر زور سے
کبھی نہ ہنسا۔ آپ اپنے ملازمین کو اپنے ساتھہ بیٹھا کر کھانا کھلاتے اور اپنے برابر کپڑا پہناتے۔ اسکا
سونا جاگنا اٹھنا بیٹھنا وہ سب ہماری اصلاح کے لئے تھا۔ اور اس سے بہت بہت کچھہ نکات حاصل
ہوتے تھے۔ اور مسلمین سبق لیتے تھے۔ اسنے کبھی کسی مسکین پر بادشاہ وقت کو ترجیح نہ دی ایک
مجلس میں دونو سے ایک برتاؤ کرتا۔ یہہ اس امی نبی کی صفات ہیں کہ جو دہرا یتیم معصوم بچہ
جس کی پرورش جہان کے وحشیوں اور گنڈریوں میں سخت بیکسی کی حالت میں ہوئی تھی۔ ایسے بچے
کا کہ جسنے نہ کبھی باپ کی سرپرستی دیکھی نہ ماں کی ممتا بھری آغوش کی گرمی کھائی وہ ایسا زبردست

مصلح ہو کہ نہ کوئی پیدا ہوا نہ ہوگا اس سے کیا پایا جاتا ہے صرف یہی کہ فطرت اسکی خود معلم ہی اور
پہلے ہی سے نورانی علم وفضل کے جلوے اس کے دماغ اور دل مین چمک چکے تھے۔ یہہ حالات تمام
کتب احادیث سے منتخب کر کے لکھے ہین اور جو ایسے ہی معتبر ہین کہ جیسے کوئی منصف شخص اندازہ
کر سکتا ہے۔

ارونگ لکھتا ہے کہ نہایت مشہور اور مہذب خیراتون مین زبان کی خیرات ہے کہ جس کی محمدؐ
نے عقلمندی سے بنیاد ڈالی"۔

بصرہ کا ایک باشندہ مدینہ مین آیا اور محمدؐ کا دین قبول کر کے اسنے التماس کیا کہ آپ اچھے چال چلن
کی مجھے کچھہ ہدایت فرمائین محمدؐ نے کہا کسی کی برائی نہ کیجو"۔ اسوقت سے وہ لکھتا ہے کہ مین نے کبھی کسی
کی برائی نہ کی نہ منہ پر نہ غیبت مین۔

اسلام کی تعلیم ہی اخلاق وتہذیب پر زیادہ مبنی ہے حدیث مین آیا ہے کہ گھر مین رہنے والون اور آنے
جانے والون کو سلام کرو اور دوستون راگیرون غیرون کے سلامون کا خندہ پیشانی سے جواب دو جو
شخص سوار ہے اسکا فرض ہے کہ پیدل کو سلام کرے اور پاپیادہ کا فرض ہے کہ بیٹھے ہوئے کو سلام کرے
اور ایک چھوٹا گروہ بڑے گروہ کو اور ایک نوجوان آدمی بڑے آدمی کو۔ جیسا کہ مفصلہ ذیل حدیث مین بیان
ہوا ہے۔ یسلم الراکب علی الماشی والماشی علی القاعد والقلیل علی الکثیر والصغیر علی الکبیر

ہمارے نبی کی نرم گفتاری عظیم الشان شوکت حاصل ہونے پر بھی ویسی ہی تھی جیسی غریبی اور بیکسی مین لیکن
یہودیون نے آکر محمدؐ سے کہا السام علیک (یعنے اے محمد تجھے موت آئے) آپنے جواب دیا علیکم۔
حضرت عائشہ فرماتی ہین مین نے عرض کیا بل علیکم السام واللعنۃ۔ اسپر آپنے فرمایا اے عائشہ خدا نرمی کو
پسند کرتا ہے اب خیال کرنے کی جگہہ ہے کہ جس نے کبھی نہ صرف اپنے مخالفون کا بلکہ دین کے دشمنون کا بھی
دل آزردہ نہین کیا اور ان پر مہربان ہی رہا کبھی ان سے تلخی بات نہ کی تو وہ مخلوق کا رحمت کیون
نہ ہوگا اور اسکی فضیلت اور انبیا مین کیون نہ تسلیم کی جائے گی۔

اس مستغنی اور سب مخلوق مین برتر اور افضل ذات نے کبھی کسی سے حتےٰ کہ اپنے معتقدون۔ ملازمون
اور غلامون سے بھی تعظیم نہ چاہی۔ حضرت انس آپ کے غلام کہتے ہین کہ ہمارے نزدیک کوئی شخص آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ محبوب نہ تھا مگر ہمارا دستور تھا جب آپکو دیکھتے تھے تو کھڑے نہوتے تھے اسلئے
کہ یہہ امر آپ ناپسند فرما چکے تھے۔ آپنے ایک مرتبہ فرمایا کہ جب تم مجھے دیکھا کرو کھڑے نہوا کرو جیسے عجمی کرتے
ہین۔ معاویہ کی روایت کے بموجب ابوداؤد وترمذی یہہ حدیث نقل کرتے ہین۔

من سرہ ان یمثل لہ الرجال قیاما فلیتبوء مقعدہ من النار

یعنے جس شخص کو یہہ اچھا معلوم ہو کہ لوگ اسکے لئے کھڑے رہین تو چاہئے وہ اپنی جگہہ دوزخ مین بنالے

اس انکساری اور مسکینی کو دیکہکر بہی کیا کوئی یا مصنف محمد پر یہ الزام [illegible]
دولت اور شوکت حاصل کرنے کے لئے یہہ ساری ترکیبین کین - اگر [illegible]
سے محمد کے سوانح عمری پر بغور نظر کریگا تو اُسے بہہ ضرور کہل جائیگا کہ محمد [illegible]
اسکی لائف ایسے ایسے فیکٹس سے پُر ہے کہ جنکو دیکہکر جتنا تعجب آتا ہے [illegible]
ہوتا گیا ہے - اسکی جتنی ہدایتین تہین وہ صرف یگانگت اور برادری [illegible]
تہا کہ کوئی شاہ وگدا امیر و فقیر دو دو نہین بلکہ باہم سگے بہائیون کی [illegible]

لا یقیم الرجل الرجل عن مجلسہ ثم یجلس فیہ ولکن توسعوا [illegible]

یعنے چاہئے کہ ایک شخص دوسرے کو اسکی نشست گاہ سے اوٹہا کر خود اس [illegible]
اور کشادگی کرو -

ان تمام مختصر باتون کے بعد جو مین نے اپنی نیک نیتی سے تحریر کی ہین [illegible]
کرتا ہون کہ جو غیر اسلام مین - وہ بہت آزادی سے ایک [illegible]
حالت ہو اسکی نسبت کیا رائے قایم ہو سکتی ہے اگر وہ مخالفین سے [illegible]
کے لئے جو جو اسنے مصیبتین اوٹہائین وہ اپنے نفس پر [illegible]
غریبی مین بسر ہوئی کہ جیسے ایک مفلس فقیر کی ہوتی [illegible]
جائے وحدت پرستی گہر گہر رائج ہوجائے [illegible]
حقارت کی نظرون سے نہ دیکہے -

سچی تہذیب اور سیویلزیشن کا پودہ ہرا بہرا کر لیا جائے - بس یہی [illegible] اور اسکے لئے اسنے
اپنی جان ہمیشہ خطرون مین پہنسائی آخر اولوالعزم [illegible] ارادہ کی پوری پوری کامیابی کے ساتہہ
اپنے ارادہ پر دہوم دہام سے کامیاب ہوا [illegible] کی ظلمت مٹہ گئی اور علم و شائستگی کا
نور چمکا -

جو کچہہ اسنے بتایا اور ہمین سکہایا ہماری روحانی ترقی کے لئے کافی تہا [illegible] روحانی قابلیت ہم
بخوبی بڑہا سکتے ہین اور سچی وحدت پرستی آسکتی ہے بشرطیکہ ہم [illegible] احادیث کو دیکہین
اور ان پر عمل کرین -

واشنگٹن جو ایک متعصب مصنف ہے [illegible] محمد کے چال
چلن پر یہہ ریمارک کرتا ہے - اس [illegible] شخص کی تہذیب [illegible] اسنے اپنی
نرم گفتاری سے خونخوار دشمنون کو اپنا کر لیا تہا اور یہہ اسکی نرم گفتاری ہی کا اثر تہا کہ اسکے دوست
اسپر اپنی جان قربان کرتے تہے اور اسی باعث سے دن بدن اسکی عزت زیادہ ہوتی گئی ؎

یہہ ہی تعلیمات محمدی کی اعلیٰ درجہ کی شان ہے کہ اسکے دشمن بہی اسکی صفات کے قایل ہون گو وہ
حقارت آمیز الفاظ مین اسکو بیان کرین جس نے ہمیشہ سچ بولنے اور وعدہ ایفا کرنے کی تاکید کی
اور امانت کی خیانت کرنے سے منع کیا اس سے زیادہ اور کون شخص سچی تہذیب سکہا سکتا ہے
بخاری کی ایک روایت میں عبداللہ بن عمرو سے روایت کرتے ہین آنحضرت نے فرمایا جس شخص مین یہہ چار چیزین
ہین وہ مسلمان نہین ہے بلکہ منافق ہے - اگرچہ وہ روزہ رکہے اور پانچون وقت نماز پڑہے اور سمجہے
کہ مین مومن ہون - اول جب بات کہے جہوٹ بولے دوم جب وعدہ کرے پورا نکرے - اور جب امانت
سپرد کی جاوے تو خیانت کرے ... اور جب کسی سے جہگڑے تو بیہودہ بکے" ظاہری پرستش اور
روزہ نماز پر دین محمدی منحصر نہین ہے بلکہ تمدن اور تہذیب پر مبنی ہے - یہہ چار چیزین جنپر
پولٹیکل ماریل سوشیل اصول منحصر ہین اسلام کے اعلےٰ اور برتر اصول مقرر کئے گئے ہین -
کیا ایسے دین پر کوئی مضحکہ اڑا سکتا ہے - کیا یہہ روشن اصول حقارت کرنے کے قایل ہین کیا یہہ
نیکیان اور ان کا بانی ناشائستہ الفاظ سے یاد کرنے کے قایل ہے - کیا ان افضل باتون پر کوئی
منہ آسکتا ہے ہرگز نہین - یہی اسلام ہے اور یہی اسکے اصول ہین خدا کرے ان کی عظمت کو
تمام عالم قبول کرے اور صدق دل سے ان پر ایمان لائے - آمین ثم آمین -

(چوتہا باب)

(قریش اور یہودیون کی تاریخ)

(۱۹ اپریل سنہ ۶۲۲ء سے ۔ مئی ۶۲۳ء تک)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مدینہ منورہ پہونچنے نے مکیون اور مدینہ کے یہودیون مین
ایک خوفناک ہیجان پیدا کر دیا - آپکا مدینہ منورہ تشریف لے آنا بہت مبارک اور اسلام کے لئے بہتر
ہوا - فطرت ہی کو یہہ منظور تہا کہ کسیطرح مکی اپنے طیش انگیز جوش کو پورے طور سے ایک حد
تک کام مین لا سکین اور جہانتک ان سے ہو سکے سچے دین کا مقابلہ کرکے دیکہین کہ ان کی سرکشی
اور بغاوت اور مخالفت کا کیا اثر پڑتا ہے اور سچا دین دن بدن ان کے خیال کے خلاف ترقی کرتا جا
ہے - ابہی چند روز کے لئے فطرت کو یہہ منظور نہ تہا کہ اس فساد خیز زمین مین جب تک یہہ ہر قسم کی
شر و فساد سے پاک نہو جائے معصوم ذات پیغمبر کی رہے مصلحتاً نبی کو مدینہ آنا پڑا اور یہہ مدینہ آنا نبی
اور اسکے صحابہ کے لئے اکسیر کا حکم رکہتا تہا - بعض کوتاہ اندیش اور نافہم عقول بعض وقت اپنی
تراشیدہ اور بےڈہنگی طبیعت سے نبی کی ہجرت یا فلائٹ پر یہہ اعتراض جماتے ہین کہ نبی مقاومت
کی تاب نہ لا کر مدینہ کو فرار ہو گئے - اگر ایک دوربین اور فہیم نظر اس اعتراض کی فطرت کی وقعت
دیکہیگی تو اسے بخوبی یہہ اظہار ہو جائیگا کہ جو کچہہ محمد نے اپنے کو ظاہر کیا اور جو کچہہ محمد نے دعوے کیا

وہ اظہار اور دعوے اس ہجرت کے مطابق پڑتا ہے۔ کسی قسم کی مخالفت نہیں ہوتی محمدؐ نے کبھی نہیں کہا کہ مین خدا کا بیٹا ہون یا مجھمین خدائی صفات موجود مین۔ محمدؐ نے کبھی نہین کہا کہ مین تم مین سے نہین ہون یعنے انسان نہین ہون۔ محمدؐ نے کبھی اسکا دعوے نہین کیا کہ میرے برابر قوی کوئی نہین ہے۔ محمدؐ نے کبھی یہہ اظہار کرنا نہ چاہا کہ مین سو دو سو یا ہزار آدمیون پر تن تنہا غالب آسکتا ہون۔ یا مین خشک زمین سے چشمے نکال سکتا ہون یا پہاڑ دن کو ٹکرا سکتا ہون یا یہہ کرسکتا ہون اور وہ کرسکتا ہون اسنے اگر کہا تو یہ کہا کہ مین تمہارے طرح سے آدمی ہون اور تمہاری ہی قوم مین سے ہون صرف مین تمہین اللہ کا پیغام پہونچاتا ہون اگر تم نے قبول کرلیا تمہین نجات دارین ہوجائے گی اور جو تم نے نہ مانا مین صبر کرونگا اور پہر خدا میرا اور تمہارا فیصلہ کریگا۔ اس نے کبھی کوئی بات نہ کی جب تک کہ خدا کی تائید اپنے ارادہ کے ساتھہ نہ ملالی۔ اس کی جسمانی اور روحی قوتین صرف خدا کے بہروسہ پر چلتی تہین وہ اپنے خیال سے کوئی کام نکرتا تھا جب تک اسمین خدا کی مرضی نہ شریک ہوتی ہو غرض اس کا جو کوئی کام تھا اس سے غرض صرف یہی تھی کہ کسیطرح ریفارم ہو اگر اپنے گہر سے وہ نہ نکلتا اور اپنے کو دشمنوں کا بے نتیجہ شکار کر دیتا تو پہر جس ہدایت کے لئے وہ بہیجا گیا تہا وہ ادہوری رہجاتی اور اس کی جوابدہی اس کو ۔۔ کرنی پڑتی مین معترضون سے دریافت کرتا ہون کہ اگر ریل گاڑی اپنی پوری تیزی مین آرہی ہو اور ہم لین پر سامنے کہڑے ہون تو کیا ہماری بہادری اور دلیری اسکی مقتضی ہوگی کہ ہم سینہ تانے ہوے اس آتے ہوئے انجن کے سامنے کہڑے رہین یا یہہ عقلمندی اور دانائی ہے کہ ہم ہٹجائین اور اوسے جانے دین جب اسٹیم کی قوت کم ہو اور وہ انجن ٹہر جائے گا ہم اسپر قبضہ پاسکتے ہین اور پہر وہ ہمارا مطیع بن سکتا ہے۔ اسیطرح جب خونخوار دشمنوں نے نبی کو جو تنہا تہا برہنہ تلوارون سے گہیر لیا اور اسکے قتل پر آمادہ ہوگئے تو بمقتضائے فطرت انسانی اور دانائی یا ریفارمری کے اسکا فرض تہا کہ ان نابکار کوتاہ اندیش دشمنوں سے اپنی پاک ذات بچاتا اور اسکو اس مقدس کام کی طرف رجوع کرتا جسکے لئے وہ بہیجا گیا تہا۔ یہہ حالت اور واقعات صورت دیکہکر متعصب معترضون کے اعتراضات منہہ کے بل گر پڑتے ہین اور پہر انہین سوائے خفیف ہونے کے اور کچہہ نہین سجہائی دیتا۔

جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ پہونچے تو دو گروہ موافقین یا پیروان کے ہوگئے ایک وہ گروہ تہا جسنے نبی سے پہلے یا نبی کی ہجرت کے کچہہ دن بعد اپنے مالوف وطن مکہ کو چہوڑ دیا اور وہ مدینہ مین آگئے تہے ان کو مہاجرین کہتے ہین اور ایک وہ گروہ تہا کہ جو مدینہ ہی کے رہنے والے تہے اور اُنہون نے محمدؐ کی مدد کی تہی ان کو انصار کہتے ہین۔ ان کے علاوہ تیسرا گروہ اور بہی ایک گروہ مخالفین کا تہا انمین یہودی تہے۔

دو

سابق الذکر گروہ نبی پر اپنی جانین قربان کرنے پر آمادہ تہے۔ ان کی محبت نبی کے ساتھہ ایسی

لا انتہا تہی کہ جیسے نبی کو اپنی اصلاح کا خیال - ان کا اعتقاد نبی کی طرف سے حد تک پہنچ گیا تہا - مہاجرین نے صرف اپنے پیارے نبی کے لئے اپنا وطن اپنا دیس چہوڑ دیا اپنے گہر جنمین وہ پشت ہا پشت سے زندگی بسر کرتے تہے چہوڑ آئے تہے نہ صرف وطن اور پیارے گہرون ہی کو چہوڑا تہا بلکہ اپنے اس فریق اور کنبہ کو ہمیشہ کے لئے ترک کر دیا تہا کہ جن سے صدہا سال سے تعلق چلا آتا تہا صرف اسلام کے لئے وہ ان کے دشمن ہو گئے اور انہین اپنے پیارے نبی کی حمایت مین تمام جہان کو چہوڑ دینا کچہہ بہی بات نہوا - جہان وہ اپنے پیارے نبی کو بیٹہا ہوا دیکہتے تہے ان کے لئے وہ ہی وطن وہ ہی کنبہ تہا اور نبی کے خلاف حصّون مین وہ سبکو اپنا دشمن جانتے تہے اور انہین ان سے کچہہ تعلق نہ تہا - وہ بہادری سے طرح طرح کے آزار اور رنج جو ان پر وقتاً فوقتاً پڑتے تہے سہتے تہے اور اس مین انہین خوشی تہی وہ اس امتحان مین پورے اترنے کی کوشش مین تہے کہ جو ان کا مالک ان کا الہ تہا یہ لوگ جو اپنے وطنون سے آئے تہے ان کو کچہہ بہی سہارا اپنی زندگی بسر کرنیکا نہ تہا - اس استقبال اور پیشوائی کا جو مدینہ والون نے مکیون یا مہاجرین کی کی تہی اندازہ کرنا مشکل ہے - ان کے جوشیلے محبت اور یکجہتی کے جذبے عجیب و غریب ولولون سے اٹہتے تہے انہون نے اپنے سگے بہائیون کی طرح ان کی آؤ بہگت کی انہون نے ان بے سروسامان مہاجرین کو اپنا دنیوی سامان تقسیم کر دیا تہا اور جہانتک ان سے ممکن ہوا اپنے آنے والون کی مہمان نوازی مین کوئی دقیقہ اوٹہا نہ رکہا اس اتحاد اور دلی یگانگت نے جسکی امی نبی نے لوگون کے دلون مین بنیاد ڈالی تہی انہین ایک دوسرے کا شیفتہ بنا دیا وہ باہم مل ملکر شیر و شکر ہو گئے اور ان کے باہمی بہائی چارہ سے اصول اسلام کی سچی شوکت ہویدا تہی -

انصار اور مہاجرین ایک دوسرے پر اپنی جان فدا کرتے تہے اور بیگانگی کی صورت بالکل مٹ گئی تہی سب ملکر خدا کے کامون مین اپنی جانین ہلاکت مین ڈالنے کو موجود تہے وہ پروانون کی طرح اپنے نبی کے گرد جمع رہتے تہے اور جو کچہہ ان کا پیارا نبی ارشاد کرتا تہا اس کے احکام کی بجا آوری ان کے لئے سبب راحت اور دوامی شادمانی کے حصول کی راہ تہی -

وہ جوش اور ان کے ابہرتے ہوئے جذبے جن سے ان گروہون نے اپنے کو نئے دین کا شیفتہ بنایا تہا ایک عجیب لطف پیدا کر رہے ہے - ان کے اولوالعزم ارادے اور اوٹہتی ہوئی امنگین کیا کیا کچہہ سمان دکہا رہی تہین وہ صدق دل سے اسلام پر اپنا دہن من تن قربان کرنا اپنا فرض جانتے تہے - وہ تعداد مین بہت کم تہے لیکن اپنی یگانگت اور دلی اتحاد سے اپنے کو قوی تر جانتے تہے ان کی آرزوئین صرف یہی تہین کہ وہ اشاعت دین اسلام مین کوشش کرین اور دین کے دشمنون سے سینہ سپر ہو کر لڑین ان کی جگری خواہشین اپنی نبی کی ہدایت پر چلنے کی تہین - ان کی امیدین آئندہ

آ [illegible] لئے کہا گیا کچھ تدبیرین کرتے تھے [illegible] شیاطین ہوں
معصوم نبی کو تکلیف پہونچانے [illegible] کو تنزل دیکھ [illegible] اور [illegible] انکی
نہیں [illegible] سے [illegible] کہ [illegible] کا نتیجہ کیا ہوتا ہے [illegible] ان کی
نظرون سے [illegible] ملاحظہ [illegible]
بت پرستون کا محرک اور ان کو معصوم نبی کی مخالفت مین آمادہ [illegible] شخص
مین ایک حد تک سردار مانا جاتا تھا جسکو مدینہ کی بادشاہت [illegible] عبد اللہ ابن ابی [illegible] لگا
رہتا تھا کہ کسیطرح مدینہ پر میرا قبضہ ہو جائے اور مین وہان کا بادشاہ [illegible] ایک [illegible]
اور [illegible] کی مخالفت کا اندرا جوش اسکو لوگون کے جمع کرنے پر آمادہ کر رہا تھا - آخر اس نے اپنے
[illegible] کے لئے ابو سفیان کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا اور پھر ایک [illegible] مضبوط گروہ بت پرستون
کا اپنے گرد [illegible] کے خلاف جمع کر لیا - یہہ شخص مدینہ ہی مین کثرت ہو [illegible] کر رہا تھا مگر جب نبی اکرم یہان
تشریف لائے تو اسکے تمام ارادون پر خاک پڑ گئی اور اب اس نے اپنے خیال مین یہہ مصلحت سمجھا کہ ظاہر
مسلمان ہو جانا چاہئے کیونکہ بڑھتے ہوئے دین سے برسر آنا یہہ ناممکن ہے چنانچہ وہ اپنی پارٹی کے ساتھ
بظاہر اسلام کا دم بھرنے لگا اور دل مین اسیطرح سے خبیث رہا محمدؐ کی آنکھین اسکی اس منافقانہ
حالت پر لڑ رہی تھین اسنے جان کر بھی کبھی یہ نہ کہا کہ تو منافق ہے بلکہ اس کی ناشائستہ حرکات کو
دیکھتا اور خاموش ہو رہتا اور اس برے نتیجہ کا صبر سے رستہ دیکھتا تھا کہ جو اس کی اور اسکی پارٹی کی
ذات کے لئے ظاہر ہونے والا تھا - اسکی منافقانہ باتین اور اپنے شیاطین مین جا کر اسلامی اصول
پر قہقہہ اڑانا اس کے لئے زہریلا اثر دکھلا رہا تھا - اسیوجہ محمدؐ کو آگاہ کرنے کے لئے خدا نے قرآن مین
فرما دیا ہے - اور وہ یہہ آیت ہے - جو وقت ان سے کہا جاتا ہے کہ تم ایمان لاؤ وہ کہتے ہین کہ ہم ایمان
لے آئے لیکن جب وہ اپنے شیاطین کے گروہ مین جاتے ہین تو کہتے ہین کہ ہم ہنسی اڑاتے ہین خدا
بھی ان سے ہنسی کریگا ،، آخر نتیجہ یہ ہوا کہ عبداللہ ابی اپنے آرزون کی پوٹ اپنے ساتھ لیکر جہنم واصل
ہوا اور اس کا گروہ تتر بتر ہو گیا - اور پھر وہ سب ایسے ملیا میٹ ہو گئے کہ ان کا صفحہ ہستی پر نام
ونشان تک نہ رہا -
لیکن یہودی جو رسول اکرم کے اصلی مخالف تھے بہت کچھ مسلمین کے دلون مین اپنی معاندانہ کوششوں
سے خوف پیدا کر رہے تھے - انھون نے قریش مسلمانون کے ساتھ لین دین قطعًا موقوف کر دیا اور
ہر جگہہ نئے مذہب والون پر باتین چھانٹنے لگے تھین تکلیفین دین اور اپنی قدرت کے موافق کوئی
بجا ستانا کیا پہلے پہل تو وہ محمدؐ کی پرسچ مہربانی اور انسانیت سنتے رہے اور انھین محمد کی باتون

بہتری اور اسلام کی ترقی پر لڑ رہی تھین - اسلام کی تاریخ مین بہیر [illegible] ہمیشہ کے لئے نامور
[illegible] تو صفت تھی - اور وہان یعنے مکہ مین [illegible]
معصوم نبی کو تکلیف پہونچانے کے لئے کیا کیا کچھ تدبیرین کرتے تھے اور [illegible] ہوئی
[illegible] کی بنیادون کو متزلزل دیکھکر [illegible]
[illegible] اس تلاطم کا نتیجہ کیا ہوتا ہے [illegible]
[illegible] کا محرک اور ان تو معصوم نبی کی مخالفت مین آمادہ [illegible]
مین ایک حد تک سردار مانا جاتا تھا جسکو مدینہ کی بادشاہت کی [illegible]
رہتا [illegible] کسیطرح مدینہ پر میرا قبضہ ہوجائے اور مین وہان کا بادشاہ [illegible] - ایک تو یہہ [illegible]
[illegible] مخالفت کا اندرا جوش اسکو لوگون کے جمع کرنے پر آمادہ کر رہا تھا - آخر اس نے اپنے
[illegible] ابوسفیان کو بھی اپنے ساتھہ ملا لیا - اور پھر ایک خونخوار مضبوط گروہ بہت سے لوگون
کا اپنے گرد [illegible] خلاف جمع کرلیا - یہہ شخص مدینہ ہی مین کثر [illegible] کر رہا تھا مگر جب نبی اکرم یہان
تشریف لائے تو اسکے تمام ارادون پر خاک پڑ گئی اور اب اس نے اپنے خیال مین یہہ مصلحت سمجھا کہ ظاہر
مسلمان ہوجانا چاہئے کیونکہ بڑہتے ہوئے دین سے برسر آنا بہت ناممکن ہے چنانچہ وہ اپنی پارٹی کے ساتھ
بظاہر اسلام کا دم بھرنے لگا اور دل مین اسیطرح سے خبیث رہا محمد کی آنکھین اسکی اس منافقانہ
حالت پر لڑ رہی تھین اسنے جان کر بھی کبھی یہ نہ کہا کہ تو منافق ہے بلکہ اس کی ناشائستہ حرکات کو
دیکھتا اور خاموش ہو رہتا اور اس برے نتیجہ کا صبر سے رستہ دیکھتا تھا کہ جو اس کی اور اسکی پارٹی کی
ذلت کے لئے ظاہر ہونے والا تھا - اسکی منافقانہ باتین اور اپنے شیاطین مین جاکر اسلامی اصول
[illegible] اڑانا اس کے لئے زہریلا اثر دکھلا رہا تھا - اسنے محمد کو آگاہ کرنے کے لئے خدا نے قرآن مین
فرمایا ہے - اور وہ یہہ آیت ہے - جو وقت ان سے کہا جاتا ہے کہ تم ایمان لاؤ وہ کہتے ہین کہ ہم ایمان
لے آئے لیکن جب وہ اپنے شیاطین کے گروہ مین جاتے ہین تو کہتے ہین کہ ہم ہنسی اڑاتے ہین خدا
بھی ان سے ہنسی کریگا ،، آخر نتیجہ یہ ہوا کہ عبداللہ اپنی آرزون کی پوٹ اپنے ساتھہ لیکر جہنم داخل
ہوا اور اس کا گروہ تتر بتر ہوگیا - اور پھر وہ سب ایسے ملیا میٹ ہوگئے کہ ان کا صفحہ ہستی پر نام
ونشان تک نہ رہا -

لیکن یہودی جو رسول اکرم کے اصلی مخالف تھے بہت کچھ مسلمین کے دلون مین اپنی معاندانہ کوششون
سے خوف پیدا کر رہے تھے - انہون نے قریش سے ملکر ان کے ساتھ لین دین قطعاً موقوف کردیا اور
ہر جگہہ نئے مذہب والون پر باتین چھانٹنے لگے تھین تکلیفین دین اور اپنی قدرت کے ہاتھ [illegible]
بجا برتاؤ کیا پہلے پہل تو وہ محمد کی پرنیم مہربانی اور انسانیت سہتے رہے اور انہین محمد کی باتین

چوتھا باب [illegible]

[illegible] ۔۔۔ اسلام [illegible]

[illegible] عرب کو فتح کر [illegible]

[illegible] اور بہت [illegible] -

[illegible] کی [illegible] جب ایک [illegible] والی [illegible]

[illegible] شکستہ [illegible]

[illegible] رشید [illegible]

بیان میور صاحب [illegible] اور وہ [illegible]

ایک واقعہ پیش آیا جسکی کامیابی کا دارومدار اپنے مخالف فریق کی مہمان نوازی [illegible]

کارگر ہوا - میور صاحب کا یہہ قول جس قدر نا انصافی پر مبنی ہے اسیقدر [illegible]

[illegible] ہے -

جبکہ میور صاحب کمزور خواب دیکھنے والا کہتے ہین اسکی کمزوری کا اثر صرف یہہ تھا کہ جو لوگ پہلے ایمان لے آئے تھے وہ اسپر جان و مال سے اپنی جانین قربان کرتے تھے اور اب اس کے مقابل [illegible] میور صاحب کے خدا کے بیٹے کو دیکھا جائیگا اور جسکی بڑی طاقت کی نسبت ہرگز ہرگز میور صاحب کو کلام ہوگا تو اسکی پیروی کا ایسا کمزور اور نا توان اثر تھا کہ جو لوگ رذیل قوم پہلے والون [illegible] اسپر ایمان لے آئے تھے وہ بھی ہمیشہ شک ہی مین رہے اور جب کسی قدر آزمائش کا موقع آیا وہ صاف کافور ہو گئے - اگر اسکا نام قوت اور محمدؐ کے اثر کا نام کمزوری ہے تو یہہ بات ہی اور ہے رہا یہ کہ یہودیون کا ایمان نہ لانا یا ایمان لا کر پھر جانا یہہ ان کی صدیون کی شقاوت تھی جو ان کے دلون پر بیٹھی ہوئی تھی اور جسنے اپنا اثر ان کے خون مین کر لیا تھا - ان کی آنا فانا کی موافقت صرف اسلئے زیادہ تر تھی کہ شاید وہ یہہ سمجھے ہون کہ ہماری دلی آرزوئین اور اور بیجا تمنائین نکل آوین اور ہم محمدؐ کی سرداری کی آڑ مین ملک عرب فتح کر کے اپنے قبضہ مین کر لین وہان یہہ بات نہ تھی - محمدؐ انہین صرف خدائے واحد کی پرستش کے لئے بلاتا تھا بعض برے اعمال اور بیرحم کامون سے باز رکھنا چاہتا تھا وہ یہہ اچھا نہ سمجھتے تھے کہ کوئی شخص ان کو عیاشی میخواری اور قمار بازی سے روکے اسلئے وہ مسلمان ہوتے ہی پھر ہی کافر کے کافر ہو گئے

مدینہ مین پہونچکر محمدؐ کا پہلا کام یہہ تھا کہ مدینہ اور اس کے گردنواح کے تمام موافق و مخالف گروہون کا باہم عہد و پیمان ہو جائے کہ ایک دوسرے کو تکلیف نہ دین اور امن مین خلل انداز نہوں اور ایسی مصالحت ہو جائے کہ وہ ایک دوسرے کی بدخواہی چھوڑ دین -

صرف اس خیال سے آپنے ان حقوق مسلمین کا اظہار کیا کہ جنسے مصالحت ممکن تھی - اور جو حقوق

یہ غیر اسلام یا یہودیوں کو دئے جانے کے لایق تھے وہی بتلائے گئے۔ پہلے پہل تو یہودیوں نے
س میل جول قایم کرنے والی کارروائی کو ناپسند کیا لیکن جب انہوں نے سمجھا اور سوچا اور سراسر اس
ین اپنا فائدہ دیکھا تو انہوں نے بخوشی اس قسم کے عہد و پیمان کے ساتھہ رضامندی ظاہر کی۔ یہہ عہد
پیمان جو ابن ہشام کے صفحوں مین بلفظہ درج ہے ہمیشہ کے لئے مفید ثابت ہوا مگر میور صاحب اسپر
ی مطمئن نہین ہین بلکہ وہ یہہ کہتے ہین کہ اس عہد و پیمان پر عملدرآمد بس اسی زمانہ تک تھا لیکن بعد
ان نہین ہوا اس کا جواب صرف یہی ہوسکتا ہے کہ وہ تاریخ اسلام ملاحظہ فرماتے تو اس غیر نتیجہ
عتراض کرنیکا موقع نہ ملتا کیا ایسا عظیم الشان کام ایک وحشی یا صحرائی خواب مین کرسکتا ہے یہہ تو
ب بہت بڑے اسٹیٹسمین (مدبر امور سلطنت) کا کام ہے کہ جس نے سخت مخالف جرگون کو ملا کر شیر و
شکر کردیا اور ان کو باہم ایسی عہد و پیمان کی رسی مین جکڑ دیا کہ پھر وہ اس سے اپنے کو نہ نکال سکے۔
یور صاحب جسکو صحرائی اور مکر و خواب بین سمجھتے ہین یہ اسیکا کام ہے کیا ایسی حالت مین اور یہی
ی گزشتہ پیغمبر کو یہہ نصیب ہوا کیا ایسے زبردست دشمنون مین کسی نے بھی یہہ اتحاد قایم کردیا
تھا لیکا تاریخ دیکھنے والے یہی کہینگے کہ نہین مگر جو تاریخ نہین جانتے اور اندہا دہند باتین ہانکتے جاتے
ین ان کی ناانصافی کا گناہ عظیم ان کی جہالت کی گردن پر رہیگا۔ خدا نے محمدؐ کو اسلئے بھیجا تھا کہ
وہ خدا کی طرح طرح کی مخلوق کو ایک کنبہ بنادے اور سلطنت جمہوری کی بنیاد ڈالدے۔ پہلے قاتل
کو کوئی سزا نہ تھی لیکن محمدؐ نے قاتل کی سزا قتل قرار دی اور دیت یا خون بہا بھی مقرر کی کہ اگر مقتول
ے رشتہ دار راضی ہون تو وہ قاتل سے مقتول کی خون بہا لیکر خون بخشی کرسکتے ہین۔ باہم جو یہہ
سلمانون مین جمہوری سلطنت کے اصول قایم کئے تھے وہ یہ اصول تھے۔ صلح اور جنگ کی حالت
یان کل مسلمانون پر عائد ہوگی انمین سے کسی ایک یا دو شخص کو یہ کبھی نہین اختیار ہوگا کہ وہ
ود ہی جنگ کا اعلان دے یا خود ہی صلح کرے۔

ودی جو ہماری سلطنت جمہوری مین پناہ گزین ہونگے ہر حالت مین ہمارا فرض ہوگا کہ ہم
ن کی حفاظت کرین اور ان کے آگے بیرونی حملون پر سینہ سپر ہوجائین ان کے حقوق ایسے ہی ہون
کہ جیسے مسلمانون کے وہ مسلمانون کے پہلو بہ پہلو عہدون پر ممتاز ہونگے اور ان سے کوئی
رض نہ کریگا۔

رب مین یہودیون کی جتنی قومین آباد مین مثلاً عوف - نجار - جشم - عوس یہہ سب شامین
سلطنت سے دیکھی جائینگی اور انہین آزادی دی گئی ہے کہ وہ کھلم کھلا اپنے دین کے ارکان مسلمانون
طرح ادا کرین کوئی مانع نہ آئیگا۔ گنہگار خواہ یہودی ہو یا مسلمان سزا دیا جائیگا۔ اگر کوئی دشمن یثرب
حملہ کریگا تو یہودی مسلمانون کے ساتھہ ہوکر اس کو پسپا کرنے کے لئے میدان جنگ مین آئینگے۔

جو شخص اس معاہدہ میں داخل ہوگا اس کے بھی حقوق یہی ہونگے مگر مجرم پر کسی کی رعایت نہ کی جائیگی خواہ کوئی سردار ہو یا تمام شخص ہو سب ایک دوسرے کی عزت کرینگے اور محبت سے پیش آئینگے۔

تمام گذشتہ جھگڑوں اور قضیوں کی انتہا سمجھی جائے گی اور اب آیندہ سے کوشش کی جائے گی کہ باہم مخالف اور متضاد گروہوں کا اتحاد قایم رہے اور دن بدن یہ اتفاق بڑھتا چلا جائے وہ پیارا معصوم نبی پیدا ہوا تھا اور اسنے خدا کی متفرق مخلوق کو ایک ہی کی صورت میں کر دیا۔ اسکی یہی تاکید رہتی تھی اور یہی اسکی ہر بات کا مطلب تھا کہ باہم اتحاد قایم کرو اور اسی نے کہا کہ مسلمان سب آپس میں بھائی ہیں جس اتحاد پر آج مہذب دنیا کو فخر ہے اس اتحاد کا دنیا میں اصلی بانی محمد عربی تھا۔

اس اتحاد قایم ہونے سے تمام عربوں کی کمر کو توڑ دیا اور اب وہ اپنی مخالفت سے نتیجہ دیکھنے لگے محمد کی اخلاقی اور روحانی محبت نے تمام مشرقی قوموں کا اسے سردار اور مجسٹریٹ تسلیم کرا دیا غیر اسلام بھی اس کے فیصلوں پر جو محض انصاف پر مبنی تھے سر جھکانے لگے اور انہوں نے اسے اپنا سردار تسلیم کر لیا۔

ابن ہشام صفحات ۳۴۱ ۳۴۴ – ۳۴۳ اس معاہدہ کا مختصر ترجمہ کر دیا گیا ہے تاکہ ناظرین کو معلوم ہو جائے کہ عظیم الشان اتحاد میں نبی نے کیسی زبردست کارروائی کی ہے

یعنی جس اتحاد کی سے بیان ہمارا قایم کیا وہ اب منصوبہ ہے کہ قیامت تک نہیں مٹیگا یہہ دوسری بات ہے کہ ہم نے اپنی بد اعمالی کے سبب اور کے قیمتی اقوال کو بھلا دیا ہو یا انکا اسکی نصیحتوں کو نظر انداز کر دیا ہو پھر بھی اگر ہم اپنی غفلت سے باز آئیں اور دیکھیں کہ اتحاد نے ہمیں کیا کیا فرق دئے تھے اور نا اتفاقی نے ہمیں کس قدر ذلیل کر دیا تو ہمیں اپنے نبی کے اقوال کی قیمت معلوم ہوگی اور پھر ہم سمجھینگے کہ جو کچھہ ہم کر رہے ہیں وہ ہمارے لئے کیا حکم رکھتا ہے۔ ہمیں زندگی کے اعلےٰ مدارج پر پہونچانے کے لئے نبی نے کوئی بات نہیں چھوڑی اگر ہم خود ہی اندھے ہو جائیں اور اپنے نا مبارک فیدوں کے بدولت ان قیمتی احادیث کو نہ دیکھیں جو محبت و بھائی چارے کی فضیلت ظاہر کر رہی ہیں تو ہماری انتہا درجہ کی بد نصیبی ہے اور ہمارے عمل نکرنے سے پھر بھی ان قیمتی احادیث کی وہ ہی عظمت برقرار رہے گی کہ جو ہمارے عمل کرنے سے ہوتی۔ یہ بہت صحیح ہے۔ ”گر نہ بیند بروز شپرہ چشم۔ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ“

یہ صحیح ہے کہ الفت خوش خلقی کا نتیجہ ہے اور جدائی بد خلقی کا ثمرہ ہے۔ خوش خلقی آپس کی دوستی باہمی موافقت کا موجب ہوتی ہے اور بد خلقی حسد نا اتفاقی اور جدائی پیدا کرتی ہے۔ قرآن مجید میں آیا ہے ”انک لعلی خلق عظیم“ یعنے اور تو پیدا ہوا ہے بڑے خلق پر۔ یہہ قرآن شریف کی تعلیم ہے خدا خلق کی صفت کو جس سے محبت پیدا ہوتی ہے ایسا پسند کرتا ہے کہ جس سے اس نے اپنے نبی کی تعریف کی ہے پھر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

”اکثر ما یدخل الناس الجنۃ تقوی اللہ وحسن الخلق“

یعنے جو چیز جنت میں داخل کرے گی وہ اللہ تعالیٰ کا ڈر اور خوش خلقی ہے (ترمذی و حاکم بروایت ابو ہریرہ) اللہ اکبر رسول اکرم کی تعلیم کیسی زبردست اور موثر ہے کہ ایک ایک لفظ دل میں بیٹھا چلا جاتا ہے آپ نے نجات دارین ہی گویا اتحاد پر منحصر رکھی ہے جو کبھی جنتی نہیں ہو سکتا یا اسے دوامی خوشی نہیں نصیب ہو سکتی۔

پھر حضرت اسامہ بن شریک فرماتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا یا رسول اکرم فطرت نے زندگی کو مدارج اعلیٰ پر پہونچانے کے لئے جو چیزیں مخصوص طور سے انسان کو بخشی ہیں ان میں سے بہتر کونسی چیز ہے آپ نے فرمایا کہ خوش خلقی۔ اور پھر حدیث میں آیا ہے۔

”بعثت لاتمم محاسن الاخلاق“ یعنے میں اس لئے بھیجا گیا کہ محاسن اخلاق کو پورا کر دوں۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ہمارا نبی محمد عربی صرف محاسن اخلاق کے پورا کرنے کے لئے مبعوث ہوا تھا تاکہ محاسن الاخلاق پورا ہونے سے اتحاد قایم ہو جائے پھر فرمایا ”ثقل ما یوضع فی المیزان خلق حسن“ یعنے سب سے بھاری نیکی جو میزان میں رکھی جائے گی خوش خلقی ہوگی۔ اس سے زیادہ کسی فلاسفر کا قول اور کیا ہو سکتا ہے کہ حسن خلق کو اعلیٰ تر نیکی قرار دیا ہے یہہ خلق ہی ہے کہ جو اتحاد کی بنیاد دونوں میں جاتا ہے۔ (ابو داؤد و ترمذی بروایت ابی درداء) پھر رسول اکرم نے فرمایا جسکی صورت و سیرت اچھی ہوگی اسکو آگ اذیت نہ دے گی۔ آپ نے حضرت ابو ہریرہ کو

(ہجرت کا دوسرا سال ۷ رمی سنہ ۶۲۳ء سے ۲۶ اپریل سنہ ۶۲۴ء تک)

یہودیون کی تین قومین جو مدینہ مین رہتی تہین اور جو سب سے زیادہ سرکش اور متعصب تہین اس عہد و پیمان پر متفق نہ ہوئین لیکن جب انہون نے اپنی کوششین محض بیکار دیکہین اور الٹا اپنا نقصان ہوتا ہوا پایا تو بخوشی اس عہدنامہ پر دستخط کرنے کے لئے وہ تیار ہوگئین اور انہون نے کل شروط سے اتفاق ظاہر کیا۔ یہہ تو سب کچہہ تہا مگر رسول اکرم کی مہربانی شفقت خوش خلقی نے ذرا بہی یہودیون کو مطمئن نہ کیا۔ ان کے حاسدانہ اور تلخ تر جذبے انہین محمدؐ کی طرف سے مطمئن ہونے دیتے تہے۔ ان کے دلون مین دشمنی اور عداوت باہمی کے نقوش ہو رہے تہے ان کے خیالات مین تذبذب اور شبہے لبالب بہرے ہوئے تہے ان کی مشتبہ طبیعتین خود انہین بیچین رکہتی تہین۔ رسول اکرم کی جتنی باتین تہین وہ سب سادہی سیدہی جتنین سوئے

ارشاد فرمایا۔
""اے ابوہریرہ حسن خلق کو اپنے اوپر لازم کرلے اُنہون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ حسن خلق کیا چیز ہے۔ فرمایا تو ملے جس سے جو تجہ سے جدا ہوا اور معاف کرے اسکو جو تجہپر ظلم کرے اور دیوے اوسکو جو تجہکو محروم رکہے۔""
اگر آنحضرتؐ کے مغز قول پر غور کیا جاویگا تو معلوم ہوگا کہ دنیا مین اگر تمام بڑے بڑے فضلا کی نصیحتین جمع کی جاینگی تو اس اندازہ کی ایک بہی نہ نکلیگی اسلام مین اس سے زیادہ نیکی اور کوئی تسلیم ہی نہین کی گئی۔ رسول اکرم نے بسط مر کی حلیمی انکساری تہذیب کی تعلیم دی ہے اسکا قانون قدرت سے بہت تعلق ہے کیا کوئی دین ایسے روشن اصول پر جو دین اسلام کے ہین فخر کرسکتا ہے۔ الفت محبت کے نقش دلون پر کرنیکے لئے صدہا حدیثون کی کتابین بہری پڑی ہین۔ قرآن شریف مین ہی منجملہ باتون کے اسی پر زیادہ زور دیا گیا ہے چنانچہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے۔ ""لو انفقت ما فی الارض جمیعا ما الفت بین قلوبہم ولکن اللہ الف بینہم"" (یعنے اگر تو خرچ کرتا جو سارے ملک مین ہے تمام نہ الفت دے سکتا ان کے دل مین لیکن اللہ تعالیٰ نے الفت ڈالی انمین۔ کلام مجید کی اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ یہہ خدا کا بہت بڑا کام تہا یعنے باہمی الفت پیدا کرنا اس سے صاف ظاہر ہوا کہ جو مخلوق اللہ سے الفت نہین رکہتی وہ خدا کے نافرمان ہے۔ ان پر کبہی اسکی برکتین نازل نہون گی پہر خدا نے پہوٹ کی برائی اور اس سے زجر کے لئے ارشاد فرمایا۔ ""واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا واذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا وکنتم علی شفا حفرۃ من النار فانقذکم منہا کذلک یبین اللہ لکم آیتہ لعلکم تہتدون"" (اور پکڑے رہو رسی اللہ کی سب ملکر اور پہوٹ نہ ڈالو اور یاد کرو احسان اللہ کا اپنے اوپر جب تہے تم آپسمین دشمن پہر الفت دی تمہارے دلون مین اب ہوئے اسکے فضل سے بہائی اور تم تہے کنارہ پر ایک آگ کے گڑہے کے پہر تم کو اس سے خلاص کیا اسی طرح کہولتا ہے اللہ تمپر اپنی آیتین شاید تم راہ پاؤ۔ الفت کی یہ بڑی شان ہے جو قرآن مجید مین بیان ہوئی ہے جن لوگون مین باہم محبت نہین ہے وہ اس آگ کے گڑہے کے کنارہ پر ہین کہ جس مین گرتے ہی وہ پہلس جاوینگے اور پہر انہین اس آگ سے نجات نہوگی۔ اس آیت مین نعمت سے مراد الفت ہے۔
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے (طبرانی در مکارم اخلاق بروایت جابر) ""ان اقربکم منی مجلسا احاسنکم اخلاقا الموطئون اکنافا الذین یالفون ویولفون"" (یعنے تم مین سے زیادہ قریب مجہسے نشست مین وہ لوگ ہین کہ خلق مین اچہے ہین اور جن کے پہلو دوسرون کیلئے نرم ہین اور وہ اورون سے الفت کرتے ہین اور دوسرے ان سے الفت کرتے ہین۔ جو شخص مسلمان ہوکر اپنے بہائی مسلمانؐ سے الفت نہین کرتا وہ ہرگز رسول اللہ کا پیارا نہین ہے۔ جب وہ پیارا نہوا تو اسکا اسلام قبول کرنا اور اپنے کو مسلمان کہنا ہیچ ہے۔ پہر فرمایا (طبرانی واحمد بروایت سہل بن سعد وحاکم بروایت ابی ہریرہ) ""المومن الف مالوف ولا خیر فیمن لا یالف ولا یولف"" (یعنے ایماندار الفت کرنے والا اور الفت کیا گیا ہوتا ہے اور اس شخص مین خیر نہین جو الفت نکرے اور نہ اس سے کوئی الفت کرے۔
پہر باہمی امداد و یگانگت اور محبت کے بارہ مین رسول اکرم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے آگے بہتر وہی ہے جس نے نیک دوست پیدا کئے اور جس سے اللہ محبت کرتا ہے اسکو نیک دوست دیتا ہے کہ اگر وہ بہولے تو یاد دلاوے اور یاد کرے تو اس کی مدد کرے"" اور فرمایا کہ جب دو بہائی ملتے ہین ان کی مثال ایسی ہے کہ جیسے دو ہاتہ کہ ایک دوسرے کو دہوتا ہے اور دو ایماندار جب کبہی ملتے ہین تو اللہ تعالیٰ ایک کو دوسرے سے بہتری کا کچہہ نہ کچہہ فائدہ دلوا ہی دیتا ہے پہر فرمایا کہ جو شخص اپنے بہائی مسلمان سے اخوت فی اللہ کرے تو اللہ تعالیٰ جنت مین اسکو ایسے

اسلئے اور کچھہ نہ تہا کہ ظلم نکرو کسی کی حق تلفی نکرو۔ رحم کو اپنا اوڑہنا بچہونا بناؤ باہمی الفت و محبت قایم رکہو۔ یہہ نیک باتین انہین بُری لگین اسلئے کہ ان کی گہٹی مین تو تمام جہان کی بُرائیان بہری ہوئی تہین بہلا وہ ان نیکیون کو کیونکر قبول کرتے اور ان سے ان روشن اصول پر کیونکر عملدرآمد ہو سکتا آخر نتیجہ یہہ ہوا کہ انہون نے عہد شکنی کی اور وہ بہڑک اٹہے اور پیارے معصوم نبی کی مخالفت پر ٹوٹ پڑے اور اسے ہر طرح اذیت دینی چاہی ان کے نامبارک جذبے ان کی طبیعتون مین نہ رک سکے اور یکایک ان کا ابہار ہوا جب انسے سوال کیا کہ تم نے بت پرستی یا دین اسلام پسند کیا تو انہون نے کہلم کہلا کہا کہ ہم اپنی بت پرستی اور اس کی برائیون کے آگے دین اسلام اور اسکے برترین اصول کو کچہہ مال نہین سمجہتے دین اسلام سے نفرت ہے اور بت پرستی قبول ہے

عالی درجہ پر پہونچاوے کہ اسکو کسی عمل سے اس کا ملنا نصیب نہو۔ پہر ابو ادریس خولانی فرماتے ہین کہ مین نے حضرت معاذ کی خدمت مین التماس کیا کہ مجہکو آپ سے محبت فی اللہ ہے فرمایا کہ تمکو مژدہ ہو کہ مین نے رسول اکرم کو فرماتے سنا ہے کہ بلا قیامت کے دن کچہ لوگون کے لئے عرش کے گرد کرسیان بچہینگی ان کے چہرے چودہوین رات کے چاند کے مانند ہونگے۔ لوگ گہبراوینگے اور ڈرینگے اور وہ نہ گہبراوینگے اور نہ ڈرینگے اور وہ اللہ کے ولی ہین نہ ان پر خوف ہین نہ وہ غم کرین لوگون نے عرض کیا کہ وہ کون ہین فرمایا کہ وہ محبت فی اللہ رکہنے والے ہین محبت فی اللہ کے معنے بہت صاف ہین اگر ہم کسی سے محبت رکہین تو صرف اللہ کی نام کی محبت رکہنی چاہیئے کہ جو مرتے دم تک دونون سے نباہی جاوے یعنے یہ ہمین زیبا نہین ہے کہ ہم اپنی کوئی غرض حاصل کرنے کے لئے چند روز کے واسطے کسی سے محبت کرنے لگین اور جب ہمارا مطلب نکل آوے اسکو دہتا بتائین یہ محبت نہین ہے بلکہ دہوکا اور فریب ہی ہے بلکہ مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اپنے بہائی سے صرف اس لئے محبت کرے کہ خدائے تعالے نے بار بار ارشاد کیا ہے اور اسلام کا یہی منشا ہے یعنے اپنا فرض سمجہکر دوسرے سے محبت کرے نہ اپنی کوئی آرزو حاصل کرنے کے لئے حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ عرش کے گرد نور کے ممبر ہونگے ان پر ایک قوم جلوہ فرما ہوگی جن کے لباس اور چہرے نور کے ہونگے وہ لوگ نہ نبی ہونگے نہ شہید مگر نبی اور شہید ان پر رشک کرینگے۔، عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہونگے فرمایا وہ لوگ آپس مین محبت فی اللہ رکہنے والے ہین ؛، اس سے زیادہ تحریص اور رغبت دلانا کیا ہو سکتا ہے اس سے زیادہ اور کون امر سبب فخر ہو سکتا ہے کہ جس مین اتحاد قایم کرنے کے لئے یہ یہ تنبیہ یہ یہ شوق دلایا گیا ہے اور ہمدردی کرنے والون کو ایسا باوقعت بنایا ہے۔ ان اقوال سے ہمکو کے خیالات اور دماغ کا ایک زبردست فاضل اندازہ کر سکتا ہے کہ یہ نبی اتفاق اور باہمی میل و جول کو تمدن قایم کرنے کے لئے کیسا ضروری خیال کیا تہا اور وہ اتحاد کی کیسی قیمت جانتا تہا۔ اسیر ہی اگر مسلمان مل کر بہائی نہون اور آپس مین محبت قایم نکرین تو وہ اور ان کا نصیب۔ پہر فرمایا کہ جو دو شخص کہ اللہ محبت رکہتے ہین ان دونو مین اللہ کے نزدیک وہ زیادہ پیارا ہوتا ہے جو ایک دوسرے سے زیادہ محبت رکہتا ہے۔ اللہ تعالے قرآن مجید مین فرماتا ہے۔

،، الحقنا بہم ذریتہم وما التناہم من عملہم من شئی ،، دوسرے یہہ حدیث مین آیا ہے۔

،، ان اللہ تعالے یقول یوم القیامۃ این المتحابون بجلالی الیوم اظلہم فی ظلی یوم لا ظل الا ظلی ،،

یعنے اللہ تعالی قیامت کے دن فرمائیگا کہان ہین میرے جلال کے خاطر دوستی کرنے والے آج مین ان کو اپنے سایہ مین جگہہ دونگا کہ اس دن میرے سایہ کے سوا اور سایہ نہین (مسلم بروایت ابو ہریرہ) یہہ حدیث مین آیا ہے۔ سبعۃ یظلہم اللہ فی ظلہ یوم لا ظل الا ظلہ امام عادل وشاب نشأ فی عبادۃ اللہ ورجل قلبہ معلق بالمسجد اذا خرج منہ حتی یعود الیہ ورجلان تحابا فی اللہ اجتمعا علی ذلک وتفرقا علیہ ورجل ذکر اللہ خالیا ففاضت عیناہ ورجل دعتہ امراۃ ذات حسب وجمال فقال انی اخاف اللہ تعالی ورجل تصدق بصدقۃ فاخفاہا حتی لا تعلم شمالہ ما تنفق یمینہ ،، (ترجمہ)

سات شخصون کو اللہ تعالی اپنے سایہ مین جگہہ دے گا جس دن کہ کوئی سایہ بجز اس کے سایہ کے نہ ہوگا اول امام عادل دوم جوان جو اللہ تعالے کی عبادت مین بڑا ہو سوم وہ شخص کہ اس کا دل مسجد سے باہر آنے سے مسجد ہی مین پڑا رہے جب تک کہ پہر اس مین جاوے چہارم وہ دو آدمی جنہون نے فی اللہ محبت کی اسی پر جدا ہوئے اسی پر جمع ہوئے پنجم جس نے تنہائی مین اللہ تعالی کو یاد کیا اور رو دیا ششم وہ شخص جسکو کہ عورت خاندانی اور جمال والی نے بلایا اور اس نے کہا کہ مین اللہ تعالی سے ڈرتا ہون ہفتم وہ شخص جو صدقہ دے اور اسکو اتنا چہپائے کہ اسکا بایان ہاتہ نہ جانے کہ دہنا ہاتہ کیا دیتا ہے (بخاری و مسلم بروایت ابو ہریرہ) روایت ہے کہ حضرت عیسے پر یہہ وحی ہوئی کہ اگر تمام جہان کی عبادت کے برابر تم میری عبادت کرو اور کسی سے فی اللہ محبت نہ رکہو تمہاری عبادت محض بیکار ہے حضرت عیسے علیہ السلام فرماتے ہین۔ کہ اہل معصیت سے دشمنی کر کے خدائے تعالی کی محبت پیدا کرو اور ان سے دور رہنے سے

اُنہون نے خرافات بکنا شروع کیا - اور وہ وہ باتین زبان سے نکالین کہ جو ہرگز ان کے شایان نہ تہین - بد تہذیب سے بد تہذیب آدمی بہی وہ باتین نکریگا - اور اُنہون نے قرآن شریف کی آیتون کے معنے بدل بدل کر کہنے شروع کئے کبہی ان روحانی مطالب پر اعتراض کرنے تہے اور کبہی اسکے روشن مفہوم پر مضحکہ اُڑاتے تہے - مسلمانون کی عبادت اور ان کے مذہبی ادب آداب پر پہبتیان کہتے تہے - کبہی ان کی روزانہ نماز اور عبادت کے کچہہ معنے بتاتے تہے اور کبہی قرآن کی آیتین پڑہ پڑہکر ان کے مضامین پر قہقہہ اُڑاتے تہے - شعرا اور شاعرہ عورتین جو کثرت سے یہودی قوم مین یثرب مین آباد تہین مسلمانون کی بہت زور شور سے ہجو کرنے لگین - یہودیہ قوم کے سردارون نے اپنے گروہ کے شعرا کو یہہ کہدیا تہا کہ تم مین سے مسلمانون کی جو زیادہ ہجو کریگا اس کو اسیقدر

اللہ تعالے کا قرب حاصل کرو اور ان کو ناراض کرکے خدائے تعالے کی رضا کے طالب ہو لوگون نے عرض کیا کہ یا روح اللہ پہر ہم کس کے پاس بیٹہین فرمایا کہ ان لوگون کے پاس بیٹہو جن کے دیکہنے سے خدا یاد آوے - اور جن کی تقریر تمہارا علم بڑہاوے اور جنکا عمل تمکو شوق آخرت دلاوے -

انبیاء گزشتہ مین مروی ہے کہ اللہ تعالے نے موسے علیہ السلام کو وحی بہیجی کہ اے پسر عمران ہوشیار ہو اور اپنے لئے یار غار طلب کر اور جو دوست کہ میری خوشی پر تیرا موافق ہو وہ تیرا دشمن ہے - اور حضرت داؤد علیہ السلام کو وحی ہوئی اے داؤد کہ یہہ کیا بات ہے کہ تم الگ کونے مین تنہا رہتے ہو عرض کیا کہ الہی مین نے تیرے خاطر خلقت کو برا جانا ارشاد ہوا کہ اے داؤد ہوشیار ہو اور اپنے لئے دوست طلب کر اور جو دوست کہ میری مسرت پر تیرا موافق نہو اسکے ساتہ مت رہنا کہ وہ تیرا دشمن ہے تیرے دل کو سخت کردیگا اور تجہکو مجہسے دور کریگا "

حضرت عیسٰے اور حضرت موسیٰ اور حضرت داؤد نے بہی اتحاد اور محبت قایم کرنے کی ترغیب دلائی ہے لیکن جس طریقہ کی کہ امی نبی کی تعلیم ہے وہ قدرتی طور پر ایسی پر اثر اور قوی ہے کہ جس کے برابر اور کسی نبی کی تعلیم نہین ہو سکتی جن نصایح مین کہ سادی عقول کے لئے بہی اسی قدر نفع اور ترغیب ہے جتنی کہ ایک فلسفی ان سے فایدہ اٹہا سکتا ہے - ان ہی قیمتی اقوال نے اتحاد کی بنیاد کو مضبوطی سے قایم کردیا اور مسلمان شاہ و گدا کو بہائی بہائی بنا دیا -

حضرت علی فرماتے ہین - " دوستون کو ضرور پیدا کرو کہ وہ دنیا مین بہی کام آتے ہین اور آخرت مین بہی دیکہو دوزخ والے اس روز یہ کہینگے " فمالنا من شافعین ولا صدیق حمیم " (ترجمہ) پہر کوئی نہین ہماری سفارش کرنے والے اور نہ کوئی دوست محبت کرنے والا -

اور حضرت ابن عمر فرماتے ہین کہ " بخدا اگر مین اتنے روزے رکہون کہ افطار نکرون اور رات بہر عبادت کیا کرون کہ نہ سوؤن اور اپنا نفیس نفیس مال خدا کی راہ مین دون لیکن جس روز مین مرون میرے دل مین اللہ تعالے کی فرمانبرداری کی محبت اور اللہ کے عاصیون کا بغض نہو تو یہہ سب باتین میرے کچہ کام نہ آئینگے " اور ابن سماک نے اپنے موت کے وقت عرض کیا الہی تو جانتا ہے مین ہر چند تیری نافرمانی کرتا تہا مگر جو شخص تیرا مطیع ہوتا تہا اس سے محبت رکہتا تہا الہی میری اس عادت کو میرے لئے اپنے قرب کا باعث کر - اور حضرت حسن بصری وہ مضمون فرماتے ہین جو اسکی ضد ہے اے ابن آدم اس قول سے دہوکے مین نہ آنا المرء مع من احب یعنے آدمی اسکے ساتہ ہے جس سے وہ محبت رکہے کیونکہ تجکو ابرار کا درجہ بغیر انکے اعمال کے ہرگز نہ ملیگا یہود اور نصاری بہی تو اپنے انبیا سے محبت رکہتے ہین اور اس مین یہ اشارہ ہے کہ صرف محبت بدون موافقت بعض اعمال یا کل اعمال کے مفید نہین - اور حضرت فضیل نے اپنے کسی وعظ مین فرمایا - کیا تو فردوس برین مین رہنا چاہتا ہے اور خدا کی ہمسائیگی اسکے مکان مین انبیا اور صدیقین اور شہدا اور صالحین کے ساتہ ڈہونڈہتا ہے کس عمل سے تو یہ چاہتا ہے کس خواہش کو تو نے رد کیا کون سے غصہ کو پیا کون سے قاطع رحم سے تو ملا کون سے اپنے بہائی کے قصور کو تو نے معاف کیا کون سے قریب سے تو فی اللہ دور ہوا کون سے بعید سے تو فی اللہ قریب ہوا

حسن بصری فرماتے ہین کہ فاسق سے بغض فی اللہ رکہنا موجب تقرب الی اللہ ہے - اور ایک شخص نے محمد بن واسع سے کہا کہ مین

رد یہ لمیگا - اب چارون طرف سے ہجو کی بوچھاڑ ہو گئی یہودی ان کے بچے عورتین اپنا یہہ فرض سمجھتی تھین کہ سرِ بازار مسلمانون کی ہجو کی جائے اور ان پر طرح طرح کی طعنون کی بوچھاڑ ہو قریشیون نے بھی اپنا پیچھا نہ پکڑا تھا جتنا کہ بے ایمان اور کوتاہ اندیش اسرائیلیون نے مسلمانون کو دق کرنا شروع کیا - جہان کوئی مسلمان رستہ مین جاتے دیکھا اور دس پانچ یہودی ساتھ ساتھ ہو گئے کوئی اس کا مضحکہ اڑاتا ہے کوئی گالیان دیتا ہے اور کوئی مسلمانون کی ہجو نظم پڑھتا ہے وہ بیگناہ صابر مسلمان نیچی نگاہین کئے جا رہا ہے اور ان مردودون کی اس زیادتی کا کچھ جواب نہین دیتا کبھی آنکھین اونچی کرتا ہے اور کبھی ادھر ادھر اپنے معاون کو تکتا ہے مگر وہ عہد شکن جب تک بیگناہ مسلمان داخل مکان نہین ہو لیتا یہودی اسکا پیچھا نہ چھوڑتے تھے - یہودیون نے اسی پر صبر نہ کیا بلکہ اور انہون نے یہہ غضب ڈھایا کہ مکیون سے پوشیدہ خط کتابت کرنے لگے اور کہا کہ تم ہماری مدد کرو تو ہم محمدیون کو یثرب سے نکال باہر کرین - قریش منہہ کھولے ہوے بیٹھے تھے یہودیون کی یہہ درخواست انہین اپنے مطلب برآری کے لئے فال نیک معلوم ہوئی اب انہین یقین ہو گیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ کے ساتھہ چیرہ دست ہون گے اور اس کو یثرب مین بھی نہ رہنے دینگے - وہ یہہ خط یہودیون کا دیکھتے ہی بغلین بجانے لگے اور انہون نے خوب خوب جشن اڑائے -

آیت ... محبت تھا ... کرتا ہو ... انہون نے کہا کہ جس شخص کی خاطر تو مجھے محبت رکھتا ہے وہ تجھے محبت کرے پھر اپنا منہ پھیر کر کہا الٰہی مین تجھے پناہ مانگتا ہون اس بات سے کہ لوگ مجھکو تیری خاطر سے محبوب جانین اور تو مجھے بغض رکھے - کتنی بڑی نصیحت اور قیمتی قول ہے کہ کوئی ظاہر اولیا نہ بنا رہے -

اور لوگ اسکی ظاہری صورت دیکھکر فریب مین نہ آوین اسلئے کہ جس سے محبت کی جائے گی اسکی ہر بات بھلی لگے گی اور اسکی ہر بات پر عمل کرنے کو دل چاہیگا - اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جن سے محبت کرین ہم انہین دھوکے مین نہ ڈالین اور جہانتک ممکن ہو کوشش کریں کہ اپنے دوستون کو بری باتون سے بچائین -

جو شخص بزرگون کی صورت بناتا ہے جس کا مطلب یہہ ہے کہ لوگ مجھے ولی کہین اور مجھسے فی اللہ محبت رکھین وہ شخص شیطون کا ایک خبیث ہے - کہ دراصل دل مین شیطان ہے اور ظاہر ولی بنا ہوا ہے

کار شیطان میکند نامش ولی — گر ولی این ست لعنت بر ولی

جو بزرگ سچے ہین اور درحقیقت ولی اللہ ہوتے ہین وہ خدا کی مخلوق پر جان دیتے ہین اور خود ان کی خدمت کرتے ہین نہ یہہ کہ اپنی پرستش کرائین اور تر نوالے مرغ کرین اور اپنے کو ولی مشہور کرین - بزرگ یہہ ہوتے ہین جن کی روایت درج ذیل ہے ایک شخص داؤد طائی کے پاس آیا - آپنے فرمایا کہ تمہارا کیا مطلب ہے عرض کیا کہ آپ کی زیارت کے لئے آیا ہون آپ نے فرمایا کہ تم نے تو اچھا کام کیا کہ زیارت کی مگر مین اپنے حال کو سوچتا ہون کہ اگر مجھسے یہہ کہا جائیگا کہ تو کون ہے کہ لوگ تیری زیارت کرتے ہین کیا تو زاہد ہے یا عابد ہے یا نیک بخت ہے تو اسوقت کیا ہو گا مین تو انمین سے بخدا ایک بھی نہین پھر اپنے نفس کی توبیخ پر متوجہ ہو کر کہنے لگے کہ جوانی مین تو فاسق تھا اب بڑھاپے مین ریاکار ہو گیا بخدا ریاکار فاسق سے بہت برا درجہ ہے - حضرت عمرؓ نے فرمایا ہے کہ جب کوئی تم مین سے کسی بھائی کو دوست پاوے تو اسکو مضبوط پکڑے اسلئے کہ ایسے آدمی کم ملا کرتے ہین - پھر حضرت مجاہد فرماتے ہین کہ جب فی اللہ محبت کرنے والے آپسمین ملکر ایک دوسرے کو دیکھکر خوش ہوتے ہین تو ان کے گناہ ایسے جھڑتے ہین کہ جیسے جاڑے مین درخت کے پتے سوکھ کر گرتے ہین - اور حضرت فضیل فرماتے ہین کہ آدمی کو اپنے بھائی کے چہرہ پر نظر مودت اور رحمت سے دیکھنا چاہیے حدیث مین یہ آچکا ہے کہ سب مومن آپس مین بھائی ہین تو ہر مسلمان کا فرض ہے کہ مسلمان کے چہرہ پر محبت و الفت کی نظر ڈالے اس سے زیادہ محبت و الفت قایم کرنے کی زبردست نصایح اور کیا ہو سکتے ہین اسپر بھی اگر مسلمان آپس مین نفاق رکھین تو ان کی شامت اعمال -

قریشون نے جو محمدؐ کے خون کے پیاسے بیٹھے ہوئے ہتے عبد اللہ کی یاریؓ کا شکریہ ادا کیا اور بے ایمان اسرائیلیون کو مبارک باد دی۔ قریشون کو یہہ ہی معلوم ہوا کہ جو یہودی محمدؐ پر ایمان لائے ہین وہ جب ہی تک مسلمان ہین کہ بت پرست قریش جون ہی یثرب کے قریب پہونچ جائینگے وہ محمدؐ سے علیحدہ ہوکر ان سے مل جائینگے۔ اس خیال نے اور بہی بت پرست قریشون کی کمر کو مضبوط کیا اور اب وہ آمادہ ہوئے کہ کسیطرح جلد یثرب پر حملہ کرین۔ قریشون نے سامان جنگ کرنا شروع کیا ادہر یثرب ہی مین اسرائیلی آمادہ جنگ بیٹہے ہوئے تہے۔

رفتہ رفتہ یہہ خبر محمدؐ کے کان تک پہونچی کہ یہودیون نے عہد شکنی کی اور وہ بت پرست قریشون سے سازشین رکہتے ہین یہ وقت گویا مسلمانون کے سخت امتحان کا آیا۔ آنحضرت نے جب شہر یثرب کی حالت دیکہی تو اس کو بالکل بے پناہ پایا۔ چہوٹا سا گروہ دشمنون کا بہت آسانی سے حملہ آور ہو سکتا تہا محمد صرف اسلام ہی کا پیغمبر نہ تہا بلکہ لوگون کی جانون اور آزادی کا بہی محافظ تہا۔ اسکا فرض تہا کہ خونخوار عہد شکن بیرحم دشمنون سے اپنے متعلقین کی جانون کی حفاظت کرے۔ اب محمدؐ کو دشمن یہودیون کی ہر بات پر توجہ مائل ہونے لگی ان مخبرون کی جو پوشیدہ خبرین قریشون کو پہونچاتے تہے پوشیدہ نگرانی کی گئی۔ یہودیون کی سب حرکات کی نگہبانی ہوئی جو مسلمانون کے خلاف کوشش کر رہے تہے۔ آخر ایکدن چہہ مخبر یہودی گرفتار کئے گئے جو یثرب کی خبرین مکہ والون کے پاس لئے جاتے تہے ان کو سخت سخت سزائین دی گئین اور قانون رائج الوقت کے موافق ان پر عقوبتین توڑی گئین جب محمدؐ کو خبر لگی کہ قریش مکہ سے یثرب پر حملہ کرنے کے لئے آمادہ ہوئے ہین اور ایک آدہ دن مین روانہ ہونیکو ہین آپ کو سخت اندیشہ ہوا کیونکہ ابہی تک محمدؐ نے کسی ہتیار کا استعمال نہ کیا تہا۔ اس کا رحیم اور رقیق قلب یہہ گوارا نکرتا تہا کہ خونخواری سے ہتیار چلے اور خدا کی مخلوق درد سے غل مچاوے آپکی ہرگز یہہ خواہش نہ ہتی کہ میرے رفیق سرخ خون مین نہائین۔ آپکے دلپر اپنے بچون کے گزرنے کے صدمہ نے پہلے ہی سے گہرے زخم کر رکہے تہے اور پہر آپکو اپنے دشمنون کی یہہ یہہ زیادتی اور ان کے حملہ کا خیال آیا کہ جس سے محمدیون کو ایذا پہونچے گی اس خیال سے آپ پہوٹ پہوٹ کر رونے لگے اور اپنے رفقا کی آیندہ تکالیف برداشت کرنے نے آپکو ضبط نہ کرنے دیا۔ محمدؐ کا پہوٹ پہوٹ کر رونا صرف اپنے رفیقون کی تکلیف پر تہا جسکو دیکہکر بدکیش یہودی یہہ کہتے تہے کہ محمدؐ کا مزاج عورتون کیطرح ہے کہ آیندہ جنگ کے خوف پر رو دیتے ہین۔ حالانکہ محمدؐ اپنے دوستون کی مصیبت پر روتا تہا۔ وہ کبہی نہ چاہتا تہا کہ ہتیار پکڑنے کا موقع آئے اسکی کبہی خواہش نہ ہتی کہ دوست و دشمن خاک و خون مین لتہڑے ہوئے دکہائی دین وہ کبہی نہ چاہتا تہا کہ بیگناہ جانین ضائع ہون یا معصوم گردنون پر خنجر پہرے اسنے ابتک تلوار بہی اپنے ہاتہ مین کسی دشمن کے مقابل مین نہ پکڑی ہتی اسکا دل انسانی

دیکھکر پگلا جاتا تھا۔ ایسا کبھی نہین ہوا کہ وہ روتے ہوئے کو دیکھکر روندیا ہو۔ اسکی حقیقی افعلی اس امر کی شاہد تھی کہ وہ خدا کی مخلوق کو ہمیشہ آرام مین دیکھنا چاہتا تھا اور امن قایم کرنے کیلئے تو وہ مبعوث ہی ہوا تھا۔ وہ کب چاہتا تھا کہ میرے گھوڑے کے سُم خون مین لت پت ہون مگر مجبوری کے وقت اس کی نبوت کا جوش ابال پر ہوتا تھا اور وہ اپنی اصلی اور فطری شجاعت کو کام مین لاتا تھا بیشک وہ بہت بڑا شجاع تھا۔

آخر کار مکی اور ان کے مددگار آمادہ پیکار ہوئے اور مکہ سے روانہ ہو کر مضافات مدینہ مین آکر پہونچے۔ مسلمانون کے باغون کو جلا دیا اور ان کے مویشیونکو پکڑ لیا یہہ لوگ ایک ہزار جنگ آور تھے جو ہر قسم کے مصفا ہتیارون سے آراستہ تھے ان کی کمان ابو جہل کر رہا تھا یہہ لوگ پرشوق قدمون مین یثرب کی طرف مسلمانون کے تباہ و برباد کرنے کے لئے باگین اٹھائے ہوئے چلے جارہے تھے اور دوسرا ان کا یہہ بھی منشا رتھا کہ ہم اس کاروان کی حفاظت کرین کہ جو سامان جنگ لئے آرہے تھے عین وقت پر مسلمانون کو ابو جہل کے لشکر کی خبر ہوئی جب وہ بدر پر منہ بمنہ مقابل ہوئے کل مسلمان تقریباً تین سو تھے نہ جن کے پاس سامان جنگ تہا اور نہ سواری کے لئے گھوڑے تھے جب محمدؐ نے دیکھا کہ مخالف کا خونخوار لشکر زور شور سے آگے بڑہ رہا ہے آپ نے اپنے دونو ہاتھ خدا کی طرف اٹھائے اور یہہ دعا مانگی۔ اے خداتو اپنا وعدہ مدد کا نہ بھولیو اولارڈ اگر یہہ چھوٹا سا گروہ نیست و نابود ہوگیا تو پہر تیری مصفا پرستش کرنے والا کوئی بھی نہ رہیگا۔[1]

عربون کی قانون جنگ کے موافق تین عرب نکل کر میدان جنگ مین آئے ان کے مقابلہ مین یہان سے بھی تین ہی روانہ ہوئے۔ مسلمانون مین تین صحابی حمزہ علی اور عبیدہ تھے ان تینون کی جنگ سے اور آخر ان تینون جلیل القدر صحابہ نے فتح پائی پہر بت پرست قریشون نے قانون جنگ توڑ دیا اور اوہ ملکر حملہ آور ہوئے پہلے پہل تو مسلمانون کی قسمت پلٹا کھا گئی اور مخالف بت پرست چیرہ دست ہوگئے لیکن اس اپیل سے جو محمدؐ نے اپنے دوستون یا ساتہیون سے کی دشمنون کو کامل شکست ہوئی یہہ دن بھی ایک طوفان خیز جاڑے کا دن تہا ایک تیز و تند ہوا کے جھکڑ نے گہاٹی کو گھیر لیا تھا ان سائین سائین کی آوازون نے جو تند ہوا سے پہاڑی سے ٹکرا ٹکرا کر نکل رہی تھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ مسلمانون کی مدد کے لئے آسمان سے فرشتے[2] اتر رہے ہین بیشک جو ہر وقت خدا پر اپنا بھروسہ رکھتا ہے

---

[1] ابن ہشام صفحہ ۴۴۴ - ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۹۶۔

[2] فرشتون کے نازل ہونے کی خوشخبری یا مسلمانون کو یہ معلوم ہونا کہ ہماری مدد کیلئے فرشتے اتر رہے ہین بیشک ایسی حالت کہ وہ دشمن کے مقابلہ مین بہت تھوڑے ہون تقویت کا باعث ہے۔ یہ ایک بہت بڑی حکمت ہے کہ دل شکستہ لوگون سے یہ کہا جائے کہ خدا نے اپنا لشکر بھیجا ہے (تاکہ) ان کو خود یقین ہوگیا کہ ہماری مدد کے لئے خدا نے اپنا لشکر بھیجا ہے ایسا زبردست قوت دینے والا لشکا ہے کہ اس سے بہتر اور نہین ہوسکتا اگر ہم اپنی مدد پر دوسرے شخص کو بھیجینگے اور ہمین کامل یقین ہوگا کہ بیشک وہ ہمارا مددگار ہے تو چاہے وہ موقع پر نہ موجود ہو پہر بھی ہمین تقویت ہوگی اور ہم نہایت دلیر ہو کر اپنی جان لڑا دینگے اور اپنے سے دگنے پر غالب آنے کو کوشش کرینگے۔ بیشک خدا مسلمانون کا مددگار ہے۔

اور اسکی مرضی کی جستجو مین رہتا ہے اسکو فطرت کا ہر کرشمہ خدا ہی کی طرف سے اسکی معاونت مین حادث ہوتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ اس سے زیادہ قناعت اور صبر کیا ہوگا کہ خود تو کوشش مین جان لڑادی مگر پہر بہی اللہ ہی پر بہروسہ رکہا اور یہ سمجہا کہ جو کچھہ ہمین کامیابی حاصل ہوئی ہے وہ خدا اور اسکے فرشتون کی مدد سے ہوئی ہے۔ ہوا کے تند و تیز جہونکے اور ان کی خوفناک آوازین بیشک وحدت پرستون اور سچے خدا پرستون کے لئے آگاہی تہی جو خدا کی طرف سے دی جاری تہی کہ ہوشیار ہو تمہاری ان جانبازیون کا صلہ فتح دی جائے گی۔ چونکہ ہر وقت مسلمان خدا کی مدد کے طلبگار رہتے تہے اسلئے ان کی آنکہون کے آگے اس بہروسہ کے صدقہ پر جو انہین خدا پر تہا کہ وہ اپنے پاک بندون کی ضرور مدد کریگا انہین یہہ معلوم ہونے لگا تہا کہ ہوا کے بازوؤن پر فرشتے سوار ہو کر آئے ہین اور ہماری مدد کر رہے ہین اور دشمنون کو پریشان کر رہے ہین اس سے غرض صرف اسقدر ہے کہ مسلمان اس عظیم الشان لشکر پر فتح پاکر مغرور نہون بلکہ یہہ سمجہین کہ ہمین یہہ فتح صرف خدا کی مدد سے حاصل ہوئی ہے۔ اس سے زیادہ انکساری اور حلیمی کا سبق اور کون مذہب پڑہا سکتا ہے۔ مکی تتر بتر ہوگئے اور بڑے نقصان کے ساتھ واپس گئے ان کے بہت سے سردار قتل کئے گئے اور ابوجہل بہی مسلمانون کے تیغہ کا شکار ہوا[1] اور بہت سے قیدی بہی مسلمانون کے ہاتہ پڑے جنمین سے صرف دو ہی مارے گئے۔ حالانکہ قانون جنگ عرب مین دستور تہا کہ ایسے قیدیون کو جو میدان جنگ مین گرفتار ہون طرح طرح کی اذیتین دیجاتی تہین مگر اسکے برخلاف محمدؐ نے سخت حکم دیدیا کہ خبردار کسی بدقسمت قیدی کو تکلیف نہ دیجائے اور ان سے مہربانی اور شفقت سے پیش آیا جائے۔ ان مسلمانون نے جن کی حفاظت مین قیدی کئے گئے تہے اپنے نبی کے احکام کی بجاآوری کی پیروی کی اور قیدیون کو بہت آرام سے رکہا۔ انہون نے اپنی خوراک مین سے قیدیون کو بہی حصہ دیا مین روٹی بہی کہلائی کہ جو ان کی اعلے درجہ کی خوراک تہی اور خرمے وغیرہ بہی انہین مہربانی سے کہلائے[2] کی خاطرداری اس طور سے کی گئی کہ جیسے اپنے کوئی مہمانون کی کرتا ہے نہ انہین طعنے دیتے تہے نہ ان پر ہنستے تہے اور نہ برا بہلا کہکر پشیمان کرتے تہے بلکہ جسطرح ان کی خاطرداری کرتے تہے اسیقدر ان سے نہایت شیرین زبانی سے پیش آتے تہے اور ان کی بدقسمتی پر روتے تہے قیدیونکی نجات کے لئے خدا سے دعا مانگتے تہے

ابن ہشام صفحہ ۴۴۴ و ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۹۶۔ سر ڈبلیو میور صاحب اپنے کتاب لائف آف محمدؐ مین لکھتے ہین کہ جسوقت ابوجہل کا سر سامنے آیا تو اس نے کہا کہ مجھے یہ سر اس سے زیادہ پیارا ہے جتنا کہ اونٹ عرب مین ہوتا ہے یعنے اس سر کا ڈہیر پر سے الگ ہونا مین بہت جانتا ہون۔ خبر نہیں میور صاحب نے یہ فقرہ کہان سے نقل کر دیا حالانکہ نہ ابن ہشام نے لکہا نہ ابن الاثیر نے نہ ابو الفدا نے نہ طبری نے بہی بیان نہین کیا۔

ابن ہشام صفحات ۴۶۰ و ۴۹۵۔ کاسن ڈی پرسول جلد ۳ صفحہ ۷۹۔ میور صاحب لکھتے ہین کہ محمدؐ کی پیروی حکم مین مدینون نے دن کے ساتھ زیادہ نوازش کی انہین اپنے گہر رہنے کو دیئے اور زیادہ توجہ مہمانون کی آخری دنون مین ان قیدیون مین سے ایک قیدی نے یہہ کہا برکت ہو مدینہ کے مسلمانون پر انہون نے ہمین اسوقت سوار کیا کہ جب وہ پیدل چلتے تہے انہون نے ہمین اسوقت روٹی دی جب ان کے پیٹ بہرنے کے لئے بہی کافی نہ تہی جس مین جوارے بہی شریک تہے

۲۔ صفحہ ۱۲۲۔)

لوٹ کی تقسیم پر مسلمانوں میں کچھ جھگڑا ہونے لگا تو آنحضرت نے اس جھگڑے کا فیصلہ کر دیا اور ان میں مال غنیمت برابر برابر تقسیم کر دیا مگر پھر اس خیال سے کہ مال غنیمت آیندہ شاید مسلمانوں میں کوئی جھگڑا ڈالے اسلئے آیندہ جھگڑوں کے چکانے کے لئے سورۃ انفال میں اس کا فیصلہ کر دیا کہ ہمیشہ اسی پر عمل درآمد ہوا کرے اس قانون سے لوٹ کی تقسیم سردار کی مرضی پر نہ رکھی گئی اور پانچواں حصہ لوٹ کا خزانہ میں داخل ہوا کرتا تاکہ اس سے مساکین اور غربا محتاجین کی مدد کی جاوے جنگ بدر ایک خوفناک مقابلہ کفار عرب سے تھا اور واقعی اسی پر قسمت اسلام کا فیصلہ تھا اگر اس پہلی جنگ میں مسلمانوں کو شکست ملجاتی تو ہرگز اشاعت اسلام نہوتی اور پھر کبھی مسلمان نہ ابھر سکتے مسلمانوں نے جس بہادری اور دلیری سے اپنے سے پانچ حصہ زیادہ تعداد والے دشمنوں سے مقابلہ کیا وہ معرکہ بھی قابل دید تھا۔ اس جنگ میں محمدؐ نے ثابت کر دیا کہ میں نرا پیغمبر ہی نہیں ہوں بلکہ میں کمانڈر بھی بہت بڑا ہوں۔ حضرت علی روایت کرتے ہیں کہ جنگ بدر میں ہم نے اپنے آپ کو دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ پکڑتے تھے اور آپ ہم سے زیادہ قریب دشمنوں کی صف کے تھے اور اس روز سب سے زیادہ دشمنوں سے لڑ رہے تھے (ابن جہان در اخلاق النبی صلی اللہ علیہ وسلم) پھر بھی حضرت علی نے فرمایا ہے کہ جب ہنگامہ کارزار گرم ہوتا تھا اور دونو صفیں ملجاتی تھیں تو ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آڑ میں ہو جاتے تھے پس آپ سے زیادہ دشمن سے کوئی بھی قریب نہوتا تھا۔ (نسائی بروایت علی مرتضی و مسلم بروایت براء بن عازب) اور مروی ہے کہ جب آپ حملہ کا حکم دیتے تھے تو پہلے آپ ہی آگے بڑھکر حملہ کرتے تھے اور سب لوگوں سے زیادہ لڑاکے تھے (ابن جہان بروایت سعید بن عیاض مرسلاً) بہادر وہی شخص ہوتا تھا جو جنگ میں آنحضرت کے قریب رہتا تھا کیونکہ آپ دشمن سے قریب تر رہتے تھے (مسلم بروایت براء بن عازب) اور عمران بن حصین فرماتے ہیں کہ جب کبھی مقابلہ کا موقع آیا ہے پہلا وار آپ ہی کا ہوتا تھا (ابن جہان نے نقل کی ہے اور اسکی سند میں ایک راوی مجہول ہے) اور آپ قتال میں نہایت قوی تھے اور جب آپکو مشرکوں نے گھیر لیا تو آپنے یہ فرمایا "ان النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب" یعنے میں نبی ہوں جھوٹا نہیں ہوں میں بیٹا ہوں عبد المطلب کا محمدؐ کو پہلا پہلا اتفاق ہوا تھا کہ وہ اپنے چھوٹے سے گروہ کو خونخوار دشمنوں کے سامنے صف بصف کھڑا

ف۱ سپیل صاحب لکھتے ہیں کہ یہ مشہور ہے کہ بدر کی لوٹ کے تقسیم کرنے پر مسلمانوں میں ایسا جھگڑا ہوا جیسا حضرت داؤد کے سپاہیوں میں عمالیقہ کی لوٹ پر ہوا تھا۔ وہ لوگ جو جنگ میں مشغول ہو چکے تھے یہ سمجھتے تھے کہ ہم ان لوگوں کو مال نہ دیں گے کہ جن کی تو جنگ کی ہمت آئی ان کا بھی آیندہ کے لئے فیصلہ ہو گیا اور پھر یہودیوں کی طرح انمیں بھی کبھی جھگڑا نہ کھڑا ہوتا تھا۔

ف۲ ایسٹ کے چیف سردار ریاست کا اس میں بہت کم حصہ رکھا گیا تھا اور یہ بھی مختلف شکلوں میں خلفا کے زمانہ میں تبدیل پذیر ہوتا گیا اور اس قاعدہ پر برابر عمل ہوتا رہا اور اسی کے سبب سے اور کئی قانون مرتب ہو گئے اور قوانین عدل و انصاف کی بنیاد مستحکم ہوتی چلی آئی۔

اسوقت مسلمانون کی حالت بہت نازک ہتی اول توان کے پاس شائستہ ہتیار نہ ہتے دوسرے سواری کو گہوڑے بہی نہ ہتے ایسی شکستہ حالت مین کیونکر یقین ہو سکتا ہتا کہ محمدؐ فتح پائینگے اور مشرکون کا عظیم الشان گروہ شکست پاکر بے اوسان فرار ہوجائے گا مگر محمدؐ کو اس کے اس بہروسے جو اونکا جو وہ خدا پر رکہتا ہتا اس نے اپنے اس چہوٹے سے گروہ کی کئی صفین کین سب سے آگے بشمشیر برہنہ خود آپ کہڑے ہوے آپکا دل گو طرح طرح کی پے درپے مایوسیون سے ٹوٹا ہوا ہتا یہودیون کی عہد شکنی اور بے طرح ستانے نے نہایت شکستہ خاطر کردیا ہتا پہر بہی آپ صرف خدا کے بہروسے اور اسکی مدد کے اقرار پر تازہ دم ہتے اور آپکو ذرا بہی مایوسی نہ ہتی۔ یہی کیفیت مسلمانون کی بہی ہتی کہ وہ بہی خدا پر صابر و شاکر ہتے محمدؐ جیسے سردار کی سرکردگی مین رہکر اپنے کثیر التعداد مخالفون کی ذرا بہی پروا نہ ہتی پہر بہی وہ دست بدعا ہتے اور ان کی دعائین قبول ہوئین بیشک خدا ہر مومن کی دعا قبول کرتا ہے[۱]۔ مخالفون نے مسلمانون کے دہوکا دینے کے لئے ایک نئی ترکیب کی اور وہ ترکیب یہ ہتی کہ وہ لوگ صف بندی کرکے آگے نہ بڑہے بلکہ ایک کے پیچہے

[۱] دعا اور اجابت دعا کی نسبت مین اپنے گزشتہ نوٹ مین مختصر طور پر لکہہ چکا ہون چونکہ اس موقع پر ایسے باریک مسئلہ کو واضح طور پر لکہنے کی ضرورت ہوئی ہے اسلئے مین اسے قلمبند کرتا ہون۔ قرآن شریف مین سکہایا گیا ہے کہ دعا مانگو اور پہر یہ بہی ارشاد ہوا ہے کہ ہم قبول کرینگے اسکی تعمیل خود آنحضرت نے بہی کی اور آپکے صحابہ نے بہی کی جہان انہین کسی قسم کی ضرورت پیش آئی گو اس مین سرگرمی پوری ظاہر کرتے اور مراد حاصل کرنے کے لئے کوئی دقیقہ اٹہا نہ رکہتے لیکن پہر بہی خدا سے ضرور ملتجی ہوتے بیشک خدا ان کی التجا کو سنتا اور قبول کرتا۔ یہہ مسئلہ ابتک سمجہہ مین نہ آیا ہوگا اسلئے مین اور بہی تشریح کے ساتہہ بیان کرتا ہون۔

مفصلہ ذیل قرآن شریف کی آیتون سے پایا جاتا ہے کہ خدا خود ہی دعا مانگنے کی پروانگی دیتا ہے۔

" واذا سالک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی " (ترجمہ) اور جب تجہسے پوچہین میرے بندے مجکو تو مین پکارنے والے کے پکارنے ہی نزدیک پہونچتا ہون جسوقت مجکو پکارتا ہے پس چاہیئے کہ حکم مانین میرا۔ پہر دوسری آیت مین یہہ آیا ہے۔

" ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ انہ لا یحب المعتدین " (ترجمہ) پکارو اپنے رب کو گڑگڑاتے اور چپکے اسکو خوش نہین آتے حد سے بڑہنے والے۔ پہر تیسری آیت مین فرماتا ہے۔

" قل ادعوا اللہ او ادعوا الرحمن ایاما تدعوا فلہ الاسماء الحسنیٰ " (ترجمہ) کہہ اللہ کرکے پکار یا رحمن کرکے جو کہکر پکاروگے اسی کے ہین سب نام۔ چوتہی آیت مین فرماتا ہے۔ " قال ربکم ادعونی استجب لکم ان الذین یستکبرون عن عبادتی سیدخلون جہنم داخرین " (ترجمہ) اور کہتا ہے رب تمہارا مجکو پکارو کہ پہونچون تمہاری پکار کو بیشک جو لوگ بڑائی کرتے ہین میری بندگی سے اب داخل ہون گے دوزخ مین ذلیل ہوکر۔ ان چار آیتون سے صاف پایا جاتا ہے کہ خدا نے خود چاہا ہے کہ لوگ مجکو پکارین لیکن اس پکارنے سے غرض عبادت ہے اور بیشک یہی خدا کا بہت بڑا پکارنا ہے۔ یہان سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ دنیوی مکروہ سامانون کے لئے دعا کی جائے بلکہ ہر آیت سے کہلم کہلا یہ ثابت ہوتا ہے جیسا مشکوۃ مین آیا ہے کہ دعا ہی بڑی عبادت ہے۔ ہان یا اپنی مغفرت کے لئے دعا مانگنا اور یہہ بہی عبادت کا بہت بڑا جزو ہے۔

مثلاً نماز پڑہکر دعا مانگا کرتے ہین اگر وہ دعا صفائی قلب اور رو رو کر مانگی گئی ہے تو بیشک وہ جزو عبادت ہی خیال کرنا چاہیئے۔ جیسے نبی دعا مانگا کرتے ہتے۔ احادیث نبوی مین دعا کی فضیلت بہت کچہہ بیان ہوئی ہے نعمان بن بشیر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا " الدعاء ہو العبادۃ " دعا ہی عبادت ہے۔

پہر آپنے ادعونی استجب لکم کو آخر تک پڑہا اور ایک حدیث مین آیا " الدعاء مخ العبادۃ " دعا عبادۃ کا مغز ہے۔ اور حضرت ابوہریرہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہین کہ آپنے فرمایا " کوئی چیز اسکے نزدیک دعا سے بزرگتر نہین "۔ پہر فرمایا کہ اللہ تعالی سے اسکے فضل کی درخواست کرو کہ اسکو یہ اچہا معلوم ہوتا ہے کہ اس سے کوئی مانگے اور بہترین عبادت کشادگی کا منتظر رہنا ہے۔ (ترمذی بروایت ابن مسعود اور اس کی اسناد مین حماد بن داود ضعیف ہے) فرمایا " کہ بندہ دعا سے ایک نہ ایک تین باتون مین سے جانہین دیتا

ایک سوار آرہا تہا تاکہ ان کی تعداد زیادہ نہ لگے- یہی ہوا کہ محمدیون نے اپنے دشمنون کو اپنے سے قلیل سمجہا مگر جب وہ مقابل ہوا تو یکایک وہ سب جمع ہوگئے اور یہہ نظارہ بیشک مسلمانون کا دل دینے والا اور ہمتین پست کرنے والا تہا- پہر بہی وہ بہادر محمدؐ کے دل بڑہانے سے آمادہ پیکار ہوئے اور اُنہون نے اسقدر جگر خنگ کی کہ مخالفون کے چہکے چہوٹ گئے اس جنگ مین دو باتین بیان ہوئی ہین اور وہ بہی قابل توجہ مین پہلی بات تو یہہ ہے کہ مسلمانون کی مدد کے لئے فرشتے نازل ہوئے اور دوسرے مسلمانون پر نیند غالب ہوگئی تاکہ ان کا تذبذب اور پریشانی مٹ جائے- ان دو لفظون پر مسلمان مفسرون نے بہت کچہہ طبع آزمائی کی ہے اور اپنا خوب زور طبیعت دکہایا ہے مسیحی مورخون نے بہی مسلمون پر کوئی دقیقہ قہقہہ اڑانے کا باقی نہین چہوڑا مگر مین خاص قرآن شریف کی آیت کی طرف توجہ مبذول کرتا ہون جسمین نیند کی طرف اشارہ کیا گیا ہے—

ہان پہلے فرشتون کے نازل ہونے کی بابت مختصر سا لکہتا ہون- ہر زبان مین تقریباً یہہ ایک محاورہ ہوتا ہے کہ اگر اتفاق سے کوئی کام ہمارے ہی ہاتہہ سے ہماری بساط سے باہر ہو جاتا ہے تو ہم فوراً بول اٹہتے ہین کہ خدا نے ہماری مدد کی یا ہم کسی ایسی زد سے اتفاقیہ بچگئے تو کہا کرتے ہین کہ خدا کا ہاتہہ بیچ آگیا ورنہ ہم کبہی کے فنا ہو جاتے یا جب بچے گر پڑتے ہین اور ان کے چوٹ نہین لگتی تو یہ کہنے مین آتا ہے کہ فرشتون نے ہاتہہ رکہہ لیا تہا- اسیطرح سے جب انتہا درجہ کی مایوسانہ اور شکستہ حالت مین نبی کے استقلال اور خدا پر بہروسہ رکہنے کے صدقہ نے فتح دلوادی تو ان سے کہا گیا کہ فرشتے تمہاری مدد کے لئے آئے تہے اگر دراصل دیکہا جائے تو وہ فرشتے مومنین کے وہ جوشیلے بہروسے تہے جنمین وحدانیت کا نور جلوہ دیرہا تہا اور اُنکا اپنے پیارے نبی کے احکام کی پیروی کرنا ہی بہت بڑی فرشتون کی مدد تہی مسیحی مورخونکا قاعدہ

یا تو اسکا گناہ بخشا جاتا ہے یا کوئی بہتری سردست ملجاتی ہے یا کوئی چیز اسکے لئے ذخیرہ کردی جاتی ہے ود (ابو منصور در مسند فردوس) حضرت ابو ذر نے فرمایا کہ نیکی کرنے کے ساتہ دعا اسقدر کافی ہے جیسے کہانے کے ساتہ نمک کی مقدار ہے—

ان حدیثون سے صاف یہہ معلوم ہوتا ہے کہ دعا عبادت کا ایک جزو نہین بلکہ مغز ہے جیسی عبادتؐ مغفرت ہوتی ہے ویسا ہی دعا کا مقصود ہے — — عبادت ہی گویا طلب مغفرت کی ایک راہ ہے- یا یون کہون کہ عبادت خود دعا ہے- چونکہ عبادت سے مغفرت ہوتی ہے اسلئے دعا جو عبادت کا مغز ہے سبب مغفرت ہے ان قیمتی احادیث سے یہ نہین بلایا جاتا کہ عوام الناس جسکو دعا کا مفہوم سمجہتے ہین وہ مفہوم ہو فرض کیا جائے کہ ایک شخص کے دل مین غیر مبارک خواہش نفسانی کا جوش پیدا ہوا اور اسنے اسی نامبارک حالت مین خدا سے اپنے مطلب برآری کی التجا کی کیا ایسی صورت مین خدا اس کی خواہش نفسانیہ کے پورا کرنے کا سامان کردیگا نہین کبہی نہین خدا ایسی باتون مین کبہی رہنمائی نکریگا- یا یہہ ہو کہ ایک کم عقل شخص ایک عظیم الشان پہاڑ کے آگے کہڑا ہو کر یہہ دعا کرے کہ یہہ پہاڑ میری مٹہی مین آجائے یا مین کل سمندر پی جاؤن کبہی یہ ممکن ہو سکتا ہے خدا کبہی یہہ دعائین قبول نہین کرنے کا ان سب باتون سے یہہ کہلتا ہے کہ خدا نے عبادت کے لئے ارشاد کیا ہے اور اپنے کو پکڑ دایا ہے اس کو پکارنا گویا اس کا ذکر کرنا ہے اور ذکر کرنا عبادت ہے حکمائے اسلام دعا کے دس آداب لکہتے ہین- جن سے بات معلوم ہوتا ہے کہ عبادت ہی کو دعا کہتے ہین—

—•—+—•—

ہے کہ جہان انہون نے کہیں بہی ہمعنی کے کلام مین کوئی لفظ استعارات تشبیہ وغیرہ کا پایا اسکو حقیقت مین لا کر اعتراضات جمانے شروع کر دیئے ہین [illegible] انکو نظر انداز کرکے [illegible] اور یہہ قصہ ہے یہہ نہین دیکہتے کہ ہم کیا کہہ رہے ہین اور سمجہ کیا چاہئے اگر نزول ملائکہ سے بہی [illegible] سمجہ لیتے تو انہین کا سب سے بہتر ہوتا شاکا کوئی حق ملتا اور اگر دوسری طرح سے دیکہا جاتا تو جیسے کوئی دنیا پر نزول ملائکہ کے قایل ہین تو وہ کسی حالت مین انکار نہین کرسکتے – تاہم مسلمانون کے مذہب مین اس قسم کے نزول ملائکہ کو مجازاً اپنے کلام کی رنگینی کے لئے الایا کرتے ہین اور یہی عرب کا دستور قاعدہ ہے جو نکلتا ہے یہہ قرآن شریف کے ایک لفظ سے سمجہہ لیا گیا ہے حالانکہ وہ اس سے معلوم ہوتا ہے –

(آداب اول)

یہہ ہے کہ دعا کے لئے اوقات شریف کی خصوصیت ضرور ہونی چاہیئے جیسے سال مین عرفہ کا روزہ اور مہینہ مین رمضان کا مہینہ اور ہفتہ مین جمعہ کا روز اور رات کی ساعتون مین سحر کا وقت ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "و بالاسحار ھم یستغفرون" (ترجمہ) اور صبح کے وقتون مین وہ معافی مانگتے – آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین – (بخاری و مسلم بروایت ابوہریرہ) کہ اللہ تعالیٰ ہر شب مین جب تہائی پچہلی رات رہتی ہے آسمان دنیا پر نزول اجلال فرما کر ارشاد فرماتا ہے کہ کوئی ہے مجہہ سے دعا مانگے اور مین قبول کرون اور کوئی ہے مجہہ سے مانگے تو مین اسکو دون اور کوئی ہے کہ مجہہ سے مغفرت کا خواہان ہو پس مین اسکو بخشدون – اس حدیث سے پایا جاتا ہے کہ پچہلی رات کا وقت دعا یا عبادت کی جان ہے کیونکہ قلب طرح طرح کی دنیوی کدورتون سے پاک ہوتا ہے اور نہایت صفا اور پاکیزہ ہوتا ہے اور لوگوں کے غل و شور کی صدا بہی نہین ہوتی ہے جو دماغ کو پریشان کرین اسلئے ایسے سہانے وقت مین جو کام انسان کریگا وہ اچہی طرح ہوگا اور اس مین برکت ہوگی خدا کا آسمان دنیا پر نزول اجلال فرمانا یہی ہے کہ ایسے وقت مین وہ بہت جلدی ذکر سے لیتا ہے ۔ اوقات مین توجہ سے عبادت کی حالت مین بہی خدا کی طرف پوری توجہ مبذول نہوتی ہو لیکن اس سنسان سہانے وقت مین ذرا بہی خدا کی عبادت مین متوجہ ہونا اسکے مقدس ذات مین مستغرق کردیتا ہے – روایت ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے جو اپنی اولاد سے کہا تھا کہ "سوف استغفر لکم ربی" یعنے مین تمہارے لئے اپنے رب سے عنقریب درخواست مغفرت کرونگا تو اس سے انکی غرض یہہ تہی کہ سحر کے وقت دعا کرین چنانچہ آپ پچہلے پہر کے اٹہے اور دعا مانگی اور ان کی اولاد ان کے پیچہے آمین کہتی جاتی تہی اللہ تعالیٰ نے ان کو وحی بہیجی کہ مین نے ان کا قصور معاف کیا – اور ان کو پیغمبر کر دیا – یعقوب کی اولاد اپنے دل سے خدا کی جناب مین کہڑے ہوکر دعا کرتا ہی اجابت دعا تہا – یعنے جب وہ عاجزانہ طور پر خدا کی درگاہ مین کہڑے ہوئے اور ان کے دلون نے خدا کے جلال کو قبول کرلیا اور وہ خدا کی پرستش پر راضی ہوگئے تو ان کی اپنے مغفرت کی دعا مانگنی ہی اجابت دعا تہی –

(آداب دوم)

یہہ ہے کہ عمدہ حالات کو غنیمت جانو حضرت ابوہریرہ فرماتے ہین کہ جب راہ خدا مین فوجین دشمنون سے بہڑتی ہین اور مینہ کے برسنے کے وقت اور فرض نماز کے لئے تکبیر کہنے کے وقت آسمان کے دروازے کہل جاتے ہین پس ان وقتون مین دعا مانگنا غنیمت جانو – یہہ بہت بڑی حکمت شریعت کی ہے چونکہ دعا عبادت ہے اسلئے مشورہ دیا جاتا ہے کہ عین جنگ کے وقت بہی عبادت کی جائے اور خدا کا ذکر کیا جائے جب جدال و قتال مین خدا کا ذکر رہیگا تو خلاف انصاف اور بیرحمی کے لئے کبہی جرات نہوگی اور ایسی حالت مین خدا کا یاد کرنا اور اس کا خوف کرنا لازم بلکہ فرض ہے – ایسے ایسے زبردست اصول پر دنیا مین سوائے اسلام کے اور کوئی مذہب فخر نہین کرسکتا – حضرت مجاہد فرماتے ہین کہ "نماز بہترین ساعات مین مقرر ہوئی ہین تو ان کے بعد دعا مانگنا اپنے اوپر لازم کرلو" – اس قول سے یہی پایا جاتا ہے کہ دعا عبادت کا بہت بڑا مغز ہے یا اس کا جزو اعظم ہے – آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم نے فرمایا ہے –

جیسے رعب یا سخت شکستہ دل کے بعد مسلمانوں کے چھوٹے سے گروہ نے کم عقیرہ پر فتح پائی تو آپ
پہلی دہشت ہراس و مایوسی کے بعد تقویت و طمانیت و جرات مسلمانوں کے دلوں میں پیدا ہوئی
اسکا ذکر خدا نے دوسری آیت میں ان لفظوں سے کیا ہے — "اذ یغشیکم النعاس امنۃ منہ"
اس آیت اور ایک پہلی آیت میں جو نعاس کا لفظ ہے اسپر لوگوں نے روایتیں گھڑنی شروع کیں
اور کہا کہ درحقیقت اس لڑائی میں وہ گروہ جسنے فتح حاصل کی اونگھ گیا تھا ایک راوی نے

تھا کہ اذان اور تکبیر کے بیچ میں دعا رد نہیں ہوتی (ابو داؤد و نسائی و ترمذی بروایت انس) — اس حدیث سے بھی یہی مطلب سمجھا جاتا ہے کہ عبادت کرو جسکے تعلقات میں دعا بھی کرتے ہیں —

اور دوسری حدیث میں آیا ہے کہ تین شخص روزہ دار کی دعا رد نہیں ہوتی (ترمذی و ابن ماجہ بروایت ابو ہریرہ) اس حدیث سے بھی صاف پایا جاتا ہے کہ دعا ہی عبادت ہے اور دعا کی اجابت عبادت کا مقبول ہونا ہے یعنی جو صاف دل سے دعا یا عبادت کریگا خدا اسکی مغفرت کریگا — اصل میں عبادت دنیوی سامانوں کے جمع کرنے کے لئے نہیں ہوتی نہ دنیا کی مخلوق پر قبضہ پانے کی غرض سے کی جاتی ہے بلکہ عبادت سے جو کچھ نتیجہ حاصل ہوتا ہے وہ تزکیہ نفس ہے روحانی قوت پیدا کرنے کے لئے عبادت کی جاتی ہے — اس سے یہ بھی کھل گیا کہ دنیوی سامانوں کی خدا سے التجا کرنی دعا مانگنا نہیں ہے — دعا درحقیقت عبادت ہے اور عبادت خاص مغفرت اور روحانی ترقی کے لئے کی جاتی ہے — حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب حالتوں سے زیادہ بندہ اپنے رب کے قریب تر سجدہ کی حالت میں ہوتا ہے پس سجدے میں دعا کی کثرت کرو (مسلم) اس حدیث سے بھی وہی معنے پائے جاتے ہیں جو ہمارا مطلب ہے یعنی دعا اپنے گناہوں کی بخشش کے لئے کی جاتی ہے نہ کہ دنیوی ترقی کے لئے — یہ ظاہر ہے کہ سجدہ کے وقت جب نماز کی حالت میں دیکھا جاتا ہے سوائے ان مقررہ الفاظ کے جنسے خدا کی بزرگی اور جلال ٹپکتا ہے اور کوئی بات نہیں ہوتی اس میں صرف یہی کہا جاتا ہے کہ تیری ذات بڑی ہے تو سب سے بزرگ تر ہے یہی سب ہی عبادت ہے اور اسکو بار بار رسول خدا نے کہنے کی تاکید فرمائی ہے نہ آپنے نہ آپکے صحابہ نے کبھی دنیوی شوکت یا کام کے اجرا کے لئے دعا نہیں کی اسلئے کہ دعا عبادت ہے اور عبادت دنیا کے لئے نہیں کی جاتی —

حضرت ابن عباس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپنے فرمایا کہ مجکو قرآن کا پڑھنا حالت رکوع اور سجدہ میں منع کردیا گیا ہے پس رکوع میں تعظیم اللہ تعالیٰ کی کیا کرو اور سجدہ میں دعا کیلئے خوب کوشش کرو کیونکہ یہ حالت اسبات کی شایان ہے کہ تمہاری دعا قبول ہو —

یہاں بھی دعا سے وہی مغفرت کی خواہش ہے کہ خدا اس عالم میں سرخرو کرے اور نجات دے —

(آداب سوم)

یہ ہے کہ دعا قبلہ رخ ہوکر مانگے اور اپنے ہاتھ اتنے اونچے کرے کہ بغلوں کی سفیدی معلوم ہونے لگے —

دعا کا قبلہ رخ ہوکر کرنا ہی اسبات پر دال ہے کہ دعا عبادت ہے — اور ہاتھوں کا حرکت دینا اور آگے کی طرف لمبا کرنا وہی مبارک حرکت ہے جو نماز کے وقت ہاتھوں کو دیجاتی ہے — جابر بن عبد اللہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم عرفہ کے موقف میں تشریف لائے اور قبلہ رخ ہوکر دعا کرتے رہے یہانتک کہ آفتاب غروب ہوگیا — اور سلمان فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ تمہارا رب حیا والا کریم ہے جب بندہ اسکی طرف اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتا ہے تو وہ حیا کرتا ہے اسسے کہ انکو خالی پھیرے (ابو داؤد و ترمذی و حاکم) اس حدیث سے یہ پایا جاتا ہے کہ رسول مقبول کی حد سے زیادہ یہ خواہش تھی کہ لوگ عبادت کریں اور اس کے ساتھ خدا سے کچھ مانگیں یہانتک کہا جاتا ہے یہ تخصیص صاف الفاظ میں نہیں پائی جاتی کہ سوائے دینی برکتوں کے اور کچھ دنیوی سامان کی خواہش کی جائے گو دعاؤں کے موقع اس امر کے پورے پورے شاہد ہیں کہ دعا صرف مغفرت ہی کے لئے چاہئے جیسا کہ میں پہلے لکھ آیا ہوں — اور یہ تاکید کہ ہر چیز کا تسمہ بھی خدا ہی سے طلب کرو صرف اس عادت چھڑانے کے لئے تھی جو بت پرستوں کو اپنے بتوں کے آگے التجا کرنے اور ان سے حاجت طلب کرنے کی پڑگئی تھی — وہ اپنے ہاتھ کے گھڑے ہوئے لکڑی پتھر کے خداؤں سے حاجتیں طلب کرنے کے عادی تھے اسلئے خدا کی یہ بہت بڑی حکمت تھی کہ ان کو اس طرف رجوع کیا جائے اور ان سے جتا جتا کر کہا جائے کہ جو کچھ تم دعا کروگے وہ قبول کی جائے گی لیکن یہ خوب سمجھ لینا چاہئے جب ایک صاف دل

ابو طلحہ کا قول نقل کیا کہ ہم ایسے اونگہہ گئے تہے کہ ہمارے ہاتہہ سے تلوار چہوٹ پڑی ہتی - پہر ان اصل روایتون پر علمائے طبع ازمائی کی ہے اور لکہا ہے کہ ایسی خوف کی حالت مین اونگہہ کا آجانا ایک معجزہ تہا اور یہ معجزہ اسلئے ہوا تہا کہ مسلمانون کا ایمان اور خدا کی قدرت پر یقین اور زیادہ بڑہجائے او اور نیند آجانے سے کسل وضعف رفع ہوجاوے - اور جن لوگون کو دشمن قتل کررہے تہے ان کا قتل ہونا نہ دیکہین کیونکہ اگر وہ لوگ جو قتل ہونے سے بچگئے اونگہہ نجاتے اور اپنے عزیز و اقارب کو قتل ہوتے دیکہتے تو ان پر خوف و بزدلی چہا جاتی اور جو لوگ باوجود اونگہہ جانے کے قتل ہونے سے بچگئے انکو خدا کی حفاظت پر زیادہ یقین ہوگیا - اکثر مفسرون کے یہہ بے سروپا خیالات مخالفین کو مضحکہ اور

نفس خدا کی درگاہ مین جانا چاہتا ہے تو وہ کس سرگرمی سے دنیوی کدورتون سے اپنا دل پاک کرتا ہے اور اپنی طبیعت کی وہ حالت بناتا ہے گویا اسے دنیا سے کوئی تعلق ہی نہین ہے کیونکہ اگر وہ ایسا نکرے تو ہرگز خدا کی درگاہ مین نہین پہونچ سکتا جب ایسی پاکی کی پوشاک پہنکر وہان جائےگا تو پہر کب اس کا دل یہ گوارا کریگا کہ وہ دنیوی مکروہات کا طالب ہو وہ خدا سے وہی چیزین طلب کریگا جنہین زوال کو رستہ ہوگا وہ وہی چیزین مانگیگا کہ جو اسکے روحانی قوت کو دوگنا کرنے والی ہون گی نہ اسکے دل مین دنیوی مکروہات کی طلب کی ارزو ہوگی نہ وہ اس آرزو کو ظاہر کرنا چاہیگا ان تمام احادیث نبویہ اور اماموں صحابہ کے قیمتی اقوال سے یہی مفہوم ہوتا ہے کہ جو مین نے بیان کیا - حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے پاس سے ہو کر گذرے کہ وہ دعا مانگنے مین اپنی دو شہادت کی انگلیان ہلا رہا تہا - آنحضرت نے فرمایا خاموشی ہی پہ اکتفا کر -
ترمذی و ابن ماجہ و حاکم) اس سے یہہ غرض ہے کہ دعا مانگنا چونکہ خدا سے باتین کرنا ہے اسلئے اس مین ایسی حرکتین کرنی کہ جو خیالات پریشانی مین ہرگز جایز نہین ہین (مسلم نے بروایت ابوہریرہ نماز کی دعا مین یہ حدیث روایت کی ہے) دعا مانگتے وقت اپنی نگاہین آسمان کی طرف نہ اٹہاؤ ایسا نہو کہ تمہاری نگاہین اچک نہ لی جائین - اس سے غرض یہہ ہے کہ نگاہین جب آسمان پر پڑینگی محض ممکن ہے کہ قدرت کے کرشمے دیکہکر طبیعت نہ ہٹجائے اور اس توجہ مین خلل نہ پڑے کہ جو خدا کی طرف مبذول ہورہی ہے - پہر ایک حدیث مین آیا ہے - حضرت ابن عباس فرماتے ہین کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دعا مانگتے تو اپنی دونو ہتیلیان ملالیتے ان کا اندر کا رخ اپنے منہ کی طرف کو رکہتے - اس کے معنے یہہ ہین کہ اپنی آنکہون کو دنیا کے عجیب و غریب منظرون سے ڈہانک لو اپنا دل اور دماغ بالکل خدا ہی کی طرف رجوع کرو کیونکہ جب تک تم اپنے کو اس قابل نہ بناؤگے ہرگز دربار مین نہین جاسکتے - دنیوی حکام کے ہان بہی جب تک کہ درباری عزت حاصل نہ ہوگی کبہی جانا نہین ملتا یہی نظیر خدا کی درگاہ کی بہی قایم ہوسکتی ہے -

(آداب چہارم)

یہ ہے کہ آواز پست کی جائے - اسلئے کہ چیخنا اور واویلہ مچانا ایسی برتر ذات کے آگے جو دلون کا حال جانتی ہے محض بیکار اور لغو ہے - دل جو تمام اعضا مین سلطان ہے اسیکا تعلق زیادہ تر خدا سے ہوسکتا ہے - اگر وہ خدا کی طرف رجوع ہے تو تمام اعضا اسی طرف از خود رجوع ہوجائینگے - عبادت دل سے تعلق رکہتی ہے اور یہہ بہت صحیح ہے چنانچہ حدیث مین آیا ہے - حضرت ابو موسے اشعری روایت کرتے ہین کہ ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب جب مدینہ منورہ کے قریب پہونچگئے تو آپ نے تکبیر کہی اور لوگون نے بہی اللہ اکبر کہا اور آواز خوب بلند کی پہر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو جس شخص کو تم پکارتے ہو وہ نہ بہرا نہ غایب ہے بلکہ وہ تمہارے اور تمہاری سواریون کی گردنون کے درمیان ہے - پہر حضرت عایشہ نے فرمایا - ولا تجہر بصلوتک ولا تخافت بہا - (ترجمہ) اور تو نہ پکار - یعنی نماز مین نہ چپکے پڑہ ،، یہ نماز کا ادب ہے اور جب دعا مانگی جاتی ہے چونکہ اس کا تعلق خصوصاً دل سے ہوتا ہے اسلئے دل ہی زبان نبکر التجا کرے تو وہ بہت درست ہے - خدا نے اپنے نبی زکریا علیہ السلام کی بابت اس بارہ مین تعریف کی ہے چنانچہ فرمایا - ،، اذ نادی ربہ ندآء خفیا ،، (ترجمہ) جب پکارا اپنے رب کو چپکے پکار - اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ دعا ایک ایسی عبادت ہے کہ جسکا تعلق خاص دل سے ہے کہ جسمین نہ آواز ہے نہ کوئی چہنک ہے کچھ

اچھا موقع دیتے ہین - ہمین الزامی جوابات کے دینے سے کیا غرض ہے ہم اپنے قرآن کی آیتون کو نظر غور سے کیون نہ دیکھین کہ اسکی کسی آیت یا لفظ سے یہہ معنی نہین نکلتے - خدا کا مسلمانون سے اس خیال سے نیند کا لے آنا کہ یہہ اپنے عزیز و اقارب کو مقتول دیکھکر خوف نکھائین محمدیون کی بزدلی کا نقشہ کھینچتا ہے - خدا کی برکت بیشک مسلمانون پر ہمیشہ نازل رہی اور اسکی مدد کا ہاتھ بھی ان کی پشتون پر رہا لیکن اسنے کبھی قانون قدرت کے خلاف کچھ نہین کیا - اگر اسے قانون قدرت ہی کے خلاف کرنا ہوتا تو اپنے پیارے نبی کو اتنی تکلیف نہ دیتا نہ اسے دشمنون کے خوف سے ہجرت کرنی پڑتی اور نہ دشمنون کے ہاتھون طرح طرح کی مصیبتین جھیلنی پڑتین پس اس سے یہہ بات نکل آئی کہ جو قانون اسنے روز ازل ہی سے مقرر کر دیا ہے اس مین نہ ترمیم ہو سکتی ہے نہ وہ گھٹ بڑھ سکتا ہے - یہہ اسکی قدرت مین تھا اور ہم یہہ کہسکتے ہین کہ اسنے مسلمانون کے دلون کو

بھی نہین - اگر اس مین آواز ہے تو ایسی کہ جسکو وہ خود بھی مشکل سے سن سکتا ہے پھر خدائے تعالٰے فرماتا ہے "ادعوا ربکم تضرعا وخفیتہ انہ لا یحب المعتدین" (ترجمہ) پکارو اپنے رب کو گڑگڑاتے اور چپکے اسکو خوش نہین آتے حد سے بڑھنے والے - اس آیت کو مین پہلے ہی نوٹ کر چکا ہون اس سے غرض خدا تعالٰی کی یہی ہے کہ بجائے بہ آواز بلند ذکر و زبان سے زیادہ چیخ چیخ کر دل کو میری طرف متوجہ کرو اور جو کچھ مجھسے کہو دل کے تہ دل ہو کر کہو - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ عنقریب کچھ لوگ ایسے ہون گے جو دعا مین حد سے زیادہ تجاوز کرینگے "اور بعض مفسرین نے "ادعوا ربکم تضرعا وخفیتہ انہ لا یحب المعتدین" کی تفسیر مین لکھا ہے کہ معتدین کے معنے قافیون مین تکلف کرنے کے ہین اور بہتر یہہ ہے کہ دعوات ماثورہ کے سوا اور کچھ نہ مانگے اسلئے کہ ہو سکتا ہے کہ دعا مانگنے مین حد سے تجاوز کر جاوے اور ایسی چیز مانگنے لگے جو مقتضائے مصلحت ہو کہ ہر کوئی اچھی طرح بھی دعا مانگنا نہین جانتا اسیلئے حضرت معاذ بن جبل کہتے ہین کہ علما کی حاجت جنت مین بھی ہوگی جسوقت کہ جنت والون سے کہا جاویگا کہ تمنا کرو تو ان کو یہ معلوم نہو گا کہ تمنا کسطرح کرین یہانتک کہ علما سے سیکھکر تمنا کرینگے" اس قول سے صاف پایا جاتا ہے کہ دعا قلب کی اس عبادت کو کہتے ہین کہ جسکی کیفیت وہی دل جانتا ہے جسنے اپنی توجہ پورے طور سے خدا کی طرف مبذول کر لی ہے بیشک دل سے عبادت کرنا بغیر تعلیم کے نہیں آتا اگر دعا کے معنے معمولی مانگنے کے ہوتے تو خواہ زبان سے خواہ دل مین کسی چیز کے آرزو کرنے مین سیکھنے کی کچھ ضرورت نہوتی اور جب دل کی خاص عبادت کا نام دعا رکہا ہے تو اسکے لئے یہ ضروری ہے کہ تعلیم حاصل کی جائے خواہ بذریعہ علما کے یا بذریعہ کتاب مقدس کے - اور یہہ دعا وہی دعا ہے کہ جس سے دینی برکتین حاصل ہوتی ہین مثلاً اس حدیث مین آیا ہے کہ دعا مین سجع سے دور رہو تم مین سے کیکو یہی کہنا کافی ہے "اللھم انی اسئلک الجنۃ وما قرب الیھا من قول وعمل واعوذ بک من النار وما قرب الیھا من قول وعمل" (ترجمہ) الٰہی مین تجھسے جنت مانگتا ہون اور جو قول وعمل اسکے قریب کر دین ان کی درخواست کرتا ہون اور دوزخ سے اور ان قول وعمل سے جو اسکے قریب کرین تیری پناہ پکڑتا ہون = جو کچھ مین ثابت کرنا چاہتا تھا اس حدیث سے صاف پایا جاتا ہے یعنے دعا جو دل کی عبادت اور دل سے خدا کے ذکر کرنے کو کہتے ہین صرف نجات آخر کی طلب کے لئے کیا کرتے ہین - دعا سے جو مطلب کہ آجکل مسلمانون مین سمجھ لیا گیا ہے وہ ہرگز نہین ہے - بعض ضعیف العقل کاہل محنت تو کرتے نہین اور گڑگڑا کر خدا سے دعا مانگتے ہین کہ ہمین دولتمند بنا دے اور ہمین جھپر پھاڑ کر دے لیکن ان کی یہ آرزو کبھی پوری نہین ہوتی تو اس وقت وہ ایمان کے ضعیف یہ کہا کرتے ہین کہ خدا ہماری دعا قبول نہین کرتا دوسری لفظون مین اسکے یہہ بھی معنے ہین کہ خدا وعدہ خلافی کرتا ہے - حالانکہ یہ خیال ہی دل مین لانا کفر ہے - پھر حدیث مین آیا ہے کہ کچھ لوگ عنقریب ایسے آوینگے کہ دعا اور طہارت مین حد سے تجاوز کرینگے - اس حدیث سے بھی یہی مطلب ہے جو مین نے بیان کیا - بعض لوگون کا قاعدہ ہوتا ہے کہ دعا مین اپنی قابلیت اور لیاقت کا اظہار کرتے ہین اور ایسے ایسے فصیح و بلیغ جملے لاتے ہین جن سے مراد اپنی لیاقت کا اظہار ہوتا ہے حالانکہ خدا ان قافیہ بندیون سے خوش نہین ہوتا - خدا کا ذکر دل سے یا زبان سے نہایت دلی اور عاجزی سے چھوٹے چھوٹے الفاظ مین جو بے تکلفانہ زبان سے نکلتے ہین کرنا چاہیے اور نجات کا طلبگار ہونا چاہیے -

ایسا جری بنا دیا کہ وہ اس بے سروسامانی کی حالت میں بھی تمام مسلح دشمنوں پر بھی غالب آئے اس سے زیادہ اسکے قدرت کا یقین اور کیا ہو سکتا کہ جس نے چند ٹوٹے پھوٹے آدمیوں کو قوی اور خونخوار کثیر التعداد دشمنوں پر غلبہ دیدیا وہ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ تھے اگر ہم معمولی مسلمانوں سے کوئی کام لیاقت کے باہر اتفاق سے ہو جاتا ہے تو ہم کس قدر اپنے خدا کی حمد کرتے ہیں اور اسکی لا محدود قوتوں پر کتنا زبردست بھروسہ ہوتا ہے - اکثر مفسرین اسلام کی عادت ہے کہ ضعیف اور موضوع بے اصل روایتوں کو اپنی تفسیروں کا زیور سمجھتے ہیں اور جو ضعیف و بے اصل روایت ان کے کان تک پہونچے قرآن مجید کے اصل مطالب پر غور کئے بغیر قرآن شریف کی آیتوں کو توڑ مروڑ کر ان بے اصل روایتوں کے متعلق کرنا چاہتے ہیں اسی اپنی علمیت کے مطابق انہوں نے

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے تھے " اسئلک الامن یوم الوعید والجنة یوم الخلود مع المقربین الشهود والركع السجود الموفين بالعهود انك رحيم ودود وانك تفعل ما تريد " دو علمائے اسلام کا یہ مذہب ہے کہ حقیقی دعائیں احادیث میں جو ہیں وہی کافی ہیں - اس سے صاف ظاہر ہے کہ دنیوی سامانوں کے حاصل کرنے کے لئے دعائیں نہیں مانگنی چاہئیں اسلئے احادیث میں جو دعائیں ہیں وہی کافی ہیں - اور ان احادیث کی دعاؤں میں طلب مغفرت کے سوا اور کسی چیز کی خواہش نہیں کی گئی ہے -

(آداب پنجم)

یہ ہے کہ تضرع اور خشوع کرے اور خدا سے رغبت اور خوف رکھے - یہ زاری اور رونا پیٹنا دنیوی حاجات کے حاصل کرنے کے لئے نہیں ہوتا بلکہ اپنے گذشتہ برے اعمال کے لئے ہوتا ہے رو رو کر ہی معافی کے طلبگار ہوا کرتے ہیں چنانچہ قرآن شریف میں خدا فرماتا ہے - " انهم كانوا يسارعون في الخيرات ويدعوننا رغبا ورهبا " اور فرمایا " ادعوا ربكم تضرعا وخفية " حدیث میں آیا ہے کہ جب اللہ کسی بندہ کو دوست رکھتا ہے تو اسکو مبتلا کر دیتا ہے تاکہ اس کا تضرع سنے - یہاں جو شخص خدا کی محبت میں مبتلا ہو گیا ہے اسے دنیا و مافیہا کی کچھ خبر نہ رہے گی - یہ بہت صحیح ہے -

(آنچہ در دنیا ست بر آزادگان ... ادبار ہست - خاطر جمع ست در زیر فلک سامان ما)

(آداب ششم)

یہ ہے کہ جس وقت اپنی مغفرت کی التجا کرے تو یہی یقین کرے کہ خدا میری طرف متوجہ ہے اور بیشک میری التجا کو سنیگا اسوقت یعنے ایسی یقین کی حالت میں دعا کرنا چاہیے اور وہ دعا صرف بخشش کے لئے ہوگی چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے جب تم میں سے کوئی دعا مانگے تو چاہیے کہ یہ کہے کہ الٰہی تو مجھے بخش دے اگر چاہے اور تو مجھ پر رحم کر اگر چاہے بلکہ قطعی و دل سے یہ کہے کہ مجھے بخش دے اور رحم کر کیونکہ اسپر کوئی زبردستی کرنے والا نہیں ہے " اس حدیث سے بھی صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ... دل پاک ہوتا ہے اور بہت جوش سے بارگاہ خدا میں قدم زن ہوتا ہے ایسی حالت میں ... بیشک ایسی حالت میں دعا و اجابت دعا دونوں کے ایک ہی معنے ہیں - اور ایک حدیث میں آیا ہے اسطرح دعا مانگو کہ تمہیں قبول ہونیکا یقین ہو اور جان لو کہ اللہ تعالے غافل دل کی دعا قبول نہیں کرتا غافل دل کی یہی صفت ہے کہ وہ دنیوی باتوں میں پھنس کر دین کی برکتیں حاصل کرنے میں غافل ہو جائے اور خدا اسکے دربار میں زمانہ کی قابل تنفر الائشوں کی پوٹ باندھ کر لے جاوے بیشک ایسا شخص ناکام پھریگا نہ اس کی التجا سنی جائیگی نہ قبول ہوگی -

(آداب ہفتم)

یہ ہے کہ جس وقت خدا کا دل سے ذکر کرے یا دوسرے الفاظ میں یہ کہو کہ دعا مانگے تو فوراً ہی اس کے نتیجہ کا خواہشمند نہو

آیتون کو بھی توڑا مروڑا ہے۔

پہلی آیت مین اُنھون نے امنۃ نعاسا کو بدل و مبدل منہ قرار دیا ہے یعنے "امنۃ" کو مبدل منہ اور "نعاسا" کو بدل اور چونکہ بدل و مبدل منہ مین مقصود بدل ہوتا ہے اسلئے انہون نے قرار دیا کہ خدا نے فی الحقیقت نیند ہی کو مسلط کیا تھا مگر اسمقام پر بدل کل تو صحیح نہین ہو سکتا اسلئے کہ بدل کل اور مبدل منہ مین اتحاد ذاتی ضرور ہے اور امن اور نعاس مین اتحاد ذاتی نہین اور بدل بعض بھی نہین ہو سکتا کیونکہ اس مین بدل مبدل منہ کا جزو ہونا چاہئے اور نعاس امن کا جزو نہین ہے اور عام طور سے بدل اشتمال بھی نہین ہو سکتا کیونکہ اس مین بدل کا مبدل منہ سے ایک ایسا تعلق ہونا چاہئے کہ اسکا تصور مبدل منہ کے مستلزم ہو شاید انہون نے امنۃ نعاسا کو بدل اشتمال کی وہ قسم قرار دیا ہو جسمین مبدل منہ بدل کا جزو ہوتا ہے اور انہون نے امن کو نعاس کا جزو قرار دیا ہوگا کہ وہ بغیر امن کے نہین ہو سکتی۔

اسلئے کہ جس چیز کو وہ چاہتا ہے اسکا تمام ہدت مدید کے بعد ہوگا۔ کیونکہ حدیث نبوی مین آیا ہے "جب کوئی تم مین سے اپنے پروردگار سے سوال کرے اور معلوم ہو کہ قبول ہوگیا تو یہہ کہے۔

"الحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات" (ترجمہ) اس خدا کا شکر ہے جسکی نعمت سے نیکیان پوری ہوتی ہین۔

اور جسکے لئے قبول مین کچھ دیر ہو جاوے تو کہے "الحمد للہ علی کل حال" (ترجمہ) ہر حال مین خدا کا شکر ہے۔

دعا کی اجابت کے یہہ معنے ہین کہ قلب پر یکایک اللہ کے ذکر مین ایسی کیفیت طاری ہو جائے کہ از خود یہہ یقین آجائے کہ خدا نے میری دعا قبول کرلی اور یہہ کیفیت اسوقت حاصل ہوتی ہے کہ جب دل کو تمام مکدر خیالات سے چھٹکارا ہو وہ خدا کے جلال اور قوت مین سرتاپا محو ہو ایسی حالت مین جو آرزو کہ اسکے دل سے سرزد ہوگی فوراً اس یقین سے مالامال ہوگی کہ بیشک دعا قبول ہوگئی یہ تو اجابت دعا تھی اب دعا کا نامقبول ہونا وہ اسکے خلاف حالت مین ہوگا یعنے نہ ابھی دل کو دنیوی کدورتون سے چھٹکارا ہوا ہے اور نہ خیالات ہی ٹھہرے ہوئے ہین ایسی غلیظ اور غیر مصفا حالت مین خدا کا ذکر کیا یا اس سے طلب نجات کی چونکہ دل خود ہی مذبذب ہے اسلئے اسکا یقین بھی مشتبہ ہوگا اور پھر اسیکو دعا کی غیر مقبولیت کہتے ہین۔

(آداب نہم)

یہ ہے کہ دعا کو خدا کے ذکر سے شروع کرے۔ سلمہ بن الاکوع فرماتے ہین کہ مین نے کبھی رسول مقبول کو نہین سنا کہ آپنے دعا شروع کی ہو اور پہلے یہ کلمات نہ کہہ لئے ہون "سبحان ربی الاعلی الوہاب" (ترجمہ) پاک ہے میرا رب برتری دینے والا۔ جہانتک غور کی جائے گی یہی کھلے گا کہ دعا عبادت نہین بلکہ عبادت کا مغز ہے۔

(آداب دہم)

یہ ہے کہ دعا اصل مین باطن سے متعلق ہے اور قبول ہونے کے باب مین اصل وہی ہے یعنے توبہ کرنا اور حقدارون کے حقوق انکو پہونچا کر تمام ہمت سے خدا کی طرف متوجہ ہونا۔ اس سے یہہ بھی پایا جاتا ہے کہ جبتک انسان حقدارون کے حق سے پاک نہولے محض نا ممکن ہے کہ اس کو ذکر خدا کچھ فائدہ دیگا۔ اب مین وہ دعائین نقل کرتا ہون کہ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مانگا کرتے تھے جسکی پیروی ہر مومن علیہ ضروری بر فرض ہے اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ دعا جو فی الحقیقت مغز عبادت ہے ہرگز دنیوی مکروہات کے سمیٹنے کیلئے نہین کی جاتی اور جو ایسا کرتے ہین وہ اپنا وقت برباد کرکے ثواب کے خیال مین گناہ سمیٹتے ہین۔

پہلی دعا یہہ آپ فجر کی سنتین پڑھکر مانگا کرتے تھے حضرت ابن عباس فرماتے ہین کہ میرے والد نے مجھے رسول خدا کی خدمت مین بھیجا آپ میری خالہ میمونہ کے گھر مین تشریف رکھتے تھے۔ آپ صبح کی سنتین پڑھکر یہہ دعا مانگ رہے تھے "

اللھم انی اسئلک رحمۃ من عندک تھدی بھا قلبی وتجمع بھا شملی وتلم بھا
شعثی وترد بھا الفتی وتصلح بھا دینی وتحفظ بھا غائبی وترفع بھا شاھدی
وتزکی بھا عملی وتبیض بھا وجھی وتلھمنی بھا رشدی وتعصمنی بھا من

سورہ انفال کی آیت سے یہہ مطلب حاصل ہونا نہایت مشکل بلکہ درحقیقت ناممکن ہے مگر ہمارے مفسرین نے اس سیدہی آیت کو ہی توڑ مروڑ ڈالا ہے۔ اُنہون نے نعاس کو یغشی فعل متعدی کا مفعول بہ اور امنۃ کو مفعول لہ قرار دیا ہے مگر امنۃ مفعول نہین ہوسکتا تہا اسلیئے کہ مفعول لہ ہونے کے لئے ضرور ہے کہ فعل جو عامل ہے اسکا اور مفعول لہ دونوکا فاعل واحد ہو اسجگہہ یغشی فعل متعدی کا فاعل تو خدا تہا اور امنۃ جو باب لازمی سے ہے وہ ایک صفت ہے جو خود مخاطبین مین قایم تہی۔ اب ہمارے مفسرین نے خواہ مخواہ قرآن مجید کو ان بے اصل کہانیون سے مطابق کرنے کے لئے جنکو قبل از غور معانی قرآن بطور سچ کے تسلیم کرلیا تہا اور امنۃ کو مفعول لہ ٹہرانے کے لئے تمام سیاق قرآن مجید کو بدلدیا صاحب بیضاوی فرماتے ہین کہ "وہو مفعول لہ باعتبار المعنی فان قولہ یغشیکم النعاس متضمن معنے تنعسون" یعنے امنۃ لفظون کے اعتبار سے نہین بلکہ معنون کے اعتبار سے مفعول لہ ہے کیونکہ خدا کا یہہ کہنا کہ چہادیا یعنے اسنے اتم پر اونگہہ کو اسکے معنے یہہ ہین کہ تم اونگہہ گئے۔ اونگہہ جانا ہی ایک صفت ہے جو مخاطبین مین قایم تہی پس گویا دونوکے فاعل مخاطبین ہوگئے اور امنۃ کا مفعول لہ ہونا درست ہوگیا۔

کل سوا اللهم اعطنی ایمانا صادقا ویقینا لیس بعده کفر ورحمة انال بها شرف کرامتك فی الدنیا والآخرة اللهم انی اسئلك الفوز عند القضاء ومنازل الشهداء وعیش السعداء والنصر علی الاعداء ومرافقة الانبیاء اللهم انی انزل بك حاجتی وان ضعف رأئی وقل حیلتی وقصر عملی وافتقرت الی رحمتك فاسئلك یا قاضی الامور ویا شافی الصدور کما تجیر بین البحور ان تجیرنی من عذاب السعیر ومن دعوة الثبور ومن فتنة القبور اللهم ما قصر عنه رأئی وضعف عنه عملی ولم تبلغه نیتی وامنیتی من خیر وعدته احدا من عبادك او خیر انت معطیه احدا من خلقك فانی ارغب الیك فیه واسئلك یا رب العالمین اللهم اجعلنا هادین مهتدین غیر ضالین ولا مضلین حربا لاعدائك وسلما لاولیائك نحب بحبك من اطاعك من خلقك ونعادی بعداوتك من خالفك من خلقك اللهم هذا الدعاء وعلیك الاجابة وهذا الجهد وعلیك التکلان وانا الیه راجعون ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم یا ذا الحبل الشدید والامر الرشید اسئلك الامن یوم الوعید والجنة یوم الخلود ومع المقربین الشهود الرکع السجود والموفین بالعهود انك رحیم ودود وانت تفعل ما ترید سبحان الذی تعطف بالعز وقال به سبحان الذی لبس المجد وتکرم به سبحان الذی لا ینبغی التسبیح الا له سبحان ذی الفضل والنعم سبحان ذی القدرة والکرم سبحان الذی احصی کل شیء بعلمه اللهم اجعل لی

مگر ہر شخص انصاف سے دیکھہ سکتا ہے کہ اسطرح آیت کے معنے قرار دینا بالکل نظم قرآنی کو بدلتا ہے - اول یغشی جو متعدی ہے اسکو باعتبار معنی مفرد ضد لازمی قرار دینا ہے - دوسرے تمام سیاق قرآنی اس مقام پر اس طرح واقع ہوا ہے کہ خدا تعالی اپنے احسانون کو یاد دلاتا ہے اور اپنے کو ان کا فاعل بیان کرتا ہے اس آیت کے قبل بیان فرمایا ہے "وان یعدکم اللہ" پھر فرمایا "اذ تستغیثون ربکم فاستجاب لکم" پھر اس آیت کے بعد فرمایا "اذ یوحی ربک" پس اگر "اذ یغشیکم النعاس" کو معنے متعدی میں لیا جاوے اور فعل متعدی کو بمعنے لازمی قرار دیا جاوے تو تمام سیاق قرآنی الٹ جاتا ہے بلکہ سلسلہ عطف و معطوف کا درست نہین رہتا - ان تمام خرابیون کا سبب یہ ہے کہ ان بے اصل روایتون کو پہلے سے دل مین بٹھا لیا ہے کہ درحقیقت لڑائی مین لوگ سو رہے تھے اور پھر اسکی تطبیق کرنیکو اسقدر تکلف کیا ہے -

---

نورا فی قلبی و نورا فی قبری و نورا فی سمعی و نورا فی بصری و نورا فی شعری و نورا فی بشری و نورا فی لحمی و نورا فی دمی و نورا فی عظامی و نورا من بین یدی و نورا من خلفی و نورا عن یمینی و نورا عن شمالی و نورا من فوقی و نورا من تحتی اللھم زدنی نورا و اعطنی نورا و اجعل لی نورا -

(ترجمہ)

الہی مین تجھسے تیرے پاس کی رحمت کا سوال کرتا ہون جس سے تو میرے دل کو ہدایت کرے اور میرے امور متفرق کو جمع کرے اور میری پریشانی کو دور کرے اور میری الفت کو پھیر لاوے اور میرے دین کی اصلاح کرے اور میرے غائب شخص کی حفاظت کرے اور میرے حاضر کو بلند کرے اور میرے عمل کو ستھرا کرے اور میرے منہ کو سفید کرے اور اسکے سبب سے مجھکو میری راہ یابی دل مین ڈالے اور تمام برائیون سے مجھکو بچاوے - الہی تو مجھکو سچا ایمان عنایت کر اور ایسا یقین جسکے بعد کفر نہو اور وہ رحمت جسکے سبب سے تیری شرافت کرامت حاصل کرون دنیا و آخرت مین الہی مین تجھسے سوال کرتا ہون کامیاب رہنے کا قضا کے وقت اور شہیدون کے مراتب کا اور نیک بختون کی زندگی کا اور دشمنون پر غالب ہونیکا اور انبیا کے ساتھ رہنے کا الہی مین تیرے پاس اپنی حاجت لاتا ہون اگرچہ میری تدبیر ضعیف ہے اور حیلہ کمتر اور عمل کوتاہ اور مین تیری رحمت کا محتاج ہون پس مین تجھسے سوال کرتا ہون اے امور کے حاکم اور اے شفا دینے والے سینون کے جس طرح علیحدگی رکھتا ہے تو سمندرون مین اسیطرح مجھکو علیحدہ رکھہ دوزخ کے عذاب سے اور ہلاک ہونے کی پکار سے اور قبرون کے فتنہ سے الہی جس بات سے میری تجویز قاصر ہوگئی اور عمل ضعیف ہوا ہو اور اس کو میری نیت اور آرزو نہ پہونچی ہو یعنے کوئی بہتر بات جس کا تونے اپنے بندون مین سے کسی کو وعدہ کیا ہو یا کوئی بہتری اپنی خلق مین سے تو کسی کو دینے والا ہو تو اس خیر مین مین بھی تیری طرف راغب ہون اور تجھسے اسکو سوال کرتا ہون یا رب العالمین الہی ہمکو کر دے ہدایت کرنے والے اور ہدایت یافتہ اور نہ گمراہ ہونے والے نہ گمراہ کرنے والے لڑنے والے تیرے دشمنون سے اور صلح کرنے والے تیرے دوستون سے محبت کرین تیری محبت کے باعث اس شخص سے جو تیری مخلوق مین تیری اطاعت کرے اور عداوت کرین تیری عداوت کے اس سے جو

قرآن مجید کی دونو آیتون کے معنے نہایت صاف ہین کوئی شخص لڑائی مین نہ سویا تہا نہ اونگہا تہا بلکہ امنۃ نعاسا سے کنایہ غایت امن اور کامل امن سے ہے انسان اسیوقت سوتا ہے جبکہ اسکو پورا امن ہو اسلئے نعاسا سے غایت امن یا کامل امن کا کنایہ کیا گیا ہے پس پہلی آیت مین ،، امنۃ ،، موصوف ہے اور نعاسا ،، اس کی صفت ہے۔ مصادر مین تانیث و تذکیر ضروری امر نہین ہے پس تقدیر کلام کی یون ہے کہ ،، امنۃ کامنۃ النعاس ،، یعنے نیند کا سا امن جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے شکست ہونے کے بعد لوگون کا دل بڑہایا اور ہمت دلائی تو خدا نے انکے دلون پر کامل اور غایت درجہ کا امن اور تسلی وطمانیت ڈالی کہ وہ شکست کے بعد پہر ڈٹے رہے اور دشمنون پر فتح پائی۔

تیری خلق مین سے تیرا اخلاف کرے الٰہی یہ دعا ہے اور قبول کرنا تیرا کام ہے اور یہہ کوشش ہے اور بہروسہ تجہپر ہے اور ہم اللہ کے لئے ہین اور ہم کو اسیکی طرف پہرنا اور نہین طاقت گناہ سے باز رہنے کی اور قوت عبادت کرنے کی مگر اللہ تعالٰے بزرگ برتر کے سبب سے اے مالک مضبوط رسی کے (یعنے دین یا قرآن کے) اور امر درست کے مین تجہسے سوال کرتا ہون مامون رہنا وعید دوزخ کے روز مین اور جنت کا طالب ہین ہمیشگی کے دن مین مقرب شاہدون رکوع کرنے والون سجدہ کرنے والون عہد پورا کرنے والون کے ساتہہ بیشک تو مہروالا محبوب ہے تو کرتا ہے جو چاہتا ہے پاکی بیان کرتا ہون مین اس شخص کی جسنے چادر بنایا عزت کو اور رحکم کیا اس سے پاک ہے وہ ذات جسنے بزرگی کو لباس بنایا اور اس سے بزرگ ہوا پاک ہے وہ ذات کہ بجز اسکے اور کسی کے لئے پاکی بیان کرنی نہ چاہیے پاک ہے صاحب فضل اور نعمت کا پاک ہے صاحب قدرت اور کرم کا پاک ہے جس نے گہیرا سب چیزون کو اپنے علم سے الٰہی کردے میرے لئے نور میرے دل مین اور نور میری قبر مین اور نور میرے کان مین اور آنکہ مین اور بال مین اور کہال مین اور گوشت مین اور خون مین اور ہڈیون مین اور روشنی میرے سامنے اور میرے پیچہے اور میرے داہنے اور میرے بائین اور میرے اوپر اور میرے نیچے الٰہی زیادہ کر مجکو نور مین اور دے مجکو نور اور کردے مجکو نور (یعنے بالکل مجکو اعضائے ظاہری و باطنی کے ساتہہ ایسا کردے کہ حق کی جہلک اور امور خیر کی روشنی مجہہ مین ہو جائے۔

اس دعا سے جو دعائے ابن عباس مشہور ہے معلوم ہوگیا ہوگا کہ نہ خواہشات نفسانیہ کے پورا ہونے کی آرزو کی گئی ہے اور نہ دنیوی جاہ وحشم کے حاصل کرنے کی خواہش کی گئی ہے اگر غرض ہے تو صرف نجات آخر کی یہی عین عبادت کا مقصود ہے اور یہی دعا کا منتہے چونکہ دعا عبادت کا مغز ہے اسلئے دعا کی غرض یہی ہے کہ مغفرت ہو جیسے کہ نفس عبادت کا یہ منشا نہین ہے کہ دنیا حاصل ہو اسیطرح دعا یا ذکر خدا کا بہی یہہ منشا نہونا چاہئے کہ سامان دنیا میسر ہو۔ اس سے صاف ظاہر ہوگیا کہ دعا عبادت ہے۔

دوسری دعا۔ یہہ دعا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ کو سکہائی تہی اور فرمایا تہا کہ تم یہ کلمات جو تمام دعاؤن کے جامع اور معنے کے پورے اور مہمات دارین اور جمیع حاجات کو شامل ہین اپنے اوپر لازم کرلو اور کہا کرو۔ (ابن ماجہ وحاکم بروایت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا)

اللھم انی اسئلک من الخیر کلہ عاجلہ وآجلہ ما علمت منہ ومالم اعلم واعوذ بک من شر کلہ عاجلہ وآجلہ ما علمت منہ ومالم اعلم اسئلک الجنۃ ما قرب الیہا من قول وعمل واعوذ بک من النار وما قرب الیہا من قول وعمل واسئلک من الخیر ما سالک عبدک ورسولک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واستعیذک مما استعاذک منہ عبدک ورسولک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واسئلک ما قضیت لی من امر ان تجعل عاقبتہ رشدا برحمتک یا ارحم الراحمین۔ (ترجمہ)

تفسیر کبیر مین لکھا ہے کہ بعض لوگون کا قول ہے کہ اس آیت مین نعاس کے لفظ سے کنایہ غایت امن کا ہے لیکن اسپر یہہ اعتراض کیا ہے کہ بغیر کسی دلیل کے لفظ نعاس کے حقیقی معنے چھوڑ کر مجازی معنے لئے جاتے ہین۔

مگر یہہ اعتراض ان کا صحیح نہین ہے کیونکہ اس جگہہ لفظ نعاس کو مجازی معنون مین لینے کے لئے خود سورہ انفال کی آیت دلیل موجود ہے جیسکہ ہم بیان کرتے ہین۔

اور جبکہ ہم نعاس کو امن کامل سے کنایہ کہتے ہین تو اگر "امنۃ نعاسا" کو بدل و مبدل منہ ہے قرار دین تو بھی کچھ حرج نہین ہے کیونکہ امن کامل اور امن مین اتحاد ذاتی ہے اس صورت مین "امنۃ نعاسا" بدل کل ہوجاویگا جیسے کہ سورۂ انفال کی آیت مین ہے۔ جو معنی مفسرون نے سورہ انفال کی آیت کے لئے ہین ان کی غلطی اور بے ترتیبی ہم نے اوپر بیان کردی ہے اور وہ بے ترتیبی اسیلئے کی

الہی مین تجھسے سوال کرتا ہون بالکل خیر کو حال کی اور آیندہ کی جو مین نے اس مین سے جانی ہو اور جو نجانی ہو اور تیری پناہ پکڑتا ہون تمام برائی سے حال کی اور آیندہ کی جو مین نے جانی ہو اور جو نہ جانی ہو اور تجھسے سوال کرتا ہون دوزخ سے اور جو اس کے نزدیک کرے قول و عمل سے اور تیری پناہ پکڑتا ہون دوزخ سے اور جو اسکے نزدیک کرے قول و عمل سے اور تجھسے وہ بہتری مانگتا ہون جسکو تیرے بندے اور تیرے رسول محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے تجھسے مانگی اور تجھسے یہ سوال کرتا ہون کہ حیات کا تو میرے لئے حکم کرے اسکے انجام کو میرے حق مین اچھا کرنا اپنے رحمت سے اے ارحم الراحمین۔

یہہ بزرگ دعا جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ کو سکھائی اور اس کی بہت تعریف کی اسمین بھی سوائے نجات آخرت کی طلب کے اور کچھ نہین ہے۔ اس سے بھی یہی ثابت ہوا کہ دعا عین عبادت ہے اور عبادت صرف آیندہ زندگی کے لئے کی جاتی ہے۔ کاہلون کے وہ خیالات کہ بے محنت و مشقت کچھ حاصل ہوجائیگا اور دعا مانگنے سے دولت آجائے گی سب خیرباد کہنے ہین خوب سمجھ لینا چاہیے کہ خدا نے دنیا مین ہر قسم کی نعمتین پیدا کردی ہین اور ان کے حاصل کرنے کے لئے ہاتھ پیر دیئے ہین جتنی کوشش کروگے اسیقدر حاصل کروگے اور یہہ لغو خیالات دل سے مٹا دینے چاہیئے کہ کوشش تو ہوسکتی نہین مگر دعا سے صرف کام نکالنا چاہتے ہین این خیال است و محال است و جنون۔

تیسری دعا حضرت فاطمہ زہرا کی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ زہرا سے فرمایا کہ اے فاطمہ تجھکو کیا چیز مانع ہے میری وصیت سننے سے مین یہہ کہتا ہون کہ یون کہا کر۔

یا حی یا قیوم برحمتک استغیث لا تکلنی الی نفسی طرفۃ عین و اصلح لی شانی کلہ

(ترجمہ)

اے زندہ اے توانا تیری رحمت سے فریاد چاہتا ہون مجھکو ایک پلک مارنے کے وقت بھی میرے نفس کے سپرد مت کر اور میرا سب حال درست کردے۔

ان دعاؤن مین تو صاف صاف نفسانی خواہشون سے بچنے کے لئے پناہ مانگی گئی ہے اور جو کچھ طلب کیا ہے وہ یہہ ہے کہ زندگی مین اور مرنے کے بعد تو اپنی رحمتین نازل کر۔ ان مین مقصودون کو بھی دیکھکر کون کم عقل ایسا ہوگا کہ جو پھر بھی یہی سمجھتا رہیگا کہ اپنی کاہلی و سستی یا بداعمالی کے برے نتائج یا اثرون کو اپنے اوپر نہ آنے دے اور دعا مانگ کر کھو دے۔ خوب سمجھ لو کہ دعا عبادت ہے اور عبادت کا جو مقصود ہے وہ تم خوب جانتے ہو۔ اور جسکو کئی کئی طرح مین بھی بتا چکا ہون۔

گئی تھی کہ جو غلط معنی سورہ آل عمران کی آیت کے قرار دیئے تھے اسی کے مطابق سورۂ انفال کی آیت کے معنے ہو جاویں لیکن جب ان تمام خیالات کو جو پہلے سے دل میں بٹھالئے ہیں دور کر دیا جاوے تو سورۂ انفال کی آیت کے معنی صاف ہو جاتے ہیں اور سورۂ آل عمران کی آیت کے معنی اس مطلب سے بالکل مطابق ہیں جو ہم نے بیان کیا ہے۔ سورۂ انفال کی آیت کے یہ لفظ ہیں ”اذ یغشیکم النعاس امنة منه“ یعنے جبکہ چھا دیا تم پر خدا نے اونگہ کو کہ وہ امن تھا خدا کی طرف سے اس آیت میں ”نعاس“ کا لفظ مبدل منہ ہے اور ”امنة“ موصوف ہے اور ”منہ“ جار مجرور نازلة کے متعلق ہوکر صفت ہے موصوف کی صفت و موصوف ملکر بدل ہیں مبدل منہ سے جیسے کہ آیت ”بالناصیة ناصیة کاذبة“ میں ہے بدل و مبدل منہ

جو یہ دعا حضرت ابو بکر صدیق کی ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو تعلیم فرمایا کہ جب دعا مانگیں تو یہ مانگیں (ابو الشیخ ابن حبان بروایت عبد الملک بن ہارون بن عنترہ)

اللھم انی اسئلک بمحمد نبیک و ابراھیم خلیلک و موسیٰ نجیک و عیسےٰ کلمتک و روحک و بکلام موسیٰ و انجیل عیسےٰ و زبور داؤد و فرقان محمد صلے اللہ علیہ وسلم و علیھم اجمعین و بکل وحی اوحیتہ او قضاء قضیتہ او سائل اعطیتہ او غنی افقرتہ او فقیر اغنیتہ او ضال ھدیتہ و اسئلک باسمک الذی انزلتہ علی موسیٰ صلے اللہ علیہ وسلم و اسئلک باسمک الذی ثبتّ بہ ارزاق العباد و اسئلک باسمک الذی وضعتہ علی الارض فاستقرت و اسئلک باسمک الذی وضعتہ علی السموٰت فاستقلت و اسئلک باسمک الذی وضعتہ علی الجبال فارست و اسئلک باسمک الذی استقل بہ عرشک و اسئلک باسمک الطھر الطاھر الاحد الصمد الوتر المنزل فی کتابک من لدنک من النور المبین و اسئلک باسمک الذی وضعتہ علی النھار فاستنار و علی اللیل فاظلم و بعظمتک و کبریائک و بنور وجھک الکریم ان ترزقنی القرآن والعلم بہ و تخلطہ بلحمی و دمی و سمعی و بصری و تستعمل بہ جسدی بحولک و قوتک فانہ لا حول ولا قوة الا بک یا ارحم الراحمین

(ترجمہ) الٰہی میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیرے نبی محمد کے ذریعہ سے اور ابراہیم تیرے خلیل کے اور موسیٰ تیرے سرگوشی کرنے والے کے اور عیسیٰ تیرے کلمہ اور روح کے اور بطفیل موسیٰ کے کلام اور عیسیٰ کی انجیل اور داؤد کی زبور اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے قرآن کے اور بوسیلہ ہر ایک وحی کے جسکو تونے اپنے انبیاء پر بھیجا ہو یا حکم جو تونے دیا ہو یا کسی سائل کو کچھ عطا کیا ہو یا کسی تونگر کو محتاج کیا ہو یا کسی فقیر کو غنی کیا ہو یا کسی گمراہ کو ہدایت کیا ہو اور تجھ سے سوال کرتا ہوں بذریعہ تیرے اس نام کے جسکو تونے موسیٰ علیہ السلام پر اتارا اور تجھ سے درخواست کرتا ہوں بذریعہ تیرے اس نام کے کہ جس سے بندوں کے رزق ثابت رہتے ہیں اور تجھ سے سوال کرتا ہوں تیرے اس نام سے جسکو تونے زمین پر رکھا تو وہ ٹھہر گئی اور تجھ سے مانگتا ہوں بطفیل تیرے اس نام کے جسکو تونے آسمانوں پر رکھا تو وہ اونچے ہوگئے اور تجھ سے سوال کرتا ہوں بذریعہ تیرے اس نام کے جسکو تونے پہاڑوں پر رکھا تو وہ جم گئے اور تجھ سے سوال کرتا ہوں تیرے اس نام کی بدولت جس سے تیرا عرش ٹھہرا ہوا ہے اور سوال کرتا ہوں تجھ سے تیرے نام نہایت پاک صاف تنہا بے پروا طاق سے جو تیری کتاب میں تیری پاس سے صریح مراد سے اترا ہے اور تجھ سے سوال کرتا ہوں تیرے اس نام کے ذریعہ سے جسکو تونے دن پر رکھا تو وہ روشن ہوگیا اور رات پر رکھا تو تاریک ہوگئی اور تیری عظمت اور بڑائی کے طفیل سے اور تیری ذات کریم کے نور کے ذریعہ سے یہ سوال ہے کہ مجکو قرآن اور اسکا علم روزی کر اور اسکو میرے گوشت اور خون اور کان اور آنکھ میں مخلوط کردے اور اسکے مطابق میرے جسم سے کام لے اپنی طاقت اور قوت کے سبب سے کہ طاقت گناہ سے بچنے اور عبادت کرنے کی بجز تیرے اور کسی سے نہیں ہے اے ارحم الراحمین +

اس دعا کا بھی اصلی منشا یہی ہے کہ دینی برکتیں حاصل ہوں اور قرآن اور اسکا سمجھنا نصیب ہو۔ اس سے بھی بہارا مطلب نکلتا ہے دعا کا یہی اصلی منشا یہی۔ ثابت ہوگا کہ کسی نے اپنی قوتوں کو معطل کرکے دعا کے ذریعہ سے وہ نتیجہ نہ چاہا کہ جو اپنی قوتین

ہین مبدل منہ مقصود بالذات نہین ہوتا بلکہ بدل مقصود بالذات ہوتا ہے پس ظاہر ہے کہ نعاس مقصود بالذات نہین ہے بلکہ امن من اللہ مقصود بالذات ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ درحقیقت نعاس نازل نہین ہوا تہا بلکہ امن نازل ہوا تہا اور نعاس کا لفظ صرف امن کامل سے کنایہ ہے کامل سے امن من اللہ زیادہ تر افضل ہے اسلئے اسکا بدل ،، امنۃ منہ ،، لایا گیا ہے۔ یہہ معنی ایسے صاف ہین جنکو ہر شخص ادنے غور کے بعد تسلیم کر سکتا ہے اور دونو آیتون مین بلا کسی تکلف کے مطابقت ظاہر ہوتی ہے۔

اور پہلی آیت مین نعاس کے لفظ کو کنایہ غایت امن سے قرار دینے کو خود دوسری آیت بطور دلیل کے موجود ہے۔ فافہم وتدبرہ۔ اس بحث سے میری غرض صرف یہی ہے کہ قرآن کا اصلی مطلب کہل جائے

کام لانے سے پیدا ہوتا ہے۔ اگر یہہ بات ہوتی تو بیشک کبہی دعا کو عبادت نہ کہا جاتا۔ یہہ صحیح ہے کہ خدا اپنے بندہ کی پکار سنتا ہے اور اسکی اپنے قانون قدرت کے موافق مدد کرتا ہے اسکی مدد بہت بڑی یہی ہے کہ ہمین والدین سے پرورش کرا کر ایسی حالت مین ہماری حفاظت کی کہ جبکہ ہماری آنکہین نہین کہ ہم کسی آئی ہوئی بلا کو دیکہکر بچ سکتے نہ کان تہے کہ خوفناک آواز سنکر بہاگ سکتے نہ ہاتہہ پیر تہے کہ اپنی جان مصیبت سے محفوظ رکہ سکتے نہ ہوش و حواس تہے کہ برا بہلا دیکہ سکتے ایسی بیچارگی کی حالت مین اسنے ہماری کامل حفاظت کی اور ہمین ہزارون بلاؤن سے بچا کر بڑا کر دیا۔ اور پہر

روانت داد طبع و عقل وادراک۔ جمال چہرۂ نطق و فکرت و ہوش

دہ انگشت مرتب کرد بر کف۔ دو بازویت مرتب ساخت بردوش

ان نعمتون کی بخشش پر بہی سخت بے شرمی کی بات ہے کہ ہم اپنی تمام قوتین معطل کرکے اس سے ایسی روزی چاہین کہ جو حرام اور مفت کی روزی ہو ہمیر کبہی ایسے پوچ خیالات مین خدا کی برکت نازل ہوگی پانچوین دعا حضرت بریدہ اسلمی رض کی ہے۔ (حکم بریدہ اسلمی) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بریدہ کیا مین تمکو ایسے کلمات نہ سکہا دون کہ اللہ تعالی انکو اسی شخص کو سکہاتا ہے جسکی بہلائی اسکو بہتری کرنی منظور ہوتی ہے پہر وہ ان کو کبہی نہین بہولتا بریدہ نے عرض کیا پہر آپ سکہا دیوین۔ آپنے فرمایا کہو

اللہم انی ضعیف فقونی رضاک ضعفی وخذ الی الخیر بناصیتی واجعل الاسلام منتہی رضائی اللہم انی ضعیف فقونی وانی ذلیل فاعزنی وانی فقیر فاغننی

(ترجمہ) الہی مین ناتوان ہون تو میری ناتوانی کو اپنی رضا مین قوت دے اور مجکو بہتری کی طرف چوٹی پکڑ کے کہینچ لے اور اسلام کو میری انتہائے رضامندی کردے الہی مین ناتوان ہون تو مجکو قوت دے اور مین ذلیل ہون تو مجکو عزت دے اور مین فقیر ہون تو مجکو تونگر کردے۔

آخری فقرہ سے کہین کوئی یہہ نہ سمجہ جائے کہ تونگر سے دولتمند مراد ہے یا ایسا شخص مراد ہے جو دنیوی دولت سے مالا مال ہو بلکہ دولت دین سے غرض ہے کیونکہ ہمارے نبی کو کبہی دنیا کی دولت کی طرف رغبت نہین ہوئی اور آپنے ہمیشہ یہی دعا مانگی یا اللہ مجہے مسکین ہی زندہ رکہیو مسکین ہی ماریو اور میرا حشر بہی مسکینون کے ساتہہ کیجو۔ جس مقدس معصوم نفس کی ہمیشہ آرزو رہتی ہو بہلا وہ کاہیکو اپنے کسی صحابی سے دولت دنیا کی دعا منگوائیگا اس سے یہ ثابت ہوگیا کہ دولت دین سے غرض ہے جو دعا یعنے مغز عبادت کا اصلی مدعا ہے۔

چہٹی دعا حضرت قبیصہ رض۔ ایکدن حضرت قبیصہ نے عرض کیا یا رسول اللہ مجکو ایسے کلمات سکہائے کہ اللہ تعالی ان سے مجکو نفع دیوے اسلئے کہ میری عمر زیادہ ہوئی اور بہت سے اعمال کہ مین ان کو کیا کرتا تہا اب مین ان سے تہک گیا آپنے فرمایا

(ابن السنی حریم ولیلہ بروایت ابن عباس) کہ دنیا کے لئے جب تم صبح کی نماز پڑہ چکو تو تین مرتبہ کہو۔

سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

اور مخالفین اسلام کو مضحکہ اڑانے کا موقع نہ رہے - دوسرا رخ یہہ ہے کہ ہم یہ تسلیم کرلین کہ بیشک سلمانون کی فرشتون نے مدد کی تہی اسلیے کہ سلمانون کا مذہب یہہ ہے کہ فرشتے بہی ہین اور ان مین پیغام پہونچانے والے فرشتے ہوتے ہین جیسے حضرت موسیٰ اور عیسےٰ کا عقیدہ تہا کہ فرشتے خدا کا پیغام پہونچانے کے لئے برگزیدہ بندون کے پاس آتے ہین - اگر مذہبی دایرہ مین مقید ہوکر دیکہا جایگا تو کبہی فرشتون کے قایل مذہب والے کو ہرگز ہرگز اعتراض کرنیکا موقع نہین ملنے کا رہا ان لوگون کا سمجہانا کہ جو فرشتون کا عالم نہین مانتے اور نہ فرشتون کی قاصدی کے قایل ہین انکے لئے وہی کافی ہے جو ہم اوپر لکہ آئے ہین

اور آخرت کے لئے یہہ دعا مانگا کرو -

اللھم اھدنی من عندك وافض علی من فضلك وانشر علی من رحمتك وانزل علی من برکاتك - (ترجمہ)

الٰہی تو مجکو اپنے پاس سے ہدایت کر اور میرے اوپر اپنے فضل مین سے کچہ جاری کر اور اپنی کچہ رحمت میرے اوپر پہیلا اور کچہ اپنی برکات مین سے مجہپر اتار -

ساتوین دعا حضرت ابودردا - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ابودردا کو یہہ دعا بتائی تہی جس سے ہمیشہ ہر آفت سے محفوظ رہے -

اللھم انت ربی لا الہ الا انت علیك توکلت وانت رب العرش العظیم لاحول ولا قوۃ الا باللہ العظیم ما شاء اللہ کان ومالم یشالم یکن اعلم ان اللہ علی کل شی قدیر وان اللہ قد احاط بکل شی علما واحصی کل شی عددا اللھم انی اعوذ بك من شر نفسی ومن شر کل دابۃ انت اخذ بنا صیتھا ان ربی علی صراط مستقیم

(ترجمہ)

الٰہی تو میرا پروردگار ہے تیرے سوا کوئی معبود نہین مین نے تجہپر بہروسہ کیا اور تو مالک ہے بڑے عرش کا نہین ہے طاقت گناہ سے بچنے کی اور قوت عبادت کرنے کی مگر اللہ برتر عظمت والے کے ساتہ - جو اللہ نے چاہا وہ ہوا اور جو نہ چاہا وہ نہوا مین جانتا ہون بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور بیشک اللہ ہر چیز پر علم سے محیط ہے اور ہر چیز کو شمار سے گن رکہا ہے الٰہی مین تجہسے پناہ مانگتا ہون اپنے نفس کی برائی سے اور ہر چلنے والے کی برائی سے جسکی چوٹی تیرے قابو مین ہے بیشک میرا رب سیدہی راہ پر ہے -

اس دعا سے بہی وہی مفہوم ہوتا ہے جو عبادت کا نتیجہ نکالا گیا ہے یعنے آخرت مین روحانی سفر بہتر بناکر واقع ہون اور ان آفتون سے محفوظ رہ سکے جایئن جو نافرمان بندون کے لئے خاص کردی گئی ہین -

آٹہوین دعا حضرت ابراہیم خلیل علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی ہے - آپ صبح کو اٹہکر یہہ دعا مانگا کرتے تہے -

اللھم ھذا خلق جدید فافتحہ علی بطاعتك واختمہ لی بمغفرتك ورضوانك وارزقنی فی حسنۃ تقبلھا منی وزکھا وضعفھا لی وما عملت فیہ من سیئۃ فاغفرھا لی انك غفور رحیم ودود کریم = (ترجمہ)

اسلئے یہہ ثابت ہو چکا ہے کہ اسلام کا کوئی اصول قانون قدرت کے مخالف نہیں ہے خوب غور کرلی گئی اور دیکھلیا گیا ہی پا یا گیا کہ اسلام قانون قدرت کے بالکل مطابق ہے۔ اس کے علاوہ ایک بات اور بہی یہان لکھنے کے قابل ہے اور اس کا تعلق تاریخ دانی پر ہے۔ ولیم میور صاحب اور اور مختلف مسیحی مصنفون کا یہ خیال ہے کہ محمدؐ ابو سفیان کے قافلہ کو لوٹنے کے لئے بدر پر مقیم ہوئے تہے اور وہ اس حملہ یا مقابلہ کو لفظ ''قزاقی'' سے تعبیر کرتے ہین اور اکثر عیسائی مورخ فخر سے میور صاحب کا یہ قول نقل کرتے ہین کہ محمدؐ نے قزاقی کی''۔ مگر افسوس ہے کہ انہون نے تاریخی واقعات کو کیون نظر انداز کر دیا جن سے انکے شبہہ کی اصلاح ہوتی اور پہر نہین اس قسم کے زہر اگلتے

الٰہی یہ صبح نئی مخلوق ہے پس اسکو مجہپر نئی اطاعت سے کہول اور اسکو میرے لئے اپنی مغفرت اور رضا پر تمام کر اور اسمین مجکو ایسی نیکی نصیب کر جسکو تو مجہسے قبول کرلے اور اس نیکی کو میرے لئے پاکیزہ کر اور دونا کر اور جو برائی مین اس مین کرون اسکو تو مجہے معاف کردے کہ تو معاف کرنے والا مہر کرنے والا محبت رکہنے والا سخی ہے۔

ان دعاؤن کے نقل کرنے سے میری غرض صرف یہہ ہے کہ لوگ دعا کا اصلی منشا سمجہہ لین اور یہہ دیکہین کہ ہم دعا کے معنے کس پہلو سے سمجہے ہین اور در اصل انبیا اور اولیا کی اس سے کیا غرض تہی اور وہ دعا کا استعمال کس موقع پر کیا کرتے تہے۔ ہمارے نبی آخر الزمان نے دعا کے معنے بخوبی کہولکر سمجہا دئے ہین اور یہی مطلب اور انبیا بہی سمجہے تہے جو ان کی دعاؤن سے ہویدا ہے جتنی زیادہ غور کی جائیگی تو جو کچہہ مین کہہ رہا ہون وہی مطلب نکل آئیگا۔ یعنے دعا اس خواہش یا التجا یا آرزو کو نہین کہتے کہ جو نئے نئے دنیوی سامانون کو دیکہکر دل مین پیدا ہوتی ہے اور یہی جی چاہتا ہے کہ ہر شے ہمارے پاس آجائے بلکہ دعا اس کیفیت کا نام ہے کہ جو انتہا درجہ کی پاکی اور صداقت اور خدا کی قوت کے بہروسہ پر دل مین پیدا ہوتی ہے اور پہر سوائے جلال ربانی کی روشنی کے اسکے دل مین کچہہ نہین رہتا۔ میرے اس قول کو وہی خوب سمجہہ سکتا ہے کہ جسنے کبہی اس کیفیت کا مزا چکہا۔ —

قدر این بادہ ندانی بخدا تا نہ چشی —

نوبت دعا حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی۔ آپ ہمیشہ یہ دعا پڑہا کرتے تہے۔

اللھم انی اصبحت لا استطیع دفع ما اکرہ ولا املک نفع ما ارجو واصبح الامر بید غیری۔ ولا تجعل الدنیا اکبر ہمی ولا تسلط علی من لا یرحمنی یا حی یا قیوم —

(ترجمہ) الٰہی مین ایسا ہون کہ جو بات مجہے بری معلوم ہوتی ہے اسکو ٹال نہین سکتا اور جو توقع کرتا ہون اس سے متنفع ہونے پر قابو نہین رکہتا اور معاملہ دوسرے شخص کے اختیار مین ہے اور مین اپنے عمل مین پہنسا ہون پس کوئی محتاج مجہسے زیادہ حاجتمند نہین الٰہی مت ہنسا مجہپر میرے دشمن کو اور نہ برا کر میرے سبب سے میرے دوست کو اور مت کر میری مصیبت میرے دین مین اور مت کر دنیا کو زیادہ سے زیادہ مقصود میرا اور مجہپر مت قابو دے ایسے شخص کو جو مجہپر رحم کرے اے زندہ اے توانا۔

حضرت عیسےٰ نے تو صاف لفظون مین خدا سے عرض کیا ہے کہ دنیا سے بچائیو۔ نماز مین کہڑے ہوتے ہی جو الحمد پڑہا کرتے ہین

ہرگز موقع نہ ملتا - دراصل جو واقعہ ہوا تہا اسکو ہم نے نقل کردیا یعنے ایک ہزار سوار مدینہ پر حملہ آور
ہونے کے لئے اور اس قافلہ کی حفاظت کرنے کے لیے جو شام سے آرہا تہا روانہ ہو چکے تہے انہوں نے
جنگ شروع ہونے سے پہلے ہی مسلمانوں کے کہجوروں کے درخت اکہیڑ کر پہینکدئے تہے اور ان کے
مویشی پکڑ لئے تہے چونکہ ان کو گہمنڈ اس بات پر تہا کہ مدینہ کے یہودی ہمارے ساتہہ ہین وہ ضرور ہی

وہ کیا چیز ہے یہی مطلب اس سے ہے کہ خدا اس راہ سے بچائے جبر اسکا غضب نازل ہے اور جس رستہ پر اسنے رحمت کی ہے اس طرف لیجائے یہہ بہی دعا ہے یہان سے صاف ظاہر ہو گیا دعا کوئی دوسری چیز نفسانی خواہشون کے پورا کرنے کے لئے نہین ہے دعا عین عبادت ہے - جسکا نتیجہ وہی ہے جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا
دسوین دعا حضرت خضر علیہ السلام کی ہے جو آپ کی اکثر نوک زبان رہا کرتی تہی -

بسم اللہ ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ ما شاء اللہ کل نعمۃ من اللہ ما شاء اللہ الخیر
کلہ بیدہ اللہ ما شاء اللہ لا یصرف السوء الا اللہ - (ترجمہ)

شروع ہے اللہ کے نام سے جو چاہا اللہ کا قوت نہین مگر اللہ کی دی ہوئی جو چاہا اللہ کا ہر ایک
نعمت اللہ کے پاس سے ہے جو چاہا اللہ کا خیر بالکل خدائے تعالے کے ہاتہہ مین ہے جو چاہا
اللہ کا نہین پہرتا ہے برائی کو سوائے خدا کے کوئی -

گیارہوین دعا حضرت معروف کرخی کی ہے - محمد بن حسان کہتے ہین کہ مجھسے معروف کرخی نے فرمایا کہ مین تجکو دس کلمات سکہا دیتا ہون پانچ دنیا کے لئے اور پانچ آخرت کے لئے جو کوئی ان کو پڑہکر خدا سے دعا مانگیگا اللہ تعالے کو اپنے ساتہہ پاویگا مین نے عرض کیا کہ آپ ان کو مجھے لکہدیجے فرمایا لکہنے کا نہین بلکہ تیرے سامنے کئی بار پڑہدونگا جیسے بکر بن خنیس نے میرے سامنے کئی مرتبے پڑہے تہے پہر آپنے فرمایا -

حسبی اللہ لدینی حسبی اللہ لدنیائی حسبی اللہ الکریم لما اہمنی حسبی اللہ الحلیم
القوی لمن بغی علی حسبی اللہ الشدید لمن کادنی بسوء حسبی اللہ الرحیم عند
الموت حسبی اللہ الرؤف عند المسألۃ فی القبر حسبی اللہ الکریم عند الحساب
حسبی اللہ لطیف عند المیزان حسبی اللہ القدیر عند الصراط حسبی اللہ
لا الہ الا ھو علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم - (ترجمہ)

اللہ مجکو کافی ہے میرے دین کے واسطے اللہ مجکو بس ہے میرے دنیا کے لئے اللہ کریم مجکو
کافی ہے اس چیز کے لئے جسنے مجکو تردد مین ڈالا کافی ہے مجکو اللہ تعالی بردبار قوت
والا اس شخص کے لئے جو مجھپر سرکشی کرے اللہ تعالے شدت والا مجکو بس ہے اس شخص کے
لئے جو مجکو بدی پہونچانے کی تدبیر کرے اللہ تعالے رحم والا مجکو موت کے وقت کافی ہے
اللہ تعالے صاحب رافت مجکو کافی ہے قبر مین سوال کرنے کے وقت مجکو بس ہے حساب کے
وقت اللہ لطیف مجکو کافی ہے - میزان کے پاس اللہ قدیر مجکو بس ہے پل صراط پر اللہ مجکو کافی
ہے کسی کی بندگی نہین اسکے سوا اسپر مین نے بہروسہ کیا اور وہ صاحب ہے بڑے تخت کا -

ہماری مدد کرینگے اسلئے انہیں اور بہی ہمت ہوئی تہی دوسرے انہیں اپنے ساز و سامان اور بہادری
کا بڑا غرہ تہا وہ جانتے تہے کہ محمدؐ اور اس کی قلیل التعداد ضعیف پارٹی ہم سے مقابلہ نکر سکیگی
محمدؐ نہ ایسے پیچہ ہی نہ تہا بلکہ اپنے آدمیون کا محافظ بہی تہا۔ بجائے اس کے کہ وہ مدینہ میں گہسے
چلے آتے محمدؐ نے دروازہ شہر ہی پر اپنے بے سرو سامان معتقدون کو مقابلہ کے لئے

اس دعا سے بہی پایا جاتا ہے کہ سوائے طلب نجات اور دنیوی کدورتون سے بچنے کے اور کچہہ بہی نہیں ہے کسی نے کبہی بشر طیکہ اسلام کا سچا نور اس کے دل میں چمک چکا ہو خدا سے ان چیزون کی التجا نہیں کی کہ جو اللہ سے خدا سے دور کرین۔ جب دعا عبادت ہوئی تو پہر یہہ سمجہنا کافی ہے کہ نماز پڑہنا روزے رکہنا اسلئے نہیں ہوتا کہ دولت دنیا حاصل ہو بلکہ خصوصاً اسلئے ہوتا ہے کہ اللہ آخرت میں نجات دے۔ اسیطرح دعا سے بہی یہہ غرض نہیں ہے کہ ہم اپنی حاجات دنیوی طلب کرین اور اپنی خواہش نفسانیہ کی پیروی کرکے جب خدا سے چاہا یہی چاہا کہ ہمیں دنیوی دولتیں حاصل ہوں ہمیشہ عقل و دانش بباید گریست۔

بارہوین دعا عبہ کی یہہ دعا نجات آخرت کے لئے اعلےٰ درجہ کی سمجہی گئی ہے اس سے یہہ غرض نہیں ہے کہ طوطے کیطرح الفاظ دہرا لئے اور ان کا اثر دیر نہوا — جو الفاظ زبان سے نکلیں دل کی کیفیت بہی ویسی ہی ہو جب تو لطف ہے اس کا اثر بہی ہوتا ہے اور جو صرف زبانی جمع خرچ ہے اس سے کچہہ نتیجہ نہیں مثلاً کوئی شخص نماز پڑہ رہا ہے مگر اس کی توجہ خدا کی طرف مطلق نہیں ہے ایسے نماز پہر کس کام کی اسکا اثر اپنی ذات پر کچہہ نہیں ہوتا نہ اس سے روحانی قوت بخشتی ہے — وہ بیہودہ ہے

اللھم یا ھادی المضلین و یا راحم المذنبین و مقیل عثرات العاثرین ارحم عبدک
ذا الخطر العظیم و المسلمین کلھم اجمعین واجعلنا مع الاحیاء المرزوقین الذین انعمت
علیھم من النبیین و الصدیقین والشھداء والصالحین آمین یا رب العالمین۔

(ترجمہ)

اے اللہ اے راہ بتانے والے اے مہر کرنے والے گنہگارون کے اور معاف کرنے والے لغزشون
خطاوارون کے رحم کر اپنے بندہ پر جسکو بڑا خطرہ ہے اور رحم کر سب مسلمانون پر اور ہم کو ان
زندون کے ساتہ کر دے جنکو رزق ملتا ہے اور تو نے ان پر انعام کیا ہے یعنے انبیا اور صدیق
اور شہیدون اور نیکبختون کے ساتہ اس دعا کو قبول کر اے رب العالمین۔

تیرہوین دعا حضرت آدم علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ و السلام کی ہے حضرت عائشہ فرماتی ہین کہ جب خدا نے چاہا کہ حضرت آدم کی توبہ قبول کرے تو انہون نے سات بار کعبہ کا طواف کیا کعبہ اوقت بنا نہ تہا بلکہ ایک سرخ ٹیلہ تہا جسکے گرد انہون نے چکر لگایا تہا اصل میں طواف کرنا یہ صحرائی عبادت ہے جو ہمیشہ سے عربون میں چلی آتی ہے اسکا رواج مسلمانون میں بہی برقرار رکہا گیا۔ پہر جب انہون نے طواف کیا تو یہہ دعا پڑہی —

اللھم انک تعلم سری و علانیتی فاقبل معذرتی و تعلم حاجتی فاعطنی سوالی و تعلم
ما فی نفسی فاغفر لی ذنوبی اللھم انی اسئلک ایماناً یباشر قلبی و یقیناً صادقاً حتیٰ
اعلم انہ لن یصیبنی الا ما کتبتہ علی فارضنی بما قسمتہ لی یا ذا الجلال والاکرام (ترجمہ)

الٰہی تو جانتا ہے میرے باطن کو اور ظاہر کو پس قبول کر میرا عذر اور تو جانتا ہے میری حاجت پس
عطا کر مجکو میری مانگ اور تو جانتا ہے جو بات میرے دل میں ہے تو بخشدے مجکو میرے گناہ الٰہی
مین تجہسے سوال کرتا ہون ایسا ایمان کہ میرے دل کے ساتہ رہے اور ایسا یقین صادق کہ میں
جانون کہ ہرگز کوئی مصیبت نہ آوے گی مگر جو تو نے مجہپر لکہدی ہے پہر تو راضی کر مجکو اس چیز سے

جایا۔ نہ محمدؐ کی یہہ مرضی تہی کہ مین ابو سفیان کے قافلہ پر حملہ کرون اور نہ لوٹ مار کرنے کا مدعا تہا بلکہ اصلی غرض یہہ تہی کہ بیگناہ مسلمانون کی حفاظت ہو اور مخالفین شہر مین گہس کر غضب نہ ڈہائین اور ان پردیسیون کو جنکی قابل رحم حالت تہی نہ ستائین۔ اگر اس حفاظت اور اپنے شہر کے بچانے کا نام قزاقی ہے تو اس قزاقی سے نہ بچا اور نہ گداگری بیاہٹ دہرمی اور تعصب تو دوسری چیز ہے مگر مورخ کی شان یہہ ہرگز نہین کہ سچے واقعات کو جانکر نظر انداز کر دیا جائے اور آنکہین بند کرکے اپنے مطلب کی سی راگنی گائے جائے عموماً جن عیسائیون نے آنحضرت کے سوانح عمری لکہے ہین اگر ان کی

جو تو نے میرے لئے مقدر کی ہے اے بزرگی اور اکرام والے۔

حضرت آدم نے جب اپنے سچے دل سے یہہ دعا مانگی یا عبادت کی خدا نے ان کا گناہ معاف کر دیا گناہ کی معافی اور خیر مانگنے صرف یہی ہے کہ جو کچہہ اپنی زبان سے کہے اسکی کیفیت دل پر اسیقدر ہو اور پہر ہمیشہ کے لئے عمل کیا جائے۔ یہ اطمینان کہ جو کچہہ خدا چاہے گا ہوگا ایک ایسا زبردست آرام دہ اطمینان ہے اور ایسی اعلےٰ حکمت ہے اور ایسا زبردست اصول ہے کہ اگر اتفاق سے انسان کی عرق ریزیون اور کوششون مین کچہ کامیابی نہو اور وہ اپنی عظیم الشان محنت کے بعد بہی نومید کیا جائے تو یہہ خیال کہ جو خدا چاہتا ہے کرتا ہے ایسا ڈہارس بندہوانے والا ہے کہ ناکامی کا جو درحقیقت مہلک اور رنجان کے لئے غضب انگیز ہے بہت کچہ دافع ہوسکتا ہے۔ اسیکو یعنے اسی یقین کو توکل اور صبر کہتے ہین۔ اور جن لوگونکو یہہ یقین نہین ہے وہ اپنی کوششون مین ناکامیاب ہوکر عموماً خودکشی کر لیتے ہین اور اگر خودکشی نہین کرتے تو مدت کے لئے اور دونئے تو ضرور ہی ہو جاتے ہین۔

چہٹوین دعا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ہے۔ حضرت علی نے یہہ دعا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکہی تہی۔

انی انا اللہ رب العالمین انی انا اللہ لا الہ الا انا الحی القیوم انی انا اللہ لا الہ الا انا العلی العظیم انی انا اللہ لا الہ الا انا لم الذولم اولد انی انا اللہ لا الہ الا انا العفو الغفور انی انا البہ لا الہ الا انا مبدی کل شئی والی یعود العزیز الحکیم الرحمن الرحیم مالک یوم الدین خالق الخیر والشر خالق الجنۃ والنار الواحد الاحد الفرد الصمد الذی لم یتخذ صاحبۃ ولا ولد الفرد الوتر عالم الغیب والشہادۃ الملک القدوس السلام المؤمن المہیمن العزیز الجبار المتکبر الخالق الباری المصور الکبیر المتعال المقتدر القہار الحلیم الکریم اہل الثناء والمجد عالم السر واخفی القادر الرزاق فوق الخلق والخلیقۃ۔

خدائے تعالے اپنی بڑائی خود فرماتا ہے اور اسکو حضرت علی پڑہا کرتے تہے۔

(ترجمہ)

بیشک مین ہی ہون اللہ پروردگار سارے جہان کا بیشک مین ہی ہون اللہ کوئی معبود نہین سوائے میرے کہ زندہ تواناہون بیشک مین معبود ہون کوئی معبود نہین سوائے میرے کہ بزرگ عظمت والا ہون۔ بیشک مین اللہ ہون کوئی معبود نہین سوائے میرے نہ مجہسے کوئی پیدا ہوا نہ مین کسی سے پیدا ہوا بیشک مین اللہ ہون کوئی معبود نہین سوائے میرے کہ معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہون بیشک مین اللہ ہون کوئی معبود نہین بجز میرے کہ ہر چیز

تحریروں کی جانچ پڑتال کی جائے تو معلوم ہو کہ کسقدر تعصب اور غلط واقعات سے پر ہیں
وہ سب ایک راہ پر چلے ہیں اور سچے نبی کی شان میں اُنہوں نے کوئی بد تہذیبی کی اٹھا نہ رکھی
ان کی تہذیب صرف زبانی تہذیب ہے ان کے افعال پر اسکا کچھ نہیں جو جو باتیں انہوں نے اسی
نبی کی نسبت لکھی ہیں وہ ایسی ہیں کہ کوئی نامہذب اور بداطوار شخص بھی کسی شریف کی نسبت نکالا
ہیں آئندہ ان الفاظ کو بھی تحریر کرونگا اور ناظرین کو خود منصف بناؤنگا کہ آیا یہہ مہذب اور
تعلیم یافتہ گروہ کے کلمات ہیں یا ایک چھٹے ہوئے نابکار بداطوار شخص کے۔ مگر ان کی ان زبان
درازیوں اور دریدہ دہنیوں سے اس مقدس اور بابرکت ذات پر کچھہ دہبّہ نہیں لگتا کہ
جس کے نام لیوا بڑے بڑے سلطان اور بادشاہ علما بہادر شخی ہیں [illegible] اس کا دین صرف اپنی
صداقت سے دن دونی اور رات چوگنی ترقی کر رہا ہے اور یونہی کرتا جائے گا ہاں ایسی

نے سرے ایجاد کرنیوالا ہوں اور میری ہی طرف ہر چیز رجوع کرے گی عزت والا
حکمت والا ہوں بہت مہربان رحم والا ہوں انصاف کے دن کا مالک ہوں نیکی اور
بدی کا پیدا کرنے والا ہوں جنت اور دوزخ کا پیدا کرنے والا ہوں یکہ صفات میں اور
ذات میں یکہ ہے پیدا ایسا کہ نہ کوئی بی بی ہے نہ لڑکا اکیلا طاق جاننے والا پوشیدہ
اور ظاہر کا بادشاہ حقیقی نہایت پاک بے عیب امان دینے والا نگہبان زبردست
بگڑے کاموں کا درست کرنے والا بزرگ پیدا کرنے والا عدم سے وجود میں لانے والا
صورت دینے والا بہت بڑا عالیشان قدرت والا غالب کر دینا کرم والا لائق تعریف
اور مجد کا جاننے والا اندازہ سے زیادہ چھپی بات کا قابو رکھنے والا رزق دینے
والا خلق اور اہل خلق سے برتر۔

ہمیشہ حضرت علی یہ دعا پڑھا کرتے تھے اور آپ پڑھتے وقت روتے تھے اور خوف کھاتے تھے جو آپ کی
زبان پر تھا وہ دل میں تھا۔ جو کیفیت آپ کے لہجہ میں تھی وہ ہی قلب کی کیفیت تھی۔ اگر صرف اتنی سی بات کا یقین
ہو جائے کہ خدا ظاہر و باطن سب چیزوں کو جانتا ہے تو آدمی کبھی ایسی بات نہ کرے کہ جو خلاف قانون مذہب اور خلاف
قانون ملکی اور خلاف قانون انجمن اجابہ ہو۔ ہم زبان سے تو سب کچھ کہتے ہیں مگر افسوس ہے کہ جو الفاظ ہماری زبان
سے نکلتے ہیں ان کا اثر ہمارے دل پر مطلق نہیں ہوتا۔ خدا کو علیم جانتے ہیں لیکن اس جاننے کا یقین دل پر نہیں ہے خدا
کو قہار سمجھتے ہیں لیکن یہ کیفیت ہمارے قلب پر طاری نہیں ہے۔ مگر جن مقدس انفاس کی دعائیں نقل کی گئی
ہیں یہ وہ بابرکت انفاس تھے کہ جو کچھ یہ کہتے تھے اسکا اثر دل پر ہوتا تھا اور یہی صفت انکی سبب بزرگی تھی
چند یوں دعا ابی المعتمر سلیمان تیمی کی ہے۔

سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ
عدد ما خلق وعدد ما ھو خالق وزنۃ ما خلق وزنۃ ما ھو خالق وملاء
ما خلق وملاء ما ھو خالق وملاء سمواتہ وملاء ارضہ ومثل ذلک واضعاف
ذلک وعدد خلقہ وزنۃ عرشہ ومنتہی رحمتہ ومداد کلماتہ ومبلغ
رضاہ حتی یرضی واذا رضی وعدد ما ذکرہ بہ خلقہ فی جمیع ما مضی

ہان ایسی بدتہذیبی سے گفتگو کرنے والون کی عالی ظرفی کہل گئی اور کہلتی جاتی ہے - جیسے کہ آفتاب
کی چمکتی ہوئی کرنین ہاتہہ لگانے سے میلی نہین ہوتین اسیطرح اسلام یا بانئے اسلام پر نئے نئے بہتان
اوڈہانے اور ناروا غیر مہذب جملے ان کی نسبت استعمال کرنے کچہ اسکی شان نہین گہٹاتے -
بلکہ خود ان کی وقعت منصفون کی نگاہ مین کچہ نہین رہتی - اگر وہ قریشی نبی کے حالات پر ایمان
اور انصاف سے نگاہ کرینگے تو انہین معلوم ہوگا کہ اس معصوم کمل پوش نے صدہا کو سلطان بنا دیا
لیکن آپ اسی کمل مین رہا - وہ قریشی نبی آپ کہجور کے جہونپڑہ ہی مین رہا اور ہزارون کو لاکہون روپون
کی لاگت کے محلات دلوا دئے - وہ ہمیشہ مظلومون پر آنسو بہاتا تہا اور اپنی قوم کی بری حالت

وعدد ماهم ذاكروه فيما بقي في كل سنة وشهر وجمعة ويوم وليلة و
ساعة من الساعات وشم نفس من الانفاس وابد من الآباد من الابد
الى الابد ابد الدنيا وابد الآخرة واكثر من ذلك لا ينقطع اوله ولا ينفد
اخراه - (ترجمہ)

پاکی بیان کرتا ہون اللہ کی اور سب خوبیان اللہ کو ہین اور کوئی معبود نہین سوا اللہ کے
اور نہین ہے طاقت گناہ سے بچنے کی اور نہ قوت طاعت کی مگر اللہ کی دی ہوئی موافق
شمار ان چیزون کے جو اس نے پیدا کی اور جکو وہ پیدا کرنے والا ہے اور بمقدار بہری اس کے
آسمانون کی اور بقدر بہرنے اسکے زمینون کے اور اسکے برابر اور اس سے بہت گنتی اور بقدر
گنتی اسکی خلق کے اور مقدار وزن اسکے عرش کے اور انتہا اسکی رحمت کے اور سیاہی اسکے
کلمون کے اور اسکی رضا کے انجام کے یہانتک کہ وہ خوش ہوا اور جسوقت کہ وہ راضی ہوا اور
بقدر شمار ان الفاظ کے جن سے اس کی مخلوق نے اسکو یاد کیا ہے سارے زمانہ ماضی مین
اور جسقدر کہ وہ اس کے یاد کرنے کے زمانہ آیندہ مین ہر سال اور مہینے اور ہفتے اور دن مین
اور رات مین اور ہر ایک گہڑی مین اور سانس اور دم مین اور کسی زمانہ آیندہ مین ایک مدت
سے لیکر دوسری مدت تک دنیا کی مدت اور آخرت کی مدت سے اور اس سے زیادہ کہ نہ اسکی
ابتدا علیحدہ ہو اور نہ اس کی انتہا تمام ہو -

سولہوین دعا حضرت ابراہیم ادہم کی ہے - ابراہیم بن بشاران کے خادم روایت کرتے ہین کہ ابراہیم بن ادہم ہر جمعہ کی صبح
وشام یہ دعا پڑہا کرتے تہے -

مرحبا بيوم المزيد والصبح الجديد والكاتب والشهيد يومنا هذا يوم عيد
اكتب لنا ما نقول بسم الله الحميد المجيد الرفيع الودود الفعال في خلقه ما يريد
اصبحت بالله مومنا وبلقائه مصدقا وبحجته معترفا ومن ذنبي مستغفرا لربوبية
الله خاضعا ولسوى الله في الالهية جاحدا والى الله فقيرا وعلى الله متوكلا والى
الله منيبا اشهد الله واشهد ملائكته وانبيائه ورسله وحملة عرشه ومن خلقه
ومن هو خالقه بانه الله الذي لا اله الا هو وحده لا شريك له وان محمدا عبده
ورسوله صلى الله عليه وسلم تسليما وان الجنة حق وان النار حق والحوض حق والشفاعة

پر انہیں ابہہ النور رونا تہا جس نے دنیا کی برائیوں اور قابل رحم مظالم کی جڑہ بنیاد اکہیڑ کر ہنیکدی اور تہذیب اور خلق کا وحشیوں کو حصہ دیا کیا ایسا شخص کیا ایسا پاک نفس کیا ایسی مقدس ذات کیا ایسا عظیم الشان ریفارمر اس قابل ہے کہ اسکی شان مین کوئی گستاخانہ الفاظ استعمال کرے اور اسکو ناشائستہ الفاظ سے یاد کرکے اپنے دل کے جلے پہپولے پہوڑے ۔ شعر ع خود کسی نا سزا چرا گوید ۔

حق و منکراً و نکیرا حق و وعدک حق ولقاءک حق والساعۃ اٰتیۃ لاریب فیہا وان اللہ یبعث من فی القبور علی ذلک احییٰ وعلیہ اموت وعلیہ ابعث انشاء اللہ اللہم انت ربی لا الہ الا انت خلقتنی وانا عبدک وعلی عہدک ووعدک ما استطعت اعوذبک اللہم من شر ما صنعت ومن شر کل ذی شر اللہم انی قد ظلمت نفسی فاغفرلی ذنوبی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت واھدنی لاحسن الاخلاق فانہ لا یہدی لاحسنہا الا انت واصرف عنی سیئہا فانہ لا یصرف سیئہا الا انت لبیک وسعدیک والخیر کلہ بیدیک انا بک والیک استغفرک واتوب الیک اٰمنت اللہم بما ارسلت من رسول واٰمنت اللہم بما انزلت من کتاب وصلی اللہ علی محمد النبی الامی وعلی اٰلہ وسلم تسلیما کثیرا خاتم کلامی ومفتاحہ وعلی انبیائہ ورسلہ اجمعین اٰمین یارب العالمین اللہم اوردنا حوض محمد واسقنا بکاسہ مشربا رویا سائغا ھنیئا لا نظما بعدہ ابدا واحشرنا فی زمرتہ غیر خزایا ولا ناکثین للعہد ولا مرتابین ولا مفتونین ولا مغضوب علینا ولا ضالین اللہم اعصمنی من فتن الدنیا ووفقنی لما تحب وترضی واصلح لی شانی کلہ وثبتنی بالقول الثابت فی الحیوۃ الدنیا وفی الاٰخرۃ ولا تضلنی وان کنت ظالما سبحانک سبحانک یاعلی یا عظیم یا باری یا رحیم یا عظیم یا جبار سبحان من سبحت لہ السمٰوٰت باکنافہا وسبحان من سبحت لہ الجبال باصدائہا وسبحان من سبحت لہ البحار بامواجہا وسبحان من سبحت لہ الحیتان بلغاتہا وسبحان من سبحت لہ النجوم فی السماء بابراجہا وسبحان من سبحت لہ الشجر باصولہا وثمارہا وسبحان من سبحت لہ السمٰوٰت السبع والارضون السبع ومن فیہن ومن علیہن سبحان من سبح لہ کل شی من مخلوقاتہ تبارکت وتعالیت سبحانک سبحانک یا حی یا قیوم یا علیم یا حلیم سبحانک لا الہ الا انت وحدک لا شریک لک تحیی وتمیت وانت حی لا تموت بیدک الخیر وانت علی کل شی قدیر ۔

(ترجمہ)

مرحبا ہے اس ثواب کے دن کی زیادتی کرا دنی کو ۔ صبح کو اور اعمال کے لکہنے والے اور ان کے گواہ کو کہ ہمارا یہہ روز عید کا ر ذریعے لکہہ لے ہمارے لئے جو ہم کہتے ہین شروع ہے اللہ کے نام سے جو جو بیون عدالا شرافت والا بلند مرتبہ محبت والا اپنی مخلوق مین جو چاہے سو کرنے والا ہے مین نے صبح کی اس طور پر کہ خدا پر ایمان رکہتا ہون اور اس کے دیدار کی تصدیق

ناسزا آنکہ ناسزا گوید

جس نے حضرت عیسےٰ کی سچی شان عالم پر ظاہر کی - ان کی اصلی حقیقت سے عالم کو آگاہ کیا اور اپنی امت
کو تاکید فرمادی کہ جب تک گذشتہ نبیون پر کوئی ایمان نہ لائیگا اور انہین اللہ کا پیغام پہونچانے
والا نہ یقین کریگا وہ کبھی مسلمان نہین ہو سکتا - ایسے منصف کی شان مین ہرزہ درائی کرنی اور پہر
اپنے کو مہذب کہنا کتنے شرم کی بات ہے —

کرتا ہون اور اسکی محبت کا معترف اور اپنے گناہون سے معافی مانگنے والا ہون اور اللہ کی
ربوبیت کے سامنے فروتنی کرتا ہون اور خدائے تعالے کے سوا معبود ہونے کا منکر ہون اور اللہ
کا محتاج اور اسی پہ بہروسہ کرنے والا اور اسیطرف رجوع کرنے والا ہون مین اللہ کو گواہ کرتا ہون
اور اسکے فرشتون اور نبیون اور رسولون اور عرش کے اٹھانے والون کو اور جنکو اسنے پیدا کیا ہے
اور جنکو وہ پیدا کرنے والا ہے گواہ کرتا ہون اسبات کا کہ وہی معبود ہے کوئی اسکے سوا بندگی
کے لائق نہین وہ تنہا ہے کوئی اس کا شریک نہین اور اسبات کا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم اسکے بندے
اور رسول ہین اور اسکا کہ جنت حق ہے اور دوزخ حق ہے اور حوض سچ ہے اور شفاعت سچ ہے اور
اور منکر نکیر حق ہین اور تیرا وعدہ سچا ہے اور تیرا دیدار حق اور قیامت آنے والی ہے اسمین کچہ شبہ
نہین اور اللہ قبرون کے لوگون کو اٹہاویگا اسی گواہی پر مین زندہ ہون اور اسی پر مرونگا اور اسی
پر اٹہونگا اگر اللہ نے چاہا الٰہی تو میرا رب ہے تیرے سوا کوئی معبود نہین تو نے مجہے پیدا کیا اور
مین تیرا بندہ ہون اور تیرے عہد پر قائم ہون اور تیرے وعدہ پر اپنے مقدور بہر مین تجہسے الٰہی پناہ
مانگتا ہون برائی سے ان خطاؤن کی جو مین نے کین اور بدی والے کی برائی سے مین نے بیشک
اپنی جان پر ظلم کیا پس تو میرے گناہ بخشدے کہ تیرے سوا اور کوئی گناہون کو معاف نہین کرتا
اور مجہکو اچہی عادتون کی راہ دکہا کہ تیرے سوا اچہی عادتون کی راہ اور کوئی نہین بتاتا - اور
مجہکو بری عادتون سے بچا کہ تیرے سوا بری عادتون کو کوئی نہین ہٹاتا مین خدمت مین حاضر
ہون اور اطاعت کے لئے مستعد ہون اور خیر بالکل تیرے ہاتون مین ہے مین تجہسے ہون اور
تیری طرف رجوع کرنے والا اور تجہسے معافی چاہتا ہون اور تیرے سامنے توبہ کرتا ہون الٰہی
مین ایمان لایا رسولون پر جو تو نے بہیجے اور کتابون پر جو تو نے اتارین اور خدائے تعالے
رحمت کرے محمد صلے اللہ علیہ وسلم نبی امی پر اور ان کی اولاد پر اور بہت سلام بہیجے جو سب کے
کلام انجام اور آغاز مین اور آپکے سب انبیا اور رسولون پر ایسا ہی کر اے رب العالمین یا اللہ
ہمکو وارد کر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے حوض پر اور ہمکو ان کے جام سے وہ شربت پلا جو سیراب
کرنے والا اور رچنے اور پچنے والا ہو کہ اسکے بعد ہم کبہی پیاسے نہون اور ہمکو انکی جماعت
مین اٹہا ایسی صورت سے کہ ہم نہ رسوا ہون نہ عہد شکنی کرین نہ دین مین شک کرین نہ فتنہ
مین مبتلا ہون نہ ہم پر غصہ ہو اور نہ گمراہ ہون الٰہی مجہکو دنیا کے فتنون سے بچا اور ان
باتون کی توفیق دے جن سے تو خوش ہو اور راضی رہے اور میرا بالکل حال درست کر اور مجہکو
مضبوط قول پر دنیا کی زندگی اور آخرت مین قائم رکہہ اور مجہکو گمراہ نکر اگرچہ ظالم ہون پاک
ہے تو پاک ہے تو اے عالی شان اے عظمت والے اے پیدا کرنے والے اے رحم والے اے
عزت والے اے بگڑون کے درست کرنے والے مین پاکی بیان کرتا ہون اس شخص کی جسکی

اگر ہم مسلمان ان چند عیسائی مورخون کے بہی ممنون ہین کہ جنہون نے نہایت ایمانداری سے اپنے فرض منصبی کو ادا کیا ہے اور کہین بہی فیکٹس لکہنے مین انہون نے تعصب نہین برتا نہ غلط بیانی کی اور جو کچہ ان سچے فیکٹس پر اپنا ریمارک کیا ہے وہ قابل توجہ ہے اس ریمارک مین عیسائیت ہر جگہہ سکتی ہے کہین مورخانہ پہلو نہین پایا جاتا مگر بات اسلام کی صداقت مین کچہہ ایسی مقناطیسی کشش ہے کہ ان خود لینے لئے مخالفین کی قلم سے سچے الفاظ کہینچ لیتی ہے یعنے عیسائی بہی گو ان کا دل نہ چاہے پہر بہی بے اختیاری مین انکی زبان قلم سے کچہ نہ کچہہ سچی بات نکل ہی جاتی ہے۔ جن مختلف اقوال کا نقشہ آگے کہینچ کر دکہایا جائے گا۔

پاکی آسمان معہ اپنی اطراف کے بیان کرتے ہین اور مین پاکی بیان کرتا ہون اسکی جسکی پاکی مچہلیان اپنی زبانون سے پہاڑ اور ان کی گونج بیان کرتی ہے اور مین پاکی بیان کرتا ہون اسکی جسکی پاکی دریا معہ اپنی موجون کے بیان کرتے ہین اور مین پاکی بیان کرتا ہون اسکی جسکی پاکی مچہلیان اپنی زبانون سے بیان کرتی ہین مین پاکی بیان کرتا ہون اسکی جسکی پاکی آسمانون کے ستارے معہ اپنے برجون کے بیان کرتے ہین اور مین پاکی بیان کرتا ہون اسکی جسکی پاکی ساتون آسمان اور ساتون زمینین اور جو ان کے بیچ مین ہین اور جو ان کے اوپر ہین بیان کرتے ہین پاک ہے وہ ذات جسکے لئے ہر چیز نے اسکی مخلوقات مین سے پاکی بیان کی ہے تو برکت والا اور تو بزرگ ہے تو پاک ہے تو پاک اے زندہ اے قائم رہنے والے اے علم والے اے حلم والے تو پاک ہے کوئی معبود بغیر تیرے سوا تو یکتا ہے کوئی تیرا شریک نہین تو جلاتا ہے اور تو ہی مارتا ہے اور تو زندہ ہے کہ نہین مرتا ہے تیرے قابو مین ہے بہتری اور تو ہر چیز پر قدرت رکہتا ہے۔

چوتہے باب کے متعلق نوٹ

محمد کی بیرحمی اور نا انسانیت ثابت کرنے کے لئے عیسائی مورخون نے بہت کچہ زور مارا ہے اور نئی نئی بے بنیاد کہانیان گہڑی ہین جنمین سے ایک قصہ مفصلہ ذیل ہے جو جسقدر بے بنیاد اور جہوٹا ہے اسیقدر بے اصل اور خلاف قیاس ہے لکہا ہے کہ جب عقبہ بن ابی معیط کو قتل کیا جانے لگا تو وہ غل مچا کر یہ کہنے لگا میرے ننہے بچون کی کون حفاظت کریگا محمد نے جواب دیا کہ دوزخ کی آگ بغضب خدا کا جس کی تمام نصیحتین صرف اسی پر مبنی ہون کہ یتیمون اور معصوم بچون کی ہمیشہ مصیبت زدہ کی معاونت کرنی فرض ہے جنے اپنے دشمن کا بہی برا نہ چاہا وہ ایسا [illegible] جواب کیونکر دے سکتا ہے۔ اگر مسیحی مورخون سے اس جہوٹی روایت کی سند مانگی جائے کی تو وہ [illegible] نہین سکے اس افترا پردازی پر مسیحی مورخ خوب خوب خوش ہوتے ہین اور اپنے خیال مین یہ سمجہتے ہین کہ ناممکن الوقوع امر کو [illegible] ثابت چکے مگر وہ خوب سمجہ لین کہ جس بات کا انہون نے دعوے کیا ہے اسکا ثبوت ان پر ہے بے دلیل کے دعوے ہیچ ہے۔ کیا ہم ان باتون کو جو یہودی حضرت عیسے کی نسبت قائم کرتے ہین تسلیم کرلین نہین ہرگز نہین اسلئے کہ ان کی جتنی باتین ہین وہ سب بے بنیاد ہین ایسی گہڑی ہوئی ہین کہ سنتے ہی انسان ان کو بناوٹی جان سکتا ہے

یک جتنی کتابین عیسائیون کی اسلام اور اسکے پاک بانی کی نسبت تصنیف ہوئی ہین اگر ان کو ایک نظر سے دیکہا جائیگا

[illegible] وہ کتنی بے سروپا باتین نکلتے ہین حالات لکہنے بیٹہہ جاتے ہین لیکن عربی نہ جاننے کے سبب وہ اکثر باتین [illegible] جاتے ہین اکثر مسیحی مصنفون نے قرآن شریف کی تفسیرین لکہی ہین اور لطف یہہ ہے کہ اردو کے معنے دیکہکر [illegible] نہایت ہی شرح کردین پہر کیونکر ممکن ہو سکتا ہے کہ وہ بغیر عربی جانے ایک آیت کا ہی صحیح مطلب سمجہہ سکین یا لکہہ سکین [illegible] لطف یہہ ہے کہ مسیحی بہائی ان کے اعتراضات پڑہتے ہوئے ہین اور ان ہی کو دیکہکر قرآن شریف پر اعتراض جماتے ہین۔ [illegible] جائے ان کے اعتراضات کیسے بے سروپا ہونگے۔ سمجہنے اور سوچنے کی جگہہ ہے کہ جسکا یہہ قیمتی قول ہو اور جو [illegible] پہر اسپر ایسا سخت بیرحمی کا الزام قایم کیا جائے کسقدر انصاف کا خون کیا گیا ہے۔ (بخاری و مسلم [illegible] ابن حاتم) ،، اتقوا النار۔ ولو بشق تمرة فان لم تجدوا فبکلمة طیبة ،، (ترجمہ)

آگ سے بچو اگرچہ کہجور کا نصف ہی ہو اگر تمکو میسر نہو تو اچہا لفظ کہنے سے آتش سے بچو۔

[illegible] جسکے قول اور فعل سے ہزارون بلکہ لاکہون لاثانی اور رحم پیدا کرنے والے اقوال ہون اور اسکی ہر بات سے اصلاح [illegible] پائی جائے پہر تعجب ہے کہ اس کی نسبت ایسا درشت اور نا ملائم الزام قایم کیا جائے۔

[illegible] جہگڑون مین امن قایم کرے اور دشمنون کو شیر و شکر کرنے کے لئے آیا ہو وہ بہ نازیبا کلمات کیون زبان سے نکالنے [illegible] جسنے مصر ہو کر بار بار یہہ فرمایا۔

افضل الصدقة اصلاح ذات البین (طبرانی در کبیر و خرایطی در مکارم اخلاق بروایت عبد اللہ بن عمر۔ بہتر صدقہ آپسمین صلح کرانی ہے۔ پہر فرمایا۔

لیس بکذاب من اصلح بین اثنین فقال خیراً او نمی خیراً ،،

جہوٹا نہین وہ جو دو شخصون مین صلح کرے پس کہے بہتر بات یا اصلاح

کے لئے کوئی خبر اچہی ایک طرف سے دوسرے کو پہونچا دے (بخاری

و مسلم بروایت ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط۔

اب [illegible] بات ہے کہ عیسائی مورخ عقبہ بن ابی معیط کی اولاد کی نسبت یہہ لکہتے ہین کہ جب عقبہ نے کہا کہ [illegible] کی کون حفاظت کریگا تو محمدؐ نے جواب دیا کہ دوزخ کی آگ اور پہر اسکی بیٹی ام کلثوم کی یہہ عزت ہو اور اسلام مین اسکی یہہ وقعت کی جائے کہ اس کی روایتون پر جو وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کرے اعتبار ہو اور سند پیش کی جاوین۔ آخر الذکر حدیث اسی سے مروی ہے اس سے زیادہ اور خلاف واقعہ ثابت کیا ہو سکتی ہے کہ اسکی اولاد کی نبی یہ قدر و منزلت کرے اور اتنک ایسی عزت و وقعت کی نگاہین پڑین پہر اسی کی نسبت عیسائی یہہ مشہور کرین کہ محمدؐ نے یہہ کہا کہ انہین دوزخ کی آگ بچائیگی۔ خدا اس جہوٹ سے پناہ دے۔

دوسری کہانی اور ہی محمدؐ کی نسبت بیان ہوتی ہے کہ جس سے رحم اور رقت پائی جاتی ہے لیکن عیسائی اس سے محمدؐ کی سخت دلی اور بیرحمی ثابت کرنا چاہتے ہین جب بت پرستون کی لاشین گڑہے مین ڈالی جا رہی تہین تو محمدؐ کنارہ پہ بیٹہے ہوئے تہے اور جو کچہہ انہون نے ان لاشون کو دیکہکر کہا وہ طبرانی نے نقل کیا ہے۔ وہ لکہتا ہے۔

کہ رسول خدا اس گڑہے کے کنارہ پہ بیٹہے جو لاشون کے لئے کہودا گیا تہا۔ اور جو لاش گڑہے مین ڈالی جاتی تہی اس کا نام پکارا جاتا تہا محمدؐ نے اسوقت یہ الفاظ زبان سے نکالے۔ اے میرے ہمقومون تم ہی نے مجہپر نئے نئے الزام قایم کئے تہے تم ہی نے مجہے جہوٹا ٹہیرایا تہا اسوقت جب غیر قوم کے لوگ مجہپر ایمان لے آئے تہے۔ تم ہی نے مجہے میرے وطن سے نکالدیا اس حالت مین کہ غیرون نے مجہے اپنے ہان پناہ دی اور میرا خیر مقدم کیا۔ افسوس تمہاری آخری قسمت کیا ہوئی۔ حیف صد حیف جو کچہہ خدا نے کہا تہا وہ پورا کیا۔

یہہ لفظ ہین نبی امی کے جن سے عیسائی مورخ کہتے ہین کہ بیرحمی ٹپکتی ہے حالانکہ ان سے سوائے رحم اور رقت کے کچہہ نہین پایا جاتا۔ ان کی بڑی قسمتون پر افسوس کرنا اور ٹہنڈے سانس بہرنا عین رحم اور رقیق القلبی کی نشانی ہے یا بیرحمی [illegible] یا خدا ترسی کی۔ بیرحم اور نا خدا ترس ہین وہ لوگ جو معصوم نبی پر خواہ نخواہ کے جہوٹے الزام قایم کرتے ہین اور پہر یہہ [illegible]

جانتے کہ ہمارے جھوٹ کی ظلمت مٹ جائے گی اور سچ کا نور چمکیگا - مین اپنے مسیحی مصنفون کو نشر ...
کتاب دیکھین یہ نصیحت کرتا ہون کہ وہ ہرگز اس تعصب مین نہ پڑین جسمین کہ وہ رہنا اپنا فخر سمجھتے ہین یہہ ...
مسیحی ہین لیکن ... مذہب مین بہی جھوٹ بولنا اور کسی پر افترا پردازی کرنا ایسا ہی برا ہے جیسا اور مذہبون مین ایک ...
مین اپنے پر خود پسند نہین کرتا تو یہ بہی نہین چاہتا کہ میرے بہائی مسیحی خواہ وہ اسلام نہ قبول کرین اس لاعلاج مرض ...
ہنسین کہ جسکا انجام روحانی مضرتین ہین اور طرح طرح کے روحانی عذاب ہین -
مین اپنے پیارے نبی کے اس بیش قیمت قول پر عمل کرتا ہون -

لا یؤمن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ - (ترجمہ)
تم مین سے کوئی مومن نہوگا اپنے بہائی کے لئے وہ چیز نہ چاہے جو اپنے لئے
چاہتا ہے -

پانچوان باب

(یہودیون اور عربون کی تاریخ دو ہجری)

(مطابق سنہ ۶۲۴ء)

یہہ مسئلہ بہت درست ہے کہ کامیابی ہمیشہ صداقت کی معیار ہوتی ہے - عیسائیت کے ابتدائے
زمانہ مین گیبری سے کہتا ہے "انہین تنہا چھوڑ دو اگر یہہ آدمی جھوٹے ہون گے خود ہی نیست و نابود
ہو جائینگے اور ان پر نامعلوم مصیبتین ایسی پڑینگی کہ پہر یہہ سر نہ اٹھا سکینگے - یا خود تباہ و برباد ہو
جاوینگے - اگر قسطنطین صلیب کا مبارک نشان آسمان پر نہ دیکھتا - اگر وہ فتح کا نیک شگون لیکر آگے
قدم نہ بڑہاتا نہ اسی فتح ہوتی اور نہ تخت سلطنت نصیب ہوتا تو عیسائیت کی قسمت کیا ہوتی حضرت
عیسے کو اپنی زندگی مین ذرا ہی کامیابی نہین ہوئی اگر کانسٹینٹاین یا قسطنطین کو اتفاقیہ خیال اگر
اسکے ہاتہہ سے قتل عام ہوتا تو محض ناممکن تہا کہ صفحہ ہستی پر کوئی مسیحی بہی دکہائی دیتا - گو ہم مسلمان
اپنا ایمان سمجھکر یقین کر لینگے لیکن مسیحی مخالفین مذہب مسیحی کو کیا جواب دینگے کہ حضرت عیسے کی پیچہہ
کا ذرا ہی اثر نہ پڑا اور وہ ناکام عالم سے اٹھا لئے گئے - بدر کی جنگ مین جو کامیابی اسلام کو ہوئی کیا
اس کی مثال ملوین پل کی فتح کی ٹھیک ہو سکتی ہے اسلام نے اپنی صداقت اپنے بانی ہی کے زمانہ
مین عالم پر ثابت کر دی اور کسی مذہب کو یہہ نصیب نہین ہوا -
بیشک بدر کی فتح اسلام کے لئے بہت میمون ہوئی - یہہ کچھہ تعجب کی بات نہین ہے کہ مسلمانون نے اسرائیلیون
او زمانہ سلف کے مسیحون کی طرح اس فتح مین خدا کا ہاتہہ دیکہا جس نے بت پرستون کو تہہ و بالا کر دیا -
اگر اس جنگ بدر مین مسلمانون کو شکست ہوتی تو واقعی تمام دنیا مین خوفناکی اور قصائی پنے سے قتل
عام ہوتا - اور پہر لاکہون جانین بیگناہ ضائع ہوتین -
بعد ازان کہ محمد کو اس مہم مین پڑا اور جسنے اسکا جگر چھلنی کر دیا وہ اسکی پیاری لڑکی رقیہ کی جگر خراش
وفات ہی جو عثمان سے منسوب ہی اور جسکو شاہ نجاشی کی پناہ سے آئے ہوئے تھوڑا ہی عرصہ ہوا تہا

اس صدمہ نے جو درحقیقت روحانی غم تہا بہت کچہ محمدؐ کے دل کو آزردہ کیا۔ لیکن اسکے فرض منصبی نے جس کے پورا کرنے کے لئے وہ مبعوث ہوا تہا اسے گہریلو غم مین زیادہ مائل نہ رہنے دیا۔ بت پرستون کی یہہ زیادتی اور ان کا مسلمانون پر اس بیرحمی اور تندمزاجی سے حملہ کرنا محمدؐ کی آنکھون مین کہٹک رہا تہا اور وہ اپنے شہید رفقا کا انتقام لینا چاہتا تہا اور یہہ انتقام اسکا خدائی انتقام تہا کیونکہ وہ اللہ کے نام منوانے کا سرگرمی سے شایق تہا اور اسیلئے بت پرستون کو برا معلوم ہوتا تہا۔ جب قریشی قیدی مدینہ سے مکہ پہونچے تو انمین ایک بہت بڑا جوش پہیلا وہ جلتی ہوئی آگ کی طرح بہڑک اٹہے اور انہون نے یہہ چاہا کہ ہم اپنی جانین محمدؐ اور اسکے پیروان سے انتقام لینے مین صرف کردین سب سے زیادہ ابو سفیان بہڑک رہا تہا اسکی آنکھون مین غضب انگیز شعلے اٹہہ رہے تہے اور وہ محمدؐ سے قریشیون کا انتقام لینے کے لئے دانت پیس رہا تہا۔ آخر اس سے نہ رہا گیا اور وہ دو سو آہن پوش سوار لیکر مدینہ کی طرف روانہ ہوا اسکی حملہ کی خبر مطلق مدینہ والون کو نہ تہی یہہ بیخبری کی حالت مین چند مسلمانون پر جو مدینہ کے باہر کہجورون کے درختون پر کام کر رہے تہے آپڑے اور ان کو قصائی پنے سے قتل کرڈالا اور جو کچہ کہجورون کے درخت تہے ان کو کاٹ ڈالا اور ڈہا دیا اور بالکل ویران کردیا لگ جب مسلمان اپنے بیگناہ بہائیون کے خون کا انتقام لینے کے لئے نکلے تو یہ بہاگ گئے اور اپنے گہوڑون کو ہلکا کرنے کے لئے جو خریطے انہون نے خرما وغیرہ کے بہرے تہے پہینک دئے۔

اس موقع کا محمدؐ پر ایک ایسا اتفاق پڑا کہ جو قابل توجہ غیر اسلام ہے اور جسکو واشنگٹن ارونگ نے خوب مشرح طور پر لکہا ہے کہ جسکو بیان کرنا یہان مناسب جانتا ہون۔ ایکدن محمدؐ اپنے کیمپ سے کچہ دور کے فاصلہ پر ایک درخت کے نیچے پڑے سوتے تہے کہ یکایک آپکی ایک بے ڈہنگے شور و غوغا سے آنکہ کہل گئی۔ آپ نے دیکہا کہ ایک جنگ آور برہنہ تلوار سوتے ہوئے کہڑا ہے۔ جونہی محمدؐ نے آنکہہ کہولی تو اس نے للکار کر کہا۔ " اے محمدؐ اب کون ہے جو تیری حفاظت کریگا اور تجہے میری خون آلود تلوار سے بچائیگا محمدؐ نے جواب دیا۔ " خدا " وہ یہہ کہتے ہی اس وحشی بدو نے تلوار کا وار کرنا چاہا محمدؐ نے اچک کر تلوار چہین لی پہر محمدؐ نے تلوار لیکر اس سے سوال کیا " اب تجہے یہان پناہ دینے والا کون ہے اور تیری کون جان بچائیگا۔ اس وحشی دشمن اسلام نے جواب دیا افسوس کوئی نہین " پہر محمدؐ نے جواب دیا تو مجہسے رحم سیکہ یہہ کہکر آپ نے تلوار واپس دیدی یہی عرب پہر برسون تک اسلام کا جان نثار خادم بنا رہا ہے۔

یہہ جملہ خود واشنگٹن ارونگ نے نقل کیا ہے۔ یہان سے یہہ بات ثابت ہوتی ہے کہ محمدؐ کا رحم کس درجہ کا بڑہا ہوا تہا۔ جو لوگ محمدؐ کے رحم اور اسکی نرم دلی پر نکتہ چینی کرتے مین وہ اس واقعہ کو دیکہیں جو ان کے بڑے زبردست مورخ اور سوانح نویس نے نقل کیا ہے مین دریافت کرتا ہون ان لوگون سے

فائدہ۔ اسی سال کے آخری مہینہ مین عثمان بن مظعون کا انتقال ہوگیا اور اسی مہینے مین حضرت علی ابوطالب کے بیٹے کا محمدؐ کی بیٹی فاطمہؓ سے نکاح ہوا۔ عثمان بن مظعون [illegible]

جو رحم مین مشہور ہین اور جو اپنے کو انتہا درجہ کا رحیم کریم سمجھتے ہین کہ اگر ان پر ان کا دشمن کوئی تلوار سونت کر آئے اور اسکا ارادہ قتل کرنیکا ہے تو کیا وہ موقع پاکر چھوڑ دیگا ہرگز نہین بلکہ قانون ملکی مین تو یہان تک ہے کہ اپنی حفاظت جان کے لئے اگر ہم دوسرے حملہ آور شخص کو قتل کر ڈالین تو ہم پر کوئی جرم عائد نہین ہو سکتا مگر ایسی حالت مین محمدؐ نے دلیری سے اسکی تلوار واپس دیدی اور اسے ہی نصیحت کی کہ جسطرح مین نے تجہپر رحم کیا ہے تو بھی ہمیشہ اور لوگون پر رحم کیا کر۔ اس اسپرٹ کے شخص کو ہم کیونکر معمولی شخص کہدین ضرور اسمین نبوت کی ممتازی کا نور جھلک رہا تہا اور بیشک وہ عالم کا نجات دہندہ تہا۔ اور اس مین جتنی صفتین تہین وہ سب ممتاز تہین۔

بت پرستون کی اس دوسری شکست نے قریشیون کو پس پا نہ کیا بلکہ اور بہی ایک سا تہہ ہی انتقام لینے کے لئے بہڑکا دیا۔ قوم کی قوم بہڑک اٹہی اور انہون نے باہم قسمین کہا کہا کر یہہ عہد کیا کہ جب تک محمدؐ کو تہ تیغ نہ کر لینگے یہہ محض ناممکن ہے کہ ہم اپنی تلوارین میانون مین دین ہمین کہانا پینا حرام ہے۔

تیسری ہجری مطابق ۲۶ اپریل ۶۲۴ء سے
پندرہ اپریل ۶۲۵ء تک

اب وہ سب خوفناکی سے انتقام لینے کی تیاریان کرنے لگے۔ یہہ لوگ محمدؐ اور اسکے پیروان سے ہر طرح قوی تہے انکے پاس دولت اور شائستہ ہتیار تہے سواری کو اعلے درجہ کے گہوڑے اور کہانے پینے کا پورا سامان مہیا تہا برخلاف محمدیون کے کہ ان کے پاس اول تو سامان جنگ ہی نہ تہا اور جو کچہ تہا تو وہ ٹوٹا پہوٹا اور ناکارہ صرف محمدیون اور بت پرستون مین فرق یہہ تہا کہ محمدی اس بے سروسامانی کی حالت مین بہی خدا پر بہروسہ کرتے تہے اور ان کا بہروسہ کرنا ان کی ازدیاد قوت کا باعث تہا مگر بت پرست قریش اپنی اس عظیم الشان قوت ہونے پر بہی مذبذب تہے اور انہین کچہ اطمینان نہ تہا۔
جتنی قومین کہ مکہ مین بستی تہین سب قریشیون سے مل گئین اور ادہر ادہر کے لوگ بہی آ آکر شریک ہونے لگے یہانتک کہ تین ہزار چیدہ سپاہی محمدؐ سے انتقام لینے کے لئے تیار ہو گئے۔ انمین سے سات سو ایسے آزمودہ کار لڑاکو تہے جن کی تلوارون سے مشہور تہا کہ خون ٹپکا رہتا ہے اور وہ خونخواری مین بہادران عرب سے بہی کئی درجہ بڑہے ہوئے ہین یہہ خوفناکی سے تیاری کرنا کس کے مقابلہ مین تہا ان لوگون پر حملہ کرنے کے لئے کہ جو جنگ کے قواعد ہی سے ناواقف نہ تہے بلکہ نہ ان کی تعداد زیادہ تہی اور نہ وہ سامان ہی شائستہ رکہتے تہے نہ ان کے پاس سوارون کو گہوڑے تہے اور نہ کوئی قلعہ ہی ایسا تہا کہ جسمین پناہ لیکر حملہ کا جواب دین۔ ہان یہہ بیشک تہا کہ وہ ایک ایسی سردار کے ماتحت تہے کہ جسکو محمدؐ کہتے تہے اور جو خدا کے بہروسہ پر جنگ کرتا تہا۔ اور بے شک اس کا یہہ بہروسہ نتیجہ خیز تہا۔

ابو سفیان ان خونخوار سپاہیوں کی کمان کر رہا تھا - یہ آندھی اور مینہ کی طرح مدینہ پر بڑھا - رستہ میں کوئی شخص مقابل ہوا یہاں تک بڑھتے بڑھتے اسنے ایک ایسے مقام پر قبضہ کر لیا کہ جو لڑائی کی جان تھا یہہ مقام مدینہ کے شمال مشرق جانب واقع ہے جسکو مدینہ منورہ سے احد کی پہاڑی نے علیحدہ کر دیا ہے اس محفوظ مقام پر ابو سفیان نے خوب مورچہ بندی کر لی اور اب وہ مدنیوں کے پس پا کرنے کے لیئے آمادہ ہوا - اور محمدیوں کا رستہ دیکھنے لگا -

محمدؐ نے جب یہہ خبر سنی تو آپ کو ابو سفیان کی یہہ حرکت بڑی لگی اور اس کا یوں بے محابا مدینہ میں چلا آنا اور محمدیوں کے مال و متاع کو غارت کرنا سخت ناگوار گذرا - ناچار محمدؐ ایک ہزار آدمیوں کو لیکر مدد میں آئے - مگر منافقوں کی پوشیدہ سازشوں نے ایک ہزار آدمیوں سے تین سو توڑ لیئے اور یہہ لوگ بہانے کر کرکے علیحدہ ہوگئے - اب صرف سات سو آدمی محمد کے پاس رہگئے - یہہ تین سو وہ لوگ تھے کہ جو بظاہر خبریں لینے کے لئے مسلمان ہوگئے تھے لیکن درحقیقت دل میں کافر تھے - اُنہوں نے معمولی بہانہ سے ایسی حالت میں علیحدگی ظاہر کی کہ اور مسلمانوں کے دل ٹوٹ جائیں اور وہ سب محمدؐ سے پہلو تہی کر جائیں مگر وہ یہہ نہیں جانتے تھے کہ ان کے دل پر اسلام کے روشن نقوش پہلے ہی کندہ ہو چکے تھے اور وہ محمدؐ پر جان دینی اپنا فرض عین جانتے تھے - باقی ماندہ سات سو مسلمین نے ذرا بھی اپنے میں سے منافقین کے علیحدہ ہونے کی پروانہ کی اور شیر کی طرح گرجتے ہوئے تین ہزار خونخوار سپاہیوں کے مقابلہ میں بڑھے - یہہ لوگ گردنیں خم کیئے ہوئے میوہ کے درختوں میں ہوکر آہستہ آہستہ جا رہے تھے یہاں تک کہ احد کی پہاڑی پر اُنہوں نے قبضہ کر لیا - شب تو اُنہوں نے پہاڑی میں گذاری اور صبح کی جماعت کے ساتھ نماز پڑھکر میدان جنگ میں آئے -

جو شخص کہ عرب کے قانون جنگ بخوبی جانتا ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ ہرگز سات سو بے سر و سامان آدمی کبھی تین ہزار جنگ آور سپاہیوں سے مقابلہ نہیں کر سکتے - ایک ایک دو دو شخص جنگ کرتے تھے اور پھر وہ سب ملکر ٹوٹ پڑتے تھے بھلا وہاں کیا گذر ہو سکتی ہے اور پھر وہ ایک قوم اور ایک ملک کے اور ایک سے دل رکھنے والے یہہ بھی نہیں کہ وہ کسی نامرد ملک کے ہیں اور بہ بڑے لڑاکو تھے - ایسی حالت میں جب تک خدا کی مدد نہو محض ناممکن ہے کہ اتنے سے آدمیوں کی فتح ہوتی - ان سات سو آدمیوں پر محمدؐ کمان کر رہے تھے اور ان تین ہزار سپاہیوں کی کمان ابو سفیان کے سپرد تھی - گویا حق باطل کی جنگ ہو رہی تھی - ایک طرف محمدی اپنے خدا کے بھروسہ پر اپنے نبی پر جان دینے کو آمادہ تھے اور دوسری جانب بت پرست اپنے ہی ہاتھ کے گھڑے ہوئے خداؤں کی حمایت پر صف آرائی کر رہے تھے - نماز پڑھتے ہی محمدؐ نے پھرتی سے اپنے کو پہاڑی کے نیچے کھڑا کیا -

اور ترتیب کے پیچہے بلندی پر چند تیر انداز کہڑے کر دئے - اور انہین مضبوطی سے احکام دیدئے کہ چاہے جو کچہہ ہو مگر تم اپنی جگہون کو نہ چہوڑنا - چاہے ہمین اپنے مخالفون سے کچہہ ہی اذیتین کیون نہ پہونچین لیکن تم اپنی اپنی جگہہ سے نہ سرکنا -

بت پرست قریش اپنی بڑہی ہوئی تعداد پر بہروسہ کرکے آگے بڑہے - ان کے بت اُن کے ہمراہ تہے جن کی حمایت مین وہ جنگ کرنے کے لئے آئے تہے - اور سردارون کی بیویان دف بجاتی جاتی تہین[۲] قریشون نے پہلے حملہ مین تو منہ کی کہائی - حضرت حمزہ نے معہ اپنے چند جان نثار ساتہیون کے ان کے حملہ کا جواب دیا اور آپ پہر تلوار لیکر قریشی حملہ آور گروہ مین گہس گئے اور انہین پراگندہ کردیا - اور تمام طرف مخالفون مین ایک آفت بپا کردی - یہہ عظیم الشان فتح مسلمان حاصل ہی کر چکے تہے کہ تیر اندازون نے محمد ؐ کی نصایح کو بہلا دیا کہ تم اپنی جگہہ کسی حالت مین نہ چہوڑنا وہ جب انہون نے دشمنون کو بہاگتا ہوا دیکہا صرف لوٹ کی محبت نے ان کو ان کی جگہہ پر قایم نہ رکہا ان کا وہان سے اٹہنا ہی غضب ہوا جب انہون نے لوٹ کی محبت مین اپنی جگہہ چہوڑ دین تو خالد بن ولید جو قریشون مین ایک خوفناک اور جنگ آور شخص تہا اپنی فوج کو سمیٹ کر پہر بڑہا اور گرجتی ہوئی بجلی کی طرح مسلمانون پر ٹوٹ پڑا[۳] دشمن کی پیدل سپاہ بہی واپس پہری اور دونو طرف سے مسلمانون کو گہیر لیا - پہر دوبارہ خوفناکی سے جنگ شروع ہوئی مسلمانون کی فوج کے چند جانباز سردار عین معرکہ جنگ مین مارے گئے -

بہادر اور شجاع حمزہ چند شیر دل مسلمانون کے ساتہہ شہید ہوا حضرت علی اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر سختی سے زخمی ہوئے - بت پرست قریش کسیقدر چیرہ دست ہوگئے تہے - مسلمانون پر حملہ سے ہمیشہ ہی ایک آفت نازل ہو گئی تہی ان سب مخالفون نے محمد ؐ کی طرف رخ کیا جو چند صحابہ کے ساتہہ صدا کہہ رہے تہے

---

[۱] سر تلمتش(؟) نے اپنے سفرنامہ مین اس مقام کی نسبت مفصلہ ذیل بیان لکہا ہے - یہہ جگہہ جو اسلام کی روایتون مین ایسی مشہور و معروف ہے احد کی گہاٹی سے جنوب کی طرف ایک ڈہلوان زمین کا ٹکڑہ ہے - کفار عرب کا لشکر بلائی صورت مین بیان سے بڑہتا ابو سفیان اس ہلال آسا گروہ کی کمان کر رہا تہا پیچہے اسکے دستی خندق ہے یہہ مقام المدینہ سے شمال کی طرف تین میل کے فاصلہ پر ہے جو کچہہ معائنہ کرنے والے نے دیکہا وہ یہہ تہا کہ وہ ایک سنگریزہ ٹکڑہ زمین کا ہے مختلف قسم کے سنگلاخون سے پر مین ڈہکی ہوئی ہے - چند سرخ پتہر کہڑے ہوئے ہین جن سے ان شہدا کی قبور کا پتہ کہلتا ہے کہ جو اس مقام پر شہید ہو گئے ہین - وہ مقام بہی موجود ہے کہ جہان خلاف رائے و نصیحت محمد ؐ کے تیر اندازون نے اپنی جگہہ چہوڑ دی تہی اور جہان سے خالد بن ولید آ بڑہا تہا - یہہ مقام سامنے کی طرف بلندی پر بہت ناک دیوار مین ایک شکستہ مقام ہے گرمی کی تپش سے اسکی سطح پر کوئی سبزہ زار نہین ہے نہ کوئی سبز پودہ کسی قسم کا اگا ہوا ہے - اور نہ اسکے غیر مہمانانہ اطراف کے کنارون پر کوئی پرندہ یا چوپایہ دکہائی دیتا ہے اس کی بجائے حیرا و زنانہ شیدہ ابر پر نیلے آسمان کی چادر بہت صفائی سے افق پر معلوم ہوگی - سفرنامہ سر ٹوم(؟) جلد ۲ صفحات ۲۲۳ سے ۲۳۲ -

[۲] ابن ہشام اپنے صفحہ ۵۶۲ مین اور ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۱۰۸ مین ان عورتون کے اس شعر کو نقل کرتے ہین کہ جو وہ قریشون کی ترغیب دینے کے لئے گا رہی تہین - شعر عربی -

نحن بنات طارق نمشی علی النمارق — ان تقبلوا نعانق او تدبروا نفارق (ترجمہ نظم مین) -

ہم دختر ستارہ چلتی مین مسندون پر - ہم تو نہال خوبی بیٹہین نہالیون پر + دشمن سے جو لڑیگا اسکے گلے لگینگے - بہاگیگا جو لڑائی سے ہم اس سے نہیں ملینگے - قسم اس قسم کی بہت جوشی اشعار الوسفیان کی بیوی ہند نے جو سردار ونکی لڑکیان ہوتی تہین اور کفار عرب کو مسلمانون کے خلاف جان کہپانے پر آمادہ کرتی تہین وہ لوگ تو بہادر تہے لیکن ایسے موقع پر نامردون کو بہی جوش آ جاتا ہے [۳] ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۱۱۹ - طبری جلد ۳ صفحہ ۹۰ -

اپنی جگہہ پر کہڑے ہوئے تہے - یہہ دیکہتے ہی اسکے صحابہ اسکے گرد پروانہ کی طرح سے گہبراکر اکٹہے ہونے لگے اسلئے کہ اہنین گیلیلی کے مچہلی والون سے اپنے پیغمبر پر زیادہ بہروسہ اور اعتقاد تہا وہ اسپر اپنا دہن من تن قربان کرنا اپنی نجات دارین تصور کرتے تہے وہ جانتے تہے کہ ہم جسپر ایمان لائے ہین وہ درحقیقت خدا کی طرف سے ہماری ہدایت کے لئے مبعوث ہوا ہے اہنین یقین تہا کہ یہی ہمارا اصلی نجات دہندہ ہے وہ جانتے تہے کہ اسی کے احکام پر چلنا ہمین جنت نصیب کریگا وہ اسبات پر ایمان لانا اپنی نجات سمجہتے تہے کہ محمدؐ آخرالزمان نبی ہے اور اسی پر نبوت ختم ہوگئی ہے یہہ سب نبیون کا سرگروہ ہے اور سب کی امتون کو راہ راست دکہانے والا ہے - وہ حوارئین مسیح کی طرح سے ایسے خوف کے موقع پر دور کہڑے نہو گئے اور نہ اہنون نے اپنے معصوم نبی کو تنہا چہوڑ دیا - اس حالت مین بہی محمدؐ نے اپنی ہدایت کو بہلایا نہا وہ اپنے دونو مبارک ہاتہہ اہٹائے ہوئے خدا سے یہی دعا کر رہا تہا کہ یا اللہ تو انہین ہدایت کر اور ان کو ایسا رستہ دکہا کہ یہہ پہر گمراہ نہون - برکت ہو اس ہاتہہ کو جو ایسی نازک حالت مین بہی اپنے بنی کی پیشانی سے خون پوچہنے کی کوشش کر رہا تہا - وہ بہادر جنگ آور جنہیں عملی کمان کر رہے تہے جان کہو کر مرکز مین لڑ رہے تہے ان کا یکجگی سے مقابلہ کرنا اور مخالفون کی کثیر التعداد باعث کی بڑا تلکرنا ان کی انتہا درجہ کی سعادتمندی اور سچے اعتقاد کا نقشہ کہینچ رہا تہا حضرت علی لڑتے لڑتے اس گہاٹی کے کنارہ پر آئے اور یہان اہنون نے دشمنون کے خوفناک حملون سے کسیقدر نجات پائی مگر جسنے ان کی کمر کو توڑ دیا اور وہ کلیجہ پر ہاتہہ رکہکر دہورہے ہو گئے وہ اپنے پیارے بنی کے ضائع ہونیکا غم تہا اہنین خیال یہہ تہا کہ ہمارا پیارا معصوم نبی شہید ہو گیا - یہہ خیال کرکے اور دیکہکر کہ ان کے رفیق ہنوز ایک جانب مشرکین سے جنگ کرنے مین سرگرم ہین وہ اسی بیتابی کی حالت مین اپنے ہاتون مین ترتیغ خون آلود تلوارین لیکر پہر مشرکین کے مجمع مین گہس گئے اور اب نئے سرے سے میدان کارزار گرم ہوا یہہ جنگ آور گروہ لڑتے لڑتے اس موقع اور مقام پر پہونچ گیا جہان اس کا معصوم پاک نبی موجود تہا اور اپنے چند صحابہ کے ساتہہ دشمنون کے حملہ کا جواب دیرہا تہا - یہہ دیکہتے ہی بہت خوشی ہوئی اور اپنے پیغمبر کو زندہ دیکہکر وہ پہر تازہ دم ہو گئے - پہر سب ملکر احد کی بلندی سے رسول خدا کے ساتہہ نشیب مین آئے اور یہان پہر اہنون نے دم لیا حضرت علی نے اپنے بنی کی ڈہال مین چشمہ کے ایک چہید سے پانی ڈالا اس پانی سے آپکا خون آلود چہرہ اور زخم دہویا گیا اور پہر سبنے ملکر ظہر کی نماز پڑہی -

(۱) ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۱۱۴ اور ابو الفدا صفحہ ۴۸ یہہ دو نو ۷ شوال جنگ احد کی تاریخ بیان کرتے ہین طبری جلد ۳ صفحہ ۱۲۱۸ تاریخ لکہنے مین ابن ہشام پندرہوین اور اور مورخون نے ۱۱ بیان کی ہے مگر سی ڈی پرسیول ہی ۱۱ بیان کرتا ہے - ٹہیک دن ہفتہ کا تہا اور ۱۱ شوال مطابق ۲۶ جنوری -

سی ڈی پرسیول تاریخ عرب جلد ۳ صفحہ ۹۷ نوٹ -

مشرکین نے اپنی جان اس جنگ مین لڑا دی اور انہون نے مدینہ سے مسلمانون کو بیطرف کرنے اور احد کی گھاٹی پر قبضہ کرنے کے لئے جان کھپا دی تھی مگر پھر بھی انہین یہی معلوم ہوا کہ ہماری کوشش سب ناکارہ گئین - اور اب ہمین ہرگز کامیابی نہین ہو سکتی - آخر مجبور ہوکر قریش اپنے مقتولین مخالفین کے ساتھہ قابل رحم اور ناقابل برداشت خلاف انسانیت برتاؤ کر کے اطراف وحدود مدینہ سے مکہ واپس پھرے - ابو سفیان کی بیوی ہندہ بیٹی عتبہ نے معہ چند قریشی خواتین کے اپنے انتقام لینے مین ایسی بیدردی اور وحشی پن ثابت کیا کہ جس کے سننے سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہین انہون نے حضرت حمزہ کا دل نکال لیا اور ناک کان کاٹ کر اپنا زیور بنایا اور اپنے گلے مین لٹکایا۔

قریش مشرکین کے اس وحشیانہ اور مقتولین کے قصائی پن کے برتاؤ سے مسلمانون مین ایک غضب انگیز طیش کی آگ بھڑکی خود نبی کو وہ جذبہ آیا کہ آپ نے حکم فرمایا کہ آیندہ سے یہی درجہ مشرکین کے مقتولین کا کیا جاوے لیکن اسکی فطرت کی ملائمت اور رحیمی نے اسکی دل کی اس ترش تلخی پر فتح حاصل کی - آپنے اسیوقت پر یہ کہی جسمین یہہ مذکور تھا کہ صبر اچھی چیز ہے اور خدا صبر کرنے والون کے ساتھہ ہے - اسدن سے مسلمانون مین ایک ایسی تحریک پھیل گئی کہ پھر انہون نے اس سے زیادہ آفت اور مصیبت مین بھی ہمیشہ صبر کیا - یہہ صرف نبی امی کی برتا ثیر پیچ کا صدقہ تھا کہ جسنے انہین ان سختیون پر بھی صبر دیا جو سختیان کہ انتہا درجہ کی روحانی مضرتین پہونچانے والی تھین اور جن کے سننے سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہین - نبی کی محبت اس کے صحابہ کے دل مین اس بلا کی تھی کہ آجتک کسی نبی کو نصیب نہین ہوا کہ اس نے اپنے صحابہ کے دلون پر محمدؐ کی طرح سے فتح حاصل کرلی ہو ایسی صورت مین کہ وہ محض بے سروسامانی کی حالت مین تھے دشمنون سے تعداد مین کہین کم تھے اور ان پر نازک وقت طاری تھا پھر بھی ہر ایک مومن نہایت وجد کی حالت مین یہہ پڑھا جاتا تھا۔

ود نفسی لنفسک الفداء وجہی لوجہک الوقاء و علیک سلام الوداع یا رسول اللہ و موعد کا الجنۃ

(ترجمہ) جان میری تیری جان پر فدا ہے اور منہ میرا تیری منہ کی پناہ ہے اور تجھپر سلام الوداع ہے اور ہمارا آپ سے وعدہ ملاقات ہر جنت الماوی ہے -

اس وجد انگیز قیمتی قول کی قیمت کا اندازہ کون کر سکتا ہے - یہہ ہمارے ہی نبی کی شان تھی اور ہم مسلمان اسی پر فخر کرتے ہین - وہان تو نبی کی حضوری تھی لیکن صدیون کے بعد جب صحابہ بھی نہ رہے تھے مسلمانون کے جوش کی یہی کیفیت تھی کہ نبی کے نام پر جان دیتے تھے پھر یہہ نبی کے نام کی تاثیر تھی کہ

ف یہودیون نے زندہ اپنے قیدیون کو جلا دیا اور بڑے حوصلے سے قتل کر دیا - یونانیون رومیون انگریزی اور ایرانیون نے بھی اپنے قیدیون کے ساتھہ یہی سلوک کیا پچھلی ۱۶ صدی مین جو جو کچھ مظالم توڑے وہ بھی ایسے غضب انگیز اور خوفناک تھے کہ جنکا بیان ہم کتابون مین خوفناکی سے پڑھتے ہین - برخلاف اس کے مسلمانون نے ہر چند اپنے دشمنون سے سختیان سہین لیکن پھر بھی اپنے قیدیون سے نہایت رحیمانہ برتاؤ کیا۔

[illegible] کی کمر ہمت بند ہجاتی ہتی اور وہ صرف اس [illegible] کا نام [illegible]
[illegible] سے بہی نہین نکل سکتا۔ الحمد للہ کہ اسوقت گذرے زمانہ [illegible]
کی [illegible] کیون نہو گئی ہو پہر بہی نبی کا نام سنکر جوش آجاتا ہے اور [illegible]
[illegible] کہو دیا [illegible] نہین خیال کرتے۔ جنگ احد کا قرآن شریف مین بہی اکثر [illegible]
خدا اپنے [illegible] پہر بہی کر رہا تہا کہ یہہ کر اور یون جنگ کر۔ بیشک خدا کا [illegible]

[illegible] یہہ ہے جسمین صف بندی کا حکم ہے ،، واذ غدوت من اہلک [illegible]
(ترجمہ) [illegible] اپنے اہل سے کہ جگہہ دیتا تہا مومنین کو لیئے صف آراستہ کرتا تہا،، پہہ دوسری آیت [illegible]
اذ ہمت [illegible] منکم ان تفشلا ،، (ترجمہ) جب قصد کیا تم مین سے دو جماعتون نے کہ بودے ہو جاوین [illegible]
[illegible] بنو حارثہ تہین ان کا پہلے پہل منافقین کے علیحدہ ہو جانے سے دل [illegible]
[illegible] احد مین جانے سے جہجکتے تہے مگر پہر ان کو خدا نے ہمت دی اور وہ [illegible]
[illegible] ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ ،، (ترجمہ) ہر آئینہ تمہین نصرت دی خدا نے [illegible]
[illegible] یہہ گویا انتہا درجہ کی ترغیب ہے اور خدا کی برکت ہے جو اسطرح سے اپنے بندون کو تشجیع
[illegible] دیا ،، فاتقوا اللہ لعلکم تشکرون ،، (ترجمہ) پس ڈرو تم خدا سے تاکہ تم شکر [illegible]
[illegible] کو فتح و ظفر دی۔
[illegible] (یعنے روز احد) الن یکفیکم ان یمدکم ربکم بثلثۃ الف من [illegible]
[illegible] (ترجمہ) جب تو کہتا تہا مومنین سے کہ کیا کفایت [illegible]
تمہارا پروردگار [illegible] فرشتون سے جو نازل کیئے گئے تہے ہان البتہ اگر صبر و استقامت رکہوگے اور [illegible]
پہر فرمایا [illegible] ثلثۃ الف من الملائکۃ منزلین بلی ان تصبروا و تتقوا ویاتوکم من فورہم ہذا یمدد [illegible]
ربکم [illegible] الف من الملائکۃ مسومین ٭ وما جعلہ اللہ الا بشری لکم = (ترجمہ) ہر آئینہ مین [illegible]
[illegible] فرشتون سے جو نازل کیئے گئے تہے ہان البتہ اگر صبر و استقامت رکہوگے اور [illegible]
وہ لوگ [illegible] مین اسیوقت تو مدد کریگا تمہاری پروردگار تمہارا ساتہ پانچ ہزار فرشتون [illegible]
اور [illegible] مقرر کیا ہے اس امر کو خدا نے مگر مژدہ تمہارے لیئے قولہ تعالے ،، وما جعلہ اللہ الا بشری [illegible]
کرو تم ان فرشتون کی امداد سے اور تاکہ تم مطمئن ہو جاو اُن کی طرف۔ لیقطع طرفا من الذین کفروا او یکبتہم فینقلبوا
خائبین (ترجمہ) تاکہ ہلاک کرے خدا ان کافرون مین سے ایک جماعت کو یا ذلیل کرے ان کو پہر [illegible]
لوگ [illegible] پہر فرمایا ،، لیس لک من الامر شئ او یتوب علیہم او یعذبہم فانہم ظالمون ،،
(ترجمہ) [illegible] اس امر مین کچہ اختیار یا قبول توبہ کرینگے ہم ان سے یا عذاب کرینگے ہم ان پر کہ وہ لوگ ظالم
ہین۔ بعضے کہتے [illegible] یہہ آیت ان لوگون کے لیئے نازل ہوئی کہ [illegible] اور بعضون کا یہ قول [illegible]
آیت [illegible] مقدمہ مین نازل ہوئی تہی کیونکہ جسوقت انہون نے رسول خدا کو مجروح [illegible]
[illegible] عرب کی پیٹہہ پر رکہکر [illegible] بعضون کا یہہ قول ہے کہ یہہ آیت [illegible] نازل
ہوئی [illegible] محمد کے پتہر لگا تو فرمایا کیونکہ فلاح پاوینگے یہہ لوگ جنہون نے [illegible]
[illegible] اور بہت سی آیتین ہین جنمین جنگ احد کا ذکر ہے لیکن مین خاص مسئلہ کی طرف مسلمانون
اور غیر [illegible] ہون جسکا مختصر بیان مین نے متن مین کیا ہے اور یہہ نہایت اختصار سے [illegible]
[illegible]

[illegible] جنگ احد مین فرشتون کا نازل ہونا اور مشرکین عرب کے خلاف مسلمانون کی مدد کرنا ہے۔ جو آیتین [illegible]
[illegible] پایا جاتا کہ فرشتون نے جنگ کی ہو اور تلوار ہاتہ مین پکڑ کر مشرکین عرب کو قتل کیا ہو۔ جب آیتون کی

اور جتنی باتین ہین وہ سب اس کا اور اسکے لشکر کی دل بڑہانے والی ہین — نئی نئی بشارتین دیکر دل بڑہاتا تہا اور ایسی ایسی آیتین نازل ہوئی ہین کہ جن سے مومنین لڑتے تہے جس وقت آپ — مدینہ واپس تشریف لا رہے تہے جب آپ ۔۔۔ تو لوگون سے فرمایا کہ دو صفین کرو یہان ہم خدا کی حمد و ثنا کرینگے پہر لوگون نے دو صفین کر لین اور پہر پیارے نبی نے یہہ دعا مانگی —

اللهم لك الحمد كله اللهم لا قابض لما بسطت ولا باسط لما قبضت ولا مانع لما اعطيت ولا معطى لما منعت ولا هادى لمن اضللت ولا مضل لمن هديت ولا مقرب لما باعدت ولا مباعد لما قربت اللهم انى اسئلك من بركاتك ورحمتك وفضلك وعافيتك اللهم انى اسئلك النعيم المقيم الذى لا يحول ولا يزول اللهم انى اسئلك الامن يوم الخوف والغناء يوم الفاقة عائذا بك اللهم من شرما

بشارت پر غور کی جاتی ہے تو اس سے صاف کہلتا ہے کہ یہہ صرف قلیل التعداد مسلمانون کے دل بڑہانے کے لئے کہا گیا تہا مثلاً اسکو صفائی سے خدا نے فرما دیا "وما جعله الله الا بشرى" یعنے تاکہ بشارت ۔۔۔ فرشتون کی ۔۔۔ — اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ مژدہ دینے اور دل بڑہانے کے لئے یہہ بشارت دیگئی تہی — اور پہر دوسری وجہ یہہ کہ تین ہزار سپاہی لیکر ابو سفیان حملہ آور ہوا تہا اسلئے فرشتون کی تعداد بہی تین ہزار بیان کی گئی — ان باتون سے صاف پایا جاتا ہے کہ اطمینان اور ہمت دینے کے لئے یہہ بیان ہوا تہا — کیونکہ اگر درحقیقت فرشتے نازل ہوتے تو یہہ بہی قرآن مین ضرور مذکور ہوتا کہ فلان فرشتہ نے فلان مشرک کو قتل کر ڈالا حالانکہ جتنے مشرک مارے گئے ان کے قتل کرنے والے اسوقت معلوم تہے — ان تمام باتون کو دیکہکر صاف کہلتا ہے کہ فرشتون کی بشارت صرف ہمت اور جنگ پر آمادہ کرنے اور قدم جمائے رکہنے کے لئے بیان ہوئی ہے —

تمام مسلمانون کا قریب قریب یہی اعتقاد خلاف قرآن مجید ہے کہ فرشتون نے آکر جنگ کی اور تلوارون سے مشرکین پر فتح حاصل کی — انہین یقین ہے کہ فرشتون ہی کا ترپ جنگ کرنے کے لئے اترا تہا — اور مسلمانون کا یہہ بہی مذہب ہے کہ اگر کوئی اس سے انکار کرے کہ فرشتے تلوارین سونت سونت کر مشرکین عرب پر پل پڑے تو وہ منکر خدا اور رسول ہے — ان کی اس سخت اور شدید رائے سے خوف معلوم ہوتا ہے حالانکہ نہ انہون نے قرآن مجید پر غور کیا ۔۔۔ آیتون کے معنا کو سوچا ۔۔۔ — اسمات کا خیال کرنا کہ سب ہی مسلمانون کا یہہ مذہب ہے کہ فرشتے نازل ہوئے اور انہون نے مسلمانون کے پہلو بہ پہلو ہوکر جنگ کی محض ۔۔۔ ہے — بہت سے مسلمان ایسے ہوگئے ہین کہ جنہون نے قرآن شریف کی توجیہ پر غور کیا اور ۔۔۔ تک پہنچے ہین امام فخرالدین رازی نے تفسیر کبیر مین ۔۔۔ سخت منکر ہوا انہون نے اپنے انکار کی چار دلیلین بیان کی ہین پہلے یہہ کہ ایک فرشتہ ہی تمام دنیا کے غارت کرنے کو کافی تہا پہر فرشتون کی فوج بہیجنے سے کیا فائدہ تہا ایک فرشتہ تنہا تمام دنیا کو اپنی قوت سے تباہ و برباد کرسکتا تہا اور ان ہزار ہزار مخالفون کے مقابلہ مین تین ہزار اور پانچ ہزار فرشتون کے نازل ہونے کی کیا ضرورت تہی —

دوسرے یہہ کہ جو کفار لڑے ان کو سب لوگ جانتے تہے اور جو صحابہ ان کے مقابل ہوئے انہین بہی لوگ جانتے تہے یہہ نہین کہا جاسکتا کہ فرشتون نے کفار کو مارا تہا — تیسرے یہہ کہ اگر فرشتے لڑے تہے تو وہ لوگون کو دکہائی دیتے تہے یا نہین اور اگر دکہائی دیتے تہے تو آدمیون کی صورت مین دکہائی دیتے تہے یا اور کسی صورت مین اگر آدمیون کی

اللطیفنا ومن شر ما منعت منا اللهم توفنا مسلمین اللهم حبب
الینا الایمان وزینه فی قلوبنا وکره الینا الکفر والفسوق والعصیان
واجعلنا من الراشدین اللهم عذب کفرة اهل الکتاب الذین
یکذبون رسولك ویصدون عن سبیلك اللهم انزل علیهم
رجسك وعذابك الله الحق آمین — (ترجمه)

یعنے اسے پروردگار تمام حمد وثنا تیرے لئے ہین اسے پروردگار کوئی
بند کرنے والا نہین ہے اس چیز کا جسکو تونے کہولا ہے اور
کوئی کہولنے والا نہین اس چیز کا جسکو تونے بند کیا
ہے اور نہین ہے کوئی روکنے والا اس چیز کا جسکو تونے دیا ہے اور کوئی
دینے والا نہین ہے اس چیز کا جو تونے روک دیا ہے اور کوئی ہدایت کرنے
والا نہین ہے اسکا جسپر تونے ضلالت کو مسلط کیا اور کوئی گمراہ کرنے والا

صورت مین دکہائی دیتے تھے تو وہ آنحضرت کے لشکر مین ضرور شریک ہوتے اسلئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کا لشکر تین ہزار یا پانچ ہزار ہوگیا ہوگا حالانکہ اتنا لشکر کسی نے بیان نہین کیا اور قرآن شریف کے برخلاف ہے کیونکہ
دشمنون کی آنکہون مین تہوڑا لشکر دکہائی دیتا تہا - اور اگر وہ فرشتے علاوہ انسانی صورت کے کسی اور صورت مین دکہائی
دیتے ہین تو دشمنون پر اور ایک آفت خیز دہشت پیدا ہوتی اور سب ایسی ہوتی کہ وہ لوگ دم بہاگتے لڑنا بہڑنا کیسا اور ہندہ
اور اور خواتین مشرکین کا حضرت امیر حمزہ کی ناک کان کاٹ کر گلے کا زیور بنانا چہ معنی دارد - اور اگر وہ لوگون کی
نظرون سے غائب ہوکر جنگ کرتے اور قتل کرتے تہے تو ضرور مسلمانون کو کفار عرب کی آپسے آپ گردنین اڑتی دکہائی
دیتین اور یہہ واقعہ اعظم معجزات مین سے ہوتا اور اسکی اتنی دہوم مچتی کہ ہزارون حدیثین اسکے بیان مین
بہری دکہائی دیتین حالانکہ ضعیف سے ضعیف روایت مین بہی اسکا بیان نہین ہے - چوتہے یہہ کہ جو فرشتے آئے تہے
ان کے اجسام کثیف تہے یا لطیف اگر کثیف تہے تو ان کو سب لوگ دیکہتے حالانکہ ان کو کسی نے نہین دیکہا اور اگر ان کے
اجسام ہوا کی طرح لطیف تہے تو وہ گہوڑون پر سوار ہوکر ہرگز نہ آسکتے تہے -
حضرت امام فخر الدین رازی نے ان شبہون مین سے کیکا جواب نہین دیا اور نہ مسلم جواب ممکن تہا نہ ہے ہان معمولی ملانون
کی طرح یہہ لکہا ہے کہ ایسے شبہے کرنا اس شخص کو لایق ہین کہ جو قرآن ونبوت کا منکر ہو -
مگر جو شخص قرآن ونبوت کو مانتا ہو اسے ایسے شبہے کرنے لایق نہین - پس ابوبکر اصم کو لایق نہ تہا کہ ان باتون کا انکار کرتا
باوجود اس کے کہ نص قرآن سے آن کا ہونا پایا جاتا ہے اور ایسی حدیثون مین جو تواتر کے قریب ہین انکا بیان ہے "
اگر امام صاحب کے اس قول پر ایک سرسری نظر ڈالی جائی تو یہ کہلیگا کہ امام صاحب نے ذرا بہی غور نہین کیا اور تحقیق کی
سنی سنائی باتون نے انہین ابوبکر اصم کے قول پر منصفانہ جانچ نہ کرنے دیا - اگر وہ ذرا بہی خیال کرتے تو ہرگز انہین اس
بات کے کہنے کا موقع نہ ملتا کہ اس امر پر ایمان نہ لانا کہ فرشتون نے جنگ احد مین مسلمانون کی مدد نہین کی نبوت اور
قرآن سے انکار کرنا ہے - یہہ ایک ایسا کیک اور بیکا مذہب ہے کہ جو ہرگز قابل اعتماد نہین ہوسکتا - مین حیران ہون
کہ کیا فرشتون کا ایسے موقع پر نازل ہونا نبوت کا پورا پورا ثبوت ہے - یہہ بہی عجیب بات کہی تمام نبوت کا دارومدار ہی ایسا
ہوگیا - دوسری بات امام صاحب نے بالکل ہی خلاف کہی ہے کہ ایسی حدیثون مین جو تواتر کے قریب ہین انکا بیان ہے
یہہ یقینی غلط اور محض خیالی بات ہے - کیونکہ تواتر تو درکنار کسی صحیح اور قوی حدیث سے بہی یہہ نہین پایا جاتا کہ

نہین اس شخص کو جسکو تو نے ہدایت کی اور قریب لانے والا نہین اس چیز کا یا اس شخص کو جسکو تو نے دور کیا اور کوئی دور کرنے والا نہین ہے جسکو تو نے نزدیکی بخشی ہے اے پروردگار میرے مین تجھسے تیری برکت مانگتا ہون اور تیری عافیت اور رحمت یعنے تیرے عفو کو اور تیرے فضل کو اے خداوند مین تجھسے اپنی نعمتین پایدار مانگتا ہون جسکو نہ تغیر ہو نہ زوال اے خداوند مین تجھسے سوال کرتا ہون امن کا روز خوف اور غم والم کے روز سے کہ وہ قیامت ہے اور اے پروردگار جو شے تو نے ہمکو عطا کی ہے اس کی شر سے ساتھہ تیرے پناہ مانگتا ہون (یعنے وہ ہمیرے حق مین ضرر نہ کرے) اور جو چیز تو نے ہم سے روک رکھی ہے

فرشتون کے حرب مے جنگ کی اور تلوارون یا تیرون سے لڑنے ۔ تمام ضعیف اور موضوع حدیثین ہین کہ جنمین ایسی باتین مذکور ہوئی ہین ۔ علما محققین نے کبہی ایسی حدیثون پر اعتبار نہین کیا نہ اصول حدیث سے ان کی تقویت ہوتی ہے ۔ پہلی بات بہی امام صاحب کی صحیح نہین ہے قرآن مین کہان مذکور ہے کہ فرشتے سپاہیون کی صورت مین آئے اور انہون نے کسی صورت مین حاضر و غایب جنگ کی وہ صرف ایک بشارت تہی مسلمانون کے دل قایم رکہنے اور جنگ مین ثابت قدم رکہنے کی تاکہ کم تعدادی سے ان کے دل نہ شکستہ ہوجائین اور خوف وہراس ان پر نہ چہاجائے ۔ جیسکہ خود خدانے اسجگہہ سورہ انفال مین فرمادیا ہے ۔

" وما جعله الله الا بشرى لكم ولتطمئن قلوبكم به "

مگر اس سورہ مین جنگ بدر کے واقعہ کا جس سے یہ آیت متعلق ہے بہت ہی تہوڑا بیان ہے اور سورہ انفال مین وہ قصہ بالاستیعاب بیان ہوا ہے اور اسمین ہزار و تین ہزار اور پانچ ہزار فرشتون کی تعداد آئی ہے اعداد کے کہنے کی وجہ تو پہلے بیان کر آیا ہون ۔ غرض ان تمام باتون سے یہ پایا جاتا ہے کہ صرف یہ بشارت تہی جو مومنین کی ڈہارس بندہوانے کے لئے کی گئی تہی ۔ مثلاً چند شخص کسی مصیبت مین پہنس جائین تو ہم یہہ کہا کرتے ہین کہ خدا تمہاری مدد کریگا اور تمہین اس مصیبت سے نجات دیگا اور بیشک وہ سبکا نجات دینے والا ہے ۔ یا اگر چند اولوالعزم تحصیل علوم کے لئے خوفناک سفر اختیار کرتے ہین تو کہا کرتے ہین (جیسا کہ حدیث مین آیا ہے) صرف ان کا دل بڑہانے کے لئے کہ قدم قدم پر فرشتے اپنے پر بچہاتے ہین یہہ بشارت ہے ان کی اولوالعزمی بڑہانے اور ان کا شوق دوبالا کرنے کے لئے اس بات کو یہہ سمجھ لینا کہ فرشتون نے واقعی پر بچہائے اور بچہانے ہین دور از عقل ہے ۔ اسیطرح سے یہہ واقعہ بہی بیان ہوا ہے ۔ میرے خیال مین جو شخص ذرا بہی توجہ کریگا اور قرآن کی آیتون پر غور کریگا اسے کہل جائیگا کہ جو کچھہ مین نے لکہا ہے وہ بہت صحیح ہے درحقیقت خدا کا یہ منشا بشارت دیکر مومنین کو جنگ مین قایم رکہنے کا تہا ۔

اسکے شر سے بہی پناہ مانگتا ہون - اے خداوند ہمکو مسلمان مار (یعنے ہم مرتے مرتے
مسلمان رہین) اور اے خداوند ہمارے لئے ایمان کو پسند کر اور ایمان سے ہمارے
دلون کو زینت دے اور باز رکہہ ہم سے کفر و فسق و نافرمانی کو اور ہمکو رشد و
فلاح پانے والون مین کر اے خدا عذاب کر ان کافرون پر جو اہل کتاب مین سے ہین
وہ جو تیرے رسول کی تکذیب کرتے ہین - اور باز رکہتے ہین لوگون کو تیری راہ راست
سے اے خدا تو نازل کر ان پر اپنے غضب اور عذاب کو اے الہ الحق آمین -

اس دعا سے یہہ پایا جاتا ہے کہ محمد ؐ اپنے کو کیسا بے بس سمجہتا تہا جو کچہہ اس نے چاہا وہ ہمیشہ خدا سے چاہا اس نے کبہی نہین کہا کہ مین فلان بات خود کر سکتا ہون وہ ان دعوون سے پاک تہا - وہ ہماری طرح خدا سے اپنی خواہشون کا جو ریفارم کے بارے مین پیدا ہوتی تہین آرزو کرتا تہا اور خدا اسکی دعا قبول کرتا تہا یہان ان مسیحی مورخون کے اعتراضات سہنہ کے بل گر پڑتے ہین کہ جو یہہ کہتے ہین کہ محمد ؐ اگر نبی ہوتے تو آناً فاناً مین سبکو غارت کر دیتے یا اپنا بنا لیتے" - یہہ قانون قدرت کے مطلق خلاف تہا جب آپ بفتح و نصرت مدینہ تشریف لائے تو آپ نے صرف اسی خیال سے کہ مبادا مشرکین الٹے پہر کر پہر مدینہ پر چڑہائی نکرین چند صحابہ کو انکے تعقب مین روانہ کر دیا جو نہی ابوسفیان نے یہہ خبر سنی کہ مسلمان ہمارے تعقب کو روانہ ہوئے ہین تو وہ اور بہی بھاگین اٹہا کر تیزی مین دوڑا اور مکہ کی طرف روانہ ہوا رستہ مین دو مدنی مسلمان ملے انہون نے ابوسفیان کا مقابلہ کیا نہ وہ جنگ مین تہے لیکن اس نے ان دونو کو قتل کر ڈالا پہر اس نے رسول مقبول سے یہہ کہلا کر بہیجا کہ مین عنقریب تمہین نیست و نابود کرنے کے لئے پہر واپس آتا ہون وہ ہی جواب اس کا دیا گیا جو ہمیشہ دیا جاتا تہا اور جسمین خدا پہ بہروسہ اور ایمان لبالب بہرا ہوا تہا اور وہ یہہ تہا -

خدا ہمارے لئے کافی ہے اور وہ ہی ہمارا محافظ ہے[1]

اس آفت خیز میدان کا اخلاقی اثر ان جرگون کے حملون پر بہت کچہہ پڑا کہ جو مدینہ پہ حملہ کرنے کی تیاریان کر رہے تہے - انہین سے بہت سون پہ تو محمد ؐ کے اولوالعزمانہ اور شجاعانہ کام کا بہت اثر پڑا اگرچہ مخالف قومون نے ان اسلامی واعظون کو جو انہین راہ راست بتانے گئے تہے اور بطور ان کے مہمانون کے تہے بیرحمی سے قتل کر ڈالا ستر مسلمان اسی واقعہ مین ایک تالاب کے قریب جو بیر معونہ کے نام سے مشہور ہے قتل کئے گئے یہہ خوفناک قتل بنی عامر اور بنی سلیم دو قومون کی حدود مین واقع ہوا تہا - زیادہ تر اس قتل مین آخر الذکر جرگہ شریک تہا - انہین سے دو مسلمان بچکر مدینہ مین آ رہے - رستہ مین انہین دو شخص عرب بنی عامر کے قبیلہ کے ملے اصل مین یہہ دونو

---

[1] ابن ہشام صفحہ ۵۹۰ قرآن شریف سورہ عمران آیت ۱۶۷ -

رسول خدا پر ایمان لانے کے لئے آرہے تہے لیکن ان مسلمانون نے اپنا دشمن سمجھکر انہین قتل کردیا یہہ خبر رسول مقبول کو ہوئی آپ کو سخت رنج ہوا یہہ بیشک غلطی ہوئی محمدؐ نے پہر بہی دیت کے لئے بند و بست کیا یعنے مقتولین کے رشتہ دارون کو خون بہا دینے کا بندوبست کیا رسول اللہ کے حکم کے مطابق مسلمانون سے دیت جمع ہونے لگی یہودی بہی دیت مین شریک ہونے کے پابند تہے - وہ قومین یہودیون کی جو مدینہ مین بستی تہین معاہدہ کے موافق اس دیت مین حصہ دار بن سکتی تہین - اسلئے رسول اللہ مع اپنے چند صحابہ کے ایک قوم کے لوگون کے پاس تشریف لیگئے اور ان سے کہا کہ تم اس دیت مین اپنے موافق یا حصہ رسد شریک ہو - انہون نے خندہ پیشانی سے اقرار کرلیا مگر یہہ کہا کہ آپ کچہہ عرصہ تامل فرمائین ہم اپنا حصہ ادا کردینگے بیشک معاہدہ کی رو سے وہ ادا کرنے یا دینے یا دیت مین شریک ہونے کے پابند تہے[1] محمدؐ یہہ سنکر ایک دیوار سے پیٹ لگاکر بیٹہہ گئے اتنے مین آپنے کچہہ فریب اور دغابازی کی حرکتین دیکہین جن سے یہہ معلوم ہوتا تہا کہ وہ عہد شکن محمدؐ کے قتل کا سامان کررہے ہین -

لیکن یہودیون کی خصومت کی کیفیت بیان کرنے کے لئے ہمین چند قدم پیچہے ہٹنا پڑیگا - ہم نے دیکہا ہے کہ جو وقت محمدؐ مدینہ مین داخل ہوئے ہین تو یہودی کس تلخی اور زہریلی پنے سے ایذا دینے کے لئے پیچہے پڑ گئے تہے - انہون نے کوشش کی تہی کہ کسیطرح محمدؐ کے معتقدین مین بے اطمینانی پہیل جائے - انہون نے آپکی اور آپکے صحابہ کی مذمت و ہجو کی - انہون نے قرآن کی آیتون کو بدل بدل کر پڑہا اور نئے نئے معنے اپنی طرف سے گہڑ گہڑ کر لوگون پر اظہار کئے اور ان کو تعلیم دلانے کی کوشش کی - انہون نے صرف اپنی ان ہی نامعقول حرکتون پر اکتفا نہین کیا بلکہ بظاہر مسلمانون کو زک دینے کے لئے وہ ایمان لے آئے اور ان سے مل گئے اور پہر کتر بیونت جاری رکہی مگر خدا ان کی اس فریب کو دیکہتا تہا اسلئے اس نے منافقون کی سورہ مین ان کی حقیقت کو کہولدیا ہے اب بہی ان کی یہی کیفیت تہی جہانتک ان سے ممکن ہوتا تہا اور ان کی قوت و عقل رسنہ دیتی تہی وہ محمدؐ کے خلاف تدبیرین کرنے مین چوکتے نہ تہے - اب انہون نے اپنی قوم کے شعرا منتخب کئے تہے جو ادہر ادہر کے باشندون کو بہکاتے رہتے تہے اور اپنی نظمون سے یہ کام لینا چاہتے تہے کہ مسلمانون کے خلاف بغاوت کا دور[2]

(۱) ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۴۳ + طبری جلد ۴ صفحہ ۵۰ میور اور اسپرنجر نے اس مسئلہ کی بڑی چہان بین کی ہے - سر ولیم میور صاحب لیم سے ادہی پر یہودیوں کے قول کی کسی پہلو سے تائید نہین کرتے جن کا یہہ خیال ہے کہ بیشک یہودی دیت ادا کرنے کے پابند تہے میور صاحب اس سے انکار کرتے ہین اور کہتے ہین کہ یہودی پابند نہ تہے - اگر میور صاحب اس فیصلہ کو طبری پر منحصر رکہتے ہین تو وہ یہہ لکہتا ہے کہ یہودی صرف پابند تہے پہر ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۱۴۳ -

(۲) اسکی ایک مثال لکہی جاتی ہے کہ جب جنگ احد مین کیا غضب ڈہایا تہا اور پہر محمدؐ کا ان کے ساتہہ کیا برتاؤ تہا - قریشیون نے ایک شاعر ابو عزا نامی سے کہا کہ تو آس پاس کی بستیون مین چلا جا اور لوگون کو محمدؐ کے خلاف نظم کہہ کہہ کر غضبناک کر اور ایسا برانگیختہ کردے کہ جس سے وہ سب بہڑک اٹہین اور محمدؐ کے خلاف جنگ کرنے پر آمادہ ہون انسنے بہی کیا پہلے بہت سے اشعار موزون کرلئے اور پہر اسنے چارون طرف اپنے اشعار سے اسلام کے خلاف آگ بہڑکانی شروع کی

جہنڈا کہڑا ہو جائے اور سب ملکر مسلمانون پر ٹوٹ پڑین - یہودی شعرا چونکہ بڑے فصیح و بلیغ تہے اسلئے انہون نے مدینون کو اپنے اشعار سے مسلمانون کے خلاف بہڑکانے مین بہت کچہ کامیابی حاصل کی تہی - ان کی اس ناروا کوشش کا اثر مسلمانون پر یہہ پڑا تہا کہ وہ یہودیون سے بالکل برخلاف ہو گئے تہے اور ان کا بار بار کا ستانا ان کے غصہ بہڑکانے کے لئے کافی تہا مشرکین کی بدر کی شکست نے جیسا صدمہ مکیون کو دیا تہا ویسا ہی یہودیون کی جانون پر بہی ٹوٹا تہا بدر کی شکست ہوتے ہی یہودیون کے قوم مین سے ایک شخص کعب اشرف کے بیٹے نے سر راہ یہ پکار کہا کہ مکیون کے شکست ہونے پر ہم مدینہ مین نہین رہسکتے یہہ کہکر وہ مکہ چلا گیا - چونکہ اس کی قوم کے کل آدمی رنج والم مین مبتلا تہے اسلئے اس نے ان کو ہمت دینے کا کوئی موقع نہین دیکہا - اس نے یہان سے جاکر اور نبی کا مخالف بنکر مکہ مین نئے نئے گل کہلائے انتقام لینے کے لئے مکیون کو عجیب و غریب طرح سے جوش دلائے اور ان کو پورا جوشیلا بنادیا کہین کوئی بات اور کہین کوئی بات کی غرض اسنے ایسی حالت قریشون کی بنادی کہ وہ آفت ناک طیش مین بہر گئے اور انہون نے جیسے کہ ہم بیان کر آئے مین محمد ؐ اور اسکے پیروان سے انتقام لینے کا مصمم ارادہ کر لیا تہا - اور اپنے اس ارادہ کی بابتکی انہون نے جنگ احد مین کامل طور سے دکہادی - جہان تک اس شخص سے ہو سکا اپنی قوم مین جسکا یہ ممبر تہا محمد ؐ کے خلاف وہ جوش پہیلایا کہ خدا پناہ دے بچہ بچہ کو محمد ؐ کے خون کا پیاسا کر دیا اور وہ سب ایسے طیش مین بہرے کہ انہین سوا ایذا پہونچانے اور مسلمانون کو زک دینے کی تدبیر کرنے مین اور کسی دنیوی کام کا ہوش نرہا تہا - دوسرا یہودی اسی قوم کا رفیع سلام بیٹا ابو الحقائق کا بہی محمد ؐ کا بہت بڑا دشمن تہا اسکی جتنی تدبیرین تہین وہ پہلے کی طرح وحشت ناک اور دہشت انگیز تہین - یہہ شخص اپنے قبیلہ کے ایک گروہ کے ساتہہ خیبر مین رہتا تہا جو مدینہ سے شمال مغرب کی طرف چار پانچ دن کا رستہ ہے - اسنے اپنے پڑوسی جرگون کو محمد ؐ کے خلاف بہڑکایا جنمین خصوصًا سلیم اور دوسری قوم تہی - مسلمانون کی یہ حالت ایسی نہ تہی کہ وہ ان پر حملہ آور ہو کر انہین پسپا کرتے بلکہ ان کے لئے ایک یہہ ہی بہت بڑی بات تہی کہ وہ اپنے مخالفین سے اپنے کو بچا لیتے - وہ اپنی حفاظت کرنا ہی بڑا کمال جانتے تہے - وہ کس کس سے مقابلہ کرتے اور کیا کیا کرتے آیا قریشون کی سرکشی فرو کرنے کے لئے آمادہ ہوتے یا اپنے بیگناہ مسلمین کا کفار سے انتقام لینے کے لئے مستعد بنتے یا یہودیون کی سازد بازاور ان کی مخالفت کا جواب دیتے یا ان جرگون کی جو خیبر اور اس کے اطراف مین رہتے تہے مخالفت اور سرکشی کو روکتے یا ان تمام غضبناک قومون سے

اور یہ محمد ؐ کے قتل پر وہ لوگون کو آمادہ کرنے لگا آخرکار یہ مدینہ مین گرفتار کر لیا گیا اور محمد ؐ کے سامنے لایا گیا محمد ؐ نے بغیر سزا دئیے صرف اس اقرار پر اسے چہوڑدیا کہ مدینون کے خلاف سازشین نہ کریگا مگر وہ اپنے اس حرکت سے باز نہین آیا اور دوبارہ جنگ احد مین پکڑا آیا - ایک مسلمان نے اسکو اسی جرم مین قتل کر ڈالا بیشک وہ بدبخت عہد شکن کذاب اسی قابل تہا - وہ نہین چاہتا تہا کہ محمد ؐ نے رحم سے جو کچہ اسکے ساتہہ کیا اس کی سزا پائی اور وہ بیشک اسی قابل تہا -

لینے کو بھیجا ہے - چارون طرف سے آن پر آفتین بپا ہو رہی تہین اور ان کے دشمنون نے چارون طرف ایک خوفناک اور جان و تن کو جہلسا دینے والی آگ روشن کر رکھی تہی - ان کا کوئی مددگار نہ تہا کوئی ڈہارس بندہوانے والا نہ تہا کوئی ان کی تشفی لینے والا نہ تہا - اگر ان کو قوی بناتا تہا تو صرف وہ بہروسہ جو خدا پر تہا - وہ سب بکدل ہو کر خدا کی عبادت کرتے تہے اور اسیکی مدد کے خواستگار رہتے تہے - ان کے حسرتناک آنسو صرف خدا کا بہروسہ پوچہتا تہا - شب و روز کی زہریلی اور تلخ تر مخالفتون نے کیا کیا کچہہ ان کی ہمتون کو پست کرنے کی کوششین کی تہین لیکن پہر بہی بہروسہ اور سچا بہروسا اور روشن بہروسہ جو خدا اور اس کے وعدہ پر تہا انہین ثابت قدم رکہتا تہا -

عیسائی مورخ ان قتلون کو جو مصلحت وقت سے کئے گئے تہے بہت برا جانتے ہین اور ان قتلون کا الزام رکہتے ہین کہ محمدؐ کی شان کے بالکل خلاف تہا کہ کسیکو پوشیدہ قتل کیا جاتا - کیونکہ ایک مسلمان پوشیدہ ان لوگون کے قتل کے لئے بہیجا گیا تہا کہ وہ ان لوگون کو قتل کرڈالے کہ جو محمدؐ کے خلاف سازشین کر رہے تہے - یہہ ٹہیک ہوا کہ ایک مسلمان پوشیدہ ان کے قتل کرنے کے لئے روانہ کیا گیا تہا مگر افسوس یہہ ہے کہ اسپر اعتراض کرنا سچے انصاف کا خون کرنا ہے - مصلحت وقت اسیکی مقتضی تہی کہ ان کو کسی تدبیر سے خواہ علانیہ ہو یا رازداری کی ہو دنیا سے مٹادینا لازم تہا اسلئے کہ صرف ان کے زندہ رہنے سے ہزارون جانون کا ہلاکت مین پڑنے کا خوف تہا - مین ان ہی معترضون سے پوچہتا ہون کہ جو شخص امن مین خلل ڈالنے کی کوشش کرے جو شخص صدہا بیگناہ جانون کو ہلاکت مین ڈالنے کا بند و بست کرے جو شخص نیک باتون اور خدائے واحد کی پرستش کا مانع ہو اسکی کیا سزا ہو سکتی ہے اس قانون مین کہ جو مہذب ممالک کا کہلاتا ہے غالباً وہ یہی جواب دینگے کہ اسکی سزا قتل ہے چونکہ اس موقع پر یہہ مناسب نہین معلوم ہوتا کہ مہذب دنیا کے ان مقدمات کا ذکر کرون کہ جو سنگین کہلاتے ہین اور جنہین اس معمولی قتل کرنے سے زیادہ سزائین دی گئی ہین یعنے پہانسی دینے کے بعد ان کی لاشون کو جلا دیا گیا ہے اعتراض کر دینا بہت آسان ہے لیکن واقعات کو دیکہنا اور انصاف ان پر نظر کرنا یہہ ایک بہت بڑی بات ہے - اگر میور صاحب ملاحظہ فرماتے تو انہین معلوم ہوتا کہ جو شخص امن مین خلل ڈالنے کی کوشش کر رہا تہا اور جسنے ہزارہا بیگناہ جانون کو ہلاکت مین ڈالنے کا بند و بست کر لیا تہا اسکو حکمت سے قتل کرا دینا پولیٹکل پولیسی سے انسب ہے - نہ وہان پولیس کورٹ تہی نہ محکمہ عدالت تہے نہ کوئی فوجداری کی کورٹ تہی اور نہ کورٹ مارشیل تہی کہ کسی شخص کے جرائم کی سزا دیجاتی اور اسپر مقدمہ قایم کیا جاتا - جب ایسی امکنہ سے کوئی عدالت نہ تہی تو پہر کیونکر ان خوفناک جرایم کا جو ہزارون انفاس کو خون کے کپڑے پہنانے مین سرگرم تہے بند و بست کیا جاتا یہہ عین انصاف تہا کہ ان کو جسطرح سے ہو سکتا قتل کی سزا دیجاتی - یہہ محض نا ممکن تہا کہ

ان پر کہلم کہلا جا پڑتے اور ان کو نیست و نابود کر ڈالتے غرض اس کا نابود ہونا پولیٹیکل لحاظ سے بہتر اور لائق تہا خواہ ان کو کسی طرح نیست و نابود کیا جاتا۔ ان لوگون یعنے یہودیون نے عہد شکنی کی تہی اور جس معاہدہ پر ان کے دستخط ہو چکے تہے اس سے پہر گئے تہے۔ یہہ محض ناممکن تہا کہ انہین پبلک مین گرفتار کرکے بلایا جاتا اور ان کے قبائل یا گروہ کے آگے دہوم دہام سے ان پر فرد قرارداد جرم لگائی جاتی۔ جب انہین سے کوئی بات ممکن نہ تہی تو پہر کیونکہ ہو سکتا تہا کہ فتنہ و فساد کی روک ہو سکتی اور اس عظیم الشان قتل عام کو روکا جاتا جو اس کی وجہ سے اگر وہ زندہ چہوڑ دیا جاتا تو عنقریب ہو جاتا۔ مدینہ کے ملکی معاملات اس امر کے شاہد ہین کہ جو کچہ کیا جائے بہت جلد کیا جائے اور ایسا پوشیدہ کیا جائے کہ کسی کو اسکی خبر نہ ہووے۔ ریپبلک کا قایم رہنا اور اس امن کا برقرار رکہنا کہ جس سے ہزارون جانین مردون عورتون اور ان کے معصوم بچون کی آرام سے اپنی زندگی بسر کرتی ہین خواہ کسی طریقہ سے ہو فرض تہا۔ جو شخص سلطنتی معاملات کے اتار چڑہاؤ جانتا ہے جس نے خود سلطنت کی ہے یا حکمرانون کی مدد کی ہے یا اس نے قانون انتظام ملکی دیکہا ہے اور جو شخص ایک حکمران کی ذمہ داری کو جانتا ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ ایسی حالت مین کہ چارونطرف لوگ امن مین خلل ڈالنے کو موجود ہون بلکہ مسلمانون پر شمشیر بدست ہو کر آمادہ قتال ہون اور سب سے زیادہ یہہ بات ہو کہ جن لوگون نے امن قایم کرنیکا وعدہ کیا تہا انہون نے عہد شکنی کی ہو ایسی حالت مین مخل امن و آسایش کا کیا علاج ہو سکتا تہا۔ ہم لکہہ چکے ہین کہ محمد ؐ نرا پیغمبر ہی نہ تہا بلکہ ایک بہت بڑا اسٹیٹسمین بہی تہا اور اپنی قوم یا اپنے شہر والون کا محافظ بہی تہا یہہ تدبیرین ایک بہت بڑے دماغ کے خیالات کا نتیجہ ہین نافہم معترض یہہ نہین جانتے کہ جب ہمارے اعتراضون کی کوئی جانچ کریگا اور ان کی فطرت کو دیکہے گا تو کیا خاک ہماری تحقیق اور انصاف کی وقعت اسکی نگاہون مین ہوگی۔ جو کچہ ان کا جی چاہتا ہے

کہا کیا عیسائی مورخ عقلمند اور دانشمند سولن کو بہول گئے کہ جس نے اپنے چہوٹے سے شہر کی حفاظت کے لئے کیا کیا تدبیرین یا قانون کے خلاف کی تہین اس نے یہہ لازمی امر سمجہہ لیا تہا کہ جن پہلوؤن سے ہو مفسدون کو چپ چپا قتل کیا جائے اور جس نے ایسی بہت سی وارداتین پوشیدہ کرائین کیا انگلینڈ کا قانون بہول گئے کہ جس مین کہلا حکم ہے کہ واجب القتل شخص کو چاہئے کوئی شخص تعاقب کرکے قتل کر ڈالے کیا مسیحی دنیا کو یہہ یاد نہین کہ بنبہ مین عیسائیون پر کیا آفت نازل ہوئی تہی اس لئے کہ ان سے امن مین خلل پڑنے کا خوف تہا۔

ان تمام پہلوؤن پر جب نظر ڈالی جائے گی تو اس سے کہلے گا کہ یہہ قتل جو محمد ؐ نے ان مفسدون کا کرایا عین انصاف تہا اور بیشک یہی چاہئے تہا۔ سولن کے قوانین کو کیون نہین دیکہتے عیسائیون کی صلیبی سازشون کو کیون بہلا دیا کہ لاکہون بیگناہ جانین ضائع ہو گئی ہین ایک معمولی بات پر عیسائی مورخون نے اپنی کتابون کے صفحون کے صفحے سیاہ کر دئیے مین حیران ہون کہ جس وقت کوئی نا منصفانہ تحریر لکہتے ہین دل۔۔ کیونکہ گواہی دیتا ہے کہ وہ ایسی ایسی بے سروپا اور لایعنی باتین قلم سے نکالین اور پہر اپنی ان بے بنیاد تحریرون پر فخر کرتے ہین اور اپنے خیال مین وہ سب کچہ کر گزرتے ہین حالانکہ کچہ بہی نہین کرتے۔

کر گزرتے ہین مگر اس کا نتیجہ نہین دیکھتے کہ کیا ہوگا۔ اگر درحقیقت وہ خدا کو مانتے ہین اور سزا وجزا کے قائل ہین تو یاد رکھین کہ ان جہوٹے الزامات کی جوابدہی خداوند کے آگے کرنی پڑے گی اور جہان ان کے نبی حضرت عیسےٰ بہی موجود ہون گے اور جو یہہ نہین مانتے اور خدا اور اس کے قوانین قدرت کو نراڈہکوسلا ہی سمجہتے ہین تو ان کے لئیے یہی بہت ہے کہ جب لوگ ان کے الزامات کو دیکہتے ہین جو محض دشمنی اور تعصب سے محمدؐ کی معصوم ذات پر عاید کئے ہین تو جس صفت وثنا سے وہ انہین یاد کرتے ہین وہ خود بہی خوب سمجہتے ہین اور دنیا خوب جانتی ہے۔

ان غدار اور دغابازون کی قسمت نے انہین ان کے اعمال کا نتیجہ دکہا یعنے وہ قتل کئے گئے تو مدینہ کی حدود ہین بنی نضیر کے یہودیون مین اور بہی پیغمبر کے خلاف فتنہ وفساد کی آگ مشتعل ہوئی۔ جبکہ دوسری یہودی قومین زراعت کرتی تہین تو بنو قینقاع کے پاس مشکل سے ایک کہیت تہا جسمین وہ خربوزہ بویا کرتے تہے یہہ قوم اور قومون مین دستکاری کا پیشہ کرتی تہی مگر یہہ قوم سب سے فتنہ انگیز تہی اور اخلاق سے اسکی آوارگی حد سے زیادہ بڑہ گئی تہی۔ وہ اپنے بہائی اسکندریہ والون کی طرح ہر بغاوت اور فتنہ وفساد مین بڑہکر حصہ لیتے تہے اور جہان کوئی کہین فتنہ وفساد کی بھنک پائی اور انہون نے جاکر اسکو اور بہی بہڑکا دیا۔ یہہ تو گاہے گاہے ہوتا تہا لیکن ہر جگہہ نئے فتنے وفساد قایم کر دینے کوئی بات ہی نہ تہی۔ لڑنا جہگڑنا لوٹنا تباہ کرنا قتل کرنا بستیون مین آگ لگا دینا اس قوم کے بائین ہاتہہ کے داؤن تہے۔

(دوسری ہجری ماہ شوال مطابق فروری ۶۲۴ء)

ایک دن گاؤن سے ایک نوجوان لڑکی یہودیون کے بازار مین دودہ بیچنے آئی بدذات اور ناخدا ترس یہودیون نے اس لڑکی کو بے عزت کرنا چاہا اور بہت کچہہ اس کی توہین کی ایک مسلمان رہگیر کو یہہ نظارہ برا لگا۔ وہ کہڑا ہوگیا اور اسنے کہا کہ یہہ باتین تمہاری اچہی نہین ہین تم اپنی ان بیہودہ حرکات سے باز آؤ انہون نے اور بہی زیادتی کی اسنے پہر یہی کہا کہ جو کام تم کرتے ہو خلاف معاہدہ ہے تم امن مین خلل ڈالنا چاہتے ہو یہودیون نے نہ مانا اور وہ اس نوجوان خاتون کے عصمت کے تاج کے درپے ہوگئے لیکن مسلمان نے صاف لفظون مین کہدیا خبردار جو اس بیگناہ شریف خاتون کی طرف آنکہہ بہر کر دیکہا نتیجہ یہہ ہوا اور اس تلخ گفتگو نے یہانتک طول کہینچا کہ شریر اور فسادی یہودیون نے بیگناہ مسلمان کو قتل کر ڈالا جون ہی اسکے قتل کی خبر مسلمانون کو ہوئی وہ مارے غصہ کے کانپ اٹہے۔ خشمگین شعلے ان کی آنکہون سے مشتعل ہونے لگے مارے غیظ کے ان کے منہ مین کف بہر آئے اور وہ اپنے بہائی کا انتقام لینے کے لئے برہنہ تلوارین سوت کر یہودیون پر ٹوٹ پڑے خوب خوب تلوار چلی دونو طرف کے آدمی قتل ہوئے۔ اتنے مین آنحضرت کو خبر ہوئی آپ دوڑے ہوئے عین موقع پر تشریف لائے اور مسلمانون کے آفت انگیز طیش کو ٹہنڈا کیا اور دونو قومون کا بیچ بچاؤ کیا۔ آپنے فوراً سمجہہ لیا کہ یہہ فساد اور یہودیون کی زیادتی اور بیگناہ

مسلمان کا قتل کرنا ضرور ادر قبایل یہود کا اشارہ ہے اور انمین باہم پوشیدہ ساز شین ہوگئی ہین
- آپکو یہہ خیال آرہا تہا کہ مدینہ مین جس وقت سے انتظام امن قایم کیا ہے اسمین فوراً خلل پڑجانے
کا اندیشہ ہے - ابتو یہودیون نے کہلم کہلا اعلان دیدیا اور بالکل کہدیا کہ ہم وہ عہد و پیمان امن کا
توڑتے ہین اب رسول مقبول کو یہہ ضروری تہا کہ کوئی تدبیر ایسی نکالی جائے جس سے بہت مضبوطی
سے امن قایم ہو اور پہر اس امن مین کوئی مخل نہو سکے - اس خیال سے آنحضرت سیدہے بنی قینقاع
قبیلہ کی طرف تشریف لیگئے اور ان سے کہا تمہین لازم ہے کہ تم ہمارے ساتہ اس فتنہ و فساد کے
مٹانے مین شریک ہو اور ہماری مدد کرو تاکہ ہم مدینہ مین امن برقرار رکہہ سکین جس مین ہمارا
تمہارا دونو کا فائدہ ہے -

انہون نے جو کچہہ جواب دیا وہ صرف توہین آمیز ہی نہ تہا بلکہ فساد انگیز اور غضب برپا کرنے والا تہا -
اور وہ جواب یہہ تہا - " اے محمد تو اس فتح پر فخر نکر جو تونے قریشیون پر حاصل کی ہے سمجہے ابتک
ایسے لوگون کے ساتہ معاملہ پڑا ہے کہ جو قانون جنگ سے نا بلد ہین جب ہمارے ساتہ تیرا یہہ معاملہ پڑیگا
تو ہم تجہے دکہا ئینگے کہ ہم کیا ہین دو؎

تمام مورخ متفق ہین کہ یہودیون نے ایسی گرم تقریر محمد سے کی کہ جو صرف امن قایم کرنا چاہتا تہا - یہہ
سنکر محمد واپس چلے آئے اور انہون نے فوراً اپنی ایک گہڑی مین قلعہ بندی کرلی اور محمدیون پر
حملہ آوری کرنے لگے - اب مین سچی مورخون سے سوال کرتا ہون کہ کیا کرنا چاہیے تہا کیا ان کا تباہ و
برباد کرنا لازمی نہ تہا انہین فرض تہا کہ ان کی توبیخ کی جاتی اور ان کو بالکل نیست و نابود کردیا جاتا
انہین اپنے چمکتے ہوئے ہتیارون پر فخر تہا وہ اپنی کثیر التعدادی پر پہولے ہوئے تہے اپنے موٹے تازے
ہونے اور جفاکشی کی عادت پر انہین بہت بڑا گہمنڈ تہا - انہین اپنی قانون جنگ پر زیادہ بہروسہ
تہا برخلاف اسکے محمدیون کے پاس کچہہ نہ تہا اگر تہا تو صرف وہ بہروسہ تہا کہ جو خدا پر رکہتے تہے
نتیجہ یہہ ہوا کہ مسلمان ہوشیار ہوئے اور پہلے ان کی طرف متوجہ ہوئے ان کو چار و نطرف سے
گہیر لیا پندرہ دن کے بعد وہ قابو مین آئے پہلے یہہ ارادہ تہا کہ انہین ان کے جرائم کی پوری
سزا دی جاتی ان کو سخت بیرحمی سے قتل کیا جاتا لیکن محمد کی رحیم فطرت نے یہہ گوارا نہین کیا کہ ایک
قطرہ بہی خون کی گرائی جائے ہان صرف یہہ کیا کہ انہین جلاوطن کردیا گیا -

؎ ابن ہشام صفحہ ۵۴۵ طبری ... بنی قینقاع کے اس گفتگو کا کیقدر اختلاف سے تذکرہ کیا ہے لیکن اور تمام مورخ اس پر متفق ہین کہ انہونے فساد انگیز اور
سخت گفتگو کی تہی اور اپنے فساد قایم کرنا چاہا تہا - مگر گبن صاحب خبر نہین کہان سے ایک ملایم اور نرم جواب عجیب یہودیون کے منہ مین رکہتے
یہہ بہی عجیب تماشے کی بات ہے کہ تمام جہان کے مورخ تو یہہ کہرہے ہین کہ انہون نے بہت سختی سے جواب دیا اور غیر اسلام مورخ بہی اسے تسلیم
کرتے ہین مگر مین نہین جانتا کہ گبن صاحب کو یہہ خبر کہان سے ہوگئی شاید خواب مین یہودی ان سے کہگیا ہوگا کہ مین نے یہہ نہین سے جواب
دیا تہا جب اتنا بڑا مورخ جسکی دہوم یورپ مین مچہری ہے وہ ایسی بے سر دپا باتین ہانکتا ہے تو ... اعتبار مین ... بہی نہین
بالکل غلط ہے - پہر مین حیران ہون کہ اور چہٹ بہئیے عیسائی مورخ غیر اعتبار ہی اور ... کسی کے علاوہ کونسی جگہہ اپنے لیے
رہتے ہین جو شخص کو اپنی وقعت قایم کرنیکا ذرا بہی خیال ہے ... ایسی بے سر دپا باتین نہین ہانکنے کا -

یہودی اس تاک مین رہنے لگے کہ کہین محمدؐ کو تنہا پاکر قتل کر ڈالین اون کی یہہ نگاہ محمدؐ نے بہی تاڑلی اور
اب آپنے اپنے صحابہ کے مشورہ سے اپنی حفاظت لازم جانی اس نظارہ نے یہودیون کی کمرون کو توڑ دیا اور
وہ سخت مایوس ہوگئے اور انہین ناامیدی ہوگئی کہ اب ہم محمدؐ پر قبضہ نہ پا سکینگے - آخر بنی نضیر نے اس مقام
پر اپنا ڈنڈا ڈیرا ڈالا جہان سے ان کے دوسرے یہودیون کے قبیلہ کو جلاوطن کیا تہا - محمدؐ نے ان کے
پاس بہی وہی پیغام بہیجا کہ جو ان کے پہلے یہودی قبیلہ کے پاس بہیجا تہا - اُنہون نے عبداللہ بن ابی
کے بہروسہ پر وہی دہمکی آمیز جواب دیا کہ جو ان کے پہلے قبیلہ نے دیا تہا - ہرچند انہین سمجہایا گیا لیکن انہون
نے نہ مانا آخر نتیجہ یہہ ہوا کہ ان سے بہی مقابلہ کی ٹہری پندرہ روز کے بعد وہ سب گرفتار کر لئے گئے اس دشمنی
اور جنگ پر بہی انہین کوئی جسمانی سزا نہ دی گئی بلکہ انہین حکم دیا کہ تم یہان سے اپنا مال و متاع لیکر چلے جاؤ
مگر ہتیار یہین چہوڑ جاؤ نا انصاف ناخداترس یہودیون نے جاتے وقت اپنے رہنے کے گہر بہی ڈہا دئے
اس خیال سے کہ کہین مسلمانون کے قبضہ مین آکر انہین آرام نہ ملے اس سے زیادہ دشمنی اور مخالفت کیا ہوگی
پہر بہی اگر ان دشمنون اور مخالف کارروائیون پر نہ خیال کرکے مسلمانون ہی پر عیسائی مورخ محض اپنے
تعصب کے بدولت خواہ مخواہ کے الزام قایم کرین تو وہ جانین اور ان کا خداوند -

(ربیع الاول سنہ ۴ ہجری مطابق جون سے جولائی تک سنہ ۶۲۵ ع)

ان یہودیون کی زمین جسکو وہ نہ لیجا سکتے تہے قانون جنگ کے مطابق مسلمانون کے قبضہ مین آگئی جس کی
تقسیم انصار کی مرضی پر مہاجرین مین ہوگئی جو اب تک اپنے بہائی مدنیون کی حفاظت مین تہے اور وہ بہی ان
کی پرورش کرتے تہے - باوجودیکہ مہاجرین اور انصار مین زبردست بہائی چارا قایم ہوگیا تہا اور وہ ایک
دوسرے پر جان دیتے تہے لیکن پہر بہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہہ چاہا کہ کہلم کہلا یا علانیہ ان کے
استحقاق کی بابت انہین مطلع کر دیا جائے دراصل اگر دیکہا جائے تو مہاجرین کی حالت سخت ناگفتہ بہ تہی
وہ اپنے نبی اور خدائے واحد کی محبت مین اپنا وطن چہوڑ چہوڑ کر چلے آئے تہے اگر مدنی انہین رہنے کو مکان
نہ دیتے کہانے پینے سے ان کا بندوبست نہ کرتے تو محض ناممکن تہا کہ وہ چند روز بہی زندہ رہ سکتے اب تک
انصار ہی ان کی پرورش کرتے تہے لیکن نبی نے ان سے دریافت کیا کہ اے انصار کیا تمہین اس امر مین
کوئی اعتراض ہے کہ مین تمہارے غریب اور فلاکت زدہ بہائیون کو جو میرے ساتہ اپنا وطن چہوڑ کر آئے ہین اس مال مین
حصہ دیتا ہون کہ جو یہودی چہوڑ گئے ہین - وہ یعنی انصار یکزبان ہوکر بولے "آپ نہ صرف ہمارے بہائیون مین
ان کی اشیا کی تقسیم کر دین بلکہ ہمارا حصہ بہی انہین دیدین ہم برضا و رغبت منظور کرتے ہین - اسپر نبی نے اس مال
کو مہاجرین مین تقسیم کر دیا - اور انصار مین سے بہی دو شخصون کو جو بہت غریب تہے حصہ دیا تہا

ابن ہشام صفحات ۶۵۲ و ۶۵۳ - ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۱۳۳ - ابوالفدا صفحہ ۴۹ -
ابن ہشام صفحہ ۶۵۴ - ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۱۳۳ - طبری جلد ۳ صفحہ ۵۴ - اب سے یہہ اصول مقرر ہوگیا تہا کہ وہ
جو طرفین کی جنگ سے وصول ہو بلکہ اور طریقہ پر حاصل ہو تو وہ حق سلطنت یا حق سردار سلطنت سمجہا جائیگا اور صرف حکمران
یا خلیفہ کی مرضی پر اسکو خرچ کیا جائیگا اور کام مین لایا جائے گا -

ہجرت کے چوتھے سال اور ماہ ربیع الاول کے مہینہ مین یہودی مدینہ منورہ سے خارج کردئے گئے تھے۔ اس سال کا باقیماندہ حصہ اور آئندہ سال کا ابتدائی حصہ ان مخالف قومون کی سرکوبی مین گذرا کیونکہ مدینہ کی حدود مین مسلمانون کے خلاف سازشین کررہی تہین اور انہون نے کئی مسلمانون کو وقتاً فوقتاً اکیلا دکیلا دیکہکر قتل بہی کرڈالا تہا۔ یہہ خون عموماً یہودیون کی دغابازی اور فریب سے مدینہ کی حدود مین واقع ہوتے تہے۔

یہودیون نے مخالفت اور دشمنی کی کوئی بہی حد نہ رکہی تہی اور وہ ہر موقع پر جہان ان کا داؤن چل جاتا تہا کسی مسلمان کو خواہ نوجوان ہو یا بوڑہا ہو یا عورت ہو یا معصوم بچہ ہو بغیر خون کے کپڑے پہنائے ہوئے نہ چہوڑتے تہے ان بدبخت یہودیون کو کبہی معصوم بچون پر بہی ترس نہ آتا تہا اور نہ اپنے محسنون کی قدر کرتے تہے۔ جو کچہہ اُنہون نے مسلمانون سے ظالمانہ طریق سے برتاو کیا وہ ایسا سخت اور ناقابل برداشت ہے کہ نبی کے رحم اور تحمل ہی نے سہا ورنہ اجکل ہم مہذب دنیا مین دیکہتے مین کہ سرکشون کو کیسی سزا دیجاتی ہے۔

۶۲۵ء مین باغیون کے ساتہہ کیا برتاؤ کیا گیا ٹہیک ہی چاہئیے تہا ہزارون کو رسی مین باندہکر درختون سے لٹکا دیا یہہ سلوک درحقیقت دیکہا جائے تو عین انصاف ہے۔ یہہ ایک نیچرل بات ہے کہ اگر کسی عضو مین کوئی پہوڑا پہنسی ایسا ہو جائے کہ اس سے اور دوسرے صحیح عضو کو مضرت پہونچنے کا ڈر ہو تو یقینی وہ عضو فوراً کاٹ ڈالا جائیگا اور اس کا کاٹا جانا میرے خیال مین نہین بلکہ حکیم الفلاسف مین بہی خلاف نہوگا تو پہر مین یہہ دریافت کرتا ہون کہ اگر نبی ان دو قبیلون کو قتل کرا ڈالتے تو کوئی اعتراض کی بات نہ تہی نہ کوئی ناانصافی تہی بلکہ عین مصلحت تہی پہر بہی محمدؐ کے رحم نے یہہ تقاضا نہین کیا کہ انمین سے ایک کو بہی قتل کیا جائے۔ کیا عیسائی مورخ ایسے رحم کی مثال اور بہی کہیں دکہا سکتے ہین۔ ج

یہان مین بغیر ایک بات کے لکہے نہین رہسکتا اور وہ یہہ ہے کہ ایک مے ادب بدتہذیب پادری مجسکی واقفیت اور تحقیق علمی اسکے تعصب کی طرح تاریکتر ہے فخراً اپنی ۱۲ صفحہ کی کتاب محمدؐ کی تواریخ کا

ف ۱ مطابق ابن ہشام صفحہ ۶۵۳ اور ابو الفدا صفحہ ۹۹ طبری جلد ۳ صفحہ ۵ کے یہہ مہینہ صفر کا تہا۔

ف ۲ اس وبلوہ اور فساد کا باعث یہہ تہا کہ عیسائی مورخ ابو الفدا کے لکہنے کے بموجب دمشق سے چار پانچ روز کے فاصلہ پر ایک مقام مین قیام پذیر تہے اس تجارت کو روک رکہا تہا کہ جو مدینہ سے شام کو جاتی تہی یہہ قافلون پر نذر ہو کر حملہ کرتے تہے اور انہون نے ان کا روز بروز حوصلہ بڑہتا جاتا تہا کہ مدینہ کی حدود پر بہی چہاپہ مارنے لگے تہے مگر یہہ قزاق مسلمانون کے مدینہ مین داخل ہوتے ہی کافور ہوگئے اور پہر بہی محمدؐ نے مدینہ کے پڑوسی سردارون سے چراگاہ کے بارے مین معاہدہ کیا اور پہر اس معاہدہ پر ایک مدت تک عمل درآمد ہوتا رہا۔ اس معاہدہ مین محمدؐ نے اس پاس کے سردارون کو مدینہ کے حدود کے چراگاہون کی اجازت دیدی تہی۔

ف ۳ طبری جلد ۳ صفحہ ۶۰ سی ڈی پرسیول جلد ۳ صفحہ ۱۲۹۔

اجمال وہ نامی اس نحر ا یہہ لکھا ہے وہ کہ ہجرت کے چوتھے برس محمد نے دو ڈکیتی کین " پھر شریر یہی دریدہ دہن بے ادب لکھتا ہے یہان اس نے حضرت عیسے اور آنحضرت کا مقابلہ کیا ہے " عیسے اپنے بچانے کے لئے بہاگ نہین گیا بلکہ اپنے کو دشمنون کے سپرد کیا محمد اپنی جان کی امان کے لئے مکہ چھوڑ مدینہ بہاگ گیا " چونکہ اس ہجرت کی فطرت کو ہم گذشتہ ہجرت ہی کے موقع پہ بیان کر چکے ہین اسلیئے یہان بے محل لکھنا مناسب نہین جانتے۔ صرف عیسائی تہذیب یافتہ گروہ کو دکہانا ہے کہ تہذیب اور شائستگی کا یہہ اثر ہے۔ جس تہذیب اور شائستگی پر وہ بہت نازان ہین اسکی فطرت مین ایک بہت بڑے ریفارمر کی شان مین گالیان دینا فرض سمجہا گیا ہے۔ یہہ بے ادب دریدہ دہن ناتراشیدہ مین نہین خیال کر سکتا کہ ڈکیتی کسے کہتا ہے۔

آیا ڈکیتی کے یہہ معنی ہین کہ اپنے دشمنون کو اگر وہ حملہ آور ہون تو دفع کرے تو اس ڈکیتی سے نہ حضرت عیسے بچینگے نہ ان کے حواریئن آیندہ دوسری جلد مین ان ناقابل اور درشت خلاف قانون سازشون کا ذکر آئیگا کہ جو عیسائیون نے صلیبی لڑائیون مین کی ہتین جس سے اس دریدہ دہن کو جسکا نام لینا ہی مجہے گوارا نہین ہے اور جس کے نام سے مین اپنی پاک کتاب کے صفحے ناپاک کرنے نہین چاہتا معلوم ہوگا کہ ڈکیتی غریب دغابازی اسے کہتے مین یاد رہتی۔

اس فضول اور غیر نتیجہ امر کو نظر انداز کر کے اور اس کا انصاف خدا پر چھوڑ کر مین اپنے مطلب پر آتا ہون اس آفت خیز وقت مین (یعنے ہجرت کے چوتہے سال کا ذکر کر رہا ہون) یہہ زمانہ بہی خصوصا مسلمانون کا سخت امتحان کا تہا۔ ان کے خلاف سازشون کے دروازے کہلے ہوئے تھے اور وہ وہ کچہہ کیا جاتا جس کے پڑہنے اور قلمبند کرنے سے رونگٹے کہڑے ہوئے جاتے ہین۔ ان کا میابیون پر جو نبی کو تائید خدا کے بہروسہ پر ہو رہی تہین دین کے دشمن جانی مخالفت مین سست پلے نہ تہے۔ وہ رحم کا اندازہ کر کے بہی اس کی مخالفت مین کمی نہ کرتے تہے اور اپنی ڈیڑہ اینٹ کی الگ ناچ رہے تہے۔

(۵ہ ہجری ۳ مئی ۶۲۶ء سے ۲۲ اپریل ۶۲۷ء تک)

یہودیون کی یہہ کیفیت تہی اور ادہر مشرکین عرب نے دور دراز حصص مین اپنے قاصد بہیجنے شروع کر دئیے تہے کہ وہ مسلمانون کے خلاف جنگ کرنے پر آمادہ ہون۔ سب سے زیادہ ان کوششون مین یہودی حصہ لیر ہے تہے۔ خیبر مین ابہی تک بہت سے یہودی جمع تہے اور اپنے کو مسلمانون سے انتقام لینے کے قابل بنا رہے تہے حالانکہ جو کچہہ مسلمانون نے ان کے ساتہہ کیا تہا وہ صرف رحیمانہ منصفانہ برتاؤ تہا لیکن وہ اپنی فسادی اور شریر فطرت کے بدولت مسلمانون پر دانت پیس رہے تہے اور یہہ دانت پیسنا ان کا ان ہی کے حق مین نہ سر تہا۔ ان کی مخالفین سب خبر باد ہو گئین

اور آخر حق کا نور چمک ہی کر رہا۔ ان لوگون نے جو خیبر مین مقیم تہے مسلمانون کے برباد کرنے کی نئی نئی تدبیرین نکالین ؎۱۔ آخر کار ان کی تدبیرین کارگر ہوئین اور ان کی کامیابی کا نیا گل یہہ کہلا کہ لیے اور ابوسفیان دس ہزار شائستہ آزمودہ کار نوجوانون کو لیکر مدینہ کی طرف بڑہا۔ راہ مین کوئی بہی اسکی روک نہ ہوا اور وہ آندہی اور سیلاب کی طرح مدینہ کے منہ پر آ گیا اور اس نے احد کی اچہی جانب اپنے لشکر کا قیام کیا۔

(شوال ۳ھ ہجری مطابق ۲ر فروری ۶۲۵ء)

دس ہزار آدمی اور وہ بہی چیدہ چیدہ نوجوان لڑاکو ایسے معمولی نہ تہے کہ کم تعداد مسلمان انہین ہرا سکتے جاتے ہان جب تک کہ محمدؐ جیسے پر بہروسہ پاک نفس کی ان پر کمان نہوتی۔ مسلمان ان کے مقابلہ کے لئے مجبور ہوئے اور اپنے بیرنگا کو سمیٹ کر مدینہ سے باہر نکلے اسوقت کل تعداد مسلمانون کی تین ہزار اپنی قلیل تعداد کو دیکہکر اور اس ناجایز اور غیر واجب مخالفت کو دیکہکر کہ جو مدینہ ہی مین ہو رہی نبی نے غیر محافظ شہر کے گرد گہری کہائی کہودنے کا حکم دیا۔ اپنے بال بچون اور عورتون کو محفوظ جگہہ چہوڑ کر محمدؐ یون نے دشمن کے مقابل مین اپنی مورچہ بندی قایم کی۔ اسی عرصہ مین نے ایک اور نئی بات کی کہ یہودیون کی ان قومون پر انہون نے تاخت کی جنہون نے مسلمانون سے یہہ عہد و پیمان کر لیا تہا کہ ہم کسی قسم کا جہگڑا فساد نہین کرنے کے بلکہ امن کے قایم رکہنے مین تمہارے شریک حال رہین گے۔

یہہ یہودی اپنی چہوٹی چہوٹی گڑہیون مین پناہ گزین تہے۔ قریشیون نے ان پر سختی کی کہ تم اس عہد و پیمان کو توڑ ڈالو اور ہمارے ساتہہ مل جاؤ۔ ان یہودیون نے بہی آخر کار مسلمانون سے عہد شکنی کی اور قریشیون سے مل گئے۔ جون ہی یہہ خبر نبی کو پہونچی فوراً نبی نے سعد بن عبیدہ اور سعد بن معاذ کو ان کی ہدایت کے لئے روانہ کیا انہون نے جا کر کہا کہ تمہین ہرگز زیبا نہ تہا کہ تم معاہدہ کو توڑ دو اور ہمارے خلاف سازشین کرکے امن مین خلل ڈالنے کے علاوہ ہمارے دشمنون سے مل جاؤ اور ان کی مدد کرو۔

انہون نے نہایت تلخ اور بد تہذیب جان و تن مین آگ لگا دینے والا جواب دیا اور وہ جواب یہہ تہا۔

"محمدؐ کون ہے خدا کا نبی کسکو کہتے ہین تم مین ہم مین کوئی معاہدہ نہین ہے" ؎۲

مسلمانون کو ان یہودیون کی عہد شکنی سے بڑی چشم زخم پہونچی۔ اسلئے کہ یہہ شہر کے نازک اندرونی

؎۱ ابن ہشام صفحہ ۶۶۹۔ ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۱۳۶ طبری جلد ۳ صفحات ۶۱ (۶۰)۔

؎۲ ابن ہشام صفحہ ۶۷۸۔

؎۳۔ ابن ہشام صفحہ ۶۷۵۔ میور جلد ۳ صفحہ ۲۵۹۔

حالات سے خوب واقف تھے انہین مسلمانون کی کمزوری اور بے سروسامانی کی پوری پوری
اطلاع تھی جسکی تفصیل و کیفیت انہون نے قریشیون سے کہدی دونون مین اور پہلے جو شہر مین
محفوظ تھے ان کو سخت خوف ہوا اور انہین اپنی جانین ہلاکت مین پڑتی ہوئی دکھائی دین
مسلمانون نے اپنے کو شہر مین محفوظ کر لیا اور ان کا محاصرہ یہودیون اور قریشیون نے کیا ہر چند
قریشیون نے زور مارا کہ مسلمانون کو ایسا تنگ کرین کہ وہ میدان مین نکلکر جنگ کرین لیکن مسلمانون
کا باہر نکلنا قانون جنگ اور مصلحت وقت کے خلاف تھا۔ کامل بیس دن[1] محاصرہ کو ہو گئے مگر
قریش نہ مسلمانون پر غالب آسکے اور نہ انہین شہر مدینہ پر قبضہ کر سکے۔ جنگل کی بے
درد اور بیرحم قومین جو قریشیون اور یہودیون کے ساتھ لوٹ کے لالچ مین آگئی تھین آخر
تنگ آگئین اور انہون نے اپنی لاانتہا کوششون کا کچھ نتیجہ نہ دیکھا۔ بیشک بڑی بڑی نمایان کوششین
کی گئین کہ کھائی سے عبور کر کے مسلمانون کے چھوٹے سے گروہ پر جا پڑین اور انہین تہ تیغ کر دیا جائے
مگر ان کی تمام کوششین محمدؐ کی بے تکان اور غیر ماندہ خبرداری اور نگہبانی کے آگے پانی پھر جاتی
تھین۔ کوئی کوشش کوئی تدبیر ان کی کارگر نہوتی تھی یون اپنی طرف سے وہ سب کچھ کر
رہے تھے اور جو باہم مشورہ ہوتا تھا کر گزرتے تھے۔ جب محصورین کو بیس[2] دن ہو گئے تو ان کے
گھوڑے تڑپ تڑپ کر جان دینے لگے جو کچھ چارہ تھا ختم ہو چکا تھا۔ شہر کی نااتفاقی اور شہر کے
یہودیون کی نوک جھوک اور پھر مسلمانون کی یہہ کمزوری قاتل اور فنا کر دینے والے خوفناک اثر
مسلمانون کے دلون پر کر رہی تھی۔

آخر کب تک خدا کا غضب حرکت مین آیا اور انپر ایک شب ایک مہلک آفت نازل ہوئی یعنے
تند و تیز طوفان آیا کہ تمام ڈیرے ان مشرکین عرب اور یہودیون کے الٹ پلٹ گئے اور
ان کی روشنیان بجھ گئین ابو سفیان اور وہ عظیم الشان پر شوکت لشکر خوف سے
کافور ہوا اور باقیماندہ نے یہودیون کی گڑھیون مین پناہ لی۔ داعی نے اس بربادی سے
پہلے ہی مسلمانون کو خوشخبری سنادی تھی کہ آج شب ہی کو تمہارے دشمن سراسیمہ ہو کر
بھاگ جائینگے۔ دن نکلتے ہی مسلمانون نے نبی کی پیشین گوئی کی صداقت دیکھی۔
پھر مسلمان خوشیان مناتے ہوئے اپنے شہر مین واپس پھرے[2]
یہہ فتح جو محض تائید غیبی سے مسلمانون کو حاصل ہو گئی بیشک انہین خوش اور مطمئن کرنے والی
تھی لیکن ان یہودیون سے جو مدینہ کی سرحدون پر رہتے تھے اور جنہون نے ابھی مشرکون کی مدد
کی تھی ان سے کامل اطمینان نہ تھا وہ اپنا وقت بالکل مسلمانون کو صدمہ پہونچانے مین گزارتے تھے

۱ ابن ہشام صفحہ ۶۸۳ ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۱۴۱۔
۲ اس جنگ کو مسلمان غزوہ خندق کہتے ہین۔

اور طرح طرح کی سازشین کرنی اور نئی نئی تدبیرین سوچنی یہہ ان کا روزمرہ تہا- اسلئے مسلمانون کا فرض تہا کہ پہلے ان کی توبیخ کرین اور اس کہٹکتے ہوئے کانٹے کو پہلو سے نکال کر پہینکدین یہہ مسلمانون کو یقین تہا کہ اگر ہمارے پڑوس مین یہہ دشمن ایمان یہودی یون ہی قایم رہے اور ہمپہر مشرکون نے حملہ کیا اور ہمین فتح نہوئی بلکہ شکست مل گئی تو پہلے یہہ مدینہ مین مسلمانون کا قتل کرینگے- اور بیشک یہہ خیال مسلمانون کا بہت صحیح تہا عقل کا تقاضا تو یہہ ہے کہ موذی کو ایذا دینے سے پہلے ہی قتل کرڈالے اور جب وہ بارہا صدمہ اور قسم قسم کی مضرتین پہونچا چکے ہون تو ان کی توبیخ فرض تہی- اس عضو کے خون کا نکال دینا فرض ہے کہ جس سے آیندہ تمام جسم کے بگڑ جانے کا خوف ہو- با این ہمہ مسلمانون نے پہلے ان کے پاس ایک شقہ روانہ کیا اور ان سے معاہدے کے فسخ کرنیکا تاوان چاہا انہون نے نہایت اہانت اور سرکشی سے انکار کیا- اس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ یہودیون کا محاصرہ کرلیا گیا اور آخرکار وہ سب گرفتار کرلئے گئے- ان یہودیون کی سزا قوم اوس کے سردار سعد بن معاذ کے انصاف پر قرار پائی-

(ذیقعدہ ۵ ہجری ۲۸ فروری سے ۲۸ مارچ ۶۲۷ء تک)

یہہ شخص ایک تند سپاہی تہا اور حملہ کے وقت زخمی ہی ہوچکا تہا اور ایسا سخت زخمی تہا کہ دوسرے دن اسی زخم مین اس کی جان نکل گئی وہ یہودیون کی غداری اور ناخداترسی سے دق آگیا تہا اس نے حکم دیدیا کہ وہ لوگ قتل کئے جائین کہ جو جنگ مین مسلمانون کے مقابلہ مین آئے تہے اور عورتین اور بچے مسلمانون کے غلام بنائے جائین- یہہ حکم اس تند و تیز افسر نے دیا- اور اس حکم کی فوراً تعمیل ہوئی لین پول لکہتا ہے کہ "یہہ ایک سخت و درشت اور خونی حکم تہا- جس افسر کی تفحص مین وہ آچکے تہے پہر انہین قتل کرنے کی کیا ضرورت تہی"-

بڑے تعجب کی بات ہے کہ آنکہین بند کرکے کیون اعتراضات کئے جاتے ہین کیا وجہ ہے کہ بے سوچے سمجہے وہ باتین گہڑی جاتی ہین کہ جو محض بے سروپا ہوتی ہین- یہہ اعتراض تو کردیا کہ جب وہ اپنے قبضہ مین لگئے تہے تو انہین قتل کیون کیا- کیسی کمزور اور ضعیف بات ہے یہہ یہودی جنہین قتل کیا گیا تہا وہ عہدشکن یہودی تہے کہ جو مسلمانون کے خلاف مشرکین سے مل گئے تہے اور جنہون نے مسلمانون کے تباہ و برباد کرنے کا کوئی دقیقہ باقی نہ چہوڑا تہا- کیا ان سے یہہ امید ہوسکتی تہی کہ وہ پہر خلاف معاہدہ نہ کرتے توبہ توبہ جب ان سے اس عہدشکنی کا تاوان مانگا گیا تو وہ نہایت درشتی سے پیش آئے اور جب مسلمانون نے حملہ کیا تو وہ جنگ کرنے کے لئے میدان مین آئے پہر مین نہین جانتا کہ لین پول صاحب ان کے قتل کے حکم کو کیون تلخ اور خونی کہتے ہین ایسے مفسدون کا قتل کرنا ضروری بلکہ لازمی تہا جس نے تاریخ دیکہی ہے وہ یہہ اعتراض ہرگز نہین کرنے کا- جو لوگ لینگل

سازشون مین پکڑے جاتے ہین اور ان کی سازشون کا کوئی نتیجہ بہی نہین نکلتا وہ آجکل مہذب دنیا مین نہایت سختی اور درشتی سے قتل کردئے جاتے ہین مگر جو لوگ سازش کر چکے ہون اور اب بہی مخالفت پر آمادہ ہون اور عین میدان جنگ سے گرفتار ہوکر آئے ہون ان کا قتل کیا جانا کیون گناہ عظیم سمجہا گیا کیا وجہ ہے کہ اس قتل کو خلاف انصاف قرار دیا گیا۔ یہہ یہودی بنی قریظہ کے قوم کے تہے میور۔ اسپرنجر۔ ویل۔ اُسبرن وغیرہ یوروپین عیسائیون نے آنحضرت کے سوانح عمری لکہے ہین ان چارون نے اس قتل یہود بنی قریظہ پر بڑا غل مچایا ہے اور بڑی شد و مد سے لکہتے ہین کہ یون ظلم ہوا اور یون ظلم ہوا مگر افسوس یہ ہے کہ وہ پولٹیکل پیچیدگیان اس زمانہ کی نہین دیکہتے وہ مسلمانون کے جانی دشمن تہے یہہ واقعات سے ثابت ہو چکا ان بنی قریظہ کے یہودیون نے مسلمانون کے خلاف ہوکر مشرکین سے سازش کرلی تہی اور جنگ مین ان کے شریک ہوگئے تہے یہہ بہی ثابت ہو چکا ہے۔ اور یہہ اور یہہ بہی ثابت ہو گیا کہ وہ میدان جنگ مین گرفتار کئے گئے پہر مین حیران ہون کہ کیا وجہ ہے جو ان کے قتل پر اتنا واویلہ مچایا گیا۔ اگر مسیحی یورپ کی تاریخ کے صفحے الٹے جائین اور اس کے آگے کی حضرت عیسیٰ کے حواریون کے کرتوت ملاحظہ کئے جائین تو معلوم ہو کہ آیا یہہ بیرحمی اور نا خدا ترسی تہی یا انکا بیگناہون کا قتل کرنا سخت غیر انصافی تہی۔ یہہ ایک فطری امر ہے کہ ہم غیر شخص کے معمولی کام پر بہی اعتراض کر بیٹہتے ہین اگر کسی نے اپنے خادم کے ساتہہ ناجائز برتاؤ کیا اور اس کو سزا دی تو ہم یہہ کہان کرتے ہین کہ اسنے اچہا نہین کیا۔ لیکن جب وہ حالت ہمپر طاری ہوتی ہے تو پہر اس سے زیادہ بیرحمی مین ہم دو قدم آگے بڑہاکر رکہنا چاہتے ہین۔ بنی قریظہ کا قتل کرنا محض ایک معمولی بات تہی مگر اس کے مقابلہ مین حواریون نے تو بڑے بڑے غضب ڈہائین مین زندہ لوگون کو جلا دیا اور پانی مین غرق کرا دیا۔

ان قابل رحم مظالم کے آگے تو یہہ قتل کچہہ بہی حقیقت نہین رکہتا۔ جو لوگ کہ اپنے کو رحیم کریم کہتے ہین وہ ذرا ذراسی باتون پر کیا کیا غضب نہین برپا کر دیتے۔ کیا عیسائیون کو یہہ آیت یاد نہین ہا یہہ بہتر ہے کہ ...ہ زبون اور غدار شخص ہزار بلکہ بے تعداد ان لوگون کی نسبت تباہ و برباد کر دئے جائین کہ جو ان بیگناہون کو ملاکر اپنی برائی مین شریک کرنا چاہتے ہین دد۔

ان تمام باتون کو نظر انداز کر کے ہم پہر اس قتل کی اصلی فطرة کی طرف ناظرین کی توجہ مائل کرنا چاہتے ہین۔ یہہ قوم بنی قریظہ جب سے کہ بنی مدینہ مین آئے تہے مخالفت کر رہی تہی اور ان کی دو قسم کی مخالفت تہی ایک ظاہری اور ایک پوشیدہ۔ اس قوم کا ایک ایک بغض حد سے زیادہ اپنی مخالفت مین تلخ تر اور زہر ہلا تہا۔ انہون نے اپنی دبائی مخالفت اور سرکشی سے مدینہ کی سرحدون مین ایک آفت برپا کر رکہی تہی۔ ہر صحرائی خانہ بدوش قبیلہ کو محمدؐ کے خلاف آمادہ کرتے تہے اور ایسی ایسی بیہودہ الزامات لگاتے تہے کہ جو نہ اوٹہائے جائین نہ رکہے جائین۔ مسلمان صبر سے ان کی سرکشی اور مخالفت

کو دیکھتے تہے اور آخر پہر وہ سست ہو گئے خاموش ہو بیٹھتے تہے - گو انہون نے معاہدہ کرلیا تہا لیکن ان کی
غرض معاہدہ سے صرف یہہ تہی کہ ہم بظاہر ملے رہین تاکہ مسلمان ہم سے غافل ہوجائین اور اندر ہی
اندر کاٹ کرین یہہ بہی بخوبی کرتے رہے آخر انہون نے قریشیون سے سازشین کرنی شروع کین
جو گروہ یہودیون کے ایمان لانا چاہتے تہے ان کو بہکا دیتے اور وہ وہ باتین اپنی طرف سے کر دیتے
کہ جنکا کوئی ٹہکانا نہوتا ان کی معاندانہ کوششون اور درشت و ناملایم سازشون کی آوازین
متواتر محمدیون کے کانون مین گونج رہی تہین - لیکن مسلمان کچہہ نہ کہتے تہے وہ اس بات کے منتظر
تہے کہ شاید اب بہی یہہ سیدہی راہ پر آجائین اور اپنی یہہ بے انصافی چہوڑ دین - خیر نہین بنی سے انہین
کیون دشمنی پڑ گئی تہی اگر یہہ دیکہا جائے کہ بنی نے ان کے ساتہہ کیا برائی کی تہی تو کوئی وجہ ناراضی کی نہین
معلوم ہوتی بنی نے کبہی یہہ نہین کہا کہ تم اپنے ارکان مذہب چہوڑ دو بنی نے کبہی یہہ نہین کہا کہ تم زبردستی
اسلام قبول کرو بنی نے کبہی ان کے پیغمبر کو سوائے نبی اللہ تسلیم کرنے کے اور کچہہ ایسے نہ کہی غرض جو باتین
کہ عداوت پیدا ہونیکی ہوتی ہین انمین سے ایک بہی نہین تہی پہر سوائے اس کے اور کیا کہا جا سکتا ہے
کہ ان کی فطرت ہی مین ظلم - بدکرداری - حسد - بغض بہرا ہوا تہا - وہ بیرحم تہے لیکن ان کی بیرحمی
صحرائی اور وحشی خانہ بدوش قومون سے بہی زیادہ بڑہی ہوئی تہی - یہہ بات دریافت کرنا غیر
ضروری ہے کہ ان مین کیا کیا معائب تہے بلکہ یہہ کہنا چاہیے کہ ان مین کونسا عیب نہین تہا - ان کے
مظالم اس حد تک [illegible] سے زیادہ پہونچ گئی تہی وہ عہد کرلینا اور پہر نقض عہد کرنا کچہہ بات ہی نہین
خیال کرتے تہے - اگر محمد نے دعوئے نبوت کیا تہا تو پہر انہین کیا انہین کبہی محمد یا اس کے معتقدون
نے نہین ستایا - انہین دشمنی کرنے کی کوئی وجہ نہ تہی - ان کو مجبور کیا جاتا کہ تم مسلمان ہو جاؤ جب
تو ایک وجہ بہی تہی وہان صرف آزادی تہی کہ یہہ دین ہے اور یہہ اس کے اصول ہین جسکا جی چاہے
ایمان لائے اور جسکا جی چاہے نہ لائے زبردستی نہین ہے - محمد نے کبہی ان سے کوئی چال بازی نہین
کی انکو دہوکا نہین دیا انکا مال نہین چہین لیا انکے عہد شکنی نہین کی ان کے معبد نہین توڑ ڈالے پہر دشمنی کرنے
کی وجہ اگر تہی تو یہہ کہ ان کے اطوار خراب ہو گئے تہے ان کی طرز معاشرت بگڑ گئی تہی ان کے خیالات
مین خباثت نفس بہر گئی تہی - ان کے وہ مبارک دلی جذبے جو حضرت موسے نے انکے دلون
مین پیدا کئے تہے ناپاک لباس مین جلوہ دینے لگے تہے ان کی جتنی باتین ہوتی تہین وہ سب
قانون قدرت کے برخلاف ان کے جتنے کام تہے سب مین فریب اور دغا لبالب بہرا ہوا تہا -
پس دشمنی کی اگر کوئی وجہ معلوم ہوتی ہے تو صرف یہہ کہ بنی نے روکا تہا کہ زنا نکرو جوا نہ کہیلو جہوٹی
قسمین نہ کہاؤ کسی کو فریب نہ دو عہد شکنی نہ کرو غرض وہ باتین نکرو جن کو حضرت موسے نے منع
فرمایا ہے - اس سے وہ بہڑکتے تہے ان کی حالتین یہہ منظور نہ کرتی تہین کہ ہم مین سے خرابی کی نکالی جائے

پس اگر قایم ہو سکتی ہے تو یہہ وجہ اور کوئی نہین - یہہ باتین جو مین آپ سے بیان کر رہا ہون کوئی فرضی نہین ہین بلکہ ان کا تعلق واقعات سے ہے سینکڑون یورپین مصنفون نے اس بات کو تسلیم کیا ہے لیکن یہہ کوئی ظاہر نکر سکا کہ نبی اسلام کی طرف سے یہہ اذیت یہودیون کو پہنچی تہی - ایک زہریلا معمولی درجہ کا پادری اپنی بد تہذیب اور ناشائستہ فطرت کے بدولت آنکہین بند کرکے یہہ سخت جملے نبی معصوم کی نسبت لکہتا ہے -

" وہ شخص کعب نامی جسکا اوپر ذکر ہوا ایک یہودی تہا اور محمدؐ کو دغاباز جانتا اور اپنے مرثیہ اور نظم خوانی سے اسکی مذمت اور ہجو کیا کرتا تہا اسلئے محمدؐ نے اسکے قتل کرنے کے لئے رات کے وقت پانچ شخصون کو روانہ کیا اور آپ مسجد مین رہا قاتل کعب ہی مسجد مین پہونچے اور وہین مژدہ دیا کہ ہم کعب کو قتل کر آئے ہین محمدؐ نے ان خونیون کی بڑی تعریف کی اور آیندہ کے واسطے حکم دیا کہ جب کوئی یہودی تمہین ملے اسکو وہین قتل کرو " -

(محمدؐ کی تواریخ کا اجمال صفحہ ۳)

مین دریافت کرتا ہون کہ کیا یورپین تہذیب کا یہی تقاضا ہے کیا انصاف یورپ اسکی شہادت دیتا ہے کہ ایسی بے سروپا باتین مانی جائین - اس متعصب پادری نے یہہ قول اپنی کتاب مین اسلئے نقل کیا ہے کہ یہودی کی قول کی سند ہو اور محمدؐ دغاباز قرار پاجائے اگر ہم اس متعصب کے قول کو مان جائین اور یہودی کا کہنا اسکی طرح وحی سمجہین تو پہر حضرت عیسٰے کے بیٹے کے دینے پڑ جائینگے اور روح القدس بیٹا اڑ اڑا کر دوسری جنت چہڑ جائے گی اور پہر عیسائیون کو وہ الزام جو یہودی حضرت عیسٰے پر عاید کرتے ہین اٹہانے مین نہ پڑیگا - اگر یہودیون کا قول مستند مانا جاتا ہے تو یہودی حضرت عیسٰے کو بہی علاوہ اس الزام کے جو ان پر قایم کیا جاتا ہے دغاباز اور فریبی جانتے تہے اسلئے انہون نے پکڑ کر اسے صلیب پر چڑہا دیا -

یہہ مذہب یہودیون کا ہے معاذ اللہ ہمارا یہہ مذہب نہین ہے ہم حضرت عیسٰے کو خدا کا نبی تسلیم کرتے ہین اور ان کی معصوم ذات سمجہتے ہین - یہہ عیسائیون کو ہرگز شایان نہین ہے کہ وہ اپنی سند مین یہودیون کے قول پیش کرین اسکے یہہ معنے ہین کہ وہ ہم کو سکہاتے ہین کہ تم بہی ان اقوال کو اپنی سند مین پیش کرو کہ جو یہودی حضرت عیسٰے کی نسبت لکہتے ہین - انہین شکر کرنا چاہیے کہ محمدؐ نے دعوی نبوت کرتے ہی کل نبیون پر ایمان لانا اسلام کی نشانی قرار دیدی - اگر حضرت عیسٰے فرض کرو کہ پیغمبر نہ تسلیم کیے جاتے تو پہر عیسائیون کا نام و نشان مٹ جاتا اور ایک لیل ہی ان کی مسلم ہوتی یہودی مٹ گئے اور جو باقی ہین ان کو رہنے کو بہی جگہہ نہین ملتی لیکن مسلمانون تباہ ہو گیا

ہونے پر بھی اپنے مذہبی پہلوؤن سے ابھی وہ ہی دم خم رکھتے ہین عیسائیون کو جان بچانی مشکل پڑ جاتی اور یہہ بھولی بھالی نصیب نہوتین کہ وہ مسلمانون کی طرف سے بیفکر ہوکر انھیان ہی پر اعتراضات کرنے کی دہن مین رہتے ہین خیر ہمین اس بحث مین اپنی کتاب کے زیادہ صفحے نہین بہرنے صرف یہہ ثابت کرنا تہا کہ یہودیون کا قتل ناجایز نہ تہا۔ ان کے گناہون کی سزا دی گئی تہی۔ اور وہ اسی قابل تہے کہ اہنین سزا دی جاتی بلکہ جس آسانی سے اہنین قتل کیا گیا کہ تلوار ماری اور گردن اڑا دی اور جتنی اذیتون سے اہنین قتل کیا جاتا وہ عین انصاف اور اصل رحم تہا۔

مین دریافت کرتا ہون کہ اگر عربون کی تلوار نہ چلتی اور وہ اپنی جانین نہ کہپاتے تو محض ناممکن تہا کہ تمام دنیا مین امن قایم ہوتا۔ یہہ عین عقل ہے کہ ان لوگون کو دنیا سے مٹا دے جن سے فساد پہیلتا ہے اور وہ امن نہین ہونے دیتے۔ اگر بفرض محال ہم یہہ ہی تسلیم کر لین کہ مسلمان فوجی افسر کا یہہ حکم قتل سخت بیرحمی اور ناجایز طریقہ کا تہا اور عیسائی جتنی دلیلین پیش کرتے ہین وہ سب صحیح ہین اور مسلمان جو کچھہ اسکے خلاف پیش کرتے ہین وہ سب غلط ہین تو اب مسلمان جیسے بنی قریظہ کے لئے حکم قتل دینے پر ملزم ٹہیرتے ہین اور جسطرح مسلمان خوفناک نظرون سے دیکہے جاتے ہین اسیطرح کرامویل کے بلاتفریق قتل عام کے حکم کو جو اس نے ڈروگیڈا کے ائرش باشندون کے لئے دیا تہا۔ دیکہنا ہے۔ اور وہ حکم یہہ تہا۔ (ترجمہ)

ایک ہتیار بند سپاہی سنجیدگی سے خبردار ہو کہ وہ خدائے برحق کا سپاہی ہے۔

ایک ایمان یا خبرت جو تمام سپاہیون اور آدمیون کے لئے ہمیشہ بہتر اور مناسب معلوم ہوتا ہے ہتیار بند سپاہی۔ موت کی طرح سے خوفناک۔ حکم قضا کی طرح سنگدل خدا کے دشمنون پر خدا کا انصاف کرتا ہے۔"

خیر ہمین اس الزامی جواب سے بحث نکرنی چاہیے بلکہ ہمین نہایت سادگی سے حکم قتل کی اصلی فطرت کو دیکہنا اور اسپر غور کرنی چاہئے کہ یہہ قتل کیون کر ہوا اور اصل مین معاملہ کیا تہا چند لنیش عقرب چہٹ بہیے پادری محض اپنے تعصب مین خلاف واقعہ بیان کرتے ہین۔

فیکٹس پر اعتراض کرنا یہہ اور بات ہے لیکن یہہ تو نہین چاہیے کہ اپنے اعتراض جمانے کے لئے اصلی واقعہ کو غت ربود کر دیا اور اسکو دوسری صورت مین پیش کیا۔ چنانچہ وہ ہی نامہذب علم اخلاق سے بے بہرہ پادری جس کے دو زہریلے قول ہم پہلے نقل کر آئے ہین میور صاحب کی تاریخ کا حوالہ دیکر لکہتا ہے۔

"قوم یہود کے آٹھہ سو آدمی کہ جنہون نے اپنے کو محمدؐ کے

رحم پر سپرد کیا تہا ان سب کو محمد نے یک لخت قتل کر ڈالا "۔

یہہ قول جس قدر نا مہذب ہے اسیقدر بے اصل ہے محض غلط اور لغو ہے انہون نے اپنے فیصلہ کے لئے نبی کو اپنا جج نہین بنایا تہا۔ بلکہ اصل یہہ ہے جو ہم بیان کرتے ہین۔

مین مسلمان ہو لیکن واقعہ کی فطرت پر نظر ڈالکر بحث کرتا ہون کہ جس کی

" دلیلین ایسی روشن ہون کہ مانو اور پہر مانو "۔

اگر یہودی یون ہی قتل کر دئے جاتے تو شاید مسلمانون پر الزام قایم ہوتا لیکن وہان تو بات ہی دوسری تہی اور وہ یہہ تہی کہ جب یہودی بنی قریظہ کی قوم کے گرفتار ہو کر آئے ہین تو ان سے کہا گیا اور انہین اختیار دیا گیا کہ تم اپنا جج خود ہی منتخب کر لو پہر وہ ہی تمہارا انصاف کریگا اور تمہین اسکے انصاف پہ سر تسلیم خم کرنا پڑیگا۔ انہون نے سعد بن معاذ کو اپنا منصف مقرر کیا اور کہا کہ جو کچہہ ہمارے لئے یہہ تجویز کر دیگا ہمین منظور ہے ہم ہرگز چون و چرا نکرینگے نہ ہمین اس سے انکار ہوگا۔ پہر ان سے دوبارہ دریافت کیا گیا انہون نے یہی کہا نہین ہم اس کے فیصلہ پر راضی ہین۔ جب وہ راضی تہے تو انہون نے آپ اپنی قسمتون کو خریدا سعد ہم پہلے لکہہ آئے ہین کہ عجیب تند مسلمان سپاہی تہا اور وہ غزوہ قریظہ مین ایسا سخت زخم اٹہا چکا تہا کہ دوسرے دن اسی زخم مین شہید ہو گیا۔ اس نے سبکو قتل کرنے کا حکم دیدیا۔ ان یہودیون کو سعد پر بہروسہ تہا۔ وہ جانتے تہے کہ اگر ہم بچگئے تو بغیر خدشہ اور تاسف کے مسلمانون کو قتل کرینگے مسلمانون کی صورت دیکہہ دیکہکر ان کی آنکہون مین خون اترتا تہا اور وہ چپکے ہی چپکے مسلمانون پر دانت پیستے تہے اور ان کے تیوران کی صورتین اس امر کی شہادت دیرہی تہین کہ اگر ہم اس زد سے بچگئے تو مسلمانون کی ہڈیان تک چبا جائینگے۔

عیسائی خود ہی اپنے گریبان مین منہ ڈالین اور سمجہین کہ وہ کس رستہ چل رہے ہین ان کا دعوے کیا ہے اور ان کے افعال کیا کہہ رہے ہین۔ وہ یہہ نہین جانتے کہ یہہ تعصب ہمارا کہل جائیگا اور ہماری غلط بیانی ایک عالم پر روشن ہو جائے گی۔ کیا شاہ ڈیوڈ کا قتل عام یاد نہین جو اس زمانہ مین وقت کی روشنی سمجہا جاتا تہا۔ کیا عیسائیون کو اپنے بزرگون کی بیرحمیان یاد نہین جو انہون نے انتہا درجہ

خلاصہ سام ۔ ۸ ۔ ۲ ۔ اس نے مفتوح ایمونیٹس کو سخت بیدردی اور بیرحمی سے قتل کیا۔ ان مین سے بہت سون کے سنگدلی سے ٹکڑے ٹکڑے اڑا دئیے۔ کدالون سے ان کے بیچون کو چورا چورا کیا گیا۔ ان کے اعضا تراشے گئے آرون سے انہین چیرا گیا اور تبر ان کے سرون اور ہاتہہ پیرون پر لگائے گئے۔ بہتون کو بہٹا یہہ مین پہونا گیا

۱۲ ۔ ۱۳ ۔

ان باتون کو کیون عیسائی بہلاتے ہین اپنی آنکہون سے تعصب کے پردے اٹہائین اور دیکہین کہ ان کا ارادہ کہان جانے کا ہے اور کہان سے کہان نکلے چلے جاتے ہین اور کس راہ مین ہیٹے ٹوئیان مار رہے ہین =

سنگدلی ہے۔ عیسائیون پر تھوڑی ہی ہین جو الزام مسلمانون پر قایم کرتے ہو پہلے اپنے گریبان مین منہ ڈالکر دیکہو کہ ان الزامات سے تم بہی ہرگز بری نہین ہو سکتے۔

جو لوگ قتل کئے گئے وہ دو سو یا ڈہائی سو سے ہرگز زیادہ نہ تہے خبر نہین متعصب ہٹ دہرم پادریون کو آٹہہ سو کی تعداد کیونکر معلوم ہو گئی شاید جو تہے آسمان سے کوئی آواز آئی ہوگی۔

ایک بات اور بہی قابل توجہ ہے جس سے عیسائی مورخون کی کہوٹ کہلے گی کہ وہ کس درجہ دشمنی سے اسلامی واقعات کو قلم بند کرتے ہین۔ چنانچہ وہی زہریلا نامہذب پادری میور صاحب کی کتاب کے حوالے سے لکہتا ہے۔

"بنی قریظہ مین کی جنکو ایک لخت محمدؐ نے قتل کروا ڈالا تہا ایک
عورت محمدؐ کو پسند آگئی اسکو اپنے گہر مین داخل کیا۔ اس عورت کا نام ریحانہ تہا"

یہہ محض کہوٹ ہے۔ بعض عیسائی مورخ تو یہہ لکہتے ہین کہ تقسیم مین محمدؐ کے حصہ مین آئی تہی اور بعض یہہ لکہتے ہین کہ پہلے سے اسے جدا کر لیا گیا تہا۔ یہہ دونو باتین محض غلط ہین اسلئے بعد ازان کہین ریحانہ کا ذکر نہین آیا۔ اگر ہم یہہ بہی فرض کرین کہ محمدؐ کے حصہ مین ریحانہ آئی تہی تو یہہ کیا برائی ہو سکتی ہے قانون جنگ اُس زمانہ کا یہی تہا کہ سرکشون نوجوانون کو قتل کر ڈالتے تہے اور بچون عورتون کو اپنا لونڈی غلام بنا لیتے تہے یہی انصاف سمجہا جاتا تہا۔ چنانچہ اب جو کچہ قانون جنگ ہے اس کے موافق عملدرآمد ہونا عین انصاف ہے اسیطرح اسوقت جو کچہ قانون جنگ تہا اسپر عملدرآمد عین انصاف تہا۔ اس لحاظ سے کوئی اعتراض نہین ہو سکتا۔

مگر جب ہم اس واقعہ پر نظر ڈالتے ہین تو بنی پر یہہ محض افترا پردازی ہے۔ جتنے عیسائی مورخون نے اس واقعہ کی نسبت تحریر کیا ہے وہ محض بے پتہ اور اوٹ پٹانگ ہے یہی نہین معلوم ہوتا کہ انہین یہہ بات معلوم کہان سے ہو گئی جبکا کہین پتہ نہین ملتا۔ ریحانہ کا نام اس تاریخ کے سوا کسی تاریخ مین نہین دیکہا جبکہ پاک ازواج کے پورے پورے حالات سے ہمین اطلاع ہے اور ان کی مفصل کیفیت ہمین معلوم ہے پہر کیا وجہ ہے کہ ریحانہ کا ذکر کہین نہین آیا۔ ہم ایسے ایسے الزامون کی فطرت کو ہم خوب سمجہتے ہین چاہے جس رنگ مین وہ جلوہ کرین لیکن ہمین ان کی حقیقت معلوم ہے۔

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش ٭ من انداز قدت را می شناسم

چاہے کچہ وہ رنگ آمیزی کرین اور افترا پردازی کرین لیکن سچ کا نور چمکتا ہے اور جہوٹ کی ظلمت مٹ جاتی ہے۔ چاند پر خاک ڈالنے سے اسکی صفائی اور روشنی مین فرق نہین آتا بلکہ الٹی خود ہی خاک پہانکنی پڑتی ہے۔ اگر عیسائی خدا اور اس کے انصاف کو مانتے ہین اور عذاب و ثواب آخرت کے قایل ہین تو

تو وہ اپنے کو - اس جھوٹی افترا پردازی اور بے بنیاد الزامات
کے جوابدہی کے لیے مستعد بنالیں -

جسدن خدا کا سچا جلال ہی جلال ہوگا اور ہر ایک کے اعمال نامے کھلینگے اور چارون طرف انصاف کی پکار ہوگی نہ یہہ تعصب کام دیگا اور نہ دشمنی - سبکے اعمال کی جانچ ہوگی اسوقت حقیقت کھلیگی اور پھر وہ جلال والا رب پکاریگا میری آمرزش کا مستحق کون ہے تو اے عیسائیون تم اسوقت قدسی کے اس شعر کی مصداق ہوگے -

قدسی ندانم چون شود سودائے اعمال جزا
او نقد آمرزش بکف من جنس عصیان در بغل

چھٹا باب

محمد کا رحم

دعا الی اللہ فالمستمسکون بہ مستمسکون بحبل غیر منفصم

(سنہ ۶ ہجری مطابق ۲۴ - اپریل سنہ ۶۲۷ء سے بارہ اپریل سنہ ۶۲۸ء تک)

وہ خوفناک میل ملاپ جو حکومت جمہوری مدینہ کے برباد کرنے کے لئے یہودیون اور مشرکون مین ہوا محض بے نتیجہ تھا - اور بیشک پیغمبر اسلام کا یہہ بہت بڑا معجزہ تھا - جہانتک ان سے ممکن ہوا انہون نے کوئی دقیقہ باقی چھوڑا تھا اور مخالفت کا کوئی افسون اٹھا نہ رکھا تھا - مگر یہہ ایک مسلم امر ہے کہ سانچ کو ہرگز آنچ نہین آتی - دنیا مین جتنے کام ہوتے ہین اگر ان کی بنا صداقت پر رکہی گئی وہ ضرور ایک زمانہ مین جاکر سرسبز ہوتی ہین خواہ ابتدائے زمانہ مین انہین چاہے جیسی دقتون کا سامنا کرنا پڑا ہو - اور جن کامون کی بنا کذب پر ہوتی ہے وہ چاہے آغاز مین کیسی ہی نشو ونما اختیار کرین لیکن انجام بخیر نہین ہوتا اور انجام بخیر کا ہر شخص خواہشمند نظر آتا ہے -

جتنی ہم نے اپنے گذشتہ صفحون مین ان کی مخالفت کا ذکر کیا ہے وہ بہت ہی مختصر بیان ہے کیونکہ ہمنے ان جزوی مخالفتون کو چھوڑ دیا جو روزمرہ نئی نئی صورتین پیدا کرتی تھی اور جن کا ذکر اور مورخون نے بھی بہت کم کیا ہے گو اسلامی تاریخون کے سنہری صفحے ان جزئیات سے بھی پر ہین - مین نے حتے الوسع ان ہی مخالفتون کا ذکر کیا ہے کہ جنکو مخالفین اسلام نے بھی اپنی تاریخون مین نقل کیا ہے اور وہ بھی گردن تسلیم خم کرتے ہین گو کہین کہین اپنا مطلب نکالنے کے لئے اصلی واقعات کو اپنے انشاپردازی کے پیچیدہ پہلو مین پہنانے کی کوشش کی ہے مگر مبصر کی آنکھ سے ان کا یہہ بنیا

بنایا ہوا کام سب بگڑ جاتا ہے اور اس جھوٹی اور مصنوعی پوشش کی اصلی کہل جاتی ہے کہ جو وہ اصلی واقعات کو پہناتے ہین ؎ شعر

زیر جامہ نہان کردہ برص لیکن بچشم اہل بصیرت برہنہ می آئی

اس شعر کے یہہ معنے ہین کہ میر دص اپنی برص چہپانے کے لئے جامہ پہنتا ہے تاکہ اس کا یہہ مکروہ اور دردآمیز مرض چہپ جائے لیکن اہل بصیرت کے آگے وہ بمنزلہ برہنہ ہونے کے ہے یعنے اہل بصیرت کو اسکے جامہ سے بہی دہوکا نہین ہوتا اور وہ ان کپڑون کے برقعون سے بہی چہپے ہوئے مرض کو دیکہہ لیتے ہین۔ اسیطرح عیسائی بہی اپنی پرزور انشاپردازی سے واقعات کو جہوٹ اور ظلم کی پوشاک پہنانا چاہتے ہین لیکن یہہ جامہ اہل بصیرت کے آگے ان کا کذب معاً کہل جاتا ہے۔

میرے خیال مین اگر کوئی ان مخالفتون کو دیکہے گا کہ جو رسول عربی سے کی گئین تو اسے معلوم ہوگا کہ ان شدید شدید مخالفتون پر کسی کا اپنی جگہہ قایم رہنا کتنا مشکل ہے۔ معمولی انسان کا تو کام نہین ہے ضرور کوئی نہ کوئی امتیازیہ درجہ ہوگا اور وہ ہی نبوت کا تسلیم کرنا چاہئے۔ یہہ دعوےٰ کہ کسی سے اتنی مخالفت نہین کی گئی نہ کسی نے اتنی عظیم الشان اصلاح خدا کی بادشاہت مین کی مشرقی مبالغہ اور بے نتیجہ گپ نہین ہے۔ بلکہ تمام دنیا کے مصلحون کے سوانح عمری کو بغور دیکہکر لکہا گیا ہے۔ پہر مین حیران ہون کہ مخالفین کو کیون چون وچرا کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔ اور وہ تعصب کا پردہ آنکہون سے اٹہاکر نہین دیکہتے مجہے ان لوگون کی حالت دیکہکر بہت ترس آتا ہے کہ وہ ظلمت کدہ میں پڑے رہین اور روشن میدان مین نہ آئین۔ یہودیون نے مشرکون سے ملکر سچے دین اور حکومت جمہوری مدینہ کو برباد کرنا چاہا نہ صرف اپنی تلوارون سے بلکہ اپنی تدبیرون اپنی سازشون اور اپنی دولت سے۔ ہر یہودی کا یہہ قول تہا کہ مین اپنے کو تباہ کردونگا لیکن محمدؐ کو آگے نہ بڑہنے دونگا وہ حضرت عیسےٰ پر بہولے ہوئے تہے۔

کہ پکڑکر صلیب پر چڑہا دیا اور کوئی ان کی پشتی لینے والا نہوا جن کی نسبت ہم بار بار مختلف موقعون پر لکہہ چکے ہین۔ یہان خدا کا بہروسہ تو بہت بڑا تہا لیکن رفقا اور جان نثارون کی تعداد بہی بہت بڑہ گئی تہی اور وہ ایک ایک بہادر بنفس دس دس کفار کے مقابلہ مین جی نہ ہارتا تہا۔

جب یہودی اور مشرکین قوت آزمائی کر چکے اور اپنی تمام قوتون کا صرف کر دیا تو اب وہ افسردہ خاطر ہوئے اور ان کی تمام امیدین ناکام ہو گئین۔ اس ناکامی نے ان کی کمر دن کو توڑ دیا اب وہ سرگردان یہہ تکنے لگے کہ کیا کرنا چاہئے۔

ان کی تو یہہ کیفیت ہوئی مگر غیر صحرائی قومین اسی خوفناک حملون سے مدینہ کی حدود پر دہاوا کر رہی تہین اور جو آسیب کہ صحرائی خوفناک قزاق شہر کے باشندون کو پہونچا سکتے ہین ان مین

ذرا کبھی نہ کی بنی کو ضرور رہا کہ ان صحرائی قوموں کی بہی پوری تادیب کی جائے اور ان خونون کا ان سے معاوضہ لیا جاوے جو وہ مدینہ کی حدود مین وقتاً فوقتاً کر جاتے تہے اور ان کے مونہہ مین خون لگ گیا تہا - مدینہ کی موجودہ صورت اس امر کی شاہد تہی کہ ان کے قابل رحم مظالم سے مدینون کو بچایا جائے اور ان کو ان بیرحمیون سے باز رکہا جائے -

کئی مہمین ان کی سرکوبی کے لئے روانہ کی گئین مگر وہ صحرائی بچے مسلمانون کے پہونچنے سے پہلے کہین کے کہین بہاگ جاتے تہے اور ہاتہہ نہ آتے تہے -

بنی لحیان جنہون نے نبی سے یہہ درخواست کی تہی کہ آپ چند آدمی ایسے بہیجدیجے کہ جو ہمین تلقین دین اسلام کرین اور اسلام کے کل اصول سمجہادین چنانچہ ان کی درخواست کے بموجب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چند مسلمان روانہ کئے جون ہی یہہ بیگناہ وہان پہونچے بنی لحیان نے سخت بے ایمانی اور ناانصافی سے انمین سے چند کو تو قتل کر ڈالا اور چند بیگناہ بیخبر مسلمانون کو مکہ والون کے ہاتہہ فروخت کر ڈالا - بنی پر ضرور تہا کہ ان مسلمانون کا انتقام بہی بنی لحیان سے لیا جاوے لیکن مصلحت وقت بنی لحیان کو کچہہ زمانہ تک بغیر سزا رہنے دیا لیکن وہ وقت اب آگیا تہا کہ ان کے شدید اور ناقابل معافی جرائم کی سزا دیجائے ۱؎ ان کو بتایا جائے کہ فریب سے بیگناہون کا قتل کرنا یہہ نتیجہ رکہتا ہے - اس سال کے ماہ جمادی الاول مین خود آنحضرت کی سرکردگی مین ایک ترپ بنی لحیان سے محمدیون کی انتقام لینے کے لئے روانہ ہوا - جون ہی بنی لحیان نے یہہ سنا کہ خدا کا نبی ہم سے مسلمانون کا انتقام لینے کے لئے آرہا ہے وہ سب بہاگ کر پہاڑون مین چلے گئے اور نبی اپنی امید کو پورا کئے بغیر واپس تشریف لائے تہوڑے دنون کے بعد غطفان کی ایک شاخ نے یکایک شہر مدینہ کے حوالی مین حملہ کیا اور کثرت سے اونٹ لیگئے اور اس شخص کو قتل کر دیا کہ جو وہان کا مہتمم تہا - مسلمان خبر ہوتے ہی ان کے تعقب پر دوڑے صرف چند جانور تو ان کے ہاتہہ لگ گئے لیکن بدو لوٹ کا بہت بڑا حصہ لیکر پہاڑون مین بہاگ گئے -

اسی عرصہ مین نبی نے سینٹ کیتہے رائن کے پادریون کو جو کوہ سینا کے قریب رہتے تہے وہ حقوق بخشے کہ جو عیسائیون کی سلطنتون مین بہی انہین نہ بخشے گئے تہے - کچہہ اسی گرجے کے پادریون اور عیسائیون کی خصوصیت نہ تہی بلکہ کل عیسائیون کو ان حقوق سے بہرہ ور ہونے کی اجازت تہی - اس آزادانہ بخشش پر زمانہ اسلام ہمیشہ فخر کریگا - اور یہہ مدام اسلام کے سچے انصاف اور آزادی برقرار رکہنے کی ایک نظیر سمجہی جائے گی -

۱؎ ابن ہشام صفحہ ۷۱۸ - ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۱۴۳ - طبری جلد ۳ صفحہ ۲۷ -

دنیا کی تاریخ مین یہہ اولوالعزم بخشش ہمیشہ یادگار رہیگی - مسلمان راویون نے ایمانداری سے اس عہدنامہ کو اپنی قیمتی تصانیف مین نقل کیا ہے جس سے انتہا سے زیادہ نظر کی وسعت اور آزادگی قایم کرنے کا اول درجہ کا خیال معلوم ہوتا ہے - یہہ فرمان ہمین آگاہ کرتا ہے کہ نبی نے ان لوگون کو جو دین اسلام کے بالکل مخالف تہے ان حقوق سے امتیاز بخشا کہ جنہون نے اسلامی سلطنت مین انہیں محض آزاد بنا دیا اور وہ آزادی سے مسلمانون کی سلطنت مین زندگی بسر کرنے لگے - یہہ قرار دیا گیا کہ -

جو مسلمان ان باتون کی جو اس فرمان مین منضبط ہین مخالفت کرے یا ان پر عملدرآمد کرنے مین جی چرائے تو مسلمان خدا کے فرمان کا منکر سمجہا جایگا اور خدا کا بہت بڑا قصور وار تقصیروار ٹہریگا - اور گویا اس نے خدا کے دین کی حقارت کی -

نبی نے اپنے اور اپنے پیروان پر یہہ لازم کر لیا تہا اور ہر ایک مستنفس کو اپنے مین سے یہہ تاکید کردی تہی کہ ہمیشہ عیسائیون کی حفاظت کرین ان کے گرجاؤن کی دستگیری اور نگرانی کرین اور ان مکانون کی نگہداشت رکہین جہان پادری رہتے ہین - اور تمام نقصانات اور آفات سے ان کے سینہ سپر رہین - ان سے ہرگز ناموزون طریقہ سے ٹیکس نہ لیا جائے کوئی بشپ ہرگز اپنی بشپی کے عہدہ سے علیحدہ نکیا جائے کوئی عیسائی کبہی اس بات پر مجبور نکیا جائے کہ وہ اپنے دین کو ترک کردے - کوئی مانک اپنے عہدہ سے برطرف نکیا جائے کوئی عیسائی زائر اپنے معبد کی زیارت سے کبہی نہ روکا جائے نہ عیسائیون کے گرجے کبہی اس خیال سے کہ ان کی جگہہ مسجدین

قایم کی جائین منہدم کیئے جائین نہ ان کی تعمیری صورت کو
بصورت مسجد بنایا جائے۔ جب مسلمان عیسائی خواتین سے
شادی کرین تو ان کا فرض ہے کہ انہین اپنے دین کے ارکان
ادا کرنے یا اپنی مذہبی عبادت کرنے کی محض آزادی دیدین جس
طرح ان کا جی چاہے وہ عبادت کرین ہرگز ان کو نہ روکا جائے
اور اس مین انہین نہ کوئی تکلیف دیجائے جس سے وہ اپنی مذہبی
عبادت نکرسکین نہ انہین مجبور کیا جائے کہ ان کے ارکان
دین مین خلل پڑجائے۔ اگر عیسائی اپنے گرجون یا خانقاہون کی
مرمت کے لئے یا اور مذہبی ضروریات پورا کرنے کے لئے
روپیہ وغیرہ کے ضرورت مند ہون تو مسلمانون کو چاہیے کہ
ان کی مدد کرین۔
یہہ مدد کرنا وہ اپنا مذہبی اصول نہ سمجھ لین بلکہ اسکو ضرور سمجھین
کہ ہر ضرورت مین ان کی مدد کرین اور ان کی مصیبت مین شریک
ہون۔ اور ان قواعد واحکام کی پیروی کل مسلمانون پر فرض
ہے کہ وہ خدا اور اس کے نبی کی طرف سے سمجھ کر ان احکام
پر عمل کرین۔ اگر مسلمان باہر عیسائیون سے جنگ کرنے مین مشغول
ہون تو انہین لازم ہی کہ وہ ان عیسائیون سے کچھ حقارت سے
پیش نہ آئین کہ جو ان مین زندگی بسر کرتے ہین۔ اگر کوئی مسلمان

بُرے طور سے ایک وقت میں عیسائی سے پیش آیا تو گویا اس نے نبی کے احکام کی مخالفت کی

جب شخص کی نظر میں کچھ بھی انصاف ہے جس نے کبھی بھی دنیاوی تہذیب کا حصہ لیا ہے وہ
خوب جانتا ہے کہ اس طبیعت اور اس مزاج کا شخص کس درجہ کا سمجھنے کے قابل ہے - اور اسکی
شرافت کی بابت کیا اندازہ ہو سکتا ہے - نبی کو اس زمانہ میں ان عیسائیون کو نیست و نابود کرنے
کی جو ہمہ وقت لڑائی میں تھے پوری قوت تھی مگر ایسی حالت مین ان کے حقوق کی پوری پوری نگہداشت
کی گئی اور ان کا اسقدر لحاظ و مدارات کی جیسے کوئی اپنے دوستون کی کرتا ہے - پھر یہہ کب واقع ہوا
کہ اپنے دشمن کے نفس کا نام ایذا اور بہہ تہذیب الفاظ سے یاد کیا جائے اور اس کی شان مین
بیہودہ کلمے کہے جاوین - اگر حالت کمزوری مین یہہ فراق دیا جاتا تو دشمن ضرور یہہ
کہتے کہ یہہ حالت احتیاط کی تھی اب کیا حالت ہے تو یہہ کہنا ضرور ہوا کہ نبی کی فطرت ہی مین رحم بھرا
ہوا تھا - جو ہر حالت مین رحیم تھا اور جس نے اپنے دشمنون پر سدا عنایت و مہربانی کی -

تو مرد زور دعوت ہمت شان توانی کہ خون لے دست

اس سے بہتر اور کیا ہو گا کہ جو ثمامہ جیسا بیباک سردار اپنی قوم کی آزادی اور زندگی کے
لئے بھرتے تھے - آپ نے نہایت نیک روشن ہونے کی یاد دلائی تمام صفتین جو فطرت انسانی مین ممکن ہو
سکتی تھین وہ اپنے یار اور دشمنون پر کرم دکھاتا بلکہ ان کی زار حالت پر غم کے آنسو بہاتا
جس نے اپنے مخالفون پر زیادہ رحم کیا اور ان کی بھلائی چاہی وہ ہمارا نبی آخرالزمان محمد مصطفی
صلی اللہ علیہ وسلم تھا - جس کے دماغ مین وہ صفتین تھین جو انسانی دماغ انتہا درجہ کا شائستہ اور
عالی منزلت ہو جاتا ہے ملی ہوئی تھین اور وہ صفتین رحم اور انصاف تھا -
لیکن رحم و انصاف کی دو صفتین گو اکثر دماغون مین نکلین گی لیکن ان کی پوری فطرت کا جلوہ
ہمارے نبی عربی ہی کے دماغ مین تھا -
جس زمانہ مین کہ مسلمان صحرائی عربون کو تادیب کر رہے تھے اور انھین دین اسلام کی چاشنی چکھا نا
چاہتے تھے اسی وقت ایک عرب گرفتار ہو کر آیا - یہہ بھر مدینہ لایا گیا نبی نے اس شفقت سے اس سے
برتاؤ کیا کہ وہ شیفتہ بن گیا اور ایک با وفا جان نثار خادم نبی کا ہو گیا - جب یہہ اپنی قوم مین گیا
تو اس نے اس رسد کے سلسلہ کو بند دیکھا کہ جو یمامہ سے مکہ معظمہ جایا تھا لیکن باہمی جنگون سے
بند کر دیا گیا تھا -
اب جبکہ عرب مدینیون کو زیر کرنے سے تنگ آ گئے تو انھون نے نبی کی خدمت مین التجا کی کہ ہمارا

یہہ رستہ کھل جائے۔ اور اس شخص نے یہی سفارش کی کہ جو مدینہ سے ابہی مسلمان ہوکر گیا تہا آنحضرتؐ نے سب کا قصور معاف کردیا اور ان کو ان کی مرضی کے موافق اجازت دیدی۔ اور حکم دیدیا کہ جس چیز کی ملیون کو ضرورت ہو اور یہان وہ جانا چاہین آزادی سے جائین اور تجارت کرین۔

دو مثالین محمدؐ کے رحم کی جو ہم ذیل مین درج کرتے ہین ایسی مثالین ہین کہ جنسے عدوئے اسلام بہی بول اٹہے گا کہ نبی عربی کے برابر کوئی زیادہ رحیم ہوگا۔

پہلی مثال یہہ ہے کہ آپ کی صاحبزادی حدیبیہ کے عہد و پیمان کے بعد مکہ سے آرہی تہین۔ آپ اونٹ پر سوار تہین اور اپنے قافلہ سے کسی قدر آپ کا اونٹ آگے بڑہ آیا تہا۔ ایک قریش کا نام ضرار تہا رستہ مین ملا اسے نبی اور اس کے بیروان یا اس کی اولاد سے جانی دشمنی تہی اس نے بیگناہ مظلوم خاتون پر نیزہ چلایا اور اس کے جگر مین بہونک دیا۔ وہ عصمت پناہ بے گناہ خاتون نیچے آپڑی اور فوق سے دم نکل گیا جب مکہ کی فتح ہوئی تو اس قاتل خاتون کے نام کا ڈہنڈورا پٹوایا گیا کہ جو کوئی اسے گرفتار کرکے لائیگا اسے یہہ انعام ملے گا۔ کچہ دن تو وہ روپوش رہا لیکن بعدازان وہ خود۔ رسول اللہ کے سامنے چلا آیا اور اس نے محمدؐ کے رحم پر اپنے کو چہوڑ دیا اس مجرم کا گناہ عظیم الشان تہا۔ اور یہہ اسکا کام اشد تہا مگر زبان یا مضرت ذاتی تہی ہر طرح سے وہ قابل قتل تہا لیکن رسول مقبول نے اسکا خون بخشدیا۔ اور اسکو آزادی دیدی گئی۔

وہ یہودن جس نے خیبر مین نبیؐ کو زہر دینے کا قصد کیا تہا گرفتار ہوکر چہوڑ دیگئی اور عکرمہ ابوجہل کا بیٹا جونبی کا انتہا درجہ کا جانی دشمن تہا بخشا گیا

ایک قوم سیحی بدعون کی (بنو کلب) جو دومتہ الجندل مین بستی تہی لوٹ مار کرنے کے لئے مدینہ کی حدود مین معلوم ہوئی۔ ایک مہم ان کے پاس روانہ کی گئی کہ وہ اسلام قبول کرین اور اپنا یہہ ناانسانیت کا پیشہ قزاقی چہوڑ دین اور خدا کے رحیم بندون مین سے ہوجائین جب آپ اس کپتان سے جو اس چہوٹی سی مہم کا افسر تہا یہہ فرما رہے تہے اسی وقت یہہ کہکر آپ نے یہہ الفاظ بہی استعمال کئے جو آپ ہمیشہ اپنے ہر سردار فوج سے فرمایا کرتے تہے کسی حالت مین ناانصافی اور فریب نکرنا۔ نہ کبہی بچہ کو قتل کرنا ف۔ یہہ محمدؐ کے رحم اور انصاف کی کافی شہادت ہے کہ

ف ابن ہشام صفحہ ۹۹۲۔ عربی پیغمبر کی ان ہدایتون کو اور حضرت صدیق اکبر کی ان تاریخی الفاظ کو جو یزید ابو سفیان کے بیٹے کو قسطنطنیہ بہیجتے وقت کی تہین اسرائیلیون کے پیغمبر کی ہدایات سے مقابلہ کرو اسرائیلیون کے پیغمبر فرماتے ہین۔ اب جاؤ اور عمالیق کو ہلاک کرڈالو جو کچہ ان کے پاس ہے سب کو تباہ و برباد کردینا ایک چیز بہی ان کی نہ چہوڑنا بلکہ دونو عورتون اور بچون کو قتل کرڈالنا شیرخوار اور معصوم ننہے بچہ کو بہی نہ چہوڑنا نہ بیل نہ بہیڑ نہ اونٹ نہ گدہا۔ اسامہ ۱۵۔ ۳۔ بالکل نوجوان اور بوڑہے کو قتل کرڈالو نہ اماؤن بچیون نہ ان کے بچے بچیان اور نہ عورتین ۶۔ ۹۔ اخرکو منصف مزاج اسرائیلیون کے پیغمبر اور نبی عربی کی ہدایات کو ملاحظہ کرسکتا ہے اور اس سے یہہ بخوبی اندازہ ہوسکتا ہے کہ سچے رحم اور اصلی اسلام کا بانی کون ہے اور کس نے دنیا مین رحم کی بنیاد قایم کی۔

آپ ہر مہم کے افسر کو خوب تاکید فرماتے تھے کہ خبردار کوئی مظلوم شخص نہ ستایا جائے عورتوں بوڑھوں بچوں کو ہرگز تکلیف نہ دی جائے۔ نبی کی یہہ قیمتی ہدایتیں دیکھنے اور توجہ کرنے کے قابل ہیں۔ کس نبی کو ایسی ہدایت کرنیکا فخر حاصل ہوا ہے اور کس نے اپنے دشمنوں سے اس رحم اور انصاف سے برتاؤ کیا ہے۔

آپ کے یہہ ہدایتی روشن الفاظ کہ جنہوں نے اشد کفار کے دلوں کو پگلا دیا تھا یہہ ہے۔ اُن مصائب اور تکالیف اور مظالم کا انتقام لینے میں جو ہمارے دشمن ہمپر کریں یہہ باتیں دیکھنی فرض ہیں اور ان پر عملدرآمد کرنا ہر فوج کے افسر کو لازم ہے۔ حضور نے اُس لشکر کے سردار کو آپنے یہہ تاکید کی تھی جو قسطنطنیہ والوں کے مقابلہ کے لئے بھیجا گیا تھا۔

"بیگناہوں کو نہ ستانا۔ نہ گوشہ گزین لوگوں کو کچھ تکلیف دینا۔ عورتوں کو ہمیشہ اپنے رحم میں سے حصہ دینا۔ اس بچہ کو جو ماں کی چھاتی سے لگا ہوا ہو کبھی ...... آنکھ بھر کر بھی نہ دیکھنا۔ ان لوگوں کو بھی نہ ستانا کہ جو مریض ہوں یا بستر پر پڑے ہوئے ہوں۔ لوگوں کے بنے ہوئے گھروں کو مت ڈھانا۔ نہ اُن کی روزی کے وسائل کو تباہ و برباد کرنا۔ نہ ان کے میوے دار۔ درختوں کو ہاتھ لگانا نہ خرمے کے درختوں کو آنکھ بھر کر دیکھنا"

خدا نے جسکو ذرہ برابر عقل اور انصاف دیا ہے وہ ان احکام سے نبی کے رحم اور عدل کا بخوبی اندازہ کر سکتا ہے اپنے دشمنوں کا بھی ایسا پاس تھا۔ نبی کی کبھی یہہ خواہش نہیں ہوئی کہ اپنے دشمنوں کو ایذا پہونچاؤں اس نے کبھی کسی پر حملہ نہیں کیا اس نے کبھی مقابلہ میں پیش قدمی کرکے صف آرائی نہیں کی۔ وہ اپنے مخالفوں اور جانی دشمنوں کی مصیبت ناک حالت دیکھکر آنسو بہاتا تھا یہہ اسی آخرالزمان نبی کی شان تھی کہ جس نے اپنی بیٹی کے قاتل کو جب قاتل اسکے قبضہ میں آچکا تھا چھوڑ دیا اور کہا جا رحم کا پیشہ سیکھ۔ ہم مسلمان ہیں ہمارا ایمان بھی ہے کہ ہم اور نبیوں پر ایمان لائیں اور انہیں سچا نبی جانیں۔ لیکن یہہ بھی ہمارا ایمان ہے کہ ہم اپنے نبی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو آخرالزمان نبی سمجھیں اور اوس کی نسبت یہہ ایمان رکھیں۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

بیشک آپ سب نبیوں میں ممتاز تھے اور افضل تھے میرا یہی مذہب ہے اور میں اسی پر فخر کرتا ہوں یہہ مثالیں جو میں نے نبی کے رحم کی دی ہیں اور آگے دونگا ان نبیوں کے احکام سے جو پہلے گزر گئے

ان مین بہت فرق ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کا یہہ اثر تہا کہ آپ کے بعد خلیفہ اول حضرت صدیق اکبر نے اپنے نبی کی تقلید کی اور اپنے کپتان سے یہہ کہا۔

"ان لے بتہ یدیکم اسباب پر یقین لاؤ کہ ہرگز اپنے آدمیون کو تکلیف دینا نہ ان پر ظلم کرنا۔ نہ انہین بے آرامی دینا۔ لیکن اپنے نام کا مردن ہن انہین اپنا جلیس اور انیس بنانا ان سے ہر کام مین مشورہ لینا۔ اور وہی کام کرنا کہ جو انصاف اور درستی پر مبنی ہو لیکن جو لوگ بدنام ہینگے وہ کبہی نجات نہ پائینگے۔ جب تم اپنے دشمنون سے ملو اپنے آپکو دلیرون کی طرح بناؤ اور ان سے اپنی پشتین نہ پہیرو۔ اور اگر تم کو فتح حاصل ہو۔ چہوٹے بچون کو نہ قتل کرنا نہ بوڑہے آدمیون کو نہ عورتون کو خرمے کے درختون کو برباد نہ کرنا۔ نہ کسی اناج کے کہیت کو جلانا۔ میوے دار درختون کو نہ کاٹنا۔ نہ مویشیون کو کچہ نقصان پہونچانا ہان وہان تک کہ وہ تمہاری خوراک کے لئے کافی ہون یعنے اپنی خوراک کے لئے صرف ذبح کرنا۔

جب کبہی تم کوئی عہد و پیمان اور معاہدہ کرو تو اسپر برقرار رہو اور ہرگز اس سے نہ پہرو اور جو تم نے اقرار کیا ہے اسی پر ثابت قدم رہو جب آگے جاؤگے تمہین ایسے مذہبی لوگ معلوم ہونگے کہ جنہون نے دنیا سے کنارہ کشی کرکے خانقاہون مین اپنی بود و باش اختیار کی ہے اور اپنے کو خدا کا بندہ کہتے ہین اور یہہ کہتے ہین کہ جس راہ پر ہم چل رہے ہین وہی خدا کا راستہ ہے ان کو ہرگز قتل نہ کرنا و ان کو ان ہی کی جگہہ چہوڑ دینا۔

ان ہدایات کو عیسائیون کی خوفناک اور خونی ہدایات سے مقابلہ کرو تو تمہین معلوم ہوگا کہ کیتہلک پروٹسٹنٹ۔ اور یونانی لوگون نے سینٹ لیک ٹین ٹس کے زمانے سے کوے نین ٹرس کے زمانہ تک کیا کیا غضب ناک آفتین برپا کین۔

شہزادہ امن کے مقلدون نے نوجوانون بوڑہون بچون عورتون کو بغیر کسی تفریق کے جلا دیا قتل کر ڈالا تباہ و برباد کر دیا اور وہ وہ مظالم توڑے کہ جو ناگفتہ بہ ہین۔ اس کے دینوی قایم مقامون نے جنہین پوپ۔ مجتہد۔ بشپ۔ پادری۔ پریسبائی ٹرون نے خود ہی بڑے بڑے سنگین جرم کئے اور اپنے معتقدین کو ہدایت کی کہ وہ خدا کی بادشاہت مین ناقابل معاف ظلم توڑین اور ہانتک ہو لوگون کو برباد کرین۔ ببین تفاوت راہ از کجاست تا بکجا۔

تمام تاریخی واقعات کو بدل جانا اور سچی باتون کو مٹانا یہہ انسانیت نہین ہے - عیسائی نبی عربی کے رحم مین کلام کرتے ہین وہ پہلے اپنے گریبانون مین منہ ڈالکر اپنے پیشواؤن کے قتل و غارت اور شدید شدید بیرحمیون کو دیکہین تو انہین معلوم ہوگا کہ جو بیرحمی کا الزام وہ نبی عربی پر عاید کرنا چاہتے ہین ان ہی کی تاریخ کے مطابق ان کے پیشوا اس قسم کے مظالم مین ید طولے رکہتے تہے جو الزامات کہ نبی عربی پر قایم کئے جاتے ہین ان کی بنیاد محض غلط واقعات پر مبنی ہے - اگر نبی عربی کے سچے واقعات اور زندگی کے اتار چڑہاؤ پر نظر ڈالی جائے گی تو انہین کہلے گا کہ دنیا مین یہہ نبی ہی کی شان تہی کہ جس کے رحم مین انصاف برابر کا ملا ہوا تہا -

کانون سے ان گٹون کو نکال ڈالو کہ جو تمہین نیک اور سچی باتین سننے سے باز رکہنا چاہتے ہین ان پردون کو اپنی آنکہون پر سے اٹہا دو کہ جو تمہاری نظرون کو روشن منظر دیکہنے سے مانع آتے ہین اپنے دلون کو طرح طرح کی جہالتون اور حسدون سے صاف کرو اور اسے ان نقوش کے قبول کرنے کے قابل بناؤ کہ جو انصاف اور عدل پر مبنی ہین پہر ہم تمہین دکہائین کہ جو کچہہ ہم نبی عربی کی نسبت لکہہ رہے ہین وہ بالکل صحیح ہین ان مین ذرا بہی فرق نہین ہے - یہہ خوب سمجہہ لو کہ اس تمہاری ناانصافی اور ہٹ دہرمی کا زمانہ ختم ہونے کو آیا اور ایک دن تمہین فنا حاصل ہوگی اتنی سی زندگی کے لئے اگر تعصب اور نا منصفی ہی کو اپنا اوڑہنا بچہونا بنایا تو دنیا مین آنے کا نتیجہ ہی کیا ہوا - زمانہ کیا بازی ہمارے ساتہہ کر رہا ہے اور ہماری کیسی غفلت ہے -

زمانہ بہر تو تابوت می دہد سامان * تو خود ز گوشہ مسند فرو نمی آئی -

اس سال کے ماہ شعبان مین (نومبر - دسمبر ۶۲۶ع) ایک مہم بنی مصطلق پر بہیجی گئی تہی یہہ لوگ اتبک مسلمانون سے متفق تہے اور جو کچہہ عہد و پیمان کیا تہا اس پر ثابت قدم تہے - مگر ایکا ایک وہ اپنے سردار حارث بن ابی ضرار کے اغوا مین آگئے اور انہون نے عہد شکنی کرکے حوالی مدینہ پر تاخت و تاراج شروع کی - اور پہر مسلمانون کو ستانا اور ان کا اسباب لوٹنا اپنا پیشہ سمجہہ لیا - یہہ مہم بالکل کامیاب ہوئی اور بہت سے قیدی گرفتار ہوکر آئے انہین حارث کی بیٹی جویریہ بہی تہی *

ہجرت کو پورے چہہ برس ہوگئے تہے کہ صرف اپنے ایمان کی حفاظت کے لئے مسلمانون نے اپنے مکہ اور اپنے پیارے گہرون کو چہوڑ دیا تہا - عجیب و غریب نبی عربی کے قیمتی اقوال سننے کے لئے لوگ عرب کے اکثر حصص سے جمع ہونے لگے اور انہون نے نبی کی ایک ایک بات دریافت کی - اور آپ کے صحابہ سے آپ کے بابت طرح طرح کے سوالات کرنے شروع کئے - لیکن ہنوز مہاجرین کا دل

* ابن ہشام صفحہ ۷۲۰ ع - ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۱۹۲ -

وطن میں دوبارہ جانے اور رہنے کے لئے پھڑک رہا تھا۔ وہ حسرتناک نگاہوں سے اپنے وطن کو دیکھتے اور انہیں دلی پاک جذبہ انہیں جاکر رہنے کے لئے ہر وقت نئے رنگ اور نئے جوش میں اٹھتے تھے۔ وہ اس ہولناک اور قہر آلود وقت کو یاد کرتے تھے کہ جب ان ہی کے ہموطنوں اور پڑوسیوں نے انہیں ان کے گھر سے نکالا۔ انہیں شہر بدر کیا اور ان پر کیا کیا ستم نہیں توڑے ہیں۔ انہیں خانۂ کعبہ کی احاطہ سے باہر کر دیا۔ انہیں مکہ کی سرحدوں میں قدم رکھنے کی اجازت نہ دی۔ اس پاک اور خدا کی زیارت سے جو ہر سال ہوا کرتی تھی وہ چھ برس سے محروم تھے۔ تمنا اور جوش نبی عربی کے دل میں بھڑکیلی آرزوؤں اور اٹھتی ہوئی امنگوں سے اٹھ رہا تھا کہ پھر ایک دفعہ ہم میں اپنے وطن مالوفہ کی سرزمین پر پھر قدم رکھوں اور مکیوں کو دین حق کی تماشا دکھاؤں ان کو جھوٹے خداؤں کی پرستش سے روکوں اور سچا راستہ حقیقت کا بتاؤں۔ کعبہ کا تعلق کل عرب اقوام سے تھا، پھر تھا مگر خصوصاً قوم قریش کی حفاظت میں یہ متبرک مقام تھا اور قانون ملکی کے لحاظ سے کسی پابندی انہیں کرنی جائز نہ تھی وہ دشمن کو بھی نہ روک سکتے تھے جو کعبہ میں عرب ... عبادت کے لئے آئے ہوں یعنی دشمنوں کو بھی اجازت تھی کہ وہ زیارت کعبہ کے لئے آئیں۔

حج کا زمانہ قریب پہونچ گیا نبی عربی نے اپنا ارادہ متبرک مقامات کی زیارت کے لئے جانے کا ظاہر کیا ایک ہزار آدمیوں نے فوراً جواب دیا اور عرض کیا کہ بیشک زیارت کے لئے چلنا چاہئے یہ سنتے ہی نبی عربی نے تیاری کرنی شروع کی اور بہت جلد سامان سفر تیار ہو گیا۔ سات سو آدمی انصار اور مہاجرین میں سے تیار ہوئے کہ کعبہ کی زیارت کو روانہ ہوں یہ کل نہتے تھے[۳] قریش ابھی اپنی اسی دشمنی پر تلے ہوئے تھے اور ان کی مخالفت کے غضب ناک شعلے ہنوز بھڑکے ہوئے تھے۔ یہ لوگ ابھی تک ... ایک عظیم الشان لشکر ... مسلمانوں کو روکیں لیکن جب انہوں نے یہ سنا کہ مسلمانوں کا ارادہ زیارت کا ہے ... شہر میں چلے آنے تاکہ تمام زیارتوں کے رستے مسلمانوں کے لئے روکیں اور انہیں کسی مقام کی زیارت نہ کرنے دیں انہوں نے سختی سے قسم کھائی کہ نبی یا اس کے پیروان کو ہم ہرگز یہاں داخل نہ ہونے دینگے اور ان کا قدم اس سرزمین پر نہ آنے دینگے۔ نبی نے جس مسلمان کو ان سے اجازت لینے کو بھیجا تھا اسکے ساتھ انہوں نے سخت بدسلوکی کی اور اس کا ... ناحق تباہ کیا۔

ان کا ایک گروہ ... کی ... سلمان آئے ... اسکو قتل کرنا ...

---

[۱] طبری جلد ۳ صفحہ ۸۸ ... صفحات ...

[۲] ... وغیرہ وغیرہ

[۳] ابن ہشام صفحہ ۷۴۰ طبری ... صفحہ ۲۰ ... ایک ہزار چار سو آدمی بیان کرتا ہے۔

اُنہوں نے نبی پر بہی تیر اور پتھر برسا ڈالے جب نبی نے دیکہا کہ مشرکین راہ پر نہیں آتے اور اپنے غصہ میں ویسے ہی شدید اور سخت ہیں تو آپنے فرمایا کہ میں ان ہی شروط پر معاہدہ کرتا ہوں کہ جو شرطیں تم پیش کر دینی اور آپکے ساتہی سب سنتے تہے - اور قانون ملکی کے موافق جنگ بہی نہو سکتی تہی کیونکہ حج کرتا تہا اسلئے آپ نے ان ہی کی مرضی پر فیصلہ کرنا چاہا - بڑی دقت اور مشکل کے بعد یہہ عہدنامہ ہوا - کہ تمام لڑائی جہگڑے دس برس تک بند ہیں - اور جو شخص نبی کے پاس قریش میں سے اپنے محافظ اور سردار کی بغیر اجازت آوے اُسکو قریشیوں کے حوالہ کر دیا جائیے لیکن جو شخص مسلمانوں میں سے مکیون کے پاس چلا جاوے واپس نہ کیا جائیگا - اگر کوئی قوم مسلمانوں یا قریشیوں سے اتحاد اور میل جول کرنا چاہیگی تو وہ محض آزاد ہے اسے کوئی مانع نہ آوے - اور مسلمان بغیر آگے بڑہے حج کرکے واپس پہر جائیں - اور وہ اس آئندہ سال میں مکہ آئیں لیکن سوائے سفری ہتیاروں مثلاً نیام دہی ہوئی تلواروں کے - اور کچہ لیکر نہ آئیں [2]

وہ معاہدہ اور عہد و پیمان جو قریشی نبی نے کیا تہا نہایت اولوالعزمی اور عالی منشی سے اہم ثابت قدم رہے لیکن آپ کے محرک پیروان میں کسیقدر ناراضی پہیل گئی اس لئے کہ مشرکین نے ان بیگناہوں پر جو جو مظالم توڑے تہے ان کے دلوں پر نقش ہو رہے تہے ان کا دل ناواجب جور و تعدی سے چور ہو گیا تہا اور ابتک وہ خونی زخم ہرے تہے جو مشرکین نے اپنے بہالوں اور تیر کے تیروں سے ان پر یا ان کے دوستوں پر لگائے تہے قریشیوں نے عہدنامہ کے بموجب نبی سے ان مسلمانوں کو طلب کیا کہ جو اپنے پیارے نبی کے پاس ہتے

[1] جب انہیں سے چند آدمی گرفتار ہوکر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے گئے تو آپ نے ان کا قصور معاف کر دیا اور انہیں چہوڑ دیا - ابن ہشام صفحہ ۷۴۹ - رسول مقبول نے عثمان کو دوبارہ اجازت لینے کے لئے بہیجا تہا لیکن انہوں نے انہیں محبوس کر دیا - مسلمانوں کو یہہ گمان ہوا کہ شاید حضرت عثمان کو قتل کر ڈالا ہے اس خیال سے وہ غضبناکی میں آکے اور وہ سب نبی کے گرد جمع ہوگئے اور سختی سے انہوں نے قسم کہائی کہ ہم عثمان کا انتقام مکیوں سے ضرور لینگے - ابن ہشام صفحہ ۷۴۶ - میور صاحب جلد ۴ صفحہ ۲۳ -

[2] ابن ہشام صفحہ ۷۴۷ - ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۱۵۶ - یہہ اسی موقع کا ذکر ہے کہ قریشیوں کی طرف سے ایک قاصد نبی عربی کے کیمپ میں آیا اس جمیعت اور سچے اتحاد نے جو مسلمان اپنے نبی سے کرتے تہے اسپر بہت اثر کیا جب وہ واپس قریشیوں میں گیا تو اسنے کہا میں نے کسری - قیصر - اور نجاشی کو دربار میں جلوہ فرما دیکہا ہے لیکن میں نے انہیں سے کسی بادشاہ کو ایسا نہیں پایا کہ اس کے خدام پروانہ کی طرح اسپر سچے دل سے شیفتہ ہوں یہہ میں نے محمد ہی میں صفت دیکہی ہے کہ کس بروسہ اور کس اعلے درجہ کے اعتقاد سے اسکے معتقد اسے گہیرے ہوئے تہے ان کی صورتوں اور نظاروں سے معلوم ہو رہا تہا کہ یہہ اپنے نبی پر جان نثار کرنی اپنی آرزو اور شادمانی سمجہتے ہیں - ایسی اطاعت اور خلوص نیت کی فرمانبرداری کی مثال میں نے کسی بادشاہ کے دربار میں نہیں دیکہی - ابن ہشام صفحہ ۷۴۵ - ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۱۵۴ - طبری جلد ۳ صفحہ ۸۰ - ابو الفدا صفحہ ۱۰ -

[3] مسلمانوں کو یہہ سخت ناگوار ہوا ہر وہ بہی گیلیلی کی مچہلی سے یاد آئیں کہ جنہیں نبی کو مجرمانہ حالت میں پہوڑ کر بہاگ گئے تہے ان کا نبی صلیب پر چڑہا دیا گیا [illegible] دور [illegible] ادا نہیں [illegible] ہیں [illegible]

...نے اونہین فوراً دیدیا باوجودیکہ بہت سے مسلمان اس کی مخالفت مین سرگوشی کرنے لگے
...ا جب آپ مدینہ واپس تشریف لیگئے تو آپنے صرف اس خیال سے کہ اپنے سچے دین کی چاشنی ان
...ون کو چکہاؤن کہ جو ابتک اس سے بے بہرہ ہین اور اس امن خیز دین کو دور دور پہیلاؤن
...لئے آپ نے اپنی پڑوس کی سلطنتون کے حکم انون کو قاصد بہیجے کہ وہ اسلام کے منادی کرنے
...ے کے ہاتہ سے جام ہدایت پئین – دو انہین بڑے بڑے نامور سلطان تہے – ایک ہرقل
...انیون کا بادشاہ اور دوسرا خسرو پرویز ایران کا کسری – جون ہی خسرو پرویز نے یہہ رقعہ
...یکہا کہ جسمین اُسے سوائے کسری عظیم کے دوسرا القاب نہ لکہا تہا وہ یہہ ہمسری کی تحریر دیکہکر
...ت ناراض ہوا اور اسے زیادہ غصہ اور بہی یون آیا کہ اسے دین اسلام کی دعوت کی گئی تہی اپنی
...تہذیب فطرت اور ناتراشیدہ عقل کے بموجب نبی اکرم کے اس الٰہی شقہ کو پہاڑ ڈالا اور قاصد
...نہایت ناانسانیت سے دربار کے باہر نکال دیا جب یہہ خبر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو پہونچی
...آنحضرت نے یہہ فرمایا خدا کسری کی سلطنت کے بہی یون ٹکڑے کر دیگا [1] – نبی کی یہہ پیشین گوئی
...ے صفحون پر ابتک لکہی ہوئی ہے ہرقل بڑی عزت اور خلق سے ایلچی سے پیش آیا اسپر عنایتیں
...ین اور رخصت کرتے وقت مہربانی آمیز ملائمت کا جواب دیا –

ہرقل نے شام سے روانہ ہونے کے قبل یہہ چاہا کہ مین ایسے شخص کی نسبت جسکی ہدایت کی آواز
بلند ہو رہی ہین اور جسنے مجہے رقعہ بہیجا تہا اور بہی زیادہ واقفیت حاصل کرون اسلئے اس نے
عربون کو جو غزا مین مقیم ہوئے تہے اپنے پاس بلا لیا – ان عرب تاجرون مین ابو سفیان بہی تہا
بہی نبی کا اسی درشتی اور تلخی سے دشمن تہا اور نبی پر ادہار کہائے بیٹہا ہوا تہا – ہرقل نے
عربی کے بابت جو جو اس سے سوال کئے اور اس نے جواب دئیے وہ معتبر روایتون مین
درج ہین – قریب قریب وہی سوال و جواب ہین جو جعفر برادر علی اور شاہ نجاشی مین ہوئے
ابو سفیان سے ہرقل نے دریافت کیا کہ محمد ؐ کے اصول مذہبی کیا ہین اس نے جواب دیا –
وہ ہمین ہمارے دستی خداؤن کی پرستش سے روکتا ہے اور اس کے مقابل مین کہتا
ایک خدا کی پرستش کرو – خیرات زکوٰۃ دینے کے لئے ارشاد کرتا ہے – اور صفائی – سچائی
لازمی بنانے کی تاکید کرتا ہے – زناکاری اور بدی سے بچنے کا حکم کرتا ہے – اور مکروہات
لوگون کو باز رکہنے کے لئے حکم دیتا ہے – پہر اس نے ابو سفیان سے سوال کیا اسکے معتقد
جاتے ہین یا ان کی تعداد گہٹتی جاتی ہے – اسنے جواب دیا کہ نہین اسکے معتقد علی التواتر بڑہتے
ہین اور جسنے اسکا دین قبول کر لیا پہر اسنے نہ چہوڑا ایسی صفت ان ہی لوگون مین دیکہی –

[1] اسلئے کہ ... صفائی سے صریح طور پر انکار کر ...

... صفحات ۱۲۴ و ۱۳ ...

دوسرا قاصد گیسے ناند شہزادہ کے پاس بہیجا کہ جو ہرقل کا جاگیردار تھا اور بوا بصرہ مین دشمن کے
پاس رہتا تہا بجائے اسکے کہ سفیر کی مدارات و خاطر کی جاتی اسی خاندان کے ایک عیسائی امیر نے اسے
قتل کر ڈالا اس ناواجب اور خلاف قانون قتل نے تمام مسلمانون کو آتش سوزان کی طرح بہڑکا
دیا اور یہی باعث مسیحی دنیا سے آیندہ مسلمانون کے جنگ کرنے کا ہوا جس کا بیان ہم آیندہ فصل
کرینگے۔ ہماری اس تحریر سے جو محض سچے واقعات پر مبنی ہے ایک منصف اندازہ کر سکتا ہے کہ نبی نے
کبہی از خود اپنے دشمنون سے بہی جنگ نہ کی جب تک کہ وہ خود عہد شکنی کر کے اسکے مقابلہ مین نہ آئے۔ جو
رحم کی مثالین کہ ہمنے بیان کی ہین یہہ ان بے تعداد رحمون کا خلاصہ ہے کہ جنہون نے دشمنون کو بہی جان نثار
دوست بنا دیا تہا۔ اب عیسائی مورخ مین نہین جانتا کن واقعات سے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی رحم
ثابت کرتے ہین۔ اپنی ہی پیاری بیٹی کا قاتل اور وہ اپنے ہی قبضہ مین ہو اور پہر اس کو صرف ذاتی مفت
سمجہکر رہا کر دیا جائے اور وہ ہی حقوق عطا کئے جائین کہ جو اپنی وفادار امت کو دئے گئے ہین جب
اس رحم کی فطرت پر نظر کی جائے گی تو اس سے کہلے گا کہ دنیا مین ایسی مثالین اول تو ملتی ہی نہین
اور جو کہین مل بہی گئین تو وہ ان ہی پاک انفاس کی ہون گی جو دائرہ اسلام مین تہے اور جن کے
قلب کو نور ایمان روشن کر چکا تہا اور جن کے دلون پر رسول عربی کے تعلیم کے پورے نقوش ہو چکے
تہے۔ جنہون نے اس مقدس ذات پر سنگ باری کی ان پر قبضہ پاکر بہی اس نے رحم کہایا اور کہین کبہی کسی
اذیت کا باعث نہین ہوا۔ جن لوگون نے کہ اس کے خلاف سازشین کین جن شریر الانفاس نے
اسکو اسکے وطن سے نکالا جن بیرحمون نے اسکو زخمی کیا غرض کوئی دقیقہ اس کو ستانے اور اسکے
قتل کی تدبیر کرنے مین اٹہا نہ رکہا ان پر سدا اس نے ایسی مہربانی کی ہے کہ جیسے شفیق باپ اپنے
نادان بچہ پر۔ اس کی غرض صرف اصلاح تہی وہ اصلاح جو روحانی مضرتین نہ پیدا ہونے دے
بہیشہ انسان کو آلام و مکروہات دینوی سے بچائے اس نے ہمین اپنی روحانی قوتون کے بڑہانے کا
طریقہ بتایا ہے اور ہمین وہ تہذیب سکہائی ہے کہ جو ہمیشہ ہر حالت مین ہمین سرخرو کریگی اور کرتی ہے
سختیان جنکی دشمنی کی حد ہو چکی تہی اور جس نے دس دس ہزار آدمیون سے مدینہ پر حملہ کیا اور اپنی
عداوت مین اس نے کچہہ بہی باقی نہ چہوڑا جو صرف نہ کیا ہو دولت سے حشمت سے بہادری سے لوگونکی
خوشامد و عاجزی کرنے سے ان کے آگے للو چپو کرنے سے مطلب یہہ کہ حتی الوسع اپنی کل قوتون کا صرف
اسیطرح محمدؐ کو کامیاب نہ ہونے دین اور اگر بس چلے تو قتل کر ڈالین ایسا دشمن ایسا بدخواہ
جب ہرقل نے اس سے سوال کئے ہین تو یون ہی کہتے ہین کہ وہ خدائے احد کی پرستش کے لئے ہدایت
کرنے اور ہمدردی کے لئے ارشاد کرتا ہے۔
کبہی دشمن نے یہہ الفاظ اپنے دشمن کی نسبت استعمال نہین کئے مگر محمدؐ کی...

صفات دشمنون کا دل بہی جبراً اپنی طرف کہینچتی تہین اور اہنین مجبوراً اصاف صاف بیان کرنا پڑتا تہا- وہان کچہ لاؤ لپیٹ اور فریب و دغا نہ تہی صرف ایک بات یہہ تہی کہ آؤ خدا کی پرستش کرو مین تمہین خدا کے احکام سنانے کے لئے آیا ہون ورنہ مین بہی تمہاری طرح ایک آدمی ہون اگر تم میری ہدایت کو مان لوگے تو تمہارے لئے دین و دنیا دونو مین بہتر ہوگا اور جو تم نے نہ مانا مین صبر کرونگا اور پہر خدا مجہمین اور تم مین فیصلہ کریگا-

صرف اس خدائے واحد کی پرستش کی ہدایت پر جن لوگون نے اس کے ساتہہ بدسلوکی کی اسکے قتل کی تدبیرین کین اوس کے معتقدین کو چہپ کر یا علانیہ قتل کر ڈالا اسپر پتہر برسائے تیرون کی بوچہاڑ کی- اس کی ہجو یہ نظم گلیون کے چہوکرون اور صحرائی بدوُن کو یاد کرادی اور اس پر طرح طرح کے حملے کئے پہر بہی وہ پاک نفس اپنے رحم اور انصاف پر قایم رہا اور اس نے اس شدید مخا پر بہی ہمیشہ رحم کیا اور اپنے دشمنون سے یہ شفقت پیش آیا یہ شفقت صرف اس کی رحیم فطرت کا صدقہ تہا- وہ ادبدا کر اپنے بدنصیب دشمنون کی زار حالت پر آنسو بہاتا تہا اور مدام اسکی یہہ آرزو رہتی کہ اس سے کسی کا دل آزردہ نہو- اسکی رحم کی تلوار نے لوگون کے دلون کو مسخر کر لیا جیسے اسکے صحابہ اسپر جان دیتے تہے کسی نبی کو یہہ خوش منظر دیکہنا نصیب نہین ہوا کہ ان کے دوست یون صدق دل سے ان پر جان نثار کرین-

جنگ احد مین جب وہ پاک نفس زخمی ہوا اور اسکے دوستون نے اسکو اس حالت مین دیکہا تو اس کو بد دعا مانگتے سنا "یا اللہ تو ان مشرکین عرب کو ہدایت کا رستہ دکہا تاکہ یہہ مجہے پہچان جائین ا پہر یہہ سرکشی نکرین وہ اس سے زیادہ رحم اپنے دشمنون پر کس نے کہا یا کہ ایسی حالت مین بہی ان کی ہد ہی کی طرف نظر رہی- اگر ہم تاریخی دنیا مین چراغ لیکر بہی ڈہونڈینگے جب بہی ہمین ایسی رحم مثالین نہین ملنے کی- سب سے بڑا عظیم الشان رحم جو ہمارے نبی کا ہے وہ بنی نوع انسان مین جو پہیلائی ہے- اگر حضرت عیسےٰ نے کسی مردہ کو زندہ کر دیا تو ہمارے نبی نے لاکہون بلکہ کرورون جو مردون کو زندہ کر دیا حضرت عیسےٰ نے جسمانی مردون کو زندہ کیا نبی عربی نے روحانی مردون قالبون مین روح پہونکی حضرت عیسےٰ نے دشمنون سے تنگ آکر اور ان کی تکلیفین نہ برداشت کر اپنے کو دشمنون کے حوالہ کر دیا اور عیسائیون کے مذہب کے موافق صلیب پر چڑہ گئے اور یون اپنا پ چہڑایا مگر محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسا نہ کیا ہمیشہ اصلاح مخلوق کے لئے اس نے گوناگون مص سہا اور طرح طرح کی تکلیفین اٹہائین لیکن جب تک اس نے یہہ اعلان نہین دیدیا کہ تمہارا دین مکمل ہوگیا یعنی تمہارے دین کی تکمیل ہوگئی باوجود مصائب ناواجب اور مظالم شاقہ کے بہی دین سے کنارہ نکیا- دنیا کی مصیبتون اور آفتون کو سہا بہادرانہ ان کے مقابلہ مین ثابت قدم رہا ب

ہے یا آلام و غموم کی [illegible] اور [illegible] دشمنون کی عداوت کی برداشت نہ کرکے دنیا سے جان
کرا ز خود [illegible] کا نام بہادری ہے جس نے اپنے ہی نفس پر رحم نہ کیا یا وہ دوسرے دن پر
کیا رحم کریگا [illegible] ان سب کی [illegible] تمام [illegible] اعلان نہین دیا
کہ [illegible] نعمت کی تکمیل [illegible] بیت المقدس [illegible] انہون
کرتے رہے اور [illegible]
عمر مین کچھ کیا ہی نہین [illegible]
معلوم ہوتا ہے کہ تکمیل [illegible]
تھے مین اسلئے [illegible] آنکی تکمیل
ہوئی جو [illegible]
مثال مین [illegible] کی [illegible] مین [illegible] جیسا رحم اور عدل ان
کی جیسا انصاف حالانکہ واقعات تاریخی مین [illegible] مثالین
ہین اس کا رحم [illegible] انصاف [illegible] زیادہ تھا اور اسکا
حسن بھی یوسف سے زیادہ [illegible] حسن [illegible]
پیغمبر قریشیون کے بہادرون [illegible] غرض کہ بعثت سے قبل ہی [illegible]
مین تکمیل پر پہونچی ہوئی تھین۔

ب سے وہ پیدا ہوا [illegible] ہوئی کبھی کسی حالت مین [illegible]
نہین کیا اگر کبھی دشمنون سے زیادہ [illegible] بشریت [illegible] ہوگیا
تو ان کی ان مین فوراً اس کا تدارک کیا اور وہ یہہ پڑھنے لگا الکاظمین الغیظ والعافین
عن الناس اگر اس نے کسی کو قتل کرنے کا حکم دیا تو یہہ بھی اس کے رحم کا بہت بڑا ثبوت ہے کہ ایسے
بد نفس آدمی کو دنیا سے مٹا دیا کہ جو اپنی شرارت سے انسانی زندگی کو تہ و بالا کردیتا اور جس
سے ہزارون بیگناہ جانین تلف ہوجاتین۔ اور یہہ قتل صرف اصلاح قوم اور اس ملک کے
لئے تہا بلکہ اپنی نفسانی مضرت پہونچنے پر نہ تہا اگر ایسا ہوتا تو ضرور وہ صاحب قدرت تھے
اپنی معصوم بیٹی کے قاتل کو قتل کرڈالتا حالانکہ اس نے ایسا نہین کیا اس سے معلوم ہوتا
ہے کہ بدذات باغی لوگون کا قتل دوسرون کی خاطر سے کیا جاتا تہا جو بہی اور اب بہی
ہر مذہب کسی قانون ملکی کسی سوراج مین یہہ نہین ہے کہ قاتلون کو سزائے موت نہ دی
جاوے اور اسے رحم و انصاف سمجھا جائے۔ پھر ایسی موٹی باتون پر اعتراض کرکے اپنی طبیعت
کی بھڑاس نکالنی انصاف اور تہذیب کا تو تقاضا نہین ہے۔ مخالف و موافق دنیا مین

دونو گروہ کہتے ہین کوئی کسی بات کا قایل ہے اور کوئی کسی بات کو مانتا ہے کوئی اس سے انکار کرتا ہے لیکن ایسے ہیسے کے بہوگے بہی موجود ہین کہ جو صریح باتون کو جہٹلانا چاہتے ہین اور چاند پر خاک ڈالتے ہین حالانکہ اپنے دلون ہین وہ خوب سمجہتے ہین کہ جو کچہہ ہم کر رہے ہین اور اپنی ناانصافی پر ثابت قدم رہنا چاہتے ہین اس سے علی التواتر ہمین ذلتون کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور اپنے ہی ہچشمون مین شب وروز خفت ہوتی ہے مگر اپنی ناتراشیدہ عقل کے بدولت اسی پیچہے رہتے ہین۔ ایسے لوگون سے ہمارا کلام نہین ہے مثلاً وہ وہ محمدؐ کی تواریخ کا اجمال" کی کتاب کا مصنف کہ جس کی اس تحریر پر اس کے کل ہم مذہبون نے اس کو برا کہا اور یہانتک کہ حضور لفٹنٹ گورنر صاحب بہادر پنجاب نے بہی یہہ لکہدیا کہ یہہ رسالہ مسلمانون کے دل دکہانے کے لئے لکہا گیا ہے اگر اسپر بہی اس ناپاک رسالہ کا مصنف یہہ خرافات بک کر اور اپنے ہم مذہبون ہی سے یہہ ذلت اٹہاکر پہر بہی نعلین ہی بجائے اور اپنی ناشائستہ تحریر پر فخر کرے تو وہ جانے اور اس کی شرم وغیرت۔ ایسے آدمیون کا عدم وجود برابر ہے۔ ہر مذہب کا یہہ قاعدہ ہونا چاہئے کہ اپنی تہذیب وشائستگی کی بانگی دکہائے اور دوسرے مذہب والون پر اپنی سچی تہذیب کا اثر ڈالے نہ کہ گالیان بک کر اور دوسرے مذہب کے پیشواؤن کو نا ملایم الفاظ کہکر اپنا دین منوانا اور اسطرح سے اپنے مذہب کی سچی تہذیب ظاہر کرنا زیبا ہے۔ ہمین اسباب مین جو کچہہ نبی عربی صلے اللہ علیہ وسلم کے رحم کے بابت لکہنا تہا لکہہ چکے مجہے امید ہے کہ خواہ ہندو ہو یا عیسائی یہودی ہو یا مجوسی جو شخص محض انصاف مدنظر رکہکر صاف دل سے پڑہیگا اسے کہل جائیگا کہ محمدؐ کا دل رحم اور انصاف دونو صفتون سے آراستہ تہا۔ اور یہہ صفتین اس مین درجہ تکمیل پر پہونچی ہوئی تہین۔ دنیا مین جس کی تعریف اس کے جانی دشمنون نے بہی کی وہ نبی ہوئی تہا۔

ساتوان باب

دین کی اشاعت

(سنہ ۷ ہجری مطابق ۱۲ - اپریل ۶۲۸ء سے پہلی مئی ۶۲۹ء تک)

باوجودیکہ یہودیون کو متواتر شکستین ہو چکی تہین اور وہ اپنی ہر کوشش مین ناکام ہوتے چلے گئے تہے مگر پہر بہی ان کی مخالفت کی وہی کیفیت تہی اور وہ اسی خوفناکی سے مسلمانون کے تباہ کرنے کی کوشش کر رہے تہے - کوئی دم اُنہین آرام نہ تہا - سوائے مخالفانہ تدبیرون کے ان کا کچہ اوڑہنا بچہونا نہ تہا - کئی بار انہین شکست پر شکست ہو چکی تہی ان پر رحم کیا گیا تہا انہین ان کی بد کرداری کی سعد کی طرف سے جنکے انصاف پر بنی قریظہ نے اپنے کو چہوڑا تہا قتل کی تادیب بہی دی جا چکی تہی لیکن پہر بہی ان کی سرکشی اور مسلمانون کے ستانے کی وہی حالت تہی خواہ نخواہ مسلمانون کی طرف سے ان کے دلون مین غبار بہرا ہوا تہا - یہودیون کا بچہ بچہ مسلمانون پر دانت پیستا تہا اور اس کی یہہ کوشش تہی کہ کوئی تدبیر ایسی ہو جس سے مین مسلمانون کو اذیت پہونچا سکون اُنہون نے اپنی بہونڈی عقلون کے بموجب یہی اپنا دین و ایمان سمجہ لیا تہا کہ کسی طرح مسلمان اور ان کے سردار کو ہم سے نقصان پہونچے - یہہ دشمن مدینہ سے شمال مشرق جانب چار دن کی راہ پر محفوظ گہاٹیون مین مقیم تہے ان مین سے خاص گڑہی کا نام النطاۃ تہا [illegible] ان سب گڑہیون کو خیبر کہتے تہے جس کے معنے قلعہ بند مقام کے ہین -

ان مختلف گڑہیون مین بنی نضیر اور بنی قریظہ کی چند شاخین آباد تہی جنہون نے یہان پناہ لی تہی وہ لوگ یعنے یہودی جو ہمیشہ سے یہان آباد تہے نبی اور آپ کے معتقدین سے انتہا درجہ کی کدورت رکہتے تہے اور اپنی قدرت کے موافق اپنی کوششون مین کامیاب ہونے کے لئے اُنہون نے کوئی کمی نہ کی تہی اور وہ اب تلخ تر دشمنی مین ڈوبے ہوئے تہے - خیبر کے یہودی بنی غطفان سے بدوی گروہ بادیہ گرد سے ساز و باز رکہتے تہے اور ان قومون سے بہی ان کی سازش تہی کہ یہ خانہ بدوش تہین اور مسلمانون کے خلاف کوشش کرتی تہین (۱) یہہ صحرائی خانہ بدوش بادیہ گرد بے تکے خیبر والون کے ارادون مین کامیابی دینے کی جان تہے - اول تو یہہ بادیہ نورد خود ہی یعنے بطور خود مسلمانون کے دشمن تہے دوسرے اب بہی اُنہون نے مسلمانون کے ستانے مین اپنا رنگ بدلا اور خیبر والون کے بہکانے اور اشتعال دینے سے مسلمانون کی مدینہ سے توجہ پہیرنے کے لئے پورے پورے آمادہ ہو گئے

(۱) کاسن ڈی پرسیول جلد ۳ صفحات ۱۹۴، ۱۹۳

ان کی سازشون اور مخالفتون کا خاتمہ کرنے کے لئے ایک ہزار چار سو آدمیون کی ایک مہم ماہ محرم مین خیبر پر روانہ کی گئی۔ یہودیون نے اپنے مددگارون کو بلا کر ایک زبردست جمعیت اپنی کرلی۔ مگر جونہی مسلمان قریب پہونچے تو یہودیون کا ایک گروہ تو اپنے قلعہ یا گڑھی مین چلا گیا۔ اور اپنے تمام مویشی وغیرہ خیبر سے اپنی پناہ کی جگہہ مین لیگئے اب دوسرا یہودی گروہ مسلمانون سے جنگ کرنے کے لئے تیار ہوگیا۔ مسلمانون کی طرف سے پہلے یہہ شرطین پیش کی گئین کہ تم پہلے یہہ معاہدہ کرو کہ ہم کسی قوم سے تمہارے خلاف نہین سازش کرینگے دوسرے امن قایم کرنے مین تمہاری مدد کرینگے تیسرے ہم کبھی بغاوت کا جھنڈا تمہارے خلاف بلند نہین کرینگے۔ اسیطرح سے اور بھی دو ایک معمولی شرطین تہین جو انہون نے منظور نہ کین اور ان کا سختی سے جواب دیا جب یہودیون نے امن قایم رکہنا منظور نہین کیا تو جنگ چھڑ گئی اور ایک گڑھی کے بعد دوسری گڑھی فتح ہونی شروع ہوئی اب صرف القاموس گڑھی رہگئی جو سب سے زیادہ مضبوط اور سخت تر تہی۔

آخر ایک شدید اور زور آور حملہ کے بعد یہہ بہی مسلمانون کے ہاتہہ مین آگئی جونہی القاموس کا فیصلہ ہوگیا پہر تو اور چہوٹی چہوٹی گڑہیون کا قبضہ مین آجانا کچہہ بات ہی نہ تہا انہونے نبی سے معافی چاہی فوراً ان کو معافی دیدی گئی۔ ان کی غیر منقولہ جایداد معہ ان کے مذہب کے ان ہی کے حوالہ کی گئی صرف اس شرط پر کہ تم ہمین اپنی حفاظت اور نگہبانی کرنے کا اپنی زمین کی پیداوار مین سے نصف دیدیا کرو کہ تمہاری ہر آفت اور بیرونی حملون سے ہم نگہبانی کرینگے اور تمہاری آزادی تمہارے مذہب کے ساتہہ ہمیشہ قایم رکہینگے۔ وہ سامان جو ان کا قلعون مین موجود تہا قانون جنگ کے موافق مسلمانون کے قبضہ مین آگیا۔ اور کل مسلمانون مین تقسیم کردیا گیا۔ تین حصے سوار کو دئے گئے اور ایک حصہ پیدل کو ملا(۱)

---

(۱) ابن ہشام صفحات ۷۶۳ و ۷۶۴۔ ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۱۵۹۔ یہہ قصہ محض لغو اور گہڑا ہوا ہے کہ کنعانہ بیہ چہپے ہوئے خزانون کے افشا کے لئے کس طرح کے عذاب اور قسم قسم کی عقوبتین توڑی گئین اس روایت کا کہین پتہ بہی نہین ہے غرض محض گہڑت ہے۔

نبی کے قتل کرنے کے لئے چند تدبیرین یہودیون نے کین جب آپ خیبر مین تشریف فرما ہوئے تو ایک یہودن نے کہانے مین جو آپنے نبی اور آپکے صحابہ کے لئے پکایا تہا زہر ملا دیا۔ ایک مسلمان تو چند لقمے کہاتے ہی فوراً جان بحق تسلیم ہوا۔ ہان نبی کی زندگی بچ گئی لیکن زہر کا اثر کچہ نہ کچہ آپکے حلق مین باقی رہا۔ اور یہہ آپ کی وفات تک آپکو درد دکہہ دیتا رہا اور اسی صدمہ مین آپ کی وفات ہوگئی۔ اس گناہ عظیم پر بہی رحیم الطبع نبی نے اس یہودن کا قصور معاف کردیا اور وہ اپنے لوگون مین بے سزا دئے چہوڑ دی گئی۔

طبری جلد ۳ صفحہ ۱۰۲۔ ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۱۷۰۔

کوئی مثال عیسائی یا یہودی اپنے نبیون کے رحم کی ایسی لے آوین جنہنے ایسی سخت مجرمہ کو بہی کچہ سزا نہ دی اور صاف چہوڑ دیا۔ یہان عیسائی مورخ کچہ نہین کہتے بلکہ انہون نے خاموشی اختیار کرلی ہے مگر چونکہ یہہ ان کی فطرت مین

ہجرت کے ساتوین سال کی اختتام پر پہنچا اور آپ کے پیروان نے پہر حج بیت اللہ کرنا چاہا۔ کیونکہ یہی وہ دن ہوتے ہین۔ جنمین تمام فتنہ و فساد کی باتین مٹ جاتی ہین اور چارون طرف امن قایم ہوجاتا ہے اس سفر کو مسلمانون کی تاریخ مین نہایت ادب سے بیان کیا گیا ہے۔ یہہ سفر بماہ مارچ ۶۲۹ء مین ہوا تہا۔ نبی دو ہزار مسلمانون کو ساتہہ لیکر مکہ کے حج کے لئے روانہ ہوئے اس زمانہ مین قریش بالکل ساکت تہے اور وہ تین دن تک کوئی کسی سے کچہہ نہ کہتا تہا اور وہ مسلمانون کے ارکان حج دیکہنے کے لئے شہر کے باہر نکل جاتے تہے اور قریب کے بلند مقامون پر چڑہ کر مسلمانون کی تاک جہانک اور خبرداری کرتے تہے میور صاحب لکہتے ہین۔

"یقیناً یہہ ایک عجیب منظر تہا کہ ایک دن خلوص سنسناہٹ یا گرید تمام مکہ پر چہاگئی تہی۔ دنیا کی تاریخ مین یہہ ایک بے مثال نظارہ تہا۔ یہہ بڑا شہر تین دن کے لئے اپنے باشندون سے خالی ہوگیا تہا۔ سارے باشندے شیب و فراز کے [illegible] سے اٹہہ اپنے گہرون کو چہوڑ کر مکہ سے باہر چلے گئے تہے ہر مکان خالی تہا۔ جونہی وہ چلے گئے وہ مہاجرین جو مدت سے اپنے وطن یا [illegible] اپنے جائے پیدائش سے علیحدہ کردئے گئے تہے اور انہین جلاوطن کردیا تہا ایک بڑے گروہ مین اپنے دوستون کے ساتہہ داخل ہوئے اپنے ان گہرون کو جو خالی تہے جنمین کہ ان کا بچپن گزرا تہا دوبارہ پر شوق نظرون سے انہون نے دیکہا۔ اور اس چہوٹے سے عرصہ مین انہون نے اپنے ارکان حج پورے کئے۔ قریش چارون طرف سے مکہ کے باہر بلندیون پر چڑہ گئے کچہہ خیمون مین پناہ [illegible] گئے اور بہت سے پہاڑیون اور درون مین جا کر پڑے۔ لیکن

[illegible] داخل ہے [illegible] واقعات [illegible] اسلئے انہون نے یہان بہی اپنی فطرت کے تقاضے [illegible] کہا کہ مسلمانون نے [illegible] بڑے بڑے شدید مظالم [illegible] بعض زہریلے [illegible] بعضون نے اپنے جلے ہوئے [illegible] بیان کیا۔ تمام اسلامی تاریخون مین [illegible] پایا جاتا ہے۔ جہان [illegible] زہر دینے پر بہی یہودون کو کچہ [illegible] نہ تو قتل بلکہ زجر و توبیخ [illegible] ایسی ناجائز بات پر کہ چہپا ہوا خزانہ بتاؤ قلعہ دار یا اسکے کسی اعلیٰ افسر پر ظلم کرے۔

ایسے ہی واقعات ہین کہ جو محض بے بنیاد ہین اور وہ عیسائیون کے گہڑے ہوئے ہین جو لوگ کہ اسلامی تاریخون سے محض نابلد ہین وہ بیشک ان بے بنیاد باتون پر اعتبار کرتے ہونگے لیکن جنہون نے اسلامی کتب تواریخ دیکہی ہین وہ ان کو ایسی ہی بے بنیاد سمجہینگے کہ جیسے وہ ہین۔

"کہین تو سامنے کے اٹھے ہوئے ابو قبیس پر جگھٹا معلوم ہوتا تھا اور یہان سے قریش مسلمانون کی ایک ایک بات کو بغور دیکھتے تھے کہ جو اپنے نبی کے ساتھ طواف کعبہ مین سرگرم تھے اور قریش

اس دھوم دھام کو آنکھین پھاڑے ہوئے تکتے تھے کہ جو الصغاد مردہ مین مسلمانون سے ہو رہی تھی —

چونکہ کئی برس ہجرت کئے گذر گئے تھے اسلئے قریش ان حج کرنے والون مین حسرت بھری نگاہون سے اپنے جگری دوست اور رشتہ دار ملاحظہ کرتے تھے" قریش کے لئے یہہ ایک دردناک نظارہ تھا اور اسی نظارہ نے آخرکار اسلام مین جان ڈالدی ؎"

معاہدہ کی شروط کے مطابق تین دن حج ؎ کرکے مسلمانون نے مکہ کو چھوڑ دیا۔ یہہ امن خیز پابندی اور اسطرح سے اپنے عہد و پیمان پر ثابت قدم رہنے نے قریشون مین ایک تحریک سی پیدا کردی

ف۱ میور صاحب۔ حیات محمد جلد ۳ صفحہ ۲۰۴ —

ف۲ ارکان اسلام مین سے حج بھی ایک عبادت قرار دی گئی ہے۔ اور اسلامی دنیا مین نہایت توقیر کی نگہہ سے دیکھا گیا ہے اور ابتک دیکھا جاتا ہے۔ اسلئے کہ عمر بھر کی عبادت کی خوبی اور اسلام کی تمامی اور دین کا کمال ہے جیسے اللہ تعالےٰ نے یہہ آیت نازل فرمائی ہے۔ (ترجمہ)

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا

ترجمہ) اج مین پورا دے چکا تمکو دین تمہارا اور پورا کیا مین نے تمپر احسان اپنا اور پسند کیا مین نے تمہارے واسطے دین مسلمانی —

اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اسکے باب مین ارشاد فرماتے ہین۔ "من مات ولم یحج فلیمت ان شاء یہودیا و ان شاء نصرانیا" (ترجمہ) جو شخص مرے اور حج نہ کرے تو اگر چاہے یہودی مرے چاہے نصرانی مرکے " (این حدی بروایت ابو ہریرہ و ترمذی بروایت علی رضہ) اس سے زیادہ اور کیا فرض مذہبی ہوگا کہ جس کا کرنے والا مسلمان رہتا ہے اور نہ کرنے والا یہود و نصاری کے برابر ہو جاتا ہے۔ اسلئے مناسب سمجھتا ہون کہ اسکی شرح اور اسکے ارکان اور سنین اور مستحبات اور فضائل اور اسرار کی تفصیل بیان کرون۔ حج کی فضیلت قرآن مجید مین یون بیان ہوئی ہے واذن فی الناس بالحج یاتوک رجالا وعلی کل ضامر یاتین من کل فج عمیق ؕ ۔ (ترجمہ) اور پکار دے لوگون مین حج کے واسطے کہ آوین تیری طرف پاؤن چلتے۔ اور سوار دبلے دبلے اونٹون پر چلے آتے راہون دور سے "

حضرت قتادہ رضہ نے اسکی تفسیر مین فرمایا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو ارشاد فرمایا کہ لوگون کو حج کی اطلاع کردو تو انہون نے پکار کر کہا کہ اے لوگو اللہ تعالیٰ نے ایک گھر بنایا ہے اسکا حج کرو اللہ نے ان کی یہہ آواز اولاد آدم مین سے ان لوگون کے کان مین پہونچادی جنکو قیامت تک اسکی مشیت و ارادہ مین حج کرنا نصیب ہوگا اور فرمایا۔ "لیشہدوا منافع لہم" (ترجمہ) کہ پہونچین اپنے نفعون کی جگہہ پر" بعض مفسرین منافع کی تفسیر مین یہہ لکھتے ہین کہ ایام حج کی تجارت اور ثواب آخرت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حج کی فضیلتین کثرت سے کتب احادیث مین بھری پڑی ہین کیونکہ تجارت ہی ایک ایسی چیز ہے جس سے انسانی کمالات کی تکمیل ہوتی ہے اور دور دور دراز کے ممالک کے باشندون سے میل جول پیدا ہوتا ہے اور یہہ بھی حال کھلتا ہے کہ کس کس دین اور عقاید اور خیالات کے لوگ دنیا مین آباد ہین —

مین اسلئے تجارت کی خوبی بیان کرنے مین زیادہ جگہہ نہین روکتا کہ آجکل اس کے خوش نتیجہ کا آفتاب نصف النہار پر چمک رہا ہے مہذب دنیا نے یہہ ثابت کردیا کہ تجارت ہی سبب وسعت دین اور دوست ملک ہے —

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین۔ "حجۃ مبرورۃ خیر من الدنیا بما فیہا وحجۃ مبرورۃ لیس لہا جزاء"

اور وہ مسلمانون کی یہہ صلح کل حالت اور اپنے قول و قرار پر برقرار رہنے سے بہت ہی اچہ گئے ہوئے اور اسبات کا اثر ان پر کچہہ ایسا پڑا ہوا۔ اور وہ کسیقدر آپ ہی آپ دلون مین سمجھہ گئے کہ مسلمان بڑے ایمان والے اور خدا پرست ہین۔ یہہ وہ ثابت قدمی تہی جسپر اسلام کے دشمن بہی گردن جہکانے لگے تہے اور ان کے دل بہی ہل گئے تہے۔ انمین سے کئی وہ آدمی کہ جو نبی کے سخت دشمنون مین سے تہے اور قریشون مین بڑے تند اور تیز تہے اور نبی کے مقابلہ مین انہون نے جانین کہپا دی تہین صرف محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی یہہ رحیم فطرت اور عہد و پیمان مین ثابت قدمی دیکہکر ان سے رہا نہ گیا اور انہین مسلمان ہونا پڑا۔ مثلاً خالد بن ولید جو احد مین نبی کے مقابلہ مین لشکر قریش کی کمان کر چکا تہا اور عمرو بن العاص یہہ دونو بطیب خاطر مسلمان ہو گئے اور انہون نے مسلمان ہونے پر اسلام کی وہ خدمت کی کہ جیسے ایک اولوالعزم سچے مسلمان کا فرض ہوتا ہے۔

الا الجنۃ (ترجمہ) حج مقبول دنیا و ما فیہا سے بہتر ہے اور حج مقبول کا بدلا سوائے جنت کے اور کچہہ نہین،،۔ ایک اور حدیث مین جو بروایت اہل بیت علیہم السلام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مسند ہے آیا ہے ،، اعظم الناس ذنباً من وقف بعرفۃ فظن ان اللہ تعالے لم یغفرلہ ،، (ترجمہ) لوگون مین بڑا گنہگار وہ ہے کہ عرفہ مین کہڑا ہو اور گمان کرے کہ خدائے تعالے نے اس کی مغفرت نہین کی،،۔ بعض سلف کا قول ہے کہ جب عرفہ کا دن جمعہ کے روز پڑتا ہے تو کہا کرتے ہین کہ یہہ دن دنیا کے سب دنون سے افضل ہے۔ اسہین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حج وداع کیا اور آپ عرفات کے میدان ہی مین تہے کہ یہہ آیت نازل ہوئی۔

،، الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا ،،

حضرت عمر نے ارشاد فرمایا کہ مین گواہی دیتا ہون کہ یہہ آیت دو عیدون کے دن مین اتری یعنے عرفہ کے دن اور جمعہ کے روز۔ ایک حدیث مین ارشاد فرمایا۔،، اللہم اغفر للحاج ولمن استغفر لہ الحاج ،، (ترجمہ) الہی مغفرت کر حاجیون کی اور جس کے لئے حاجی مغفرت چاہین،،۔

یہہ بہی بہت بڑی ترغیب ہے کہ مسلمان پرشوق قدمون مین آئین اپنے غیر ملک کے بہائیون سے ملین اور باہم اتحاد قایم کرین اور اپنی بہتری اور ترقی کی تدبیرین کرین اشاعت دین کی صلاح کرین اور اپنے ہان تہذیب و شائستگی کے نئے نئے قواعد ایجاد کرین نئی نئی انجمنین بنائین نئے نئے مدارس کہولین۔ دار العلوم بنائین۔ یہہ ظاہر ہے کہ جب پاک دل اور صاف طبیعت کے لوگ ایک متبرک مقام مین جمع ہون گے تو علاوہ اس خاص عبادت کے جو وہان مقرر کی گئی ہے اور کیا فائدہ ہے بلکہ خیال مین اس سے زیادہ فائدہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ محض یگانگت ممالک غیر مقامات سے سب مسلمان بہائی چارہ کی سرگرمانہ اخوت سے جمع ہون اور پرجوش طریقہ الفت سے ملین اس یگانگت کو اگر دین اور ملک یون شیر و شکر ہو جائین کہ جیسے ایک ہی وطن کے رہنے والے ایک ہی انجمن کے ممبر اور ایک ہی کنبہ کے رکن۔ اس سے زیادہ عبادت کہ لاکہون دل ایک ہون اور کیا ہو سکتی ہے۔ اسلئے ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہان حج کے لئے جائے اور غیر ملک کے ہمدردون مین اتحاد قایم کرے۔

علاوہ اور وجوہات کے یہہ وجہ بہی مکہ معظمہ کی بڑی فضیلت کی ہے کہ یہہ اشاعت اسلام سے پہلے بہی مختلف جرگون اور قبایل کی زیارت گاہ تہی۔ اور اسی وجہ سے رسول اکرم نے انتہا درجہ کی فضیلت ثابت کرنے کے لئے یہہ فرمایا۔،،

لا تشد الرحال الا الی ثلثۃ مساجد المسجد الحرام ومسجدی ہذا والمسجد الاقصے ،، (ترجمہ) سوا ان کے کسی جا مین مت جاؤ تین مسجدون کی طرف ایک مسجد حرام اور ایک میری یہہ مسجد اور ایک مسجد اقصے۔

(بخاری و مسلم بروایت ابوہریرہ و ابوسعید) پہر دوسری حدیث مین آیا ہے ،، کنت نہیتکم عن زیارۃ القبور فزوروہا ،، (ترجمہ) مین تمکو قبرونکی زیارت کیلئے منع کیا تہا پس زیارت کرو انکی۔ اس سے بہی یہی غرض ہے کہ ان مسجدون کیطرف روانہ ہو یا سفر کرو کہ جنکا ارشاد دین نے دیدیا ہے۔

ان تمام باتون سے یہہ پایا جاتا ہے کہ بہت بڑی مصلحت یہی ہے کہ لوگ ایک جگہہ جمع ہون اور اسلام کی ترقی کی تدبیرین

مسلمانونکا وہ ایلچی جو شہنشاہ یونان کے اشارہ سے مارا گیا تہا اور جسپر مسلمان سخت غضبناک ہوئے تہے اتبک ان کے طیش کی وہی کیفیت تہی۔ وہ خون آلود نگاہون سے عیسائیون کی سلطنت کی طرف دیکہتے تہے جہان ان کا بیگناہ ایلچی قصائی پنے سے ذبح کردیا گیا تہا ان کے غضب انگیز غصہ کی وہی کیفیت تہی اور وہ اپنے بہائی کا انتقام لینے کے لیئے شمشیر بدست تہے مگر وہ اپنے ہادی کا حکم دیکہتے تہے اور اس کا انتظار کر رہے تہے کہ ہمین اپنے بہائی کے انتقام لینے کا اشارہ ہو جائے۔ ایک مہم تین ہزار آدمیون کی گیسے زائد شہزادہ سے ایلچی کا انتقام لینے کے لئے روانہ کی گئی۔

شہنشاہ قسطنطنیہ کے لفٹنٹ بجائے اسکے کہ اپنے قصور پر نادم ہوئے اُنہون نے اور بہی سرکشی کی اور یہہ جنگ گویا شاہی جنگ ہوگئی چارونطرف سے ان کی فوجین اکٹہی ہونی شروع ہوگئین اور یہہ سب فوجین بلقا کے قریب جو شام مین ہے مسلمانون پر ٹوٹ پڑین۔ یہان صرف تین ہزار آدمی تہے اور وہان ایک لاکہہ سے بہی زیادہ تعداد پہنچی تہی اب بازار جنگ وجدل گرم ہوا۔ سر اسکے گردنین اڑنی شروع ہوگئین۔ مسلمانون نے اپنے پیارے نبی کی ہدایت کے بموجب اپنی صفین کثیر التعداد دشمنون کے مقابلہ مین آراستہ کی تہین۔ انکی نگاہین دشمنون کی کثرت پر نہین پڑتی تہی لیکن صرف اس ایمان سے جو وہ رسول عربی پر رکہتے تہے اور اس بہروسہ سے جو ان کو خدائے واحد پر تہا انہین کثیر التعداد دشمنون کی ذرا بہی

کرین۔ اب مین یہہ بتاتا ہون کہ مسلمان حج اور عمرہ کیونکر کرتے ہین۔

حج مین اتنی چیزین ہین احرام و نیت۔ طواف قدوم۔ سعی بین الصفا والمروہ۔ خروج منیٰ و وقوف مزدلفہ۔ منیٰ اور جمار۔ طواف الزیارت۔ طواف الصدر۔ چنانچہ انمین سے ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ بیان ہوتا ہے۔

احرام اور نیت حج)۔

احرام باندہنے کے لیئے مقامات معین ہین جو میقات کہلاتے ہین۔ مکہ کے رہنے والون کے لئے خاص حرم کعبہ میقات ہے اور مدینہ کی طرف سے آنے والون کو ذوالحلیفہ اور عراق کی طرف سے آنے والون کے لئے ذات عرق اور شام کی طرف سے انے والون کے لئے جحفہ۔ اور نجد کی طرف سے آنے والون کے لئے قرآن اور یمن کی طرف آنے والون کے لئے جسمین ہندوستان سے جانے والے بہی داخل ہین یلملم۔

میقات پر پہونچکر صرف حج کے یا عمرہ کے یا حج اور عمرہ دونون کی نیت سے احرام باندہا جاتا ہے۔

احرام کے معنے ایسے بزرگ اور مقدس کام کے شروع کرنے کے ہین جسکا ادب نہ توڑا جاسکے۔ احرام مین صرف ایک چادر بطور تہبند کے باندہتے ہین اور ایک چادر اوڑہنے کے لئے ہوتی ہے مگر سر پر چادر نہین اوڑہی جاتی۔ سر کہلا رہتا ہے چادر ایک پاٹ کی ہو خواہ دو پاٹ کی سی ہوئی کچہہ مضائقہ نہین ہے قطع کیا ہوا کپڑا جو قینچی سے قطع کر کے سیتے ہین پہننا منع ہے۔

میقات پر پہونچکر غسل کیا جاتا ہے یا وضو اور اسکے بعد نیت کر کے احرام باندہتے ہین اور یہہ کہتے ہین،، لبیک اللہم لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک لک لا شریک لک لبیک،، اور ہر نماز کے بعد اور جب اونچی جگہہ پر چڑہے یا نیچی جگہہ اترے تو یہی جملہ کہنا چاہیئے۔

زمانہ احرام مین سر کو ڈہانکنا یا ایسا کپڑا جو قطع ہو کر سیا گیا ہو پہننا موزہ یا جراب سے پاؤن کو ڈہانکنا شکار کہیلنا یا دوسرے کو شکار بتانا

پروانہ ہوئی - کیونکہ وہ جانتے تھے اگر ہم مرے تو ہم شہید ہون گے اور جو زندہ رہے تو غازی ہونے کے علاوہ اپنے ہادی کے آگے سرخرو ہون گے وہ بہادر تھے اسلام کی پشت پناہی سے - وہ لیے تھے خدا کے روشن بہروسہ پر -

گو عیسائی فوجین بلقاء آندہی اور مینہ کی طرح اندہا دہند ٹوٹ پڑی تہین لیکن پہر بہی تین ہزار مسلمانون نے اپنے سردارون کی ماتحتی مین فراہمی جی نہ ہارا اور بہت حمایت اور ثابت قدمی سے ان کے خونخوار حملہ کا جواب دیا - پہلے حملہ مین عیسائیون کو فتح حاصل ہوئی اور مسلمانون کے تین جری سردار شہید ہوئے پہلا زید حارث کا بیٹا جعفر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا چچا زاد بہائی اور عبداللہ معہ چند نامی گرامی سردارون کے شہید ہوئے -

یہ جنگ کرنی ہی یادگار رہے گی - خوب زور شور سے نیزہ بازی اور تیر بازی ہو رہی تہی عیسائی اپنی صلیب و نشان کے نیچے گہوڑون پر سینہ تانے ہوئے - سردارون کے احکام کے بموجب کام کر رہے تہے ان کے سامان جنگ مسلمانون سے بہتر اور چمکیلے تہے خود فولادی کی چمک جس نے ان کی اور بہی خوفناک صورت بنادی تہی بہادرون کی آنکہون مین جگا چوند کر رہی تہی دف کریل شل [illegible] کا نقشہ سامان [illegible] کی دولت حشمت شوکت کا نقشہ کہینچ رہا تہا -

سر منڈانا - [illegible] عورت کے پاس جانا منع ہے -

طواف قدوم

جب مکہ شریف مین پہونچے اور حرم کعبہ دکہائی دے تو کہے اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد جب حرم کے اندر جائے حجر اسود کے سامنے کہڑا ہو اگر ممکن ہو تو اسکو بوسہ دے ورنہ ہاتہ سے بوسہ لینے کا اشارہ ہی کرلے اور کعبہ کی گرد گہومنا شروع کرے اور جب حجر اسود کے سامنے آوے یا اس کا بوسہ لے یا اسی طرح سے اشارہ کرے - سات مرتبہ گہومے اور کوئی دعا جو اس کو یاد ہو پڑہتا رہے - اور اس گہومنے مین تیز مونڈہے ہلا کر چلے - سات دفعہ گہومنے کے بعد جسکو طواف کہتے ہین مقام ابراہیم مین دو رکعت نماز پڑہے -

سعی بین الصفا والمروہ

سعی من طواف کے بعد صفا و مروہ مین جو نہایت چہوٹے چہوٹے پہاڑ ہین سات دفعہ پہرے صفا کی پہاڑی پر چڑہے اور کعبہ کی طرف منہ کرکے کہے - اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید - اسکے بعد جو دعا چاہے مانگے اور صفا پر سے اتر کر مروہ کو جاوے اس رستہ مین دو نشان [illegible] ہوئے ہین ان نشانون کے بیچ مین دوڑ کر چلے - جب مروہ پر چڑہے تو کعبہ کی طرف منہ کرکے [illegible] پہر ایک دوڑ ہوئی جسکو ایک شوط کہتے ہین - اسیطرح سات دفعہ کرے ساتوین دوڑ مروہ پر ختم ہوگی -

اگر احرام باندہتے وقت صرف عمرہ کی نیت کی ہے تو عمرہ ختم ہوگیا اور احرام کہول دے اور پہر آٹہوین ذی الحجہ کو حرم کے اندر سے حج کا احرام باندہے اور اگر حج اور عمرہ دونون کی اکہٹی نیت کی ہو تو بدستور احرام باندہے رہے -

خروج منیٰ

جو لوگ عمرہ ادا کرکے احرام سے خارج ہوگئے ہین ان کو چاہیے کہ حرم مین جاکر صبح کی نماز پڑہین اور حج کا احرام باندہین

بہادر زید پر شوق نگر کسی قدر خائف نظرون سے اس ٹہاٹ کو دیکہہ رہا تہا اسکی تلوار میان سے اسطرح نکلی پڑتی تہی جیسے اس کا تیز گہوڑا اسکی رانون سے نکلا جاتا تہا - وہ شوق جنگ سے بیچین تہا اور اپنی باری آنے کا رستہ دیکہہ رہا تہا - اس کا جی چاہتا تہا کہ اپنے گہوڑے کے سُم دشمنون کے خون سے تر کردن اور عیسائیون کے مقابلہ مین اسلام کی بہادری دکہادون آخر خدا خدا کر کے زید کی باری آئی اور وہ جوان رعنا گہوڑے کو مہمیز لگاکر اپنی فوج کو لیکر بڑہا سب کے آگے زید کا گہوڑا قدم بقدم محرابِ ارگردن سے جا رہا تہا کہ یکایک مخالفون کے ایک شدید ترجتے نے جو تعداد مین کئی درجے زید کے دستے سے زیادہ تہا حملہ کیا - اور جنگ ہونی شروع ہوئی بہادر زید نے اس بیجگری اور بہادری سے اپنے دستہ کو دشمن کے ترپ سے مقابل کیا کہ وہ پس پا ہوکر بہاگا - یہہ موقع بہادر زید کے قبضہ مین آگیا - اسکو اپنے قبضہ مین لاکر شیر دل اور بہی بڑہا اور قلب فوج مین جہان صلیب کا نشان اڑ رہا تہا بہالہ گاڑ دیا اور چاہا کہ علم دار کو قتل کر کے علم چہین لون لیکن یہہ صلیبی نشان بہادر کی جوانمردی اور اولوالعزمی سے تو قریب تہا لیکن آنکہون سے بہت دور تہا اسلئے بہادر زید کی پہونچ

اور منیٰ کو روانہ ہون اور جن لوگون نے احرام نہین کہولا وہ صبح کی نماز کے بعد منیٰ کو روانہ ہون رات کو منیٰ مین رہین نوین تاریخ صبح کی نماز کے بعد علی الصباح عرفات کے میدان مین جا دین اور غروب آفتاب تک اسی مین رہین اور جو دعائین چاہین مانگتے رہین - وہان امام اونٹنی پر چڑہکر خطبہ پڑہتا ہے اور لوگون کو نیکی اور خدا پرستی کی نصیحت کرتا ہے اور ہزارون اسکے گرد کہڑے ہوکر سنتے ہین اور جو نہین سن سکتے وہ اپنی ہی جگہہ دعا وغیرہ پڑہتے ہین -

(وقوف مزدلفہ)

مغرب کی نماز کے بعد اس میدان سے لوگ روانہ ہوتے ہین اور مزدلفہ کے میدان مین آکر رات بسر کرتے ہین —

منیٰ اور رمی جمار

دسوین ذیحجہ کو مزدلفہ سے چلکر منیٰ مین پہونچتے ہین منیٰ کے میدان مین تین ستون بطور نشان کے بنے ہوئے ہین ہر ایک ستون پر سات سات کنکریان ایک ایک کر کے مارتے ہین اور ہر کنکری کے مارنے کے وقت یہہ پڑہتے ہین - "اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد"

جب تینون ستونون پر کنکریان مارلین تو ہر بلندی و پستی پر اور نماز کے بعد جو لبیک کہتا تہا وہ کہنا موقوف کر دے اور جمرۃ العقبۃ کے پاس ایک چہوٹی سی پہاڑی ہے وہان قربانی کرے اور سر منڈوائے یا بال کترواڈالے اور احرام کہولدے اور کپڑے پہن لے مگر عورت کے پاس جانے کی اتبک اجازت نہین ہے —

گیارہوین اور بارہوین کو بدستور منیٰ مین رہے اور دونون دن ہی ان تینون ستونون کو سات سات کنکریان اسی طرح مارے جسطرح کہ دسوین تاریخ کو ماری تہین —

طواف الزیارت

ان ہی تاریخون مین یعنے دسوین گیارہوین یا بارہوین تاریخ کو قربانی کے بعد منیٰ سے حرم مین آوے اور خانہ کعبہ کا طواف اسی طرح کرے جسطرح اوپر بیان ہوا - اور پہر منیٰ مین چلا جاوے - بعد اسکے اپنے کام مین لگے اور جو چاہے سو کرے —

اگر کسی نے طواف قدوم کے بعد سعی بین الصفا والمروہ نہ کی ہو تو اس کو اس طواف کے بعد کر لینی چاہئے —

طواف الصدر

جو لوگ اور ملکون سے حج کرنے آئے ہین اور حج کے بعد واپس جانا چاہتے ہین تو ان کو صرف طواف کر کے روانہ ہونا چاہئے —

اقسام حج

حج تین قسم ہے - افراد - قران - تمتع - اگر صرف حج کی نیت سے احرام باندہا ہے اسکا نام تو حج افراد ہے اور اگر حج او عمرہ

ہاتھ تنگ ہو گئی اور وہ ارمان و منداتہ جوش میں کچھ دیر یوں ہی کا یوان ہی ہتھکار بکیا۔ اس عرصہ میں شیر دل زید نے تہ تہ ۔۔۔ کئی نوجوان عیسائی مارے گئے جب تلوار پر بہادروں کا ہاتھ پڑا تو زید نے جو ہنر نکالنے اور ارمان نکلنے کا وقت آگیا۔ اور اسنے قلب لشکر میں یہہ ثابت کر دیا کہ اسلامی ہیرے اڑاکو ہیں آخر کئی عیسائیوں کو خون کے کپڑے پہنا کر عین میدان جنگ میں شہید ہوا۔ جب حضرت جعفر برادر حضرت علی نے جو ایک چھوٹے سے دستہ کی کمان کر رہے تھے بہادر زید یوں خون آلود تھراتی ہوئی لغزشوں سے میدان میں پڑا ہوا دیکھا اور صلیبی نشان کو اپنی طرف آتے بڑھتا ہوا نظر لیا۔ تو شیر نے اپنے تیور بدلے اور اپنی تلوار ایک ہاتھ میں اور اپنا اسلامی جھنڈا دوسرے ہاتھ میں لیکر جھپٹا۔ بڑی دیر کی خونریز جنگ کے بعد آپکا دایاں ہاتھ کٹ گیا آپنے فوراً جھنڈے کو دوسرے ہاتھ میں لیلیا جب دوسرا ہاتھ بھی اڑ گیا تو وہ جھنڈا دانتوں میں پکڑ لیا اور پچاس زخم کھاکر شہید ہوئے اس بہادر کی اس دلیری نے تمام عیسائیوں پر رعب بیٹھا دیا اور وہ سمجھ گئے کہ مسلمانوں سے ہیں کے یہہ کلیجے ہوں لڑنا بہت مشکل ہے۔ حضرت جعفر کے بعد عبد اللہ بڑھے اور انہوں نے پکار کر کہا پیش قدمی کرو بڑھے چلو کفار کی کثیر التعدادی کا خیال نہ لاؤ۔ بہادر کے اس جوشیلے نعرے نے نئی روح پھر مسلمانوں میں پھونک دی اور وہ تازہ دم سپاہیوں کی طرح اور بھی قدم بڑھا کر جھپٹے مگر ایک رومانی کے نیزہ نے حضرت عبد اللہ

دونوں کی نیت سے احرام باندھتا ہے اسکا نام قران ہے اور اگر صرف عمرہ کی نیت سے اور عمرہ کرنے کے بعد پھر حج کی نیت سے احرام باندھتا ہے تو وہ تمتع ہے۔

حج افراد اور تمتع کی تو بالکل وہی صورت ہے جو بیان ہوئی اور حج قران میں اسقدر فرق ہے کہ طواف قدوم اور سعی بین الصفا والمروہ دو دو دفعہ کرنی لازم ہے۔

ارکان حج جو قرآن مجید میں موجود ہیں۔

میقات کا ذکر قرآن مجید میں نہیں ہے غالباً جو لوگ باہر سے اعمال زیارت کو یا حج کو آتے تھے جب قریب پہونچتے تھے تو حج کی نیت سے ایسی باتوں کے کرنے سے جنکو تقدس اور ادب کے خلاف سمجھتے تھے اجتناب کرتے تھے رفتہ رفتہ وہ مقامات بطور میقات قرار پا گئے اور زمانہ کے گزرنے پر ان ہی مقامات سے مسافروں کا احرام میں داخل ہونا ایک امر لازمی اور ضروری قرار پا گیا۔ اگر کوئی شخص بلا ارادہ حج اور بغیر باندھے احرام کے میقات پر مکہ میں چلا جاوے اور مکہ میں پہونچنے کے بعد حج کا ارادہ کرے اور احرام باندھے تو اسکے حج میں بھی کوئی نقص نہیں ہونے کا۔

احرام کے وقت تہہ بند باندھنے اور بغیر قطع کیا ہوا کپڑا پہننے کا بھی قرآن مجید میں ذکر نہیں ہے۔

مگر اس میں کچھ شک نہیں کہ اس کا رواج زمانہ سابق سے برابر چلا آتا تھا اور اسلام میں بھی قایم رہا یہہ پوشاک جو حج کے دنوں میں پہنی جاتی ہے ابراہیمی زمانہ کی پوشاک ہے۔

حضرت ابراہیم کے زمانہ میں دنیا نے تمدنی امور میں ترقی نہ کی تھی۔ وہاں قطع کئے ہوئے کپڑے کا رواج شروع نہ ہوا تھا نہ کوئی قمیص بنایا جاتا تھا اور نہ شیروانی نہ کوئی اچکن نہ کوٹ وغیرہ صرف ستر ڈھکنے کے لئے تہہ بند باندھ لیتے تھے اس زمانہ میں دنیوی تہذیب میں یہیں تک ترقی ہوئی تھی۔ اس سے زیادہ اگر کسی کو میسر ہوا ایک چادر اوڑھ لی بس اس سے زیادہ اور کچھ نہ تھا پگڑی یا کسی قسم کی ٹوپی یا سر سے چادر اوڑھنے کی ذرا بھی رسم نہ تھی نہ کوئی قطع کیا ہوا کپڑا پہنا جاتا تھا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عبادت کی یادگار میں یہہ حج قرار پایا تھا اور آپنے یوں ارشاد فرمایا تھا۔ مالساتی وجہت

کو شہید کر دیا اور ان کی فتحمندانہ آرزو کا جیسا کہ چاہیے ظہور نہین ہوا - خالد کی تیز تیز نظر بھی
ان شہدا کی جان نثاری اور دلیرانہ بہادری پر لگ رہی تھین ایک تو یہہ بہادر خود ہی پر جوش تھا
دوسرے اپنے سردارون کے شہید ہونے نے اور بھی اسے غضبناک کر دیا - بجائے اسکے کہ وہ
ان ناشدنی شہادتون پر کچھہ ہراسان اور شکستہ خاطر ہو جاتا نہین بلکہ اور بھی اس کا غضب بھڑکا
اور وہ تند و تیز جھنجلائے ہوئے شیر کی طرح صلیبی نشان کی طرف باگین اٹھا کر چلا -
مسیحی بھی دلیر تھے تین سردارون کے متواتر شہید ہونے نے انہین اور بھی چیرہ دست بنا دیا تھا
وہ جانتے تھے کہ اس جنگ کا نتیجہ ہمارے حق مین اچھا ہو گا مگر ابھی خالد کی خون آلود تلوار کی بانکی
دیکھنی انہین باقی تھی جون ہی انہون نے خالد کو بڑھتے ہوئے دیکھا پر خوف پرندون کی طرح وہ ایک
جگہہ سمٹ گئے اور ان کے سردار نے پھر انہین یہہ کہکر آگے بڑھایا میدان ہمارے ہاتھہ لگ چکا ہے
صرف یہہ ایک کانٹا باقی ہے اسکو بھی نکال کر پھینکدو - ان لفظون کی تیزی کیطرح عیسائی جنگ
آور اور تجربہ کار سپاہی دوڑے مگر انہون نے یہہ نہین سنا تھا - شعر -

ہر بیشہ گمان مبر کہ خالی ست ٭ شاید کہ پلنگ خفتہ باشد ٭

وجہی للذی فطر السموات والارض حنیفا و ما ان من المشرکین ،، آنحضرت نے بھی اسے بھی مناسب جانا اور آپکو یوہنی
ہی خدا کا حکم ہوا کہ حضرت ابراہیم ہی کی یادگار قایم رہے اور اسی طریقہ سے حج کیا جاوے -
احرام مین داخل ہونے اور حج کی نیت یعنے حج کے قصد کرنے کا اشارہ قرآن مجید کے ان لفظون سے کہ ،، فمن فرض فیہن الحج ،،
پایا جاتا ہے -
احرام کے دنون مین جنگل کے جانورون کے شکار کی ممانعت بھی قرآن مجید سے پائی جاتی ہے جہان خدا نے فرمایا ہے ،، یا ایہا الذین
امنوا لا تقتلوا الصید و انتم حرم - احل لکم صید البحر و طعامہ متاعا لکم و للسیارۃ و حرم علیکم صید البر ما
دمتم حرما ،، -
احرام کے دنون مین لڑائی اور فساد اور عورت کے پاس جانے کی ممانعت بھی قرآن مجید کی اس آیت سے پائی جاتی ہے ،،
فمن فرض فیہن الحج فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج ،،
احرام اور ارکان کے ختم ہونے تک سر منڈانے کی ممانعت کا اشارہ اس آیت سے نکلتا ہے ،، ولا تحلقوا رؤسکم حتی
یبلغ الہدی محلہ ،، -
طواف کا اور اس مین ذکر اللہ کرنیکا اشارہ بھی قرآن سے پایا جاتا ہے جیسا کہ ان آیتون مین ہے ،، ولیطوفوا بالبیت
العتیق ،، -
،، فاذکروا اللہ عند المشعر الحرام ،، مگر سات دفعہ پھرنے کا ذکر قرآن مین نہین ہے -
سعی بین الصفا والمروہ جسطرح زمانہ سابق مین یعنے اشاعت اسلام سے پہلے لوگ کرتے تھے اسیطرح اب بھی کیجاتی ہے
اسکا بھی اشارہ قرآن مجید مین موجود ہے - جہان فرمایا ہے -
،، ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ فمن حج البیت او اعتمر فلا جناح علیہ ان یطوف بہما ،، عرفات مین جانیکا
بھی قرآن کی اس آیت سے اشارہ پایا جاتا ہے - ،، فاذا افضتم من عرفات فاذکروا اللہ عند المشعر الحرام ،،
مزدلفہ مین رہنے اور منی مین ایام تشریق تک ٹہیرنے کا بھی اشارہ ان آیتون سے پایا جاتا ہے -
،، ثم افیضوا من حیث افاض الناس ،، - ،، اذکروا اللہ فی ایام معدودات فمن تعجل فی یومین فلا اثم
علیہ و من تاخر فلا اثم علیہ ،،

جونہی خالد کی تلوار چمکی اسکی چمک نے عیسائیون کی آنکھون مین چکا چوند کر دی - فوج جسکی خالد کمان کر رہا تہا عیسائیون کے مقابلہ مین بہت کم تہی مگر ان کا افسر خالد جیسا بہادر تہا جسکی تلوار پر اسلام ہمیشہ فخر کریگا - نو تلوارین خالد کے نیزہ پر ٹوٹین اور ایسا گہمسان پڑا کہ کثیر التعداد عیسائیون کے چھکے چھوٹ گئے اور وہ بے اوسان ہوکر بہاگ گئے -

یہہ عظیم الشان فتح مسلمانون کے ہاتہہ آئی لیکن مسلمان اس جنگ مین ضائع بہت ہو گئے تہے اسلئے انہین مدینہ منورہ واپس پہرنا پڑا - (کاسن ڈی پرسیول جلد ٣ صفحہ ٢١١ - ابن الاثیر جلد ٢ صفحات ١٨٠ - ١٧٨) نبی اکرم نے خالد کو اس بہادری پر سیف اللہ کا خطاب عنایت فرمایا -

اسی عرصہ مین قریشون نے نکس عہد کیا اور وہ اپنے مددگارون بنو باقر کے ساتہہ حدیبیہ مین شریک ہوئے اور باہم دونو گروہون نے گٹھ جوڑ کرلی اور مسلمانون کے خلاف سازش کی اور یہان سے یہہ دونو عظیم الشان گروہ نے ملکر بنو خزاعہ پر جو مسلمانون کی حمایت مین تہے حملہ کیا - اور ایک تعداد خزاعہ کی کاٹ ڈالی اور امن کے شیرازہ کو درہم برہم کر دیا - بنی خزاعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

قربانی جو حج مین کی جاتی ہے اسکا ذکر بہی قرآن مجید مین ہے وہ قربانی تین طرح کی ہوتی ہے - ایک وہ جو جانور کو ساتہہ لیکر جاتے ہین اس ارادہ سے کہ مکہ شریف مین جاکر ذبح کرینگے - اسکا ذکر تو اس آیت مین ہے - " والبدن جعلناہا لکم من شعایر اللہ لکم فیہا خیر فاذکر اسم اللہ علیہا صواف فاذا وجبت جنوبہا فکلوا منہا واطعموا القانع والمعتر " دوسری قسم قربانی کی وہ ہے جو حج تمتع مین کی جاتی ہے اور اس کا ذکر اس آیت مین ہے -
" فاذا امنتم فمن تمتع بالعمرۃ الی الحج فما استیسر من الہدی فمن لم یجد فصیام ثلاثۃ ایام فی الحج وسبعۃ اذا رجعتم " -
تیسری قربانی عام طور پر حج کے بعد ہے اور اس کا ذکر اس آیت مین ہے " ویذکروا اسم اللہ فی ایام معلومات علی ما رزقہم من بہیمۃ الانعام فکلوا منہا واطعموا البائس الفقیر " حجر اسود اور رمی جمار کا ذکر قرآن مین نہین ہے حجر اسود حرم کے ایک کونہ مین لگا گیا تہا اس سے مقصد غالباً یہی تہا کہ طواف کی تعداد معلوم رہے اسی کونے سے طواف شروع ہوتا ہے اور اسی مقام پر ختم ہوتا ہے اور حجر اسود کو چہو لیا جاتا ہے یا بوسہ دیا جاتا ہے یا اس کی طرف اشارہ کر لیا جاتا ہے یا جس سے معلوم ہو کہ ایک طواف ختم ہوا - رمی جمار کی کوئی ٹہیک وجہ معلوم نہین ہوتی تمام ارکان حج اسلام مین وہی شامل رہے ہین جو زمانہ سابق مین تہے - اسلئے کہا جا سکتا ہے کہ یہی رسم رمی جمار کی جو زمانہ جاہلیت مین تہی اسلام مین بہی مثل دیگر ارکان حج کے عمل درآمد رہی - یہان ایک بات لکہنے کے قابل ہے اور وہ یہہ ہے کہ سرسید نے اپنی تفسیر مین سخت بے جا اور ناروا طریقہ سے اس حج کی نسبت دریدہ دہنی کی ہے جو ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تہا چنانچہ وہ فرماتے ہین جو لوگ یہہ سمجہتے ہین کہ اس پتہر کے بنے ہوئے چوکہونٹے گہر مین ایک ایسی متعدی برکت ہے کہ جہان سات دفعہ اس کے گرد پہرے بہشت مین چلے گئے یہہ ان کی خام خیالی ہے - اس چوکہونٹے گہر کے گرد پہرنے سے کیا ہوتا ہے اسکے گرد تو اونٹ اور گدہے بہی پہرتے ہین وہ تو کبہی حاجی ہوئے پہر دیا اون کے جانور کو اسکے گرد پہر لینے سے ہم کیونکر حاجی جانین (تفسیر القرآن جلد اول تفسیر سورۃ الفاتحہ - تفسیر سورۃ البقر ١٣١٣ نبوی مطبوعہ ١٢٩٦ ہجری مطابق ١٨٨٠ء صفحہ ٢٥٢ و ٢٥١ -
ایسی سخت گوئی اور نامہذب تحریر سے اس مقدس مقام کی عظمت نہین مٹ سکتی جس کی نسبت خدا نے مبارک کا لفظ ارشاد فرمایا ہے - اور جسکو بیس کروڑ مسلمان مقدس اور مبارک جانتے ہین ایسی ہی سخت سخت باتون سے مسلمانون کو سخت صدمہ

کی خدمت مین حاضر ہوئے اور شکایت کی کہ مشرکین عرب نے خلاف معاہدہ ہمپر حملہ کیا ہمارے آدمیون کو کاٹ ڈالا اور ہمین لوٹ کر لیگئے۔ ہم آپ کی حفاظت مین ہین آپ ہمارا انصاف کیجیے۔ خاص مکہ مین بدنظمی اور مظالم کی حد ہو چکی تہی۔ خود مکیون نے علانیہ عہد شکنی کی تہی اور کئی مکی سردارون نے بنی خزاعہ کے لوگون کو قتل کر ڈالا تہا۔ جب نبی نے یہہ ملاحظہ کیا تو آپ دس ہزار جوان لیکر مکہ کی طرف بڑہے۔ عکرمہ اور سفیان سے خفیف سے مقابلے ہوئے جن مین چند مسلمان شہید ہوئے اور پہر آپ بے مقابلہ اور مخالفت مکہ مین داخل ہوئے۔

اسطرح سے آخر کار نبی اکرم فاتح ہوکر مکہ مین داخل ہوئے یہہ وہی پاک نفس تہا کہ جو یہان سے دشمنون کے مارے ہجرت کر گیا تہا۔ اور جو ایک زمانہ مین بہت ستایا گیا تہا۔ اور اسپر بڑے بڑے شدید مظالم توڑے گئے تہے۔ اب اس نے ثابت کر دیا کہ میری نبوت رحم و انصاف کرنے کی غرض سے ہے۔

یعنے مین انصاف اور رحم کرنے اور امن پہیلانے کی غرض سے مبعوث ہوا ہون۔ وہ شہر جسنے کس بیرحمی اور قصائی پنے سے اس کے ساتہہ برتاؤ کیا تہا جس شہر کا ایک ایک بچہ بچہ خون کا پیاسا تہا۔ جس شہر کے ہر فرد بشر نے نبی کی تکلیف دہی مین کوئی بات اٹہا نہ رکہی تہی۔ اسکے معتقدون اور ساتہیون کو بیگناہ گہرون سے نکالدیا اور شہر بدر کر دیا تہا۔ اور ان بیچارون نے غیرون مین جاکر پناہ لی تہی اس کا جانی بیرحم دشمن جسنے اسکے قتل و برباد کرنے کی کوئی کوشش اٹہا نہ رکہی تہی اور جس نے شہدا کے کلیجے میدان جنگ مین چاک کرائے تہے اور جسنے مسلمان مردون عورتون اور بچون پر بیرحمی سے چہریان لٹا لٹا کر پہیری تہین اب وہ بالکلیہ محمدؐ کے رحم و انصاف پر منحصر تہا۔

کل شہر جسنے یہہ یہہ مظالم توڑے تہے اسکے اور اسکے صحابہ کے قدمون کے نیچے تہا وہ آسانی سے سب کو قتل کر سکتا تہا مگر نہین وہ ان تکلیفون اور شدید شدید مصائب کو بہول گیا جو

نفرت ہو گئی ہے گو چند جنٹلمین بے لکہے پڑہے کسی ہوٹلی پتلونون سے ان کی پابندی کر دین۔ مین دریافت کرتا ہون کہ اگر اسی صورت مین حج قایم رکہا جائے تو ہرج کیا ہے کیا کسی پتلون کے بٹن ڈہیلے ہو جاتے ہین یا کلنٹے سے اٹہا یا ہوا گردن مروڑی مرغی کے گوشت کا ٹکڑہ گر پڑتا ہے یا دنیوی تمدن کی ترقی مین کعبہ کی عظمت اپنے دل مین قایم رکہنے سے کچہ فرق آجاتا ہے یا تہذیب کی چلتی گاڑی مین روڑا اٹک جاتا ہے۔

کچہہ بہی نہین پہر مین حیران ہون کہ ایسے پاک مقام اور ارکان حج کی نسبت جو خود نبی اکرم نے ادا کئے یہہ خلاف تہذیب جملے استعمال کرنے کونسی تہذیب اور شایستگی ہے۔ سخت افسوس کی بابت ہے کہ ایسا تجربہ کار گرگ باران دیدہ شخص اور وہ مسلمان ہوکر یہہ خلاف — اخلاق اور دل دکہانے والے جملے لکہے کیا مولانا محفوظ الحق اسعد صاحب کی صحبت اور تعلیم کا کچہ بہی اثر نہین رہا کیا اتفاقیہ بدری کا یہہ ہی نتیجہ ہے۔ اگر اسی مطلب کو ادا کرنا تہا تو کیا انکو کہین شایستہ الفاظ نہ ملتے تہے۔ سخت شرم اور غیرت کی بات ہے ذرا تو مسلمانی کی بہی غیرت کی ہوتی۔

اسکے بعد لفظون سے اسے پہونچی تہین ہر قاتل کا گناہ اور ہر ظالم کا جرم بخشدیا گیا اور تمام مکہ شریف مین ڈہونڈہورا پہوا دیا گیا کہ بچہ بچہ کا گناہ بخشدیا۔ صرف چار آدمیونکو سزا موت دیگئی تہی جو اس سزا کے مستحق تہے اور انصاف چاہتا تہا کہ انہین ضرور ہی قتل کیا جاوے۔ لشکر نے بہی اپنے پیارے نبی کے حکم کی پیروی کی یعنے نہایت امن سے گردنین نیچی کئے ہوئے مکہ مین داخل ہوئے۔ کسی گہر کو نہ لوٹا۔ کسی عورت کی بیحرمتی نہ کی گئی۔ تمام دنیا کی تاریخون مین ایسے رحم اور اس شان وشوکت کی فتح کی نظیر نہین ملنے کی۔

کس نے شہر فتح کرکے قتل عام نہین کیا اور شہر بہی وہ شہر کہ جو ایسی ایسی تکلیفین دیچکا تہا۔ یہان قوم مشرک کے بتون کو جن سے متبرک مقام بہرشٹ ہورہا تہا ڈہا دیا گیا۔ جب ان کے بت گرائے جارہے تہے غمگین سے بت پرست چارون طرف کہڑے ہوئے تہے اور حسرت بہری نگاہون سے اپنے دستی خداؤن کو گرتا ہوا دیکہرہے تہے جنکو انہون نے مشکل کشا سمجہ لیا تہا اور انکی پرستش کرتے تہے جب یہہ شرک وبدعت مٹی تو سچائی کا نور چمکا اور ایمان کا ستارہ طلوع ہوا اور پہر یہہ آواز بلند ہوئی۔ صداقت آگئی۔ اور کذب مٹ گیا۔ فی الواقع کذب زوال پذیر ہے۔

جب خانہ کعبہ ان بتون سے پاک ہوگیا تو رسول خدا نے اس اسلامی مجمع کے سامنے وعظ فرمایا پہلے آپنے قرآن مجید کے لفظون مین انسان کے فطری اتحاد اور مخلوق مین باہمی تعلقات کو بیان کیا۔ اور پہر آپنے یہہ ارشاد کیا۔ ”اے قریش کی اولاد تم کیا سمجہتے ہو کہ مین تمہارے ساتہہ کس طرح برتاؤ کرونگا۔ انہون نے جواب دیا اے ہمارے بہائی اور بہتیجے ہمین امید ہے کہ تو رحم اور شفقت کا ہم سے برتاؤ کریگا۔“ طبری لکہتا ہے کہ ان لفظون سے نبی اکرم کی آنکہون مین آنسو بہر آئے اور آپ نے فرمایا ”مین آج کے دن تمہین کچہہ نہ کہونگا خدا تمہاری بخشش کریگا وہ بہت بڑا غفور ورحیم ہے۔“

اب ایک ایسے نظارہ کی طرف ناظرین کی توجہ مائل کرنا چاہتا ہون کہ جو انہون نے کسی تاریخ مین نہ دیکہا ہوگا۔ یعنے گروہ کے گروہ لوگون کے آنے اور اسلام قبول کرنے لگے۔ آپنے ایکدن کوہ صفا پر چڑہکر یہہ فرمایا۔ ”تم کسی چیز کی سوائے خدائے واحد کے پرستش نکرنا۔ تم دزدی نکرنا۔ حرام کاری سے بچنا اور بچون کا قتل نکرنا۔ نہ تم کبہی جہوٹ بولنا اور نہ عورتون کی برائی کرنا۔“

۱ ابن ہشام صفحہ ۸۲۱۔ طبری جلد ۳ صفحہ ۱۶۴۳۔
۲ ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۱۹۲۔ کاسن ڈی پرسیول جلد ۳ صفحہ ۲۳۴۔

اس سے زیادہ نیکی کی طرف راغب کرنے والا نبی اور کون ہوسکتا ہے۔ کہ جس نے برائی کی جڑہ اکہیڑکر پہینکدی اور ایسی صلاح خدا کی مخلوق مین کی کہ ہوا کا رخ ادہر سے ادہر پہر گیا۔

چارون طرف حق حق کی صدائین بلند ہوئین اور ہر دشت وصحرا مین یہہ آوازین گونجنے لگین خدا وحدہ لاشریک ہے اور اس کا نبی محمد عربی ہے۔ اسلام دنیا مین امن قایم کرے گا اور آخرت مین سبب نجات کا ہوگا۔

آپ کا ہمیشہ یہی وعظ تہا اور آپ مدام ان ہی باتون پر زور دیتے تہے اور فی الواقع یہی ہین جو انہین تہذیب و تمدن کے رستہ پر لانے والی تہین۔ جو انکساری اور عاجزی اس حالت مین تہی جب آپ نے مکہ سے ہجرت کی تہی وہی اور اسیقدر حلیمی جب آپ کو پوری شوکت حاصل ہوگئی موجود تہی۔ یہہ حلیمی اور انکساری کی صفت ایک اعلےٰ درجہ پر تہی اور یہی گویا ایک ممتاز صفت نبوت کی دکہلاتی تہی۔

یہان نبوت کی تکمیل ہوگئی یعنے جس کام کے لئے رسول اکرم مبعوث ہوئے تہے اس کام کو پورا کرلیا۔ آپ کے خاص خاص صحابہ صحرائی قومون مین تبلیغ اسلام کرنے کے لئے روانہ ہوئے اور چارون طرف انہون نے اپنی پرزور سچی نصیحت آمیز گفتگو سے دشمنون کو آدمی بنانا شروع کیا۔ ان کو اسلام کی خوبیون پر آگاہی دی اور انہین ان فضائل سے حصہ دیا جس سے وہ بیچارے صدہا برس سے بے بہرہ تہے۔

جو ترپ خونخوار تند جنگ آور تیز مزاج خالد بن ولید کی کمان مین جا رہا تہا اس نے چند بدون کو دشمن کے سوار سمجہکر قتل کرڈالا خالد بن ولید کو غلطی ہوئی تہی لیکن اور مسلمانون نے اس مین دخل دیا اور کہا کہ یہہ لوگ ہمارے دشمن نہین ہین فوراً قتل روک دیا گیا جب رسول اکرم کو یہہ خبر پہونچی تو آپ نے ہاتہ اٹہاکر خدا سے یہہ التجا کی "اے میرے مالک جو کچہ خالد بن ولید نے کیا ہے اس سے مین محض بیگناہ ہون" پہر آپ نے فوراً حضرت علی کو روانہ کیا کہ اس تشدد کا عوض جو کچہ ممکن ہو جاکر کرو۔

اور ان کے آنسو پہونچہوان کی ڈہارس بندہوا حضرت علی نے نہایت وفاداری اور انصاف شعاری سے اپنے اس فرض کو پورا کیا۔ آپنے مقتولین کی کامل تحقیقات کی اور تمام نام انہین لکہا پہر مقتولین کے کنبون کو دیت یعنے خون بہا عنایت کی جس سے ان کے آنسو پونچہ گئے جب انہین دیت دی جاچکی تو آپنے باقیمندہ روپیہ اسی قوم مین تقسیم کردیا کچہ مقتولین کے رشتہ دارون کو دیا اور کچہ اور غربا کو مرحمت فرمایا۔ قوم مین سے ہر ایک کا دل خوش ہوا اور وہ اس انصاف سے تمام ان باتون کو بہول گئے جو ان کا دل دکہارہی تہین۔ سب نے مرحبا و صد مرحبا کے نعرے بلند کئے اور حضرت علی یہہ انصاف کرکے اور ان کے زخمون پر کارگر مرہم رکہکر واپس رسول اکرم کے پاس حاضر ہوئے نبی نے بہت کچہ تعریف کی اور حضرت علی کا شکریہ ادا کیا۔[۱]

بدؤن کی خوفناک قومین ہنوز بس پا ہوئی تہین وہ مکہ فتح ہونے پر بہی شکستہ خاطر ہوگئے تہے

---

[۱] ابن ہشام صفحات ۸۳۵ و ۸۳۴ ۔ ابن الاطہر جلد ۲ صفحہ ۱۹۵ ۔ طبری جلد ۳ ۔ صفحہ ۱۴۱ ۔

وہ ہی ان کا جوش وخروش باقی تہا وہ ہی عزم اور وہ ہی مسلمانون کی بیخ کنی کرنے کی تدبیرین ہتین۔

اُنہون نے اب تک سازشون مین کوئی بات نہ چہوڑی ہتی آخر دو قومون نے گٹہوت کر کے حنین کی گہاٹی کے قریب اجتماع کیا۔ یہہ دو بدوون کی قومین ایک ہوازن اور ایک بنی ثقیف ہتی۔ اُنہون نے طائف کے قریب مضبوطی سے مورچہ بندی کرلی ہتی ان کا قصد تہا کہ مسلمانون کو تیار ہوتے ہوتے مکہ ہی پر جا مارین اور انہین مستعد ہونے کا ہوش نہ آنے دین۔ آخر ایک خونریز جنگ ایک تنگ وتاریک گہاٹی پر جو مکہ سے شمال مشرق کی طرف دس میل کے فاصلہ پر واقع ہوئی۔ مشرکین کو سخت ہزیمت کے ساتہہ شکست[۲] ہوئی۔ اور وہ بے اوسان ہوکر بہاگے۔ یہ جنگ بہی یادگار رہے گی ان کی تمام فوجین پریشان ہوگئین مگر ایک قبیلہ بنی ثقیف نے طائف مین جاکر پناہ لی۔

جنہون نے آٹہہ یا نو برس ہوئے نبی اکرم کو اس مقام مین پناہ نہ لینے دی ہتی اور سخت مظالم توڑے ہتے قوم ہوازن آخر کار معہ اپنے تمام دنیوی سامانون مویشیون کے مسلمانون کے قبضہ مین آئی ان پر بالکلیہ مسلمانون نے ۔ قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد طائف کا محاصرہ کرلیا لیکن چند دن کے بعد طائف کا محاصرہ اٹہا دیا گیا کیونکہ نبی اکرم کو یہہ بخوبی معلوم تہا کہ خود بخود ان پر ایسا دباؤ پڑیگا کہ ایک قطرہ خون گرے بغیر یہہ لوگ مطیع ہوجائینگے۔ پہر آپ یہان تشریف لائے جہان ہوازن محفوظ موجود ہتے۔ نبی اکرم نے ایک سفارت آئی ہوئی دیکہی کہ جو بدوون نے بہیجی ہتی کہ ہمارے قبائل کی خطا معاف کی جائے اور انہین رہا کر دیا جائے۔ نبی اپنی قوم کی جانبازکوششون کو ملاحظہ کرچکے ہتے اور آپ عربون کے اس باحس خیال سے بہی واقف ہتے جو انہین اپنے حقوق کی طرف سے ہوتا ہے اسلئے آپنے ان بدوون سے کہا کہ مین اپنی قوم کو ہرگز مجبور نہین کرسکتا کہ وہ اپنی فتح سے بہرہ ور ہون اور اس کے خوش ذائقہ پہلوؤن سے محروم کر دئے جائین۔ اگر تم اپنے قبائل کو لینا چاہتے ہو تو تاوان جنگ دیدو اور اپنے ہمقومون کو لیجاؤ۔ یہہ سنکر بدوون کے گماشتے رخصت ہوگئے۔ اور دوسرے دن جب نبی اکرم اپنے صحابہ کے ساتہہ ظہر[۳] کی نماز پڑہ رہے ہتے وہ بدوی گماشتے پہر آئے اور اُنہون نے اپنی درخواست کو دہورایا۔ اور یہہ الفاظ کہے

ہم پیغمبر سے التجا کرتے ہین کہ وہ ہماری شفاعت مسلمانون سے کرائے اور ہم مسلمانون سے استدعا کرتے ہین

ا۔ کاسون دی پرسیول۔ جلد ۲ صفحہ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ناموس نے لکہا ہے کہ حنین وہ شرک ہے کہ جو مکہ سے طائف کو جاتی ہے اور ڈویل نے اپنے قرآنی ترجمہ مین ایک نوٹ دیا ہے جسمین وہ بیان کرتا ہے کہ اس کی دوری صرف تین میل ہے۔ حالانکہ یہہ اسکی ہی غلطی ہے۔

۲۔ اس جنگ کا قرآن مین بہی ذکر آیا ہے۔ ابن ہشام صفحہ ۸۴۶۔ ابن الاثیر جلد ۲ صفحات ۲۰۱ و ۲۰۰۔

۳۔ طبری نے صبح کی نماز لکہی ہے جلد ۳ صفحہ ۱۵۵۔

کہ وہ ہماری شفاعت اپنے نبی سے کرین کہ ہمارے بال بچے واپس کردئے جائین - نبی اکرم نے بدؤن کے ڈپیوٹیشن کو جواب دیا - "کہ قیدیون مین جو کچہہ میرا حصہ ہے اور عبدالمطلب کے بیٹون کا ہے وہ مین نے تمہین یک لخت دیدیا - یہہ سنتے ہی آپکے معتقدون پر آپکی اس رحیمانہ فطرت کا بہت بڑا اثر ہوا - فوراً ہی سب نے آپ کی تقلید کی چہہ ہزار آدمی ایک ہی لمحہ مین آزاد کردئے گئے [1] اس حیانہ فیاضی نے بنی ثقیف [2] کے دلون پر ایک زبردست اثر کیا اور ان پر نبی اکرم کے رحم نے وہ تاثیر دکہائی کہ وہ یک لخت سب مسلمان ہو گئے - یہہ نظارہ کسیقدر انصار کو کہٹکا اور وہ اس تقسیم سے جو مکہ کے نومسلمون کو ہوئی ناراض ہوئے - کیونکہ جتنا نو مسلمون کو حصہ ملا اسقدر انصار کو نہ پہونچا - ان کی ناراضی کی بہنک رسول مقبول کے کان تک پہونچی آپنے سبکو مجتمع ہونے کا حکم فرمایا جب وہ سب جمع ہوگئے تو آپ نے یہہ ارشاد کیا - "

"اے انصار مین نے اس گفتگو کا علم حاصل کیا ہے جو تم باہم کر رہے ہو جب مین تم مین آیا ہون تم ظلمت مین پڑے ٹوٹیان مار رہے تہے اور پہر خدا نے تمہین سیدہا رستہ بتایا - تم خسارہ پا رہے تہے اور تکلیف اٹہا رہے تہے اس نے تمہین خوشی بخشی - تم مین باہم پہوٹ پڑی ہوئی تہی - اس نے تمہارے دلون کو بہائی چارے اور یک جہتی سے بہر دیا - کیا یہ بات نہین ہے - کہی تہا اور"

یہہ سنکر انہون نے جواب دیا -

"بیشک جسطرح تو کہتا ہے یہی بات ہے - لطف و توفیق اور فضل خدا اور اسکے پیغمبر کو شایان ہے -

پہر نبی نے فرمایا - " جو کچہہ تمہین جواب دینا ہو جواب دو اسلئے جسکی نسبت تم نے کہا ہے اسکی مین بہی صداقت کرتا ہون "

پہر وہ بولے - " تو ہم مین اس حالت مین آیا کہ تجہکو تیری قوم نے فریبی کہکر نکالدیا تہا اور ہم تجہپر ایمان لے آئے - تو ہم مین فراریون کی طرح بے مدد آیا اور ہم نے تیری مدد کی - جب تو محض مفلس اور اپنی برادری سے جدا ہوا تہا ہم نے تجہے پناہ کی جگہہ دی تہی - تو بے اطمینان اور پریشان خاطر تہا ہم نے تیری دہارس بندہائی تہی "

پہر نبی نے جواب دیا - " اے انصار تم اس دنیا کی چیزون اور سامانون سے اپنا دل کیون رنجیدہ کرتے ہو

[1] ابن ہشام صفحہ ۸۷۷ - ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۲۰۶ طبری جلد ۳ صفحہ ۱۵۵ -
[2] سیور صاحب ... لائف آف محمد ... حیات محمد ... صفحہ ۴۲ مین لکہتے ہین ... کی زندگی ...
... بنی اپنا حصہ بخش دے ...

کیا تم اس سے مطمئن خاطر نہین ہو کہ اور لوگ اپنے مویشیون اور سامانون کو
لیکر گہر واپس پہرینگے اور مین تمہارے ساتہہ تمہارے گہرون کی طرف چلونگا
اس خدا کی قسم جسکی مٹہی مین میری جان ہے مین تمہین کبہی نہین چہوڑونگا
اگر تمام مخلوق ایک ہی رستہ پر ہووے اور دوسرا رستہ انصار اختیار کرین
تو یقیناً اور فی الواقع مین انصار ہی کے ساتہہ رہونگا - خدا تمپر مہربان ہو اور تمہین
برکت دے اور تمہارے بچون اور بچون کے بچون پر رحمت کرے"

راوی لکہتا ہے کہ ان الفاظ سے انصار رونے لگے یہان تک کہ ان کے آنسوان کی نورانی ڈاڑہیون پر ٹپکنے لگے اور انہون نے ایک ہی آواز مین غل مچاکر کہا -

"اے پیغمبر خدا ہم اپنے حصون پر بخوبی مطمئن ہین گئے"

یہہ انسانی فطرت کا خاصہ ہے کہ وہ ہمیشہ اپنی خدمات کے صلون پر نگاہ رکہتی ہے خواہ اسکی روحانی خدمتین کی ہون یا جسمانی خدمات ان سے برائی ہون - واقعی انصار جنہون نے نبی کو ایسی حالت مین پناہ دی تہی کہ وہ دشمنون کے مارے ہجرت کرکے اپنے وطن سے وہان پناہ گزین ہوا تہا اور پہر اس حالت سے یہہ شوکت حاصل ہوئی ایسی صورت مین انصار کی نگاہ مین اپنے زیادہ استحقاق کی طرف اٹہ رہی تہین وہ سمجہتے تہے کہ ہمارا استحقاق زیادہ ہے اور یہہ خیال ان کا خلاف قیاس بہی نہ تہا لیکن وہان بات ہی دوسری تہی نبی اور خدا کا منشا سبکو سگے بہائیون کی طرح بنا دینے کا تہا اور یہی منشا آخر کار پورا ہو گیا - انصار یہہ سمجہے تہے اور وہ بہی صرف اس لحاظ سے کہ انہین رسول اکرم سے حد سے زیادہ الفت تہی کہ نبی اپنے وطن ہی مین رہینگے اور مدینہ کو واپس تشریف نہ لیجائینگے کیونکہ ہمیشہ ہر شخص کو اپنا وطن پیارا ہوتا ہے اور وہ بہی ایسی حالت مین کہ اسے پوری شوکت حاصل ہو جائے مگر نہین نبی کی فیاضانہ فطرت ہرگز اس کی مقتضی نہ تہی کہ وہ انہین چہوڑ کر مکہ مین ہو بیٹہتے جب انہون نے نبی کے ان پیارے الفاظ کو سنا " اگر سارا جہان ادہر سے ادہر ہو جائیگا جب بہی مین تمہارا ساتہہ نہین چہوڑنے کا " ان کو رقت آگئی اور وہ نبی کی اس محبت پر پہوٹ پہوٹ کر رونے لگے اور انہون نے یکزبان ہو کر کہا کہ ہم نے سب کچہہ پہر پایا -

نبی کو انصار سے سب سے زیادہ محبت تہی - باوجودیکہ آپکو اپنا وطن سب سے پیارا تہا وہ وطن کہ جہان آپنے پرورش پائی تہی وہ وطن جہان آپ سے خدیجۃ الکبری سے نکاح ہوا تہا - وہ وطن کہ جہان آپ پر حضرت جبرئیل وحی لیکر خدا کی طرف سے نازل ہوئے تہے ایک مبصر اندازہ کر سکتا ہے کہ ایسے وطن کی الفت آپ سے

یہہ صرف ایک وعدہ تہا کہ میں ان کو واپس کر دونگا - میور صاحب کی یہہ روایت بے اصل اور محض لغو ہے - انہون نے اپنے دماغ سے تراش کر سنوانا چاہا ہے اور اصلی واقعات کو چہپانا چاہتے ہین مگر آفتاب کی روشنی کو کیسا ہی غلیظ اور ملمع ابر کا ٹکڑہ چہپا نہین سکتا - یہی حال ہے ان کی ہوئی بے بنیاد باتین سچے واقعات کو ملیامیٹ نہین کر سکتین -

پاک نفس کی طبیعت مین اور کیا ہو سکتی ہے جو جبراً یہان سے نکالا گیا ہو۔ اور اس کے دشمنون نے نبوت کے بعد اسے چین نہ لینے دیا ہو۔

انصار کو اس سے بہتر نعمت ۱؎ اور کیا مل سکتی تہی کہ ان کے پیارے نبی نے صرف ان کی خاطر اپنا الیا وطن چھوڑ دیا انہین دنیوی زوال پذیر سامانون سے نفرت دلائی۔ واقعی دنیا کی چیزین نفرت ہی کرنے کے قابل ہین لیکن وہان تک کہ ان کے نفرت کرنے کا اثر ہم پر یا ہماری اولاد پر برا نہ پڑے ہم لوگ دنیا ہی مین محو ہو گئے ہین اور اس کی زوال پذیر چیزون مین ایسے پہنس گئے ہین کہ انہین اپنے فرض کے پورا کرنے کی خبر نہی اور شب و روز وہ اپنی تن پروری کی فکر مین گزارتے ہین جب سے پیدا ہوئے اور جب ان کی آنکہین بند ہوئین انہون نے کبہی کسی سے ہمدردی نہین کی کسی مصیبت زدہ کی دہارس نہ بندہوائی نہ کسی یتیم کے آنسو پونچہے ایسے لوگون کا مرنا جینا محض بے نتیجہ ہے۔

فتح مکہ کے چند ہی روز بعد آپ مدینہ منورہ تشریف لیگئے۔ آپکا یہہ تشریف لیجانا گویا انصار مین جان کا پڑنا تہا۔ یہہ ایک زبردست مصلحت تہی اور اس مصلحت کی تعلیم خدا کی طرف سے ہوئی تہی۔ جہانتک مصلحت نبوی پر غور کیا جاتا ہے یہہ خوب روشن ہے کہ جو موقع ہو اسکے موافق عملدرآمد کیا جاوے۔ اسلیئے دنیا مین سب دینون مین افضل یہہ دین ہے۔ جس کی خوبیون نے ایک عالم کو گہیر لیا ہے۔ اور جس کے فضائل کو غیر اسلام نے بہی تسلیم کر لیا ہے۔

فتح مکہ کیا تہی گویا خدا کی نعمتون اور دین حق کی تکمیل تہی۔ اب کوئی بات باقی نہ رہی تہی۔ دور و دراز اسلام کے برحق ہونے کا غلغلا اٹہہ رہا تہا اور ایک متوجہ سا ہو گیا تہا جس قبیلے نے اسلام قبول نہ کیا تہا وہ منہہ کہولے ہوئے حالت تشنگی مین پریشان خاطر ادہر ادہر پہر رہا تہا اور جن قبائل عرب نے دین اسلام قبول کر لیا تہا ان کی یہہ کیفیت تہی کہ وہ اشاعت اسلام کے لئے چارون طرف گردش لگا رہے تہے اور لوگون کو مسلمان کر رہے تہے۔ یہہ فیاضی اسلام ہی مین ہے کہ ہر شخص کو یہہ خیال رہتا ہے کہ ہم اس نعمت سے جسکا ہمین حصہ ملا ہے دوسرون کو بہی اس کی چاشنی چکہا دین۔ اسے ادنے غلامون کی بہی یہی کیفیت رہی کہ مسلمان ہو کر اگر کوئی آرزو ان کی طبیعت مین باقی رہتی تہی تو وہ یہہ تہی کہ ہمین اسلام کی برکتون کا ان لوگون کو بہی حصہ دون کہ جو ابتک اس نعمت سے ناواقف ہین اور ابہی تک انہون نے اس کی لذت کو نہین چکہا ہے۔

یہہ اسلام ہی ہے جس نے ہر دل مین یہہ جوش پیدا کر دیا کہ فیاضانہ طور پر اس بخشش کا حصہ جو خدا کی طرف سے ہمین ملا ہے دوسرون کو دینا ہی ہمدردی ہے اور یہی بہائی چارہ قایم کرنے کی پہلی بنیاد ہے۔

۱؎ ابن ہشام صفحہ ۸۸۶ - ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۲۰۸ - ابو الفدا صفحہ ۸۲ —

آٹھواں باب

(سفارتوں کا سال)

(۹ ہجری مطابق ۲۰ اپریل ۶۳۰ع سے ۱۹ اپریل ۶۳۱ع تک)

یہ نواں سال خصوصاً سفارتوں کا سال مشہور ہے اسلئے کہ اسی مبارک سال میں چاروں طرف سے عرب کے قبائل کی سفارتیں آنی شروع ہوگئیں تاکہ اپنی اطاعت و فرمانبرداری ظاہر کریں۔ غول کے غول سفارتوں کے مدینہ میں داخل ہوئے اور سبھی فدیے پیش کئے ۔

عرب جو اس جگہہ بیمار پڑا تھا وہ جس سے الشافی سکرات الموت کی بھیانک صدائیں بلند ہوتی تھیں اور جس میں سے وحشت اور خونخواریکی گڑگڑاہٹ کی آوازیں نکلتی تھیں اور انسانی خون کے گرم گرم قطرے برس رہے تھے ہمیشہ کے لئے یہہ اندھیری خوفناک گھٹا اٹھا دی گئی۔ مطلع صاف ہوگیا تھا اور فطرت کا مزاج ساکن اور معتدل تھا۔ امن اور آزادگی کی ہوائیں چلنے لگی تھیں اور نفسا نفسی کا نام و نشان مٹ گیا تھا۔ خودغرضی کی بلا کے سیدھے ہاتھ جو صدیوں سے چھا رہی تھی ملیامیٹ ہوگئی تھی اور بجائے اسکے بھائی چارہ اور سچی محبت قائم ہوگئی تھی۔ مکہ کی فتح نے بت پرستی کی قسمت کا فیصلہ عرب میں کر دیا تھا۔ وہ دیبیاں جو اتنی مدت سے پوجی جاتی تھیں یعنے لات منات وغیرہ سب ڈھا دی گئی تھیں۔ ان کے ڈھنے سے عرب کی وحشی بت پرست قوموں پر بہت بڑا اثر ہوا۔ وہ ان دیبیوں کو بہت بڑا قوی اور زورآور جانتے تھے جب وہ ڈھا دی گئیں اور ان کے ٹکڑے اڑ گئے تو اب ان کی وہ تسلیم شدہ قوت بھی متزلزل ہونے لگی اور وحشیوں کے اعتقادات میں یہہ سمجھکر فرق آنے لگا کہ واقعی یہہ سراسر ڈھکوسلا ہی تھا ہم نے ایک فضول کام پر اپنا وقت ضائع کیا۔ یہہ خیال ان کے قدیم عقائد سے انہیں ہٹانے لگا اور رفتہ رفتہ یہانتک نوبت پہونچی کہ وہ سچے مسلمان ہوگئے۔ تمام اطراف سے سفارتیں آئیں تاکہ نبی کی سچے دل سے اطاعت قبول کریں اور اس کے ہاتھ پر بیعت کریں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خاص صحابہ اور شہر مدینہ کے ممتاز رئیس نبی کے اشارہ سے سفیروں کو مہمان اوتارتے تھے اور اس وقت میں جو مہمان نوازی کا تکلف ہوسکتا تھا اپنے ملک کے اجنبی مہمانوں کے لئے مہیا کرنے میں کچھ باقی نہ چھوڑتے تھے۔ چلتے وقت اپنے مہمانوں کو راہ خرچ ان کے درجہ اور عہدہ کے موافق دیتے تھے اور بہت سے نذرانے پیش کرتے۔

اس سے زیادہ مہمان نوازی کی مثال اور کیا ہو سکتی ہے - ایک تازہ ضابطہ قرار پایا جس سے پردیسیوں
کے حقوق کو اور وسعت دیگئی اور یہہ مقرر ہوا کہ جب کوئی غیر قوم کا آدمی [illegible] حفاظت [illegible] ان کے لئے
سفر مہیا کرے جو انہین دین کے روشن اصول سکھاوے [illegible] اور شرک کی بدعت
کی طرف سے انہین پھیرے -
نبی اکرم کی ہدایت کے بموجب مسلمان واعظ عجیب جوش اور غضب کے ولولے سے وحشی قومون کو توحید
سکہاتے تھے اور انہین ان باتون سے آگاہ کرتے تھے کہ نجات دہندہ پیدا ہو گیا ہے - آؤ اسپر ایمان
لاؤ چارون طرف سے یہہ آوازین بلند ہوتی تہین

اٹھو سونے والو صبح ہو گئی ہے

قسطنطینیہ والے ہنوز ان عربی فتوحات کے خواب خرگوش مین پڑے ہوئے خراٹے لیتے تھے جو انہون نے
زمانہ سابق مین عرب پر حاصل کی تہین - انہین [illegible] کی کمان مین بجلی گئی ہی
یاد تہی وہ عرب کو اب تک زمانہ قدیم کی طرح منہ کا نوالہ ہی سمجہتے تھے انہین اپنی حشمت اور جلال کے
بہروسے پر یہہ یقین تہا کہ جب چاہینگے عرب پر قبضہ کر لین گے -
ہرقل ایرانیون پر فتحیاب ہو کر اپنی سلطنت کو واپس پہرا لیکن اسکے ملکی خیالات نے اُسے اس عجیب سانحہ
کی طرف سے اندھا نہین ہونے دیا کہ جو ابہی واقع ہو چکا تہا اور جسمین مٹہی بہر مسلمانون نے کثیر التعداد فوج
کو تلوارین مار کر پسپا کر دیا تہا - اپنے ملک شام کے قیام مین اس نے اپنے ماتحت رئیسون اور
جاگیردارون کے نام فوجون کے جمع کرنے کے فرمان بہیجدئے تھے تاکہ اسلام کی سلطنت جمہوریہ
پر حملہ کر کے اسکی ترقی کو روک کا جاوے اور اسکی بیخ و بنیاد عرب مین سے اکہیڑ کر پہینکدی جائے -
یہہ وسط سال (رجب سنہ ۹ ہجری اکتوبر سنہ ۶۳۰ع) تہا - گرمی کی انتہا درجہ کی شدت - سفر کی سختی - اور رومی
قوت کی عجیب و غریب روایتون نے جو مسلمانون کے کانون تک پہونچ رہی تہین - اسلئے انکے حملہ
کو روکنے کے ارادہ جنگ مین خامی پیدا کر دی تہی -
آفتاب اپنے عظیم الشان مدور کرہ کی آتش فشانی کر رہا تہا - تپتی ہوئی ریتون اور بہلستے ہوئے
ریگستانون مین غضبناک سے گرم گرم لوئین چلنے لگی تہین - صحرا و دشت تنور ہو رہے تھے
ایسی خوفناک اور جان و تن کی بہلسا دینے والی گرمی مین نہ کہین سبزہ زار نہ کہین شیرین اور
ٹہنڈے پانی کے چشمے اور پہر دشمن کے مقابلہ مین روانہ ہونا واقعی ایک سخت بات تہی -
اور ایک بڑا خطرہ اور یہہ تہا کہ قسطنطینیہ کی شوکت و قوت کی افواہین تمام مسلمانون کے کانون
مین پے در پے پہونچ چکی تہین کہ ایسی دولتمند سلطنت ہے اور اتنی لاکہہ فوج ہے اور وہ لوگ
ایسے سامان رکہتے ہین - ایسی نازک صورتون مین مسلمانون کی کچہہ زیادہ ہمت نہ بندہی پہر بہی تہی

سپاہ جمع ہوئی جسکی کمان خود نبی اکرم نے اپنے ہاتھ مین لی اور آپ اس چھوٹی سی جمعیت کو
لیکر روانہ ہوئے - ایک طول وطویل و تکلیف دہ سفر کے بعد آپ تبوک مین پہونچے یہہ مقام دمشق
اور مدینہ کے بیچون بیچ واقع ہے - یہان نبی اکرم نے قیام فرمایا - یہان آپکو ایک تعجب خیز یہہ معلوم
ہوئی کہ یہہ حملہ روم کی خبر محض ایک یونانی کے خواب کا نتیجہ تہا اور شہنشاہ قسطنطنیہ کبہی کا انکی
سلطنت کو روانہ ہوچکا جب نبی نے ملاحظہ فرمایا کہ یہان کوئی سامان فوجی ایسا نہین ہے کہ
مدینہ کی جمہوری سلطنت کو صدمہ پہونچا سکے اسلئے آپ نے واپس پہرنے کا حکم فرمایا۔ بیس دن مسلمان
تبوک مین قیام پذیر رہے - یہان ہر قسم کا چارہ مویشیون اور ان کے جانورون کے لئے دستیاب ہوتا
تہا اور کثرت سے پانی ملتا تہا - اسطرح سے بآرام بیس دن تبوک مین قیام کرکے مسلمان مدینہ منورہ چلے
گئے - یہہ مہینہ رمضان کا تہا جب مسلمان وہان سے واپس پہرے تہے - آفتاب کا جوبن زور و ن پہ
تہا اور اسکی عنفوان جوانی کی داد بہلتے ہوئے سنگلاخ اور جلتی ہوئی لوئین دیر ہی تہین -
جس دن ہی آپ مدینہ منورہ پہونچے آپ کو معلوم ہوا کہ ایک سفارت سنگدل اور ناخدا ترس مشرکین
طائف کے پاس سے آئی ہوئی ہے یہہ وہی ہین کہ جنہون نے نبی پر سنگ باری کی تہی اور جنہون
نے اپنے ہان نہ آنے دیا تہا - عروہ بن مسعود الثقفی سردار طائف جو غزوہ حدیبیہ کے بعد مدینہ منورہ
مین چلا آیا تہا اور کچہہ دن مدینہ مین رہکر صدق دلی سے مسلمان ہوگیا تہا ایک پرجوش اور دل
والا مسلمان تہا - نبی اکرم نے اسے خوب سمجہا دیا تہا کہ جب تک طائف والے راہ راست پر نہ آجائین
ہرگز ادہر کا رخ نہ کیجو لیکن وہ اسلامی فیاضانہ ولولے جو اس کی رگون مین خون کی طرح دوڑ رہے
تہے اسکے مقتضی ہوئے کہ وہ مدینہ مین ہی رہتا - اس کے دل مین دعوت اسلام کا جوش اٹہا اور اسی
وجہ سے وہ طائف کی جانب اس لحاظ سے روانہ ہوا کہ اپنی قوم کی بت پرستی چہڑاؤن اور انہین اسلام کی
برکتون سے مالامال کردون - شام کے وقت عروہ طائف مین پہونچا - اس نے اپنے بہائی بندون اور
ہموطنون کو بلایا اور اپنی رام کہانی سنائی - شام کو تو کسی نے زیادہ توجہ نہ کی لیکن علی الصباح جب
دوبارہ عروہ نے دین حق کی طرف انہین بلایا اور عزی کی پرستش سے باز رکہنا چاہا بس وہ
سنکر سخت غضبناکی مین بہر گئے اور انہون نے اپنے اسی وحشی طیش مین عروہ کو پتہر مار کر شہید کر ڈالا
اسکی دم توڑتی ہوئی صدا نے مشرکین کے کلیجون کو ہلا دیا اور وہ صدا یہہ تہی -

"مین نے خدا کے نام پر صرف مخلوق کی بہتری کے لئے اپنا خون گروایا ہے"

!یا اپنی جان دی ہے) خدا کا شکر کرتا ہون کہ اسنے شہادت کی عزت

۱؎ کاسن ڈی پرسیول جلد ۳ صفحات ۲۸۲ و ۲۸۵ - ۲؎ ابن ہشام صفحہ ۹۰۰ - ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۲۱۵ - ابوالفدا صفحہ ۸۵ -
۳؎ کاسن ڈی پرسیول کے مطابق یہ واقعہ دسمبر ۶۳۰ء تہا جب نبی اکرم تبوک مین قیام پذیر ہوئے تو آس پاس کے رئیسون اور سرداروں کی
خاطرین جنہون نے قدرت ناسے پیش کئے اور ایمان لائے - یہان کسی تعداد نے انہین ڈرا دیا - صرف خدا پرستی کی سچی آوازون نے انکے
لو پر اثر کیا - یہیون اور عیسائی متعلقین بسبب خاطر مسلمان ہوگئے - اور دن بدن خود بخود ہوتے تہے روز مرہ مسلمانون کی اتحاد
بہی جان اتہی اور یہ صرف دین کی سچائی کا اثر تہا کہ جس شخص نے سنا وہی شیدا ہوگیا - اور اپنا دین من تن قربان کردیا - ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۲۱۵ -

سے مجھے بخشی ہے اے میرے دوستون میری آخری التجا یہہ ہے کہ تم مجھے ان مسلمانون کے
پہلو بہ پہلو دفن کرنا کہ جو غزوہ حنین مین شہید ہوئے ہین[1] دو —

عروہ کے مرتے وقت کے جانگداز اور پرشوق الفاظ نے اس کے ہموطنون کے دلون پر ان گوشت سے زیادہ اثر کیا کہ جو اس نے اپنی زندگی مین کی ہنین - شہید کا خون قاتلون کے دلون مین لوٹ [illegible] کر گیا - اسکی جانگداز آخری صدا نے خود بخود انہین روشن کر دیا کہ اسلام سچا ہے —

اس کا دم واپسین غضب کا کام دیگیا - وہ پرشوق الفاظ کہ مجھے ان شہداء کے پہلو مین دفن کرنا کہ جو حنین مین شہید ہوگئے ہین غضب کے پرتاثیر اور مقناطیسی کشش رکھنے والے تھے اس کا خونی نظارہ اپنے ہموطنون کی بھلائی کی آرزو مین آسمان کی طرف اٹھانا قاتلون کے دلون مین کھپا جاتا تھا - اس خون آلود چہرہ اور پھر شہادت کا افتخار حاصل کرنے کی شادمانی کی تمتماہٹ نے پتھر مارنے والون کو ایک مفتون کر دیا تھا کسی شہید کی اس دردانگیز صدا نے صدہا دلون کو مسخر کر لیا اور پھر انہین اپنی طرف مائل کیا یہہ صدا اس جان نثار خادم نبی اکرم کی تھی کہ جو اس کی رحیم فطرت اور صادق الوعدی پر ایمان لے آیا تھا - یہہ پاک نفس تو شہید ہوگیا لیکن اس کے گرم گرم خون کے قطرون کی بہار تمام قوم ثقیف کو شرک کے تاریک تر دایرہ سے نکال کر ایمان کے پرنور دایرہ مین لے آئی - انہون نے بڑی سرگرمی سے عروہ کو شہداء کے پاس دفن کیا اور پھر سب اہل طائف نے ملکر ایک سفارت نبی کی خدمت میں روانہ کی کہ آپ ہماری خطا بخشدین اور ہمین اجازت دین کہ ہم بطیب خاطر دایرہ اسلام مین آجائین مگر انہون نے التجا کی کہ ہمارے دیوتاؤن کو کسیقدر مہلت دی جائے یعنے انہین برابر پوجا جائے — پہلے انہون نے دو برس کی مہلت مانگی پھر ایک برس کی اور پھر [illegible] کی لیکن یہہ ساری [illegible] غیر مفید تہین ایک ہی مہینہ مین ان کے خیالات نے کچھ کا کچھ پلٹا کھایا - اسلئے کہ اسلام اور [illegible] ہرگز ایک جگہہ مجتمع نہین رہسکتے - مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اب بھی وہی مستقل مزاج [illegible] نے التجا کی کہ ہمین روزانہ عبادت سے رخصت دی جائے یعنے ہم روزانہ عبادت سے سبکدوش کئے جائین مگر نبی اکرم نے جواب دیا کہ بغیر عبادت کے اسلام کوئی چیز نہین ہے[2] آخرکار انہون نے جو کچھ ان سے کہا گیا تسلیم کر لیا اسپات کی انہین معافی دیگئی تھی کہ وہ اپنے ہاتھون سے اپنے بتون کو نہ توڑین —

دراصل یہہ لوگ مصلحت وقت سے مسلمان ہوگئے تھے ان بتون کے توڑنے کے لئے عروہ کا بھتیجا مقرر کر کے بھیجا گیا طائف مین جسوقت بتون کے توڑنے کی تعمیل ہو رہی تھی عورتون کی [illegible]

---

[1] ابن ہشام صفحات ۹۱۵ و ۹۱۴ - ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۲۱۲ — [illegible] ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ [illegible]

[2] ابن ہشام صفحات ۹۱۸ و ۹۱۷ - طبری جلد ۳ صفحات ۱۶۳ - ۱۶۱ چونکہ ہجرت کے نوین سال سفارتون کا بہت [illegible] ہوا تھا اسلئے اس سال ہی کو سفارتون کا سال کہتے ہین جو سردار کہ خود ہی ایمان لے آئے تھے - انہین بہن [illegible] اور من جملہ [illegible] کے ہین زیادہ مشہور ہین اور یہہ لوگ جو یامین یودہ باشندے کہے تھے اول ایمان لے آئے تھے —

[illegible] نہ اون [illegible] پر اثر آیا تہا۔ وہ اپنے معبودون کے یون ضائع ہونے سے واویلا
[illegible] ہی ہتین اور اپنے [illegible]
[illegible] کے باشندے [illegible] نے سرکشی اختیار کی۔ تہوڑی سی سپاہ حضرت علی
[illegible] ہمکان مین [illegible] اسلام کی طرف متوجہ کرین اور ان کے بتون کو
[illegible] توڑ ڈالین۔

[illegible] قوم کا سردار [illegible] تہا۔ وہ حاتم کہ جسکی سخاوت کی دہوم شرقی دنیا
[illegible] بہت [illegible] کی مثالون مین حاتم ہی پر تکیہ کیا ہے۔
[illegible] ہی [illegible] حاتم کا بیٹا [illegible] بہاگ گیا لیکن اسکی بہن یا
حاتم کی بیٹی [illegible] مسلمانون کے قبضہ مین آئی۔
[illegible] مین ان قیدیون کی بہت سی [illegible] کی گئی نبی اکرم نے فوراً حاتم کی بیٹی اور اسکی ہمقومون کو
[illegible] رہائی دیدی اور بہت کچہہ ان پر بخشش کی۔ یہہ باعصمت خاتون شام چلی گئی اور نبی کی رحمانہ اور
شریف برتاؤ کا تذکرہ اپنے بہائی سے کیا۔ جون ہی اس نے اپنی بہن [illegible] نبی اکرم کی صفات [illegible]
[illegible] پہر آیا اور رسیدہا مدینہ منورہ آیا اور رسول اکرم کی خدمت مین حاضر ہوکر پیرون پر گر پڑا اور اسلام
قبول کیا۔ پہر یہہ [illegible] مین چلا گیا اور اپنے [illegible] سے دین اسلام کی فضیلت اور بت پرستی کی برائی
بیان کرنی شروع کی۔ یہان تک کہ وہ سب اسلام لے آئے اور پہر دین اسلام کے سچے معتقدین
اور معاونین مین سے ہوئے۔[1]

[illegible] ایک مشہور واقعہ جو [illegible] واقعہ سے بہی زیادہ مشہور اور عجیب تر ہے درج کیا جاتا ہے اس سے
[illegible] [illegible] دہ پاک نفس کیسے کیسے مخالفون کے گناہ بخشدیا کرتا تہا۔
[illegible] ہمیشہ مخالف [illegible] مسلمانون کے خلاف اپنی
[illegible] کیا کرتا تہا اور اس نے اکثر حصہ عرب مین [illegible] کی آگ زیادہ خوفناکی سے
[illegible] اس کی مخالفانہ کارروائی کی خبرین نبی [illegible] اور آپکے صحابہ کو پہونچتی

[1] ابن ہشام صفحات ۹۴۹ و ۹۴۸ – ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۲۱۸ – [illegible] جلد ۲ صفحات ۱۲۴-۱۲۱
[illegible] [illegible] برس کے ربیع الثانی مہینہ (جولائی۔ اگست سنہ ۶۳۰ع) کو واقع ہوا تہا۔ اسی مطابقت سے یہہ
[illegible] [illegible] کیا جا سکتا تہا لیکن مین نے عربی مورخون کی تقلید کی ہے۔ اس بیان کا اشارہ ہم پہلے بہی کر
[illegible] [illegible] کے ساتہہ لکہنے مین سبب حاتم کی لڑکی رسول خدا کی [illegible] مین حاضر کی گئی تو اس نے
[illegible] یہہ الفاظ کہے "اے نبی اﷲ میرا باپ مر گیا۔ میرا بہائی اور میرے [illegible] دار مسلمانون کے قریب
[illegible] بہاگ گئے [illegible] مین اپنے کو فدیہ دیکر نہین چہڑا سکتی صرف [illegible] فیاضی کے بہروسہ پر مین
[illegible] کرتی ہون میرا باپ ایک مشہور مروت دار [illegible] شخص تہا اور [illegible] اپنی قوم کا
[illegible] فدیہ دیکر قیدیون کو رہائی دلاتی تہے [illegible] ہمیشہ خواتین کی عزت [illegible]

انہیں اور یہہ صبر کر گئے خاموش ہو رہتے تھے کعب کا سگا بھائی مسلمان ہو چکا تھا [illegible]
اسنے اپنے بھائی کعب سے کہا کہ تو کیوں ایسے دین —— اور دینداروں کی [illegible]
جاتا ہے جو خدا کی پرستش کرنے کا حکم دیتا ہے اور بتوں کی پوجا پاٹ کو روکتا ہے۔ اسکی صداقت
کی ایک بڑی دلیل یہہ ہے کہ روشنی کی طرح پھیلتا جاتا ہے اور گروہ کے گروہ مسلمان ہونے کو
نبی کرم سے ملے تو سمجھے معلوم ہو کہ دنیا مین آجتک ایسا شخص پیدا ہی نہیں ہوا [illegible]
بخششوں کا ایک نمونہ ہے جو اپنے دوستوں کی طرح اپنے دشمنوں پر بھی مہربان ہے اور ان پر
بھی شفقت کرتا ہے۔ وہ صرف واحد خدا کی بندگی کی طرف بلاتا ہے اور بس۔ اسنے اپنے متعدد
کے دلون کو تسخیر کر لیا ہے اور وہ سب اسپر فریفتہ ہین۔

ایسی محبت اور فریفتگی کا نقشہ تونے کبھی کہین کسی سردار کے دربار مین نہ دیکھا ہوگا۔ آخر تجھے
تو بہت سے سرداروں کے دربار مین جانے کا اتفاق ہوا ہوگا لیکن اگر تو ایکبار نبی کو اپنے صحابہ
مین بیٹھا ہوا دیکھے وہ بھی ایک کمل کی پوشش مین تو تجھے ایسے پرشوکت جلال کا نقشہ دکھائی
دے کہ تو اسی چٹائیوں پر بیٹھے ہوئے گروہ کے جلال کے آگے ان رئیسوں اور شاہوں کا دربار کے
جلال بھول جائے جنمین تجھے جانے کا اتفاق ہوا ہے۔ اس تقریر نے کعب بن زہیر کے دل پر بے
زیادہ اثر کیا بت پرستی کی تاریکی اسکے دل سے دھوئی گئی اور ایمان کے نور نے اسکے قلب کو گھیر لیا
اسکا دل بھر آیا۔ اور وہ ایمان قبول کرنے کے لئے بیتاب ہو گیا اور اب اس نے اپنے [illegible] آنے کا
قصد کیا۔ پہلے اسے خوف تھا کہ کہین میری بدکرداری کی سزا تو نہین ملنے کی لیکن اپنے بھائی کے
نبی کے رحم پر بھروسہ دینے نے اسے متوجہ کیا کہ وہ بہت جلد نبی اکرم کی خدمت مین حاضر ہو جائے

مجبور ظاہر کیا ہے۔ غریب کی پرورش کی ہے۔ مصیبت زدہ کی فریادرس بندہ ہوا ہے کبھی اسنے دے کے ہوئے [illegible]
مطالبہ نہین کیا۔ مین سفینہ حاتم کی لڑکی ہون،، یہہ سنتے ہی نبی اکرم نے جواب دیا۔
کیا تیرا باپ ایک مسلمان کی سی نیکیان رکھتا تھا اگر مجھے اجازت دیجائے کہ مین ایسے شخص کے لئے کہ جسکی عمر بت پرستی مین
گزری اور جو ایسا نیک تھا کہ مین اسکے لئے خدا کا رحم مانگون تو مین خدا سے دعا کرونگا کہ تو اسکی روح پر اپنی رحمت
نازل کر،، پھر آپ نے مسلمانوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ،، حاتم کی بیٹی کو آزادی دیدی گئی۔ اسکا باپ ایک
فیاض اور انسان آدمی تھا خدا رحیم کو اسکے رحم کا صلہ دیتا ہے اور اس سے الفت رکھتا ہے،، اور سفینہ کے ساتھ اسکے
تمام آدمی رہائی دیدیئے گئے۔ سعدی نے بوستان مین اس موقع کا اپنی زود اثر اور قیمتی نظم مین ذکر کیا ہے جسکا
بیان دل مین بیٹھا چلا جاتا ہے۔ اس سے زیادہ صادق الوعد اور رحیم الطبع نفس اور کیا ہو سکتا ہے کہ جو اپنے دشمنون
سے بھی اسی عزت اور نرمی سے پیش آتا تھا اور ان کی باتون کا یقین کرتا تھا کہ جیسے اپنے دستون پر۔ ایک مردہ بت
پرست کی فیاضانہ صفتین سنکر خدا کی رحمت اسکی روح پر بھیجنے کو تیار ہو گیا اور بس تو جب اسکی نیک خصائل
کو سنا۔ کیا اس سے بھی زیادہ رحم کی مثال کوئی لا سکتا ہے کیا اور ایسی اپنے پیشواؤن کی کوئی ایسی مثال
رکھتی ہین۔ جانی دشمنون پر یہہ عنایت اور یہہ شفقت اور یون خندہ پیشانی سے پیش آنا یہہ اسی پاک مقدس
برتر نفس کا کام تھا جسکو یہہ کہنا سزاوار ہے

،، بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر،،

وہ دوڑا ہوا منزلین طے کرتا مدینہ منورہ مین داخل ہوا - اور سیدہا اس مسجد مین گیا کہ جہان نبی اکرم تشریف رکہتے تہے۔ اس نے ایک عجیب و غریب منظر دیکہا کہ ایک شخص کو بہت سے آدمی گہیرے ہوئے بیٹہے ہین اور نہایت ادب اور عزت سے مستغرق ہو کر اسکی گفتگو سن رہے ہین - بغیر کسی سے دریافت کئے پہچان گیا کہ نبی اکرم یہی ہین اسلئے خدا کا جلال جسکے پر نور چہرہ پہ درخشانی کر رہا تہا وہ نبی کا مبارک چہرہ تہا - اس گروہ کو چیر کر نبی اکرم کے سامنے کہڑا ہوا اور یہہ زبان پہ لایا کہ اے نبی اللہ اگر اسوقت آپکی خدمت مین کعب بن زہیر آئے تو کیا آپ اس کی خطا معاف کر دینگے - فرمایا ہان اگر وہ یہان آئے تو مین اسکا گناہ بخشدونگا - کعب نے کہا اے نبی اللہ وہ کعب ابن زہیر مین ہی ہون یہہ سنتے ہی صحابہ نے نبی سے اجازت چاہی کہ اگر حکم ہو تو اسکی گردن اڑا دین مگر پہر نبی اکرم نے یہہ فرمایا مین اسکی خطائین سب معاف کر چکا پہر کعب نے عرض کیا کہ اگر آپ حکم دین تو مین اپنا تصنیف کیا ہوا قصیدہ پڑہون حکم ہوا کہ پڑہ جب اس نے یہہ شعر پڑہا -

ان الرسول لنور یستضاء بہ

(ترجمہ) وصارم من سیوف اللہ مسلول

پیغمبر وہ مشعل ہے جسنے دنیا کو روشن کر دیا ہے

وہ ایک تلوار ہے کہ جو بدینی کا ستیاناس کرتی ہے

جون ہی وہ قصیدہ سناتے سناتے اس شعر پہ آیا اور خوش لہجہ مین پڑہکر سنایا آپنے اپنا خرقہ اسے اتار کر دیدیا جو بعد ازان اسکے کنبہ نے معاویہ کے ہاتہ چالیس ہزار درہم کو فروخت کیا - اسکے بعد خلفائے عباسیہ کے قبضہ مین پہونچا اور اب عثمانی گورنمنٹ کو برکت دے رہا ہے ف۱

ف اس لبادہ کو خرقہ شریف کہتے ہین جو قومی سانحون مین پہریرہ اسلامی پر باندہا جاتا ہے -
یہہ خرقہ شریف قسطنطنیہ مین خاص سلطان وقت کی حفاظت مین بڑی عزت اور ادب سے رکہا گیا ہے آٹہوین دن سلطان وقت اپنے ہاتہ سے کہولتا ہے اور اس مین عطریات وغیرہ ملکر پہر اسیطرح رکہدیتا ہے یہہ کبہی اور کسی وقت باہر نہین نکالا جاتا ہان اسوقت کہ جب یہہ سمجہ لیا جائے کہ تخت روم پر آبنی ہے اور عنقریب یہہ سلطنت غیر اسلام کے قبضہ مین آجائیگی - اس خرقہ کا نکلنا ایک غضب کا سامنا ہوتا ہے ایک پر جوش روح مسلمانون کے تنون مین پہونک جاتی ہے اور وہ جب تک اپنے دشمنون کا فیصلہ نہ کرین یا خود نیست و نابود نہ ہو جائین باز نہین آتے - اسی خرقہ شریف سے عثمانیہ گورنمنٹ کو بہت بڑا فخر ہے اور یہی گویا ان شکستہ دلون کی سبب طمانیت ہے -
اس قصیدہ کو قصیدہ بردہ بہی کہتے ہین لیکن ان قصائد بردہ سے اس مین بہت بڑا فخر ہے جو ابو عبد اللہ محمد بن سعید نے ملک ظاہر کی عروج سلطنت مین تصنیف کیا تہا جسکا پہلا شعر یہہ ہے -

امن تذکر جیران بذی سلم + مزجت دمعا جری من مقلۃ بدم

او شریف الدین بوصیری نے کہا تہا - ایک مشہور روایت کے بموجب یہہ معلوم ہوتا ہے کہ جب شرف الدین بوصیری قصیدہ لکہہ چکا تو اسنے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکہا کہ آپنے خوش ہو کر اپنا لبادہ عنایت فرمایا - شرف الدین بوصیری نے اس لبادہ کو اوڑہ لیا اس شخص کو برص کا مرض تہا - لبادہ اوڑہتے ہی وہ مرض جاتا رہا صبح کو جو آنکہ کہلی تو اپنے کو صحیح و سالم پایا - ان قصائد پر اگر ایک نظر ڈالی جائے گی تو معلوم ہوگا کہ بعد قصیدے جتنا لو ...

اثنائے کوئی روک ٹوک ان بت پرستون کو کعبہ مین آنیکی نہ تھی کہ جو ہر سال جمع ہوکر اپنے ارکان مذہب بت پرستی کو انجام دیتے تھے۔ مگر مصلحت وقت اسی کی مقتضی ہوئی کہ رسوم بت پرستی کعبہ سے مطلق اٹھا دیئے جائین اور اس کا اختتام ہی کر دیا جائے تاکہ مسلمانون کو موقع ملے کہ وہ بیطمانیت اپنے خدا کی پرستش کرین اور انمین کوئی مشرک بت پرست شریک نہو۔ نبی اکرم نے اس کام کے دینے کے لئے علی کو منتخب کیا کہ آپ مکہ یہہ اعلان خاص یوم النحر مین شہر مکہ سنادین اور وہ اعلان یہہ ہے۔

"اس سال کے بعد کوئی بت پرست یا مشرک زیارت کعبہ نکرنے پائیگا کوئی
شخص برہنہ طواف کعبہ نکرنے پائیگا۔ جس نے نبی کے ساتھہ عہد و پیمان کرلیا
ہے وہ اس کا آخر تک پابند رہیگا۔ باقی ماندہ لوگون کے لئے چار مہینے
کی مہلت دی جاتی ہے کہ وہ اپنی اپنی حدود مین چلے جائین اسکے بعد نبی
کیساتھہ عذر نہ سنیگا سوائے ان کے جس سے عہد و پیمان ہوچکا ہے" (۱)

مسلمان مصنفون نے اس اعلان پر بہت بڑی بحث کی ہے۔ وہ لکھتے ہین کہ یہہ ایک بہت بڑی دور اندیشی تھی ایسی قیمتی دور اندیشی کو سوچنا اور اسپر عمل کرنا اسی دماغ کا خاصہ ہے کہ جسکو فطرت سے نبوت مل چکی ہے اس اعلان نے بہت بڑا اثر کیا اور تمام مشرکین مین ایک سنناہٹ سی پہیل گئی اگر یہی رسم جاری رہتی کہ مسلمانون کے شانہ بشانہ ہزارون بت پرست مشرک آتے اور زیارت کعبہ سے مشرف ہوتے تو پھر فتح کعبہ سے نتیجہ ہی کیا نکلتا اور یہہ کیونکر کہا جاسکتا کہ خدا کے پاک گھر سے بت پرستی کی ناپاکی دہو دیگئی۔ اور نہ بت پرستون کو معلوم ہوتا کہ ہمین کچہہ سزا ملی ہے اور ہم اپنی ناکردارئی کے نتیجہ کو پہونچے ہین۔ اور نہ یہہ کیونکر ہوسکتا تھا کہ اسلام نہ جاتا اور دودہ کا دودہ پانی کا پانی علیحدہ معلوم ہوتا۔ نبی کا یہی کام تھا اور جسکو آپنے پورا کیا کہ اسلام کو شرک سے علیحدہ کرین اسلئے یہہ ضرور تھا کہ یہہ اعلان دیا جاتا۔ تاریخ ہمیشہ اس اعلان پر فخر کریگی کہ جو نبی اکرم کے وقت میں ہوئی تھی مشرکین عرب جنمین [illegible] قومین تہین کہ جو اپنے بتون کے آگے انسانی قربانی کیا

کرتے تھے [illegible] جو ان کو سب سے زیادہ پیارے ہوتے تھے ان بتون کی تصویریں اور مورتیں بنا کر رکھتے تھے۔ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] صفات اور عادات بیان ہوئی ہین جس قصیدہ کو دیکھہ کر ہوش اور یا بعضی باتون کے تو دور [illegible] اور کہین اصلی واقعات سے [illegible] کی ہے۔ اگر ہم اسی مطلب کو دوسرے لفظون میں کہہ [illegible] تو یہہ کہہ سکتے ہین کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچی شان کو بگاڑ کر دکھایا گیا ہے۔ خدا ان [illegible] کرے۔

(۱) ابن ہشام صفحات ۹۲۲ و ۹۲۱۔ ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۲۲۲۔ ابو الفدا صفحہ ۸۷۔

نبی نے سختی سے اس قربانی بیٹے کی رسم روکنے کے لئے پیدستی کی اور شدید ممانعت کر دی کہ آئندہ کوئی شخص انسانی قربانی نکرے ورنہ سزائے موت پائیگا۔ اسرائیلی ہنوز اپنی بد فعلی ذلتوں میں مبتلا تھے اور مکروہ بتوں کی پرستش کرتے تھے ان کو بھی انصاف اور رحم کی تعلیم دی گئی غرض جسوقت حضرت علی نے لوگوں کو جمع کرکے باواز بلند یہہ اعلان سنایا وہ سچا موحشی سنتے رہے ان پر اس اعلان کے الفاظ نے بہت بڑا اثر کیا جب وہ اپنے اپنے شہروں میں واپس چلے گئے تو ایک سال بھی گذرنے نہ پایا تھا کہ سب مسلمان ہوگئے اور وہ مسلمانوں کی صورت میں داخل ملک ہوئے اس اعلان نے بہت بڑا کام کیا اور ہزاروں کو اسلام پر مائل کر دیا جب تک کعبہ مسلمانوں کے قبضہ میں ہے اور یقیناً ہمیشہ رہیگا اسی اعلان پر عملدرآمد ہوتا رہے گا ۔

ف۔ آج تک اس حکم نبی کی بڑی خبرداری سے تعمیل کی جاتی ہے کسی مشرک یا غیر اسلام کو وہاں جانے کا حکم نہیں ہے حرم کو [illegible] چھپ کر جائے اور عربوں کو معلوم ہو جائے تو وہ قتل کر دیا جاتا ہے۔ اسپر بھی اکثر محققین عیسائی جاتے ہیں اور [illegible] حقیقت دیکھتے ہیں۔ برٹن صاحب کا سفرنامہ موجود ہی ہے جنہوں نے مکہ اور مدینہ کا خوب سفر کیا ہے اور بہت تحریر [illegible] اور مدفن کی کیفیت لکھی ہے وہ لکھتے ہیں کہ میں مصر کے قافلہ کے ساتھ روانہ ہوا تھا۔ مصری پوشاک پہنے ہوئے تھا [illegible] جب میں مکہ میں آیا تو چند عربوں کے بچے کھیل رہے تھے مجھے دیکھتے ہی وہ فرنگی کا غل مچانے لگے اگر میں فوراً [illegible] کی جگہہ بچاکر حوالی میں نہ آجاتا تو میری جان کے لینے کے دینے پڑ جاتے۔
اور [illegible] بڑے [illegible] ہونے نہ پہچانا لیکن ان بچوں نے بہت جلد شناخت کر لیا۔ اسیطرح سے بہت سے سیاح جاتے ہیں لیکن [illegible] شخص غیر اسلام جاتا ہے اسے جان ہی پر کھیل کر جانا پڑتا ہے۔ کچھ سال کا عرصہ ہوا کہ حرم میں ایک شخص [illegible] کی نماز پڑھایا کرتا تھا اور مسلمان اسکی بہت عزت کرتے تھے وہ گویا امام تھا۔ تیس برس یا اس سے کچھ [illegible] کے پیشہ کو نبھاتا رہا جب اس کا وقت آخر آیا تو اسنے سب کو جمع کرکے کہا کہ میں اتنی مدت سے [illegible] تھا اور اب میں مرتا ہوں۔ یہہ کہکر اس کا انتقال ہوگیا۔ مسلمانوں کو بہت بڑا تعجب ہوا کہ اتنی مدت [illegible] پیش امام رہا لیکن کہیں مطلق نہیں معلوم ہوا۔
اب تک بہت سے عیسائی جانباز جاتے ہیں اور وہاں کے حالات دریافت کرکے لاتے ہیں لیکن تعمیل اعلان کی بابت سخت کرنی [illegible] یہہ ہے کہ اگر کوئی غیر اسلام بھی وہاں جاتا ہے تو مسلمانوں کی صورت بنانی پڑتی ہے اور تمام وہ ارکان ادا کرنے پڑتے ہیں کہ جو مسلمان کیا کرتے ہیں صرف ایک یقین میں فرق رہتا ہے ورنہ افعال کردار یہہ مسلمانوں ہی کے سے کرنے پڑتے ہیں۔ غرض یہہ ہے کہ کوئی شخص جبتک کہ دل سے مسلمان نہو یا اپنے کو ظاہری مسلمان نہ بنائے اور اپنے کو مسلمان کہے اور اپنا نام مسلمان کا سا نہ رکھے وہ کبھی مکہ یا مدینہ میں نہیں جا سکتا۔ اس اعلان اور قواعد کے موجب جن کا عملدرآمد مکہ مدینہ میں کیا جاتا ہے اگر کوئی غیر اسلام پہچانا جائیگا اور عربوں کے ہاتھ سے قتل کر دیا جائے تو سلطنت جسکی یہہ رعیت ہے سلطان سے بازپرس نہ کرے گی۔

نواں باب

تکمیل نبوت

اذا جاء نصر اللہ والفتح۔ ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ
افواجا فسبح بحمد ربک واستغفرہ انہ کان توابا۔

(سنہ ہجری مطابق ۹ اپریل ۶۳۱ء سے ۱۰ مارچ ۶۳۲ء تک)

ہجرت کے اس سال باقی ماندہ قوموں کے سفیر حاضر خدمت ہوئے اور انہوں نے اپنے سردار اور اپنی قوموں کے خدمت نامے پیش کئے اور ان کے مشرف باسلام ہونے کی خوشخبری سنائی یہہ تمام سفارتیں یمن اور حجاز کے رئیسوں کی طرف سے آئی تہیں۔ جن واعظوں کو آپنے تلقین دین اسلام کرنے کے لئے مختلف حصص میں روانہ کیا تہا انہیں رخصت کرتے وقت یہہ ہدایتیں کر دی تہیں۔

"لوگوں سے بہت شرافت اور نرم مزاجی سے پیش آنا ہرگز تندخوئی کو کام نفرمانا۔ ان پر آفرین بہیجنا۔ ان پر نفرین نکرنا۔ اور تم ملوگے ان لوگوں سے جو اہل کتاب ہیں وہ تم سے سوال کرینگے اور دریافت کرینگے کہ بہشت کی کنجی کیا ہے۔ ان کو یہہ جواب دینا کہ بہشت کی کنجی یہہ ہے کہ خدا کو برحق جانے اور نیک کام کرے ۱؎"

اب محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا ماحصل نکل آیا تہا۔ اور جو برکتیں کہ اس سے حاصل ہونی تہیں سب ہو چکی تہیں یعنے وحشیوں میں دین اسلام کی تہذیب نے اپنا گہر کر لیا تہا۔ بیہودہ رسمیں اور زہریلے عقائد جن سے قوم پسپی چلی جاتی تہی دور ہو گئے تہے لوگ برائی کو برائی اور نیکی کو نیکی سمجہنے لگے تہے۔ چاروں طرف خداپرستی کے ڈنکے بجنے لگے تہے اور خدا کی مرضی مخلوق کو بخوبی معلوم ہو گئی تہی۔

وہ گذشتہ نبیوں کی امتیں جو جادۂ اعتدال سے ہٹ گئی تہیں اور جنہوں نے اپنے نبیوں کی ہدایتوں کو بہلا دیا تہا اس بات سے آگاہ ہو گئیں کہ خدا کی مرضی یہہ ہے اور اب تک ہم اس کی مرضی کے برخلاف کر رہے تہے۔ نئے سرے سے ان کے عقائد کو مضبوط کیا گیا اور گذشتہ نبیوں کی نبوت کا قایل کیا گیا انمیں نااتفاقی بہت ترقی کر گئی تہی اور وہ انسان کو انسان نہ سمجہتے تہے

۱؎ ابن ہشام صفحہ ۹۰۷۔

ان خوفناک پہوٹ کو دور کیا گیا اور انہین اتحاد والفت کی بنیاد قایم کی گئی - ان کے دلون مین اخوت باہمی کا نور چمکایا گیا اور ہمدردی کی چاشنی چکہائی گئی - انہین اسبات کا یقین دلادیا کہ تم سب آپس مین بہائی ہو اور تم مین ذرا بہی غیریت نہین ہے - اس عداوت کو کہو دیا جو صدیون سے مخلوق کے قلوب پر محیط ہو رہی تہی اس دشمنی کا بیج مار دیا کہ جس نے سگے بہائیون اور ہم وطنون کو جدا کر دیا تہا -

ہوئے سب جب آپس مین مل کے بہائی - تو بیگانگی کی وہ صورت مٹائی
گواہ آجتک بہی ہے جسکی خدائی - کہ بنیاد الفت کی ایسی جمائی -
کہ بیگانگون کو یگانہ بنایا - محبت مین اک کو یکتا بنایا -

روحانی (ف) زندگی کو سب نے بہلا دیا تہا سزا اور جزا کی کسی کو خبر نہ تہی موت کو زندگی کا آخر نتیجہ جانتے تہے

(ف) روحانی زندگی کو اکثر ناظرین نہ سمجہینگے اسلئے مین مناسب سمجہتا ہون کہ اسکی کسیقدر تشریح کردون یہہ مسئلہ کہ روح پر عذاب و ثواب ہوگا آجکل معرض بحث مین ہے - لوگون کا خیال ہے کہ علوم جدیدہ نے یہہ ثابت کر دیا ہے کہ روح کوئی چیز نہین ہے لیکن وہ اسم سے محض بیخبر ہین کہ مسلمانون کے تہتر ۷۳ فرقون مین سے ایک فرقہ کا یہہ بہی مذہب ہے کہ عذاب و ثواب کوئی چیز نہین ہے خدا ان سب باتون سے بے نیاز ہے یہہ سب باتین مصلحت وقت کو دیکہکر کہی گئی ہین مین ذیل مین کل فرقون کا ذکر کرتا ہون ان کے اصولی عقائد سے یہہ کہل جائے گا کہ جو عقائد سر سید اور یورپ کے فلسفی (اگر خدا اسکے قایل) ظاہر کرتے ہین وہ سب مسلمانون ہی سے اخذ کئے گئے ہین - دراصل کل چہہ گروہ ہین رافضیہ - خارجیہ - جبریہ - قدریہ - جہمیہ - مرجیہ - اور ہر گروہ کے بارہ بارہ فریق ہین - گروہ رافضیہ کے بارہ فریق ہین - علویہ - یہہ لوگ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو نبی کہتے ہین ان کا عقیدہ یہہ ہے کہ اصل مین خدا نے حضرت علی کو وحی بہیجی تہی لیکن غلطی سے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیدی گئی - ابدیہ - یہہ فریق حضرت علی کو نبوت محمدؐ کا شریک کہتے ہین - شیعہ - کے فریق کا یہہ مذہب ہے کہ چار صحابہ مین سے جو حضرت علی کو زیادہ دوست نہ رکہے یا افضل نہ جانے وہ کافر ہے - اسحاقیہ کہتے ہین کہ نبوت ختم نہین ہوئی ہے یہی مذہب سر سید کا ہے جیسا ان کی تفسیر سے ظاہر ہوتا ہے - زیدیہ - کا یہہ مذہب ہے کہ دنیا مین سوائے حضرت علی کی اولاد کے دوسرے کو امامت نہین مل سکتی یا کوئی سوائے اولاد علی کے امامت کا قایل نہین ہے - عباسیہ یہہ گروہ سوائے عباس بن عبد المطلب کے کسیکی اولاد نہین جانتے - امامیہ - یہہ گروہ دنیا کو امام سے خالی نہین جانتا اور نماز بہی نہین پڑہتا اسلئے کہ امام آوین تو نماز پڑہا دین - ناؤسیہ - کہتے ہین اور ان کا یہ عقیدہ ہے کہ اگر کوئی اپنے کو دوسرے سے زیادہ فاضل سمجہے کافر ہے - متناسخیہ - اس گروہ کا مذہب اہل ہنود کے عقیدہ کی طرح ہے یعنے یہہ لوگ اسبات کو تسلیم کرتے ہین کہ روح ایک جسم سے نکل کر دوسرے جسم مین جاتی ہے - لاعنیہ - طلحہ و زبیر و عائشہ کو ناشائستہ کلمات سے یاد کرتے ہین - راجعیہ اس امر کے قایل ہین کہ حضرت علی دوبارہ دنیا مین تشریف لائینگے اور اب وہ ابر مین رہتے ہین - مرتضیہ - اسبات پر ایمان رکہتے کہ بادشاہ مسلمان سے جنگ پیش آنا روا ہے -

(خارجیہ فرقون کا بیان)

ازرقیہ - کا مذہب ہے کہ خواب مین کوئی نیک بات نہین دیکہہ سکتا اسلئے کہ وحی منقطع ہو چکی ہے -

ریاضیہ - کہتے ہین کہ ایمان قول صالح و عمل صالح و نیت و سنت ہے -

ثعلبیہ - کا خیال ہے کہ ہمارے تمام کام اپنی قدرت سے نکلتے ہین خدا کی خواہش کی اس مین درکار نہین ہے -

خازمیہ - کہتے ہین کہ ابہی یہی نہین پہچانا گیا کہ ایمان کے فرایض کیا ہین -

خلفیہ - کہتے ہین کہ جنگ مین دگنے کافرون مین سے بہاگ جانا کفر ہے -

نہ یہودیون نے نہ عیسائیون نے عربون کے دماغ پر اپنا مذہبی اثر ڈالا تہا - بلکہ یہہ دونون مذہب بہی بت پرستون مین اگر گہل مل گئے تہے اور اپنے ہان بت پرستی کی رسم کو رواج دیدیا تہا - لوگ بافوق العادت باتون بیرحمیون اور برائیون مین ڈوبے ہوئے تہے - انہین یہہ خبر نہ تہی کہ ہم کون ہین اور کیون بہیجے گئے ہین اور ہمین کیا کرنا چاہئے - معاشرت اور بحریات اور شیطانی خبیث رسم بچہ کشی کی عالمگیر ہو رہی تہی - بڑا لڑکا اپنے باپ کے مرنے کے بعد اپنی بیوہ مان کا مع تمام اسباب پدری

کوزیہ — کہتے ہین کہ بدن بغیر زیادہ مالش کے ہرگز پاک نہین ہوتا - کفیر یہ یہہ عقیدہ رکہتے ہین کہ زکوۃ کا دینا فرض نہین
معتزلہ — کہتے ہین - کہ خدا کی طرف سے بڑی بات کا ظہور نہین ہوتا خدا جو کچہ کرتا ہے نیک کرتا ہے فاسق امام کے پیچہے نماز پڑہنا درست ہے - بندہ ایمان حاصل کرسکتا ہے بشرطیکہ وہ چاہے خدا خواہ مخواہ کسی کے پلے نہین باندہتا کہ تم ایمان قبول ہی کرو - قرآن مخلوق ہے —
اور یہہ جو مردون کی فاتحہ دلوایا کرتے ہین اور انکی مغفرت کی دعائین کرتے ہین یہہ محض لغو اور بے بنیاد ہے ان باتون سے کچہ نہین ہوتا - معراج بیت المقدس سے آگے نہین ہوئے - کتاب وحساب اور میزان سب لغو ہین ان کی کچہ بہی ہستی نہین ہے - فرشتے مومنون سے افضل ہین - قیامت مین خدا کا دیدار ہونا دنیاوی مسئلہ ہے — اور کرامت اولیا انکو سلا ہے - یار لوگون کی گہڑی گہڑائی باتین ہین اہل جنت کے لئے ہی مرنا اور سونا ہے — مقتول کبہی اپنی موت سے نہین مرتا - یعنے اگر کوئی کسیکو تلوار سے مارڈالے تو یہہ نہ کہنا چاہئے کہ موت آگئی تہی نہین بلکہ اگر تلوار نہ لگتی تو یہ اور بہی جیتا قاتل دراصل اسکی موت کا باعث ہوا ہے - اور قیامت کی علامتون مین سے دجال وغیرہ کا آنا کوئی چیز نہین ہے —
میمونیہ — کہتے ہین کہ غیب پر ایمان رکہنا باطل ہے —
حکمیہ — کہتے ہین کہ خدا کا خلق پر کوئی حکم نہین ہے آریاؤن کا بہی یہی مذہب ہے - وہ بہی خدا کو معطل جانتے ہین —
سراجیہ — کہتے ہین کہ اگلون کا احوال نہ حجت ہے نہ اس سے انکار کرنا واجب ہے —
اخنسیہ — کہتے ہین کہ بندہ کو جزائے عمل کچہ نہین ملتی —

(جبریہ فرقون کا بیان)

مضطریہ کہتے ہین کہ خیر و شر خدا ہی کی طرف سے ہے بندہ کو اسمین ذرا بہی اختیار نہین ہے —
افعالیہ — کہتے ہین بندہ کام کرسکتا ہے کیونکہ کام ہی اسکے لئے خاص ہوا ہے مگر اسے اس مین اختیار نہین ہے —
سعیہ — کہتے ہین کہ خدا کی بغیر طاقت دئیے بندہ مین طاقت و قدرت دونون ہین —
نارکیہ — کہتے ہین کہ ایمان کے بعد دوسری چیز فرض نہین ہے —
تقشیہ — کہتے ہین جو کچہ ہے اپنے نصیب کا کہاتے ہین اسلئے دوسرے کو کوئی چیز دینی لازم نہین ہے —
متمنیہ — کہتے ہین کہ خیر وہی خیر ہے کہ جس سے نفس مطمئن ہوجائے —
کسمانیہ — کہتے ہین - کہ عذاب و ثواب زیادہ عمل سے تعلق نہین رکہتا —
حبیبیہ — کہتے ہین - کہ اپنا دوست اپنے دوست پر ہرگز عذاب نہین کرتا —
خوفیہ — کہتے ہین کہ دوست دوست کو نہین ڈراتا —
فکریہ — کہتے ہین کہ رزق مین فکر کرنا عبادت سے بہتر ہے —
حسنیہ — کہتے ہین کہ عالم قسمت کا دروازہ نہین ہے —
حجبیہ — کہتے ہین کہ جب سب کام خدا ہی کی مرضی پر ہوتے ہین تو بندہ پر کوئی حجت نہین ہے کہ وہ گرفتار ہو —

قبضہ یا لیتا تہا۔ یعنے ماں اس کی بیوی قانون ملکی سے بن جاتی تہی۔ اس زشت اور ناروا کام کی نفرت کو ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ اس سے زیادہ برائی اور کیا ہو سکتی ہے کہ جو عموماً ہر شخص کی نگاہ میں اپنی زشت فطرت کی کراہت کی طرح بُری جچتی ہے۔ اس ناقابل ذکر رسم میں ہزاروں خاندان گرفتار تہے اور وہ لوگ اُسے بے عیب سمجھکر بہت سرگرمی سے کرتے تہے۔ وہ برائی کہ جرم ناخدا ترس باپ اپنے بچے کو زندہ آگ میں جلا دیں قریشوں میں بہی سخت زبون اور گناہ عظیم سمجہا جاتا تہا مگر برخلاف اسکے ہندو راجپوت ایسے جرم شدید کے مرتکب ہونے کو اپنا فخر عظیم جانتے تہے اور اسپر انہیں بڑا غرور تہا کہ ہم اپنی نوزائدہ لڑکیوں کو جلا ڈالتے ہیں—

(قدریہ فرقوں کا بیان)

احدیہ — کہتے ہیں کہ ہم کو فرض پر اقرار ہے اور سنت پر انکار یہہ مذہب یہی نیچریوں کا ہے کہ وہ نبی کے افعال کی تقلید کرنا بیان کو ضرور نہیں جانتے بلکہ منع کرتے ہیں—

ثنویہ — کہتے ہیں کہ نیکی یزدان سے ہے اور بدی اہرمن سے—

کیسانیہ — کہتے ہیں کہ ہمارے افعال مخلوق ہیں—

شیطانیہ — کہتے ہیں کہ شیطان کا وجود نہیں ہے یہی عقیدہ نیچریوں کا بہی ہے—

شریکیہ — کہتے ہیں کہ ایمان غیر مخلوق ہے کبہی ہوتا ہے اور کبہی نہیں ہوتا—

وہمیہ — کہتے ہیں کہ ہمارے افعال مکافات نہیں ہے—

رویدیہ — کہتے ہیں کہ دنیا فانی نہیں ہے۔ آجکل کے یورپ کے فلسفیوں کا بہی یہی مذہب ہے—

ناکثیہ — کہتے ہیں کہ گنہگار کی توبہ قبول نہیں ہوتی—

معتبریہ — کہتے ہیں کہ گنہگار کی توبہ قبول ہو جاتی ہے

قاسطیہ — کہتے ہیں کہ کسب علم و مال و حکمت و ریاضت فرض ہے—

نظامیہ — کہتے ہیں کہ حق تعالے کو شے کہنی روا ہے—

متولفیہ — کہتے ہیں ہم نہیں جانتے کہ شر مقدر ہے یا نہیں—

(جہمیہ فرقوں کا بیان)

معطلیہ — کہتے ہیں کہ خدا کے نام اور اس کی صفاتیں مخلوق ہیں۔ اس مضمون کو ایک بڑے یورپ کے دہریہ نے اپنے ایک سالہ میں بیان کیا ہے اور وہ تحریر صحابہ کو کہتا ہے گویا اسیکی تصنیف ہے اور کسی کو نہیں سوجہی کہ لوگ جسکو خالق کہتے ہیں خود ہی اسکے خالق ہیں کیونکہ ان کے دماغ کا تراشا ہوا ہے۔ یہہ خیالات صاحب بہادر کے نہیں ہیں بلکہ گروہ معطلیہ کی کتابیں دیکہیں تو انہیں معلوم ہو کہ اسی مضمون پر انہیں بہت بڑا فخر ہے کیا زبردست بحث کی ہے—

متراقبیہ — کہتے ہیں کہ علم و قدرت و مشیت مخلوق ہیں اور خلق غیر مخلوق ہے—

متراجعیہ — کہتے ہیں کہ حق تعالے مکان میں ہے—

واردیہ — کہتے ہیں کہ جو شخص دوزخ میں جاویگا پھر واپس نہ آویگا اور مومن کبہی دوزخ میں نہ جائیگا—

حرقیہ — کہتے ہیں کہ اہل دوزخ اسطرح سے جلینگے کہ کوئی اثر ان کا دوزخ میں نہ رہیگا—

مخلوقیہ — کہتے ہیں کہ قرآن و توریت و انجیل و زبور مخلوق ہیں یہی مذہب نیچریوں کا ہے—

عبریہ — کہتے ہیں کہ محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم عاقل و حکیم تہے رسول نہ تہے — یہہ مذہب بہی نیچریوں کا بہت کچھ ہے

تمام ملک عرب مین ناانسانیت اور بیرحمی کی آگ مشتعل ہو رہی ہی جتنی برائیان کہ انسان کر سکتا ہے سبکی حد ہو چکی تہی - چند سال پہلے عرب کی یہہ حالت ہی کیسا تغیر عظیم آناً فاناً مین کیا خدا کے فرشتے عرب کے اس کونہ سے اس کونہ تک اتحاد و تہذیب کی نئی روح پہونکتے ہوئے نکل گئے اور ایک اُنہون سے سبکو آدمی بنا دیا - گویا وہ سوتے سوتے جاگ اُٹہے اور جو کچہ اُنہون نے اپنی گذشتہ زندگی مین کیا اُنہین خواب دکہائی دیا - اُن کے معائب کو اسطرح سے دہو دیا اور ایسا پاک کر دیا کہ گویا وہ کبہی اس مین آلودہ ہی نہوئے تہے - اور دوبارہ جنم دیا گیا تاکہ آیندہ سے وہ وجدانگیز سرود وحدت مین راہ حقیقت پر گامزن ہون - اور پہر اُنہین کچہ کہٹکا نرہے - وہ پرخوف لق ودق صحرا جو بداخلاقی کے درندون اور ناخداترسی کے سانپون اژدہون سے بہرا ہوا تہا جہان خودغرضی کی لوئین جاق و تن کو جہلسائے دیتی تہین - جہان سوائے بیرحمی اور سنگدلی کے سنگلاخ ٹیلون کے اور کچہہ

ملتا ہے - کیونکہ وہ کہتے مین کہ نبوت کسی شخص کا کوئی خاص حصہ نہین ہے -
بلکہ نبوت سے معنے ہی یہہ بیان کرتے ہین کہ کمال ہنر و کمال علم پر ہر شخص نبی ہو سکتا ہے -

فانیہ — کہتے ہین کہ جنت و دوزخ دونو فنا ہون گی -

تادقیہ — کہتے ہین کہ معراج روح کے ساتہہ ہوئی تہی تن کے ساتہہ نہین ہوئی - عالم قدیم ہے قیامت ڈہکوسلا ہے -

لفظیہ — کہتے ہین کہ قرآن قاری کی تصنیف سے ہے نہ کہ کلام الٰہی ہان قرآن کے معنے کلام الٰہی کے ہین یہہ مذہب بہی نیچریون کا ہے - کہ وہ محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم کو مصنف قرآن کہتے ہین - خدا کی طرف سے نہین جانتے -

قبریہ — کہتے ہین کہ عذاب قبر نہین ہوتا -

واقفیہ کہتے ہین کہ ہم قرآن کی مخلوقیت مین کلام ہے -

مرجیہ فرقون کا بیان

ان لوگون کا یہہ مذہب ہے کہ پیغمبر عالم کے انتظام کے لئے آئے تہے اسیلئے اُنہون نے خوف و حیا مین عالم کو رکہا در اصل حق تعالےٰ بندون پر عذاب کرنے سے بے نیاز ہے - یہی مذہب یورپ کے ان حکما کا ہے کہ جو خدا کے قایل ہین اور جو خدا کے قائل نہین ہین وہ بہی یہی کہتے ہین - نیچریون کا بہی قریب قریب یہی عقیدہ ہے -

تارکیہ — کہتے ہین کہ ایمان کے سوائے کوئی چیز فرض نہین ہے -

شائیہ — کہتے ہین کہ جنے لا الہ الا اللہ کہلیا اب جو کچہ وہ کرے اسپر عذاب نہین ہے -

راجیہ — کہتے ہین بندہ طاعت سے مقبول اور معصیت سے گنہگار نہین ہوتا -

شاکیہ — کہتے ہین - کہ ہمین اپنے ہی ایمان مین شک ہے ہان روح خود ایمان ہے -

نہبیہ — کہتے ہین کہ ایمان علم ہے اور جو شخص تمام اوامر و نواہی نہین جانتا وہ کافر ہے -

عملیہ — کہتے ہین کہ ایمان عمل ہے -

منقوصیہ — کہتے ہین کہ ایمان کبہی زیادہ ہو جاتا ہے اور کبہی کم -

مستثنیہ — کہتے ہین کہ ہم خدا کے حکم سے مومن ہین ہم پر ہمارے ہی برے اعمال کا کچہ اثر نہین ہُوتا اور غداب ثواب

نہ دکہائی دیتا تہا یہہ صحرا جسقدر پرخوف اور دہلا دینے والا تہا اسیقدر غیر وسیع تہا - اسکی وحشت ناک قزاقی اور قماربازی کی غیر معتدل ہواؤں میں سے بربادی اور ویرانی کیکہ اخلاقی کی صدائیں اٹہہ رہی تہیں اور چاروں طرف عداوت و پہوٹ نے ایک دھند چار کہا تہا - جس ناگفتہ بہ دہشت کیکہ ذرہ ذرہ سے انسانی سکرات موت کی بہیانک صدائیں آرہی تہیں یعنے اس خوف زدہ صحرا کو ایک ایسا تروتازہ باغ بنادیا کہ جس سے روحانی ناز کی خاطر خواہ قیامت تک حاصل ہوتی رہے گی - اس باغ کی روشیں انسانیت اور اخلاق کی نبگیں اور تہذیب شائستگی کی ہوائیں چلنے لگیں ہمدردی اور اخوت قومی کی شیرین اور مصفا نہریں آہستہ آہستہ بہنے لگیں یہہ کتنے دن میں ہوگیا صرف تویا دس برس کی محنت سے یہہ صورت پلٹی ہوئی دکہائی دی کیا پہر بہی کسی کو اس مقدس

کچہہ چیز نہیں خدا ان تمام باتوں سے بے نیاز ہے -

اشعریہ - کہتے ہیں قیاس باطل ہے - اسمیں دلیل کی صلاحیت نہیں ہے -

بزعیہ - کہتے ہیں کہ امیر کی اطاعت واجب ہے اگر وہ معصیت کی طرف حکم کرے -

تشمیہ - کہتے ہیں کہ خدا نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے -

خشویہ - کہتے ہیں کہ واجب و سنت و مستحب سب ایک ہیں ابوالقاسم رازی لکہتا ہے کہ ان لوگوں کے سات فرقے اور بہی ہیں - کرامیہ - دیریہ - عالیہ - باطنیہ - اباحیہ - براہمیہ - شعریہ اور انہیں سے بعض کے نام سوفسطائیہ - فلاسفہ - تسمیہ - مخوسیہ بہی ہیں -

ایسیں تجربوں سے یہہ دریافت کرتا ہوں کہ ان کے علاوہ کچہہ اور بہی بیان کرتے ہیں نہیں ہرگز نہیں یہاں مجہے اس بحث سے کچہہ غرض نہیں ہے صرف روحانی تعلیم پر کچہہ لکہنا ہے - اصل یہہ ہے کہ حافظ شیرازی نے ان تمام فرقوں کا اس شعر میں فیصلہ کردیا -

جنگ ہفتاد و دوملت ہمہ را عذر بنہ - چون ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند -

یہہ تمام فرقے جن کی حقیقت ناظرین دیکہہ چکے ہیں اب اگر دوائی لو بہی ڈہونڈا جائے گا تو نہ ملینگے اسلئے کہ جہوٹ کی سلطنت زوال پذیر ہے اور سچ کی حکومت لازوال ہے - تمام دنیا میں ایک ہی مذہب سنت و جماعت کا رائج ہے گو اور بہی ایک آدہ مذہب کی شاخ کہیں کہیں لہلہاتی ہوئی دکہائی دیتی ہے لیکن اسپر بہی خزان کے آثار ہویدا ہیں اور وہ بہی ایک زمانہ میں سوکہا ہوا ٹہنٹ رہجائے گا - میں روحانی زندگی کو اسلامی عقاید کے مطابق بیان کرتا ہوں اور مذہبوں سے مجہے کچہہ سروکار نہیں ہے - یہ چار چیزیں ہیں - نفس - روح - قلب - اور عقل -

ان چاروں الفاظ کا استعمال فصول مہلکات اور منجیات میں ہوتا ہے عموماً وہ لوگ بہت کم ہیں جو ان لفظوں کا اختلاف اور ان کا مصداق جانتے ہوں - اکثر غلطی اسیوجہ سے ہوجاتی ہے کہ لوگ ان کے معنے نہیں جانتے - گو یہ بحث ایک فلسفیانہ ہوگی اور پہر منطقی پہلوؤں سے نکتہ چینی کی جائے گی یا اس کے مطلب کو ادا کیا جائے گا اسلئے علما کا خاص گروہ سمجہہ کر اس سے فائدہ اٹہا سکیگا اور علم عقول کو اسکے سمجہنے میں تکلف کرنا پڑیگا پہر بہی مجہے یہہ بتانا فرض ہے کہ روحانی زندگی کسے کہتے ہیں اور اس سے اسلام میں کیا مفہوم لیا جاتا ہے آجکل یورپ میں بہی اسپر بڑی بڑی بحثیں ہورہی ہیں اسیوجہ سے مجہے بہی ضرور ہوا کہ اپنے علم اور عقل کے موافق کچہہ لکہوں -

اچہا اول قلب کو دیکہنا چاہیے کہ جس سے ہر شے کا عموماً تعلق رہتا ہے - قلب کے دو معنے ہیں اول تو گوشت کا وہ گاؤدم ٹکڑا جو سینہ کے بائیں جانب ہے اور اسکے بیچ میں خلو ہے اور وہاں سیاہ خون رہتا ہے جو روح کا منبع اور معدن قرار دیا

نفس کی تعلیم میں کچھ کلام ہے کیا پھر بھی کوئی سمجھدار اور دیدہ ور بھی اس کی ملکی شان کے خلاف کر سکتا ہے کیا پھر بھی اس کی نبوت پر اعتراض ہو سکتا ہے۔ آنکھیں کھولو تعصب کے پردے آگے سے اٹھا دو عقل کو کام میں لاؤ اور دیکھو کہ جو کچھ سمجھے ہوئے ہو اس سے کتنا فرق ہے اور عظیم تفاوت عیاں ہے۔ اگر ذرا بھی عقل و دانش کا حصہ ملا ہے تو اس سوانح عمری کو دیکھکر فوراً زبان سے یہہ نکل جاویگا کہ بیشک محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی تھے اور آخر الزمان نبی تھے اور مخلوق کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے تھے اور انہوں نے اس اپنے فرض کو اپنی زندگی میں پورا کیا۔ بت پرستی کی بنیاد مٹا سکی

گیا ہے لیکن مجھے اسکی شکل و صورت کے بیان کرنے کی غرض نہیں اسلئے کہ یہہ اطبا کا کام ہے کہ وہ اس کی صورت اور خون کے دورے کا نقشہ بیٹھے ہوئے کھینچا کریں دینی غرض اس سے کوئی متعلق نہیں ہے اس قسم کا دل تو مردہ میں بھی ہوتا ہے۔ دوسرے معنے دل کے یہہ ہیں کہ وہ ایک لطیفہ روحانی ربانی ہے جسکو قلب جسمانی سے تعلق ہے اور یہی لطیفہ حقیقت انسانی کہلاتا ہے۔ اور مدرک۔ اور عالم۔ اور مخاطب اور معاتب بھی ہے اور اسی سے باز پرس ہے۔ اسکا قلب جسمانی سے کچھ ایسا تعلق ہے کہ سمجھ میں صاف صاف نہیں آتا ہاں مثال دیکر یہہ بیان کر سکتے ہیں کہ قلب جسمانی سے اسکا تعلق ہے کہ جیسے اعراض کا اجسام سے یا صفت کا موصوف سے یا کاریگر کا اپنے آلہ سے یا مکین کا مکان سے۔ اب دوسرے نمبر پر روح ہے۔ روح کے بھی دو معنے ہیں ایک یہہ کہ روح ایک جسم لطیف ہے جسکا منبع قلب جسمانی کا خلوہ ہے اور وہاں سے شریانوں کی مدد سے تمام جسمانی اعضا میں پھیل گئی ہے۔ اسکا جسم میں پھیل کر حواس خمسہ میں جان ڈالنا اور اعضا کو حرکت دینا ایسا ہے کہ جیسے چراغ سے گھر میں روشنی پہنچتی ہے۔ پس روح بمنزلہ چراغ کے ہے اور حیات بمنزلہ نور کے ہے اور روح کا باطن میں حرکت کرنا اور بدن میں پھرنا ایسا ہے جیسا چراغ اطراف گھر میں پھرایا جاوے۔ یہہ معنے روح کے اطبا کی اصطلاح میں ہیں یعنے روح ایک بخار لطیف ہے جو حرارت قلب سے تقسیم پاتا ہے یعنے پختہ ہوتا ہے یا پرورش پاتا ہے۔

مگر اطبا دین کی اصطلاح میں روح ایک لطیفہ مدرکہ ہے۔ قرآن شریف میں اس کی بابت صرف یہہ آیا ہے۔ "قل الروح من امر ربی" یعنے تو کہہ روح ہے میرے رب کے حکم سے۔ اس کے معنے یہہ نہ سمجھنے چاہئیں کہ ہم خاموش ہو رہیں اور اس میں عقل نہ لڑائیں گو یہہ صحیح ہے کہ اس کے صحیح معنے سمجھہ لینا تو کچھ مشکل نہیں ہے ہاں اپنی سمجھی ہوئی بات کو دوسرے کو سمجھا دینا یہہ مشکل بلکہ محال ہے جیسے کہ ہم اس مٹھاس کی لذت کو جو ہم کو معلوم ہوتی ہے مثالوں کے سوا نہیں سمجھا سکتے اسیلئے روح کی حقیقت کو بیان نہیں کر سکتے۔ میرے خیال میں روح اس شریف قوت مدرکہ کو کہتے ہیں کہ جو اچھی بری چیز کی تمیز کر سکے اور اس میں آخر کار وہ قوت آجائے کہ جو کچھ سوچے اچھا سوچے جو کچھ سمجھے نیک سمجھے اور جتنی باتیں خیال میں آئیں وہ سب خوش آیندہ ہوں۔ زوال پذیر سامانوں سے طبیعت متنفر ہو جائے اور ہمیشہ دائمی خوشی اور حقیقی شادمانی کی طرف دل کا رجحان ہو۔ ایسے خیالات کی زندگی کو روحانی زندگی کہتے ہیں تیسرا نمبر نفس کا ہے۔ یہہ کئی معنوں میں مشترک بولا جاتا ہے جنمیں سے دو معنے ہمارے مقصود کے موافق ہیں۔ اول نفس وہ شے جو قوت غضب اور خواہشات کا جامع ہے مگر اہل تصوف کا بیان ہے کہ نفس وہی ہے جسمیں صفات مذمومہ انسانی جمع ہیں اور اسی بنا پر اہل تصوف کہتے ہیں کہ نفس پر مجاہدہ کرنا جائز ہے اور نفس کو پس پا کرنا چاہئے یعنے اپنی روحانی قوت اتنی بڑھانی چاہئے کہ پھر کبھی ہوس سے بھی افعال قبیحہ نہ ہوں یہہ مذہب صوفیوں کا بہت مضبوط ہے جیسا کہ حدیث نبوی میں آیا ہے "اعدی عدوک نفسک التی بین جنبیک" یعنے "سب سے زیادہ تیرا دشمن تیرا نفس ہے جو تیرے پہلو میں ہے" وہ ایسے یہہ معنے ہیں کہ انسان اگر اپنی خواہش نفسانیہ دبا رکھیگا تو اسے روحانی زندگی میسر ہو جاتی ہے بڑی باتوں سے بچنا ہی روحانی زندگی حاصل کرتا ہے۔ دوسرے معنے نفس کے یہہ ہیں کہ نفس لطیفہ ربانی ہے اسلئے عین انسان اسکو کہتے ہیں نفسانی خواہشوں کو روکنے سے اضطراب و وحشت جاتی رہتی ہے اسیکو نفس مطمئنہ کہتے ہیں جسکو نفس مطمئنہ حاصل ہو گیا گویا اس نے روحانی زندگی کا لباس پہنلیا۔ نفسانی خواہشات سے یہہ غرض نہیں ہے کہ دنیوی ترقی اور نئی نئی ایجادات کا خیال نہ آوے اور سب سے ایک بیت نہ پیدا کی جاوے بلکہ نفسانی خواہشات سے یہہ مطلب ہے کہ کسی کو تکلیف دی جائے یا اپنے فائدہ کے لئے دوسرے کا نقصان کیا جائے یا وہ افعال قبیحہ کئے جائیں کہ جو قانون مذہب قانون انجمن اچھا قانون ملکی میں مذموم قرار دئے گئے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

مکروہ پرستش کے اکھیڑ کر پھینک دی گئی۔ وہ بت پرستی کہ جس نے صورت وحدت کو مٹا مٹا کر خاک میں ملا دیا تھا اور جس سے انسانی زندگی کے اصلی نتائج کا خون ہوتا تھا ایسی دھو دی گئی کہ اسی کعبہ میں جہاں تین سو ساٹھ بت جم رہے تھے اللہ اکبر کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔ اسلام نے صرف اس واحد مطلق کی پرستش سکھائی اور تمام مکروہ خیالات اور فرضی معبودوں کی پرستش سے روک دیا کہ جس پر زمانہ حال کی تہذیب فخر کرتی ہے۔ نہ یہاں سوائے خدا کے عبادت ہے اور نہ ایک دوسرے پر خواہ نخواہ ترجیح دی گئی ہے بلکہ محض آزادی ہے اچھا وہی شخص ہے کہ جو کام اچھے کرے جس نے شاہوں اور فقیروں کو ایک بنا دیا ہو امیر و غریب میں کچھ تفاوت نہ رکھا ہو۔ ان وحشیوں کو جن سے وحشت بھی پناہ مانگتی تھی عالم باعمل بنا دیا اور نئی روح سب کے جسموں میں پھونک دی۔ بعض ناواقف کوتاہ اندیش یہہ کہا کرتے ہیں کہ نبی نے بہشت کی بشارتیں اور دوزخ کے ڈراوے دیکر سادہ عقل عربوں کو اپنا بنا لیا انہیں گذشتہ تواریخ عرب کو دیکھنا چاہئے کہ اس سرزمین میں انہی سادہ عقول کے آگے یہودیوں نے بہت زور مارا اور بہت کچھ جانیں کھپائیں لیکن عربوں کے خیالات وہ نہیں پھیر سکے نہ انہیں حضرت موسیٰ کی تہذیب سے کچھ حصہ دیا اور انکو پیغمبری تسلیم کرا سکے

اور جب ان مذکورہ بالا مذموم باتوں سے نفرت ہو جاتی ہے اور دنیا و دین کی ترقی پر طبیعت رجوع ہو جاتی ہے اور اصلاح بنی نوع کا خیال دل میں موجزن ہوتا ہے تو اسی کو روحانی زندگی یا دوسرے الفاظ میں نفس مطمئنہ کہتے ہیں جسکی نسبت قرآن شریف میں آیا ہے۔ ’’یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ‘‘ (یعنے اے چین پکڑنے والی جی پھر چل اپنے رب کی طرف تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی) اس کے یہہ معنے ہیں کہ خدا کے احکام کی پابندی کی جائے یعنے جس لئے ہم پیدا کئے گئے ہیں اور جو فرائض ہمدردی نبی نے ہمیں سکھلائے ہیں ان کی انجام دہی میں پورے اترنے ہی کا نام روحانی زندگی ہے۔

جو کچھ کرتا ہے ہمارا نفس ہی کرتا ہے یہی ہمیں بہکاتا ہے اور یہی بری باتوں کی طرف ہماری توجہ مائل کرتا ہے یعنے جتنی بری باتیں کرتے ہیں سب ہم ہی کرتے ہیں کوئی ہم سے نہیں کراتا۔ جیسا خدا نے اپنے کلام میں فرمایا ہے ’’لا اقسم بالنفس اللوامۃ‘‘ (یعنے قسم کھاتا ہوں جی کی جو الاہنا دیتا ہے) اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ہمارا نفس ہی ہمیں برائیوں میں دھکیل دیتا ہے اگر ہم چاہیں تو اس سے بچ سکتے ہیں۔ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور کے پہلے دنیا کے معلوم کے باشندے نفسانی خواہشات کی تعمیل کرنے میں چور ہو رہے تھے اور انہیں اچھے برے کا کچھ خیال نہ تھا نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نفسانی بھنور سے نکال کر انہیں روحانی زندگی عطا کی جس سے وہ اپنے افعال کو پرکھ سکتے ہیں کہ برے بھلے کو لیتے ہیں جو تمیز عقل کا ہے۔ ——— عقل کے بھی بہت سے معنے ہیں لیکن صرف دو معنے بیان کئے جاتے ہیں اول یہہ کہ عقل سے کبھی تو امور کی حقیقتوں کے علم کا مقصود ہوتا ہے اس صورت میں عقل صفت علمیہ ہوگی جسکا محل قلب ہے دوسری یہہ کہ کبھی عقل کہتے ہیں اور اس سے مراد مدرک علوم ہوتے ہیں تو اس صورت میں عقل بھی وہی لطیفہ مذکورہ بالا ہوگی اسکی تفصیل یہہ ہے کہ اس کا ہمیں علم ہے جو عالم ہے وہ بنفسہ موجود اور قائم بذات خود ہے اور علم کی صفت اس میں حلول کی ہوتی ہے اور یہہ ظاہر ہے کہ صفت اپنے موصوف سے غیر ہوتی ہے پس عقل سے کبھی تو یہہ صفت علم مراد ہوتی ہے اور کبھی محل ادراک یعنے اس صفت کا موصوف مراد ہوتا ہے۔ اس حدیث نبوی میں بھی عقل کے یہی معنے بیان کئے ہیں۔ ’’اول ما خلق اللہ العقل‘‘ (یعنے سب سے پہلے خدا نے عقل کو پیدا کیا) کیونکہ صفت علم تو قائم بالذات نہیں ایک عرض ہے اس کا اول مخلوق ہونا کیسے سمجھا جاوے تو ضرور ہے کہ اس کا محل اس سے پہلے یا اس کے ساتھ مخلوق ہو ورنہ خطاب کس طرح ممکن ہوگا جو اس حدیث میں مذکور ہے کہ خدائے تعالیٰ نے اس کو فرمایا کہ سامنے آ تو سامنے آئی پھر فرمایا کہ پشت پھیر تو پشت پھیری اس سے معلوم ہوا کہ عقل سے اس حدیث میں محل صفت علمی مراد ہے۔ اب یہہ سمجھنا چاہئے کہ ان چاروں الفاظ قلب و نفس و روح و عقل کے مدلول جدا موجود ہیں یعنے قلب جسمانی اور روح اور نفس شہوانی اور علوم اور پانچویں معنے یعنے لطیفہ مدرک انسانی وہ ان چاروں لفظوں میں مشترک ہے اس صورت میں لفظ چار ہوئے اور معنے پانچ اور ہر لفظ کے دو دو معنے ہوئے۔ قرآن شریف میں جہاں لفظ قلب آیا ہے اس سے مراد وہ چیز ہے جو انسان میں سمجھتی ہے

ان کی بت پرستی چھڑائی - جو کاریستانیان یہودیون نے کین وہ ان کی عرق ریزی اور انتہا درجہ کی کوششون کی انتہا تھی مگر کچھہ بھی ہوا کسی نے بھی بت پرستی یا عادات مذمومہ یا رسوم قبیحہ کو چھوڑا الٹی یہودیون پر ایک یہہ آفت نازل ہوئی کہ تمام جہان کے معائب کے وہ مرکز بن گئے اگر عربون کی ایسی ہی سادی عقول تھین تو یہودیون ہی نے اپنے نبی کی نبوت کو ان سے تسلیم کرا لیا ہوتا - تو اس سے یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ انہین ایسے ہادی کی ضرورت تھی کہ جو افضل النبیین کے نام سے پکارا جائے اور جس کی غرض دین و دنیا مین انہین نجات دینا ہو وہ ہادی محمد عربی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تھے جس کی پر تاثیر نصیحت نے جبراً ان کو اپنی طرف کھینچ لیا اور تہذیب کی ایسی چاشنی کا چٹخارا دیا کہ تمام عمر ہونٹ ہی چاٹتے رہین اور ہر ہر دم کے ساتھہ خدا پرستی کے ٹھنڈے شربت کے گھونٹ پیتے رہین - یہودی تو ایک طرف عیسائیون نے بھی اس جزیرہ نمائے عرب کی بہت خاک چھانی اور ہمیشہ تثلیث ہی کا تانا بانا تنتے رہے مگر انہین بھی کچھہ فائدہ نہین ہوا ہم مین حیران ہون کہ عیسائی یا یہودی کس منہ سے یہہ کہتے ہین کہ محمد نے انہین بہشت کی بشارتین اور دوزخ کے ڈراوے دے دے کر اپنا معتقد بنا لیا - ان کے پاس بھی تو یہہ دونو چیزین تھین ان کے نبی اور نبی کی مان پر بھی فرشتے نازل ہو چکے تھے خدا کی بادشاہت کا تذکرہ بھی انہین نوک زبان تھا کفارہ کا سہل اور فریب دہ لٹکا بھی انہین یاد تھا کہ حضرت عیسے صلیب پر چڑہکر سب کے گناہون کا کفارہ ہوگئے گو عقلمند اس کفارہ کے کچھہ بھی معنے کیون نہ سمجھتے ہو لیکن عوام الناس تو یہی سمجھینگے کہ اسکی

اور اشیا کی حقیقت کو معلوم کرتی ہے اور اسکو کنایۃً اس قلب پر بولتے مین جو انسان کے سینہ مین ہے —
وہ روحانی زندگی جو نبی اکرم نے ہمین عطا کی ہے ان نیک اعمال پر چلنے کو کہتے ہین کہ جنکو خدا نے اپنے لشکرون سے تعبیر کیا ہے یعنے نیک افعال کو خدا اپنا لشکر کہتا ہے یہہ لذیذ تشبیہ بہت ہی دلچسپ ہے جو خدا کے لشکرون سے مدد لیتا ہے نفسانی خواہشات کے برے افعال جنکو بمنزلہ لشکر سمجھنا چاہیے ہرگز انسان کے دل پر غلبہ نہین پا سکتے - نبی اکرم نے ہمین گویا خدا کے لشکرون کی کمان سپرد کردی ہے پہلے انسان شیطانی یا نفسانی لشکرون کی کمان کرتا تھا اور نبی نے خدائی یا ربانی یا دینی لشکرون کی کمان سپرد کر دی کمان کرنے والا اچھا ہو اور لشکر شائستہ اور بے تعداد ہے جدہر رخ کرو گے فتح ہی ہوگی کیونکہ خدا کے لشکر بے شمار ہین جیسے کہ وہ خود اپنے کلام مین فرماتا ہے - ”وما یعلم جنود ربک الا ھو“ یعنے اور کوئی نہین جانتا تیرے رب کے لشکر مگر وہی آپ ؛ اور جن لوگون کو اس نے اپنے لشکرون کی کمان سپرد کی ہے اور وہ اپنے فرائض کو پورے طور سے انجام دیتے ہین ان کی نسبت فرماتا ہے ”لا یعصون اللہ ما امرہم و یفعلون ما یؤمرون“ یعنے بے حکمی نہین کرتے کی جو بات ان کو فرمائی اور وہی کرتے ہین جو حکم ہو ” - پہر خدا نے فرمایا کہ ”ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون“ یعنے اور مین نے جو بنائے جن اور آدمی سو اپنی بندگی کو ؛ اس بندگی کے صرف یہہ معنی ہین کہ ہم ایک دوسرے کے ساتھہ ہمدردی پیش آئین اور —— تمدن و تہذیب جیسا ہمارے نبی نے بتایا ہے پہیلائین اور اپنے بھائیون کو فائدہ پہونچائین یہی اسکی بندگی ہے اور یہی احکام کی بجا آوری ہے کیونکہ وہ بندون کی عبادت سے محض بے نیاز ہے جو کچھہ ہم کرتے ہین اپنے فائدہ اور نقصان کے لئے کرتے ہین اور اسکا ہمین اجر ملیگا جیسا کہ رسول مقبول نے فرمایا ہے - ”الدنیا مزرعۃ الاخرۃ“ یعنے دنیا آخرت کی کھیتی ہے - جو کچھہ ہم یہان کرینگے اس کا نتیجہ ہماری آیندہ نسلون کے لئے ہوگا اگر محمد شاہ سلطنت نہ تباہ کر دیتے تو ہمین یہہ آفت کیون بھگتنی پڑتی - غفلت اس کم بخت نے کی اور خمیازہ ہم بھگت رہے ہین - اس مطلب کو دوسرے الفاظ مین یون ادا کر سکتے ہین کہ جس نے روحانی زندگی کی پوشاک کو اتار ڈالا اور خرافات خواہشات نفسانیہ کے غلیظ کپڑون کو پہن لیا - ان کی نسبت خدا فرماتا ہے ”افرایت من اتخذ الٰہہ ھواہ و اضلہ اللہ علی علم“ یعنے بھلا دیکھو تو جس نے ٹھیرا لیا اپنا حاکم اپنی خواہش کو اور گمراہ کیا اسکو اللہ نے جانتا بوجھتا ؛ یہہ ایک الہامی محاورہ ہے خدا کے کہنے کا یہہ مطلب

یہہ معنی ہین کہ چاہے جتنے گناہ کرو سب روا ہین کیونکہ کفارہ سے مطلب یہی ہے کہ قیامت تک جتنے گناہ سب عیسائی کرینگے ان گناہوں کا کفارہ حضرت عیسیٰ ہو گئے۔ یہہ خیال اور یہہ انکا بہشت و دوزخ کی بشارت و خوف سے بدرجہا بہلا اور زود اثر معلوم ہوتا ہے کیونکہ سابق الذکر مسئلہ مین تو یہہ ہے کہ اگر نیک کام کروگے تو اسکا اجر تمہین نیک ملیگا۔ موخر الذکر مسئلہ مین یہہ آسانی ہے کہ چاہے جو کچھ کرو سب روا ہے حضرت عیسیٰ سب کے گناہون کے کفارہ ہو چکے ہین تعجب یہہ ہے کہ ایسے سبز باغ دکہانے والے مسئلہ کا بہی ان عربون پر جو سیدہے سادہے مشہور ہین اثر نہ ہوا اور مشکل مسئلہ کو انہون نے تسلیم کر لیا اور سب ایمان لے آئے کیسی مضحکہ خیز بات ہے۔ اور کیسی ناتجربہ کاری ہے۔ ان سب باتون سے ایک دوربین عقل یہہ نتیجہ نکال سکتی ہے کہ انہین ایک ایسے پاک نفس کی ہدایت کی ضرورت تہی کہ جو بہت بڑا مستقل مزاج۔ خلیق۔ اور مصلح ہو اور یہہ تمام صفتین نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین تہین جو بیشک خدا کا پاک نبی تہا اور خدا کے احکام لوگونمین مشہور کرتا تہا

کہ وہ بڑے افعال کرکے خود ہی کہویا جاتا ہے اور اس آیت مین اسنے صاف کہولدیا ہے۔ واتبع ہواہ فمثلہ کمثل الکلب ان تحمل علیہ یلہث او تترکہ یلہث دیعنے اور چلا اپنے چاؤ پر دیعنے اپنی خواہش پر) تو اسکا حال جیسے کتا اسپر تو لادے تو ہانپے اور چہوڑ دے تو ہانپے) مگر جن لوگون نے روحانی زندگی نبی اکرم کی ہدایت کے موافق حاصل کرلی ہے اور انہون نے ہمدردی اپنا پیشہ کر لیا ہے ذاتی اغراض کو ہمدردی مین جگہہ نہین دیتے ہاں جو کچہہ وہ کرتے ہین یہہ سمجہکے ہین کہ ہم اسی لئے پیدا کئے گئے ہین اور اس فرض کی انجام دہی مین کوشش کرنا ہی خدا کی مرضی پر چلنا ہے تو ان کو خدا ایسے والی بشارت دیتا ہے۔ " واما من خاف مقام ربہ ونہی النفس عن الہوی فان الجنۃ ہی الماوی (دیعنے اور جو کوئی ڈرا اپنے رب کے پاس کہڑے ہونے سے اور روکا جی کو چاؤ سے تو بہشت ہی ہے ٹہکانا) اور آگے آنے والی آیت مین تو صاف ہی ہمدردی کی ترغیب مین بیان فرمادیا " فضل اللہ المجاہدین باموالہم وانفسہم علی القاعدین درجۃ " (دیعنے اللہ نے بڑائی دی لڑنے والون کو اپنے مال اور جان سے ان پر جو بیٹہے ہین) وہ اس سے زیادہ صاف حکم اور کیا ہوگا جن لوگون نے ہمدردی مین اپنی جان نہ لڑا دی اور اپنا روپیہ نہ صرف کیا وہ ان سے کمتر ہین کہ جنہون نے اپنے بہائیون کی بہبودی کے لئے اپنا دہن من تن قربان کر دیا اور اصلاح کی کوشش مین انہون نے دنیا ومافیہا کی خبر نہ رکہی۔ اگرچہ ہم نے گوشہ نشینی اختیار کرکے عبادت کی اور وظیفہ پڑہا کئے اور سا تہہ ہی اسکے یہہ بہی تسلیم کیا کہ یہہ کام اچہا ہے لیکن پہر کیا جنہون نے روحانی زندگی کی تو پہنچی ہے وہ اس عبادت کو خود غرضی اور نفس پرستی کہتے ہین کیونکہ اس مین سوائے اپنے دوسرے کا فائدہ نہین ہوتا۔ انسان کے پیدا ہونے اگر دوسرون کو نفع نہ پہونچایا اور بہائیون کی بہتری کے لئے اپنا دہن من تن قربان نکر دیا اس کا دنیا مین پیدا ہونا نہ ہونا یکسان ہے گویا اسنے روحانی زندگی ہی حاصل نہین کی۔ اور حدیث شریف مین بہی اسکا ذکر آیا ہے " رجعنا من الجہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر " (یعنے چہوٹے جہاد سے اب ہم بڑے جہاد کی طرف جہکے) " اسکے معنے یہہ ہین کہ ہمنے بہت کچہہ اپنے نفس کی درستی کے لئے عبادت کی جو چہوٹا جہاد تہا اور اب ہم خلقت کی نفع رسانی کی طرف متوجہ ہوئے جو درحقیقت جہاد اکبر ہے۔

یہی روحانی زندگی ہے اور یہی [illegible] قرب الہی حاصل کرنیکا سبب ہے جیسی اسنے یہہ ارشاد کیا ہے۔ [illegible] الی شبرا [illegible] جو میری طرف آیا بالشت بہر نزدیک ہوتا ہے مین اسکی طرف [illegible] [illegible] ایسے شخص کی [illegible] [illegible] یوسف علیہ السلام [illegible] کا قول قرآن مین نقل کیا ہے [illegible] ان ہذا الا ملک کریم [illegible] یعنے نہین یہہ شخص آدمی یہہ تو کوئی فرشتہ ہے بزرگ۔

جو شخص روحانی زندگی [illegible] پسند کرتا [illegible] روحانی زندگی نصیب نہین ہوئی وہ ہمدردی کا ایک [illegible] خدا اور رسول کا [illegible] ہے۔ اور مومن کی نشانی یہہ ہے کہ اپنے بہائیون سے نرم دل ہو اور [illegible]

یہہ عقدہ کشائی اسیکے ہاتھہ سے ہوئی تہی - یہہ اصلاح جسکی نسبت ہم نے بہت سے واقعات نقل کئے ہین اور اب لکھہ رہے ہین یا آئندہ لکھے جاوینگے محمد عربی کی نبوت کی شہادت اس سے زیادہ اور کیا چیز ہوسکتی ہے - ہر چند خداوند کے کہنے والون نے زور دیا کہ عربون کی بت پرستی کو روکین اور انہین سچی تہذیب سکہائین لیکن وہ خبر نہوئے جب تک کہ ان کے کانون مین یہہ آواز نہین آئی - اُٹھو سونے والون سحر ہوگئی ہے جس نبی نے دنیوی سامان اور دنیوی تہذیب ہی کا سبق نہین پڑہایا بلکہ انہین آگاہ کیا کہ تمہارے نیک و بد اعمال کا اثر قبرون کے پرے تک بہی رہتا ہے - انہین سچی - نیک - منصف اور خدا کے بندہ سے محبت کرنے والا بنا دیا اور اسی لئے وہ مبعوث ہوا تہا - ان کو بتلایا کہ خدا آج اور کل کا خدا نہین

زندگی یا ہمدردی کا نام ہے جس کی بابت مین نے اس قدر لکہا ہے ایسے روحانی زندگی بسر کرنے والون کی نسبت خدا نے فرمایا ہے ،، اشداء علی الکفار رحماء بینہم ،، (یعنے زور آور ہین کافرون پر نرم دل ہین آپس مین ،، اصلی غرض کتاب سے وہ ہی ناشائستہ افعال ہین کہ جو ہمدردی یا نرم دلی یا روحانی زندگی کی ترقی کے ہارج ہون - روحانی زندگی کا رستہ کوئی دینے والا نہین ہے صرف اسی کا دل ہے اگر وہ اس سے ہدایت پکڑنا چاہے ہمارے لئے قرآن و حدیث کافی ہین ان ہی سے ہم روحانی زندگی حاصل کرسکتے ہین نبی نے ہمین بتادیا کہ ہمدردی کیا چیز ہے اور اس سے ہم موجودہ اور آیندہ نسلون کو کیا کیا نفع پہونچا سکتے ہین ہر انسان مین یہ جوہر مضمر ہے کہ وہ روحانی زندگی حاصل کرسکتا ہے بشرطیکہ اسکی اس طرف توجہ ہو -

چنانچہ ہمارے اس مطلب کو حدیث قدسی مین صاف بیان کردیا ہے جیسا کہ درج ذیل ہے ،، اذا اراد اللہ بعبد خیرا جعل لہ واعظا من قلبہ ،، (یعنے جب اللہ تعالی کسی بندہ کے ساتہہ بہتری کرنا چاہتا ہے تو اسکے لئے ایک نصیحت کرنیوالا اسکے دل ہی سے کہڑا کردیتا ہے - روحانی زندگی کا یہ مفہوم ہے کہ ہم سے دنیا مین ایسے نیک کام ہوجاوین کہ آیندہ نسلین اس سے مستفید ہوتی رہین اور جس نے نفس پرستی مین جان دی اسکی زندگی اور موت دونو خراب ہین - اور اس ہمدردی سے زبانی ہمدردی غرض نہین کہ ہائے قوم ہائے قوم کا سبق جپا کرین بلکہ اپنے روپیہ اور وقت سے اسمین جان کہپائی جائے پہر کچہ نتیجہ نکلتا ہے - اور جو لوگ دولت سے محبت کرتے ہین اور اپنے بہائیون کی اس سے مدد نہین کرتے تو ان کے دل زنگ آلودہ ہوجاتے ہین اور پہر انہین کچہ حاصل نہین ہوتا جنکی نسبت خدا فرماتا ہے ،، کلا بل ران علی قلوبہم ما کانوا یکسبون ،، (یعنے کوئی نہین پر زنگ پکڑ گیا ان کے دلون پر وہ جو کچہ کماتے تہے) - اگر ہم مسجد مین بیٹہہ جائین اور دنیا سے قطع تعلق کردین اور اپنے متعلقین کی پرورش نکرین محتاجون کی حاجتون کو نہ برلائین یتیمون کے سرون پر ہاتہہ نہ پہیرین قوم کا ہم سے کچہ فائدہ نہو تو ہمارا مرنا جینا محض بے قیمت اور بے نتیجہ ہے بڑی عبادت اگر ہوسکتی ہے تو صرف یہہ ہے کہ اپنی خود غرضیون کی روک روکین اور نفس پرستی مین نہ پڑین بلکہ اپنی قوم اپنے ملک کی بہتری کے لئے ٹوٹ پڑین اور اسی خیال مین اسی کوشش مین جان دیدین یہی بہت بڑی شہادت ہے اور ایسا شخص جاودانی عمر پاویگا - ایسے شہید کے خون کے قطرے جس سرزمین پر پڑے ہین اسکے ایک ایک ذرہ نے ہمیشہ مستعدی کے ساتہہ دوبرین مبصر کی خدمت مین اس پاک شہید کی جانکاہیون اور عرقریزیون کی خوش آیندہ محنتون کا نقشہ کہینچا ہے گویا ہر ذرہ کے پاس ایک فرد اس شہید کے قیمتی کامون کی ہے جنپر قوم ہمیشہ فخر کریگی اور اس کا فخر کرنا ہر صورت سے بجا و درست ہے -

میدانم کہ این تشنہ لب جان دادہ ام
کہ از صد جا گریبان چاک شد موج سرابش را

مگر جن لوگون نے امیدین توڑدین اور یہہ خیال کرنے لگے کہ مرنیکے بعد ہماری ان عرقریزیون کا نتیجہ ہمین کیا ملیگا اور ہم کیون دوسرون کے لئے اپنی جانین ہلاکت مین ڈالین ان کی انسانیت مین ہی جہکے تو بہت بڑا اشتباہ ہے کیا یہ کچہ کم ہے کہ ہماری ذراسی توجہ سے ہزارون آدمی فائدہ پا رہے ہین بس ہمین آخرت مین سب کچہ مل گیا یہی نجات ہے اور یہی بہشت ہے مگر جن کی آس آیندہ قومی فوائد اور اپنی نجات سے ٹوٹ چکی ہے تو ان کے لئے ،، یہہ ارشاد ہوا ہے ،، قد یئسوا من الاخرۃ کما یئس الکفار من اصحاب القبور ،، (یعنے وہ آس توڑ چکے ہین آخرت سے جیسے آس توڑی منکرون نے قبر والون سے) - روحانی زندگی صرف اسیکو کہتے ہین کہ اپنا دل صاف رکہے اور کسی قسم کی آلائش ہو حسد و بغض و کینہ خود غرضی نفس پرستی کی ذرہ برابر بہی کدورت نہو اسوقت وہ شخص مومن ہوسکتا ہے اور روحانی زندگی اسکو حاصل ہوتی ہے - اپنے بہائی کی ہمدردی اور حمیت قومی کی طرف سے دل صاف ہو اور اہل حاجت کی حاجت پوری

ہے جو لکڑی یا پتھر کا بنا ہوا ہو بلکہ وہ قوی ہے - پیارا ہے - رحیم کریم خالق ارض و سما ہے - نبی اکرم کا
دل وہ فوارہ تہا کہ جسمین سے وحدانیت کا نور لحظہ بلحظہ ابلتا رہتا تہا جسنے تقریباً ۲۳ برس تک عالم
کو اتنا منور کر دیا کہ جن مقامون تک روشنی پہیل گئی تہی وہ اپنی روشنی کا عکس اور چیزون پر ڈال سکین
چنانچہ انہون نے دنیا کے اس کونہ سے اس کونہ تک خدا پرستی کی روشنی پہیلا دی - ان تمام آرزؤن کو
مٹا دیا کہ جو دوسرون کی مضرت پر پوری ہوتی تہین ہر دل مین صرف ایک خواہش پیدا کر دی اور وہ
خواہش محض خدا پرستی اور سچی اطاعت کی تہی - جو آرزو کہ ان کے دلون مین موجزن ہونے لگی اور جس
خواہش کا خون ان کی رگون مین دوڑا دیا وہ خواہش صرف یہہ تہی کی خدا کی سچائی اور پاکی کو سمجہین
اور ان قوانین کے پابند ہون کہ جو ہمین زندگی مین معزز بنائین آخرت مین سرخرو کرین
چنانچہ ایسا ہی ہوا - وہ نئے نئے قوانین جو اب تک نامعلوم تہے ظاہر ہوئے اور ان پر عملدرآمد کیا گیا
ان کو قانون شریعت کی لڑی مین جکڑ دیا کہ پہر وہ قیامت تک اس سے نہ نکل سکین اور سارے گلہ کو
ایک ہی راہ پر چلایا وہ راہ جو روشن تہی اور جسکا اختتام خدا کی بہت قربت تہی - نبی نے اپنے صحابہ
اور معتقدین کے دلون مین جما دیا کہ مین تمہین صرف خدا کے احکام بتانے اور تمام دینی باتون کے
سمجہانے کے لئے آیا ہون تم پر حکومت کرنا میری غرض نہین ہے بلکہ تمہارے دلون کو ایسے حاکم کا محکوم
کرنا چاہتا ہون کہ جو قدیم ہے اور سب کا خالق ہے —

مین کسی قسم کی ... درست نہو وہ ہی شخص مومن ہے - چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہین - "قلب
المومن اجرد فیہ سراج یزہر و قلب الکافر اسود منکوس" دو یعنے مومن کا دل صاف ہوتا ہے اس مین چراغ روشن رہتا ہے اور
کافر کا دل سیاہ اور اوندہا ہوتا ہے (طبرانی در صغیر بروایت ابو سعید) نبی نے جو کچہ بخشش مین عنایت کی اور جس چیز کی زیادہ ہدایت
کی وہ صرف روحانی زندگی تہی - ایک شخص روحانی زندگی رکہنے والا ہزار عابدون سے جو جسمانی زندگی مین مست ہین افضل ہے
پاک کر دا اپنے کو اے مسلمانون اپنی خود غرضانہ عبادتون اور ریائی ہمدردیون کے جمع خرچ سے دیکہو روحانی زندگی سے تم کتنے بے بہرہ
پڑے ہوئے ہو اور تمہاری کیا کیفیت ہے —
روحانی زندگی جیسے اسلام مین سمجہی گئی ہے اور اس کی اصلیت کو کہولا گیا ہے اور کسی مذہب کو یہہ درجہ نصیب نہین ہوا ہندون
مین روحانی زندگی اس حالت کو سمجہتے مین جسمین کوئی عضو خشک کر دیا جائے یا ایک ٹانگ سے کہڑا ہو جائے یا کہین کسی درخت
مین لٹک کر جان دیدی جائے —
عیسائیون مین ہی تربیت روحانی زندگی کے ہی معنی سمجہے گئے ہین کہ دنیا کو چہوڑ چہاڑ کر صحرا نوردی کرتے پہرو چنانچہ حضرت عیسے
نے تو اپنی امت کو یہی سکہایا ہے کہ صرف اپنے خداوند سے ایک وقت کی روزی مانگو لہ یہہ سب باتین اس امن اور تمدنی حیات
کو مٹانے والی ہین جسکو دوسری زبان مین روحانی زندگی کہتے ہین - کس صحابی نے گہر مین گہس کر وظیفہ پڑہ لیا ہے اور کسنے یہہ کہا ہے
جو لوگ روحانی زندگی کو نہین جانتے وہ ہمیشہ مغالطہ مین پڑ جاتے مین اور ان کی تمام قوتین معطل ہو جاتی ہین - خدا کی عبادت
خدا کی تعمیل احکام ہی بہت بڑی ہے کہ دین اسلام کی اشاعت مین کوشش کرین —
اس اتحاد کی عمارت کو نظر رکہین کہ جسکی بنیاد نبی عربی نے قائم کی ہے اور وہ اتحاد یا بہائی چارہ کی عمارت ہے اپنے بہائیون
کی ہر طرح مدد کرین جن سے فطری طور پر ہمارا تعلق ہو گیا ہے ان کی خدمت قرآن شریف کے احکام کے موافق کرین جس شخص نے
اپنی کم ہمتی اور سستی سے ان خدائی باتون پر عمل نکیا وہ ہمیشہ سخت پشیمان کئے جائینگے جیسا کہ خدا نے اپنے پاک کلام مین فرما دیا
ہے - "والذین جاھدوا فیھا لنھدینھم سبلنا" دو یعنے جنہون نے محنت کی ہمارے واسطے ہم سجہا دینگے انہین اپنی راہین ...

[illegible] جو لقدیعنی اسلام کے دشمن جانی ہین اور جو اسلام کی
[illegible] اُنھونے اسلام کے خلاف زہر اگلنے مین کچھ باقی نہین چھوڑا
[illegible] کہ جادو وہ جو سر پر چڑھکر بولے
[illegible] سمجھ رہے [illegible]

[illegible] پرستی کے خلاف تلوار
[illegible] پرستی کو دبلی خلقت کو جگانا چاہا ایسی کامیابی
[illegible] اُنھونے اُنھین صدیون سے جگا کر روحانی زندگی
[illegible] کے لیے اُنھون نے اپنے کو قربان کر دیا اور

[illegible] اسی بیان کو نبی اکرم نے ان لفظون مین فرمایا ہے "لا من
عمل بما علم [illegible] اسکو ایسی چیزون کا علم دیتا ہے جو اسکو معلوم نہون" (ابو
نعیم [illegible]) [illegible] امانت خدا کی ہے جسکا سوائے انسان کے اور کوئی
مستحق [illegible] سپرد کیے گئے ہین وہ اس امانت
کی [illegible] نسبت خدا فرماتا ہے "انا عرضنا الامانة علی السموات
[illegible] آسمان کو اور زمین کو اور پہاڑون
[illegible] یہ امانت روحانی زندگی اور تمدنی حیات
[illegible] یہہ ہر ہمدردی انسان ہی کے ذات کے
[illegible] اگر ہمت کرے تو اس کا متحمل ہو سکتا ہے۔ ہر شخص اسکی قابلیت رکھتا ہے بشرطیکہ اسے ہمدردی
[illegible] مستقل اسمات کی شہادت دیتی ہے کہ بچہ مین پیدا ہوتے ہی اس بات کی موزونیت
[illegible] یا سانی اٹھا سکے بلکہ [illegible] ہوا ہے مین وہ قوت پیدا کرتا جائے کہ جو اسے
[illegible] فطرت قدسی مین آگیا ہے "کل مولود یولد علی الفطرة وانما ابواه
[illegible] فطرت پہ پیدا ہوتا ہے اور اسکے ماں باپ اسکو یہودی اور نصرانی اور مجوسی
[illegible] کہ وہ فطرة انسانی کی اصلیت کو سمجھے اور دیکھے کہ انسانی فطرت کا جوہر
[illegible] روحانی زندگی [illegible]
[illegible] تائید کی ہے "قیل یا رسول الله
من خیر الناس فقال کل مومن مخموم القلب فقیل ما مخموم القلب فقال هو التقی النقی الذی لا غش فیه ولا بغی
ولا غل ولا حسد [illegible] بہتر شخص کون ہے آپنے فرمایا جو مخموم القلب
[illegible] آپنے فرمایا کہ [illegible] متقی ہو کہ جسمین میل کھوٹ ہو نہ کا اور سرکشی اور
[illegible] سے ڈرنے والا —
[illegible] وقت ڈھارس بندھاتا
[illegible] اپنے مسلمان
[illegible] ارشاد ہوا ہے "فمن شرح الله
[illegible] اپنے رب کی
[illegible] نہین ہے جنکی مسلمانی ہی مین
[illegible] اور بیشک وہ گمراہ ہے —
[illegible] سمجھا ہامین نے بتا دیے —

ہرشی خوشی ایمان کی حفاظت مین انہون نے اپنے مال سے بہی دریغ نہین کی ورد[۱]
اب نبی کی نبوت کی تکمیل ہو چکی تہی اور یہہ وجہ ہے کہ آپکی زندگی ہی مین تکمیل دین ہو چکی تہی آپ
تمام گذشتہ نبیون - حکیمون - پیشواؤن فلسفیون سے افضل ہین - حضرت عیسٰے حضرت موسٰے زرتشت
سکیا منی سنلاطین - ان کل نبیون اور داناؤن نے حتے الوسع نا ملائم اور ناشائستہ زندگی کو شائستہ کرنا اخلاقی حیات
دینی چاہی اور بہت کچہ کوشش کی مگر اسکی تکمیل نہ کر سکے اور یون ہی واپس چلے گئے -
ان کے خیالات ان کے ارادے ان کے عزم بہت کچہ تہے مگر افسوس ہے کہ ان کو ایسی حالت مین دنیا سے
مفارقت کرنی پڑی کہ اخلاقی یا روحانی زندگی کے ارمان ان کے دل ہی مین رہگئے - مگر یہہ فضیلت نبی
عربی ہی کو ہونی تہی کہ جسنے آپ دین کی تکمیل کی اور اپنی آنکہون کے آگے دین کو پہیلا ہوا دیکہلیا اسنے
کبہی دین پہیلانے کے لئے خونریز شاہون اور جلاد سلطانون کی مدد نہ چاہی جیسے کہ اور نبیون نے یہہ
وصیت اپنے معتقدون مین کی تہی کہ کسی خونخوار سلطان کو گانٹہنا کہ وہ دین کے پہیلانے کا باعث
ہو مثلاً - اگر اسرائیلیون مین جو شوع ہوتا اور ہزارون بندگان خدا کا خون نکرتا تو محض ناممکن تہا
کہ دین کو وسعت ہوتی - یا بودہون مین اسوکا نے اشاعت مذہب کی اور لاکہون کو تہ تیغ کردیا اور
زرتشتیون مین دارا نے اپنا یہہ خونخوار فرض انجام دیا اور عیسائیون مین قسطنطنین نے لاکہون خانے
ویران کئے اور بیسیون شہر تباہ کر دے اگر قسطنطنین نہ عیسائی ہو جاتا اور تلوار ہاتہہ مین لیکر مسیحی دین کو
نہ پہیلاتا تو مثل یہودیون کے عیسائی بہی مٹ جاتے بلکہ وہ تو کہین کہین کہائی بہی دیتے ہین ان کا
نام ونشان بہی نظر نہ آتا - یہہ صرف نبی عربی ؐ ہی کے لئے امتیاز بخشا گیا تہا کہ وہ تکمیل دین اپنے ہی سامنے
کرجائین بلکہ اپنے گذشتہ نبیون کی دین کی تکمیل بہی کر دین - کوئی شاہی معتقد یا کوئی فوجون والا سلطان
اسکے پاس اسکے دین پہیلانے مین مدد دینے کو نہ آیا - نہ اسنے کسی کی خواہش کی - کیا اب بہی مسلمان کہینگے
کہ یہہ کام بالکلیہ خدا کا کام تہا کیا اب بہی مسلمانون کے مونہہ پر کوئی ہاتہہ رکہیگا کہ یہ نکہو کہ یہ سب تائید غیبی ہے
وہ مظلوم نبی کہ جو سختی اور درشتی سے اپنے ہی وطن اپنی پیدائش کی جگہہ سے دشمنون کے مارے چلا
گیا ہو اور جہان وہ خدا کی باتین سنانے جاتا ہو لوگ اسے پتہر مارتے ہون اور اسکو طرح طرح کے مصائب
دیتے ہون اور وہی مظلوم نبی یا عاجز تلقین کرنے والا صرف نوہی برس مین ہوا کا رخ ادہر سے ادہر
پہیر دے اور لاکہون بندگان خدا کا دل خدا ہی کی پاک پرستش کی طرف مائل کر دے کیا یہہ بہت
بڑا معجزہ نہین ہے کیا یہہ تائید غیبی نہین ہے کیا یہہ خدا کی مہربانی نہین ہے ہم کیا اسکو نوازش ربانی
نہین کہتے ہیں کیا تمام نبیون کے معجزون سے یہہ معجزہ بالاتر نہین ہے ہم - کون نبی ایسا ہوا ہے کہ
جسنے ایسا معجزہ دکہایا ہے لاؤ اگر کسی نبی نے ایسا معجزہ دکہایا ہو تو لاؤ -
آپنے جس شریفانہ طرز اور ایمانداراانہ حالت مین زندگی بسر کی ہے وہ ان نبیون کی زندگیون سے

[۱] سیر جلد ۲ صفحہ ۲۹۹ -

زیادہ قیمتی ہے کہ جو بغیر تکمیل دین کئے چلتے بنے جن لوگون نے اپنی قوتین معطل کردی تہین اور
جو گویا مر گئے ہتے انہین ایک نئی روح پہونکدی۔ وہ وحشی قومین جو اپنے سایہ سے بہڑکتی تہین اور
صحراؤن مین ادہر ادہر بہاگی بہاگی پہرتی تہین انہین باہم بہائی بنا دیا اور انہین وہ رستہ بتا دیا
کہ جہان سے وہ انسانی اعلے مدارج کی تکمیل کرسکے۔ وحدانیت کی وہ روشنی جو صدیون سے ٹمٹما کر
جہلکتی تہی اور جسکے نورانی پرتو کا نام ونشان تک باقی نرہا تہا پہر دوبارہ تاریک دلون مین بہڑکائی گئی
اور لوگون کے ظلمت یاب قلوب کو منور اور نورانی بنا دیا۔ یہہ نبی عربی کا کام تہا جسکو آپنے دلیرانہ
اولوالعزمانہ اور جوشیلے طریقہ سے انجام دیا۔ اپنے کام کی انجام دہی مین آپ کی پرجوش فطرت
اور بلند حوصلہ نے اور پرُجذبہ ارادون نے بے سروسامانی اور معاون نہونے پر بہی آپکو ہمیشہ اپنے
ارادون مین آگے بڑہنے دیا۔ اور آخر منزل مقصود تک پہونچا دیا اور یہہ منزل مقصود تکمیل نبوت
تہی۔ وہ مذہب جو گیلیلی کے کنارون پر وعظ مین بیان کیا جاتا تہا وہ مذہب جسمانی خدا کی پرستش
کرنے کا مذہب تہا۔ خدا کی حقیقت مٹانے کی کوشش کی گئی تہی یا انجان پنے مین یہہ کیا جاتا تہا
کہ اسکی اصلی ماہیت کو بہلا دیا جائے اسلیئے اسکی جسمانی وضع قرار دی گئی اور اسیلئے دیبی کی پرانی
پرستش نے لوگون کے دلون مین پہر گہر کیا۔ ادہر گیلیلی کے مذہبی وعظ کی آوازین اور ادہر دیبی
کے پرستش کرنے والون کے عقائدی صداؤن کی گونجین باہم ایسی گڈمڈ ہوئین کہ پہر کوئی ابتک
دودہ کا دودہ اور پانی کا پانی الگ کر کے نہ دکہا سکا آخر محمد عربی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور ہوا
اور پہر آپ ہی اسکے کام کی انجام دہی کے لئے مخصوص کئے گئے۔ وہ حرا کا خلوت نشین وہ احد
فداسفر ایسی قوم مین پیدا ہوا تہا کہ جس کی گہٹی مین شرک وبت پرستی پڑی ہوئی تہی۔
ان ہی کو خدا کی وحدانیت منوا دی اور خدا پرستی کے گہیرے گہیرے نقوش ان کے دلون پر کندہ کر
اسکی جمہوری حکومت کی بجلی نے اس ظلم وستم کا فیصلہ کردیا کہ جو پادریون اور حکمرانون کے ہاتہ
سے ہوا کرتے تہے ان کے دماغ آزادی کی خوشبوؤن سے معطر کر دئے کہ جو انہین صدیون سے ..
نصیب نہ تہی۔ انہون نے خواب مین بہی کہی اس شریف آزادی کو نہ دیکہا تہا۔
وہ آزادی کہ جس نے حکمرانون اور علمائے دین کے ظالم پنجون سے مظلومین کو نجات بخشی۔
ادہر حکمرانون کے قابل رحم مظالم اور ادہر علما کے شدید ظلم ایک آفت برپا کر رہے تہے مگر ان ظا
کی جان پر آخر کار حرا کے خلوت نشین کی جمہوری سلطنت کی بجلی ٹوٹ پڑی اور جس نے صدیا
کے ظلم وستم کی بیخ وبنیاد اکہیڑ کر جلدی اور اسے خاک وسیاہ کر دیا۔
ان ظلم خیز انجمنون اور ستم آرا صحبتون کو جو خدا کی مخلوق کو کچل رہی تہین اور ان کے قہر آلود
پرآشوب ہاتہ تمام دنیا پر پہیلے ہوئے تہے ایک ایک کو نیست ونابود کر دیا اور ان کا نشان صفحہ ہز

مٹا دیا۔ وہ آفت خیز اور قیامت انگیز نازک زمانہ کہ جس میں انسانی [illegible] ہو
میں بیچی جا رہی ہیں۔ اور جسمانی مصرتیں خلقی شدید اور خون [illegible] تکلیفوں نے آرام [illegible]
آرام اور راحت میں تبدیل کر دی گئیں۔ اسکی اصلاح کی [illegible]
اور خدا کو علیحدہ علیحدہ کر دیا تھا۔ اس عداوت شیر بیت [illegible]
پرستی کو غت ربود کر رکھا تھا۔ اس نے ان رشتوں [illegible]
اس غفلت کے پردوں کو اٹھا دیا کہ جو خدا کا سچا جلال دیکھنے [illegible]
کہ جو خدا کی راہ میں حائل تھے اور چلنے والا ٹھوکریں کھا کھا کر گرتا تھا۔ ان [illegible]
برطرف کر دیا کہ جو رہگیروں کو رستہ چلنے سے مانع آتے تھے۔ [illegible]
نے جو دنیا کے نجات دینے کے لئے مبعوث ہوا تھا جیسی علم و فضل [illegible]
نصیب نہیں ہوئی۔ قلم ہی سے انسانی کاموں کی تکمیل ثبت ہوتی ہے۔ قلم [illegible]
ہوتا ہے یعنے قلم ہی انسان کو منصف بناتی ہے۔ قلم ہی گویا دوست [illegible]
کی نظروں میں ہے۔ آپ کی وحدت پرستی کی عام دعوت آپکا [illegible]
حکومت کی جمہوریت کا روشن خیال آپکی سادگی اور انسانی اخلاق [illegible]
نبیوں سے درجہ فضیلت قایم کرتا ہے۔ وہ بیشک افضل النبیین تھا [illegible]
اور نبیوں میں فضیلت دی تھی۔

جب عرب کے گروہ کے گروہ اور قبائل کے قبائل آپکے دین قبول کرنے کے لئے آنے لگے تو آپکو [illegible]
ہو گیا کہ میں اپنے دین کی تکمیل کر چکا۔ اپنی وفات سے پہلے آپ کی یہہ خواہش ہوئی کہ ایکدفعہ اور [illegible]
حج بیت اللہ کیا جائے۔

چنانچہ آپ ۲۵ ذیقعدہ (۲۳ فروری ۶۳۲ء) کو مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے اور ایک گروہ [illegible]
مسلمانوں کا آپکے ہمرکاب ہوا۔ اور جب آپ مکہ تشریف پہنچے تو ارکان حج کے [illegible]
حاجیوں سے مسلمانوں کے کثیر التعداد مجمع کو مخاطب فرما کر یہہ ارشاد کیا۔ [illegible]
ایہا الناس اسمعوا قولی" یعنے اے مسلمانوں میری بات سنو میں نہیں جانتا کہ [illegible]
وقف میں شاید میں تم سے پھر ملوں"

[illegible] اری زندگیاں اور مال غیر ممکن [illegible] تک ہے [illegible]
[illegible] حاضر ہوگے جو تمہارے کاموں کو تم سے [illegible] اے لوگو تمہارے [illegible]
اور ان کے حقوق تم پر ہیں۔ اپنی بیویوں سے مہربانی [illegible] یقیناً [illegible]

ابن ہشام صفحہ ۹۶۶ - ابن الاثیر جلد ۲ صفحہ ۲۳۰ میں یہہ لکھا ہے کہ نوے ہزار سے ایک لاکھ چالیس ہزار [illegible]
اس حج کو حجۃ البلاغ اور حجۃ الاسلام کہتے ہیں۔

[illegible]

قوموں میں روانہ کر دئے گئے تھے تاکہ ان لوگوں کو اصول اسلام کی تعلیم دین اور انصاف و عدل کے قوانین وہاں رائج کریں۔ آپ نے یمن میں جب معاذ بن جبل سردار کو بھیجا ہے تو یہہ سمجھا دیا تھا کہ اگر تم ان معاملات کا فیصلہ کرو کہ جو قرآن میں نہیں ہیں تو تم اپنی رائے سے کام کرنا حضرت علی جب یمن بھیجے گئے ہیں تو انہیں یہہ ہدایت کردی تھی اے علی اگر دو گروہ تیرے پاس فیصلہ اور انصاف کے خواستگار آدیں تو جب تک دونوں کی نہ سن لے فیصلہ نہ کیجو"

ایک مہم اسامہ بن زید کی سرکردگی میں جو بعد ازاں میدان شام میں شہید ہوا قسطنطنیہ کی سلطنت کے خلاف روانہ کرنے کی تیاری کی گئی یہہ مہم اسلئے تیار کی جاتی تھی تاکہ اس ایلچی کا انتقام لیا جائے جو عیسائیوں نے خلاف قوانین مروجہ قتل کر دیا تھا مگر وہ زہر جو یہودن نے نبی اکرم کو خیبر میں دیا تھا برابر رفتہ رفتہ اثر کرتا جاتا تھا اور آخر یہانتک نوبت پہونچی کہ اسکے اثر کے آثار ظاہر ہونے لگے اور اب یہہ یقین ہو گیا کہ آپ زیادہ زندہ نہ رہینگے۔ یہہ زبون خبر کہ نبی اکرم کا آخری وقت ہے خوفناک آگ کی طرح تمام عرب میں بہت جلد پہیل گئی اور اس مہم میں تو سب سے پہلے پہونچی کہ جو اسامہ بن زید کی کمان میں روانہ کی جاتی تھی خیال یہہ تھا کہ نبی کی وفات سے کہیں اسلامی صوبوں میں بد نظمی نہ پہیل جائے۔ یہہ خوف پورا تھا دور کے صوبوں میں بدنظمی پہیل گئی۔ تین کذاب نبوت کا دعوٰے کر بیٹھے اور اپنے کو نبی مقرر کیا۔ اور چاہا کہ اپنے فریبوں میں دوسروں کو پہانسیں اور اپنی قوموں میں یہہ یقین دلا دیں کہ ہم نبی ہیں۔ ان تینوں میں جو بہت خوفناک تھا وہ الاسود یعنے ایک حبشی تھا۔ یہہ یمن کا سردار تھا بڑا چلتا ہوا اکثر بہوت کرنے والا اور بڑا دولتمند۔ اسکے نادان شہریوں میں اس کا افسوں کسیقدر چل گیا اور افسوں چلنے کی بڑی وجہ اسکی دولت بہی تہی اور ان وحشیوں نے یہہ سمجہ لیا کہ جو شخص ہمیں دولت سے لا مال کر رہا ہے ضرور نبی ہوگا۔ وہ ناتراشیدہ عقول سمجہیں کہ نبی کی شان یہی ہے کہ اناپ شناپ چہنا چہن روپیہ دئے جائے۔

ان کا ہرج ہی کیا تھا صرف اتنے سے کہدینے میں کہ ہم نے تمہیں نبی سمجہہ لیا۔ دولت لٹانے اور اپنے ہمقوموں کو اپنا بنانے میں اسکو بہت کچہ فائدہ ہوا اس نے اس پاس کے قصبوں کو فتح کر لیا اور ان پر شب خون مارکران کو اپنا مطیع بنایا۔ اس نے شہر کو جو نبی اکرم کی طرف سے سینا کا گورنر مقرر ہوا تھا قتل کر ڈالا اس کا باپ ابہی وفات پا چکا تہا۔ شہر کے باپ نے اسلام قبول کرتے ہی اپنے کو کسری کی سلطنت سے آزاد بنا لیا تھا اور یمن کے قریب قریب بستی ہوئی قوموں کو مسلمان بنانا شروع کر دیا تھا۔ فریبی دغا باز الاسود نے بیرحمی سے شہر کو قتل کرکے زبردستی اسکی بیوی مرزبانہ سے شادی کر لی۔ لیکن اس فریبی کو آخر کار مرزبانہ کے اشارہ سے بنی نے قتل کر ڈالا اس حالت میں کہ یہہ تخت پر چہپا ہوا تہا۔ دوسرا نبوت کا دعوٰے کرنے والا طلیحہ بن خویلد الفقعسی تہا جس نے بہت کچہ

دند مچار کہا تہا تیرا مسیلمہ کذاب تہا ان دونو۔ کی گت جب تک کہ حضرت صدیق اکبر خلافت پر نہین بیٹہے نہ بنائی گئی۔ مسیلمہ کذاب نے اس گستاخانہ اور غیر مودبانہ طرز تحریر مین نبی اکرم کو خط لکہا تہا جسکا مضمون درج ذیل ہے۔

از جانب مسیلمہ پیغمبر خدا بطرف محمد نبی اللہ۔ سلام۔ مین تمہارا شریک ہون۔ قوت کی دونو مین تقسیم ہو جانی چاہئے۔ نصف دنیا میری ہے اور نصف تمہارے قریش بہا یون کے لئے موجود ہے لیکن قریش حریص قوم ہے وہ باطمینان اس نصف پر قناعت کرتے نہین معلوم ہوتے"

اس کا جواب نبی اکرم نے یہہ دیا جس سے آپکی خالص فطرت کہلتی ہے۔ اور وہ جواب یہہ تہا۔

جواب از جانب محمد پیغمبر خدا بطرف مسیلمہ کذاب۔ السلام علی من اتبع الہدی یعنے سلام ان ہی پر ہے کہ جو ہدایت کی راہ پر ہین۔ زمین خدا کی ہے۔ وہ اسی پر بخشتا ہے جسکو وہ چاہتا ہے خوف کہانے والے ہی اس سے پہولتے پہلتے ہین یعنے وہ ہی لوگ پہولتے پہلتے ہین جنہین اس کا خوف ہے۔

آپ کے آخری دن نہایت چپ چپاتی اور خاموشی سے گزرنے مین مشہور ہین۔ اس چند روزہ آرام نے گو آپ سخت کمزور اور ضعیف تہے پہر بہی آپکو تین دن تک متواتر مجمع مین نماز پڑہنے مین کوئی حرج نہین کیا۔ ایک شب آدہی رات کو آپ اپنے ان دوستون اور جان نثارون کے پاس قبرستان مین تشریف لیگئے کہ جو ہمیشہ کے لئے آرام کر چکے تہے اور آپ بہت روئے زاری کی اور ان کے لئے مغفرت کی دعائین مانگین۔ آپنے پہر بی بی عائشہ کا مکان اپنے لئے پسند فرمایا یہہ حجرہ مسجد ہی کے پہلو مین تہا کیونکہ آپکا زمانہ مرض یہین گذرا تہا جہان آپ مین مرض کی حالت مین کچہ قوت آئی اور آپ جماعت کے ساتہہ نماز پڑہنے کو باہر تشریف لے آتے۔

آخر وقت جب آپ مسجد مین تشریف لائے تو حضرت علی اور فضیل حضرت عباس کے صاحبزادہ دونو چچازاد بہائی سہارا دیئے ہوئے تہے۔ ایک خوشنما اور خوش منظر مسکراہٹ آپکے لبون پر معلوم ہوئی جسنے حاضرین پر بہت بڑا اثر کیا۔ اور حضرت ابن مسعود فرماتے ہین کہ ہم سب اپنے سب ایماندارون کی ماں یعنے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گہر مین وفات شریف کے وقت حاضر ہوئے آپنے ہماری طرف دیکہا اور اپنی آنکہون مین آنسو بہر لائے اور فرمایا کہ خوب ہوا تم آئے خدا تمکو زندہ رکہے اور پناہ دے اور مدد فرمائے مین تمکو خدائے تعالے سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہون اور تمہارے باب مین خدائے تعالے سے وصیت کرتا ہون مین اس کی طرف سے ظاہر ڈرانے والا ہون وصیت یہہ ہے کہ اللہ تعالے پر اس کے شہرون اور بندون پر چڑہائی نکر دا دسوۃ کا وقت آلگا ہے اور رجوع جام وصال کی طرف ہے تو تم میری طرف سے اپنے آپکو

[illegible]

اور سعید بن عبداللہ اپنے باپ [illegible]

[illegible] علیہ وآلہ وسلم کی طبیعت دن بدن زیادہ [illegible] تو [illegible]

پس حضرت عباس رضی اللہ عنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں [illegible]

عرض کیا کہ لوگ مسجد میں [illegible]

[illegible] حاضر ہوئے [illegible]

اپنا [illegible]

سب سے نیچے کے درجہ پر بیٹھ گئے اور لوگ آپ کی طرف متوجہ ہوئے آپ نے خدا کی حمد وثنا کے بعد فرمایا۔

"لوگون مین نے سنا ہے کہ تم میری موت سے ڈرتے ہو گویا موت سے نفرت کرتے ہو اور تم میری موت کا جو انکار کرتے ہو تو کیا مین نے تمکو اپنی موت کی خبر نہین دی یا تمہاری اپنی خبر مرگ نہین پہونچی جو انبیا جیسے پہلے تم مین بھیجے گئے ائین سے کوئی بچا اور تم مین ہمیشہ کون رہا ہے سنلو کہ مین اپنے رب سے ملنے والا ہون اور تم بھی اس سے ملوگے اور مین تم کو وصیت کرتا ہون کہ جو لوگ پہلے ہجرت کرکے آئے ان کے ساتھ بہتری کیجو اور ہجرت کرنیوالون کو آپس مین سلوک کے ساتھ رہنے کی وصیت کرتا ہون اسلئے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے۔ "والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین آمنوا وعملوا الصلحات وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر"

{یعنے قسم ہے اترتے دن کی مقرر انسان پر ٹوٹا ہے مگر جو یقین لائے اور کیئے بھلے کام اور آپسمین تقید کا سچے دین کا اور آپسمین تقید کا صبر کا۔}

اور سب معاملات خدائے تعالی کے حکم سے ہوتے ہین تو ایسا نہو کہ کسی امر کی تاخیر کے باعث تم اس مین جایز ہونے کی درخواست کرو کیونکہ اللہ تعالے کسی کی جلدی کے باعث جلدی نہین کیا کرتا۔ اور جو شخص اللہ تعالے پر غالب ہونا چاہے گا اللہ تعالے اسکو مغلوب کریگا اور جو خدائے تعالے سے داؤن کرے گا۔

اللہ تعالے اسکو دہوکا دیگا وہ خود فرماتا ہے۔ "فهل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم" (یعنے)

{پھر تم سے یہہ بھی توقع ہے اگر تمکو حکومت ہو کہ خرابی ڈالو ملک مین اور توڑو اپنے ناتے۔}

اور مین تمکو انصار کے باب مین خیر کی نصیحت کرتا ہون اسلئے کہ انہون نے تم سے پہلے مدینہ مین اقامت اور ایمان کا خلوص حاصل کیا تم ان کے ساتھ احسان کرنا دیکھو انہون نے اپنے پھل آدھے تمکو دئے تم کو گھرون مین وسعت کردی باوجود اپنی حاجت کے اپنی جانون پہ تمکین ترجیح دی یاد رکھو کہ اگر تم مین سے کوئی دو آدمیون پہ بھی حکومت پاوے

تو چاہیے کہ ان کے محسن کی طرف سے جو کچھ وہ دے قبول کرے اور اگر کوئی ان میں سے کچھ برائی کرے تو اس سے درگزر کرے اور آگاہ رہو کہ ان پر اپنے آپ کو ترجیح مت دینا اور معلوم کر لو کہ میں تمہارا گواہ ہون اور تم مجھسے ملنے والے ہو اور خبردار رہو کہ ایک دن سب کو یہی راہ فنا اختیار کرنی پڑے گی"

پھر حضرت عباس نے عرض کیا اے نبی اللہ کچھ قریش کے لئے بھی ارشاد کیجیے۔ آپنے فرمایا۔

"اس امر یعنے خلافت کی وصیت مین قریش کو کرتا ہون اور لوگ قریش کے تابع مین نیک ان کے نیک کا تابع ہے اور بد بد کا پس اے قریش والو لوگون کو خبر کی وصیت کرتے رہنا اے لوگون گناہ نعمتون کو بدل ڈالتے ہین اور اخلاق کو متغیر کر دیتے ہین پس جب لوگ نیکی کرینگے تو ان کے امام بھی ان کے ساتھ نیکی کرینگے اور جب بدکار ہون گے تو حاکم بھی ان پر رحم نکرینگے اللہ تعالے فرماتا ہے" وکذالک نولی بعض الظالمین بعضا بما کانوا یکسبون" (یعنے اور اسیطرح ہم ساتھ ملا دینگے گنہگارون کو ایک دوسرے کا بدلا ان کی کمائی کا)۔

حضرت بن مسعود روایت کرتے مین کہ حضرت ابو بکر نے عرض کیا کہ آپکو غسل کون دیگا آپنے فرمایا۔

"میرے اہل بیت کے مرد جو قریب تر ہون سب سے پھر وہ جو ذرا ان سے دور ہون"۔

پھر حضرت ابو بکر نے عرض کیا کہ آپکو کفن کیا دیوین۔ آپنے ارشاد کیا۔

کہ میرے ہی کپڑے اور حلہ یمانی اور مصر کا سفید ازار۔

ان تمام وصیتون سے جو مین نے نقل کی ہین یہی ہدایتین ہین کہ اتحاد قایم رکھنا اور ایک دوسرے کے ساتھ نیکی کرنا اس سے زیادہ نیکی اور ہمدردی کی طرف ہدایت کیا ہوگی دم لبون پر ہے اور وصیت یہہ ہے کہ ہمیشہ نیکی کرنا اور باہم دوستی رکھنا۔ آخر پیر کو دوپہر کے وقت (۱۲ ربیع الاول سلہ ہجری جون ۶۳۲ع)۔

جسوقت آپ لبون ہی لبون مین خدا کی عبادت کر رہے تھے پاک روح نے آپ کے تن مبارک سے مفارقت کی"۔ ف۱

یہہ پاک زندگی جس نے اول سے آخر تک اپنے مالک کی مرضی مین اپنے کو رکھا اسطرح سے ختم ہوگئی

ف۱ ابن ہشام صفحہ ۱۰۰۹۔ ابن الاثیر جلد ۲ صفحات ۲۴۲ و ۲۴۲۔ ابو الفدا صفحہ ۹۱۔

کیا کوئی اور نبی بہی ایسا ہوا ہے کہ جو نبی اکرم کے برابر گوناگون مصائب سہنے اور تکلیفین اٹہانے مین برابری کرسکے؟ وہ ناقابل برداشت امتحانات کہ جو اچہے بہادرون اور مستقل مزاجون کے پتے پانی کردیتے مین محمدؐ نے نہایت صبر او تحمل سے انہین برداشت کیا مگر ان فرایض کی انجام دہی مین جس لئے کہ وہ مبعوث ہوا تہا اس نے کبہی کوتاہی نہین کی اور ذرا بہی نہ ہارا۔ کیا کوئی ایسا ہی کہ جو دنیا کی بہڑکتی ہوئی آگ مین کہڑا ہوا اور پہر اسکو آنچ نہ آوے؟ وہ مظلوم اور عاجز منادی کرنے والے سے سلطان و حکمران عرب بنگیا اور کسریٰ اور قیصر کا ہم پلہ ہوگیا اور جو دنیا کی قومون کا ثالث پنچ بنگیا۔ لیکن پہر بہی مزاج کی وہ ہی انکساری رہی وہ ہی دل کی صفائی اور وہی روح کی نجابت وہ ہی مزاج کی استقلال وہ ہی احساس کی شستگی اور لطافت اور نزاکت رہی وہ ہی اپنے فرض کے پورا کرنے مین تندہی رہی جس نے اسے امین کا خطاب دلوایا اور کبہی آخر دم تک کہ اسکی جان اس کے جسم سے نکل رہی تہی اور جانکندیون کا دورہ بہت خونخواری سے ہو رہا تہا اس کے لبون اسکی زبان مبارک سے اگر کچہ سنا تو یہہ کہ ہمیشہ اچہی باتین کرنا گنہگار کی خطا کو معاف کرنا اور ایک دوسرے کے ساتہہ بہ ہمدردی پیش آنا جس زمانہ مین کہ اس نے مکہ والون کے آگے خدا کی وحدت بیان کرنی شروع کی تہی اور انہون نے کوئی بات دق کرنے مین اٹہا نہ رکہی تہی وہ کونسی وحشیانہ تکلیف تہی جو اسے بدلگی یا دینے کی تدبیر نہ کی گئی وہ کونسی بُری باتین تہین جو اسکی نسبت استعمال نہ کی گئین - وہ کونسا آفت ناک برتاو تہا جو اس سے نہ برتا گیا یا سہنے کی تدبیر نہ کی گئی - مگر یہ اسی فطرت کو شایان تہا کہ جب آپنے اس شہر کو فتح کیا ہے ایک شخص کی بہی نہ نکالی اور یہی کہا کہ رحم سیکہو - اور خدا کو واحد جانو - ایک فطرت کیسی صداقت کیسی الم کیسی شفقت آمیز لیکن ذرہ بہی بہادر جری مستقل جو نہ صرف اکرام و توقیر کی تلقین کرتی ہے بلکہ محبت پر بہی زور دیتی ہے۔ فخریہ طور پر مورخان عرب عبد اللہ کے صاحبزادہ کی توصیف و مدح خود ہی نہین کرتے بلکہ اسکی سلطان ہونے پر بہی عاجزی حلیمی انہین زبردستی اپنی تعریف پر مائل کرتی ہے وہ تو وہ مخالفون کو ٹٹولا جاوے کہ انہون نے صفات محمدی کی مقناطیسی کششون سے اپنے دلون کو کہانتک بچایا ہے تو معلوم ہوگا کہ ان سنگ دلون مین بہت سے ایسے بہی ہین کہ جن کی قلم سے بے اختیاری مین عبد اللہ کے صاحبزادہ کی تعریف نکل گئی ہے -

آپ کا امیرون سے بخلق اور بہ تواضع پیش آنا - آپ کی غربا کے ساتہہ ملنساری اور مروت عاجزون کا ڈہارس بندہوانا - یتیمون کے سرون پر شفقت سے ہاتہہ پہیرنا ستم زدہ کی حالت پر آنسو بہانا اور غربا پر ہمیشہ ترس کہانا اور مسافر نوازی کرنے نے تمام جہان سے ایکو محبتی نظرون سے دکہایا اور ایک زمانہ نے آپ کی تعریف کی - بیشک وہ پاک ذات اسی قابل تہی -

اپکی شباہت سے آپکی دلی فیاضی اور صفائے قلب ہویدا تہی - گو وہ امی تہا یعنی پہرحرفی کیہ

لکھ پڑھ نہ سکتا تھا لیکن فطرت کی مجلد کتاب میں اسکی نظریں پھٹی ہوئی تھیں اور اس نے کئی کئی بار اول سے آخر تک اس کا مطالعہ کر لیا تھا۔ گو وہ ظاہری لفظی نقش و نگار نہ پڑھ سکتا تھا لیکن ایک وسیع ضمیر اور غواص نظر سے عالم کی روح کی ماہیت کی جانچ اور اسکی حقیقت سراپا پہچان لیتا تھا فطرت نے اسکے دماغ میں وہ قوت بخشی تھی کہ وہ عالم و جاہل کو یکساں جانتا تھا۔ یعنے فطرت کا ایک عظیم الشان علم اسے تھا کہ اسکے آگے فاضل سے فاضل کی بھی کچھ حقیقت نہ تھی علاوہ بریں اسکے چہرہ پر تمکنت و دبدبہ جلال شاہی عیاں تھا۔ اسکی شباہت اسکے انتہا درجہ کے عقلمند ہونے کا نقشہ کھینچ رہی تھی قدرتی طور پر اس کی صورت وہ محبت خیز تھی کہ جس نے دیکھا وہ ہی فریفتہ ہو گیا آپکی دماغی وسعت آپکے احساس کی لطافت اور پر جلال شان آپکی صداقت و نجابت اور آپ کی مروت و انسانیت سے ہزاروں روایتیں بھری پڑی ہیں اپنی امت کو جس نے ایسا بلا کا شیدا بنایا وہ نبی عربی ہی تھا۔ اس کی غربا پر کرمفرمائی اور ان سے انتہا درجہ کی شفقت نے کبھی ایسا نہیں کیا کہ کم درجہ کے آدمی گستاخی کریں وہاں یہہ بات ہی نہ تھی جوں جوں وہ سہماس رہتا تھا اس کا رعب قدرتی بڑھتا جاتا تھا اس خلق و عنایت اس کرمفرمائی اس شیریں کلامی اس سہماس پر بھی اس کے جلال خیز اور پر دبدبہ چہرہ کے آگے کیا مجال تھی جو کوئی آنکھہ ملا کر دو بدو باتیں کر سکتا حضرت انس آپکے خادم فرماتے ہیں کہ میں نبی اکرم کی خدمت میں دس برس کامل رہا لیکن کبھی یہہ نہیں ہوا کہ نبی نے مجھے اف تک کی ہو اگر میں حساب کروں تو مجھے معلوم ہو گا کہ میں نے اتنی خدمت نبی اکرم کی نہیں کی جتنی آپنے میری کی۔ آپ اپنی سادہ رہنے کی جگہہ میں اپنے ہاتھہ سے جھاڑو دیلیا کرتے تھے اور اپنے کپڑوں میں آپ پیوند کر لیتے تھے۔ کبھی کسی بات پر یہہ نہیں کہا کہ اس یہہ نہ کرتا تو اچھا تھا۔ آپکو اپنے کنبہ کی بہت محبت تھی آپکا ایک صاحبزادہ آپکی چھاتی پر اناکی دہ بلنداری کوٹھری میں وفات پا گیا یہہ انا ایک لہار کی بیوی تھی۔ اسوقت جو کچھ آپ کو صدمہ ہوا ایک شفیق باپ کا دل بخوبی اندازہ کر سکتا ہے۔ آپکو اولاد ہونے کی بہت آرزو تھی اسلئے آپکو ننھے ننھے بچوں سے ایک دلی محبت تھی شاہراہوں میں چلتے چلتے آپ ننھے ننھے معصوم بچوں کو ٹھہرا لیتے اور ان کو چمکارتے اور ان کے سروں پر شفقت سے ہاتھہ پھیرتے۔ آپنے اپنی زندگی میں کسی کو بھی جھڑکی نہیں دی اسپر بھی جب آپ کی وفات ہونے لگی تو آپنے مجمع کے سامنے یہہ فرمایا۔

اگر میں نے کسی کو کچھ تکلیف دی ہے یا کسی کا کچھ دل دکھایا ہے تو میں اس کے عوض دینے کو موجود ہوں اگر مجھپر کسی کا کچھ آتا ہے تو جو کچھ میرا ہے وہ سب تم لوگوں کا ہے۔

یہہ سنکر ایک شخص اس مجمع مین سے اٹہا اور کہا اے نبی اللہ فلان دن جو آپ نے ایک غریب
کو مجہسے تین درہم دلوائے تہے وہ میرے آپ پر آتے ہین فوراً ان مفصلہ ذیل الفاظ کے ساتہ
اسکے درہم ادا کر دئے گئے۔

"اس دنیا کی خجالت اس عالم کی شرمندگی اور خفت سے بہتر ہے"

اس خلق اور خدا سے خوف کرنے کی مثال اور بہی کوئی نبی ہو سکتا ہے؟ اگر آپکو زیادہ غصہ
آتا تہا تو آپ یہہ الفاظ کسی کی نسبت ارشاد فرماتے تہے "اور اس کا کیا ہونا ہے خدا کرے اسکی
پیشانی تاریکی کی کیچڑ سے لت پت ہو" جب آپ سے کسی نے عرض کیا کہ فلان کافر پر لعنت بہیجے
تو آپنے فرمایا مین خدا کی مخلوق پر رحمت بہیجنے آیا ہون نہ کہ لعنت کرنے "

آپ ہر مریض کی عیادت کے لئے اُس کے مکان پر تشریف لیجاتے تہے۔ جو جنازہ رستہ مین
ملتا تہا آپ اسکے ہمراہ ہو جاتے تہے۔ اگر کسی غلام نے بہی آپ کی دعوت کی تو آپنے کبہی انکار
نہین کیا۔ آپ نے بکریون کا دود اپنے ہاتہ سے دہویا ہے۔ اسنے کبہی دوسرے کے ہاتہ مین
سے اپنا ہاتہ الگ نہین کیا جب تک کہ اسنے نہ علیحدہ کر لیا۔ اس نے کبہی کسی کی طرف سے
باتین کرتے کرتے پیٹہ نہین پہیری جب تک کہ وہ خود نہ چلا گیا ہو۔ اس کا ہاتہ انتہا درجہ کا
فیاض اس کا دل اول درجہ کا بہادر۔ اسکی زبان غایت درجہ کی سچائی کی بہری ہوئی
آپ نے ان لوگون کی وفاداری سے حفاظت کی کہ جو آپ کی حفاظت مین آگئے۔ آپ پسندیدہ
اور شیرین کلامی مین بہی افضل تہے جن لوگون نے آپ کی زیارت کا شرف حاصل کیا وہ بہی
از خود آپ کا اکرام کرنے لگے جو لوگ آپ کی خدمت مین حاضر ہوئے آپکے شیدا و فریفتہ بنگئے
جس شخص نے آپکی خدمت مین جانے کا شرف حاصل کیا ہے وہ یہی کہتا ہے کہ مین نے ایسا شخص
نہ کبہی دیکہا نہ سنا۔ آپ اکثر خاموش رہا کرتے تہے لیکن جب آپ تکلم فرماتے تہے تو مقصود بالذکر
پر زور دیکر الکا آہستہ آہستہ ایک ایک لفظ بیان فرماتے تہے کہ سننے والا کبہی نہ بہولتا تہا۔

فاضل مسٹر ...سول نے جو کچہ نبی اکرم کی نسبت تحریر کیا ہے وہ عیسائیون کی توجہ کے قابل ہے کہ ایسا فاضل مصنف کیا
رائے قایم کرتا ہے۔ مین یہان بغیر نقل کئے نہین رہ سکتا۔ ترجمہ انگریزی

یہہ اسکی مقدس ذات پر۔ رحم اور نازک صورت اور علاوہ بیرین بہادر شجاعت مین وہ بے نظیر اور ان تہا کہ ان
لوگون سے ہی جو اندہے تہے سے آپ کی طرف دیکہتے ہین بہری آپ کے سچے جلال سے جہکا جو ندان کی نگاہون
مین ہو جاتی ہے۔ یہہ وہ شخص ہے جو تن تنہا اپنی قوم کی خشونت انگیز دشمنی اور مخالفت مین برسون تک دلیرانہ سینہ
سپر بنے ہوئے کہڑا رہا۔ یہہ وہی شخص ہے کہ جسنے مصافحہ کرنے پر کبہی اپنا ہاتہ بغیر دوسرے کے الگ کئے نہین ہٹایا۔ وہ
معصوم بچون کا پیارا کبہی ایسا نہین ہوا کہ ایک جہنڈ چہوٹے چہوٹے بچون کا اسکے سامنے سے گذر گیا ہو اور
اسنے اپنی تعجب خیز مسکراتی ہوئی نظرون کو ان پر نہ اٹہایا ہو اور خندہ پیشانی سے مہربانی آمیز لفظ نہ کہا ہو۔ اسکی
کی فیاضی اور کشادہ دلی دوستی۔ اسکی تعجب کریمی اور توفیق بخش فیاضی۔ اسکی بے باک جرأت اور اسکی

[illegible] اور انکساری نے اسکو ایک عالم کا محبتبی بنا دیا- اس زمانہ مین کہ جب
شکم [illegible] بہت ستاتا تھا اور کئی کئی وقت کے بعد کھانے کو ملتا تھا پھر بھی آپ اپنی روٹی
[illegible] دوسرے بھوکے کو دیدیتے تھے- کیساہی مضطرب شخص آپکے پاس جاتا آپ اس کا
اطمینان کرادیتے اور تبسم ایسا تھا ایسی تسکین دیتے کہ پھر وہ پریشان خاطر ہوتا- آپ راہون
مین مصیبت زدون کی بیتی سننے کے لئے ٹھہر جاتے آپ کم درجہ کے آدمیون کے گھرون مین تسلی
دینے اور شکستہ دلون کی ڈھارس بندھوانے کے لئے تشریف لیجاتے- ادنے اور بہت ہی
کم درجہ کے غلام آزادی سے آپکا ہاتھ پکڑکر اپنے مالکون کے پاس لیجاتے اور عرض کرتے کہ آپ
اس بڑے برتاؤ پر جو ہمارے مالک نے ہمارے ساتھ کیا ہے اس سے خوش ہین اور یہہ بندوبست
کردین کہ آیندہ وہ ہم پر یہہ ستم نکرے- آپ خوشی خوشی تشریف لیجاتے اور انکو ڈرا غار [illegible]

خلاصۃ القلوب- مصنفہ شیعہ- تحفۃ الاحباب- مصنفہ سنی-

اسپد تمام اس نکتہ چینی کو جو اسکی تعریف مین کی جاتی ہے از خود ملائم کردیتی اور بے نقاب بنا دیتی ہے- یار کٹر
الفاظ ذیل یہہ کہو کہ نکتہ چینی کی تیغ بنا اکیرکٹر بنیکر بنی ہے انکا اپنی اولوالعزم اور شریف ادراک مین
انہین بنسبت اتقائے ربانی [illegible] کا یقین اس زمانہ مین جبکہ اتقائے ربانی پر متحکر اڑایا جاتا تھا وہ بیش بہا خیال تھا
کہ جس نے بربادی اور بربادی سے قوم کو بچالیا—
اب وہ یہی کہ اتقائے ربانی نے آپکو ایسے زمانہ مین اپنا بازگشت بنایا تھا کہ جس زمانہ مین آپ نے ایک دنیا کو آگ
مین گرنے سے بچالیا اور اس وقت اس کی ضرورت بھی بہت ہی تھی آپکا اتقائے ربانی کا سرگرم جوش نہایت پاک
اور صاف اور خوش آیند تھا—
آپ ان چند شاذ و نادر انفاس مین ایک ایسے خوش نصیب آدمی تھے کہ جو اپنی ہی زندگی مین ایسی عظیم الشان
سچائی کا نور چمکا جاتے ہین جو ایک خلق کو [illegible] زندگانی دیتی ہے—

آپ ایک ہی خدا کے بندے تھے اور آپ وفات کے سخت وقت تک بھی یہہ نہ بھولے کہ مین کون ہون اور کس لئے
مبعوث ہوا ہون- آپکے اپنے عظیم الشان عہد کے ابھرتے ہوئے یقین پر لوگون کو ثابت [illegible] دین [illegible] اپنی [illegible] مین
حلیمی کے جس کی جڑ مین آپکے ضعف کے علم پر بنا تھی ہو لئے ہین—
مسٹر یول کے یہہ الفاظ کہ جوان کی طبیعت کی منصفی کا نقشہ کھینچتے ہین غور و توجہ کے قابل ہین—
مسٹر یول نے آزادی سے معرفانہ پہلو پر بحث کی ہے جو پہلو انہون نے اختیار کیا ہے وہ صرف مصلح ہونے پر مبنی
ہے— خیر ہم مسٹر یول پر یہہ الزام نہین قایم کرسکتے کہ انہون نے صاف الفاظ مین نبی کیون نہین لکھا بلکہ
ہمین ممنون ہونا چاہیے کہ جو کچھ انہون نے لکھا اس سے زیادہ ایک غیر اسلام نہین لکھ سکتا اسلئے
ہم ان کے مشکور ہین- اسمین شک نہین کہ اگر کوئی انصاف سے آپکے سوانح عمری دیکھے گا تو جو کچھ
[illegible] سے مسٹر یول نے لکھا ہے اسکے تو یقین کرنے مین اسے کچھ بھی عذر نہو گا—

آپ نے کہانے پر کبہی ہاتہہ نہ ڈالا جب تک کہ اللہ کا نام نہ لیلیا اور آپ نے کہانے سے کبہی ہاتہہ نہین اٹہایا جب تک کہ خدا کا شکر نہ کیا۔ آپ کا وقت باقاعدہ منقسم تہا۔ دن جب تک کا وقت ہوتا تہا آپ آنے والون سے ملاقات فرماتے اور کامون کا انتظام کرتے شب کو آپ بہت ہی کم سوکر تمام وقت خدا کی عبادت مین صرف فرماتے غریبون سے آپکو ایک انس خاص تہا جو لوگ نگہرے ہوتے تہے وہ آپ کی مسجد مین آپ ہی کے حجرہ کے قریب آرام لیتے تہے شام کو یہہ آپکا دستور تہا کہ آپ چند صحابہ کو اپنے عاجز اور مسکین سادہ کہانے مین شریک کرتے اور لوگ آپکے خاص صحابہ کے مہمان ہوتے تہے۔ آپکے برتاؤ اپنے تلخ تر دشمنون کے ساتہہ بہی وہی رحیمانہ اور متحملانہ تہے وہ آفتین جو آپ پر پڑین وہ مصیبت خیز حالتین جو سخت سنگین دل دشمنون کی طرف سے آپ پر بیتین جس بہادری سے کہ ان کو سہا اسی اولوالعزمی سے ان کے ساتہہ انکو مغلوب کرنے کے بعد فیاضانہ طور پر سلوک کیا۔ آپ ہمیشہ سیدہی سادی وضع رکہتے تہے آپکی طرز معاشرت آپکی پوشاک آپکا سامان خانہ داری اس امر کا شاہد ہے کہ آپ بہت بڑی سادگی مین زندگی بسر کرنے والے تہے حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہین کہ اکثر بے کہانے بہی رہا کرتے اور کبہی صرف کہجورون اور پانی ہی پر قناعت کر لیتے اور یہہ اکثر ہوتا تہا۔ اکثر مہینے کے مہینے گزر جاتے تہے کہ آپکے چہوٹے سے حجرہ مین چراغ تک جلانے کو میسر نہ آتا تہا اسلامی مورخ کہتے ہین کہ خدا نے آپ کو اس دنیا کے خزانون کی کنجی دی کہ آپ لے لین لیکن آپ نے کنجی نہین لی اور اس عالم کے آگے زوال پذیر نعمتون کی کچہہ حقیقت نہ سمجہی۔

اشعار

اللهم صل علی روح النبی المطهر — شفیع الوری فی یوم بعث و محشر
بشیر نذیر سید القوم جملة — رسول کریم خیر ذات و جوهر
وما مثله فی الناس من صلب آدم — بخلق عظیم ثم ذات معطر
اذا نار نور کان فی خلق آدم — خیر الملائکة جملة مکبر
اذا لاح بالانوار وجه محمد — فلم یبق نور ما النجم منور
سقی معشر الابرار من حوض کوثر — شرابا طهورا خالیا عن مکدر
علیک صلوات الله یا سید الوری — علیک سلام الله یا خیر منظر

(دسوان باب)

(اسلام)

هلم الی لاتقصد سوائی — انا المنان فاطلبنی تجدنی
اتذکر لیلة ناریت سهرا - فلم اسمعک فاطلبنی تجدنی
اذا المضطر قال الا ترا نی - نظرت الیه فاطلبنی تجدنی
اذا عبدی عصانی لم تجدنی سریع الاخذ فاطلبنی تجدنی

پہلے اسکے کہ اسلام کی قدر و منزلت بیان کی جائے اور اس کی بابت کچھ لکھا جائے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ لفظ اسلام کی ماہیت اور اس فرق کو یا اتصال کو جو ایمان اور اسلام مین ہے بیان کیا جائے اور دکہایا جائے کہ ایمان کسی کہتے ہین اور اسلام کے کیا معنے ہین۔
اس بات مین لوگون کا اختلاف ہے کہ آیا اسلام ایمان ہی ہے یا دوسری چیز ہے اور اگر دوسری چیز ہے تو اس سے جدا پایا جاتا ہے یا اسی کے ساتھ متعلق اور لازم رہتا ہے پس بعض تو یہہ کہتے ہین کہ دونو ایک ہی ہین اور بعض کا قول ہے کہ دو چیزین ہین - یہہ آپس مین نہین ملتین بالکل جدا جدا ہین بعض یہہ کہتے ہین کہ دو ہین مگر ایک دوسرے سے وابستہ رہتے ہین - ابوطالب مکی نے اس باب مین ایک بڑی طول طول بحث لکہی ہے اور بہت کچھ اپنی قابلیت کا خرچ کیا ہے لیکن اس کی تحریر سے کوئی صاف بات نہین کہلی کہ دودہ کا دودہ اور پانی کا پانی علیحدہ ہوکر سامنے آجائے اسلئے مین مناسب نہین جانتا کہ ایسی لونگی غیر نتیجہ تحریر کو نقل کرون اسلئے جو کچھ میری سمجھہ مین آتا ہے تحریر کرتا ہون - اس باب مین مجھے تین بحثین کرنی ہین - اول یہہ ہین کہ لغت مین دونو لفظون کے کیا معنے ہین - دوم محاورہ شرع مین ان دونو لفظون سے کیا مراد ہے - سوم ان دونو کا حکم دنیا و آخرت مین کیا ہے - غرض کہ اول بحث لغوی ہے دوسری تفسیری اور تیسری فقہی شرعی اول بحث - لغوی معنی کے بیان مین - اسمین حق یہہ ہے کہ ایمان تصدیق کو کہتے ہین چنانچہ قرآن مین آیا ہے - ،، وما انت بمؤمن لنا یعنے تو باور نہ کریگا ہمارا کہنا ،، مومن سے مراد مصدق یعنے تصدیق کرنے والے سے ہے اور اسلام کے معنے فرمانبرداری کو ماننے اور سرکشی اور انکار اور عناد کو چھوڑنے کے ہین اور تصدیق کا ایک محل خاص ہے یعنے وہ دل سے ہوتی ہے اور زبان اسکی ترجمان یعنے بیان کرانے والی ہے - اور ماننا عام ہے جو دل اور زبان اور اعضا سے ہوتا ہے - کیونکہ جو تصدیق دل سے ہے وہ تسلیم

اور ترک انکار ہے اسیطرح زبان سے اقرار کرنا اور طاعت اور انقیاد اعضا سے کرنا ہے حاصل یہہ ہے کہ لغت کے اعتبار سے اسلام تمام ہے اور ایمان خاص اور اسلام کے اجزا مین سے اشرف کا نام ایمان ہے اس سے معلوم ہوا کہ ہر ایک تصدیق تسلیم ہے اور یہہ نہین کہ تسلیم تصدیق ہو شریعت مین ان دونو کا استعمال تینون طور پر آیا ہے یعنے ان دونو کے ایک معنی ہون یا جدا جدا ہون یا ایک کے معنون مین دوسرے کے معنے داخل ہون دونو کے ہم معنے ہونے کی مثال یہہ ہے جیسا کہ قرآن شریف مین آیا ہے۔ ”فاخرجنا من کان فیہا من المومنین فما وجدنا فیہا غیر بیت من المسلمین“ یعنے پھر بچا نکالا ہم نے جو تھا وہان ایمان والا پھر نہ پایا ہم نے اس جگہہ سوائے ایک گھر کے مسلمانون کا۔ اور یہہ امر باتفاق ثابت ہے کہ ایک ہی گھر تھا اسیکے لئے مومنین اور مسلمین ارشاد فرمایا اور فرمایا ”یا قوم ان کنتم امنتم باللہ فعلیہ توکلوا ان کنتم مسلمین“ یعنے اے قوم اگر تم ایمان لائے ہو اللہ پر تو اسی پر بھروسہ کرو ہو مسلمان“

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بنی الاسلام علی خمس[۱] یعنے اسلام بنایا گیا ہے پانچ باتون پر ایکدن نبی اکرم سے ایمان کی نسبت ایک صحابی نے سوال کیا تو آپ نے اسکے جواب مین بھی پانچون رکن ارشاد فرمائے اس سے معلوم ہوا کہ اسلام و ایمان دونو ایک ہی چیز ہین اور دونو کے جدا جدا ہونے کی مثال یہہ آیت ہے۔ ”قالت الاعراب امنا قل لم تومنوا ولکن قولوا اسلمنا“ یعنے کہتے ہین گنوار ہم ایمان لائے تو تم ایمان نہین لائے پر کہو مسلمان ہوئے“ یعنے یہہ کہو ہم نے ظاہر مین انقیاد قبول کیا۔ اور اس جگہہ ایمان سے مراد فقط دل کی تصدیق ہے اور اسلام سے غرض زبانی خواہ اعضا کی ظاہری فرمانبرداری ہے۔

سعد بن ابی وقاص کی حدیث مین ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے[۲] کسی شخص کو کچھ عطا کیا اور دوسرے کو وہ نہ دیا تو حضرت سعد نے عرض کیا کہ یا رسول اکرم آپنے اس شخص کو چھوڑ دیا حالانکہ وہ مومن ہے۔ آپنے فرمایا کہ مومن ہے یا مسلم پھر دوبارہ سعد نے وہی عرض کیا پھر آپنے دوبارہ وہی جواب فرمایا۔

اس سے تو یہہ کھلا کہ ایمان اور اسلام دو چیزین ہین اور انمین فرق ہے اور ایک کے معنے دوسرے مین داخل ہونے کی مثال یہہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی شخص نے دریافت کیا کہ اعمال مین سے کون افضل ہے آپنے فرمایا کہ اسلام پھر سائل نے عرض کیا کہ اسلام کونسا افضل ہے آپنے فرمایا کہ ایمان و اس روایت سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ یہہ دونو

---

[۱] بخاری و مسلم بروایت ابن عمر رضی اللہ عنہ

[۲] بخاری و مسلم

[illegible]

مختلف بھی ہیں اور ایک دوسرے میں داخل بھی ہیں اور یہہ لغت کی رو سے استعمالوں میں سب سے اچھا ہے اسلئے کہ ایمان اعمال میں سے ایک عمل ہے جو سب اعمال سے افضل ہے اور اسلام تسلیم کا نام ہے خواہ دل سے ہو یا زبان سے یا اعضاء سے اور ان سب میں بہتر وہ تسلیم ہے جو دل سے ہو اور یہہ دل کی تسلیم وہی تصدیق ہے جسکو ایمان کہتے ہیں اور ان دونو کا استعمال جداگانہ طور پر خواہ تداخل یا ترادف کے طور پر مجاز فی اللغۃ کے طریق سے خارج نہیں مثلاً جداگانہ طور پر اسطرح ہوگا کہ ایمان کو فقط دل کی تصدیق کا نام کہیں تو یہہ لغت کے موافق ہوگا اور اسلام کو تسلیم ظاہری ٹھہرا دیں یہہ بھی لغت کے موافق ہے اسلئے کہ تسلیم اگر تسلیم کی بعض جگہوں سے ہی ہوگی تو اسکو بھی تسلیم ہی کہینگے یہہ تو شرط نہیں کہ جہاں جہاں معنے کا پایا جانا ممکن ہو لفظ سے وہ سب حاصل ہی ہوں جیسے اگر کوئی شخص دوسرے کو اپنے بدن کے کسی عضو سے چھو دے تو چھونے والا کہلاویگا گو سب بدن چھونے میں شامل نہیں اسیطرح لفظ اسلام کو صرف ظاہر کی تسلیم پر بولنا جبوقت کہ باطن کی تسلیم نہو لغت کے مطابق ہے اور اسی بنا پر قرآن شریف میں آیا ہے۔

"قالت الاعراب آمنا قل لم تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا" اور سعد کی حدیث میں جیسا ہم نے اوپر نقل کیا صاف پایا جاتا ہے کہ نبی اکرم نے مومن کو مسلم پر ترجیح دی۔ اور میری غرض دونو کے معنوں کے جدا ہونے سے یہی ہے کہ ایک دوسرے سے ٹکرا ہوا اور تداخل کے طور بھی لغت کے موافق ہوگا یعنے اسلام کو یہہ ٹھہرالیں کہ دل اور قول اور عمل سب سے تصدیق کا نام ہے اور ایمان بعض تصدیق کا نام ہے جو اسلام میں داخل ہے یعنے صرف دل کی تصدیق اور اسی کے مطابق نبی اکرم نے ارشاد کیا کہ جب سائل نے عرض کیا کہ کونسا اسلام افضل ہے تو آپنے فرمایا کہ ایمان یعنے آپنے ایمان کو خاص کر کے اسلام میں داخل کر دیا اور ان کے ایک معنوں میں استعمال کی مثال یہہ ہے کہ اسلام کے معنے تسلیم کے لئے جاویں جو دل اور ظاہر دونو سے ہو کیونکہ تسلیم بہرحال ہوگی اور ایمان کے معنے بھی یہی کر دئے جائیں اس صورت میں صرف اتنا تصرف ہوگا کہ ایمان میں جو خصوصیت دل کی تسلیم کی تھی اس کو عام کر دیا جاویگا اور ظاہر کی تسلیم کو بھی اس میں داخل کیا جاویگا اور یہہ تصرف درست ہے اسلئے کہ ظاہر کی تسلیم قول اور عمل سے باطن کی تصدیق کا ثمرہ اور نتیجہ ہوتی ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ درخت بولتے ہیں اور تسامح کے طور پر اس سے درخت مع پھل مراد ہوتا ہے تو اتنے تصرف سے ایمان ہم معنے اسلام کا اور اسکے مطابق ہو جاویگا نہ اس سے زیادہ ہوگا نہ کم اور اسی بنا پر قرآن مجید میں آیا ہے۔

"فما وجدنا فیہا غیر بیت من المسلمین"

تیسری بحث حکم شرعی کی بحث میں۔ اسلام اور ایمان کے دو حکم ہیں ایک دنیوی اور ایک اخروی

حکم آخروی یہہ ہے کہ روحانی مضرتون کو مرنے کے بعد بچانا اور اس مین ہمیشہ رہنے کا مانع ہونا کیونکہ روحانی مضرت سے بچنے کو نبی اکرم نے یہہ فرمایا ہے [۱] "یخرج من النار من کان فی قلبہ مثقال ذرۃ من الایمان (یعنے نکلیگا آگ سے وہ شخص جس کے دل مین ذرہ بہر ایمان ہوگا"

ہان اسبات پر لوگون کا اختلاف ہے کہ آیا یہہ حکم کس چیز پر مترتب ہوتا ہے یعنے وہ کون ایمان ہے جس سے روحانی مضرتون سے انسان بچے - بعض کا قول تو یہہ ہے کہ صرف یقین کرنے سے انسان روحانی تکلیفون سے بچ سکتا ہے اور بعض علما یہہ بہی کہتے ہین کہ جب تک دل سے نہ یقین کرے اور زبان سے نہ اقرار کرے روحانی دنیا مین اسے کبہی راحت نہین مل سکتی اور بعض تیسری بات اور بہی بڑہاتے ہین یعنے اعضا سے عمل کرنا - لیکن میرا خیال اسبات مین یہہ ہے کہ صرف یقین دل سے کرنا کافی ہے -

وجہ یہہ ہے کہ اگر کسی چیز کا دل مین یقین ہوگا اس کا ظہور از خود ظاہر ہونے لگیگا اور اگر نہ بہی ہو پہر بہی دل ہی سے یقین کرنا بہ نسبت زبان اور اعضا کے افضل ہے - یہہ ایک لازمی امر ہے کہ اگر دل مین کسی چیز کا یقین ہے زبان اور اعضا بہی گواہی دینگے کیونکہ دل کے ہی تابع یہہ سب اعضا ہین جب شاہ کسی چیز کا یقین کرلیتا ہے اس کے ماتحت خود بخود یقین کرینگے - ظاہری صورت بنانی ٹخنون سے اونچا پاجامہ ماتہے مین گٹا بڑا ہوا لمبی ڈاڑہی کتروان لبین ہاتون مین ہانسو دانون کی تسبیح غرض تمام صورت مسلمان ولیون کی سی بنی ہوئی ہے مگر جو صورت بنائی ہے اس کا دل یقین نہین کرتا دل مین شرک و بدعت کا خزانہ ٹہس ماٹہس بہرا ہوا ہے مین دریافت کرتا ہون کہ اس ظاہری رحمانی صورت سے کیا نتیجہ ہے - ہان یہہ سب سے افضل ہے کہ جسمین یہہ تینون صفتین ہون گی یا جو شخص ان تینون باتون کا جامع ہوگا - اسمین کسیکو مخالفت نہین ہے یہہ تو ایک درجہ ہوا اور دوسرا درجہ یہہ ہے کہ دو یا تین پائی جاوین اور کچہ تیسری بہی ہو یعنے دل سے یقین کرنا اور زبان سے کہنا اور کسیقدر عمل بہی کیا جاوے مگر اس شخص نے ایک یا زیادہ گناہ کبیرہ کا ارتکاب بہی کیا ہو تو اس صورت مین معتزلی یہہ کہتے ہین کہ وہ شخص ایمان سے خارج ہوگا مگر کفر مین داخل نہوگا - بلکہ اسکو فاسق کے نام سے پکارینگے - ابو طالب مکی کا یہہ قول ہے کہ عمل کرنا جزو ایمان ہے اور ایمان بغیر عمل کے پورا نہین ہوتا - اور پہر لطف یہہ ہے کہ ابو طالب نے اپنے اس قول پر اجماع کا دعوی ایسی دلیلون سے کیا ہے جس سے ان کے مطلب کا زیادہ تعلق نہین ہے گو انہون نے بہت زور دیکر ثابت کرنا چاہا ہے مگر وہ ناکام رہے - مثلاً انہون نے اپنی دعوے کی دلیل مین یہہ آیت قرآن مجید کی پیش کی ہے "الذین امنوا وعملوا الصلحات"

---

[۱] بخاری و مسلم بروایت ابو سعید خدری رض

یعنے جو لوگ ایمان لائے اور کام کئے اچھے " اس سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ عمل ایمان کے سوا اور چیز ہے ایمان مین داخل نہین ہے ورنہ عمل حکم معاد مین ہوگا۔ تعجب یہہ ہے کہ اس قول پر اجماع کا دعوے کرتے ہین اور لطف یہہ ہے کہ خود ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کو نقل کرتے ہین " یعنے کسی شخص کو کافر نہ کہا جاوے مگر اس صورت مین کہ جس چیز کا اقرار کرچکا ہے اسکا منکر ہووے۔ ببین تفاوت راہ از کجاست تا بکجا۔

میری راے مین ہیئت اسلام اور اصلی ایمان نہ ظاہری عبادت ہے اور نہ ظاہری صورت ہے بلکہ اصلی اسلام و ایمان یہہ ہے کہ اپنی قوم اپنے ملک اور اپنے دین کی حفاظت کی جاوے اور اسکو ترقی دینے مین کوئی دقیقہ اپنی قدرت کے موافق باقی نہ چھوڑا جاوے۔ بس یہی رستہ روحانی تکلیفون سے بچکر تحقیق اور دوامی شادمانی حاصل کرنیکا ہے۔ صرف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے کا نام اسلام نہین ہے بڑا اسلام یہی ہے کہ ہمدردی کی جاوے اور اپنے بازو کے زور سے روزی پیدا کرکے اپنے متعلقین اور قوم کے بچون کی پرورش کی جاوے۔ مفت کے ٹکڑے بغیر محنت اور مشقت کے مسجد مین بیٹھکر مروڑنے کا نام ہرگز اسلام نہین ہے نہین ہے نہین ہے۔ نبی اکرم نے روزی کی بابت فرمادیا ہے۔ "طلب الحلال فریضۃ بعد الفریضۃ"[1] " یعنے طلب کرنا حلال کا فرض ہے بعد فرض کے " خدا اور اس کی لازوال قوتون پر ایمان لانے کا نام اسلام ہے اور یقین لانا یہی ہے کہ اسکی ہدایت کے موافق تمدن و تہذیب قایم کی جاوے اور اپنے اسلامی بھائیون کو ہمدردی کا سبق پڑھایا جاوے۔ اگر یہہ ہمدردانہ فطرت نہین ہے تو کبھی اسلام کی بو بھی اس مین نہین ہے اسلام کی بنیاد ہی دنیا مین صرف صدیون کے مناقشون اور جھگڑون کو مٹاکر اخوت و بھائی چارہ قایم کرنے کے لیئے نبی اکرم نے رکھی تھی اور آپ کی آخری وصیت یہی تھی کہ ایک دوسرے سے محبت کرنا۔ مین تو اپنے خیال مین خدا پر یقین کرنا یہی سمجھتا ہون کہ اپنی قوم کے فائدہ کے لئے اپنی جان کیلئے و جن لوگون نے قوم پر اپنی لعل سی جانین صدقہ کی ہین ان پر اسلام اتنک فخر کرتا ہے اور ہمیشہ فخر کریگا اور بیشک وہ ہی لوگ ہین جو خدا کے دربار مین بلندی پر بیٹھینگے۔ بس یہی اپنے رب پر یقین لانا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید مین فرمایا ہے۔ " فمن یومن بربہ فلا یخاف بخسا ولا رهقا " یعنے پھر جو کوئی یقین لاوے اپنے رب پر سو نہ ڈریگا نقصان سے اور زبردستی سے " دنبی پر یا [illegible] پر ایمان لانے کے کیا معنے ہین۔ صرف یہی نہین ہین کہ ہم یہہ سمجھ لین کہ جتنے نبی گزر گئے وہ خدا کی طرف سے دنیا پر مبعوث ہوئے تھے اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی تھے اور آپ ہی پر ختم نبوت ہوگئی۔ بس اور کچھ نہ یقین کرین صرف اتنے سے یقین کرنے کو اسلام

[1] طبرانی بروایت ابی سعید بسند ضعیف۔

یا ایمان نہین کہتے اسلام یا ایمان یا نبی اور خدا پر یقین کر لینے کے یہہ معنے ہین کہ ہم ان ہدایتون نصیحتون وصیتون پر سرگرمی سے کاربند ہون کہ جو انہون نے اپنی ایک تہائی حیات مین ہمین کی ہین ان پر چلین اور اپنے دوسرے بہائیون کو چلنے کی ہدایت کرین۔ اور وہ تعلیمین تہین انکی خدا کی بادشاہت مین اسکے سچے دین کو پہیلانا اور تمدن قایم کرنا لوگون کو تہذیب سکہانا اور وحشیونکو کو آدمی بنانا۔ بس یہی اسلام ہے یہی ایمان ہے اور یہی نبیون اور خدا پر ایمان لانا ہے۔ اسی لئے قرآن مجید مین آیا ہے "والذین امنوا باللہ ورسلہ اولئک ہم الصدیقون" یعنے اور جو لوگ یقین لائے اللہ پر اور اسکے سب رسولون پر وہی ہین سچے ایمان والے۔

آگے آنے والی آیت مین ہمارا مطلب صاف کہل گیا یعنے صرف یہہ سمجھ لینا کہ ایمان اور اسلام صرف نبیون کو نبی سمجہنے کا نام ہے محض غلط اور بے معنے بات ہے۔ بلکہ نبیون کی ہدایتون پر عمل کرنا اور ان کی بشارتون اور ڈراوون کے موافق قدم بقدم چلنے کا نام اسلام ہے جیسے قرآن مجید مین صاف طور پر آگیا ہے۔ کہ ان کی باتون پر ہدایت پر ایمان لانے والے ہی نجات پاتے ہین "کلما القی فیہا فوج سألہم خزنتہا الم یاتکم نذیر قالوا بلی قد جاءنا نذیر فکذبنا وقلنا ما نزل اللہ من شیء" یعنے جس بار پڑا دوزخ مین ایک غول پوچہا اس سے اسکے کارکنون نے کیا نہ پہونچا تمکو کوئی ڈر سنانے والا وہ بولے کیون نہین ہمارے پاس پہونچا تہا ڈر سنانے والا پہر ہم نے جہٹلایا اور کہا کوئی نہین اتاری اللہ نے کوئی چیز" اس آیت مین لفظ کلما القی فیہا کا عام ہے تو یہہ چاہیے کہ جو دوزخ مین ڈالا جاوے وہ تکذیب کرنے والا ہو تکذیب کرنے کے یہی معنے ہین کہ ان کے قولون اور ہدایتون پر عمل نکیا جاوے اور جو کچھ وہ کہین نہ سنا جائے ہمارے نبی اکرم نے صرف ہمدردی اور دوستی قایم کرنے کی تعلیم کی ہے جو شخص اس قیمتی ہدایت سے دل تنگ ہو اور اپنی نفس پرستی اور خودغرضی مین تمام عمر بسر کرتا رہے خواہ اسنے نمازین پڑہتے پڑہتے ماتہے مین گٹا کر لیا ہو مگر وہ ہرگز نبی کا پیارا نہین ہو سکتا۔ ہمارے مطلب کی اور بہی زیادہ تصریح اس آیت مین موجود ہے "لا یصلٰہا الا الاشقی الذی کذب وتولی" یعنے اسمین وہی بیٹہے گا جو بڑا بدبخت ہے جسنے جہٹلایا اور منہہ موڑا وہ منہہ موڑنے سے غرض صرف یہہ ہے کہ ہدایتون پر عمل نہ کیا اسکے لئے بدبخت کا لفظ آگیا ہے۔ جسنے اس بہائی چارہ کو قایم نہ رکہا جسکی بنیاد نبی نے ڈالی تہی اور آپ کی آخری وصیت یہی تہی وہ بقول باری کم بخت ہے اور ہرگز فلاح نہ پائیگا۔ اس آیت مین حصر و اثبات و نفی تینون موجود ہین جیسے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ بجز ان لوگون کے جنہون نے اپنے بہائیون سے ہمدردی نہین کی اور نبی اکرم کی ہدایت پر عمل نکیا اور سب دوزخ مین جاوینگے۔

ذیل کی آیت مین اس سے زیادہ تصریح ہمارے مطلب کی آگئی ہے قرآن مجید مین آیا ہے ""
من جاء بالحسنة فله خیر منها وهم من فزع یومئذ امنون "" یعنے جو کوئی لایا بہلائی تو اس کو
ملتا ہے اس سے بہتر اور ان کو گہبراہٹ سے اسدن چین ہے "" اس سے زیادہ تصریح اور کیا ہوسکتی
ہے کہ بہلائی کرنے والا ہمیشہ چین سے رہیگا اسکے یہہ معنی ہین کہ جسنے کبہی کسی کے ساتہہ بہلائی
نہین کی اور ظاہر اپنی صورت ولیون اور عابدون کی بنا کر لوگون کے کلیجے مسوسے سے اور ان کا
کمایا ہوا مال ہڑپ کیا وہ کبہی چین سے نہین رہنے کے۔ اور یہی زیادہ کہلم کہلا خدانے ہمدردی
اور کسی سے احسان کرنے والون کی نسبت اس آیت مین فرمادیا ہے "" واللہ یحب المحسنین ""
یعنے اللہ کو احسان کرنے والے پیارے ہین۔ اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ اسلام نبی کی
ہدایتون پر چلنے یعنے مسلمانون سے ہمدردی کرنیکا نام ہے۔ جسمین نفس پرستی اور تن پروری کی
بو ہے اسکے اسلام اور ایمان مین خامی ہے اور وہ خدا کا پیارا بندہ نہین ہے۔ جسنے قوم کی مصیبت
پر آنسو نہ بہائے اور اس کا معاون نہ بنا وہ کیا خاک مسلمان بن سکتا ہے۔ خدا ہمیشہ نیک کام کرنیوالون
کو نیک اجر دیتا ہے اس کی وہ عرقریزی اور محنت کبہی بیکار نہین جاتی جو اسنے قوم کی مدد مین کی
ہے۔ چنانچہ قرآن مجید مین صاف آگیا ہے "" انا لا نضیع اجر من احسن عملا "" یعنے ہم نہین
کہوتے نیک اس کا جسنے بہلا کیا کام "" خدا کا واحد سمجہنا اسکی قوتون کو غیر محدود جاننا اور
مسلمانون پر جان و تن قربان کرنے کے لئے مستعد رہنے کا نام اسلام ہے۔ اصل مین یہہ ساری
باتین یعنے خداپرستی اور شرک و بدعت سے بچنے کے لئے تاکیدین کرنی یہہ صرف یکجہتی قایم کرنی اور
ضدیون کی مخالفت کو مٹانے کی اچہی تدبیر تہی یعنے جب سب ملکر ایک ہی خدا کی پرستش کرینگے
اسکو ایک ہی قوی ایک ہی رحیم اور ایک ہی کریم مانینگے تو پہر انمین مخالفت کی وجہ کونسی قایم ہو سکتی
ہے مخالفت تو یون ہو سکتی ہے کہ صدہا خدا ہوتا پہر اوتار شہید معبود قرار دیئے جائین تو یہہ
لازمی امر ہے کہ ایک دیوتا کے پرستش کرنے والے گروہ سے دوسرے معبود کے ماننے والے گروہ سے
ہرگز اتحاد قایم نہین ہوگا۔ اسسے یہ ثابت ہوگیا کہ خدائے واحد کی پرستش کرنی سکہانے کا ماحصل
یہی ہے کہ یکجہتی قایم ہو اور لوگون مین بہائی چارے کی بنیاد پڑے۔

تو پہر جسنے بہائی چارہ نہ قایم رکہا اور اتحاد قومی قایم رکہنے کے لئے اپنی جانین نہ کہپا دین اور پہر بہی
وہ اپنے کو مسلمان کہتا ہے ایسے مسلمان پر تین حرف ہین ہم نے تو صرف یہی کہکر چہوڑ دیا کہ اسپر
تین حرف ہین لیکن قرآن مین ان کے لئے یہہ آگیا ہے "" ومن یعص اللہ ورسوله فان له نار
جهنم خالدین فیها "" یعنے جو کوئی حکم نہ مانے اللہ کا اور اس کے رسول کا سو اس کو آگ ہے دوزخ
کی رہا کرین اسمین "" اول تو ان لوگون کو یعنے نفس و تن پرستون کو دنیا ہی مین کچہہ نتیجہ نہین ملیگا

اور آئندہ زندگی میں تو ان پر جو ظلم و ستم توڑے جاوینگے اس کا اندازہ اس آیت سے ہوسکتا ہے "الا ان الظلمین فی عذاب مقیم" یعنے سنتا ہے گنہگار پڑے ملینگے سدا کی مار مین اگر آپ پھر بھی خوف ہو تو اور سنو قرآن مجید مین آیا ہے وان منکم الا واردہا "الخ۔ تمام قرآن قریب قریب اسی ہدایت سے بھرا ہوا ہے کہ نیکی کرو قوم کے ساتھ ہمدردی کرو قوم کے بچون کو تباہ و برباد نہونے دو۔ قوم کی ترقی مین جان لڑا دو اسلام کی اشاعت مین کوشش کرو اور کہا دو کہ اسلام ہی افضل دین ہے اگر یہہ نہیں ہے اور بظاہر عبادت و زہد سب کچھ ہے تو وہ اسلام بیکار ہے جسکا اشارہ اس آیت مین موجود ہے "وانی لغفار لمن تاب وامن وعمل صالحا ثم اهتدی" یعنے اور میری بخشش ہے اسپر جو توبہ کرے اور یقین لاوے اور کرے بھلا کام پھر راہ پر رہے" فرض کرو کہ مسلمانون مین ایک شخص بہت بڑا عابد ہے اور درحقیقت وہ نماز و روزہ کا بہت بڑا پابند ہے مگر قوم اسلام کو اس سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا نہ اسنے اسلام کی اشاعت اپنی قلم کے زور سے کی اور نہ اپنی لائق تدابیر سے ترقی قوم مین کچھ مدد کی اور نہ اپنا وقت قوم کی فلاح پر قربان کیا۔ مین نہیں جانتا کہ وہ قیامت مین کیونکر نبی اکرم کے آگے سرخروئی حاصل کریگا اور اپنی نفس پرستی کے سرمایہ کے سوا اور وہ کونسا تحفہ پیش کریگا کہ مین یہہ لایا ہون۔ ہم قرآن ہی سے اپنے مطلب کی ایک اور دلیل دیتے ہین اور وہ یہہ ہے کہ جس نے خدا اور نبی پر بھروسہ کرکے اپنے اموال اور جان سے مدد نہ کی وہ کبھی پکا۔ اور سچا مسلمان نہیں ہے چنانچہ قرآن مجید مین آیا ہے "انما المومنون الذین امنوا باللہ ورسولہ ثم لم یرتابوا وجاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ اولٰئک ھم الصادقون" یعنے ایمان والے وہ ہین جو یقین لائے اللہ اور اسکے رسول پر پھر شبہ نہ لائے اور لڑے اللہ کی راہ مین اپنے مال اور جان سے "

مال اور جان سے چلنا یہہ نہیں ہے کہ بغیر نتیجہ باتوں مین خدا کی باتین سمجھکر جان و مال صرف کرنا اور اس سے اپنی ہی تن پرستی مراد رکھنا بلکہ اس آیت کا منشا یہی ہے جو ہم نے اوپر بیان کیا ہے یہی عین اسلام ہے اور اسیکو ایمان کہتے ہین۔ اسکے سوا ایمان کا اطلاق کسی پر نہیں ہوسکتا اور بھی زیادہ صریح یہہ آیت ہے "لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل الآیہ" یعنے برابر نہیں تم مین جسنے خرچ کیا فتح سے پہلے اور لڑا اور یہی مین کہہ رہا ہون کہ جس شخص نے اسلام اور قوم کی ترقی مین جان لڑا دی ہو اسکے برابر کبھی گوشہ نشین عابد جو اپنے ہی فائدہ اور اپنی ہی لذت اور اپنی ہی نجات آخرت کے لیئے بڑبڑاتا ہے اور سجدے کرتا ہے نہیں ہوسکتا۔ دونو مین جو کچھ فرق تھا وہ آیت سے صاف ظاہر ہوگیا۔ ایسا شخص تن پرور خود غرض کہلائے گا اور وہ قومی شہید لقب پائیگا۔ جو کچھ لفظی مفہوم اسلام سے نکلتا تھا وہ مین نے کوشش کرکے

حدیث قرآن سے بیان کردیا ہے مجھے امید ہے کہ مسلمان اسے بغور دیکھینگے اور توجہ کرکے سمجھینگے کہ اسلام کسے کہتے ہین اور جسپر اسلام کا اطلاق ہوا ہمین کیا کیا صفتین ہونی چاہین اور اسپر کیا کیا فرایض ہین۔

یہہ بیان کرکے اب ہم اپنے اصلی مطلب کی طرف رجوع کرتے ہین۔ اسلام کا تو یہہ مفہوم تہا جو ہمنے بتایا اور یہی کارنمایان اسلام نے کئے۔ خدا کی وحدت کا لوگون کو یقین دلوایا۔ اسکے رحم پر ایمان لانا اور سر جھکانا سکہایا اور باہم وحشت خیز قومون مین بہائی چارہ قایم کیا اب ہمین ایک نظر ان مذہبون پر بہی ڈالنی چاہیئے کہ جو اسلام کی اشاعت کے زمانہ مین تہے اور جن کی اصلاح کے لئے اسلام کا آنا لازمی اور ضروری تہا۔ یہہ اس زمانہ کا ذکر کیا جاتا ہے کہ جب پیغمبر اسلام نے تلقین دین اسلام شروع کی مشرک اور بت پرست عربونکا الوہیت کی نسبت خیال ان کے قبایل اور قومیت کے مطابق مختلف طور پر جدا جدا تہا۔ بعض نے تو فطرت کے کرشمون ہی کو دیوتا مان لیا تہا بعضون مین یہہ تہا کہ لکڑی پتہر کی صورتین بنا کر پرستش کرتے تہے۔ بعضون کا عقیدہ آیندہ زندگی پر تہا اور بعضون کا مذہب یہہ تہا کہ سب ڈہکوسلا ہی ہے۔ اور بعض عرب درختون کے جہنڈون کو پوجتے تہے اور بعض [illegible] نونی شخص کی طرح غیب کی آواز دینے والے درختون پر ایمان رکہتے تہے اور بعض [illegible] اور [illegible] انکو اپنا معبود سمجھتے تہے۔ لیکن صحرائی قومین جنکو انسانیت سے کچہ علاقہ نہ تہا کوئی خاص مذہب تو اپنا نہ رکہتی تہین لیکن ہان اسقدر انہین یقین تہا کہ یہہ تیز جہکڑ جو ادہر سے ادہر نکل جاتے ہین اور صحرائی گرد کو اڑا کر جگہہ جگہہ ٹیلے کہڑے کر دیتے ہین کہین سے صاف کر دیتے ہین اور آکاش کہ جو اس کونہ سے اس کونہ تک دکہائی دیتا ہے ضرور اسکا بنانے والا کوئی ہے بس اور انہین کچہ نہ معلوم تہا کہ وہ کون ہے اور اسکی کیا صفت ہے اور اس نے ہمین دنیا مین کس لئے بہیجا ہے۔

یہہ تو عربون کی کیفیت ہوئی اب سنئے یہودیون کی حالت۔ یہودی جو کسی زمانہ مین عقیدہ وحدت پرستی کے محافظ کہلاتے تہے اور روایتون مین یہہ لوگ خدا پرستی کے نگہبان ہین اس زمانہ مین ان کے خیالات مین بہی ایک بڑی کایا پلٹ ہوگئی تہی اور وہ بجائے محافظ بننے کے قزاق بنگئے اور خود ہی اس ودیعت مین جو انہین خدا کی طرف سے عطا ہوئی تہی خیانت کی اسلئے پہر تاریخ مین وہ خدا پرستی کے محافظ ہونے کے نامون سے نہ پکارے گئے اور ان پر [illegible] گہرا گہرا دہبہ شرک و بدعت کا لگ گیا۔

یہہ [illegible] مختلف حالتون کے دباؤ سے داخل ہوگئے اور [illegible]

حوادث ان پر گذرے یہی لوگ صرف عرب مین نہ آئے تھے بلکہ اور اور قومین بھی وقتاً فوقتاً عرب مین داخل ہوگئین اور فطری طور پر ان کے خیالات مختلف ہوگئے پر ایک عظیم الشان تموج مذہبون کے سمندر مین واقع ہوا اور پھر وہ سب کچھ ایسے گڈ مڈ ہوئے کہ امتیاز کرنا مشکل ہوگیا۔ جیسے دریاؤن کے پانی کا اندازہ جب وہ سب ملکر سمندر مین گر چکے ہون سمندر مین نہین ہو سکتا اسیطرح ان قومون کی مذہبی گڈ مڈ کا اندازہ بھی ناممکن ہے۔ کئی قومون کے مذہبی خیالات ملنے سے نئی نئی شاخین تازہ تازہ مذہبون کی نکلین اور ہر شاخ مین نیا خدا علیحدہ تسلیم ہوا۔ وہ لوگ جنہین اسیریون یا بابیلونین نے جلاوطن کیا تھا ان کے اور ہی خیالات تھے وہ آدمی کو پھونکر کھا لینا عین ایمان جانتے تھے اور وہ لوگ جو ویسپیسین اور ٹراجن یا ہنڈرین سے شکست کھاکر بھاگے ہوئے تھے ان کے اور ہی قہر آلود خیال تھے۔ اور ان کا اور ہی مذہب اور اور ہی ارکان تھے۔ اسرائیلون کی اور بھی ناگفتہ بہ حالت تھی وہ بھلا اپنے بت پرست بھائی عربون سے کیونکر بچ سکتے تھے شب و روز کا معاملہ اور کاروبار ایسا ہوتا ہے کہ ایک قوم کا اثر دوسری قوم پر پڑتا ہے آخر نتیجہ یہہ ہوا کہ اسرائیلیون نے یہہ سہل لٹکا کہ اپنے گھرون ہی مین معبود گھڑ گھڑ کر رکھے جائین اور ان کے آگے دھوک اور سجدے کئے جائین مشرکین عرب سے سیکھہ لیا اور پھر وہ جید بت پرست بن گئے مگر ابھی تک حضرت ابراہیم کی تلقین کا اثر ان مین باقی تھا اور وہ انہین اپنا نبی سمجھتے تھے اسلیئے انہون نے اور بتون کو ان پر ترجیح نہین دی بلکہ حضرت ابراہیم کی ایک مورتی بناکر خاص کعبہ مین رکھی اور اسکی پرستش کرنی شروع کی۔ آخر آنے والون مین شامی اور دنلیش تھے وہ بھی یہان بت پرست بن گئے تھے بت تو پوجے ہی جاتے تھے ایک لطف یہہ اور ہوا تھا کہ یہودیون کے پیر شہید بھی بجائے دیوتاؤن کے مانے جاتے تھے اور ان کی بھی پرستش ہوتی تھی وہ اپنے آگے لوگون سے سجدے کراتے تھے اور اپنے کو معبود کھلو انا فخر سمجھتے تھے۔ انہین یقین تھا کہ ہم ہی لوگون کے محافظ ہین اور ہم ہی قانون کی جان اور اس کے سرپرست ہن اور ہم ہی روایتون کے بہت بڑے سبب ہین۔

وہ اپنے کو کل قوم سمجھتے تھے اور ان ہی نظرون سے اپنی جانب نظر ان تھے اور انہین یہہ بھی بڑھتے بڑھتے یقین ہوگیا تھا کہ ہم خدا کے نبی ہین اور اسی لئے پیدا کئے گئے ہین کہ قوم ہمین معبود بناکر پوجے۔

حاصل کلام یہہ ہے کہ جیسے وہ اپنے کو محبوب خدا جانتے تھے اسیطرح لوگ بھی انہین خدا کا بہت پیارا تصور کرتے تھے وا

یہودیون کے ان علما پر رفتہ رفتہ یہانتک خبط سوار ہوا کہ وہ اپنے کو خدا کے دوسرے نمبر پر تصور کرنے لگے - اور وہ ہدایت جو حضرت موسے انہین کر گئے تہے اہنون نے سب بہلا دی کہین کے کہین اپنی گمراہی مین بڑہے چلے گئے جوسفس کہتا ہے کہ آخر کار وہ اپنے کو بمنزلہ خدا تصور کرنے لگے تہے - اپنی عظمت اور عزت لوگون مین بٹہانی انہین ایسی بہلی لگی اور اس لٹکے سے ان کے نامبارک جذبون اور نفس پرستی کی خواہشون کو ایسی مدد ملی کہ وہ تو بے پر آسمان پر اڑنے لگے - انہین اسکی کچہ خبر نہ ہی کہ جو ہمارا درحقیقت نبی تہا اسکی کیا کیفیت تہی اور اسنے اپنی کتاب مین ہمین کیا ہدایت کی تہی -

یہودیون کے ایک عظیم الشان گروہ کی تو یہہ کیفیت تہی اور جو لوگ اس سے کسی قدر پہلو بچائے ہوئے تہے وہ اور ہی قسم کی بت پرستی مین پڑ گئے اور اب انہون نے آدمی کی صورت بنا کر اپنے گہرون مین رکہلی اور اسیکو ہر جبر گر اپنی گو ہتہ کا نجات دہندہ یقین کرنے لگا - بت پرست عربون مین بت پرستی کا اور ہی زور ہوا اور اب بت پرستی کی جڑین ان کے دلون مین جم گئین -

جب حضرت عیسے نے جو دنیا مین ظہور کیا اور خدائے واحد کی پرستش کے اصول کی منادی کرنے لگے اور یہہ بتایا کہ اس کی زبردست قوت کے ہاتہہ تمام مخلوق پر چہارہے ہین اور وہی سب کا رزاق اور محافظ ہے تو صرف اور قومون مین سے ایک قوم نے جو جیہوواہ کی پرستش کرتی تہی اسقدر تعلیم کو تسلیم کیا - اسی قوم مین ایسے لوگ بہی کہڑے ہو گئے کہ جو خدا پرستی کے اصول کی تردید کرنے لگے اور بت پرستی کی رونق کو انہون نے مٹنے ندیا بلکہ خدائے واحد کی پرستش کے عقیدہ کو انہون نے مات کرنا چاہا - اور اس مین فلسفیت بہی شریک ہو گئی - ایک جانب چیلڈ و میجئین کے فلسفہ نے یہودیون کی روایتون پر اپنی انگلی دراز کی دوسری طرف یونان اور رومتہ الکبری مین صرف مادہ ماننے والون کا مذہب ترقی پکڑتا گیا اور اسکندریہ کے اسکولون مین بہی اسی عقیدہ کی تعلیم ہونے لگی - کہ یہہ جتنی مذہبی روایتین ہین محض لغو اور خرافات ہین ہان صرف ایک مادہ ہے کہ وہ ہی نئی نئی صورتین پیدا کرتا ہے اور اسی سے یہہ تغیر و تبدل پیدا ہو رہا ہے -

ہندون کی عجیب و غریب کیفیت تہی ان کا ڈہنگ سارے جہان سے نرالا تہا وحدانیت کی خوشگوار صورت مٹ کر دیوتا پرستی اور دیو پرستی ؎۱ سے بہت بت پرستی کی باری آگئی تہی میگو زرتشتی باہم اسبات پر جہگڑ رہے تہے کہ ہم ہی اپنے خدا کی نمود کرین اور سب فرقے ہمارے

ف ؎۱ ہندون کے مذہب کی کیفیت بہت دلچسپ ہے گو اس مذہب نے ہزارون تبدیلیان اور تغیرات کئے ہون لیکن تاریخ نہ ہونے کی وجہ سے اس مذہب کی روایات پر زیادہ اعتبار نہین کیا جا سکتا - ہندون کے ہان وید ایک بہت پرانی چیز ہے گو اسمین سوائے حمدون کے گیتون اور کسیقدر مذہبی ہدایتون کے اور کچہ نہین ہے لیکن پہر بہی اصول ہندون کے مذہب کے تسلیم کئے جاتے ہیں

خدا کو مانین۔

ہر گروہ اپنا خدا پیش کرتا تھا اور دوسرا اپنا دیوتا آگے کرتا تھا مگر ان کا فیصلہ کرنے والا کوئی نہین تھا اور نہ انہین کوئی سمجہانے والا تہا کہ سچا خدا کون ہے اور اسکی ذات و صفات کیا ہے۔ یونانی۔ رومی۔ مصری اپنی اپنی دیبیون کو مانتے تہے اور ان کی پرستش کرتے تہے اور ان کا درجہ بت پرستی مین اور بہی سب سے نیچا تہا یہہ کم بخت سب سے زیادہ کفر و الحاد مین بڑہے ہوئے تہے جس زمانہ مین حضرت عیسے نے منادی کرنا شروع کیا ہے مہذب دنیا کی یہہ کیفیت تہی۔ معہ اپنے تمام خوابون اور تمناؤن کے حضرت عیسے کا دماغ اُن الزامات سے جو آپ کے انتہا درجہ کے دلسوز حواری آپ پر قایم کرتے تہے بالکل بہرا تہا۔ وہ صفتین اور وہ غیر ممکن الوقوع باتین جو اول درجہ کے معتقد حضرت عیسے پر تہوپتے تہے آپ ان سے مستثنے تہے اور ذرا بہی کسی ناجایز بات سے آپکو سروکار نہ تہا آپ نے کبہی نہین فرمایا کہ مین خدا مین شریک ہون یا اسکی ذات سے مجہے کچہ تعلق ہے اور مین الوہیت کا ایک وجود ہون۔

وہ ان ہی ویدون سے نکالے گئے ہین۔ ان ہی ویدون سے بہت سی مذہبی کتابین مرتب ہوگئی ہین اور ان کے ہر ایک صفحہ پر ویدون کے حوالے پائے جاتے ہین۔

وید دراصل چار ہین لیکن بہت سے عالم فاضل ہندو چوتہے وید کو نہین مانتے پس حقیقت مین تین وید سمجہنے چاہین ہر ایک وید دو حصون یا تین حصون مین منقسم ہے اول حصہ مین بہجن اور مناجات ف۱ اور دوسرے حصہ مین ف۲ مذہبی فرایض کی ہدایتین اور علم الہیات کی تقریرین ہین ف۳ بعض تقریرون کے علیحدہ علیحدہ رسالے ہوتے ہین اور یہہ رسالے کبہی تو دوسرے حصہ مین اور کبہی علیحدہ ہونے سے تیسرا حصہ قایم ہوتا ہے ف۴

ہر وید کی ساتہہ ایک جنتری بہی اس غرض سے ہوتی ہے کہ جن فرضون کی اس مین ہدایت اور تاکید کی گئی ہے ان کی بجا آوری کے واسطے وقت مناسب مقرر ہو سکے۔

وید بہی کسی ایک شخص کی تصنیف نہین ہے بلکہ ہر ایک وید کئی شخصون کی تصنیف ہے جنکی تصنیفات مین ان کے نام اگر سب مین نہین تو بہجنون اور مناجات مین ضرور ہین اور ہندو کہتے ہین کہ ان ہی لوگون پر علیحدہ علیحدہ یہہ سب مسئلے اور مناجات خدا کی طرف سے ظاہر ہوئے تہے غالباً وید مختلف زمانون مین لکہے گئے ہین لیکن جو صورت ان کی فی زمانہ موجود ہے اس صورت مین وہ چودہوین صدی مین قبل حضرت مسیح سے جمع کئے گئے ہین۔

وید پرانی سنسکرت مین لکہے ہوئے ہین جو اس سنسکرت سے جسکا آجکل رواج ہے اسقدر مختلف ہے کہ بجز بڑے بڑے قابل اور عالم برہمنون کے اسے کوئی نہین سمجہہ سکتا ہے ان کے صرف تہوڑے سے حصہ کا ترجمہ یورپ کی زبانون مین ہوا ہے اور اگرچہ ہمارے پاس وید کا خلاصہ انگریزی زبان مین موجود ہے جسکو ایسے شخص نے لکہا ہے کہ اسکی رائے اور صداقت پر بالکل بہروسہ ہو سکتا ہے۔

اور اس خلاصہ سے ہم ویدون کے مسئلون کے عام منشا کو بخوبی تمام دریافت کر سکتے ہین مگر تو بہی ہم اسکی تفصیلون پر باطمینان تمام گفتگو نہین کر سکتے ہین یعنے یہہ نہین کہہ سکتے کہ فلان فقرون یا مسئلون کا ذکر جن سے آجکل کے ہندون کا

ف۱ اس حصہ کا نام منترا ہے۔ ف۲ اس حصہ کا نام برہمنا ہے۔

ف۳ کالبروک صاحب کی تحریرات جو کتاب تحقیقات حالات اشیا جلد ۸ صفحہ ولسن پران کے دیباچہ ۷ و ۹ مین مندرج ہے۔ ف۴ اس حصہ کو اپانی شاد کہتے ہین۔

ف۵ یعنے کالبروک صاحب کی کتاب تحقیقات حالات اشیا جلد ۸ صفحہ ۳۶۹۔

وہ ان تمام باتون سے پاک تہا وہ خدا کا سچا نبی تہا اور لوگون کو خدا پرستی کی تعلیم دینے کے لئے مبعوث ہوا تہا۔ اس روشن زمانہ کے عیسائی اب تک وہی عقیدہ حضرت عیسیٰ کی نسبت رکہتے ہین کہ جو پہلے تاریک زمانہ مین عیسائیون کا تہا یعنے وہ حضرت عیسیٰ پر یہہ تہوپتے ہین کہ ان مین الوہیت تہی اور وہ خدا کی ذات مین شریک تہے۔ اس موٹے اور صریح مسئلہ پر عیسائیون نے ایسے ایسے حاشیے چڑہائے اور وہ وہ منطقی پیرائے مین ثابت کیا ہے کہ روشن اور صاف مطلع پر اور بہی غلیظ ابر چہا گیا اور یہہ صریح مسئلہ اس باعث ربود ہو گیا کہ وہ نہ خود سمجہتے ہین نہ اور کسی شخص کو سمجہا سکتے ہین۔

بلکہ یہہ کہتے ہین کہ حضرت عیسیٰ کی الوہیت کا مسئلہ بہت باریک ہے اور اس کا حل ہونا محال ہے قرن بقرن حضرت عیسیٰ کے وحدت پرستی کے مطلع پر نئی نئی روایتون کا غبار چہاتے گئے اور ہوتے ہوتے یہانتک نوبت پہونچی کہ سچا دین روشن دین وحدت پرستی کی طرف بلانیوالا دین اور صورت میں بدلگیا اور اسپر صدہا روایتون اور کہانیون کا برقع پڑگیا اصلیت جاتی رہی اور لہٹ نے اسپر ایاد [illegible]

مذہب مرکب ہے وید کے کسی حصہ مین ہے یا نہین۔

ویدون کا مقدم مسئلہ یہہ ہے کہ خدا واحد ہے چنانچہ اکثر مقامات پر یہہ مین مندرج ہے کہ حقیقت مین صرف ایک نفس واحد ہے جو سب سے اعلیٰ اور برتر روح تمام عالمون کا مالک ہے اور اسی نے سب عالم پیدا کئے ہین دنیا اس قادر مطلق نے اپنی مخلوقات مین سے بعض کو انسان سے برتر پیدا کیا ہے ان کی پرستش کرنے جاہے اگر ان سے [illegible] نجات کے حاصل ہو سکتی ہے منجملہ ان برتر مخلوقات کے جنکا اکثر وید مین ذکر پایا جاتا ہے ہوا پانی آگ اور خاک ہے دیوتا ستارے اور سیارے ہین لیکن اور توتون اور اوصاف کا ذکر بہی پایا جاتا ہے جنکو مجسم سمجہا گیا ہے خدائے واحد کے تین بڑے جلوہ مین یعنے برہما [illegible] اور ان مجسم اوصاف اور قوی اور ہندون نے مقرر کئے ہوئے دیوتاؤن مین سے اکثر کا البتہ وید مین اشارہ پایا جاتا ہے لیکن ایسے حضون کی پرستش جو اپنی دلاوری اور شجاعت کے باعث سے دیوتا گردانے جاوین مذہب کا کوئی جزو نہین قایم کی گئی ہے [illegible] برہما بشن اور شیو کا بہت کم ذکر پایا جاتا ہے اور ان کو کچہہ فوقیت نہین دی گئی ہے اور نہ وہ پرستش کے قابل سمجہے گئے ہین [2] اور کالبروک صاحب کو وید مین کوئی ایسا مقام نہین مل سکا جس سے ان کا اوتار ہونا ثابت ہو بت پرستون کا رواج اور پرستش کی چیزون کا ظاہری نشان اور علامت کا بنانا ثابت نہین ہوتا ہے [3] مذہبی کتابون مین جا بجا [illegible] پایا جاتا ہے ان کے آخر مین یہہ بیان کیا گیا ہے کہ سب فرضون مین سے یہہ بڑا فرض ہے کہ اپانی شد [illegible] واحد اور قادر کی معرفت حاصل کرین [4] لیکن اگرچہ منو نے خدا کی وحدت پر اپنی رائے تو [illegible] قائم رکہا ہے مگر خداتعالیٰ کی ذات صفات پر اسکی رائے جیسے شروع مین عمدہ اور خالص تہی ویسی ہر جگہہ نہین پائی جاتی ہے [illegible] وحدت پرستی مین رفتہ رفتہ ایسی غیر شیر [illegible] ہوتی گئی کہ آخر اسکی جگہہ شرک نے پہر پورا اپنا گہر کر لیا۔ اور باعث اسلام کے زمانہ مین تو [illegible] بت پرست نبلے تہے۔ ہر عنصر کے لئے لفظ دیوتا کا استعمال ہونا جہلا کے عقائد کے لئے خوفناک ہوا گو عاقل تو اس کی اصلی ماہیت کو سمجہہ سکتا ہے لیکن عوام کے آگے واقعی ان کے عقائد متنزل کرنے کا قوی دلیل ہے۔ اسلام اسی لئے اور مذہبون پر زیادہ فخر کرتا ہے کہ اس مین انسان کی فضیلت کی سچی حقیقت کہولی گئی ہے یعنے انسان ہی کو اشرف المخلوقات بنایا ہے جیسی [illegible] کتب مین ہر جگہہ پائی جاتی ہے مگر ہمارے مشرقی فلاسفر حضرت سعدی نے اس اشرفیت کے مضمون کو تجویز ادا کیا ہے چنانچہ علامہ فرماتا ہے۔

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کارند تا تو نانے بکف آری و بغفلت نخوری

ہمہ از بہر تو سرگشتہ و فرمان بردار — شرط انصاف نباشد کہ تو فرمان نبری

فٹ [1] پروفیسر ولسن صاحب نے جو لیکچر بمقام آکسفورڈ مین دیا تہا اور اسکو مشتہر کیا تہا اسکے صفحہ [illegible] مین مندرج ہے کہ ایک [illegible]

فٹ [2] کالبروک صاحب کا بیان وید کا کتاب تحقیقات حالات ایشیا جلد ۸ صفحہ ۴۹۴ — [3] پروفیسر ولسن صاحب کے اس لیکچر کا جو بمقام آکسفورڈ دیا تہا صفحہ ۱۲ — [3] پروفیسر ولسن صاحب کے اس لیکچر کا جو بمقام آکسفورڈ دیا گیا صفحہ ۲ اڈیشن پران کے دیباچہ کے صفحہ پر دیکہو — [4] باب ۱۲ — اسلوک ۸۵ —

کیا حضرت عیسٰے کی اصلیت کو مٹا دیا اور نئی نئی افترا پردازیان ان پر ہونے لگین اس روشن زمانہ مین جبکہ ہر واقعہ کی تحقیق کی تکمیل ہو رہی ہے اور گذشتہ کہانیون روایتون کی اصلیت کہل رہی ہے ایسی حالت مین امید کی جاتی ہے کہ محقق مسیحی اپنی اس بونگی روایت کو واپس لینگے اور کبھی ایسی باتین حضرت عیسٰے کی نسبت نہ بیان کرینگے کہ جو محض عقل و دانش کے خلاف ہون —

انجیل مین جہانتک دیکہا جاتا ہے تثلیث کا لفظ کہین نہین آیا ہے پہر تعجب ہے کہ عیسائیون نے یہہ

مثلاً اندرا یعنے سورج چندر یعنے چاند پرستی اور اور سیارے یا مختلف صفتون کو علامت ان دیوتاؤن کے سمجھنے مین مثلاً دہرما یعنے دیوتا انصاف کا اور دہرم و مترا یعنے دیوتا دوستی کا ان شجاع اور دلاور لوگون مین سے جنکا وید مین تو ذکر نہین مگر ہندؤن کے دیوتاؤن مین بڑا رتبہ اور درجہ حاصل ہے مثلاً رام اور کرشنا وغیرہ کسی کو مطلق دیوتا بیان نہین کیا گیا بلکہ ان دیوتاؤن کا بہی جنکے یہہ اوتار ہین کہین ذکر نہین پایا جاتا ہے برہما کا کئی مرتبہ نام آیا ہے لیکن بشن اور شیو کا کہین نہین آیا خدا کی یہہ تین صورتین ان دیوتاؤن مین جنکا ذکر وید مین ہے بہت رتبہ نہین رکہتی ہین اور ان تینون کے باہم ایک جسم مین شامل ہونے کے معمہ پر منو کے قانون مین یا غالبًا وید مین اشارہ تک نہین کیا گیا جن تین صورتون یعنے جسمون مین سے بعض جسمون مین تمام اور دیوتاؤن کو داخل اور شامل سمجہا جاتا ہے وہ آگ اور ہوا اور سورج ہین (۲) اس تمام بیان سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ وحدانیت کا مسئلہ جسپر قدیمی ہندون کو بہت بڑا ناز تہا مخلوقات کے حالات بیان کرنے وقت وہ کچہ ایسے ان فطری قوتون پر فریفتہ ہوئے کہ انہون نے ہر قوت کو ان سے اشرف قرار دیا بس یہہ تشخیص غضب ہوگئی ان عنصرون کا نام جون ہی دیوتا پڑا بس وحدانیت مذہب کی صورت عوام کی نگہہ مین تو مٹ مٹا کر خاک مین مل گئی — گو یہہ بات ایک محقق کو تسلیم ہی کرنی پڑے گی کہ وید جیسے متبرک اور قدیمی کتاب مین کہین بت پرستی یا دیوتا پرستی کا ذکر بہی نہین آیا ہے —

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس زمانہ مین یہہ کتاب تصنیف ہوئی ہے خدا پرستی کا رواج اسیقدر ہند مین پایا جاتا ہو وید کے تصنیف ہونے سے پہلے قطعی بت پرستی کی رسم ہوگی کیونکہ اگر وحدت پرستی ہوتی تو عالی دماغ مصنف کیون وید کی تصنیف مین دماغ سوزی کرتے — ہندون کی اور کہانی قصون یا تصوف کی کتابون مثلاً جوگ بششٹ مین رامچندر کے زمانہ کا ہی خدا پرستی کی بو پائی جاتی ہے لیکن ان اقوال سے یہہ بہی پایا جاتا ہے کہ خدا پرستی کے پہلو بہ پہلو بت پرستی — کا بہی چرچا تہا جیسے راجچندر اور بششٹ کی گفتگو سے جسکا ترجمہ دارا شکوہ نے کیا تہا بت پرستی کی رسم ہویدا ہے — کیونکہ رامچندر نے اپنی کئی قسمون مین اسباب کو ظاہر کیا ہے

جسکا بیان یہان بے محل ہوگا اسلیئے ہم اسیقدر لکہنے پر اکتفا کرتے ہین کہ جس زمانہ مین اشاعت اسلام ہوئی ہے ہندون کی حالت بہت خراب ہوگئی تہی سوائے بت پرستی اور ظالمانہ رسمون کے ان کے ہان اور کسی بات کا رواج نہ تہا — اسی لیئے ضرور تہا کہ اسلام کا ظہور ہو اور یہہ بہی ضرور تہا کہ اسلام بہت دہوم دہام سے وحدت پرستی کا اعلان دے خدا کے اوصاف کا بیان جیسے کہ وید سے ظاہر ہوتے ہین مفصلہ ذیل طور سے کیا ہے جسکو سر ولیم جان صاحب نے اپنی کتاب مین نقل کیا ہے وہ بیان یہہ ہے کہ خدا ایک ہے وہ کامل سچ ہے اور کامل خوشی ہے اور اسکی ذات لاثانی ہے اور اسکو فنا نہین ہے اور وہ واحد مطلق ہے اسکی ذات کو نہ تو زبان بیان کر سکتی ہے اور نہ عقل سمجہہ سکتی ہے اور سب مین موجود ہے اور سب پر غالب ہے اور اپنے ہی علم اور دانائی سے بشاش ہے یعنے بے پرواہ ہے اور ہر جگہ اور ہر وقت مین حاضر و ناظر ہے اور اسکے پیر نہین ہین لیکن پہر بہی بہت تیزی سے چلتا ہے اور اسکے ہاتہہ نہین ہین مگر تمام دنیا کو پکڑے ہوئے ہے اور بے آنکہون کے سب چیز کو دیکہتا ہے اور بلا کسی سبب کے تمام سببون کا سبب اول ہے اور سب پر حاکم ہے اور سب پر قوی ہے اور پیدا کرنے اور سجانے والا اور تمام چیزون کی صورت پلٹنے والا ہے —

کتاب ولیم جانس صاحب جلد ۶ صفحہ ۴۱۸ —

(۱) باب ۹ صفحہ ۳۰۳ لغایت ۳۱۱ — اور اور مقامات —

(۲) کالبروک صاحب کی کتاب تحقیقات حالات ایشیا جلد ۸ صفحہ ۳۹۵ لغایت ۳۹۷ —

عقیدہ کہان سے پایا ہے۔ جون جون زمانہ منقضی ہوتا جاتا ہے مسیحی دین کی اوبہی زیادہ بڑہی گت بنتی جاتی ہے۔ سلطنت نے ان کے عقائد کے دیوان دار بادلون کو پہربہی کسی قدر چہپا رکہا ہے ورنہ اگر اسی تثلیث کے عقیدہ کی ادہیڑبن کی جائے تو کہین پتہ بہی نہ لگے۔ ہم مسلمان حضرت عیسٰے کو سچا نبی تسلیم کرتے ہین اور یہہ بہی ہمارا یقین ہے کہ حضرت عیسٰے نے وحدت پرستی کی تلقین کی اور جیسے کہ خدا وند نے چاہا یہی عقیدہ اپنے مخلوقات مین پہیلانے کی کوشش کی مگر ان تکمیل دین خدا پرستی نکرسکے اسلئے کہ تکمیل دوسرے نبی کے ہاتون ہونی تہی اور وہ نبی محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تہا جسنے وحدت پرستی کی تکمیل کردی۔ آؤ ایک نظر الہامی کتب پر ڈالین کہ آیا یہہ مسئلہ تثلیث ان ہی مروجہ عہد عتیق اور جدید کی کتابون مین بہی کہین ہے یا نہین۔ باپ بیٹا روح القدس یہہ تینون الگ الگ ہین یا ایک چیز ہین یا ان پر کوئی چوتہی صورت قایم ہوسکتی ہے۔ جہانتک خیال کیا اور عہد عتیق اور جدید کی کتابون کے ورق الٹے کہین عیسائیون کے موجودہ عقیدہ کا پتہ نہین لگتا۔ گو ان کتابون کے مصنفون نے بہت کچہہ رنگآمیزی کی ہے اور حضرت عیسٰے کے سچے جلال کو دہوکادہ روشنی سے چہپانا چاہا ہے لیکن پہربہی ایک مبصر اپنی نگاہ مین اسکی تہہ تک پہونچکر معائنہ کرسکتا ہے۔ آدمی کو خدا بنا لینا اور پہر اسکو اپنے گناہون کے کفارہ کے لئے صلیب پر چڑہا دینا یہہ دین مسیحی کا لب لباب ہے اور اسی کی شب و روز تلقین ہوتی ہے۔ جس پہلو سے کہ عیسائی حضرت عیسٰے کو خدا کا بیٹا کہتے ہین ہم اس سے بالکل منکر ہین جسکی نسبت کتاب "دیفیکٹس اف ماڈرن کرسچیانٹی" مین لکہا ہے کہ یہہ عیسائیون کی بہت زیادتی ہے کہ وہ حضرت عیسٰے کو خدا کا بیٹا اس معنے مین کہتے ہین جو عوام الناس کے محاورہ مین سمجہا جاتا ہے اور ایک خصوصیت ان کے بیٹے ہونے کی سمجہی جاتی ہے حالانکہ یہہ محض لغو ہے اگر بیٹے کے معنے بندہ کے ہین تو حضرت عیسٰے نبی کی بیٹے ہونے مین خصوصیت ہی کیا ہے سب اسکے بیٹے ہوسکتے ہین اور جو وہ صورت درپیش ہے کہ جو باپ اور بیٹے مین ہوتی ہے تو درحقیقت یہہ عقیدہ تقدس باری تعالی پر دہبہ لگاتا ہے۔

ف۔ عیسائی علما اسکے معتقد ہین کہ خدا کی ذات واحد تین اقنوم کے ساتہہ مشتمل ہے۔ جیسے کہ اگلے نوٹ مین ہندون کا مذہب بیان ہوچکا ہی صورت عیسائیون کی مذہب کی بہی قائم ہوگی۔ وجود۔ حیات۔ علم یعنے باپ۔ بیٹا۔ روح القدس۔ عہدنامہ جدید مین تین مقام ہین کہ جہان باپ بیٹا۔ روح القدس مذکور ہے لیکن کہین تثلیث کا ذکر نہین آیا نہ لفظ تثلیث آیا ہے (یعنے متی ۲۸ باب ۱۹ و ۲) قرنتیون کا ۱۳ باب ۱۴ مین دعا کے طور پر اور اول یوحنا پانچ باب ۷ مین صاف صاف موجود ہے۔ مگر اس بیان کے الحاقی ہونے مین گمان غالب ہی نہین بلکہ یقینی امر ہے اسمین علمائے عیسائی بہی جو اپنی قوم مین درجہ امتیاز رکہتے ہین ہمارے بیان کی تائید کرتے مین جیسے پادری فنڈر صاحب نے اقتام دینی میزان الحق مطبوعہ اکبرآباد ۱۸۵۰ء صفحہ ۵ لغایت ۸ بصراحت لکہا ہے اور ایک تاریخ مین جولائی بریری اف دی یوسفل نالج سوسیٹی کے حکم سے ۱۸۳۶ء مین چہپی تہی مرقوم ہے کہ اسحاق نیوٹن نے ایک رسالہ پچاس صفحون کا تصنیف کیا اور اسمین نامہ یوحنا اور پولوس سے مسئلہ تثلیث سے تحقیق کی بحث کی ہے۔ ان کی بحث کا لب لباب یہہ ہے کہ انہین عبارات کا اعتراف کرنا پڑا کہ کاتبون نے انمین تبدیلی کی ہے اس سے ثابت ہوگیا کہ باپ بیٹا اور روح القدس والی آیتین یعنے جز

میتھیو آرنلڈ نے قطعاً یہہ لکہدیا ہے کہ عہد جدید کی کتابین بہت سی مناسبتون مین محض بے اصل ہین
اگر عیسائی یہہ ہی دعوے کرتے ہین کہ حضرت عیسیٰ نے اپنی الوہیت کا خود دعوے کیا ہے تو کیا
اُنہین اطلاع مشرقی درویش کی روایت نہین معلوم کہ اس نے صاف الفاظ مین کہا تہا کہ مین خدا ہون
مسلمانون نے یہودی کی سی مین ہشتدم کی طرح اسپر فتوی کفر لگایا اور پہر اسکو سزائے موت دی
لیکن بابیون کا ہنوز یہی عقیدہ ہے کہ منصور مارا نہین گیا بلکہ وہ آسمان پر چلا گیا ہے اور
ہنوز زندہ ہے اور اس کا آسمان پر جانا ایک معجزہ ہوا ہے منصور کوئی معمولی شخص نہ تہا بلکہ
ایک بہت بڑا لایق اور ممتاز شخصون مین تہا - اس کا خلق بہت بڑہا ہوا تہا اور وہ ہمیشہ
غریبون محتاجون پر جان دیتا تہا اور بے نواؤن کا سرپرست مشہور تہا -

آیتون مین اسکا بیان ہے وہ الحاقی ہین - ہان یہہ جو (متی ۲۸ باب ۱۹) لکہا ہے کہ مسیح نے آسمان پر جاتے وقت اپنے شاگردون سے کہا کہ سب قومون کو باپ اور بیٹے اور روح القدس کے نام سے بپتسما دیکر شاگرد کرو الخ - اس کا ذکر اور کسی انجیل مین نہین ہے - تو پہر کیونکر تسلیم کیا جائے کہ یہ بات حق ہے - صریح گہڑت معلوم ہوتی ہے ضرور یہہ فقرے کسی چالاک حواری نے چسپان کئے ہین - اور اگر بفرض محال یہہ ہی تسلیم کرین کہ یہہ الحاقی آیت صحیح ہے تو غالباً اسکے معنے یہہ ہون گے کہ سب قومون کو باپ کے نام سے جو خدا ہے اور بیٹے کے نام سے جو اس کا رسول ہے اور روح القدس سے پیدا ہوا ہے بپتسما دیکر شاگرد کرو اور یہہ بات کچہ تعجب کی بات نہین ہے کیونکہ خدا کے نام کے ساتہ اسکے رسول کا بہی نام آنا ضرور ہے - اور یہہ لکہا ہے کہ کانٹون کا تاج بناکر اسکے (یعنے مسیح کے) سر پر رکہا اور ایک سرکنڈا اس کے دہنے ہاتہ مین دیا اور اسکے آگے گہٹنے ٹیک کر اسپر ٹہٹہا مار کر کہا اے یہودیون کے بادشاہ سلام (متی ۲۷ باب ۲۹) اور لوقا ۲۳ باب ۳۶ و ۳۷ مین ہے کہ سپاہیون نے بہی اسپر (یعنے مسیح پر) ہنسی کی" اور ہیرود نے اپنی فوج سمیت اسے ناچیز ٹہیرایا اور اسے چمکیلی پوشاک پہناکر اسکا مسخر کیا - (لوقا ۲۳ باب ۱۱) اور یون ہی سردار کاہنون نے بہی فقیہون اور بزرگون کے ساتہ ٹہٹہا مار کر کہا اس نے اورونکو بچایا آپکو نہین بچا سکتا" (متی ۲۷ باب ۴۱ و ۴۲) اور لوگ کہڑے دیکہ رہے تہے اور سرداران کے ساتہ ٹہٹہا مار کر کہتے تہے کہ اورون کو بچایا اگر یہہ مسیح خدا کا برگزیدہ ہے تو آپکو بچا دے" (لوقا ۲۳ باب ۳۵) اور جن کی حوالات مین یسوع تہا اسکو کوڑے مار کے ٹہٹہے مین اُڑانے لگے (لوقا ۲۲ باب ۶۳) اور فریسی جو دولت کو پیار کرتے تہے ان سب باتون کو سنکر ٹہٹہے مین اُڑانے لگے" (لوقا ۱۶ باب ۱۴) باوجود اسکے اس مصلوب کو خدا سمجہنا نہایت کفر ہے تم دہوکا نکہاؤ خدا ٹہٹہون مین نہین اُڑایا جاتا" (گلتیون کا ۶ باب ۷) کیا خوب ہو کہ وہ تمہین اچہی طرح آزمائے کیا تم اسے مسخرہ بناؤگے جس طرح کوئی آدمی دوسرے کو مسخرہ بناتا ہے" (ایوب ۱۳ باب ۹) اس کی عظمت تمہین نہین ڈراوے گی اور اس کا رعب تمپر نہین پڑیگا تمہاری سنی سنائی باتین تو راکہہ کے مانند ہین تمہارے ثبوت کے پشتے مٹی کے پشتے ہین چپ ہو رہو" (ایوب ۱۳ باب ۱۱-۱۳)

اب یہہ دیکہنا چاہیے کہ عیسائیون کے عقیدہ کے موافق ان کے خدا مین تین عنصر ہین یا اقنوم ہین مگر مسلمانون کا خدا واحد ہے ببین تفاوت رہ ا الخ - مسٹر کنیپاٹ صاحب جو الہیات کے مفسر ہین کہ اس آیت کو مین نے کسی قدیم انجیل کے نسخہ مین نہین پایا حضرت عیسیٰ نے چاہا تہا کہ بت پرستی مٹ کر وحدت پرستی قائم ہو اور اسکی انہون نے تلقین کی تہی مگر پولوس اور یوحنا حواریون نے جو افلاطون کے پیرو تہے مذہب عیسائی کی وحدانیت اور سادگی کو بالکل خراب کر دیا اور اسمین افلاطون کے غیر مفہوم مسئلہ کو جو تثلیث کا مسئلہ تہا داخل کر دیا - بنیاد مسئلہ یہہ ہے کہ افلاطون نے اللہ تعالی کی دو صفتون کو دو جسم فرض کیا ہے اسی سے یوحنا اور پولوس نے صاف اور بے لوث مذہب مسیح کو تثلیث کی غلاظت سے مکدر کر دیا حضرت عیسیٰ نے آپ ہی صاف صاف فرما دیا تہا کہ نہ ہر ایک جو مجہے خداوند خداوند کہتا ہے آسمان کی بادشاہت مین داخل ہوگا مگر وہی جو میرے آسمانی باپ کی مرضی پر چلتا ہے اُس دن (یعنے قیامت مین) بہتیرے مجہے کہینگے کہ اے خداوند اے خداوند کیا ہمنے تیرے نام سے نبوت نہین کی اور تیرے نام سے دیوونکو نہین نکالا اور تیرے نام سے بہت سی کرامات ظاہر نہین کین اُس وقت مین ان سے صاف کہونگا کہ مین تم سے کبہی واقف نہ تہا اے بدکارو میرے پاس سے دور ہو (متی ۷ باب ۲۱ سے ۲۳) اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ مسیح کو خداوند خداوند کہنے والے یعنے مسیح کی الوہیت کا عقیدہ رکہنے والے کبہی بہشت مین داخل نہ ہو سکینگے بلکہ آسمانی باپ یعنے خدائے کریم کی مرضی یا شریعت پر عمل کرنے والے نجات پاوینگے اور شریعت یعنے توریت عہد عتیق

کیا ہم بابیون کے عقائد کو تسلیم کرلین اور یہہ سمجھلین کہ جو کچہہ اسنے دعوے کیا تہا وہ ہی حق تہا
نہین بلکہ ہمین سچائی اور ایمان داری سے قوانین فطرت کی ماہیت کو دیکہنا چاہیئے اور یہہ سمجہنا
ضرور ہے کہ اصلی بات قانون قدرت سے کونسی مطابق ہوتی ہے اور ہم کہانتک اپنے دعوے
کے ثبوت مین دلیلین رکہتے ہین اس عقیدہ نے یہانتک زور کیا کہ عیسائی مذہب مین بت پرستی
کا زور ہوا اور حضرت عیسے کی مجسم تصویرین پجنے لگین اس کفر و الحاد کو مٹانے اس شرک کو نیست
و نابود کرنے کے لئے محمد عربی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے یہہ اعلان دیا کہ تمہارا خدا ایک خدا ہے
اسکے سوا اور کوئی خدا نہین ہے وہ بڑا رحیم کریم ہے۔ اسلام سے زیادہ خدا پرستی کی طرف بلانے
والا مذہب دنیا مین کوئی بہی نہین جسمین خدائے واحد کی یہہ صفت و ثنا کی گئی ہے۔ خدائے
تعالی اپنی ذات مین اکیلا ہے کوئی اس کا شریک نہین یکتا ہے کوئی اس جیسا نہین صمد ہے کوئی
اسکا مقابل نہین نرالا ہے کوئی اس کے جوڑ کا نہین قدیم ہے اور ازلی ہے جسکا اول اور ابتدا نہین
ہمیشہ کو قایم ابدی ہے جسکا آخر اور انتہا نہین۔ قیوم ہے اسکو انقطاع نہین وہ دائم ہے
اسکو کبہی فنا نہین بزرگی کی صفتون سے موصوف ہے ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا زمانون اور
مدتون کے گذرنے اور طے ہو جانے سے اسکو نہین کہسکتے کہ ہو چکا بلکہ وہی سب سے اول اور وہی
سب سے پیچہے اور وہی ظاہر اور وہی باطن ہے۔ وہ نہ جسم صورت دار ہی نہ جوہر محدود اور ذی
مقدار منقسم ہو سکتے مین اجسام کا مشابہ نہین نہ خود جوہر ہے نہ اس مین کوئی جوہر حلول کئے
ہوئے ہے نہ وہ کوئی عرض ہے نہ اس مین کوئی عرض حلول کئے ہوئے ہے۔ نہ وہ کسی موجود کے
مشابہ ہے نہ اسکے کوئی موجود مانند نہ اس کے جوڑ کا کوئی نہ وہ کسی کے جوڑ کا نہ وہ کسی مقدار مین
محدود ہے اور نہ اطراف و جہات اسکو محیط ہون اور نہ آسمان و زمین اسکو گہیر سکین ۔
اس کے مراتب بلند ہین۔ وہ ہر موجود سے قریب ہے اور بندہ کی رگ گردن سے بہی قریب
تر ہے اور سب چیزون کے پاس موجود کیونکہ اس کی نزدیکی اجسام کے نزدیک ہونے
کے مشابہ نہین جسطرح کہ اس کی ذات اجسام کی ذات سے مشابہ نہین۔ وہ کسی چیز مین حلول
نہین کرتا نہ اس مین کوئی چیز حلول کرے اسبات سے برتر ہے کہ اس کا محیط کوئی مکان ہو
وہ اسبات سے پاک ہے کہ کوئی وقت اسے گہیر سکے بلکہ وہ مکان و زمانہ کے بننے سے پیشتر
موجود تہا اور وہ اب بہی ویسا ہی ہے جیسے پہلے تہا۔ اپنی مخلوق سے اسکی صفات جدا ہین
نہ اس کی ذات مین اسکے سوا دوسرے اور نہ کسی دوسرے مین اسکی ذات۔ وہ بدلنے اور
انتقال سے مقدس ہے نہ حوادث اس مین حلول کرین نہ عوارض اسپر نزول بلکہ وہ اپنی
بزرگی اور صفات مین فنا سے ہمیشہ منزہ ہے اور اپنی صفات کمال مین وہ کسی زیادتی کی

کہا ہے۔ وہ خداوند جو ہمارا خدا ہے ایک ہی خداوند ہے (مرقس ۱۲ باب ۲۹ - استثنا ۶ باب ۴ و ۵) اور پہر یہہ کہ میرے حضور تیرے لئے دوسرا خدا نہو (خروج ۲۰ باب ۳)
اور حضرت داؤد فرماتے ہین کہ تو ہی اکیلا خدا ہے (داؤد کی نماز ۸۶ زبور ۱۰) اور یسعیاہ ۴۵ باب ۱۵ آیت مین ہے کہ خدائے وحید حکیم اور ہمارا بچانیوالا ہے اور ...

[illegible]

اسکو حاجت نہین جس سے اسکا کمال پورا ہو۔ وہ زندہ اور قادر ہے اور جبار و قاہر ہے نہ وہ تھکتا ہے نہ کبھی قصور کرتا ہے نہ اسکو غفلت عارض ہوتی ہے نہ خواب نہ اسے فنا ہے نہ موت وہی ہے آسمان اسکے ہاتھہ مین لپٹے ہین اور مخلوقات سب اس کی مٹھی مین دبی ہین پیدا کرنے اور اختراع مین وہ ہی نرالا ہے اور ایجاد و ابداع مین وہی یکتا خلق کو اور ان کے اعمال کو پیدا کیا اور ان کے رزق اور موت کا اندازہ مقرر فرمایا۔ کوئی قدرت کی چیز اسکے قبضہ سے جدا نہین اور نہ اس کی معلومات کی انتہا۔ وہ سب معلومات کو جانتا ہے زمین کی تہون سے لیکر آسمانون کے اوپر تک جو کچھ ہوتا ہے سب پر محیط ہے اسکے علم سے ایک ذرہ بہر بہی آسمان اور زمین مین چھپا نہین بلکہ کالی رات مین سخت پتھر پر چیونٹی کے رینگنے کو اور ہوا کے بیچ مین ذرہ کے چلنے کو جانتا ہے چھپی اور کہلی بات کو معلوم کر لیتا ہے اور دلون کے وسوسون اور خطرون کے حرکات اور باطن کے پوشیدہ اسرار پر مطلع ہے۔ اس کا علم قدیم ازلی ہے جس سے وہ ازل الآزال مین موصوف رہا ہے ایسا علم نہین کہ اس کی ذات مین حلول اور انتقال سے نیا پیدا ہوا ہو۔ اسنے کائنات کو ارادہ سے بنایا اور نو پیدا چیزون کا انتظام وہی کرتا ہے۔ ملک اور ملکوت مین جو کچھ تہوڑا یا بہت چھوٹا یا بڑا خیر یا شر نفع یا ضرر ایمان یا کفر معرفت یا جہالت کامیابی یا محرومی زیادتی یا کمی طاعت یا معصیت ہوتی ہے وہ سب اسکے حکم یا تقدیر اور حکمت اور خواہش سے ہوتی ہے کہ جس چیز کو چاہا وہ ہوتی اور جسکو نہ چاہا وہ ہوئی کوئی پلک کا جھپکنا یا خطرہ کا ناگہان آنا اس کے علم سے باہر نہین بلکہ وہی مبدی ہے اور وہی معید ہے جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے کوئی اسکے حکم کا رد کرنیوالا نہین اور نہ کوئی اسکے فعل کا پیچھے ہٹانے والا اور نہ بجز اس کی توفیق و رحمت کے بندہ کو اس کی نافرمانی سے کوئی مفر کی صورت اور نہ سوا اسکی خواہش اور ارادہ کے اسکو اسکی طاعت کی طاقت۔ اسکا ارادہ تمام اور صفتون کے ساتھہ اسکی ذات سے قایم ہے اور وہ ہمیشہ سے ان اوصاف کے ساتھہ متصف ہے۔ چیزون کے ہونے کو جن وقتون مین کہ مقرر فرمایا ارادہ ازل مین کیا تو جیسا ارادہ کیا اسیطرح اپنے اپنے وقت مین بلا تقدم و تاخر موجود ہوئین بلکہ اس کے علم کے موافق اور ارادہ کے مطابق بغیر کسی طرح کے تغیر و تبدل کے واقع ہوئین امور کا انتظام اسطرح فرمایا کہ اسمین نہ فکرون کی ترتیب کی نوبت ہوئی نہ کچھ دیر کا انتظار اور اسی وجہ سے کوئی شان اور حال اسکو دوسری شان سے غافل نہین کرتا۔

ص عزت اور جلال ہمیشہ ہمیشہ کو ہو دے آمین —

توریت اور انجیل کی تعلیم خالص خداپرستی پر مبنی تھی۔ گو نفس پرست شارحون کے صدقہ مین عہد عتیق اور عہد جدید کی کتابون مین بہت کچھ دستبرد کی گئی لیکن پھر بھی حق کا جلوہ چمک ہی جاتا ہے اور چشم مبصر خدا کے اصلی نشا کو پہچان جاتی ہے۔ جتنی آیتین کہ ہمنے درج کی ہین ان سے عقیدۂ تثلیث کی بیخ و بنیاد اکھڑ کر پھینک گئی۔

وہ سمیع اور بصیر ہے۔ کوئی سننے کی چیز کیسی ہی خفیہ ہو اور دیکھنے کی چیز کیسی ہی باریک ہو اس کے سننے اور دیکھنے سے بچ نہین رہتی۔ نہ دوری اسکی سننے کو مانع ہو نہ تاریکی اسکے دیکھنے کی مزاحم۔ دیکھتا ہے مگر حدقہ چشم اور پلک سے منزہ ہے سنتا ہے مگر کانون اور ان کے سوراخ سے مبرا ہے۔ جیسے علم مین دل سے اور پکڑنے مین عضو سے اور پیدا کرنے مین آلہ سے پاک ہے اس لئے کہ جیسے اس کی ذات پاک مخلوق کی ذات کی طرح نہین اسیطرح اس کی صفتین بھی مخلوق کی صفات کی مشابہ نہین وہ کلام کرتا ہے اور اپنے کلام ازلی قدیم سے جو اسکی ذات کے ساتھ قایم ہے امر ونہی اور وعدہ وعید فرماتا ہے اسکا کلام خلق کے کلام کے مشابہ نہین کہ ہوا کے اندر سے یا اجرام کے صدمہ سے آواز آتی ہو یا زبان کی حرکت اور ہونٹون کی مطابقت سے حرف پیدا ہون بلکہ ان سب سے جداگانہ ہے۔ وہ زندہ۔ عالم۔ قادر۔ مرید۔ سمیع۔ بصیر۔ متکلم صرف اپنی ذات سے نہین بلکہ حیات اور قدرت اور سمع اور بصیر اور کلام سے ہے۔ وہ سب سے اچھا اور اکمل اور اتم او عدل ہے۔ وہ اپنے افعال مین حکیم اور اپنے احکام مین عادل ہے اس کے عدل کو بندون کے عدل پر قیاس نہین کرسکتے اسلئے کہ بندے سے ظلم متصور ہوسکتا ہے کیونکہ وہ غیر کی ملک مین تصرف کرلیتا ہے اور خدا سے ظلم متصور نہین اسلئے کہ سب چیزون پر وہ محیط ہے اور سب چیزین اسی کی ہین۔ وغیرہ وغیرہ۔

اسلام نے ہمین خدائے برتر کی یہ صفت بتائی اور الہی مقدس ذات کی ہمین پرستش سکھائی۔ اب مین قرآن مجید کی چندان آیتون کو لکھتا ہے کہ جنہین خداپرستی کی تعلیم کی گئی ہے اور خدا پر بھروسہ اور توکل کرنا بتایا گیا ہے۔ توکل اور توحید یہہ دو صفتین قدرت نے اسلام ہی کو عطا کی ہین۔ اسلام نے سکھایا ہے کہ اپنی بے انتہا عرق ریزیون اور نمایشی محنتون اور قیمتی عبادتون پر مغرور ہو نہ ان کے ضائع ہونے یعنے اپنے مطلب کے نہ نکلنے پر افسردہ خاطر ہو مصیبت مین کسی پیر شہید و ہی دیوتاؤن کی طرف رجوع نکرو بلکہ ہر وقت خدا ہی پر متوکل رہو چنانچہ وہ فرماتا ہے۔ "وعلی اللہ فتوکلوا ان کنتم مومنین" یعنے اور اللہ پر بھروسہ کرو اگر یقین رکھتے ہو" اس سے زیادہ خداپرستی کی اور کیا تعلیم ہوگی پھر ارشاد کیا ہے۔ "وعلی اللہ فلیتوکل المتوکلون" یعنے اور اللہ پر بھروسہ چاہئے بھروسہ والونکو" سوائے خدا کے کسی کو معبود ماننا اور اسپر بھروسہ کرنا کفر ہے جب کسیکو معبود مانینگے تو اسپر ضرور بھروسہ بھی کرینگے اسلئے قرآن سکھاتا ہے کہ نہ کسی کو معبود سمجھو نہ کسی پر بھروسہ کرو جو اللہ پر یقین رکھتے ہین وہ اسی پر بھروسہ کرتے ہین۔ پھر قرآن مجید مین فرمایا ہے "ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ" یعنے اور جو کوئی بھروسہ رکھے اللہ پر تو وہ اس کو بس ہے" اس سے زیادہ تاکید نہین ہوسکتی کہ اللہ ہی پر بھروسہ رکھنا کافی ہے۔ دوسرے پر

بہروسہ رکہنے کی کوئی ضرورت نہین لے آؤ اس سے زیادہ خداپرستی کی طرف ملانیوالا دین
اور پہر ارشاد کیا ،، ان اللہ یحب المتوکلین ،، اللہ محبت رکہتا ہے توکل والون سے وہ خدا کے
نزدیک وہی پیارے ہین جو اسپر بہروسہ کرتے ہین - اور ایک آیت مین ارشاد ہے ،، الیس اللہ
بکاف عبدہ ،، کیا اللہ بس نہین اپنے بندون کو ،، - یون خداپرستی کی طرف پکارنے والا اور
اس شدومد سے پکارنے والا اور ایون یقین کے ساتہہ بہروسہ دینے والا بہی کوئی دین ہے ؟
نہین ہرگز نہین ؏ پہر قرآن مجید مین استفہام اقراری کے طور پر آیا ہے ،، ھل اتی علی الانسان حین
من الدھر لم یکن شیئا مذکورا ،، کبہی ہوا ہے انسان پر ایک وقت زمانہ مین جو نہ تہا کچہہ چیز تکرار
مین آنی ،، وہ پہر فرمایا ،، ومن یتوکل علی اللہ فان اللہ عزیز حکیم ،، اور یعنے جو کوئی بہروسہ کرے اللہ پر تو
اللہ زبردست ہے حکمت والا ،، یعنے ایسی عزت والا ہے کہ جو کوئی اس کی پناہ مین آجائے اسکو
ذلیل نہین کرتا اور جو اس کی جناب مین ملتجی ہوا اسکو تلف نہین فرماتا اور ایسا حکیم ہے کہ جو اسکی پر
بہروسہ کرتا ہے وہ اسکی تدبیر سے کوتاہی نہین فرماتا ،، پہر فرمایا ،، ان الذین تدعون من دون اللہ
عباد امثالکم ،، یعنے جنکو تم پکارتے ہو اللہ کے سوائے بندے ہین تمہارے مانند ،، کسی کی عبادت
کرنی - یا اپنی حاجتین دوسرے کے آگے پیش کرنا یا دوسرے کی خدمت مین اپنی مشکل کشائی کے لئے
التجا کرنی محض کفر ہے یہہ اسلام ہی کی شان ہے کہ جسنے توحید کے مسئلہ کو چہانتے چہانتے ایسا
صاف کر دیا چنانچہ وہ ارشاد کرتا ہے ،، ان الذین تعبدون من دون اللہ لا یملکون لکم رزقا فابتغوا
عند اللہ الرزق واعبدوہ ،، یعنے بیشک جنکو پوجتے ہو اللہ کے سوائے مالک نہین تمہاری روزی
کے سو تم ڈہونڈو اللہ کے ہان روزی اور اس کی بندگی کرو ،، سو اس کے روزی طلب کرنا یعنے
حصول روزی مین محنت کر کے اپنی محنت مین برکت چاہنی اور اور خواہش کرنا یا دوسرے
کی اپنی حاجات پورا ہونے کے لئے عبادت کرنی کفر اشد ہے پہر اللہ تعالی فرماتا ہے - ،، وللہ
خزائن السموات والارض ولکن المنافقین لا یفقہون ،، یعنے اور اللہ کے ہین خزانے آسمانون
کے اور زمین کے لیکن منافق نہین بوجہتے ،، یعنے ہر شے پر اللہ محیط ہے پہر اس کے سوا کسی کی
عبادت کرنی اور کسی کی پرستش کرنی یہہ کب روا ہو سکتی ہے - خدا نے ایسی حالت مین
نبی کو مبعوث کیا جب تمام زمانہ مین تاریکی پہیلی ہوئی تہی اور یہہ تاریکی یہی تہی کہ لوگ اس کے
سوا اورون کو بہی معبود بنا کر پوجتے تہے مگر نبی عربی نے اللہ کے حکم سے شرک و بدعت کو مٹا
دیا اور خداپرستی کا نور چمکایا اس کا اشارہ قرآن مجید مین بہی آیا ہے - چنانچہ وہ فرماتا ہے
،، ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منہم یتلوا علیہم ایتہ ویزکیہم ویعلمہم الکتب والحکمۃ
وان کانوا من قبل لفی ضلل مبین ،، یعنے وہ اللہ ایسا ہے کہ جسنے کہڑا کیا نادانون مین یعنے

ان پڑھون مین) ایک رسول انہین سے کہ پڑھتا ہے ان پر آیتین اسکی اور پاک کرتا ہے انکو
اور سکھاتا ہے ان کو کتاب اور عقل کی باتین اور بیشک تھے وہ پہلے سے گمراہی صریح مین"
اسنے صاف طور پر بیان کر دیا ہے کہ شرک یعنے جو کوئی خدا کے ساتھہ کسی چیز کو شریک کرلیتے
مسلمان نہین ہے مثلاً وہ فرماتا ہے "وما یؤمن اکثرھم باللہ الا وھم مشرکون" یعنے اونہین
مسلمان ہین اکثر لوگ مگر کہ شرک کرتے ہین" سورہ یونس مین بڑے شدومد سے اللہ فرماتا ہے
"ویعبدون من دون اللہ ما لا یضرھم ولا ینفعھم ویقولون ھؤلاء شفعاؤنا عند اللہ اتنبئون
اللہ بما لا یعلم فی السموات ولا فی الارض سبحنہ وتعالی عما یشرکون" یعنے اور پوجتے ہین سوائے
اللہ کے ایسی چیز کو کہ نہ کچھہ فائدہ دیوے ان کو نہ کچھ نقصان اور کہتے ہین یہہ لوگ ہمارے سفارشی
ہین اللہ کے پاس کہہ کیا بتاتے ہو تم اللہ کو جو نہین جانتا وہ آسمانون مین نہ زمین مین سو وہ نرالا ہے
ان سے جنکو یہہ شریک بتاتے ہین" وکس شدومد سے شرک وبدعت یا بت پرستی کو منع کیا ہے
اور کس زور شور سے خدا پرستی کی طرف بلایا ہے یہہ فرمایا ہے "والذین اتخذوا من دونہ
اولیاء ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفی ان اللہ یحکم بینھم فیما ھم فیہ یختلفون ط ان اللہ لا
یہدی من ھو کاذب کفار" یعنے اور جو لوگ کہ ٹھہراتے ہین سوائے اللہ کے اور حمایتی کہتے ہین
پوجتے ہین ہم ان کو سواسی لئے کہ نزدیک کردین ہمکو اللہ کی طرف مرتبہ مین بیشک اللہ حکم کریگا انمین
اس چیز مین کہ اس مین اختلاف ڈالتے ہین بیشک اللہ راہ نہین دیتا جھوٹے ناشکر کو" سوائے خدا
کے کسی چیز کی پرستش کرنی تو کجا خدا کے آگے سفارشی بیجا نا ہی کفر ہے۔ وہ خود سب پر محیط ہے اور
اپنی مرضی سے ہر کام کرتا ہے بھلا اس کی درگاہ مین کون سفارشی بن سکتا ہے۔ اور یہی شدومد
سے فرمایا ہے۔

"قل بیدہ ملکوت کل شی وھو یجیر ولا یجار علیہ ان کنتم تعلمون سیقولون للہ ط قل فانی
تسحرون" یعنے کہہ کون ہے وہ شخص کہ اسی کے ہاتھہ مین ہے تصرف ہر چیز کا اور وہ حمایت کرتا
ہے اور اس کے مقابل کوئی حمایت نہین کرسکتا جو تم جانتے ہو سو وہی کہدینگے کہ اللہ ہی کہہ پھر
کہان سے خبطی ہوجاتی ہو"۔ اس سے یہہ معلوم ہوا کہ تصرف کرنے کی قدرت کسی مین سوائے
خدا کے نہین ہے اور کوئی کسی کی حمایت نہین کرسکتا وہی ایک ذات سب کی حمایت کرتی ہے
اور وہی سب پر غالب ہے۔ اس سے زیادہ اور کون مذہب خدا پرستی کی زیادہ تعلیم کرسکتا ہے

[illegible] نادیدنی دانا حکیم خدا کی عزت اور جلال ہمیشہ ہمیشہ کو ہووے آمین —
توریت و انجیل کی تعلیم خالص خدا پرستی پر [illegible] مین عہد عتیق اور عہد جدید کی کتابون
مین بہت کچھ دستبرد کی گئی لیکن پھر بھی حق کا جلوہ چمک ہی جاتا ہے اور چشم بصیرت اسکے اصلی منشا کو پہچان جاتی ہے جتنی
آیتین کہ ہم نے درج کی ہین ان سے عقیدہ تثلیث کی بیخ وبنیاد اکھڑ کر پھینک گئی —

پہر سورہ برات مین فرمایا ہے۔ ،، اتخذوا احبارھم ورھبانہم اربابا من دون اللہ والمسیح ابن مریم وما امروا الا لیعبدوا الٰہا واحدا لا الٰہ الا ھو سبحنہ عما یشرکون ،، یعنے ٹہیرایا انہون نے مولویون کو اور درویشون کو مالک اپنا اللہ کے سوا مسیح بیٹے مریم کے کو اور حالانکہ ان کو تو حکم یہی ہوا ہے کہ بندگی کرین ایک مالک کی ۔ نہین کوئی مالک سوائے اس کے سو وہ نرالا ہے ان کے شریک بتانے سے ،، ۔ یہہ خدا پرستی کی انتہا ہے کہ علاوہ شریک کرنے کے یہہ بہی نہ کرو کہ مولویون اور درویشون کو خدا سے کم درجہ کا ٹہیراؤ جتنی بزرگی اور عظمت ہے سب اسیکو ہے اس کے سوا کوئی نہین نہ مولوی نہ فقیر نہ پیر نہ شہید نہ وہان کسی کی سفارش کام آوے نہ کسی کا وسیلہ پہر بتلایا گیا ہے کہ سب بندے ایکدن اس کے سامنے آوینگے اور اسنے سبکو گن رکہا ہے تو پہر بڑی افسوس کی بات ہے کہ اسوقت یہہ کیفیت ہو ۔ شعر

فارسی ندانم چون شود سودائے اعمال خدا ۔ اولقاء امر رش بکف جز جنس عصیان بغل

چنانچہ وہ سورہ مریم مین فرماتا ہے ،، ان کل من فی السمٰوٰت والارض الا اتی الرحمٰن عبدا لقد احصٰہم وعدھم عدا وکلہم اتیہ یوم القیٰمۃ فردا ،، یعنے جتنے لوگ ہین آسمان و زمین مین سو وہ آنیوالے ہین رحمان کے سامنے بندے ہوکر اور بیشک قابو مین کر رکہا ہے ان کو اور گن رکہا ہے ان کو ایک ایک اور ہر کوئی ان مین سے آنے والا ہے اس کے سامنے قیامت کے دن اکیلا اکیلا ،، یعنے کوئی آدمی خواہ کیسا ہی اپنے کو سمجہے اور اپنے یا اپنے دوستون کے خیال مین کچہ ہی رتبہ رکہے لیکن خدا کے جلال اور عظمت کے آگے وہ غلام سے زیادہ رتبہ کا نہین ہے جب یہہ کیفیت ہے تو پہر ایسے لوگون کی عظمت کو اس وحدہ لا شریک کے ساتہہ شریک کرنا کیون کر زیبا ہے ۔ جس مذہب کو خدا پرستی کا دعوٰے ہو اس سے زیادہ خدا پرستی کی تاکید جو اسلام مین ہے لے آوے ۔ پہر انتہا درجہ کی تاکید اور جلال سے فرمایا ہے ۔ ،، قال اللہ تعالیٰ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذالک لمن یشاء ط ومن یشرک باللہ فقد ضل ضلالا بعیدا ،، یعنے فرمایا اللہ تعالیٰ نے بیشک اللہ نہین بخشتا ہے کہ شریک ٹہیراوے اس کا اور بخشتا ہے سوا اسکے جسکو چاہے اور جس نے شریک ٹہیرایا اللہ کا سو بیشک راہ بہولا دور پڑکر ،، یہان انتہا درجہ کی تنبیہ ہے کہ جو شخص کسیکو اللہ کا شریک کریگا وہ کبہی نہین بخشا جائیگا اور جسکو چاہے گا یعنے جس گنہگار کو چاہے گا بخش دیگا لیکن مشرک کو کبہی نہین بخشنے کا ۔ اس سے زیادہ خدا پرستی کی تعلیم اور کیا ہوگی ۔ جس مذہب مین خدا پرستی سے زیادہ کوئی نیک کام اور شرک سے زیادہ کوئی عظیم الشان گناہ نہو وہ مذہب پکار کر اعلان دیتا ہے کہ دنیا مین خدا پرست مذہب مجہ جیسا کوئی نہین ہے ۔ پہر ارشاد ہوا ،، واذ قال لقمٰن لابنہ وھو یعظہ یٰبنی لا تشرک باللہ ان الشرک لظلم عظیم ،، (سورہ

لقمان مین) یعنے جب کہا لقمان نے اپنے بیٹے کو اور وہ نصیحت کرتا تہا اسکو اے میرے بیٹے مت شریک بنا الله کا بیشک شریک بنانا اس کا بڑی بے انصافی ہے۔ وجہ یہہ ہے کہ وحده لاشریک کے ساتہہ کچہ شریک کیا اسنے سخت بے انصافی کی — اور اس سے زیادہ خدا پرستی کی تعلیم کیا چاہئے ہو — پہر فرمایا (سورۂ ابنیا مین) وما ارسلنا من قبلك من رسول الا نوحی الیه انه لا اله الا انا فاعبدون دو یعنے اور نہین بہیجا ہم نے تجہسے پہلے کوئی رسول مگر کہ اسکو یہی حکم بہیجا کہ بیشک بات یون ہے کہ کوئی ماننے کے لایق نہین سوائے میرے سو بندگی کرو میری ۔۔ یہانتک توہم نے قرآن شریف کی مین آیتین خدا پرستی کی طرف زور دے دے کر بلانے والی تحریر کین اور اب احادیث نبوی کو پیش کرتے ہین جس سے یہہ کہل جائیگا کہ خدا پرستی کی طرف بلانے کا زبردست دعوے کرنے والا یہہ مذہب اسلام ہی ہے اور کوئی اس کے آگے خدا پرستی کا دم نہین مارسکتا۔

(۱) مشکوۃ کے باب الریا مین آیا ہے ۔۔ واخرج مسلم عن ابی هریرة رضی الله تعالی عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم قال الله تعالی انا اغنی الشرکاء عن الشرک من عمل عملا اشرک فیه معی غیره ترکته وشرکه وانا منه بری دو یعنے نبی اکرم نے فرمایا کہ الله تعالی کہتا ہے کہ مین بڑا بے پرواہون ساجہیون مین ساجہی سے جو کوئی کرے کچہ کام کہ ساجہی کردے اسمین میرے ساتہہ اور کسیکو سو مین چہوڑ دیتا ہون اس کو اور اس کے ساجہی کو اور مین اس سے بیزار ہون ۔۔ نبی اکرم نے کن پرزور الفاظ مین یہہ ثابت کردیا اور لوگون کو جتادیا کہ خدا اس سے بیزار ہوتا ہے کہ جو اس کا شریک کسیکو کرے کیونکہ وہ پاک ذات ان سب باتون سے مبرا ہے پہر

(۲) مشکوۃ کے باب الایمان بالقدر مین لکہا ہے ۔۔ اخرج احمد عن ابی ابن کعب رضی الله عنه فی تفسیر قول الله تعالی عزوجل واذ اخذ ربك من بنی آدم من ظهورهم ذریتهم قال جمعهم فجعلهم ازواجا ثم صورهم فاستنطقهم فتکلموا ثم اخذ علیهم العهد والمیثاق واشهدهم علی انفسهم الست بربکم قالوا بلی قال فانی اشهد علیکم السموات السبع والارضین السبع واشهد علیکم اباکم آدم ان تقولوا یوم القیمة انا کنا عن هذا غافلین لم نعلم بهذا اعلموا انه لا اله غیری ولا رب غیری ولا تشرکوا بی شیئا انی سارسل الیکم رسلی یذکرونکم عهدی ومیثاقی وانزل علیکم کتبی قالوا شهدنا بانك ربنا والهنا لا رب لنا غیرك ولا اله لنا غیرك دو یعنے امام احمد کہتے ہین کہ ابی بن کعب نے اس آیت کی تفسیر مین کہ واذ اخذ ربك من بنی آدم ۔۔ الخ فرمایا کہ الله نے اولاد آدم کی جمع کی پہر ان کی شکلین لگائین پہر ان کی صورت بنائی پہر ان کو بولنے کی طاقت دی سو بولنے لگے پہر ان سے قول وعہد لیا اور ان کی جان پر

ان سے اقرار کرایا کہ کیا میں نہیں ہوں رب تمہارا بولے کیوں نہیں فرمایا سو میں گواہ کرتا ہوں تمپر ساتوں آسمانوں کو اور ساتوں زمینوں کو اور تمہارے باپ آدم کو اسواسطے کہ نہیں کہنے لگو قیامت کے دن کہ ہم نہ جانتے تھے یہہ سو جان رکھو کہ بیشک بات یہہ ہے کہ نہیں کوئی حاکم سوا میرے اور نہیں کوئی مالک سوائے میرے اور مت شریک ٹھیراؤ میرا کوئی بیشک میں اب بھیجونگا تمہارے طرف اپنے رسول کہ تم کو میرا قول و قرار یاد دلاوینگے اور تمپر اپنی کتابیں اتاروں گا۔ تو بولے ہم نے اقرار کیا کہ بیشک تو ہمارا مالک ہے اور ہمارا حاکم ہے تیرے سوا ہمارا کوئی مالک کوئی حاکم نہیں و۔ اس سے زیادہ بہی خداپرستی کی تعلیم اور کسی مذہب میں ہوسکتی ہے جہاں نبیوں کا بہیجا ہونا ہی صرف اس غرض پر مبنی رکہا گیا ہے کہ خداپرستی کی طرف لوگوں کو توجہ دلائیں۔ اسلام ہی ایک ایسا دین ہے کہ جس میں سب سے افضل نیک کام خداپرستی ہے۔ اور سب سے بدتر کفر و الحاد سے بہی دو چار قدم آگے بڑہی ہوئی شرک ہے۔

(۳) مشکوۃ کے باب الکبائر میں لکہا ہے۔" واخرج احمد عن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تشرک باللہ شیئا و ان قتلت و حرقت " یعنے معاذ بن جبل کہتے ہیں کہ رسول اکرم نے مجہے ارشاد کیا کہ کسیکو اللہ کا شریک نہ ٹہیراؤ گو کہ مارا جاوے تو اور جلایا جاوے تو ود۔ اس سے زیادہ تشدد اور نہیں ہوسکتا نبی اکرم نے یہاں تک ارشاد فرمادیا کہ اگر تجہے مار ڈالیں اور جلادیں اور یہہ کہیں کہ تو فلاں کو خدا کا شریک بتا تو تو یہہ دونوں باتیں قبول کرلے مگر اللہ کا شریک کسیکو نہ بتائیو۔ ہے کوئی ایسی خداپرستی کی طرف بلانے اور شرک سے بچانے کی مثال جس مذہب کو خداپرستی کا دعوے ہو وہ ایسی مثال لے آئے۔

(۴) مشکوۃ کے باب الکبائر میں لکہا ہے۔" واخرج الشیخان عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال قال رجل یا رسول اللہ ای الذنب اکبر عند اللہ قال ان تدعو لہ ندا و ہو خلقک " یعنے بخاری و مسلم کا بیان ہے کہ ابن مسعود کہتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی اکرم کی خدمت میں عرض کیا کہ خدا کے نزدیک کونسا گناہ بہت بڑا ہے فرمایا یہہ گناہ بہت بڑا ہے کہ تو کسیکو اللہ کی طرح سمجہکر پکارے اور حالانکہ اللہ ہی نے تجہکو پیدا کیا " اس سے زیادہ صاف الفاظ اور کیا ہوں گے کہ عظیم الشان گناہ یہی ہے کہ دوسرے کو اس کا شریک ٹہیراویں۔ اس سے بہی زیادہ خداپرستی کی تعلیم اور کہیں ہوسکتی ہے۔

(۵) پہر مشکوۃ کے باب الاستغفار میں لکہا ہے۔" اخرج الترمذی عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال اللہ تعالی یا ابن آدم انک لو لقیتنی بقراب الارض خطایا ثم لقیتنی لا تشرک بی شیئا لاتیتک بقرابہا مغفرۃ " یعنے ترمذی لکہتے ہیں کہ انس نے بیان کیا

کہ نبی اکرم نے ارشاد فرمایا ہے کہ خدا کہتا ہے اے آدم کے بیٹے بیشک تو جو مجھسے ملے دنیا بھر گناہ لیکر پھر ملے مجھسے تو کہ نہ شریک سمجھتا ہو میرا کسیکو تو بیشک لے آؤن مین تیرے پاس بخشش اپنی دنیا بھر ۔۔ ان تمام آیتون اور حدیثون سے یہہ ظاہر ہوگیا کہ دنیا و دین مین اگر کوئی نیک کام ہے تو وہ خدا پرستی ہے۔ اور اسی کی اسلام بہت تاکید کرتا ہے۔ جس زمانہ مین کہ چارون طرف بت پرستی کا زور شور تہا اور ہر گہر مین ایک ایک خدا علیحدہ بجتا تہا وہان اسلام نے اس شد و مد سے یہہ اعلان دیا کہ جو کچہہ ہے خدا ہے اسیکو اپنا حاجت روا بناؤ اور اسپر بہروسہ کرو اور اسیکو اپنا معبود سمجھو اگر قرآن شریف کو الحمد سے لیکر والناس تک دیکہہ جاؤ تو معلوم ہوگا کہ جو کچہہ اتنی دور مین بیان ہوا ہے وہ یہی ہے کہ خدا پر بہروسہ کرو اس کا احسان مانو اسی کو اپنا حاجت روا جانو اور اسی سے التجا کرو اور اسیکی عبادت کرو یہی اسلام ہے اور یہی ایمان ہے۔ جتنی خدا کی بڑائی زور دے دیکر اسلام مین ظاہر کی گئی ہے اور کوئی مذہب اسکے مقابلہ مین اس بات پر فخر نہین کرسکتا۔

(قرآن مجید مین اس بات کا ذکر کہ خدا عالم ہے)

(سورۂ انعام مین) وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمہا الا ھو ۔۔ یعنے اُسی کے پاس غیب کی کنجیان ہین نہین جانتا ان کو مگر وہ ہی (یعنے باری تعالے۔

(سورۂ نمل مین) قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ ط وما یشعرون ایان یبعثون ۔۔ یعنے کہو کہ جتنے لوگ آسمانون اور زمین مین ہین غیب کو نہین جانتے مگر اللہ اور نہین خبر رکہتے کہ کب اُٹہائے جائینگے۔

(سورۂ لقمان مین) ان اللہ عندہٗ علم الساعۃ وینزل الغیث ویعلم ما فی الارحام وما تدری نفس ماذا تکسب غدا ۔ وما تدری نفس بایّ ارض تموت ان اللہ علیم خبیر ۔۔ یعنے بیشک اللہ ہی کے پاس ہے خبر قیامت کی اور وہ ہی برساتا ہے مینہ اور جانتا ہے جو کچہہ کہ مادہ کے پیٹ مین ہے اور نہین جانتا ہے کوئی کہ کیا کریگا کل اور نہین جانتا ہے کہ کس زمین مین مریگا بیشک اللہ بڑا جاننے والا ہے خبردار۔۔

(سورۂ احقاف مین) ۔۔ ومن اضل ممن یدعوا من دون اللہ من لا یستجیب لہ الی یوم القیمۃ وھم عن دعاءھم غفلون ۔۔ یعنے اور کون زیادہ گمراہ ہوگا اس شخص سے کہ پکارتا ہے اللہ کے سوا ان لوگون کو کہ نہ قبول کرینگی اسکی بات قیامت کے دن تک اور وہ ان کے پکارنے سے غافل ہین ۔۔

(سورۂ اعراف مین) قل لا املک لنفسی نفعا ولا ضرا الا ما شاء اللہ ولو کنت اعلم الغیب

لا ستکثرت من خیر وما مسنی السوء ان انا الا نذیر وبشیر لقوم یومنون ‹ یعنے - کہہ کہ نہین اختیار رکہتا مین اپنی جان کی کچہہ نفع ونقصان کا مگر جو کچہہ کہ چاہے اللہ اور جانتا مین غیب تو بیشک بہت سی لے لیتا مین بہلائی اور نہ چہوتی مجکو کچہہ برائی مین تو ننتنے ڈرانے والا ہون اور خوشخبری سنانیوالا ہون ان لوگون کو یقین رکہتے ہین ››

(خدا کے تصرف کا بیان)

(سورۂ جن مین) قل انی لا املک لکم ضرا ولا رشدا ۝ قل انی لن یجیرنی من اللہ احد ولن اجد من دونہ ملتحدا ‹ یعنے کہہ کہ بیشک مین نہین اختیار رکہتا تمہارے کچہہ نقصان کا نہ کا کہہ کہ بیشک مجکو ہرگز نہ بچاویگا اللہ سے کوئی اور ہرگز نہ پاؤنگا اس کے سوا کہین بچاؤ ››

(سورۂ نحل مین) ویعبدون من دون اللہ ما لا یملک لھم رزقا من السموات والارض شیئا ولا یستطیعون یعنے اور پوجتے ہین اللہ کے سوا ایسون کو کہ نہین اختیار رکہتے ان کی روزی کا آسمانون سے اور نہ زمین سے کچہہ اور نہین طاقت رکہتے ››

(سورۂ یونس مین) ولا تدع من دون اللہ ما لا ینفعک ولا یضرک فان فعلت فانک اذا من الظلمین ‹ یعنے اور مت پکار اللہ کے سوا ایسون کو کہ نہ فائدہ دیوین تجہکو نہ نقصان سو اگر کیا تو نے یہہ بیشک تو بے انصاف ہے -

(سورۂ سبا مین) قل ادعوا الذین زعمتم من دون اللہ لا یملکون مثقال ذرۃ فی السموات ولا فی الارض وما لھم فیھما من شرک وما لہ منھم من ظہیر ۝ ولا تنفع الشفاعۃ عندہ الا لمن اذن لہ حتی اذا فزع عن قلوبھم قالوا ماذا قال ربکم قالوا الحق وھو العلی الکبیر ‹ یعنے کہہ بہلا پکارو تو ان لوگون کو کہ خیال کرتے ہو سوائے اللہ کے سو وہ تو نہین اختیار رہتے ایک ذرہ بہر آسمانون مین اور نہ زمین مین اور نہین ان کا ان دونون مین کچہہ ساجہا اور نہین اللہ کا ان مین سے کوئی بازو اور نہین کام آتی سفارش اس کی روبرو مگر جس کی پروانگی دے یہانتک کہ جب گہبراہٹ دور ہوتی ہے ان کے دلون سے تو کہتے ہین کیا فرمایا تمہارے رب نے کہتے ہین کہ حق اور وہی ہے بلند بڑا ››

(خدا ہی کی عبادت کرنی چاہیے قرآن مجید سے)

(سورۂ ہود مین) ولقد ارسلنا نوحا الی قومہ انی لکم نذیر مبین ان لا تعبدوا الا اللہ انی اخاف علیکم عذاب یوم الیم ‹ یعنے بیشک بہیجا ہم نے نوح کو اسکی قوم کی طرف یہہ بات کہنے کو کہ بیشک مین تمکو ڈرانیوالا ہون یہہ کہ عبادت نکرو مگر اللہ کی بیشک مین ڈرتا ہون تمپر دکہہ کے دن کی مار سے ››

(سورۂ فصلت مین) لا تسجدوا للشمس ولا للقمر واسجدوا لله الذی خلقهن ان کنتم ایاه تعبدون
"یعنے مت سجدہ کرو سورج کو اور نہ چاند کو اور سجدہ کرو اللہ کو جس نے پیدا کیا ان کو جو تم اسی کے بندے بنا چاہتے ہو"

(سورۂ جن مین) وان المسجد لله فلا تدعوا مع الله احداً وانه قام عبد الله یدعوه کادوا یکونون علیه لبداً قل انما ادعوا ربی ولا اشرک به احداً "یعنے اور بیشک سجدے اللہ ہی کو ہین سو نہ پکارو ساتھہ اللہ کے کسیکو اور جب اللہ کا بندہ اس کے پکارنے کو کھڑا ہوتا ہے تو قریب ہے کہ لوگ اسپر ٹھٹھہ اڑائین کہہ کہ مین تو پکارتا ہون اپنے رب ہی کو اور نہین شریک سمجھتا اسکا کسیکو"

(سورۂ حج مین) "واذن فی الناس بالحج یاتوک رجالاً وعلی کل ضامر یاتین من کل فج عمیق لیشهدوا منافع لهم ویذکروا اسم الله فی ایام معلومات علی ما رزقهم من بهیمة الانعام فکلوا منها واطعموا البائس الفقیر ثم لیقضوا تفثهم ولیوفوا نذورهم ولیطوفوا بالبیت العتیق"
یعنے خبر کر دے لوگون مین حج کی کہ چلے آوینگے تیرے پاس پیادے اور دُبلے دُبلے اونٹون پر کہ چلے آتے ہین دور دور کے رستہ سے کہ آپہنچین اپنے فائدون کی جگہون مین اور یاد کرین اللہ کا نام کئی معین دنون مین اس چیز پر کہ دیا ہے اسنے ان کو مواشی چوپایون مین سے سو کہاؤ اس مین سے اور کہلاؤ بدحال محتاج کو پہر چاہیے کہ تمام کرین میل کچیل اپنا اور پوری کرین منتین اپنی اور طواف کرین اس قدیم گہر کا۔

(سورۂ انعام مین) "او فسقاً اهل لغیر الله به" یعنے یا گناہ کی چیز کہ مشہور کی گئی ہو اللہ کے سوا اور کی کرے۔

(سورۂ یوسف مین) یصاحبی السجن ءارباب متفرقون خیر ام الله الواحد القهار ما تعبدون من دونه الا اسماء سمیتموها انتم وآباؤکم ما انزل الله بها من سلطان ان الحکم الا لله امر الا تعبدوا الا ایاه ذلک الدین القیم ولکن اکثر الناس لا یعلمون "یعنے حضرت یوسف نے قیدخانہ مین اور قیدیون سے کہا اے رفیقون قیدخانہ کے کیا کئی مالک جدے جدے بہتر ہین یا اللہ اکیلا زبردست نہین مانتے ہو تم سوائے اس کے مگر کئی ناموں کو کہ ٹھیرائے ہین تم نے اور تمہارے باپ دادون نے نہین اتارے اللہ نے ان کے کچہ سند نہین حکم کسیکا سوائے اللہ کے اس نے تو یہی حکم کیا ہے کہ کسیکو اس کے سوائے مت مانو یہی ہے دین مضبوط مگر اکثر لوگ نہین جانتے۔

(سورۂ اعراف مین) "هو الذی خلقکم من نفس واحدة وجعل منها زوجها لیسکن الیها فلما تغشاها حملت حملاً خفیفاً فمرت به فلما اثقلت دعوا الله ربهما لئن آتیتنا صالحاً لنکونن من الشاکرین فلما آتاهما صالحاً جعلا له شرکاء فیما آتاهما فتعالی الله عما یشرکون" یعنے اللہ وہ ہے کہ جسنے پیدا کیا تم کو ایک جان سے

اور بنایا اسی سے جوڑا اس کا کہ چین پاوے اس سے پہر جب اسنے ڈہانک لیا اسکو پیٹ رہگیا اسکو ہلکا سا پہر گذر گئی اسیطرح پہر جب بوجہل ہوئی تو دونو پکارنے لگے اپنے مالک اللہ کو کہ بخشدے تو ہمکو اچھا بچہ تو بیشک ہو وین ہم حق ماننے والے پہر جب اس نے دیا ان کو اچھا بچہ پہرنے لگے اسکے شریک اسی چیز مین کہ اس نے دیا ان کو سو بہت دور ہے اللہ ان کے شریک بتانے سے (سورۂ مائدہ مین) ماجعل اللہ من بحیرۃ ولا سائبۃ ولا وصیلۃ ولا حام ولا لکن الذین کفروا یفترون علی اللہ الکذب واکثرہم لا یعقلون ""

یعنے نہین ٹہیرایا اللہ نے کوئی بحیرہ اور نہ کوئی سائبہ اور نہ وصیلہ اور نہ حامی اور لیکن کافر لوگ اللہ پر جہوٹ کا افترا کرتے ہین اور اکثر وہ ناسمجہ ہین۔

ان آیتون اور حدیثون سے جو خدا کی وحدانیت اور اسکی پرستش کے بارہ مین نقل کی گئین اسنے صاف اندازہ ہو سکتا ہے کہ اسلام درحقیقت خداپرستی کا نام ہے دنیا کی اس ناگفتہ بہ جہالت مین کہ تمام جہان نے قریب قریب خدا اور اس کے احسانون کو بہلا دیا تہا اسلام نے صرف دس ہی برس کے عرصہ مین کیسا کایا پلیٹ کر دیا۔ جو دل کہ کفر و الحاد سے بہرے ہوتے تہے اور بت پرستی کی ظلمت نے ان پر قبضے کر لئے تہے ان ہی دلون مین خداپرستی کا نور بہر گیا جس زبان سے کہ سوائے کلمہ کفر کے اور کبہی کچہہ نہ نکلتا تہا اس سے بہت زور شور سے یہہ کلمہ پڑہوا دیا۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

یہی عین اسلام تہا اور یہی اسکا مفہوم تہا جو ہم نے اوپر بیان کیا۔ کیا اس پیدائشی صحرائی نبی کی آواز نے کہ آؤ خدا کی پرستش کرو کچہہ کم اثر کیا جس نے تمام عالم کو اپنے اوپر مائل کر لیا اور سبکو ایک راہ سے لگا دیا انہین خدا کی محبت و الفت دی اور اس کی پرستش کرنی سکہائی۔

جسنے صرف دس ہی برس کے عرصہ مین ایک متوج مخلوق کے دلون مین پیدا کر دیا اور اسنے آگاہ کیا کہ خبردار ہو خداپرستی کا زمانہ آگیا۔ انہین جہوڑ جہوڑ کر خواب خرگوش سے جگا دیا اور لاکہون دلون کو ادہر سے ادہر پہیر دیا کیا حضرت عیسے نے ایسی اصلاح خلق کی کی کیا انہی آنکہون کے آگے خدا کی زرعت کو پامال ہونے سے بچایا۔ چونکہ پہلے ہی سے یہہ قانون فطرت مین طے ہو چکا تہا کہ تکمیل دین کے لئے دوسرا نبی بہیجا جائیگا جسکا نام محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوگا اسلئے وہ ناکام واپس بلا لئے گئے۔

آپ نے ہمیشہ بہت زور شور سے یہہ فرمایا کہ خدا کے رستہ مین صرف یہہ بہت بڑی باتین ہین کہ یتیم پر مہربانی کرے غریبون کو مصیبت سے رہائی دلوائے اور قیدیون کا فدیہ دیکر انہین

چھوڑ دے۔ غرض تعلیم یہی تھی کہ رحم دل بنو اور خدا کی مخلوق سے بخلق پیش آؤ ان پر اپنا دھن من تن قربان کر دو اور یہہ سمجھو کہ ہم پیدا ہی اسی لئے ہوئے ہین کہ لوگون کی مدد کرین بیشک یہی بہت بڑی عبادت ہے اور یہی رحمت ہے۔

اسلام کے رحم نے اپنے کو صرف آدمیون ہی مین پابند نہین کیا ہے بلکہ اسکے ہاتھہ صحرائی جانورون اور وحوش بہایم پر بھی پھیلے ہوئے ہین۔

ایکدن ایک شخص نبی اکرم کی خدمت مین حاضر ہوا اسکے پاس چھوٹے چھوٹے پرندون کا بھرا ہوا تھیلا تھا اسنے عرض کیا کہ مین جنگل مین جارہا تھا مین نے یہہ چھوٹے پرند اپنی ماؤن کے ساتھہ چہچہاتے ہوئے دیکھے مین نے انہین پکڑ لیا اب یہہ میری چادر مین ہین ان کے ماں باپ میرے سر پر گردش کہا رہے ہین۔ نبی اکرم نے ارشاد کیا "تو انہین چھوڑ دے" جب اسنے چھوڑ دیا تو وہ پرند اپنے ماں باپون سے مل گئے پھر نبی اکرم نے ارشاد کیا "کیا تجھے پرندون کی اس محبت سے جو ماؤن نے اپنے بچون سے کی ہے کچھہ تعجب آتا ہے۔ مین اسکی قسم کھاتا ہون کہ جسنے مجھے بھیجا ہے یقیناً خدا اپنی مخلوق سے ان ماؤن کی نسبت زیادہ محبت کرتا ہے" "تو ان کو جہان سے لایا ہے وہین لیجا کر رکھدے تاکہ ان بچون کی مائین ان سے اگر مل جائین خدا سے خوف کرو اور جانورون پر ترس کھاؤ" "اسوقت ان پر سوار ہو جب وہ اس قابل ہون اور جب وہ تھک جائین انہین چھوڑ دو اور آرام لینے دو۔ یقیناً بے زبان جانورون پر رحم کھانے کا صلہ خدا ہمین بہت بڑا دیگا انہین پیاس مین پانی پلاؤ۔"

قرآن مین جو وقعت کہ انسانی زندگی کی ہے وہی حیوان کی بھی رکھی ہے۔ قرآن مین آیا ہے ہر چوپایا زمین پر اور ہر پرند ہوا پر تمہاری طرح سے خدا کی مخلوق ہے اور ایکدن وہ سب اپنے مالک کے پاس واپس جائینگے۔ صدیون سے عیسائیت کو کبھی یہہ نصیب ہی نہ ہوا تھا کہ وہ جانورون پر رحم کرنے کی تاکید کرتی اور ان کے حقوق انسان کو بتاتی لیکن نبی عربی نے بہت زور شور سے اس بات کا اعلان دیا کہ بیزبان جانورون پر رحم کھاؤ بیشک خدا اس کا بہت بڑا اجر دیگا یہہ رحم کے بھرے ہوئے فرایض مسلمانون مین عام ہوگئے اور ہر متنفس ان پر کاربند ہونے کو مجبور ہوا اسلام کا جو کچھہ مفہوم تھا وہ اسباب مین بیان ہوگیا۔ اسلام کے معنے یہہ ہین کہ خدا کو ایک جاننا محمد کو اس کا سچا نبی تصور کرنا اور مسلمانون سے ہمدردی کرنا۔ بس یہی اسلام ہے اور یہی اسکا مفہوم ہے۔ وہ مسلمان نہین ہے کہ جس کے دل مین رحم نہین ہے۔ اور جس نے اپنے بھائیون کی اپنے مال سے اپنے وقت سے مدد نہین کی وہ ہرگز مسلمان نہین ہے اسلئے کہ صرف خدا کو واحد اور محمد کو نبی سمجھکر ہاتھہ پر ہاتھہ رکھکر مسجد یا کسی خانقاہ مین بیٹھہ رہنے کا نام اسلام نہین ہے

بلکہ اصلی مسلمان وہ ہے کہ جو نبی اور خدا کے احکام پر عمل کرے اور بیشک سب محمدی ایسا ہی کرتے ہین - نبی اکرم نے ہمین رحم کی تعلیم دی ہے اور فرمایا ہے کہ ہم نہ صرف آدمیون پر بلکہ جانورون پر بھی رحم کرین -

خدا بہت بڑا رحیم ہے اور اس نے رحم کی بہت بڑی تعلیم دی ہے بیشک اس کا رحم تمام ماؤن کے رحم سے جو وہ اپنے بچون پر کرتی ہین بہت بڑا ہے نبی اکرم نے یہی تلقین فرمایا کہ تمہارا خدا بہت بڑا رحیم ہے اسلئے وہ رحمدل شخص سے خوش ہوتا ہے - وہ کبھی ایسے شخص کو پسند نہین کرتا کہ جسکے دل مین رحم اور ترس نہو -

اکثر لوگ اس رحم کی تاکید پر بھی مذہب اسلام پر یہہ طعنہ زنی کرتے ہین اور یہہ مین میکہہ نکالتے ہین کہ اس مین تحمل اور بردباری اور عاجزی اور مذہب کے سبب سے جو تکلیفین کافرون کی طرف سے پہنچین ان کی صبر سے برداشت نہین ہے اور یہہ باتین مذہب کی سچائی اور نیکی اور اخلاق اور خدا کی راہ مین تکالیف برداشت کرنے کے برخلاف ہین -

مگر یہہ ایک بڑی غلطی اور ناسمجھی ہے اس مین کچھہ شک نہین کہ قرآن مجید مین جو احکام لڑائی کے نہایت نیکی اور انصاف پر مبنی تھے ان کو مسلمانون نے جو بادشاہون کے نامون سے مشہور ہوئے دنیاداری کے بہانہ سے اپنی خواہش نفسانیہ پورا کرنے اور ملک گیری کے لئے نہایت بداخلاقی اور ناانصافی سے برتا اور وحشی درندون سے بھی بدتر کام کئے اور علمائے اسلام نے ان کی تائید کے لئے ایسے مسئلے بیان کئے جو اسلام کی روحانی نیکی کے برخلاف تھے مگر ان کے ایسا کرنے سے جو برائی یا عیب قرار دیا جاوے وہ انہین پر محدود ہے جنہون نے ایسا کیا نہ اسلام پر - ہر ایک منصف مزاج کا اور ہر ایک معترض اور نکتہ چین کا یہہ فرض ہے کہ ان ظالمون کی کردار کو انہین پر محدود رکھے نہ یہہ کہ ان کی کردار سے مذہب اسلام سے نکتہ چینی کرے -

اسلام مین اگرچہ جابجا عفو و صبر و تحمل کی خوبیان بیان کی گئی ہین اور لوگون کو سیر رغبت دلائی گئی ہے مگر اسی کے ساتھہ بدلا لینے کی بھی بغیر زیادتی کے اجازت دی ہے کیا یہہ قانون دنیا کے پیدا کرنے والے کے قانون قدرت کے مناسب نہین ہے اور کیا اس قانون سے زیادہ عمدہ اور سچا کوئی قانون ہو سکتا ہے انسان جب اخلاق کی باتون پر گفتگو کرتا ہے تو بہت سی ایسی باتین اور ایسے اصول بیان کرتا ہے جو کان کو اور دل کو نہایت بھلے معلوم ہوتے ہین اور سننے و پڑہنے والے خیال کرتے ہین کہ یہی اصول اخلاق کے اور یہی اصول اعلے درجہ کی نیکی کے ہین مگر درحقیقت وہ ہوائی آواز سے زیادہ کچھہ رتبہ نہین رکھتے اور چونکہ وہ اصول فطرت انسانی کے بلکہ قانون قدرت کے برخلاف ہوتے ہین کبھی ان پر عملدرآمد نہین ہو سکتا - ایسا قانون بنانے

سے جسپر کبھی عملدرآمد ہو سکے کوئی نتیجہ اور فائدہ مترتب نہین ہوتا بلکہ دل مین اس قانون کی حقارت بیٹھتی ہے کہ وہ قانون قدرت کے برخلاف ہے—

کوئی کتاب دنیا مین انجیل سے زیادہ انسان کو نرم مزاج اور بردبار و متحمل کرنے والی اور اخلاق کو ایسی چمک سے دکھانے والی جس سے آنکھون مین چکاچوند آجاوے نہین ہے، گو اسکے مقولہ ایسے نہین ہین کہ سب سے پہلے اسی مین بیان کئے گئے ہون بلکہ بہت سے ایسے ہین جو اس سے پہلے لوگون نے بھی جن کے پیرو اب بت پرست و کافر گنے جاتے ہین بیان کئے ہین مگر یہہ دیکھنا چاہئے کہ ان لوگون مین کیا اثر ہوا تھا—

انجیل مین لکھا ہے کہ اگر کوئی تیرے ایک گال پر طمانچہ مارے تو دوسرا گال بھی اسکے سامنے کردے بلاشبہہ یہہ سننا اخلاق کے خیال سے تو بڑا عمدہ معلوم ہوتا ہے مگر کسی زمانہ کے لوگون نے اسپر عمل کیا ہے ۞ اگر دنیا اسپر عمل کرے تو دنیا کا کیا حال ہو ۞ اسیطرح آباد رہے اور اسیطرح لوگون کی جان و مال امن مین رہے ۞ نہایت دلچسپ جواب دیا جاتا ہے کہ جب سب ایسے ہی ہو جاوین تو دنیا بہشت ہو جاوے مگر پوچھا جاتا ہے کہ کبھی ایسا ہوا ہے ۞ یا کبھی ایسا ہوگا ۞ یہہ سب ناشدنی باتین ہین جو خیال مین شدنی قرار دیکر انسان خیالی اور جھوٹی خوشی حاصل کرتا ہے- انجیل مین لکھا ہے "تو اپنے کل کے کھانے کی فکر مت کر خدا کل کی روزی پہونچانے کی فکر کرنے والا ہے" دلکو یہہ مقولہ نہایت ہی پیارا اور اس پیارے خدا پر اعتماد دلانے والا معلوم ہوتا ہے مگر کبھی کسی نے اسپر عمل کیا ہے ۞ آیندہ کبھی اسپر عمل ہوگا ۞ اگر ہم اس ناشدنی امر کو ایک لمحہ کے لئے شدنی تصور کرکے تمام دنیا کے لوگون کو اسی مقولہ پر عمل کرتا ہوا سمجھہ لین تو دنیا کا کیا حال ہوگا ۞ پس اس قسم کی تمام باتین انسان کو دھوکا دینے والی ہین اور قانون قدرت کے برخلاف ہونے سے خود اپنی سچائی کو مشتبہ کرتی ہین—

عیسائی مذہب جسکی جڑ ایسی نیکی اور نرمی اور اخلاق مین لگائی گئی تھی وہ پھولا پھلا اور سرسبز و شاداب ہوا اسکو چھوڑ دو کہ وہ کس سبب سے بڑھا اور سرسبز ہوا مگر دیکھو کہ اس نے کیا پھل پیدا کیا ایک بھی نصیحت اسکی کام نہ آئی اور خود مذہب نے جو خونریزی اور بیرحمی اور ناانصافی اور درندون سے بھی زیادہ بدتر خصلت دکھائی وہ شاید دنیا مین بے مثل ہوگی اور جس نیکی مین اس کی جڑ لگائی گئی تھی اس نے کچھہ پھل نہین دیا- کیونکہ قانون قدرت کے برخلاف لگائی گئی تھی- جو خوبی کیا روحانی کیا اخلاقی اور کیا تمدنی اب ہم بعض عیسائی ملکون مین دیکھتے ہین کیا یہہ پھل اسی درخت کا ہے جسکی جڑ ایسی نیکی مین لگائی گئی تھی- جو خلاف قانون قدرت تھی ہو حاشا وکلا "بلکہ یہہ سب پھل ہے کہ اس درخت کو وہان سے اکھیڑ کر دوسری زمین پر لگایا ہے جو قانون قدرت یعنے اسلام کی زمین ہے اور جسقدر کہ پہلی زمین کی مٹی اسمین لگی ہوئی ہے اسیقدر اسمین نقصان ہے

اس سے بھی زیادہ رحیم مذہب کا حال سنو جسنے ایک چھوٹے سے چھوٹے جانور کی جان کو بھی مارنا سخت گناہ قرار دیا ہے۔ خون کا بہانا آدمی کا ہو یا درندے یا ایک پسّو کا خدا کی صنعت کو ضائع کرنا سمجھا ہے مگر تاریخ اور زمانہ موجود ہے اس اصول نے جو قانون قدرت کے مخالف تہا کیا نتیجہ دیا۔ قتل وخونریزی ویسی ہی رہی۔ اور ویسی ہی ہے جیسے کہ قانون قدرت سے ہونی چاہیے وہ ہی جو ایک پسّو کا مارنا گناہ عظیم سمجھتے تہے ہزارون آدمیون کو اپنے ہاتہہ سے قتل کرتے تہے اور قتل کرتے ہین۔ پس کوئی قانون گو وہ ظاہر مین کیسا ہی چمکیلا اور خوش آیند ہو جبکہ قانون قدرت کے برخلاف ہے محض نکما اور بے اثر ہے۔ اسلام مین جو خوبی ہے وہ یہی ہے کہ اسکے تمام قانون قانون قدرت کے مطابق اور عملدرآمد کے لائق ہین رحم کی جگہہ جہانتک کہ قانون قدرت اجازت دیتا رحم ہے معافی کی جگہہ اسی اصول پر معافی ہے بدلے کی جگہہ اسیکے مطابق بدلا ہے لڑائی کی جگہہ سچائی کے اصولون پر لڑائی ہے ملاپ کی جگہہ اسیکی بنا پر ملاپ ہے۔ اور یہی بڑی دلیل اسکی سچائی کی اور قانون قدرت کے بنانے والے کی طرف سے ہونے کی ہے۔

اسلام فساد اور دغا اور غدر وبغاوت کی اجازت نہین دیتا جسنے ان کو امن دیا ہو مسلمان ہو یا کافر اسکی اطاعت یا احسان مندی کی ہدایت کرتا ہے کافرون کے ساتہہ جو عہد واقرار ہوئے ہون ان کو نہایت ایمانداری سے پورا کرنے کی تاکید کرتا ہے۔ خود کسی پر ملک گیری اور فتوحات حاصل کرنے کو فوج کشی اور خونریزی کی اجازت نہین دیتا کسی قوم یا ملک کو اس غرض سے کہ اس مین بالجبر اسلام پہیلایا جائے حملہ کرکے مغلوب ومجبور کرنا پسند نہین کرتا یہانتک کہ کسی ایک شخص کو بہی اسلام قبول کرنے پر مجبور نہین کرتا۔ چونکہ یہہ بیان جہاد سے تعلق رکہتا ہے اسلئے اسکی بابت کسی آیندہ باب مین مفصل ذکر آئیگا۔ صرف یہان یہہ دکہانا تہا کہ جو کچہہ اسلام نے رحم دل ہونے کی تلقین کی ہے وہ قانون قدرت کے خلاف نہین ہے۔ وہ وہ رحم سکہاتا ہے کہ جسکو اصل رحم کہتے ہین وہ دہوکا دینے والی باتین سناکر فریب مین نہین لانا چاہتا جو کچہہ پیش کرتا ہے وہ ایسا ہی صاف اور ممکن الوقوع ہے کہ ہر شخص باسانی اسپر کاربند ہو سکے۔ وہ چمکیلی چہم چہم کرتی ہوئی نصیحتین کہ جسمین ناصح کی انتہا درجہ کی رحیمی اور خداترسی پائی جاتی ہے مگر اصل مین محض دہوکا اور ڈہکوسلا ہے ناپسند نہین کرتا اسلام نے جن باتون کی طرف بلایا ہے وہ سب قانون قدرت کے مطابق ہین۔ اس نے بدلا لینے کی اجازت دی ہے لیکن یہہ بہی فرمادیا کہ خدا معاف کرنے والون کو اچہا سمجہتا ہے۔ دونو باتین موجود ہین اگر کسی نے اپنے مخالف سے انتقام لیا برا نہین کیا اور جو کسی نے معاف کردیا اس نے اچہا کیا۔ انسانی فطرت کا اتار چڑہاؤ دیکہکر یہہ قانون قدرت کے مطابق قوانین ایجاد کئے گئے ہین۔ جیسا جسکا جی چاہے اپنے ظرف کے موافق پسند کرے

عملدرآمد کرے۔ ایسی باتین انسان کو نہین بتائی گئی ہین کہ جو صرف کتابون ہی مین رہین اور ان
پر کبہی عمل کرنیکا موقع نہ آوے۔ انجیل کی اس آیت پر کہ اگر تجہے بیگار مین کوئی ایک میل لیجاوے
تو تو دو میل چلا جا۔ کس نے عمل کیا یا عمل کرنیکی خواہش ہوئی۔ پہر انجیل کی نصیحتی آیت اسی کے ورقون
مین [illegible] نہین—
اس آیت کے خلاف وہ وہ بیگار ان مین عیسائیون نے جبراً لنگڑے لولون کو پکڑا اور ان پر وہ وہ
ستم توڑے کہ الحفیظ والامان۔ جس کے بیان سے رونگٹے کہڑے ہوتے ہین۔
اصل یہہ ہے کہ ایسی باتین سکہائی کہ جنپر عملدرآمد نہو سکے اور جو فطرت انسانی اور قانون قدرت
کے محض برخلاف ہون دہوکا دہی اور فریب ہے یا نہین۔ کوئی پیر مرشد یا راہب اپنے معتقدین
سے یہہ نصیحت کرے کہ پیرون سے چلنا سخت بیرحمی ہے بلکہ سر کے بل ٹانگین اونچی کر کے چلنا ثواب
اور رحم ہے خدا اسی سے خوش ہوتا ہے کہ جو سر کے بل چلتا ہے۔ کیا یہہ ناشدنی نصیحت کچہہ اثر کہتی
ہے یا نصیحت سننے والے اسپر عملدرآمد کرنیکا ارادہ بہی کرینگے۔ کبہی نہین پہر ایسی بیہودہ باتون پر
فخر کرنا اور ان کو مثال مین لاکر دوسرے مذہب کے قانون قدرت کے مطابق قوانین پر معترض
ہونا کیسی سخت غلطی اور ناسمجہی ہے۔ انصاف وہ ہی ہے کہ جس سے اور جانین ناواجب
ہلاکت مین نہ پڑین ملکون مین انتظام قایم ہو اور خدا کی مخلوق مین امن پہیلے۔ نہ کہ اس قانون سے
اور بہی ظلم ہو اور خدا کی بادشاہت مین بے امنی کی خونریز حالت محیط ہو۔
ہمارے ان باتون پر اگر ایک منصف مزاج غور کریگا تو اسے یہہ بات معلوم ہوگی کہ جسقدر اسلام
اور اسکے قوانین مین قواعد منضبط ہوئے ہین قانون فطرت کے مطابق ہین اور انمین کسی قسم
کا اختلاف نہین ہے وہی باتین انسان کو سمجہائی گئی ہین کہ جو وہ بآزادی کر سکتا ہے اور جن
کے کرنیکا متحمل نہین ہو سکتا اس کے لئے صاف کہدیا ہے کہ اپنے نفسون کو تکلیف مین مت
ڈالو مگر جہانتک کہ اسکی وسعت ہو۔ اسلام مین نفس کشی نہین ہے۔ تکلیف نہین دی گئی ہے
جبر نہین کیا گیا ہے
صرف وہ ہی باتین بتائی گئی ہین کہ جنپر جیسی ایک قوی فطرت عملدرآمد کر سکتی ہے۔ اسیقدر
ایک کمزور فطرت عملدرآمد کر سکتی ہے۔ اگر یہہ باتین قانون قدرت کے مطابق نہین ہین تو کیا انجیل
کی دہوکا دہ اور فریب مین ڈالنے والی باتین اسکی مطابقت کا دم بہر سکتی ہین۔



گیارہوان باب

(اسلام کی تعلیمات)

اب مین قرآن و حدیث سے یہہ دکہلانا چاہتا ہون کہ اسلام نے بنی نوع کو کیا کیا سکہایا اور انسان کو اپنی مستعار زندگی کیونکہ بسر کرنی چاہیئے۔ اس باب مین تمام دینی اور دنیوی طرز معاشرت اخلاق اور عادات کا ذکر ہوگا تاکہ معلوم ہو کہ اسلام نے واقعی کوئی بات نہین چہوڑی اور آدمی کو ہنا سہنا چلنا پہرنا والادکی تعلیم والدین سے پیش آنا وغیرہ وغیرہ ساری باتین جو زمانہ مین انسان پر آکر پڑتی ہین سب کی کیفیت سمجہائی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ دنیا مین انسان ہوش سنبہال کر کیا کرے اور جب تک مرے کیا کیا کرے۔ گو یہہ ایک بہت وسیع مضمون ہے لیکن مین حتی الوسع قرآن حدیث سے اختصار کے طور پر یہان تحریر کرتا ہون اور دکہاتا ہون کہ اسلام نے کیا کیا سکہایا اور اسلام کیا کیا بتاتا ہے۔ پہلی چیز جو انسان کو سیکہنی چاہیئے وہ علم ہے جس کی فضیلت مین یہہ آیتین قرآن مجید مین بیان ہوئی ہین۔ ،،شہد اللہ انہ لا الہ الا ہو والملئکۃ واولوا العلم قائما بالقسط،، یعنے اللہ نے گواہی دی کہ کسی کی بندگی نہین سوا اسکے اور فرشتون اور علم والون نے وہی حاکم انصاف کا۔،، اللہ نے اپنی ذات پاک سے ابتدا کی اور عالمون پر ختم کیا اسلام مین عالم کی اتنی بڑی فضیلت ہے کہ اللہ نے اپنے تیسرے درجہ پر اسکو رکہا ہے۔ پہر خدا نے فرمایا ہے ،،یرفع اللہ الذین آمنوا والذین اوتوا العلم درجات،، یعنے اللہ اونچے کرے ان کے درجے جو ایمان اور علم رکہتے ہین،، اس سے زیادہ عالم کی فضیلت اور کیا ہوگی۔ کہ جس کے لئے قرآن شریف مین یہہ بشارت دہ آیت آئی ہے۔ اور پہر فرمایا۔ ،،قل ہل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون،، یعنے تو کہہ کہین برابر ہین جو جانتے ہین اور جو نہین جانتے،، یعنے جاہل اور فاضل کا درجہ کبہی برابر نہین ہو سکتا۔ اور پہر فرمایا۔ ،،انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء،، یعنے اللہ سے ڈرتے وہی ہین اس کے بندون مین جنکو علم ہین،، یعنے عالم ہمیشہ باایمان اور رحیم کریم خدا سے خوف کرنے والا ہوگا مگر جاہل کبہی ان صفتون سے موصوف نہین ہو سکتا۔ پہر فرمایا ،،قل کفی باللہ شہیدا بینی وبینکم ومن عندہ علم الکتاب،، یعنے تو کہہ اللہ بس ہے گواہ میرے اور تمہارے بیچ اور جسکو خبر ہے کتاب کی۔،، اللہ کی یہہ صفت بیان کی گئی ہے کہ وہ عالم ہے اور کتاب سے باخبر ہے پہر اور زیادہ فضیلت اس سے کیا ہوگی جو خدا کی صفت قرار دی گئی ہے۔ پہر فرمایا ،،قال الذی عندہ علم من الکتاب انا اٰتیک،، یعنے بولا وہ شخص جس کے پاس تہا ایک علم کتاب کا مین لا دیتا ہون

تجلو وہ نا ،، اسمین اسبات کی تنبیہ ہے کہ وہ سختی کے لائق ہین [illegible] علم قارون ہوا۔ پہر فرمایا ،، وقال الذین اوتوا العلم ویلکم ثواب اللہ خیر لمن امن وعمل صالحا ،، یعنے اور [illegible] جنکو علم دیا گیا تہا کہا کہ اے خرابی تمہاری اللہ کا دیا ثواب بہتر ہے ان کو جو یقین لائے اور کیا بہلا کام ،،

اس مین یہہ بیان فرمایا ہے کہ قدرت آخرت کی بزرگی علم سے معلوم ہوتی ہے ،، اور فرمایا ۔ ،، وتلک الامثال نضربہا للناس وما یعقلہا الا العالمون ،، یعنے اور یہہ مثلین بیان کرتے ہین ہم آدمیون کے لئے اور ان کو بوجہتے وہی ہین جنکو علم ہے ،، اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ عالم ہی دین کی باتین اور انکی مثالین یا اس کی نشانیان سمجہہ سکتا ہے جاہل اس سے بے بہرہ ہے اور فرمایا ،، ولو ردوہ الی الرسول والی اولی الامر منہم لعلمہ الذین یستنبطونہ منہم ،، یعنے اور اگر اس کو پہونچاتے رسول تک اور اپنے اختیار والون تک تو تحقیق کرتے اس کے جو انمین تحقیق کرنے والے ہین ،، ۔ اس آیت مین اپنے حکم کو معاملات مین علما کے اجتہاد پر راجع فرمایا اور ان کے درجہ کو علم الٰہی کے معلوم کرنے مین ابنیا کے رتبہ کے ساتہہ ملایا ۔ پہر فرمایا ،، یا بنی آدم قد انزلنا علیکم لباسا یواری سوآتکم وریشا ولباس التقوی ذلک خیر ،، یعنے اے اولاد آدم کی ہم نے اتاری تم پر پوشاک کہ ڈہانکے تمہارے عیب اور رونق اور کپڑے پرہیزگاری کے سو بہتر ہین ،، اس آیت مین لباس سے مراد علم ہی کیونکہ علم ہی ایک ایسی چیز ہے کہ جو ہزارون عیبون کو ڈہانکتا ہے اور ریش سے مراد یقین ہے اور لباس تقوی سے مراد حیا ہے اور یہہ ساری باتین علم سے حاصل ہوتی ہین اور بے نصیب اور برہنہ ہے وہ شخص جو عالم نہین ہے ۔ نہ اس مین حیا ہے نہ شرم [illegible] ایک چوپائے کی برابر ہے ۔ پہر فرمایا ،، ولقد جئناہم بکتاب فصلناہ علی علم ،، یعنے اور ہم [illegible] کتاب جو کہول کر بیان کی ہے خبرداری سے ،، اور فرمایا ،، فلنقصن علیہم بعلم ،، [illegible] ان کو اپنے علم سے اور پہر فرمایا ،، بل ہو آیات بینات فی صدور الذین اوتوا العلم ،، یعنے بلکہ یہہ قرآن آیتین ہین صاف سینہ مین ان کے جنکو علم ہے ،، یعنے قرآن وہ ہی [illegible] عالم ہے جاہل اس کا مطلب نہین سمجہہ سکتا ۔ اس سے زیادہ علم کی [illegible] اور فرمایا ،، خلق الانسان علمہ البیان ،، بنایا آدمی پہر سکہائی [illegible] تو بانے کی جگہہ مین مذکور ہوئی ہے ۔ یہہ بہت [illegible] [illegible] سے [illegible]

یہانتک کہ قرآن مجید کی آیتون سے علم اور عالم کی فضیلت [illegible] [illegible] حدیثون کا ذکر ہوتا ہے جس مین فضیلت علم و صاحب علم بیان ہوئی ہے حدیث نبوی مین آیا ہے ۔ ،، من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین ویلہمہ رشدہ ،، یعنے جس کے ساتہہ اللہ

بہتری چاہتا ہے۔ اسکو دین مین سمجھہ دیتا ہے اور راہ اس کو الہام کر دیتا ہے " پھر فرمایا "
العلماء ورثة الانبیاء (یعنے عالم انبیا کے وارث ہین۔ یہہ ظاہر ہے کہ درجہ نبوت سے بڑھکر
کوئی درجہ نہین ہے اس سے معلوم ہوا کہ اس رتبہ کی وراثت سے بڑھکر کوئی اور شرف بھی
نہین۔ اور فرمایا " خصلتان لا یجتمعان فی منافق حسن سمت و فقہ فی الدین (یعنے دو خصلتین
ہین کہ منافق مین نہین ہوتین اول خوبی ہدایت اور دین مین سمجھہ " اور فرمایا۔ الناس معادن
کمعادن الذهب والفضة خیارهم فی الجاهلیة خیارهم فی الاسلام اذا فقهوا (یعنے آدمی
کانین ہین مثل سونے چاندی کی کانون کے بس جو کفر مین بہتر تھے وہ اسلام مین بھی بہتر ہین
بشرطیکہ علم دین مین سمجھہ پیدا کرین " اور فرمایا " فضل العالم علی العابد کفضلی علی ادنی رجل من
صحابی " (یعنے عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے میری فضیلت میرے ساتھیون مین سے سب سے
کمتر شخص پر) اس حدیث سے صاف کشف ہوتی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حدیث
مین کیسا ثبوت دیا ہے کہ عابد سے عالم کا درجہ بڑھا ہے اور اس کی کیسی فضیلت بیان فرمائی ہے
اور فرمایا " فضل العالم علی العابد کفضل القمر لیلة البدر علی سائر الکواکب (یعنے عالم کی فضیلت
عابد پر ایسی ہے جیسی چودھوین رات کے چاند کی فضیلت سب ستارون پر " مین پہلے بھی یہہ تحریر
کرچکا ہون کہ عابد اپنی خانقاہ مین وظیفہ بڑبڑاتا اور عبادتین کرتا ہے اس قومی فدائی کے آگے کچھہ
خیال نہین رکھتے مگر عالم اپنی جان اور مال سے قوم کی خدمت کر رہا ہے اور نبی اکرم کی ہدایت کے
مطابق یتیمون کی پرورش کرتا ہے اور محتاجون کی ضرورتون کو پورا کرتا ہے یا مختلف علوم و فنون
تحصیل کرکے قوم کے بچون کو فائدہ پہونچا رہا ہے غرض علم سے دولت سے وقت سے قوت
سے جسطرح سے ہو سکے قوم کے ساتھہ ہمدردی کرنا لازم ہے اسیلئے عابد پر عالم کو اتنی بڑی
فضیلت دی ہے۔ عابد اگر غلطی سے یہہ بھی تسلیم کرلیا جائے کہ خدا کی عبادت کرتا ہے لیکن
صرف اپنے ہی غرض اور خواہش کے لئے اسکا مسلمان پیدا ہونا نہونا یکسان ہوگیا جب تک
کہ دوسرے کو ہم سے کچھہ فائدہ نہ پہونچے ہم کبھی اپنے کو مسلمان نہین کہسکتے یہی وجہ ہے کہ عالم کا
درجہ عابد سے بہت زیادہ ہے۔
اور فرمایا " یشفع یوم القیامة ثلاثة الانبیاء ثم العلماء ثم الشهداء (یعنے قیامت
مین تین آدمیون کی شفاعت قبول ہوگی انبیا کی پھر علما کی پھر شہدا کی " اس حدیث سے علم کا اور بھی

(۱) یہہ حدیث بخاری و مسلم نے روایت کی ہے اور اس مین ویلہمہ رشدہ نہین ہے اس جگہ کو طبرانی نے جامع کبیر مین
نقل کیا ہے (۲) ابو داؤد و ترمذی نے ابو درداء سے روایت کیا ہے — (۳) ترمذی نے ابوہریرہ سے روایت کیا ہے —
(۴) ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح لکھا ہے — (۵) ابو داؤد و ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے —
(۶) ابن ماجہ نے حضرت عثمان سے روایت کیا ہے —

بڑا رتبہ ثابت ہوتا ہے یعنے نبوت کے بعد علم کا درجہ ہے ۔۔

طلب علم کی فضیلت مین قرآن و حدیث سے

قرآن مجید مین آیا ہے۔ ،، فلولا نفر من کل فرقۃ منہم طائفۃ لیتفقہوا فی الدین ،، یعنے سو کیون نہ نکلے ہر فرقہ مین سے ایک انکے حصہ تا سمجھ پیدا کرین دین مین ،، اور فرمایا ،، فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون ،، یعنے سو پوچھو یاد رکھنے والون سے اگر تمکو معلوم نہین ۔،، یہہ گویا رغبت دلائی گئی ہے کہ تم ہی علم پیدا کرو تاکہ تمہین دریافت کرنے اور زحمت اٹھانے کا موقع نہ ملے بلکہ اور لوگ تمسے دریافت کرنے کو ئی علم کی بات آئین ۔ یہہ گویا بہت بڑی رغبت دلائی گئی ہے اسپر ہی اگر کوئی نہ سمجھے اور یہی اسلام پر کہتان اٹھائے کہ اس مین علم کی طرف توجہ مائل نہین کی گئی ہے تو اس کی خطا ہے۔ وہ نکتہ چینی کرنیوالا انتہا درجہ کی نافہمی مین اپنے ستبلا کر لیگا۔

پہر حدیث مین آیا ہے ،، من سلک طریقا یطلب فیہ علما سلک اللہ بہ طریقا الی الجنۃ ،، یعنے جو شخص چلے ایک رستہ کہ طلب کرے اس مین علم اللہ چلاوے اسکو جنت کی راہ ۔،

تعلیم کی فضیلت مین

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ،، ولینذروا قومہم اذا رجعوا الیہم لعلہم یحذرون ،، یعنے اور تاکہ خبر پہونچاوین اپنی قوم کو جب پہر آوین ان کی طرف شاید وہ بچتے رہین ،، اس آیت مین انذار سے مراد تعلیم اور ارشاد ہے اور دوسری جگہہ فرمایا۔ ،، واذ اخذ اللہ میثاق الذین اوتوا الکتب لتبیننہ للناس ولا تکتمونہ ،، یعنے اور جب اللہ نے قرار لیا کتاب والون سے کہ اس کو بیان کروگے لوگون پاس اور نہ چھپاؤگے ،، اسمین تعلیم کا واجب ہونا مذکور ہے اور فرمایا ،، وان فریقا منہم لیکتمون الحق وھم یعلمون ،، یعنے اور ایک فرقہ انمین چہپاتا ہے حق کو جانکر ،، اس آیت مین علم کے چہپانے کی حرمت بیان فرمائی جیسے گواہی کے چہپانے کے لئے ارشاد فرمایا ہے۔
،، ومن یکتمہا فانہ اثم قلبہ ،، یعنے اور جو کوئی وہ چہپاوے تو گنہگار ہے اس کا دل ۔ اور فرمایا ،، ومن احسن قولا ممن دعا الی اللہ وعمل صالحا ،، یعنے اور اس سے بہتر کس کی بات جس نے بلایا اللہ کی طرف اور کیا نیک کام ،، اور فرمایا ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ ،، یعنے بلا اپنے رب کی راہ پر پکی باتین سمجہاکر اور نصیحت کرکے بہلی طرح ،، اور فرمایا ،، ویعلمہم الکتب والحکمۃ ،، یعنے اور سکہاتا ہے ان کو کتاب اور عقلمندی ،، یہہ تو آیتین تعلیم کی فضیلت کے بارے مین ہین اب حدیثین سنئے۔

جب نبی اکرم نے معاذ بن جبل کو یمن کی طرف روانہ فرمایا تو یہہ تعلیم کردی تہی ۔ ،، لان یہدی اللہ[۲]

---

[۱] اسکو مسلم نے ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے۔

[۲] اسکو احمد نے معاذ سے روایت کیا ہے اور بخاری و مسلم مین سہل بن سعد سے روایت ہے کہ یہہ قول آپنے حضرت علی کو فرمایا تہا۔

بک رجلا واحدا خیر لک من الدنیا و ما فیہا ،، یعنی اگر تیرے سبب سے خدائے تعالے ایک آدمی کو ہدایت کردے تو یہہ تیرے حق مین دنیا اور اس کے درمیان کی چیزون سے بہتر ہے اور فرمایا ،، [۱] ان اللہ عزوجل لا ینزع العلم انتزاعا من الناس بعد ان یوتیہم ایاہ و لکن یذہب بذہاب العلماء فکلما ذہب عالم ذہب بما معہ من العلم حتی اذا لم یبق الا رؤساء جہلا ان سئلوا افتوا بغیر علم فیضلون و یضلون ،، یعنی اللہ تعالے لوگون سے علم دیکر چہین نہین لیتا مگر علما کے لیجانے سے علم کو بہی لیجاتا ہے پس جب کوئی عالم چلا جاتا ہے اس کے ساتہہ اسکا علم بہی جاتا رہتا ہے یہانتک کہ جب بجز جاہل سردارون کے اور کوئی نہین رہتا اور ان سے اگر کوئی پوچہتا ہے تو بیجا فتوے دیدیتے ہین تو خود بہی بہکتے ہین اور دوسرے کو بہی بہکاتے ہین ،، پہر فرمایا ،، [۲] من علم علما فکتمہ الجمہ اللہ یوم القیامۃ بلجام من نار ،، یعنی جو شخص کوئی علم سیکہے اور اسے چہپاوے اللہ تعالے قیامت مین اسے آگ کی لگام دیگا ،، اور فرمایا ،، [۳] الدنیا ملعونۃ ملعون ما فیہا الا ذکر اللہ سبحانہ و ما والاہ او معلما او متعلما ،، یعنی دنیا ملعون ہے اور جو چیز اس مین ہے وہ بہی ملعون ہے مگر ذکر خدا اور جو اس کے قریب ہو یا معلم یا طالب علم ہو ،، اور فرمایا [۴] ،، ان اللہ سبحانہ و ملئکتہ و اہل سموتہ و ارضہ حتی النملۃ فی جحرہا و حتی الحوت فی البحر لیصلون علی معلم الناس الخیر ،، یعنی البتہ اللہ سبحانہ اور اس کے فرشتے اور اس کے آسمان اور زمین والے یہانتک کہ چیونٹی اپنے سوراخ مین اور مچہلی سمندر مین سب رحمت بہیجتی ہین اس پر جو لوگون کو خیر سکہلادے اس سے زیادہ فضیلت اور کیا ہو سکتی ہے امی نبی کی یہہ ترغیب اور تعلیم کی طرف تحریص دلانا نہایت قابل توجہ ہے ۔ اور فرمایا ۔ ،، [۵] مثل ما بعثنی اللہ عزوجل بہ من الہدی و العلم کمثل الغیث الکثیر اصاب ارضا فکانت منہا بقعۃ قبلت الماء فانبتت الکلاء و العشب الکثیر و کان منہا بقعۃ امسکت الماء فنفع اللہ عزوجل بہا الناس فشربوا منہا و سقوا و زرعوا و اصاب منہا طائفۃ قیعان لا تمسک ماء و لا تنبت کلاء ،، یعنی مثال اس چیز کی جو اللہ تعالی نے مجکو دیکر بہیجا ہے یعنی ہدایت اور علم کی ایسی مثال ہے کہ بہت سا مینہ کسی سرزمین پر برسے اس مین ایک ٹکڑا ایسا ہو کہ پانی جذب کرے اور گہاس لکڑی بہت اگادے اور ایک ٹکڑا ایسا ہو کہ پانی روک رکہے اور لوگون کو خدائے تعالی اس پانی سے نفع دے کہ آپ پیوین اور جانورون کو پلاوین اور زراعت مین دین اور ایک ٹکڑا ایسا ہو کہ نہ پانی روکے نہ گہاس وغیرہ اس مین پیدا ہو ۔

ف ۱ صحیحین مین ابن عمر سے روایت ہے ۔ ف ۲ ابوداؤد اور ترمذی نے ابوہریرہ سے روایت کیا ہے ف ۳ ترمذی و ابن ماجہ بروایت ابوہریرہ ۔ ف ۴ ترمذی بروایت ابوامامہ ۔
ف ۵ بخاری و مسلم بروایت ابوموسے ۔

اور فرمایا ہے اذا مات ابن آدم انقطع عملہ الا من ثلث علم ینتفع بہ و صدقۃ جاریۃ و ولد صالح یدعولہ بالخیر وا یعنے جب آدمی مرجاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہوجاتا ہے مگر تین چیزون سے اول علم سے جس سے اورون کو فائدہ ہو دوسرے صدقہ جاری سے تیسرے نیک بخت لڑکے سے جو اس کے لئے دعائے خیر کرے اس حدیث مین صدقہ اور اولاد پر علم ہی کو شرف بخشا ہے علم ہی سے انسان کا نام زندہ رہتا ہے۔

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعلم
ثبت ست بر جریدہ عالم دوام ما

اور فرمایا "الدال علی الخیر کفاعلہ" خیر کا بتانیوالا مثل خیر کے کرنے والے کے ہے ۲ اور فرمایا "لاحسد الا فی اثنین رجل آتاہ عز وجل حکمۃ فھو یقضی بھا و یعلمھا الناس و رجل اتاہ اللہ مالا فسلط علی ھلکتہ فی الخیر ۳ یعنے غبط دو ہی شخصون پر ہونا چاہیے ایک تو وہ کہ اللہ تعالے نے اسے حکمت دی ہو اور وہ اس کے بموجب کام کرتا ہو اور اسکو لوگون کو سکھاتا ہو اور ایک وہ کہ اللہ تعالی نے اسکو مال دیا ہو اور اسکو خیرات مین دینے پر اسکو مسلط کردیا ہو" یہہ حدیثین اور نیز اس باب مین نہایت اختصار کے طور پر بیان کی گئی ہین آیندہ ایک مستقل باب مین۔ علم اور حصول علم کے فضائل احادیث صحیحہ سے بیان کئے جاینگے۔

اب مین عبادت کی بابت کچھ ذکر کرنا چاہتا ہون۔

(عبادت کا حکم اسلام مین)

عبادت کے لئے بلانا یہہ بھی اسلام مین ایک بہت بڑی عبادت رکھی گئی ہے اور یہہ بلانا خواہ کسی طور سے ہو مگر اسلام مین خاص ہوگیا ہے کہ نماز پڑھنے سے پہلے ایک شخص بلند آواز بلندی پر کھڑا ہو کر نمازیون کو آواز دیکر بلاوے کہ "نماز کا وقت ہوگیا۔ اس اذان دینے والے کی بھی اسلام مین بہت بڑی فضیلت بیان ہوئی ہے چنانچہ نبی اکرم ارشاد کرتے ہین"

لا یسمع صوت المؤذن جن و لا انس و لا شیء الا شھد لہ یوم القیمۃ ۴ یعنے مؤذن کی آواز جو جن اور انسان اور کوئی چیز سنیگی وہ قیامت کو اسکے لئے گواہی دے گی وہ پھر فرمایا۔ "اذا سمعتم النداء فقولوا مثل ما یقول المؤذن ۵ یعنے جب تم اذان سنو تو کہو جیسے مؤذن کہتا ہے" کتنی بڑی مؤذن کی بزرگی ہے کہ اسکا ہمکلام شاہ و گدا دونون کو ہونا پڑتا ہے۔ اور فرمایا۔ ہان جب وہ یہہ جملے کہے"

---

۱ مسلم بروایت ابو ہریرہ۔ ۲ ترمذی و مسلم و ابو داؤد بروایت انس ۳ بخاری و مسلم بروایت ابن مسعود۔
۴ بخاری بروایت ابو سعید۔ ۵ بخاری و مسلم بروایت ابو سعید۔

حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح "یعنے اور آؤ نماز کو اور آؤ بہتری پر" تو اسوقت یہہ کہے "لاحول ولا قوۃ الا باللہ" اور جب وہ کہے "قد قامت الصلوٰۃ یعنے نماز قایم ہوئی تو یہہ کہے "اقامہا اللہ وادامہا مادامت السمٰوٰت والارض" یعنے خدا اس کو قایم اور دایم رکھے جب تک کہ آسمان و زمین ہین"۔ اور فجر کی اذان مین جب "الصلوٰۃ خیر من النوم" یعنے نماز بہتر ہے سونے سے" تو کہے "صدقت وبررت" یعنے تونے سچ کہا اور خوب کہا اور جب اذان کہہ چکے تو یہہ دعا پڑہے "اللھم رب ھذہ الدعوۃ التامۃ والصلوٰۃ القائمۃ ات محمدن الوسیلۃ والفضیلۃ والدرجۃ الرفیعۃ وابعثہ مقام المحمودۃ الذی وعدتہ انک لاتخلف المیعاد" یعنے اے خدا مالک اس دعائے کامل اور نماز حاضر کے دے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ اور فضیلت اور بلند درجہ اور اٹہا ان کو اس مقام محمود پر جسکا تونے وعدہ کیا ہے تو وعدہ کو یقیناً خلاف نہین کرتا"۔ غور اسی توجہ کے بعد معلوم ہو جائیگا کہ اسلام مین اٹہنا بیٹہنا کہانا پینا نماز کے لئے بلانا یہہ سب اللہ ہی کی عبادت پر مبنی ہے یا ان سب باتون مین اللہ کی تعریف اور عبادت بہری ہوئی ہے۔ صرف ایک اذان مین کسقدر خدا کی حمد اور اس سے التجا کرنا اور اسکی بندگی اور اپنی عاجزی کا اقرار مضمر ہے اس سے زیادہ فخر خدا پرستی اور عبادت مین اور کونسی قوم کر سکتی ہے۔ یہہ تو اذان کی فضیلت ہوئی اور اب نماز کی فضیلت سنو۔

قرآن مجید مین آیا ہے "ان الصلوٰۃ کانت علی المومنین کتاباً موقوتاً" یعنے نماز ہے مسلمانون پر حکم وقت باندہا ہوا اور نبی اکرم ارشاد کرتے ہین "خمس صلوات کتبھن اللہ علی العباد فمن جاء بھن ولم یضیع منھن شیئاً استخفافاً بحقھن کان لہ عند اللہ عھد ان یدخلہ الجنۃ ومن لم یات بھن فلیس لہ عند اللہ عھد ان شاء عذبہ وان شاء ادخلہ الجنۃ" یعنے پانچ نمازین ہین جنکو اللہ تعالیٰ نے بندون پر فرض کیا ہے پس جو کوئی ان کو بجا لاوے اور ان کے حق کو ہلکا جان کر ان مین سے کچہہ ضائع نکرے تو اس کے لئے اللہ کے نزدیک عہد ہوگا کہ اس کو جنت مین داخل کرے اور جو کوئی ان کو ادا نکرے تو اسکے واسطے اللہ کے پاس عہد نہین چاہے اس کو عذاب دے چاہے جنت مین داخل کرے"۔

اور فرمایا "ان الصلوٰۃ کفارۃ لما بینھن ما اجتنبت الکبائر" یعنے نمازین کفارہ ہین ان گناہون کا جو ان کے درمیان ہون جب تک کہ کبیرون سے احتراز کیا جاوے"۔

یہہ جماعت کی فضیلت مین جو ایک زبردست تمدنی پولیسی اور اصول ہے نبی اکرم نے تاکید فرمائی ہے یعنے سب مسلمان ساتہہ ملکر عبادت کرین۔ اس اصول کو وہ لوگ خوب سمجہہ سکتے ہین

ح۱ ابو داؤد و نسائی بروایت عبادہ بن صامت۔

ح۲ بروایت ابو ہریرہ۔

کہ جنہوں نے علم سیاست مدن پڑھا ہے اور وہ جانتے ہین کہ قوم مین اتحاد قایم کرنے اور ہزارون دلون کو ایک کرنے کی اس سے بہتر کوئی صورت نہین نکل سکتی،، صلوٰۃ الجمع تفضل صلوٰۃ الفذ بسبع وعشرین درجۃ[۱] (یعنے جماعت کی نماز تنہا کی نماز سے ستائیس درجہ زیادہ ہے) اور فرمایا،، من صلّے[۲] اربعین یوما الصلوٰت فی جماعۃ لا تفوتہ فیہا تکبیرۃ الاحرام کتب اللہ لہ براءتین براءۃ من النفاق وبراءۃ من النار (یعنے جو شخص چالیس روز نمازین جماعت مین پڑھے اسطرح کہ تکبیر اولی فوت نہو اللہ تعالی اس کے لیئے دو علیحدگی لکھہ دیتا ہے ایک نفاق سے علیحدہ رہنا دوم آگ سے علیحدہ رہنا) اور فرمایا۔ ما تقرب العبد الی اللہ بشئ افضل من سجود خفی[۳] (یعنے بندہ کسی چیز سے اللہ تعالی کا تقرب نہین کرتا جو خفیہ سجدہ کی نسبت کر افضل ہو) [۴]،، ما من مسلم یسجد للہ سجدۃ الا رفعہ اللہ بہا درجۃ وحط عنہ بہا سیئۃ (یعنے جو مسلمان اللہ تعالی کے لئے سجدہ کرتا ہے اللہ تعالی اس سجدہ سے اس کا ایک درجہ اونچا کرتا ہے اور ایک بدی اسکی دور کرتا ہے) وہی مراد اس ارشاد خداوندی مین ہے،، واسجد واقترب (یعنے سجدہ کر اور نزدیک ہو) اور اللہ تعالی فرماتا ہے،، سیماہم فی وجوہہم من اثر السجود (یعنے نشان ان کا ان کے منہ پر ہے سجدہ کے اثر سے) اور ماتھے ہی اسکی یہہ ہی سمجھہ لینا چاہئے کہ جب تک نماز مین فروتنی اور خشوع نہو وہ نماز کامل نہین ہوتی۔ چنانچہ قرآن مجید مین آیا ہے،، واقم الصلوٰۃ لذکری (یعنے اور نماز قایم رکھہ میری یاد کو) اور فرمایا،، ولا تکن من الغافلین (یعنے اور مت ہو غافلون مین سے) اور فرمایا،، لا تقربوا الصلوٰۃ وانتم سکاری حتی تعلموا ما تقولون (یعنے نزدیک نہو نماز کے جب تم کو نشہ ہو جب تک کہ سمجھنے لگو جو کہتے ہو) نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد کرتے ہین،، من صلی[۵] رکعتین لم یحدث نفسہ فیہما بشئ من الدنیا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ (یعنے جو شخص دو رکعتین نماز پڑھے کہ انمین اپنے جی مین کوئی بات دنیا کی نہ کرے تو اسکے اگلے گناہ بخشے جاوینگے،، اور فرمایا،، انما[۶] الصلوٰۃ تمسکن وتواضع وتضرع وتباوس وتنادم وترفع یدیک فیقول اللہم اللہم فمن لم یفعل فہی خداج (یعنے نماز صرف سکنت اور تواضع اور تضرع ظاہر کرنا اور شدت خوف اور پشیمانی بتانی ہے اور اپنے دونون ہاتھ اٹھا کر یہہ کہنا کہ الہی یارب اور جو اس طرح نکرے تو وہ نماز ناقص ہے۔ اور فرمایا،، اذا[۷] صلیت فصل صلوٰۃ مودع (یعنے جب تو نماز پڑھے تو رخصت ہونے والے کی سی نماز پڑھ)

(۱) مسلم بروایت ابن عمر رضی ۔ (۲) ترمذی بروایت انس۔ (۳) ابن مبارک بروایت حمزہ بن حبیب مرسلا
(۴) ابن ماجہ بروایت عبادہ بن صامت۔ (۵) ابن ابی شیبہ نے مرسلا صلہ بن اشیم سے روایت کیا ہے اور صحیحین مین روایت عثمان رضی اللہ عنہ ہے مگر اول مین کچھ زیادہ ہے اور لفظ من الدنیا نہین ہے ۔
(۶) ترمذی نے بروایت فضل بن عباس اسی کے قریب الفاظ روایت کئے ہین۔
(۷) ابن ماجہ بروایت ابو ایوب رضی اللہ عنہ و حاکم بروایت سعد بن ابی وقاص۔

یعنے اپنے نفس اور خواہش اور عمر کو رخصت کرکے اپنے مولی کی طرف چلے جیسا کہ خداتعالی فرماتا ہے ”یا ایہا الانسان انک کادح الی ربک کدحا فملاقیہ“ اے آدمی تجکو پہونچنا ہے اپنے رب تک پہونچتے مین بچ بچ کر پہر اس سے ملنا“ اور فرمایا ”واتقوا اللہ واعلموا انکم ملاقوہ“ یعنے ڈرتے رہو اللہ سے اور خیال رکہو کہ تم کو اس سے ملنا ہے“ جب تک یہہ زبردست تزکیہ دینے والے تاثیر بخش خیالات نماز مین نہون گے کبہی نماز کامل نہین ہو سکتی۔ انہی تواضع اور خشوع سے بہرے ہوئے خیالات پر اسلام فخر کرتا ہے اسلام اسقدر فروتنی اور انکساری سکہاتا ہے جتنی کہ فطرت انسانی سے ممکن ہو سکتی ہے۔ خدا کے آگے اتنی فروتنی اور انکساری کی تعلیم کی مثال اور کسی مذہب مین نہین نکلنے کی۔ نبی اکرم ارشاد کرتے مین ”لا ینظر اللہ الی صلوۃ لا یحضر الرجل فیہا قلبہ مع بدنہ“ یعنے اللہ تعالی ایسی نماز کی طرف نظر نہین کرتا جسمین آدمی اپنا دل مع بدن حاضر نہ کرے“ دوسرا اصول نماز مین بہت بڑا یہہ ہے کہ مسجد مین اپنے بہائیون کے ساتہہ کہڑا ہو کر پڑہے۔ یہہ اتحاد قایم کرنے کا ایک بہت بڑا اصول ہے چنانچہ خدا فرماتا ہے۔ ”انما یعمر مساجد اللہ من امن باللہ والیوم الاخر“ یعنے وہی آباد کرے مسجدین اللہ کی جو ایمان لایا اللہ پر اور پچہلے دن پر۔ اور نبی اکرم ارشاد کرتے مین ”من بنی للہ مسجدا ولو کمفحص قطاۃ بنی اللہ لہ قصرا فی الجنۃ“ یعنے جو شخص مسجد بنوائے اللہ کے واسطے اگرچہ قطاۃ کے گہونسلے کے برابر ہو اللہ تعالی اسکے لئے ایک محل جنت مین بنادیگا اور فرمایا ”من الف المسجد الفہ اللہ تعالی“ یعنے جو شخص مسجد سے الفت کرے اللہ تعالی اس سے الفت رکہتا ہے“ اور فرمایا ”اذا دخل احدکم المسجد فلیرکع رکعتین قبل ان یجلس“ یعنے جب تم مین سے کوئی مسجد مین داخل ہو تو چاہئے کہ بیٹہنے سے پیشتر دو رکعتین پڑہے“۔ غرض یہہ ہے کہ خدا پرستی اور اسکے آداب کی تعلیم جیسے اسلام مین ہے ایسی اور کسی مذہب مین نہین پائی جاتی۔ نماز کا لب لباب اسلام مین صرف یہہ ہے کہ اللہ کو صدق دل سے ایک جانے اور یہہ اقرار دل اور زبان دونوسے کرے بس یہی بہت بڑی عبادت ہے اور بہت بڑی نماز ہے ایک تو خدا کو واحد جاننا اور دوسرے اپنی انکساری اور عاجزی ظاہر کرنی دل سے اور زبان اور اعضا سے چنانچہ نماز مین کہڑے ہوتے ہی اللہ اکبر کہنے کے بعد یہہ پڑہا کرتے مین ”اللہ اکبر کبیرا والحمد للہ کثیرا وسبحان اللہ بکرۃ واصیلا انی وجہت وجہی للذی فطر السموات والارض

(۱) یہہ حدیث ان لفظون سے نہین ملی مگر ابو المنصور دیلمی نے مسند فردوس مین بروایت ابی بن کعب لا یقبل اللہ من عبد عمل حتی یشہد قلبہ مع بدنہ روایت کیا ہے یعنے بندہ سے کوئی عمل خداتعالی قبول نہین کرتا جب تک اسکا دل مع بدن حاضر نہو — (۲) ابن ماجہ بروایت جابر اور صحیحین مین بروایت عثمان یہ حدیث ہے مگر ولو کمفحص قطاۃ اس مین نہین ہے
(۳) طبرانی بروایت ابو سعید بروایت ضعیف — (۴) بخاری و مسلم بروایت ابو قتادہ — (۵) مسلم بروایت ابن عمر
(۶) مسلم بروایت علی ابن ابی طالب —

حنیفا و ما انا من المشرکین ان صلاتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العالمین لا شریک لہ و
بذلک امرت و انا من المسلمین یعنے اخر بیت پڑھتے تھے اور تعریف اللہ کو ہے بہت اور
اس کی پاکی ہے صبح اور شام میں میں نے اپنا منہ اسکی طرف کیا جس نے بنائے آسمان و زمین
ایک طرف کا ہو کر اور میں نہیں شریک کرنے والا میری نماز اور قربانی اور میرا جینا اور مرنا اللہ
کی طرف ہے جو صاحب سارے جہان کا ہے کوئی نہیں شریک اسکا اور یہی مجھکو حکم ہوا اور میں ہون
حکم بردارون میں سے۔ اس سے زیادہ بڑی مثال نہ انکساری اور خدا کی بندگی کی اور کس
مذہب میں مل سکتی ہے اسلام انہی ان ہی بہتسی باتون پر قائم ہے اور اسی سے چارون کونٹ
اس کلمہ کا ڈنکا بج رہا ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

(اسلام نے خیرات یا زکوۃ دینا کہانتک سکہایا)

اسلام کی اور تعلیم ہے کہ اپنے محتاج بہائیون کو خیرات دے اور مال کا چالیسوان حصہ ہر
اور لوگون کی [illegible] ان تک ہو یہہ ایک بہت بڑی پالیسی ہے
اور اسی سے ہمدردی کی تعلیم ہوتی ہے غرضکہ جتنی باتین کہ تمدن و تہذیب اخلاق و شائستگی
کی ہین وہ اسلام نے اعلے درجہ پر سکہائی ہین اس سے زیادہ نہ کسی مذہب نے تعلیم کی اور نہ کوئی
کر سکتا تہا انسان کو اس قدر تاکید خیرات دینے مین فرمائی ہے کہ اس کو عبادت خدا کے بعد
دوسرے درجہ مین جگہہ دی گئی ہے یا یہہ کہنا چاہئے پہلی عبادت یہہ ہے کہ خدا کا دل سے اور
توجہ سے تواضع سے اور خشوع سے ذکر کرے اور دوسری عبادت یہہ ہے کہ اپنے بہائیون کی
پرورش کرے اور جہانتک ممکن ہو ایسے محتاجون کو دے جنکو بہت احتیاج ہے چنانچہ خدا فرماتا
ہے ”واقیموا الصلوۃ واٰتوا الزکوۃ“ یعنے اور برپا کرو نماز اور دیا کرو زکوۃ اور نبی اکرم ارشاد
کرتے ہین ”بنی الاسلام علی خمس شہادۃ ان لا الہ الا اللہ و ان محمد عبدہ و رسولہ و اقام
الصلوۃ و ایتاء الزکوۃ“ یعنے اسلام پانچ باتون پر مبنی ہے گواہی دینا اس کی کہ کوئی معبود نہین
سوائے اللہ کے اور یہہ کہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اسکے بندے اور رسول ہین اور قایم کرنا نماز
کا اور دینا زکوۃ کا الخ۔ اس سے زیادہ دین اسلام کی بزرگی اور کیا ہوگی کہ جو پانچ باتون پر
مبنی ہو۔ اور یہی مذکورہ بالا حدیث مین نبی اکرم نے ارشاد کیا ہے۔ خدا کو ایک جاننا نبی کو
اسکا بندہ اور رسول جاننا نماز پڑہنا۔ زکوۃ دینا۔ زکوۃ کے بارہ مین خدا نے اور بہی زیادہ
تاکید فرمائی ہے۔ واقعی خیرات دینا ہی بڑی عبادت ہے ”والذین یکنزون الذہب والفضۃ
ولا ینفقونہا فی سبیل اللہ فبشرہم بعذاب الیم“ یعنے جو لوگ گاڑ رکہتے مین سونا اور چاندی

بخاری و مسلم

اور خیرات نہین آرہے اللہ کی راہ مین مال کو خرچ کرنا دیکھ والی بار کی خیرات کرنیکے
کی بہت انتہا رحم کی تاکید ہے اسلام ایک ایسا مذہب ہے کہ جس مین خیرات دینا عین عبادت
سمجھا گیا ہے ... زکوٰۃ ... چنانچہ محمد عربی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے ارشاد کیا ہے۔ "لا زکوٰۃ فی مال حتی یحول علیہ الحول" یعنے نہین ہے زکوٰۃ کسی
مال مین جب تک کہ گذر جاوے اسپر ایک برس" اللہ کی راہ مین اپنی جان اور مال سے مدد کرنے کا نام
اسلام ہے حقیقت مین صرف اپنے ہی نفس کی بہتری کے لئے کوشش کرنی اور دوسرون
کو فائدہ نہ پہونچانا تو بہت افسوس ہے بلا ہے۔ اسلئے قرآن مجید مین آیا ہے "ان اللہ اشتری من
المومنین انفسہم واموالہم بان لہم الجنۃ" یعنے اللہ نے خریدلی مسلمانون سے ان کی جان اور مال اس
قیمت پر کہ ان کو جنت ہے" جب تک تم اپنا تن من دھن قربان نہین کرلو گے اور اپنی قوم پر جان
نہ دینے کا نفس ناممکن ہے کہ تمہین نبی کریم کی شفاعت قیامت مین نصیب ہو" اور اللہ تعالی فرماتا
"واتی المال علی حبہ ذوی القربی والیتمی الآیہ" یعنے اور دیوے مال اسکی محبت پر رشتہ دارون کو
اور یتیمون کو اسے مسلمانون کیا ہمدردی کی اور تاکید چاہتے ہو۔ ہے کوئی اور مذہب جو نیکیون
اور ایسی روشن تعلیمات مین اسلام کا ہم مقابل ہو سکے۔ خدا تعالی فرماتا ہے "ومن یوق شح
نفسہ فاولئک ہم المفلحون" یعنے اور بچایا گیا اپنے نفس کی لالچ سے تو وہی لوگ ہین مراد پانیوالے
خیرات دینے کا ارشاد صرف اس ہی شخص کو نہین ہے کہ جو دولتمند ہو بلکہ اس شخص کے لئے بھی
ہے کہ جو محنتی اور مزدور ہو۔ بھائی چارا کبھی قایم نہین ہو سکتا جب تک یہہ نہو کہ اپنی کمائی ہوئی
روزی کا کوئی حصہ اپنے سے زیادہ محتاج کو نہ دے اور اس کی دل سے خبرگیری نکرے چنانچہ نبی کریم
نے فرمایا ہے "[۱] افضل الصدقۃ جہد المقل" یعنے بہتر صدقہ یہہ ہے کہ مفلس اور کم
مایہ محنت کرکے کسی فقیر کو خفیہ دیدیوے۔ وہ بدنصیب ہے وہ شخص کہ جو نبی اکرم کی اس ہدایت پر
چلنا یا چلنے کی کوشش نہین کرتا۔ وہ مسلمان نہین ہے کہ جو اس نصیحت سے دل تنگ ہو۔ مسلمان
ہی کی یہہ شان ہے کہ اگر اسکو ایک روٹی ہاتھ لگے تو اس مین سے آدھی روٹی اپنے بھوکے بھائی کو دیکر
اسکو سہارا دے اور یہہ ادب ہی اسکی ہمت اور اولوالعزمی ہے کہ نصف روٹی اپنے بھوکے بھائی
کو دے اسی کو اسلام کہتے ہین اور یہی عین ایمان ہے۔ یہہ نہو کہ نمود کے لئے کھلم کھلا خیرات دے کہ
شریف آدمی پیسے مین چھپے بلکہ نہایت پوشیدہ دے کہ کسی کو خبر نہو چنانچہ نبی اکرم نے فرمایا ہے "[۲]
صدقۃ السر تطفی غضب الرب" یعنے پوشیدہ دینا صدقہ کا اللہ تعالی کے غصہ کو فرو کرتا ہے" جس آیت
کی یہہ حدیث تائید کرتی ہے وہ آیت یہہ ہے "وان تخفوھا وتوتوھا الفقراء فھو خیر لکم" —

---

[۱] ابوداؤد نے بروایت علی رضی اللہ عنہ ... ابوداؤد و حاکم بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

[۲] طبرانی بروایت ابوامامہ

یعنی اور اگر چھپاؤ خیرات اور فقیروں کو پہونچاؤ تو تم کو بہتر ہے وہ کن سادے الفاظ مین خدا نے ارشاد کیا ہے۔ مسلمان کی یہی شان ہے کہ وہ اسی پر کاربند ہوں۔ لیکن یہہ خیال رہے کہ چھپا کے دینے سے مطلب یہہ ہے کہ ہمین اس دینے سے کسی قسم کی نمود یا شہرت مراد نہو اور اگر ہم پاک طبیعت اور صاف دل سے خدا کی راہ مین دین تو چھپے اور ظاہر کی پھر کوئی قید نہین ہے ایسے پاک دلوں کے لئے قرآن مجید مین صاف آگیا ہے۔ ،،ان تبدوا الصدقات فنعما ھی،، یعنے اگر کھلی دو خیرات تو اچھی بات ہے،، اس سے اپنے دوسرے بھائی کو بھی ترغیب ہوتی ہے بشرطیکہ اپنی نیت صاف ہو اور محض یہہ خیال ہو کہ جس لئے مین پیدا کیا گیا ہوں اسکی بجا آوری کرتا ہوں اسیپر ہمارے ملک الشعرا خاقانی نے یہہ کہا ہے گو اس شعر مین شاعرانہ جھلک پائی جاتی ہے اور مشرقی ادب و رنگینی کی چاشنی بھی موجود ہے پھر بھی شعر کے مفہوم سے ایک مبصر اندازہ کریگا کہ لالچ دنیوی یا دینی سے خیرات کرنا کتنا برا ہے۔

شعر

سخا بہر جزا کردن ریا خوار یست در ہمت

کہ یک بدہی و انگہہ دہ جزا خواہی ز بیزدانست،،

پھر اللہ نے پاک نیتوں اور سچے ہمدردوں کی شان مین یہہ فرمایا اور انہین اجازت دی کہ وہ دونو طور سے خیرات کریں،، وانفقوا مما رزقناھم سرًا وعلانیۃً،، یعنے اور خرچ کیا ہمارے دئے مین سے چھپے اور کھلے،، ہائے کیا اچھا کہا ہے اور کیسے پر اثر الفاظ فرمائے ہین کہ جن کی قیمت بڑے بڑے حکما کے دفاتر بھی نہین ہو سکتے کیسے فصیح و بلیغ معنی خیز اور صدہا اثرات اور مطالب سے بھرے ہوئے الفاظ مین۔ اور وہ یہہ ہین،، لا تبطلوا صدقاتکم بالمن والاذی،، یعنے مت ضائع کرو اپنی خیرات احسان رکھکر اور ستا کر،،۔ اور پھر اسکی اور بھی تائید کی ہے،، لا یقبل اللہ صدقۃ منان،، یعنے خدا احسان رکھنے والے کی خیرات قبول نہین کرتا،، اس سے زیادہ تہذیب ہمدردی بھائی چارا قایم کرنے کی اور کونسی تعلیم ہو سکتی ہے۔ اسلام کی یہہ بھی تعلیم ہے کہ چاہئے جسقدر دے لیکن یہی سمجھے کہ ابھی مین نے کچھہ بھی نہین دیا ہے جو کچھہ ہمدردی برتے یہی سمجھتا رہے کہ ابھی مجھسے کچھہ نہین ہوا۔ اس سبب سے اگر ذرا بھی خیال اس کا آگیا کہ مین بہت کچھہ کر چکا تو بس یہی خیال تمام نیکیوں کو جو وہ کر چکا ہے ضائع کر دیگا۔ اس کی بھی تنبیہ کلام مجید مین موجود ہے۔

چنانچہ ارشاد ہوا ہے،، ویوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم فلم تغن عنکم شیئاً،، یعنے اور حنین کے دن جب اترائے تم اپنی بہتات پر پھر وہ کچھہ کام نہ آئی تمھارے،،

خیرات دینے مین یہہ بھی تاکید ہے کہ ہمیشہ نیک کمائی پیدا کرو اور اس مین سے خیرات کرو۔ خدا اور اس کے نبی نے سخت تاکید کی ہے کہ برے طور سے ہرگز روزی پیدا نکرو اور نیک رہو۔[1]

---

[1] طبرانی بروایت ابو امامہ۔

پیدا کرے کہ خدا کی راہ مین اپنے بھائیون سے یہ ہمدردی پیش آوے قرآن مجید مین ترغیب ہے
"یا ایھا الذین امنوا انفقوا من طیبات ما کسبتم ومما اخرجنا لکم من الارض ولا تیمموا الخبیث
منه تنفقون ولستم باخذیه الا ان تغمضوا فیه" یعنے اے ایمان والو خرچ کرو ستھری چیزین اپنی کمائی
مین سے اور جو ہم نے نکال دیا تمکو زمین مین سے اور نیت نہ رکھو گندی چیز پر کہ خرچ کرو اور تم آپ
وہ نہ لوگے مگر جو آنکھین بند کر لو دو اور جو لوگ کہ بری راہون سے دوسرونکا دل دکھا کر روپیہ
پیدا کرتے ہین یا کسی کو فریب دیکر کچھہ کماتے ہین ان کا مال محض ناپاک قرار دیا گیا ہے اور وہ خیرات
کرنیکے ثواب سے بالکل محروم کر دیئے گئے ہین اور انہین تاکید کر دی گئی ہے کہ اگر ایسے مال مین سے
خدا کی راہ مین خیرات کرینگے تو ان کے لیئے پھر آگ ہے یہہ آیت اسی کی تاکید کے لیئے ہے
"ویجعلون لله ما یکرهون وتصف السنتهم الکذب ان لهم الحسنی لا جرم ان لهم النار" یعنے اور
کرتے ہین الله کا جو اپنا جی نہ چاہے اور بتاتی ہین ان کی زبانین جھوٹ کہ ان کو خوبی ہے آپ ہی
ثابت ہوا کہ ان کو آگ ہے دو۔ پاک کھلا اور پاک کھا اور پاک مین سے دے یہہ ہدایت نبی کی ہے
جسکا ارشاد یہہ ہے "(۱) لا تاکل الا طعام تقی ولا یاکل طعامک الا تقی" یعنے مت کھا بجز پرہیزگار کے
کھانے کے اور نہ کھاوے تیرا کھانا کوئی سوا پرہیزگار کے آجکل مہذب یورپ کی یہہ بہت بڑی
تہذیب گنی جاتی ہے کہ جہان انہین کسی نے کوئی چیز دی انہون نے شکریہ ادا کر دیا اسیکو وہ بہت
شائستہ اخلاق اور تہذیب اور شائستگی جانتے ہین لیکن اسلام نے ان سب باتون کو محض ناکارہ
اور منافی اخلاق ثابت کر دیا ہے ہر حالت مین خدا کا شکر کرنا واجب ہے اگر ہمین کوئی چیز دے تو ہمارا
یہی ایمان ہے کہ ہم خدا کا شکریہ ادا کرین اور اسکو دعا دین کہ خدا تجھے نیک کام کرنے کی اور بھی
توفیق دے اسلام نے ان باتون کو اڑا دیا کہ جنسے عجب وغرور تکبر پایا جائے اکثر لوگ صرف شکریہ
لینے کے لیئے بہت سے کام کرتے ہین چونکہ یہہ بھی گھمنڈ پیدا ہونے کی ایک سیڑھی ہے اسلیئے اسلام
نے روک دیا۔ اسکی مثال یہہ ہے کہ جب (۲) حضرت عائشہ رض کی بہتان سے برات اتری تو حضرت
ابوبکر رضی الله عنہ نے ان سے کہا کہ کھڑی ہو اور سر مبارک آنحضرت صلی الله علیہ وآلہ وسلم
کو بوسہ دے حضرت عائشہ رض نے فرمایا کہ بخدا مین یہہ نکرونگی اور نہ بجز خدا کے اور کسی کا شکر
کرونگی۔ آنحضرت صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسکو جانے دو اور کچھہ مت کہو اور ایک روایت
مین ہے کہ حضرت عائشہ نے حضرت صدیق اکبر کو یہہ جواب دیا "(۳) الحمد لله لا بحمدک ولا بحمد
صاحبک" یعنے خدائے تعالی کا شکر ہے اسمین تمہارے اور تمہارے ساتھی یعنے محمد کی کچھہ منت
نہین۔ حضرت عائشہ رض کا یہہ کلمہ سنکر نبی نے انکار نہ کیا۔ غرض یہہ ہے کہ بہرحال خدا ہی

ف۱ ابو داود و ترمذی مگر ان مین اول جملہ کی جگہہ لا تصحب الا مومنا ہے۔ ف۲ ابو داود بروایت عائشہ اور اس مین یہہ ہے
کہ میرے ماں باپ دونون نے کہا کہ کھڑی ہو۔ ف۳ طبرانی بروایت ابن عباس۔

اسلام مین اس قابل سمجھا گیا ہے کہ اسکا شکریہ ادا کیا کرین اور جو لوگ سخاوت کو اچھا نہین سمجھتے وہ راہ پر نہین ہین ان کے لئے قرآن مجید مین یہہ آیا ہے۔ "واذا ذکر اللہ وحدہ اشمازت قلوب الذین لا یومنون بالاخرۃ واذا ذکر الذین من دونہ اذا ھم یستبشرون" یعنے اور جب نام لیجے اللہ کا اکیلا رک جاوین دل ان کے جو آخرت پر یقین نہین رکھتے اور جب نام لیجے اسکے سوا اورون کا بہت ہی وہ خوشیان کرنے لگین۔ اغنیا کو سخت تاکید فرمائی ہے کہ وہ خیرات کرنے مین سوال کے محتاج نہ ہون کیونکہ اکثر لوگ ایسے ہین کہ ان کو سخت شرم سوال کرنے مین آتی ہے اغنیا کو یہہ چاہیے کہ ان کے چہرے ہی دیکھکر پہچان لین کہ یہہ محتاج ہین اور ان سے سلوک کرین خدا قرآن مجید مین یہہ ارشاد کرتا ہے۔ "یحسبھم الجاھل اغنیاء من التعفف تعرفھم بسیماھم لا یسئلون الناس الحافا" یعنے سمجھے ان کو بیخبر لوگ محفوظ ان کے نہ مانگنے سے تو پہچانتا ہے ان کو ان کے چہرہ سے نہین مانگتے لوگون سے لپٹ کر۔ خیرات کرنیوالون کا فرض ہے کہ ضعیف لوگون کے باطن کا حال دریافت کرنا چاہیئے۔ کیون ایسے لوگون کا دینا کہ جو سوال نہین کرتے ان لوگون کے دینے سے جو علانیہ مانگتے ہین کسی درجہ بہتر ہے اور جو شخص صاحب عیال ہو یا کسی مرض مین گرفتار ہو ایسے شخص کو ڈھونڈ ڈھونڈکر دینا چاہیئے۔ اسکی تائید قرآن مجید مین ہوئی ہے "للفقراء الذین احصروا فی سبیل اللہ لا یستطیعون ضربا فی الارض" یعنے جو اٹک رہے ہین اللہ کی راہ مین چل پھر نہین سکتے ملک مین"۔ اسلام کی بین فرائض اور اسکی روشن تعلیم مین نیک راہ سے حلال کی روضی پیدا کرنا ایمان کے بعد فرض قرار دیا گیا ہے جسکی موئید یہہ حدیث نبوی ہے "طلب الحلال فریضۃ بعد الفریضۃ" یعنے حلال کا طلب کرنا فرض ہے ایمان کے بعد۔ اس ہدایت کا صرف یہی منشا ہے کہ بھائی چارا قائم ہو امن مین ترقی ہو اور تہذیب و شائستگی سچائی ملک مین پڑے ہے۔ جو لوگ اللہ کی دی ہوئی نعمت کو چھپاتے ہین ان کو اللہ نے بخیل کہا ہے جو اس آیت مین مذکور ہے۔ "الذین یبخلون ویامرون الناس بالبخل ویکتمون ما اتاھم اللہ من فضلہ" یعنے وہ جو بخل کرتے ہین اور سکہاتے ہین لوگون کو بخل اور چھپاتے ہین جو ان کو دیا اسنے اپنے فضل سے"۔

اسلام مین روزہ رکھنا

خدا نے پہلی عبادت تو اپنے کو ایک جاننا قرار دی اور دوسرا فرض خیرات کرنا لیکن روزہ ایمان کا چہارم قرار پایا ہے۔ جس سے مقصود صرف یہہ ہے۔ کہ ہم اپنی نفسانیہ قوتون کے روکنے پر قادر ہو جائین اور ہمپر کبھی خواہشات نفسانیہ غلبہ نہ پا جائین۔ ایک حدیث مین آیا ہے ۔۔

ف۱ بیہقی بروایت ابن مسعود بسند ضعیف۔

الصوم نصف الصبر" یعنے روزہ صبر کا نصف ہے۔ اور پھر فرمایا کہ "الصبر نصف الایمان" یعنے صبر ایمان کا آدھا ہے "اس سے معلوم ہوا کہ روزہ ایمان کے نصف کا نصف ہے اور روزہ رکھنے کے لئے نبی اکرم نے کیسی اچھی ترغیب دی ہے اور کیا خوب فرمایا ہے "والذی نفسی بیدہ[1] لخلوف فم الصائم اطیب عند اللہ من ریح المسک یقول اللہ عز وجل انما یذر شہوتہ وطعامہ وشرابہ لاجلی فالصوم لی وانا اجزی بہ" یعنے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ مین میری جان ہے کہ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ اچھی ہے اللہ تعالی فرماتا ہے کہ روزہ دار اپنی خواہش اور کہانا اور پینا صرف میرے لئے چھوڑتا ہے تو روزہ میرے لئے ہے اور مین اسکا بدلہ دونگا۔ عموماً لوگ یہہ کہا کرتے ہین کہ اگر اللہ کا حکم ہوگا تو روزہ رکہا جائیگا یا خیرات دی جائیگی یا نماز پڑہی جائیگی اور جب انمین سے کوئی بات وہ عمداً نہین کرتے تو یہہ کہا کرتے ہین کہ خدا کی مرضی ہی ایسی ہے اس بہانہ کو رفع کرنے اور اٹہانے کے لئے خدا نے صاف فرمایا ہے "ان تنصروا اللہ ینصرکم ویثبت اقدامکم" یعنے اگر تم مدد کروگے اللہ کی تو وہ تمہاری مدد کریگا اور جما دیگا تمہارے پاؤن۔ غرضکہ شروع کرنا کوشش کا بندہ کے جانب سے ہے اور ہدایت کا عوض دینا خدا کی طرف سے۔ اور فرمایا "والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا" یعنے اور جنہون نے محنت کی ہمارے واسطے ہم سمجہا دینگے ان کو اپنی راہین "گویا بندہ کو اس نے ہر کام مین قدرت عطا کی ہے وہ ہر کام اپنی مرضی سے کرسکتا ہے جیسا چاہے کوئی اسکو مانع نہین ہے۔ اسکی تائید مین یہہ بہی ارشاد ہوا "ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم" یعنے اللہ نہین بدلتا ہے کسی قوم کو جب تک وہ نہ بدلین جو اپنے بیچ ہے "روزہ سے غرض صرف اتنی ہے کہ اپنی خواہشات نفسانیہ کو روکے اور ان ناپاک جذبون کو جو عموماً انسان کی فطرت مین اٹہا کرتے ہین ان کا اثر اپنی طبیعت اور افعال پر نہونے دے خالی فاقہ کشی اور پانی نہ پینے کا نام روزہ نہین ہے جیسا عموماً بعض غیر اسلام جانتے ہین۔

جتنی باتین کہ تہذیب اور شائستگی کی منافی ہون ان کے کرنے سے روزہ نہین رہتا جو اس حدیث مین مذکور ہے "خمس[2] یفطرن الصائم الکذب والغیبۃ والنمیمۃ والیمین الکاذبۃ والنظرۃ بشہوۃ" یعنے پانچ چیزین روزہ دار کا روزہ توڑ دیتی ہین جہوٹ اور چغلی اور غیبت اور جہوٹی قسم اور شہوت سے دیکہنا۔" یہہ شائستگی اور اخلاق سکہانے کی حد سے زیادہ تعلیم ہے یعنے جہوٹ اور غیبت اور کسی کی طرف بدنظر سے دیکہنے کو ایسا برا سمجہا گیا ہے کہ روزہ اس سے جاتا رہتا ہے

[1] ترمذی و ابن ماجہ بروایت ابوہریرہ۔ [2] خطیب بروایت ابو سعید۔ [3] بخاری و مسلم بروایت ابوہریرہ۔

[4] ترمذی در ضعفا از طریق جابان عن انس رض۔

اس سے معلوم ہوا کہ اصل مین روزہ کیا ہے اخلاق شائستگی حاصل کرنا کبھی جھوٹ نہ بولنا کسی کی چغلی نہ کہانی اور کسی کی غیبت نہ کرنی۔ یہی باتین اسلام تعلیم کرتا ہے اور یہی باتین عین اخلاق اور عین شائستگی ہین۔ اور جو لوگ شائستگی نہین سیکھتے جھوٹ بولنا نہین چھوڑتے اور صرف اپنا دار و مدار فاقہ کشی ہی پر رکھکر نجات دارین کے طلبگار ہوتے ہین تو ان کے سمجھنے کے لئے یہہ حدیث نبویہ کافی ہے "کم من صائم لیس لہ من صومہ الا الجوع و العطش" ف۱ یعنے بہت روزے دار ایسے ہین کہ ان کو ان کے روزہ سے بجز بہوک اور پیاس کے اور کچھہ نہین"

اسلام مین خلق کی تعلیم

خلق کے بابت احکام ہم اپنے گذشتہ نوٹون مین نبی اکرم کے خلق کے کہانتہ بہت کچھہ بیان کر چکے ہین لیکن بقدر اسکی بابت اور بہی بیان کرتے ہین۔ پہلے یہہ سمجھنا چاہیئے کہ اسلام مین خلق کی کسقدر تاکید آئی ہے اور کس دہوم دہام سے سکہایا گیا ہے کہ ہرگز وہ بات نکرو کہ جو کسیکو بری معلوم ہو بلکہ ہر دل عزیز ہو میٹہا میٹہا بولو اور ہنس مکہ چہرہ سے جواب دو کسی کی بات پر اسکے چڑانے کو مت ہنسو کسی کی نقلین نکرو اگر ایسا ہوگا تو اسے خدا کی طرف سے برا اجر دیا جائے گا۔ نبی اکرم نے کس اعلے لفظ کی صورت مین یہہ فرما دیا"

"اکمل المومنین ایمانا احسنہم اخلاقا" ف۲ یعنے ایمانداروں مین سے کامل تر ایمان مین وہ ہے جو اخلاق مین اچھا ہے" یہہ حدیث پہلے بہی مین نقل کر چکا ہون۔ اور حدیث مین آیا ہے"

"اذا رایتم المومنین صموتا وقورا فادنو منہ فانہ یلقن الحکمۃ" ف۳ یعنے جب تم مومن کو خاموشی اور صاحب وقار دیکہو تو اس سے قریب ہو کہ وہ حکمت سکہلایا جاتا ہے" اور فرمایا"

"من سرت حسنتہ و ساءتہ سیئتہ فہو مومن" ف۴ یعنے جس شخص کو اپنی نیکی اچھی معلوم ہو اور برائی بری وہ شخص مومن ہے" اور فرمایا "لا یحل المومن ان ینظر الی اخیہ بنظرۃ توذیہ" ف۵ یعنے کسی مومن کو جایز نہین ہے کہ اپنے بہائی کو ایسی نگاہ سے دیکہے جس سے اس کو ایذا ہو" ہمارے نبی کا یہہ خلق تہا کہ آپ اس حالت مین بہی کہ جب آپ کی قوم نے آپ پر انتہا درجہ کے ظلم توڑے تہے اور ایسی حالت مین کہ آپ اس حالت مین بہی کہ جب آپ کے نورانی رخسارے خون مین لت پت ہو رہے تہے اس حالت مین بہی آپ نے اپنے ایسے خوفناک جانی دشمنون کے لئے یہہ دعا مانگی" "اللہم اغفر لقومی فانہم لا یعلمون" ف۶ الہی میری قوم کو بخشدے کہ وہ نہین جانتے ہین"

ف۱ نسائی در مکارم الاخلاق۔ بروایت ابن مسعود۔ ف۲ ابن ماجہ نے یہہ مضمون اور لفظون مین بروایت ابی خلاد بیان کیا ہے۔ ف۳ طبرانی و حاکم بروایت ابو موسے و ابو امامہ۔ ف۴ اس حدیث کو ابن مبارک نے روایت کیا ہے۔ ف۵ دلائل النبوت بیہقی ابن حبان اور بیہقی نے سہل بن سعد سے اور صحیحین مین بروایت ابن مسعود یہہ لکہا ہے کہ یہہ حال آپ نے کسی نبی کا حکایت کیا ہے۔

اس سے زیادہ اور خلق کیا کوئی سکھائیگا اسلام ایسے خلق کی تعلیم کرتا ہے- اور یہہ سکھاتا ہے کہ اگر اپنا دشمن اپنا ایذا دہ بھی ہو اس سے بھی بخلق پیش آؤ اور اس کیلئے بھی حضرت ہی کی دعا مانگو-

اسلام مین خاموشی کی تعلیم

خاموشی حکمۃ ایسی چیز ہے کہ اسکی بابت حکمانے بہت کچھہ لکھا ہے اور سب اسی پر متفق ہین کہ سکوت سے بہتر کوئی چیز عمدہ نہین ہے- زیادہ بک بک کرنا اور الٹی سیدہی باتین بنانا وقار کھو دیتا ہے اور آدمی چھچورا کہلایا جاتا ہے- آؤ ایک نظر نبی اکرم کی قیمتی احادیث پر ڈالین اور دیکھین کہ خاموشی کی عمدگی افضل النبین نے کیا بیان فرمائی ہے وھوہذا- ""من صمت نجا"" یعنے جو چپ رہا نجات پائی- کتنا زبردست حکیمانہ قول ہے اور صرف ان دو الفاظ مین کیسے بڑے بڑے مطالب مضمر ہین کہ اگر ان کی تشریح کی جائے گی تو ایک دفتر عظیم درکار ہوگا لیکن مبصر خود نبی اکرم کے ان لفظون سے اندازہ کرے گا کہ جتنے مختصر ہین اسی قدر مطالب خیز ہین-

اور فرمایا ""الصمت حکم و قلیل فاعلہ"" یعنے سکوت حکمت ہے اور اس کے کرنے والے کم ہین در خاموشی بیشک عین حکمت ہے بشرطیکہ کوئی اسپر عمل کرے عبد اللہ بن سفیان کہتے ہین کہ میرے باپ نے نبی اکرم کی خدمت مین عرض کیا کہ اسلام مین کوئی ایسی بات ارشاد فرما دیجیے کہ پھر آپ کے بعد کسی سے دریافت کرنے کی نوبت نہ آوے آپنے فرمایا ""قل امنت باللہ ثم استقم"" یعنے تو کہہ مین ایمان لایا اللہ پر پھر راست ہو- پھر میرے والد نے عرض کیا کہ مین کس چیز سے بچون آپنے اپنے دست مبارک سے زبان کی طرف اشارہ فرمایا کہ اس سے بچو عقبہ بن عامر کہتے ہین کہ مین نے نبی اکرم کی خدمت مین عرض کیا کہ نجات کی کیا صورت ہے- آپنے فرمایا ""امسک علیک لسانک و لیسعک بیتک وابک علی خطیئتک""

یعنے اپنی زبان کو روک اور چاہئے کہ گنجائش کرے تجھکو تیرا گھر یعنے گھر سے باہر مت نکل اور اپنی خطا پر گریہ کر- معاذ بن جبل نے نبی اکرم کی خدمت مین عرض کیا کہ ہماری باتون پر اور بولنے چالنے پر ہم سے مواخذہ ہوگا آپ نے ارشاد کیا- ""ثکلتک امک یا ابن جبل وھل یکب الناس فی النار علی مناخرھم الا حصائد السنتھم"" یعنے روئے تجھکو تیری مان اے ابن جبل اور نہین اوندھا ڈالتے مین ناک کے بل دوزخ مین مگر انکی زبانون کی خرمنون کو- اور آپنے ارشاد کیا ""لا یستقیم ایمان العبد حتی یستقیم قلبہ ولا یستقیم قلبہ حتی یستقیم لسانہ ولا یدخل الجنۃ رجل لا یامن جارہ بوائقہ"" یعنے ٹھیک نہین ہوتا ایمان

---

(۱) طبرانی بروایت عبد اللہ بن عمرؓ (۲) فردوس مین ابو منصورؒ نے روایت ابن عمر سے بسند ضعیف بیان کیا ہے-
(۳) ترمذی و نسائی و ابن ماجہ- (۴) اس حدیث کو صحیح بخاری نے نقل کیا ہے (۵) ترمذی ابن ماجہ و حاکم-
(۶) بیہقی نے شعب مین بروایت انس رضی اللہ عنہ بسند ضعیف بیان کیا ہے-

بندہ کا جب تک ٹھیک ہو اسکا دل اور نہیں درست ہوتا ہے دل جب تک نہ درست ہو زبان۔ اور نہیں داخل ہوتا ہے جنت میں وہ شخص کہ مامون نہو اس کا ہمسایہ اس کے شرون سے " اور فرمایا۔ "من سرہ ان یسلم فلیلزم الصمت" (یعنے سلامت رہنا جسکو اچھا لگے وہ سکوت لازم کرے) روایت مین آیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ صفا پر چڑھے ہوئے ایک دن فرماتے تھے "یا لسان قل خیرا تغنم واسکت عن شر تسلم من قبل ان تندم" (یعنے اے زبان اچھی بات کو غنیمت پاوے گی اور بری بات سے سکوت کر سلامت رہے گی پہلے اس سے کہ تو شرمندہ ہو۔ لوگون نے کہا کہ کیا یہہ آپ اپنی طرف سے فرماتے ہین ابن مسعود نے کہا نہیں بلکہ نبی اکرم کو مین نے یہہ فرماتے سنا ہے "ان اکثر خطایا ابن آدم فی لسانہ" (بیشک خطائین آدمی کی اس کی زبان مین ہین) حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہہ روایت مروی ہے "من کف لسانہ ستر اللہ عورتہ ومن ملک غضبہ وقاہ اللہ عذابہ ومن اعتذر الی اللہ قبل اللہ عذرہ" (یعنے جو شخص اپنی زبان کو روکتا ہے اللہ اس کی برہنگی یعنے عیب چھپاتا ہے اور جو شخص اپنے غصہ کو روکتا ہے اللہ تعالی اسکو اپنے عذاب سے بچاتا ہے اور جو خدا کے سامنے عذر کرتا ہے اللہ تعالی اسکی عذر قبول کرتا ہے" نبی اکرم نے معاذ بن جبل کو یہہ ارشاد کیا "اعبد اللہ کانک تراہ وعد نفسک فی الموتی" (یعنے خدا کی عبادت ایسی طرح کر کہ گویا تو اس کو دیکھتا ہے اور اپنے نفس کو مردہ مین شمار کر) نفس کو مردہ شمار کرنا یہی ہے کہ اپنی زبان بند کرے۔ اور فرمایا "الا اخبرکم بایسر العبادۃ واھونہا علی البدن الصمت وحسن الخلق" (یعنے کیا نہ بتلا دون مین ہو بہت آسان اور بہت عبادت بدن پر وہ سکوت اور خوش خلقی ہے" اور فرمایا "من کان یومن باللہ والیوم الآخر فلیقل خیرا اولیسکت" (یعنے جو شخص ایمان رکھتا ہے اللہ پر اور قیامت کے دن پر چاہیے کہ نیک بات کہے یا چپ رہے" اور فرمایا "رحم اللہ عبدا تکلم فغنم او سکت فسلم" یعنے رحم کرے اللہ اس بندہ پر جو بولے تو غنیمت پاوے اور چپ رہے تو سلامت رہے" اور فرمایا "اخزن لسانک الا من خیر فانک بذلک تغلب الشیطان" (روک اپنی زبان کو مگر بہتر بات سے کہ تو اس کے باعث غالب آویگا شیطان پر" اور فرمایا "ان اللہ عند لسان کل قائل فلیتق اللہ امرء علی ما یقول" (یعنے اللہ تعالی ہر کہنے والے کی زبان کے پاس ہے پس جو شخص کچھہ کہے اس کو چاہیئے کہ خدا سے ڈرے" اور فرمایا "اذا رایتم المومن صموتا وقورا فادنوا منہ فانہ تلقن الحکمۃ" (یعنے جب تم دیکھو مومن کو چپکا اور صاحب وقار پس اسکے قریب ہو کہ اسکو حکمت تلقین کی جاتی ہے یعنے وہ جو کچھہ کہتا ہے حکمت ہوتی ہے۔" اور فرمایا "من کثر کلامہ کثر سقطہ ومن کثر سقطہ

(۱) ابن جبیر سے یہہ حدیث مروی ہے (۲) بیہقی در شعب بروایت اسلم مولی عمر فاروق (۳) دوسری بروایت قیس بن ابی حازم عن الصدیق۔ (۴) صفوان بن سلیم سے یہہ حدیث مروی ہے۔ (۵) بخاری ومسلم۔ (۶) ابن ابی الدنیا وبیہقی در شعب ... (۷) ابن حبان بالفاظ دیگر بروایت ابو ذر رضی اللہ عنہ۔ (۸) سعید بن جبیر سے روایت ہے (۹) یہہ حدیث اور اسکی سندین مین پہلے بیان کر چکا ہون (۱۰) ابو نعیم بروایت ابن عمر بسند ضعیف وبیہقی در شعب موقوفا علی عمر الفاروق۔

اکثرت ذنوبہ ومن کثرت ذنوبہ کانت النار اولی بہ، یعنے جسکی گفتگو زیادہ ہوگی اور جس کی بری بات زیادہ ہوگی اسکے گناہ زیادہ ہون گے اس کے لیئے دوزخ زیادہ لایق ہے - ان قیمتی حدیثون سے یہہ بات بخوبی ثابت ہوگئی ہے کہ بنی اکرم نے خاموشی کی جو عین حکمت ہے کسقدر تاکید فرمائی اور اس کی خوبیان کس کس قدر بیان کین اگر ان کی شرح کی جائے تو درجنون جلدین اسیجان تیار ہون لہذا ہم صرف یہی حدیثین لکھکر دوربین عالی دماغ مبصرون کے انصاف پر چھوڑتے ہین اور دوسرا مضمون بیان کرتے ہین -

(اسلام مین بیفایدہ کلام کرنیکی ممانعت)

اسلام مین سخت تاکید کی گئی ہے کہ جبوقت آدمی زبان سے کوئی بات نکالے تو اس کا فرض ہے پہلے اس بات کو جسے وہ کہنے کو ہے خوب سمجھ لے اور دلمین غور کرلے کہ جتنی آفتین مثل غیبت اور چغلی اور خصومت وغیرہ کے مین آیا میرے الفاظ ان سے پاک ہین یا نہین - کبھی ایسی باتین زبان سے نہ نکالنی چاہئین کہ جو محض بیفایدہ ہون اور ان کا نتیجہ نہ اپنے لیئے ہو اور نہ کسی دوسرے شخص کے لیئے ایسی حالت مین اپنے وقت کا ضایع کرنا ہے - اگر وہ بولنے کے وقت ذرا بھی فکر کرتا تو اسے شاید کیا یقیناً فتوحات غیبی مین سے کوئی چیز مرحمت ہوجاتی - ایماندار کا سکوت فکر ہے نطق ذکر ہے اور دیکھنا عبرت ہے - یہہ شان اس پاک نفس کی ہے کہ جو کبھی بیہودہ کلمات زبان سے نہین نکالتا چنانچہ نبی اکرم نے ارشاد کیا ہے (۱)" آدمی کا راس المال اوقات ہین جب ان کو بیضرورت باتون مین صرف کریگا اور ان سے ثواب آخرت کا ذخیرہ نہ حاصل کریگا تو راس المال مین ٹوٹا پڑیگا در یہہ حدیث کتنی بڑی زبردست حکمت پر مبنی ہے واقعی کیا خوب ارشاد فرمایا ہے بیشک انسان کا راس المال اوقات ہین جس نے اپنا اوقات ایسی باتون مین صرف کیا کہ جو محض بیضرورت ہین اس نے اپنا وقت کھویا اور اس کی جوابدہی خدا کی درگاہ مین اسے کرنی پڑے گی - پھر نبی اکرم نے فرمایا (۲) من حسن اسلام المرء ترک مالا یعنیہ " یعنے انسان کی اسلام کی خوبی مین سے ہے چھوڑنا ایسی چیز کا جو اسکو مفید نہو (۳) - کلام بے حاجت کرنا اسلام مین سخت گناہ تصور کیا گیا ہے - حضرت انس ایک حدیث روایت کرتے ہین کہ احد کی لڑائی مین ہم مین سے ایک گروہ شہید ہوا - ہم نے دیکھا کہ بھوک کے سبب اس کے پیٹ پر پتھر بندہا ہوا تھا ایک شخص جو شہید ہوچکا تھا اور اسکا نورانی چہرہ خاک و خون مین تھمڑا ہوا تھا اس کی ماتا بھری مان اپنے پیارے شہید بیٹے کے منہ سے مٹی پونچھ رہی تھی اور آنکھون مین آنسو ڈبڈبائی ہوئی یہہ کہہ رہی تھی کہ بیٹا جنت مبارک ہو - نبی اکرم نے ارشاد کیا کہ یہہ کیونکر

(۱) مجھے اس حدیث کی سند نہین ملی مگر محمد بن زکریا نے بروایت بن عائشہ عن ابیہ نے نقل کیا ہے کہ نبی اکرم نے اسے منقبہ کا خطبہ پڑھا - بہرحال ہمارا مطلب نکل آیا (۲) ترمذی و ابن ماجہ بروایت ابوہریرہ - (۳) ترمذی مختصر اور ابن ابی الدنیا بسند ضعیف -

معلوم ہوا شاید تیرا بیٹا اپنا وقت بیفائدہ کلام مین ضائع نکرتا ہوگا،، نبی اکرم نے بیفائدہ کلام کرنے کو ایسا سخت برا سمجھا۔ دوسری اور حدیث مین مروی ہے،، نبی اکرم نے دریافت کیا کہ مین نے کعب کو کچھ دن سے نہین دیکھا عرض کیا گیا کہ وہ مریض ہین آپ کعب کی عیادت کے لئے تشریف لیگئے اور کعب سے ارشاد کیا کہ خوشخبری ہو تجھکو اے کعب۔ کعب کی ماں نے کہا اے کعب بچے اب بے روک ٹوک جنت نصیب ہوگئی۔ نبی اکرم نے استفسار کیا کہ یہہ کون ہے جو اللہ پر حکم کرتی ہے کعب نے عرض کیا میری ماں۔ یہہ نبی اکرم نے کعب کی ماں سے فرمایا کہ کیا تمہارے بیٹے نے کبھی بیفائدہ کلام نہین کیا کہ تمہین اپنے بیٹے کی جنت مین جانے کی خبر ہوگئی ؎ ایکدن نبی اکرم نے ارشاد کیا کہ جو شخص پہلے اس دروازہ مین داخل ہوگا وہ جنتی ہوگا۔ حضرت عبداللہ بن سلام داخل ہوئے۔ اور لوگ ان کے پاس گئے اور کہا کہ کونسا عمل تم نے ایسا کیا کہ تمہین زندگی مین جنت کی بشارت دی گئی انہون نے جواب دیا کہ مین ایک ناچیز اور ضعیف شخص ہون اور کیا ہو سکتا ہے۔ ہان مین حتی الوسع کبھی بیفائدہ کلام نہین کرتا،، حضرت ابوذر فرماتے ہین کہ نبی اکرم نے مجھے ارشاد کیا،، تجھے ایسا عمل بتادون کہ تو آسانی سے کرسکے اور اس کا ثواب بہت ہو۔ ابوذر نے عرض کیا کہ ارشاد کیجئے آپ نے فرمایا،، ھوالصمت وحسن الخلق وترک مالا یعنیک ؎ یعنے وہ سکوت اور خوش خلقی اور غیر مفید چیز کا چھوڑنا ہے اور مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ مجھے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ پانچ چیزین مجھے ریون کے واقف سے بھی اچھی معلوم ہوتی ہین اول کلام بیفائدہ کا ترک کرنا دوم کلام مفید بے موقع نہ کہنا۔ سوم حلیم اور نادان سے بحث نہ کرنی۔ کیونکہ حلیم سے بحث کرنی اسکو غصہ دلاتا ہے اور بیوقوف سے ایذا اٹھانی ہے چہارم اپنے غائب بھائی کا اسطرح یا ان لفظون مین ذکر تا کہ اس کے منہہ پر ان ہی لفظون مین ذکر سکین۔ پنجم عمل کرنا اس یقین کے ساتھہ کہ احسان کرنے سے جزا پاؤنگا اور جرم کرنے سے سزا

اسلام مین زیادہ گوئی کی ممانعت

جن الفاظ یا جن فقرون سے کہ ہمارا مطلب ادا ہوتا ہو اس سے زیادہ گفتگو کرنی یہہ بھی پہلی سی برائی کا حکم رکھتی ہے چاہئے اسمین کسی کا ضرر ہو یا نہو۔ عطا بن ابی رباح فرماتے ہین کہ اگلے سلف کلام زائد کو برا جانتے تھے اور کبھی انہون نے زائد کلام نہین کیا۔ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہین کہ بعض آدمی مجھسے ایسی بات کہتے ہین کہ اس کا جواب جیسے پیاسے کو ٹھنڈا پانی اچھا معلوم ہوتا ہے اس سے زیادہ مجھے اچھا معلوم ہوتا ہے مگر مین زائد ہونے کے ڈر سے جواب نہین دیتا یہہ بھی خوب سمجھہ لینا چاہئے کہ بیہودہ خواہشات کے بر لانے اور ان کے پورا ہونے کے لئے کبھی اللہ سے دعا

---

(۱) ابن ابی الدنیا بروایت کعب بن عجرہ۔ (۲) ابن ابی الدنیا ہکذا مرسلاً اسکی سند مین ایک راوی مختلف فیہ ہے
(۳) ابن ابی الدنیا بسند منقطع

نہ مانگنی چاہیے اور یہہ کہنا جایز نہین ہے کہ یا اللہ تو ایسا کردے یہہ کہنا سخت گناہ ہے چنانچہ مطرف رح فرماتے ہین کہ اللہ تعالی کے جلال کو ہمیشہ لحاظ رکہا کرو بے جگہہ اس کا ذکر مت کیا کرو مثلاً کتے یا گدہے کو دیکہکر کہو کہ یا الہی اسے ہٹا دے یا اسی طرح کے کلام مین اس کا ذکر کرو - اب معلوم کرنا چاہیئے کہ کلام زائد کا کچہ حصر نہین بلکہ جو کلام ضروری ہے اس کا حصر کلام مجید مین موجود ہے ،، لاخیر فی کثیر من نجوٰھم الا من امر بصدقۃ او معروف او اصلاح بین الناس ،، یعنے کچہہ بہلی نہین اکثر ان کی مشورت مگر جو کوئی کہے خیرات کو یا نیک بات کو یا اصلاح کرنیکو لوگون مین ،، اس آیت مین صاف مذکور ہے کہ خیرات یا نیک بات یا اصلاح قوم ہی کا مشورہ سب مین افضل ہے اور یہی کرنا چاہیے نیک بات سے مطلب خدا کی عبادت ہے یہی چیزین ضروری ہین جس نے اصلاح قوم کی تدبیرین نہ کین اپنے محتاج بہائیون سے بہ ہمدردی پیش نہ آیا اور ساتہہ ہی خدا کی عبادت نہ کی اس نے گویا اسلام کے دائرہ مین قدم ہی نہین رکہا -

حدیث نبوی مین آیا ہے ،، [1] خوشخبری ہو اس شخص کو کہ جو زبان کو زائد بات سے روکے اور زائد مال کو خرچ کرے ،، اس سے یہہ مطلب ہے کہ جو ایسا نکریگا اسکو ڈر دیا جائے - اور وہ ہرگز نبی اکرم کا پیارا نہین ہے - مال کے خرچ کرنے سے غرض یہہ ہے کہ قوم کی ہمدردی اور بہائیون کی مدد مین صرف کرے نہ کہ بیہودہ لذتون اور نامبارک جذبون کی پیروی مین صرف کرے عموماً یہہ خیال کیا جاتا ہے مشرقی حکمران اپنی تعریف سے بہت خوش ہوتے ہین اور شعرا کو ہزارون روپیہ دیدیتے ہین مگر یہہ ساری باتین نبی اکرم نے محض بے معنی اور لغو ثابت کردی ہین آپ نے منع فرمایا ہے کہ اپنی تعریف کسی کی زبان سے نہ سنو اور جو کوئی تمہاری تعریف کرے اسکو روک دو یہہ آگے آنے والی حدیث ہماری اسبات کی تائید کرتی ہے مطرف بن عبد اللہ کہتے ہین کہ میرا باپ بنی عامر گروہ کے ساتہہ نبی اکرم کی خدمت مین حاضر ہوا - لوگون نے نبی اکرم کی صورت دیکہتے ہی یہہ کہنا شروع کیا کہ آپ ہمارے والد اور سید اور فضل اور محسن اور منعم ہین اور آپ ایسے ہین اور ایسے ہین یہہ سنکر نبی اکرم نے ارشاد کیا ،، قولوا بقولکم ولیستھوینکم الشیطان ،، یعنے اپنی بات کہو اور نہ سرگشتہ کرے تمکو شیطان ،، اس سے دو باتین پیدا ہوتی ہین کہ انسان کو چاہیئے نہ زائد بات کہے نہ زائد بات اپنی نسبت سننے کا روادار ہو - حضرت ابن مسعود فرماتے ہین کہ مین تمکو کلام زائد سے ڈراتا ہون آدمی کو اسیقدر کلام کافی ہے کہ اسکا مطلب ادا ہو جائے حضرت مجاہد فرماتے ہین کہ انسان کی ساری باتین لکہی جاتی ہین یہان تک کہ اگر اپنے روتے ہوئے بچہ کو خاموش کرنیکے لئے کسی چیز کا بہلاوا دیکر اسکو چپ کرنا چاہے یہہ ہی جہوٹ ہوا اسکا مواخذہ

[1] بغوی و بزاز بروایت انس رضی اللہ عنہ — ف۲ ابن ابی الدنیا نے اس طرح سے اور ابو داود اور نسائی نے یوم ولیلہ مین دوسرے الفاظ مین —

بھگتنا پڑیگا۔ جس تہذیب پر آج مہذب یورپ فخر کرتا ہے اس تہذیب کا ایک بڑا حصہ ہمارے مذہب میں موجود ہے بلکہ عین اسلام ہے۔

اسلام مین امور باطلہ کے بیان کرنیکی ممانعت

یہہ بہی ہر چند کلام فضول مین داخل ہے مگر اس مین اور پہلی دو برائیون مین یہہ فرق ہے کہ وہ دونو مباح شئین اور ان مین حرمت نہ تہی مگر امر باطل مین سراسر حرمت ہی حرمت ہوتی ہے۔ مثلاً گناہون کی باتین چٹخارے لے لیکر بیان کرنی یا حسینان جہان کے چھکے لے لیکر تذکرے کرنے اور اپنا دل خوش کرنا یا شراب کی مجلس اور بدکارون کی محفل کا ذکر کرنا۔ یا بادشاہون دولتمندون کی عیاشانہ کیفیت کو دہرانا یہ سب امور باطلہ مین داخل ہین اور قطعًا ناجایز اور حرام ہین یہہ عادت زائد باتین کرنے سے پڑجاتی ہے پہر رفتہ رفتہ ایسے ذکرون کا عادی ہوجاتا ہے کہ گویا اسے ان باتون مین دلچسپی ہوتی ہے۔ اور وہ اپنے ہمنشینون کے خوش کرنیکے لئے ادہر ادہر کی بیہودہ باتین کرتا ہے صرف اس کی غرض یہہ ہوتی ہے کہ لوگ مجھے ہر دل عزیز کہین حالانکہ وہ اپنی گردن پر عذاب کا بوجہ لادتا ہے جو لمحہ بلمحہ وزنی ہوتا جائے گا اور یہہ اسے دوزخ کا پیوند کردیگا۔ حدیث نبوی مین آیا ہے۔ "[1] ان الرجل لیتکلم بالکلمة یضحك بها جلسه یهوی بها ابعد من الثریا" یعنے آدمی ایک بولتا ہے جس سے کہ اپنے ہمنشینون کو خوش کرتا ہے اور اسکے باعث ثریا سے دورتر گرپڑتا ہے" حضرت ابوہریرہ فرماتے ہین "[2] کہ آدمی کبہی بے پروائی سے ایسی بات کہہ بیٹھتا ہے کہ اسکے سبب دوزخ مین پڑتا ہے اور ایسی بات کہتا ہے کہ اسے جنت نصیب ہوتی ہے"

ہمارے نبی اکرم ارشاد کرتے ہین "[3] اعظم الناس خطایا یوم القیامة اکثرهم خوضا فی الباطل" یعنے قیامت کے دن وہی خطائے عظیم مین ہوگا کہ جو اکثر امر باطل مین خوض کرتا ہوگا" اور اسیطرح قرآن مجید مین بہی اشارہ آیا ہے" وکنا نخوض مع الخائضین" یعنے اور ہم بات مین پیلہہ جانے ساتہہ بیٹہہ جانے والون کے" اور اس آیت مین بہی مذکور ہوا ہے۔" لا تقعدوا معهم حتی یخوضوا فی حدیث غیره انکم اذا مثلهم" یعنے تو نہ بیٹہو ان کے ساتہ جب تک وہ بیٹہین اور بات مین اسکے سوا نہین تو تم بہی ان کے برابر ہوئے"

اسلام مین دوسریکی بات کی کاٹنے کی ممانعت

ہمارے نبی اکرم نے بات کاٹنے کو سخت منع فرمایا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوا ہے۔ [illegible]

---

[1] ابن ابی الدنیا بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ [2] ابن ابی الدنیا بروایت [illegible]

[3] ترمذی بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہ

پھٹکتا نا پڑیگا۔ جس تہذیب پر آج مہذب یورپ فخر کرتا ہے اس تہذیب کا ایک بڑا حصہ ہمارے مذہب مین موجود ہے بلکہ عین اسلام ہے۔

اسلام مین امور باطلہ کے بیان کرنیکی ممانعت

یہہ بھی ہرچند کلام فضول مین داخل ہے مگر اس مین اور پہلی دو برائیون مین یہہ فرق ہے کہ وہ دو تو مباح ہئین اور ان مین حرمت نہ تھی مگر امر باطل مین سراسر حرمت بھی بھری ہوئی ہے۔ مثلاً گناہون کی باتین چٹخارے لے لیکر بیان کرنی یا حسینان جہان کے چسکے لے لیکر تذکرے کرنے اور اپنا دل خوش کرنا یا شراب کی مجلس اور بدکارون کی محفل کا ذکر کرنا۔ یا بادشاہون دولتمندون کی عیاشانہ کیفیت کو دہرانا یہ سب امور باطلہ مین داخل ہین اور قطعاً ناجایز اور حرام ہین یہہ عادت زائد باتین کرنے سے پڑ جاتی ہے پھر رفتہ رفتہ ایسے ذکرون کا عادی ہو جاتا ہے کہ گویا اسے ان باتون مین دلچسپی ہوتی ہے۔ اور وہ اپنے ہمنشینون کے خوش کرنیکے لئے ادہر ادہر کی بیہودہ باتین کرتا ہے صرف اس کی غرض یہہ ہوتی ہے کہ لوگ مجھے ہردل عزیز کہین حالانکہ وہ اپنی گردن پر عذاب کا بوجہ لادتا ہے جو لمحہ بلمحہ وزنی ہوتا جائے گا اور پھر اسے دبا کر خاک کا پیوند کردیگا۔ حدیث نبوی مین آیا ہے۔ "ان الرجل لیتکلم بالکلمۃ یضحک بھا جلساءہ یھوی بھا ابعد من الثریا" (۱) یعنے آدمی ایک بولتا ہے جس سے کہ اپنے ہمنشینون کو خوش کرتا ہے اور اسکے باعث ثریا سے دور تر گر پڑتا ہے "حضرت ابوہریرہ فرماتے ہین" کہ آدمی کبھی بے پروائی سے ایسی بات کہہ بیٹھتا ہے کہ اس کے سبب دوزخ مین پڑتا ہے اور کبھی ایسی بات کہتا ہے کہ اسے جنت نصیب ہوتی ہے"

ہمارے نبی اکرم ارشاد کرتے ہین (۲) "اعظم الناس خطایا یوم القیامۃ اکثرھم خوضا فی الباطل" یعنے قیامت کے دن وہی خطائے عظیم مین ہوگا کہ جو اکثر امر باطل مین خوض کرتا ہوگا وہ اور اسیطرح قرآن مجید مین بھی اشارہ آیا ہے "وکنا نخوض مع الخائضین" یعنے اور ہم بات مین پیلہ جانے ساتھ بیٹھ جانے والون کے" اور اس آیت مین بھی مذکور ہوا ہے "لا تقعدوا معھم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ انکم اذا مثلھم" یعنے تم مت بیٹھو ان کے ساتھ جب تک وہ بیٹھین اور بات مین اسکے سوا نہین تو تم بھی ان کے سے ہوگے۔

اسلام مین دوسرے کی بات کاٹنے کی ممانعت

ہمارے نبی اکرم نے بات کاٹنے کو سخت منع فرمایا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوا ہے "لا تمار اخاک ولا تمازحہ"

(۱) ابن ابی الدنیا بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ — (۲) ابن ابی الدنیا بروایت حسن —

(۳) ترمذی بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہ —

ولا تعدہ موعدا فتخلفہ (یعنے اپنے بھائی کی بات مت کاٹ اور نہ اس سے ٹھٹھہ کر اور نہ ایسا وعدہ اس سے کر جسکا تو خلاف کرے یا تجھسے اسکا ایفا ہو سکے) اور فرمایا۔ "ذکر المراء فانہ لا تفہم حکمتہ ولا تومن فتنتہ یعنے بات کاٹنی چھوڑ دو کیونکہ نہ اس کی حکمت سمجھی جاتی ہے اور نہ اس کے فتنہ سے مامون رہا جا سکتا ہے" اسلام کو ایسی ہی قیمتی تعلیمات پر فخر ہے۔

اور بنی اکرم نے ارشاد کیا، "من ترک المراء وھو محق بنی لہ بیت فی اعلی الجنۃ ومن ترک المراء وھو مبطل بنی لہ بیت فی ربض الجنۃ" (یعنے جو شخص بات کاٹنی چھوڑ دے اور وہ حق پر ہو اس کے لئے جنت اعلیٰ میں مکان بنایا جاتا ہے یعنے بات نہ کاٹنی ایسی نیکی ہے کہ مبطل ہونے پر بھی آفت سے بچاوے گی حضرت ام سلمہ بنی اکرم سے روایت کرتے ہیں۔ "ان اول ما عھد الی ربی ونھانی عنہ ھذہ عبادۃ الاوثان وبعد شرب الخمر ملاحاۃ الرجال" (یعنے اول جو عہد مجھسے میرے ربنے لیا اور مجکو اس سے منع کیا بتوں کی عبادت اور شراب پینے اور لوگوں سے جھگڑا باندھنے سے وہ اور فرمایا۔ "ما ضل قوم بعد ان ھداھم اللہ تعالیٰ الا اوتوا الجدال" (یعنے نہیں گمراہ ہوئی کوئی قوم بعد اسکے کہ خدا نے ان کو ہدایت کیا مگر کہ دی گئی خصومت ان کو) اور فرمایا، "لا یستکمل عبد حقیقۃ الایمان حتی یدع المراء وان کان محقا" (یعنے نہیں پورا کرتا ہے کوئی بندہ ایمان کی حقیقت یہانتک کہ بات کاٹنی چھوڑ دے اگرچہ حق ہی پر ہو)۔ کتنی زبردست تاکید ہے اور کیسی اعلےٰ درجہ کی تہذیب سکھائی گئی ہے۔ کہ اگر کوئی شخص غلط بات بھی کہتا ہو اس کی بات نہ کاٹو۔ بات کاٹنے سے محض جھگڑا اٹھہ کھڑا ہوتا ہے اور کوئی نتیجہ نہیں ہوتا ایسے جھگڑے کرنیکا کفارہ دو رکعتیں مقرر کی گئی ہیں چنانچہ بنی اکرم ارشاد کرتے ہیں۔ "تکفیر کل لحاء رکعتان" (یعنے ہر بحث کرنی والیکا کفارہ دو رکعتیں ہیں۔ اسباب میں حضرت عمر خلیفہ ثانی کا کیا اچھا قول ہے آپ فرماتے ہیں "علم تین باتوں کے لئے نہ سیکھنا چاہیئے اور تین باتوں کی جہت سے اسکی تحصیل سے پہلو تہی نہ کرنی چاہیے۔ بحث و فخر و ریا ان تین باتوں کے لئے تو نہ سیکھنا چاہیئے اور حیا و زہد کے باعث اور جہالت پر راضی ہونے کے سبب سے اس سے دست بردار ہونا چاہیئے۔ کبھی بحث کرنی یا جھک جھک کرنی یا کسی کی بات کاٹنی ہرگز پسند نکرے بنی اکرم نے فرمایا ہے "رحم اللہ من کف لسانہ عن اھل القبلۃ الا باحسن ما یقدر علیہ" (یعنے رحم کرے اللہ اس شخص پر کہ روکی زبان اپنی اہل قبلہ سے بجز سب سے اچھی قول کے جو اس سے ہو سکے)

اسلام خصومت کو منع کرتا ہے

خصومت اور مراء جدال یعنے بات کاٹنی میں یہہ فرق ہے کہ مراء اسے کہتے ہیں کہ دوسرے کے کلام میں

ا۔ ابن الدنیا در صمت و بیہقی و طبرانی بسند ضعیف ۲۔ ترمذی بروایت ابوامامہ و ابن ابی الدنیا ۳۔ ابن ابی الدنیا بروایت ابوہریرہ و احمد بالفاظ دیگر ۴۔ طبرانی بروایت ابوامامہ ۵۔ ابن ابی الدنیا بروایت ہشام ابن عروۃ۔

عیب ظاہر کرے اور سوائے اسکی تحقیر اور اپنی تفضیل کے اور کوئی مطلب ہو اور جدال امور مذہبی کی بحث سے متعلق ہوتا ہے اور خصومت یہہ ہے کہ جھگڑے سے غرض مال یا کسی حق کا لینا مقصود ہو اور یہہ کبھی بے اعتراض ہوتی ہے اور کبھی اعتراض سے اور پہلی دو نو چیزین بے اعتراض کے نہین ہوتین اب یہہ دکہانا ہے کہ اسلام خصومت کو کہانتک برا بتاتا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ نبی اکرم نے یہہ ارشاد کیا۔ (۱) ،، ان ابغض الرجال الی اللہ الالد الخصام ،، یعنے خدا کے نزدیک آدمیون مین سے سب سے برا لیچڑ اور جھگڑالو ہے ،، اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہہ حدیث روایت ہے ،، (۲) من جادل فی خصومۃ بغیر علم لم یزل فی سخط اللہ حتی ینزع ،، یعنے جو شخص کسی خصومت مین بے جانے لڑے ہمیشہ اللہ کے غضب مین رہتا ہے یہانتک کے اس سے برآمد ہووے۔ یہہ ظاہر ہے کہ جو شخص خصومت اور مرار اور جدال کرتا ہے اسکا منشا دوسرے کو کیا جاہل ٹہیرانا ہوتا ہے یا جہوٹا پہر طیب کلام کہان ہے جس کے حق مین نبی اکرم نے ارشاد کیا ہے ،، (۳) یسکنکم من الجنۃ طیب الکلام و اطعام الطعام ،، یعنے تمکو جنت مین جگہہ دیگا طیب کلام اور کہلانا کہانیکا۔ اور قرآن مجید مین ارشاد ہے ،، وقولوا للناس حسنا ،، یعنے اور کہو لوگون کو نیک بات ،، اور حضرت ابن عباس فرماتے ہین کہ اگر خدا کی مخلوق مین سے کوئی تمکو سلام کرے تو اسکا جواب خندہ پیشانی سے دو اور تم بہی سلام کرو گو وہ مجوسی ہی کیون ہو اسلئے کہ قرآن مجید مین خدا فرماتا ہے ،، واذ احییتم بتحیۃ فحیوا باحسن منہا ،، یعنے اور جب تم کو دعا دیوے کوئی تو تم بہی دعا دو اس سے بہتر یا وے۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہین مجکو اگر فرعون بہی اچہا کلمہ کہے تو مین اسکو بہی ویسا ہی جواب دون۔

حدیث نبوی مین آیا ہے ،، (۴) الکلام طیبۃ صدقۃ ،، یعنے کلمہ پاک صدقہ ہے۔ یا عمدہ بات کہنی بہی داخل خیرات ہے۔ اور فرمایا ،، (۵) اتقوا النار ولو بشق تمرۃ فان لم تجدوا فبکلمۃ طیبۃ ،، یعنے آگ سے بچو اگرچہ خرمے کے ٹکڑے ہی سے ہو وغیرہ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ نیکی ایک چیز آسان ہے ،، وہ کشادگی پیشانی اور نرمی زبان ہے ،، یعنے ہر شخص سے کشادہ پیشانی اور نرم زبانی سے پیش آوے یہی بہت بڑی نیکی ہے۔ اور آسان ہے۔

اسلام مین بنا بنا کر کلام کرنے سے منع کیا ہے

یہہ بہی محض لغویات ہے کہ کلام کو خوب بنا بنا کر کہے اور سجع اور قافیہ اور فصاحت کے لئے تکلف کرے اور تمہید اور مقدمات گہڑے جیسا کہ اکثر مدعیان تقریر کیا کرتے ہین اسطرح کا تکلف

(۱) بخاری نے نقل کی ہے۔ (۲) ابن ابی الدنیا۔ (۳) بخاری و مسلم بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ۔
(۵) بخاری و مسلم بروایت عدی بن حاتم۔

[illegible]

... حضرت ... فرمایا ... ارشاد ...

... نعم اکفن ...

فی الکلام ...

... المتنطعون ...

[illegible]

... کی کام ہے ... گفتگو ...

عبارت میں ... معلوم ہوتا تھا جو

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ... آپ کی خدمت ... فرمایا ...

... کا کس طرح خود

... سمجھ سکا خلاف ان کی

... ارشاد کیا گیا

... ہر شخص ... یہ فرض ہے کہ نہایت سادگی سے اپنا مطلب ادا کرے

... تکلف عبارت سے کتنی شیخی اور لاثانی ہدایت ہے

ـــه ... روایت ... بیہقی در شعب الایمان و ... کی سند میں انقطاع ہے ... مسلم بروایت ابن ...

ـــه احمد بسند صحیح مختصراً ـ ... مسلم بروایت مغیرہ بن شعبہ و ابوہریرہ

اسلام مین فحش بکنا اور جھگڑا کرنا سخت مذموم ہے

نبی اکرم نے اس کمینہ پن اور بیحیایانہ خصلتون کی برائی مین یہہ ارشاد کیا ہے ،، ایاکم والفحش فان
اللہ تعالیٰ لا یحب الفحش و لا التفحش ،، یعنے بچاؤ تم اپنے کو فحش سے کہ خدا دوست نہین رکھتا فحش اور
متفحش کو یعنے حد سے زیادہ گزرنے اور بیہودہ بکنے کو،، بدر کی جنگ مین بھی آپ نے تاکید فرمادی
تھی کہ کسیکو گالی نہ دینا اسلئے کہ اسکا اثر تمہاری ذات پر پڑتا ہے - اور آپ نے صاف ارشاد کیا
کسیکو برا کہنا کمینہ پن ہے - اور ایک حدیث مین آیا ہے ،، لیس المومن بالطعان ولا اللعان
ولا الفاحش ولا البذی ،، یعنے نہین ہوتا ہے مومن طعنہ کرنیوالا نہ لعنت کرنیوالا نہ فحش کرنیوالا
نہ زبان دراز ،، اور فرمایا ،، الجنۃ حرام علی کل فاحش ان یدخلہا ،، یعنے ہر بیہودہ گو پر جنت کا داخل
ہونا حرام ہے ،، اور فرمایا ،، ان اللہ لا یحب الفاحش المتفحش الصیاح فی الاسواق ،، یعنے اللہ تعالیٰ نہین
دوست رکھتا فاحش بیہودہ گو بازارون مین چیخنے والے کو ،، اور فرمایا ،، ان الفحش والتفحش لیسا
من الاسلام فی شیء وان احسن الناس اسلاما احاسنہم اخلاقا ،، یعنے فحش اور بیہودہ گوئی
اسلام مین سے کسی چیز مین شمار نہین اور اسلام مین اچھا زیادہ لوگون مین سے وہ ہے جو ان سب
سے خلق مین اچھا ہو ،، اور فرمایا - ،، سباب المومن فسوق وقتالہ کفر ،، یعنے مومن کا گالی
دینا فسق ہے اور اس سے قتال کفر ہے ،، - اس سے زیادہ بہتر تہذیب سکھانے والی اور تعلیم
کون ہے - ہان مگر اسلام مین ہے اور ایسی ہی روشن باتون پر اسلام کو فخر ہے -

اسلام مین کسی پر لعنت کرنا سخت گناہ ہے

لعنت کرنا اسلام مین خواہ کسی پر ہو سخت برا سمجھا گیا ہے - نبی کی سخت تاکید ہے کہ کوئی مسلمان
ایسا نہ چاہیے کہ اپنے مخالف پر بھی لعنت نہ کرے - حدیث نبوی کے یہہ الفاظ مین ،، لا تلاعنوا
بلعنۃ اللہ ولا بغضبہ ولا بجہنم ،، یعنے آپس مین ایک دوسرے کو لعنت نہ کرو خدا کی لعنت سے
اور اسکے غضب سے نہ جہنم سے ،، حضرت حذیفہ فرماتے مین کہ جس قوم نے ایک دوسرے کو لعنت
کی ان پر خدا کی مار بیشک ہوئی - اور حضرت [illegible] بن حصین فرماتے ہین کہ ایک بار آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر مین تھے ایک انصاری [illegible] ایک اونٹنی پر سوار تھی اس نے جو کچھ بدی کی
حضرت نے کہا کہ تجھپر خدا کی لعنت ہے - نبی اکرم [illegible] فرمایا کہ اس اونٹنی کا بوجھ وغیرہ اتار
کر اسے چھوڑ دو اسلئے کہ یہہ ملعون ہو چکی ہے اور کہتا ہے ،، وہ اونٹنی لوگون مین پھرتی تھی
اور کوئی اس سے مزاحم نہ ہوتا تھا حضرت عائشہ صدیقہ فرماتے ہین کہ صدیق اکبر ایکدن

نسائی و حاکم بروایت عبد اللہ ابن عمر - ابن ابی الدنیا و ابن ابی [illegible] بروایت ابن عباس - ترمذی بروایت
ابن مسعود - ابن ابی الدنیا بروایت جابر بسند ضعیف او طبرانی نے بسند جید بروایت ابو امامہ نقل کیا ہے
[illegible] کہ ان الفحش [illegible] احمد و ابن ابی الدنیا و بخاری و مسلم بروایت ابن مسعود - ابو داؤد و ترمذی بروایت سمرہ بن جندب

ہے کہیں نبی اکرم نے سن لیا آپ نے فرمایا اے ابوبکر کیا صدیق بہی لعنت
جتے ہیں یعنے نہیں قسم ہے خدائے کعبہ کی - یہہ جملہ آپ نے تین بار ارشاد
بدان غلام کو آزاد کردیا اور نبی کی خدمت میں ملتمس ہوئے کہ پھر ایسی خطا
رشاد کیا ہے ،، ان اللعانین لا یکونون شفعاء ولا شہداء یوم القیا
ے قیامت میں نہ شفیع ہوں گے - عموماً لوگ مردوں کو برا کہا کرتے ہیں
رشاد فرمایا ہے ،، لا تسبوا الاموات فانہم قد افضوا الی ما قدموا
روہ پہونچ گئے اپنے کئے کو - یہہ بہی سخت بڑی بات ہے کہ کسیکو غصہ
ت بہیجے - نبی اکرم ارشاد کرتے ہیں -
کفر الا باء بہ احدہما ان کان کافرا فہو کما قال وان لم یکن کافرا فقد
، دیتا ہے کوئی شخص دوسرے پر کفر کی مگر کہ رجوع کرتا ہے کفر ایک پر ان
ہے تو جیسا کہا ویسا ہی ہے اور اگر کافر نہیں تو کہنے والا کافر ہے
ہ پر لعنت بہیجنی سخت مضر ہے - جیسا کہ حدیث قدسی میں آیا ہے ،،
الاحیاء - یعنے مت گالی دو مردوں کو پس ایذا دو اس سے زندوں
ظوا فی اصحابی واخوانی واصہاری ولا تسبوہم ایہا
لوگوں حفاظت کرو میرے اصحاب اور بہائیوں اور رشتہ
لو جب آدمی مرے تو اس کا ذکر خیر کیا کرو ،، اور بہی زیادہ
ہے میں اور وہ یہہ ہیں ،، من لعن مومنا فہو مثل ان یقتلہ
سہ ایسا ہے جیسا اسکو جان سے مار ڈالے - یعنے کسی مومن پر لعنت
اسلام میں کسیکو سنا ہی لعنت ہی کا حکم رکہتا ہے یہانتک کہ
ین کو اچھا اور تندرست نہ کرے اور اسکو موت آئے وغیرہ بہی برا
ہے ،، ان المظلوم لیدعوا علی الظالم حتی یکافیہ ثم یبقی للظالم عندہ
لوم دعا بد کرتا ہے ظالم پر یہانتک کہ اپنا بدلہ لیتا ہے پھر کچھہ زیادہ کی
لکے رہنے - غرض کسی پر لعنت بہیجنا کسیکو برا کہنا کوسنا سب برا ہے
ر غل شور سے منع کرتا ہے - اور اس سے زیادہ تہذیب و اخلاق سکہلات

روایت عائشہ صدیقہ - ف ابو منصور دیلمی نے مسند فردوس میں بروایت ابو سعید نقل
ہے - ف اس حدیث کو ابو منصور دیلمی نے بروایت عیاض انصاری نقل کیا ہے
ابو ہریرہ مروی ہے لا تسبوا اصحابی اور نسائی میں بروایت عائشہ منقول ہے
ت ثابت بن ضحاک میں منقول ہے لعن المومن کقتلہ - ف یہہ حدیث عمرو بن

اپنے غلام پر لعنت کررہے تھے کہ نبی اکرم نے سن لیا آپ نے فرمایا اے ابوبکر کیا صدیق بھی لعنت کرتے ہین ،، کلا و رب الکعبۃ ، یعنے نہین قسم ہے خدائے کعبہ کی۔ یہہ جملہ آپ نے تین بار ارشاد فرمایا حضرت صدیق اکبر نے اسیدن غلام کو آزاد کردیا اور نبی کی خدمت مین ملتمس ہوئے کہ پھر ایسی حرکت نہین کرونگا۔ نبی اکرم نے ارشاد کیا ہے ،، ان اللعانین لا یکونون شفعاء ولا شھداء یوم القیمۃ ،، یعنے بیشک لعنت کرنے والے قیامت مین نہ شفیع ہونگے۔ عموماً لوگ مردون کو برا کہا کرتے ہین اسکے لئے بھی نبی اکرم نے ارشاد فرمایا ہے ،، لا تسبوا الاموات فانھم قد افضوا الی ما قدموا ،، یعنے مت گالی دو مردون کو کہ وہ پہونچ گئے اپنے کئے کو ،، یہہ بھی سخت بری بات ہے کہ کسیکو غصہ مین کافر کہدے اور اسپر لعنت بھیجے۔ نبی اکرم ارشاد کرتے ہین۔

،، ما شھد رجل علی رجل بالکفر الا باء بہ احدھما ان کان کافرا فھو کما قال وان لم یکن کافرا فقد کفر بتکفیرہ ،، یعنے نہین شہادت دیتا ہے کوئی شخص دوسرے پر کفر کی مگر کہ رجوع کرتا ہے کفر ایک پر دونو سے اگر وہ واقع مین کافر ہے تو جیسا کہا ویسا ہی ہے اور اگر کافر نہین تو کہنے والا کافر ہوا اسکو کافر کہا ،، زندہ پر یا مردہ پر لعنت بھیجنی سخت مضر ہے۔ جیسا کہ حدیث قدسی مین آیا ہے ،، لا تسبوا الاموات فتؤذوا بہ الاحیاء ،، یعنے مت گالی دو مردون کو پس ایذا دو اس سے زندون کو اور فرمایا ،، ایھا الناس احفظوا فی اصحابی واخوانی واصحابھی ولا تسبوھم اھا لجھ ... فاذکروا منہ خیراً ،، یعنے اے لوگون حفاظت کرو میرے اصحاب و بھائیون اور رشتہ دارون کی اور مت گالی دو ان کو اے لوگو جب آدمی مرے تو اس کا ذکر خیر کیا کرو ،، اس سے بھی زیادہ سخت ہوئے الفاظ نبی اکرم نے فرمائے ہین اور وہ یہہ ہین ،، من لعن مومن فھو امثل ان یقتلہ ،، یعنے جو کسی مومن پر لعنت کرے تو وہ ایسا ہے جیسا اسکو جان سے مار ڈالے ،، یعنے کسی مومن پر لعنت کرنا قتل مومن کا حکم رکھتا ہے ،، اسلام مین کسیکو کوسنا بھی لعنت ہی کا حکم رکھتا ہے یہانتک کہ ظالم کے حق مین یون کہنا کہ خدا اس کو اچھا اور تندرست نہ کرے اور اسکو موت آئے وغیرہ بھی برا ہے چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہے ،، ان المظلوم لیدعوا علی الظالم حتی یکافیہ ثم یبقی للظالم عندہ فضلۃ یوم القیمۃ ،، یعنے مظلوم دعا بد کرتا ہے ظالم پر یہانتک کہ اپنا بدلہ لیتا ہے پھر کچھ زیادتی رہتی ہے ظالم کے لئے قیامت کے روز۔ غرض کسی پر لعنت بھیجنا کسیکو برا کہنا کوسنا سب برا ہے اور اسلام ان سب باتون کو زور شور سے منع کرتا ہے ،، اس سے زیادہ تہذیب اخلاق سکھ...

ف مسلم بروایت ابو داؤد - ف بخاری بروایت عائشہ صدیقہ - ف ابو منصور دیلمی نے مسند فردوس مین بروایت ابو سعید کیا ہے ف ترمذی بروایت مغیرہ بن شعبہ - ف اس حدیث کو ابو منصور دیلمی نے بروایت عیاض انصاری نقل کیا ہے ف صحیحین مین بروایت ابو سعید و ابو ہریرہ مروی ہے لا تسبوا اصحابی اور ف ابی مین بروایت عائشہ منقول ہے لا تذکروا موتاکم الا بخیر - ف بخاری و مسلم بروایت ثابت بن ضحاک منقول ہے لعن المومن کقتلہ - ف یہہ حدیث مرفوع نہین ہے -

... اندہب کوئی ہے تو جواب یہی آئیگا کہ نہیں۔ یہہ جواب کسی مسلمان کی طرف سے نہ سمجھنا چاہئے
... اسلام کے ارکان اور اس کے اصول خود بولتے ہین کہ اس زمانہ مین جب وحشت سے دنیا بھری
... وئی تھی ہم نے ظہور پاکر کس درجہ کی اصلاح کی اور اب بھی ہم ویسے ہی روشن ہین جیسے پہلے تھے

اسلام شعر گوئی مین بیہودہ وقت صرف کرنیکو شدومد سے منع کرتا ہے۔

... بڑے بڑے ادیبوں اور فلسفیوں اور مدبروں نے شعرا کو سخت برا کہا ہے اور شعر گوئی کو جس
... کچھہ نتیجہ نہ نکلے لغو سمجھا ہے ان کی تحریرون کو تو چھوڑو اور ایک نظر نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم
... مقدس اور روشن اقوال پر دوڑاؤ اور دیکھو کہ اسلامی شریعت مین فضول شعر گوئی مین اپنا
... ت صرف کرنیکو کتنا منع کیا ہے۔ نبی اکرم فرماتے ہین "لان یمتلی جوف احدکم قیحا خیر لہ
... ہ من ان یمتلی شعرا" یعنے اگر بھر جاوے پیٹ تم مین سے کیکا پیپ سے یہانتک کہ بگاڑ دے
... لو تو اس کے لئے اس سے بہتر ہے کہ بھرے شعر سے وہ۔ اصل مین ان اشعار سے مراد ہے کہ جنمین
... ی کی مدح اور ہجو اور عورتوں کے حسن کا ذکر ہو اور اگر ایسی نظم ہے کہ مبالغہ سے پاک ہے تو اس
... مضائقہ نہین تاہم اپنا زیادہ وقت شعر گوئی مین نہ صرف کرنا چاہئے۔ ایسے شعر کی
... ہے اور اس سے نصیحت نکلتی ہے نبی نے یہہ ارشاد کیا ہے "ان الشعر لحکمۃ" یعنے
... یا سے حکمت ہی ہوتی ہے وہ اور ایسے شعر کی آپنے یہہ تعریف فرمائی ہے۔ ایکدن ہمارے
... م اپنی جوتی ٹانک رہے تھے حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہین کہ مین نے جناب کی طرف
... تو یہہ نظر آیا کہ پیشانی مبارک عرق آلودہ ہے اور قطرات عرق روشنی مین کہکشان کی طرح
... ہے مین بیٹھی ہوئی سوت کات رہی تھی اس حسن خدا داد کو دیکھکر حیران رہ گئی تو جب
... شاد کیا کہ ایسی متحیر کیوں ہو رہی ہو اور ایسی محو کاہین ہو مین نے عرض کیا کہ آپکے آب جبین
... پیشانی سے جو نور کی لہر اٹھ رہی ہے اس سے درجہ حیرت مین ہون اگر آپ کو ابوبکر ہذلی دیکھتا
... یانتا کہ اسوقت اسکے شعر کے مصداق آپ ہی ہین آپ نے فرمایا کہ اس کے شعر کیا ہین۔
... نے عرض کیا کہ یہہ دو بیتین ہین وہو ہذا (ایک شعر اور بھی تھا)

واذا نظرت الی اسرۃ وجہہ ۔ برقت کبرق العارض المتہلل

... ممدوح جبکہ دیکھے تو اسکی پیشانی کی چین کی طرف تو چمکتی ہین ابر باران مین بجلی کی طرح
... اسکا خلاصہ ان فارسی اشعار مین مذکور ہے۔

خمیر مایہ صبح ست از صفا بنت ۔ تو ابقا لب خورشید و ماہ ریختہ اند

[illegible]

یعنی بیشک لعنت کرنے والے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ہوتے الفاظ نبی اکرم [illegible]

کسی مومن پر لعنت کرے تو [illegible]

قتل مومن کا حکم رکھتا ہے [illegible]

کے حق میں یوں کہنا کہ خدا اس کو [illegible]

[illegible]

[illegible]

مسلم بروایت ابو داود [illegible] بخاری [illegible]

[illegible]

صحیحین میں بروایت ابو سعید [illegible]

[illegible] بخاری و مسلم بروایت ثابت بن ضحاک [illegible]

[illegible]

[illegible] مذہب کوئی ہے تو جواب یہی آئیگا کہ [illegible] [illegible] سمجھنا [illegible]
[illegible] اسلام کے ارکان اور اس کے اصول [illegible] [illegible]
[illegible] ہم نے [illegible] اگر کبھی دیکھی [illegible] [illegible]

اسلام شعرگوئی مین بیہودہ وقت ضائع کرنیکو [illegible]

منع کرتا ہے

[illegible] ادیبون اور فلسفیون [illegible] نے شعر کی [illegible] [illegible]
کچھ نتیجہ نکلے لغو سمجھا ہے ان کی تحریرون کو تو بیہودہ [illegible] ایک نظر بھی اگر [illegible]
مقدس اور روشن اقوال پر ڈالو اور دیکھو کہ اسلامی شریعت میں فضول شعرگوئی مین اپنا
وقت صرف کرنیکو کتنا منع کیا ہے۔ نبی اکرم فرماتے ہین "لان یمتلی [illegible] [illegible]
[illegible] ان کئیں شعرا ادیتے اگر ہر جاوے پیٹ تم میں سے کسی کا پیپ [illegible] یہانتک کہ [illegible]
[illegible] تو اس کے لئے اس سے بہتر ہے کہ بھرے شعر سے [illegible] اصل مین ان اشعار سے مراد ہے کہ جنمین
[illegible] کی ہجو اور [illegible] عورتون کے حسن کا ذکر ہو اور اگر ایسی نظم ہے کہ مبالغہ سے پاک [illegible]
[illegible] مبالغہ نہیں تاہم اپنا زیادہ وقت شعرگوئی مین صرف کرنا بیجا ہے۔ ایسے شعر [illegible]
[illegible] اور اس سے نصیحت نکلتی ہے نبی نے یہ ارشاد کیا ہے "ان الشعر لحکمۃ" [illegible]
[illegible] حکمت بھی ہوتی ہے اور ایسے شعر کی آپنے بہت تعریف فرمائی ہے۔ ایکدن [illegible]
[illegible] جوتی ٹانک رہے تھے حضرت عائشہ صدیقہ [illegible] [illegible] آپ کی طرف
تو یہ نظر آیا کہ پیشانی مبارک عرق آلودہ ہے اور قطرات [illegible] [illegible]
[illegible] مین بیٹھی ہوئی سوت کات رہی تھی [illegible] [illegible] حیران [illegible]
[illegible] کیا کہ ایسی متحیر کیون ہو رہی ہو اور ایسی [illegible] [illegible] عرض کیا کہ آپ [illegible]
[illegible] کی [illegible] رہی ہے اس سے درجہ حیرت مین ہون اگر آپ کو [illegible] دیکھتا
[illegible] اسوقت اسکے شعر کے مصداق آپ ہی ہین آپ نے فرمایا کہ اس کے شعر کیا ہین۔
[illegible] عرض کیا کہ یہ دو [illegible] ہین۔ وہو ہذا (ایک شعر ادیب تھا)

واذا نظرت الی اسرۃ وجہہ برقت کبرق العارض المتہلل

[illegible] جبکہ دیکھے تو اسکی پیشانی کی چین کی طرف تو چمکتی ہے ابر [illegible] مین بجلی کی طرح
[illegible] اسکا خلاصہ ان فارسی اشعار مین مذکور ہے۔

[illegible] صبح [illegible] [illegible] بقالب خورشید [illegible]

[illegible]

[illegible] ایک حدیث شریف میں آیا ہے

ان الله لا [illegible] یعنی صرف [illegible] اور نہیں کہا مگر سچ وہ یہ نبی اکرم کی
شان تھی کہ آپ اگر کوئی مذاق کی بات فرماتے تھے [illegible] تمام عیوب سے پاک ہوتی تھی مگر اور لوگوں
کو چاہیے کہ وہ اپنی عادت ہنسی مذاق میں زیادہ [illegible] خوف ہے کہ لوگوں کے واہ
واہ اور خوش ہونے سے کہیں [illegible] اور وہ باتیں نہ کہنے لگیں
جو تہذیب و اخلاق کے بالکل خلاف ہوں۔ [illegible] زیادہ ہنسی اور زیادہ چہل
کرنی جائز نہیں ہے۔ حضرت عمر کا یہ قول [illegible] کے قابل ہے کیا ہی خوب فرمایا ہے
جو بہت ہنستا ہے اس کی ہیبت کم ہوتی ہے۔ جو چہل کرتا ہے نظروں میں سبک ہو جاتا ہے
جو ایک چیز کو زیادہ کرتا ہے وہ اسی کی حقیقت سے پہچانا جاتا ہے۔ جو زیادہ غلطی کرتا ہے اس میں
حیا کم ہوتی ہے اور جو حیا کم کرتا ہے اس کا ورع بھی کم ہوتا ہے اور جو پرہیز کم کرتا ہے اس کا
دل مر جاتا ہے اور ایک وجہ یہ ہے کہ ہنسی کے باعث آخرت سے غفلت پائی جاتی ہے۔
اگر اس قول کی صداقت پر غور کی جائے تو معلوم ہو کہ کتنا جامع قول ہے۔ اور نبی اکرم کیا خوب ارشاد

[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] اگر [illegible]

[illegible] اور [illegible] کو [illegible]

[illegible] ہنسی [illegible]

[illegible] حضرت امام حسین [illegible] شہید کر [illegible]

[illegible] حضرت عبد اللہ [illegible]

[illegible] گیا [illegible] بہت [illegible]

[illegible]

[illegible] ہنسی کہاں [illegible] گیا [illegible]

[illegible] عرض کیا [illegible] یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا کیسے ہی انتقال ہو گیا آپ نے فرمایا [illegible]

لیکن ایسی [illegible] حضرت عمر نے فرمایا ہے کہ جو ہنسی کرتا ہے [illegible]

ہو جاتا ہے [illegible] انہوں نے کیا نصیحت کی ہے کہ بچو ان سے ہنسی [illegible]

[illegible] کی آنکھوں میں [illegible] سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے سے نصیحت کی

شریف آدمی سے ہنسی [illegible] کہ وہ [illegible] حقارت کی نظر سے دیکھنے لگے گا نہ کمینے سے ہنسی کیونکہ وہ تجھ پر

[illegible] لگے گا۔ حضرت عمر بن عبد العزیز رح فرماتے ہیں کہ خدا سے ڈرو اور ہنسی [illegible]

[illegible] ذکر کیا کرو اور اگر ان سے معلوم ہو تو [illegible]

[illegible] حضرت عمر نے ارشاد کیا ہے کہ آپ ایک دن چند

[illegible] ان سے مخاطب ہو کر کہا کہ تم جانتے ہو کہ ہنسی کا نام مزاح کیوں

رکھا گیا لوگوں نے عرض کیا کہ ہم نہیں معلوم آپ نے فرمایا اس وجہ سے کہ مزاح مشتق زح سے ہے جس کے

معنے دور کرنے کے ہیں تو اس سے یہ غرض ہوئی کہ مزاح حق سے دور کرتا ہے۔ اب میں قدسی حدیثوں

میں سے چند حدیثیں اس بات کے ثبوت میں پیش کرتا ہوں کہ نبی اکرم کس طرح کی ہنسی کیا کرتے

تھے اور آپ نے کس قسم کی ہنسی یا مزاح کی اجازت دی ہے۔ ایک شخص نے حضرت ابن عباس رضی

اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ کیا نبی اکرم بھی کبھی مزاح کیا کرتے تھے آپ نے فرمایا کہ ہاں کرتے تھے انہوں نے

عرض کیا کہ کیوں کر آپ نے ارشاد کیا کہ نبی اکرم کی ہنسی یہ تھی کہ ایک دن آپ نے اپنی ازواج مطہرات

میں سے کسی کو ایک کپڑا [illegible] دیا اور ارشاد فرمایا کہ اس کو پہنو اور خدا کا شکر کرو اور اس میں سے دامن

کے [illegible] بناؤ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ کبھی کبھی اپنی ازواج مطہرات سے ہنسی

فرمایا کرتے تھے حضرت حسن سے روایت ہے کہ ایک بڑھیا نبی اکرم کی خدمت میں حاضر ہوئی آپ نے

[illegible] بروایت [illegible] عائشہ رضی اللہ عنہا ۔ ف ۱۲ ابن مبارک در زہد بروایت قاسم مولی معاویہ مرسلا

اس سے فرمایا کہ جنت مین بڑہیا کوئی نہین جائے گی وہ رونے لگی آپ نے فرمایا کہ تو اسوقت بڑہیا
نہ رہے گی چنانچہ خدائے تعالے فرماتا ہے ،، انا انشاناھن انشاء فجعلناھن ابکارا ،، ہم نے وہ عورتیں
اٹھائین ایک اٹھان پر اور پہر کیا ان کو کواریان دو دوسری حدیث جو ہم ذیل مین درج کرتے
ہین اس مین علاوہ ہنسی کے یہہ بہی معلوم ہوگا کہ آپکا خلق کس درجہ بڑہا ہوا تہا کہ ہر شخص نبی
اکرم کو بلا لیتا تہا اور اپنا انصاف چکا تا تہا - وہ حدیث یہہ ہے - ،، زید بن اسلم روایت کرتے
ہین کہ ایک عورت ام ایمن نام نبی اکرم کی خدمت مین آئی اور عرض کیا کہ آپکو میرا شوہر بلاتا ہے
آپ نے فرمایا کہ تیرا شوہر وہی ہے نا کہ جسکی آنکہہ مین سفیدی ہے اسنے عرض کیا کہ اس کی
آنکہین تو اچہی ہین انمین سفیدی نہین ہے آپ نے فرمایا کہ بیشک ہے اس نے قسم کہا کر عرض
کیا کہ اسکی آنکہون مین سفیدی نہین ہے آپ نے فرمایا کوئی ایسا شخص نہین کہ جسکی آنکہہ مین
سفیدی نہین یعنے حدقہ چشم ہر انسان کا سیاہی اور سفیدی دونو رکہتا ہے - ایک اور عورت
آپ کی خدمت مین حاضر ہوئی اور اسنے عرض کیا کہ آپ ایک اونٹ سواری کو دین آپنے ارشاد کیا کہ مین تجہے ایک اونٹ
کا بچہ سواری کو دونگا - اس نے عرض کیا کہ اونٹ کا بچہ مجہے کیونکر دور دراز لے جا سکیگا - آپنے ارشاد کیا کہ ہر اونٹ اونٹ کا بچہ ہی ہوتا ہے - ،، نبی اکرم کی ہنسی کی یہہ
اگر اس قسم کی شریف ہنسی تمام معائب سے پاک ہو مضایقہ نہین اور نہین اور ہنسی جس
کی آمیزش ہو اسلام مین سخت منع ہے -

اسلام مسخراپن اور دوسرے کو بنانیکو تشدد سے منع کرتا ہے

قرآن مجید مین صاف الفاظ مین خدائے برحق ارشاد کرتا ہے ،، یا ایہا الذین امنوا لا یسخر قوم
من قوم عسی ان یکونوا خیرا منہم ولا نساء من نساء عسی ان یکن خیرا منہن ،، ور
مسخراپن اسے کہتے ہین کہ دوسرے کے عیب و نقصان اسطرح بیان کیے جائین جس سے ہنسی آوے
اور یہہ کئی طور سے ہو سکتا ہے یا اس کے فعل کے نقل کرنے سے یا قول کی نقل سے یا اشارہ
وایماء سے پس اگر پیٹہہ پیچہے ہو تو عیب ہے اور جو منہہ پر ہو تو اسکا نام مسخر اور استہزا ہے گو
یہہ غیبت نہین لیکن غیبت مین اور اس مین کچہہ فرق نہین ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
فرماتی ہین کہ مین نے ایک آدمی کی نقل اتاری تو نبی اکرم نے مجہے فرمایا ،، واللہ ما احب انی حاکیت
انسانا ولی کذا وکذا ،، یعنے قسم ہے اللہ کی نہین دوست رکہتا ہون مین اس بات کو یہہ کہ مین کسی
آدمی کی نقل اتارون اور مجکو بہت کچہہ ملے - اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر
مین کہ ،، یا ویلتنا مال ہذا الکتاب لا یغادر صغیرۃ ولا کبیرۃ الا احصاہا ،، یعنے اے خرابی

ف زبیر بن بکار و ابن ابی الدنیا بروایت عبد اللہ بن ابی ہم بحری -
ف ترمذی -

کیا ہے یہہ لکھا نہ چھوٹی چھوٹی بات نہ بڑی بات جو اس مین نہین گہیری ،، پہر ارشاد کیا ہے کہ صغیرہ سے مراد تبسم ہے مومن کے تمسخر پر اور کبیرہ سے مراد کہلکہلانا ہے تمسخر پر اس تفسیر سے معلوم ہوا کہ لوگون پر ہنسنا گناہ مین داخل ہے - حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم نے فرمایا ،، من عیر اخاہ بذنب قد تاب منہ لم یمت حتی یعملہ (یعنے جو شخص اپنے بہائی کو اس گناہ کا عیب لگادے جس سے اس نے توبہ کرلی وہ نہین مریگا یہانتک کہ خود وہی عیب کرے) غرض یہہ ہے کہ کسی پر حقارت سے استہزا کرنا نہ چاہئے کیا خبر جسپر ہم ہنستے ہین وہ ہم سے بہتر ہو اور پہر ہم سخت گناہ مین مبتلا ہو جائین -

اسلام مین راز کا ظاہر کرنا سخت منع ہے

بہید کا ظاہر کر دینا سخت بد تہذیبی اور مضر بات ہے - اسلئے کہ اس مین یہی ایذا ہوتی ہے اور حق معرفت دوستی برباد جاتا ہے - نبی اکرم فرماتے ہین ،، اذا احدث الرجل الحدیث ثم التفت فہی امانۃ (یعنے جب آدمی کوئی بات کہے اور چلا جاوے تو وہ امانت ہے ،، اور یون ہی ارشاد ہے - ،، الحدیث بینکم امانۃ (یعنے بات تمہاری درمیان مین امانت ہے) حسن رضی فرماتے ہین کسی بہائی کا راز کہول دینا ہی خیانت ہے - روایت ہے کہ امیر معاویہ رضی ولید بن عتبہ سے کوئی راز کہا انہون نے اپنے باپ سے کہا کہ مجھسے آج حضرت امیر نے ایک راز کہا ہے اور یقین ہے جب مجھسے کہدیا ہے تو تم سے کیون چہپا ئیگا انہون کہا کہ اس بات کا ذکر مجہسے مت کرو اسواسطے کہ جب تک آدمی راز کو چہپائے رکہتا ہے اسکے قابو مین ہے اور جب کہدیا تو دوسرے کے اختیار مین چلا گیا مین نے عرض کیا کیا یہہ معاملہ باپ بیٹے مین ہی ہوتا ہے انہون نے کہا ہرچند باپ بیٹے مین نہین ہوتا مگر مین یہہ چاہتا ہون کہ تیری زبان کے بیان کرنے پر نہ کہلے اور تجکو افشار راز کی عادت نہ ہو پہر مین نے حضرت معاویہ کی خدمت مین حاضر ہو کر سارا ماجرا بیان کیا انہون نے فرمایا کہ تیرے باپ نے تجہے خطا کی غلامی سے آزاد کر دیا - مدعا یہہ ہے کہ راز کا فاش کرنا ایک خیانت ہے - اگر اس مین کسیکا ضرر ہوتا ہو تو حرام ہے اور جو ضرر نہوتا ہو پہر ہی کمینہ پن ہے -

اسلام مین جہوٹا وعدہ کرنا سخت گناہ ہے

فطری طور پر زبان وعدہ کرنے پر پیش قدمی کیا کرتی ہے مگر نفس پر پورا کرنا ناگوار ہوتا ہے اور پہر وعدہ جہوٹ ہو جاتا ہے اور یہ امر صریح نفاق کی علامت ہے حالانکہ قرآن مجید مین صاف فرمایا ہے ،، یا ایھا الذین امنوا اوفوا بالعقود (یعنے اے ایمان والو پورا کرو تم قرار) نبی اکرم

---

[1] ابوداود و ترمذی بروایت جابر رضی اللہ عنہ - [2] ابو نعیم در حلیہ بروایت ابن مسعود -
[3] ابو منصور دیلمی در مسند فردوس بروایت علی مرتضی -

ارشاد کیا ہے کہ وعدہ کرنا عطیہ دینے کے برابر ہے اور فرمایا ہے "الواعد مثل الدین" (یعنے وعدہ مثل قرض کے ہے) یعنی جب وعدہ کر لیا تو گویا وہ قرض ہو گیا اور اس کا ایفا یا ادا کرنا بھی فرض ہوا۔

خدا تعالیٰ نے اپنے نبی اسمٰعیل علیہ السلام کی تعریف میں یہی فرمایا ہے "انہ کان صادق الوعد" (یعنے وعدہ کے سچے تھے)۔ وعدہ کا سچا ہونا ایسا ہے کہ روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر کی جب وفات ہونے لگی تو فرمایا کہ ایک قریشی شخص نے مجھ سے میری لڑکی کی درخواست کی تھی اور میں نے کچھ نیم وعدہ کر لیا تھا سو میں خدا کے سامنے تہائی نفاق لیکر نہ جاؤنگا تم گواہ رہو کہ میں نے اس شخص کو اپنی لڑکی بیاہ دی۔ اسلئے یہ ضرور چاہئے کہ جب کبھی وعدہ کرے تو انشاءاللہ کا لفظ ضرور کہدے کہ اگر پورا وعدہ نہ ہو سکے تو کچھ نقصان نہ ہو حدیث میں آیا ہے کہ نبی اکرم جب کسی سے وعدہ فرماتے تھے تو انشاءاللہ کا لفظ ضرور کہہ دیا کرتے تھے۔ حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص میں تین باتیں ہوں وہ پکا منافق ہے گو نماز و روزہ ادا کرے اور زبان سے کہے اور سمجھتا ہو کہ میں مسلمان ہوں وہ تین باتیں یہ ہیں۔ بات کہے تو جھوٹی۔ وعدہ کرے تو پورا نہ کرے کبھی کچھ امانت اس کے پاس رکھی جاوے تو اس میں خیانت کرے۔ اس سے بھی بدتر کون مذہب دنیا میں ہوگا کہ جس میں یہ تین باتیں زبردست اصول گنی جائیں جو شخص جھوٹ بولتا ہے۔ وعدہ کا ایفا نہیں کرتا۔ اور امانت میں خیانت کرتا ہے وہ کبھی مسلمان نہیں ہو سکتا ہے اسکی تمام عمر سجدہ کرنے اور وظیفہ پڑھنے میں کیوں نہ صرف ہوئی ہو اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ہم سے اکثر یہ ارشاد کرتے تھے کہ جس میں چار چیزیں ہوں وہ منافق کامل ہے اور جس میں ان میں سے ایک چیز ہو اسمیں اسیقدر نفاق رہیگا جب تک کہ اس کو ترک نہ کرے۔ اول یہ کہ بات کہے تو جھوٹی کہے۔ دوسرے وعدہ کے خلاف کرے سوم عہد کرکے فریب و دغا کرے۔ چہارم خصومت کے وقت گالیاں دے اور یہ اسی کا حال ہے کہ وعدہ کرتے وقت نیت وفا کی نہ ہو عہد وفا نہ کرے مگر جو شخص وعدہ کے وقت پورا کرنیکا ارادہ رکھتا ہے اور کسی عذر کے باعث پورا نہیں کر سکتا وہ منافق نہ ہوگا اگرچہ صورت نفاق ہی کی سی اسپر بھی ہے اسلئے جیسا کہ نفاق اصلی سے بچنا ضروری ہے اسیطرح اس صورت نفاق سے بھی احتراز واجب ہے اور بیضرورت شدید کبھی اپنے نفس کو معذور نہ سمجھنا چاہئے ایک دفعہ نبی اکرم نے ابوالہیثم بن التیہان سے ایک غلام دینے کا وعدہ کیا تھا۔ جب غنیمت میں تین غلام آئے تو دو آپ نے دیدئے ایک رہ گیا حضرت فاطمہ رضی

فٹ ابو داؤد و ترمذی بروایت جابر رضی اللہ عنہ۔ فٹ ابو نعیم در حلیہ بروایت ابن مسعود۔ فٹ ابو منصور دیلمی در مسند فردوس بروایت علی مرتضیٰ فٹ بخاری و مسلم۔ فٹ ترمذی نے بروایت ابوہریرہ ابوالہیثم کا قصہ بیان کیا لیکن اس میں حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نام مبارک نہیں ہے۔

[illegible]

... سی کا اندازہ کرتا ... دروغ گو کہا جاتا

... معاملہ

... کہ خدا کی قسم ...

[illegible]

[illegible] ہوتی ہے۔ یہ بہت بڑا گناہ ہے کیونکہ [illegible] اور جھوٹ بولنا [illegible]

[illegible] الکذب ینقص الرزق یعنی جھوٹ [illegible] رزق کم [illegible]

[illegible] ہوتے ہیں لوگوں نے عرض کیا کہ یا حضرت اللہ تعالیٰ [illegible]

[illegible] کیا سبب ہے آپ نے فرمایا کہ یہ وجہ ہے کہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] سبب [illegible]

[illegible] کیا [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ویل للذی یحدث فیکذب لیضحک به القوم [illegible]

[illegible] اور جھوٹ بولتا ہے تاکہ اس سے لوگ ہنسیں ہلاکی ہے [illegible]

[illegible] نبی اکرم سے دریافت کیا کہ مومن زنا کرتا ہے آپ نے [illegible]

[illegible] کیا کہ مومن جھوٹ بولتا ہے آپ نے ارشاد کیا کہ [illegible]

الکذب لا یؤمنون بآیات اللہ یعنی جھوٹ وہ بولتے ہیں جو ایمان [illegible]

[illegible] سعید خدری فرماتے ہیں کہ آپ کو یعنی نبی اکرم [illegible]

[illegible] من النفاق وفرجی من الزنا ولسانی من الکذب یعنی الٰہی پاک کر میرے دل کو [illegible]

[illegible] میری زبان کو جھوٹ سے اور ایک حدیث میں وارد ہے [illegible]

ثلاثة لا یکلمهم [illegible] ولهم عذاب الیم شیخ زان وملک کذاب وعائل [illegible]

[illegible] ہوگا ان سے خدا اور نہ ان کی طرف نظر رحمت سے دیکھیگا

[illegible] عذاب دردناک ہوگا اول بڈھا زناکار دوسرا بادشاہ جھوٹا [illegible]

[illegible] رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبہ میں ایک دفعہ فرمایا کہ نبی اکرم اسی جگہ

[illegible] احسنوا الی اصحابی ثم الذین یلونهم ثم یفشو الکذب [illegible]

[illegible] ابن حبان در طبقات بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ [illegible] احمد و حاکم و بیہقی بروایت [illegible]

[illegible] احمد و نسائی [illegible] ابو داؤد و ترمذی و نسائی بروایت بہز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ [illegible]

[illegible] حدیث طویل ہے [illegible] حدیث احیاء میں ابو سعید سے ہے [illegible]

[illegible] نقل کیا ہے [illegible] مسلم بروایت ابوہریرہ [illegible] ترمذی و نسائی بروایت ابن عمر عن عمر

یمین ولم یستحلف ویشہد ولم یستشہد ،، یعنے پہلے ہو میرے اصحاب کے ساتھہ پہر ان کے ساتھہ جو ان کے متصل ہین یعنے تابعین پہر جہوٹ پہیلے گا یہانتک کہ قسم کہاویگا آدمی اور نہین قسم لیا جاویگا اور گواہی دیگا اور کوئی گواہی اس کی نہ چاہے گا ،، اور ایک حدیث مین ہے ،، من حدث عنی بحدیث وہو یری انہ کذب فہو احد الکاذبین ،، یعنے جو شخص کوئی حدیث بیان کرے اور جانتا ہو کہ جہوٹ ہے تو وہ بہی ایک جہوٹون مین سے ہے۔ اور فرمایا ،، من حلف علی یمین یاثم لیقتطع بہا مال امرئ مسلم بغیر حق لقی اللہ عزوجل وہو علیہ غضبان ،، یعنے جو شخص قسم کہا کے گناہ پر تاکہ اس سے ناحق کسی مسلمان کا مال لے لیوے تو وہ اللہ تعالے سے ایسے حال مین ملیگا کہ اللہ اس سے ناراض ہوگا ،، روایت ہے کہ آپ نے ایک شخص کی شہادت صرف ایکدفعہ کے جہوٹ مین رد فرمادی ،، اور فرمایا ،، کل خصلة یطبع او یطوی علیہا المؤمن الا الخیانة والکذب ،، یعنے ہر خصلت ایماندار طبیعت مین ہوسکتی ہے سوائے خیانت اور دروغ کے ،، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ نبی اکرم ﷺ کو جہوٹ سے زیادہ کوئی عادت بری نہ معلوم ہوتی تہی اور انکا دستور یہہ تہا کہ جب کسی شخص کا دروغ معلوم ہوجاتا تہا تو دل سے کدورت نہ جاتی تہی جب تک کہ یہہ نہ معلوم ہو کہ اس نے نئے سرے سے خدا کے سامنے جہوٹ سے توبہ کی سچ بولنے کی تعریف مین یہہ حدیث وارد ہوئی ہے۔

،، اربع اذا کن فیک فلا یضرک ما فاتک من الدنیا صدق حدیث وحفظ امانة وحسن خلق وعفة طعمة ،، یعنے چار چیزین ہین کہ جب تجہہ مین ہون تو دنیا کی گو کوئی سی چیز تیرے پاس نہو تجہکو کچہہ ضرر نہین۔ راست گفتاری حفظ امانت اور خوش خلقی اور غذائے حلال ،، اور حضرت معاذ فرماتے ہین کہ آپ نے مجہکو ارشاد فرمایا ،، اوصیک بتقوی اللہ وصدق الحدیث واداء الامانة والوفاء بالعہد وبذل الطعام وخفض الجناح ،، یعنے وصیت کرتا ہون مین تجہکو خدا سے تقوی کی اور راست گفتاری کا اور ادائے امانت اور عہد کے پورا کرنے کی اور کہانا دینے اور تواضع کی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ خدا کے نزدیک بڑی خطا زبان کا جہوٹ ہے اور سب سے ندامت قیامت کے روز کی پشیمانی ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ جب تک تم سے ملاقات نہین ہوتی تو تم مین سے زیادہ اچہا وہ معلوم ہوتا ہے جسکا نام اچہا ہو اور جب ملاقات ہوجاتی ہے تو وہ اچہا معلوم ہوتا ہے کہ جسکی عادت اچہی ہو اور معاملہ کرنے کے بعد وہ اچہا معلوم ہوتا ہے جو بات کا سچا امانت کا پکا ہو یہہ حدیثین اور آثار جو مین نے جہوٹ اور قسم کے

ا۔ مسلم در مقدمہ بروایت سمرہ بن جندب ۔ ۲۔ بخاری و مسلم بروایت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ۔ ۳۔ ابن ابی الدنیا بروایت سوے بن ابی شیبہ مرسلاً ۔ ۴۔ ابن ابی شیبہ در مصنف بروایت ابو امامہ ۔ ۵۔ احمد بروایت حضرت عائشہ صدیقہ و بروایت ابن حبان در طبقات ۔ ۶۔ حاکم و خرائطی در مکارم اخلاق بروایت عبد اللہ بن عمر ۔ ۷۔ ابو نعیم در حلیہ

بارہ مین نقل کیئے ان سے یہہ بخوبی کہل گیا کہ اسلام سچ بولنے اور قسم نہ کہانے کی کیسی تاکید کرتا ہے۔

اسلام غیبت کرنے کو سخت برا بتاتا ہے

قرآن مجید مین اس کی بابت یہہ آیت مذکور ہوئی ہے۔ "لا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیه میتا فکرهتموه" یعنے اور نہ بدکہے کوئی تم مین سے ایک دوسرے کو کیا خوش لگتا ہے کسیکو تم مین سے یہہ کہ کہاوے گوشت اپنے بہائی کا اور وہ مردہ ہو سو گہن آوے تمکو اس سے" اس آیت سے یہہ صاف کہل گیا کہ اسلام غیبت کرنیکو ایسا برا بتاتا ہے کہ وہ بمنزلہ اپنے مردہ بہائی کے گوشت کہانے کے ہے۔ کوئی مدعی لے آئے اس سے زیادہ تہذیب سکہانے والا دین۔ اور نبی اکرم ارشاد کرتے ہین صلعم "یاکل المسلم علی المسلم حرام دمه وماله وعرضه" یعنے مسلمان کو سب مسلمان پر حرام ہے اسکا خون اسکا مال اور عزت سب حرام ہین [1] حضرت ابوہریرہ اس حدیث کو روایت کرتے ہین صلعم "لا تحاسدوا ولا تباغضوا ولا یغتب بعضا وکونوا عباد الله اخوانا" [2] یعنے آپسمین نہ حسد کرو نہ بغض کرو نہ ایک دوسرے کی غیبت کرو اور ہو جاؤ اللہ کے بندے بہائی بہائی۔ اور حضرت جابر اور ابو سعید روایت کرتے ہین کہ نبی اکرم نے ارشاد کیا صلعم "ایاکم والغیبة فان الغیبة اشد من الزنا" یعنے بچو تم غیبت سے کہ غیبت سخت تر ہے زنا سے [3] اور براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ ایک دن نبی اکرم نے خطبہ اس زور سے پڑہا کہ گہر کی خواتین نے بہی سنا اس مین آپ نے یہہ ارشاد کیا صلعم "یا معشر من امن بلسانه ولم یومن بقلبه لا تغتابوا المسلمین ولا تتبعوا عوراتهم فانه من تتبع عوراتهم تتبع الله عورته ومن تتبع الله عورته یفضحه فی جوف بیته"

یعنے اے گروہ ان لوگون کے کہ زبان سے ایمان لائے ہو اور دلون سے ایمان نہین لائے مسلمانون کی غیبت مت کرو اور نہ ان کی غیبت کے درپے ہو جو کوئی اپنے بہائی کی غیبت کے درپے ہوتا ہے اللہ تعالے اسکی غیبت کے درپے ہوتا ہے اور جس شخص کی غیبت کے درپے خدا تعالے ہوتا ہے اسکو اسکے گہر کے اندر رسوا کرتا ہے۔ نبی اکرم نے صحابہ سے ارشاد کیا کہ تم جانتے ہو کہ غیبت کسی کہتے ہین صحابہ نے عرض کیا کہ خدا اور اس کا نبی بہتر جانتا ہے آپ صلعم نے ارشاد کیا "ذکرک اخاک بما یکره" یعنے تیرا ذکر کرنا اپنے بہائی کو ایسی بات سے کہ اسکو بری معلوم ہو"

کیا اچہی نبی اکرم نے غیبت کی تعریف فرمائی۔ یہانتک نبی اکرم کا ارشاد ہے کہ اگر کسی مومن کی کوئی غیبت کسی کے سامنے اگر کرے اور وہ اسکو روک دینے پر قادر ہو تو اسکا فرض ہے کہ اسکو روک دے

[1] مسلم بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بخاری [2] مسلم بروایت ابی ہریرہ [3] الشرف مختصرا سے ابن ابی الدنیا اور ابن حبان و ضعفا ابن مردویہ در تفسیر سے ابن ابی الدنیا نے بسند صحیح نقل کیا [illegible] سندین منقطع جن مسلم مختلف فیہ ہے اور ابوداؤد نے بروایت ابوہریرہ بسند جید نقل کی ہے۔

[illegible] مومن کی ذلت ہو رہی ہو [illegible] اگر وہ ایسا نہ کریگا تو اسکے لئے برا ہوگا اسکی بابت
[illegible] آئی ہے "من اذل عندہ مومن فلم ینصرہ وھو یقدر علی نصرہ اذلہ اللہ
[illegible] یعنی جس شخص کے آگے کوئی ایماندار ذلیل کیا جا رہا ہو اور وہ اسکی
[illegible] مدد کرنے پر قادر ہو [illegible] اس کو خدا قیامت کے روز ذلیل کریگا" اور حضرت ابو الدرداء
فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلعم نے ارشاد فرمایا "من رد عن عرض اخیہ بالغیب کان حقا علی اللہ ان یرد
عن عرضہ یوم القیامۃ" یعنی جو شخص کہ حامی ہو اپنے بھائی کی عزت کا اسکی پیٹھ پیچھے تو اسپر
حق ہے خدا پر کہ اسکی آبرو کی حمایت فرماوے قیامت کے دن" اور فرمایا "من ذب عن عرض
اخیہ بالغیب کان حقا علی اللہ ان یعتقہ من النار" یعنی جو شخص حامی ہو اپنے بھائی کی عزت کا
اسکی پیٹھ پیچھے واجب ہے اللہ تعالی پر کہ اسکو آزاد کرے آتش دوزخ سے" یہ خوب سمجھ لینا چاہئے
کہ غیبت [illegible] ان نیکیوں کو جو اپنی عمر کا ایک بہت بڑا حصہ صرف کر کے حاصل کی ہیں
آن کی آن میں [illegible] کر دیتی ہے اسلئے ہر شخص کو اس خطرناک بلا سے بچنا چاہئے اسی لئے نبی اکرم نے
فرمایا ہے "ما النار فی الیبس باسرع من الغیبۃ فی حسنات العبد" یعنی آگ خشکی میں اتنی جلد
[illegible] جتنی غیبت بندہ کی نیکیوں کو خشک کر دیتی ہے" پھر فرمایا "طوبی لمن شغلہ عیبہ عن
عیوب الناس" یعنی خوشخبری ہے اسکو جسکو اپنا عیب لوگوں کے عیب سے مانع ہو" اور فرمایا "من [illegible]
[illegible] لسانہ [illegible] یعنی جو شخص ڈرتا ہے اپنے رب سے بند ہوتی ہے زبان اس کی
اور [illegible] غصہ اپنا [illegible]

[illegible] ہے اسپر بھی اگر کوئی اس مہذب زمانہ میں
[illegible] کرے تو [illegible] ہو جانا چاہئے "ولکن عذاب اللہ
[illegible] زبان سے کسیکو پیٹھ پیچھے برا کہنے
[illegible] ہی حکم دیا ہے کہ دل سے بھی کسی کی غیبت نہ کر دیا دل میں کسی کی طرف سے
بدگمانی [illegible] جس کی نسبت [illegible] فرمایا ہے "یا ایھا الذین امنوا اجتنبوا کثیرا
من الظن ان بعض الظن اثم" [illegible] بہت سے گمان کرنے سے [illegible] بعض
گمان [illegible] کسی کی نسبت بدگمانی کرنی دل کی غیبت [illegible]
[illegible] فرمایا ہے اگر کسی کی نسبت کوئی غلط خبر بیان کرے تو جب تک تحقیق
نہ ہو جائے ہرگز بدگمانی نہ کرنی چاہئے [illegible] بدگمانی نسبت ہے اس کے [illegible]

ف احمد و طبرانی بروایت سہیل بن حنیف اور اسکی سند میں ابن لہیعہ ہے [illegible] ف ابن ابی الدنیا [illegible]
اسکی سند [illegible] شہر بن حوشب [illegible] ترمذی [illegible] حدیث نقل کیا ہے [illegible] طبرانی بروایت شہر بن حوشب
[illegible] بروایت انس [illegible] ابو منصور [illegible] بروایت سہیل بن سعد

اور [illegible] ذکر کیا ہے –

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کسی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] حاصل [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

تو یہ غلط ہے یعنی [illegible]

یہ بھی اسلام کا ہی حکم [illegible]

خدا سے توبہ کرنے [illegible]

اسکی توجہ [illegible] کی جاتی ہے –

حضرت عمر رضی اللہ عنہ [illegible]

سات تمام دنیا میں [illegible]

[illegible] تنزیل الکتاب

من اللہ العزیز العلیم غافر الذنب وقابل التوب شدید العقاب ذی [illegible]

طبرانی بروایت [illegible] ابو ہریرہ [illegible]

ابو ہریرہ [illegible] ابو داؤد [illegible]

یعنے اللہ کی طرف سے کتاب نازل ہوئی ہے جو زبردست ہے خبردار گناہ بخشنے والا اور توبہ
قبول کرتا سخت مار دیتا ۔ جون ہی ابوجندل نے حضرت عمر فاروق کا یہہ نامہ دیکھا
فوراً توبہ کی اور آیندہ سے پھر کبھی اپنی توجہ شرع شریف کے خلاف مبذول نہین کی جس شخص
نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ابوجندل کی بابت یہہ کہا تھا اسکی نسبت نہین کہ یہی اور
نہ آپ نے اسے غیبت تصور کیا تھا بلکہ اسکا مقصود یہہ تھا کہ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ [illegible]
فرمائینگے تو اس حرکت کو برا جانکر اور اس باب مین جیسی آپ کی نصیحت کارگر ہوگی دوسرے
کی نہوگی اور ایسا ہی ہوا غرضکہ مقصود صحیح شرط ہے ورنہ غیبت کے حرام ہونے مین کچھہ
کلام نہین ہے ۔ اس سے یہہ بات ثابت ہوگئی ایسی حالت مین کہ اگر یہہ سمجھا جائے کہ اگر ہم
کسی کے عیب کا ذکر کرینگے تو وہ فوراً چھوڑ دیگا تو ضرور اسکا ذکر کرے مگر نیت اصلاح کی
پہلے ہونی چاہئے چنانچہ اسکی اجازت حدیث نبوی مین موجود ہے " اترعون عن ذکر الفاجر[ف]
بما فیہ اذکروہ حتی یعرفہ الناس اذکروہ بما فیہ حتے یحذرہ الناس " یعنے کیا بدکار کی خصلت
کا ذکر کرنا تم برا جانتے ہو اسکی ہتک کرو تاکہ لوگ اسکو پہچان جاوین اور جو خصلت اس مین ہے
اسکو ذکر کرو تاکہ لوگ اس سے بچین ۔ اگر یہہ بات مقصود نہین ہے اور صرف غیبت کرنی
غرض ہے تو اسلام اس عیب کو حرام کہتا ہے ۔ اور اس کا کفارہ بہت برا یہہ ہے کہ خدا سے
توبہ استغفار کرے اور اپنے گناہ کی معافی مانگے جیسا کہ نبی اکرم نے ارشاد کیا ہے "
[ف] كفارة من اغتبته ان تستغفر له " یعنے جسکی تو غیبت کرے اس کا تدارک یہہ ہے کہ اس کے
لئے خدا سے مغفرت چاہے " اسلام نے غیبت کو بہت تشدد سے منع کیا ہے اور اس کے
لئے یہہ حکم کرتا ہے " [ف] من كانت لاخيه عنده مظلمة في عرض او مال فليتحللها منه من
قبل ان یاتی یوم لیس هناك دينار ولا درهم انما يوخذ من حسناته فان لم تكن له حسنات
اخذ من سيئات صاحبه فزيدت على سيئاته " یعنے جسکے ذمہ اس کے بھائی ——
کا کوئی حق ہو آبرو مین خواہ مال مین تو چاہئے کہ اس سے معاف کرائے پہلے اس سے کہ
وہ دن آوے جہان نہ دینار ہوگا نہ درہم بلکہ نیکیان دلائی جاوینگی اور اگر اس کے پاس
نیکیان نہونگی تو مظلوم کی برائیان لیکر اسکی برائیون مین اضافہ کردی جاینگی یہان
تو مجرم سے معافی مانگنے کی طرف ارشاد کیا گیا ہے اور وہان خود خداوند تعالی قرآن
مجید مین یہہ ارشاد کرتا ہے " خذ العفو وامر بالمعروف واعرض عن الجاهلين " یعنے
معاف کرنے کی خو کرو اور کہہ نیک کام کو اور کنارہ کرو جاہلون سے "۔

ف ابن ابی الدنیا او صمت بروایت [illegible] حکیم عن ابیہ عن جدہ [illegible] ابن ابی الدنیا فی صمت روایت
بن ابی اسامہ در مسند [illegible] بروایت انس [illegible] بخاری و مسلم بروایت ابوہریرہ

اسلام چغلی کہانیکو منع کرتا ہے

اللہ تعالی فرماتا ہے ،، ھماز مشاء بنمیم ،، یعنے طعنے دینا چغلی لئے پہرتا - اور فرمایا ،، عتل بعد ذلک
یعنے اجڈ اس سب کے پیچہے بدنام ،، و عبد اللہ بن المبارک فرماتے ہین کہ زنیم ،، کے معنے ہین وہ ولد الز
جو بات نہ چہپاوے اور اس آیت سے اُنہون نے یہہ بہی استنباط کیا ہے کہ جو شخص بات نہ چہپا
اور چغلی کہاوے وہ ولد الزنا ہے - اور اللہ جلشانہ فرماتا ہے ،، ویل لکل ھمزۃ لمزۃ ،، وداس آیت میں
ہمزہ سے بعضون نے چغلخور مراد لیا ہے ،، اور فرمایا ،، حمالۃ الحطب ،، سر پہ لئے پہرتے ایندہن ،،
کہتے ہین کہ ابو لہب کی بیوی چغلخور تہی تو معنے یہہ ہوئے کہ حمالۃ الحدیث اور فرمایا ،، فخانتاھما
یغنیا عنہما من اللہ شیئا ،، یعنے پہر ان سے چوری کی پہر وہ کام نہ آئی ان کو اللہ کے ہاتہہ سے کچہہ
آیت حضرت لوط اور حضرت نوح علیہ السلام کی بیبیون کی شان مین ہے حضرت لوط علیہ السلا
کی بیوی جب ان کے ہان کوئی مہمان آتا قوم مین جاکر خبر کر دیتی وہ لوگ خبر پاکر اس مہمان
ایذا دینے اور ستانے کے باعث ہوتے اور حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی لوگون سے کہتی
کہ آپ مجنون ہین - نبی اکرم فرماتے ہین - ،، لا یدخل الجنۃ نمام ،، جنت مین چغلخور داخل نہ ہوگا ،،
دوسری روایت مین نمام کی جگہہ ،، قتات ،، ہے اسکے معنے بہی نمام ہی کے ہین حضرت ابو ہریر
رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ نبی اکرم نے یہہ ارشاد کیا ،، حبکم الی اللہ احاسنکم اخلاقا الموطو
اکنافا الذین یالفون و یولفون وان ابغضکم الی اللہ المشاؤن بالنمیمۃ المفرقون بین الاخو
الملتمسون للبراء العثرات ،، یعنے تم مین سے اللہ کے نزدیک زیادہ محبوب وہ ہون گے جو
مین اچہے ہون گے جن کے پہلو نرم ہین ایسے کہ خود اورون سے الفت کرتے ہین اور لوگ ان
الفت کرتے ہین اور تم مین سے خدا کے نزدیک برے وہ ہین جو چغلی کہاتے پہرتے ہین اور بہائی
مین جدائی ڈالتے ہین اور صاف آدمیون کے عیب ڈہونڈتے رہتے ہین ،، اور ابو درداء سے
یہہ حدیث مروی ہے کہ آپ نے فرمایا ،، من اشار علی امسلم بکلمۃ یشینہ بہا بغیر حق شانہ
بہا فی النار فی القیامۃ ،، یعنے جو شخص کسی مسلمان پر ایک لفظ سے اشارہ کرے تاکہ اسکو نا حق
عیب لگاوے اللہ تعالی اسی لفظ سے اسکو قیامت کے دن دوزخ مین عیب لگاویگا ،، اور
حدیث بہی ان ہی سے مروی ہے ،، من شہد علی مسلم شہادۃ لیس لھا باھل فلیتبوء مقعدہ
یعنے جو شخص گواہی دے کسی مسلمان پر ایسی بات کی کہ وہ اسکے لائق نہین کی جو چاہئے کہ تا
اپنا ٹہکانا دوزخ مین ،، چغلی کہانے والیکو اسلام مین فاسق کہا ہے اسلئے یہہ بہی ارشاد ہے کہ
کی بات کا اعتبار نکرو ہمارے ہان فاسق کی بات کو یقین کرنا ناروا سمجہا گیا ہے ہرگز جائز نہین

ف ا دونو روایتین بخاری و مسلم مین بروایت حذیفہ الی ہین - ف ۲ طبرانی در اوسط و در صغیر و ف ۳ ابن ابی الدنیا
صمت طبرانی در مکارم اخلاق اور اسکی سند مین عبد اللہ بن میمون ہین ف ۴ احمد و ابی الدنیا -

بخلاف چغلخور فاسق ہے اسلئے اسکی بات کا جب تک یقین کسی طرح نہیں کیا جا سکتا۔ جیسا کہ پہلے قرآن مجید میں آگیا ہے "یا ایہا الذین آمنوا ان جاءکم فاسق بنبأ فتبینوا ان تصیبوا قوما بجہالۃ" یعنے اے ایمان والو اگر تمہارے پاس ایک فاسق آوے تو تحقیق کر لو ایسا نہ ہو کہ ایذا پہنچاؤ کسی قوم کو نادانی سے۔ یہہ آیت ہم پہلے بھی نقل کر چکے ہیں۔ ہر شخص کا فرض ہے کہ اگر کوئی اس سے کسی کی چغلی کہائے تو فوراً اسکو منع کرے جیسا خدا نے فرمایا "وامر بالمعروف وانہ عن المنکر" یعنے اور سکھلا بھلی بات اور منع کر بری بات سے" کوئی چغلی کہائے کبھی اسپر بدگمانی نکرے جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ نے ارشاد کیا ہے "اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم" یعنے بچتے رہو بہت تہمتیں کرنے سے مقرر بعض تہمت گناہ ہے" بلکہ یہہ سمجھنا چاہئے کہ جو شخص کسی کی چغلی کہاتا ہے یا کسی کی عیب جوئی کرتا ہے وہ قطعی ہماری بھی عیب جوئی کریگا اور دوسرے سے ہمارے بھی عیب کہیگا۔ جیسا سعدی رحمہ نے کہا ہے شعر۔

ہر کہ عیب دگران پیش تو آورد و شمرد
بیگمان عیب تو پیش دگران خواہد برد

چغلخور کے چغلی کہانے سے صرف یہہ غرض ہوتی ہے کہ دو دوستوں میں ناچاقی پیدا ہو اور باہم نفاق پیدا ہو جائے ان کے لئے خدا یہہ ارشاد کرتا ہے "ویقطعون ما امر اللہ بہ ان یوصل [illegible] ویفسدون فی الارض" یعنے وہ توڑتے ہیں جو چیز اللہ نے فرمائی جوڑنی اور فساد کرتے ہیں ملک [illegible] میں خدا تو اتحاد قایم کرنا چاہتا ہے اور چغلخور اوس اتحاد کو برہم کرنا چاہتا ہے تو گویا چغلخور خدا سے مقابلہ پر آمادہ ہوتا ہے۔ اب سمجھنا چاہئے کہ ایسے شخص کا کیا درجہ ہوگا کہ جو خدا سے مقابلہ آرا ہوتا ہے۔ اور فرمایا ہے۔ "انما السبیل علی الذین یظلمون الناس ویبغون فی الارض بغیر الحق" یعنے راہ الزام تو ان پر ہے جو ظلم کرتے ہیں لوگوں پر اور دہوم اٹھاتے ہیں ملک میں ناحق" و چغلخور بھی ایسے ہی لوگوں میں سے ہیں اور حدیث شریف میں آیا ہے "ان من شرار الناس من اتقاہ الناس لشرہ" یعنے فرمایا "لا یدخل الجنۃ قاطع" یعنے نہیں داخل ہوگا جنت میں قاطع وہ شخص کہ دو دلوں کو چغلی کہا کر جدا کرے وہ کبھی جنت میں نہ جائیگا۔ اور چغلخور کی نسبت یہاں تک سختی برتی گئی ہے کہ [illegible] میں اسکا ایسا برا سمجھا گیا ہے کہ یہہ الفاظ حدیث نبوی میں اسکے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ "[illegible] الناس [illegible]" یعنے چغلخور حلال زادہ نہیں ہوتا اور جو شخص چغلی کہائیگا اسکی نسبت شریعت شریفہ کی یہہ حدیث عاید ہوگی۔

فـ۱ بخاری و مسلم عن عائشۃ رضی اللہ عنہا۔ فـ۲ حاکم بروایت ابو موسی اس کی سند میں سہل بن عطیہ منکر ہے۔ طبرانی نے یہہ مضمون اور الفاظ سے نقل کیا ہے۔

اسلام دورخی بات کہنے کو منع کرتا ہے

دورخی بات کہنی بہی سخت زبون ہے یعنے جو شخص دو دشمنون سے ملتا ہے تو جس کے پاس جاتا ہے اسیکے موافق گفتگو کرتا ہے اور یہی صورت ہے دورخی ہا دو نفاق ہے اگر [illegible] بجائے اسکے کہ ایک دوسرے کے [illegible] ہم دونون [illegible] اور ایک دوسری کی بات جن ان مین نفاق پیدا کرا دے [illegible] زیادہ نفاق [illegible] فرماتے ہین من کان ذا وجہین فی الدنیا کان لہ لسانان من نار یوم القیامۃ یعنے جو شخص دورخا ہوگا دنیا مین قیامت کے دن اسکے لئے دو زبانین آگ کی ہونگی و حضرت ابو ہریرہ سے [illegible] مروی ہے کہ آپنے فرمایا تجد من شر عباد اللہ یوم القیامۃ ذا الوجہین الذی یاتی ہؤلاء بحدیث و ہؤلاء بحدیث یعنے قیامت کے روز اللہ کے بندون مین سے بہت برا دورویہ آدمی کو پاؤ گے جو ان سے کچہہ کہتا تہا اور ان سے کچہہ دین اسلام مین دورویہ بات کہنے [illegible] جہنمی کہا اور جو جہنمی ہوگا وہ مسلمان نہین ہوسکتا اسلئے دورویہ بات کہنے والا [illegible] اگر کافر نہین ہوگا تو فاسقون مین توقطعی اس کا درجہ اول قایم ہونا چاہئے۔

نبی اکرم نے ایسے لوگون کے لئے صاف ارشاد فرمایا ہے ابغض خلیقۃ اللہ الی اللہ یوم القیامۃ الکذابون والمتکبرون والذین یکنزون البغضاء لاخوانہم فی صدورہم فاذا لقوہم تخلقوا لہم واذا دعوا الی اللہ ورسولہ کانوا ابطاء واذا دعوا الی الشیطان وامرہ کانوا سراعا [illegible] خدا کی مخلوق مین سے سب سے بڑے اس کے نزدیک قیامت مین [illegible] اور جہوٹے اور متکبر اور جو لوگ کہ اپنے بہائیون کی طرف سے کینہ رکہتے ہین اور جب ملتے ہین تو با خلاق [illegible] آتے ہین اور جب اللہ و رسول کی طرف بلائے جاوین تو سست اور دیر کرنے والے ہون اور اگر شیطان اور اسکے کام کی طرف بلائے جاوین تو جلدی کرنے والے ہون۔

اسلام تعریف کرنیکو بہی منع فرماتا ہے

بعض موقعون پر بیجا تعریف کو بہی اسلام منع کرتا ہے کسی کی نسبت یقینی حکم نہین لگانا چاہئے کہ وہ نیک ہی ہے یا وہ سخی ہی ہے۔ اسلام مین یہانتک بہی برا ہے اور شاعرون یا [illegible] کی تعریف تو کوسون دور ہے اسکا ذکر بہی نہین۔ جیسا نبی اکرم نے ارشاد کیا ہے ویحک قطعت عنق صاحبک [illegible] ثم قال ان کان احدکم لا بد مادحا اخاہ فلیقل احسب فلانا [illegible]

[illegible] — اسلاف نے اس حدیث کو نقل کیا ہے — فتح بخاری و مسلم و روایت [illegible] دیگر روایت ابن ابی الدنیا کذا۔

انا بى على الله احد احسبه الله ان كان يرى نه كذالك ،، يعنے بلا كى ہو تجھكو تو نے اپنے ساتھى
گردن كاٹ ڈالى اگر وه سنيگا تو فلاح نه پاويگا پہر فرمايا كه اگر كوئى تم مين سے ضرور كسى كى تعريف
چاہے تو چاہيے كه يون كہے كه فلان شخص كو مين ايسا گمان كرتا ہون تو خدا كے نزديك كسى پر
بيه يعنے حكم پاكى كا نہين كرتا اسكا جاننے والا خدا ہے اگر يہه جانے كه وه ايسا ہے يعنے اچھا ہى
تب كہے كه وه لايق تعريف ہے ،، اس سے زياده تاكيد اور كيا ہوگى جس تہذيب پر كه يورپ
كو بہت نازان ہے وه اسلام ہى سے لى گئى ہے كسى كى نسبت كوئى يقينى امر نه كہنا يہه اسلام نے
سكہايا ہے پہر نبى نے ارشاد كيا ہے ،، اذا مدحت اخاك فى وجهه فكانما مررت على حلقه موسى
،، يعنے جب تو نے اپنے بہائى كى تعريف اس كے منه پر كى تو اس كى گردن پر استرا پہير ديا
اس سے زياده تاكيد كيا ہوگى كه اپنے بہائى كى تعريف اسكے آگے كرنى اسكا گلا استرے سے كاٹ
ہے - ايك شخص اپنے ممدوح كى تعريف كر رہا تہا نبى اكرم نے يہه سنكر فرمايا ما عقرت الرجل
الله ،، يعنے كوچ كاٹ ديا تو نے اس شخص كا خدا تيرا كوچ كاٹے ،، زياد بن ابى مسلم كا قول ہے
مومن كبہى اپنى تعريف سنى گوارا نكريگا ہان جو شخص مومن نہو گا وه اپنى تعريف سے خوش ہوگا اور
پہولا نه سمائيگا ،، اصل يہه ہے كه تعريف عوام كے حق مين تو زہر قاتل ہى كا حكم ركہتى ہے مثلاً ريس
اور خواص اس كى زد سے بچے رہتے ہين - حديث مين آيا ہے ،، لو مشى رجل الى رجل بسكين
كان خيرا له من ان يثنى عليه فى وجهه ،، يعنے اگر كوئى شخص دوسرے كى طرف تيز چہرى ليكر
جاوے تو اس سے بہتر ہے كه اس كے منه پر اسكى تعريف كرے ،،
ضى الله عنه فرماتے ہين ،، كه مدح كرنا بمنزله ذبح كے ہے اور يہه اسلئے فرمايا كه ذبح كے بعد
ہو سكتا ايسى ہى تعريف سے ہمت پست ہو جاتى ہے اور عمل سے باز رہتى ہے ،،

اسلام غصه كو منع فرماتا ہے

غضب بہت بڑى چيز ہے جس كے غالب ہونے سے آدمى آدمى نہين رہتا صدہا واردات
اسى كے بدولت دنيا مين واقع ہو جاتى ہين اور غصه اترنے كے بعد ان وارداتون كا كرنے
والا پشيمان ہوتا ہے - غصه اس دين كا ايك شعله ہے جسكى صفت يہه آيت ہے ،، نار الله
الموقدة التى تطلع على الافئدة ،، يعنے آگ ہے اللہ كى سلگائى جو وه جہلس ديتى ہے دل جسطرح
مين چہپى رہتى ہے اسيطرح غصه كى آگ دل كى تہون مين مضمر رہتى ہے - جسطرح
سے ہى آگ ظاہر ہو جاتى ہے اسيطرح يہه آگ بہى كبر كى ادنے چوٹ سے دل مين لگنے ہى

يہه رائے ہے كه يہه قول حضرت عمر رضى الله عنه كا ہے ابن مبارك در زہد بروايت جى ابن جابر ص

ظاہر ہو جاتی ہے۔ یہہ خوب سمجھلیا جائے کہ غصہ متکبرین کو بہت آتا ہے اس غصہ سے مراد نہین
ہے کہ جو مرض دماغ کے سبب دلپر محیط ہو جاتا ہے اور ہروقت ناک ہی پر رکھا رہتا ہے بلکہ عموماً متکبرین
اور مغرورون کے غصہ سے مراد ہے کہ جو انہین حق کی طرف سے پہیر دیتا ہے غصہ خواہ کسیطرح ظہور
کرے نہایت ناپاک اور مکروہ ہے جس کی برائی مین خداوند تعالے قرآن مجید مین ارشاد کرتا ہے ‘‘
اذجعل الذین کفروا فی قلوبھم الحمیۃ حمیۃ الجاھلیۃ فانزل اللہ سکینتہ علی رسولہ وعلی المومنین ’’
جب رکہی منکرون نے اپنے دلون مین حمیت حمیت نادانی کی اتار اللہ نے اپنی طرف کا چین اپنے
رسول پر اور مسلمانون پر ’’ اس آیت مین کفار کی مذمت اسلئے ہے کہ انہون نے امر باطل پر غیرت کیے مارے
اتفاق کرلیا تہا اور غیرت بہی غصہ ہی سے ہوا کرتی ہے اور مومنین کی تعریف سکینت اور وقار
کے سبب فرمائی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ ایک شخص نے آنحضرت صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی خدمت مین عرض کیا کہ مجکو کوئی تہوڑا سا عمل بتا دیجے آپنے فرمایا ‘‘ لا تغضب
نہ غصہ ہوا کر پہر دوبارہ اس نے پوچھا پہر یہی بتایا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ انہون نے نبی اکرم سے التماس کیا کہ میرے لئے کوئی تہوڑی سی بات ارشاد فرما دیجے آپنے ارشاد کیا
کہ غصہ نہوا کر وہ یہہ بہی ان ہی سے روایت ہے کہ مجکو خدا کے غضب سے کیا چیز بچا دے گی آپنے فرمایا
تو خود غصہ نہ کیا کر۔ حضرت ابن مسعود فرماتے ہین کہ ایکدن نبی اکرم نے حاضرین سے دریافت کیا کہ
تم لوگ زبردست پہلوان کسی سمجہتے ہو لوگون نے عرض کیا کہ جو سب سے قوی ہو آپنے فرمایا کہ نہین
وہ شخص بہت بڑا پہلوان ہے کہ جو غصہ کے وقت اپنے نفس کو قابو مین رکہے۔ اور حضرت ابوہریرہ
رضی اللہ عنہ سے بہی اسی مضمون کی حدیث مروی ہے۔ ‘‘ لیس الشدید بالصرعۃ وانما الشدید
الذی یملک نفسہ عند الغضب ’’ یعنے سخت نہین ہے پچہاڑنے والا بلکہ سخت وہ ہے جو غصہ کے
وقت اپنے نفس کو قابو مین رکہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ نبی اکرم نے یہہ ارشاد کیا
من کف غضبۃ ستر اللہ عورتہ ’’ یعنے جو شخص اپنے غصہ کو روکے خدا تعالے اس کے عیب چہپاتا ہے
حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر مین ‘‘ وسیدا وحصورا ونبیا من الصالحین ’’
یعنے اور سردار ہوگا اور عورت کے پاس نجاویگا اور نبی ہوگا نیکون مین وہ فرماتے ہین کہ سید سے
وہ شخص مراد ہے کہ جسپر غصہ غالب نہو۔ یہہ سید کی بہت بڑی شان بیان ہوئی ہے کہ جو غصہ کو
اپنے اوپر غالب نہونے دے مگر جو لوگ کہ غصہ کرتے ہین وہ کبہی سید نہین ہو سکتے۔ اسلام
یہی تعلیم کرتا ہے کہ جہانتک ہو سکے غصہ کو روکے اور کبہی غضب مین نہ بہرے۔ جیسا صحابہ

اس حدیث نبوی کو بخاری نے نقل کیا ہے۔ ف اس حدیث کے راوی ابن عبد البر واحمد بن حنبل یہہ حدیث
بخاری مسلم نے نقل کی ہے۔ ف یہہ حدیث نبوی صمد بن ابن ابی الدنیا نے نقل کی ہے۔ ف یہہ حدیث بخاری ومسلم
بروایت سلمان بن مرد نقل کی ہے۔

گیا ہے حضرت مالک بن اوس فرماتے ہیں کہ ایکبار حضرت عمرؓ کسی شخص پر غصہ ہوئے اور اسکے پیٹنے کا حکم فرمایا اسوقت میں نے یہہ آیت پڑہی۔ ”خذ العفو وامر بالعرف واعرض عن الجاھلین“ یعنے خو کر معاف .... اور کہ نیک کام کو اور کنارہ کر جاہلوں سے یہہ آیت سنتے ہی حضرت عمرؓ کانپ اوٹہے اور اس شخص کو معاف کر دیا۔ یہ صحابہ کی شان تہی کہ جو خدا اور نبی کے احکام پر اپنی گردنیں خم کرتے تہے۔ جب کبہی حضرت عائشہؓ کسی پر خفا ہوتیں تو نبی اکرم یہہ ارشاد کرتے تہے کہ اے عائشہ تو یہہ پڑھ ”اللھم رب النبی محمد اغفرلی ذنبی واذھب غیظ قلبی واجرنی من مضلات الفتن“ یعنے اے اللہ محمد نبی کے پالنے والے میری خطا بخشدے اور میرے دل کا غصہ دور کر اور مجھکو گمراہ کرنے والے فتنوں سے پناہ دے۔ اور نبی اکرم نے غصہ کے تسکین کی یہہ ترکیب ارشاد فرمائی ہے ”ان الغضب جمرۃ توقد فی القلب الم تروا الی انتفاخ او داجہ وحمرۃ عینیہ فاذا وجد احدکم من ذلک شیئا فان کان قائما فلیجلس ان کان جالسا فلینم“ یعنے غصہ ایک چنگاری ہے جو دل میں بہڑکتی ہے کیا نہیں دیکہتے ہو کہ غصہ والے کی گردن کی رگیں پہول جاتی ہیں آنکہیں سرخ ہو جاتی ہیں پس اگر تم میں سے کسیکو یہہ حال عارض ہو تو اگر کہڑا ہو تو چاہیئے بیٹہہ جاوے اور اگر بیٹہا ہو تو لیٹ جاوے۔ اور اس سے زیادہ حکمت غصہ دور کرنے کی اور نہیں ہو سکتی۔

اور اگر اس سے بہی غصہ نجاوے تو ٹہنڈے پانی سے وضو کرے یا نہا ڈالے کیونکہ غصہ کی آگ اس سے بجہہ جاتی ہے چنانچہ نبی اکرم نے ارشاد کیا ہے ”اذا غضب احدکم فلیتوضا بالماء فانما الغضب من النار“ یعنے جب کوئی تم میں سے غصہ ہو تو چاہئے کہ پانی سے وضو کرے کہ غصہ کی آگ سے ہے غصہ کی بجہانے کی ترکیب اور بہی یہہ فرمائی ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ”اذا غضب احدکم فلیسکت“ یعنے جوقت تجہے غصہ آوے سکوت اختیار کر اور حدیث میں آیا ہے کہ غصہ کے وقت سجدہ کرے جیسا کہ حضرت ابو سعید خدری سے یہہ حدیث مروی ہے ”ان الغضب جمرۃ فی قلب ابن آدم الا ترون الی حمرۃ عینیہ وانتفاخ اوداجہ فمن وجد من ذلک شیئا فلیلصق خدہ بالارض“ یعنے آگاہ ہو کہ غصہ آدمی کے دل میں ایک چنگاری ہے کیا نہیں دیکہتے اس کی آنکہوں کی سرخی اور گردن کی رگوں کے پہولنے کو جو شخص اس میں سے معلوم کرے تو چاہیئے کہ اپنا رخسارہ زمین سے ملادے۔ اور اس حدیث نبوی میں سجدہ کی طرف اشارہ ہے یعنے بدن کا جو سب سے اعلیٰ اور اشرف عضو ہے اسکو سب سے ذلیل چیز یعنے خاک پر رکہنا چاہیئے تاکہ نفس بہی ذلت و خاکساری کو سمجہکر عزت و تکبر سے جو باعث غضب ہیں باز آوے ہمارے نبی اکرم کی کیا زبردست اور قوی اور اثر تعلیم ہے کہ جسکی نظیر اسوقت مہذب دنیا

[illegible] روایت ابو سعید [illegible] اور یہ حدیث [illegible] ابو داؤد روایت عطیہ [illegible]
[illegible] ابن ابی الدنیا و طبرانی [illegible] ترمذی نے نقل کی ہے

بھی کبھی نہیں پائی جاتی - ہمارا یہ کہنا اسلئے بیجا نہیں ہے کہ ہم مذہب عالم کی تعلیم اخلاق و تہذیب پر بھی دیکھ چکے ہیں - نبی اکرم نے ارشاد کیا ہے "من کف غضبہ کف اللہ عنہ عذابہ ومن اعتذر الی ربہ قبل اللہ عذرہ ومن خزن لسانہ ستر اللہ عورتہ" یعنے جس نے اپنے غصہ کو روکا اللہ اپنا عذاب اس سے روک لیگا جو شخص خدا کے سامنے اپنا عذر کرتا ہے خدا اس کے عذر کو قبول کرتا ہے اور جو شخص اپنی زبان کو روکتا ہے اللہ اسکے عیب کو چھپاتا ہے" اس سے بہتر تعلیم اخلاق و مدارات قائم کرنے کی آجتک کسی مذہب نے دی ہے موجودہ تعلیم جو صرف دل خوش کرنے اور واہ واہ سننے کے لئے نہیں ہے بلکہ اسکی ایک ایک بات قانون قدرت سے ملتی ہے اور ہر ایک عمل کرنیوالا اسکو ادا کرتا ہے جہانتک کہ انسان کی قدرت میں وسعت ہے اور یہی زیادہ پسندیدہ بات نبی اکرم کا یہ ہے "اشدکم من غلب نفسہ عند الغضب واحلمکم من عفا عند القدرۃ" یعنے تم میں سخت وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس پر غالب آوے اور تم میں زیادہ بردبار وہ ہے جو قدرت کے وقت معاف کرے" اور فرمایا "من کظم غیظا وھو یقدر علی انفاذہ ملاء اللہ قلبہ یوم القیامۃ رضا" یعنے جو شخص اپنے غصہ کو ایسی حالت میں دبائے کہ وہ اس سے کام لے سکتا ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسکو رضا سے بھر دیگا"

اور حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا "ما تجرع عبد جرعۃ افضل اجرا من جرعۃ غیظ کظمہا ابتغاء وجہ اللہ تعالیٰ" یعنے بندہ نے کسی گھونٹ کو ایسا نہیں پیا جس میں ثواب زیادہ ہو سوا اس غصہ کے جو رضائے الہی کے لئے پیا جاوے اس گھونٹ پینے کا بڑا ثواب ہے اور یہی ایک بہت بڑی بات ہے جو انسان کی زندگی کو اعلیٰ درجہ تک پہنچتی ہے - اور یہی فضیلت و شرف کی بات ہے - اور فرمایا حضرت ابن عباس روایت کرتے ہیں - "ان لجہنم بابا لا یدخلہ الا من شفی غیظہ بمعصیۃ اللہ تعالیٰ" یعنے دوزخ میں ایک دروازہ ہے کہ اس دروازہ سے وہی شخص داخل ہوگا کہ جس نے اپنے غصہ کو خدا کی نافرمانی میں کام فرمایا ہو"

اسلام حلم کی بہت بڑی فضیلت بیان کرتا ہے

حدیث نبوی میں آیا ہے "انما العلم بالتعلم والحلم بالتحلم ومن یتحر الخیر یعطہ ومن یتوق الشر یوقہ"

طبرانی نے اوسط میں اور ابن ابی شیبہ نے بروایت حضرت انس - ابن ابی الدنیا بروایت علی مرتضی
اس حدیث نبوی کو ابن ماجہ نے نقل کیا ہے - اس حدیث نبوی کی سند ہم بیان کر چکے ہیں - طبرانی و دارقطنی
بروایت ابو الدرداء -

[illegible]

[illegible]

[illegible] اور عطاء بن ابی

[illegible]

[illegible] من الصالحین [illegible]

[illegible] صلاح سے مراد ہے اور [illegible]

[illegible]

[illegible]

ایذا دیجاوے تو چاہئے کہ معاف کردیں۔ ذکر ہے کہ ایکبار حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا گذر ایک لغو امر کی طرف ہوا آپنے چشم پوشی کی اور وہان سے نکلے چلے گئے اسپر نبی اکرم نے ارشاد کیا،، کہ صبح ہوئی تو ابن مسعود تہا اور شام کو کریم ہو گیا۔ پھر نبی اکرم صلعم نے ارشاد کیا،، لیلینی منکم ذووالاحلام والنہی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم ولا تختلفوا فتختلف قلوبکم وایاکم وھیشات الاسواق ،، یعنے چاہئے کہ تم میں سے میرے پاس بلوغ وعقل والے رہیں پھر جو ان کے قریب ہیں پھر ان کے قریب اور اختلاف مت کرو ورنہ تمہارے دل مختلف ہو جاوینگے اور اپنے آپ کو بازاروں کے جھگڑوں سے بچاؤ،،

پھر نبی نے ارشاد کیا ہے،، ان اللہ یحب الحلیم الحیی الغنی المتعفف التقی ویبغض الفاحش البذی السائل الملحف ،، یعنے اللہ بردبار حیادار تونگر پارسا و متقی کو دوست رکھتا ہے اور بیہودہ گو زبان دراز لپچے سائل کو دشمن جانتا ہے و نبی اکرم نے ارشاد فرمایا کہ تین باتین ایسی ہیں کہ اگر کسی مین ان تینوں مین سے ایک بھی نہو تو اسکے عمل کا کچھ اعتبار نکرو،، تقوی الحجزہ عن معاصی اللہ عزوجل وحلم یکف بہ السفیہ وخلق یعیش بہ فی الناس ،، یعنے تقوی کہ اسکو خداتعالے کی نافرمانی سے روکے اور حلم جس سے کہ بیوقوف کو روکے اور خلق جس سے کہ لوگون مین بسر کرے ۔،،

اور حضرت انس بن مالک اس آیت کی تفسیر میں،، فاذا الذی بینک وبینہ عداوۃ کانہ ولی حمیم وما یلقہا الا الذین صبروا وما یلقہا الا ذوحظ عظیم ،، یعنے پھر جو دیکھے تو جسمین تجھمین دشمنی تھی جیسے دوستدار ہے ناتے والے اور یہ بات ملتی ہے ان کو جو سہار رکھتے مین اور یہ بات ملتی ہے اسکو جسکی بڑی قسمت ہے وہ فرماتے مین اس سے وہ شخص مراد ہے کہ جب اسکو کوئی بھائی گالی دے تو وہ یون کہے کہ اگر تو جھوٹا ہے تو خدا تجکو بخشے اور اگر سچا ہے تو مجکو بخشے،،

اسلام مین انتقام لینے کا کیا طریقہ ہے

اسلام مین یہہ ناجایز محض ہے کہ ظلم کے بدلے ظلم کیا جاوے یا بدی کا مقابلہ بدی سے کیا جاوے۔

بدی را بدی سہل باشد جزا — اگر مردی احسن الی من اسا

(یعنے نیکی کر اسکے ساتھ جو برائی کرے) اسلام قانون قدرت کے مطابق قصاص لینے کو

ف۱ ابن سنی۔ ف۲ ابن ابی الدنیا بروایت سفیان بن جنیہ مفصلاً۔ ف۳ حکیم ترمذی در نوادر بروایت جابر بن عبداللہ عن ابیہ عن جدہ ف۴ ابن مبارک در بہر وصلہ۔ ف۵ مسلم بروایت ابومسعود ابوداؤد و ترمذی۔ ف۶ طبرانی بروایت فاطمہ اور اس مین لفظ الغنی نہین ہے۔ ف۷ طبرانی بروایت ام سلمہ ف۸ بیہقی در شعب بروایت محمد بن سعد عن ابیہ عن عن جدہ۔ —

جایز رکھتا ہے نہ کہ انتقام لینے اور ادلا بدلا کرنیکو چنانچہ نبی اکرم ارشاد کرتے ہیں ملاان امرء غیرک بما فیک فلا تعیرہ بما فیہ (یعنے اگر کوئی تجکو تیرے عیب سے شرمندہ کرے تو تو اس کو اسکے عیب سے ننگ نہ لگا) اس سے یہہ ہدایت ہوتی ہے کہ کسی شخص نے اپنی حماقت سے کوئی عیب کیا ہماری یہہ ہرگز شان نہونی چاہئے کہ ہم بھی اسکو خفیف کرنے یا ذلیل کرنے کے لئے وہی عیب کریں۔ اسکی تائید میں یہہ حدیث نبوی آگئی ہے۔

،، المستان شیطانا یتھاتران (یعنے دو آپسمیں گالی گلوچ کرنیوالے شیطان ہیں کہ باہم جھوٹ بکتے ہیں) اس سے زیادہ تہذیب سکھانیوالا دین اور کیا ہوگا۔ نیک باتوں پر عمل کرنیکے احکام اور مذہبی کتابوں میں بھی ہیں لیکن یہہ بات اسلام کی فضیلت پر دال ہے کہ جو احکام اس میں دے گئے ہیں وہ سب قانون قدرت پر مبنی ہیں بناوٹی اور ظاہر چمکیلے نہیں ہیں جیساکہ انجیل وغیرہ میں حواریوں نے ادھر ادھر سے گڑبڑ کر داخل کردے ہیں جو محض بے رویا اور بے نتیجہ ہیں۔

اسلام میں نرمی کرنا افضل سمجھا گیا ہے

نرمی کرنے کے یہہ معنی ہیں کہ قدرت ہونے پر بھی مخالف سے کچھہ نہ کہا جائے۔ اور جب قدرت ہی نہیں ہے اور پھر نرمی کی تو یہ بات کچھ قابل مدح نہیں بن سکتی۔ اگر غصہ کے وقت بمجبوری انتقام نہیں لے سکتا اور غصہ کو پیتا ہے تو یہہ غصہ بزدلی کا ہمیشہ پر گر کر حقد بنجاتا ہے۔ حقد کے معنے کسی کو ثقیل اور گراں جاننے کے ہیں اور کسی سے بغض و نفرت کرنی سخت منع کی گئی ہے چنانچہ ہمارے نبی اکرم فرماتے ہیں ،، المومن لیس بحقود ،، اور حقد غضب کا نتیجہ ہے اور اس سے آٹھہ باتیں پیدا ہوتی ہیں اول حسد یعنے کینہ کے باعث سے یہہ تمنا ہو کہ دوسرے کے پاس سے نعمت جاتی رہی اگر کسیکو کچھ نعمت ملے تو خود دغم ہی میں اپنا فیصلہ کردے اور اگر اسپر مصیبت آوے تو خوش ہو حسد منافقین کا فعل ہے مومن کبھی حسد نہیں کرتا۔ دوسرے حسد کا باطن میں ظاہر ہوجانا۔ تیسرے دوسرے شخص سے جا بیجا ،، دیا اس حالت میں قطع تعلق کرنا کہ جب وہ ملنا چاہتا ہو۔ چوتھے اسکو حقیر و ذلیل سمجھنا۔ پانچویں ناجایز کلمات اسکی نسبت زبان پر لانے چھٹے باتوں ہی باتوں میں اس سے ٹھٹول اور تمسخر کرنا ساتویں اسکو مار وغیرہ سے جسمانی ایذا پہنچانی۔ آٹھویں اگر اسکا حق اپنے ذمہ ہو اسکے ادا سے باز رہنا۔ مثلاً قرض کا نہ دینا یا صلہ رحم کا بجا نہ لانا یا کوئی چیز جسکی دبائی ہوئی اینٹھ لینا۔ ان آٹھوں چیزوں کو اسلام

ف احمد بروایت جابر بن سلیم ۔

شخص حرام بتاتا ہے اور ان کے نہ کرنے پر بہت دھوم دھام سے تاکید کرتا ہے اسلام میں کسی اپنے بھائی کی مخالفت ذاتی کے باعث بدذکری کینہ سمجھا گیا ہے اور کینہ ور شخص کو خدا اپنا دشمن جانتا ہے۔ اس امر کو نظر غور سے دیکھنا چاہیئے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی تھی کہ مسطح کو کبھی کچھ نہ دونگا حالانکہ یہہ حضرت ابو بکر کا رشتہ دار تھا حضرت اس نے حضرت عائشہؓ پر تہمت لگانے میں شرکت کی تھی اور اسی لیئے حضرت ابو بکر نے یہی قسم کھائی تھی کہ میں اس سے کبھی ہمدردی نہیں کرونگا۔ مگر جب یہہ آیت نازل ہوئی ،، ولا یاتل اولوا الفضل منکم والسعۃ ان یوتوا اولی القربی والمساکین والمهاجرین فی سبیل اللہ ولیعفوا ولیصفحوا الا تحبون ان یغفر اللہ لکم ،، یعنے اور قسم نہ کھاویں بڑائی والے تم میں اور کشائش والے اس سے قسم کھاویں کہ وہ رشتہ داروں کو دیا نہیں اور محتاجوں اور ناتوانوں کو اور وطن چھوڑنے والوں کو اللہ کی راہ میں تنگ کر دینا چاہیئے کہ معاف کریں اور درگذر کریں کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہیں معاف کرے ۔

تو آپ نے فرمایا کہ ہاں ہم اللہ کی مغفرت کو دوست رکھتے ہیں اور پھر جو کچھہ دیا کرتے تھے وہ بدستور دینے لگے اس سے زیادہ نرمی کی تعلیم اور کیا ہو سکتی ہے کہ دشمنوں سے بھی ہمدردی برتنے کی ایسی سخت تاکید کی گئی ہے اور ارشاد کیا گیا ہے کہ محتاجوں ناتوانوں رشتہ داروں وطن چھوڑنے والوں کو خواہ وہ دشمن ہی ہوں ان کا قصور معاف کرکے ان سے نرمی کرے اور ان کے ساتھہ ایسا ہی سلوک کرے جیسا دوستوں کے ساتھہ کرتے ہیں۔

اسلام عفو اور احسان کی فضیلت بیان کرتا ہے

عفو کے معنے یہہ ہیں کہ اپنا حق جو دوسرے کے ذمہ ہو اس کو چھوڑ دیوے مثلاً قصاص یا قرضہ وغیرہ جو کسی کے ذمہ ہو اسکو اس سے بری کر دے اسکی تعریف نہایت اعلیٰ ہے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

،، خذ العفو وامر بالعرف واعرض عن الجاهلین ،، معاف کیا کر اور نیک کام کہا کر اور نادانوں سے کنارہ کر اور فرمایا ،، ان تعفوا اقرب للتقوی ،، یعنے اور تم اگر درگذر کرو تو قریب ہے پرہیزگاری کے نبی اکرم ارشاد کرتے ہیں ،، التواضع لا یزید العبد الا رفعۃ فتواضعوا یرفعکم اللہ والعفو لا یزید العبد الا عزا فاعفوا یعزکم اللہ والصدقۃ لا یزید المال الا کثرۃ فتصدقوا یرحمکم اللہ ،، یعنے تواضع بندہ کو سربلندی بخشتی ہے پس تواضع کرو خدا تمکو سربلند کریگا اور

ملا اصبہانی در ترغیب و ترہیب و ابو منصور در فردوس بروایت انس۔

معاف ہی کرتا ہے جو بندہ کی عزت بڑھاتا ہے پس معاف کرو خدا تعالیٰ تم کو عزت دیگا۔ صدقہ
سے مال میں برکت زیادہ ہوتی ہے یا یوں کہو کہ مال میں کثرت ہوتی ہے صدقہ کرو اللہ تم پر رحم کریگا۔ اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ چیزیں
عین ایمان و اسلام ہیں اور یہی لئے نبی اکرمؐ نے ان تینوں باتوں پر انہی الفاظ میں تاکید فرمائی ہے۔ حضرت عقبہؓ فرماتے
ہیں کہ ایکدن میں نبی اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر ارشاد کیا کہ اے عقبہ دنیا و
آخرت کے لوگوں کے اخلاق میں سے جو افضل ہیں وہ میں تمکو بتاتا ہوں۔ " تصل من قطعک
و تعطی من حرمک و تعفو عمن ظلمک " یعنی مل تو اس سے جو تجھ سے نہ ملے اور تو اسکو دے جو تجھکو نہ دے
اور اسکو معاف کر جو تجھ پر ظلم کرے۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرمؐ نے ارشاد کیا۔ "
اذا بعث اللہ الخلائق یوم القیامۃ نادی مناد من تحت العرش ثلاثۃ اصوات یا معشر الموحدین
ان اللہ قد عفا عنکم فلیعف بعضکم عن بعض " یعنی جب قیامت کے دن خدا تعالیٰ خلق
کو اٹھاویگا تو ایک پکارنیوالا عرش کے نیچے سے تین آوازیں دیگا کہ اے گروہ موحدین اللہ تم کو
معاف کریگا تم بھی ایک دوسرے کو معاف کرو۔

اسلام حسد کو سخت برا بتاتا ہے

نبی اکرمؐ فرماتے ہیں " الحسد یاکل الحسنات کما تاکل النار الحطب " یعنی حسد نیکیوں کو ایسا کھا
جاتا ہے کہ جیسے آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔ پھر نبی اکرمؐ نے ارشاد کیا " لا تحاسدوا ولا تقاطعوا
ولا تدابروا وکونوا عباد اللہ اخوانا " یعنی آپس میں ایک دوسرے سے حسد نہ کرو نہ ایک دوسرے
سے ملنا چھوڑو نہ بغض کرو نہ رشتہ توڑو اور ہو جاؤ اللہ کے بندے بھائی بھائی۔ دوسری جگہ
صاف صاف ارشاد فرما دیا ہے کہ اگر تم آپس میں دوستی نہ رکھو گے تو کبھی مسلمان نہیں رہ سکتے
حسد گویا اسلام کو جڑ سے اکھیڑ کر پھینکدیتا ہے۔ اور حسد کی حدیثیں اس باب میں آئی ہیں جو سب
کی سب ہم یہاں نہیں درج کر سکتے ہاں بطور اختصار کے پھر بھی دو چار حدیثیں ضرور بیان
کرینگے۔ نبی اکرمؐ ارشاد کرتے ہیں " کاد الفقر ان یکون کفرا و کاد الحسد ان یغلب القدر " یعنی
قریب ہے کہ فقیری کفر ہو جاوے اور حسد تقدیر پر غالب ہو جاوے۔ پھر فرمایا " کہ عنقریب
میری امت میں اور امتوں کا مرض پھیلیگا لوگوں نے عرض کیا کہ اور امتوں کا مرض کیا ہے؟
فرمایا " الاشر و البطر و التکاثر و التنافس فی الدنیا و التباعد و التحاسد حتی یکون البغی ثم
الھرج " یعنی تکبر۔ اترانا اور بہتایت جتلانی اور دنیا میں حرص حرصی ہونا اور ایک

خرائطی در مکارم اخلاق بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ۔ ابن جوزی در موضوعات
ابوداؤد بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ و ابن ماجہ بروایت حضرت انس رضی اللہ عنہ ۔ بیہقی صحیحین کی
بیہقی در شعب بروایت یزید الرقاشی عن انسؓ ۔ طبرانی در اوسط بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ۔

دوسرے سے دوری چاہے اور آپس مین حسد کرنا یہانتک کہ سرکشی ہو جاوے پھر فتنہ ہو گا۔ نبی کا یہہ ارشاد فرمانا انتہا درجہ کا غافلون کو تازیانہ ہے یہہ صحیح ہے کہ اگر ہم مین حسد نے ترقی کی ہے تو یہہ محض ناممکن ہے کہ ہم ذرا بھی ترقی کرین نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے [illegible] الفاظ مین سمجھا دیا مسلمانون اگر باہم غرور عجب تکبر کروگے ہرگز اسلام قایم نہین رکھ سکتے اس سے زیادہ اور کوئی نصیحت کیا کر سکتا ہے۔ پھر نبی اکرم نے ارشاد کیا ہے "المومن یغبط والمنافق یحسد" اس سے زیادہ بے مزا گناہ اور کون ہو سکتا ہے کہ مسلمان کی [illegible] ترقی دیکھکر ہم اپنا خون جلائین اور دہکتے انگارون پر لوٹین ایسے حاسد اور اس کے [illegible] کی نسبت خدائے تعالی قرآن مجید مین فرماتا ہے "ان تمسسکم حسنة تسؤهم وان تصبکم سیئة یفرحوا بها کفارا حسدا من عند انفسهم" یعنے اگر تمہاری بہبودی ہو یا کچھ کامیابی ہو تو ان کو بری لگے اور اگر تم کسی آفت مین پھنس جاؤ تو وہ خوش ہون۔ وہ [illegible] زوال دولت ایمان چاہتے ہین حسد کے سبب سے۔

پھر ذرا اگر بیان مین منہ ڈالکر خیال کرنے کی جگہہ ہے کہ اسلام وہ ریفارم کرنیوالا مذہب ہے کہ جسنے [illegible] تمدن اور تہذیب یا دینی اور دنیوی ترقی کا دشمن ہے کس بالکل [illegible] ثابت کر دیا کہ مومن کی شان یہہ نہین ہے کہ وہ حسد کرے۔ اور جو حسد کریگا وہ مومن نہین اس سے زیادہ اصلاح اور تہذیب پھیلانیوالا مذہب اور کہان ہے۔ جو کچھ [illegible] نقل کیا ہے اس سے یہ اندازہ ہو سکتا ہے کہ اسلام پر بعض متعصب عیسائی [illegible] گھڑتے ہین اور سراسر محض ناکارہ اور لغو الزامات لگا کر اسکو بدنام کرنا چاہتے ہین اس [illegible] کوشش ہے کہ وہ خود کہہ اٹھینگے کہ اسلام پر اتنک جو باتین عاید کی جاتی تھین [illegible] پہنچی تہین۔ اب مین اس باب کو ختم کرتا ہون اور خدا سے دعا کرتا ہون کہ [illegible] ہون انہین اس رستہ مین مستحکم کر اور جو بھٹکے ہوئے ہون انہین راہ راست دکھا آمین ثم آمین۔

{بارہوان باب}

جہاد اسلام

"لا اکراہ فی الدین"

(دین مین زبردستی نہین ہے)

جس تیزی اور شتابی سے دین اسلام پہیلا وہ نظارہ تاریخ عالم مین ایسا حیرت انگیز ہے کہ جس کی مثال دنیا کی تاریخ مین اور کہین نہین پائی جاتی - کیونکہ مسیحی مذہب صدیون تک ادہر ادہر کسی کونہ مین چہپا پڑا رہا اور اگر اسنے ایک مدت مدید کے بعد ترقی بہی کی تو صرف ایک ضعف بت پرست سلطان کے ذریعہ سے وہ ذریعہ ایسا شرمناک ہے کہ اسکو عمداً حوالہ قلم نہین کیا جاتا - مگر اس کے مقابل مین اسلام نے صرف تیس برس کے عرصہ مین لاکہون کروڑون آدمیون کے دلون مین گہر کر لیا اور اس کی خداپرستی کی زمین پر خوف صحراؤن کی سنسانی کی صداؤن اور سمندرون کی ہولناک موجون کی زور شور کے ساتہہ اس کونہ سے اسکونہ تک گزر گئین - کوہ حرا کی سہاونی آواز ایک صدی کے اندر اندر عربی ریگستانی بگولون کے چکرون سے زبردستی نکل کر تیز تر اعظمون کو روندتی ہوئی اس پار سے اس پار چلی گئی - کسری اور قیصر کی بے تعداد اور آراستہ شائستہ افواج نے ہرچند چاہا کہ اپنی دو دہاری تلوارون سے اس بڑہتی ہوئی ٹڈی کو کاٹ دین مگر انہین اس ریلے کے آگے پسپا ہونا پڑا اور وہ معہ اپنی ان سلطنتون کے جنہین انہین صدیون سے نازہا تباہ و برباد کر دیئے گئے اور بجائے بدنظمی و ظلم وستم کے اخلاق اور انصاف پہیل گیا - اس شتابانہ ترقی کو دیکہکر بعض دشمن اسلام اسپر یہہ الزام قایم کرتے ہین کہ اسلام تلوار سے اتنی جلدی پہیلایا گیا ورنہ محض ناممکن تہا کہ اتنی جلدی اسلام کی اشاعت ہوتی یہہ الزام جسقدر بودا اور کمزور ہے اسیقدر بے بنیاد ہے جس کا پتہ ہر جسے کچہہ بہی اسلام کی تاریخ سے دلچسپی ہے وہ خوب جانتا ہے کہ مسلمانون نے آجتک ایک شخص کو بہی تلوار سے مسلمان نہین کیا - جہاد کا لفظ عموماً ناخواندہ اور عوام اس معنی پر لیتے ہین کہ اسلام مین کسی دوسری قوم سے کہ جو مسلمان نہین ہے ناحق خدا واسطے جنگ کرنا جدال و قتال کرنا فرض اسلام ہے حالانکہ یہہ محض لغو اور نرا بیہودہ خیال ہے اسلام نے کسی دوسری قوم سے خدا واسطے لڑنے اور جدال و قتال کو منع کیا ہے وہ کبہی اجا

نہیں دیتا کہ خدا کی بادشاہت مین ایک قطرہ بہی بہی نوع کا گرے قرآن مین یہہ آیت موجو
ہے لا تفسدوا فی الارض یعنے زمین مین فساد نکرو۔ جو مسلمان ہو کر بہی اسے نمانے اسلام اُسے
اپنے دائرہ مین لانا نہین پسند کرتا۔ اور اس پر نظر ڈالکر بہی بعض مخالف اسلام یہی کہے جائینگے
کہ مسلمانون نے جہادون کی آڑ مین لاکہون کو مسلمان کرلیا تو خدا ان کی حالت درست کرے
اور وہ بیشک قابل رحم ہین۔

جہاد کی دو قسمین قرار دی جاسکتی ہین ایک ملکی اور ایک مذہبی۔ ملکی وہ جہاد ہے جس سے ملک گیری
مقصود ہو مخالفین کے مذہب سے اسکو کوئی تعلق نہو وہ مسلمانون سے بہی ویساہی کیا جاتا ہے
جیساکہ مخالفین اسلام سے۔

مذہبی جہاد وہ ہے جسمین مذہب اسلام کا تحفظ مدنظر ہو اور وہ ان لوگون سے کیا جاتا ہے جو مسلمانون
کے مذہب مین دست اندازی کرین۔ اور مسلمانون کو تکلیف دین۔ ملکی جہاد کے اصول اغراض اہل اسلام کے
نزدیک بہی وہی مقرر ومسلم ہین جو ہر ایک صاحب قوم یا مالک سلطنت مین مسلم سمجہے جاتے ہین یعنے ملک اپنی قوم کا بول بالا کرنا اور سیاست کی
شوکت اور عظمت کا سکہ جمانا اور اسکی رعب داب کو شانہ دلون مین بیٹہانا اور دوسرون کو اپنا
ماتحت کرنا اور اس ذریعہ سے عامہ خلایق مین حفظ امن قایم کرنا اس جہاد (یا لڑائی) مین
کسی مذہب کا ذرا لحاظ نہین ہوتا جو لوگ ذی شوکت اہل اسلام کی اطاعت سے خارج ہون مسلمان
ہون خواہ اقوام غیر ان سے وہ لڑتے ہین اور اپنی قومی جمعیت اور سلطنت قایم کرتے ہین اسی نظر سے
اس جہاد کو ملکی لڑائی کہا جاتا ہے۔ ملکی جنگین جو باغیان سلطنت کی اغوا سے وقتاً فوقتاً سلطنت
مین ہوتی رہتی ہین ان کی مدافعت کے لئے ہمیشہ اسلام نے تلوار ہاتہہ مین لی ہے۔ ان ملکی جنگون
سے اسلام کو کچہہ تعلق نہین ہے کیونکہ اسلام نے اسلئے اسمین ہدایتین زیادہ نہین کی ہین کہ مصلحت
وقت پر عموماً یہہ باتین موقوف ہوئی ہین۔ دین اور چیز ہے اور حکمرانی کرنا یہہ دوسری چیز ہے
اسلام اسبارہ مین کچہہ دست اندازی کرنا نہین چاہتا۔ یہہ باتین سلطانون کی آراء پر منحصر
ہین یون اسلام مین ہر شاہ اور سلطان کے فرائض قایم کیے گئے ہین مگر ان فرائض اور ملکی
معاملات کی پیچیدگیون کو مصلحت وقت کے مطابق سلجہانے کے کامون مین زمین آسمان کا
فرق ہے۔ مثلاً دین اسلام مین کوٹ پتلون پہننے اور یوروپین قانون جنگ کے مطابق قواعد
سیکہنے اور دشمن سے سینہ سپر ہونیکا کوئی ذکر نہین ہے اسلئے کہ ان باتون کو مذہب اسلام سے
کچہہ تعلق نہین ہے اسلام اگر ہدایت کرتا ہے تو صرف یہہ کہ کسی پر ظلم نہ کرو انصاف کرتے رہو اور
مسلمان و غیر مسلمان کی تمیز نکرو خلقت کے امن و آسایش کی خواہ وہ جن تدبیرون سے ممکن
ہو سکے کوشش کرو باغیون کی بغاوت اور رخنہ اندازون کے رخنہ سے ملک کو محفوظ رکہو

اسے یہہ بتانا کہ محفوظ رہنے کی یہہ یہہ تدبیریں ہیں یون تو مین ڈہلی ہوئی استعمال کرو اور ایسے
مورچے بچے قلعے بناو اسلام ان باتون سے کوسون ہے اب یہہ سلطان کے دماغ اور تدبیر
پر منحصر ہے۔ ملکی لڑائی اگر اچھی بناپر اٹھائی جائے یعنے اپنی رعیت کے تحفظ کو نظر رکہکر تو
یہہ سلطان کی نیک اعمالی ہے خواہ وہ کسی قوم اور کسی گروہ کا ہو اور جو ملکی جنگ کسی ذاتی عناد
یا حظ نفس کے لئے بہڑکائی جائے تو اس جنگ کا نیک و بد جواب دینے والا خود حاکم یا حکمران ہوگا۔
جیسا کہ خیال کیا جاتا ہے کہ اسلام میں ملکی تدابیر کا بہی رستہ بتایا گیا ہے محض لغو اور بے بنیاد
بات ہے۔

مذہبی جہاد کے اصول و اغراض حفظ و حمایت اسلام اور مخالفین اسلام کی اس ضررسانی کی
مدافعت کرتی ہیں کہ جس سے اسلام کو خاص دہچکا لگنے کا ڈر ہے یہہ ان مخالفین اسلام سے
ہوتا ہے جو مذہب اسلام کے مزاحم ہون مسلمانون کو مذہبی لحاظ سے ستاوین ان کی مذہبی
آزادی میں دست اندازی کرین ارکان دین اسلام روکنے کے لئے مسلمانون کو مجبور کرین
ایسی حالت مین ان کے مقابلہ پر محض تحفظ دین کے لئے "تلوار اوٹہانا جایز خیال کیا
گیا ہے۔ مگر ایسی حالت مین بہی مسلمانون کو منع کیا گیا ہے کہ مخالف کو اس کے پہلے مذہب کی
آزادی سے لئے نہ قتل کرو نہ اسکا گہر لوٹو اور نہ اسے جبراً مسلمان بناؤ۔

اس موقع پر مین نہین چاہتا کہ ملکی جہاد یا جنگ کے متعلق کچھ بحث کرون میری اس کتاب کو
ایسی باتون سے زیادہ تعلق نہین ہے صرف مذہبی جہاد پر کچھ لکہنا چاہتا ہون اور اس وقت مجکو
یہی مقصود ہے۔

مذہبی جہاد اصول مقاصد اور اصلی مطالب خداوندی سے نہین ہے جو مخلوق کے پیدا کرنے
اور انبیا کے بہیجنے سے منظور الٰہی ہین بلکہ اصل مقصود پیدائش مخلوق اور بعثت رسول محض
خدا کی عبادت و ذکر ہے۔ جہاد صرف اس عبادت و ذکر کو قایم رکہنے کا ذریعہ ہے جیسا
حق تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ "ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون" یعنے ہم نے جنون
اور آدمیون کو کسی کام کے لئے بجز اپنی عبادت کے پیدا نہین کیا۔ اور پہر فرمایا "وما امروا
الا لیعبدوا اللہ مخلصین لہ الدین حنفاء ویقیموا الصلوٰۃ ویؤتوا الزکوٰۃ"
یعنے ان کو بجز اس کے کچھہ حکم نہین ہوا کہ وہ خدا کی خالص عبادت کرین اور نماز قایم کرین اور
زکوٰۃ دین۔ اور فرمایا "الذی خلق الموت والحیوٰۃ لیبلوکم ایکم احسن عملا" یعنے خدا
موت و حیات اس لئے پیدا کرتا اور مارتا ہے کہ تم مین سے نیکوکار معلوم ہون ان آیتون سے انسانی
پیدائش کی غرض صاف کہل گئی۔ ان سے صاف معلوم ہو گیا کہ انسان کسی ملک فتح کرنے

اب یہہ بتانا کہ محفوظ رہنے کی یہہ یہہ تدبیرین ہین یون توپین ڈہلی ہوئی استعمال کرو اور ایسے بڑے بڑے قلعے بناؤ اسلام ان باتون سے کوسون ہے اب یہہ سلطان کے دماغ اور مذہب پر منحصر ہے۔ ملکی لڑائی اگر اچھی بناپر اٹھائی جائے یعنے اپنی رعیت کے تحفظ کو مدنظر رکھکر تو وہ سلطان کی نیک اعمالی ہے خواہ وہ کسی قوم اور کسی گروہ کا ہو اور جو ملکی جنگ کسی ذاتی عناد یا حظ نفس کے لئے بھڑکائی جائے تو اس جنگ کا نیک و بد جواب دینے والا خود حاکم یا حکمران ہوگا جیسا کہ خیال کیا جاتا ہے کہ اسلام مین ملکی تدابیر کا بھی رستہ بتایا گیا ہے محض لغو اور بے بنیاد بات ہے۔

مذہبی جہاد کے اصول و اغراض حفظ و حمایت اسلام اور مخالفین اسلام کی اس ضرر رسانی کی مدافعت کرتی ہیں کہ جس سے اسلام کو خاص دہچکا لگنے کا ڈر ہے یہہ ان مخالفین اسلام سے پایا جاتا ہے جو مذہب اسلام کے مزاحم ہون مسلمانون کو مذہبی لحاظ سے ستاوین ان کی مذہبی آزادی مین دست اندازی کرین ارکان دین اسلام روکنے کے لئے مسلمانون کو مجبور کرین تو ایسی حالت مین ان کے مقابلہ پر محض تحفظ دین کے لئے ،، تلوار اوٹھانا جایز خیال کیا گیا ہے [illegible] ایسی حالت مین بہی مسلمانون کو منع کیا گیا ہے کہ مخالف کو اس کے پہلے مذہب کی آزادی کے لئے نہ قتل کرو نہ اسکا گھر لوٹو اور نہ اسے جبراً مسلمان بناؤ۔

اس موقع پر مین نہین چاہتا کہ ملکی جہاد یا جنگ کے متعلق کچھ بحث کرون میری اس کتاب کو ایسی باتون سے زیادہ تعلق نہین ہے صرف مذہبی جہاد پر کچھ لکھنا چاہتا ہون اور اسی کا لکھنا مقصود بہی ہے۔

مذہبی جہاد اصول مقاصد اور اصلی مطالب خداوندی سے نہین ہے جو مخلوق کے پیدا کرنے اور انبیاء کے بہیجنے سے منظور الٰہی ہین بلکہ اصل مقصود پیدائش مخلوق اور بعثت رسولون سے خدا کی عبادت و ذکر ہے۔ جہاد صرف اس عبادت و ذکر کو قایم رکہنے کا ذریعہ ہے جیسا حق تعالی نے فرمایا ہے۔ ،، ماخلقت الجن والانس الا لیعبدون ،، یعنے ہم نے جن اور آدمیون کو کسی کام کے لئے بجز اپنی عبادت کے پیدا نہین کیا۔ اور پہر فرمایا ،، وما امروا الا لیعبدوا الله مخلصین له الدین حنفاء ویقیموا الصلوٰۃ ویؤتوا الزکوٰۃ ،، یعنے ان کو بجز اس کے کچھ حکم نہین ہوا کہ وہ خدا کی خالص عبادت کرین اور نماز قایم کرین اور زکوٰۃ دین ،، اور فرمایا ،، الذی خلق الموت والحیوۃ لیبلوکم ایکم احسن عملا ،، یعنے خدا تو اس لئے پیدا کرتا اور مارتا ہے کہ تم مین سے نیکوکار معلوم ہون ۔ ان آیتون سے انسانی پیدائش کی غرض صاف کہل گئی۔ ان سے صاف معلوم ہو گیا کہ انسان کسی ملک فتح کرنے

اپنی شوکت قایم کرنے کے واسطے کسیکو قتل کرنے کے لئے نہیں پیدا کیا گیا ہے اس کی پیدایش کا اصلی
منشا صرف یہی ہے کہ وہ خدا کی خالص عبادت کرے اور خدا پرستی کی اشاعت مین کوشش کرے چنانچہ
اسکی تفسیر مین نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے ،، وفسر السنۃ ان افضل الاعمال
واحبہا الی اللہ العبادۃ والذکر فعن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال سألت النبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم ای الاعمال احب الی اللہ قال الصلوٰۃ لوقتہا قلت ثم ای قال بر الوالدین قلت ثم
ای قال الجہاد فی سبیل اللہ رواہ الشیخان (مشکوٰۃ) یعنے سب کامون سے افضل خدا کی عبادت
و ذکر ہے ابن مسعود نے آپ سے دریافت کیا کہ خدا کو سب عملون سے زیادہ پیارا کونسا عمل ہے آپنے
فرمایا نماز اپنے وقت پر کہا پھر کون عمل آپنے فرمایا کہ مان باپ سے نیکی کرنا کہا اسکے بعد کونسا عمل ہے آپنے
فرمایا کہ خدا کی راہ مین جہاد کرنا اور حدیث مین آیا ہے ،، وعن ابی الدرداء قال قال رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم الا انبئکم بخیر الاعمال وازکاہا عند ملیککم وارفعہا فی درجاتکم
وخیر لکم من انفاق الذہب والفضۃ وخیر لکم من ان تلقوا عدوکم فتضربوا اعناقہم ویضربوا
اعناقکم قالوا بلے قال ذکر اللہ رواہ مالک و احمد و ترمذی ۔ (مشکوٰۃ) یعنے ابو درداء نے
روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مین تمکو سب عملون سے بہتر اور خدا
کے نزدیک پاکیزہ تر اور درجات مین سب سے برتر اور چاندی سونا خرچ کرنے اور دشمن سے لڑکر
اسکی گردن کاٹنے اور اپنی کٹوانے سے بہتر نہ بتاؤن لوگون نے عرض کیا کیون نہین بتائیے آپنے
فرمایا وہ خدا کا ذکر ہے ،، پھر حدیث مین آیا ہے ۔،، وعن ابو سعید الخدری ان رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سئل ای الاعمال افضل وارفع درجۃ عند اللہ یوم القیمۃ قال
الذاکرون اللہ کثیرا والذاکرات قیل یا رسول اللہ ومن الغازی فی سبیل اللہ قال لو ضرب بسیفہ
فی الکفار والمشرکین حتی تنکسر ویختضب دما فان ذکر اللہ افضل منہ درجۃ رواہ احمد و ترمذی
(مشکوٰۃ) یعنے ابو سعید خدری نے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی نے
سب عملون سے افضل اور درجہ مین بالاتر عمل کا سوال کیا تو آپنے ذکر کرنیوالون کا حال
بیان فرمایا سائل نے پوچھا کہ وہ خدا کی راہ مین لڑنیوالون سے بھی بہتر ہے آپنے فرمایا ہان
اگرچہ لڑنیوالا مشرکین پر تلوار توڑ دے اور خون مین رنگا جائے تو بھی ذکر کرنیوالا اس سے
افضل ہے ۔ اور حدیث مین آیا ہے ؎

ف۱ اس حدیث مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہاد کو جو باشروط مفروضہ جایز ہے (حکم نہیں) وقت پر نماز پڑھنے اور
مان باپ کے ساتھ احسان کرنے سے کم رتبہ پر ٹھیرایا ہے ۔

ف۲ ان ہی شروط سے جو جہاد کے لئے مقرر ہین بلا وجود شرائط کبھی جہاد ،، شرعی نہین کہلاتا اور ایسا جہاد کی امید ہے
اس کے علاوہ عوام الناس کا جہاد کے نسبت اگر اور کچھ خیال ہو تو وہ محض لغو اور جاہلانہ شرارت ہے اسلام سے اسکو کچھ
بھی تعلق نہین ہے ۔ نہ پہلے کبھی ہوا نہ اب ہے نہ آیندہ ہوگا ۔

وعن معاذ قال قال رسول اللہ صلعم یا معاذ ھل تدری ما حق اللہ قلت اللہ ورسولہ اعلم قال حق اللہ علی العباد ان یعبدوہ ولا یشرکوا بہ شیئاً وحق العباد علی اللہ ان لا یعذب من لا یشرک بہ شیئاً رواہ الشیخان (مشکوٰۃ) یعنی معاذ بن جبل سے آنحضرت صلعم نے پوچھا کہ کیا تو جانتا ہے خدا کا حق بندون پر کیا ہے اور بندون کا حق خدا پر کیا ہے انہون نے عرض کیا خدا اور رسول خوب جانتے ہین آپنے فرمایا خدا کا حق بندون پر یہ ہے کہ وہ اُسکی عبادت کرین اور کسی کو اسکا شریک نہ بناوین اور بندون کا حق خدا پر یہ ہے کہ پھر وہ ان کو عذاب نکرے "اور حدیث مین آیا ہے" وعن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلعم من امن باللہ ورسولہ واقام الصلوٰۃ وصام رمضان کان حقاً علی اللہ ان یدخلہ الجنۃ جاھد فی سبیل اللہ او جلس فی ارضہ التی ولد فیہا قالوا افلا نبشر بہ الناس قال ان فی الجنۃ مائۃ درجۃ اعدھا اللہ للمجاھدین الحدیث رواہ البخاری (مشکوٰۃ) یعنی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی خدا و رسول پر ایمان لایا اور نماز روزہ کو اسنے ادا کیا اسکا خدا پر حق ہو چکا کہ اسکے بہشت مین داخل کرے خواہ وہ خدا کی راہ مین لڑا ہو خواہ اسی جگہہ بیٹھ رہا ہو جہان وہ پیدا ہوا لوگون نے عرض کیا کہ یہ خوشخبری ہم لوگون مین سنا دین آپنے فرمایا بہشت مین سو درجے ہین جو مجاہدین کے لئے تیار ہین یعنی جہاد کرنیکے قرآن در جونکو اس فقرہ آخر حدیث ابوہریرہ مین جو مجاہدین کے لئے بشارت وارد ہے ایسا ہی جو اور روایات فضیلت جہاد پر اجر و ثواب اور ترک جہاد پر ناخوشی اور وعید عذاب وارد ہے لیکن پھر بھی ہمارے منشاء سے مخالف نہین اسلئے ہم کہہ چکے ہین کہ اگر کوئی ارکان اسلام ادا کرنے مین مانع آئے اور فرائض مذہبی انجام دہی کے لئے روکے بیشک اس شخص یا گروہ یا قوم یا ملک سے صرف اپنے تحفظ دین کیلئے جان کھپانا اور لڑنا یا جہاد کرنا جائز ہے۔ اس مسئلہ سے یہ تو ثابت ہو گیا کہ اسلام و ایمان کا کمال اور مسلمانون کی نجات جہاد پر موقوف و منحصر نہین مسلمانون کو اگر دین سے روک نہو تو صرف عبادت سے انکی نجات اور کمال ایمان متصور ہے لہذا اقوام غیر کا مسلمانون کی نسبت یہ گمان کہ جو نہین بکا اور مذہب کا سچا ہوگا وہ اپنے مخالفین مذہب سے جہاد کرنیکا ضرور ارادہ رکھتا ہوگا محض غلط اور نرا بہتان ہے جو مذہب اسلام سے ناواقفی پر مبنی ہے۔

دوسرا مسئلہ

مذہب جہاد نہ اس غرض سے مشروع ہے کہ کافرونکو دنیا مین کفر کی سزا دین نہ اس غرض سے ہے کہ

ف۔ کافر کا لفظ ایک ایسا گروہ اور حقیر سمجھا جاتا ہے کہ جسکی کوئی انتہا نہین ایک قوم دوسری قوم کو حقارت کی نظر سے کافر کہتی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید وہ کافر کے معنی اور اس کے استعمال اور ماہیت سے واقف نہین ہین اس لئے نہین اپنے نسبت کافر کا لفظ عاید ہوتا ہوا برا معلوم ہوتا ہے دراصل کافر کے معنی منکر کے ہین اور یہ لفظ حسن معنی الیساء سے اور نسبتی ہے ہر ایک فرقہ بلحاظ اس مذہب کے جس سے وہ منکر ہو کافر کہا جا سکتا ہے جیسے کہ مسلمان خود اپنے آپ کو دوسرے مذہب کا

ان کو جبر مسلمان کرین اس جہاد سے غرض جو خدا و رسول کے کلام سے سمجھ مین آتی ہے کہ مسلمانون کو مخالفین مذہب کی مزاحمت بیجا سے بچا دین اور خدا کی عبادت کا جو مخلوق کی پیدایش اور نبیون کی بعثت سے مقصود خداوندی ہے راستہ صاف کرین اور اس راستہ سے روکنے والون کو راستہ سے ہٹا دین ۔ جس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوانح عمری اور آپ کی تلقینات دیکھی ہین وہ کہسکتا ہے کہ آپ نے کبھی کسی مذہب یا دوسرے کے مقابل مین نہ خود تلوار اُٹھائی نہ مسلمانون کو جنگ کرنے کی ہدایت کی جب تک کہ کسی قوم نے استبداد حد سے نہ بڑھایا ہو اور امن و امان مین خلل ڈالنے کی کوشش کی ہو اور ارکان اسلام مین خلل اندازی کرنے کی تدبیرین نہ کی ہون گذشتہ بابون مین ہم نے جو کچھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوانح عمری اور آپکی جنگین بیان کی ہین ان سے صاف کہلتا ہے کہ نبی نے کس صورت اور کس حالت مین جنگ کرنے کے لئے ارشاد کیا ہے جسکا مختصر بیان ہم اور بہی کرینگے چنانچہ کلام مجید مین خداتعالے فرماتا ہے ،، وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ،، یعنی خدا کی راہ مین ان لوگون سے لڑو جو تم سے لڑتے ہین اور اس سے آگے نہ بڑھو خدا حد سے بڑھنے والون کو دوست نہین رکھتا ۔

اس آیت سے ان معترضون کا اعتراض مُنہ کے بل گرتا ہے جو یہ کہتے ہین کہ مسلمانون کے مذہب مین خواہ مخواہ کفار یا غیر اسلام سے جنگ کرنا جائز یا فرض ہے ۔ خدا نے صاف فرما دیا کہ مین حد سے زیادہ بڑھنے والون کو پسند نہین کرتا اسکے یہی معنی ہین کہ جب تک کوئی تم سے خود جنگ کرنے پر آمادہ نہو ہرگز قبضہ شمشیر پر ہاتھ نہ ڈالو ۔ دوسری آیت قرآن مجید مین قوم شمویل سے نقل فرمایا ہے کہ انھون نے اپنے نبی سے کہا ،، قَالُوا وَمَا لَنَا أَلَّا نُقَاتِلَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَقَدْ أُخْرِجْنَا مِن دِيَارِنَا وَأَبْنَائِنَا ،، یعنی ہم خدا کی راہ مین کیون نہ لڑینگے جب ہم اپنے گھرون اور اولاد سے نکالے گئے ہین ۔ ایسی حالت مین لڑنا فرض ہے کہ جب ہمین کوئی وطن سے بے وطن کرے اور ہمین گھرون سے نکالے اور ہمین ہماری اولاد سے جدا کرے اس سے جنگ کرنا اور اپنے اور اپنے تحفظ دین کے لئے خون بہا دینا فرض ہے دوسری جگہ قرآن شریف مین مسلمانون کو مخاطب ہو کر خود فرمایا ،، وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا ،، یعنی تمکو کیا ہوا ہے تم خدا کی راہ مین اور عاجز لوگون اور بچون کے لئے جو کہتے ہین خدایا ہمکو اس ظالمون کی بستی سے نکال نہین لڑتے ،، اس آیت سے بہی صاف ہوتا ہے کہ جب تک یہ حالت واقع نہو کبہی جنگ کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے اور مسلمانون ہی پر کیا منحصر ہے ہر قوم جب اس طرح ستائی جائیگی اور اپنے گھر سے بے گھر کیجائیگی ضرور مستعد ہون اور ایسی

کافر یعنی منکر قرآن مجید مین حضرت ابراہیم اور انکے صحابہ نے اپنے مخالفون کو کہا ہے کہ ہم تمہارے کافر یعنی منکر ہین خدا نے فرمایا ہے فمن یکفر بالطاغوت یعنی جو شیطان و بتون سے کافر ہوا انہی معنون سے (اسلام) کو بگڑا لہذا اس لفظ کا ذکر لوگ اس حقارت اور نفرت کی نگاہ سے دیکھتے جواب تک دیکھتے چلے آئے ہین ۔ ہر شخص ایک نہ ایک چیز کا کافر یعنی منکر ہوسکتا ہے

حالت میں ہونی چاہئے ایسی صورت میں اپنے تحفظ کے لئے ظالم کو پس پا کرنا ہر فرد بشر پر لازم
ہے اسیلئے خدا نے ان ہی قیود کے ساتھ جنگ کرنے کی مومنوں کو رخصت دی ہے۔ ہمارا یہہ
دعویٰ ہے اور ہم اپنے دعوی میں پختہ اور صحیح ہیں کہ قانون اسلام یا ارکان اسلام قانون قدرت
پر مبنی ہیں۔ کوئی بات ایسی اسلام میں نہیں ہے کہ جو قانون قدرت کے مطابق نہو جہاد جو
غیر اسلام کے لئے ایک خوفناک لفظ ہے اور جسکے سننے سے بعض وقت رونگٹے کہڑے ہو جاتے ہیں
صرف اس جنگ کو کہتے ہیں جو اپنی حفاظت کے لئے کی جاتی ہے۔ یا ایسی حالت میں کہ کوئی دشمن
ہمیں ہمارے گہر اور وطن سے نکالے یا ہمیں اپنے ارکان مذہب کے ادا کرنے میں مانع آئے۔ اور ایک
آیت میں جہاد کی اصلی ماہیت کو کہول دیا۔ "ودوا لو تکفرون کما کفروا فتکونون سواء فلا تتخذوا
منہم اولیاء حتی یہاجروا فی سبیل اللہ فان تولوا فخذوھم واقتلوھم حیث وجدتموھم ولا تتخذوا منہم ولیا
ولا نصیرا الا الذین یصلون الی قوم بینکم وبینہم میثاق او جاء کم حصرت صدورھم ان یقاتلوکم
او یقاتلوا قومہم ولو شاء اللہ لسلطہم علیکم فلقاتلوکم فان اعتزلوکم فلم یقاتلوکم
والقوا الیکم السلم فما جعل اللہ لکم علیہم سبیلا یعنے مکہ اور اس کے اطراف کے کافر چاہتے ہیں تم بھی
ویسے ہی کافر ہو جاؤ پس ایک جیسے ہو رہو تم ان کو دوست نہ بناؤ جب تک وہ خدا کی راہ میں وطن
نہ چہوڑیں یہہ لوگ (تمہارے دشمن) تمہاری دوستی سے منہ پہیریں تو ان کو پکڑو اور جہاں پاؤ مارو
بجز ان کے جو تمہارے عہد و پیمان والوں سے جا ملیں یا وہ تم سے اور تمہارے دشمنوں دونوں سے
لڑنیکو پسند نکریں۔ خدا چاہتا تو ان کو تم پر مسلط کرتا اور وہ تم سے لڑتے اب جو وہ تم سے کنارہ گزیں
ہیں اور تم سے نہیں لڑتے اور صلح کا پیام دیتے ہیں تو خدا نے ان پر تمکو لڑنیکا رستہ نہیں دیا ہے۔"
اس آیت شریف کے ہر ہر لفظ سے جہاد کی ماہیت کہلتی ہے اور صاف معلوم ہوتا ہے کہ مخالف سے
جنگ کرنے کی اجازت کس حالت میں دی گئی ہے کبہی قرآن شریف میں ایسا حکم نہیں ہے کہ جو
قانون قدرت کا مخالف ہو۔ جتنے ارکان اسلام ہیں سبکو عقل سلیم تسلیم کرتی ہے اجنبی سائنس
کے روشن اصول نے بہی تسلیم کر لیا ہے جہانتک غور میں نظر ان جہاد ہی احکام پر ڈالی جاتی ہے
کوئی بات ایسی پیدا نہیں ہوتی کہ جس سے فساد کی بو آتی ہو اور یہہ خوف معلوم ہوتا ہو کہ جہاد
کا نام ایک تہر اگو دہے۔ بر خلاف اس سخت حکم کے کہ جو انجیلوں میں حضرت عیسےٰ کا موجود ہے جنانچہ
حضرت عیسےٰ خود فرماتے ہیں۔ "یہہ مت سمجہو کہ میں زمین پر صلح کروانے آیا صلح کروانے نہیں بلکہ
تلوار چلانے کو آیا ہوں۔ کیونکہ میں آیا ہوں کہ مرد کو اس کے باپ اور بیٹی کو اس کی ما اور بہو کو اسکی
ساس سے جدا کروں" (متی کی انجیل باب ۱۰ آیت ۳۴-۳۵) اس جنگی روح اور ان معتدل قرآنی
احکام میں کتنا فرق ہے قرآن ہرگز نہیں بتاتا اور اجازت دیتا ہے کہ امن میں خلل اندازی کی جائے

قرآن شریف کی روشن آیت موجود ہے جسمین صاف آیا ہے کہ "الله مفسدون سے محبت نہین رکہتا" پہر دوسری آیت مین آیا ہے "زمین مین فساد نکرو" اور وہ احکام جو ہم آگے بیان کرینگے یا پیچہے بیان کرآئے ان معتدل سراپا محض انصاف پر مبنی ہوئے ہوئے احکام کو حضرت عیسے کے اس غیر نتیجہ خواہ قول سے مقابلہ کر لیا جائے ایسی حالت مین بہی تعجب ہے کہ اسلام ہی کو بیہودہ اور غیر نتیجہ الزامات سے خدا واسطے خواہ نخواہ ملزم گردانا جائے اور نئے نئے اعتراض گہڑ گہڑ کر دل کے جلے پہپولے پہوڑے جاتے ہین —

قرآن مجید مین جن لوگون سے جنگ کرنیکا حکم ہوا ہے وہ ظالم ہین جیسا کہ اس آیت شریف مین موجود ہے "الا تفعلوه تكن فتنة في الارض وفساد كبير" یعنے تم ظالمون سے نہ لڑوگے تو زمین مین بڑا فتنہ و فساد پہیلے گا" اس سے بہی زیادہ صریح آیت مین جنگ کے لئے یہہ حکم ہے "ان الله يدافع عن الذين امنوا ان الله لا يحب كل خوان كفور اذن للذين يقاتلون بانهم ظلموا وان الله على نصرهم لقدير الذين اخرجوا من ديارهم بغير حق الا ان يقولوا ربنا الله ولولا دفع الله الناس بعضهم ببعض لهدمت صوامع وبيع وصلوات ومساجد يذكر فيها اسم الله كثيرا" یعنے خدا مسلمانوں کو ایذا سے روکتا ہے — نا شکر خائنون کو پسند نہین کرتا جن سے ظالم لوگ لڑتے ہین ان کو مظلوم ہونے کے سبب لڑنیکی اجازت ہے — خدا انکی مدد پر قادر ہے وہ لوگ جو اپنے گہرون سے ناحق نکالے گئے ہین اسی بات کے سبب کہ انہون نے کہا کہ ہمارا رب الله ہے اور اگر خدا لوگون کو ایک دوسرے سے نہ بچاتا رہتا تو گرجے (عیسائیون کے) یہودیون کے عبادت خانہ اور مسلمانون کی مسجدین جسمین خدا کا نام لیا جاتا ہے سب ہی ڈہائی جائین [ف] اس آیت شریف سے بہی صاف پایا جاتا ہے کہ خدا نے ایسی حالت مین جنگ کرنے کے لئے کہا ہے کہ جب مسلمانون سے کوئی خود شمشیر بدست ہو تو انہین مظلومون کی حالت مین جنگ کرنیکی رخصت دی گئی ہے — اور آیت مین یہہ مضمون ہے "والذين اذا اصابهم البغي هم ينتصرون وجزاء سيئة سيئة مثلها فمن عفا واصلح فاجره على الله انه لا يحب الظالمين" یعنے جب ان پر کوئی سرکشی کرتا ہے تو وہ ان سے بدلہ لیتے ہین اور برائی کا بدلہ ایسی ہی برائی ہے جو معاف کرے اور سنوارے اس کا اجر خدا پر ہے خدا ظالمون سے خوش نہین ہے "

ف اس آیت سے صاف ثابت ہے کہ نہ صرف مسلمان اور ان کی مسجدون کی حفاظت مقصود خداوندی ہے بلکہ عیسائیون اور یہودیون اور ان کی عبادتخانون کی حفاظت بہی مقصود خداوندی تہا اور اسی غرض و مقصود سے یہودیون نے بہی مذہبی جہاد کیا تہا اور جو مذہبی لڑائی اورشلیم (بیت المقدس) مین ہوئی تہی اسمین عیسائی بہی جہادی تہے لیکن ان کا جہاد زیادتی اور ظلم شدید پر مبنی تہا — وہ بیگناہ مسلمانون پر اپنے شہر فروخت کر کر کے حملہ آور ہوئے تہے اور انہون نے اپنے پیغمبر حضرت مسیح کے اس قول کو بالکل بہلا دیا تہا جہان یہہ حکم دیا گیا ہے "پر مین تمہین کہتا ہون کہ ظالم کا مقابلہ نکرنا بلکہ جو تیرے دہنے گال پر تمانچہ مارے دوسرا بہی اسکی طرف پہیر دے اور اگر کوئی چاہے کہ تجہہ پر نالش کرکے تیری قبا لے

اور ایک آیت مین صاف اور روشن طور پر آگیا ہے اور وہ یہ ہے " لا ینھاکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم وتقسطوا الیھم ان اللہ یحب المقسطین انما ینھاکم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین واخرجوکم من دیارکم وظاھروا علی اخراجکم ان تولوھم ومن یتولھم فاولئک ھم الظالمون " یعنی خدا تمکو ان لوگون سے سلوک و احسان کرنے سے مانع نہین جو تم سے دین کے سبب نہین لڑے اور تمکو تمہارے گھرون سے نہین نکالا خدا انصاف والون سے خوش ہے تمکو ان ہی لوگون کے ساتھ سلوک اور دوستی سے خدا روکتا ہے جو تم سے دین کے سبب لڑتے ہین اور تمہارے دشمنون کو مدد دے چکے جو ان کو دوست سمجھینگے وہ ظالم ہین ۔

ان کل آیتون سے جو جہاد کی نسبت قرآن مجید مین آئی ہین یہ ثابت ہوگیا کہ یہ جہاد اسی غرض سے مشروع ہے کہ مسلمان آزادی سے خدا کی عبادت کرین اور ان کے مخالف ان کو عبادت وغیرہ شعائر اسلام سے نہ روکین اور وہ ان ہی لوگون سے مخصوص ہے جو مسلمانون سے لڑین اور انکے مذہب مین دست اندازی کرین جہاد کو ایک ہوا بنا رکھا ہے لیکن افسوس یہ ہے کہ لوگون مین کسی بات کے سُننے کی تو بہت دلچسپی ہے لیکن اسکو تحقیق کرنے کی تکلیف گوارا کرنے کی برداشت نہین ہے ۔ یہ اسلام ہی ہے کہ جو مخالفون پر جان و دل فدا کرنے کو ارشاد کرتا ہے یہ اسلام ہی ہے کہ یہود اور مسیحی لوگون کے معبدون کو ہمیشہ قایم رکھنے کی ہدایت کی ہے ۔ اس نے صاف بتادیا کہ جب تک تم کو کوئی نہ ستاوے اس سے ہرگز جنگ نہ کرنا پھر جنگ ظاہی کیا رہا دنیا مین کسی ایک ایسی قوم کی کوئی نظیر دے سکتا ہے کہ اپنے مخالف کو اپنے مقابلہ مین شمشیر بدست دیکھکر اٹھی اور گردن جھکا دے اور یون نکرے ۔ یہ تو محض فطرت انسانی کے بھی خلاف ہے ۔ اسی لئے مسلمانون کو ناز ہے کہ جو احکام انہین عطا ہوئے ہین وہ سب قانون قدرت کے مطابق ہین ۔ جون جون سائنس کو ترقی ہوگی اسلام کی سچائی کھلتی جائے گی اور معلوم ہوتا جائے گا کہ اس دین نے فطرت انسانی کا کہانتک پاس و لحاظ رکھا ہے ۔ اب ہم احادیث نبویہ نقل کرتے ہین جن سے اور بھی جہاد کے احکام صاف طور سے کھل جائینگے ۔ اور معلوم ہوگا کہ جنگ کے وقت کن لوگون سے قتال کیا جائے ۔

ایک حکم یہ ہے کہ عورتون پر ہرگز دست اندازی نکرنی چاہیے کیونکہ وہ جنگ مین شریک و معاون نہین ہوتین نہ وہ کسی کے مذہب سے تعرض کرسکتی ہین ۔ پھر بوڑھے لوگ ہین جنکو لڑنے لڑانے

کرنے کی بھی اسے لینے دے ۔ اور جو کوئی تجھے ایک کوس بیگار لیجاوے اسکے ساتھ دو کوس چلا جا (متی کی انجیل باب ۵ آیت ۳۹ و ۴۰ و ۴۱) [illegible] جنگون مین عیسائیون نے اپنے خدا و مسیح کے احکام کی کہانتک تعمیل کی اور مسلمانون نے اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو کہانتک [illegible] اصل مین اگر انصاف کی نظر سے دیکھا جائے [illegible] وہ تصور مین ہے اسلئے جتنے احکام [illegible] انجیل اور توریت وغیرہ مین [illegible] غیر ممکن الوقوع اور انسانی فطرت اور قانون قدرت کے خلاف ہین [illegible] نہ ہو سکا ہے نہ آیندہ قائم ہوگا ۔ کون عیسائی ایسا ہے [illegible] نفس پر [illegible] سکتا [illegible] ہین اسلام ہی کے اپنے روشن اصول ہین جو سراسر قانون قدرت کے مطابق ہین [illegible] اس کا فخر کرنا بجا ہے ۔

سے بحث نہو - سوم جو عورتیں یا گرجاؤں یا مسیحی خانقاہوں سے گوشہ نشین لوگ جنکو اپنے ذکر شغل سے مطلب ہو نہ کسی مذہب سے - چہارم قلی لوگ جنکو اپنی مزدوری سے کام ہوتا ہے نہ کسی کے کفر یا اسلام سے - پنجم وہ لڑکے جو لڑائی کے لائق نہیں ہوتے باوجودیکہ وہ کفر کے عقائد رکھتے ہیں چنانچہ حضرت رباح (یا رباح) سے روایت ہے کہ "فعن الرباح بن الربیع قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فی غزوۃ فرای الناس مجتمعین علی شئ فبعث رجلا فقال انظر ما اجتمع ہولاء فجاء فقال علی امرءۃ قتیل فقال ما کانت ہذہ لتقاتل قال وعلی المقدمۃ خالد بن الولید فبعث رجلا فقال قل لخالد لا یقتلن امرءۃ ولا عسیفا" یعنی حضرت رباح سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایک لڑائی میں ایک عورت کو مقتول پایا تو یہ ارشاد فرمایا کہ یہ تو لڑائی نہ کرتی ہوگی (یعنی اسکو کیوں مارا) اس لڑائی میں کمان افسر خالد بن ولید تھے ان کو حکم بہیجا کہ نہ عورت کو مارین نہ کسی عسیف کو - اور ایسا ہی حضرت ابن عمر سے مروی ہے "وعن ابن عمر قال وجدت امرءۃ مقتولۃ فی بعض مغازی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فنھی عن قتل النساء والصبیان" حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نہ بہت بڈہے کو (یعنی جو لڑائی کے کام کا نرہا ہو) مارنا نہ لڑکے کو نہ عورت کو اور حدیث یوں آیا ہے "وعن انس رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلعم قال انطلقوا بسم اللہ و باللہ وعلی ملۃ رسول اللہ ولا تقتلوا شیخا فانیا ولا طفلا صغیرا ولا امرءۃ" یعنی نہ شیخ فانی کو قتل کیا جائے نہ طفل کو نہ عورت کو - نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قاعدہ تہا کہ جب آپکو کبہی جنگ کرنے کا اتفاق ہوتا تہا تو وقت صبح کے منتظر رہتے پہر جب وہان سے اذان صبح کے سنتے تو ان پر حملہ کرنے سے رک جاتے یہ حضرت انس نے آنحضرت صلعم سے روایت کیا ہے اور حضرت عصام مزنی نے نقل کیا ہے "وقد امتنع رسول اللہ صلعم ومنع امۃ عن قتل احد من اھل قریۃ یری فیھا مسجد او یسمع منھا صوت اذان فعن انس ان النبی صلعم کان اذا غزی بنا قوما لم یکن یغیر بنا حتی یصبح وینظر فان سمع اذانا کف عنھم الحدیث رواہ البخاری" یعنی ان کو نبی اکرم نے ایک جنگ میں بہیجا تو ان کو بہی یہی ارشاد کر دیا کہ جہان تم کوئی مسجد دیکہو یا اذان کی آواز سنو وہان کسی کو نہ مارو (یعنی وہان کافر بہی رہتے ہون تو ان کو نہ مارو کیونکہ وہ مسلمانوں کو مسجد بنانے اور اذان کہنے سے مانع نہیں تو بلحاظ مذہب قتل کے مستحق نہیں -

---

۱ رواہ ابوداؤد وابن ماجہ ۳ رواہ البخاری ومسلم -

۲ رواہ ابوداؤد -

جو انہین کلام مجید کی ہم نے اپنے دعوی کی تائید مین نقل کی ہین ان کی تشریح بخوبی ان حدیثون سے ہوگئی اور یہہ ثابت ہوگیا کہ جہاد مسلمان اس حالت مین کر سکتے ہین کہ جب انہین کوئی انکی عبادت مین مانع آئے اور انہین مسجد بنانے سے روکے یا ان پر ظلم کرے یا انہین گہر سے نکالے یا وطن سے جلاوطن کرے اور اگر یہہ بات نہین ہے تو انہین جہاد کرنا جائز نہین ہے۔ جہاد کفار کو دنیا مین انکے کفر کی سزا دینے کے لئے جیسے کہ عام سمجہتے ہین وہ نہین ہے۔ اور اگر یہہ ہوتا تو حکم قتل و جہاد لڑنے والے کفار سے مخصوص نہوتا سبہی کافرون (بڈہون۔ عورتون۔ طفلون۔ نابالغ بچون۔ خانہ نشینون مسجدون اور اذانون سے تعرض نہ کرنیوالون) کو تیغ کرنے کا حکم ہوتا۔ علی الخصوص راہبون اور گرجے والون کو جو مذہب عیسائی کے رہنما ہین اب ہمین یہہ ثابت کرنا ہے کہ جہاد کافرون کو زبردستی مسلمان بنانے اور زبردستی دین اسلام پہیلانے کے لئے نہین ہے۔ جو کچہہ ہم آگے بیان کرینگے ہمارے خیال مین ہمارے دعوی کے ثبوت مین یہہ دلیلین کافی ہین جیساکہ خداوند تعالی فرماتا ہے ""افانت تکرہ الناس حتی یکونوا مومنین (یعنے کیا تو لوگون کو زبردستی مسلمان بنانا چاہتا ہے"" اور فرمایا ہے "لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی (یعنے دین مین زبردستی نہین ہے ہدایت گمراہی سے ممتاز ہوچکی ہے" حضرت الشیخ نے ان آیات کے بیان شان نزول مین فرمایا ہے"" —

عن سعید بن جبیر عن ابن عباس رض قال کانت المرأۃ تکون مقلاۃ فتجعل علی نفسہا ان عاش لہا ولد ان تہودہ فلما اجلیت بنو النضیر کان فیہم من ابناء الانصار فقالوا لا ندع ابناءنا فانزل اللہ عز و جل لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی (یعنے انصار مین کوئی عورت لاولد ہوتی تو وہ یہہ منت مانتی کہ اگر میرا بچہ زندہ رہا تو مین اسکو یہودی بناؤنگی پہر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے بنی نضیر کو (جو نبی اکرم کو ستاتے تہے اور سخت عہد شکنی متواتر کی تہی) اطراف مدینہ سے جلاوطن کرنا چاہا تو ان بچون کی نسبت یہودیون اور ان کے وارثون (انصار) کا جہگڑا ہوا انصار نے یہہ دعوی کیا کہ یہہ ہماری اولاد ہین ہم ان کو جانے نہ دینگے پس یہہ آیات نازل ہوئین کہ دین مین زبردستی نہین ہے ہدایت گمراہی سے ممتاز ہوچکی ہے" اور تفسیر معالم مین کہا ہے" زاد فی المعالم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم قد خیر اصحابکم فان اختاروہم فاجلوہم معہم وقال مجاہد کان ناس مسترضعین فی الیہود من الاوس فلما امر النبی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم باجلاء بنی النضیر قال الذین کانوا مسترضعین فیہم لنذہبن معہم ولندینن بدینہم فمنعہم اہلوہم فنزلت لا اکراہ فی الدین الخ (یعنے تفسیر معالم مین کہا ہے کہ اس موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے [illegible] کو اختیار ملگیا ہے یہہ تمکو پسند کرین تو ہم مین سے ہین یہودیون کو پسند کرین تو ان کے ساتہہ یہہ بہی جلاوطن ہون ورنہ۔ اس تفصیل سے صاف ظاہر ہے کہ اگر دین مین زبردستی ہونی جائز

ہوتی تو یہہ موقع بہت اچہا تہا کہ آزادی سے ان بچون کو روک کر مسلمان بنا لیا جاتا بچون کی مرضی پر دین کا انحصار کرنا بتلاتا ہے کہ کبہی مسلمانون نے زبردستی لوگون کو مسلمان نہین بنایا۔ مین یہہ کہتا ہون کہ دل کی مرضی پر زبردستی کسی کی چل نہین سکتی وجہ یہہ ہے کہ کسی کی زبردستی سے ایک شخص اپنے ظاہری افعال کو بیشک بدل سکتا ہے لیکن دلی خیالات کو کیونکر پلٹ سکتا ہے پہر مین حیران ہون کہ کس پہلو اور کس اصول پر یہہ بیہودہ دلیل کی جاتی ہے کہ زبردستی مسلمان بنایا گیا۔ بہلا یہہ کیونکر ممکن ہے کہ جس دین کے اصول مین کسیکو زبردستی کرنا جائز ہی قرار نہین دیا گیا ہے اسکے خلاف عملدرآمد اسکے ماننے والے کیون کرینگے۔ مسلمانون کے مذہب کی نسبت بعض بزرگوارون کا یہہ خیال ہے کہ دین اسلام مین تلوار سے مذہب پہیلانا جائز ہے سخت ناگوار ناواقفیت ثابت کرتا ہے۔ نبی نے یا آپکے بعد آپکے خلفانے کبہی مخالف کے مقابلہ مین تلوار نہین اٹہائی جب تک کہ مخالف کی طرف سے کوئی عہدشکنی یا سخت حرکت صادر نہین ہوئی۔ چنانچہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ معظمہ سے ہجرت فرماکر مدینہ مین تشریف لائے تو مدینہ کی عجیب کیفیت تہی۔ یہودی اپنی قوتین قریش کے ایما سے مجتمع کر رہے تہے تاکہ مسلمانون کے چہوٹے سے گروہ کو نیست و نابود کر دین ان کے علاوہ تمام صحرائی جتہے سخت مخالفت پر تلے ہوئے تہے گر ناک مین دم کر دیا تہا جس لمحہ کہ نبی اکرم نے مدینہ مین قدم رکہا ہے نئے مذہب کو یہودیون نے اپنی ایذا رسانیون اور مظالم سے بہر دیا تہا۔ ان کا اٹہنا بیٹہنا کہانا پینا غرض تمام کام اسی پر مبنی تہے کہ کسیطرح اس نئے مذہب (یعنے اسلام) کی بیخ و بنیاد اکہیڑ کر پہینکدی جاوے۔ مہاجرین جنہون نے دلیری سے موت پر فتح پانے کے لئے مستعدی ظاہر کی تہی اور صرف اپنے پیارے نبی پر ایمان لاکر اپنے وطن اور رسیدہ گہرون کو چہوڑ دیا تہا وہ بیچارے اول تو تعداد مین بہت کم تہے دوسرے بے سروسامان اور بیگہر رہتے۔ انصار کی شمار بہی نہایت محدود تہی۔ انہین بہی کئی فریق ہوگئے تہے جنمین کسیقدر حسد نے اپنا گہر کر لیا تہا۔ ایک مشہور اور ممتاز گروہ بردست سردار کی سرکردگی مین اسباب کی اندر ہی اندر کوشش کر رہا تہا کہ کسیطرح مدینہ کی مستقل حکمرانی ملجائے۔ یہودیون نے نبی اکرم کی مخالفت مین کوئی دقیقہ اٹہا نہ رکہا تہا وہ فریب کرتے دغابازی کرتے اور نبی کو زہر دینے کی تدبیرون مین لگے رہتے غرض جسطرح ان سے بن آتا اور جہانتک ان کی عقل رستہ دیتی وہ اپنی طرف سے کوتاہی نہ کرتے۔ لیکن نبی اکرم کا اولوالعزم اور خدا کے بہروسے سے بہرا ہوا دل ایسی حالت مین بہی کہ جب قریش آپکے قتل کے درپے ہوئے کبہی مایوس نہوا تو پہر وہ ان یہودیون کی مخالفت کی کیا پروا کرتا وہ ہر وقت اپنے چہوٹے سے گروہ کی حفاظت مین مصروف تہا اور ان کمزور کم تعداد مسلمانون کو غدار یہودیون سے بچانے کی تدبیرین کر رہا تہا۔ آپنے فوراً یہہ تدبیر کی کہ ایک اخلاقی اور تمدنی معاہدہ شہر مین ہو وے تاکہ ہر ایک امن اور حفاظت شہر کا

شخص اپنے پیروان اور دین خدا کے تحفظ کے لئے شمشیر بدست ہوئے اور جماعت اسلام پر کہ جنکا شمار انگلیوں پر تھا بے تعداد کفار کے مقابلہ میں مستعدی ظاہر کی۔ آپ نے مسلمانوں کو مخاطب کر کے کہا کہ جب تک تمہارے دشمن تم پر حملہ نکریں تم ہرگز ان کا مقابلہ نکرنا ہان اسوقت کہ جب وہ عہد شکنی کریں یا قسمیں کہا کر توڑ ڈالیں تم اپنے ہتھیاروں سے اپنے کو محفوظ کرو لیکن پہلے تم ان پر حملہ نکرو اسلئے کہ اللہ فساد کرنیوالوں سے نفرت رکھتا ہے دو مسلمانوں کو صرف اپنی حفاظت کی تاکید ہوئی ہے اور جب ان کو حفاظت کی ضرورت نہیں ہے۔ اور دوسری قوم خواہ وہ کوئی مذہب رکھتی ہے ان کی اور ان کے دین کی حفاظت کرتی ہے تو ایسی حالت میں شمشیر بدست ہونا شرعاً کسیطرح جائز نہیں ہے۔ یہہ کیونکر ممکن ہوسکتا تہا کہ جب نبی ا کو مع آپکے چہوٹے سے گروہ کے کفار عرب نے چاروں طرف سے گہیر لیا آپ خاموش نہ بیٹہے رہ سکتے ناچار ہتہیاروں کا استعمال کیا اور کفار عرب کو پسپا کیا۔

یہودیوں کی تلخ تر خصومت۔ ان کی متواتر عدم ایفائی اپنے انتہا درجہ کے مستقل اور سنگین معاہدوں سے اور ان کا مسلمانوں کو پیہ درپیہ فریب دینا فطرتی طور پر ان کو گوشمالی دینے کے لئے مسلمانوں کو مجبور کر رہا تہا۔ اور یہہ ضروری اسلئے تہا کہ ضعیف لوگوں کو ظالموں کی تعدی سے بچایا جائے اور ان کی جان ومال کی حفاظت بطرز احسن کی جائے۔

ہمیں اس کہنے کا کوئی استحقاق نہیں ہے کہ فلان فلان نبی جو محض ہدایت کے لئے بہیجے گئے تہے جب ان کی لوگوں نے مخالفت کی اور اس قسم کی تنگ حالتیں ہوئیں تو انہوں نے تنگ آکر ان مشکلوں پر اپنے کو نثار کردیا اور وہ ان پیچیدہ اور سخت تردّدوں پر فتح نہ پا سکے بہت سے نبی لوگوں کی مخالفت سے ادہر ادہر جا چہپے اور یہہ مشہور کر گئے کہ ہم زندہ ہیں فلان وقت پہر ظاہر ہوں گے مگر ہمارے نبی نے کبھی یہہ نہیں کیا نہ تو ان خوفی مخالفتوں سے بچ کر اپنی زندگی قبل از وقت قربان کردی اور نہ خوف کے مارے ادہر ادہر چہپنے کی تقلید کی بلکہ جبتک اس نے جس کام کے لئے وہ مبعوث ہوا تہا کامیابی حاصل نہ کرلی کبھی اپنے ارادہ اور خیال سے نہ ہٹنا چاہے دشمنوں نے زمین آسمان کے طبق اسکے رکدینے کے لئے ایک کر دئے ہوں۔

ہمیں مسلمانوں کی اپنی حفاظت کرنے کو یہودیوں عیسائیوں کے خوفناک جہگڑوں اور لڑائیوں سے مقابلہ کرنا چاہئے اور نیز شریف پارسیوں کے اس قتال کو جو انہوں نے اپنے دین کے باعث کیا سامنے رکھکر دیکہنا چاہئے یہودیوں میں تو یہہ مذہبی پاکی اور دینی فرائض میں داخل ہے کہ جہاں تک ہو خونریزی اور فساد کیا جائے اور ہر حالت میں غیر مذہب والیکی بیخ کنی جائز ہے اور جب ہم عیسائیوں کی طرف خیال کرتے ہیں تو انہوں نے اپنے خداوند مسیح کی انکسارانہ

تلقین کو اپنی قوت اور شوکت کے گھمنڈ مین بالائے طاق رکھدیا اور وہ خونریزی کے کرشمے
دکھلائے کہ ہر سچی قسطنطنین بنگیا اسی وجہ سے عیسائیت گویا ایک خوفناک صورت مین تبدیل ہوگئی اور بجای انکساری انسانیت
اسمین سے خونکے آنسو ٹپکنے لگے اور بجے خونریزی اور فساد آنکی بانی ہوگئی۔ بہتر طرح موزخون نے محمدؐ اور عیسےؑ کے مقابلہ کرنے مین خوب طبع
آزمائی کی ہے اور اپنے زعم مین انہون نے بہت بہت کچھ اپنے انصاف کے جوہر دکھائے ہین مگر افسوس یہہ ہے کہ بعض تو اپنی ناسمجھی
اور کم قابلیتی سے راہی مین بھٹکے ہوئے ٹوٹیان مار کر رہگئے اور بعض نے اپنے کو منزل مقصود تک تو پہونچایا لیکن ہوش و
بیشتر یان جم گئین اور ایسا خبط ہوگیا کہ پھر انہین دنیا و مافیہا کا ہوش نہ رہا۔ مین انکے مختلف اقوال نقل کرکے اپنے ناظرین
کا زیادہ وقت نہ لونگا مختصر طور پر یہہ لکھکر اکتفا کرتا ہون۔ جو حالتین کہ نبی اکرم کی مبارک زندگی مین واقع
ہوئی اور جو واقعات حضرت عیسےٰ علیہ السلام پر گذرے انمین زمین آسمان کا فرق ہے۔

حضرت عیسےٰ کی تہوڑے عرصہ کی نبوت نے کچھ بھی اثر نہ کیا اور آپکا اتنی مدت کا وعظ یونہی بیکار گیا
یعنے صرف چند آدمی ایمان لائے اور یہہ لوگ نہایت کمینے اور جاہل ناتربیت یافتہ تھے اسپر بھی وہ
مذبذب ہی تھے گو نام کو مسیح پر ایمان رکھتے تھے اور ایسے ہی حضرت عیسےٰ بھی ان سے بدگمان تھے
اور انہین یقین نہ تھا کہ یہہ مجہپر راسخ الاعتقادی سے ایمان لائے ہین۔ چنانچہ حضرت عیسےٰ نے ارشاد
کیا ہے۔ ’’جب وے جماعت کے پاس پہونچے ایک شخص اس پاس آیا اور اسکے آگے گھٹنے ٹیک کر کہا
اے خداوند میرے بیٹے پر رحم کر کیونکہ وہ مرگی ہے اور بہت دکھہ اٹھاتا ہے کہ اکثر آگ مین گرتا اور
اکثر پانی مین اور مین اسکو تیرے شاگردون کے پاس لایا تھا پر وے اسے چنگا نکر سکے یسوع نے جواب مین
کہا اے بے اعتقاد اور ٹیڑھی قوم مین کب تک تمہارے ساتھ رہونگا کب تک تمہاری برداشت
کرونگا اسے یہان میرے پاس لاؤ تب یسوع نے دیو کو دہمکایا وہ اس سے نکل گیا اور وہ چھوکرا اسی گھڑی
چنگا ہوگیا۔ تب شاگردون نے الگ یسوع پاس آکے کہا ہم کیون اسکو نہ نکال سکے یسوع نے انہین کہا
اپنی بے ایمانی کے سبب کیونکہ مین تم سے سچ کہتا ہون کہ اگر تمہین رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہوتا
تو اگر تم اس پہاڑ سے کہتے کہ یہان سے وہان چلا جا تو وہ جاتا اور کوئی بات تمہاری ناممکن نہوتی‘‘
اس آیت سے صاف کہلتا ہے کہ جو چند آدمی حضرت عیسےٰ پر ایمان لائے تھے ان کی بھی یہہ کیفیت
تہی کہ حضرت عیسےٰ نے انہین خود بے ایمان کہا اس سے یہہ ظاہر ہوگیا کہ حضرت عیسےٰ کی پیچ نے
مطلق اثر نہ کیا اور انہین اپنی کوشش مین ذرہ برابر بھی کامیابی نہین ہوئی۔ آپ آخرکار اپنے دشمنون
پر قربان ہوگئے اور یہہ قربان ہونا صرف آپ کی سخت مایوسی اور یہودیون کی بیرحمی نامنصفی اور
ناخداترسی پر مبنی تہا۔ آپکا ناکامیون سے دل ٹوٹ گیا تہا اور انتہا درجہ کی ناامیدیون نے آپکو
تنگ کردیا تہا۔ چنانچہ جسوقت آپکو صلیب پر چڑہایا ہے تو کس حسرت و افسوس اور کس درد مندانہ
فریادی لہجہ مین رو رو کر یہہ فرمایا، نوین گھنٹے کے قریب یسوع نے بڑے شور سے چلا کر کہا ایلی ایلی لما

سبقتانی یعنے اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے کیون مجھے چھوڑ دیا ور ان الفاظ سے کہ جنمین درد ۔رقت ۔فریاد ۔مایوسی ۔شکستہ دلی ۔طلب رحم ملا ہوا ہے کس درقت آمیز آواز مین حضرت عیسیٰ نے زور شور سے پکارکر کہا لیکن افسوس یہہ ہے کہ کوئی بہی ان کی داد کو پہونچنے والا نہ تہا ۔اتفاق سے قسطنطین ایک عورت کے عشق اور ایک ملک کے سر کرنے کی لہر مین عیسائی ہوگیا اور بہت جلد مذہب عیسیٰ صد ہا گروہون مین پہیل گیا ۔لیکن ان کے مذہبی اخلاقی قوانین پر افلاطون کے فلسفی مسائل نے اپنا پورا پورا اثر ڈالا اور آخر کار رفتہ رفتہ وہ کل سچے اصول غتربود ہوگئے ان کی اخلاقی عالیشان خوشنما عمارت کی اینٹ سے اینٹ بج گئی ۔

اب نبی عربی کی طرف خیال کیا جائے کہ جونہی آپنے دعوی نبوت کیا اور اصلاح بنی نوع کرنی شروع کی تو ہزارون مخالف اٹھہ کہڑے ہوئے اور جہانتک ان کی قوتون ان کے فاسد خیالون کی حد دست نے سہارا دیا انہون نے اپنی مخالفت کو حد تک پہونچا دیا ۔آپ کے پیرو اول اول تو تعداد مین کم تہے آپکے مخالفون نے بہت بہت کچہہ آپ کو سبز باغ دکہائے اور چاہا کہ آپ بت پرستی کے خلاف وعظ نہ فرمائین اور جسقدر دولت اور جس حد تک حکومت کی خواہش ہو لین لیکن وہان اس بات کا کچہ ذکر ہی نہ تہا اصلاح بنی نوع کی غرض تہی آپکا ارادہ جو شروع نبوت سے ہوا آخر تک اسی سرگرمی اور جوشیلے طریقہ سے رہا ۔اور آپنے حضرت عیسیٰ کی طرح خلیق اور شریف وعظ فرمایا اور لوگون کو محبت خیرات اور خلق کی تعلیم دی ۔لیکن محمد عربی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسی قوم مین مبعوث ہوئے تہے کہ جنکا اوڑہنا بچہونا وحشت اور جہالت تہی اور وہ وحشت کہ جسمین سے برابر خون کے قطرے ٹپکتے تہے ۔وہ لوگ ذرا ذرا سی بات مین بہڑک اٹہتے تہے اور برسون جدال وقتال جاری رکہنا یہہ انکے بائین ہاتہہ کا داؤن تہا ۔خونریزی ان کی دل لگی مین داخل تہی اور ان کی خوفناک تلوارون سے انسانی لہو کی گرم گرم بوندین ٹپکتی رہتی تہین انہین ایک دہ بادو چار آدمیون کو قتل کر ڈالنا کچہ بات ہی نہ تہا ۔وہ قوم کہ جہان نہ رومیون اور یونانیون کے اس عقیدہ کی کہ روح جسم سے علیحدہ نہین ہے بلکہ اسکی ایک کیفیت ہے انہین کچہ صورت باقی تہی اور نہ ان کی اخلاقی اثر نے پہنچتے ہوئے اور سنگلاخ چٹانون سے گزر کر انہین اپنا محاذ بنایا تہا ۔آپ کو جب مدینیون نے اپنے ہان بلایا اسوقت آپکے معتقدون کی تعداد زیادہ ہوگئی تہی اور آپکے پرشان اور مقدس کام مین نمایان کامیابی ہونی چلی تہی ۔جب آپنے مدینیون کی دعوت قبول کرلی اور آپ وہان تشریف لیگئے لوگون نے آپکو جس سرگرمی سے اپنا جنرنیل بنایا اسی اولوالعزمانہ جوش سے اپنا روحانی معلم یا واعظ بہی تسلیم کیا آپکی ہمت انصار کے ساتہہ شیر وشکر ہوگئی ۔اس وقت سے اور بہی سخت مخالفت غیر اسلام کی طرف سے مسلمانون کی ہونی شروع ہوگئی تہی ہر سو دشمن کی آگ کے

شعلے بھڑک گئے تھے مسلمانوں کو غیر الوقت کا سامنا کرنے کے لئے نبی اکرم صلعم نے مدینہ بنادیا تھا ایک تنہا شہر مدینہ صد ہا گروہوں کے خوفناک حملوں کے جواب دینے کو آمادہ تھا۔

نہ صرف قریش ہی وہ مرد کر حملے کرتے تھے بلکہ اس پاس کی صحرائی قومیں بھی قریشیوں کے پہلو بہ پہلو مسلمانوں کے مقابلہ میں وہانت دینا اپنا فرض منصبی خیال کرتی تھیں ایسی ہولناک اور خونی حالتوں میں ان اولوالعزم اور جوشیلے اور مستحکم ہمت کی تدابیر کی ضرورت تھی کہ جو مسلمان گروہ کو اس خوفناک دہشت انگیز بلا سے بچائے رکھے اور ان کو اس شعلہ باری ہوئی آگ سے آنچ نہ آنے دے جب ہر قسم کی تدبیریں کی گئیں اور سمجھایا گیا کہ بغیر قطرہ خون گرائے یہ سرکش باز آجائیں لیکن ان کی سرکشی کی وہ ہی کیفیت رہی اور وہ مسلمانوں کے چھوٹے سے گروہ کے نیست و نابود کرنے کے لئے بالکل آمادہ ہو گئے تو ناچار حضرت عیسٰی کی طرح سے نبی اکرم نے بھی مسلمانوں کو ہتھیار سنبھالنے کی اجازت دی اور پھر انہوں نے اپنے نبی کی سرگرمی سے اطاعت کی۔

رفتہ رفتہ شریف مہربانی اور عالی ہمتی سے تمام پریشان قومیں مجتمع کی گئیں اور انہیں ایک سچے خدا کی پرستش پر مائل کر دیا اور ان وحشیوں میں سے ہر شخص یکتا موحد بنگیا۔ اور پھر دیناپر ایمن حیا گیا محمد عربی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسی قوم میں مبعوث ہوئے تھے کہ جو دنیا بھر کی قوموں سے تند تیز اور آتش مزاج تھی اور جن کے دلوں میں سورج کی طرح سے جلتے ہوئے اور شعلہ مارتے ہوئے جوش تھے ان پر نبی اکرم نے اپنے مبارک وعظوں کا ایسا زبردست اثر ڈالا کہ ان کی خونخوار فطرت بالکل پلٹ گئی اور وہ انتہا درجہ کے شریف خلیق۔ رحیم۔ ملنسار اور وفادار خادم خدا و رسول کے بنگئے کہ جن کی نظیر عالم کی تاریخ کے صفحوں میں نہیں پائی جاتی۔ آپنے کل قوموں کو شیر و شکر کر دیا قومیں جو صدیوں سے باہم جنگ کر رہی تھیں اور جن جنگوں میں سوا اس کے کوئی نتیجہ نہ ہوتا تھا کہ لایق اور قابل آدمی مارے جائیں اور بیگناہ شریف غلام بنائے جائیں اور غریب کاشتکاروں کی کھیتیاں تباہ و برباد کی جائیں اور دولتمند شریفوں کا گھر لوٹا جائے۔

روشنی کا وہ سلسلہ قانون کہ جو جیسا کثیر المعنی تھا اسیقدر منتخب اور قلیل اللفظ تھا اور جو تیرہ صدی سے لاکھوں آدمیوں میں اشاعت پا رہا تھا لیکن پھر بھی انہوں نے مختلف قوموں میں اتفاق کی بنیاد نہ قایم کی اور وہ ہمیشہ ایک دوسرے سے جدا رہے شامیوں کا پیچ دالوں اور فونیشنس میں یہہ قانون رایج تھا اور یہ ساری قومیں اس قانون سے بھی جسکی بنیاد بھی مسائل پیسنزایا مبنی تھی یہہ مذکورہ بالا قومیں شیر و شکر نہ ہو سکیں دشمن پاس کی قوموں کے حملہ کرنے کے لئے ہتھیار سنبھالے اور سخت خونریزی کی برسوں تک زمین کے ذروں میں

خدا نے فرمایا نہیں کہا جو اب جس کے پاس بٹوا ہو لیوے اور اسیطرح جھولی بھی اور جس پاس نہیں اپنے کپڑے بیچ کے تلوار خریدے۔ لوقا انجیل باب ۲۲۔ آیت ۳۶۔

سفر بھی جبلّی انسانی لہو کی جھلکتی رہی اور فتح کرنے کے بعد کلیۃً ان قوموں پر اپنے حکمی قوانین کو رواج دیتے رہے رومی معاہدے کرتے تھے لیکن موقع دیکھکر عہد شکنی کر ڈالتے تھے دوسری قوموں کو جنگجو دو مطیع کرتے تھے ہرگز آزادی نہ دی جاتی تھی - اور وہ غلاموں کی طرح سے اپنی زندگی بسر کرتے تھے مسیحی قوانین نے بھی گو رومیوں نے مسیحی مذہب اختیار کر لیا تھا لیکن پس پشت بھی مختلف قوموں کو ایک نہ بنا دیا اور ان میں کسی قسم کا اتحاد نہ پیدا ہونے دیا - جنگ اسیطرح جاری رہی اور غلامی کی بھی خوب گرم بازاری رہی اور اسیطرح معاہدے کیئے جاتے تھے اور توڑ ڈالے جاتے تھے - کسی قسم کا تغیر اور تبدل رومیوں میں اس مسیحی مذہب نے اپنا نہ کیا حضرت عیسےٰ کے وہ قیمتی مگر خلاف قانون قدرت نصایح نے جنمیں حد سے زیادہ انکساری کی تعلیم کی گئی تھی مسیحی ہونے پر بھی کچھ نمایاں فرق ان کے غرور اور نفرت خیز نخوت میں نہ پیدا کیا - یعنے مسیحی ہونے پر بھی وہ ویسے ہی مغرور ویسے ہی متکبر ویسے ہی خونخوار جنگجو اور ویسے ہی عہد شکن رہے - ان کے مظالم کے ہاتھ بہت دور تک پھیلے ہوئے تھے انہوں نے لاکھوں خون اپنے ہاتھ سے کیئے تھے اور خون ریزی ہی گویا شاہوں کے لئے ان کے خوشنما تاج کا زیور سمجھی جاتی تھی کا نتیجہ داؤن کو رومن نے ۲۳ برس کامل ایکبار اور ۳ برس کامل دوسری بار جنگ قایم رکھکر تاخت و تاراج کر ڈالا اور سرسبز آباد شہر کی اینٹ سے اینٹ بجا دی -

حال کے مورخوں نے سخت تعجب کی بات ہے کہ اس نمایاں فرق کی طرف سے جو اسلام اور عیسائیت میں ہے غفلت کی ہے اور یہہ غفلت دو اصول پر مبنی ہے اول ناواقفیت پر اور دوم تعصب پر - دوسری پر پہلا اصول تو سمجھہ میں نہیں آتا وجہ یہہ ہے کہ اس زمانہ میں جسقدر گذشتہ سوانح کی چھان بین ہوئی ہے اور ہر واقعہ جہانتک انسانی تحقیق کی پہونچ ہو سکی ہے ایسا روشن اور صاف نظر آتا ہے کہ جیسے آفتاب دکھائی دیتا ہے مگر اس کے دیکھنے کے لئے ان ظاہری آنکھوں کی چنداں ضرورت نہیں ہے جتنی انصاف کی آنکھوں کی حاجت ہے -

دوسرا اصول درست اور مستحکم ہے اور وہ تعصب کی بدنما صورت ہے - سوال صرف یہہ ہے کہ آیا عیسائیت نے جہان میں کیا اصلاح کی تو غالباً علم تواریخ کے ماہر بشرطیکہ وہ منصف ہوں یہی جواب دینگے - ہاں اگر عیسائیت نے کیا تو یہہ کیا کہ لاکھوں کو حضرت عیسےٰ کے خلاف سخت بے غیرتی کے ساتھ کٹوا دیا ادنے سی ایک مثال یروشلم کی جہادی جنگوں کی ہے جہاں بیس لاکھ عیسائی مارا گیا تھا - پس یہہ ایک نتیجہ ہے جو ہمیں عیسائیت سے دکھائی دیتا ہے - اور باقی تو کچھ معلوم نہیں ہوتا -

- مذہب اور قانون ملکی میں کچھ فرق نہ رہا تھا - ایک بچہ جسطرح سے کہ اپنی ماں کی تائید دیکھتا تھا

خواہ قانونی پہلو سے یا مذہبی پہلو سے اسپر آزادی سے عملدرآمد کرتا تھا اور اس کے عملدرامد کرنے مین صدہا بیگناہ مارے جاتے تھے۔ یون تو ہر شخص اپنے کو مسیحی کہتا تھا لیکن یہہ صرف برائے نام تھا حضرت عیسے کی ایک نصیحت پر بھی عمل نہ تھا۔ وہ گروہ کہ جنہین صدیون سے خونریزی جبلی اتی تھی اسیطرح سے وہ اس وقت ناشدنی کام مین سرگرم رہے۔ وہ حقوق کہ جو شاہ کی طرف سے رعیت کے لئے خاص ہوتے ہین انمین زوال آنے لگا تھا اور اس زوال کو عیسائیت نے اور بھی سہارا دیا آخر یہانتک نوبت پہونچی کہ اس دولتمند ملک کو چھوڑ چھوڑ کر ریگستان اور سنگلاخ جنگلون مین اکثر بسنے لگے ہان یہہ سچ ہے کہ شعبن چرچ کے مغرب مین قائم ہونے اور رومتہ الکبری کے بشپون کے اختیارات کی افزایش اور وسیع ہونے نے یٹین کرسچین دنیا مین ایک حد تک قومیت پیدا کر دی لیکن یہ اتحاد یا قومی یکجہتی چرچ اف روم کے پیروان ہی تک محدود تھی اور کبھی کبھی اس یکجہتی یا قومی سوجون کا لہر یونانی عیسائیت پر بھی پہونچ پہونچ جاتا تھا۔ لیکن وسیع دنیا کے ادھے حصے اس قومی ذمہ داری سے محض معرا تھے۔ مذہب کیا تھا کمزور آدمیون کے دبانے اور زیر و زبر کرنے کے لئے گویا ایک حجت قرار دیدی گئی تھی۔ اور ضعیف قومون کے نیست و نابود کرنے کے لئے ایک بہانہ تھا۔ گرجون سے خونریزی کے احکام جاری کیئے جاتے تھے اور تمام جہان کی بداعمالی نے گویا اپنا مخزن گرجون ہی کو بنایا تھا۔ جابلی سگنی کا قتل اور اسکے لئے چرچ کا حکم جاری ہونا امریکہ کی قومون کی خونریزی اس حد تک پہونچ گئی تھی کہ جسکی کوئی انتہا سوائے خونی کنارے ہو سکتی تھی۔

امریکہ کی قومون کے لئے چرچ کا یہہ حکم جاری کرنا کہ سب کو قتل کر ڈالو بڑا ہی سنگین و خونخوار تھا۔

چرچ نے ذرا بھی حضرت عیسے اور ان کے حوارئین کے اقوال کی طرف توجہ نہین کی بلکہ ان کی آتش خیز طبیعت کی بھڑکتی ہوئی آگ پر حضرت مسیح کا آب نصیحت تیل ہو کر لگا۔

پروٹیسٹنٹ مذہب کے پیدا ہونے اور عروج پکڑنے نے بھی کچھ فرق نہ پیدا کیا۔ ہیلم لکھتا ہے "عقوبت یا صبر و تعدی اصلاح پسند چرچون کا ایک مردہ گناہ ہے کہ وہ ہر ایک ایمان کی دار جوشیلے آدمی کے جوش کو ظلم کے پانی سے بجھا دیتا ہے۔ اس کے علاوہ ایک نئی بات یہہ تھی کہ جتنی چیزیں جرچون کی بنیاد پڑ گئی وہ سب سخت رومتہ الکبری کے چرچ کے مخالف بنتے گئے — مگر ان کا اختلاف بہت لطف کا تھا۔ وہ لوگ اپنے حقوق زیادہ جتانے کے لئے ایک دوسرے

۱؎ جب کالون نے سر دی ٹس کو اپنی خاص اراسے تثلیث کے مقدمہ مین زندہ جلوا دیا تو لیکی کہتا ہے کہ اس کی چارون طرف خوب خوب تعریفین ہوئین اور اسپر آفرین کے نعرے بلند ہوئے تمام پروٹیسٹنٹ نے اسے مبارکبادی دی۔

جنگ کرتے تھے مگر الکتاب مین وہ سب متفق تھے اور وہ بات یہہ تھی کہ حضرت عیسے کے احکام کی ایک ہیچ بہی تعمیل نکرتا تہا کبہی بہولے سے کسی متنفس کو یہہ جو حضرت عیسے کے کسی قول پر عملدرآمد کرنا سمجہا عمل کرنے کا خطرہ بہی نہ گذرتا تہا۔ اناجیل بنبیک پادریون کے ہاتون مین رہتی تہین مگر ان کے مطالب کو دل مین جاننا اور ان پر چلنا صرف زبانی جمع خرچ سے ہی گہٹا ہوا تہا۔

اسکے مقابل مین اسلام کی روح نے اپنا بالکل جدا اور علیحدہ اثر ڈالا اور جو رخ کہ اسنے اختیار کیا وہ بالکل نیا تہا۔ اور ان سے کسی قسم کا بہی میل نہ پایا جاتا تہا۔ نبی اکرم نے اتحاد اور یکجہتی یا قومی اتفاق کی ایسی حالت مین دعوت کی کہ تمام جہان مین تفرقہ پڑا ہوا تہا اور ہر متنفس کو نااتفاقی ہی کچہ اچہی معلوم ہونے لگی تہی۔ ہیے لم فاضل مصنف لکہتا ہے۔ "اسلام نے اپنا مذہب پیش کیا اور کہا اگر قبول اقتدار ہے عزو شرف لیکن کبہی کسیکو مجبور نہین کیا کہ یہہ مذہب جبراً اور قہراً قبول کرو اور اس مذہب کی قبولیت سے مفتوح اور فاتح کے حقوق بالکل ایک ہو جاتے تہے اجتک دنیا جب آباد ہوئی ہے کبہی یہہ نہین ہوا کہ فاتح اور مفتوح کے حقوق مساوی ہو جائین لیکن نبی عربی نے بالکل مساوی کردئے اور خیال امتیاز مطلق دور ہو گیا"

اسلام کے مذہبی اور ملکی قوانین کے بموجب ہر مذہب کو آزادی دیدی گئی کہ وہ اپنے ارکان مذہب آزادی سے ادا کرین قرآن کی یہہ آیت کہ "لا اکراہ فی الدین الخ" اس امر کی بخوبی شہادت دیتی ہے کہ ہر مذہب آزاد ہے اور ہر شخص آزاد ہے چاہے دین اسلام کو قبول کرے یا نکرے۔ اب سمجہنے اور انصاف کرنے کی جگہہ ہے کہ اسلام نے کس درجہ کی آزادی دی اور کیونکر اپنے کو نیکنام کیا۔ یہہ اسی شخص اور پاک نفس کا کام تہا کہ جسکو ایک متعصب عیسائی زہر یلے مورخ نے "کمزور خواب" مین رو لکہا ہے۔ کاش اگر وہ حضرت عیسے کی فطرت اور نبی اکرم کی مضبوط اور باہمت طبیعت پر انصاف نظر ڈالتا تو اسے ضعف اور قوت کا فرق کہلجاتا۔ ان باتون سے غالباً یہہ تو ثبوت ہو ہی گیا ہوگا کہ اسلام نے اتحاد اور قومی یکجہتی تلوار اور زبردستی سے نہین پہیلائی اور نہ اشاعت اسلام جبر سے ہوئی کیونکہ جو لوگ اسلامی تواریخ سے واقف ہین وہ خوب جانتے ہون گے کہ مسلمانون کی سلطنت مین خاص صحابہ ہی کے بابرکت زمانہ مین عیسائیون یہودیون کو کسقدر آزادی تہی اور وہ کس طرح آزادی سے اپنے مذہبی ارکان ادا کرتے تہے پہر مین نہین جانتا کہ کن پہلوؤن سے کن تواریخی واقعات کو دیکہکر یہہ حکم لگایا جاتا ہے کہ اسلام تلوار سے پہیلا۔ اب ہم عیسوی مذہب اور اس کی اشاعت پر نظر ڈالتے اور دیکہتے ہین کہ یہہ مذہب کیونکر دنیا مین پہیلا جب تک کہ حضرت عیسے کے مذہبی اعظم مین ضعف اور کمزوری رہی وہ ادہر اودہر چہپتے پہرتے پہرے اور اگر کہین وعظ بہی کہا تو اسکا اثر کچہ نہ ہوا لیکن جب انہین قوت آگئی اور لوگون کو لالچ دے دے کر انہون نے ایک جمعیت

الٹی کری تو پھر انہون نے اپنے مذہب کا بڑا اصول جبر و تعدی اور قتل و غارت کو قرار دیا۔ اور یہودیون کی طرح سے وہ بھی انسانی گرم لہو مین اپنی تلوارین رنگنے لگے۔ قسطنطنین کے وقت مین پادریون کو فوجداری کے اختیارات عطا کر دئے گئے تھے اور انہین اختیار دیدیا تھا کہ چاہے جیسا سیاہ سفید کرین انہین اسکا مجاز ہے پھر جو یہودیون۔ لامذہبون اور بت پرستون کے گلون پر پادریون نے چھریان پھیرنی شروع کین ایک دفعہ جم گیا نئے نئے مظالم کی ایجاد ہوتی تھی اور انکی مشق بیگناہ یہودیون اور بت پرستون پر کی جاتی تھی۔ وہ کھلم کھلا انہین معمولی اور خفیف جرائم مین سزائے موت دیدیتے مگر کوئی پرسان حال نہ تھا۔ ہر قسم کی غیر رحیمانہ برتاؤ سے ان کا دم ناک مین کیا جاتا تھا۔ باسانی ان کا گھر لوٹ لینا اور بال بچون کو زندہ جلوا دینا پادریون کے آگے کچھ بات ہی نہ تھی۔ ان کے گروہ کے گروہ صرف اس جرم مین کہ یہہ عیسائی نہین ہین جلا دئے جاتے تھے اسپر بھی تیز اور تند آگ مین نہین بلکہ دھیمی آگ مین تاکہ تڑپ تڑپ کر ان کی جان نکلے اور وہ سمجھین کہ عیسائیت نہ قبول کرنا یہ نتیجہ پیدا کرتا ہے ۔

چرچون نے ہزارون خاندان بت پرستون اور یہودیون کے تباہ کر دئے جب انہون نے دیکھا کہ ہم روزمرہ چرچون کے ہیبت چڑھے جاتے ہین تو ناچار انہون نے اپنے کو مسیحی مشہور کر دیا۔ اس کے مقابل مین جب نبی عربی بڑی دقت کے بعد مکہ مین داخل ہوئے اور بتون کو توڑ ڈالا تو یون بتون کا توڑنا غصہ اور طیش سے نہ تھا بلکہ رحم کی غرض سے تھا چنانچہ نبی اکرمؐ نے یہہ فرمایا تھا جب آپ کعبہ مین سے بتون کو نکلوا رہے تھے تاریکی جاتی رہی اور سچائی کا نور چمک گیا۔ وہ لوگ کہ جو مدت سے ستا رہے تھے اور جن کے سبب سے نبی عربی کو اپنا وطن مالوفہ چھوڑنا پڑا تھا اور جنہون نے اپنی ساری قوتین مخالفت مین آزمائی تھین ان کو بھی ایسی حالت مین کہ نبی کو پوری قوت حاصل ہو چکی تھی کچھ نہ کہا نہ ان کا اسباب لوٹا اور نہ ان مین سے کسی ایک جان کا بھی ضرر کیا۔ اگر نبی چاہتے تو سبکو قتل کر ڈالتے یا ان کو زبردستی مسلمان ہو جانے کے لئے کہا جاتا۔ مگر ایک حرف سوائے معافی کے نہ کہا گیا۔

نبی عربی نے کبھی صرف مظلوم ضعیف خوار خستہ شکستہ حال اقوام کو اپنی طرف خدائے واحد کی پرستش کرنے کے لئے نہین بلایا بلکہ تمام دنیا کی بڑی بڑی قومون اور شاہانہ سلطنتون کی دعوت اسلام کی اور اس خدائے واحد کی پرستش کے لئے بلایا کہ جو سب سے زیادہ قوی اور تمام جہانون کا پیدا کرنیوالا ہے اور جسکے حیطہ قدرت مین سب کچھ ہے۔ آپ نے تمام مفتوحہ قومون کو محض آزادی بخشدی صرف ایک برائے نام خراج ان سے مقرر کر لیا اور یہہ برائے نام خراج اپنی اس حفاظت کے بدلہ مین لیا جاتا تھا جو مسلمان اپنے مال اور اپنی جانون سے کرتے تھے۔ جہان انہون نے خراج یا جزیہ مقرر کر لیا پھر ان کو آزادی اپنے مذہب کے تمام ارکان کو بخوبی ادا کرنے تھے اور اسلامی قوانین کے بموجب

کوئی انکھہ بھر کر بھی نہ دیکھہ سکتا تھا - جو کچھ ہمین لکھنا تھا ہم نبی عربی اور حضرت عیسےٰ کی نسبت
لکھہ چکے اب ہم انصاف پسند طبائع کے لئے اس مضمون کو چھوڑتے ہین - جو فرمان کہ نبی عربی کا پادریون
اور ان کے گرجون کی نسبت جاری ہوا تھا وہ صرف یہہ تھا کہ ہر پادری اپنے ان ہی حقوق کے ساتھ
جو اس کو پہلے سے حاصل ہین اپنے گرجہ مین بخوشی و ازادی اپنی زندگی بسر کرسکتا ہے - ان کو کوئی
انکھہ بھر کر نہ دیکھے بلکہ ان کے جانورون تک کی حفاظت کرے اور حتی الوسع انکے آرام دہی کی کوشش
کرے - میور صاحب اپنی کتاب لائف اف محمد جلد ۲ صفحہ ۲۰۹ مین تحریر کرتے ہین - کہ محمد کا مذہب جبر و ستم
سے بہت دور تھا اس نے بار بار صاف صاف کہدیا تھا جس بات سے تم واقف نہین ہو اسمین کیون
جھگڑتے ہو نیک کام کرنے کی کوشش کرو جب تم خدا کے پاس واپس جاؤگے جو اعمال تم نے نیک و بد
کئے ہین وہ خود ان کی بابت تم سے دریافت کریگا - اب ہم پھر نبی عربی کی مغازی کی طرف ذرا اپنی
توجہ مبذول کرتے ہین - یہہ ہمین بخوبی معلوم ہوچکا ہے کہ نبی اور اس کے متعدد معتقدون بت
پرستون نے تمام وحشی اقوام کے ہمنوا ہوکر جب مظالم شدید توڑے تو وہ ناچار اپنی حفاظت کے
لئے مجبور ہوئے - غزوہ موتہ اور غزوہ تبوک کا ہماری پیش نظر ہے جسمین سلطنت غیر سے جنگ کرنے
کے لئے مسلمانون نے ہتیار سنبھالے تھے اور جنگ کی وجہ یہہ تھی کہ یونانیون نے اسلامی ایلچی کو بیگناہ
قتل کرڈالا تھا - اب مین سوال کرتا ہون کہ آجکل اگر کسی سلطنت مین ایلچی قتل کرڈالا جائے اور وہ
سلطنت پھر کچھ جواب ان ناکا ندے تو اس کے مقابلہ مین دوسری سلطنت اپنے سفیر یا ایلچی کا
انتقام لینے کے لئے شمشیر بدست ہوگی نہین قطعی ہوگی تو پھر مسلمانون پر شمشیر بدست ہونیکا الزام ناحق
قایم کیا جاتا ہے ان کے بیگناہ ایلچی کو یونانیون نے قتل کرڈالا جب مسلمانون نے یونانیون کے مقابلہ
مین ہتیار اٹھائے تو شرقی عیسائیون نے یونانیون کی مدد کی اب مسلمانون کو ضرور ہوا کہ وہ شرقی
عیسائیون کی بھی کان گوشی کرین اگر شرقی عیسائیون کو ان کی مددگاری کی مسلمان سزا نہ دیتے
تو اتنی شہرت مسلمانون کی اسبارہ مین نہوتی کہ انہون نے اپنے دین کی اشاعت تلوار کے ذریعہ
کی غزوہ موتہ انقطاعی جنگ تھی اور میدان تبوک نے تو ہرقل کی مجتمع فوجون کو پراگندہ ہی کردیا
تھا اور اسی وجہ سے ایسی حدود مین زلزلہ محسوس ہونے لگا تھا - مگر پھر بھی نبی اکرم کے زمانہ مین نہ
ایلچی کے قتل کی پوری سزا دی گئی نہ آپکے صحابہ نے اس بغیرتی کو اپنے دل سے نسیاً منسیاً ہونے
دیا اور آخرکار انہون نے اپنی ایک بڑی ہمات کہوکر ان سے پہر پورا انتقام لیلیا - یونان کی
سلطنت نے مجبوراً مسلمانون کو ایسی دنیا سے جنگ کرنے کے لئے آمادہ کیا - قسطنطنیہ کے تخت
کی طرف سے مختلف صوبون مین جو گورنر مقرر تھے وہ مسلمانون کو بیطور ستاتے تھے اسلئے آخرکار
بگہڑی وہ اپنے بھائیون کا انتقام لینے کے لئے آمادہ ہوتے تھے اور آخر عیسائیون کے ہمنوا [illegible]

ان کی سلطنت کو مسلمانون نے ہڑپ کر لیا۔ مین ان حکمران سلاطین کا ذکر نہ کرونگا کہ جنھون
نے محض اپنی سلطنت کے وسعت دینے کے لئے دوسری مسیحی سلطنتون پر لشکرکشی کی کیونکہ
اس قسم کے حکمران عیسائیون کے ہان بھی بہت ہو چکے ہین اور اب موجود ہین بلکہ مین اس موقع
پر اپنے کو نبی اکرم اور آپ کے صحابہ یا خلفا تک محدود کرنا چاہتا ہون نبی اکرم کی جو وصیت تھی اسکا
یہہ اثر تھا کہ ہر صحابی دوسرون سے یہہ کہا کرتا تھا۔ (فتح کرنے کے بعد) یا تم ہم سے دشمنی کرنی چھوڑ دو
ہم تمہارے ساتھہ وفاشعاری کرینگے یا تم خراج ادا کرو ہم تمہارے کل حقوق کی نگہداشت بطرز
احسن کرینگے یا تم ہمارا مذہب قبول کر لو اور پھر تم ان حقوق سے مشرف ہوگئے کہ جو ہمین حاصل ہین وہ
جتنی آیتین کہ کلام مجید کی ہم اوپر نقل کر آئے ہین ان سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم نے قوانین جنگ
کی بنیاد کن دانا اور عاقلانہ منصفانہ اصول پر رکھی تھی۔ مین دلیری سے اس امر کو تسلیم کہنے کی جرات
کرتا ہون کہ جو کچھ آزادی مسلمانون کی سلطنت مین عیسائیون کو تھی اور اسپر بھی یہہ اپنی محسن کش
فطرت سے بغاوت کے نئے نئے سامان بہم پہونچاتے تھے اور جن کی حفاظت مین اُنہین آزادی
امن حاصل تھا ان ہی کی تخریب کی تدبیرین کرتے تھے اس کے حالات ایسے خوفناک اور شرم
ناک ہین کہ شریف عیسائی کبھی ان کا سننا بھی برداشت نکریگا مین مختصر طور پر چند عیسائی شہدا
کا ثبوت انگریزی تاریخ ہی سے نقل کرتا ہون جس سے بخوبی کھل جائیگا کہ مسلمان اپنی مسیحی رعایا
کی کتنی خاطر و مدارات کرتے تھے اور وہ ان کو کیسی کیسی تکلیفین دیتے اور سلطنت کو پلٹ دینے
کی ناقابل شرم تدبیرین کرتے تھے جب عبدالرحمن ثانی خلیفہ اندلس کا دربار نئے نئے کہانون اور
سیرگاہون کے مختلف اوضاع کی تراش مین مصروف تھا سلطان کی رعایا مین سے خاص
قرطبہ ہی مین بہت سے لوگ ایسے تھے جو زیادہ عمیق خیالات مین ڈوبے ہوئے تھے کسی بیرونی
دشمن سے سلطنت اسلامیہ کے امن مین خلل پڑنے کا خطرہ نہ تھا عبدالرحمن ثانی نے جو کسی طرح جبر
ذاتی دلیری اور فوجی نمود کے اشتیاق سے معرا نہ تھا کئی مرتبہ کامیابی کے ساتھہ شمال کے نصرانیون کو
ان کی بدکرداری اور عہد شکنی کی سزا دینے کے لئے فوجکشی کی جو لوئی ڈیویز کی رو سے برابر سرحد
پر چھیڑ چھاڑ مچا رہے تھے یہہ چھوٹی چھوٹی مہمین ایسی سنگین نہ تھین کہ ملکی حکومت کی استواری
مین خلل ڈالتین ایسے انتشار ہمیشہ اندرون سلطنت ہی سے پیدا ہوا کرتے تھے اس مرتبہ قرطبہ کے
ایک چھوٹے نصرانی گروہ کے خرد دماغی سے تشدد لاحق ہوا ہیت سے عیسائیون کو اپنے مذہب کی
بابت تدد دینے کی کوئی خواہش نہ تھی ان سے اچھا برتاؤ ہوتا تھا وہ جسطرح چاہے رہتے فرمانروایان
ملک ان سے کچھہ روک ٹوک نہ کرتے اور دولتمند ہو جانے کے واسطے پوری آزادی رکھتے تھے۔ اس سے
زیادہ اور کیا خواہش ہو سکتی تھی بجز اس کے کہ اپنی یہہ ذاتی سلطنت حاصل کرین؟ اور چونکہ یہہ

اسوقت ناممکن تہا وہ سکونت پر قانع رہتے اور اپنے رحیم اور رعایا پرور حاکمون کی بابرکت حکومت سے فائدہ اٹہاتے یہہ کیفیت اندلس مین عام طور پر تہی مگر جابجا حریص اور جنون زدہ اولوالعزم لوگ بہی تہے جو کفار (مسلمانون سے غرض ہے) کی حکومت کی نرمی اور ملائمت سے بہی خشمناک تہے انہون نے اپنے کلیسا کی قوت اور خوشحالی کو یاد کیا اور یادری اپنی نفرت کو مسلمانون کی جانب روک نہ سکے جنہون نے ان کی حکومت ان سے چہین لی تہی اور بجائے مذہب کے اپنا دین جاری کردیا تہا مسلمانون کی نرمی ہی نے ایسے پرجوش لوگون کو برہم کردیا انہون نے اسکو پسند کیا کہ پرانے بزرگان دین کی طرح ایذا اٹہائین اور ان کو شربت شہادت پینے کا شوق چرایا۔ اور وہ مسلمانون پر اسلئے ناراض ہوئے کہ مسلمان ان کو راہ خدا کے لئے ایذا نہین پہونچاتے تاکہ ان کو نجات حاصل ہو اسیوجہ سے مسلمانون کو علانیہ خوش گزران اور عیاش منش نفاست سے بالخصوص نفرت پیدا ہوئی اور ان لوگون نے ان کی خوش باشی نغمہ وسرود علم وفضل پر تنفر کرنا شروع کیا ان کی رائے کے موافق دینداری کی حیات مستعار کا یہہ مقصود تہا کہ کوڑون کی چوٹ اور گرسنگی کے ساتہہ بسر ہو اور استغفار اور اقرار عصیان کیا جائے مصیبت وتکلیف کے ذریعہ سے تصفیہ وتزکیہ ہو جسم کی تباہی اور روح کی صفائی کی جائے غرض کہ یہہ صورت جو پیدا ہوئی وہ رعایا مین سناسیون کی سی عیسائیت تہی اور بجائے بے پروائی کے جو اسپین کی عیسائیت کی خاص کیفیت تہی اب دفعتہً ایک جوش درجہ شہادت حاصل کرنے کے لئے پیدا ہوا۔

افسوس ہے کہ ایسے لوگون نے اپنی اور اورون کی جانین محض خیالی باتون کے لئے تلف کین اندلس کی خودکشیان اس سے زیادہ سمجہداری یا سچی دینداری کی نہ تہین جیسی لعل کے کاہنون کی جو اپنے کو چاقون سے ہلاک کرتے تہے یا ہندوستان کے سناسیون سے جو اپنی ہتیلیون مین کیلین ٹہونکتے ہین یہہ امر کہ اسپین کے ،،شہدا،، ایک اچہے کام کے لئے مجنون تہے ان کو کچہہ کم دیوانہ ثابت نہین کرتا عیسائیت اپنے معتقدون کو یہہ نہین سکہاتی کہ اپنی جانون کو دیدہ ودانستہ ہلاکت مین ڈالو محض اس اشتیاق کے لئے کہ تم ستائے اور قتل کئے جاؤ یہہ بات نہ تہی کہ گویا عیسائیون پر ظلم ہوتا تہا یا ان کے ادائے رسوم مذہبی مین دست اندازی کیجاتی تہی اور یہہ بات نہ تہی کہ مسلمان عیسائیت سے ناواقف تہے اور ان کو اس کی تلقین کی ضرورت تہی وہ انجیل کو بہت سے عیسائیون کی بہ نسبت زیادہ اچہی طرح جانتے تہے اور حضرت عیسےٰ کا نام بغیر علیہ السلام،، لگائے ہوئے کبہی نہ لیتے تہے اسلام مسیح کی نبوت کا پورا اقرار کرتا ہے اور ان کی جانب ادب کا برتاؤ بدرجہ طور پر سکہاتا ہے مسلمان عیسائیت سے ناواقف نہ تہے بلکہ وہ اپنے مذہب کو ترجیح دیتے تہے اور چونکہ انہون نے عیسائیون کو ان کے مذہب قائم رہنے دیا

عیسائیون کو کوئی وجہ نہ تھی کہ وہ ایذا رسیدہ وبندا دون کی بہادرانہ روش خواہ مخواہ اختیار
کرین سچ تو یہہ ہے کہ شہید ہوجانے کی کوئی معقول وجہ نہ تھی۔ کیونکہ عیسائیون کی پوری آزادی
ان کے معاملات مذہبی مین تھی وہ بلا روک ٹوک دعوت وتلقین اپنے دین کی کرسکتے تھے ان کو
کوئی واجبی بنیاد تکلیف دئے جانے کی نہ مل سکتی تھی بجز اس کے کہ وہ انجیل سے خود گریز کرین
اور حضرت مسیح کی اس نصیحت کو منسوخ کردین کہ اپنے دشمنون سے محبت کرو ان لوگون سے نیکی
کرو جو تم سے نفرت کرتے ہین اور ان کے لئے دعا کرو جو تم پر لعن طعن کرتے اور ستاتے ہین عیسائیون
پر کوئی بھی لعن طعن نہ کرتا تھا نہ کوئی ان کو ستاتا تھا۔ بیشتر عیسائیون کو کوئی تکلیف نہ دیتا اور
گو گلی کوچون کے چھوٹے چھوٹے بچے اور عام لوگ کبھی کبھی پادریون کو چڑاتے لیکن اعلی درجے کے
مسلمان کبھی ان کے شریک نہوتے تاہم عیسائیون نے اپنے ان نرم دل دشمنون سے محبت کرنے
کی ایسی کم کوشش کی کہ انہون نے اپنے رستہ سے تجاوز کیا اور محض اس ارادہ سے کہ تکلیف پاکر
شہید ہوجاوین مسلمانون کو گالیان دینا اور ان کے مذہب کی توہین کرنا شروع کیا مسلمانون
کے ملک مین مشہور ومعروف قانون ہے کہ جو شخص انکے نبی یا ان کے مذہب کی توہین کرے اسکو
مار ڈالنا چاہئے یہ ایک سخت اور وحشی قانون ہے مگر دنیا مین اس سے بھی بدتر اصول کی تعمیل سمتھ
فیلڈ آف آکسفورڈ کی پہانسیون پر اس زمانہ کی مدت بعد دیکھی ہے مین جسکا ہم ذکر کر رہے ہین عمداً بے سبب
جھگڑا پیدا کرنا اور دوسرے کے دین کی ضرر رسانی یا توہین کرنا عیسائیون کا کام نہین ہے کسی
قانون کی دیدہ ودانستہ خلاف ورزی کرنا جسکی پاداش مین سزائے موت مقرر ہے شہادت
نہین بلکہ خودکشی ہے اور ہمکو جس قسم کا ترس ان شہدائے قرطبہ پر آتا ہے وہ ویسا ہی ہے جیسا
کسی مجنون پر ہونا چاہئے یہہ لوگ جو مارے گئے دراصل شہدائے جنون تھے اور ان کی قسمت ایسی ہی قابل
افسوس ہے کہ گویا وہ دراصل شہید دین وایمان تھے۔

ان خودکشیون کا بڑا سبب یولوجیس ایک پادری تھا جو قرطبہ کے ایک پرانے خاندان کا شخص تھا
اور یہہ خاندان ہمیشہ سے اپنے غلو کے نصرانیت کے لئے مشہور تھا یولوجیس نے بہت سال عبادت
روزہ داری رہبانیت اور نفس کشی مین صرف کئے تھے اور اپنے کو از خود رفتگی کی ایسی حالت تک پہونچا
دیا تھا کہ جس سے انسان بے پرواہ مگر دلیرانہ زہد وتقوی کے افعال کرتا ہے اسکو دنیا سے کچھ تعلق باقی نرہا
تھا نہ اپنی ذات کے واسطے کچھ خیال تھا نہ کوئی ذاتی ہوس تھی اسکا اصل مقصود یہہ تھا کہ مسلمانون
کے مذہب پر طعن وتشنیع کرے اور اپنے ہم مذہبون مین بلند خیال زہد وتقوی کا جوش پیدا کرے اسمین
اسکو الور ونام ایک دولتمند نوجوان قرطبہ اور چند جوشیلے کاہنون مسکون عورتون اور دنیادارون
کی مدد تھی منجملہ ان اشخاص کے جو نوجوان تقدس مآب پادری کے ہم خیال تھے ایک خوب صورت

لڑکی فلورا نام تہی - وہ دوغلی نسل سے تہی یعنے اس کا باپ مسلمان اور ماں عیسائی تہی اور اس کی ماں نے خفیہ طور پر اسکی تربیت بعقاید عیسوی کی تہی بہت سال تک فلورا ظاہر اسباب مسلمان رہی مگر آخر کار اسی قسم کی خودکشی کے جوش سے جس نے یولوجیس کو برافروختہ کر رکہا تہا اور جو جو اس قسم کے فقرات انجیل سے پیدا ہوا تہا جیسا کہ یہہ ہے یعنے ؏ جو شخص میرا انکار لوگون کے سامنے کریگا اس کا انکار مین اپنے باپ کے سامنے کرونگا جو آسمان پر ہے ؏ وہ اپنے بہائی کے گہر سے بہاگ گئی (کیونکہ اس کا باپ فوت ہوچکا تہا) اور عیسائیون مین جا کر پناہ لی اس کے بہائی نے جو مسلمان تہا اسکی بیفایدہ تلاش کی بہت سے پادری اس الزام پر قید کر دیے گئے کہ وہ اس کے بہگا لیجانے مین شریک تہے اور فلورا یہہ خیال کر کے کہ اس کے قصور کی وجہ سے دوسرون کو سزا ہونا مناسب نہین اپنے مکان کو واپس آئی اور دین عیسوی کی صداقت کا اقرار کیا -

اسکی بہائی نے ہر طرح کی تدبیر کی کہ وہ اپنے دین پر واپس آئے اور بالآخر اس کے انکار پر غضبناک ہو کر اسکو قاضی کے سامنے مرتد ہونے کا الزام لگا کر پیش کیا - مسلمان کی اولاد گو ماں نصرانی ہو مطابق شریعت محمدی کے مسلمان پیدا ہوتی ہے اور ارتداد کے واسطے سزائے موت مقرر ہے - اسوقت ملک ترکی مین یہہ قانون جاری ہے گو پچہلے چالیس برس سے یہہ قرار دیا گیا ہے کہ وہ اثر پذیر نہ کیا جاوے پس ہمکو امید کرنا چاہیئے کہ ایک ہزار برس پہلے اس سے بہی کم رعایت مرتدون کے واسطے ہوتی ہوگی تاہم قاضی نے جس کے سامنے فلورا پیش کی گئی اسپر رحم کیا اس نے اسکو سزائے موت ندی جیسا کہ قانونًا اسپر لازم تہا نہ اس کو قید کیا بلکہ اسکو سخت زدوکوب کرایا اور اس کے بہائی سے کہا کہ اسکو گہر لیجا کر دین اسلام کی تلقین کرے مگر وہ پہر بہاگ گئی اور اس نے چند عیسائی دوستون کے ان پناہ لی اور یہان اول مرتبہ اس سے یولوجیس سے ملاقات ہوئی جسکو اس خوب صورت اور بدنصیب جوان زاہدہ کی جانب پاک و صاف محبت پیدا ہوئی جیسے فرشتون کو ایک دوسرے کی جانب ہو سکتی ہے اسکے خیال علوی تقدس زہد و تقوی اور دلیری نے اسکو یولوجیس کی آنکہون مین ولی کے طور پر دکہلایا اور اس نے چہہ برس بعد اپنی اور اسکی پہلی ملاقات کا تذکرہ ان الفاظ سے کیا - ؏ مقدس بہن تم نے اپنی گردن پر کوڑون کے داغ مجکو دکہلائے جن کے اوپر کی لہرانے والی خوبصورت زلفین تراش لی گئی تہین یہہ اس وجہ سے تہا کہ تم مجکو مرشد اور روحانی باپ سمجہتی تہین اور مجکو اپنی طرح پاک اور صاف خیال کرتی تہین بہت نرمی سے اپنا ہاتہ تمہارے زخمون پر رکہا اور اگر مجسے ہو سکتا تو مین ان کو اپنے لبون سے چاٹ کر چنگا کرتا جب مین تم سے جدا ہوا میری یہہ حالت تہی جیسے کوئی شخص خواب مین چل رہا ہو اور مین ہم آہ و نالہ کرتا تہا -

شعر - زدیدہ رفتی و مردم ہمان نفس فریاد کہ بے تو مردم و آنگہ چنین بآسانی بود

فلورا اور ایک بہن جو اسکے جوش مذہبی مین شریک تہی ایک محفوظ مقام پر پوشیدہ کی گئی اور یولوجیس نے پہر کچہہ عرصہ تک اسے نہ دیکہا۔
اسی اثنا مین قرطبہ کے عیسائیون کا جوش بار آور ہو رہا تہا ایک بیوقوف پادری پر فکتس نے دین اسلام کی توہین کی اور نبی اکرم کی شان مین ہزارہا مسلمانون کے سامنے گستاخانہ کلمات کہے آخر وہ عیدالفطر کے روز پہانسی دیا گیا جب تمام دنیا ماہ صیام کے اختتام پر خوشی اور خرمی کر رہی تہی مسلمان مرد اور عورتون نے اسی تہوار کے روز اور بہی زیادہ خوشی منائی اور توہین کنندہ پادری کے پہانسی پانے کے مضمون نے ایک اور جوش ان لوگون مین پیدا کیا۔ جو سڑکون پر جمع تہے اور دریا مین کشتیان چلاتے تہے اور شہر کے باہر میدانون مین کہیل رہے تہے۔ بدنصیب پادری نے دلیری سے جان دی اور تادم واپسین مسلمانون کے نرغہ مین ان کے مذہب کی توہین کرتے گیا۔ بشپ قرطبہ نے مع ایک گروہ کاہنون اور مریدون کے اسکی لاش کو اٹہایا اور اسکو سینٹ اسس کلس ایک شہید متبرک کے ساتہہ اس گرجہ مین دفن کیا جہان کا وہ پیشوا تہا اسکو ولی قرار دیا اسی روز شام کو دو مسلمان ڈوب گئے اور یہہ پرفکتس کے قاتلون پر غضب آسمانی سمجہا گیا۔ نصر حبشی غلام جو مہتمم پہانسی کا تہا اسی سال فوت ہو گیا اور عیسائیون نے خرمندی سے کہا کہ پرفکتس اسکی پیشین گوئی کر گیا تہا۔ اور یہہ دوسرا غضب سماوی تہا اس کے بعد ایک پادری ائزک (اسحاق) نامی قاضی کے پاس گیا اور دین اسلام قبول کرنے کی خواہش ظاہر کی مگر جب قاضی عقائد اسلام بتا چکا تو یہہ شخص صاف کالے ناگ کیطرح پلٹا کہا گیا اور مذہب اسلام کی نہایت مکروہ الفاظ مین توہین کرنے لگا۔
کچہہ تعجب کی بات نہین ہے کہ قاضی نے اس کے منہ پر طمانچہ مارا اور کہا کہ "کیا تو نہین جانتا کہ ہماری شرع مین حکم ہے کہ اس شخص کو جو تیری طرح گفتگو کرے سزائے موت دینا چاہیئے" پادری نے جواب دیا مین جانتا ہون مجکو سزائے موت دے مین اسکا طالب ہون کیونکہ مین جانتا ہون کہ خدا نے کہا ہے "برگزیدہ مین وہ لوگ جو نیکی کے واسطے ایذا پائین اور سلطنت آسمان کی ان ہی کے لئے ہے"۔ قاضی کو اسکی حالت پر افسوس آیا اور اسنے سلطان سے درخوست کی کہ اسکی خطا پر چشم پوشی کی جائے مگر کچہہ فائدہ نہوا اسلئے کہ سلطان کے معاف کرنے پر بہی وہ اپنی ہرزہ درائی سے باز نہین آیا آخر اسکا سر کاٹا گیا اور وہ ولی قرار دیا گیا۔ اور یہہ بطور قطعی ثابت کیا گیا کہ اس نے بہت سی کرامتین دکہائی تہین نہ صرف اپنے بچپن سے بلکہ پیدا ہونے کے قبل ہی۔
اسی اثنا مین پادری یولوجیس کے ایک شاگرد نے جو سلطان کے گارد مین تہا پیغمبر عرب کی جانب کلمات توہین استعمال کئے اور اسکی پاداش مین اسکا سر قلم کیا گیا دوسرے اتوار کو چہہ پادری قاضی کے پاس دوڑتے ہوئے آئے اور چلانے لگے کہ ہم بہی وہی کہتے ہین جو ہمارے مقدس بہائیون اسحاق

اور سانکو نے کہا ہے ''اور اسکے بعد کلمات کفر بکنے لگے اور یہہ کہنے لگے عام سے پیغمبر عرب کا بدلا لو اور اپنی تمام وحشیانہ سختی ہمارے اوپر کرو'' ان کی ہی اپنے بہائیون کی سی کہوٹی قسمت ہوئی یعنے ان کے بہی سر کاٹے گئے اور ان کے بعد مین اور پادری جنہین اپنی جان کہونیکا مرض متعدی پیدا ہوا تہا دیوانہ وار جلاد کی طرف دوڑے کہ ان کا سر تن سے جدا کرے اسیطرح پر ۸۵۱ع کے موسم گرما مین دو مہینے سے کم عرصہ مین گیارہ شخص قتل ہوئے۔

بیشتر گروہ نصاری کے اپنے بہائیون کے اس نافہمی کے جوش پر بددل تہے۔ یہہ فراموش نہ کرنا چاہیے کہ اہالیان اسپین اتبک مذہبی جوش کے لیے مشہور نہ تہے ان کا مذہب ان پر بہت ٹہیک اثر رکہتا تہا اور ان کی اسقدر تعداد کثیر نے اسلام قبول کیا تہا کہ دونو مذہب اور دونو قوم زیادہ تر دوستانہ رشتہ مراسم سے منسلک تہے نصرانیون کے اپنی پرانی لاطینی زبان اور علم ادب سے نفرت کرنا شروع کردیا تہا انہون نے عربی پڑہنا شروع کی اور بہت جلد اسکو ویسے ہی عمدہ طور پر لکہنے لگے جیسے خود عرب لکہتے تہے خود یونوجیس پادری اس انقلاب پر افسوس کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ نصرانی عربی نظم اور افسانون مین لطف پاتے ہین بجائے اسکے کہ انجیل مقدس اور پادریون کی تصانیف سے حظ حاصل کرین نوعمر یہود صرف عربی جانتے ہین وہ مسلمانون کی کتابون کو بہت شوق سے پڑہتے ہین ان سے بڑے بڑے کتب خانے بہرتے ہین اور ان کو دلپسند اور حیرت انگیز سمجہتے ہین اور مشکل سے ہزار مین ایک شخص صاف لاطینی مین خط لکہہ سکتا ہے مگر وہ عربی کے عمدہ اشعار نظم کر لیتے ہین اصل یہہ ہے کہ عیسائیون نے عربی نظم اور ناول کو گرجا کے پادریون کی تصانیف کی نسبت زیادہ دلچسپ پایا انہین عربیت روز بروز پڑہتی جاتی تہی وہ زیادہ مہذب زیادہ نفیس مزاج اور تفریق مذہب سے بے پروا ہوتے جاتے تہے وہ مسلمانون کے بہت مشکور تہے کہ مسلمان انسے بہت عمدہ برتاؤ کرتے تہے اور مخالف نوری جوان کے بہائی بندون نے ظاہر کی اس سے انکو حیرت ہوئی اور سکتہ سا ہو گیا انہون نے اپنے بہائی بندون پر انکے تیزی کی بیہودگی ثابت کرکے گفتگو طرفانکو دہیما کرنا چاہا انہون نے بحث کی اور یاد دلایا کہ دیکہو مسلمان عیسائیون کے ساتہ کیسا مناسب برتاؤ کرتے ہین اور انجیل مقدس کی عاقبت جو تلقین اور حواری کے الفاظ کی طرف مائل کرتے ہین ''بدگو کبہی سلطنت آسمانی مین داخل ہو گا'' اور ان سے کہا کہ دیکہو مسلمان ان موتون کو بیچینی سے نہین دیکہتے کیونکہ وہ کہتے ہین کہ اگر ہمارا مذہب سچا ہوتا تو خدا اپنے شہدا کا بدلہ لیتا معان معمولی قسم کے عمدہ عیسائیون نے جو نیکی اور بدی کے روحانی عظمت کے زور کو نہ جانتے تہے اور اپنے ہمسایون کی جانب اپنا فرض ادا کرتے تہے اور پرانے سادہ طریقہ سے عبادت کرتے تہے ان جوشیلے لوگون کو بہت کچہہ دکا اگر فائدہ ہوا انہون نے سمجہا کہ یہہ متواتر بدگوئیان اور اسکے بعد عاجلانہ سزادہی کا انجام یہہ ہو گا کہ مسلمان

عیسائیوں کو فی الواقع ستانے لگیں گے برخلاف اس کے پادری یولوجیس جس نے ان کے اعتراضات کا جواب انجیل اور افعال حواریین سے دینا اپنے ذمہ لیا ایسے ہی نتیجہ کا خواہشمند تھا در پرجوش لوگ بھی آتش ایذا سے زیادہ اور کچھہ نہ چاہتے تھے حکام مذہبی جن پر اثر متوسط مزاج لوگوں کا تھا اور نیز اسلامی گورنمنٹ جوش بغاوت کو بلا سزا دئے ہوئے عرصہ تک قایم رہنا گوارا نہ کر سکتی تھی پادریوں نے بصدر نشینی اشبیلیہ کے سردار پادری کے جلسہ منعقد کیا اور گو وہ پہلی شہادتوں کو ناجائز قرار نہ دیسکے اسواسطے کہ گرجا نے جان دینے والوں کو داخل فہرست شہدا کرلیا تھا تاہم انہوں نے یہہ فتوی دیا کہ اس قسم کا اب کوئی فعل نہ کیا جائے اور بہ تعمیل اس فتوی کے پرجوش حامیان مذہب کے سرغناؤں کو قید کر دیا یہاں پادری یولوجیس اور فلورا سے ملاقات ہوئی - فلورا ایک روز گرجا میں بہت عجز و الحاح سے عبادت کر رہی تھی کہ اس نے اپنے قریب ایک اور عابدہ کو دیکھا جو بہن پادری اسحق کی تھی جو پہلے ۱۱ شہدا میں سے تھا میری (اسحق کی بہن) نے سلطنت آسمانی میں اپنے بھائی سے ملنا چاہا اور فلورا نے بھی اس کے ہمراہ جانیکا ارادہ کیا دونوں قاضی کے سامنے گئیں اور مذہب اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف کلمات بے ادب استعمال کر کے قاضی کے غصہ کو برانگیختہ کرنے کی بہت کوشش کی دونوں جوان اور خوبصورت لڑکیاں جیسی دل سے اس اصول مذہب عیسوی "زمین پر صلح جوئی اور انسان کی طرف نیکی" کی پابند تہین [illegible] (قاضی) کے روبرو ناپاک کلمات توہین ادا کر رہی تہین - اور اس کے دین کو کار شیطان ور بتا رہی تہین مگر رحمدل قاضی آسانی سے غیظ و غضب مین آجانے والا نہ تہا وہ عیسائیوں کے اس بیہودہ جنون سے بالکل تہک گیا تہا اور کئی مرتبہ جب لوگون نے اپنے کو پنجہ موت مین ڈالا بستر مرگ پر پہرا نیکیا تہا کہ گویا اس نے سنا ہی نہین اسکو ان دونو لڑکیون پر رحم آیا اور سمجہتا تہا کہ وہ بوجہ کمسنی اس نے ان کو رغبت دلائی کہ جو کچھہ انہون نے زبان سے کہا ہے اس سے باز آئین اور خاموش ہو جائین کہ گویا قاضی نے کچھہ نہین سنا مگر وہ اپنے قول پر قایم رہین اور قاضی نے ان کو مجبورا قید کر دیا -

یہان اس لمبی قید مین دونو عورتین بددل ہوگئین اور اپنے کو ہلاک کرانے کے شوق سے دست بردار ہونے کی طرف مائل تہین کہ یولوجیس پادری انکو قوی دل اور برباد کرنے کے لئے آیا اس کا کام دنیا مین سب سے زیادہ مشکل تہا - یعنے یہ کہ اس عورت کو پہانسی پر چڑہنے کے لئے جرأت دلاتا تہا جسکو وہ دل و جان سے چاہتا تہا تاہم باوجود ہر قسم کی فطرتی اور انسانی کیفیت کے اس آہنی صفت شخص نے جوش کا شعلہ شہادت کی انتہا تک بہرکانے کے لئے اپنے کو آمادہ کیا - بدنصیب پادری یولوجیس کے لئے یہ ایک روزانہ غم کی بات تہی مگر وہ اپنی کوششون مین جنکو وہ سچا کام سمجہتا

سمجھتا تھا کبھی دیکھا ہوا اس نے ایک پورا رسالہ فلورا کی شہادت کی خوبیون اور ثوابون کا یقین دلانے کے لئے لکھا جو دین کے واسطے ہو وہ رات دن لکھنے پڑھنے مین مصروف رہتا تھا تاکہ اپنے دل سے تاسف اور محبت کے خیالات کو دور کرے جنسے اس کے ارادہ مین تزلزل پیدا ہوگیا مگر اسکا ارادہ نہایت ہی سخت تھا۔ فلورا اور میری باوجود قاضی کی کوششون کے کہ وہ اپنے کو بچا مین اپنے ارادہ پر مستقل اور بیسہارا رہین اور آخری ملاقات کے بعد جب حکم سزائے موت دیا گیا پادری یولوجیس نے فلورا کو دیکھا جسکی بابت اس نے من بعد بطور تفاخر و خانی فخمند ہی لکھا ہے کہ" وہ مجھکو فرشتہ معلوم ہوتی تھی ایک ملکوتی نور اسکو گھیرے ہوئے تھا اسکا چہرہ مسرت سے تابان تھا اور یہہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ آسمانی مکان کی خوشیون سے لطف اٹھا رہی ہے جب مین نے اس کے دہن شیرین سے باتین سنین مین نے وہ تاج جو اس کے واسطے مقسوم تھا اسکو دکھا کر اسکے ارادہ پر قایم رہنے کی کوشش کی مین نے اسکی پرستش کی مین اس فرشتہ کے سامنے سربسجود ہوا اور اس سے التجا کی کہ اپنی دعا مین مجھے بھی یاد رکھے اور اس کی باتون سے تقویت پاکر مین اپنی تنہا کوٹہری کو کم غمگین واپس آیا" فلورا اور اسکی رفیقہ میری آخر کار ۲۴ نومبر ۸۵۱ء کو قتل کی گئی اور پادری یولوجیس نے ایک مسرت نامہ منظوم گرجا کی اس بڑی فتح کی یادگار مین لکھا اس کے بعد پادری یولوجیس اور اور پادری محبس سے رہا کردئے گئے اور دوسرے سال عبد الرحمن ثانی فوت ہوگیا اور اسکا بیٹا محمد اس کا جانشین ہوا جو ایک سخت سرد دل خود ستا شخص تھا اور نوکرونکی تنخواہون سے روپیہ کاٹتا اور بوجہ اس کمینہ پن اور نالائقی کے ہر شخص اس سے نفرت کرتا تھا فقط فقہا اسکو پسند کرتے تھے کیونکہ ظاہرا معلوم ہوتا تھا کہ وہ ان گستاخیون کا انتقام لیگا جن مین برانگیختہ عیسائیون نے دین اسلام پر بوچھار کی تہی۔

ہرچند سلطان حال نے آنکھین دکھائین اور کچھ تیوری بھی چڑہائی کہ یہہ پرجوش عیسائی اپنے خبط سے دستبردار ہون لیکن وہ کیا سنتے تھے ان کے جوش کی دن بدن وہی کیفیت تھی اور وہ سرا بر نصرانیون کو کھلم کھلا اس کی ترغیب دینے لگے تھے کہ تم اپنے محافظون پر پل پڑو اور ان کی عصمتون کو پامال کرو۔

یہہ جوش کی آگ دور دور تک پھیل گئی تہی اور مفتوح نصرانی چوکنے ہونے لگے تھے۔ یہانتک کہ شہر ٹولیڈو نے یولوجیس کو اپنا بشپ مقرر کیا اور جب سلطان نے منظوری دینے سے انکار کیا تو وہ عہدہ خالی رکھا گیا جب تک کہ اسی کا تقرر ہو دو فرانسیسی مقدس پادری شہدا کا ترکہ لینے کے لئے قرطبہ مین آئے اور ایک وفنی یوراہڈیون کا لیکر سینٹ جرمن دس پریس کو چلے گئے جو پیرس کے دینداروں کو دکھایا گیا۔ مگر ان حامیان دین مسیحی کو بڑا صدمہ پہونچنے والا تھا

در اس کی قانونی سزا تازیانہ تھی مگر پادری کی جسمانی حالت ایسی نہ تھی کہ وہ سزائے تازیانہ
برداشت کر سکتا گو وہ اپنے خدا کے سامنے نہایت مسکین اور عاجز تھا اور دین کے واسطے ہر قسم
کی سزا اپنے جسم پر عاید کرتا تھا تاہم وہ مسلمان کے ہاتھ سے کوڑے نہ کھا سکتا تھا اس نے کہا
قاضی تلوار کو نیام کر لو اور میری روح کو میرے خالق سے ملنے کے لیئے بھیجو مگر ہرگز نہ خیال کرنا میرے
اپنے جسم پر کوڑے لگانے دونگا۔ وہ یہہ کہکر اس نے بہت سے کلمات توہین دین اسلام
اور اس کے بانی کی نسبت کہے۔

قاضی نے پادری مذکور پر تعمیل حکم سزا کرنے کی جواب دہی اپنے ذمہ لینا پسند نہ کیا اور یولوجیم
وہ حکام اعلے کے روبرو پیش کیا گیا۔ حکام اعلے میں سے ایک نے اس سے بحث کی اور پوچھا کہ ایک
سنجیدہ اور تربیت یافتہ شخص کو اپنا سر کیون بالارادہ خطرہ مین ڈالنا چاہیئے مین خیال کر سکتا
ہون کہ بیوقوف اور مجنون ایسا کر سکتے ہین مگر تم اور قسم کے شخص ہو۔ سنو میری بات مانو ضرورت
کا خیال کرو جو کچھہ تم نے قاضی کے سامنے کہا ہے اس سے درگزرو صرف اتنا ہی کہدو کہ مین دست
بردار ہوا تم آزاد کر دیئے جاؤگے مگر کچھہ فائدہ نہوا۔ پادری یوجیس گو شہیدون کا تعلیم دہندہ
تھا اور خود شہید ہونے کے لئے سبقت کرنا پسند نکرتا تھا اپنی بحث سے ورنہ گزرا اسکو تلخ
انجام تک پہونچنا تھا جب اس نے اپنے قول سے کسی طرح دست کشی نہ کی آخر کو قتل کیا گیا اور
۱۱۔ مارچ ۸۵۹ء کو دلیری اور تقویت کے ساتھہ فوت ہوا۔

جو کچھہ ہم نے نقل کیا ہے یہ ایک متعصب عیسائی کی تاریخ اسپین کا بلفظ ترجمہ ہے اس کے دیکھنے
سے اتنا ضرور معلوم ہو جائیگا کہ مسلمانون نے عیسائیون کو کس بلا کی آزادی دے رکھی تھی صرف
وہ اپنے نبی اکرم کی نسبت کلمات توہین آمیز سننے کے روادار نہ تھے اور اس قانون پر عملدرآمد
کرنا کوئی ورنی ٹیکس نہ تھا کہ اٹھایا نہ جاتا مسلمانون کے رحم اور انصاف کے مقابلہ مین پادریون
کا جنون زدہ جوش مذہبی دیکھا جائے۔ جہانتک مسلمانون کے قوانین ملکی قوانین مذہبی کو دیکھو
گے ان کے برابر رحم دل گورنمنٹ کہین نہین پاؤگے۔ اس جملہ معترضہ کا یہہ نتیجہ صاف نکل
آیا کہ مسلمانون نے تلوار سے کسیکو مسلمان نہین کیا۔ اب ہم پھر اپنے مطلب کی طرف رجوع
ہوتے ہین اور کسیقدر ان جنگون کی کیفیت بیان کرتے ہین کہ جو نبی اکرم اور صحابہ کے بابرکت
وقت مین واقع ہوئین ہین۔

وہ جنگون کا جو نبی اکرم کے وقت مین نصاریٰ سے ہوئین سبب بیان ہو چکا اب یہہ دکھانا
ہے کہ مسلمانون نے ایران کے مقابلہ مین کیون ہتیار سنبھالے اور انہین کیا ضرورت داعی
ہوئی کہ وہ فارس پر فوج کشی کرنے پر مجبور ہوئے۔ شاہ ایران کی طرف سے ایک گورنر نے

جسکا خاندان نصف عربی تھا مسلمانون کے خلاف قسطنطینہ والون کی مدد کی تھی اور برابر سرحد عراق سے پار اتر کر وقت بیوقت مسلمانون پر چھاپہ مارتا رہتا تھا۔ ہرچند اس سے کچھہ دن تک درگزر کی گئی اور تحریری ذرایع سے چاہا گیا کہ وہ ایسا نکرے لیکن اس نے نہ مانا اور شاہ ایران کے اشارہ سے وہ اپنی بدکرداری مین گرم رہا۔

یہہ زمانہ نبی اکرم کے سب سے اولوالعزم شجاع خلیفہ یعنے حضرت عمر کا تھا۔ آپ نے ایک دستہ مسلمانون کی فوجکا گورنر ایران کی بدکرداری کی سزادہی کے لئے روانہ کیا وہ گورنر بھاگ کر مدائن دارالخلافتہ ایران چلا گیا جب مسلمانون کو یہہ فتح حاصل ہوگئی تو گویا وہ کسریٰ کی دہلیز تک جا پہونچے۔ فارس کی غضب خوفناک کیفیت تھی۔ لاکھون خون سلطنت مین ہوجاتے تھے مگر نہ قاتل ڈہونڈا جاتا تھا نہ مل تا تھا۔ غریب ستائے جا رہے تھے۔ اور یزدجرد کی حکومت مین بے انصافی ظلم و تعدی کا عروج پورے زور پر تھا۔ جب حضرت خالدبن ولید کسریٰ کی سلطنت کے جنگل مین گھس گئے تو یزدجرد نے ایک جرار فوج مسلمانون کے مقابلہ مین روانہ کی حضرت عمر کی خلافت کا زمانہ تھا اور آپ مدینہ مین تشریف رکھتے تھے۔ پہلے حضرت عمر نے یزدجرد کی خدمت مین بار بار یہہ تحریر کرکے بھیجا کہ ہم طالب جنگ نہین ہین تم اس خونریزی کو جو تمہاری سلطنت مین ہورہی ہے بند کردو اور جسقدر تم نے مسلمانون کو ستایا ہے اسکا تاوان دو ہمین تم سے کچھ غرض نہین ہے۔ ہم تم سے ایک ہلکا سا خراج اور بھی چاہتے ہین جو تم بخوبی ادا کرسکو گے اور پھر ہم تمہاری حفاظت کی پوری ذمہ داری کرتے ہین۔ اس کا جواب یزدجرد نے سخت حقارت انگیز اور برافروختہ کرنیوالا دیا اس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ نبی اکرم کی پیشین گوئی پوری ہوئی اور سلطنت کسریٰ کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے۔ وہ وزرا جنہون نے یزدجرد کو اپنی حکمرانی کا آلہ بنا رکھا تھا اور جنہون نے جوروستم کی آگ تمام سلطنت مین لگا رکھی تھی قتل کرڈالے گئے یزدجرد کی آخرکار اپنے جدامجد دارا کی سی قسمت ہوئی۔ پھر چند روز کی بعد وہ قوم کی قوم اپنے نجات دہندون یعنے مسلمانون کے مذہب مین آگئی۔

آتش پرستون کا یکایک اسلام کے آنا اور باہم اسلام اور آتش پرستی کی مخالفت سے لوگ یہہ الزام قایم کرتے ہین کہ اسلام ان لوگون مین جبر و تعدی سے پھیلا۔ اور ہر مغربی مورخ پر کچھ تعصب کا ایسا پردہ پڑا کہ وہ مطلق یہہ بھول گیا کہ مسلمان ایران پر کیونکر قابض ہوئے اور انھون نے یہان دخل کرتے ہی آزادی کے قوانین کیسے جاری کردیے۔ وہ لوگ اپنے آتش پرست پیشواؤن کے مظالم مین برسون سے کچلے جارہے تھے۔ یہہ پیشوا الذالذ نفسانیہ کے

یزدجرد بھی جب اسنے اپنے ہم قومون مین دارا کی طرح سے پناہ لی تھی اپنے ہی درباریون کے ہاتھون سے نہایت بیرحمی کی صورت مین قتل کیا گیا۔ جس کے قتل کا خالدبن ولید کو افسوس ہوا تھا۔

لئے اپنے معتقدون پر نئے نئے ناقابل برداشت احکام جاری کرتے تھے۔ اور ان کو نہایت ذلیل حالت مین رکھکر حکومت کرنا چاہتے تھے۔ ان کے تمام حقوق مارے گئے تھے آزادی کا کہین نام ونشان تک نرہا تہا۔

جب انہون نے مسلمانون کے آزادانہ مذہب پر نظر ڈالی اور ان کے اخلاقی فلسفہ کو دیکہا تو وہ فوراً فریفتہ ہوگئے اور انہین اسلام کے مقابلہ مین اپنا مذہب آتش پرستی اور اس کی ناگوار قیود سخت ذلیل حقیر لغو جچینے۔ بس یہی وجہ تہی کہ جس سے اسلام کی پہرتی سے اور عاجلانہ صورت مین اشاعت ہوگئی کہین بہی کسی تاریخ مین کسی سوانح مین یہہ نہین لکہا کہ مسلمانون نے فلان شخص کو صرف مذہب اسلام نہ قبول کرنے پر یہہ جسمانی سزادی یا سزائے موت تجویز کی۔ تعصب کا پردہ اوٹہاؤ اور اسلام کے روشن قوانین پر ایک نظر ڈالو کہ جسمین سراسر آزادی تمدن اخلاق بہرا پڑا ہے۔ نظر کرو کہ انہون نے اپنی سلطنت کے زمانہ مین نصاری اور یہود کے ساتہہ کیسا رحیانہ برتاؤ کیا اور انہین مسلمانون کے دوش بدوش کیسے زبردست ملکی عہدے عطا فرمائے اور باوجود صریح سنگین جرائم کے بہی ان کی خطاؤن سے کیسی چشم پوشی کی۔

کسریٰ نوشیروان نے کچہہ عرصہ تک یہ کوشش کی تہی کہ انجمن کی ترقی رکی جاتی رہے لیکن ممکن نہوا آخر اسلام نے جون ہی اپنا روشن پرتو ڈالا وہ ظلمت سے نکل روشنی مین آگئے اور یہہ کل قوم ایران کا مذہب اسلام ہوگیا۔ بس یہہ وجہ معقول اور اصلی ہے جس سے کہ اسلام کی اتنی جلدی اشاعت ہوئی ورنہ اس کے علاوہ جو کچہہ اور کہا جاتا ہے وہ جسقدر غلط ہے اسیقدر تعصب سے بہرا ہوا ہے۔ تاریخی واقعات مٹ نہین گئے اور دیکہنے والے بہی جاہل نہین ہین پہر کیون غلط بیانات اور سہل تاویلات پر اپنا انحصار کیا جاتا ہے اور کیا وجہ ہے کہ جہوٹے جہوٹے الزامات مسلمانون پر لگاکر اپنا منہ دین و دنیا مین کالا کیا جاتا ہے۔ جیسے کہ آفتاب کی کرنین ہاتہہ لگانے سے میلی نہین ہوتین اسیطرح سے جہوٹے جہوٹے الزامات قایم کرنے سے اسلام کچہ نہین بگڑتا۔

کوئی مذہب بہی ایسا ہوا ہے کہ جس نے غیر رحیانہ طرق سے خونریزی نہین کی یہہ اسلام ہی کی شان ہے کہ جہان پکار پکار کر کہا جاتا ہے کہ دین مین زبردستی نہین ہے۔

اسلام نے صرف اپنی حفاظت کے لئے تلوار نکالی ہے اور جب حفاظت کا بندوبست ہوگیا تو تلوار کو رکہدیا اسلام نے کسی اخلاقی دین کے قوانین مین کبہی مداخلت نہین کی نہ انہین کچہ اپنی طرف سے گہٹایا بڑہایا جس نے تاریخ دیکہی ہے کوئی فرد بشر اس مین واقعی سے انکار نہین کرسکتا حضرت عیسٰے کے چرچ نے جسقدر بیگناہ مخلوق کی خونریزی کی آجتک دنیا مین کسی مذہب کی طرف سے اتنی خونریزی نہین ہوئی۔

انگلستان جب پروٹسٹنٹ ہوگیا تو اس نے پرلیسبی ٹیرین کو جنہون نے مدت تک سلطنت کی تھی بیگناہ قید کرلیا۔ ان پر جلتے ہوئے لوہے کا داغ لگایا۔ ان کے عضو کاٹ ڈالے۔ تازیانون سے ان کی کھالین اڑائی گئین۔ کل کے شکنجہ مین جکڑ کر سزائین دی گئین اور ان کے خون بہائے گئے۔ اسکاٹلینڈ مین پہاڑون پر مجرمون کی طرح سے انہین قابل رحم سزائین دی گئین۔ ان کے کانون کے پردے پھوڑے گئے۔

ان کے ہاتھون پر داغ لگائے گئے۔ ان کی انگلیان مع انگوٹھون کے کاٹ ڈالی گئین انکے پیرون کی ہڈیون کا موٹے پھاکر چورا کر ڈالا۔ سر بازار عورتون کو برہنہ کرکے کوڑے مارے گئے۔

کیتھلاک گروہ کی اور بھی ناگفتہ بہ حالت ہوئی خوفناک ہتھیارون سے انکا قیمہ قیمہ کیا گیا اور بہتیرے رسی مین باندھکر درختون پر لٹکا دیا گیا۔ اینے بیپٹسٹ اور ایرینس کو زندہ جلا دیا گیا عیسائیون نے یہہ سلوک تو اپنے بھائی عیسائیون کے ساتھہ کیا صرف چند اصول کے اختلاف پر انہون نے یہہ مظالم روا رکھے۔

اب یہہ دیکھنا چاہیئے کہ انہون نے غیر مسیحون کے ساتھہ کیا سلوک کیا۔ انگلستان مین یہودیون کی سب سے بڑی نوبت ہوئی انہین جبراً بیگناہ پکڑ پکڑ کر پھانسی دیدی گئی اور ان کو بری طرح قتل کیا گیا اسپین مین مسلمانون کو زندہ جلا دیا گیا۔ یہودیون اور عیسائیون۔ عیسائیون اور کافرون مین شادیان قطعاً موقوف کردی گئی تھین اور اگر ظاہر ہوجاتا اور کوئی شادی چھپ چھپاتے ہوجاتی تو دولہا دلہن بیرحمی سے ذبح کردیے جاتے یا زندہ جلا دیئے جاتے۔ ابھی ابھی زمانہ کا ذکر ہے کہ امریکہ کے ایک عیسائی نے ایک مسیحی حبشی کو صرف اس جرم پر کہ اس نے ایک گوری سے شادی کرلی تھی زندہ جلا دیا۔ اس قسم کے روحانی اثر مین جو عیسائیت سے پیدا ہوئے۔

یہہ تو زمانہ گذشتہ کا رونا ہے کہ عیسائیون نے مسلمانون پر یہہ یہہ زیادتیان کین اور ان پر ایسے ایسے مظالم توڑے اب حال کی سنئے کہ باوجود سائنس کے رائج ہونے کے اور ہر قسم کی تہذیب اور شائستگی کی نشو و نما پکڑنے کے حضرت عیسےٰ کی تعلیم کا اثر ہنوز وہی قابل نفرت و ناشائستہ چلا جاتا ہے۔ اسلام کو اخبارون مین کتابون مین۔ رسالون مین۔ میگزینون مین لیکچرون مین فحش اور نا ملائم گالیان دی جاتی ہین اور ایسے ایسے کلمات توہین آمیز اسلام اور اس کے بانی کی نسبت استعمال کیئے جاتے ہین کہ جس کے سننے سے جگر کے ٹکڑے ہوجاتے ہین اور کلیجہ خون ہوجاتا ہے۔ مسیحیت مین ابھی تک تکلیف دہی اور ایذا رسانی کی روح نہین مٹی یہ ابھی تک مستعد ہے کہ آناً فاناً مین اس کونہ سے اس کونہ تک شعلے بھڑکا دے۔ وہ کتابین یا وہ اخبارات جنمین اسلام اور اسکے بانی کی نسبت سخت مشتعل کرنے دینے والے اور جگر توڑ

کلمات استعمال ہوئے ہین اور جن سے دنیا کے ہیش کرور باشندون کا دل دکہتا ہے عیسائی مذہب کی ناپسندیدہ تہذیب اور نادرہ بد اخلاقی اور آفت ناک وحشت کا نقشہ کہنچ جاتا ہے جب اس روشن زمانہ مین بہی یہہ عیب نہ گیا اور مغربی خطا عیسائیت کے دامن سے اس بدنما دہبہ و نہ مٹا سکے تو اور کون زمانہ آئیگا کہ اس مذہب مین رحم اور تہذیب آئے گی۔ اور یہہ مذہب دنیا کے رحیم مذہبون مین سے شمار کئے جانے کے لائق ہوگا۔

آو ایک نظر اسلامی دنیا کی خوشنما تصویر پر ڈالین جس زمانہ مین کہ راسخ الاعتقاد عیسائیت مذہبی اور قصائی پنے سے برابر یہودیون اور نسٹوریس کو ایذا پہونچا رہی تہی اسلام انہین اپنے سایہ عاطفت مین پناہ دے رہا تہا۔ اور انکی حفاظت اپنے اوپر لازم کر لی تہی کہ جو بانئے اسلام کو نبی نہ تسلیم کرتے تہے۔ جس زمانہ مین کہ کرسچین یورپ کا قرون بت پرستون یہودیون کو زندہ جلا رہا تہا مسلمان حکمران اپنی غیر اسلام رعیت سے نہایت انصاف اور عدل سے برتاؤ کر رہے تہے اور ان کو اپنے بچون کی طرح چہاتی سے لگا کر رکہتے۔ سلطنت کا ہر دفتر غیر اسلام کے لئے کہلا ہوا تہا۔ نبی اکرم نے خود فرما دیا تہا کہ یہودی۔ عیسائی۔ زرتشتی سے برحم پیش آو تمام عیسائی تاریخین اس سے بہری پڑی ہین کہ مسلمانون نے اپنی مسیحی رعیت پر ہمیشہ رحم کہایا۔ اور ان کو اپنی سلطنت مین آزادی سے اعلے عہدے دئیے۔

جو خونریزیان کہ مذہب کی آڑ مین ہوئین سخت تہرا دو مین سیکسن اور فری سینس اور دوسری جرمنی قومون کا چارلیمیگنی کے ہاتون قتل کیا جانا اور ان کے بال بچون کو تپتی ہوئی ریت پر اور بیگناہ بچون عورتون کا زندہ جلا دیا جانا ہنوز خونی نشانات زمانہ کی پیشانی پر رکہتا ہے چہوٹے چہوٹے بچونکو جبراً اپنی ماؤن کی مامتا بہری چہاتی سے علیحدہ علیحدہ کر کرکے آگ مین ڈالدیا گیا تہا اور روتی ہوئی چیختی ہوئی عورتون کی مشکین باندہکر بہٹیون کی نذر کردیا گیا تہا۔ ان زندہ جلنے والون کی تعداد دس یا پانچ سو پچاس یا صرف ہزار دو ہزار ہی نہ تہی بلکہ لاکہون پر نوبت پہونچ گئی تہی صدہا میل زندہ آدمیون کے جلے چمڑے کی چراند آتی تہی اور تمام مسیحی دنیا اس بدبو سے لبالب بہری ہوئی تہی۔ ایسی جنبیز کا خونخوار اور ہولناک تحمل صفحہ ہستی پر یادگار رہیگا۔ یہہ نظیرین مٹ نہین گئی ہین ہنوز تاریخ کے صفحے ان واقعات سے سیاہ ہو رہے ہین کیا ان تحریرون کو دیکہکر پہر بہی کوئی یہہ رائے قائم کر سکتا ہے کہ عیسائیت کی روح مین رحم اور انصاف ہے۔

اب مسیحی مجاہدین یروشلم اور مسلمان فاتحون کا مقابلہ کیا جاتا ہے جب سنہ ۶۳۷ع مین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یروشلم کو فتح کیا تو آپ شہر کی شاہراہون مین گہوڑے پر سوار [illegible]

پہلو بہ پہلو جاتے ہوئے دکہائی دئے آپ نہایت اخلاق سے اس سے باتین کرتے جاتے تہے اور گذشتہ حالات کا استفسار فرما رہے تہے۔ چلتے چلتے آپ بڑے گرجا مین پہونچے چونکہ نماز کا وقت آگیا تہا اسلئے آپنے قسطنطین کے گرجا مین نماز پڑہی لیکن آپ اندر نہ گئے بلکہ گرجا کی سیڑہیون پر پڑہی جب آپ نماز پڑہ چکے تو آپ نے لاٹ پادری سے کہا "اگر مین گرجا مین اندر جاکر نماز پڑہتا تو مسلمان صرف میرے فعل کی تتبع کرنے کے لئے اس معاہدہ سے خلاف ورزی کرتے کہ عیسائیون کی عبادت گاہون مین دخل نہ دینگے" اب عیسائیون پر خیال کیا جائے کہ جب اُنہون نے یروشلم کو لیلیا تو مقبوضین سے یہہ برتاؤ کیا ان کے چہوٹے چہوٹے بچون کی ٹانگین پکڑکر ان کے سر دیوارون سے ٹکرا دیئے اور ان کے بہیجون کی کرچی کرچی ہوگئی۔ نوجوان بچے قلعہ کے کنگرون پر سے گرا دیئے گئے مرد اور عورتین زندہ جلا دی گئین ان کی تعداد کچہ اوپر ستر ہزار شمار کی گئی ہے یہودیون کی بہی مسلمانون کے ساتہہ یہی حالت ہوئی یروشلم کے پرنالون سے مسلمانون کے خون شرشر بہہ رہے تہے۔ جن لوگون نے ماؤن کو ذبح کیا انہی تلوارون نے بچون کے کرور حلقومون کی شہ رگون کو کاٹ ڈالا۔

نہ رحم تہا نہ حضرت عیسے کی نصیحتین تہین اگر تہا تو صرف ظلم اور قصائی پنا تہا۔

عیسائی مذہب جسکی جڑ ایسی نیکی نرمی اور اخلاق مین لگائی گئی تہی وہ پہولا پہلا اور سرسبز و شاداب اسکو چہوڑ دو کہ وہ کس سبب سے پہلا اور سرسبز ہوا اگر دیکہو کہ اس نے کیا پہل پیدا کیا ایک بہی نصیحت کام نہ آئی اور خود مذہب نے جو خونریزی اور بیرحمی اور ناانصافی اور درندون سے بہی زیادہ خصلت دکہلائی وہ شاید دنیا مین بے مثل ہوگی۔ اور جس نیکی مین اسکی جڑ لگائی گئی تہی اس نے کچہ پہل دیا کیونکہ قانون قدرت کے برخلاف لگائی گئی تہی جو کسیقدر خوبی کیا روحانی اور کیا اخلاقی اور تمدنی اب ہم بعض عیسائی ملکون مین دیکہتے ہین کیا یہہ پہل اسی درخت کا ہے جسکی جڑ ایسی نیکی مین لگائی گئی تہی جو خلاف قانون قدرت تہی حاشا وکلا" بلکہ یہہ اس کا پہل ہے کہ اس درخت کو وہان سے اوکہاڑ کر دوسری سرزمین پر لگایا ہے جو قانون قدرت کی زمین ہے اور جسقدر یہ زمین کی مٹی اس مین لگی ہوئی ہے اسیقدر اسمین نقصان ہے۔ گو مسیحی یورپ ہر قسم کی تہذیب اور اخلاق کا دعوی کرتا ہے لیکن ہنوز وحشت اور جہالت کی بو اسمین سے آتی ہے اور بعض بد اخلاقی کا سخت نمونہ بنجاتا ہے جسکا اشارہ ہم پہلے کر چکے ہین۔ یہہ تو اس مذہب کی کیفیت تہی کہ جسمین یہہ حکم تہا کہ "اگر کوئی تیرے ایک گال پر طمانچہ مارے تو دوسرا گال بہی اس کے سامنے کردے" بلاشبہ یہہ مسئلہ اخلاق کے خیال سے تو بڑا عمدہ معلوم ہوتا ہے مگر کسی زمانہ کے لوگون نے اسپر عمل کیا جو اگر دنیا اسپر عمل کرے تو دنیا کا کیا حال ہو جو اسیطرح آباد ہے اور اسیطرح لوگ

ط تاریخ انٹلکچوئیل ڈیولپمنٹ آف یورپ مصنف ڈریپر جلد ۲ صفحہ ۲۲۔

جہان وہان امن ہین رہینے وہ نہایت دلچسپ جواب دیا جاتا ہے کہ جب سب ایسے ہی ہوجاوین تو دنیا
سے شرارت اٹھ جاوے۔ مگر پوچھا جاتا ہے کہ کبھی ایسا ہوا ہے وہ یا کبھی ایسا ہوگا وہ یہہ سب ناشدنی باتین
ہین جو خیال مین شدنی قرار دیکر انسان خیالی اور جھوٹی خوشی حاصل کرتا ہے اسیطرح انجیل کے جتنے
احکام ہین دیکھنے ہی سراب کی طرح جسپر ادبدا کر پانی کا دہوکا ہوتا ہے پیش کئے گئے ہین انجیل کا ہر مسئلہ
قانون قدرت کے خلاف ہے اور ایک وحشی افریقی کی گھڑت یا تصنیف سے زیادہ منفعت نہین کہتا۔
اسلام کے قوانین کی بنیاد کہ جنہین بیرحمی پر محمول کیا جاتا ہے محض قانون قدرت پر رکھی گئی ہے اور
فطرتی طور پر ہر فرد بشر خواہ ہندو ہو یا عیسائی یہودی ہو یا مجوسی عمل کرنے پر مجبور کیا گیا ہے۔
اسلام مین کہین ایسی چمکیلی باتین نہین دکھائی گئی ہین کہ جو ناشدنی ہون اور آیندہ ان سے کچھہ
نتیجہ سوائے خرابی اخلاق کے پیدا ہی نہو۔ کیونکہ اسلام کی بنیاد ایسی چکنی چپڑی باتون پر نہین رکھی
گئی ہے بلکہ عمل پر اس کے تمام اصول مبنی ہین۔ اگر ظاہری باتون کی نمایش چاہتے ہو تو عیسائیت
سے بہی زیادہ رحیم مذہب کا حال سنو جس نے ایک چھوٹے سے چھوٹے جانور کی جان مارنا سخت گناہ
قرار دیا ہے خون کا بہانا آدمی کا ہو یا درندے یا ایک پشہ کا خدا کی صنعت کا ضایع کرنا سمجھا
ہے مگر تاریخ اور زمانہ موجود ہے اس اصول نے جو قانون قدرت کے مخالف تہا کیا نتیجہ دیا۔
قتل و خونریزی ویسی ہی ہی اور ویسی ہی ہے جیسی کہ قانون قدرت سے ہونی چاہئے۔
اسی پر زور عبارت مین ہم پہلے ہی کہین اپنے سوانح عمری نبی اکرم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم مین لکہہ
آئے ہین اسلئے زیادہ زور اور طول دینا ضرورت نہین خیال کیا جاتا۔ بہرحال یہ ثابت ہو گیا
کہ اسلام نے جب تلوار پکڑی جب اسکو اپنی حفاظت کی ضرورت ہوئی۔

مجھے یقین ہے کہ صرف اس مختصر تحریر سے یہہ ضرور ثابت ہوجائیگا کہ اسلام مین جہاد کیا چیز ہے
اور وہ کس حالت مین کام مین لایا جاتا ہے اور نیز یہہ ہویدا ہوگا کہ اسلام کی اشاعت تلوار
سے نہین ہوئی۔

اسلام اگر پھیلا تو صرف اپنی صداقت پاکی صفائی۔ اور نیک طینتی سے نہ کہ جبر و زبردستی سے
اور مین یہہ پیشین گوئی کرتا ہون کہ زیادہ سے زیادہ دو صدی کے عرصہ مین تمام دنیا مین صرف
ایک ہی مذہب حکمرانی کریگا اور وہ مذہب اسلام ہوگا۔ وجہ یہہ ہے کہ جون جون زمانہ گزرتا جاتا
ہے اس کے روشن اصول کھلتے جاتے ہین اور بغیر کسی واعظ یا خطیب کے خود بخود لاکھون آدمی مسلمان
ہوتے چلے جاتے ہین ابہی کچھ دن کا عرصہ ہوا حلب اور دمشق کے درمیان ایک شیطان کی صورت
پوجنے والی قوم معہ اپنے سلطان کے مسلمان ہوگئی جس کی تعداد دس لاکھہ سے کم نہین ہے
یہہ ہماری باتین اور زمانہ کے مختلف اوقات بہی اس پیشین گوئی مین جان ڈالنے مین یہہ مین

جانتا ہون کہ دو صدی تک نہ مین رہونگا نہ وہ لوگ زندہ بچینگے جن کے آگے مین پیشین گوئی کر رہا ہون لیکن ہزارون وہ خوش قسمت مسلمان ہون گے کہ جو دنیا کے اس کونے سے اس کونے تک ہلال اسلامی اُڑتا ہوا دیکہین گے اور انہین پہر میری روح پر اس پیشین گوئی کی صداقت پر رحمت بہیجنے کا موقع حاصل ہوگا۔

جو لوگ یہہ الزام قایم کئے جاتے ہین کہ نہین بغیر تلوار کے اسلام نہین پہیلا وہ حال کے واقعات کی طرف سے کیون اپنی آنکہین بند کئے لیتے ہین اب نہ تلوار ہے نہ اس کا استعمال ہے نہ جبر ہے نہ زبردستی ہے نہ تنخواہون کی بشارتین ہین نہ حسینان جہان کی بخشش کا سبز باغ دکہایا جا رہا ہے نہ روپیہ کی دل لبہانیوالی چہنا چہن آوازین پہر کیا وجہ ہے کہ اسلام بڑہتا چلا جاتا ہے اور اس کو کہین رکاوٹ نہین۔

کرورہا روپیہ اور صدہا جانین افریقہ کی ریگستانون مین کہپی جاتی ہین مگر نتیجہ معلوم سنہ ۱۹۰۵ع کی ایک پادری کی رپورٹ سے جسکا مشن افریقہ کے کسی شہر مین قایم ہے یہہ معلوم ہوا کہ سات برس کی محنت و مشقت مین بڑی دقتون سے ایک مسلمان بیوہ کو عیسائی کیا گو وہ عیسائی تو ہوگئی ہے لیکن ہمین کچہ امید نہین ہے کہ وہ اس مذہب پر قایم رہے۔

اتنی بڑی کوشش اسقدر صرف کے بعد یہہ نتیجہ نکلا اور وہ نتیجہ بہی خوش آیندہ نہین معلوم ہوتا اسلام خود بخود بغیر کوشش و وعظ روپیہ کے لاکہون نفوس مین گہر کرتا جاتا ہے اب حق

دریافت کرتا ہون کیا تلوار کام مین لائی جاتی ہے یا کسی طرح کا جبر کیا جاتا ہے۔ جس مین ذرہ بہی انصاف اور عقل ہے وہ خوب سمجہ سکتا ہے کہ اسلام کبہی تلوار سے نہین پہیلا۔ بلکہ اس کے مقابلہ مین عیسائیت تلوار اور سخت بیرحمی سے پہیلائی گئی۔

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

(تیرہوان باب)

اسلام مین عورتون کے مراتب

الجنة تحت اقدام الامهات

مادن کے قدمون کے نیچے جنت ہے۔

خاص خاص اخلاقی اظہار و انکشاف کے تماشہ گاہون مین کثرت ازواج ایک لا علاج حالت تسلیم کی گئی ہے گذشتہ قومی باہم جنگون مین دس دس آدمیون مین سے ایک ایک شخص کے بچنے کا طریقہ اور لاکھون آدمیون کا متواتر جنگون مین قتل کیا جانا اور عورتون کی بہتات کی دن دونی رات چوگنی ترقی نے فطرتی طور پر گذشتہ قومون مین کثرت ازواج کی رسم کی بنیاد قایم کردی۔

اسی وجہ سے ہر شخص اس امر کا مجاز کر دیا گیا کہ وہ کئی کئی شادیان کرے اور اسپر کوئی ملکی یا تمدنی ہدیہ الزام نہ قایم ہو۔ یہہ ایک بدیہی امر ہے کہ جس قوم یا ملک مین مردون سے چار حصے زیادہ عورتین ہون وہان جب تک ایک ایک مرد کئی کئی شادیان نہ کریگا تو سوائے زناکاری کے اور کیا متصور ہو سکتا ہے۔ آجکل نہایت حقارت کی نظر سے ناقابل برداشت صورت مین اس سب سے قبیح رسم پر نظر کی جاتی ہے۔ اور اس مرض کو لا علاج مرض اور سب سے بدتر مکروہ مرض سمجھا جاتا ہے سلف زمانہ کی مشرقی قومون مین کثرت ازداج قانونی بات ہی تسلیم کی جاتی تھی بلکہ اسے ایسا متبرک خیال کیا جاتا تھا کہ روحانی حکم مین اسے ملا دیا گیا تھا۔ اور یہانتک غلو ہوگیا تھا کہ لوگ کثرت ازدواج کو دینی بات تصور کرتے تھے وجہ یہہ ہے کہ دنیا مین نہ کوئی بری بات ہے نہ بھلی ایک چیز کو ایک قوم اچھا سمجھتی ہے اور دوسری قوم اسی چیز کو برا سمجھتی ہے مثلاً ہندوستان مین گھی گویا امرت سمجھا گیا ہے چین مین یہہ سخت قابل نفرت چیز ہے ممکن ہے کہ کسی چینی کے آگے کھانے کی میز پر گھی رکھا جائے اور اس کا جی متلا جائے اسیطرح جو چیز کہ چینیون کو مرغوب ہے ہندوستانی اس کا نام سنکر قے کر دے گا۔

شرعی بات کی تعریف یہہ ہے کہ جسکو قانون ملکی۔ قانون انجمن۔ قانون مذہبی۔ قانون رسمی تسلیم کر لیا ہے اسکے علاوہ جب ہم قانون قدرت پر خیال کرتے ہین تو ہمین یہہ بات بخوبی منکشف ہو جاتی ہے کہ دنیا مین ہمیشہ عورتون کی تعداد گھٹتی اور بڑھتی رہی ہے۔ جنگون مین مرد ہی لڑے جاتے ہین۔

اور عموماً کم عمر زیادہ مردون ہی کی ہوتی ہے کیونکہ کھانے کمانے کا فکر انسان کے لئے سم قاتل ہے

اب یہہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر ایک ایک دو دو نکاح نہ کئے جائین تو عورتین کیونکر بیکس نہ رہین
مین اسکا جواب ہم اسی باب مین آئندہ دینگے یا معترضون کے لئے چھوڑ دینگے - اب یہہ دیکھنا ہے
کہ کثرت ازدواج کی رسم دنیا مین کس کس قوم مین جاری تھی یا ہے -

ہندوون مین یہہ اجازت دیگئی تھی کہ جسطرح مرد کئی بیویان کرنے کا استحقاق رکھتے ہین اسیطرح
عورتین بھی کئی کئی خاوند ایک ہی بار کرنے کی مجاز ہین - بہت سی ایسی رانیان ہوئی ہین کہ جنھون
نے ایک ہی ساتھہ چار بھائیون سے شادی کرلی ہے اور ان چارون کی بیوی بنکر رہنا پسند کیا
ہے - مدیون - بیبی لونیون - اسیریون - اور ایرانیون مین کئی کئی شادیان کرنی باعث تھین
وہ اپنی شوکت اور عظمت یا نمود و نمایش اسی مین جانتے تھے کہ کئی کئی بیویان کرین - بلکہ [illegible]
اس زمانہ مین بھی اس کا مجاز ہے کہ چاہے جتنی شادیان کرے اور کتنی ہی بیویان رکھے -

حضرت موسےؑ سے پہلے اسرائیلیون مین بھی کثرت ازدواج کی رسم موجود تھی - اور یہہ اجازت
تھی کہ ایک شخص جتنی چاہے بیبیان کرسکتا ہے کوئی تعداد مقرر نہین تھی - پچھلے دنون مین ربیون
کی تالمد نے یہہ وبال دیکھکر بیویون کی تعداد مقرر کردی کہ اس حد تک ہم شادی کرنیکا مجاز ہے
ایرانیون مین زیادہ بیویان کرنا مذہبی پہلو سے مبارک اور نیک کام خیال کیا جاتا تھا - اور یہہ
بشارت دی گئی تھی کہ جو جتنی زیادہ شادیان کریگا اسیقدر خدا اسے ثواب عطا کریگا -
سیرو جتنی سٹن قومین جنھین اسرائیلیون نے فتح کرکے تباہ و برباد کردیا تھا زیادہ شادیان کرنی
اولوالعزمی اور بہادرانہ نمود تصور کرتی تھین - تھریشین - لیڈینس اور سیلیس گین
قومون مین جو حصص یورپ اور مغربی ایشیا مین آباد تھین کثرت ازدواج کی خوفناک رسم انتہا
درجہ کی اینین رائج تھی -

یونانی جو دنیا جو اول نمبر کی مہذب شائستہ عالم سمجھی جاتی تھین اور جس کے ہان گویا تمام
جہان کی فضیلتون نے جنم لیا تھا عورتون کی وہ بری کیفیت کر رکھی تھی کہ معاذ اللہ - اپنی
بیویون کو مویشی کے مانند رکھتے تھے اور انھین ایسا حقیر کر رکھا تھا کہ ان کے برابر ذلیل کوئی
اور چیز دنیا مین پیدا ہی نہین ہوئی - وہ اپنے پلے ہوئے کتے کی بیوی سے زیادہ توقیر کرتے
اور انھین ایسی نفرت تھی کہ صورت دیکھی اور وہ ناپاک ہوئے - صرف بیچاری یہہ سمجھی جاتی تھی کہ
دنیا مین اس فرقہ نسوان کا ظہور اولاد کے پیدا کرنے اور گھرداری کا معمولی کام انجام دینے
کے لئے کیا گیا ہے - ان کی توقیر کرنا ان کی عزت کرنا یا ان پر رحم کھانا اسکی کچھہ ضرورت تسلیم نہین
کی جاتی تھی ہر یونانی کو اجازت تھی کہ وہ چاہے جتنی شادیان کرے - دیماس تھنیز جو یونان کا نامی ہو گذرا
ہے جو اسکے ادیبون نے اسکے لئے مہیا کردی تھین بڑے گلچھرے اڑاتا تھا - اور اسکو وہ قانون

(۱) دیکھو مصنفہ ضیا ... اور یہودی صفحات ۲۰۶ و ۳۰۷ - دی انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجن اینڈ ایتھکس جلد ۸ صفحہ ۴۲

ملکی کے مطابق خیال کرتا تہا۔ اسپارٹینون نے گو خاص خاص حالتون مین مرد کو سوائے ایک بیوی کے دوسری شادی کرنے کی اجازت نہ دی تہی پہر بہی عورت کو اجازت تہی کہ جاہے وہ جتنی شادیان کرے اور جتنے مرد بنا لے۔ خاص خاص حالتون مین رومتہ الکبری کے شاہی قانون مین ایک شادی سے زیادہ شادیان کرنی جائز نہ رکہی گئی تہین۔ لیکن اسکی پیروی خاص خاص صورتون مین جائز شمار کی جاتی تہی اور یہہ محض ناممکن تہا کہ کثرت ازدواج کی عالمگیر آگ اس قانون شاہی سے سرد ہو جاتی چنانچہ جب رومتہ الکبری مین سلطنت جمہوری قایم ہوئی اور رعیت کے حقوق اسکو بخشے گئے تو سب کو اس امر کی آزادی دی گئی تہی کہ جاہے وہ جتنی شادیان کرین اور جگر فگار عاشق اپنے جاہے جتنے وہ پیدا کر لے۔ ۲

یہان تو یہہ کیفیت تہی اور ادہر گیلیلی کے کنارہ پر عیسوی مذہب کی منادی ہو رہی تہی اور رومتہ الکبری پر اس کا درخشان پرتو پڑنا شروع ہوتا چلا تہا حضرت عیسے کے جتنے اقوال کہ ان کے حواریون کی طرف سے انجیلون مین نقل ہوئے ہین ان مین سوائے چند آسمانی بشارتون کے اور کچہہ بہی نہین ہے نہ ان قوانین سے جنہین آسمانی بادشاہت کا سبز باغ دکہایا گیا ہے کوئی ملکی قانون اخلاقی۔ تمدنی نتیجہ پیدا ہوتا ہے اور نہ کسی قسم کی اصلاح ہی اس سے نکلتی ہے۔ چند قول مین اب ان کو کوئی کہان تک ڈہونڈہے بجہائے ضرورت زیادہ باتون کی اور وہان چند نہین ہے ہی زیادہ متضاد کس کو مانئے اور کسکی تردید کرے۔ چونکہ مجہے یہان صرف کثرت ازدواج پر بحث کرنی ہے اسلئے مین دوسری طرف نہین جانا چاہتا حضرت عیسے نے کوئی صاف حکم ایسا نہین دیا کہ جس سے یہہ معلوم ہو کہ ایک سے زیادہ شادی کرنا جائز نہین ہے۔ بلکہ انجیل مین بعض اشارے ایسے ہین کہ جن سے کئی شادیان جائز قرار دی جاسکتی ہین۔ ذیل کی آیت سے جسمین حضرت مسیح نے مثالاً بیان کیا ہے یہہ کہلتا ہے کہ وہ کئی کئی شادیان جائز قرار دیتے تہے ورنہ ایسی مثال دینے کی ضرورت ہی کیا تہی۔ "اسوقت آسمان کی بادشاہت دس کنواریون کے مانند ہوگی جو اپنی مشعلین لیکر دولہا کے استقبال کیواسطے نکلین۔ انمین پانچ ہوشیار اور پانچ نادان تہین جو نادان تہین انہون نے اپنی مشعلین لین مگر تیل ساتہہ نہ لیا پر ہوشیارون نے اپنی مشعلون کے ساتہہ برتنون مین تیل لیا جب دولہا نے دیر کی سب اونگہنے لگین اور سوگئین۔ آدہی رات کو دہوم مچی کہ دیکہو دولہا آتا ہے اس کے استقبال کے واسطے نکلو۔ تب ان سب کنواریون نے اوٹہکر اپنی مشعلین درست کین اور نادانون نے ہوشیارون سے کہا اپنے تیل مین سے ہمین بہی دو کہ ہماری مشعلین بجہی جاتی ہین پر ہوشیارون نے جواب مین کہا ایسا ہو کہ ہمارے اور تمہارے واسطے کفایت نکرے بہتر ہے کہ بیچنے والون کے پاس جاؤ

۱ تاریخ یونان مصنفہ گروٹ جلد ۲ صفحہ ۱۴۷ ۲ تاریخ زوال رومتہ الکبری مصنفہ گبن جلد ۲ صفحہ ۱۰۶
۳ متی کی انجیل باب ۲۵ آیت ایک سے بارہ تک

اور اپنے واسطے مول لو جب وہ خریدنے گئیں دولہا آپہنچا اور وہ جو تیار تھیں اس کے ساتھ بیاہ
کے گھر میں گئیں اور دروازہ بند ہوا۔ پیچھے وہ دوسری کنواریاں بھی آئیں اور کہنے لگیں اے خداوند
اے خداوند ہمارے لئے دروازہ کھول۔ تب اسنے جواب مین کہا مین تم سے سچ کہتا ہون کہ مین تمہیں
نہین پہچانتا۔ و اس آیت سے دو باتین کھلتی ہین گو یہہ محض ایک مثال کے طور پر بیان کی گئی ہے
مگر اس سے اول تو یہہ رسم کھلتی ہے کہ پہلے مرد یکے بعد دیگرے عورت سے شادی نکرتا تھا بلکہ ا
ہی ساتھہ کئی کئی دوشیزہ لڑکیون سے شادی کرلیتا تھا۔ دوسری بات یہہ بھی معلوم ہوتی ہے
حضرت مسیح نے اس رسم کو برا نہ سمجھا کیونکہ انسانی فطرت کا خاصہ ہے کہ جس چیز کو برا جانتی ہے
اسے نیک کام کی مثال مین نہین لاتی۔ اگر حضرت عیسے کوئی اور مثال لانا چاہتے تو ان ہی شادیون
کو لا سکتے تھے جو گلیلی کے کنارون پر شب و روز یہودیون کو کرتے دیکھتے تھے جتنی مثالیں انہون نے
دی ہین وہ سب ان ہی حادثون کی ہین جو انہون نے خود دیکھی تھین اور جہان جہان وہ گئے تھے۔
اور باقی خیر صلاح ہے۔

اسلئے قومون مین کثرت ازدواج برابر ترقی کرتی گئی اور اسکی دھوم دھام سے نشو ونما ہوتی رہی۔ ہان
جسٹینین کے قانون نے اس ہولناک عالمگیر رسم کو زیادہ روکا قطعاً یہہ قانون جاری ہوگیا تھا کہ
کوئی ایک شادی سے زیادہ شادی نکرنے پائے۔ لیکن اس ممانعت نے اور بھی طبائع کو ابھارا اور
وہ کئی کئی شادیان کرنے لگے۔ یہہ انسانی فطرت کی خاصیت ہے کہ جس چیز کے لئے اسے روکا جاتا ہے
وہ اور اسی طرف رجوع ہوتی ہے آخر اس ملکی قوانین کے بند مین شکست ہوگئے اور تمام ملک مین پھر کئی
کئی شادیان ہونے لگین۔ ایک ظلم یہہ ہونے لگا کہ پہلی بیوی تو اچھی طرح باآرام رکھی جاتی تھی اور اس
کے بعد جتنی شادیان ہوتی تھین وہ عورتین سخت عذاب مین لونڈیون سے بھی بدتر سمجھی جاتی تھین ان
پر طرح طرح کے مظالم توڑے جاتے تھے۔ ان کے حقوق مطلق نہ تھے اور انہین پاؤن کی جوتی سے زیادہ
وقعت کی نظر سے نہ دیکھا جاتا تھا۔ نہ ان کی حفاظت کی جاتی تھی اور نہ ان کے خورد و نوش کا اچھا بندوبست
ہوتا تھا وہ ایک سخت ذلیل اور انتہا درجہ کی خراب حالت مین مبتلا ہوتی تھین۔ ذرا ذرا سی خطا پر وہ
کوڑے بازی ہوتی تھی کہ توبہ۔ روئی کی طرح ان کی کھال دھنکی جاتی تھی۔ اگر وہ کسی سخت مرض مین
پھنس جاتی تھین تو سہل مرض بغیر غور و تحفظ کے مہلک بنجاتا تھا اور پھر سوائے مصافحہ ملک الموت
کے اور کچھ انجام نہوتا تھا۔ ان بیویون کے بچون پر ہمیشہ انگشت نمائی ہوتی تھی کہ بعد آزما جارہا ہے
وہ بیچارے کسی انجمن مین شریک نہو سکتے تھے اور نہ کسی جلسہ شرفا مین ان کے بیٹھنے کا کوئی روادار
ہوتا تھا۔ خواہ وہ کیسے ہی غریب لائق اور شائستہ کیون نہون الغرض انسانی سوسائٹی سے اسطرح
الگ کردیا گیا تھا کہ جیسے کوئی دودھ مین سے مکھی نکال کر پھینک دیتا ہے۔ انہین ان کے باپ کی

جائداد منقولہ یا غیر منقولہ مین سے کچھ بھی نہ دیا جاتا تھا اور ان بیچارون کی عمر بھر بیچری لونبت
نچتی تھی —

دین کے بڑے بڑے رہنما ایسا ہی کرتے تھے گو ان کے لئے شادی کرنے کی اجازت بھی ہوتی تھی
پھر بھی وہ خلاف قانون ملکی اور مذہبی صرف لذائذ نفسانیہ کے لئے درجنون شادیان کرتے تھے اور
اپنی پوری عمر نفس پرستی مین گذار دیتے تھے سینٹ اگسٹائن نے کثرت ازدواج کو گناہ نہین
قرار دیا ہے اور وہ لکہتا ہے کہ زیادہ شادیان کرنا کوئی گناہ نہین ہے نہ کوئی جرم ہے - ایک جرمنی
مصلح ہے لتہر نامی کئی کئی شادیان کرنی جائز قرار دیتا ہے اور لکہتا ہے کہ دو تین شادیان اولاد
واسطے یا اور خاص ایسی ہی ضرورتون مین کرنی ہرگز ناجائز نہین ہین رر

چونکہ حضرت عیسے کا کوئی بین حکم کثرت ازدواج کی ممانعت مین صادر نہین ہوا اور یورپ مین یہہ بات
قانوناً سخت بُری سمجھی گئی ہے کہ کوئی مرد سوائے ایک شادی کے کئی کئی شادیان نہ کرے اسلئے یہ خیال
کیا جاتا ہے کہ جرمنیک یا پہلے تمدن کی آرائش کا یہہ طفیل ہے اور یہہ ان کی ہی اصلاح کا صدقہ
ہے کہ یورپ مین نام و نشان کثرت ازدواج کا نہین رہا - لیکن یہہ محض لغو و بے سرو پا ہے تاریخ اس بات
کی شہادت دیتی ہے کہ یہہ خیال کیسا کم قدر اور بے بنیاد ہے - اگر جرمنون کی طرف خیال کیا جائے
تو ان مین کثرت ازدواج کا قانون یورپ کے اور حصون سے زیادہ رائج تہا اور اسکی نظیر مختلف
جرمنی تواریخ مین موجود ہے - ٹیکی ٹس ایک بہت بڑا جرمنی مورخ ہماری اس تحقیق کی تائید کرتا ہے
سدمتہ الکبری والون کا خواہ اسوقت کچھ ہی طریقہ کیون نہو اور جرمن مین کچھ ہی رسم کیون نہ رائج
ہو پہر بہی ان کے گذشتہ قوانین ملکی مٹ نہین گئے ہین جنمین کئی کئی شادیان کرنی کوئی گناہ کوئی
جرم نہین خیال کیا گیا ہے - بلکہ اسکو امیرانہ نمود سمجھا گیا ہے - دنیا کی جتنی قومون کی طرف خیال
کیا جاتا ہے کسی زمانہ مین یہہ رسم عالمگیر تھی اور کوئی ملک کوئی قوم کوئی گروہ اس مرض سے محفوظ نہ تہا -
دیکہو شہنشاہان ہونوریس - اور ارکے ڈیس کو جنکی کئی کئی بیویان تہین اوس قسطنطین
اور اسکے بیٹے کی حرم سرا پر ایک نظر ڈالین - اور دیکہین کہ ان دونون عالیشان مسیحی باپ بیٹون نے
ایک ایک ہی بیوی پر قناعت کی ہے یا ان کی کئی کئی بیویان تہین - جب خوب تحقیق کی نظر تاریخ
کے مختلف صفحون پر ڈالی جائے گی تو معلوم ہوگا کہ خاص قسطنطین کی کئی بیویان تہین کہ جنکی کوئی
خاص تعداد نہین قرار دی جا سکتی - یہی وہ قسطنطین ہے کہ جسنے تلوار کے زور سے یورپ مین
دین مسیحی کی اشاعت کی تہی - اسکی بہی بے تعداد بیویان تہین - لیکن اسکا بیٹا اپنے باپ سے بہی بڑہا
ہوا تہا - اسکی بیویون کی تعداد ہی نہین تہی - شہنشاہ ویلن ٹی نین ثانی نے یہہ فرمان ہی جاری
کر دیا تہا کہ ہماری رعیت مین ہر شخص کو اختیار ہے کہ چاہے وہ جتنی بیویان بیاہے تاریخ سے کہین بات

ثابت نہین ہوتی کہ جرجین کے پادریون اور لاٹ پادریون نے اس فرمان پر کچھ اعتراض کیا ہو[1] - اسکو بھی جانے دو جتنے شہنشاہ یکے بعد دیگرے عیسائیون مین تخت نشین ہوئے سب ہی کی کئی کئی بیویان تھین - اور برابر رعیت کو اجازت تھی کہ وہ بھی کئی کئی بیویان کرکے لذت نفسانی حاصل کرین -

اب ہم ایک بڑی بحث کی طرف متوجہ ہوتے ہین اور ان الزامات کی حقیقت کو دیکھتے ہین جو کثرت ازدواج کے بارہ مین نبی اکرم پر عاید کئے جاتے ہین - غلطی سے تمام عیسائی مورخ یہہ سمجھ بیٹھے ہین کہ محمد عربی نے کثرت ازدواج کو نہین روکا بلکہ اجازت دیدی ہے کہ جاہے جتنی شادیان کرو اور چار تو گویا قانوناً جائز کردی ہین - یہہ الزام جہلا کی طرف سے عاید کیا گیا ہے اس لئے یہہ کچھ قیمت اور قدر نہین رکھتا - جو عیسائی کہ اعلےٰ درجہ کے محقق اور عالم ہین وہ اس الزام کو بے بنیاد تصور کرتے ہین - اور درحقیقت بات بھی یون ہی ہے -

جب نبی اکرم کا ظہور ہوا اور آپنے اپنے فرض منصبی کی انجام دہی شروع کی تو آپنے کثرت ازدواج کی رسم نہ صرف اپنی ہی قوم مین ملاحظہ کی بلکہ آس پاس کے ممالک مین بھی اس رسم کی بری طرح سے اشاعت ملاحظہ کی اور مذہب ہر گروہ مین اس کو ساری پایا مسیحی سلطنتون نے بعض قوانین برائی کے دور کرنے کی کوشش مین پیچ پیچ کر بنائے گئے تھے مگر ان کا کچھہ نتیجہ نہ نکلا تھا - کثرت ازدواج کی رسم پر نہ کوئی حملہ ہوا تھا نہ اس کا مخالف کوئی قانون ایجاد ہوا تھا بلکہ دن بدن اسکی اور تائید ہی ہوتی چلی آتی تھی - بدنصیب بیویان باستثنائے پہلی کے ناقابل برداشت ظلمون مین پھنسی ہوئی تھین اور ان سے گھریلو جانورون سے بھی زیادہ سختی سے کام لیا جاتا تھا - تمام آرزوئین اور امیدین جو ایک نوجوان طبیعت کا خصوصاً خاصہ ہوتا ہے شادی ہوتے ہی بیرحم خاوندون کے آگے نیگا مٹیا ہو جاتی تھین اور ہر ایک آفت زدہ کم بخت عورت اپنی پہلی سوکن سے مخاطب ہو کر یہہ کہتی ہوئی دکھائی دیتی تھی -

ایک ہم ہین کہ ہوئے ایسے پشیمان کہ بس
ایک تم ہو کہ جنہین چاہ کے ارمان ہونگے

نبی اکرم کے ظہور کے زمانہ مین ایران کی اخلاقی حالت سخت ناگفتہ بہ گندی اور شدید ہولناک تھی یہان شادی یا نکاح کے متعلق کوئی قانون نہ تھا - ہر شخص کو ڈھیلی ڈوری چھوڑ دیا گیا کہ وہ چاہے جتنی شادیان کرلے اور ان کو خواہ کسی طرح سے رکھے نہ خود سلطنت نہ قانون نہ مذہب اس کے نیک و بد برتاو مین درک دے سکتا تھا[2] -

---

[1] یونیورسل ارلی میرج اینڈ ڈایوورس ایپالوجی فار محمد
[2] ڈووننگز فلیٹال اینڈ چو جلد ۱ صفحہ ۲۰۷

ہر اونسے عربون اور یہودیون مین علاوہ متعدد نکاح کرنے کے ایک یہہ بہی رسم رائج تھی کہ وہ متعہ بہی کیا کرتے تھے یہہ رسم سب سے زیادہ مخرب اخلاق اور قانون قدرت کے خلاف ہے۔ اس جزیرہ نما مین ایسی ایسی مخرب ملت رسمین اپنی پوری قوت اور طاقت سے رواج پا رہی تھین اور دن بدن ان کا اثر طبایع مین مضبوطی سے جڑ پکڑتا جاتا تہا۔

ہر اصلاح کہ نبی عربی نے اس رسم مین کی اس سے عورتون کی حالت مین ایک عظیم الشان تغیر پیدا ہو گیا یہودیون اور عربون مین عورت کچہ مال ہی خیال کی جاتی تہی اور اسکا درجہ حد سے زیادہ ذلیل تہا ایک عبرانی ناکتخدا لڑکی اپنے باپ کے گہر مین بہی مثل نا ماؤن کے سمجہی جاتی تہی یتیمی مین باپ اپنی لڑکی کو فروخت کر سکتا تہا۔ باپ کے مرجانے پر اولاد نرینہ اپنی مرضی کے موافق اپنی بہن کو چاہے جو کچہ دیدیا کرتے یا ندیتے یہہ بہی انہین مجاز تہا۔ کوئی قانون مذہبی یا ملکی ایسا نہ تہا کہ جو اولاد نرینہ کو مجبور کرتا کہ وہ اپنی بہن کو باپ کی جایداد مین سے کچہ دیتے۔ لڑکی اس عہد مین اپنے باپ کے مال کی وارث ہو سکتی کہ اسکی کوئی اولاد نرینہ نہو۔ بت پرست عربون پر ان کی پڑوسی یہی سلطنتون کا یہہ اثر پڑا تہا کہ وہ عورتون کی خوشیون سے زیادہ خبرگیری نہ کرتے تھے نہ ان کی حفاظت کے زیادہ ذمہ دار ہوتے تھے۔ لڑکی اپنے خاوند یا باپ کی جایداد کی جزو ضروری سمجہی جاتی تہی اور بیوہ اپنے بیٹے کی وراثت مین مثل اس کے باپ کی اور چیزون کے آئی جاتی تہی یعنے وہ بہی ایک چیز تہی جسپر باپ کے بعد بیٹا فوراً قبضہ کر لیتا تہا۔ اور اسے اپنی سوتیلی مان سے نکاح کرنا روا معلوم ہوتا تہا۔

کل عرب پر اسلام کے دائرہ مین آنے سے پہلے اپنی زندہ لڑکیون کو آگ مین جلادیا کرتے تھے اور وہ بہی اف نکرتے تھے یہہ خوفناک رسم قریش مین بہت شدت سے رائج تہی جب نبی اکرم نے وعظ فرمایا اور سختی سے روکا کہ ہرگز اس رسم کو نکرو اور لڑکیون کا زندہ جلانا چہوڑ دو انہین ایک تعجب پیدا ہو گیا تہا۔ آپنے جو سزائین قرار دین اور انہین متنبہ کیا کہ اگر آیندہ کسی نے اپنی لڑکی کو نقصان کیا اسے یہہ سزا دیجائے گی اور آیندہ زندگی مین اس جرم عظیم کے عوض جو اسے درد دینے والی زحمت اٹہانے پڑے گی وہ جدا ہے۔ عرب مین یہہ ہی غضب نہ تہا کہ وہ لڑکیون کو زندہ جلادیتے تھے بلکہ اپنے معصوم بچون کو اپنے دیوتاؤن کے قدمون پر قربانی چڑہانے کے لئے لاکر ذبح کر ڈالتے تھے قسطنطنیہ اور ایران کی سلطنت مین عورتون کی بری گت بنائی جاتی تہی ان پر ترس کہانا یا رحم کرنا کہین نام کو بہی نہین تہا۔ ان سے بڑے برتاؤ کی روح کچہ ایسی ہی کی ایسی ہو گئی تہی کہ جسکا ٹہکانا نہ تہا۔

یہہ ساری برائیان تو تہین ہی غضب یہہ تہا کہ بڑے بڑے پادری عورتون کے خلاف دہرم

وعظ کیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہر عورت میں کئی کئی شیطان پوشیدہ ہیں یہ اس زمانہ کا ذکر ہے کہ جب پرانی وحشت ناب تہذیب کے کرشمے ہو رہے تھے شرک اور کفر کی بیخ و بنیاد اکھڑنی شروع ہو گئی تھی اور چاروں طرف سے یہہ غل و شور بلند ہو رہا تھا کہ دنیا کا نجات دہندہ پیدا ہو گیا ہے۔ مظالم کی بنیاد جڑ سے اکھڑ کر پھینک جائے گی اور ہر شخص آزاد کر دیا جائے گا۔

علاوہ اور اصلاحوں کے جو نبی عربی نے کیں ایک یہ اصلاح بھی قابل یادگار ہے کہ عورتوں کی عزت کرو آپ کی اس نصیحت نے اور متعدد نصائح کے ساتھ آپکے پیروان پر وہ اثر کیا کہ سب آپ کی صاحبزادی فاطمہ کو خاتون جنت کہتے ہیں اس سے زیادہ عظمت ایک خاتون کی ہو نہیں سکتی کہ کروڑوں آدمی اسے تعظیم سے یاد کریں۔ آپکو دنیا کی عصمت پناہ اور نیک باطن خواتین میں ممتاز خیال کیا جاتا ہے اور آپکو مسلمان گروہ یا جنتی خواتین کی سردار سمجھتے ہیں۔

نبی عربی نے قوانین شادی یا نکاح کے تجویز فرمائے اور اس پر بھی امت نہایت سختی سے عمل کرنے کی ہدایت کی گو خاص خاص صورتوں اور ضرورتوں میں متعہ جائز قرار دیدیا گیا تھا لیکن جب وہ ضرورتیں رفع ہو گئیں تب سے ہجری میں یہہ رسم بالکل مٹا دی گئی۔ گو شیعی گروہ میں متعہ کی رسم ابتک جاری ہے مگر بہت ہی کم ہے شریف مرد یا عورتیں انہیں بھی متعہ جائز نہیں قرار دیتے۔ اور جو دیتے بھی ہیں تو ان کا شمار انگلیوں پر ہے۔ نبی عربی نے عورت کو حقوق عطا کئے ہیں اور وہ بخوبی آزادی حاصل کر سکتی ہے آپ نے عورت کو مرد سے کسی طرح درجہ کمی میں نہیں رکھا اور بہت سی قانونی صورتوں میں وہ مرد کے برابر قرار دیگئی ہے۔ بڑی حجت یہہ ہے کہ قرآن شریف میں یہہ حکم آیا ہے "تم دو تین چار تک نکاح کر سکتے ہو" لیکن آگے یہہ صاف آگیا ہے "لیکن اگر تم انہیں انصاف نہیں کر سکتے یا انہیں برابر نہیں رکھ سکتے تو ایک ہی نکاح کرو" اس لفظ انصاف یا برابری سے جو قرآن کی تعلیم میں ایک بہت بڑا اخلاقی اصول ہے بہت کچھ بحث ہو سکتی ہے۔ مگر ہم نہایت مختصر الفاظ میں اسپر بحث کر کے دکھائینگے اور ثابت کرینگے کہ قرآن کا اسمیں کیا مدعا ہے جو آیت کہ نکاح کے بارہ میں قرآن شریف میں آئی ہے وہ یہہ ہے۔ "وان خفتم الا تقسطوا فی الیتمٰی فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنیٰ وثلث وربٰع فان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ او ما ملکت ایمانکم ذلک ادنیٰ الا تعولوا واٰتوا النساء صدقٰتہن نحلۃ فان طبن لکم عن شیء منہ نفسا فکلوہ ہنیئا مریئا۔" یعنے اور اگر تمکو ڈر ہو کہ یتیم لڑکیوں کے حق میں انصاف نہ کر سکو گے تو نکاح کرو اور عورتوں سے جو تمہیں اچھی لگیں دو دو اور تین تین اور چار چار پھر اگر تمکو ڈر ہو کہ (انہیں) برابر نہ رکھ سکو گے تو پھر (تمہارے لئے) ایک ہی ہے یا وہ جن کے مالک تمہارے ہاتھ ہو چکے ہیں یہ اس سے کم ہے تاکہ ظلم نہ کرو اور دیدو عورتوں کو ان کا مہر خوشی بخوشی پھر اگر اپنے جی کی خوشی سے

وہ تمکو اس مین سے کچھہ چھوڑ دین تو اس کو کہا و رچنا پچنا ورد (فان خفتم الا تقسطوا فی الیتامی) یتامی یتیم کی جمع الجمع ہے ۔ اور یتیم اس کو کہتے ہین جکا باپ مرگیا ہو یعنے بے سرپرست تنہا رہگیا ہو ۔ یہہ لفظ لڑکون پر اور لڑکیون پر اور جن عورتون کا نکاح ہونے سے پہلے باپ مرگیا ہو اطلاق ہوتا ہے گو کہ وہ جوان ہوگئی ہون ۔ اسپر تفسیر کبیر مین مفصل بحث لکھی ہے مگر اسکا حاصل مطلب اسی قدر ہے جو ہم نے بیان کیا اس مقام پر یتامی ؒ سے صرف لڑکیان اور بن بیاہی عورتین جن کے باپ مرگئے ہین مراد ہے ۔

اس آیت مین اور اس سے پہلے آیت مین یتیم لڑکیون یا عورتون کے حق مین ناانصافی کرنیکا امتناع ہے اس مقام پر بنظر مزید احتیاط یہہ فرمایا ہے کہ اگر تمکو اسبات کا خوف ہو کہ یتیم لڑکیون سے نکاح کرنے مین ان کے مال اور ان کے حقوق مین انصاف نہ کروگے تو اور عورتون سے نکاح کرو اس سے غایت درجہ کی احتیاط یتیمون کے مال اور حقوق کی حفاظت کی پائی جاتی ہے کیونکہ ہم ابھی لکھہ آئے ہین کہ تمام آبادی دنیا سے قریب قریب یتیمون ۔ عورتون اور بیواؤن کے حقوق زوال مین آگئے تھے بیوی کا خاوند پر مطلق کوئی حق نہ تھا بیٹی کا باپ پر کوئی حق نہ تھا جس کی خوفناک نظیر ہنوز عورتون کے حقوق کی ہندوؤن مین موجود ہے جو کسی زمانہ وحشت مین کل قومون مین موجود تھی ۔ اسلیئے نبی عربی کو ان کے حقوق کی تحفظ کی مزید ضرورت ہوئی اور اسوجہ سے آپ نے مکرر الفاظ مین تاکید فرمائی ۔

تفسیر کبیر مین عروہ سے ایک روایت لکھی ہے کہ انہون نے حضرت عائشہ سے کہا ۔

"روی عن عروۃ انہ قال قلت لعائشۃ ما معنی قول اللہ وان خفتم الا تقسطوا فی الیتامی فقالت یا ابن اختی ھی الیتیمۃ تکون فی حجر ولیھا فیرغب فی مالھا وجمالھا الا انہ یرید ان ینکحھا بادنی من صداقھا ثم اذا تزوج بھا عاملھا معاملۃ رویۃ لعلمہ بانہ لیس لھا من یذب عنھا ویدفع شر ذلک الزوج عنھا فقال تعالی وان خفتم ان تظلموا الیتامی عند نکاحھن فانکحوا من غیرھن ما طاب لکم من النساء (تفسیر کبیر) ۔

یعنے عروہ نے حضرت عائشہ سے عرض کیا کہ یہہ جو خدا نے فرمایا ہے کہ ان خفتم الا تقسطوا فی الیتامی اس کے کیا معنی ہین حضرت عائشہ نے فرمایا کہ یتیم لڑکی اپنے ولی کی حفاظت مین ہوتی ہے اور وہ اس کے مال وجمال کی لالچ کرتا ہے اور وہ جانتا ہے مگر

چھوڑنے سے مہر پر اس سے نکاح کرے اور پھر جب نکاح کر لیتا ہے تو بدسلوکی سے پیش آتا ہے اور اس کا کوئی ایسا سرپرست نہین ہوتا کہ اس کی حمایت کرے اور اس کے خصم کی بدسلوکی سے اسکو بچاوے اسپر خدا نے فرمایا کہ اگر تمکو ڈر ہو کہ نکاح کر لینے سے یتیم لڑکیون پر ظلم کروگے تو اور عورتون سے نکاح کرو۔ یہہ جو تفسیر آیت کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمائی اور سیاق کلام بھی اسی پر دلالت کرتا ہے اس کے لحاظ سے تقدیم کلام یون ہے کہ ان خفتم الا تقسطوا فی الیتامی فلا تنکحوا ھن وانکحوا من غیر ما طاب لکم من النساء یعنے اگر تمکو ڈر ہو کہ یتیم لڑکیون کے ساتھہ انصاف نکروگے تو ان سے نکاح مت کرو اور ان کے سوا اور عورتون سے جو تمکو پسند ہون نکاح کرو "فلا تنکحوھن" گویا جزائے محذوف ہے اور "فانکحوا ما طاب لکم" اسپر معطوف ہے جزا کو محذوف کر کے معطوف علی الجزا کو اسکی جگہہ فرمایا ہے اسمین ایک نہایت دقیق نکتہ ہے اور وہ یہہ ہے کہ اگر "فلا تنکحوھن" وہ محذوف نہ کیا جاتا تو یہہ شبہہ پیدا ہوتا کہ یتامی سے انکح اولیاء کا نکاح قطعاً ممنوع ہے حالانکہ امتناع صرف تصرف مال اور ان کے حقوق مین ناانصافی کرنے سے متعلق تھا نکاح درحقیقت دو شخصون مین ایک معاہدہ ہے مثل دیگر معاہدون کے ۔ مگر یہہ ایک ایسا معاہدہ ہے جو فطرت انسانی کا مقتضی ہے ۔ اور اس سے بالتخصیص ایسے احکام بمقتضائے فطرت انسانی متعلق ہین جو دوسرے کسی معاہدہ سے متعلق نہین ہین ۔ اور وہ احکام ایک نوع کے مذہبی احکام ہوگئے ہین اسلئے نکاح عام معاہدون سے خاص ہوکر ایک مذہبی معاہدہ مین داخل ہوگیا ہے اور بلحاظ اسکی خصوصیات کے ٹھیک ٹھیک ایسا ہی ہونا لازم تھا ۔

عورت بہ نسبت مرد کے اس معاہدہ کے نتائج کے لئے محل ہے ۔ اسی لئے وہ مجاز نہین ہوسکتی کہ ایک سے معاہدہ کرنے کے بعد اور اس معاہدہ کے فسخ ہونے کے قبل دوسرے سے معاہدہ کرے ۔ اسی وجہہ سے اسلام نے بمقتضائے فطرت انسانی عورت کو ایک وقت مین تعدد ازدواج کی اجازت نہین دی ۔ مگر مرد کی حالت اس کے برخلاف ہے ۔ اور علاوہ اسکے مرد کے ساتھہ اور اقسام سے ایسے تمدنی امور متعلق ہین جو عموماً عورات سے متعلق نہین ہین اسلئے وہ عدم جواز مرد سے بعینہ متعلق نہین ہوسکتا تھا پس مرد کو کسی ایسی شرط کے ساتھہ جو بجز خاص حالت کے اسکو بھی تعدد ازدواج سے روکے مجاز رکھنا بمقتضائے فطرت نہایت موزون تھا ۔ یہہ ایک سیدھی بات ہے کہ ایک چیز کے ایک وقت مین ایک حالت مین کئی یا دو مالک نہین ہوسکتے اور ایک شخص کئی چیزون کا مالک ہوسکتا ہے اسیطرح بمقتضائے فطرت انسانی ایک عورت ایک وقت میں کئی خاوند کرنے کی مجاز نہین ہوسکتی اور ایک خاوند کئی شادیان کرنے کا مجاز ہے ۔ شریعت محمدی نے اس شخص کو روکا ہے کہ جس کے پاس حیثیت نہین ہے لیکن کئی کئی چیزین خریدنا چاہتا ہے اور اسکو سخت تاکید کی ہے کہ جب وہ

دو بیویوں میں انصاف نہیں قائم کر سکتا ہرگز نکاح نہ کرے۔ ان تمام دقایق کی رعایت مذہب
اسلام نے اس عمدگی سے کی ہے جس سے یقین ہوتا ہے کہ بانی شریعت بانی فطرت کی طرف سے ہے۔
فطرت اصلی جبکہ اس میں کوئی اور عوارض داخل نہوں تو اس کا مقتضی یہ ہے کہ مرد کے لئے
ایک ہی عورت ہونی چاہئے مگر مرد کو جیسے اور تمدن سے بہ نسبت عورت کے زیادہ تر تعلق ہے ایسے
امور پیش آتے ہیں جن سے بعض اوقات اس کو اس اصلی قانون سے عدول کرنا پڑتا ہے۔ اور وقت
میں یہ عدول نہیں ہوتا بلکہ دوسرا قاعدہ قانون فطرت کا اختیار کرنا ہوتا ہے اگر یہ قاعدہ قرار
پاتا کہ جب تک ایک عورت سے قطع تعلق نہو جاوے تو دوسری عورت ممنوع رہے تو اس میں ان
عورتوں پر اکثر حالت میں نہایت بیرحمی کا برتاؤ جائز رکھا جاتا۔ اور اگر اس قطع تعلق کو اسکی موت
پر یا کسی خاص فعل کے سرزد ہونے پر منحصر رکھا جاتا تو مرد کو بعض صورتوں میں منہیات پر رغبت
دلاتی ہوتی اور بعض صورتوں میں اسکی ضرورت تمدن کو روکتا ہوتا پس مرد کو حالات خاص
میں تعدد ازدواج کا مجاز رکھنا فطرت انسانی کے مطابق عمدہ فوائد پر مبنی تھا۔
اگر ایک عورت ایسے امراض میں مبتلا ہو جاوے کہ اس کی حالت قابل رحم ہو مگر معاشرت کے
قابل نہ رہے یا کوئی عورت عقیمہ ہو جسکے سبب مرد کی خواہش اولاد پوری نہو سکتی ہو
اور جو ایک ایسا امر ہے کہ انبیاء بھی اسکی تمنا سے خالی نہ تھے) تو کیا یہ مناسب ہوگا کہ ایک بے
رحمانہ طریقہ اس سے قطع تعلق کا اختیار کئے بغیر دوسری عورت جائز نہو یا اس کی موت کے
انتظار میں مرد کو ان امیدوں کے حاصل کرنے میں جو بلحاظ تمدن اس کے لئے ضروری ہیں روکا
جاوے یہ ایسے امور ہیں کہ مقتضائے فطرت انسانی رک نہیں سکتے اور جب روکے جاتے ہیں تو
اس سے زیادہ خرابیوں میں مبتلا کرتے ہیں۔
ہاں تعدد ازدواج کے جائز رکھنے کے ساتھ اسبات کی روک ضروری تھی کہ بدون حالت ضرورت کے
کہ وہ بھی مقتضائے فطرت انسانی ہو اس جواز کو خواہش نفسانی کے پورا کرنیکا ذریعہ نہ بنایا جاوے
پس اسلام نے نہایت خوبی اور بے انتہا عمدگی سے اس روک کو قائم کیا ہے جہاں فرمایا ہے ""
فان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ یعنے اگر تمکو ڈر ہے کہ عدل نہ کرسکوگے تو پھر ایک ہی جورو چاہئے
لفظ "ان خفتم" بہت زیادہ تر غور کے لائق ہے کیونکہ کوئی انسان ایسا نہیں ہے کہ جسکو کسی وقت یا کسی
حالت میں بھی خوف عدم عدل نہو۔ پس قرآن کی رو سے تعدد ازدواج کی اجازت اسی حالت میں
پائی جاتی ہے جبکہ محل عدل مقتضائے فطرت انسانی باقی رہے۔ کیونکہ صحیح طور سے اسیوقت
عدم خوف عدل صادق آسکتا ہے ایسی حالت میں بھی اسلام نے تعدد ازدواج کو بلکہ نفس نکاح
کو بھی لازم نہیں کیا کیونکہ اس مقام پر "فانکحوا" صیغہ امر کا (جیسا کہ اکثر مفسر تسلیم کرتے ہیں)۔

وجوب کے لئے نہیں ہے بلکہ جواز کے لئے ہے —

اس آیت مین جس لفظ پر بحث ہو سکتی ہے وہ لفظ "عدل" ہے - گو بعض علمائے اسلام نے عدل کو صرف رہنے - باری باندہنے اور نان و نفقہ دینے مین مخصوص کیا ہے اور میل قلبی یعنے محبت و موانست زن اور اس امر مین جو خاص زوجیت سے متعلق ہے اکثر علما نے متعلق کیا ہے اسلئے عدل سے مراد ہر دو کا برابر ہونا ہرگز نہین ہو سکتی کیونکہ عدل کے جو کچہہ معنی ہین وہ میل قلبی یعنے محبت و موانست اپنے مین مضمر رکہتے ہین عدل کی وہ حد یا صفت یہہ ہے —

عدل نہ تو روحانی قابلیتون کا اندرونی پیمانہ ہے - نہ یہہ ایک ایسا قاعدہ ہے کہ کسی منجہتہ کار کا ایجاد کیا ہوا ہو لیکن یہہ جانبین کا ایک معاہدہ یا اقرارنامہ ہے کہ جو ہر دستی یا حمل سے بچاتا ہے اور وقتاً فوقتاً اسکے نتائج سوسائٹی کے لئے خصوصیت سے دلچسپی رکہتے ہین - لیکن ہمیشہ اقرارنامہ مین زیادہ تر عام اتحاد و یگانگت مطلوب ہے وہ عدل کی یہہ صفت یا حد ہوئی اسلئے یہہ بالکل ناجائز بات ہے کہ عدل کو صرف نان و نفقہ مین محدود کر دین اور میل قلبی یعنے محبت و موانست کی جانب اس کے قدم نہ بڑہنے دین - جو علما صرف عدل کو نان و نفقہ مین مقید کرنا چاہتے ہین ان کی سخت غلطی سمجہنی چاہئیے - اگر صرف عدل سے غرض "نان و نفقہ کا بیویون کے درمیان مساوی درجہ مین قایم رکہنا ہوتا تو اتنی تاکید فرمانے کی کوئی ضرورت نہ تہی - اور جسکو ایک حریص علی الازدواج کر سکتا ہے کوئی ایسا امر مشکل اور مہتم بالشان نہ تہا جسکی نسبت لفظ "فان خفتم" استعمال ہوتا یہہ لفظ خود اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس سے کوئی ایسا امر عظیم الشان مراد ہے جسکی بجاآوری بجز ان نفوس قدسیہ کے جو فی الحقیقت نفسانی خواہشون کے مطیع نہین ہین یا اس حالت مین جبکہ بمقتضائے فطرت انسانی محل عدل باقی نہین ہے اور کسیطرح یہہ ہو نہین سکتی خود خدائے تعالی نے موانست و محبت کو تعلقات زن و شوہر مین امر مقدم قرار دیا ہے جہان فرمایا ہے " ومن اٰیاتہ ان خلق لکم من انفسکم ازواجاً لتسکنوا الیہا وجعل بینکم مودۃ ورحمۃ ان فی ذلک لاٰیات لقوم یتفکرون (سورہ روم) یعنے اللہ کی نشانیون مین سے ہے کہ تمہارے لئے تم ہی مین سے جوڑا پیدا کیا تاکہ تم دل ملاؤ اس سے کر و اور تم دونو مین محبت و پیار پیدا کیا - پس جو امر کہ تعلقات زن و شوئی سے مخصوص ہے وہ کیونکر لفظ عدل سے جو ایسے موقع پر بولا گیا ہے خارج رہ سکتا ہے —

اس سے بہی زیادہ ثبوت اس امر کا یہہ ہے کہ جن کے پاس پہلے سے یعنے اس حکم کے آنے سے قبل سے متعدد جورو ان تہین ان کی نسبت حکم بیان کرتے وقت خود خدا نے عدل کو میل قلبی

قد یقال سکن الیہ للسکون القلبی و یقال سکن عندہ للسکون الجسمانی (تفسیر کبیر) —

متعلق کیا ہے جہان فرمایا ہے ،، ولن تستطیعوا ان تعدلوا بین النساء ولو حرصتم فلا تمیلوا کل المیل (سورہ نساء) یعنے ہرگز تم عدل نکر سکوگے عورتون مین اور گو کہ تمکو حرص ہو بہت جھک پڑو (یعنے ایک پر) بالکل جھک پڑنا وہ اس مقام پر فرمایا ہے کہ تم عدل نہین کر سکوگے اگر عدل سے صرف مساوات نان ونفقہ وباری معین کرنے سے مراد ہوتی تو یہہ بات ایسی نہ تھی جسکی نسبت کہا جاتا کہ تم ہرگز نہ کر سکوگے گو کہ اس کے کرنے کی حرص ہی کرو اس کے بعد میل قلبی کا ذکر فرمایا ہے جس سے صاف پایا جاتا ہے کہ عدل میل قلبی کو شامل تھا غرضکہ قرآن مجید سے جو کچھ حکم پایا جاتا ہے وہ یہی ہے کہ ایک بیوی ہونی چاہئے تعداد ازواج کی جازت اسیوقت ہے کہ جب بتقضائے فطرت انسانی وضروریات تمدنی کے عقل واخلاق وتمدن اسکی اجازت دے اور خوف عدم عدل باقی نرہے - ان آیتون سے یہہ صاف ہویدا ہو گیا کہ قرآن ہرگز اجازت نہین دیتا کہ ایک سے زیادہ نکاح کیا جائے کیونکہ قرآن مجید کے یہہ الفاظ کہ تم ہرگز عدل نکر سکوگے گو کہ اس کے کرنے کی حرص ہی کرو وہ صاف اسکی شہادت دے رہے ہین تو کیا یہہ ممکن - ہو سکتا ہے کہ ذات باری کے علم کے خلاف کچھ ظہور پذیر ہو سکے یعنے خدا کے علم مین تو یہہ ہے کہ تم ہرگز عدل نکر سکوگے وہ اور ہم یہی کہین کہ نہین عدل کر سکین گے - یعنے ہم کئی کئی بیویان کر لین اس کے معنے یہہ ہین کہ ہم نے خدا کے علم کو ادھورا اور ناکارہ جانا اور اپنی طبیعت پر بھروسہ کرکے کئی کئی شادیان کر لین - ایسے شخص کا ٹھکانا سوائے دوزخ کے اور کہین نہین ہو سکتا قرآن پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ سوائے چند خاص خاص حالتون کے ہرگز ہرگز دو دو تین تین شادیان جائز نہین ہین اور وہ حالتین بھی بمقتضائے فطرت انسانی کی اگر واقع ہون نہ کہ لذائذ نفسانی کے لئے وہ مجبور کیا جاوے - عموماً غیر اسلام مسلمانون کے افعال دیکھکر حکم لگاتے ہین کہ ان کے مذہب کا بھی یہی حکم ہوگا حالانکہ احکام اسلام اور افعال مسلمین مین بہت بڑا فرق ہے اگر ایک عیسائی تلوار لیکر بیگناہ بنی نوع کا خون کر رہا ہے تو کیا اس کے اس فعل سے حضرت عیسیٰ کی وہ نصیحت انجیل مین سے جاسکتی ہے کہ اگر تمہارے کلہ پر کوئی ایک طمانچہ مارے تو تم دوسرا بھی آگے کردو — نہین مٹ سکتی یہی حال ہے مسلمانون کے افعال خواہ جو کچھ ہون لیکن قرآن مجید مین صاف صاف لکھا ہے کہ تم ہرگز عدل نکر سکوگے اگر تمہین اسکے کرنے کی حرص ہی ہو —

تیسری صدی ہجری کے آغاز اور المامون کے عہد ہمایون مہد مین اول ہی اول حکمائے معتزلیہ نے بہت دھوم دھام سے اس امر کو ظاہر کیا کہ قرآن کا قانون ہر متنفس کو پابند کرتا ہے کہ وہ ایک ہی نکاح کرے اگرچہ متعصب اور دیوانہ متوکل نے ان کی اس اشاعت کو اپنے ظلم وستم سے روکنا چاہا لیکن پھر بھی قانون قرآنی کی آواز ہر چہارون طرف گونجنے لگین اور اعلےٰ اعلےٰ درجہ کی

نکاح میں خیال کی جاتی ہیں۔ دوسری بات جو قانون قدرت تمدن اور اخلاق کے مطابق ہے یہہ
ہے کہ اگر [illegible] نہ ہو کہ اپنے گھر سے باہر نہ نکلتی ہو مثلاً جہان پردہ کی رسم ہے تو وہان
کے لیے حکم [illegible] یہہ ہے کہ راستے [illegible] دیکھنا اسوقت ہوگا کہ جب عورت اسے
منظور کرچکی ہو اور اس طرح کے دیکھنے مین شریعت کی مخالفت نہین ہے جیسا کہ ذیل کی حدیث سے
ثابت ہوتی ہے۔ عن جابر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اذا خطب احدکم المرأۃ فان استطاع ان ینظر الی ما یدعوہ الی نکاحہا فلیفعل
فخطبت جاریۃ فکنت اتخبأ لہا حتی رأیت منہا ما دعانی الی نکاحہا فتزوجہا
یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم مین سے کوئی کسی عورت سے نکاح کرنا
چاہے تو وہ جس وصف کے خیال سے نکاح کا طالب ہو اس وصف کا معائنہ اس مین کرلے
راوی حدیث (جابر صحابی) فرماتے ہین کہ مین نے ایک نوجوان عورت سے نکاح کا پیام کیا تو مین
اسکو چھپ کر دیکھتا رہا یہانتک کہ مین نے اس وصف کو دیکھ لیا جسکا مین طالب تھا چھپ
کر دیکھنا صرف اس عمری معاہدہ کی خوش آیندہ نتیجہ کے لئے ہے کہ جوڑ وجین کو حاصل کرنے
کی آرزو ہوتی ہے۔ مطلب صرف یہہ ہے کہ جسطرح سے ہوسکے دولہ دلہن کو اور دلہن دولہ کو
دیکھ لے لیکن دیکھنا صرف صورت پر نظر کرنے کو نہین کہتے بلکہ دیکھنے سے مراد اس صفت کا
عورت مین نظر کرنا ہے کہ جس نے مرد کو اس سے نکاح کرنے کی طرف رجوع کیا ہے اور یہہ بغیر باہم قیل
و قال کے مشکل ہے۔ اور بعض وقت بمقتضائے فطرت اگر کوئی ایسا موقع ہو کہ قیل قال کی نوبت
[illegible] عورت بھی مقابلہ مین نہ آئے مگر مرد اسی سے نکاح کرنا چاہے تو ایسی حالت مین عورت
کی لاعلمی مین بھی اسکو مرد کا دیکھ لینا ضرور چاہیے اور اس معائنہ کے لیے یہہ شرط نہین ہے کہ عورت
کی اجازت ہو یا اس کو اس معائنہ کا علم ہو (جیسا کہ امام مالک فرماتے ہین) ایک حدیث مین صاف
آچکا ہے کہ نکاح کے ارادہ سے کوئی دیکھنا چاہے تو اسکو دیکھنے مین کچھ گناہ نہین اگرچہ عورت کو
اسکا علم نہ ہو جس سے صاف ثابت ہوتا ہے (چنانچہ قاضی شوکانی نے نیل الاوطار مین فرمایا ہے)
کہ اس معائنہ کے لئے عورت کی طرف سے اجازت شرط نہین ہے۔

اوصاف جن کا عورت مین دیکھنا اور نکاح مین ان کو پیش نظر رکھنا جائز یا ضروری ہے بہت ہین
ان سب کا اصل اصول غالباً چار اوصاف ہین۔ (۱) مال جس سے طالبان دنیا اپنی آسودگی
چاہتے ہین اور اپنی اولاد کے مالدار ہو جانے کی امید رکھتے ہین۔
(۲) قومی امتیاز حسب و نسب جسمین اکثر طالبان جاہ راغب ہوتے ہین اور شریف عورت سے نکاح کو

---

[۱] ابو داؤد۔

اپنی شرافت کا ذریعہ بتاتے ہین۔

(۳) خوب صورتی جسکا انسان بالطبع طالب و راغب ہوتا ہے آپ خواہ کیسا ہی ہو عورت موصوف چاہتا ہے۔

(۴) دین جس مین جملہ مکارم اخلاق اور حسنہ عادات عفت اطاعت وغیرہ داخل ہین اس صفت کا طالب وہ ہی شخص ہوتا ہے جو خود صاحب دین اور خلیق و شریف و عفیف و شفیق ہوتا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک حدیث مین ان چارون اوصاف کا مطلوب خلائق ہونا بیان فرمایا اور آخر مین یہہ حکم دیا ہے کہ دین والی عورت سے نکاح ہو جس سے آپ کا منشا یہہ ہے کہ پہلے تین اوصاف بہی مطلوب ہون تو ان کے ساتھ دین [illegible] چاہیے۔ اور مقصد یہہ ہے —

[1] عن ابی ہریرہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال تنکح المرأۃ لاربع لمالها ولحسبها وجمالها ولدینها فاظفر بذات الدین یہہ تو عورت کے اوصاف بیان ہوئے دوسری جگہ مرد کے اوصاف بہی بیان ہوئے ہین کہ اس کے چال چلن اور شرافت نجابت دین کو سمجھ کر دیکہ لے اگر ایسا نکریگا تو پشیمانی اٹہانی پڑے گی بعض شریف زادے اپنی بیٹیان محض دولت کے لالچ سے شراب خوار پاجی کو بیاہ دیتے ہین ایسی شادی کو شریعت محمدی نے ناجایز ٹہرایا کیونکہ عموماً ان شادیون کے نتایج خوش آیندہ نہین ہوتے —

اسی قسم کے سینکڑون فساد روزمرہ ظہور پذیر ہوتے ہین اگر مرد غریب کم بضاعت شریف کسی دولتمند حسینہ نکمینی عورت کے پالے پڑ گیا تو اسکی موت ہی آگئی گو وہ بحیثیت ایک خاوند ہونے کے گہر مین رہتا ہے لیکن اسکی جورو کی نگاہون مین اسکا درجہ غلامون سے زیادہ نہین سمجہا جاتا۔ اسی طرح اس کے مقابلہ مین اگر کسی مے خوار ناتراشیدہ دولتمند نے ایک غریب شریف زادی سے شادی کرلی تو باہم نامناسبت ہونے کی وجہ سے کبھی میل جول نہین ہونے کا اور بیوی لونڈیون سے بدتر حالت مین اپنی زندگی گذارے گی اسلئے شریعت محمدی نے مساوات کو اول درجہ قرار دیا ہے اور یہی قانون قدرت کے مطابق ہے۔ سب سے زیادہ افسوس کی بات یہہ ہے کہ ہندوستان مین مسلم قوم کی بڑی تعداد جسپر شرافت کا لفظ عاید ہوسکتا ہے اس شریعت محمدی کے قانون سے جو محض قانون قدرت کے مطابق ہے تجاوز کیئے ہوئے ہے اور یہی بہت بڑی وجہ ہے کہ ان مین خانہ جنگیان جہگڑے ٹنٹے اکثر رہا کرتے ہین جنکا بیان انگریزی عدالتون کی مثلون مین اکثر دیکہا جاتا ہے مسلمانون مین ایک اور غضب انگیز حالت یہہ ہے جو اصلی قانون شریعت سے تجاوز کی ہے

---

[1] بخاری نے اس حدیث کو روایت کیا ہے —

یعنے وہ بچپن ہی مین اپنے بچون کی شادی کر دیتے ہین جسمین وہ جبین قانون شریعت کے حکم کی تعمیل مین نہایت کمزور ثابت ہوتے ہین بلکہ اس حکم شرعی کی تعمیل کے مطلق قابل نہین ہوتے۔
ان کے ولی (والد والدہ وغیرہ) اس تعمیل مین ان کے قایم مقام ہونے کا دعوی تو کرتے ہین مگر وہ پوری تعمیل نہین کرتے اور نہ کر سکتے ہین۔ وہ صرف نسب یا خاندان طرفین کو دیکھہ لیتے ہین۔ طرفین کی ذاتی لیاقت دین واخلاق کو ان کی نااہلی اور صغیر سنی کے سبب دیکھہ نہین سکتے صورت قامت وغیرہ اوصاف جسمانی کو بھی زوجین کی آنکھ یا دل مین بیٹھکر دیکھہ نہین سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ جس صورت قامت یا خصلت عادت کو وہ پسند کرتے ہین اسکو ان کے بچے پسند نہین کرتے اور جب وہ جوان ہوتے ہین ان مین تفرقے پڑ جاتے ہین۔
اب شریعت محمدی مین یہہ بڑی باریک بحث ہے کہ اسلام مین ولی کا رشد وخیال صلاح وفلاح بچہ سے زیادہ ہوتا ہے مگر ولی بچہ کے اس دلی منشا پر جو حالت شباب مین ظاہر ہونے والا ہے مطلع نہین ہو سکتا۔ اور اسیوجہ سے بہت دفعہ ولی کے انتخاب واجتہاد مین اور بچے کے مطلوب ومراد مین اختلاف واقع ہو جاتا ہے لہذا ولایت ولی کا عمدہ طریق عمل جس مین بالآخر ضرر نہ نکلے یہی ہے کہ وہ بچہ کو سن بلوغ تک پہونچنے سے پہلے اس کی شادی نکرے جب وہ بالغ ہوکر اس حکم اسلام کی تعمیل کے لایق ہو جائے تب اس کی اتفاق رائے کے ساتھہ اپنے رشد وولایت سے کام لے اسلام نے زوجین کو اسی حالت مین نکاح کا حکم دیا ہے جب وہ شباب کو پہونچین اور اس حکم اسلام کی بلحاظ احکام اربعہ سابقہ تعمیل کر سکین اور ان کے ولیون کو بھی اسیوقت ان کے نکاح کر دینے کا حکم دیا ہے جب وہ بالغ ہو جائین چھوٹے لڑکون کی شادی کا اسلام مین کہین حکم نہین ہے نہ زمانہ وبلاد قدیم اسلام مین اس رسم کا رواج پایا گیا ہے۔ ان دو مفصلہ ذیل احادیث سے بخوبی ثابت ہوتا ہے۔
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا معشر الشباب من استطاع منکم الباءۃ فلیتزوج[1]
دوسری حدیث یہہ ہے جسمین صاف حکم ہے کہ ولیون کو ہرگز مجاز نہین ہے کہ وہ اپنے بچون کی صغیر سنی مین شادی کر دین[2] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من ولد لہ ولد فلیحسن اسمہ وادبہ فاذا بلغ فلیزوجہ
ہم بار بار یہہ لکھہ چکے ہین کہ اصول اسلام سراسر قانون قدرت کے مطابق ہیں۔ کوئی بات ایسی نہین ہے کہ جو خلاف عقل ودانش ہو۔ اسی نکاح کے مسئلہ مین ولی کی ولایت دو حالتون مین ساقط وبے اعتبار ہو جاتی ہے۔

[1] بخاری ومسلم نے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ [2] مشکوۃ

(اول) وہ اپنی زیر ولایت عاقل و بالغ لڑکی کا (کنواری ہو خواہ بیوہ) نکاح اسکی اجازت و رضا کے سوا کردے۔

(دوم) یہہ کہ وہ زیر ولایت لڑکی کے (بالغہ ہو خواہ نابالغ) نکاح مین رشد و خیر خواہی کا خلاف کرے اس خلاف کی دو صورتین ہین ایک یہہ کہ وہ کہلی بدنیتی و خود غرضی عمل مین لاوے مثلاً یتیم لڑکی کو جو اسکی ولایت مین ہو صرف طمع مال کی غرض سے نہ ادائے حقوق زوجیت کی نیت سے اپنے نکاح مین پہنسا رکہے یا کسی ایسے شخص سے رشوت مال لیکر اسکا نکاح کردے جو اس کے نکاح کے لایق نہو مثلاً بہت بڈہا ہو جو جوان عورت کی معاشرت کے قابل نہو یا جو امراض مہلکہ مثلاً جذام وغیرہ مین مبتلا ہو جسکے سبب بندہا ہوا نکاح ٹوٹ سکتا ہے یا وہ بدکار و فاسق ہو، جو عورت کو نکاح مین لاکر ناجائز پیشہ مین لگاوے وعلی ہذا القیاس۔

دوسری صورت یہہ ہے کہ وہ عمداً یا خطاءً اپنی زیر ولایت لڑکی کو لایق شخص کے ساتہہ نکاح کرنے سے روکے عام اس سے کہ دوسرے شخص سے اس کی مرضی کے مخالف اس کا نکاح کرنا چاہے یا نہ چاہے۔

پہلی حالت مین جوان لڑکی کو جب وہ نکاح کا حال سنکر ناخوش ہو فسخ نکاح کا اختیار ہے۔

دوسری حالت کی پہلی صورت مین نابالغ لڑکی کو جب وہ بلوغ کو پہونچے اور اس نکاح سے ناخوش ہو فسخ نکاح کا اختیار حاصل ہے اس حالت کی دوسری صورت مین بالغہ لڑکی کو اگر وہ اپنا نکاح کسی لایق شخص سے کرنا چاہے اپنا اختیار حاصل ہے اور ہرایک حالت و صورت مین ولی کی ولایت بے اعتبار و ساقط ہے۔

اس حکم پر دلیل وہ آیات قرآن ہین جنمین ارشاد ہے "عورتون سے تم انصاف نہین کرسکتے تو ان کو چہوڑدو اور ان کے بدلہ دوسری عورتون سے نکاح کرلو" اور دوسری جگہہ ارشاد ہوا ہے "تم زبردستی وارث نہو اور ان کو روک نہ رکہو" اس سے زیادہ آزادی عورتون کو کسی مذہب مین نہین دی گئی ہے جو کچہہ شروع باب سے ہمارا دعوی ہے کہ اسلام نے جو حقوق کہ مردون کو دئیے مین اسیقدر عورتون کو عطا کئے ہین اور ان کو اس خوفناک حالت سے نجات دی جسمین وہ صدیون سے پیسی جارہی تہین۔ دوسرا مسئلہ طلاق کا ہے جسپر متعصب اپنی ناسمجہی سے خواہ نخواہ اسلام پر حملے کرتے ہین اور اسکو بدنما لباس مین لاکر دنیا کو دکہانا چاہتے ہین۔

اب دیکہنا چاہئے کہ کون کون سی قومین مسلمانون پر یہہ الزام لگاتی ہین یہودی تو یہہ الزام لگا نہین سکتے کیونکہ حضرت موسے نے تو یہہ حکم دیا ہے کہ جب کوئی طلاق دینا چاہے تو طلاق نامہ لکہدے۔ بعض بت پرست قومین جنکے ہان طلاق نہین ہے اور کسیقدر عیسائی جن کے ہان بجز زنا کے اور کسی حالت مین طلاق جائز نہین ہے اس مسئلہ پر الزام دے سکتے ہین الزام کی بنا

یہہ ہے کہ یہہ مسئلہ رحم و محبت و ہمدردی کے برخلاف ہے۔ جان ملٹن نے اس سے اختلاف کیا ہے اور نہایت عمدہ دلیلون سے ثابت کیا ہے کہ جب شوہر و زوجہ مین ایسی ناموافقت ہوجاوے جو تمدن و حسن معاشرت کے منافی ہو تو انجیل کے احکام کی رو سے طلاق ناجائز نہین ہے۔

بہرحال اسوقت تین شریعتین طلاق کے معاملہ مین ہمارے سامنے موجود ہین اول یہودیون کی جسمین بغیر کسی سبب قوی کے مرد کو طلاق دینا جائز قرار دیا گیا ہے اور ایسا کرنے مین کوئی گناہ یا الزام مرد پر عاید نہین کیا گیا بلاشبہ یہہ شریعت ایک ناپسندیدہ شریعت ہے اور رحم و محبت اور حسن معاشرت و تمدن کے برخلاف ہے ایسی شریعت سے نکاح کی وقعت گہٹ جاتی ہے اور مرد کی محبت کا عورت کے ساتہہ اور وفاداری کا مرد کے ساتہہ اعتبار نہین رہتا۔ دوسرے بت پرستون اور حال کے زمانہ کے عیسائیون کی جسمین طلاق جائز نہین بجز زنا کے اور کسی حالت مین جائز نہین۔ اس شریعت مین اس مقدس رسم کا بلاشبہہ نہایت ادب کیا گیا ہے مگر جسطرح کہ یہودی شریعت مین افراط تہی اسیطرح اس شریعت مین تفریط ہے اور دونون فطرت انسانی کے برخلاف ہین اگر کسی سبب و حالت سے ایسی خرابیان مرد و عورت مین پیدا ہوجاوین جو کسی طرح اصلاح کے قابل نہون تو ان کا بہی کچہہ علاج ہونا چاہیے اور وہ علاج طلاق ہے پس کچہہ شک نہین کہ ایسی حالت مین بہی طلاق کا جائز نہونا حسن معاشرت اور انسانی فطرت کے برخلاف ہے۔ تیسری شریعت محمدیہ ہے جسکا ذکر اس آیت مین ہے۔ ،، وان عزموا الطلاق فان اللہ سمیع علیم و المطلقات یتربصن بانفسہن ثلثۃ قروء ولا یحل لہن ان یکتمن ما خلق اللہ فی ارحامہن ان کن یؤمن باللہ والیوم الآخر و بعولتہن احق بردہن فی ذلک ان ارادوا اصلاحا ولہن مثل الذی علیہن بالمعروف وللرجال علیہن درجۃ واللہ عزیز حکیم۔ الطلاق مرتن فامساک بمعروف او تسریح باحسان ولا یحل لکم ان تاخذوا مما اتیتموہن شیئا الا ان یخافا الا یقیما حدود اللہ فان خفتم الا یقیما حدود اللہ فلا تعتدوہا و من یتعد حدود اللہ فاولئک ہم الظلمون سیفے اور اگر انہون نے طلاق دینے کا ارادہ کیا ہے تو بیشک اللہ سننے والا ہے اور جاننے والا اور جن عورتون کو کہ طلاق دی گئی ہو ٹہیری رہین اپنے آپ تین معیاد تک اور روا نہین ہے ان کو کہ چہپاوین جو کچہہ کہ پیدا کیا ہے اللہ نے ان کے رحمون مین اگر ہین ایمان لانے والی اللہ اور آخیر دن پر اور ان کے خاوند زیادہ حق دار ہین ان کو پہیر لینے کو اس مین (یعنے نکاح مین) اگر وہ اصلاح چاہین اور عورتون کے لئے بہی (مردون پر) اسی کی مانند (حق) ہے جیسا کہ (مردونکا) ان پر ہے ساتہہ نکوئی کے اور مردون کے لئے ان پر (اس معاملہ مین) فضیلت ہے اور اللہ زبردست ہے حکمت والا طلاق (رجعی) دو دفعہ دینی ہے پہر یا تو نیکی سے روک لینا ہے یا احسان کے ساتہہ چہوڑ دینا ہے اور نہین حلال ہے تمکو کہ لو اس چیز مین سے جو کچہہ تم نے انکو

دیا ہے کچھ بہی۔ مگر جب کسی اسباب سے دونو ڈرین کہ دونو نہین قایم رکھہ سکتے حدین اللہ
کی پہر اگر تم ڈرو کہ دونو نہین قایم رکہینگے اللہ کی حدودون کو تو ان دونو پر کچھ گناہ نہین ہے
اس چیز مین کہ عورت اسکو اپنے بدلے دے۔ یہہ ہین اللہ کی حدین پہر ان سے تجاوز مت کرو
اور جس نے تجاوز کیا اللہ کی حدون سے پہر یہی لوگ ہین جو ظالم ہین ؏

اور بہی کئی آیتون مین طلاق ہی کا بیان ہے۔ قرآن کے علاوہ اکثر احادیث مین بہی اس کا
ذکر ہے اس شریعت حقہ نے اس خوبی اور اس اعتدال سے اس مسئلہ کو قرار دیا ہے جس سے زیادہ
عمدہ نہین ہو سکتا۔ اوریہ نے طلاق کو ایسی حالت مین جائز قرار دیا ہے جبکہ زن و شوہر مین عرض
ناموافقت و عدم محبت کا ایسے درجہ پر پہونچ جاوے جو علاج کے قابل نہو یا یون کہو کہ بجز طلاق
کے دوسرا کوئی علاج اس کا نہو مگر زن و شوہر کا معاملہ ایک ایسا نازک اور ایک عجیب قسم کے ربط
و اختلاط کا ہے کہ اسمین جو خرابی پیدا ہو سوائے ان ہی دونو کے اور کوئی تیسرا شخص اسبات
کا اندازہ نہین کر سکتا کہ آیا وہ اس حد تک پہونچ گئی ہے جسکا علاج بجز طلاق کے اور کوئی
ہے یا نہین اسلئے اس شریعت حقہ کے بانی نے اس حد کی تعئین ان ہی کی رائے اور ان
ہی کی طبیعت پر منحصر کی ہے۔ اور ایسکے اخلاق کو اس کا قاضی بنایا ہے جسکی تسلی اور دلسوزی
کے لئے ابتدا مین عورت بطور انیس دلنواز اور مونس و غمگسار کے پیدا ہوئی تہی اور اس بات
کا کہ وہ علاج بے محل و بے موقع بداخلاقی اور بدخواہش نفسانی سے کیا جاوے جہانتک
کہ انسانی فطرت کے مناسب حال تہا انسداد کیا ہے مردون کو فہمایش کی ہے کہ ہمیشہ عورتون
کے ساتھہ محبت رکہین اور ان کے ساتھہ مہربانی سے پیش آئین ان کی سختی و بدمزاجی کو تحمل
سے برداشت کرین۔ عورتون کو فہمایش کی کہ اپنے مردون کی تابعداری کرین ان کے ساتھہ محبت
رکہین ان کی وفادار رہون پہر طلاق کی نسبت فرمایا کہ گو طلاق جائز کی گئی ہے مگر کوئی چیز
زمین کے پردہ پر طلاق سے زیادہ خدا کو غصہ دلانیوالی پیدا نہین ہوئی۔ عورت کی نسبت
فرمایا کہ جو عورت بغیر لاعلاج ضرورت کے اور بغیر سخت حالت کے اپنے شوہر سے طلاق کی خواہان
ہو اسپر جنت کی خوشبو حرام ہے۔ ہمارے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم طلاق سے ایسے ناراض
ہوتے تہے کہ بعض دفعہ صحابہ کو شبہہ ہوا کہ طلاق دینے والے نے ایسا جرم کیا ہے کہ قتل کرنے
کے قابل ہے پہر ان ہدایتون اور تہدیدون ہی پر طلاق کے روکنے مین کمی نہین کیا بلکہ
نکاح اور ملاپ کے قایم رکہنے کی اور بہی تدبیرین فرمائین۔

جیسے پوری تفریق واقع ہونے کو تین دفعہ طلاق دینا معتبر رکہا ہے اور یہہ اجازت دی کہ پہلی
طلاق کے بعد اگر ان مین صلح ہو جاوے اور رنجش مٹ جاوے اور دونو کی محبت تازہ ہو جاوے

تو پہر بدستور میان بیوی رہین دوسری طلاق کے بعد بہی اسیطرح وہ آپسمین بدستور جورو خصم ہوسکتے ہین لیکن پہر اگر تیسری دفعہ طلاق دیجاوے تو ثابت ہوگیا کہ یہہ بیل منڈہے چڑہنے والی نہین بہتر ہے کہ پوری تفریق ہوجاوے ایسی حالت مین کہ عورت کو مرد سے کنارہ کش ہونا پڑتا ہے طلاق رجعی کو منع فرمایا اس امید پر کہ شاید زمانہ مفارقت مین محبت و الفت کی ایسی تحریک ہو کہ خیال طلاق کا دل سے جاتا رہے —

پس تمام احکام نہایت خوبی و عمدگی و اعتدال سے فطرت انسانی کے مطابق ہین خدا نے ان احکام کی نسبت فرمایا کہ یہہ اسکی بنائی ہوئی حدین ہین ان کو توڑنا نہین چاہیے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ یہہ حدین کچہ دیوارین یا خندقین نہین ہین بلکہ یہہ حدین فطرت انسانی کی حدین ہین جنکو توڑنا انسانیت کی حد سے خارج ہونا ہے - پس جو لوگ مسئلہ طلاق پر معترض ہین جب وہ اسکو بخوبی سمجہین گے اور فطرت انسانی پر غور کرینگے تو بالیقین جانینگے کہ بلاشبہ یہہ حکم اسیکا ہے جسنے فطرت انسانی کو بنایا ہے اس بحث سے یہہ تو ثابت ہوگیا ہوگا کہ دنیا مین قانون قدرت کے مطابق احکام اسلام مین کیونکہ انسانی فطرت کے آثار چڑہاؤ کا لحاظ رکہکے تمام احکام قرآنی خدا کی طرف سے منضبط کئے گئے ہین - اب ہم ایک اہم اور باریک مسئلہ کی طرف اپنی طبیعت رجوع کرتے ہین اور وہ مضمون نبی اکرم کے متعدد نکاح ہین جو بمقتضائے فطرت نبوت آپنے کئے تہے عموماً لوگون کو ظاہری صورت دیکہکر پیغمبر اسلام کی نسبت اپنی نافہمی یا ہٹ دہرمی سے ہرزہ درائی کرنیکا موقع ملتا ہے —

وہ اصل مطلب کو نہ سوچتے ہین نہ اسپر غور کرتے ہین آنکہین بند کرکے دیکہتے ہین اور فوراً اپنی تہذیب اور شائستگی یا قومیت کی بانگی دکہانے لگتے ہین - ایک مسیحی حملہ آور یہہ بیان کرتے ہین کہ قانوناً نبی عربی کو کوئی استحقاق متعدد شادیان کرنیکا نہ تہا - اور ان متعدد شادیون نے گویا درجہ نبوت مین ایک کمزوری پیدا کر دی ہے قانون تمدن و فطرت و قانون اخلاق ہرگز نبی عربی کو اس امر کا مجاز نہین ہونے دیتا کہ وہ متعدد نکاح کرتے جس عظیم الشان عہدہ نبوت کو انہون نے حاصل کرنا چاہا تہا اور اسمین وہ کامیاب بہی ہوئے اس حالت کے عہدہ نبوت مین سخت ضعف پیدا ہوگیا ہے - یہہ اعتراض مہذب عیسائی مورخون کا ہے —

صرف اس کے جواب مین یہہ التماس ہے کہ اگر دنیا مین صورت انصاف ابہی موجود ہے اگر کچہ بہی تحقیق کی بو دماغون مین سمائی ہوئی ہے تو تاریخ کہین نہین مٹی واقعات بدل نہین گئے جون کی تون ہر بات موجود ہے گویا ابہی ہمارے آنکہون کے آگے ہو رہی ہے - پہر وجہ کیا ہے کہ انسانی فطرت کی مجبوری کے آثار چڑہاؤ پر وہ نظر نہین کرتے اور خبطی یا بازاری آدمیون کی طرح بکواس کرنے ہو بیٹہے ہین - کیا تاریخ اس امر کی شہادت نہین دیتی کہ آپ نے ایسی حالت مین کہ جب

آپ نوجوان تھے مدت تک ایک اٹھیڑ خاتون کا بوجھہ اپنے کندھون پر بسہولت رکھا
اور فراق ہنین کی سجب آپ کی پوری ۲۵ برس کی عمر تھی اور عنفوان جوانی کا شباب
خیز زمانہ نشو و نما پر تھا تو آپ نے بی بی خدیجۃ الکبریٰ سے شادی کی جو آپ سے بدرجہا عمر مین
بڑی تھین ۲۵ برس کامل آپنے اپنی عصمت پناہ بیوی کے ساتھہ نہایت وفاداری
اور پایداری سے بسر کی اور آپ کے اس انضباط کا چمکتا ہوا نشان اور درخشان ستارہ مشرکون
کی طرف سے جیسی جیسی زیادتیان آپ پر ہوئین اور جو مصائب آپ کی معصوم فطرت پر گذرین
اور جیسی جیسی ایذائین اپنے ہی ہموطنون سے آپ کو پہونچین ایسی نازک حالت مین بھی آپ کی
بیوی وہی ڈھارس دینے والی بنی رہین اور ان کی ہمدردی اور اپنے معزز خاوند پر جان قربان
کرنے کی وہ ہی کیفیت رہی - اور جب تک آپ زندہ رہین گویا یہہ آپ کی روحانی ساتھی رہین
جب بی بی خدیجہ کی وفات ہوئی تو آپ کی عمر ۵۱ برس کی تھی - اس سے تو آپکے دشمن بھی
نہین انکار کرسکتے بلکہ وہ یقین کرتے ہین کہ اس عرصہ مین کوئی قصور نبی عربی کے اخلاق مین
نہین واقع ہوا یعنے بی بی خدیجہ کی زندگی مین آپنے دوسری شادی نہین کی اور اپنی پوری
جوانی اور شباب خیز حسن کو اپنی عمر سے زیادہ بیوی کے ساتھہ نہایت وفاداری سے گذار دیا
باوجودیکہ ملک کی روش اور رسم قومی آپ کو زیادہ شادیان کرنے کی اجازت دیتی تھی -
جب بی بی خدیجہ کی وفات ہوگئی اور کئی مہینے کے بعد جب آپ طائف سے واپس تشریف لائے
تو آپ نے بی بی سودہ بنت زمعہ بیوہ سے جو مشرکین عرب کے خوف سے حبش چلی گئی تھین نکاح
کیا - بیوہ سودہ سخت مصیبت کی حالت مین تھین اور جب سے آپنے اسلام قبول کرلیا تھا بڑی
سختی اور مصیبت مین رہی تھین آخر نبی کو قانون ملکی مروجہ کے مطابق صرف اپنی معتقدہ اور
مریدہ کے حفاظت کی غرض سے نکاح کرنا پڑا - سچی فیاضی اور حقیقی انسانیت اور قومی ہمدردی نے
نبی عربی کو مجبور کیا کہ وہ اس بیوہ سے نکاح کرین - اور سب سے بڑی ہمدردی یہہ تھی کہ اس کے
خاوند نے نئے مذہب اسلام کے لئے جان دیدی تھی اس کے خاوند نے صرف اپنے مذہب کے تحفظ
کے لئے اپنا وطن مالوفہ چھوڑ دیا تھا اور گھر سے بے گھر ہوگیا تھا اس کی بیوی بھی اپنے خاوند کے
ساتھہ حبش مین پناہ گزین ہوئی تھی اور اب وہ درماندہ اور بے نوا ہو کر مکہ مین واپس آئی تھی
نہ اس کا کوئی مددگار تھا نہ کوئی سہارا دینے والا محض بے پناہ تھی جب نبی عربی نے اسکو
بے پناہ بے گھر پایا تو صرف اسکی پرورش کرنے کے لئے اور اسکی زندگی بچانے کے لئے نکاح
کرلیا آپنے نکاح بھی ایسی حالت مین کیا کہ خود اپنی حالت زیادہ بہتر نہ تھی لیکن ہمدردی اور سچی
محبت دینی کا جوش اس مصیبت زدہ حالت مین بھی مجبور کرتا تھا کہ ایسی بے پناہ مظلومہ خاتونکو

مدد دی جائے یہی وجہ تھی کہ نبی عربی نے اس امانت [illegible]۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نبی اکرم کے وفادار اور جان نثار صحابی تھے اور آپ نے ابتدائے نبوت ہی مین اسلام قبول کر لیا تھا اور آپ اپنی وفاداری۔ جان نثاری۔ صداقت نبیہ کی الفت و محبت مین نبی عربی کی آنکھون مین امتیازی درجہ رکھتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عثمان ابو قحافہ کے جو بعد ازان تاریخ مین ابو بکر کے نام سے مشہور ہوئے ایک صغیر سن صاحبزادی عائشہ نامی تھین۔ صدیق اکبر چاہتے تھے کہ کوئی رشتہ موافقت ایسا بذریعت پیدا ہو کہ اس نبی کے ساتھ جس نے مجھے ظلمت کفر سے نکال کر نور ایمان بخشا ہے گاڑھا اور رنگین سلسلہ قائم ہو جائے۔ اور باہمی اتحاد کی دیوار اس تدبیر کے ریختہ سے چنی جائے کہ جو تمام عمر جنبش نہ کھا سکے۔ سوا اس کے کوئی تدبیر نہ سوجھی کہ اپنی صاحبزادی بی بی عائشہ کا نبی عربی سے نکاح کر دین بی بی عائشہ کی عمر اسوقت پوری سات برس کی تھی جب نبی عربی سے نکاح ہوا ہے رسوم ملکی و قومی مین اتنی ہی عمر مین نکاح جائز تھا۔ حضرت ابو بکر نے پر جوش اور سرگرم خواہش سے اپنی صاحبزادی نبی اکرم کے نکاح مین دیدی۔ یہ نکاح پولیٹیکل بنا پر مبنی تھا۔ قانون قدرت کے مطابق یہہ ضرور تھا کہ ایسا اتحادی سلسلہ سرداران قوم سے قائم ہو کہ علاوہ دینی مضبوطی اور ترقی کی عظمت قائم ہو اور اپنا گروہ اسلامی نہایت استواری سے بڑھتا چلا جاوے۔ ورنہ یہہ سمجھ مین نہین آسکتا کہ پچاس باون برس کی عمر مین چھہ سات برس کی لڑکی سے کسی اور وجہ کے لئے نکاح کیا جاتا غرض اتحاد طرفین کو زیادہ استوار بنیاد پر قائم کرنا تھا۔ جو نبی اکرم کی اس بے پناہ حالت کو دیکھے گا بشرطیکہ کسیقدر منصف بھی ہو تو لامحالہ اسکی زبان سے یہی نکلیگا کہ علاوہ پولیٹکل لحاظ اور بھی کئی پہلو ایسے تھے کہ جن کے باعث یہہ نکاح مناسب بلکہ واجب تھا۔ اور پھر ایک بات بڑی یہہ بھی تھی کہ خود ابو بکر نے درخواست کی تھی ایسی حالت مین نبی اکرم کا انکار کر دینا ہر عقل و فہیم سمجھ سکتا ہے کہ کیا اثر رکھتا تھا۔ جب آپ مدینہ منورہ پہونچے مین تو وہان کی حالت اخلاق کے لحاظ سے ایسی ہی تباہ تھی کہ جس سے زیادہ شاید ہی اور کہین دنیا مین ہوگی۔ غرور۔ نخوت۔ درندون کی سی خونخواری وحشت۔ جہالت ان مین کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ لیکن چند ہی روز کی نصیحت و تلقین نے انہین انتہا درجہ کا اخلاق اور نرم دل بنا دیا۔ انکساری بھی ان مین حد سے زیادہ آگئی [illegible] صاحب [illegible] کا یون پلٹ جانا محمد کی نبوت کا کافی نشان ہو سکتا ہے۔ حضرت عمر ابن الخطاب کی صاحبزادی جو بعد ازان خلیفہ ثانی ہوئے اور جنہون نے اسلام کی اشاعت مین اپنے کو تمام خلفا [illegible] ممتاز کر کے دکھا دیا ایک بی بی حفصہ نامی تھین اس نیک بخت عصمت پناہ خاتون کا پہلا

خاوند جنگ بدر میں شہید ہوا تھا۔ یہہ عصمت پناہ خاتون اپنے پرجوش باپ کی سرپرستی میں ابھی تک بلا خاوند رہتی تھی۔ پرجوش بہادر نے اپنی بیٹی کو زیادہ مدت تک بے خاوند نہ رکھنا چاہا کیونکہ دین اسلام کے اصول میں یہہ بات زیادہ تاکید سے بیان کی جاتی تھی کہ بیوہ کا نکاح کرنا ضروری اور لازمی امر ہے۔ اس بنا پر حضرت عمرؓ نے صدیق اکبر سے پہلے درخواست کی کہ آپ میری بیٹی حفصہ سے نکاح کر لیں تیں حضرت صدیق اکبر نے انکار کیا پھر آپنے حضرت عثمان سے درخواست کی کہ آپ میری بیٹی سے نکاح کر لیں۔ انہوں نے بھی انکار ہی کیا۔ گو عرب میں اس بات کی نہایت آزادی تھی پر بی بی حفصہ سے حضرت عمر کو کسی قدر خفت حاصل ہوئی پرجوش بہادر اور اولوالعزم عمر کو غصہ آیا اور طیش کی تمازت آپکے چہرہ پر برسنے لگی آپنے نبی اکرم سے شکایت کی کوئی بین وجہ ان کے انکار کی نہیں معلوم ہوتی۔ نبی اکرم نے عمرؓ کی شکایت کو سنا اس خفت اور ذلت کا علاج یا بہرحال ہوئے خیر کے نسب کا انسداد سوائے اس کے اور کچھ نہو سکتا تھا کہ آپ خود بی بی حفصہ سے نکاح کر لیں۔ علاوہ اس کے کہ نبی اپنے ایسے اولوالعزم صحابی کا دل دکھانا پسند نہ کرتے تھے پولیٹیکل پہلو سے یہہ ضرور تھا کہ بی بی حفصہ کے ساتھ نکاح کر لیا جاوے۔ اس نکاح کے ہونے کے بعد جو نتائج کہ خیال کئے تھے اس سے زیادہ ظہور پذیر ہوئے

پھر آپنے تین بیواؤں سے اور بھی نکاح کیا ایک ہند ام سلمہؓ۔ دوسری ام حبیبہؓ۔ تیسری زینب ام المساکین تھیں مشرکین کے ظلم و ستم کی بدولت ان تین بی بیوں نے صرف اسلام کے تحفظ کے لئے اپنے خاوند کھو دئے یا یوں کہو کہ ان کے خاوند اسلام پر فدا ہو گئے تھے اور کوئی شخص ان کی پرورش کرنیوالا اور نان و نفقہ کے علاوہ ان کی خبر گیری کرنیوالا نہ تھا۔ چونکہ اسلام کے نام پر وہ بیوہ ہوئی تھیں اسلئے غیرت نبوی کبھی انہیں ناکام افسوسناک حالت رانڈاپے میں نہ رکھ سکتی تھی اسوجہ سے نبی اکرم نے ان تین عصمت پناہ بی بیوں سے نکاح کیا اور یہہ نکاح بھی بمقتضائے فطرت نبوت تھے۔

نکاح کیا تھے بلکہ عین ان بے پناہ خواتین کی پرورش تھی جنکو اس سے زیادہ صلہ اسلام میں انکا [illegible] نہ سکتا تھا کہ نبی اکرم کی وہ مطہرہ ازواج میں سے ہوں۔ دوسرا الزام جو ان ہی شادیوں میں نبی اکرم پر رکھا جاتا ہے اور وہ زینب سے نکاح کرنا ہے زید کی جو بی بی تھی جو آپکا وفادار دوست اور آزاد کیا ہوا بردہ تھا عرب کے بڑے خاندانوں میں سے ایک خاندان میں شادی کر دی مگر جب اسکی شادی ہو گئی اور اسے معلوم ہوا کہ زید آزاد کیا ہوا بردہ ہے اپنے عالی خاندانی کا غرور اور شاید اپنے حسن کا

ف۱ بی بی ام سلمہ نے رمضان میں باسٹھویں برس انتقال فرمایا ہے اور سب ازواج مطہرات سے پیچھے آپ نے ہی وفات پائی ہے [illegible] میمونہ کو بھی لکھتے ہیں۔ ف۲ بی بی ام حبیبہ بنت ابی سفیان جب نبی اکرم نے ان سے نکاح کیا ہے تو یہہ حبشہ میں تھیں اور نجاشی حبشہ بادشاہ نے چار سو دینار مہر عرب کی طرف سے مہر دیا اور ہجرت کے چوالیسویں برس انتقال پایا۔ ف۳ زینب بنت خزیمہ حضرت عمر کی خلافت میں حضرت [illegible] برس [illegible] میں انتقال فرمایا اور سب ازواج سے پہلے آپ ہی انتقال فرما گئیں اور آپ بیچ [illegible]

نخوت نے بھی اس کے دل مین جوش پیدا کر دیا اور رفتہ رفتہ طرفین کی نا چاقی نے سخت بدمزگی پیدا کر دی۔ شادی کے چند روز بعد سے یہہ کہٹ پٹ شروع ہو گئی تہی اور یہہ یہانتک پہنچی کہ زید اور زینب کو زندگی گذارنی مشکل پڑ گئی۔ جہان زید گہر مین آیا اور اسے یہہ معلوم ہوا کہ کوئی آفت میری جان پر آپڑی وہ اسکی صورت سے نفرت کرتا تہا اور وہ اسکی شکل دیکہکر منہ بناتی تہی۔

دونو طرف سے نبی اکرم کے پاس شکایتین آنے لگین۔ آخر ایکدن زید نے نبی اکرم کی خدمت مین عرض کیا کہ میری جان عذاب مین آگئی ہے کوئی دن ایسا نہین جاتا کہ چخ چخ ہوتی ہو زندگی وبال معلوم ہوتی ہے اسلئے مین اپنی بیوی کو طلاق دینا چاہتا ہون۔ یہہ بات زید کی نبی اکرم کو کسقدر ناگوار گذری کیونکہ ہم پہلے لکہہ آئے ہین کہ بعض اوقات طلاق کے نام سے آپ اتنے خفا ہو جاتے تہے گویا آپ طلاق دینے والیکو سزائے موت دینگے۔ آپنے اپنی اسی ناراضگی مین زید سے دریافت کیا کہ تو نے اسمین کیا قصور دیکہا کہ جو تو اسے طلاق دینا چاہتا ہے۔ زید نے عرض کیا یا نبی اللہ مین نے اس مین کوئی قصور نہین دیکہا لیکن مجہسے اسکے ساتہہ زیادہ مدت رہا نہین جاتا۔ نبی نے قطعاً فرمایا جا اور اپنی بیوی کی حفاظت کر اور خدا سے ڈر کیونکہ خدا نے فرمایا ہے "کہ اپنی بیویون کی حفاظت کرو اور اپنے مالک سے ڈرو" لیکن زید کا دل اپنی بیوی کی نخوت اور رات دن کی چخ چخ سے پک گیا تہا اس نے اس نصیحت کی طرف التفات نہین کیا اور وہ اپنے ہی ارادہ پر قایم رہا اور آخر یہانتک کشیدگی ہوئی کہ اس نے زینب کو طلاق دیدی۔ نبی اکرم کو زید کے رشتہ طلاق دینے سے سخت غم ہوا اور غم ہونے کی بڑی وجہ یہہ تہی کہ آپ ہی نے ان دو متضاد طبایع کی شادی کرائی تہی۔ اور آپ ہی گویا باعث نکاح ہوئے تہے۔

جب زینب طلاق حاصل کر چکی تو وہ نبی عربی سے مصر ہوئی کہ آپ مجہسے نکاح کر لیجے اسلئے کہ مین ایک عالی خاندان خاتون ہو تقدیر سے میرے نصیب آزاد کئے ہوئے بردہ سے پہوٹ گئے تہے شاید ایسی حالت مین میرے خاندان کا کوئی نوجوان مجہے قبول نہین کریگا اگر آپنے مجہسے نکاح کرکے میری دستگیری نہ کی تو مین تباہ ہو جاؤنگی۔ آخر نبی نے مجبوراً اس سے نکاح کر لیا۔ یہہ نکاح بہی مقتضاء فطرت نبوت تہا۔

اعتراض یہہ کیا جاتا ہے کہ نبی عربی نے زید کو اپنا بیٹا بنا لیا تہا تو اس لحاظ سے زینب نبی کی بہو ہوئی۔ یہہ نبی کی شان سے بعید ہے کہ وہ اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کرے۔ اگر ہم قانون قدرت کے پہلو سے اس نکاح پر نظر ڈالینگے تو ہمین معلوم ہوگا کہ یہہ نکاح عین قانون قدرت کے مطابق تہا زید کی مختصر کیفیت لکہی جا چکی ہے یہہ ایک غلام تہا کہ جسکو بی بی خدیجہ نے آپکو نذر دیا تہا اور آپنے فوراً اسے آزاد کر دیا تہا۔ جب زید نے یہہ فیاضانہ عنایت حضرت کی دیکہی تو وہ آزاد ہونے پر اپنے وطن

واپس نہ گیا اور محمدؐ کی خدمت مین رہنا اسنے بہتر سمجھا - چالیسوین سال عمر کے جب محمدؐ نے اپنی نبوت کا اعلان دیا ہے تو پہلے زید آپکا وفادار دوست ایمان لایا تہا - اس نے جبتک وہ نبی کی خدمت مین رہا اس وفاداری اور جان نثاری سے آپ کے احکام پر عمل کیا کہ آپ اسے بجائے فرزندون کے سمجھتے تہے یہہ اسلام ہی کی شان ہے کہ جسمین غلام سے ایسی محبت کی جاتی ہے - اسکی مرضی سے نبی نے زینب سے اسکا نکاح کرا دیا اور پہر ان دونو کی باہم بنی نہین نتیجہ یہہ ہوا کہ اس نے طلاق دیدی - اب یہہ سوال کرتا ہون کہ طلاق کے بعد بہی بیوی خاوند مین کچہ تعلق رہسکتا ہے شاید یہی جواب دیا جائیگا کہ تل برابر بہی تعلق نہین رہا جب زینب کا اپنے خاوند سے کچہ تعلق نہین رہا تو نبی سے اسکا کچہ بہی تعلق کیون رہنے لگا ایسی حالت مین خواہ نبی اور خواہ غیر نبی ہر شخص اسکی مرضی پر اس سے نکاح کرنیکا مجاز ہوسکتا تہا - ناحق اتنی سی بات کے لئے اتنا دندمچار کہا ہے خلاف قانون قدرت مین نہین جانتا کہ کیا بات ہوئی - نعوذ باللہ ذات نبوت پر اس سے کیا دہبہ لگتا ہے - قانون مروجہ ملک کے مطابق ہر شخص کئی کئی شادیان کرسکتا تہا اور یہہ جب تک قرآن مین منع نہ کیا گیا عرب مین یہی رسم رہی - تعصب دوسری چیز ہے کہ جو مخالف کے ہنر بہی عیب کرکے دکہا دیتا ہے اور نہین اگر منصفانہ نظرین اس نکاح زینب پر (نبی کے ساتہہ) ڈالی جائینگی تو معلوم ہوگا کہ کوئی ایسی بات نہین ہوئی ہے کہ جسپر مخالف اپنے جلے پہپولے پہوڑتے ہین اور خواہ مخواہ زہر اگلے دیتے ہین وہ پہلے حضرت عیسٰے کے حواریون اور بڑے سینٹون کی خبر لین پیچہے یہہ بیہودہ اعتراض کرین -

ایک بیوی آپکی جویریہ نامی تہین [illegible] حارث کی بیٹی تہی جو بنی مصطلق کا سردار تہا یہہ خاتون ایک ولیمہ مین جو مسلمانون نے خلاف کیا گیا تہا ایک مسلمان کے ہاتہہ پڑ گئی تہی وہ اسے گرفتار کرکے لے آیا تہا - خاتون نے اس مسلمان سے کہا کہ اگر تو زر مشروط پر مجہے رہا کرے تو مین اسقدر روپیہ تجہے دے سکتی ہون اس نے منظور کرلیا اور دونو مین قول و قرار ہوگیا - جویریہ نے نبی اکرم کی خدمت مین التماس کیا کہ اتنے روپیہ پر مین اپنی آزادی اس سے خرید سکتی ہون اور میرا اس سے عہد و پیمان ہوگیا ہے لیکن میرے پاس ایک حبہ بہی نہین ہے اگر نبی اللہ اپنے پاس سے اسے عطا فرماوین تو مین رہا ہوسکتی ہون نبی نے فوراً اسے اپنے پاس سے زر مشروط دیدیا - نبی اکرم کی اس فیاضانہ بخشش پر جویریہ آپ پر دل سے فریفتہ ہوگئی اور اسی ممنونی اور مشکوری کی حالت مین آپسے نکاح کی درخواست کی اسکی یہہ حالت دیکہکر نبی نے درخواست منظور کرلی اور باہم نکاح ہوگیا جونہی مسلمانون نے اس شادی کی کیفیت سنی

جنگ بنی مصطلق کی جنگ مین پکڑی گئی اور ثابت بن قیس کے حصہ مین آئین چہپنوین برس ہجرت کے انتقال فرمایا -

انہون نے باہم یہہ کہا کہ اب بنو مصطلق کا تعلق نبی اکرم سے ہو گیا ہے اسلئے ہمین بہی ان سے اب
ایسا ہی برتاؤ کرنا چاہئے۔ ہر مسلمان نے بنی مصطلق کے گزشتہ سال جتنے قیدی تہے سب چھوڑ
دئے اور ہر ایک سے بہائی کی طرح برتاؤ کیا۔ جویریہ کے نکاح کی نبی اکرم کے ساتہہ یہہ برکت
تہی کہ صد با بردے آزاد ہو گئے اور وہ مخالفت کرنے مین باہم کہا [illegible] دست [illegible] قایم ہو گیا
کیا یہہ شادی بہت سے خوش آیندہ نتائج اور بہبودی خلائق اور انجام [illegible] کچہ بہی
انصاف رکہتے ہو تو نبی کے ہر نکاح پر غور سے نظر ڈالکر دیکہو کہ کتنے خوش آیندہ نتائج کی
پیشین گوئی کرتے تہے اور پہر ان کی پیشین گوئی پوری ہوئی تہی تاریخ موجود ہے دیکہنے والے [illegible]
لیے وہ آئین اور ان وسیع خوش نتائج کو دیکہین جو نبی کے نکاحون سے ظہور پذیر ہوئے تہے۔
صفیہ یہودن جو حضرت ہارون پیغمبر علیہ السلام کی اولاد مین سے تہی غزوہ خیبر مین مسلمانون کے
ہاتہون گرفتار ہو کر آئی تہی نبی نے اپنے پاس سے فدیہ دیکر اُسے چہوڑ دیا تہا جب اُسنے نبی کو اپنے
خیال مین ایسا شفیق رحیم کریم نرم دل رقیق القلب پایا تو اُسنے بہی نکاح کی درخواست کی اور نبی
نے خاص مصلحت سے اسکی درخواست کو واپس نہ پہیرا اور آخر نکاح ہو گیا۔
میمونہ جس سے آپنے مکہ مین نکاح کیا تہا اور جو آپ ہی کی ہمقوم تہی پچاس برس سے اوپر عمر کی
خاتون تہین۔ علاوہ اس کے کہ اس خاتون کے نکاح سے اور نتائج ہم بیان کر [illegible]
ہوا کہ ابن عباس اور خالد ابن ولید مسلمان ہو گئے یہہ وہ خالد ابن ولید تہے جو جنگ غزوہ [illegible]
[illegible] تہے اور جو بعد ازان فاتح اقوام یونان ہوئے مین نبی
کے نکاحون کی یہہ فطرت تہی جو بیان ہوئی [illegible] اولاد کے پیدا ہونے کی خواہش
[illegible] تہے اسلئے کہ وہ مقدس اور پاک ذات کوئی خدا نہ تہی وہ [illegible]
با اولاد ہونے کی خواہش ہوا کرتی ہے۔ اور کون ایسا انسان ہے کہ جسکی یہہ آرزو نہین ہوتی
مین اپنے بعد اپنی یادگار اپنی اولاد چہوڑ جاؤن۔ اس کے علاوہ نبی اکرم بمقتضائے فطرت
انسانی اس نہایت حقارت انگیز لقب سے بہی بچنا چاہتے تہے جو اولاد نہونے کی وجہ سے مخالف
نبی اکرم کو دیتے تہے اور ناشائستہ الفاظ سے یاد کرتے تہے۔ اسکے علاوہ نکاحون کی بڑی وجہ [illegible]

[illegible] ہشام صفحہ ۴۲۹۔ ف دشمنانہ دشمنی اور مذہبی عداوت کے بدولت عدو نبی عربی کو اُنکے صاحبزادون کی وفات
[illegible] حقارت انگیز نام الابتر سے یاد کرتے تہے اس کے لفظی معنی اس جانور کے ہین کہ جسکی دم کاٹ لی جاتی ہے۔ قدیمی عربون
[illegible] کی طرح اولاد نرینہ کا پیدا ہونا دو اُن کی مہربانی بہی جاتی تہی۔ اور جو شخص ایسے مرے کے بعد اسکی اولاد نرینہ
[illegible] نہ ہو وہ بدنصیب و منحوس خیال کیا جاتا تہا اسوجہ سے مشرکین عرب نبی عربی کی شان مین اس لفظ لقب کو اپنی بدکرداری
[illegible] سے استعمال کرتے تہے۔ ازیادہ وجہ ان کے جلنے کی یہہ بہی تہی کہ نبی عربی نے اس ہولناک اور قبیح رسم کو رد کر دیا
جسمین ایک تبلکہ تمام دنیا مین قریب قریب مجاز کہا تہا یعنے لڑکیون کا زندہ جلا دینا اور زندہ دفن کر دینا۔

مخالف اور ایک دوسرے کی جگری دشمن قوموں کا شیر و شکر کرنا تھا- اگر ان نکاحوں سے ہزاروں بے گناہان خدا کا قتل بچ گیا اور خدا کی بادشاہت میں ایک بڑا امن پھیل گیا اور قومیں جو درندوں کی طرح باہم لڑتی جھگڑتی تھیں سگے بھائیوں کی طرح مل گئیں تو پھر کون سے اعتراض کی بات ہے- ہر شے کی مصلحت کو دیکھنا چاہیے نبی کا جو کام تھا وہ کسی بہت بڑی غرض پر مبنی تھا اور ہر کام اور خصوصاً ہر نکاح سے جو نتیجہ پیدا ہوا اور لاکھوں دل مل گئے اس سے تاریخ کے صفحے بھرے ہوئے ہیں- اور صدہا اصلاحیں جو حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ تک کے سے نہ ہو سکی تھیں آپ کے نکاحوں سے ظہور پذیر ہوئیں-

آجکل مغرب میں خصوصاً تعدد ازواج کو حقارت کی نظروں سے دیکھا جاتا ہے اور اسکو سخت بد اخلاقی اور بیہودگی کا نتیجہ کہا جاتا ہے- کوئی چیز یا کوئی رسم دنیا میں ایسی نہیں ہے جو ابتدائے عالم سے اب تک ایک حالت پر چلی آتی ہو- جو بات گزشتہ صدی میں اچھی سمجھی جاتی تھی اور لاکھوں بلکہ کروڑوں آدمیوں میں اچھی تھی خیالات کی تبدیلیوں اور زمانہ کی ضرورتوں نے اسکو بُرا ٹھہرا دیا- اور اب وہ حقارت کی نظر سے دیکھی جاتی ہے لیکن موجودہ نسل کا اس بات کو بُرا سمجھنا اسکی گذشتہ نیک دلیری کو بدنما نہیں ثابت کرتا- یہہ مانا کہ حال کی مغربی سوسائٹی اور قانون ملکی نے تعدد ازدواج کو سخت بُرا ثابت کر دیا لیکن اس فطرت انسانی کو وہ نہیں مٹا سکے جو تعدد ازدواج کی طرف خود بخود مائل ہوتی ہے- وہ بڑے بڑے مصنف جو نبی پر تعدد ازدواج کے لحاظ سے اعتراض کرتے ہیں اور مسلمانوں پر نئے نئے بہتان قائم کرتے ہیں خود اپنی خبر لیں کہ ولایت میں کوئی حضرت نواب صاحب یا پادری صاحب ایسے نہیں ہیں کہ جن کی دس دس بیویاں ہوں جنکو پوشیدہ تنخواہیں ملتی ہیں ہاں فرق اسقدر ہے کہ وہ میل ایسا نہیں ہوتا کہ جسپر قانون ملکی یا مذہبی شے کے لحاظ سے اسپر نکاح کے لفظ کا اطلاق ہو سکے ان کی اولاد کیا تو برباد کر دی جاتی ہے یا گورنمنٹ کو آگاہی ہونے پر پرورش کرنی پڑتی ہے- فرانس میں فیصدی ۷۵ حرامی شمار کیے گئے ہیں- کیا اسی دماغ اور اسی اخلاق اور اسی شائستگی کے لوگ تعدد ازدواج کے طریقہ مشرقی پر منہ آنے کے مجاز ہو سکتے ہیں اگر وہ اپنے گریبانوں میں منہ ڈالیں تو انہیں معلوم ہو کہ ایک ایک لیڈی کتنے خصم رکھتی ہے (گو وہ مذہبی یا قانونی خصم نہیں ہوتے بلکہ طبعی خصم ہوتے ہیں) اور ایک مرد کتنی بیویاں رکھتا ہے (جو بیوی مسٹریس کہلاتی ہے) اگر زمانہ قدیم میں تعدد ازدواج کی رسم جاری تھی تو یقینی محض زنا کے روکنے کے لیے بنائی گئی تھی- اسپر اعتراض کرنا قانون قدرت پر اعتراض کرنا ہے-

گذشتہ اقوام چونکہ رات دن جنگ و جدل میں رہتی تھیں اور یہی وجہ تھی کہ مردوں کی کمی اور عورتوں کی بہتات ملک میں ہوتی تھی اگر ایسی حالت میں قانوناً یہہ جائز نہ قرار دیا جاتا کہ ایک ایک

مرد کتنی کتنی شادیان کرے تو سوائے سخت زنا کی رسم جاری ہونے کے اور کچھ مقصود نہ تھا اس زمانہ مین چونکہ ہر طرف امن ہے اور کہین جنگ نہین ہوتی مردون کی بہی کثرت ہے اور بے کھٹکے اپنی زندگی عورتون کی طرح امن مین بسر کرتے ہین اسلئے تعدد ازدواج کی چندان ضرورت نہین ہے۔ مسلمانون مین یہہ رسم بہت سٹ گئی اور دن بدن مٹتی جاتی ہے کیونکہ ضرورت خود انہین مجبور کرتی ہے کہ وہ ایک ہی نکاح کرین اور جو لوگ کئی کئی نکاح کر لیتے ہین ان کی مٹی آخر کار خراب ہی ہوتی ہے وجہ یہہ ہے کہ وہ خلاف خدا و رسول کرتے ہین۔

موجودہ زمانہ کی تواریخ عیسائیت مین مشہور و معروف بات ایک شادی کرنی ہے اور اسی پر اہل مغرب کو ناز ہے۔ تعدد نکاح ایک زبون رسم خیال کی گئی ہے اور بچون کا زیادہ پیدا ہونا وبال خیال کیا گیا ہے۔ اور یہانتک سختی ہوئی ہے کہ خانقاہ کے لوگ کیا تو شادی کرنے کے مجاز ہی نہین خیال کئے گئے ہین اور جو بڑی دقت سے وہ اجازت حاصل کرتے ہین تو ایک شادی سے زیادہ کی اجازت نہین ملتی یہہ زمانہ اور فاسد طریقہ عیسائیون کے خداوند کی تعلیم کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے کہ جس نے موجودہ عیسائیت پر اپنا بہت بڑا اثر ڈالا ہے کہ سینکڑون پادری حالت تجرید مین زندگی بسر کرنا اپنا عین ایمان تصور کرتے ہین۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ کی یہہ نصیحت کہ خدا کی بادشاہت مین وہ شریک ہوگا جس نے میرے نام پر مصیبتین اٹھائین اور سینان جھیلین ان کے دلون مین گھر کر گئی اور اس کے علاوہ وہ اپنے نبی کی ہی تقلید کرتے ہین کہ حضرت عیسےٰ نے شادی نہین کی اگر کوئی شادی کریگا تو گویا اپنی زندگی بہ نسبت اس کے جس نے ایک ہی نکاح نہین کیا ہے گناہ مین گذاریگا اور اسے نجات بہی جلدی حاصل نہوگی۔ نبی عربی پر حضرت عیسےٰ کو اسیوجہ سے فضیلت دی جاتی ہے کہ انہون نے کئی کئی نکاح لئے اور حضرت یسوع نے ایک ہی نکاح نہین کیا۔ اگر تمام عمر حالت تجرید مین بسر کرنیکا نام اعلےٰ درجہ کی بزرگی اور خدا رسی ہے تو رسول شاہیون مین ہر شخص اس صفت مین حضرت عیسےٰ کا ہم پلہ ہو سکتا ہے۔ کیونکہ جتنے فقیر کہ فرقہ رسول شاہی مین ہوتے ہین وہ کبھی شادی نہین کرتے نہ کبھی زنا کرتے ہین اور اپنی تمام عمر حالت تجرید ہی مین گذار دیتے ہین۔

کیا اسی نفس کشی اور قانون قدرت کے برخلاف کرنیکا نام اعلےٰ درجہ کی بزرگی اور خداوندی ہے؟ ہرگز نہین انسان کی فضیلت اگر ہو سکتی ہے تو اسمین ہے کہ باوجود تعلق دنیا انسان محض بے تعلق رہے۔ مرد وہ ہے کہ تلوار ہاتہ مین ہونے اور قوت ہونے کے بعد مجرم کی خطا سے درگذر کرے یا وہ شخص بہادر ہے کہ عین ناتوانی مین جبکہ اسمین بالکل قدرت نہین ہے لفظ معافی زبان پر لاوے۔

عجب ہے کہ دماغ مغربی مصنف ہیں کہ صرف اس ناچیز بات پر بغلیں بجا رہے ہیں اور حضرت مسیح
بیٹے کو نبی عربی پر فضیلت دیتے ہیں شادی نکرنا اور صحرا بصحرا پھرنا مشکل نہیں ہے بلکہ
شادی کر کے اپنے فرائض کی انجام دہی میں اسیطرح سرگرم رہنا زیادہ مشکل ہے۔ شادی نکرنے
پر تو حضرت عیسےٰ سے کچھ ہو نسکا اور وہ بیچارے کچھ بھی کامیابی نہ حاصل کر سکے انہیں اپنی جان
بچانی مشکل ہی دشمنوں سے ڈرتے ہوئے ادھر ادھر چھپے پھرتے تھے اور بار بار اپنے شاگردوں
سے کہتے ہیں کہ یہہ کسی سے نہ کہنا کہ میں یسوع مسیح ہوں جیسا کہ انجیل میں آیا ہے تب اس نے
اپنے شاگردوں کو حکم کیا کہ کسی سے نہ کہنا کہ میں یسوع مسیح ہوں[1] اگر اسی کے معنی دلیری اور
خداوندی اور فرائض نبوت کی انجام دہی ہے تو ہم ایسے دماغ رکھنے والوں سے کلام کرنا نہیں چاہتے
دوسری جگہہ دشمنوں کے خوف سے یسوع مسیح کا بھاگنا انجیل میں تحریر ہوا ہے تب فریسیوں نے
باہر جا کے اسکی ضد پر صلاح کی کہ اسے کیونکر مار ڈالیں یسوع یہہ جان کے وہاں سے چلا اور بڑی
سی جماعتیں اس کے پیچھے ہولیں اور اس نے ان سبکو چنگا کیا اور انہیں تاکید کی کہ مجھے ظاہر
نہ کرنا[2] حالت تجرید میں جس شخص کے خوف کی یہہ کیفیت ہو تو تعلق پر وہ کیونکر زندہ رہ سکتا
۔ ایسی ڈرپوک ذات کو (بقول) نبی عربی پر صرف حالت تجرید کے لحاظ سے فضیلت دینا
کیسی سخت ناانصافی ظاہر کرتی ہے۔ آؤ ذرا انسانی فطرت کی کتاب کا بھی کچھ مطالعہ کریں
دیکھیں کہ اسمیں کیا لکھا ہوا ہے۔ یہہ ایک بدیہی مسئلہ ہے کہ دنیا میں انسان کو پیدا کرنے کی غرض
نشوونمائے عالم ہے۔ انسانی اعضا عقل و فہم ادراک و خواہشات سے یہہ نہیں پایا جاتا کہ دنیا
میں انسان کو کسی جنگل میں آوارہ و پریشان پھرنے یا کسی گوشہ میں تنہا بیٹھ رہنے کو پیدا کیا ہے
بلکہ اس امر کی شہادت دیتے ہیں کہ طلب مطالب میں انسان جستجو کرے ہاتھ اس لیئے عطا ہوئے ہیں
کہ ان سے کام کرے آنکھیں اسلئے دی گئی ہیں کہ اچھی بری چیز کی شناخت کی جائے دماغ اسلیئے
عطا ہوا ہے کہ اپنی اور اپنی ہمجنسوں کی آسایش کے لیئے نئی نئی تدبیریں کی جائیں اور نئے نئے
سامان بمقتضائے فطرت انسانی راحت و آسایش کے بہم پہونچائے جائیں۔ جب حضرت آدم
پیدا ہوئے ہیں تو ان کی پہلی توجہ اپنی خوراک کی جستجو پر مبذول ہوئی اور جس طرح ابتدا میں
سے انہوں نے زمین کے جوتنے بونے کی تدبیر کی اس امر کی کافی شہادت ہے کہ انسان دنیا
میں پیدا اسلئے نہیں کیا گیا ہے کہ دنیا سے کنارہ کرے۔ جتنے مذہب کہ اسوقت موجود ہیں
سب میں ایک گروہ فقرا کا ہوا ہے جس نے اپنی خواہشات نفسانی سے گزر کر دنیا کی لذت
و عزت و راحت پر لات ماردی ہے مگر جب غور سے دیکھا جاتا ہے تو باوجود اتنے بڑے قطع تعلق

ح۱ متی کی انجیل ۱۶ باب ۲۰ آیت - ح۲ متی کی انجیل ۱۲ باب آیت ۱۴-۱۶

کے بے تعلق نہین ہین اور معمولی دنیادارون کی طرح بلکہ ان سے بھی زیادہ دنیوی دھندون مین پھنسے رہتے ہین بعض وقت ان سے وہ وہ باتین ظہور مین آتی ہین جو انتہا درجہ حیرت انگیز ہوتی ہین ۔

ہلہ فقرا کا گروہ زیادہ ہندوؤن مین ہوا ہے اور یہ لوگ ان لوگون کی جنھون نے نجات اخروی کے لئے لذائذ دنیوی کو لات ماری ہے نہایت تعظیم و تکریم کرتے ہین اور یہ لوگ یعنی فقرا اپنے کو تارک دنیا بیان کرتے تھے اور اب بھی بیان کرتے ہین ۔ ان کی تاریخ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جن لوگون نے دنیا سے قطع تعلق کرنا چاہا ہے وہ کن کن ناقابل برداشت ذلتون مین پھنس گئے ہین اور انھون نے کس بری طرح سے اپنی زندگی گذاری ہے وجہ یہ ہے کہ انھون نے قانون قدرت کی مخالفت کی اور اسی مخالفت نے ان کا دولت کے ساتھ ستیاناس کر دیا ۔

منو کے مجموعہ کے قاعدہ کے بموجب ایک برہمن ترک دنیا کی مصیبتون سے گذر کر اپنی زندگی کے جوتھے درجہ مین رسومات پابندی سے آزاد ہو جاتا ہے اور اپنی باقی عمر دھیان گیان بہ صرف کرنے کا مجاز ہوتا ہے غالباً ایسی خانقاہون کے ادنیٰ مذہبی مسائل پر بحث اور گفتگو کرنے کی غرض سے جمع ہوتے ہونگے جو بلا پابندی خاص طریقہ کے ان کے پاس حسب ترتیب ہون چنانچہ قدیم عیسائیون مین جو بہادر درویشون کے بڑے بڑے ایسے فرقے ہو گئے جو خانقاہون مین رہتے تھے ان کی بنیاد اسی طرح پڑی تھی ۔ یعنی تارک الدنیا ہو کر انھون نے اپنی ناموری اور شوکت حاصل کرنے کی کوشش نہ کی ہو یہ کبھی نہین ہوا اور وہ گوشہ نشینی ہی مین پڑے گل کترتے رہے ہون ۔

ان مذہبی مباحثہ کرنیوالون کے گروہ کے رفتہ رفتہ چیلے ہونے لگے ہونگے اور وہ برہمن تو ہونگے مگر ایسی تو ہونگے لوگ ہونگے جنکو علوم دینی کی تحصیل کرنے کی اجازت ہوتی اور ہر شخص جسکا پیرو ہوتا ہوگا اس کے طریق کا پابند رہتا ہوگا معلوم ایسا ہوتا ہے کہ ان جلسون کی یہ نوبت سکندر اعظم کے زمانہ تک پہنچ چکی [illegible] چنانچہ یونانی قدیم مورخون کی تحریر دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ ان مین سلسلہ فقیری کے جیسے کہ اب موجود ہین بہت پہلے [illegible] گئے تھے اگر یونانی مورخین کی شہادت کو ہم کافی نہ سمجھین تو اس بات کے دریافت کرنیکا کوئی اور طریقہ نہین کہ کس [illegible] مین وہ مجموعہ ایسے مذہبی فرقے ہو گئے کہ اپنے اپنے طریق جدا لگانے پر قایم ہوئے کسی فرقہ کی بنیاد کی نہایت قدیم تاریخ جو ہندوؤن کی کتابون مین ملسکتی ہے سنہ عیسوی کی آٹھوین صدی سے ہے جو فرقہ اب موجود ہے ان مین سے تھوڑے ہی سے فرقے ایسے ہین جو چودھوین صدی سے پہلے کے ہین بعضے فرقون مین اب بھی صرف برہمن ہی ہین اور ان فرقون مین سے بعضون کو اب بھی اوق اصل پر برہمنون کا نمونہ سمجھا جا سکتا ہے جسکا بیان ہم ابھی کر چکے ہین مگر بہت سے فرقون کی مقدم [illegible] یہ ہے کہ جب کوئی انجمن داخل ہوتا ہے تو کسی طرح کا فرق اور امتیاز ذات کا باقی نہین رہتا چنانچہ برہمن اپنے مقدس جنیو یعنی جنیو کو توڑ ڈالتے ہین اور چھتری اور ویش اور شودر بھی اتفاق ان کے کسی فرقہ مین داخل ہونے کے بعد ذات سے انکار کر دیتے ہین اور اس فقیری کے نئے فرقہ کے سب کے سب برابر اور بھائی [illegible] ہو جاتے ہین ۔ پرافسر ولسن صاحب بیان کرتے ہین کہ اس نئی انوکھی قسم کے بیباک اجتماع کا ایجاد چودھوین صدی کے آخر مین ہوا ہے ۔

اس قسم کے گروہ جدید ہین اور وہ جن قاعدون اور درستی سے اوقات بسر کرتے ہین ہندوستان کے یہ گروہ ویسے نہین ہین [illegible] آپس مین علاحدگی ایک دوسرے اور عام انسانون سے امتیاز ہونے کی نہین ہین بلکہ ان کا کوئی عام نام بھی نہین ہوتا اگرچہ سارے فرقے گسائین کے نام سے پکارے جاتے ہین لیکن یہ ایک خاص فرقہ سے منسوب ہونا چاہئے ۔

٭ ان مجموعون سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انمین ایسے لوگ شامل تھے جو کفارے ادا کیا کرتے تھے جن کا ادا کرنا ہمیشہ کی زندگی کے تیسرے درجہ مین برہمنون پر لازم تھا برہمن تیسرے درجہ مین تنہائی اور خاموشی کے پابند ہوتے تھے ۔ مگر انکا گیان اپنی بہبودی اور عظمت مین لگا رہتا تھا ۔ وہ آیندہ اپنی امیدون کے بڑھنے کی نئی نئی تدبیرین سوچتے تھے اور اپنی اکثر تدبیرون مین کامیاب بھی ہو جاتے تھے منو کے مجموعہ کے باب ۵ اشلوک ۹ مین جو یہ حکم مندرج ہے کہ ان بیدیون کی کریا کرم نہ ہو گی جو بید کے خلاف ہونگی پہنچنگے اس سے یہ مراد لی جاسکتی ہے کہ منو کے زمانہ مین بھی ایسے فرقے موجود تھے ۔

اگر شادی نہ کرنا ہی کچھہ اچھی بات ہوتی تو حضرت یسوع کو خود کوئی خداوند خداوند کہنے والا نہ ملتا قانون قدرت کے خلاف نصیحت کرنا کیا ہی نبوت کی کافی دلیل ہو سکتی ہے - دنیا کا ظہور ہی صرف باہمی میل جول اور شادی بیاہ سے ہے اگر ابھی یہ رسم دنیا سے اٹھا دیجاوے تو چند ہی سال کے عرصہ میں ہر آباد جگہہ الو بولنے لگتا ہے - جہانتک کہ یہ قانون ملکی قانون مذہبی قانون انجمن کی پابندی سے کیا جاوے اس سے بہتر دنیا و دین میں کوئی نیک کام نہیں ہے -

اسکو بھی جانے دو اور پھر ہمین ایک نظر نبی عربی کی شادیوں پر کرنے دو اور دیکھنے دو کہ اور نبیون نے بھی کئی کئی شادیان کی تہین یا صرف نبی عربی ہی تعدد ازدواج میں پہلے نبی ہوئے ہین جب ہم حضرت موسے کی زندگی پر نظر ڈالتے ہین تو ہمین معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی بھی کئی بیویان تہین کیا حضرت موسے کی کئی کئی بیویان کرنا نا انسانیت اور بداخلاقی ہو سکتی ہے ؟ حضرت داؤد علیہ السلام پر کیون نہین اعتراض کرتے کہ جنکی ایک سے زیادہ کئی متعدد بیویان تہین ؟ - اسکا جواب صاف ہے کہ ہر ایک زمانہ کا دستور تہا اور وہ بھی اسی زمانہ مین اعلے درجہ کا نیک اور اچھا سمجھا جاتا تہا - ہم پہلے لکھ آئے ہین کہ جو چیز ایک صدی مین اچھی سمجھی جاتی تہی دوسری صدی مین خیالات کے تغیر و تبدل کی وجہ سے کبھی اچھی نہ سمجھی جاوے گی اس سے یہ نکل آیا کہ ایک زمانہ کا دستور دوسرے گذشتہ زمانہ کے دستور کو برا نہین ٹھیرا سکتا کیونکہ وہ زمانہ آنیوالا ہے کہ یہ دستور بھی برا کر دیا جاویگا - اگر ہمین کچھہ بھی مذہبی سعادتمندی اور تہذیب حاصل ہے اور شائستگی مین ہمارا قدم ہے

البتہ وہ اپنے لباس کے فرق سے پہچانے جاتے ہین کیونکہ وہ کپڑون مین سے کوئی کپڑا مثل پگڑی اور انگرکھے کے پہلے رنگتے ہین کے رنگ کا یعنی گیروا باستثنا ہند کے جو بالکل برہنہ ہوتے ہین رکھتے ہین سب کے سب پچھون کے پابند ہوتے ہین اور سب خیرات لیتے ہین اگر سب مانگتے نہین -

جسقدر حالات ان سب فرقون کے بیان کئے گئے شاید اس سے زیادہ اور ہون لیکن اکثر انہین سے ایسے ہی ہون گے جن کے اور بھی کچھہ حالات ہونگے ہر فرقہ اپنے گرو یعنی روحانی تعلیم کرنیوالے کی خوبو حاصل کرتا ہے اور اسکے مسائل کا پابند رہتا ہے ان ہی فرقون کے بانیون مین بڑے بڑے فرقون کے بانی ہوتے ہین اور چیلون کی کثرت کی وجہ سے مسائل تمام گرتا ہونے کے اپنے اصلی حقیقت پر قایم نہین ہے تعداد ان فرقون کی بہت مختلف ہے چنانچہ بعضے فرقہ مین بہت ہی تھوڑے ایسے آدمی ہوتے ہین اور ملک کے کسی گوشہ مین پڑے رہتے ہین اور بعض فرقے کے اسقدر آدمی ہوتے ہین کہ کل ہندوستان مین پہیلے رہتے ہین -

اکثر فرقون کے پاس دہرم شالے سکونت کے واسطے موجود ہین اور بعض صورتون مین دہرم شالون کے خرچ کے واسطے جاگیرین بھی مقرر ہوتی ہین اور دیندار لوگون کی امداد سے اور اس روپیہ سے جو بھیک مانگ کر جمع ہوتا ہے اور اکثر صورتون مین تجارت سے جو کبھی کبھی علانیہ اور اکثر پوشیدہ کی جاتی ہے ان کو اور زیادہ آمدنی کا ذریعہ ہوتا ہے سب دہرم شالے ایک مہنت کے تحت مین ہوتے ہین اس مہنت کو اس کے گروہ کے لوگ یا وہ مہنت مقرر کرتے ہین اکثر یہ مہنت موروثی ہوتا ہے اور اسکو پہلا مہنت اپنا جانشین مقرر کر جاتا ہے جب تک ایک دو برس تک امتحان نہین لیا جاتا کسیکو کسی فرقہ مین داخل نہین کیا جاتا جو شخص چیلا ہونا چاہتا ہے اسکو کوئی خاص گرو اپنا چیلا کر لیتا ہے جسکے اکثر بہت سے ایسے ہی اور بھی چیلے ہوتے ہین اور سب چیلے گرو سمیت مہنت کے مطیع ہوتے ہین بنگال کے ایک فرقہ مین مرد عورت کو ایک دہرم شالے مین ایک جگہہ رہنے کی اجازت ہے مگر بہت سے قول و قسم پاکدامنی کے لئے جاتے ہین - بیستا سے گشتاین جو

تو ہمین ہرگز زیبا نہین ہے کہ نبیون کے زمانہ کے دستور و رسوم پر نفرین کرکے اپنے کو نامہذب اور وحشی ثابت کرین - جو قانون کہ اس زمانہ مین رائج تہا منسوخ ہونے سے یہہ ثابت نہین ہوتا کہ اسمین برائی تہی یا کسی قسم کی کمی تہی - کیا یہہ ہمین زیبا ہے کہ ہم حضرت عیسے کو خود پسند - ہوسناک [illegible] خیالی خواب بین کہین یا حضرت موسی اور حضرت داود کو خالص نفس پرست کہین کیونکہ حضرت عیسے ہمیشہ اپنی ہرزہ گردی مین سری فہمی اور خیالی بادشاہت کی دہن بگاتے رہے اور جنگل [illegible] آسمانی بادشاہت آسمانی بادشاہت کا سبق جیتے پڑے پہرے یا حضرت موسی اور حضرت داود [illegible] کے تمام [illegible] مین نکتہ چین نظرون سے دیکہے جاتے ہین —

[illegible] کرینگے تو ہمت غلطی کرینگے کہ ایک پر کچہ الزام قایم کرینگے اور ایک پر اپنی موجودہ زندگی کے [illegible] بہتان گہڑینگے - وہ زمانہ اور تہا وہ خیالات اور تہے وہ لوگ اور تہے وہ معاشرت [illegible] عقلی کی بات ہے کہ موجودہ خیالات اور معاشرت کا پاس رکہکر ان پاک نفوس کی نسبت [illegible] کی جائے - نبی کی نبوت کی یہی کافی شہادت ہے کہ اس نے لاکہون دلون کو اد ہر سے [illegible] اور وہ ہولناک اور دہشت انگیز رسمون کو مٹا دیا کہ جن سے خدا کی مخلوق کا بہت سا [illegible] بیگناہ [illegible] کچلا جاتا تہا - کیا حضرت عیسے یا کسی اور نبی نے خدا کی بادشاہت مین نبی عربی سے زیادہ [illegible] نے چندہی برس مین صدیون کی وحشت اور جہالت کے نقوش لوگون کے دلون سے [illegible] میرے خیال مین تو کوئی بہی اس پلہ کا نہین ہوا کہ جس نے آنا فانا مین ہوا کا رخ [illegible]

[illegible] کی سوء فہم کرتے ہین اور وہ انتہا درجہ کا رکیک اور کمزور ہے - اور سراسر معترضون کی [illegible] کرتا ہے [illegible] وہ اعتراض یہہ ہے کہ جو حقوق نبی نے خود حاصل کئے تہے ان حقوق [illegible] سے محروم رکہا یعنے آپ اتنی بیبیان کین اور اپنی امت کو اجازت نہین دی کہ وہ [illegible] کرین اور اگر زیادہ کرین تو اسمین عدل کی قید ایسی لگائی ہے کہ باایمان مسلمان [illegible] نہین دوڑا سکتا - یہہ اعتراض بودا اور بے بنیاد ہے اسلئے کہ نبی کی ذاتی [illegible] روحانی قوت سب سے ممتاز تہی - وہ صابر بہی اپنے صحابہ سے زیادہ تہا - اولوالعزمی بہی اسمین [illegible] غرض حقیقی روحانی جوہر اور ان کی قابلیتین ہوتی ہین وہ غیر نبی سے ہر حالت مین بدرجہا [illegible] وہ انسانی فطرت کے آتار چڑہاو اور اسکی ماہیت اور کیفیت جانتا تہا اسے یہہ بہی معلوم تہا کہ انسانی خواہشین گو غیر محدود ہوتی ہین لیکن ہر ایک کی طبیعت کے موافق اسکا پیمانہ ضرور نبی [illegible]

[illegible] سے متعلق ہوتے ہین وہ اپنی بہت سی زندگی آوارہ گردی اور بہیک مانگنے مین بسر کرتے ہین اور بعضے لنگا [illegible] بالکل [illegible] بسر کرتے ہین اور کہین ٹہور ٹہکانا نہین ہوتا بعضے اس حالت مین بہی ہمت سکے تابع ہوتے ہین [illegible] اپنے قاعدہ کے جو خود اپنے ذمہ لگا لیتے ہین بالکل آزاد اور خود مختار ہوتے ہین لیکن انہین سے بعضے نہایت

جو باتین کہ قانون فطرت کی طرف سے اسے خاص کردی گئی تہین یہہ کیونکہ ممکن ہوسکتا تہا
سب مین وہ ہی باتین آجاتین اور ہر ایک مومن کی ذات ذات نبوت کی ہم پلہ ہونے لگتی۔ ہم
عربی کو جیسی ضرورتین نکاح کرنے کے لیئے پڑین وہ خواہشات نفسانی کے حاصل کرنے کے
(نعوذ باللہ) نہ تہین بلکہ جو کچہہ ان نکاحون کا منشا تہا وہ ابہی بیان ہوچکا ہے۔ ایسی حالت
مین یہہ کیونکہ ممکن ہوسکتا تہا کہ اپنی امت کو ہی خواہ نخواہ نو نو دس دس نکاح کرنے کی اجازت
دیدی جاتی۔ باپ اپنے بیٹے کو جو کچہہ عطا فرمائیگا وہ اسکی فطرت اور ظرف کے مطابق یا اپنی
حالت کی مطابقت سے کیا ایسی حالت مین باپ ملزم ٹہیر سکتا ہے؟ کیا یہہ انصاف ہے کہ بار
اپنی قبا اپنے چہوٹے سے بچہ کو مساوات قایم کرنے کے لیئے پہنا دے؟ بس یہی باپ بیٹے کی مثال
نبی عربی اور آپ کی امت کی سمجہہ لی جائے۔ آپکے جتنے نکاح ہوئے وہ سب اس وحی کے نازل ہونے
سے پہلے ہوئے جو نکاحون کی حد ظاہر کرتی تہی۔ جب وحی نازل ہوچکی تہی تو پہر ہر مومن اسکے
پابند ہونے پر مجبور تہا یہان سے ایک بات یہہ بہی ظاہر ہوگئی کہ جس دین کو ہم نے خوشی خوشی قبول
کیا ہمین یہہ فطرتی طور پر فرض ہوگا کہ ہم اس کے کسی حکم سے دلتنگ نہون جو لوگ اسلام کے کسی
حکم سے دل تنگ نہین ہوتے وہ مسلمان ہین اور جو دلتنگ ہوتے ہین وہ مسلمان نہین ہین یہان
بحث ہے صرف مسلمانون سے جب کوئی مسلمان اس سے دلتنگ نہین ہے تو بے انصافی اور
حق تلفی ہی کیا ہوئی۔

جتنی آزادیان کہ عورتون اور مردون کو اسلام مین دیگئی ہین اور جتنے حقوق اس مذہب مین بخشے
گئے ہین اور کسی مذہب مین نہ ایسی آزادی ہے نہ یہہ حقوق عطا کئے گئے ہین۔ خود مسلمان تو نہیں
کہتے کہ ہمارے حقوق غصب کردئے گئے مگر لطف یہہ ہے کہ انکے بہائی عیسائی انکے حقوق غصب
ہونے پر خون کے آنسو بہاتے ہین۔ یہہ ہی وہ ہی بات ہوئی + چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا

جفاکش ہوتے ہین خصوصا وہ جو بیابان جنگلون مین چلے جاتے اور بالکل انسانون سے جدا ہوکر بیٹہ رہتے ہین اگر
کوئی محسن ان کی خبر نہ لے تو قحط کا خطرہ اپنے اوپر گوارا کرتے ہین اور اس سے بہی زیادہ بڑا اندیشہ جنگلی درندے شکاری جانورون
کا اپنے اوپر گوارا کرتے ہین ✱

بہت کم فرقے سخت قول قسم کے پابند ہوتے ہین اور عبادت خانون اور عام رتب جگہون یا اور رسومات مین ہی شریک
نہین ہوتے بہت سے حالت تجرد مین اوقات بسر کرنے کے پابند ہوتے ہین اور بہت سے فرقے اپنے چیلون کو شادی
کرنے اور دنیادارون کی طرح رہنے سہنے کی اجازت دیتے ہین اور ہر ایک فرقہ جو کہ بنیاجی کے بالکے پن پر شمار ہوتا ہے
وہ اپنا فرض سمجہتا ہے کہ عمدہ عمدہ کہانے کہاوے اور اچہے اچہے لباس پہنے اور ہر ایک قسم کی ایسی کیفیت اور خط اٹہاوے

✱ وارث صاحب اپنی کتاب کی تیسری جلد صفحہ ۴۲ مین جو ہندون کے حالات مین لکہی ہے لکہتے ہین کہ حضرت سرہند
کے ایک مقام مین ہمکو خبر ملی ہے کہ ایسے چہ عابدون کو تین مہینے کی مدت مین شیر کہا گئے اور پہر ان بیچارون کا پتہ نہ لگا
اور یہہ نتیجہ دنیا کے ترک کرنے سے حاصل ہوتا ہے کہ آدمی حرام موت مارا جاتا ہے اور پہر تعجب ہے کہ پادری صاحب عیسائی اپنے
خدا کی زندگی اس قسم کی ترک دنیا والی نصیحتون پر بغلین بجاتے ہین جسکا نتیجہ انہا مذہب کی خواری اور ذلت ہے۔

م کے بے بنیاد اعتراض کرکے وہ اسلام کو بدنما صورت میں عالم کے سامنے لانا چاہتے ہیں لیکن یہ
ں ناممکن ہے کہ چمکتے ہوئے آفتاب کی سنہری کرنیں میلا ہاتھ لگانے سے میلی ہوں - اسی طرح بیجا
ری سے اسلام پر کوئی الزام قایم نہیں ہو سکتا -

یسری بہت بڑی یہ بات ہے کہ مسلمانوں کے ہاں پردہ کی رسم ایسی سخت ہے کہ جس سے حقوق کا خون
انے کے علاوہ یہ بڑا ظلم ہے کہ ان کو بیگناہ بچپن سے قید کیا جاتا ہے اور وہ اپنی گھر کی چار دیواری
ن اپنی تمام عمر گذار دیتی ہیں - یہ اعتراض یا الزام بھی محض بے بنیاد ہے - پردہ کے معاملہ میں
ن پہلوؤں پر غور کرنا ہوگا پہلے تو یہ کہ آیا پردہ کی مروجہ رسم اسلام میں جائز ہے یا نہیں دوسرے
ن پردہ کی جو ہندوستان میں کیا جاتا ہے ضرورت ہے یا نہیں تیسرے اس تقید سے کچھ عورتوں
تکلیف پہونچتی ہے یا نہیں -

ہلی بات بہت سہل ہے اسلام میں جہانتک دیکھا جاتا ہے ایسے شدید پردہ کا کہیں نام ونشان بھی
ہیں ہے صرف ایک نقاب چہرہ پر ڈال لی جاتی تھی اور یہی پردہ تھا - اس سے کبھی انکار بھی نہیں
ہو سکتا کہ مسلمانوں میں بہت سی رسمیں اشاعت اسلام سے پہلے زمانہ کی انمیں آگئیں اور کچھ بھی
لط ضبط نے ایسا اثر کیا کہ انہیں غیر ملک والوں کی اکثر رسمیں بھا گئیں اور پھر ان کی مسلمانوں کی
قوموں میں اتنی ترقی ہوئی کہ وہ انہی کی رسمیں معلوم ہونے لگیں اور وہ رسم پردہ داری تھی جو
عالمگیر مرض کی طرح ان پر چھا گئی اور اپنا ایسا اثر کیا کہ گویا اس کے موجد ہی مسلمان ہیں گئے حالانکہ
یہ بات ہرگز نہیں ہے وہ قومیں جنہیں اسلام کے ظہور سے پہلے تمام جہان کی تہذیب شائستگی اور دولت شوکت

جو گناہ سے خالی ہو اس خصلت سے اس کا مقتدون پر رعب داب کچھ کم نہیں ہوجاتا بلکہ اور زیادہ ہوتا ہے
اس فرقہ کے لوگوں کو اس طریق پر اوقات بسر کرنے کے واسطے سارے شاہانہ افراط سے میسر آتے ہیں مگر بعضے
فرقے مذکورہ بالا فرقوں سے بہت مختلف ہوتے ہیں جو اپنا ایک ہاتھ یا دونوں ہاتھوں کو جب تک خشک ہوکر
قایم اور بے حس وحرکت ہو جاوے اور ناخن نہ بڑھ جاویں اوپر کو اٹھائے رکھتے ہیں (کیا اس سے بھی زیادہ
حضرت عیسے نے دنیا سے کنارہ کشی کرنے کی تعلیم دی ہے اگر ایسی تعلیم ہی سبب فضیلت ہے تو یہ فقیر حضرت
عیسے سے عیسائیوں کے قول کے موافق کہیں بڑھے ہوئے شمار کئے جاسکتے ہیں) اور ایک وہ فقیر ہوتے ہیں
جو کانٹوں پر سوتے ہیں اور دوسرے وہ ہوتے ہیں جو ہمیشہ چپ چاپ رہتے ہیں اور ایسے بھی ہوتے ہیں جو خود بخود
اپنے اوپر طرح طرح کی تکلیفیں گوارا کرتے ہیں اور تھوڑے ایسے بھی ہوتے ہیں جو ہر طرح کی غلاظت اور پلیدی اختیار
کرتے ہیں اور اپنی صورت کی وحشت یا حقارت سے یا اعضا میں پھیران مارنے سے لوگوں کو خیرات دینے پر مجبور کرتے ہیں
بعضے بالکل برہنہ اور بعضے بہت کچھ برہنہ پھرتے ہیں ان کو ناگے کہتے ہیں یہ گروہ کے گروہ ہزاروں ہوتے ہیں
اور اپنے سردار رکھتے ہیں ان کی صفت خاص یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے مذہب کی ترقی کے واسطے ہتھیار نہیں اٹھاتے
بلکہ اجرت پر ملک کے سرداروں کی خدمت کرتے ہیں اور عموماً ستمگار اور عیاش مگر بڑے بہادر ہوتے ہیں ان کے
بازوؤں پر بھبوت ملا ہوتا ہے اور لمبی لمبی ڈاڑھیوں اور لمبے لمبے گندھے ہوئے بالوں سے جن کو بڑی حکمت
سے بڑھا اور موڑکر سر پر پگڑی کی طرح لپیٹ لیتے ہیں ان جنگجو فرقوں کی عجب صورت بن جاتی ہے
جب ان کو کوئی مزدوری پر نہیں رکھتا تو ان کے بڑے بڑے غول ملک کو لوٹ کھسوٹ کر سامان معیشت

پائی جاتی تھی انمین بھی پردہ کی رسم خوب زور شور سے رائج تھی - مثلاً یونان ہی پر خیال کیا جائے کہ وہان مختلف علوم و فنون کے ترقی کے زمانہ مین سخت پردہ کی قید تھی - بڑے بڑے محل جو لاکھون روپیہ صرف کر کے شاہون نے بنائے تھے بیگمون سے لبالب بھرے ہوئے تھے کیا ممکن تھا کہ میل میل بھر کے گھیرے مین کوئی مرد آسکے یا مرد کے نام کا کوئی بچہ اس احاطہ مین قدم رکھ سکے - کچھ شاہون ہی پر یہ پردہ موقوف نہین تھا بلکہ یہانتک یہ مین سے ہر متنفس سخت پردہ کو اپنا سبب فخر خیال کرتا تھا - کیا مجال تھی کہ اتھینس کی گلیون مین بھی کبھی کسی وقت کوئی عورت نظر آجائے - یونان مین اسے گویا اعلے درجہ کی تہذیب اور شائستگی سمجھتے تھے اسکے بعد ایک نظر ایران کی تر و تازہ اور انتہا کی بڑھی ہوئی سلطنت پر ڈالنی چاہیئے وہان کی بھی یہی کیفیت تھی شاہون کے محلون مین خواجہ سرا مقرر تھے کیا ممکن ہے کہ وہان پرندہ پر مار سکے عوام الناس ایسے پابند تھے کہ سو برس کی بوڑھی بڑھیا بھی کہین دیکھنے مین نہ آتی تھی - تیسری پرشوکت سلطنت قسطنطنیہ کی تھی وہان بھی پردہ کی یہی کیفیت تھی - اور عورتون کے ساتھ ایسی ہی سختی برتی جاتی تھی ان ہی پڑوسی سلطنتون کا اثر مکہ پر بھی آکر پڑا تھا اور کل مشرکین مکہ ایسی ہی ایسی بیہودہ رسمین برتتے تھے کہ جنھون نے نبی اکرم کو پہلے پہل بہت ہی افسردہ کر دیا تھا - قوم کی ناتراشیدہ سوسائٹی نے آپ کے مصفا اور روشن دماغ پر بہت برا اثر کیا تھا مگر آپکی ذہبی اصلاح نے سبکو راہ راست دکھا دی تاہم بہت کچھ

مہیا کرتے پھرتے ہین پہلے وقتون مین انگریزون کے ملک پر ان قزاقون نے کئی بار یورش کی اور خوب لوٹا لیکن یہ مسلح فقیر بجائے اس کے کہ تھوڑے تھوڑے جمع ہو کر یا کسی ملک کی لڑائی مین کام آنے کے واسطے جمع ہوویں کبھی کبھی بہت کثرت سے جمع ہو جاتے ہین اور جبکہ ان مین کے دو مخالف فرقون کا کہین مقابلہ ہو جاتا ہے تو اکثر بڑی خونریزی ہوتی ہے چنانچہ سنہ ۱۷۶۰ء مین ہردوار کے بڑے میلے مین ایک بڑا تنازعہ بلکہ بڑی جنگ شب اور بشن کے معتقدون مین واقع ہوئی جسمین اس مقام پر اٹھارہ ہزار آدمیون کا کھیت ہوا + بلاشبہہ یہ تعداد بہت مبالغہ سے بیان کی گئی ہے لیکن بہرحال اس بیان سے اس کثرت کا خیال دلمین بندھ جاتا ہے جس کثرت سے طرفین کے ناگے لڑے ہونگے

ایک جماعت گسائیون کی جو شب کے معتقد ہین جوگی کہلاتے ہین اور دھیان گیان اور حبس نفس اور ریکھنڈون سے جوگی خدا کے ساتھ وصل ہو جانیکا ارادہ رکھتے ہین اور انمین جو نہایت ذلیل ہوتے ہین وہ خرق عادات دکھانیکے حیلے کرتے ہین اور بعضے انمین کے قلندر پیشہ مین بندر نچانے اور ڈگڈگی بجانے اور تماشے دکھانے اور شعبدہ بازی اور ڈھیٹ بندیون سے لوگون کے دل بہلاتے ہین اور ایک ہی قسم گسائیون کی ان سے بھی زیادہ مشہور ہے وہ اپنے کو نہایت مرتاض اور عابد بتلاتے ہین اور کچھ کسیکی لالچ کر نہین بلکہ صرف اپنی بزرگی کی شہرت دینے کیواسطے دھوکا دہی اور فریب کام مین لاتے ہین یہ لوگ

+ کپتان ریپر صاحب کا قول دیکھو جو درباب تحقیق ایشیا کے لکھی ہے جلد ۲ صفحہ ۴۵۵

[...]ان رسمیات کی جو ان کی بہشتی مین پڑی ہوئی ہین اور جنسے مذہب سے کچھ علاقہ نہ تہا برقرار رکہنا پڑا
[...] نین ایک رسم پردہ کی بہی تہی - گو یہ تسلیم ہوگیا ہے کہ عورتین مکان کی چار دیواری مین مقید نہین
[...] جاتی تہین ان نقاب ڈالنے اور اپنے تمام جسم کو برقع مین پوشیدہ کرنے کی سخت تاکید تہی اور نہ تاکید
[...] آزادی کے لئے بری ہے اور نہ اس سے شائستگی مین کچھ فرق آتا ہے - قرآن مین پردہ کی نسبت
[...] کچھ حکم ہے وہ یہہ ہے - ،، قل للمؤمنین یغضوا من ابصارهم ویحفظوا فروجهم ذلک ازکی لهم
[...] ان الله خبیر بما یصنعون ○ وقل للمؤمنت یغضضن من ابصارهن ویحفظن فروجهن ولا یبدین
[...] زینتهن الا ما ظهر منها ولیضربن بخمرهن علی جیوبهن ولا یبدین زینتهن الا لبعولتهن او اباٰئهن
[...] او اباٰء بعولتهن او ابناٰئهن او ابناٰء بعولتهن او اخوانهن او بنی اخوانهن او بنی اخوٰتهن او
[...] نساٰئهن او ما ملکت ایمانهن او التابعین غیر اولی الاربة من الرجال او الطفل الذین لم یظهروا
علی عورٰت النساٰء ولا یضربن بارجلهن لیعلم ما یخفین من زینتهن وتوبوا الی الله جمیعا ایه
المؤمنون لعلکم تفلحون ؎

[...] ہوتے ہین کہ کسی حکمت سے جسکا حال ابہی تک معلوم نہین ہوا کئی کئی منٹ تک زمین سے چار فیٹ بلند معلق رہتے ہین اور
[...] مین بجز ایکے اور کوئی سہارا نہین ہوتا کہ وہ ایک ترسول کی نوک پر ایک ہتہیلی کا ہلکا سہارا لگائے رہتے ہین اور اسی
[...] کی انگلی سے الا ہیرے رہتے ہین — ✝

[...] گسائیون مین بعضے آدمی عالم بہی ہوتے ہین اور ہوتے ہین جنمین سے اکثر نہایت شائستہ اور نیک مذہب کے پابند ہوتے
[...] ہین اور بہت سے بڑے رتبہ والے سوداگر ہوتے ہین اور بہت سے بے باک بیکاری اور بہت سے نالایق اور آوارہ اور
[...] ہر قسم کے عیبے ار ہوتے ہین ان لوگون کو اس لالچ سے اس پیشہ کے اختیار کرنے پر رغبت ہوتی ہے کہ اس کاہلی اور سستی سے زندگی
[...] بسر کرنے کا موقع حاصل ہو جو فقیری مین ہوتا ہے لشوہ کے لٹنے والے فقیر نہایت عمدہ ادب اور لحاظ کرنے کے قابل اور شب
[...] کا ماننے والے بڑے عیب دار اور بد ہوتے ہین ہندوون کی یہہ وضعیت اس معاملہ مین بہت اچہی ہے کہ جو فقیر جسقدر بیہودہ
اور لغو مجنونانہ حرکتین کرتے ہین اسی قدر ان کی قدر و منزلت ان کے دل سے جاتی رہتی ہے —

[...] شیو کے ماننے والے فقرا اپنے گرو کی ایسی بڑی تعظیم کرتے ہین کہ قیاس مین نہین آسکتی چنانچہ سنگا دہین انہین سے بعضے اپنے گرو کو
نہایت اعلے درجہ والا بلکہ خدائے تعالی سے شریک تعظیم اور ادب کا مستحق سمجہتے ہین ✝

ہندو فقیرون کے بہت سے فرقون مین قاعدون کی پابندی سے سستی ہوئی اور جوگیون اور بیراگیون مین بالکل کسی قاعدہ کے
ہونے کا سبب یہ ہے کہ ہندون مین کوئی ایسا عربی سرگروہ نہین ہے جسکی سب اطاعت کرتے ہون اور یہی سبب ہے کہ بہت سے
[...] سیر اور خانہ جنگون سے ناگون کے گروہ بچائے ہین ✝

اسی وجہ سے یہ فرقے فقیرون کے آزاد رہتے ہین اور یورپ کی طرح مذہبی حکومت کی تحت مین نہین آئے ان فرقون اور ہمیشہ
اتفاق ہونے کی وجہ خودکامی اور فعل مختاری ٹہیرائی جاسکتی ہے ان دونون مین ہمسری اور رقابت ہوتی ہے اسکے بہت برے
اثر ظاہر ہوتے لیکن جو رعب داب برہمنون کو علم اور قانون پر ان کی قوم کا تبقد ہونے سے حاصل ہے اسکا اثر ان فقیرون پر

✝ حالات ایشیائی تحقیقات کی کتاب کی جلد ۱۷ صفحہ ۱۸۶ مین پروفیسر ولسن صاحب نے اس قسم کے ایک فقیر کا نہایت
صحیح حال لکہا ہے جسکو ایک معتبر شخص نے بچشم خود دیدہ ایشیاٹک سوسائٹی کے مارچ ۱۸۲۹ع کے جرنل مین مشتہر کرایا تہا
✝ کتاب تحقیقات حالات ایشیا جلد ۱۶ صفحہ ۱۹ کو دیکہو یہ بیان پروفیسر ولسن صاحب کے جواب مضمون مین سے جو کتاب مذکور
کی جلد ۱۶ - ۱۷ دوسرہ مین مندرج ہے اور کچہ وارڈ کی کتاب اور کچہ ہسٹنگز صاحب کی کتاب کے تتمہ مین جو ہندون
کی رانون کی تبدیلیون کے بیان مین ہے لیا گیا ہے —
✝ اسی قسم کی سستی بعضے قاعدہ کی پابندی مین کاہل مختلف زمانون مین جسمانی فرقون مین بہی تہی جس کے سبب سے

یعنے اے محمد ایمان والیون سے کہہ کہ کسیقدر اپنی انکہین نیچی رکہین اور اپنے ستروں کی خبرگیری کرین - اسمین زیادہ ستہرائی ہے - جو کچھ وہ کرتی ہین اللہ کو ان کی تمام باتون کی خبر ہے - اور کہہ اے محمد مسلمان عورتون کو کہ اپنی آنکہین بند کرین اور اپنے کو خوب لپیٹے رکہین اور اپنا بناؤ نہ ظاہر کرین مگر جو ظاہر ہے اس مین سے اور چاہیے کہ اوڑہنیان اپنی گریبانون پر ڈالین اور اپنے خاوندون یا اپنے باپون یا بیٹون یا اپنے خاوندون کے بیٹون یا بہائیون یا بہتیجون یا بہانجون یا اپنے خاوند کی بیویون کے یا جن کے مالک ہوئے داہنے ہاتہہ ان کے یا جو غیر حاجت والے ساتھہ رہتے ہین مثلاً بچے یا لڑکے جو عورتون کی بہید کی بات نہین جانتے اور اپنے پیر زمین پر مار کر نہ چلین ایسا نہو کہ پاؤن کے زیور کی چہناک سے آواز آوے اور توبہ کرو اللہ کے آگے اے مسلمانون تاکہ تم فلاح پاؤ -

یہہ آیت قرآن شریف مین پردہ کے بارہ مین ہے اسمین کہین اس سخت پردہ کا حکم نہین ہے جو آجکل ہندوستان مین کیا جاتا ہے اور جسپر عیسائی مصنفون کو زہر اگلنے کا موقع ملتا ہے - جو باتین کہ بمقتضائے فطرت عورت کے لئے حیا و شرم کی ہونی چاہئین ان سب کی تاکید کردی ہے انہین منع کیا ہے کہ وہ بناؤ سنگار غیر مردون کے دکہانے کے لئے نہ کرین اور نہ سربازار اس طرح چلین کہ ان کے زیور کی آواز سے جو وہ پاؤن مین پہنے ہوئے ہین لوگون کی نگاہین اٹہین

یہی قتل اور خونریزیون کے ہوا - اور جبکہ ان فقیرون نے منو کے مجموعہ کو اور اپنے ملکی رسومات کو تسلیم کیا تو وہ برہمنون کے رتبہ سے انکار نہین کر سکے جسپر برہمنون نے اپنے آپ کو اپنی تجہیزون کے حوالہ سے پہونچایا -

پوپ اور بشپ بہی کونسلون کے اس معاملہ مین دست اندازی کرنے کی ضرورت ہوئی - گرجون کے انتظام کے شروع زمانہ مین سارا بیگیز فرقہ فقیرون کا کسی عبادت خانہ سے تعلق نہین رکہتا تہا نہ کسی کی اطاعت مین تہا بلکہ ملک مین ہر قسم کی بدمعاشی کرتا ہوا خیرات سے بسر اوقات کرتا پہرتا تہا اور یہہ آزادی اسکو یورپ مین بہی کے انیسٹ تک حاصل رہی کیونکہ اسوقت تمام فقیری کا دم بہرنیوالون کو خاص خاص عبادتخانون کا رکن ہونے پر مجبور کیا گیا بلکہ عبادت خانون سے علاقہ رکہنے والے ہی جب تک کہ ان کی روک ٹوک حکومت سے نہ کی گئی ایسی ہی آزادی کی زندگی بسر کرتے تہے عیسائیون مین بہی جب تک ۱۲۱۵ء مین پوپ معصوم ثالث نے بندش نہین کی تہی ہندون کی طرح اس معاملہ کا کوئی سردہرا نہونے کے سبب بہت سے فرقے فقیرون کے ہوگئے تہے اور یہ صرف حضرت عیسے کی تعلیم کا صدقہ تہا - اگر کنارہ کشی ہی مذہب کی فضیلت ہے تو عیسائیون ہی کی سوسائیٹی کو مبارک ہووے -

جیسوئیس فرقہ ایک بہت سی تجارت کرتا تہا اس فرقہ کا فقیری کا دعوی تہا مگر اسمین یہہ تجارت ایک بڑی قومی تجارت ٹہیرالی گئی اور گزری ہوئی صدی کے آخر تک انمین سے بعضے فرقے ایسے تہے کہ وہ ان لوگون کو بہی اپنے گروہ مین شامل کر لیتے تہے جو عہد و اقرار تو کر لیتے اور لباس فقیری کا پہن لیتے تہے مگر دنیاداروں مین رہتے اور پیشہ بہی کرتے تہے - یہانتک کہ وہ لوگ بہی شامل ہوجاتے تہے جو جورو بچے رکہتے تہے - جسکو مسیحی اچہی تعلیم کہتے مین اسی نے لاکہون بیگناہ نفوس کو صحرا مین پہرا پہرا کر مار ڈالا اور مخلوق اللہ کے ایک بہت بڑے حصہ کا ستیاناس کر دیا - اسی بہودہ دنیا کے خیال نے ہندوستان کو ہندون کے ہاتہ سے کہو دیا اور اسی مجنونانہ تصور نے قومون کی قومون کو ملیامیٹ کر دیا اس سے زیادہ بدتر تعلیم اور کیا ہوگی کہ جس عالم مین بہیجا گیا ہے اس سے کنارہ کشی کر کے ہو بیٹہے -

(بہرین عقل و دانش بباید گریست ؎)

یہہ کہین نہین کہا کہ چار دیواری مین قید رہنے کا نام عصمت پناہی ہے ہزارون بےشرم عورتین چار دیواری ہی مین بیٹہکر ایسی گل کترتی ہین کہ بازاری کسبیان بہی ان سے فحش مین سبق پڑہلین اسلام مین ان ہی باتون کی تاکید کی گئی ہے کہ جو حیا و شرم و تہذیب سے تعلق رکہتی ہین اپنے بناو سنگار دوسرے غیر مردون کو دکہانے سے صرف یہی مطلب ہے کہ ناپاک جذبون اور نامبارک جوشون سے [illegible] اپنا بناو سنگار کرکے بازار مین نہ نکلین اور بیہودہ نظر بازی نہ کرین۔ اگر اس حکم پر کوئی عمل کرے تو دنیا تہذیب کی [illegible] مین اس سے زیادہ شائستگی اور تہذیب پائی جائے۔

اسلام نے قانون [illegible] کے مطابق عورتون کو ایسی باتون کی تعلیم کی ہے اور ایسی باتون سے روکا ہے کہ جو بہر [illegible] اور ہر موقع پر بیہودہ نہ سمجہی جاوے گی بلکہ مہذب انجمنون مین قرآن کے اس حکم پر وقعت کی نظر ہمیشہ پڑتی ہین۔ پہلا حکم آنکہون کے نیچے کرنے اور اپنے سترون کی نگہبانی کرنے کا ہوا ہے۔

اب بہی ہر ملک اور ہر مقام پر تہذیب اور شائستگی اخلاق انسانیت اور سنجیدگی کے خلاف ہے کہ دیوانون کی طرح سے پریشان ادہر ادہر تکتا پہرے نیچی نگاہین کرکے چلنا اصلی شائستگی اور سنجیدگی تصور کی جاتی ہے۔ ظاہرا معنے نیچی نگاہ کرنے کے یہہ ہین لیکن اس حکم کا اصلی مقصد نگاہ کو زمین پر گردش دینے کا نہین ہے بلکہ اس فطرتی شرم و حیا سے غرض ہے کہ جو اعلے درجہ کے شرفا مین ہونا چاہئے اسلام مین دوسری جگہہ آیا ہے کہ حیا ہی ایمان ہے یا حیا سے ایمان ہوتا ہے۔ ان ہی باتون سے نگاہین پہیرنا یا نیچی کرنا یہی مطلب رکہتا ہے کہ اپنے جذبون اور غیر معمولی جوشون کو جو بعض اوقات انسانی طبیعت مین عجیب ولولون اور غریب امنگون مین اٹہتے رہتے ہین کسی غیر مقدس کام کی طرف جانے سے روکے اور ہمیشہ اپنے دل کو سچائی اور ایمان کے نور سے بہرا پورا رکہے۔ سترون کی خبرگیری کرنے سے غرض صرف یہہ ہے کہ قوت شہوانیہ کو ایسی جگہہ صرف نہ کرے کہ جو قانون شریعت یا قانون انجمن یا قانون ملکی اور سب سے زیادہ قانون قدرت کے مخالف ہو اور جس مقام پر نہ صرف اخلاق و شائستگی کا خون ہوتا ہے بلکہ عین انسانیت کو مٹا مٹوکر خاک مین ملا دیتا ہے۔

وہ جوہر بسیط کہ جس سے انسان انسان کہلایا جا سکتا ہے اور اسی جوہر بسیط سے اسکو روحانی مدارج پر پہونچنے کا وقتاً فوقتاً موقع ملتا رہتا ہے اور طالبان حقیقت کی یہی جوہر بسیط رہنمائی کرتا ہے ستر پر نگاہ نہ رکہنے یا اسکی خبرداری نکرنے یا قوت شہوانیہ کو بیمحل صرف کرنے سے ناروا طریقہ سے زائل ہو جاتا ہے۔ اسلئے خداوند تعالی نے مسلمانون کو روکا ہے کہ وہ ان ناروا باتون کے درپے ہوکر اور خلاف قانون قدرت کرکے اپنے ناموس اکبر کے دامن پر دہبہ نہ لگائین اور عین انسانیت کی آنچ سے اپنے کو گرا نہ دین انسانی اعلے مدارج کبہی طے نہین ہو سکتے اور انسان انسان نہین بن سکتا جبتک کلام خدا کی ان باتون پر عمل نہو۔

اس حکم کے بعد خبردار کرنے کے لئے یہہ ارشاد ہوا ہے کہ اللہ کو جو کچھہ تم کرتے ہو سب کی خبر ہے درحقیقت مین غافلون کے لئے یہہ ایک تازیانہ ہے کہ وہ اندھیرے اجالے اس خیال سے کہ یہان ہمین کوئی نہین دیکھتا گناہ کبیرہ او صغیرہ کی طرف اپنا میلان خاطر ظاہر کرین انہین تنبیہا آگاہ کر دیا ہے کہ خدا تمہاری ہر بات کا نگران ہے صرف اس خیال کو اگر انسان اپنے دل مین جمالے اور اسپر یقین کرلے کہ خدا میری ہر بات کو دیکھتا ہے ممکن نہین کہ خلاف انسانیت اس سے ایک فعل بہی سرزد ہو۔ بظاہر یہہ ایک معمولی بات معلوم ہوتی ہے لیکن جب عمیق نظرین اسکی کنہہ تک پہونچینگی تو راز سربستہ افشا ہو جائیگا او یہہ خیال بڑے بڑے حکیمانہ اصول کی کنجی تصور کیا جائیگا ۔قرآن کی ہر آیت مین یہی ایک بہت بڑا معجزہ ہے کہ جسقدر اسپر غور کرو نئی نئی باریکیان اور نئی نئی باتین نکلتی چلی آئینگی او بیش بہا حکیمانہ اصول کی ہر آیت ایک مخزن معلوم ہوگی —

اس کے بعد یہہ حکم ہے کہ " اپنے کو خوب لپیٹے رکہین " واس لپیٹنے سے یہہ غرض نہین ہے کہ ایک چاندنی مین ستون کی طرح سر سے پاؤن تک لپیٹی رہین بلکہ خدا کی اصلی غرض لپٹنے سے یہہ ہے کہ ایسا لباس پہنا کرین کہ جس سے کوئی عضو دکہائی نہ دے یہہ انتہا درجہ کی شائستگی ہے اور بہت بڑی تہذیب ہے موجودہ زمانہ مین مرکز تہذیب یعنے یورپ مین خواتین کی اندرونی حالت خواہ کیسی ہی ہو لیکن ان کا لباس ایسا نفیس ہے کہ کوئی عضو یا اس کا کوئی حصہ کہین سے نہین دکہائی دیتا کیا یہہ بہت بڑی شائستگی اور تہذیب نہین ہے تو جس عیوبی معاشرت پر کہ مہذب یورپ فخر کرتا ہے وہ تیرہ سو برس سے قرآن پکار پکار کہہ رہا ہے اور بتا رہا ہے کہ یہہ مین سب سے پہلے ہے۔ پہر بناؤ سنگہار کی طرف اشارہ ہے اس سے غرض یہہ ہے کہ اپنے کو اس خیال سے بنا سنوارے نہین کہ دوسرے ہمین دیکہین کیونکہ جب دوسرے کو دکہانا غرض ہوگی تو شہوانیہ خیالات کا ابہار پہلے ہی سے دماغ مین جاگزین ہو جائیگا بلکہ محض سادگی سے لباس سے آراستگی کرین پہر رشتہ دارون کی طرف اشارہ ہے جس سے خاص ایک ملک کی معاشرت اور مصلحت وقت پائی جاتی ہے اور اس سے غرض یہی صرف یہی ہے کہ اپنے ایسے قریب کے رشتہ دارون سے ہمیشہ نہایت شرم اور حیا سے رہنا چاہئے اسکے بعد زمین پر پیر مار کر نہ چلنے کا حکم ہے اور یہہ ہی عین انسانیت ہے موجودہ زمانہ مین بہی یہ باتین سخت زبون اور نقائص شائستگی خیال کی گئی ہین —

غرض اس آیت مین کوئی بات ایسی نہین ہے کہ جس سے عورت پر کسی طرح کی زیادتی اور جبر پایا جاتا ہو جو کچھہ پردہ اور غیر پردہ کی حقیقت ہے وہ صاف اسمین کہولدی گئی ہے۔ کئی کئی بار اس دستان آیت کے ایک ایک لفظ پر پیر نہ مار کر چلنے کا جو حکم ہے وہ صاف پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ مکانون کی چار دیواری یا محلون کی فصیلون مین قید رکہنے کا کہین بہی حکم نہین ہے جسپر ناواقف عیسائی اعتراض کرتے ہین مجہے تعجب ہے کہ معترض مسلمانون کی ظاہری رسوم دیکہکر ان کے مذہب پر اعتراض

کرنیکے لئے کیسے چالاک و چست کہلاڑی ہین حالانکہ درحقیقت مذہب کی نہین دیکہنے کہ ہمین پردہ کی نسبت کیا لکہا ہے کیا مسلمانونکے افعال اور انکی
موجودہ معاشرت اسلام پر کوئی حرف رکہہ سکتی ہے ؟ اگر یہہ بات مان لی جائے گی . . . .
تو مذہب مسیحی کے پہر پینے کے بہنیے ٹوٹ جائینگے اور ایسے جان بچانی مشکل ہو جائے اگر یہہ بات مان لی
جائے گی یہ ایک سخت تعجب انگیز اور مضحکہ خیز بات ہے کہ اگر ایک مسلمان شراب پیتا ہے یا جوا کہیلتا ہے یا
زنا کرتا ہے تو دیکہنے والا یہ حکم لگانے بیٹہ جائے کہ مذہب اسلام مین شاید ان چیزون کی رخصت
دیدی گئی ہوگی - سخت شرم کی بات ہے کیا ہم عیسائیون کی خونریز جنگون اور ناخدا ترس کار-
-روائیون یا ان کے بہت سے برے افعال سے یہہ سمجہہ لین کہ مذہب مسیحی مین یہہ تمام باتین جائز
قرار دی گئی ہون گی جو یہہ ہماری بہت بڑی غلطی اور سخت ہٹ دہرمی ہوگی - قرآن شریف مین
کہین حکم نہین ہے کہ ہم اپنی مستورات کو پردہ مین مقید رکہین اور پردہ بہی وہ پردہ کہ جو قید سے بہی
بظاہر سخت تر معلوم ہوتا ہے قرآن شریف بمقتضائے فطرت انسانی عورتونکو اس معاشرت کا پابند
کرتا ہے کہ جو ان کے لئے ضروری اور لابدی ہے مثلاً اپنے تمام جسم کو پوشیدہ کرنا اور نیچی نگاہین کرنا زمین
پر پیر دے دے مار کر نہ چلنا کونسی بات ایسی ہے کہ جو قانون تہذیب و شائستگی کے خلاف ہے جو
انصاف شرط ہے اور عقل ضروری ہے تاکہ ہمین دودہ کا دودہ اور پانی کا پانی علیحدہ ہوا معلوم ہو جائے
آنکہین بند کرکے بیٹہے ٹوئیان مارنے کا زمانہ نہین رہا اب ہر ادنی بات کی بغور جانچ کی جاتی ہے
اور پہر اس کے تسلیم کرنے نکرنے کا ذکر ہوتا ہے - آنکہین نیچی کرنیکا حکم صاف طور سے بتارہا ہے کہ منہ
کہلا ہوا ہے اگر تمام منہ ڈہکا ہوا ہونے کا حکم ہوتا تو اس حکم کی کیا ضرورت تہی کہ آنکہین نیچی کرکے
چلو یہہ تمام روشن باتین ہمین اس سے آگاہ کرتی ہین کہ جو جو تہذیب کو ترقی ہو تی جائے گی اور تمدن
بڑہتا جائیگا قرآن کے بین احکام ہر حالت اور ہر زمانہ کے لئے ناطق سمجہے جائینگے -
دوسری بات یہ ہے کہ اس پردہ کی جو ہندوستان مین کیا جاتا ہے ضرورت ہے یا نہین تو یہہ ایک بہت
بڑا سوال ہے اور زیادہ پیچیدہ اسمین یہہ بات ہے کہ ہندوستان کے صدہا اقوام کے مسلمانون پر
سرسری نظر کئے بغیر کوئی اس کا جواب شافی نہین دے سکتا چونکہ ہندوستان کے اکثر شہرون کو
محض مسلمانون کی طرز معاشرت کی جانچ پڑتال کرنے کے لئے دیکہا ہے اسلئے مین کسیقدر صحیح رائے
اسکی نسبت ظاہر کرسکتا ہون - ہندوستان مین تقریباً چہہ سات کروڑ مسلمان آباد ہین گو وہ مسلمان
ہونے کے لحاظ سے ایک نیشن (قوم) کہلائے جانے کے مستحق ہوسکتے ہین لیکن ان کے معاشرانہ طریق
نیشنلٹی یا قومیت سے انہین بہت دور پہینکنے کی کوشش کررہے ہین - افسوس ہے دیکہا جاتا ہے
کہ انمین ہندوؤن کے خیالات روز بروز سرایت کرتے جاتے ہین اور وہ اصول اسلامی سے بہت
دور گرتے جاتے ہین گو برائے نام مسلمان ہین لیکن بیچارے اصول اسلام سے محض نابلد ہونے کی وجہ سے

کہین کے کہین بہے ہوئے چلے گئے اور کوئی سہارا دیکر انہین کنارہ اسلام پر لانے والا نہیں
ہوا پہلے ہم رجواڑون کے مسلمانون کی حالت کی طرف اپنی توجہ مبذول کرنا چاہتے ہین جنکی تعداد
دو ڈیڑھ کرور سے کسیطرح بہی کم نہین ہے ان کی حالت ناگفتہ بہ ہے وہ نماز پڑہتے ہین روزہ رکہتے
ہین لیکن قرآن کے احکام سے محض نابلد ہین ان کا نماز پڑہنا اور روزے رکہنا محض محلہ کی [illegible]
کے ملانون کی تقلید پر ہوتا ہے نماز مین جو آیتین قرآن شریف کی وہ پڑہتے ہین ان کے معنے سمجہنے
مین ایسے ہی عاری ہین کہ جیسے یورپین عربی زبان سمجہنے مین وہ یہہ نہین جانتے کہ جسکی امت
ہین ہم ہین وہ کون تہا اس نے اپنی زندگی کیونکر گذری اور ہمارے لئے وہ کون کونسے راستے صاف
کر گیا ہے انہین سے اکثر چوکا لگاکر کہانا کہاتے ہین دیوالی دسہرہ تہوارون کو اپنے تہوار سمجہتے ہین
سیتلا کو پوجتے ہین اور سیتلا نکلنے پر جو رسمین ہندؤن کے ہان ادا کی جاتی ہین وہ ان کے ہان
برابر کی جاتی ہین۔ کچے اور پکے کہانے کی بہی ان کے ہان تفریق ہے اور بعض بعض ہندوانی
تہوارون کے موقعون پر وہ قشقہ لگانے مین بہی عذر نہین کرتے اینتک ان کے پاس کوئی مولوی
نہین پہونچا اور جو گئے بہی تو انہون نے اپنے ٹکے سیدہے کرنے کے لئے ان کی موجودہ معاشرت
پر کوئی ایسی نکتہ چینی نہین کی کہ جس سے ان کے عقائد مین ایک تخلل عظیم پیدا ہو جاتا اور وہ اس
حالت کے بدلنے کی کوشش کرتے۔ انہین اکثر حافظ قرآن بہی ہین اور فارسی کی مروجہ کتابون کا
بہی انہین علم ہے لیکن اتنی سی تعلیم ان کی حالت کے سمندر مین کوئی زبردست تموج پیدا نہین
کر سکتی ان کے ہان پرانے طریقہ پر مکتبون مین تعلیم ہوتی ہے جہان گلستان بوستان تک پہونچ
جانا معراج سمجہی جاتی ہے۔ اس لکہنے سے میری یہہ غرض نہین ہے کہ ہر متنفس وہان کا ایسا ہی
ہے نہین تعلیم یافتہ اور لکہے پڑہے بہی ہین مگر ان کے لکہے پڑہے ہونے کا اثر ایک بڑی تعداد مین
کچہ نہین پڑ سکتا۔ ان کی مثال آٹے مین نمک کی بہی ٹہیک نہین ہو سکتی۔ انہین سے اکثر مدار اور شیخ
سدو کو اپنا روحانی پیشوا مانتے ہین اور عموماً ان ہی کی نیاز نذر دلواتے رہتے ہین ان کے علما بہی
اسی تہیلی کے چٹے ہین اور ان کے بہی قریب قریب یہی عقائد ہین۔ نہ بغداد کی علمی روشنی کی چمک
وہان تک پہونچی اور نہ اندلس کے سائنس کے مہر جہان تاب نے انہین منور کیا۔ اس سے غرض
میری یہہ ہے کہ ان دو ملکون کی لاثانی ترقی نے خواب خرگوشی سے یورپ کو جگا دیا اور اینتک
اکثر معاملات مین مدد کرتا رہتا ہے مگر ان بیچارون کے کان تک ابہی تک یہہ آواز ہی نہین
پہونچین کہ آیا ہمارے بزرگ بہی ایسے تہے اور انہون نے مختلف علوم مین اتنی ترقی کی تہی۔ اب
یہہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان کی یہہ حالت کیون ہے ؟ کیا وجہ ہے کہ اسلام کے روشن اصولون نے
اپنا نورانی پرتو نہین ڈالا اسکا جواب صرف یہہ دیا جاسکتا ہے کہ انہین اسلام قبول کئے

اسلام سے واقف نہین کئے گئے - اس کے بعد ایک بڑا گروہ میواتی مسلمانون کا ہے جس کی حالت مذکور الصدر گروہ سے کسیطرح بہی اچھی نہین - اب وہ مسلمان جو انگریزی عملداری مین ہین انہین بہی تعلیم کا بہت کم چرچہ ہے مثال کے لئے بنگال اور مدراس موجود ہے جہان تقریباً سو برس سے انگریزی اثر ہے اور جہان تعلیم کا دریا بہہ رہا ہے وہان بہی مسلمانون کی حالت قومی اور علم کے لحاظ سے نہایت ذلیل ہے وہ اپنے ہمسایون سے بہت پیچھے ہین اور ابتک انہون نے تعلیمی سلسلہ کا کوئی پارٹ نہین لیا اکثر الناس ایسے ہین کہ شایستہ انجمنون اور مہذب جلسون مین آنے کے قابل نہین ہین اور کچھ ایسے بیہودے خیالات نے انہین گہیر رکہا ہے کہ وہ ابہر نہین سکتے مگر بہت بڑے شکر کا مقام ہے کہ ان ہی سنگریزون مین جوہر بہی چمکنے لگے ہین اور وہ اپنی تابانی سے بہت کچھ منور کر رہے ہین اور اپنی لیاقت کے وہ نمونے دکہائے ہین کہ قوم ہمیشہ فخر کرے گی اب ہم ایک سرسری نظر ہندوستان کے مسلمانون پر ڈالتے ہین اور اصلی حالت پر غور کرتے ہین - جتنے بڑے شہر ہندوستان کے ہین وہان کی تعلیمی حالت مسلمانون کی بہت ہی خراب ہے مثلاً بمبئی ہی ہین خیال کر لیا جائے کہ بڑے بڑے کالجون مین مشکل سے ایک آدہ لڑکا کلاس مین تعلیم پاتا ہوا معلوم ہوگا ہم نے بمبئی کے میڈیکل کالج مین جاکر دریافت کیا کہ یہان کوئی مسلمان بہی پڑہتا ہے تو کالج کے پرنسپل نے افسوس سے یہہ جواب دیا کہ اسوقت ایک ہی لڑکا نہین ہے سال گذشتہ مین دو لڑکے تہے لیکن کم محنتی ہونے کی وجہ سے گہر بیٹہہ بیٹہہ رہے - بمبئی مین شاید تین لاکہہ مسلمان آباد ہین یہہ حسرت سے لکہا جاتا ہے کہ مشکل سے چار سو یا پانسو بچے مسلمانون کے مدارس انگریزی مین تعلیم پاتے ہون گے اور کل بمبئی مین گریجویٹ تو اتنے نکلینگے کہ جنکا شمار انگلیون ہی پر ہوگا

جب مردون کی یہہ حالت ہے تو ان کی عورتون کی کیسی حالت ہوگی ان کے خیالات کیسے غیر مصفا اور لایعنی ہوگئے اور ان کی طرز معاشرت کیسی ناپاک ہوگی جب ان کی یہہ حالت ہے تو یہہ ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ مکان کی چار دیواری ہی مین مقید رہین یہی غنیمت ہے کہ مکانات مین بند رہنے سے ان کے عیب ڈہکے ہوئے ہین اور جب وہ باہر نکلین گی تو ان کی بدتہذیبی اور وحشت اور بہی قوم کو بدنام کرے گی اس لئے یہہ بہت بڑی مصلحت ہے کہ جبتک ہندوستان مین تعلیم نہ پہیل جائے پردہ ہی رہے ورنہ اگر آج مسلمان پردہ کو توڑ دین اور اپنی مستورات کو باہر پہرنے کی اجازت دین تو ان کی مستورات کا نقشہ بہی ہنود کی عورتون کی طرح ہوگا گہنگٹ تو فٹ بہر کا لٹک رہا ہے اور پیٹ بالکل کہلا ہے اور پاؤن سے ننگی ہین - آزادی سے دریائین پر نہاتی ہین اور کوئی کچھ نہین کہتا ایسی گندی معاشرت سے یہہ بہت ضروری امر ہے کہ پردہ رہے ہان جب تعلیم پہیلیگی اور خیالات نتہرینگے شایستہ انجمنون مین وہ آنے جانے اور شرکت

کرنیکے قابل ہوجاینگی پہر بیشک پردہ رکہنے کی چندان ضرورت ہوگی اہل یورپ کا واویلہ
کرنا پردہ کے لئے محض فضول ہے جب وہ میری اس تحریر کو پڑہینگے تو انہین صاف معلوم ہو
جائیگا کہ ہندوستان کے مسلمانون کے لئے پردہ کی خواہ وہ انہین کسی طرح سے آگیا کتنی ضرورت
ہے۔ ان مصلحت آمیز باتون کے لئے اسلام نہین روکتا بلکہ اس کی طرز تحریر اجازت دیتی ہے
کہ ہمیشہ جو کام کرو مصلحت سے کرو خلاف ۔ ۔ ۔ جو کام کروگے اسمین خسارہ پڑیگا۔
اب تیسری بات اور قابل بحث رہگئی کہ آیا اس تقید سے عورتون کو کچہ تکلیف پہونچتی ہے
یا نہین ہے۔ اس بات کا جواب دینا بہت سہل ہے دنیا مین انسان اپنی طبیعت کے موافق خوشی
اور غم کو محسوس کرسکتا ہے مختلف طبائع ہونے کی وجہ سے مختلف چیزون سے انسان اپنی راحت
اور تکلیف کا اندازہ کرسکتا ہے۔ مثلاً ایک قوم جنگل مین رہنا اور وہان کی بود و باش رکہنے
کی عادی ہے اگر اسکو کسی آباد شہر مین بسایا جائیگا تو وہ سخت مصیبت مین اپنے کو پہنسا ہوا
خیال کریگی اور کبہی شہر مین رہکر وہ صحیح المزاج نہین رہ سکتی کیونکہ اسکی پشت ہا پشت صحرا نوردی
مین بسر ہوگئی وہ گرم دنون اور یخ بستہ راتون مین رہنے کی عادی ہوگئی ہے اسے جنگل کی
ہوائین اچہی معلوم ہوتی ہین وہ کبہی پسند نکریگی کہ شہر کی چاردیواری مین رہکر اپنے کو مقید کرے
گو ہمین ان کی صحرا نوردی دیکہکر ضرور یہہ خیال آتا ہے کہ نہ ان کے رہنے کو پختہ مکانات ہین
نہ مہذب معاشرت کا سامان ہے گرمیون مین لوؤن سے بچنے کے لئے نہ خس کی ٹٹیان اور برف
کا پانی ہے یہہ کیونکر زندہ رہتے ہونگے مگر برخلاف اس کے وہ تندرست زیادہ اور ہم سے کہین سرخ
و سفید اور قوی ہین اس بات پر غور کیا جائے کہ وہ ہماری نسبت کیا خیال کرتے ہونگے وہ ضرور
یہہ کہتے ہین کہ یہہ لوگ بڑی ہی تکلیف مین ہونگے کہ شہر کی چاردیواری مین اپنی زندگی بسر
کرتے ہین اس قید مین ان کا دل کیونکر لگتا ہوگا یا اگر شہریون کو حکم دیدیا جائے کہ تم جنگل مین
جاکر آباد ہو جاؤ تو انہین کتنی بہاری مصیبت معلوم ہوگی اور وہ اس کو کتنا بڑا قہر خدا خیال کرینگے
اسکی وجہ کیا ہے؟ صرف یہی ہے کہ پشت ہا پشت سے جب ایک حالت مین رہتے رہتے عادت
ہوگئی ہے انہین اسی مین آرام اور آسایش معلوم ہوتی ہے گو دیکہنے والے کو ان کی حالت کیسی
ہی تکلیف دہ معلوم ہوتی ہو اسکو بہی جانے دو اور بہی ایک بدیہی مثال لو اپنا وطن کیون زیادہ
پیارا معلوم ہوتا ہے اور انسان کیون مصیبت کی حالت مین بہی اسے چہوڑنا گوارا نہین کرتا۔ اپنا
وطن خواہ دوسرے شہر کے مقابلہ مین کیسا ہی غیر آباد اور خراب کیون نہو لیکن پہر بہی یہی دل چاہیگا
کہ اپنی تمام عمر یہین گزار دو یہانتک اگر ہم کہین سفر مین بیمار ہوتے ہین تو ہماری یہی خواہش
ہوتی ہے کہ اگر ہمارا دم نکلے تو وطن ہی مین جاکر نکلے اور وہین ہم مدفون ہون بلکہ جو لوگ دولتمند ہین

ہین وہ مرتے وقت وصیت کرجاتے ہین کہ ہمارا جنازہ وطن ہی کی خاک مین دفن ہو یہ ایک نیچرل تعلق ہے جو بمقتضائے فطرت انسانی شہر سے ہوجاتا ہے یہی مثال پردہ کی مستورات کی بھی ہے کہ انہین گہر کی چار دیواری مین رہکر مطلق تکلیف نہین معلوم ہوتی بلکہ جب ذکر ہوتا ہے تو انہین تعجب ہوتا ہے کہ باہر کی پہرنے والیون کا کیونکر قدم اُٹھتا ہے اور یہ مردون سے آنکھین چار کرکے کیونکر گفتگو کرلیتی ہین - وہ پردہ ہی مین پیدا ہوتی ہین وہین پرورش پاتی ہین اور وہین بڑی ہوتی ہین اور وہین مرجاتی ہین جیسا خیال کیا جاتا ہے وہ اس تقید سے بالکل آزاد ہین وہ بآزادی ریلون کے سفر کرتی ہین اپنے متعلقین مثلاً خاوند باپ بہائی کے ساتھ بآزادی ایک شہر سے دوسرے شہر کو جاتی ہین اسٹیشنون پر اترتی ہین اور بازار کے راستے طے کرتی ہوئی اپنے گہر جاتی ہین انہین ممانعت نہین ہے کہ وہ پالکی گاڑی کی جہلملیون مین سے بازار کو نہ دیکہین اور خدا کی قدرت کی سیر نکرین - وہ بہت شوق سے بحری سفر کرتی ہین اور ذرا بہی انہین معلوم نہین ہوتا وہ بآزادی مکہ شریف مین ارکان حج ادا کرتی ہین اور مردون کے پہلو بہ پہلو اپنے فرائض مذہبی کی انجام دہی آزادی سے کرتی ہین ہان صرف اسکی انہین پابندی ہے کہ غیر مرد سے سینہ بسینہ سامنے کہڑے ہوکر بلا ضرورت باتین کرین اور خاک اُڑاتی ہوئی گلی در گلی پڑی پہرین نہ وہ خود اسے پسند کرتی ہین کہ کہلی بگہیون مین بناؤ سنگہار کرکے ہوا کہاتی پہرین ابہی ان کی تہذیب اس حد تک نہین پونچی ہے وہ زمانہ آنے والا ہے کہ یہی صورت پیدا ہوجائے گی جب یہ کیفیت ہے اور مستوراتین بخوبی آزاد ہین پہر مین حیران ہون کہ ستم رسیدہ کیون کہا جاتا ہے اور یہ کیونکر خیال کرلیا گیا کہ وہ سخت مصیبت اور آفت مین مبتلا ہونگی کوئی ان کے دل سے پوچہے کہ تمہاری پردہ مین کیا حالت ہے اس کے بعد ان کی تکلیف اور راحت کا اندازہ ٹہیک ہوسکتا ہے -

اپنی اسلامی ہندی مستورات کی حالت دیکہکر مین یہ کہسکتا ہون کہ اگر انکے خاوند یہ حکم کرین ستم باہر پہرو اور غیر مرد سے پردہ نکرو تو صدہا مستورات تو زہر کہاکر مرجائینگی اور ہزارون طلاقین لیکے بیٹہ اپنے میکے ہو بیٹہینگی اور لاکہون صاف انکار کردینگی کہ ہم اپنی پردہ دری کبہی نہ کرینگے اور دست بدست اپنے خاوندون سے جنگ کرنے پر مستعد ہوجائینگی - یہ تمام بین تجربے ہمین اس بات سے آگاہ کر رہے ہین کہ ہندوستان مین پردہ ضرور ہونا چاہیئے اور موجودہ طریقہ پردہ داری سے مستورات کو ہرگز تکلیف نہین پونچتی - اسلام نے عورتون کو آزادی اسقدر دیدی ہے کہ ان کا خاوند ان پر جبر کبہی نہین کرسکتا وہ فوراً طلاق دینے پر مجبور کیا جاسکتا ہے اور مہر ادا کرنے پر زبردستی اسے متوجہ ہونا پڑتا ہے جتنے حقوق خاوند کے بیوی پر ہین اسیقدر حقوق بیوی کے خاوند پر ہین گو مغربی تمدن نے تو ابہی تک مشرقی

مستورات کو اپنے خاوندون پر حاصل نہین ہوئی لیکن اکثر . . . دیکھا جاتا ہے کہ تعلیم یافتہ
عورتین کبھی اپنے تند مزاج خاوندون کا ظلم نہین سہہ سکتین اور ان کی بیجا باتون کا ان کو کافی
صلہ دینے کو تیار ہو جاتی ہین کیا مقدور ہے کہ خلاف انصاف اور تہذیب شریف خاندانون مین
خاوند بیوی کی نسبت کوئی ناشائستہ کلمہ زبان سے نکال سکے ہان جو نیچ قوم مین ہین وہ اپنی بیویون
مارتے بھی ہین اور غلیظ کلمات بھی ان کی نسبت استعمال کرتے ہین مگر نہ انہین کچھ غیرت آتی ہے نہ ان
کی بیویون کو ناگوار گزرتا ہے بلکہ نیچ قوم مین تو بیوی میان کی جوتی پیزار بہت پیار سمجھا جاتا ہے —
میری اس تحریر سے یہہ صاف ظاہر ہو گیا ہوگا کہ جیسے نو وارد خواتین یورپ جب ہندو مسلمانون کی
مستورات کو پردہ مین دیکھتی ہین تو یہ خیال کیا کرتی ہین کہ یہ بڑی سخت مصیبت مین گرفتار ہونگی
ان کا یہہ تصور کرنا محض بے سر و پا اور لغو ہے ان کی تکلیف اوروں کے آرام سے بہتر ہے —
حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خدا کی مرضی کے بموجب عورتون کو اس آفت ناک
سختی سے نجات دی کہ جو ان پر صدیون سے چلی آتی تھی — ان کے حقوق کہ جو معرض زوال مین
آگئے تھے پھر بحال کیا اور انسانی معزز سوسائٹی کا ایک اعلی درجہ کا ممبر بنا دیا اسلام مین بعض نامور
ایسی ہوئی ہین کہ جنپر ہمیشہ تاریخ کی روشنی چمکیگی اور ان کے لاثانی نمایان کارنامے تاریخ کے صفحون پر
زمانہ کی پیشانی کیطرح کندہ رہینگے حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا یہ خیال کیا جاتا ہے جو بی بی خدیجۃ الکبری
کی افسوس ناک وفات کے بعد نبی اکرم سے بیاہی گئی تہین اور جو حضرت صدیق اکبر کی چاہتی صاحبزادی
تہین انہون نے مشہور جنگ جمل مین حضرت علی کے مقابلہ مین اپنے لشکر کی خود کمان کی اور نہایت
خونریزی سے کئی میدان لڑین اور تیرون کی بوچھاڑ اور نیزون کی نوکون کے آگے سپاہ سے بھی
بڑھ بھی چلی گئین —

بی بی فاطمہ زہرا حضرت نبی اکرم کی پیاری صاحبزادی نے خلافت کے جھگڑے مین بڑی بڑی بحثین
کین اور خوب خوب جواب و سوال کئے جس سے ان کی لاثانی پولیٹیکل قابلیت کا اندازہ ہو سکتا تھا
پھر نبی اکرم کی نواسی زینب پر جو حضرت امام حسین کی بہن تہین توجہ کی جانے کہ کربلا کے دلگداز معرکہ
کے بعد جب آپ دمشق پہونچی ہین اور یزید سے گفتگو ہوئی ہے تو آپکی غیر مغلوب روح نے سنگدل عبید اللہ
اور نا خدا ترس غافل یزید کو دہلا دیا اور ایسے غدر ہی کرتے ہین پڑھی بی بی زینب کی وہ پر جوش اور
مؤثر تقریر جو یزید کے سامنے ہوئی تھی سنہری حرفون سے اب تک زمانہ کی پیشانی پر لکھی ہوئی ہے
اب ایک نظر سلطانی یا شہنشاہی حرم سراؤن کی طرف کرنی چاہئے بیگمات کا محل مین رہنے
کا طریقہ یہہ زمانہ اسلام سے پہلے کا ایشیا اور یورپ کے بعض حصص مین جاری تھا اور یہہ ایک بہت
بڑی کسر شان سمجھی جاتی تھی کہ عام عورتون کی طرح سلطانی بیگمات بھی سڑکون پر پھرین اور بازارون

ضرور ہوا کہ انہیں محلات میں وسیع جگہہ دیجائے یہہ خیال محض غلط ہے کہ ان کو اسلئے محلات مین رکہا جاتا ہے کہ ان کی ذات پر بہروسہ نہین بلکہ ترک سلطنت قدیم سے یہی سمجھی گئی ہے کہ وہ محلات مین اپنی زندگی بسر کرین اسلام کو اس طرز معاشرت حرم سرائی سے کچھ تعلق نہین ہے یہہ باتین رسوم ملکی کے تابع ہوتی ہین انہین مذہب سے کوئی تعلق نہین ہوتا جب ایشیا کے اکثر ملکون مین مسلمانون کی علمداری ہوئی ہے چونکہ وہ خود ایشیا کے رہنے والے تھے اسلئے انہین وہی رسمین پسند آئی تہین جو بمقتضائے آب وہوا اس ملک مین پہلے سے جاری تہین اور یہی ان کی شوکت اور عظمت کی سہارا دینے والی تہین۔ زمانہ کے لحاظ سے ان پر کوئی اعتراض نہین ہوسکتا۔ ہمیشہ معترض کو اس کا خیال رکہنا چاہئے کہ جب وہ کسی قوم کی معاشرت پر اعتراض کرے پہلے اپنے گریبان مین منہ ڈال لے اپنی موجودہ اور گذشتہ معاشرانہ نتائج کی طرف سے آنکہین بند کرکے اٹکل پچو اعتراض جما دینے سے معترض کی کم لیاقتی کہل جاتی ہے۔

اگر ہم عیسائیت کے ابتدائی زمانہ پر نظر ڈالینگے تو ہمین یہہ معلوم ہوگا کہ عیسائی خواہ جاہل ہو یا تعلیم یافتہ اپنی مستورات کو اس ظلم و تعدی سے مقید رکہتا تہا کہ جس کا ذکر سننے سے رونگٹے کہڑے ہوتے ہین ان پر شدید اور ناقابل رحم مظالم توڑے جاتے تھے اور ان کی وہ گت بنائی جاتی تہی کہ ماتم ہی ماتم کرتا تہا۔ ٹرٹیلین نے اپنی کتاب مین عورتون کی نسبت یہہ قلم فرسائی کی ہے ”وہ شیطان کی گذرگاہین یا دروازے ہین۔ وہ ممنوع درخت کا پہل کہانے والی ہین۔ وہ روحانی حقوق کی ویران کرنے والی ہین۔ وہ خدائی انسانی صورت کی تباہ و برباد کرنے والی ہین“ پہر دوسرا درشت تر اور سخت تر ریمارک عورتون کی نسبت یہہ ہوا ہے۔

”عورتون مین اس نے پاکدامنی اور عصمت کو ڈہونڈا لیکن نہین پایا“

پہرسکی لکہتا ہے کہ کرائی سا سٹم جو اعلے درجہ کی قابلیت کا شخص تہا اور جسکو زبردست علمی لیاقت سے لوگ اپنا مقتدی تسلیم کرتے تھے عورتون کی نسبت یہہ ریمارک کرتا ہے۔

”عورتون مین ضروری شیطنت بہری ہوئی ہوتی ہے ان مین شہوانیہ جذبون کا ابہار ہونے کا مادہ بہت بہرا ہوا ہے ان کی سبز قدمی ایک لازمی امر ہے خانگی فتنہ و فساد کی آگ صرف انہی کی ذات سے بہڑکتی ہے انہین مردہ افسون گری کوٹ کوٹ کر بہری ہوئی ہے ان کی طبائع کا رجحان ہمیشہ ارذل اور خراب تر باتون کی طرف ہوتا ہے“

اس خوفناک اور زہریلے ریمارک نے عورتون کو ناگفتہ بہ حالت مین پہنچا دیا تہا اور ہر شخص تنگ

نظرون سے انکی طرف دیکھنے لگا تھا مقدس لوگ ان سے بات کرنا یا ان کو اپنی صحبت مین رکھنا
بہت بڑا گناہ تصور کرتے تھے راسخ الاعتقاد چرچ نے قطعی یہ حکم دیدیا تھا کہ عورتین مذہب کے اعلےٰ
اعلےٰ ارکان نہ ادا کرنے پائین ہان ذلیل باتین کرنے کی انہین اجازت تھی وہ کسی شائستہ انجمن مین
بلائی نہ جاتی تھی ان کو سرتاپا نحوست خیال کر لیا تھا اور یہ سمجھہ لیا گیا تھا کہ جو آفتین کہ دنیا پر نازل ہوتی
ہین یہ عورتون کی سبز قدمی کی وجہ سے ہین عورتون کی قابل زاری حالت جو عیسائیت کے ابتدائی
زمانہ مین تھی اگر وہ مشرح بیان کیجائے تو سنگدلون کے بھی پتے پانی ہو کر بہ جائین یہ ممکن نہ تھا کہ کسی
مقدس پادری کے آگے عورت نکل جائے اور وہ اسکو اس جرم مین ڈرے نہ مارے وہ ہر قسم
کی انجمن سے قطعاً خارج کر دی گئی تھین اور انھین سختی سے ممانعت کر دی گئی تھی کہ وہ کبھی عبادت
خانون کی طرف ہو کر نہ نکلین انھین حکم دیدیا تھا کہ وہ پبلک مین نہ آئین - اور نہ کسی دعوت مین جا کر
شریک ہون اور نہ کسی تقریب مین جائین جب ان کو مجسم نحوست سمجھہ لیا تھا پھر ان کی حاضری کسی جگہہ
بھی کیونکر گوارا ہوتی ان کے لئے پردہ مین رہنے کا فیصلہ کر دیا گیا تھا اور ممانعت کر دی تھی کہ وہ کبھی
کوئی بات نکرین نہ اپنا اظہار دل کسی سے کرین گونگون کی طرح ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھی رہین اور اپنے
خاوندون کی خواہ وہ کوئی حکم کرین پابندی کرین اور اپنے گہر مین سوائے سوت کاتنے اور کہانا پکانے
کے دوسرا کام نکرین اور اگر اتفاق سے باہر جانے کی ضرورت داعی ہو تو وہ سر سے پاؤن تک لپٹ کر
جائین جیسے کہ تپی بنی ہوئی ہوتی ہے جس سے انہین چلنا بھی دشوار ہو جاتا تھا اور وہ قدم قدم پر
ٹھوکرین کہاتی تھین - یہ حالت تھی زمانہ عیسائیت مین عورتون کی کہ جس سے زمانہ وحشت ناک
شاید ہی دوسری قوم مین ہو جب تک تاریخ کا وجود دنیا مین باقی ہے مسیحی مذہب ہمیشہ اپنی ناتراشیدہ
اصلاح اور برتاؤ پر جو اس نے بت پرستی مین کی اور عورتون کے ساتھہ کیا فخر کریگا - درحقیقت
یہی اس کا بہت بڑا فخر ہے اور یہی ظلم اسکا بہت بڑا ناز ہے -

گذشتہ زمانہ مین اور یورپ کے اندھیرے اور تاریک تر عہد مین جہان جہالت کی عمیق گھٹا نے
تمام یورپ کو محاط بنا لیا تھا اور انسانی سکرات الموت کی جانگداز آوازون نے جو اس وحشت خیز
گھٹا سے بلند ہو رہی تھین زمانہ کو سرتاسر اندھیرا کر دیا تھا اور جو عہد ظلم و غارتگری - کذب و
دروغ حلفی - جور و ستم - ہوا و ہوس - نفس پرستی - فسق و فجور - تعدی - خلاف ورزی
مین بڑا نامور ہوا ہے اس زمانہ مین عورتون کی حالت کچھہ بیان نہین ہو سکتی صرف اتنا ہی
کہنا کافی ہے کہ جتنی ذلیل حالت انسان کے لئے ممکن ہو سکتی ہے وہ عورتون کی کیجا رہی
تھی ایک تہلکہ مچا ہوا تھا اور واویلا و بکا کی صدائین چارون طرف بلند ہو رہی تھین -
یورپ نے مسیحی مذہب اختیار کرتے ہی جور و تعدی مین اور بھی تیز دستی دکھائی اور اس نے

یہ ثابت کرکے دکھا دیا کہ حضرت عیسے کے رہبانہ اور منکسرانہ اقوال کا اثر اُلٹا پڑا کرتا ہے مسیحی مذہب
نے عورتوں کی قسمت کے سمندر میں قہر آلود عیاشی کا مدوجزر پیدا کر دیا اور اب ان کی طرف کسیقدر
محبت آمیز نظر میں پڑنے لگیں اور زناکاری کو اس درجہ ترقی ہوئی کہ جب کی کوئی بھی انتہا نہیں
روزمرہ نوجوان عورتوں سے بھاگنے کے مقدمے ہوتے تھے اور وہ قابل شرم باتیں کیجاتی
تھیں کہ جس کے بیان کرنے کی اجازت تہذیب نہیں دیتی اسلیئے ہم ان شرمگین واقعات کو حوالہ
قلم نہیں کرتے۔ خانقاہیں ہمیشہ نیکیوں کی بازگشت نہ تھیں اور نہ کنوارے رہنے کی فہمایش
اور پر اثر لذیذ نصیحت عفت وعصمت کی محافظ تھی۔ جس زمانہ میں کہ عیسائیت کا بہت کچھہ عروج تھا اور
اس کا زمانہ شباب کی عنفوان کی پوری بہار پر تھا بڑے بڑے بشپوں کے کارنامے یا اعمال نامہ
سے تاریخ کے صفحے سیاہ ہو رہے ہیں جس سے مسیحی مقدس چرچوں کی فضیلت بخوبی
کھلتی ہے۔ پروٹسٹنٹ مذہب کی اشاعت پر بھی اخلاقی انجمنوں میں کچھہ اثر نہوا اور نہ
زناکاری میں کسی قسم کی کمی اگر واقع ہوئی بیچاری مظلوم عورتوں کی بھی وہی کیفیت رہی ذرا بھی
اصلاح ان کی قابل رحم حالت میں نہ واقع ہوئی حضرت عیسے نے تاکید کی تھی کہ عورتوں
با انسانیت پیش آنا لیکن آپ کے پیروان نے اُلٹا عملدرآمد کیا اور وہ وہ غیر قابل برداشت
سختیاں توڑیں کہ جو ابتک خون کے قطروں سے یورپ کے مقدس چرچ کی تاریخ میں لکھی ہوئی ہیں
اگر ہم یورپ کے وسطی زمانہ پر ایک غور بین نظر ڈالینگے تو ہمیں اسکی وہی حالت جو ابتدا میں
تھی معلوم ہوگی آٹھہ صدی سے لیکر چودہ صدی تک ہر قسم کے مظالم کی زیادتی ہوتی گئی مگر اصلاح
کی کوئی صورت نظر نہ آئی۔ چودھویں صدی کا زمانہ تاریخ میں سب سے زیادہ مشہور و معروف ہے
کیونکہ اسپین میں مسلمانوں کا وہی زمانہ علمی حق میں بہت عروج پر تھا اگر اس صدی کے اسلامی
اور مسیحی زمانہ سے مقابلہ کیا جائے گا تو کسی امر میں ذرا بھی نسبت نہیں معلوم ہوتی۔ یورپ میں
اس صدی میں نظم اور فسانے انجمنوں کے زیور ہوگئے تھے اور گھر گھر اس کا رواج ہوتا
چلا تھا لیکن اس زمانہ میں بھی عورتیں جور و تعدی ہی کی مطیع بنی ہوئی تھیں اور ابتدائی ترقی
نظم و فسانوں میں بھی ان کی قابل رحم حالت میں کچھہ فرق نہیں ہوا۔
مسیحی شہسواری اور شجاعت کے سنہری زمانہ میں دغا و ظلم وستم اہل یورپ کی
عمدہ معاشرت تھی اور اس زبون حالت کو یہاں تک زمانہ گذر گیا تھا کہ آخر مغربی بے ترتیبی
کا مشرقی تہذیب اور شائستگی سے اتصال ہوگیا۔ یورپ کے خوشنما باغوں میں کوئی پہول
ویسا نہ کھلا تھا کہ جو دنیا کو اپنی عطر بیز خوشبوؤں سے بساتا نہ کوئی شہسوار ایسا پیدا ہوا تھا کہ جو اپنے
گھوڑوں کی ٹاپوں سے ظلم کی زمین روندڈالتا اگر میدان شجاعت کے شہسوار اور باغ نبوت کے

اثمر وتازہ پہول پیدا ہی ہوسکتے تو صرف ویران صحراؤن مین ان کا ابہار ہوا اور ان ہی وحشت
خیز جنگلون مین حضرت موسیٰ اور عیسیٰ اور خاتم النبیین حضرت محمد پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
ہدایت کی آوازین بلند ہوئین جنہون نے یورپ کو نئی صورت عنایت کی اور اس کی شائستگی کو نیا
لباس پہنا دیا اسی جنگل سے حضرت عمر جیسا اشخص پیدا ہوا کہ جس نے اپنی نو دس سالہ خلافت
مین مشرقی اور مغربی دنیا مین زلزلہ ڈالدیا اور اسلام کو اس کونہ سے اس کونہ تک پہیلا دیا۔ یورپ
کبہی ایسے لاثانی مقدس انفاس پر فخر نہین کرسکتا اسکا فخر ان ہی متعدد صحراؤن کو ملتا تہا کہ جہان
یہہ مقدس انفاس پیدا ہوئے تہے۔ آخر الزمان نبی نے ان تمام ناتمام باتون کو پورا کیا اور تہذیب و
تمدن کو کامل طور پر مضبوط کیا جس نے یورپ کو یہہ دل و دماغ عطا کیا کہ آج وہ تمام عالم مین اپنے کو
سربرآوردہ جانتے ہین اور بیشک موجودہ زمانہ مین وہ اس فخر کرنے کے مستحق ہی ہین۔

عربون مین اشاعت اسلام سے پہلے عورتون کی حالت ان کی معاشرت کی طرح زبون تر اور خراب تر تہی
اور یہہ ناقابل برداشت اور قابل نفرین معاشرت انہون نے شامیون اور ایرانیون اور رومیون سے حاصل
کی تہی چونکہ یہہ پڑوسی سلطنتین تہین اسلئے ان کا اثر عرب پر خاطر خواہ پڑ رہا تہا اور وہ اپنے پڑوسی
ملکون کی تہذیب کے پہلو بہ پہلو چل رہا تہا مگر بعض خانہ بدوش قومون مین عورتون کی حالت نہایت
آزادی کی تہی اور اپنی قوم کی دولت پر ان کا بہت بڑا اثر تہا پیرن کہتا ہے "کہ وہ یونانیون کی طرح مصیبت
اور آفت کی شکار نہی ہوئی نہ تہین" وہ اپنے مردون کے ساتہہ میدان کارزار مین سینہ بسینہ جنگ کرتی
تہین اور بعض عورتین ایسی نامور ہی میدان جنگ مین پیدا کرتی تہین کہ ان کے بہائی بند خاوند جسوقت
شمشیر برہنہ لیکر خونخواری سے دشمن کے مقابلہ مین بڑہتے ہتے تو اپنی بہن اور بیٹی کی مدح سرائی کرتے تہے
کہ ہماری عورتین ایسی جنگ آور ہین کہ مردون کو کچہ مال نہین سمجہتین تو تم ہم سے ہرگز مقابلہ نہین کرسکتے
ان مین دلیری اور فیاضی اعلے درجہ کی نیکیان سمجہی جاتی تہین اور عصمت پناہی مستورات کا خاص طور پر
خیال کی جاتی تہی۔ اگر کوئی شخص ناجائز طور سے کسی عورت کی طرف آنکہہ بہر کر بہی دیکہہ لیتا تہا یا اسکو
ناشائستہ الفاظ سے یاد کرتا تہا تو قوم کی قوم بہڑک اٹہتی تہی اور جزیرہ نما کے اس سرے سے اوس
سرے تک خوفناک جنگ کے شعلے بہڑک اٹہتے تہے۔ وہ جنگین جنکو عرب مقدس کہتے تہے اور جو پورے
چالیس برس مین جاکر نبی اکرم کی وجہ سے اختتام پر پہونچی تہین کوئی ملکی اسباب یا دولت کی طمع
یا حکومت کی خواہش سے نہ ہوئی تہین بلکہ ایک نوجوان لڑکی کی توہین ہونے سے یہہ عظیم الشان
خونریزی ہوئی کہ تمام جزیرہ نما مین ایک قہر حکومت کرنے لگا تہا۔

جب نبی اکرم کا ظہور ہوا تو آپ نے ایک اعلے درجہ کا شریفانہ برتاؤ مستورات کے ساتہہ کرنا سکہایا اور
تمام مردون کو حکم کیا کہ وہ اپنی بیویون کا بخوبی لحاظ رکہین کسی خاوند کی مجال نہین تہی کہ وہ بلا وجہ

اپنی بیوی کو آنکھہ بھر کر بھی دیکھہ سکتا اسکی دو تو آنکھیں قانون شریعت اسلامی انگلیان ڈال کر نکال لیتی یعنے اسکی زیادتی کی اسے پوری سزا دی جاتی۔

حقیقی اور لاثانی ہدایتون سے قوم کی سادہ معاشرت کے دریا مین ایک تموج پیدا ہوگیا اور عورت و مرد کو قانون انصاف کی ایسی مضبوط سی مین جکڑ دیا کہ جسکی نظیر کسی گزشتہ ہادی کے قوانین شریعت مین نہین پائی جاتی۔

اسلام مسیحی مذہب کی طرح مختلف خیالات اور مختلف زمانون کی وجہ سے گو ہر عہد مین کسی قدر ختلافات سے رہا لیکن جب اسکی ہر زمانہ کی مجموعی حالت پر غور کی جاتی ہے تو صداقت و شجاعت اور خلق و سخاوت اسلام کی ہمیشہ زیور بنی رہی ہے اور کبھی اسلام اس سے علیحدہ نہین ہوا۔

وہ انجمن جو زمانہ نبوت سے پہلے مکہ مین قایم ہوئی تھی اور جس کے پر جوش ممبر نبی اکرم تھے وہ انجمن کیا تھی صرف مظلومین کی حمایت کرنے کے لیئے قایم ہوئی تھی اور جسکی بنا حضرت محمد عربی کی تحریک کا نتیجہ تھا اسی وقت سے آپنے وہ اصلاح کی اور ستم رسیدون کی ایسی حمایت کی کہ تقریباً تمام دنیا کو تشدد و ظلم سے نجات دیدی گیا اور یہی کسی ملک سے یہ آواز اوٹھی کہ مخلوق کو مصیبت و آفت سے نجات دینے والا آگیا آؤ اور اس کی پناہ لو جو یہی پاک نفس تھا کہ جس کے انصاف کے ہاتھ سادے جھونپڑون کے خیمون سے سلطانی محلون مین پہونچ گئے اور جس نے صحرائی عمامہ سے شاہانہ تاج کو اپنی حفاظت مین پناہ دی جسکی قوت کے اثر نے دنیا بھر کو اپنی مٹھی مین دبا لیا اور جسکی قابل قدر اصلاح نے سات سمندر پار کے رہنے والون کو ظلم و ستم سے نجات دی۔

یہ جلال شان و شوکت رکھنے والے خلیفہ اپنے جواہر نگار محلون کی دیوارون مین اگر کسی ستم رسیدہ کی آواز داد رسی سنتے تو فوراً اپنا عیش و آرام ترک کرکے اسکی نجات دینے کے لیئے آمادہ ہو جاتے اور جب تک اسکی خلاصی نہو لیتی ان پر کھانا پینا اور محلون مین رہنا حرام تھا۔ خلیفہ عبدالملک کے زمانہ کا ذکر ہے کہ ایک دفعہ ایک عربی خاتون کو رومتہ الکبری کے سپاہی غلامی مین گرفتار کئے لیئے جاتے تھے اس خاتون نے یہہ غل مچا کر کیا۔

یا عبدالملک ... مدد کو کیون نہین آتا

جون ہی عبدالملک کو یہ خبر پہونچی ... عربی خاتون نے جب وہ ظالم رومیون کی قید مین جا رہی تھی میری مدد کی درخواست کی ہے سرگرمی سے قسم کھائی کہ مجھپر کھانا پینا حرام ہے جب تک کہ مظلومہ کو جابرون کے پھندہ سے نجات نہ دون۔

یہہ قسم کھاتے ہی وہ محل کے باہر نکل آیا اور اس نے اپنے وزیر جنگ کو حکم دیا کہ فوجین تیار ہوکر روم کی طرف بڑھین جسوقت حملہ کرنیکا موقع آیا ہے تو عبدالملک خود فوج کی کمان کر رہا تھا کئی فتحمندانہ جنگون

آخر رومیون نے پس پا ہو کر عرب خاتون کو رہائی دیدی جون ہی عبد الملک نے یہ سنا وہ اپنی
فوجین اٹھا کر واپس چلا آیا ایک مغل شہنشاہ جب اپنے خوفناک دشمنون کے خوف سے جان بچا کر بھاگ رہا
تھا اسی اثنا مین اس کے پاس ایک رانی کا بازو بند پہنچا جو بطور علامت بھائی چارے کے اس نے بھیج
مدد کی خواہش کی تھی - شہنشاہ موصوف یہ دیکھتے ہی اپنی ضروریات کو بھول گیا اور اپنی مختصر جمعیت کو
ساتھ لیکر رانی کی مدد کے لئے روانہ ہوا جن لوگون نے اسے گھیر رکھا تھا ان کو بھگا دیا اور شہزادی
کو آفت سے چھڑا کر اپنی منزل مقصود کی طرف راہی ہوا -

یہ مسلمہ امر ہے کہ مروت اور شجاعت اور مہمان نوازی عربون ہی پر ختم ہو گئی ہے - ہمیشہ انہون نے
مظلومین کو اپنے ہان پناہ دی ہے اور پناہ گیر سے کبھی انتقام لینے کی خواہش نہین کی -
ایک بار ایک شخص نے اپنے دشمن کو قتل کر ڈالا اور جب اسے اپنی جان کا خوف ہوا تو اس نے مقتول
کے بھائی کے پاس آکر پناہ لی اور یہ صاف کہدیا کہ مین تیرے بھائی کا قاتل ہون لیکن تیری پناہ مین آیا ہون
اور مین نے اپنے کو تجھے سونپ دیا ہے تو چاہے میرے ساتھ کچھ ہی برتاؤ کر تجھے اختیار ہے -
اس نے جواب دیا کہ گو تو میرے پیارے بھائی کا قاتل ہے لیکن جب تو نے میرے ہان آکر پناہ لی ہے
تو میری جوانمردی کے خلاف ہے کہ مین تجھ سے انتقام لینے کے لئے تلوار اٹھاؤن بیت المقدس کی
جنگین ہمیشہ یادگار زمانہ رہین گی ان ہی جنگون کے طفیل سے وحشی اور ناتربیت یافتہ یورپ کا
مشرقی اسلامی تہذیب سے اتصال ہو گیا تھا اور ترقی یورپ کی ابتدا گویا ان ہی جنگون سے پڑی -
بیت المقدس کی جنگون سے یورپ کی مسلمانون کی شان و شوکت آزادی اور شائستگی دیکھکر آنکھین
کھل گئین لیکن سب سے زیادہ اندلسی مسلمانون کی شجاعت اور تہذیب کے اثر نے اپنے یورپین
پڑوسیون کو بہت کچھ فائدہ پہونچایا اور انہین انسان بنا دیا - جنوبی فرانس اور جرمنی کے شعرا
جو جنگون مین محبت اور عزت کے گیت گا گا کر جنگ آورون کو میدان کارزار مین بڑھاتے تھے وہ دراصل
کس کے شاگرد تھے وہ ان ہی مسلمانون کے ہم شاگرد تھے کہ جو قرطبہ مین اسلامی شوکت کے جھنڈے گاڑے
تھے اور بغداد مین ناموس اسلام کے نگہبان تھے - پیٹری آرک - بوکیشو - ڈینٹو - چاسر
یہ کس چشمہ سے سیراب تھے ؟ صرف اسی چشمہ سے جو [illegible] مین بھرا تھا -
اسلام کی صدی سے سارسنس کے مشرق مین زوال تک ان ترکون کی دینی عزت کیسا تھی ہے کہ جو ان کے

(۱) شہنشاہ ہمایون جب کابل بھاگا چلا جاتا تھا اور افغان [illegible] رہے تھے [illegible]
کے ساتھ دست و گریبان [illegible] ہون نازل تھے اور وہ [illegible] اپنی حفاظت [illegible]
تھا کہ [illegible] جودھپور کی رانی نے اپنا بازو بند بھیجا اور پسی بیادگی اور بے سروسامانی مین بھی اپنی حفاظت اور جان کی پروا نہ کر کے خود
اسکی مدد کے لئے دوڑا اور [illegible] - یہ چند مثالین بیان [illegible]
اسلام کی [illegible] شجاعت کا صاف [illegible] کے مصنفون اور [illegible] کافی ہین - ان کے علاوہ
[illegible]

شایان ہوسکتی ہے اور بمقتضائے فطرت انسانی ان کے لئے لازم شمار کیجا سکتی ہے اور یہی توقع
دعزت موجودہ زمانہ مین بھی اسلامی دنیا مین عورتون کی کیجاتی ہے گزشتہ عفت مآب عالمہ خواتین
اسلام نے جو کچھہ کارنمایان کئے وہ صفحۂ عالم سے کبھی نہین مٹینگے اور ان کے لاثانی کارنامون
بیان ہنوز تاریخون مین بھرے ہوئے ہین۔

آؤ زبیدہ خاتون کے بلند کارنامون کی طرف ایک نوجہ کرین جو خلیفہ ہارون الرشید کی چاہتی بیوی
تھی پولیٹکل امور مین اسکی عمیق نظرین اور زبردست تحریرون نے سلطنتون مین اسکی تعریف کا
ڈنکا بجادیا تھا نہر زبیدہ جو اس کے نمایان کامون مین سے ایک ہے اور اب تک ہنوز اسکی یادگاری
کی تاریخ اپنے ساتھہ رکھتی ہے۔

حمیدہ فاروق مدنی کی بیوی کی شہرت علمی اسلامی دنیا مین نصف النہار آفتاب کی طرح اپنی شعاعین
سے تاریخ کے صفحے منور کررہی ہے وہ کئی برس تک اپنے لڑکے کو پولیٹکل اور سوشیل تعلیم
دیتی رہی اور جس کی لاثانی تعلیم نے اس کے نوجوان لڑکے کو بڑے بڑے علما اور فضلا مین ممتاز
بنادیا۔ عصمت مآب خاتون کی علمی قابلیتین اور پولیٹکل آراے مسلم تہین اور ایک عالم مین
اس کے ضمیری لاثانی جوہرون کی دھوم مچ رہی تہی۔

بی بی سکینہ حضرت امام حسین شہید کربلا کی صاحب زادی اور حضرت علی کی پوتی اپنے زمانہ
کی تابندہ۔ نہایت فاضل اعلے درجہ کی قابل۔ اور غایت درجہ نیک مشہور تہین فطرت
نے اس کے ضمیری جوہرون کو اپنے ہاتھہ سے سنوارا تہا اور اپنے ہنر کی پوری بانگی دکہائی
تہی اس کی قوت گویائی اور طلاقت تحریر بلا کی تہی اور جتنی ضمیری فضیلتین کہ ایک عصمت
مآب اور صاحب عفت خاتون کو نیچر سے عطا ہوسکتی ہین سب مین یہ بی بی درجہ اکمل
رکہتی تہی۔ پیرن فرانسیسی مورخ نے یہی الفاظ جو ہم نے اوپر نقل کئے اپنی کتاب مین اسکی
نسبت تحریر کئے ہین۔

نبی اکرم کے خاندان کی کل بی بیان اپنے لاثانی علم و ہنر اور اپنی بے مثال قابلیتون اور
عظیم الشان نیکیون مین بہت مشہور و معروف ہین ان کے معاشرانہ طرق شائستہ اور مہذب تھے
اور ان کے حمیدہ خصائل اپنا نظیر اس زمانہ مین نہ رکہتے تہے ان کے مزاج کی شیرینی اور طبیعت
کی نجابت اعلے درجہ پر پہونچی ہوئی تہی۔

بوران خلیفہ مامون کی پیاری بیوی جیسے حسن مین بے نظیر تہی اسیطرح بہت بڑی تعلیم یافتہ اور شائستہ
چال چلن رکہتی تہی اس کے خیالات کی جودت اور ضمیری وسعت نے اپنے زمانہ کی خواتین مین سے

ف حضرت امام حسین کی یزدجرد کی بیٹی سے شادی ہوئی تہی۔

شتابانہ ثابت کر دیا تھا مامون کی علم دوست طبیعت کی وہ بہت بڑی محسن تھی اور علمی ذوق میں اس کی رہنمائی کیا کرتی تھی مسٹر ڈی جانسن لکھتا ہے کہ یہہ باعصمت خاتون یونانی اور لاطینی بھی خوب جانتی تھی اور اس نے کئی یونانی فلسفہ کی کتابوں کا ترجمہ عربی زبان میں نہایت بامحاورہ کیا ہے۔ علم ہئیات میں اسے کمال حاصل تھا اور وہ اپنی بنوائی ہوئی رصدگاہ پر چڑھ کر اجرام فلکیہ کی سیر کیا کرتی تھی۔ غرض مامون جیسا علم ہنر کا شائق تھا اسیطرح یہہ پیاری خاتون بھی شریف علوم پر فریفتہ تھی۔

ام الفضل مامون کی بہن جو حضرت علی کے گھرانے کے آٹھویں امام کو بیاہی گئی تھی عجیب و غریب استعداد کی خاتون تھی اس کے زہد و اتقا اور عمر نے اس کے علم کے ساتھہ ترقی کی تھی ریاضی اور ہیئات کے لذیذ علوم میں اسے کامل درک حاصل تھی فصاحت و بلاغت اور صنائع بدائع میں اسکی بے مثال قابلیتیں مسلم زمانہ ہیں تاریخ سے پتہ لگتا ہے کہ اس نے کئی کتابیں علم ریاضی اور ہیئات میں تصنیف کیں اور اس کی صحبت میں بھی ایسی ہی عالمہ خواتین رہتی تھیں جو ایک نہ ایک علم میں کامل ہوتی تھیں۔

ام حبیب خلیفہ مامون کی لڑکی حیرت انگیز علمی جوہر اپنی ذات میں رکھتی تھی اس نے آنکھہ کھولتے ہی فاضل باپ اور عالمہ ماں کی صحبت بھری آغوش میں تربیت پائی تھی۔ شاعری میں اسے کمال حاصل تھا لیٹریچر میں اپنی نظیر آپ ہی تھی خصوصاً پولیٹیکل معاملات میں زیادہ دلچسپی لیتی تھی اور اکثر ملکی کاروبار پیچیدگی کی صورت میں اسیکی وجہ سے سلجھا کرتے تھے کامل علم ہنر کامل تہذیب اور کامل نیک ایک ایرانی مورخ نے اسے لکھا ہے۔

پانچویں صدی ہجری میں فخر النسا کے علم و فضل کے ڈنکے نے تمام بغداد کو سر پر اٹھا لیا تھا وہ بغداد کی جامع مسجد میں اکثر ہزاروں بڑے بڑے علما کے سامنے لیٹریچر۔ علم معانی۔ اور نظم پر نہایت ہی فصیح لیکچر دیا کرتی تھی۔ اس کی آواز میں للکار اور درد تھا اسکی ٹون میں لچک اور ملائمت تھی لیکچر جب اور ہجوم و ہام کے ہوتے تھے اسیقدر پر اثر اور معانی خیز ہوتے تھے۔ گو ہر لیکچر میں ہزاروں آدمیوں کا مجمع ہوتا تھا لیکن خاموشی اس بلا کی ہوتی تھی گویا سب کو سانپ سونگھ گیا اسکی آواز میں تسلم کی مقناطیسی کشش اس غضب کی تھی کہ سامعین کے دل خود بخود کھنچے چلے جاتے تھے اور ایک حالت بیخودی سی طاری ہو جایا کرتی تھی۔

اس لیکچرار جمیلہ خاتون کی قسمت اگر وہ سینٹ سرل کے مذہب کے پیروان کے زمانہ میں ہوتی تو کیا ہوتی ضرور ہیپاٹیا کی سی قسمت کی حصہ دار وہ بھی بنتی اور اس کے بھی سرگرم اور مسیحی چیلوں کی بے رحم تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے اڑا دیے جاتے یا وہ جادوگرنی بنا کر زندہ جلا دی جاتی۔

یہی یہہ خواتین ہین اور یہی یہہ مسلمانون کے روشن قوانین ہین جنپر تاریخ کی روشنی ہمیشہ چمکیگی اور انہی پر اسلام ہمیشہ فخر کریگا - جو بہادر عورتین کہ جانبازون کے پہلو بہ پہلو میدان کارزار مین لڑین ان کی تعداد صدہا ہے جس کو اسلامی تواریخ سے کچھ بھی دلچسپی ہے وہ دیکھہ سکتا ہے کہ مسلمانون نے ایسی ایسی عالمہ اور دلیر عورتون کی کتنی قدر کی ہے اور کسطرح آنکھون پر بٹھایا ہے جنمین کچھ بھی انصاف بھلا معلوم ہوتا ہے وہ آئین اور تاریخ اسلام کے سنہری صفحے الٹ کر دیکھے کہ ان کی بے مثال جان بازیون کے کارنامے اب تک تاریخ کے صفحون کے ساتھہ زمانہ مین اپنی نیک نامی کا ڈنکا بجا رہے ہین -

جن مصنفون مین کہ تعصب کی بو نہین ہے وہ یہہ تسلیم کرتے ہین کہ پیغمبر اسلام نے عورتون کا بہت ہی پاس و لحاظ کیا ہے اور انہین صدیون کی مصیبت و آفت سے نجات دیدی ہے مگر جن کی آنکھون پر ہٹ دھرمی کے پردے پڑے ہوئے ہین اور جنکے کانون مین تعصب کی روئی ٹھسی ہی ہے وہ یہہ قبول نہین کرتے بلکہ ان کا یہہ مقولہ ہے کہ اسلام نے عورتون کی حالت مین کچھ ترمیم نہین کی اور ان کو آزادی نہ بخشی - ہم مجبور ہین کہ ایسے متعصبین کے سوا اس کے اور کیا کہہ سکتے ہین

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

مذہب عیسائیت کو کامل انیس صدیان ہونے کو آئین اور موجودہ زمانہ مین جسقدر آزادی برقرار رکھنے کے قوانین روزمرہ مرتب ہوتے ہین ان کی کوئی بھی انتہا نہین - علم و ہنر کا دریا بہہ رہا ہے اور یورپ کے مسیحی انجمنون مین عورتون کی انتہا درجہ کی قدر کی گئی ہے اور ان کو بہت کچھ بلند پایہ خیال کیا گیا ہے ان کی عزت کرنی لازمی امر سمجھ لیا ہے اور ان کی وقعت بڑی بڑی شائستہ سوسائٹیون مین پذیرا ہے پھر بھی اس آزادی - اس شائستگی اس قدر و منزلت اور اس وقعت پر بھی اب تک خواتین یورپ کے حقوق سخت معرض زوال مین ہین - انگلینڈ مین آجکل ایک بیاہی ہوئی عورت کے اپنے خاوند پر آزادانہ کچھ بھی حقوق مسلم نہین ہین - جو مصنف کہ بہت بڑھ بڑھکر بولتے ہین اور دریدہ دہنی انہون نے اپنی ایک صفت خاص سمجھ لی ہے وہ اپنے ملک کی خواتین کی حالت کو ملاحظہ نہین کرتے ان کے حقوق کتنے معرض زوال مین کر دئے گئے ہین اور لطف یہ ہے کہ یہہ زمانہ غایت درجہ کی تہذیب و آزادی کا خیال کیا جاتا ہے -

لیکن ہادی اسلام نے اس زمانہ مین جب ملک خرابیون اور بد اطواریون کا بازگشت ہو رہا تھا نہ کوئی قانون تھا نہ کوئی معاشرانہ سلسلہ تھا نہ کوئی قاعدہ تھا نہ پبلک یا گورنمنٹ یا قانون کی طرف سے کچھ حقوق عورتون کو عطا ہوئے تھے - بیاہی کو نہ بن بیاہی کو بیوی کو نہ ماں کو کسی قسم کا

حق غرض عورت کو نہ دیا جاتا تہا جسکا ایسے ملک مین ظہور ہوا تہا کہ جہان لڑکی کا پیدا ہونا سخت نکبت اور مصیبت کی نشانی سمجہی جاتی تہی جہان نوپیدا لڑکی کو مار ڈالنا بہادری اور ناموری خیال کی جاتی تہی ایسے زمانہ اور ایسی شدید حالت مین ہادی کی شریفانہ فطرت کی افضلیت پر کیا یہ دال نہین کرتا کہ اس نے ایسی زبردست اصلاح کی ہو اور کیا یہ کوئی معمولی بات ہے کہ اس نے ایسی سخت تر حالت مین ایسے عظیم الشان حقوق بخشے جو موجودہ مہذب زمانہ کی یورپین خواتین سے کسی طرح بہی کم نہین ہین ۔ اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عورتون کو مصیبت سے نجات نہ دیتے اور ان کے حقوق مردون کے پہلو بہ پہلو قایم نہ کرتے تو عالم کے نجات دہندہ کا لقب آپکی مبارک ذات پر کیونکر عاید ہوتا ۔ ہاتہہ کنگن کو آرسی ہی کیا ہے جو حالت قانون شریعت مین بانئے شریعت اسلام نے عورتون کی قایم کی ہے اس سے موجودہ یورپی ممالک کے خواتین کے حقوق کا مقابلہ کر لیا جائے آپ ظاہر ہوجائے گا کہ دونون کے حقوق کس حد تک برابر ہوسکتے ہین ۔ میرا انشا نہین ہے کہ مین عورتون کی معاشرت کا مقابلہ کرکے دکہاؤن یا طرز زندگی کا نقشہ کہینچون بلکہ مین صرف ان حقوق پر بحث کرتا ہون جو قانون نے طرفین کو بخشے ہین قوانین شریعت اسلامی مین جب تک لڑکی نابالغ رہتی ہے اپنے والدین کی محبت بہری آغوش مین پرورش پاتی ہے اور جب کسیقدر بڑی ہوجاتی ہے تو باپ یا اس کے کسی وکیل کے سایہ مین اسے زندگی بسر کرنا پڑتا ہے لیکن جب وہ پوری جوان ہوجاتی ہے تو قانون شریعت سے اسے پوری آزادی بخشدی جاتی ہے اور وہ بالکل خود مختار ہوجاتی ہے وہ اپنے والدین کا ورثہ اپنے بہائیون کے پہلو بہ پہلو آزادی سے لیتی ہے گو اس ورثہ مین فرق ہوگا لیکن یہ ناممکن ہے کہ وہ محروم کردیجائے اور اسے حصہ نہ ملے ۔ اگر لڑکی بالغ ہوجائے اور وہ شادی نکرنا چاہے تو کیا مجال والدین کی یا سلطان وقت کی کہ جبرًا اسے شادی کرنے پر مجبور کرین ۔ شادی ہونے پر وہ خارج الارث نہین ہوسکتی نہ اسے سوسائٹی کی ممبری سے علیحدہ کیا جاتا ہے ۔

شادی ہونے پر خاوند اسکا پابند کیا گیا ہے کہ وہ اپنی بیوی سے باخلاق پیش آئے اور کوئی بات ایسی نکرے کہ جس سے اسے تکلیف پہنچے علاوہ مہر کے جو مقرر ہوتا ہے وہ اپنے خاوند کے مال کی حصہ دار بہی ہوجاتی ہے اور اسکا مہر اپنا اتنا مقدم ہے کہ اگر اسکا خاوند مر جائے اور کچھ بچے وہ چہوڑ جائے جبتک کہ بیوی اپنا مہر انکی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ مین سے حاصل نکرلے لڑکا اپنا ورثہ نہین لے سکتا ۔ قانون شریعت مین نکاح کے لئے نہ کسی مولوی کی ضرورت ہے اور نہ ششتاچری کی[ف] ۔ باہم جو کچھ معاہدہ نکاح کے وقت ہوتا ہے اسمین کوئی دفعہ ایسی نہین ہے جس سے عورت پر کچھ دباؤ ہو اور نہ اس کے روپیہ اور چیزون پر نکاح سے کچھ اثر پڑتا ہے ۔ اس کے حقوق مثل ان کے پنچون یا قاضیون کے اقبال پر موقوف نہین ہین ۔

ف ہندوان کی وجہ سے مسلمانون مین بہی یہ رسمین مروج ہوگئی ہین کہ نکاح کیوقت قاضی وغیرہ رسمین ادا کرنے والی کی ضرورت پڑتی ہے اور اس کے علاوہ اور بہت سی بیہودہ رسمین ہندوستانی مسلمان ادا کرتے ہین وہ سب اہل ہنود سے لیگئی ہین اسلام مین ان کا کہین پتہ نہین ملتا ۔

عورت اپنی دستکاری یا محنت سے کچھہ کماوے اور روپیہ حاصل کرے تو قانوناً خاوند اسکے نفاذ کرنے کا مجاز نہین ہے نہ اس روپیہ پر کچھہ اختیار رکھتا ہے قانوناً وہ مجبور کی گئی ہے کہ اپنے جابر اور ظالم خاوند کی تعدی اور جبر کا سہار کرے اسے اپنے روپیہ اور اپنی چیزون کا اختیار ہے وہ چاہے جس طرح اسے صرف کرسکتی ہے باپ یا خاوند کی مجال نہین کہ اسمین کچھہ دست اندازی کرسکے۔ وہ اپنے قرضدارون پر کھلی عدالتون مین نالش کرسکتی ہے اور بآزادی تنہا بغیر اپنے کسی دوسرے ساتھی کے عدالت مین جاکر جواب و سوال کرسکتی ہے اسے قانوناً اپنے خاوند کے نام بتانے مین کچھہ بھی عذر نہوگا۔ جب وہ اپنے باپ کے گھر سے خاوند کے گھر جاتی ہے اس کے حقوق بالکل بحال رہتے ہین اور وہ مرد کے پہلو بہ پہلو اپنی زندگی بآزادی گزار سکتی ہے۔

وہ حقوق جو قانون شریعت نے اسکو بخشے ہین وہ دائمی ہین نہ کسی سلطان کا غضب ان سے بے حق کرسکتا ہے اور نہ کسی سلطنت کا عظیم الشان تغیر ان مین کچھہ خلل ڈال سکتا ہے۔

جب قانون پر عملدرآمد ہوگا وہ قطعی اپنے حقوق کے حاصل کرنے مین ہر طرح اور ہر صورت مین مجاز ہوگی۔

اگر خواتین اسلام کی مجموعی حالت پر غور کیجائے گی تو یہ صاف آشکارا ہوجائیگا کہ خواتین یورپ سے حقوق حاصل کرنے مین وہ کسی طرح بھی ہیٹی نہین ہین اسکے علاوہ بعض خاص حقوق مین قطعی اور انفصالی طور پر وہ اپنی بہن مسیحی عورت سے افضل اور بہتر ہے۔ اسکے مقابلہ مین اگر ہم انگلینڈ کی بن بیاہی خواتین کی حالت پر غور کرین تو ہمین معلوم ہوگا کہ وہ اپنی اسلامی بہنون کے آگے زیادہ پابند ہین وہ اگر کسی سے شادی کرنا چاہین تو بغیر اپنی والدین کی مرضی کے نہین کرسکتین اور اگر انہون نے اس امر کی دلیری کی اور شادی کرلی تو والدین سے ہمیشہ کے لئے قطع تعلق ہوجاتا ہے قانون خواہ کچھہ ہی ہو لیکن یہ طریقہ اسوقت کل یورپ مین جاری ہے جو مصنف آزادی آزادی کا سبق جپتے ہین ان سے دریافت کیا جائے کہ یہ آفت ناک پابندی ہے یا آزادی ہے۔ اس سے زیادہ ظلم فرانس مین یہ ہے کہ جب تک باپ اپنی لڑکی کے ساتھہ دولہ کو ایک معتدبہ رقم نہ دے سکے کوئی اس لڑکی سے شادی نہین کرتا اگر روپیہ نہین ہے تو لڑکی کی کبھی شادی نہین ہوسکتی۔ اس سے زیادہ جبر اور زیادتی کیا ہے ہمین اور قواعد کیا ہونگے ہم ان تمام باتون سے یہ ثابت ہوگیا کہ اسلامی خواتین کے حقوق مسیحی موجودہ خواتین سے کم نہین ہین بلکہ بہت سی باتون مین زیادہ ہین۔

چودہوان باب

غلامی

غلط فہمی سے غلامی کثیر الازدواجی کی طرح پر خوف نگاہون سے دیکھی جاتی ہے - اور غیر قوم کے مصنف خواہ اپنی ناواقفیت سے یا تعصب سے اس غلامی کے مسئلہ پر اسلام کو ملزم گردانتے ہین - مگر جو لوگ محقق ہین اور جنکا کام ہر بات کو انصاف اور سچائی سے جانچ کرنے اور رائے قائم کرنیکا ہے وہ یہہ خوب جانتے ہین کثیر الازدواجی کے ساتھہ غلامی کی رسم بہی عالمگیر تہی اور بادشاہ سے لیکر ادنے شخص تک اور ولی یا پیشوا سے لیکر ادنے رند تک کوئی شخص اس سے خالی نہ تہا - کثیر الازدواجی کی طرح فطرتی طور پر غلامی کی رسم اپنی شان وشوکت اور عظمت دکہانے کے لئے ہر سوسائٹی کی زیور تہی یعنے ہر شخص اپنی اپنی حیثیت کے موافق اپنے گہر مین غلام رکہتا تہا اور غلامون کی کثرت اپنے دوسرے ہموطن یا ہمچشم کے مقابل مین باعث فخر اور افتخار سمجہی جاتی تہی - مگر کثیر الازدواجی سے بڑہکر ایک یہہ بات اسمین اور تہی کہ مصنفات وراثت مین غلام نسلاً بعد نسلاً چلے آتے تہے مثلاً اگر ایک شخص مرجاتا تہا تو اور اسباب کے ساتھہ قانون ملکی کی طرح لونڈی غلام بہی ترکہ مین ورثا کو پہونچتے تہے - لڑکیون کے جہیز مین امراء لونڈی غلامون کو بہی دیا کرتے تہے اور اس کو ایک ضروری اور لازمی امر سمجہا جاتا تہا ملک یا شہر مین وہی شخص زیادہ باوقعت اور صاحب عزت خیال کیا جاتا تہا کہ جس کے ہان لونڈی غلامون کی تعداد بڑہی ہوئی ہوتی تہی گو امیری کے یعنے اور بہی دولتمندانہ سامان سمجہے جاتے تہے لیکن لونڈی غلامون کا ہونا امیری شان کے لئے ایک بہت بڑا جزو اعظم خیال کیا جاتا تہا -

انسانی تاریخ کے ابتدائی زمانون مین جب انسانی حقوق کی مطلق قدر نہ تہی نہ کوئی انہین جانتا تہا جب قانون صرف قوت اور طاقت کا نام تہا جس زمانہ مین جسکی لاٹہی اس کی بہینس کی مثل پر عملدرآمد تہا - جس عصر مین جبر وتعدی گویا قانون یا قواعد مقررہ اور زندگی کی رہنما سمجہی جاتی تہی اسیوقت سے غلامی نے بہی جنم لیا اور پہر غلامی کا پودہ بڑا ہوا اور سرسبز ہوا اور تمام ممالک مین لہلہانے لگا - کم درجہ کے لوگ امیرون کے دست تظلم مین بہینس کر چکنا چور ہونے لگے اور غربا کا فرض قرار دیدیا گیا کہ وہ امرا کی اطاعت کرنا اپنا سبب بقا تصور کرین -

غلامی کی رسم کو انسانی زندگی کی ہم عمر خیال کرنا چاہئے - تاریخ سے صاف پایا جاتا ہے کہ یہہ ہر زمانہ اور ہر قوم مین بہت شد ومد سے پائی جاتی ہے جہان تک تاریخ انسانی نسل کی دینا مین کہوج لگا سکتی ہے یہ ثابت ہے کہ غلامی کی رسم ہر عصر اور ہر نسل مین جاری اور ساری تہی اور

دنیا کے پردہ پر مہذب سے مہذب قوم بھی اس سے خالی نہین تھی۔

انجمنون کی وحشیانہ حالتون مین اس کے زبون تر رسم کے پنجے بخوبی دراز ہوچکے تھے اور زمانہ کی ایسی حالت مین کہ وہ وحشیانہ خودمختاریون کا مرکز بن رہا تھا غلامی کی رسم کو دن بدن ترقی ہوتی چلی جاتی تھی۔

یہودی - یونانی - رومی اور قدیمی جرمنی جن کی قانونی اور تمدنی ضوابط کے خوشنما اثر موجودہ خیالات اور اطوار پر اتبک اپنا پرتو ڈال رہے ہین انمین بھی غلامی کی رسم بہت زور شور سے رائج تھی۔ وہ اپنی سوسائٹیز کا زیور غلامون کی کثرت کو جانتے تھے اور انمین دو قسم کی غلامی رائج تھی ایک قسم تو غلامون کی تھی جن کی زندگی اور مال ومتاع کے قانوناً وہ مالک تھے اور ایک ان غلامون کی تھی جنکو روپیہ دیکر خرید کرلیے تھے۔

یہہ تو مین سمجھتی تھین کہ ہمین لونڈی غلام رکھنے کے حقوق ربانی طور پر عطا ہوئے ہین اور ہم انکے رکھنے کے مجاز ہین - وہ بازادی درجون لونڈی غلام خریدتے اور ان سے مثل جانورون کے برتاؤ کرتے کیونکہ لونڈی غلامون کی قدر ان کی نگاہون مین مطلق نہ تھی وہ ہرگز نہ چاہتے تھے کہ ہم انپر مہربانی کرکے اپنی امیری کو بٹا لگائین سخت حسرت سے دیکھا جاتا ہے کہ درشتی اور تندی سے پیش آنے کا نام اصلی اور سچی امارت تھی۔

عبرانیون مین بھی جسوقت سے کہ وہ ایک قوم کی صورت مین بنے ہین دو قسم کے لونڈی غلام رکھنے کی رسم جاری تھی جسکا ذکر فاضل مین نے اپنی کتاب قانون قدیم مین مفصل کیا ہے۔

اسرائیلی اپنے قرضدارون کو جب تک وہ ان کا قرض ادا نکردین غلامی مین رکھتے تھے یا اگر ان سے کوئی گناہ سرزد ہوجاتا تھا تو اسکی بھی سزا وہی دائمی غلامی وسچائی تھی - یہہ کچھ ضرور نہ تھا کہ غلام بنانے کے لئے کسی خاص فرقہ خاص حالت کی خصوصیت ہوتی بلکہ قرض اور کسی جرم کے بدولت ہر شخص دائمی غلام بنالیا جاتا تھا ساتھہ ہی اسکے ایک یہہ قانون بھی تھا کہ خفیف سے جرم مین چھہ برس غلامی مین رکھکر مجرم کو چھوڑ دیا جاتا تھا اسرائیلیون کا یہہ برتاؤ تو اپنے قومی بھائیون کے ساتھہ تھا مگر جو لوگ کہ ڈکیتی یا جنگ مین بیرحمی سے گرفتار ہوکر آتے تھے ان کی حالت جیسی قابل زاری تھی ایسی ہی اسرائیلیون کی سنگدلی اور ناخدا ترسی کا نقشہ کھینچنے والی متصور ہوسکتی ہے۔

ان پر شدید مظالم توڑے جاتے تھے انہین جانورون کی طرح رکھا جاتا تھا اور چوپائے جانورون سے زیادہ رتی بھر بھی ان کی وقعت ان کے مالکون کے دلون مین نہ تھی - یہہ بدنصیب لوگ اپنے بیرحم مالکون کے پاس سے تا بزیست رہا نہو سکتے تھے اور جب وہ گرفتار ہوکر آتے تھے تو رسوم قومی جن کی بنیاد محض ناخدا ترسی پر رکھی گئی تھی انہین صاف طور سے یقین دلا دیتی تھین کہ تمہاری زندگی کا خاتمہ تمہارے

وحشی مالکون کے غلیظ مکانون مین ہوگا —
اس کے بعد عیسائیت نے دنیا مین جنم لیا لیکن غلامی کے خلاف نہ اس نے کوئی قانون مرتب کیا نہ
نہ اسمین ترمیم کی نہ جابرون کے ہاتھ روکے نہ قواعد ہی ایسے جاری کئے جس سے مخلوق اللہ کچھہ تو اس وحشتناک
آفت سے نجات پاتی اور عیسائیت کی بظاہر رحیمانہ باتین کچھہ تو انہین سہارا دیتین —
عیسائیت نے ایک مذہب کی بیشک عالم مین بنیاد ڈالی اور سوشل معاملات مین بہت کچھہ اصلاح کرنیکا
بھی دعوی کیا لیکن سخت افسوس اور حسرت کا مقام ہے کہ اس نے ذرا بھی اصلاح اس زشت رسم مین نہ کی
نہ ترمیم کی نہ بیچارے بیگناہ مصیبت زدہ گروہ کی تکالیف کا لحاظ رکھا — سوائے چند ہدایتون کے اور وہ بھی
مضمون کوئی نیا حکم حضرت عیسے نے نہین دیا مثلاً آقاؤن کو چاہئے کہ وہ اپنے غلامون کا پاس و لحاظ کرین
یا ایک جگہہ غلامون کی نافرمانی پر پھٹکار کیا ہے اور بس حضرت عیسے نے شاید اپنے خیال مین اس بدبخت
رسم کی بیخ و بنیاد اکھیڑنے کے لئے جو بلا سے بیدرمان کی طرح عالم پر چھائی ہوئی تھی صرف دو مین معمولی الفاظ
کہنے کافی سمجھہ لئے ہونگے م یا ایک نکتہ چین نظر اس پہلو تہی سے یہ بات نکال سکتی ہے کہ
حضرت عیسے کو انسانی تمدنی ضروریات کا مطلق لحاظ نہ تہا نہ وہ مخلوق خدا کے ظالمون کے ہاتہون سے ستایا
ہونے کا علم رکہتے تہے ورنہ انہین لازم ہوتا کہ وہ اپنی تمام عمر جہانتک ہوتی مین نہ صرف کرتے نہ زیادہ تر
سورون کے غول کو تباہ و برباد کرتے اس کے خلاف عیسائیت نے صاف طور سے لونڈی غلامون کے
برتاؤ کو ان کے مالکون یا مالکنیون کی مرضی پر منحصر رکہا ہے — عیسائیت نے اور بہی قرار دیا ہے کہ لونڈی
غلامون کی جماعت سلطنت کی ایک نمایان شان ہے — نہ کہین اس مہلک برتاؤ کے تخفیف کرنے کا
حکم ہے اور نہ ان بیچارے ستم رسیدہ بدنصیب غلامون کے لئے کوئی صورت آسایش و آرام کی نکالی
ہے اور نہ بیجا بیجا غضبناکیان ان سے کسقدر سبکدوش کیا ہے قوانین ملکی کے لحاظ سے غلام
غلام محض چوپایون کے مساوی سمجہے جانے کے مستحق تہے مسیحی حکومت مین بدنصیب غلامون کے لئے
یہ قانون ملکی جو قدیم سے چلا آتا تہا حقارت کی نظر سے نہ دیکھا جاتا تہا بلکہ اسی پر عملدرآمد ہوتا تہا —
رومتہ الکبرے والون مین بہی رسم غلامی ابتدائی زمانہ ہی سے خوب نشو نما پر تہی
غلام خواہ ملکی ہون یا غیر ملک کے رہنے والے ہون جنگ مین گرفتار ہوکر آئے ہون
یا ان کو روپیہ دیکر خریدا ہو جو کچھہ ان سے برتاؤ ہوتا تہا وہ قابل بیان نہین ان کا درجہ
یون تو مویشیون سے مساوی تہا لیکن بعض وقت وہ ان سے بہی گہٹا دیئے جاتے تہے —
ان کے آقاؤن کو ان کی جان بخشی کرنے اور ان کے ہلاک کرنے کا پورا اختیار تہا —
اس زمانہ مین جبکہ رومتہ الکبرے نے تہذیب اور شائستگی مین پوری ترقی کی تہی اور ملکی قوانین کے
انضباط کا زمانہ پورے ابہار پر تہا اور ہر محکمہ کی اصلاح وغیر اصلاح کے چرچے بہت دہوم

ذرائع سے پولیٹکل حلقوں میں کئے جاتے تھے افسوس ہے کہ ایسے سنہری زمانہ میں بھی غلاموں کی قابل رحم حالت کی طرف مطلق توجہ نہیں ہوئی اور وہ اپنی قدیمی ذلیل و خوار حالت میں اپنی زندگی بسر کرتے رہے۔ اسکے مقابل میں یہ لطف اور ہوا کہ شہنشاہوں کی دانائی اور حکمت نے تغیر و تبدل اور انکی ترمیم و تنسیخ نے گو ملکی شان و شوکت کو ترقی دی لیکن ساتھ ہی اس کے انہوں نے یہ برقرار رکھا کہ مالک اپنے غلام کی جان و مال کا بالکلیہ مالک ہے سلطنت کے ہر رکن کے پاس ہزاروں غلام رہتے تھے معمولی جرائم پر انھیں سخت سخت سزائیں دیجاتی تھیں اور روزمرہ کسی ستون یا درخت سے بند کر کوڑے بازی ہونا یہ کچھ بات ہی نہ تھی جو کچھ وہ چاہتے کرتے اور جسقدر چاہتے سزا دیتے کوئی قانون کوئی عدالت باز پرس کرنے والی نہ تھی کہ یہ ظلم اس پر کیوں توڑا گیا اور کیا وجہ ہے کہ اسے یہ سخت سزا دیجاتی ہے مسیحی مذہب نے یورپ میں اگر کچھ اثر بھی کیا تو یہ لوگ مقدس چرچوں پر اپنا دھن من تن قربان کردیں اور ان ہی کے ہو کر رہجاویں یا پادری پرستی کا زور ہوگیا تھا اور پادریوں نے اپنی مٹھی میں تمام یورپ کو دبا لیا تھا۔

یہاں غلامی کی رسم اسی زور شور سے رائج تھی کہ جیسے بت پرست سلطنت میں بلکہ ایک نیا غضب اور یہ برپا ہوا تھا کہ شاہان یورپ نے غلامی کو قانون قدرت کا لازمی عنصر تصور کر لیا تھا اور قانون ملکی نے ایک مقدار غلام کی خریداری کی مقرر کر دی تھی کہ اس عمر اور اس شکل و صورت کا غلام اتنے کو آئیگا اور اس عمر اور اس کوالٹی کا غلام اتنی قیمت پر فروخت ہوگا غلاموں میں شادی ہونا ناجائز قرار دیدیا گیا تھا۔ اگر ایک آزاد اور غلام میں شادی ہوجاتی تھی تو دونوں کو سزائے موت دیجاتی تھی ف۱ یہ قانون امرا اور عوام الناس میں جاری نہ تھا بلکہ پادریوں نے بھی اس زبون قاعدہ کی پابندی کی اور اسکے جاری کرنے کے ساعی ہوئے ف۲

پرانی دنیا کے بہت بڑے قانونی زمانہ میں یہ حالت غلامی کی تھی ان قوانین سے تیرہ صدی کی دانائی معلوم ہوتی ہے اسی سے اس ترقی یافتہ زمانہ کی ناتراشیدہ حالت کا بخوبی اندازہ ہوسکتا ہے بڑے بڑے فاضل اور مدبر امور سلطنت بھی اس قبیح رسم کی کچھ ترمیم نکر سکے نہ رحم دل پادری صاحبان نے کبھی غلاموں کی زار حالت پر رحم کھایا۔

جب مغربی اور شمالی وحشیوں کا رومتہ الکبریٰ کی بربادی پر زنگ جما تو علاوہ ذاتی غلامی کے ارضی حلقہ بگوشی جو رومتہ الکبریٰ میں کبھی نہ تھی اب عام طور پر اسکی اشاعت ہوگئی تھی اور وہ طاعون کیطرح تمام ملک میں پھیل گئی تھی مالکان زمین کے حقوق اپنی آسامیوں پر ایسے بلا انگیز تھے کہ جن کو پڑھنے

ف۱ اگر ایک آزاد عورت غلام سے شادی کر لیتی تھی تو وہ قانوناً قتل کر دیجاتی تھی اور غلام زندہ جلا دیا جاتا تھا گبن نے اسکی کیفیت ایک مستقل باب میں پورے طور پر لکھی ہے (ہسٹری آف کرسچانٹی یا لاطینی عیسائیت جلد ۲) ف۲ کتاب لاطینی عیسائیت جلد ۱ صفحہ ۴۹

سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں اور قوم کے تنزل اور ناگفتہ بہ حالت کی ہو بہو تصویر کھینچ جاتی ہے وقت
ان کے وحشیانہ قوانین میں رومیوں کے قوانین کی طرح جو غلامی پر مبنی تھے یہ قرار دیا گیا تھا کہ غلامی
انسانی معمولی حالت ہے اور مالک اپنے غلاموں پر پورا اختیار رکھتے ہیں اور وہ ان کی املاک ہیں اور
ان کی جان و مال کا بھی پورا اختیار حاصل ہے۔

عیسائیت نے اول تو کچھ کوشش اس قبیح رسم کو دنیا سے مٹانے میں نہ کی اور اگر یہ بھی تسلیم کر لیا جائے
حضرت عیسیٰ کے مذہب نے کچھ سرگرمی بھی دکھائی وہ آخر کار کامل طور پر فیل ہوگیا اور ذرا بھی ترمیم نہ کر سکا۔
جتنے چرچ تھے سب میں خود غلام تھے اور چرچ غلاموں کا رکھنا قانونًا اپنے لئے جائز قرار دیتے تھے وہ سمجھتے
تھے کہ ہمیں خدا کی طرف سے لونڈی غلام رکھنے کے حقوق حاصل ہیں اور نیز یہ ان کا وحشیانہ خیال تھا کہ
ہم ان کی جان و مال پر پورا اختیار رکھتے ہیں جب مسیحی چرچوں کی اس حالت سے یورپ کے مہذب حصص
میں غلامی کی شرمناک رسم وحشت زدہ آگ کی طرح پھیل گئی اور خوب دھوم دھام سے لونڈی غلام رکھے
جانے لگے اور اسکو اہل یورپ نے مایۂ افتخار جانا اور انہوں نے اس امر پر زور دیا کہ غلامی کی رسم جاری ہونے
سے مفلسی اور چوری ملک میں سے مطلق جاتی رہے گی تو پھر یہ بلائے بیدرمان یورپ ہی کی چاردیواری
میں مقید نہ رہی بلکہ اس نے اپنا خوفناک اثر نہایت ہی تربیت یافتہ عیسائیوں میں کیا یعنی شمالی امریکہ
کی جنوبی ریاستوں کے مہذب مسیحی بہت دھوم دھام سے لونڈی غلام رکھنے لگے اور انہوں نے پھر وہ
وہ مظالم بدنصیب جانوں پر توڑنے شروع کئے جنکا بیان پڑھنے سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں روزمرہ
بیگناہ جانوں کا مارا جانا اور ان کے بیدرد آقاؤں کے ہاتھوں ان کی خونریزی ہونی واقعی ایک زہرہ
شق کرنیوالا نقشہ کھینچتا ہے گویا اس زمانہ میں بدنصیب ستم رسیدہ غلاموں کی زبان سے یہ قہرناک
صدائیں نہایت شدت سے بلند ہو رہی ہیں۔ اور ہر مصیبت کا مارا ہر وقت یہ ورد زبان رکھتا تھا

درد دل سے لوٹتا ہوں میں کسکو درد ہے
ہوں میں نقطہ درد جس پہلو سے الٹو درد ہے

سفید رنگ مسیحیوں نے قانونًا حبشی لونڈی غلاموں کے ساتھ کسی قسم کا تعلق پیدا کرنا ممنوع قرار دیدیا تھا
اور اگر کوئی تعلق بھی پیدا ہو جاتا تھا اور سفید رنگ مسیحی کے ہاں ایک حبشن سے بچے ہوتے تھے تو اسے اختیار
تھا کہ وہ بچوں والی ماں کو جب اس کے ننھے ننھے بچوں سے علیحدہ کرکے فروخت کر سکتا تھا۔
حضرت عیسیٰ کی وہ نصیحت کہ خدا کی مخلوق اس کی نظر میں مساوی ہے اسلئے انسان کو بھی چاہیے
کہ وہ اپنے ملکی یا غیر ملکی بھائیوں پر حقارت آمیز نظریں نہ ڈالے بالکل بھلا دی گئی تھی اور اس
کونے سے اس کونے تک مطلق اس پر عملدرآمد نہ رہا تھا۔

. . . .

مگر اس مقولہ کی اسلام نے پوری تائید کی اور اس نے رنگ اور قوم کا فرق مطلق اٹھا دیا سیاہ یا سفید شہری یا سپاہی حاکم یا رعیت سبکو بالکل مساوی قرار دیدیا اور یہہ قرار دینا صرف زبانی نہ تہا بلکہ عملی طور پر قرار دیا گیا تہا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مبارک سے ابتک تعلیم یافتہ مسلمانون اور نیز اسلامی سلطنتون مین اس قانون پر عملدرآمد رہا اور کوئی نفس مسلمان ہونے کے بعد ۔۔ اس سے تجاوز کسی حالت اور کسی زمانہ مین نکر سکا - میدان کارزار اور سپاہی کے کمرہ مین خیمہ اور شادی کے محل مین مسجد مین اور بازار مین اسی قاعدہ پر عمل کیا جاتا تہا کیا ممکن تہا کہ ایک دولتمند مسلمان یا سلطان اپنے بہائی مسلمان کی طرف حقارت کی نظر سے دیکہہ سکتا اور قانون اسے بغیر سزا دئے چھوڑ دیتا - اسلام کا پہلا موذن کہ جسکو حضرت کہکر پکارتے ہین اور جس کا نام لیتے ہی سلطان سے لیکر ادنے گدا تک رحمت بہیج دیتے ہین دراصل کون تہا ؟ ایک حبشی غلام تہا ! مگر سفید چمڑی والی عیسائی دنیا مین تو کسی صورت سے مساوی نہین ہوسکتا ! ان اس کی خبر نہین کہ اس تبتو مین جاکر برابر ہوجائے کہ جہان خدا عیسائی مجنون شہدا کے آنسو اپنی آستین سے پوچہیگا اور انہین ڈہارس دیگا - یا یہہ برابری حضرت عیسے کی سلطنت مین شاید ممکن ہو لیکن حکومت عیسائیت مین نہ کبہی ہوئی نہ آیندہ ہونی ممکن -

قانون مسیحی نے حد سے زیادہ انسانیت برتی تو یہہ کہ اگر کوئی عیسائی ہونا چاہے تو اسی عیسائی کہتے ہین عار ہو یا بیزار تو کسی شہری کا ملکی حقوق بخشدیے لیکن وہ بہی اسقدر نہین جتنے کہ سفید چمڑی والے عیسائی کو بخشے گئے ہین - لیکن قوم اور رنگ کے ناموزون غرور اور تجبر اس امر کی شہادت نہین دیتا کہ یہ لفظ برابری کا اپنے کالے رنگ ہم مذہب کے ساتہہ عاید ہوسکے - پادری صاحبان اگر بغور ملاحظہ فرمائینگے تو انہین معلوم ہوگا کہ خدا کے کنبہ مین تفریق کتنی موزونیت دکہا رہی ہے -

"" برین رسم مہلک باید گریست ""

اسلامی تعلیم نے اس غلامی کے درخت کو جسکی جڑین مضبوطی سے دنیا کی قومون مین گڑی ہوئی تہین زور سے جہٹکا مارا اور اسکی تمام جڑون کو توڑ ڈالا اور اس درخت کو اکہیڑ کر پہینک دیا اور باواز بلند یہہ پکار کر کہدیا کہ خدا کی نظر مین سب برابر ہین اس پر زور آواز کی گونج مشرق و مغرب جنوب و شمال پہیل گئی اور اسنے غلامی کی زبون رسم مین ایک تہلکہ عظیم پیدا کر دیا - اگر ذرا بہی نظر انصاف سے دیکہا جائے تو یہہ بخوبی روشن ہو جائے گا کہ خدا کی مخلوق کو جیسی آزادی اسلام نے دی اور کسی قوم کو یہہ بات نصیب نہین ہوئی مخلوق کے مساوی درجہ کرنے کا افتخار دنیا مین سوائے اسلام کے اور کسی کو بہی حاصل نہین ہوا -

یہہ دوسری بات ہے کہ بیس برس کی اسلامی تعلیم نے گو بہت کچہہ اصلاح کی لیکن پہر بہی وہ بیسیون

جو صدیوں سے خون کی طرح لوگوں کی رگوں میں رچی ہوئی تھیں پورے طور سے انکی بیخ و بنیاد نہ اکھیڑ [illegible]
اور یہ بھی خصوصاً ان مسلمانوں میں جو تازہ تازہ ایمان لائے تھے مثلاً ہندوستان کے آدمی اسلام
قبول کر کے بھی اپنے ہاں شادی بیاہوں میں ہندوانی رسمیں برتتے ہیں کیا اس سے ہم یہ خیال کر
سکتے ہیں کہ شریعت نبوی نے انہیں ان زشت رسوم کے کرنے کی اجازت دیدی ہے؟ اگر ہمارا
یہ خیال ہوگا تو سخت بے انصافی اور خلاف واقعہ بیان ہوگا۔

جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غلامی کی رسم کو اپنی ہی قوم میں جس میں آپکا ظہور ہوا تھا اور اپنے ہی ملک میں ملاحظہ فرمائی اور اس کی جڑیں مضبوطی کے ساتھ لوگوں کے دلوں میں گڑی ہوئی دیکھیں تو یہ آپ نے خلاف دانائی اور حکمت سمجھ کے خیال فرمایا کہ یکلخت آناً فاناً میں اس [illegible] بیماری کو شفا دینے کی تدبیر کرتے لگے اگر آپ تھوڑا تھوڑا کر کے رفتہ رفتہ یہ بالکل جاتی رہے اور ایسی دوا تجویز [illegible] آئندہ نسلوں میں یہ عادت بالکل جاتی رہے جہاں آپ نے بہت شد و مد سے یہ فرمایا

”[illegible] غلاموں کو وہی کھلاؤ جو تم کھاتے ہو اور ویسا ہی کپڑا پہناؤ جیسا تم خود پہنتے ہو“
اس سے زیادہ تدبیر اس رسم میں نرمی لانے کی کیا ہوگی؟ جہاں یہ مساوات قائم ہوگی وہاں پھر تفریق ہی کس بات میں رہ سکتی ہے یہ بات ہوتی ہے قانون قدرت کے خلاف اسکا کبھی ظہور نہیں ہوتا سعدی نے اس مطلب کو خوبی سے حل کر دیا ہے جہاں وہ کہتا ہے۔

درختے کہ اکنون گرفت است پائے بہ نیروئے شخصے برآید ز جائے
و گر ہمچناں روزگارے ہلی بگردونش از بیخ بر نگسلی

اس میں شک نہیں جب کوئی بری عادت دل میں جڑ پکڑ جاتی ہے دل میں گویا وہ خون کے ساتھ رگوں میں آمیز ہو جاتی ہے تو پھر ایک [illegible] اور اگر کوئی یکلخت کرنا چاہے تو اس کی کم عقلی پر [illegible] خیال ہوگا کیا ایک کہنہ مریض کو کوئی ڈاکٹر [illegible] اول [illegible] اچھا ہو سکتا ہے یا کبھی [illegible] کا خیال دل میں لا سکتا ہے؟ ”یہ خیال [illegible]“

اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قانون قدرت کے خلاف ایک ہی حکم میں یہ فیصلہ فرما دیتے کہ آج سے غلام نہ رکھے جائیں اور جن کے پاس ہیں وہ آزاد کر دیں تو لوگوں کی کیا کیفیت ہوتی اور یہ حکم ان کی آتش بھڑکانے پر کہاں تک اثر کرتا؟
آپ نے اگر فرمایا تو یہ ”خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے“ غلام آزاد کرنے سے زیادہ خدا [illegible]
اور کوئی کام پسندیدہ نہیں کرتا یا اسکی نظر میں اس سے زیادہ مقبول کام کوئی نہیں ہے۔
یہ حکم ایک ایسی زبردست حکمت پر مبنی ہے کہ اگر اس کے اندر دینی مطلب [illegible] غلامی

نظر میں دوڑائی جائینگی تو معلوم ہوگا کہ غلامی کی بیخ و بنیاد اکھیڑنے کی یہ کیسی زبردست تحریک ہے اس کے علاوہ آپنے حضرت انسؓ کے ساتھ سلوک کر کے بتا دیا کہ غلاموں یا نوکروں [illegible] چنانچہ ہم پہلے ہی نقل کر چکے ہیں کہ حضرت انسؓ نے فرمایا کہ دس برس تک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنی میری خدمت کی مجھ سے آپ کی اتنی نہ ہو سکی۔ نبی اکرمؐ کا یہ فعل اگر بغور دیکھا جائے گا تو معلوم ہوگا کہ ایک ناصح مشفق ہیں۔ اس سے زیادہ رسم غلامی کی بیخ کنی کرنے کے لئے آپ نے یہ قانون مقرر فرمایا تھا کہ اگر لونڈی غلام سے کوئی فروگذاشت ہو جائے اور وہ تمہیں ناگوار خاطر ہو تو اسے آزاد کر دو" اس سے زیادہ آزادی بخش قوانین اور کیا ہو سکتے ہیں؟

ہر بات کے جانچ کرنے کے لئے عقل سلیم اور نظر انصاف کی ضرورت ہے جب تک یہ دونوں صفتیں نہ ہونگی یہ ناممکن ہے کہ سچی اور سیدھی بات راست معلوم ہو۔ نبی اکرمؐ نے یہ بھی اجازت فرما دی تھی کہ لونڈی غلام خدمت کر کے اپنی آزادی اپنے آقاؤں سے خرید سکتے ہیں یعنی اپنی قوت بازو سے روپیہ پیدا کر کے اپنی آزادی مول لے سکتے ہیں اور اگر وہ ایسی مصیبت میں گرفتار ہوں کہ اس قدر پیدا نہ کر سکیں یا ان کی حالت حصول زر میں مانع آوے تو وہ ایک معاہدہ کر کے کہ ہم دس سال میں یا پانچ سال میں یہ روپیہ فدیہ کا ادا کر دینگے بآزادی جہاں چاہے جا سکتے ہیں۔ پھر آپ نے یہ بھی ارشاد کیا کہ غلاموں کی رہائی دلوانے کے لئے بیت المال سے ان کے آقاؤں کو روپیہ مل جایا کرے۔ بعض اتفاقات میں یہ بھی قانون مقرر ہو گیا ہے کہ غلام اپنے آقا سے بغیر اس کے اجازت اور مداخلت کے آزاد ہو سکتا ہے۔

آپنے جہاں احسان کرنے کے لئے ارشاد فرمایا وہاں ہمسایوں اور مسافروں اور راہگیروں کے ساتھ غلاموں پر بھی احسان کرنے اور ان سے بہ شفقت پیش آنیکا ارشاد کیا اور فرمایا کہ خدا نے جو بخشش تمہاری کی ہے اسکا ایک حصہ مذکورہ بالا محتاجوں کو بھی فراخی اور کشادگی سے دو۔ آپنے فرمایا کہ اگر غلطی سے ایک مومن قتل ہو گیا تو اسکا کفارہ یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کر دو۔ اب ہمیں چاہیے کہ ہم نہایت انصاف اور فراخ دلی سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان قیمتی اور رحم ہدایات پر غلاموں کے بارے میں خیال کریں اور پھر ان بے رحمی اور ناخدا ترسی کی رسموں کو ملاحظہ کریں جو صدیوں سے مسیحی دنیا میں جاری ہو رہی تھیں تو ہمیں بخوبی معلوم ہو جائے گا کہ موجودہ زمانے کے مسیحی مصنف غلامی کا بار بالکلیہ اسلامی گردن پر رکھتے ہیں یہ محض ان کے بیجا اعتراض اور عیب گیری ہے اور دو حدیثیں اس مضمون کی موجود ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے غلاموں کا آزاد کرنا بہت سی بداعمالیوں کا کفارہ ہے اگر کوئی خطا سرزد ہو جاتی تھی تو اسکے لئے غلاموں کو

آزادی بخشدینا کافی کفارہ اس برائی کا سمجہا گیا تہا۔ جو قوانین غلامی کے متعلق اسلام مین موجود ہین وہ گویا اس قبیح رسم کو دنیا سے نیست و نابود کرنے کی ایک زبردست بنا قایم کی گئی ہے مثلاً قانون اسلام غلامون کے لئے یہ حکم کرتا ہے۔

"اگر ایک غلام دار اسلامی کی حدود مین بہاگ کر آجاوے تو وہ بالکل آزاد ہے وہ اگر ایک شخص کی لونڈی سے اولاد ہو تو وہ اپنے باپ کے حقوق کامل طور پر پا سکتی ہے۔ اور خاوند کے مرنے کے بعد اسکی لونڈی بیوی بالکل آزاد ہے۔ غلام اپنے آقا سے اپنی خلاصی کے لئے قول و قرار کر سکتا ہے اور خفیف سا زر دیکر اپنی آزادی خرید سکتا ہے۔ آقاؤن کو قطعی ممانعت ہے کہ وہ مناسب خدمت سے زیادہ اپنے غلام سے کوئی کام نہ لین اور اس سے وہ محنت نہ لین کہ جو اسکی آسایش اور صحت مین خلل انداز ہو انہین سخت فائدہ تاکید ہے کہ وہ اپنی لونڈی یا اپنے غلام کو تحقیر آمیز نام سے نہ پکارین بلکہ نہایت شفقت اور ملائم الفاظ مین میرے نوجوان آدمی کہکر آواز دین یا میری نوجوان خواتین [illegible] تاکید ہے کہ تمام غلام اپنے آقاؤن کے ساتھ کہانا کہاوین اور آقا اپنے سے اچہے کپڑے پہناوین لونڈیون کو ان کو [illegible] نوجوان پر ایک کہانا کہلائین اور اپنے سا دی [illegible] پہناوین یعنے اگر خود دس روپیہ گز کا کپڑا پہنین تو اپنی لونڈیون کو بہی دس روپے گز کا پہناوین۔ یہ قطعی حکم دیدیا گیا ہے کہ کسی حالت اور کسی صورت مین ماں اپنے بچون سے جدا نہین کیجا سکتی۔ نہ بہائی اپنے بہائی سے نہ باپ اپنے بیٹے سے نہ خاوند بیوی سے نہ ایک رشتہ دار دوسرے رشتہ دار سے۔"

اس سے زیادہ پُر رحم اور انسانیت سے بہرے ہوئے احکام کیا ہو سکتے ہین تم نے آقا اور غلام کو سگے بہائیون کی طرح بنا دیا اور [illegible] ابہی فرق نہ رکہا۔ ایک عمیق نظر اس سے یہ نتیجہ نکال سکتی ہے کہ شارع کی اسقدر غلامی کی رسم برقرار رکہنے کا منشا بہت بڑا یہ تہا تاکہ لوگ جان لین کہ اسلام نے غلام و آقا کو درمیان مساوات مین قایم کر دیا آزادون کو سگا بہائی بنا دینا اتنی زبردست بات نہین ہے جتنی کہ غلام اور آزاد کو سگا بہائی بنا دینا ایک عجیب منظر اور عجیب حکمت ہے

ان باریک باتون کے سمجھنے اور ان سے باریک مطالب نکالنے کے لئے صرف فہم سلیم جودت طبع اور زیادہ تر انصاف کی ضرورت ہے اسوقت ہم اصلی مطلب کسی بات کا دریافت کر سکتے ہیں اگر ہم کسی شخص کی تصنیف کو دیکھنے بیٹھیں اور کتاب کہولنے سے پہلے ہم یہہ سمجھ لیں کہ یہہ مصنف ظلمت اور وحشت کا مصنف ہے اور جو کچھ یہہ لکھتا ہے وہ سب غلط ہے اس خیال کے بعد اگر ہم اسکی کتاب کو دیکھنے بیٹھینگے تو ہماری آنکھوں پر ایسا پردہ چھا جائیگا کہ اس کی نیک باتیں بھی بری معلوم ہون گی اور ہم اپنی ڈھیٹی اور ہٹ دہرمی کے بدولت اسکی قابل قدر باتون کو بھی نظر انداز کر کے نئے نئے اعتراضات جڑنے شروع کردینگے اور ہمارا مکدر تاریک ضمیر ایسی ایسی نئی نئی باتیں گھڑیگا کہ جو دیدہ نہ شنیدہ اور جنسے بدتر اور ناشائستہ دنیا میں اور کوئی چیز نظر نہ آئے گی۔

اور اس کے بعد جب ہم ایک کتاب پر نظر کرنے سے پہلے اپنے دل میں یہہ خیال پیدا کرلیں کہ ہم انصاف سے اس کے کلام کے ہر پہلو پر نظر ڈالینگے نیک باتوں کو نیک اور بری کو بری خیال کرینگے تو ہر کتاب دیکھنے کے بعد برائیاں اور نیکیاں سب علیحدہ علیحدہ معلوم ہونگی اور دودھ کا دودھ پانی کا پانی صاف نظر آجائے گا یہی اور ایسی ہی طبیعت بجز لے بینے فطرتی کہلاتی ہے اور ایسی ہی شخص کو منصف اور دانا کہتے ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسرے مذاہب اور قوموں کی طرح یہہ قرار نہیں دیا کہ غلاموں کے یہہ فرائض ہیں کہ وہ اپنے آقا کی اطاعت کریں اور ان کی تابعداری اپنے اوپر لازم قرار دلیں بلکہ ان کے آقاؤن کے لئے قوانین مرتب کئے کہ وہ اپنے غلاموں کو آسایش اور آرام سے رکھیں اور کبھی ان پر زیادتی نہ کریں کیونکہ یہ آپ سمجھتے تھے کہ غلامون کے فرائض مقرر کرنے میں صرف ان ہی کی پامالی ہے جب وہ غلام ہوئے اطاعت پہلے ہی ان کے منصبی فرائض میں داخل ہو گئی ان کے لئے اطاعت و فرمانبرداری کی تاکید کرنی ان کو اور زیادہ مصیبت و آفت میں پھنسانا ہے۔

اسلام میں غلاموں پر بے اعتباری نہیں کی جاتی نہ یہہ قرار دیا گیا ہے کہ حالت غلامی بے اعتباری کا گھر ہے مگر مخترع رسم عیسائیت نے قانوناً یہ قرار دیدیا تھا کہ غلامی بے اعتباری کا گھر ہے یعنے جو غلام ہوتا ہے قطعی اسپر کبھی اعتبار نکرنا چاہئے اور اس ناشایستہ قاعدہ کو ضابطہ فطرت سمجھا گیا تھا۔

زید جسکو نبی اکرم صلی اللہ وآلہ وسلم نے آزاد کردیا تھا اسپر اسقدر بہروسہ کیا گیا تھا کہ ایک بار اسکو لشکر اسلام کی کمان دیگئی اور بڑے بڑے خاندانی کپتان اسکی ماتحتی میں مقرر کئے گئے تھے تاکہ ہر موقع پر اسکی اطاعت کریں اور انہیں ہدایت کردی گئی تھی کہ وہ اس کے فرمان سے ذرا بھی روگردانی نکریں اور پھر اس کے بیٹے اسامہ کو ایک بڑے لشکر کی سرداری کا افتخار بخشا گیا تھا جسکو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد [illegible] پر یہ ان غلاموں کے مقابلے کے لیے روانہ کیا تھا جس کا مفصل بیان ہم [illegible] میں لکھ چکے ہیں ۔ قطب الدین ایبک کا پہلا شہنشاہ اور ہندوستان میں اسلامی سلطنت کا [illegible] تھا ، صرف ایک غلام تھا ۔ جس غلامی کی کہ اسلام میں اجازت [illegible] کا فرق ہے اور جہاں ابتک بھی [illegible] ہے اور [illegible] میں یہ ہی ظالمانہ رسم غلامی رائج تھی جس کا [illegible] چھوڑ دیا ۔

اسلام میں جو اس وقت غلام ہے وہ کل ایک بڑا وزیر ہو جائیگا ۔ غلام قانون شریعت اسلام کے بموجب اپنے آقا کی بیٹی سے شادی کر سکتا ہے اور کنبہ کا اعلے افسر بن سکتا ہے غلاموں نے سلطنتیں کی ہیں اور بڑے بڑے خاندانوں کے بانی ہوئے ہیں سلطان محمود غزنوی کا باپ غلام تھا جس کے بیٹے محمود نے مسلمانوں کی سلطنت کی بنیاد ہندوستان میں جمادی اور راجپوتوں کو ثابت کر دیا کہ اسلامی سطوت ایسے خونخوار ہوتے ہیں کیا مسیحی مذہب میں بھی غلاموں کی یہ عزت کی گئی ہے ؟ کیا عیسائی ملکوں میں بھی غلام یوں آقا بن کر رہے ہیں ؟ تاریخ موجود ہے ۔ واقعات کئی کئی صدی کے اظہر من الشمس ہو رہے ہیں اگر ذرا بھی تعصب کو تھوڑی دیر کے لئے طبیعت سے نکال کر ان واقعات پر نظر ڈالی جائے گی اور اس رسم غلامی کو دیکھا جائیگا جس کا رواج اسلام میں ہے تو کبھی ناجائز کلمات بانی اسلام کے لئے استعمال کرنے کا موقع نہ ملیگا کبھی کسی زمانہ کسی عہد میں ایسا ہوا کہ غلاموں کو لشکروں کی کمان سونپی گئی ؟ اور غلام حضرت کے ناموں سے پکارے گئے ؟ یا کہیں مسیحی دنیا میں اُنیس سو برس سے ایسا ہوا کہ آزاد لوگوں نے غلاموں کی تعظیم اپنے اوپر فرض سمجھی ہو اور ان کے آگے سر تسلیم خم کیا ہو ؟

ان تمام صورتوں اور حالتوں سے جیسا کہ ہم لکھ آئے ہیں یہ پایا جاتا ہے کہ مقنن قوانین شریعت اسلامی نے یہی مصلحت سمجھا کہ غلامی کی رسم میں ایک تغیر عظیم پیدا کر دے جس سے یہ امید ہو سکتی ہے کہ آئندہ تبدیل ہوتے ہوتے یہ رسم بالکل دنیا سے نیست و نابود ہو جائے گی قرآن پکار پکار کر کس غلامی کی شہادت دے رہا ہے ؟ صرف اس غلامی کی کہ جو جہاد میں گرفتار ہو کر آئیں ۔ مگر قرآن یہ کبھی نہیں کہتا کہ زبردست پکڑ کر لوگوں کو لونڈی غلام بنالو قرآن نے کبھی نہیں کہا کہ بردہ فروشی کرو ۔ اگر ہم یورپ کی تواریخ کے صفحے اُلٹینگے تو ہمیں یہ بخوبی معلوم ہو جائے گا کہ اکثر جنگوں میں جب ایک بادشاہ نے فتح پاکر دوسری سلطنت کے آدمی گرفتار کئے اُنہیں کیا تو زندہ جلوا دیا یا پانی میں ڈبوا کر مروا ڈالا یا انہیں مویشیوں کی طرح باڑے میں بند کر دیا اور ان پر وہ وہ مظالم توڑے کہ جن کے بیان سے روح کانپتی ہے اسلامیوں نے اس کے خلاف

اگر اپنا دوست بنا کر کہا اور اپنی اچھی بری قسمت کا انہیں شریک کر لیا تو بتاؤ کونسی زیادتی کی
یہہ دوسری بات ہے کہ کوئی عیسائی یہہ کہے کہ مسلمان بردہ فروشی کرتے ہین اور انہون نے بعض بعض
اوقات یہہ یہہ ظلم کئے ہین اسکا بحث مین کچھ ذکر نہین ہمین اسلام اور اس کے اصول سے بحث
کرنی ہے اور کہنا ہے کہ اسلام کیا شہادت دیتا ہے رہا مسلمین کے اعمال کی بابت اس کے ذمہ دار
ہم کبھی نہ بنینگے وجہ یہہ ہے کہ ہر قوم مین اچھے برے ہوتے ہین اگر موجودہ یورپ پر غور کیا جائے تو معلوم
ہو کہ اناجیل کے کتنے احکام کی پیروی ہوتی ہے زنا قمار بازی مے خواری کی کہان تک پہونچ گئی ہے بردہ
فروشی نے کس کس نئے رنگ مین جلوہ کیا ہے بے پناہ دوشیزہ خواتین کا تاج کس جبر و تعدی سے اتارا
جاتا ہے اور مفلسی نے کتنی کتنی عصمت پناہ لڑکیون کو تباہ کیا ہے ایسے مطالب کا پوشیدہ ہی رہنا
بہتر ہے پہلے اپنے گریبان مین ہر شخص کو منہ ڈالنا چاہیے پھر دوسرے پر اعتراض جانے کے لئے مستعد ہونا چاہیے
نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب اپنی نبوت کا اعلان دیا ہے تو اپنے کو ایسی قوم مین کھڑا ہوا دیکھا
کہ جن کی گھٹی مین رسم غلامی پڑی ہوی تھی اور امیر سے لیکر غریب تک اپنی اپنی حیثیت کے موافق لونڈی
غلام رکھتا تھا آپ کی معنی خیز اور نتائج پیدا کرنے والی نظرین نہ صرف اپنے ملک کی چار دیواری مین
پابند ہو کر جگر لگا رہی نہین بلکہ آپ پڑوسی سلطنتون کی حالت کو بھی بغور ملاحظہ فرما رہے تھے اس
لحاظ سے اس والا ترذات اور مقدس نفس نے یہ مناسب سمجھا کہ رسم غلامی کے متعلق قوانین ایسے
سخت اور شدید جاری کرنے چاہین کہ یہہ لوگ گھبرا کر خود ہی چھوڑ دین کیونکہ یہہ ایک مسلمہ مسئلہ ہے
اور شب و روز تجربہ مین آتا ہے کہ جلاب دینے سے پہلے طبیب منضجین پلاتا ہے جب مادہ خوب پک
جاتا ہے پھر دستون کی دوائی دی جاتی ہے اس قسم کی اصلاح بمقتضائے قانون فطرت ہوا کرتی
ہے اور اس ترکیب سے ہر مسئلہ پر عملدرآمد کرنا عین حکمت ہے۔ آپ نے یہہ سخت قانون مقرر فرما دیا تھا
کہ جنگ مین جو لوگ گرفتار ہو کر آئین کیا تو وہ اپنی آزادی کے لئے خفیف سا فدیہ دیکر رہائی پالین
یا اپنی ملازمت کے منافعون مین سے ادا کر کے آزادی حاصل کرین یا ان تنخواہون مین سے جو انہیں
ان کی خدمت کی ملے گی زر فدیہ ادا کر دین اور اپنی آزادی خرید کر چلے جائین مین نہین جانتا کہ یہہ
کونسا ظلم اور کس طور کا جبر ہے جس پر یورپ مین بہت شد و مد سے بحث ہو رہی ہے اور خبر نہین کیا
کیا گھڑ رہین اسلام کی نسبت ۔ ہو رہی ہین نے اخیکا سر نہ پیر۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہہ
قانون مقرر فرمایا ہے کہ غلام کے پاس اگر ان دو مذکورہ بالا وسائل مین سے ایک وسیلہ بھی اپنی رہائی
اور اپنی آزادی اپنے آقا سے مول لینے کا نہو تو وہ مسلمانون سے اپیل کرے اور پھر مسلمانون کا فرض
قرار دیدیا ہے کہ وہ اسکی اپیل کو سنین اور اسے رہائی دلوادین۔ جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ
عنہ نے یہہ سنا تو آپ نے کئی بردے خود ہی آزاد کر دئے اور کئی غلام زر فدیہ دیکر دوسرون کے

پاس سے آزاد کرا دئے۔ اسلام میں جو حقوق غلاموں کے مقرر ہوئے ہیں وہ کسی آزاد سے کم نہیں ہیں جیسا یہودیوں کا دستور تھا کہ اگر ایک آزاد غلام سے یا لونڈی سے شادی کرے تو وہ کو دنیا سے نیست و نابود کر دیا جاتا ہے اور عقد [illegible] ایسا عقد [illegible] تھا اور یہ رسم صدیوں تک برقرار رہی لیکن اسلام نے بالکل آزادی دیدی کہ جو چاہے آزاد مرد لونڈی سے نکاح کرلے یا غلام آزاد عورت سے اپنی شادی کرے [illegible] قرار دیا جاتا تھا اور انہیں پورے حقوق عطا ہوتے تھے حضرت شہربانو رضی اللہ عنہا کا یہ خیال کر لیا جائے کہ جو حضرت امام حسین شہید کربلا کی بیوی تھیں گو آپ یزدجرد شہنشاہ ایران کی شاہزادی تھیں لیکن زمانہ کو بندی میں آنے کا نام قائم کرنا تھا اب دیکھنا چاہئے کہ حضرت شہربانو کی کتنی زبردست تعظیم اسلام میں کی جاتی ہے اور کیسا معزز مانا جاتا ہے۔

اگر غلامی کی فطرت پر ہم ملاحظہ کرینگے تو ہمیں کھل جائیگا کہ غلامی کوئی مرض نہیں ہے جس سے انسان خوف کھا کر بھاگے یا کوئی ایسا عیب نہیں ہے کہ جس سے انسانی صفات زائل ہو جاتی ہیں اور ضمیری جوہروں کی چمک مدہم پڑ جاتی ہے یا یہ کوئی ایسی بیماری نہیں ہے کہ جس سے ذاتی لیاقتی [illegible] میں کچھ خلل واقع ہوتا ہے جو لوگ مقابلہ کرکے گرفتار ہوتے ہیں انہیں لفظ غلامی سے تعبیر کیا ہے جسکی حقیقت کو پانے اسلام نے صاف طور سے کہدیا ہے [illegible] اور قوموں میں غلاموں کو ایسا کمزور اور ذلیل جانتے تھے کہ ان کو ہر طرح تکلیف میں رکھنا اور معمولی خطاؤں پر سزائے موت دینا [illegible] کا ذخیرہ تھا وہ قومیں جب باہم جنگ کرتی تھیں اور لوگ جنگ میں سے گرفتار ہو کر آتے تھے تو یہ ان کے قانون میں داخل تھا کہ سب کو قتل کر ڈالا جائے اور ایک مستقل [illegible] ہو جائے چنانچہ رومن اور داسی [illegible] ہوتا رہتا

مگر اسلام نے اس نفسانی پیشے کی بیخ و بنیاد اکھیڑ کر پھینک دی اور یہ قرار دیدیا کہ انسان کو بندہ رکھنا اور خفیف سے خفیف وجہ پر [illegible] شقاوت کرنا یہ انسانی ذات کے لئے ناگوار امر ہے۔ آقا اپنے غلاموں سے سخت کام نہ لیں بلکہ ان کا فرض ہے کہ وہ انہیں تنخواہ دیں اپنے سے کپڑے پہنائیں اور اپنے ساتھ ایک دسترخوان پر بٹھا کر کھلائیں اسلام میں بردہ فروشی کی سخت مخالفت ہے ایسا [illegible] قبیح فعل کو منافی انسانیت تصور کیا ہے لونڈی غلاموں کا آزاد کرنا نیکی اور خدا کی خوشنودی کا باعث [illegible] بڑا کام شمار کیا گیا ہے اسکی قطعی ممانعت ہے کہ کسی مومن کو غلام بنایا جائے۔

[illegible] کتاب لاطینی علیا [illegible] جلد [illegible] مصنفہ [illegible] یہودی [illegible] مسیحی [illegible] پاس [illegible] گرفتار ہوکر آئیں وہ قتل کر دالے جاتے تھے [illegible] اس قانون [illegible] اور [illegible] شخص ہوا ہے جس نے [illegible] پہلا شخص ہوا ہے [illegible] اور انکار کیا ہے لیکن [illegible] انکار کرنا اپنی [illegible] اور اپنی حفاظت کے لئے [illegible] [illegible] انکار کرتا ہے اور وہ صرف اس لئے کہ اس کو [illegible] سے نجات ہو

یا دوسرے الفاظ میں ہم یہہ کہہ سکتے ہیں کہ اسلام نے یہہ اعلان دیدیا تہا کہ مومن کبھی غلام نہیں بن سکتا۔ لیکن مسیحیوں میں بردہ فروشی کی رسم اسلام کے خلاف بہت دہوم دہام سے جاری تھی اور وہ اسکی بڑی تجارت کرتے تھے۔ قرآن میں جس غلامی کی بابت ذکر ہے وہ دراصل یہہ ہے کہ جب مشرکین یا کفار مسلمانوں پر چڑہائی کریں اور انہیں ستائیں یا تنگ کریں اور اپنی حفاظت کے لئے ہتیار بدست ہوں ایسی صورت میں اگر ان کی فتح ہو جائیگی اور دشمن کے لڑنے والے سپاہی گرفتار ہو جائینگے تو یہہ حکم ہے کہ انہیں فدیہ لیکر چھوڑ دو بمقتضائے قانون قدرت مقابلہ کرنے اور ہلاک کرنے کے عزم کی کچھہ تو سزا دیجائے اور جو صرف ایمان میں چھوڑ دیا تو خونریزی اور جنگ کرنے کی سزا ہی مشرکوں کو کیا ہوئی تو انہیں اخلاق اور تمدن کے مطلق خلاف یہہ امر نہیں ہے بشرطیکہ بنظر انصاف دیکھا جائے۔ ملاحظہ کیا جائے ساتھہ اس کے ان کے آقاؤں کو سخت تاکید ہے کہ ان کی حفاظت کریں اور انہیں کسی قسم کی تکلیف نہو۔

اگر اس زمانہ کے اسلام کی حالت پر انصاف خیال کیا جائے جب کہ مٹھی بہر مسلمان لاکہوں بت پرست دشمن ایمان بدوں سے گہرے ہوئے تہے اور جو سیاہ گہٹا کی طرح مطلع اسلام کو گہیرے ہوئے تھے اور پہر مسلمان اپنے خدا کے بہروسہ پر ان سے جنگ کر کے غالب آئے تہے ایسی خوفناک نازک صورت میں فرض تہا اور بمقتضائے قانون قدرت لازمی تہا کہ وہ غلامی کی رسم کو اپنی شوکت اور دبدبہ قائم کرنے کے لئے جاری رکہتے تاکہ مخالفین اسلام کو تنبیہ ہو اور ان کی جمعیت ٹوٹے اگر اس مصلحت ملکی کے خلاف کوئی راہ نکالی جاتی تو اسے ہتیار لیکر پہر سے لڑنے کے لئے آمادہ ہو جانا چاہئے۔ یا ایسی بے معنی اور مہمل گو اس تحریر تو خود پہر بھی مبارزت کرنے پر آمادہ ہے۔

ابتدا

اگر اسلامی تاریخ کے صفحے الٹے جائیں تو یہہ بات بخوبی معلوم ہو جائے گی کہ مشرکوں اور عیسائیوں کے ہاتھوں سے جو جو مصیبتیں کہ مسلمانوں کو اٹہانی پڑی ہیں اس کا کوئی بھی حد و حساب نہیں مسلمانوں کا اپنے مشرقی اور مغربی وحشی قوموں سے مدت تک دست بدست جنگ کرنا اور ایسے خوفناک دشمنوں کا کلہ بکلہ جواب دینا ایک ایسا امر تہا کہ جو ایک قسم کی عداوت مشرکوں کی طرف سے ان کے دل پر بٹہانے والا تہا آخر ان کے اس غصہ نے انہیں یہاں تک آمادہ کیا کہ وہ بھی عیسائیوں کی بردہ فروشی کرنے لگے اور جو اب بھی کہیں کہیں پائی جاتی ہے ورنہ کوئی وجہ ان کی بردہ فروشی کرنے کی نہ تھی۔ جب وہ ہر طرف سے بہت ستائے گئے تو انہوں نے بھی یہہ طریقہ اختیار کر لیا۔

ملہ جب کرام ویل ڈروگوڈا کا قتل عام کر چکا ہے اور ائرلینڈ کا ہنگامہ شروع ہو چکا ہے انگلش پیوریٹنٹ نے ائرلینڈ کے عورت مرد کو پکڑ پکڑ کر جہازوں میں بٹہا کر بیچنا شروع کیا علاوہ دہ مقامات کے اور مقاموں میں بھی معدود ائرلینڈ کے مرد اور عورتیں ڈہر اسے بیچی گئیں اور اس بردہ فروشی کو ایک افتخار سمجہا گیا اور انگلستان خوش تہا کہ میں بردہ فروشی کی تجارت کا خیال لیا

اپنے دشمنوں کو گرفتار کر لیں اور ادہر ادہر فروخت کر ڈالیں مگر ایک فروخت شدہ غلام بھی ایک دن شہنشاہ بن گئے ہیں اور انہوں نے اسلام کی بڑی خدمت کی ہے۔

مثلاً سندوتین ترکمان اور افریقی عرب جنہوں نے اپنی شجاعت اور بہادری یا نامردی کا یہہ نمونہ نقد کر لیا تہا کہ وہ تمام یقین اسلام کو پکڑیں اور انہیں فروخت کر ڈالیں بعض اوقات انہیں اسلام اور غیر اسلام میں بہی شناخت نہ ہی تو ان ترکمانوں اور وحشی افریقی عربوں کا کوئی فعل اسلام کے اعمال اور افعال کا وکیل نہیں بن سکتا۔ مثلاً قوم گو جو جنہوں نے ٹیپی جنوبی امریکہ کے وحشی حصوں میں ایک ڈنڈ جوار کہا تہا اور ادہر ادہر بردہ فروشی کرتے پہرتے تہے نہ صرف بردہ فروشی بلکہ لوٹنا مارنا عیاشی کرنا ۔ مے نوشی کرنا یہہ ان کا روزمرہ تہا۔

کثیر الازواجی کی طرح رسم غلامی بہی تمام عالم میں جاری اور ساری تہی پہلے یہہ رسم ناتربیت یافتہ اور وحشی قوموں میں رہی اور بعد ازاں اس نے شائستہ اقوام میں اپنے ہاتہہ پیر پہیلائے اور استقلال و استواری سے اس کے قدم جمے کہ جب تک اسلام نے اسکی بنیادوں کو متزلزل نکر دیا اسکو زوال نہ آیا اور یورپ میں اس کی بنیادیں اکہیڑ کر نہ پہینکی گئیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انسانی قطع برید یعنے زندہ شخص کا عضو کاٹنا بہت زور شور سے منع فرمادیا اور اس کی تاکید کر دی کہ کبہی یہہ غیر رحیانہ کام نہ کیا جائے یہہ سخت ممانعت اس زمانہ میں ہوئی تہی جبکہ سلطنت قسطنطینیہ اور ایران اس میں ڈوبا ہوا تہا اور ان دو سلطنتوں میں بہت آزادی سے انسانی عضو کاٹے جاتے تہے۔

بردہ فروشی کا چار خلفا یعنے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے زمانہ میں کوئی نام بہی نہیں جانتا تہا۔ ان کی خلافت میں کبہی ایسا نہیں ہوا کہ کسی نے کوئی غلام خریدا یا فروخت کیا نہ ان کے دفتر کے کسی کلرک نے

(۱) ترکمان صرف اس خیال سے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان سے سرتابی ہو اپنے قیدیوں کو خواہ وہ شیعی ہو یا شیعہ (گو وہ خود متعصب سنی ہیں) مجبور کرتے ہیں کہ وہ اپنے کو کافر کہیں اگر وہ اپنے کو مسلمان کہینگے تو ترکمانوں کی سرکشی اپنے نبی اکرم سے ظاہر ہوگی مگر افریقی عرب اپنے غلاموں کی نسبت خیال کرتے ہیں کہ ہمیں جہاد میں حاصل ہوئے ہیں۔

مسٹر جوسف تہامسن جو بڑے مشہور سیاح افریقہ میں انہوں نے اپنی ایک چہٹی میں جو ہ نومبر ۱۸۸۸ء کو لنڈن ٹیمس میں چہپی تہی مشرقی افریقہ کی بردہ فروشی کی نسبت یہ تحریر کیا ہے۔ "میں بے تامل کہتا ہوں کہ میں یہ نسبت آپکے مشرقی وسطی افریقہ کے نامہ نگار سیاحوں کے میرا تجربہ بردہ فروشی کی نسبت بہت بڑہا ہوا ہے۔

مشرقی وسطی افریقہ میں بردہ فروشی کی ترقی کی بڑی وجہ یہہ ہے کہ ان ممالک میں اسلام کبہی تبلیغ ہی نہیں کیا گیا مگر تمام بہیودہ کا سبب یہہ ہے کہ اسلام کی وسعت ہی اپنے ہمراہ بردہ فروشی کی رسم کو لیگئی۔ جن پر امن اور حلیم بالکبر وسائل سے مغربی افریقہ اور وسطی سوڈان میں اسلام پہیلا وہ عجیب رحیم و سائل ہر ناظر کے دیکہنے کے قابل ہیں "۔ اسکے بعد سیاح ممدوح یہہ لکہتا ہے "یہاں اسلام اپنے اسی جوش سرگرمی اور اولوالعزمی اور زبردست طریقہ سے جاری ہے جیسا کہ ابتدا ابتدا میں تہا اور اپنے اسی بہڑکتے ہوئے جوش کی وجہ سے عجیب کامیابی ہوتی جاتی ہے اور وہ قدم بقدم افریقہ میں پہیلتا جاتا ہے۔

یہہ اس سیاح افریقہ کی رائے ہوئی۔ ناظرین اس سے اندازہ کر سکیگے کہ نفس اسلام میں بردہ فروشی کا کہیں پتہ ہی نہیں ہے ممکن ہے کہ مسلمانوں میں بہی کچہ چند در چند وجوہات سے خود بخود کہ ممالک وہ دست میں ہو گیا کہ جنہیں اسلام یا مانتے اسلام کی ہدایات سے کچہ سروکار نہیں ہے

مین یہہ پتہ لگتا ہے کہ فلان غلام اتنے روپیہ کو خرید ا گیا۔
ہان خاندان بنی امیہ کی خلافتون مین اصل الاصول اسلام مین تغیر و تبدل واقع ہوگیا حضرت معاویہ کے وقت مین غلامون کی خرید و فروخت ہونے لگی تہی اور آپ ہی کے وقت سے بیگمات کی حفاظت کے لئے خواجہ سراؤن کا رکہنا بہی جاری ہوگیا تہا جسکی نقل قسطنطنیہ سے لیگئی تہی۔ خلافت عباسیہ کے ابتدائی زمانہ مین حضرت جعفر صادق علیہ السلام نے بہت دہوم دہام سے غلامی یا بردہ فروشی کے خلاف وعظ فرمائے اور آپ ان قبیح رسوم کے سخت مخالف تہے۔ حضرت امیر معاویہ کا غلامون کی خرید و فروخت کرنا ان ہی مجبوریون کی وجہ سے تہا جو ہم اوپر لکہہ آئے ہین گو یہہ ہم تسلیم کرتے ہین کہ حضرت معاویہ نے محض نیک نیتی سے مجبور ہوکر خرید و فروخت غلامون کی ایک حدتک جائز قرار دیدی ہوگی پہر بہی اسمین مہلک نتیجہ مضمر تہا جسکا ظہور آئندہ نسلون کے لئے اچہا نہین ہوا اور آخر یہانتک نوبت پہونچی کہ غیر قومون کے آگے مسلمان ہی کثیر الازدواجی اور بردہ فروشی یا رسم غلامی کے بانی قرار دیدیے گئے۔
وہ دن آگئے ہین کہ آزادی کی دہوم چارون طرف سے مچی آقا اپنے ملازم پر جبر نہین کرسکتے اور ملازم اپنے آقا کی بیجا پابندی نہین کرسکتا۔ گو اس فخر کا یورپ بہت بڑا مستحق ہے اور نتیجہ نے یہہ آزادی اسی کو بخشی ہے لیکن ابہی بیچارہ ہندوستان اس آزادی حاصل کرنے کا حق قدرت سے نہین رکہتا جس آزادی پر یورپ آجکل فخر کرتا ہے اسکی بنیاد تیرہ سو برس پہلے نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جمادی تہی اور آپ نے خلیفہ یا سلطان وقت کو ادنے مسلمان سے مساوی کردیا تہا جسکی کیفیت ہماری تصانیف سیرۃ الابوبکر۔ الفاروق سیرۃ العثمان اور سیرۃ العلی مین مشرح اور مفصل لکہی ہے۔
غلامی اور بردہ فروشی کی جو کچہ اصلی کیفیت تہی مین قلمبند کرچکا ناظرین بشرطیکہ وہ انصاف سے نظر کرینگے انہین معلوم ہوجائیگا کہ بانئے اسلام نے دنیا کو کہانتک آفت و مصیبت سے نجات دی اور لاکہون بندگان خدا کی ظالمون کے ہاتہ سے جان بچائی

پندرھوان باب

آیندہ زندگی کا خیال

آیندہ زندگی کا خیال جہانتک کیا جاتا ہے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ یہہ انسانی نسل کے ساتھہ دنیا مین پیدا ہوا ہے دنیا کی تمام قومین خواہ بت پرست ہون یا ستارہ پرست آتش پرست ہون یا خدا پرست غرض سب اسبات کا یقین اپنے دل مین استواری سے رکھتی ہین کہ ایک دن مرکر ہم روحانی زندگی حاصل کرینگے اور ہمارے اعمال کی سزا جزا ضرور ہمین ملیگی یہہ دوسری بات ہے کہ ہر قوم نے اپنے نئے نئے خیالات آیندہ زندگی کی بابت ظاہر کئے ہین اور وہ زمانہ کی آب وہوا اور اثر پر مبنی رائے قایم کر گئے جنکی تقلید ان کی اولاد ابتک کرتی ہے اور اسی خیال کو سرمایہ افتخار سمجھہ لیا ہے واقعات گزشتہ کا ایک محتاط امتحان جو قومون اور گروہون کے ابتدائی زمانون کا کیا گیا ہے ہمین اس یقین کرنے پر آمادہ کرتا ہے اور ہماری اس مطلب کی طرف رہنمائی کرتا ہے کہ ہم یہہ یقین کرلین کہ آیندہ زندگی کا خیال انسانی ضمیر کی فطرتی بالیدگی اور وسعت کا بہت بڑا نتیجہ ہے۔

پرانے زمانہ کے نرے وحشی آدمی موت کو زندگی کا انجام سمجھتے تھے اور یہہ جانتے تھے کہ جو کچھہ اب ہے بس وہی ہے اس کے بعد کچھہ بھی نہوگا اور ہمارا جسم روح کے ساتھہ فنا ہو جائیگا یعنے جسم کے فنا ہونے پر روح بھی عام قسمت کی حصہ دار بنے گی انسانی نسل کچھہ عرصہ تک تو اپنے اس وحشیانہ خیال مین مبتلا رہی لیکن اس کے بعد انسانی مخلوق کے لئے دوسرا زمانہ آیا اور اس نے دوسرے اسٹیج پر قدم رکہا اور اب اس کے خیالات کو اس کی آرزون کے ساتھہ وسعت ہونی شروع ہوئی یہانتک کہ قبرون کے پرے تک اس کی نظرین پڑنے لگین اور وہ اپنے خیالات کو دنیوی مسرت کی چار دیواری سے بھی آگے بڑہانے لگا اور اب اس نے زندگی کے دوسرے رستے پر پیش قدمی کی اور پہلا خیال اس کے دل سے نسیاً منسیاً ہونے لگا۔ لیکن اس اسٹیج پر بھی روزانہ زندگی کی دراڑون سے غیر فنائیت کے خیال نے زیادہ ترقی نہ کی اسلئے گزشتہ زمانہ کے محدود تصورات نے خون کی طرح ان کی رگ رگ مین اثر کر رکہا تھا گو وہ اپنی جگہہ سے متزلزل ہونے لگے تھے اور اپنے پرانے قیام کے مقام پر ڈگمگانے لگے تھے تاہم ابھی وہ اپنی جگہہ پر قایم تھے اور اپنے آبائی خیالات کی بو کچھہ نہ کچھہ انہین باقی تھی۔ زندگی مرنے کے بعد صرف دنیوی

زندگی کا ایک شخص ہی یا شمہ دائمی زندگی کا خیال ہر شکو بعد ترک بدن ترقی کرتا گیا اور اس یقین نے تمام عالم کو آخرکار گھیر لیا اور یہ گرد وحشتوں کی اچانک سنا تے ہم کا حسرتناک خوف اور خیال خواہ وہ وحشی ہوں یا شائستہ ہوں فطرتی طور پر آیندہ اتصال یا ملاقات کی ایک اطمینان بخش یقین کوئی چاہتا ہے کیونکہ اگر اس خوش آیندہ بشارت کا یقین نہ ہو اور یہ خیال کر لیا جائے کہ ہم دائمی مفارقت میں رہینگے تو یہ شعور طبایع کے لئے کتنا مہلک ثابت ہوتا ہے مثلاً نوجوان بیٹے کا قبل از وقت ماں کی مہربان آغوش میں گزر جانا اور اسکی آفت ناک اور ہلاکت خیز یا ہلاک کرنیوالا ہیں وہ ہوتا ہے کہ ستم ہی سوم بجائے ایسی ناگفتہ بہ حالت میں بھی اگر یہ یقین ہو کہ ہم آیندہ زندگی میں ملینگے تو پھر کیونکر زیست ہو سکتی ہے اور زندگی اسکے بعد آرام اور آسائش سے بسر ہو سکتی ہے۔ کیا ہی وحشی سے وحشی اور مہذب سے مہذب ہو وہ اپنی کسی ہاتھ دوست کی عارضی ملاقات کی حقیقت دائمی ملاقات سے کچھ بھی نہ سمجھے گا غرض اپنے عزیز و اقارب - احباب کا خواہش مند فطرتی طور پر ہوتا ہے کہ میں اپنے متوصلین سے دائمی میل جول حاصل کروں اس خیال نے وسعت کے ساتھ پیر پھیلائے اور مشرق سے مغرب تک شمال سے جنوب تک آیندہ زندگی کا عقیدہ یا روحانی جوہر ان کے بقا رہنے کا یقین پھیل گیا اور ہر متنفس اپنی جانفشانی محنت اور خدمت قوم کے صلے آیندہ زندگی پر موقوف کر کے اپنی زندگی کے دن باطمینان بسر کرنے لگا۔

اسکے بعد دوسری اسٹیج بھی ختم ہوگئی اور انسان نے تیسری اسٹیج پر قدم رکھا جہاں اس نے اس امر کا یقین کیا کہ موجودہ خوشی اور تکلیف کچھ چیز نہیں ہے کیونکہ زندگی کی جتنی چیزیں ہیں سب عارضی ہیں اگر خوشی سے زندگی بسر کی تو ایک دن اس کا خاتمہ ہو جائیگا اور جو مصیبت میں رہے تو ایک دن اس حالت کو فنا ہے غرض کوئی چیز ہی ہے نہ رہے گی پھر یہ بہتر ہوگا کہ فانی اور غیر فانی چیزوں سے نفرت کریں اور ان پر توجہ نہ کر کے باقی کمالات حاصل کریں اسلئے کہ ہماری آیندہ زندگی ایسی آنے والی ہے کہ جہاں اس توشہ کی ضرورت ہوگی اور اس غیر فنا ہونے والی زندگی میں یہ کمالات کام آئینگے۔ اور جو کچھ کیا ہے اچھا یا برا اس کا پھل ضرور ملیگا اب یہاں سے ہم ایک اصول اور قانون تک جا پہونچے۔

انسانی ضمیر جب تک کہ کوئی اوپری یا روحانی قوت اسے سہارا نہ دے کبھی آیندہ زندگی کے بھیدوں کو کشادگی سے سمجھ نہیں سکتا نہ اسے کوئی ایسا قابل اطمینان علم ہو سکتا ہے کہ وہ آرام سے اپنی دنیوی زندگی آیندہ روحانی زندگی کی عمدگی کے لئے بسر کرے مگر دھرم یا یہ کہ موجودہ فلاسفر آیندہ زندگی کے ہرگز قایل نہیں ہیں اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ وحشی بزرگوں کا تتبع کرتے ہیں کہ جنہیں سوائے دنیوی زندگی کے اور کچھ آیندہ کی خبر ہی نہیں

فلسفہ یا ماتھیس کی تو یہ شان تھی کہ وہ انسانی خیالات اور تیقن کی تیسری اسٹیج سے قدم آگے بڑھاتے نہ کہ اور دو درجے پیچھے ہٹکر انسانی خیالات کی پہلی سیڑھی پر جا جمے اور اس میں اپنے علم کی پوری تکمیل سمجھی —

یہہ بھی دیکھ لیا گیا ہے اور یہہ دیکھنا نہایت دلچسپ ہے کہ آیندہ زندگی کے بارے مین سب قومون کے خیالات مساوی معلوم ہوتے ہی جیسا کہ مین پہلے لکھہ آیا گو الفاظ اور طرز جدا جدا ہے لیکن مفہوم سب کا یکسان ہے تاہم اکثر مذاہب کی آیندہ زندگی کی نسبت خیال زیادہ مضحکہ خیز مین اور ان کی بنیاد نہایت بودے اصول پر مبنی ہے یہہ تسلیم کیا گیا ہے کہ آیندہ زندگی کا اصول پہلے مصریون نے معلوم کیا تہا اور آخرش انہون نے انسانی چال چلن کے اصل الاصول پر قایم کردی[1]۔ انہون نے اراگون کے خیال کے ساتھہ آیندہ سزا اور جزا کا خیال خلط ملط کر دیا۔ انسان قبر مین دوبارہ رہنے کے لیئے اتارا جاتا ہے۔ مرنے کے بعد انسان کو نئی زندگی حاصل ہوتی ہے اور پہر اس کی معیت آفتاب کے ساتھہ ہو جاتی ہے جو تمام نسلون اور مخلوقات کا سبب زندگی ہے خود زندہ ہے اور سبکو زندہ کرنے کی قوت رکہتا ہے۔ انسانی روح مثل آفتاب کے غیر فانی خیال کی گئی تہی — تمام اجسام جو تحت الثری مین اترتے ہین سب کی بابت یقین نہین ہوتا کہ ان کے لیئے بعث و نشر بہی ہوگا۔ متوفی کی اسیر نز اور اس کے ۴۲ اسیسر جانچ کرتے ہین اگر متوفی کے جرائم ثابت ہو جاتے ہین تو اس کی سزا یہی ہے کہ وہ فنا کر دیا جائے۔ اور اگر وہ مطلق بیگناہ ثابت ہوتا ہے تو اس کی تمام کدورت دہو دی جاتی ہے اور وہ کامل خوشی مین داخل کیا جاتا ہے اور آخر الامر اسیر نز کی ہمراہی مین رہنے کا شرف اسے مل جاتا ہے جس کے ساتھہ وہ بڑے بڑے لطف اڑاتا ہے اور خوش گوار لذیذ کہانے کہاتا ہے[2]

ہمین قدرتی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل کا مصر مین مدت مدید کے قیام نے انہین آیندہ زندگی کا یقین دلا دیا اور ساتہہ ہی وہ سزا اور جزا کے بہی قایل ہو گئے لیکن حضرت موسیٰ کے مذہب نے اس مذہب سے کوئی نئی بات پیدا نہ کی نہ آیندہ زندگی کی ایسی تشریح کی کہ جس سے اس مین کچہہ فرق پڑتا۔ موسوی شریعت کے اصلی اصول کی بنا زیادہ تر دنیوی جزا اور سزا پہ پائی جاتی ہے[3]۔ قوانین کی قوت حیوانیہ نہایت ہی تنگ دائرہ مین پابند ہے بعث و نشر یا قیامت کا خیال مع ان تصورات کے جو اس سے پیدا ہوتے ہین اور جنکا ذکر دنیا

[1] تاریخ قدیم مصر جلد ۲ صفحہ ۴۲۳ مصنفہ راسن صاحب —

[2] تاریخ قدیم مشرق مصنفہ لینارمنٹ جلد ۱ صفحہ ۳۲۲ — ۳۱۹ — اور ایلجر مصنف تاریخ اصول حیات اخروی یا ہسٹری آف دی ڈاکٹرن آف اے فیوچر لائف —

[3] ایلجر ایضاً۔ ایضاً۔ اور لاطینی عیسائیت یا لیٹن کرسچانٹی مصنفہ ملمین صاحب جلد ۱ صفحہ ۳۳ و ۲۰ و ۲۱۰۵ وغیرہ

مبارک زمانہ میں تھے تو ہمیں صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ کے ایرانی مستقل طور پر آیندہ زندگی کے قایل تھے ژند اوستا کے عقاید صاف طور پر ہمیں آیندہ زندگی کا یقین دلاتے ہیں اور وہ بخوبی جزا و سزا کا قایل تھا فرید اور ہمیشہ کا زرتشتی مذہب ژند اوستا کے آیندہ زندگی کے عقاید کی بہت وہم و گمان سے تائید کرتا ہے ان کا یہہ یقین تھا کہ انسان کے مرتے ہی دیو اسکے جسم پر قبضہ کر لیتے ہیں اور تین دن کے بعد پھر اس مردہ کو [illegible] اور بدکردار کے عطا ہوجاتی ہے۔ جن مردوں نے کہ گناہ کئے ہیں اور ہمیشہ ان سے شبہ اعمال سرزد ہوتے رہے ہیں وہ مرتے ہی آزمایش کے طور پر چینوات کے خوفناک پل کی طرف بیجائی جاتی ہیں تاکہ وہ اس پر سے عبور کریں لیکن گنہگار ہونے کی وجہ سے وہ اس پر سے پار نہیں ہو سکتیں یہہ آزمایش یا امتحان موت کے دن کی تیسری شب کو وقوع میں آتا ہے۔ اور جو روحیں کہ گنہگار نہیں ہوتیں وہ بخوشی و خرمی اس خوفناک پل سے گزر جاتی ہیں اور بعد ازاں ہرمزد وغیرہ کی ہمرکابی کا فخر انہیں مل جاتا ہے اور ان کے نشست کے لئے سونے کا تخت اور خدمت کے لئے خوبصورت لڑکیاں ہوتی ہیں جنکو حوران بہشت کہہ سکتے ہیں۔ اور پھر ہمیشہ ان حوران بہشت کے ساتھ بخوشی اپنی زندگی بسر کرتی رہتی ہیں۔ مگر وہ بدروحیں جنسے وہ پل عبور نہیں ہو سکتا وہ اس پر سے خلیج دوزخ میں جس خلیج کا وہ پل ہوتا ہے گرادی جاتی ہیں جہاں دیو ان سے بدسلوکی کرتے ہیں اور انہیں ایسی ایسی ایذائیں دیتے ہیں کہ جو ناقابل برداشت ہوتی ہیں۔ آخر ہرمزد اس عذاب کی مدت کے تمام ہونیکا حکم کرتا ہے ان میں سے بعض تو التجاؤں اور منت سماجت سے چھوٹ جاتی ہیں اور بعض کی نجات نیکوں کی شفاعت سے ہو جاتی ہے۔ اختتام دنیا پر ایک پیغمبر پیدا ہوگا جو یہاں ناانصافی اور کذب کو اٹھائیگا اور تمام عالم میں خوشی اور امن پھیلا دیگا اور ہرمزد کی آسمانی سلطنت سب میں پھیل جائے گی۔ اور سوا اس کے کہیں کسی کو دنیا نہ ملے گی (ف۱) اس کے بعد ایک عام قیامت واقع ہوگی اور پھر دوست اور دشمن دار باہم ملیں گے جب یہہ تمام کیفیت ہو چکے گی تو اسوقت بروں اور بھلوں کی تفریق کی جائیگی۔ گنہگاروں کا عذاب ہیبت ناک ہوگا اہرمن جانکن وادی پر دوڑا دوڑا پھریگا اور سب سخت آفت اور مصیبت ٹوٹے گی اور جان کندنیوں میں۔ وہ بیچین ادھر ادھر بلبلاتا ہوا دوڑیگا اور اس کی بیچینی سخت تکلیف دہ ہوگی۔ ایک دمدار آتش بار ستارہ زمین پر آپڑیگا اور دنیا میں آگ لگا دیگا۔ پہاڑ پگل جائینگے اور ٹیلی دہات کے موافق بہجائینگے۔ تمام مخلوق اچھی اور بری اس طوفان میں سے ہوکر گزرے گی اہرمن کی بھی حالت بدلجائے گی اور دوزخ کی بھی صفائی بخوبی کی جائے گی

(ف۱) شہرستانی اس پیغمبر کو اشیدر بیگا لکھتا ہے لیکن مغربی مصنفوں نے اسکا نام سوشی اوچ لیا ہے جو اور دو پیغمبروں سے مقدم ہے ایک پیغمبر کا نام اوشیدر باحی ہے اور دوسرے کا نام اوشیدر ماہی (ڈوڈ لینجر جلد ۲ صفحہ ۱۰۴) ڈی سیسی لیوش اس نبی کو لکھا ہے۔ (مرڈوا اینٹ ڈی۔ لا پرسی۔ صفحہ ۹۵)۔

جھون سے برائی معدوم ہوجائیگی اور پہر مخلوق بیان سے باہر خوشی اور راحت مین ہوکر اپنے دن گزارے گی۔

یہہ تخالف دا اتفاقات مذہب کے ہین جو عیسائیک عقائد مین بلا تبدیل ہئیت و مفہوم بہرے ہوئے ہین اور ان کے دلائل مین باہم کوئی غلطی نہین ہے جن عقائد کا انتخاب ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مذہب ہے۔

جس وقت کہ حضرت عیسےٰ کا ظہور ہوا تہا فونیشن اور اسیرین کا زمانہ گزرچکا تہا صرف یونانی تمام دنیا مین غلبہ کرتے تہے

یہودی اپنی آزادی ہمیشہ کے لئے کہو چکے تہی ایک مصیبت خیز چاپلوسی نے حضرت داؤد علیہ السلام کے تخت کو اپنے قبضہ مین کرلیا تہا۔ اس آزادی پر سپاہ سٹیڈیا جیسی قوی روح نے غلبہ کرکے اس کی ناقابل حکومت نشست گاہ پر قبضہ کرلیا تہا۔ یہہ دیونکی قومین برابر تمام تمدنی اور اخلاقی مضمون مین تنزل کرتی جاتی تہین اور وہ ایک تاریکتر راہ مین پڑی ہوئی ٹکٹے ٹوئیان ماررہی تہین اور ان کا ابہی امید مین کا تمام تمام ہورہا تہا کہ ہماری مدد کو آسمان سے ایک سفارت آئیگی جو ہمارے دشمنون کو برباد کرکے پہر ہمین ہماری قدیمی سرسبزی اور بہبودی بخشی گی۔

حضرت عیسےٰ کے ظہور کے وقت یہودیون کی سلطنت کی عجیب کیفیت تہی مشرق مین تو آتش پرستی نے اپنا تسلط جما رکہا تہا اور مغرب مین تو انائی فلسفہ نے اپنا پرتو ڈال رکہا تہا۔ اس زمانہ مین حضرت عیسےٰ کی ذات پر ایمان لانا نہایت تذبذب اور شبہ سے بہرا ہوا تہا یا ارذل گروہ کی ایمانی آوازین تہین مگر یہہ کہتے تہین کہ ہم حضرت عیسےٰ کی ذات پر ایمان لائے ہین شریف اور تعلیم یافتہ ایک نفس بہی ایمان نہین لایا تہا حضرت عیسےٰ حضرت داؤد کی نسل مین سے تہے جنکا ارادہ تہا کہ مین پریشان اور بیچارا اولاد کو ایک جگہہ جمع کردون کیونکہ انہون نے اپنے ظہور کا خاص منشا ان الفاظ مین بیان کیا ہے "اس نے جواب مین کہا مین اسرائیل کے گہر کی کہوئی ہوئی بہیڑون کے سوا اور کسی پاس نہین بہیجا گیا"۔ ہرچند آپنے اپنی ذات خاص اس کام کے لئے وقف کردی اور لوگون کو جتا دیا کہ مین یہہ کام کرنے آیا ہون لیکن کچہہ بہی کام نہ بنا اور وہ سوائے چند یہودون کے اور کسی کو بہی ایک جگہہ جمع نہ کرسکے۔ گو آپنے آسمانی بادشاہت کے بہت بہت کچہ سبز باغ بہی دکہائے لیکن کچہ بہی نہوا

اب ہمین یہہ دیکہنا ہے کہ حضرت عیسےٰ بہی آئندہ زندگی تسلیم کرتے تہے یا نہین تو انجیل سے ہمین یہہ بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسےٰ نے آئندہ زندگی کا اقرار فرمایا ہے جیسا کہ وہ دولتمندون کو ڈراتے وقت کہتے ہین "تب یسوع نے اپنے شاگردون سے کہا مین تم سے سچ کہتا ہون کہ دولتمند کا

متی کی انجیل باب ۱۵ - آیت ۲۴ -

آسمان کی بادشاہت میں داخل ہونا مشکل ہے بلکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ اونٹ کا سوئی کے ناکے سے گزر جانا اس سے آسان ہے کہ ایک دولتمند خدا کی بادشاہت میں داخل ہوئے ف۱ یہاں خدا کی بادشاہت سے وہی آئندہ زندگی کا نیک پھل مراد ہے جو اسلام میں مانا گیا ہے - دوسری جگہہ پھر آئندہ زندگی کی بابت تذکرہ ہے مثلاً ،، یسوع نے جواب میں ان سے کہا تم نوشتوں اور خدا کی قدرت کو نہ جانکر غلطی کرتے ہو کیونکہ قیامت میں لوگ نہ بیاہ کرتے نہ بیاہے جاتے ہیں بلکہ آسمان پر خدا کے فرشتوں کی مانند ہیں - اور مردوں کے جی اُٹھنے کی بابت خدا نے جو تمہیں فرمایا وہ تم نے نہیں پڑھا کہ میں ابرہام کا خدا اور اضحاق کا خدا اور یعقوب کا خدا ہوں خدا مردوں کا نہیں بلکہ زندوں کا خدا ہے ف۲ اس کے بعد حضرت عیسےٰؑ نے آسمان کی بادشاہت کی تشریح مفصلہ ذیل بے معنی اور مبہم الفاظ میں کھینچی ہے جس سے آسمانی بادشاہت کی حقیقت صراحت سے نہیں معلوم ہوتی چنانچہ وہ فرماتے ہیں ،، کیونکہ آسمان کی بادشاہت اس صاحب خانہ کے مانند ہے جو تڑکے باہر نکلا تاکہ اپنے انگورستان میں مزدور لگا دے اور اس نے مزدوروں کا ایک دینار روزینہ مقرر کر کے انہیں اپنے انگورستان میں بھیجا اور اس نے پہر دن چڑھے باہر جا کے اوروں کو بازار میں بیکار کھڑے دیکھا اور ان سے کہا تم بھی انگورستان میں جاؤ اور جو کچھ واجبی ہے تمہیں دونگا سو وے گئے پھر اس نے دوپہر اور تیسرے پہر کو باہر جا کے ویسا ہی کیا ایک گھنٹا دن رہتے پھر باہر جا کے اوروں کو بیکار کھڑے پایا اور ان سے کہا تم کیوں یہاں تمام دن بیکار کھڑے رہتے ہو انہوں نے اس سے کہا اس لئے کہ کسی نے ہمکو مزدوری پر نہیں رکھا اس نے انہیں کہا تم بھی انگورستان میں جاؤ اور جو کچھ واجبی ہے سو پاؤ گے جب شام ہوئی انگورستان کے مالک نے اپنے کارندے سے کہا مزدوروں کو بلا اور پچھلوں سے لیکر پہلوں تک ان کی مزدوری دے جب وے جنہوں نے گھنٹہ بھر کام کیا تھا آئے تو ایک ایک دینار پایا جب اگلے آئے انہیں یہ گمان تھا کہ ہم زیادہ پاویں گے پر انہوں نے بھی ایک ایک دینار پایا جب انہوں نے یہ پایا تو گھر کے مالک پر کڑکڑائے اور کہا پچھلوں نے ایک ہی گھنٹہ کا کام کیا اور تو نے انہیں ہمارے برابر کر دیا جنہوں نے تمام دن کی محنت اور دھوپ سہی اس نے انمیں سے ایک کو جواب میں کہا اے میاں میں تیری بے انصافی نہیں کرتا کیا تو نے ایک دینار پر مجھسے اقرار نہیں کیا - تو اپنا لے لیکے چلا جا میری [illegible] تجھے دیتا ہوں پچھلے کو بھی دوں کیا مجھے روا نہیں کہ اپنے مال سے جو چاہوں سو کروں کیا تو اسلئے بری نظر سے دیکھتا ہے کہ میں نیک ہوں اسیطرح پچھلے پہلے ہونگے اور پہلے پچھلے کیونکہ بہت سے بلائے گئے پر برگزیدہ تھوڑے ہیں ف۳ خدا کی بادشاہت اس انگور کی حکایت سے نسبت دیگئی ہے ناظر کو

ف۱ متی کی انجیل باب ۱۵ آیت ۲۴ - ۲۴ ف۲ متی ۱۹ باب ۲۳ - ۲۴ آیت ف۳ متی ۲۲ باب آیت ۲۹ - ۳۰ - ۳۱ - ۳۲ -

تعجب نکرنا چاہیے کہ حضرت عیسےٰ نے انگورستان کا ذکر کیوں کیا ہے اور کیا وجہ ہے کہ اتنی لمبی چوڑی کہانی سے جو نتیجہ انہوں نے نکالا ہے وہ بہت ہی خفیف ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ جس شہر میں حضرت عیسےٰ پیدا ہوئے تھے وہاں انگوروں کی کاشت خوب ہوتی ہوگی یا حضرت عیسےٰ کو انگور زیادہ بھاتے ہونگے کیونکہ جہاں آپنے کوئی مثال دی ہے انگورستان ہی کا سلسلہ شروع کیا ہے - خیر ہمیں اس سے کچھہ بحث نہیں صرف یہ دکھانا ہے کہ حضرت عیسےٰ آئندہ زندگی کے قایل تھے چنانچہ ایک جگہہ وہ اور بھی فرماتے ہیں ،، اور وے ہمیشہ کے عذاب میں جائینگے پر راستباز ہمیشہ کی زندگی میں (ف۲) ،، اور ایک جگہہ حضرت عیسےٰ فرماتے ہیں ،، کیونکہ جب مردے اٹھینگے تو وے نہ بیاہ کرینگے نہ بیاہے جائینگے بلکہ جیسے فرشتے جو آسمان پر ہیں ویسے ہونگے (ف۳) ،، اسیطرح اور بھی بہت سے مقامات پر حضرت عیسےٰ نے آئندہ زندگی کی بابت کہا ہے اور آپ جزا و سزا کے قایل ہوئے ہیں - لیکن آپنے سوائے آسمانی بادشاہت کے لفظ کے آئندہ زندگی کی اور کچھہ تشریح نہ فرمائی ایک جگہہ آیا ہے کہ قیامت کے دن ایک تنبو میں سب جمع ہونگے اور وہاں خداوند اپنے دوستوں کے اپنی آستین سے آنسو پونچھیگا کیونکہ اپنی ان مصیبتوں کو یاد کر کے روئینگے جو ظالموں نے انپر توڑی تھیں - یہ تمام باتیں گو آئندہ زندگی کا ایک سچا خیال دیتی ہیں لیکن ساتھہ ہی اسکے ہادی کے خیالات کی خامی معلوم ہوتی ہے گو یہ کلمے ایک ایسے شخص کے لئے زیادہ موثر ہو سکتے ہیں کہ فنافی اللہ کے مرتبہ پر پہونچ گیا ہے اور جو قوم یا جو گروہ کہ نرا وحشی ہے ان کے لئے یہ معمولی الفاظ ہرگز اپنے میں تاثیر بخش جوہر نہیں رکھتے - ایک جگہہ آپنے نہایت جرأت سے یہ بشارت دی ہے کیونکہ ابن آدم اپنے باپ کے جلال میں اپنے فرشتوں کے ساتھہ آویگا تب ہر ایک کو اسکے اعمال کے موافق بدلا دیگا (ف۴) پھر اور جگہہ آپنے فرمایا ہے ،، مردے اپنے قبروں سے اٹھینگے اور مسیح انصاف کے تخت پر بیٹھیگا ،، جن لوگوں نے نیک اعمال کئے ہیں ان خوشنما اور راحت افزا قیامگاہوں میں بھیجیگا جو ابتدائے پیدایش عالم سے تیار کی گئی ہیں اور جنہوں نے برے اعمال کئے ہیں ان سے یہ کہیگا ،، تب وہ بائیں طرف والوں سے بھی کہیگا اے ملعونو میرے سامنے سے اس ہمیشہ کی آگ میں جاؤ جو شیطان اور اس کے فرشتوں کے لئے تیار کی گئی ہے کیونکہ میں بھوکا تھا پر تم نے مجھے کھانے کو نہیں دیا پیاسا تھا تم نے مجھے پانی نہیں پلایا پردیسی تھا تم نے مجھے اپنے گھر میں نہ اتارا ننگا تھا تم نے مجھے کپڑا نہ پہنایا بیمار اور قید میں تھا تم نے میری خبر نہ لی (ف۵) یہاں سے دوزخ اور اس کے دائمی عذاب کی پوری حقیقت کھلتی ہے تعجب ہے کہ عیسائیوں کا خداوند فقط اس جرم میں کہ لوگوں نے اس کی کسی حالت میں مدد نہ کی دائمی جہنم میں جھونکتا ہے پھر عیسائی کس منہہ سے یہ کہتے ہیں کہ پیغمبر اسلام نے اپنے دشمنوں کے لئے جہنم تجویز کی

ف۱ متی ۲۰ باب آیت ۱ - ۱۶ - ف۲ متی ۲۵ باب آیت ۴۶ - ف۳ مرقس ۱۲ باب آیت ۲۵
ف۴ متی ۱۶ باب آیت ۲۷ - ف۵ متی ۲۵ باب آیت ۴۱ - ۴۳

جہان سانپ بچھو ہون گے اگر وہ اس مقام کو آنکہیں کہولکر دیکہین تو انہین معلوم ہو کہ
الشان پیغمبر عرب نے ان دشمنون کو دوزخ اور سخت تر عذابون کی بشارت دی ہے کہ جنہون
نے خدا کے جلال کے ساتہہ بے ادبی کی اور اسکی لازوال قوتون پر بہروسہ کرنے سے سنگدلی برتی خدا
کے نام پر ٹھٹھہ بازی کی اور اسکی والا ذوالاشان ذات پر تہمت لگائے ایسے بے ادب سنگدل
گستاخون کے لئے ارشاد ہوا تہا کہ ایسے لوگون کا ٹہکانا جہنم ہے آپ نے کبھی یہہ نہین فرمایا کہ چونکہ
تم نے میری مدد نہین کی اسلئے مین تمہین دائمی جہنم مین جہونکونگا یہانتک کہ آپنے اپنے چچا حمزہ
کے قاتل کو جب وہ گرفتار ہوکر آیا بغیر سزا دئیے چہوڑ دیا اور اگر فرمایا تو یہہ فرمایا کہ جہان تک
ہوسکے آپنے اپنے ان دشمنون کو جنہون نے ستانے اور ہلاکت مین ڈالنے کی پوشیدہ اور علانیہ
کوئی بات اٹہا نہ رکہی تہی قبضہ پانے کے بعد یہہ دعا دیکر چہوڑ دیا کہ خدا انہین ہدایت کرے، اگر دنیا
مین انصاف کوئی چیز ہے اور جانچ کرنیکا اندازہ ٹہیک اور درست ہے تو اس مقابلہ پر خیال کیا جا(ئے)
صرف اس بات پر کہ تم نے مجہے روٹی بہوک کی حالت مین کہانے کو نہ دی اور پیاس مین پانی نہ پلایا
چلے تم دائمی جہنم مین جہونکے گئے کیا رحم اور خدا ترسی کی یہہ مثال کافی ہو سکتی ہے جبکہ حضرت عیسے
اپنی مدد نہ کرنے والون کے ساتہہ یہہ کیفیت ہے تو خبر نہین ان لوگون کی کیا کیفیت ہوگی کہ جنہون نے
انہین تکلیف دی اور جن کے خوف سے ادہر ادہر بہاگتے پہرے اور آخر جنہون نے زبردستی پکڑ
کر صلیب پر کہینچ ہی دیا اور کچہہ بنائے بن نہ پڑی ان لوگون کی دیکہئے حضرت عیسے کیا حالت کرتے ہین
اب ہم پہر اپنے اصلی مطلب کی طرف رجوع ہوتے ہین حضرت عیسے نے جہان آسمانی بادشاہت
کی بشارت دی ہے وہان عذاب کا بہی بیان فرمائے گئے ہین چنانچہ وہ لکہتے ہین،، اور مین تم سے
کہتا ہون کہ بہتیرے پورب اور پچہم سے آوینگے اور ابراہام اور اسحاق اور یعقوب کے ساتہہ آسمان کی
بادشاہت مین بیٹہینگے پر بادشاہت کے فرزند باہر کے اندہیرے مین ڈالے جاوینگے وہان رونا اور
دانت پیسنا ہوگا ف ۱ پہر آنکا قول دوسری جگہہ نقل ہے،، وہان رونا اور دانت پیسنا ہوگا جب
ابراہام اور اسحاق اور یعقوب اور سب نبیون کو خدا کی بادشاہت مین شامل اور آپکو باہر نکالا
ہوا دیکہو گے ف ۲ اسکے بعد دوسری جگہہ صاف طور پر جنت کے کہانون اور مزے اڑانے کی بابت بیان
کیا ہے یہہ عیسائیون کا محض ہٹ دہرمی اور تعصب کا اعتراض ہے کہ وہ مسلمانون کی فرضی
اور مقرر کی ہوئی بہشت پر ہنستے آتے ہین افسوس ہے کہ وہ اپنی کتاب کو نہین دیکہتے جسمین صاف
طور پر جنت کی نعمتون کا تذکرہ ہے جہان حضرت عیسے بہت زور دیکر بیان کرتے ہین ،، تاکہ میری
بادشاہت مین میری میز پر کہاؤ پیو اور تختون پر بیٹہکر اسرائیل کے بارہ گہرانون کی عدالت کرو ف ۳

ف ۱ متی کی انجیل ۸ باب آیت ۱۱-۱۲ - ف ۲ لوقا ۱۳ - باب ۲۸ - آیت - ف ۳ لوقا ۲۲ باب ۳۰ - آیت -

اس کے بعد حضرت عیسے بھی اس کہانے مین حصہ دار بنا چاہتے ہین یا یہہ کہو کہ بنیگے مثلاً اس بات مین آیا ہے ،، مین تم سے کہتا ہون کہ انگور کے پہل کا رس پہر نہ پیون گا اسدن تک کہ تمہارے ساتھہ اپنی باپ کی بادشاہت مین نیا نہ پیون (١)

حضرت عیسے نے جب فرمایا بھی فرمایا کہ قیامت قریب ہے خدا کی بادشاہت کے دن آگئے اور اس مضمون کو اسقدر زور دے کر بیان کیا کہ جس سے یہہ معلوم ہوتا تہا کہ دو چار ہی سو برس مین قیامت برپا ہونے والی تہی مثلاً ایک جگہہ آپ فرماتے ہین ،، جب وے تمہین ایک شہر مین ستاوین تو دوسرے کو بہاگ جاؤ مین تم سے سچ کہتا ہون کہ تم اسرائیل کے سب شہرون مین نہ پہر چکوگے جب تک کہ ابن آدم نہ آلے وے (٢) ایک اور جگہہ اس سے بھی زیادہ قرب کا زمانہ فرمایا ہے گویا ابہی ہونے جاتا تہا ،، مین تم سے سچ کہتا ہون کہ اس زمانہ کے لوگ گذر نہ جاوینگے جب تک یہہ سب کچہ واقع نہو لے (٣) پہر آپنے ایک جگہہ یہ فرمایا ،، دیکہو تمہارا گہر تمہارے لئے اجاڑ چہوڑا جاتا ہے اور مین تمہین سچ کہتا ہون کہ مجہکو نہ دیکہوگے اسوقت تک کہ تم کہوگے مبارک ہے وہ جو خداوند کے نام پر آتا ہے (٤)

غرض حضرت عیسے نے موجودہ زندگی اور شان وشوکت دنیوی کی کچہ قدر نہ کی اور آپ ہمیشہ آیندہ زندگی کی قدر وقیمت فرماتے رہے چنانچہ آپنے اپنے معتقدین کو دنیا کے کامون سے معطل ہونے کی نہایت واضح الفاظ مین صریح طور پر تعلیم فرمائی ہے اور کئی کئی بار زور دے دیکر یہہ بیان فرمایا ،، اسلئے مین تمسے کہتا ہون کہ اپنی زندگی کے لئے فکر نکرو کہ ہم کیا کہاوینگے اور کیا پینگے نہ اپنے بدن کے لئے کہ کیا پہنینگے کیا جان خوراک سے بہتر نہین اور بدن پوشاک سے ہوا کے پرندون کو دیکہو کہ وے نہ بوتے نہ جوتے نہ کوٹہیون مین جمع کرتے ہین تو بھی تمہارا آسمانی باپ انکو پالتا ہے کیا تم ان سے بہت بہتر نہین ہو تم مین سے کون ہے جو فکر کرکے اپنی عمر مین ایک گہڑی بڑہا سکتا ہے اور پوشاک کی کیون فکر کرتے ہو جنگلی سوسنون کو دیکہو کہ وے کسطرح سے بڑہتی ہین وے نہ محنت کرتی نہ کاتتی ہین پر مین تمہین کہتا ہون کہ سلیمان بھی اپنی ساری شان وشوکت مین انمین سے ایک کے مانند پہنے نہ تہا پس جب خدا میدان کی گہاس کو جو آج ہے اور کل تنور مین جہونکی جاتی ہے یون پہناتا ہے تو کیا تمکو اے کم اعتقادو زیادہ نہ پہنائیگا اسلئے یہہ کہکے فکر مت کرو کہ ہم کیا کہاوینگے یا کیا پینگے اور کیا پہنینگے کیونکہ ان سب چیزون کی تلاش مین غیر قومین رہتی ہین اور تمہارا آسمانی باپ جانتا ہے کہ تم ان سب چیزون کے محتاج ہو - پر تم پہلے خدا کی بادشاہت اور اسکی راستبازی کو ڈہونڈو تو یہہ سب بھی تمہین ملین گی - پس کل کی فکر نکرو کیونکہ کل اپنی چیزونکی آپ ہی فکر کرے گا آج کا دکہہ آج ہی کے لئے بس ہے (٥) یہہ تمام باتین ہمین اس امر سے آگاہ کرتی ہین کہ حضرت عیسے نے ہمیشہ ترک

(١) متی ٢٦ - ٢٩ (٢) متی ١٠ باب ٢٣ آیت (٣) مرقس ١٣ باب ٣٠ آیت (٤) لوقا ١٣ باب ٣٥ آیت (٥) متی ٦ باب ٢٥ - ٣٤ آیت

زندگی کی طرف اپنے معتقدین کی توجہ پھیری اور یہ ہی کہتے رہے کہ ابن آدم اب آنے ہی کو ہے اور تمہیں اسرائیلیوں کے گہرانے کا افسر بنادیگا غرض جو باتیں کہ اپنا معتقد بنانے کی استعمال کی جاسکتی ہیں ان کو بہت دہوم دہام سے حضرت عیسےٰ نے استعمال کیا حضرت عیسےٰ کی ان بشارتوں کا اثر صرف ایک ہی نسل تک قایم رہا اور جو کچھ پہلی نسل والوں نے سرگرمی مسیحی مذہب کے پہیلانے میں دکہائی وہ عجیب وغریب جوہر اپنے میں رکہتی تہی مگر جوں جوں زمانہ گزرتا گیا آسمانی خیالی بادشاہت کی گونجیں کانوں میں سے نکل ہی گئیں اور آخرکار یہ آسمانی بادشاہت ایک وہمی امر تسلیم کر لیا گیا یہی وجہ مسیحی مذہب کے بہت جلد بگڑ جانے کی ہوئی اس میں زرتشتی عقائد نے آ آکر اپنا گہر کیا اور عیسائیت کی اصلیت بالکل مٹامٹا کر خاک میں مل گئی - نئی نئی صورتیں پیدا ہونے لگیں آخر نوبت بانیجا رسید کہ مسیحی جسمانی بعث و نشر کے قایل رہگئے - موجودہ مسیحی یورپ کا جو کچھ جسم اور روح کی بابت عقیدہ ہے وہ میں ایک زبردست معتبر کتاب[1] سے جو ایک ڈاکٹر کی تصنیف ہے لیکن اپنا نام اس نے کتاب پر نہیں لکہا ہے درج کرتا ہوں جس سے معلوم ہوجائے کہ عیسائیوں کا (پادریوں یا ان کے چند معتقدوں کو مستثنٰے کر کے) یہ عقیدہ ہے - وہو ہذا

موجودہ زمانہ کے تعلیم یافتہ عیسائیونکا روح اور جسم کی بابت عقیدہ

زندگی اور موت موجودہ زمانہ میں جبکہ دماغی تعلیم کے سیلان نے بہت زور شور سے دنیا کے معلوم کے گوشہ گوشہ اپنی موج انگیز لہروں سے مخاطب بنالیا ہے ساتھ ہی اس کے جسمانی تعلیم کے ڈہانچہ کو توڑ مروڑ ڈالا ہے اور افسوس ہے کہ کوئی اسکی طرف مطلق توجہ نہیں کرتا انسانی عظیم الشان گروہ جو اعلے درجہ دماغی تعلیم یافتہ ہے اپنی جسمانی تعلیم کی طرف سے ایک ایسی جہالت کے تاریک اندہے کوئیں میں پڑا کہ انہیں مطلق خیال نہیں ہوتا کہ ہم اپنے کو اور اپنی آئندہ نسل کو اس خطرناک غفلت سے کیا زہریلا اثر پہونچا رہے ہے جسمانی تعلیم کے روشن اور سادہ قوانین کی ذرا بہی پروا نہیں کی جاتی اور انکو فضول سمجہکر ان پر توجہ کرنی اپنی شان کے خلاف تصور کر لیا ہے - تمام عملی ہمدردی اسکی قسمت کے ساتہہ یا صحت و مرض کی تمام دلچسپ حکایات کا انحصار بالکلیہ طبی پیشہ پر موقوف چہوڑ دیا گیا ہے بچوں کی تعلیم کے مد سے اس جسمانی تعلیم کی دفعہ کو بالکل نکال ہی ڈالا ہے انہیں کوئی ہدایت کوئی عملی نصیحت انکی آئندہ جسمانی زندگی کی بابت مطلق نہیں دی جاتی جسمانی قوانین کی لوگوں کی نگاہوں میں کچھ بہی وقعت نہ رہی نہ ان قیمتی قوانین کی وقعات واجب الاعتصاف سمجہی گئی ہیں - اعضا کا قوی اور سڈول ہونا جسپر تمام روحانی اور دماغی خوشیونکا انحصار ہے اور جو انسانی شرافت ہے اور جسم ہر قسم کی قومی اور ملکی بہبودی

[1] ایلی مینٹ اف سوشیل سائنس مطبوعہ لندن ۱۸۹۰ع صفحہ ۱ - ۴

بہبودی موقوف ہے اسکو ایسا حوا سمجھ لیا ہے کہ اسکی طرف خیال کرنا ہی سخت مصیبت میں مبتلا ہونا ہے۔ اگر وہ یہ نہیں سمجھتے کہ انسان بغیر جسمانی تعلیم کے کبھی نیکی اور مستحق شادمانی کے راستہ پر چل نہیں سکتا اور نہ اگر کبھی اور کسی حالت میں نجات ہو سکتی ہے جن لوگوں نے دماغی تعلیم میں بہت کچھہ قابلیت حاصل کی ہے ان کی نظروں میں جسمانی تعلیم کچھہ بھی نہیں جچتی اور جو اشخاص کہ ورزش کرتے ہیں اور اپنی جسمانی طاقتوں کو مختلف کھیلوں سے بڑہاتے ہیں ان پر یہ مبارک اشخاص سخت حقارت انگیز نظریں ڈالتے ہیں اور اپنے عندیے میں سمجھتے ہیں کہ یہ ورزش کم درجہ کے آدمیوں کا کام ہے۔

جسمانی صحت و نیک جسمانی زندگی کا بین ثبوت ہے ہماری کوششوں کی ایک خاص نتیجا یا ان کا بالخیر خاتمہ نہیں سمجھا گیا ہے اور نہ انکی عزت کی گئی ہے کہ جو اپنی جسمانی صحت اور طاقت پر قابض ہیں جب دماغی تعلیم کے عالم یا اس کے شیدا کسی گروہ یا کسی ایک نفس کو قوی اور جسمانی صحت کی نیکیوں سے مالا مال دیکھتے ہیں تو یہ کہدیا کرتے ہیں کہ یہ ربانی بخششیں ہیں جو انہیں عطا ہوئی ہیں۔

قوانین صحت کو جس طرح کہ بہت کم سمجھا گیا ہے اسی طرح ان کو واجب الاحترام خیال کرنے میں پہلو تہی کی گئی ہے جب ہم قوانین صحت اور اخلاق سے خلاف ورزی کرتے ہیں اور حد سے زیادہ شدید گناہ میں اپنے کو مبتلا کر دیتے ہیں اور اسوقت ہم واجب التعذیر ہو جاتے ہیں اور ہمیں مرض کی سخت اور مہلک سزا دیجاتی ہے یعنی ہم مریض ہو جاتے ہیں تو بجائے اس کے کہ ہم یہ سمجھیں کہ یہ قوانین صحت کی خلاف ورزی کرنے کی سزا دی گئی ہے ربانی غضب کا اپنے کو مرجع سمجھکر اپنی بدقسمتی پر آہ آہ کے آنسو رو دیتے ہیں۔

شہوانیہ جوش یا حیوانیہ جذبے نہایت مبتذل روشنی میں دیکھے جاتے ہیں اور بچوں کو موجودہ یا آئندہ خیالی زندگی کے فرضیہ عذاب و ثواب سے ڈرا کر خبردار کیا جاتا ہے کہ کبھی ان میں مبتلا نہونا اور کوشش کی جاتی ہے کہ بچوں کا دل و دماغ شریفانہ ولولوں اور نجیبانہ جوشوں سے مملو رہے اور روحانی قابلیتیں ان میں کوٹ کوٹ کر بھر جائیں صرف ان ہی باتوں کو بچوں یا نوجوانوں کے اعلے فرائض میں داخل کر دیا ہے اور ان ہی باتوں کی انھیں زبانی تعلیم دے کر سب سے زیادہ نجیب سب سے زیادہ شریف اور سب سے زیادہ خلیق بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

یہ خوب سمجھ لیا جائے کہ سب زبانی جمع خرچ ہے جس کا اثر مطلق ان کی قیمتی زندگی پر نہیں پڑ سکتا اور وہ ان تہدید آمیز نصائح اور زجر گیریوں پر بھی کورے کے کورے رہجاتے ہیں۔

جسمانی علوم معہ ان کی لامتناہی عجیب اور غریب اور نادر تر آب خزانہ کے پہلے چند خوش قسمت

آدمیون کے صرف قبضہ مین تھے گو یورپ مین اب بہت کچھ اسکی طرف میلان خاطر اور عملدرآمد ہے - اس سے پہلے جسمانی صحت کے علوم دماغی تعلیم کے آگے سخت ذلیل کئے گئے تھے اور وہ لوگ (دماغی تعلیم حاصل کرنیوالے) اپنے خیال مین انسانی اعلیٰ تر بزرگی اور انجبیت کی جگہہ اپنے ہی لئے تجویز کرکے اسپر بڑے فخر سے جلوہ فرما ہوتے تھے اور یہہ سمجھتے تھے کہ فطرت کی پوری برکتین ہمین حاصل ہین -

موجودہ زمانہ مین بھی یہہ دیکھا جاتا ہے کہ جسم اور مادہ نے انسانی عزت کا ابھی تک بہت کم حصہ لیا ہے اور جو وقعت کہ فطرت کی طرف سے اسے عطا ہوئی ہے انسان نے اپنے ظلم سے اس عزت سے اسے محروم رکھا ہے یورپ کے تعلیم یافتہ حصہ کو مستثنےٰ کرکے اگر ہم تمام دنیا مین اپنی نظر دوڑائین تو ہمین یہہ معلوم ہوگا کہ لوگون کا مستقل طور پر یہہ عقیدہ ہے کہ روح مادہ سے زیادہ انجب ہے اور ہماری انسانیت کا روح گویا ایک غیر فانی حصہ ہے ان کا مقولہ ہے کہ اسی شریف بسیط جوہر کی وجہ سے انسان اور تمام مخلوق مین افضل ہے اور اسیوجہ سے خدا نے یہہ فرمایا کہ مین نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا جسم اور روح کا کچھ بھی مقابلہ نہین ہوسکتا یہہ ایک فانی چیز ہے اور روح غیر فانی ہے - آخر الامر جو وقت اس خاکی قیدخانہ سے رہائی پاتی ہے تو خوشیان مناتی ہوئی آسمان پر چلی جاتی ہے اور وہان اسپر خداوند برکتین نچھاور کرتا ہے جب یہہ خیال ہے تو پھر ہم روحانی برکتون کے حاصل کرنے پر اپنی توجہ کیون نہین مبذول کرتے اور وجہ کیا ہے کہ ہم اپنے کو اس دنیا سے جدا کرنے کی تدبیرون مین سرگرم نہین دکھائی دیتے جب روح فانی نہین ہے اور ہمارا جسم فانی ہے تو پھر فنافی اللہ ہونے مین تامل کیا ہے آؤ اور اپنے اجسام کو برباد کردو اور انہین دنیا سے یک لخت مٹادو کیونکہ جس چیز پر آسمانی برکتین نچھاور ہون گی وہ تو فانی کبھی ہوگی پھر تامل کس بات کا ہے -

بیاتا چہ داری زمردی نشان

یہہ ان روحانی لوگون کی زندگی ہے اور یہہ روحانی بیہودہ اور ناپسندیدہ خیالات ہین - افسوس ہزار افسوس جسطرح یہہ اپنے کو جانچتے ہین اسیطرح اپنے بے معنی قیاسات کی دھن مین دوسرون کو بھی یون ہی سمجھتے ہین اور اپنے پر عذاب خیالات کے بہنور مین دوسرون کو بھی پھنسانا چاہتے ہین جب یہہ لوگ اپنی روحانی زندگی کی تعلیم دوسرون کو دیتے ہین اور اپنی زندگی ان ہی لایعنی امور مین برباد کرتے ہین تو وہ اپنے کو بڑا مستحق تعریف جانتے ہین لیکن ایک نیک جسمانی زندگی کا کبھی ان کے دل مین خیال ہی نہین گزرتا اور ان لوگون کے ساتھ انہین کچھ بھی ہمدردی نہین ہوتی جو مخلوق کو جسمانی صحت کی نیکیون سے مملو بنا کر ان کے ضمائر کو فطری جلوون سے منور بنانا چاہتے ہین

جب تک شعرائے متقدمین اور فلسفیون اور طبیعات جاننے والون کے نام ان کی زبانون پر ہین اور ان کے برگزیدہ اور پر اثر اشعار اور ان کے حکیمانہ مقولے ان کے لوح دل پر کندہ ہین اسپر بھی یہہ نہین سمجھتے کہ یہہ وہی لوگ ہتے جنہین جسمانی صحت کی نیکیون سے پورا پورا حصہ ملا تہا۔
مادی تعلیم والون سے ہمیشہ روحانی معلمون کی زیادہ عزت کی گئی ہے وہ روحانی معلم جو یہہ کہتے ہین اپنے آئندہ خوش زندگی حاصل کرنے کے لئے اپنی جانین گہلا دو اور اسکی پروا نکرو مثلاً آنحضرت مسیح اور ان کے حواریین کے وہ ہوا دار اقوال۔

فطرت کے اصول کی جانچ کا طریقہ کب اور کیونکر پیدا ہو گیا اسلئے اس امر کو طے کر دیا کہ مذکورۃ الصدر خیالات فطرت ہی کے ہین اور یہی اس کے قوانین کا مفہوم ہے اور کیونکر ان اصول کا قوی تر اثر انسانی دل و دماغ پر پڑا جو اگر ہم مسیحی مذہب اور اس کے اصول پر خیال کرینگے تو ہم پائینگے کہ اس قسم کی روحانی تعلیم کا جس سے انسان دنیا کے کام کا نہ ہے ایک بڑا سلسلہ پایا جاتا ہے یہہ مذہب گو پرانی عبرانی پرستش سے نکلا ہے جسمین زیادہ تر مادی تعلیم پر روحی بہبودی حاصل کرنے کے لئے زور دیا گیا ہے لیکن جون جون اسے ترقی ہوتی گئی اس نے اپنا دوسرا رستہ اختیار کر لیا اور آخر روحانی ترقی کے تاریک گڑہے مین جا کر گر پڑا۔ جو چیز خالق قرار دیجاتی ہے اور جسکی طرف کائنات کی بازگشت ہوتی ہے اور جسکی حالت ناقابل التغیر اور ناممکن الزوال بیان کی جاتی ہے ایک عجیب تماشہ سے لبالب ہے۔ بیان کیا جاتا ہے پہلے اس نے مادہ مین جان ڈالی اور پہر اپنی مرضی کے مطابق اسکے لئے قوانین مقرر کئے اور اپنے مین یہہ قوت رکہی کہ جب جی چاہا ان قوانین مین تغیر و تبدل کر دیا اور ضرورت کے وقت انہین خواہ کسی صورت پر الٹ دیا انسان جو عجیب تر مجموعہ ضمیر اور جسم کا ہے اپنے کو اسی روح یا خالق کا طفیلیہ سمجہتا ہے اور یہہ یقین کر لیا گیا ہے کہ یہی خالق اپنی مرضی کے موافق اسے زندگی دیتا ہے اس کا یہی ماسوا اس کے یقین کر لیا گیا ہے کہ جب اس خالق کی پرستش کی جائے گی تو یہہ آسمانی غرفون سے مالامال بنا دیگا اور بہت کچہ وقعت اور آرام روحانی دنیا مین بخشیگا۔ انہین خیالات انہین عقائد کی وجہ سے انسانی روح انسانی خیالات ایک بڑی اور زبردست مفہوم سمجہی گئی ہے جبکہ جسم کا اسکے مقابلہ بہت کم پاس و لحاظ کیا گیا ہے آخر الذکر اس کے مہمان ساتہی کا پس خوردہ کہانیوالون مین تصور کیا گیا ہے۔ لوگون کا خیال ہے کہ روح پیدائش سے نہایت ہی مضر بیہودن کے سلسلہ سے جسم مین شریک کی گئی ہے اور اپنے ناقابل یا ناپاک ساتہی کے ساتہ جب تک یہہ سفر کرتی ہے سخت تکلیف اور آفت مین رہتی ہے اور اسے اپنے اس رذیل اور کم مایہ ساتہی کی شرکت بہت بری لگتی ہے لیکن یہہ روح غیر فانی اور ناممکن الزوال ہو کر صدہا قسم کی برکتون سے مالامال نجاتی ہے جب کہ

اس کا رذیل اور کم مایہ ساتھی قبر کے اندھیرے گڑھے میں ڈال دیا جاتا ہے یہ یہ خیالات ہیں جنہیں مخلوق کی مخلوق ڈوبی ہوئی تھی۔
مسیحی مذہب کے یہ اصول ہیں اور انسانی قسمت کا فیصلہ کرنیوالے یہ قوانین ہیں جو مسیحی سوسائٹی نے اپنے خیال میں استواری سے جمائے ہیں ان کو درست و راست سمجھکر دنیا کا ۱/۴ حصہ ان پر عملدرآمد کرنے کو اپنی نجات دارین کا اصلی سبب جانتا ہے۔
لیکن جسمانی یا مادی مذہب مسیحی روحانی عقائد سے بالکل برخلاف ہے ان میں سے یہ کسیکو اجازت نہیں دے سکتا کہ وہ ضمیر کو مادہ پر برائی عطا کریں اور اس طرح وہ اس کے حقوق نہ دیں کہ جو فطرت نے فیاضی سے اس کے لئے مقرر کئے ہیں۔
یہ خوب سمجھ لینا چاہئے کہ جسم اور روح یہ دو تو لازم و ملزوم ہیں اور ایک کی قیمت بغیر دوسرے کے کچھ نہیں ہو سکتی مادہ ایسا ہی شریف ہے کہ جیسا روحانی جوہر اور جسم ایسا ہی نجیب ہے کہ جیسے نفس روح ایک کو دوسرے سے علیحدہ کرنا فطرت کی سچائی کو برباد کرنا ہے ایک کو دوسرے پر ترجیح دینا ایک انوکھا تکبر اور گستاخی اور کائنات کی ہم آہنگی کو برباد کرنا ہے جہاں تمام چیزیں مساوی درجہ پر شہرت پذیر ہیں اور جہاں ایک چیز کے قوانین کبھی دوسری چیز کے قوانین کے مطیع نہیں ہوتے۔
یہ عقیدہ کہ خداوند ایک روح ہے محض نکما اور خام ہے۔ فطری علم الہی کے جاننے والے جنھوں نے یہ ثابت کرنے کے لئے بڑی بڑی جانیں کھپائی ہیں اور جنھوں نے بلا شبہ متقدمین کی تقلید کی ہے اپنا ثبوت اس الفاظ سے دیتے ہیں ،، اس لامحدود کائنات میں ہم چاروں طرف اپنے منشا و مدعا کا ثبوت پاتے ہیں اسی سے ہم یہ اندازہ کر سکتے ہیں کہ اسکا صانع بھی کوئی ضرور ہوگا بس وہ صانع ہی ہمارا معبود ہے ،، لیکن وہ یہ نہیں سمجھتے کہ جو کچھ ہم اپنے ارد گرد دیکھتے ہیں یہ تمام ہماری ضمیری قابلیتوں کا صدقہ ہے ہم خود ہی ان چیزوں کے صانع ہیں اور خود ہی ان چیزوں کو برباد کر سکتے ہیں اور کرتے ہیں ہمارا ضمیر ہی جو کائنات کا سچا موجد ہے ایک پاک روح ہے۔ فقط
موجودہ تعلیم یافتہ عیسائیوں کا (گو سب کا نہ سہی) یہ عقیدہ روح اور جسم خدا اور اسکی لازوال قوتوں پر ہے وہ آسمان و زمین کا اپنے کو موجد بتاتے ہیں اور یہ اپنے خیال میں سمجھتے ہیں کہ ہم انہیں برباد کر سکتے ہیں یہ محض بیہودہ خیال اور بادہ ہوا دعوے ہے جس زمانہ میں کہ لندن میں تاریک کہر کا دھواں دھار مینہ برستا ہے اور دن کو نیم روشن ہو جاتے ہیں خبر نہیں یہ صاحب بہادر اسوقت کہاں چلے جاتے ہیں اور گوہر سے آفتاب کیوں نہیں نکال لاتے سب کچھ ان ہی کی

قدرت میں ہوا پھر سوچنے اور فکر کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ وہ خیالات ہیں جو انسانی نسل کے ابتدائی زمانوں میں وحشیوں کے تھے مگر جوں جوں شائستگی آتی گئی خود بخود ہمارا ضمیر یہ شہادت دیتا گیا کہ میرا معبود بھی کوئی ہے اور مجھے میرے اعمال کی ضرور کوئی جزا سزا ملیگی۔ خیر ہم اس بحث کو ختم کرتے ہیں اور اب پھر اپنے اصلی مطلب کی طرف رجوع ہوتے ہیں بحث صرف یہ تھی کہ عیسائی مذہب نے دہریت کا نیا جامہ پہن لیا ہے اور حضرت مسیح کی آسمانی بادشاہت کا خیال ان کے دلوں سے مطلق جاتا رہا ہے۔ وہ کثرت سے جسمانی بعث و نشر کے قایل ہوتے چلے ہیں اور اگر یہی حالت رہی تو وہ سب کے سب خاصے چھٹے چھٹائے دہریے بنجاینگے۔

اب یہ دیکھنا ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں آیندہ نیک زندگی کے لئے کیا بشارت دی ہے اور آیندہ بُری زندگی کے کیسے کیسے عذاب بیان کئے ہیں یا بتدیل الفاظ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اسلام نے نیک اعمال بندوں کے لئے آیندہ زندگی میں کیسی کیسی نعمتیں تجویز کی ہیں اور بداعمال بندوں کے لئے کیا کیا عذاب مقرر کئے ہیں یا یوں کہو کہ اسلام آیندہ زندگی کی کیا حقیقت بیان کرتا ہے۔

یہ مضمون نہایت دلچسپ ہے آجکل تمام دنیا کے مذہبی گروہوں میں اسکا چرچہ بہت ہو رہا ہے اور پادری صاحبان بڑے شد و مد سے اس مضمون پر آرٹکل لکھ رہے ہیں مگر افسوس یہ ہے کہ ناواقفیت کی وجہ سے وہ بہت جگہہ ٹھوکریں کھاتے ہیں اور انتہا درجہ عرق ریزی کرنیکے بعد بھی منزل مقصود پر نہیں پہونچ سکتے۔

میں تمام غلط فہمیوں اور بے بنیاد اعتراضات کا اس مضمون میں فیصلہ کر دیتا ہوں تاکہ اصلی حقیقت آیندہ زندگی کی بشارتوں کی کھل جائے کہ اسلام آیندہ زندگی کی نسبت کیا رائے قایم کرتا ہے۔ اور اس نے آیندہ زندگی میں جو نعمتیں تجویز کی ہیں وہ اصل میں کیا ہیں انکی حقیقت کیا ہے اور آیا ان ظاہری الفاظ کے معنوں میں آیندہ زندگی کی کیفیات کھل جاتی ہے یا دراصل الفاظ کے اندرونی مفہوم پر نظر کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کا فیصلہ مفصلہ ذیل مضمون میں ہو جائیگا۔

سزا اور جزا کا مسئلہ ایسا صاف اور نتھرا ہوا ہے کہ اس کے لئے اسوقت زیادہ عقل لڑانے کی ضرورت نہیں۔ یہ تمام کائنات اور صرف انسان کے لئے اس کی ہم آہنگی ہمیں صاف طور پر آگاہ کر رہی ہے کہ ہماری یہ عارضی زندگی ضرور اپنے میں مداومت کا رنگ مضمر رکھتی ہے انسانی روح کو نابود جاننا قطعی طور پر فطرت کی ہم آہنگی کو زیر و زبر کرنا ہے یہ تمام کرہ ہے جو انسان کے

تا ابدیت اور خدمت کے لئے گردش کرتے ہین یہہ تو ایک لا محدود مدت تک قایم ہین اور
انسان حیوان سے اشرف اور ان کا آقا تسلیم ہوا ہے چند روز کے بعد بالکل فنا کر دیا جاتا ہے
تو ایک قوانین فطرت کو توڑتا اور انہین سخت ضعیف کرتا ہے - اگر ہم یہہ تسلیم کرین کہ جو کچھ
ہے دنیا ہی مین ہے آیندہ کچھ نہین ہے تو پھر ہمین ظالم حکمران اور رحیم حکمران کو ایک ہی پلہ مین
ہموزن کرنا پڑیگا کیا چنگیز خان نے لاکھون بیگناہ آدمیون کو قتل کرکے کچھ خدا اپنے لئے نہین حاصل
کیا اور عمر بن عبد العزیز جیسے نیک فطرت سلطان نے رحم کرکے اور مخلوق پر حفظ کی ذرہ بینی کرکے کچھ فائدہ نہین اوٹھایا
جب دونون مرکر خاک مین خاک ہو گئے تو نیک و بد اعمال مین کیا فرق رہا اگر ایسا تھوڑی دیر کے لئے
تسلیم کر لیا جائے تو کل ہی انتظام بیخ و بن سے برہم ہو جائیگا اور پھر کوئی شخص نیک کام نکریگا جس جگہہ
بدکرداریون اور نیک کامون کا صلہ ایک دیا جاتا ہے اس سے زیادہ بھی ظلمت کدہ کوئی جگہہ ہوگی
جو یہہ محض لغو اور بے بنیاد خیالات ہین قوانین فطرت اس کے مقتضی ہین کہ دوسرا عالم ان ظالم
اور رحیمون کی سزا جزا دینے کے لئے ہونا چاہئے کہ جسکا وقوع یہان ہو گیا ہے اور اگر ایسا نہو تو
جو مشکلین دنیا پر اس سے پڑ سکتی ہین وہ ایسی ناقابل برداشت ہونگی کہ کوئی بھی ان کا تحمل نہین
بہر حال ہر مذہب نے (باستثنائے چند دہریون کے) کروڑون آدمی خواہ کسی طرح سے مانین
سزا اور جزا کے قایل ہین اسلئے مین اسپر زیادہ بحث کرنے کی تکلیف نہ برداشت کرونگا اب مین
یہہ دکھاتا ہون کہ اسلام کی آیندہ زندگی کیا ہے -

یہہ ہمین تسلیم کرنا پڑیگا کہ بہشت دوزخ کا بیان زرتشتی مذہب سے بالکل مطابقت کہاتا ہے
لیکن زرتشتی اصول جزا و سزا کی مطابقت قرآنی ظاہری الفاظ سے ہوگی مگر اس کے اندرونی
بھید سے وہ ظاہری الفاظی مطابقت بہت دور ہے - قرآن شریف مین جس بہشت و دوزخ
کا ذکر ہے وہ صرف بطور وعدہ کے بیان ہوا ہے نہ کہ یہہ کہ تیار شدہ چیز ہے جنت اور نار کی
نسبت لفظ "اعدت" جس کے معنی تیار اور آمادہ کے ہین چار جگہہ قرآن مجید مین آیا ہے اول تو
اسی آیت مین ہے "اعدت للکافرین" اور پھر سورۂ آل عمران مین ہے "واتقوا النار التی اعدت
للکافرین" اور پھر اسی سورہ مین جنت کی نسبت دوسری جگہہ ہے "اعدت للمتقین" . . . .
. . . . اور پھر سورۂ حدید مین ہے "اعدت للذین آمنوا باللہ ورسلہ"
اس لفظ پر بعض علماء اسلام یہہ استدلال کرتے ہین کہ "الجنة والنار مخلوقتین" یعنے بہشت اور دوزخ
دونو پیدا ہو چکی ہین یعنے بالفعل موجود ہین مگر اکثر علما کا یہہ مذہب نہین ہے نہ لفظ "اعدت"
سے یہہ نتیجہ نکلتا ہے کل مسلمان اس امر کے قایل ہین کہ قیامت کے دن ہر امر کا فیصلہ ہوگا سب کے
اعمال نامے ان کے ہاتھون مین دئے جائینگے گنہگار دوزخ مین بھیجے جائینگے اور بیگناہون کو دوامی

جنت دوزخ بنائے گی جب یہہ عقیدہ مسلم ہے پہر یہہ کیون یقین کیا جاتا ہے کہ ابہی سے دوزخ اور جنت پیدا ہوچکین دوسری بات یہہ ہے کہ جب جہنم کا ایندہن منکران خدا کو ٹہرایا گیا ہے تو جب تک قیامت مین منکر و غیر منکر کا فیصلہ نہوے گا کیونکر لوگ پہلے ہی سے جہنم مین داخل کئے جاوینگے جب یہہ بات ہے تو ایندہن کے بغیر کبہی آگ روشن نہین ہوسکتی اسلئے ہمین اس تسلیم کرنے پر کوئی بات مجبور نہین کرتی کہ جنت دوزخ مخلوق ہوچکین ہان یہہ ہم تسلیم کرتے ہین کہ خدا نے اس کام کرنے کا وعدہ فرمایا ہے بیشک وہ ایکدن ہو کر رہے گا۔

ان باتون کے علاوہ اگر ہم قرآن شریف کے طرز بیان کو دیکہین تو ہمین معلوم ہوگا کہ اسمین جہان آیندہ باتون کا تذکرہ ہے اور وہ یقینی ہونے والی ہین ان کو یہہ کہکر بیان کیا ہے کہ وہ ہوگئین یہی طرز کلام انجیل کا ہی ہے جسکو مین گزشتہ صفحون مین بیان کر آیا ہون یعنے جو باتین ہونے والی ہین انہین بطور ہوچکی یعنے ماضی کے صیغہ سے بیان کیا ہے۔ مثلاً پہلی آیت مین فرمایا ہے "بچو اس آگ سے جسکا ایندہن آدمی اور پتہر ہین اور جو تیار ہے کافرون کے لئے" آدمیون پر ایندہن کا اطلاق اسوقت ہوسکتا ہے جب وہ آگ بہرکانے کے لئے آگ مین ڈالے جاوینگے جس کا ذکر اوپر کی سطرون مین ہوچکا ہے۔

دوسری آیت مین بہشتیون کی نسبت پہل کا ملنا اور ایک سے پہل کا ملنا اور ان کا کہنا کہ یہہ تو وہی ہے جو پہلے ملا تہا سب ماضی کے صیغون سے بیان ہوا ہے حالانکہ اگر یہہ ہوگا تو قیامت کے بعد ہوگا جب لوگ حساب وکتاب دیکر بہشت مین جاوینگے- علاوہ اس کے اگر کسی کام کا بدلا یا کسی جرم کی سزا یقینی ہو تو اس کہنے سے کہ اگر تم یہہ بات کروگے تو یہہ صلہ تمہین دیا جائیگا اور اگر یہہ جرم کروگے تو اسکی یہہ سزا تمہارے لئے تیار ہے- یہہ لازم نہین آتا کہ وہ صلہ یا ذریعہ سزا بالفعل موجود بہی ہو بلکہ اسطرح کلام کا صرف یہہ مفاد ہے کہ وہ بدلا یا سزا ملنی یقینی ہے۔ اس سے صاف معلوم ہوگیا کہ بہشت و دوزخ جنکا ذکر قرآن مجید مین ہے بالفعل موجود نہین ہین نہ قرآن مجید ان کے موجود ہونے کی شہادت دیتا ہے۔

اب ہمین جنت یا بہشت کی اس اصلی ماہیت کو دیکہنا چاہئے کہ جو خود خداوند تعالی نے بتائی ہے چنانچہ وہ فرماتا ہے، فلا تعلم نفس ما اخفی لہم من قرۃ اعین جزاء بما کانوا یعملون ؏ یعنے کوئی نہین جانتا کہ کیا ان کے لئے آنکہون کی ٹہنڈک (یعنے راحت) چہپا رکہی گئی ہے اس کے بدلے مین جو وہ کرتے تہے۔

اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جو نعمتین ہمین روحانی عالم مین اپنے نیک اعمال کے صلون ملین گی ان کی نسبت صاف الفاظ مین خداوند تعالی نے فرمادیا کہ کوئی نہین جانتا- اس سے زیادہ

ہیں روحانی برکتوں اور بخششوں کا حکم دوسری قوم والے خصوصاً عیسائی کیا چاہتے ہیں
اس کے بعد پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بہشت کی جو حقیقت بیان فرمائی جیسے کہ بخاری
و مسلم نے ابو ہریرہ کی سند پر بیان فرمایا ہے وہ یہ ہے قال اللہ تعالیٰ اعدت لعبادی
الصالحین مالا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر" یعنی
اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تیار کی ہے میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ چیز جو نہ کسی آنکھ
نے دیکھی اور نہ کسی کان نے سنی ہے اور نہ کسی انسان کے دل میں اسکا خیال گزرا ہے۔
پس اگر حقیقت بہشت کی یہی باغ اور نہریں اور موتی کے اور چاندی اور سونے کی اینٹوں کے
مکان اور دودھ شراب اور شہد کے سمندر اور لذیذ میوے اور خوبصورت عورتیں اور غلمان
ہوں تو یہ قرآن کی آیت اور خدا کے فرمودہ کے بظاہر بالکل مخالف ہے۔ کیونکہ ان چیزوں کو
تو انسان جان سکتا ہے اور اگر فرض کیا جاوے کہ ویسی عمدہ چیزیں نہ آنکھوں نے دیکھیں اور
نہ کانوں نے سنیں تو بھی "ولا خطر علی قلب بشر" سے خارج نہیں ہو سکتیں۔ عمدہ
ہونا ایک اضافی صفت ہے اور جبکہ ان سب چیزوں کا نمونہ دنیا میں موجود ہے تو اس کی صفت
اضافی کو جہاں تک کہ ترقی دیتے جاؤ انسان کے دل میں اس کا خیال گزر سکتا ہے حالانکہ بہشت
کی ایسی حقیقت بیان ہوئی ہے کہ "لا خطر علی قلب بشر" پس بہشت کی جو یہ تمام چیزیں
بیان ہوئی ہیں وہ بھی اپنے میں درحقیقت یہی معنی رکھتی ہیں گویا سمجھوں کے لئے ظاہری
الفاظ میں جنت کی نعمتوں کی صفت بیان کی ہے لیکن جنکی باطنی نظریں خدا کے جلال سے منور
ہو چکی ان کے لئے لفظوں کے ظاہر معنی کچھ قیمت نہیں رکھتے۔ اس سے یہ بات بخوبی ثابت
ہوتی ہے کہ بہشت کی جو یہ تمام چیزیں بیان ہوئی ہیں درحقیقت بہشت میں جو "قرۃ اعین"
ہے گا اس کے سمجھانے کو بقدر طاقت بشری تمثیلیں ہیں نہ بہشت کی حقیقتیں۔
انسان مطلق اپنی فطرت کی ان ہی چیزوں کو سمجھ سکتا ہے اور ان ہی کا خیال اس کے دل میں
آسکتا ہے جو اس نے دیکھی یا چھوئی یا چکھی یا سونگھی یا قوت سامعہ سے محسوس کی ہوں۔
اور بہشت کی جو "قرۃ العین" یعنی راحت یا لذت ہے اسکو نہ انسان نے دیکھا ہے نہ چھوا ہے
نہ چکھا ہے نہ سونگھا ہے نہ قوت سامعہ نے اسکا حس کیا ہے پس فطرت انسانی کے مطابق
انسان کو اسکا سمجھانا ناممکن ہے اس کے سوا ایک اور مشکل درپیش ہے کہ جو کچھ انسان کو بتایا
جاتا ہے وہ ان الفاظ سے تعبیر ہوتا ہے جو انسان کی بول چال میں ہیں اور جو چیز کہ انسان نے نہ
دیکھی نہ چھوئی نہ چکھی نہ سونگھی نہ قوت سامعہ سے حس کی اسکے لئے کوئی لفظ انسان کی زبان میں نہیں
ہوتا اور اس لئے اس کا تعبیر کرنا محالات سے ہے۔ اس کے سوا ایک اور سخت مشکل یہ ہے

کیفیت [illegible] ان کیفیات کو بھی جو اس دنیا میں ہیں تعبیر نہیں کرسکتا۔ کوئی شخص کھٹاس مٹھاس درد دل [illegible] لذت کا جو بیان حقیقتاً نہیں کرسکتا اس کے لئے دوسرا لفظ بدل دیتا ہے یا کوئی مشابہت اور نظیر اسکی لاتا ہے جو وہ بھی مثل پہلی کے مجازی بیان ہوتی ہے پس بہشت کی کیفیت یا لذت کا جسکو قرۃ العین [illegible] تعبیر کیا ہے بیان کرنا انسانی موجودہ زبانوں میں محال سے بھی بڑھکر محال ہے مگر چونکہ انسان کو ایک بات کے کرنے کو اور ایک بات کے نکرنے کو کہا جاوے تو بالطبع انسان اسکی نفع اور نقصان کے جاننے کا خواہان ہوتا ہے۔ اور بغیر جانے اس کے کرنے یا نہ کرنے پر راغب یا متنفر نہیں ہوتا۔ اسواسطے ہر ایک پیغمبر کو بلکہ ہر ایک ریفارمر یعنی مصلح کو اس منفعت و مضرت کا [illegible] تشبیہ سے بتانا پڑتا ہے۔

،، قرۃ اعین ،، کی ماہیت یا حقیقت یا کیفیت یا اصلیت کا بتانا تو محالات سے ہے اسلئے انبیا نے ان راحتوں یا لذتوں یا رنج اور تکلیفوں کو جو انسان کے خیال میں ایسی ہیں جو ان سے زیادہ نہیں ہوسکتیں بطور جزا اور سزا ان افعال کے بیان کیا ہے اور غرض ان سے بعینہ وہی اشیاء نہیں ہیں بلکہ جو رنج یا راحت لذت و کلفت ان سے حاصل ہوتی ہے اس کیفیت کو ،، قرۃ اعین ،، تشبیہاً بیان کرنا مقصود ہوتا ہے گو وہ تشبیہ کیسا ہی درجہ رکھتی ہو حضرت موسے نے اس ،، قرۃ اعین ،، کو اولاد پیدا ہونے [illegible] رزق کے فراخ ہونے دشمنوں پر غلبہ پانے اور اس کلفت کو اولاد کے مرنے قحط پڑنے۔ وبا پھیلنے۔ شکست کہانے کی تشبیہ میں بیان کیا۔ یہ تشبیہیں اگرچہ بنی اسرائیل کے دل پر نہایت موثر تہیں مگر درحقیقت ایسی نہ تہیں کہ جو تمام انسانوں کی طبیعت پر حاوی ہوں۔ لیکن نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایسی تشبیہوں میں بیان کیا ہے کہ تمام انسانوں کی طبیعتوں پر حاوی ہیں اور کل انسانوں کی خلقت اور جبلت کے نہایت ہی مناسب ہیں۔

تمام انسانوں کی خواہ وہ گرم ملک کے رہنے والے ہوں یا سرد ملک کے مکان کی آراستگی مکان کی خوبی۔ باغ کی خوشنمائی نہروں پانی کی روانی۔ میووں کی تروتازگی۔ سب کے دل پر ایک عجیب کیفیت پیدا کرتی ہے اس سے زیادہ حسن یعنی خوبصورتی سب سے زیادہ دل پر اثر کرنیوالی ہے خصوصاً جبکہ وہ انسان میں ہو اور اس سے بھی زیادہ جبکہ عورتیں ہوں پس بہشت کی ،، قرہ اعین ،، ان فطرتی راحتوں کی کیفیات کی تشبیہ میں اور دوزخ کی مصائب کو آگ میں جلنے اور لہو پیپ پلائے جانے اور تہور کہائے جانے کی تمثیل میں بیان کیا ہے تاکہ انسان کے دل میں یہ خیال پیدا ہو کہ بڑی سے بڑی راحت ولذت یا سخت سے سخت عذاب وہاں موجود ہے اور درحقیقت جو لذت و راحت یا رنج و کلفت وہاں ہے ان کو اس سے کچھ بھی مناسبت نہیں ہے۔ یہ تو صرف ایک اعلےٰ راحت و انحطاط یا رنج و کلادت کا خیال پیدا کرنیکو اس پیرایہ میں جس میں انسان اعلےٰ سے اعلےٰ انحطاط اور رنج کو خیال کرسکتا تھا بیان کیا ہے جو باتیں بہشت کی نسبت تسلیم کیگئی ہیں ممکن ہے کہ خدا ویسی ہی ہمارے لئے تجویز کردے لیکن یہ ماننا کہ بہشت میں سنگ مرمر اور موتی کے محل ہیں باغ ہیں [illegible] سرسبز درخت ہیں دودھ و شہد کی نہریں بہتی ہیں وغیرہ وغیرہ ان [illegible] جو مسلمان [illegible] اسلام کو کیسی معمولی [illegible]

قیدیوں سے لبالب بھرے ہوئے تھے جو اس کی بیرحمیوں اور خوفوں کا نتیجہ تھا۔ بڑے بڑے مستحکم اقرار ناموں کو سخت بے شرمی سے توڑ ڈالتا تھا اور ان سے انحراف کرتا تھا باین ہمہ اس کی رعیت عجیب آزادی ابن خلکان نے ایک روایت بیان کی ہے جو ناظر کی زیادہ دلچسپی بڑھائے گی۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے "خلیفہ منصور نے مالک بن انس اور عبداللہ بن طاوس کو بلایا جب یہہ دونوں اس کے سامنے آئے تو خلیفہ نے کچھہ دیر تامل کرکے ایک بعد عبداللہ سے کہا مجھے بعض وہ حدیثیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنا جو تونے اپنے باپ سے سنی ہوں۔ اس عبداللہ نے مفصلہ ذیل حدیث بیان کی "خداوند تعالی قیامت کے دن ان لوگوں کو بہت سختی سے سزا دیگا جنہیں اس نے اپنی ایک حکومت کا حصہ اعتبار کرکے سونپا ہے اور جو اس کے فیصلہ یا احکام کے خلاف نامنصفی کرتے ہیں یہہ سنکر المنصور دم بخود ہوگیا اور بڑی دیر تک اس کی حالت سکتہ رہی مالک نے جب بعد ازاں اس معاملہ کا ذکر کیا تو یہہ بیان کیا کہ میں نے اپنے کپڑے ذرا اونچے کرلئے تھے اس خیال سے کہیں عبداللہ کا خون میرے کپڑوں کو افشاں نکردے پھر المنصور نے کہا مجھے یہہ قلمدان دے عبداللہ نے انکار کیا پھر مانگا پھر انکار کیا پھر مانگا پھر انکار کیا المنصور نے دریافت کیا کہ تو مجھے قلمدان کیوں نہیں دیتا عبداللہ نے جواب دیا۔ اسواسطے نہیں دیتا مجھے خوف ہے کہ تو اس سے کہیں وہ بات لکھے جو خدا کے حکم کے خلاف ہو اور پھر میں بھی تیرا اس میں شریک ہوں" (ابن خلکان جلد ۱ صفحہ ۲۴۲) یہہ آزادی تھی جو ایسے جابر اور ظالم بادشاہ نے علما کو دے رکھی تھی۔

المنصور نے اور بھی ایک اعلان دیا تھا کہ یہودی عیسائی مسلمانوں کے پہلو بہ پہلو عہدوں پر مقرر کئے جائیں اس نے اپنی غیر مذہب والی رعایا کو تمام حقوق ملکی عطا فرمائے تھے اور وہ عیسائیوں کے مقابلہ میں خصوصاً مسلمانوں کی پیچ نکرتا تھا۔

۱۵۸ھ ہجری میں المنصور کا انتقال ہوگیا اور اس کی جگہہ اسکا بیٹا محمد الملقب بہ مہدی تخت نشین ہوا اس نے پرنس (شہزادہ) کی تخت نشینی ایسی تھی گویا ان سنگلاخ چٹانوں میں جہاں لوئیں چل رہی تھیں اور زمین جلتے توے کے موافق ہورہی تھی یکایک سبزہ نکل آیا اور باد نسیم کے صحت بخش جھونکے آنے لگے۔ المنصور نے بغداد بنایا تھا مگر اس کے ناتراشیدہ اور دھندلے راج میں یہہ اسلامی دارالخلافہ صرف ایک قلعہ اور محبس رہا مگر اب اسپر تابناک دن کی روشنی پڑنے لگی تھی اور لوگ غیر معمولی آفتاب کی روشنی سے فیضیاب ہونے لگے تھے۔ یہہ نیا سلطان نوجوان۔ جمیل خراج۔ اور عیش پسند تھا۔ مہدی کا مدیحہ خوان یہہ لکھتا ہے "ہمارا سلطان حسن میں تابناک چاند کی مانند ہے موسم بہار اسکی لطافت اور عطر آمیز خوشبوؤں سے تر و تازہ ہے۔ اپنی بیدھڑک دلیری کا شیر ہے سمندر معہ اپنی موج انگیز لہروں کے اسکی فیاضی اور داد و دہش کی ایک علامت ہے"

ریاست کے قیدی جنہیں ہر مذہب اور فرقہ کے لوگ تھے بالکل آزاد کردئے گئے تھے متوفی شاہ کے خزانے

قطار معلوم ہوتی ہے جو برابر کہڑی ہوئی بڑبڑا رہی ہے۔ جب مسلمان رکوع کرتے تہے تو وہ بآواز بلند کہتے تہے اپنے پیچھے کے حصہ کو خدا کے آگے پیش کرنیکا کیسا خوش اسلوب طریقہ ہے۔

یہہ نا تراشیدہ نافہم لوگ اسقدر چیرہ دست ہوئے کہ بغداد ہی مین اپنے کو محدود نہ رکہا بلکہ مکہ شریف بہی جا براجے اور جتنے ارکان مسلمان کعبہ مین جا کے ادا کرتے ہین ان پر سر بازار مضحکہ اڑانے لگے۔ جب مسلمان طواف کعبہ کرتے ہیں تو وہ یہ فقرے کہتے تہے "اس گہر مین آخر بتاؤ تو سہی کہ تمہین کس امر کی امید ہے" اور جب وہ صفا اور مروہ مین دوڑتے تہے تو وہ بد دین ناعاقبت اندیش یہہ کہا کرتے تہے "(بطور سخت مضحکہ کے) کیا یہہ لوگ چوری کرنیکے لئے دوڑے دوڑے پہرتے ہین۔ جب یہانتک کفر و الحاد پہیلا اور دین خدا کی یون بے حرمتی خود اسلامی سلطنت مین ہونے لگی تو علمائے اسلام مین سخت پریشانی پہیلی۔ نوشخواندگی فی الحال مطیع عربون نے اپنی دینی توہین کو سخت قہر آلودہ نظرون سے دیکہا اور ان کے ہاشمی خون مین جوش آٹہا۔ آنکہون مین طیش انگیز انتقام کی سرخی جلوہ دینے لگی اور رنگت پر غصہ کی تمتماہٹ نے اپنا جلوہ کیا۔ پہر بہی مہدی نے انہین قانون کی رسی مین ایسا مضبوط جکڑ رکہا تہا کہ وہ ہون نکر سکتے تہے اور نہ اس سے اکس سکتے تہے۔ غلہ: بہی دانت پیستے تہے مگر کچہہ نہ ہوسکتا تہا یعقوب بن داؤد ایک بڑا زبردست پولیٹیشن آدمی تہا جب تک وہ خلیفہ مہدی کا ناک کا بال بنا رہا کوئی بات بہی نہ ہوئی اور عربونکے خون کے جوش کا کوئی مہلک اور خطرناک نتیجہ دکہائی نہ دیا۔

جب مہدی ایکدفعہ مکہ شریف حج بیت اللہ کو جا رہا تہا تو اسنے ایک پتہر پر جسپر میلون یا فرسنگون کی تعداد مسافر کے لئے لکہی ہوئی ہوتی ہے مفصلہ ذیل الفاظ لکہے ہوئے دیکہے "اے مہدی تو بہت بڑی خوبی کا پادشاہ ہوتا اگر تیرا وزیر یعقوب بن داؤد نہوتا"۔ یہہ دیکہکر مہدی نے اسپر جواب لکہدیا "ہمیشہ ایسا ہی ہوگا اور تو اپنی بدقسمتی کی وجہ سے اس سے نقصان اٹہائیگا"

یعقوب کو معاملات ملکی مین یہانتک دخل ہو گیا تہا کہ مہدی سے کوئی شخص بہی براہ راست پبلک میٹرس مین ہرگز [illegible] کرنے نہ پاتا تہا سلطنت کے بڑے بڑے سردار جنگی و ملکی دست بستہ باہر کہڑے رہتے تہے اور بعد ازان مہدی اور یعقوب نکل کر خرامان خرامان آتے تہے امرا و وزرا یہ نظارہ دیکہتے تہے اور خون کے سے گہونٹ پیکر خاموش ہو رہتے تہے اپنی اسقدر بے عزتی اور دین کی ایسی توہین کی ان سے برداشت نہو سکتی تہی وہ دانت پیستے تہے اور کہتے تہے اگر بس چلے تو سب سے پہلے یعقوب ہی کی دانتون سے بوٹیان چبا ڈالین۔

ایکدن اتفاق سے جب یعقوب محل سے اپنے گہر جاتا تہا گہوڑا چراغ پا ہوا وہ دہڑام سے گر پڑا اور اسکی دونو ٹانگین ٹوٹ گئین خلیفہ کو اس افسوسناک حادثہ کی خبر دی وہ اوسان باختہ برہنہ پا دوڑا ہوا آیا اور آ کے اپنے پیارے وزیر کو اٹہایا اور اپنے محل مین لیگیا تین چار مہینے کامل بستر پر پڑا رہا اس عرصہ مین خوب سمر اور تنکا دخل مہدی تک ہو گیا اور انہون نے یعقوب کی حد اعتدال سے بڑہی ہوئی آزادی بخش پولیسی کا نتیجہ بیان کیا۔ اور یہ ثابت کیا کہ شیعہ ہے سنیون سے کد و کاوش رکہتا ہے آپکے والد نے اسے شیعون کی بغاوت مین گرفتار کیا تہا غرض اسی قسم کی باتون

جب متواتر خلیفہ مہدی کے کان بھرنے لگے تو اس نے یعقوب کو اچھے ہونیکے بعد ایک باغی کے مار نیکے جرم مین مطبق بھیجدیا۔ یہ ایک تیرہ و تار قید خانہ ہوتا تھا جو خاص امرا و وزرا کے لئے بنایا گیا تھا۔ اس مین فقط ایکدریچہ سے روشنی جاتی تھی اگر اس دریچہ کو بند کردیتے تھے تو اندر بالکل گھپ گھپ اندھیرا ہوجاتا تھا لوگون نے مہدی کو مشورہ دیا تھا کہ یعقوب کو قتل کرڈالنا چاہئے مگر مہدی نے یہہ ظلم صریح قبول نکیا اور اسے قید خانہ مین رکھنا مناسب جانا۔ یہان یعقوب کو ہرطرح آرام دیا جاتا تھا چودھوین پندرھوین صدی کے یوروپین قیدخانون سے یہہ قید خانہ شاہی محل کے برابر سمجھنا چاہئے۔ جہان قیدی کو (یہ ضرور نہین کہ وہ خونی ہو) چت لٹا دیتے تھے اور اوسکے دونون ہاتھہ اور دونون پیر زنجیرون باندھکے۔ لہا خون سے جکڑ دیتے تھے کھانے کو اول تو کچھہ دیتے نہ تھے اور اگر دیتے بھی تھے تو آدہ سیر نمک اور آدہ سیر کسی قسم کا کچا غلہ وہ بیچارہ تین چار روز مین تڑپ تڑپ کر جان دیتا تھا مگر شاہان اسلام نے یہ بیجا مظالم اپنے ہان روا نہ رکھے تھے۔ یعقوب گو ایک سخت جرم مین گرفتار ہوا تھا پھر بھی اسے اتنی آسائش دیگئی تھی کہ وہ پندرہ برس تک زندہ اور صحیح رہا۔

اس عرصہ مین مہدی کا انتقال ہوگیا اسکی جگہہ ہادی تخت نشین ہوا۔ ہادی بھی وفات پاگیا پھر خلیفہ ہرون الرشید تخت خلافت پر بیٹھا جسکے تخت نشینی کے چھہ برس کے بعد یعقوب بن داود زندہ قبر مین سے نکالا گیا۔

یحیی جو مقرب سلطان یا خلیفہ تھا اسنے سفارش کرکے یعقوب کو رہائی دلوائی۔ خلیفہ نے فوراً چھوڑ دیا۔ رہا ہونیکے بعد پھر یعقوب نے معاملات سلطنت سے کوئی حصہ نہ لیا اور اپنی باقیماندہ عمر مکہ شریف مین بسر کردی جہان وہ آخر اس دار فانی سے ١٨٦ ہجری مطابق ٨٠٢ء کو عالم باقی کو رحلت کرگیا۔

ہرون الرشید کی پرشوکت سلطنت الف لیلہ سے ثابت ہوتی ہے گو اسکی سلطنت مین بغاوتین بہت سی ہوئین مگر یہ خوشی سے دیکھا جاتا ہے کہ سچ بات پر گردن خم کرنے والا اور عالم کی قدر سمجھنے والا یہ ہوا ہے۔

ہرون الرشید کو بعض یوروپین مورخون نے حد سے زیادہ بیرحم اور جلاد لکھا ہے اور بڑا خونریز خلیفہ تسلیم کیا ہے مگر مین ان مانی ہوئی خیالی باتون کے خلاف ہون۔ پہلی بات جو کسی سلطان کی نیک نیتی اور خیراندیشی پر دلالت کرتی ہے وہ آزادی ہے جو وہ اپنی رعایا کو دیتا ہے۔ اس کے زمانہ مین اسلام تو آزاد ہی تھا مگر نہین حضرت عیسے کا مذہب بھی گرجون اور بازارون مین اسیقدر آزاد تھا۔ جو مشرقی ضد اور بیرحمی یوروپین مورخ ہرون الرشید پر عائد کرتے ہین اس جلیل القدر خلیفہ کی مبارک ذات اس ناشدنی الزام سے بہت مستبعد تھی۔

اس کے لئے ہم کئی شہادتین دیسکتے ہین۔ اول یہ کہ خلیفہ نے امام مالک سے وزیرون کی معرفت کئی بار درخواست کرائی کہ آپ محل مین تشریف لاکے مامون میرے لڑکے کو پڑھا دیا کیجے۔ امام مالک نے وزیرون کی درخواست کا سوائے ناگوار سکوت کے اور کوئی جواب ندیا۔ شاہ یا خلیفہ وقت کی درخواست کا اس متمردانہ طور پر جواب ندینا صاف اسبات کو ثابت کرتا ہے کہ ہر شخص آزاد تھا اور اپنے پر خود حکومت کرتا تھا اسے خلیفہ کی

کچھہ بھی پروا نہ تھی امام مالک جانتے تھے کہ مروجہ قانون ملکی سے خلیفہ مجھے مجبور نہین کرسکتا کہ مین اس کا حکم ضرور ہی تسلیم کرون انہین خلیفہ کی ناراضی اور خوشی کی ذرا بھی پروا نہ تھی - یہ آزادانہ روح اسیوقت ہوتی ہے کہ جب سلطان وقت رعایا سے یہ عہد کرلیتا ہے کہ تمہین خلاف قانون شریعت یا مروجہ کبھی مجبور نکیا جائیگا - خیر جب خلیفہ کو یہہ معلوم ہوا کہ امام مالک اس درخوست سے ناراض ہوئے تو اس نے اپنے ہاتھ سے رقعہ لکھا اور نہایت التجا سے یہ تحریر کیا کہ آپ یہان تشریف لاکے اسے سبق دیدیا کرین - امام مالک نے جواب لکھا کہ علم سے اطاعت نہین ہوتی بلکہ علم اطاعت کراتا ہے " یہ جواب ہرون الرشید نے نہایت قیمتی سمجھہ کے قبول کیا اور اپنے خاص صندوقچہ مین رکھہ لیا اور کبھی کبھی اسے نکال کے دیکھتا تھا اور زار زار روتا تھا کہ مین نے اس سے پہلے علم کی کچھہ قدر نہ کی اس گفت وشنید کا یہ نتیجہ ہوا کہ مامون بستہ بغلمین دابکے خود امام مالک سے پڑھنے گھر پر جانے لگے اور جبتک مکتب جاتا رہا کوئی شاہانہ نشانی اپنے ساتھہ نرکھی - جہان جگہہ ملی بیٹھہ گیا اپنی کلاس فیلوون کی عزت کرتا تھا - کپڑے نہایت سادے پہنتا تھا اور کبھی کبھی اپنے اُستاد کی مار نہایت صبر سے برداشت کرلیتا تھا اور چون تک نہ کرتا تھا -

دوسری شہادت ان تین گرجون سے ملتی ہے جو اس پُرشان خلیفہ نے اپنے روپیہ سے بنوائے تھے اور اسپر بعض نافہم علمانے بڑا شور مچایا تھا کہ خلیفہ نے اپنے خزانہ سے گرجون کے لئے کیون روپیہ دیا -

تیسری شہادت اس تروتازگی اور غیر معمولی سرسبزی - ثروت - دولت کی ہے جو اسکی سلطنت کو حاصل تھی اور جسکی گواہ علاوہ تاریخی پے درپے شہادتون کے الف لیلہ ہے جسکی کہانیان بالکل مسلمہ مین اور یہ تسلیم کرلیا گیا ہے کہ جو کچھہ الف لیلہ مین لکھا ہے ہرون الرشید کی سلطنت کا سچا نقشہ کھینچا گیا ہے -

اسی قسم کی اور بہت سی شہادتین ہین جن کا مفصل بیان زیادہ طولانی ہوگا - اس لئے مین اسے قلم انداز کرتا ہون مجھے سب سے زیادہ حیرت یہ ہے کہ یورپین مورخ بغیر دیکھے اور سمجھے کیون خلفا یا سلاطین اسلام پر الزام عاید کرتے ہین اگر ہرون الرشید کو سخت جابر اور ظالم تسلیم کرلین تو پھر اسکی زبردست قدرت اور شاہانہ جبروت تسلیم کرنے مین تامل کرنا پڑیگا جس خلیفہ کو تخت پر بیٹھتے ہی حضرت علی کی اولاد کو قتل کرنے کی دُھن لگی ہوئی ہو - باغیان سلطنت کو زیروزبر کرنے کا خیال ہو - اور بھائیون کی شب روز کی مخالفت سے تنگ آگیا ہو اسکی سلطنت کبھی پرشوکت اور دبدبہ کی نہین ہوسکتی وہ کبھی اس قابل نہین ہوسکتا کہ اپنی سلطنت کو کچھہ عرصہ تک قایم رکھہ سکے نہ کہ مزید برآن وہ دوسری عظیم الشان سلطنتون پر حملہ آور ہو - خلیفہ ہرون الرشید نے قسطنطنیہ کا محاصرہ کیا اور بڑی دھوم دھام سے لاکھون درہم تاوان جنگ لیکے واپس آیا پھر اسکی سلطنت قوی اور پُررعب تھی شاہان یورپ اس سے خط کتابت کرنا فخر عظیم سمجھتے تھے - شارلیمین شاہ جرمن وغیرہ اور خلیفہ ہرون الرشید کی خط کتابت سے ظاہر ہوتا ہے کہ دونو معصر شاہ باہم ایک دوسرے سے کیسا برتاؤ کرتے تھے اور شارلیمین نے خلیفہ بغداد کے عدل وانصاف نرم مزاجی

نظر میں اور حاسدانہ صورت دیکھکر خوف معلوم ہوا اور اپنے گروہ کے ضائع ہونے کا شبہ ہوا۔ آپکا خوف صحیح تہا عبید اللہ گورنر پہلے ہی پورش کے لئے موجود تہا میدان کربلا میں حسین پانچ ہزار سواروں سے گہیر گئے جس سے آپکی آمدورفت شہر اور دریا سے رک گئی۔ وہ اب بہی قیصر اور کسریٰ کے قلعہ میں جو بین جنگل میں بنا ہوا تہا اور جہاں دس ہزار سپاہی جا کر بچ سکتے تہے لیکن شرطوں کے سوال و جواب میں رہگئے جو آپنے اپنے حریف کے آگے پیش کی تہیں۔ پہلی شرط تو یہہ تہی کہ مجھے صحیح و سالم مدینہ واپس چلا جانے دو۔ دوسری شرط یہہ تہی کہ مجھے ترکوں کی مورچہ بندی کے سامنے قیام کرنے دو تیسری شرط یہہ تہی کہ یا میں بحفاظت تمام یزید کے پاس پہنچا دیا جاؤں۔ لیکن یزید کا لفٹنٹ بڑا درست اور سخت تہا اسنے امام حسین کو اطلاع دی کہ کیا تو آپ مجرموں کی طرح یزید کے پاس گرفتار ہو کے جانا قبول کریں یا اپنی بغاوت کا اعتراف کریں اور ان نتیجوں کو تسلیم کریں جو بغاوت سے پیدا ہوتے ہیں آپنے جواب دیا "کیا تم یہہ خیال کرتے ہو کہ میں موت کے خوف سے ڈر جاؤنگا ایک ہی شب کے وقفہ میں آپ چپ چاپ اور سنجیدگی سے اپنی قسمت کی بانگی دیکھنے کے لئے مستعد ہو گئے۔ آپنے اپنی بہن فاطمہ کو رونے سے منع فرمایا جو اپنے خاندان کی بالکلیہ تباہی سے واویلہ کر رہی تہیں اور یہہ فرمایا "ہمارا بہروسہ صرف ایک خدا پر ہے تمام چیزیں خواہ آسمان میں ہوں یا زمین میں ایک دن ضرور ناپید ہونگی اور اپنے مالک کے پاس جائینگی میرا بہائی میرا باپ میری ماں مجھسے بہتر تہے اور ہر مسلمان کو نبی اکرمؐ کی تقلید کرنی چاہئے"۔ امام حسینؑ نے اپنے رشتہ داروں اور دوستوں سے کہا کہ تم لوگ یہاں سے جان بچا کے چلو دانہوں نے بالاتفاق اپنے پیارے اور محترم مالک کو تنہا چھوڑنے سے انکار کیا۔ ان کا بہروسہ سرگرمی سے آخرت پر تہا۔ دوسرے دن آپ علی الصباح گہوڑے پر سوار ہوئے ایک ہاتھ میں تلوار تہی اور ایک ہاتھ میں قرآن مجید تہا۔ آپکے شہداء کے فیاض اور تہوڑے گروہ میں ۳۲ سوار اور چالیس پیدل تہے۔ لیکن ان قلیل آدمیوں کی مورچہ بندی صرف خیموں کے رسوں سے کی گئی تہی یا انہوں نے گہری کہائی کو لکڑیوں سے پاٹ کر عربوں کے قاعدہ کے موجب اپنا نشیت پناہ بنایا تہا۔ دشمن بے اعتنائی اور بیدلی سے اسطرف بڑہا اور ان کا ایک سردار چالیس سپاہیوں کو لیکر مبارزت طلب کرنے کے لئے نکلا۔ امام حسینؑ کے سپاہی ایک ایک کے مقابلہ میں زیادہ پرصعب نظر آئے۔ لیکن ایک ہی بار عبید اللہ کے لشکر نے دور سے تیر مارنے شروع کئے۔ ایک ایک کرکے سب آدمی شہید ہو گئے۔ اور آخر امام حسینؑ کے پچہلے ساتہی کے شہید ہونے سے لڑائی کا خاتمہ ہو گیا۔ تنہا ماندہ مجروح حسین اپنے خیمہ کے دروازے کے آگے بیٹہ گیا۔ جب آپ ایک قطرہ پانی سے اپنے لبوں کو تر کر رہے تہے ایک تیر آکے لگا جس سے آپکا بہتیجہ اور بیٹا گود میں شہید ہو گیا۔ آپنے اپنے دونو ہاتہہ آسمان کی طرف اوٹہائے جنسے سرتاسر خون بہرا تہا اور شہدا اور زندہ آدمیوں کے لئے دعا کی۔ امام حسینؑ کی بہن سخت مایوسی کی حالت میں خیمہ کے باہر نکل آئیں اور کوفیوں کے جنرل کو قسم دیکر کہا کہ امام حسینؑ کو اپنی آنکہوں کے آگے شہید نہ کیجو

توبہ قبول کرے وہ۔

سلیمان نے دوسرے دن نماز صبح کی وہین پڑہی اور پہر سیدہا قیاریہ مین پہنچا یہان کا حاکم زفران نامی ایک شخص تہا اسنے جونہی سلیمان کی آمد آمد کی خبر سنی اپنی فوج لیکر سدراہ ہوا سلیمان نے اس سے کہلا بہیجا کہ ہم تجہسے لڑنے اور تیرا شہر چہیننے نہین آئے ہین بلکہ ہم امیر المومنین امام حسین شہید کربلا کے خون طلب کرنے کے لئے جاتے ہین تو ہمارے لئے رسد کے سامان کردے اور ہمین اپنے شہر مین سے رستہ دیدے۔ چنانچہ زفران نے یہہ سنتے ہی رسد وغیرہ کا سامان بہی بکثرت مہیا کردیا اور رستہ بہی جانے کے لئے دیدیا۔ جب سلیمان روانہ ہونے لگا تو زفران نے اس سے آکے یہہ کہا کہ مین تجہے کچہہ ہدایت کرنا چاہتا ہون بشرطیکہ تو اسے سنے اور اس پر عمل کرے وہ یہہ ہے کہ تو آگے نہ جا بلکہ ہمین اپنی مورچہ بندی کرلے کیونکہ ابہی مروان بن الحکم کا انتقال ہوچکا ہے اور اسکی جگہہ عبد الملک بن مروان سے لوگون نے بیعت کرلی ہے عنقریب تیرے پس پا کرنے کے لئے شامی لشکر آئیگا تو اگر تو یہان ہوا تو مین بہی تیری مدد کرنے کو موجود ہون یہہ سنکر سلیمان بن صرد بہت خوش ہوا اور یہہ کہا جزاک اللہ بالخیر۔ ہم خدا پر بہروسہ کرتے ہین وہی ہماری پشت پناہی کے لئے کافی ہے پہر زفران نے کہا اگر تم آگے بڑہنا چاہتے ہو تو فوراً بڑہو اور بڑہ کے عین الوردہ کو فتح کرلو کیونکہ یہہ سرسبز شہر دشمن کے مقابلہ مین تمہین بہت کچہہ سہارا دیگا۔ یہہ سنتے ہی سلیمان نے آگے بڑہکے شہر عین الوردہ پر قبضہ کرلیا۔ قبضہ کئے ہوئے پانچ دن نہ گزرے تہے کہ شامی فوج آدہمکی سلیمان نے پہرتی سے منبر پر کہڑے ہوکے خطبہ پڑہا اور اپنے ساتہیون سے یہہ کہا اگر مین مارا گیا تو تم مسیب کو اپنا امیر بنالینا اور اگر وہ بہی مارا جائے تو عبد اللہ بن سعید کو اپنا امیر نامزد کرلینا اور اگر وہ بہی مارا جائے تو رفاعہ کو اپنا امیر بنالینا۔ اس ہدایت کے بعد ایک دستہ کا۔ افسر بناکے سلیمان نے مسیب کو شامیون کے مقابلہ مین روانہ کیا۔ مسیب اس دلیری اور ہوشیاری سے لڑا کہ شامیون پر اسے فتح ہوئی۔ شامی بہت سے مارے گئے اور بکثرت ان کا سامان لوٹ لیا گیا۔

جونہی اس شکست کی خبر عبید اللہ بن زیاد کو پہنچی اس نے حصین بن نمیر کو بارہ ہزار فوج کی سرکردگی مین سلیمان کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ یہہ پیر کا دن جمادی الاول کا مہینہ ۶۵ ہجری تہے کہ حصین نے عین الوردہ کے سامنے اپنے لشکر کو ڈالا اور آپ لشکر سے باہر نکل کر سلیمان سے مخاطب ہوا۔ سن او سلیمان بن صرد اسوقت ۳ گروہ ہو رہے ہین مروانی اور زبیری تو تیسرا خارجی کہان سے نکل آیا۔ کیون اپنی جان کے پیچہے پڑا ہے اور اتنے آدمیون کو کیون قتل کراتا ہے۔

سلیمان بن صرد نے جواب دیا کیا بکتا ہے اپنی سی بات دوسرے کی جانتا ہے۔ یہہ تیرے ہی گروہ کو سزاوار ہے کہ [illegible] امام تہا تمہارے پاس اسکے ہاتہہ پر بیعت کرتے ہو اور پہر دوسرے دن اسے خارج کردیتے ہو تم نہین جانتے کہ ہم کون ہین ہمارا امام نبی زادہ ہے اور ہم دختر پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادہ امام حسین کا خون طلب کرتے ہین ہمارے ہان کا ظالم عاصی امام بہی تمہارے متقی اور منصف امام سے بدرجہا بہتر ہے۔ اگر تم جانتے ہو کہ

جو کچھہ تم نے سید الشہدا کے ساتھہ کیا ہے خدا اسے معاف کرے تو عبید اللہ بن زیاد کو ہمین دیدو اور عبد الملک کو تخت خلافت سے اتار دو کہ ہم باتفاق خاندان پیغمبر خدا سے ایک امام منتخب کرین کیونکہ اسی خاندان کو امامت واجب اور مناسب ہے۔ حصین نے سلیمان کی ان باتون پر مطلق توجہ نہ کی سخت معرکہ ہوا خوفناک خونریزی سے جنگ ہوتی رہی عبید اللہ نے دوراندیشی کے خیال سے بیس ہزار جرار فوج اور بھی حصین کی مدد کے لئے روانہ کردی تھی کہ عین جنگ مین وہ بھی پہنچ گئی۔ سلیمان اب بھی شکستہ خاطر نہوا تھا۔ وہ جس خطرناک دلیری سے جنگ کر رہا تھا برابر کرتا رہا یہانتک کہ عین معرکہ جنگ مین اسکے کلیجہ مین ایک تیر لگا اور پشت پر سے پار ہوکے نکل گیا اور آناً فاناً مین وہ وہین ٹھنڈا ہوگیا۔ خارجیون نے جب اپنے جوشیلے جری سردار کو بیجان دیکھا شکستہ دل ہوئے مگر پھر بھی انہون نے مسیب کو اپنا سردار بنا کے میدان جنگ مین قدم جمائے رکھے کہ تھوڑی دیر کے بعد ایک شامی کے نیزہ نے مسیب کا بھی خاتمہ کردیا اسکے بعد عبد اللہ بن سعد نے سردار بنکے میدان کارزار مین قدم آگے بڑھایا مگر وہ بھی بہت جلد راہی ملک بقا ہوا۔ اسکے بعد رفاعہ نے جھنڈا ہاتھہ مین لیا مگر آخر مین اسکی قسمت نے بھی کچھہ سہارا نہ دیا۔ شکست ہونے کو تھی کہ تاریکی نے دونون لشکرونکو کسیقدر آرام کرنے کی مہلت دی۔ شب کو رفاعہ نے اپنے باقیماندہ آدمیون سے کہا بہتر ہے کہ ہم اپنی جان بچا کر بھاگ جائین یہہ محال بلکہ ناممکن ہے کہ دشمن کے اس عظیم الشان لشکر پر ہمین فتح حاصل ہو۔ خارجی بھی بددل ہو رہے تھے آخر رات ہی رات مین رفاعہ بھاگ کے قرقیسیا پہنچا اور پھر تین دن قیام کرکے کوفہ چلا گیا۔ ادہر کوفہ مین خارجی خونریزی کی تدبیرین کر رہے تھے اور ادہر بصرہ مین خارجیون کا دن بدن زور بندھا جاتا تھا۔ ایک زمانہ تک خارجیون نے بہت کچھہ مسلمانونکا خون بہایا مگر آخر کار وہ بالکل پس پا کر دئے گئے اور اب مسقط مین زیادہ تر ان کی بود و باش ہے۔

مروان کا اس اثنا مین ۸۱ برس کی عمر مین انتقال ہوگیا۔ اسلامی سلطنت کے دامن پر متواتر خون کی افشان ہو رہی تھی اور جن حصون سے بہت کچھہ ترقی کی امید کی جاتی تھی وہ دن بدن دبتے چلے جاتے تھے۔

خلیفہ عبد الملک کے وقت مین گو فتوحات کی بہت کچھہ ترقی ہوئی مگر ساتھہ ہی خونریزی اور سیول وار مین بھی برابر جان پڑتی رہی حجاج بن یوسف خلیفہ عبد الملک کی طرف سے عراق کا گورنر تھا اور ہر طرف ایک قیامت برپا تھی۔ خلیفہ عبد الملک کے ظلم وستم یا خونخوار فطرت سے نہین بلکہ نئے نئے دعویداران سلطنت کی وجہ سے۔ جہانتک عبد الملک کے حالات دیکھے جاتے ہین ان سے یہہ بات معلوم ہوتی ہے کہ وہ ایک بہادر جفاکش اور جری مرد میدان باحوصلہ شخص تھا ساتھہ ہی باغیان سلطنت سے بہت سختی سے پیش آتا تھا اور بغیر تلوار کے بات نکرتا تھا۔ اس کی یہہ کارروائی تھی جو مذہبی گروہ حقارت کی نظر سے دیکھتا تھا۔

عبدالملک نے تخت خلافت پر بیٹھتے ہی سلطنت کا رنگ ہی بدلدیا تھا جو کمزوری اور ضعف باہمی متضاد گروہوں کے پیدا ہو جانے سے سلطنت اسلام کو ہوتا چلا تھا بہت کچھہ دور کر دیا تھا۔ وہ اسلام کا دلدادہ تھا اور مصیبت زدہ کے بچانے کے لئے اپنا چین آرام کھو دیتا تھا۔ اس نے اسلام کی بہت کچھہ مدد کی ہے اور فتوحات اسلام کو اس کی وجہ سے بہت کچھہ وسعت ہوئی ہے گو اسکی ذاتی معاشرت کچھہ ہی کیون نہو پھر بھی اسلام کو اس نے جتنی پولیٹیکل قوت بخشی تھی وہ سمجھنے غور کرنے اور انصاف سے ملاحظہ کرنے کی محتاج ہے اگر ہم اسکی ذاتی خرابیون پر اسے برا بھلا کہنے کے مجاز ہین تو ہمارا یہہ بھی تو فرض ہے کہ اسکی نیکیون اور ان فوائد کا بھی تو ذکر کرین جو اسلام کو اس سے پہنچے ہین۔ گو ہمارے مہربان مسٹر امیر علی جج نے ایک ساتھہ کل خلفائے بنی امیہ کو غاصب وحشی ناخدا ترس ظالم اور خونریز لکھا ہے مگر ہمارا دل یکطرفی ڈگری دینا پسند نہین کرتا ہم اسکی عجیب وغریب فطرت اور مسلمانون کے ساتھہ فدائیانہ عشق کی ایک مثال خود حضرت امیر علی صاحب کی کتاب اسپرٹ اف اسلام مین سے نقل کرتے ہین جس سے ناظر کو یہہ اندازہ ہو جائیگا کہ ایک جگہہ ہمارے واجب الاحترام مہربان کیا تحریر فرماتے ہین اور دوسری جگہہ کیا حوالہ قلم کرتے ہین چنانچہ اسی عبدالملک کی نسبت وہ یہہ رقم فرماتے ہین۔

"خلیفہ نے اپنے ضیافتی ہال مین بیٹھے گھر مین یہ سنتے ہی کہ رومی ایک عربی بیگم کو جب گرفتار کئے لیجارہے تھے تو یہہ اس نے غل مچاکے کہا تھا عبدالملک کہان ہین؟ میری مدد کو آ۔ تو نصف جام نہ پیا ہوگا کہ لبون سے علیحدہ کرکے رکھدیا اور قسم کھائی جب تک مین اس خاتون کو نہ رہائی دلوا لونگا مجھے کھانا پینا حرام ہے۔ اسیدم اس نے اپنی سپاہ کو کوچ کرنے کا حکم دیا اور جب تک خاتون کو رومیون کی قید سے نہ چھڑا لیا اپنی قسم کو نہ توڑا۔" (اسپرٹ اف اسلام صفحہ ۳۶۰-۳۵۹)

اس اسپرٹ پر ہمین معمولی نظرین نہ ڈالنی چاہئین بلکہ ذرا تامل اور تحمل سے دیکھنا چاہئے کہ بنی امیہ کو سر سے پاؤن تک تمام جہان کی برائیون سے لاد دینا اور تعصب مین آکے ان کی بھلائیون کو چھپا دینا کتنے ظلم کی بات ہے۔ اس واقعہ کے دو پہلوؤن پر ہمین غور کرنا چاہئے پہلا پہلو تو یہہ ہے کہ عورت کا عبدالملک کو اپنی رہائی کے لئے طلب کرنا یہہ معنی رکھتا ہے کہ وہ مصیبت زدونکا دادرس تھا اور ایسی ایسی حالتون مین مدد کرنے کا عادی تھا اگر وہ بالکل ظالم اور خونریز ہوتا تو کبھی عربی خاتون اسے نہ پکارتی ایسی حالت مین اسی سے مدد چاہنے کی درخواست کی جاتی ہے جس کی طرف سے یہہ یقین ہوتا ہے کہ یہہ مدد کریگا اور جسکا ذاتی تجربہ بھی ہو جاتا ہے کہ یہہ ایسی حالتون مین مدد کیا کرتا ہے۔ دوسرا پہلو یہہ ہے کہ سنتے ہی عبدالملک نے پیالہ شربت کا اپنے ہاتھہ سے رکھدیا اور خاتون کو نجات دلوانے کے لئے تیار ہوگیا یہہ کام ظالم اور خودغرض خلیفہ کا نہین ہو سکتا بلکہ ایسے جگر دلیری وہ ہی کریگا جسکی رگونمین اسلامی خون دوڑتا پھرتا ہوگا اور جسے دین خدا کی لاج

بھی ہوگی - مین ناظرین پر اس کا انصاف چھوڑتا ہون -
اسکا ہم اعتراف کرتے ہین کہ عبدالملک نے نہین مگر اسکے گورنر حجاج بن یوسف نے مذہبی پیشواؤن پر بڑی بڑی زیادتیان کین اور سخت سخت ظلم توڑے - عبدالملک خود بھی جیسا کہ ہم لکھ آئے ہین ایک درشت اور سخت آدمی تھا اور اپنی بات کی پچ مین وہ اکثر اوقات رعایا پر ظلم بھی کر جاتا تھا - عبدالملک کا ظلم اتنا مشہور نہ تھا جتنی حجاج کی سفاکیان زبان زد عوام ہو رہی ہین اس ناشدنی بدبخت گورنر نے بڑی زیادتی تو یہہ کی تھی کہ وہ ان لوگون کو تکلیف دیا کرتا تھا جو ائمہ مذہب اور علم وفضل کے لحاظ سے مقتدائے عالم تھے - حضرت عمر بن عبدالعزیز نے سچ کہا کہ "اگر اور پیغمبرون کی امتین سب ملکر اپنے اپنے زمانہ کے بدکارون کو پیش کرین اور ہم صرف حجاج کو مقابلہ مین لائین تو واللہ سارا پلہ بھاری رہیگا" حجاج کی ناخداترس سفاکیون نے لوگون کو تھرا دیا اور عراق مین ایک طوفان بے تمیزی برپا ہوگیا -
ہم گورنرونکا الزام خلیفہ پر عاید کر سکتے ہین مگر تاریخ ہمین بتلاتی ہے کہ حجاج برائے نام مطیع عبدالملک تھا مگر درحقیقت آزاد تھا - اسکی ستم افزا کارروائیان ابتک زمانہ کی پیشانی پر لکھی ہوئی ہین -
آخر عبدالملک نے ۸۶ ہجری مین ۲۱ برس خلافت کرکے انتقال کیا - اس عرصہ مین سات برس کامل عبداللہ بن زبیر سے لڑتا رہا اور باقیماندہ سال اندرونی بغاوتون کے فرو کرنے - اور فتوحات کو وسعت دینے مین صرف ہوئے - عبدالملک کی بیویون مین ایک بیوی حضرت امیرالمومنین علی بن ابی طالب کی اولاد سے تھی - جیسا کہ طبری جلد ۳ صفحہ ۱۱۸۰ مین لکھا ہے -
اس کے بعد اس کا بیٹا ولید تخت نشین ہوا - اس نے اسلامی دنیا مین جو کچھہ نام پیدا کیا وہ کم خلفا کو نصیب ہوا ہے اسکی فوج یورپ افریقہ اور افغانستان کے جگر مین گھس گئی اور صلیبی نشانون کو جھکاتی ہوئی اندر جا پہنچی - اسپین جیسا بڑا ملک اسلام کے قبضہ مین آگیا - یہہ وہ اسپین ہے جہان آٹھہ سو برس تک بنی امیہ کی سلطنت رہی اور تمام جہان کے علوم کا سرچشمہ بھی آٹھہ صدی تک بنا رہا -
ولید کی اولوالعزمانہ کوششون نے اسکے قدمون پر نہ صرف اسپین ہی کو نثار کردیا بلکہ ولایت سندھ کی کنجیان بھی اسکی خدمت مین پیش کردین - ان وسیع فتوحات پر بھی اس نے قناعت نہ کی بلکہ خوارزم - سمرقند سے گزرکر کابل و فرغانہ پر علم اسلام نصب ہوا مغرب کی طرف جزائر مفروقہ - بیو فتح کرلئے مین دریافت کرتا ہون اس سے زیادہ اسلام اور ملک پر اور کیا احسان ہوگا -
یہہ مانا کہ اسکی ان فتوحات مین اپنی ذاتی نمایش بھی ملی ہوئی تھی پھر بھی جو فائدہ اسلام کو اس سے پہنچا اسے محض اپنی ناانصافی سے ہم کیون لوح دل سے نسیاً منسیا کردین - ہمارے مولانا شبلی صاحب نے آنکھون پر ٹھیکری رکھکے ولید کی ان شاہانہ اور بے مثال خدمتون کا جو اس نے اسلام کی کین اچھا صلہ نہین دیا ہے اور ایک رکیک اعتراض اسپر جڑ دیا ہے جیسا کہ وہ لکھتے ہین "لیکن اسلام کی روحانی برکتون کا نشان نہ تھا" (از سیرۃ النعمان صفحہ ۲۵)

مین کہتا ہون فی الحال نہو مگر اس نظر کرنے کے لئے کیون آنکھین بند کین جاتی ہین کہ اسنے اسلامی برکتین پیدا ہونے کا بیج تو بو دیا اگر اپنے زمانہ مین ان کے پیدا کرنے سے قاصر رہا ہو۔ یورپ مین اس نے اسلام کی شوکت تو جما دی دیکہو جو بیج اس نے یورپ مین بو یا یعنے اسپین فتح کیا وہ پہولا پہلا ہرا ہوا شاخین نکلین اور لہلہایا۔ آٹھ سو برس تک روحانی چشمے ابلتے رہے۔

یہہ سخت جہالت اور کوتاہ بینی ہے کہ ہم کسی شخص کے کام پر بغیر اس کا نتیجہ دیکہے رائے لگانے بیٹھ جائین انسان کوئی خدمت کرے درحقیقت وہ کوئی چیز ہی نہین جب تک اسکا نتیجہ اچھا نہ نکلے یہہ نہو کہ ہیچہ نے بکہیان اڑانے کے واسطے اپنے مالک کی خدمت کرکے ہمیشہ کے لئے پہر بکہیان جہلوانے سے سبکدوش کر دیا۔

بااین ہمہ یہہ خوشی سے دیکہا جاتا ہے کہ اب بہی درسگاہین کہلی ہوئی تہین۔ ولید پر ہم درسگاہون کی سرپرستی یا حدیث وغیرہ کے کالج کہولنے کا الزام نہین لگا سکتے جو سلطان کشورکشا ہوتا ہے اسے ایسے کامون کی اتنی فرصت نہین ہوتی اسوقت ضرورت فتوحات کو وسیع کرنے کی تہی نہ محل کی چار دیواری میں مستفید حدیثون کے بہم پہنچانے کی۔

آخر ملک کی خوش نصیبی سے حجاج کا بہی سنہ ۹۵ ہجری مین خاتمہ ہوگیا اور ادہر سنہ ۹۶ ہجری مین ولید وفات پائی حجاج کے مرنے کی طبری نے ایک عجیب دلچسپ حکایت لکہی ہے جس سے صرف دلچسپی ہی نہین ہوتی بلکہ سخت عبرت ہوتی ہے جب حجاج نے افغانستان فتح کیا تو عبد الرحمن ابن الاشعث جنہون نے حجاج سے اکثر موقعون پر سخت مقابلہ کیا تہا اور سعید بن جبیر وہان سے بہاگے عبد الرحمن تو زنبیل چلے گئے اور سعید اصفہان آگئے۔ حجاج نے سنتے ہی ایک قاصد کو امیر اصفہان کے پاس بہیجا کہ سعید کو گرفتار کرکے فوراً بہیجدو جون ہی سعید نے یہہ سنا وہ وہان سے بہی کافور ہوئے اور آذربائیجان کو آئے وہان سے سیدہے مکہ شریف آکے دم لیا۔ یہان بہی حجاج نے پیچھا نہ چہوڑا اور ولید کو نامہ لکہا کہ امیر مکہ کے پاس آپ حکم بہیجدین کہ سعید کے ساتھہ فلان فلان شخص کو گرفتار کرکے میرے پاس روانہ کردے۔ ولید نے فوراً امیر مکہ کے نام حکم بہیجدیا کہ اتنے آدمیون کو گرفتار کرکے حجاج کے پاس بہیجدو ان لوگون پر بغاوت کا الزام لگایا گیا تہا۔ آخر خالد بن عبد اللہ قریشی نے ان لوگون کو جنمین سب فضلائے دہر اور فقہائے عصر تہے گرفتار کرکے حجاج کے پاس روانہ کر دیا۔ رستہ کی تکلیف اور حجاج کی ناخدا ترسی کے خوف سے طارق بن حبیب۔ مجاہد بن عطا۔ عمرو بن دینار تو حجاج کے پاس پہنچنے سے پہلے ہی جان بحق تسلیم ہوئے۔ سعید بن جبیر زندہ بچے۔ حجاج نے بیرحمی سے حکم دیا کہ ان کا سر اڑا دیا جاوے۔ جلاد نے تلوار مار کر گردن اڑا دی بریدہ سر نے تین بار لا الہ الا اللہ پڑہا یہہ سنتے ہی حجاج کے ہوش اڑ گئے اور اسنے خوف زدہ ہوکے نہایت پشیمانی کی حالت مین یہہ کہا "اس پر سارا دہ (یعنے خالد بن عبد اللہ قریشی) پہر لعنت ہو جسنے اس باکمال اور مظلوم نفس کو میرے پاس بہیجکے قتل کرایا"

سعید بن جبیر کے چالیس دن کے بعد حجاج کا بہی انتقال ہوگیا۔ اس عرصہ مین حجاج معزز وہ خواب مین یہہ دیکہا کرتا

تہاکہ سعید تلوار اور طشت لیکر آیا ہے اور یہہ کہتا ہے تو نے مجھے بیگناہ مارا ہے اب مین تجھسے اپنا انتقام لیتا ہون اور تجھے قتل کرتا ہون حجاج چونک کے اُٹھہ اُٹھہ بیٹھتا تہا اور اسپر السا ہول بیٹھا تہا کہ ادہر آنکھ لگی اور ادہر اسنے سعید کو تلوار لیئے ہوئے آتے دیکھا۔ آخر ۲۵ رمضان المبارک ۹۵ھ ہجری کو حجاج بھی رخصت ہوا۔ جس سال سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کو شہید کیا ہے اسے سنۃ الموۃ فقہا کہتے ہین کیونکہ اُس سنہ مین بڑے بڑے فقہا کی وفات ہوئی تہی۔

ولید نے جیسا کہ ہم اوپر لکھہ آئے ہین سنہ ۹۶ ہجری مین وفات پائی ولید کی وفات کا دن جمعرات ۱۵ جمادی الآخر تہا اور اسکی خلافت کا زمانہ صرف ۹ برس شمار ہوا ہے۔ اسکی ۴۵ برس کی عمر تہی ۱۹ لڑکے تہے۔ طبری نے اسکی نسبت یہہ جملے لکھے ہین۔ "چنین گویند کہ از ہمہ بنی مروان از ولید بہتر شود و آن اثرہا کہ او را بود کس را نبود۔ مزگت در دمشق او بنا کرد و مزگت پیغامبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم را ویران کرد و بسے اندران افزود و باز آباد ان کرد و مردمان مدینہ را ہمہ گونہ عطا داد و ہر نابینائے راقاعدہ فرمود کہ اورا خدمت کند و بروزگار خلافتش بسیار فتحہا بود"

اسپین کی فتح خوش قسمتی سے پوری ہو چکی تہی اور ولید نے اپنے تہوڑے زمانہ خلافت مین اتنے دور دراز ملک مین اسلام ایسا ہی پیوست کر دیا تہا کہ پہر عیسائیون کی سازشین اسمین خلل اندازی نکر سکین۔

اسلام کی خوش قسمتی سے ولید کے بعد اسکا بہائی سلیمان تخت نشین ہوا جو اس سے بہی ہر صفت مین بڑہا ہوا تہا حقیقت مین ایسے موقع پر یہہ صادق آتا ہے۔ شعر۔

نکوئے گر رود زین بحر نیکوتر شود پیدا ❊ چو گیرد قطرۂ راہ عدم گوہر شود پیدا

سلیمان کی تخت نشینی اسلام کے حق مین سب سے زیادہ سبب رحمت ہوئی۔ پہلی قابل مدح بات جو سلیمان نے تخت خلافت پر بیٹہتے ہی کی وہ عمر بن عبد العزیز کو مشیر سلطنت بنانا تہا۔

گو حضرت عمر بن عبد العزیز سلطنت کے معاملات مین درک دینے اور اس کشمکش مین پہنسنے سے رضامند نہ تہے پہر بہی خدا کا خوف اور مسلمانون کی زدہ حالت پر رحم نے جبراً آپکو وزارت قبول کرنے پر رضامند بنا دیا حضرت عمر بن عبد العزیز کا جیسا اتقا اور پرہیزگاری بڑہی ہوئی تہی ایسی ہی آپکو دلیر اور بیدہڑک فطرت کا حصہ ملا تہا آپنے حجاج جیسے خونخوار بیرحم گورنرون کی سدا مخالفت کی ہے اور ان کی شکایتین دربار دمشق سے اکثر کرتے رہے ہین۔

سلیمان بہت بڑا ادیب اور فصیح تہا یہہ اسکی قابلیت کی دلیل ہے کہ اسنے عمر بن عبد العزیز کو انکار پر بہی اپنا مشیر بنایا۔ جون ہی تخت خلافت پر بیٹہا اسکی نظر ان ہیچی باقی ماندہ قریب قریب ممالک پر اٹہنے لگین سب سے پہلے اسکی نظر قسطنطنیہ پر پڑی۔ گو پہلے ہی کئی بار کوشش ہو چکی تہی مگر اسکے اسنے قطعی ارادہ کر لیا تہا کہ قسطنطنیہ کو جسطرح ہو فتح کر لینا چاہئے۔ سب سے پہلے امیر معاویہ اس کے جد امجد نے قسطنطنیہ کا محاصرہ کیا تہا

اسلئے اس وسیع شہر پر حملہ کرنے اور اسے فتح کرلینے کا سلیمان کافی طور پر مستحق ہوگیا۔ اسنے اپنے لائق جنرل سلمہ کو ایک جرار لشکر کی سرکردگی مین روانہ قسطنطینہ کیا۔ راہ مین بہت سے گورنرون نے تعرض کیا مگر خفیف سے میدانون کے بعد آخر اسلامی بیڑہ قسطنطینہ کی دیوارون کے نیچے اترنے لگا۔ تمام شہر محصور ہوگیا اور مسیحی دنیا مین ایک تلاطم برپا ہوگیا۔ چونکہ یہہ شہر یورپ کا دروازہ ہے اسلئے یورپین سلطنتون مین بڑا خوف ہوا کہ سلمان اسے فتح نہ کرلین انہون نے چاہا کہ سلمہ کو یہان سے مار کر نکالدین جرمن اور فرانس کے شاہون نے اپنی فوجین روانہ کین مگر یہہ تعجب سے دیکھا جاتا ہے کہ انہون نے مسلمانون کے مقابلہ مین کچھہ بھی کامیابی حاصل کی اور سخت ذلت سے شکست کہا کہا کے واپس پہر گئین۔

قدرت کو یہ منظور نہ تہا کہ سلیمان فاتح قسطنطینہ کہلائے نہ سلمہ کی قسمت مین اس عظیم الشان مسیحی شہر کے دروازے اپنے ہاتہہ سے کہولنے لکہے تہے اسلئے قبل از وقت سلیمان کی وفات کی خبر سلمہ کے جرار لشکر کو پہنچی جو عنقریب فتح پاکے شہر مین داخل ہونے کو تہا اپنے سلطان کی خبر وفات سنتے ہی جنرل کی کمر ٹوٹ گئی اور وہ کچھہ بیدلی سے مسیحی دار الخلافہ کی طرف افسردہ نگاہون سے دیکہنے لگا۔ اسکے دوسرے دن عمر بن عبد العزیز کا نامہ پہنچا کہ تو فوراً واپس چلا آ۔

سلمہ سخت ناکامی سے ٹھنڈے سانس بہرتا ہوا واپس پہرا۔

سلیمان کا زمانہ سلطنت بہت ہی تہوڑا رہا۔ جتنی آرزوئین کہ تخت نشینی کے وقت اسکے دل مین آرہی تہین اگر طرح سے اسکے ساتہہ قبر مین چلی گئین۔ اے بسا آرزو کہ خاک شدہ۔ اسکی پہلی آرزو مسیحی عظیم الشان پائے تخت قسطنطینہ کے جگہہ مین اسلامی علم نصب کرنا تہا مگر یہہ کام بہی ادہورا ہی رہا گو اسکے گورنرون نے اس تہوڑے عرصہ مین بہی بہت سے ملک گرگان وطبرستان وغیرہ فتح کرلیے پہر بہی اسکی اولو العزمانہ طبیعت مرتے دم تک بجہی ہی رہی اور آخر اسی افسردہ حالت مین اس جہان سے کوچ کیا۔

یہہ کون جانتا ہے کہ کل کیا ہوگا اور یہہ کسے یقین ہے کہ عمر بچپن کے ان وعدے وعید کو پورا کرے گی جو وہ اکثر کرتی رہی ہے۔ کل دو برس اور آٹہہ مہینے سلیمان نے خلافت کی۔ اسکا لقب صرف اس کی خیراندیشی اور نیک سگالی کی وجہ سے مفتاح الخیر تہا تخت خلافت پر بیٹہتے ہی اسنے تمام قیدیون کو جو طرح طرح کے جرائم مین مقید تہے یک لخت چہوڑنے کا حکم دیا اور ایک بہی قیدخانہ مین نہ رہنے دیا۔ علما فضلا فقہا کی عزت کی۔ درسگاہین کہل گئین وظیفے مقرر ہوگئے غرض اس تہوڑے سے زمانہ کی سلطنت مین خلائق کی بہلائی کی تدبیرین جو کچھہ کر سکتا تہا کین اور کسی مین دریغ نہ کیا۔

جب سلیمان بیمار ہوا اور اسے یقین ہوگیا کہ مین اس مرض سے زندہ نہ بچونگا تو اسنے چاہا کہ اپنے بچون مین سے جو ابہی صغیر سن تہے ولی عہد بناؤن مگر امرائے سلطنت نے اس سے کہا اگر تمنے ان نابالغ بچون مین سے کسی بچہ کو خلیفہ بنا دیا تو سلطنت کا گران تر بوجہ اس سے نہ سنبہل سکیگا اور پہر ایک تفرقہ عظیم پہیل جائیگا عجب نہین کہ حکومت مروانی کے

کوئی صدمہ پہنچے سلیمان نے کہا مجھے پہلے ہی اس کا خیال ہے اچھا یہہ تو بتاؤ کہ میرے بیٹے داؤد کی کیا کیفیت ہے امرانے جواب دیا اے امیرالمومنین وہ تو روم میں چلا گیاہے جس دن سے گیاہے یہی پتہ نہیں کہ وہ زندہ ہے یا مرگیا۔ یہہ سنکر سلیمان نے کہا اچھا عمر بن عبدالعزیز کے بارے میں کیا کہتے ہو سبنے باتفاق کہاکہ وہ ایک لایق منصف متقی رحمدل اور بہت بڑا مدبر فقیہ اور فاضل اجل خیرخواہ خلایق ۔ ہردلعزیز ہے سلیمان نے فوراً عمر بن عبدالعزیز کو منظور کرلیا۔ سلیمان کو چونکہ اپنے بھائی یزید کا خیال تہا مبادا وہ عمر بن عبدالعزیز سے تنزاع کرلے اس نظر سے اسنے ایک وثیقہ لکہوایا اور رجا بن الحیات کو دیا کہ تمام بنی امیہ کے سرداروں کو دربار خاص میں جمع کرا اور اس وثیقہ پہ مہر کرلے اس میں یہہ لکہا ہوا تہا کہ ہم نے سلیمان کے حکم سے عمر بن عبدالعزیز کو اپنا خلیفہ تسلیم کرلیا جب رجا بن الحیات نے سرداران قوم مروانی کو جمع کرکے سلیمان کا وثیقہ دکہایا انہوں نے فوراً اسپر دستخط کردیئے مگر رجا سے یہہ التجا کی ایکبار ہم اپنے خلیفہ کو اور بہی دیکہنا چاہتے ہیں اور ہماری خواہش ہے کہ سلیمان کے منہ سے ہم یہہ سنلیں کہ میں نے عمر بن عبدالعزیز کو خلیفہ بنایا ہے تم ہی اسکی اطاعت کرنا۔ یہہ سنکر رجا نے سلیمان کی خدمت میں عرض کیا سلیمان نے سرداروں کو حاضر ہونے کا حکم دیا۔ انہوں نے دریافت کیا سلیمان نے سرگرم الفاظ میں وثیقہ کی تصدیق کی۔ سبنے گردنیں جہکادیں اور عمر بن عبدالعزیز کی خلافت تسلیم کرلی۔ جوں ہی حضرت عمر بن عبدالعزیز کو معلوم ہوا آپ فوراً رجا بن الحیات کے پاس آئے اور کہا خلافت سے میں استعفا دیتا ہوں مجھے حکومت کی خواہش نہیں ہے نہ ملک گیری کی آرزو ہے رجا نے کہا آپ کچھہ ہی کیوں نہ فرمائیں میں مناسب نہیں جانتا کہ مرض الموت میں امیرالمومنین سلیمان کو اسکے قرارداد امر کے خلاف اس سے عرض کروں اور سخت فکر اور رنج میں مبتلا کروں ۔ حضرت عمر بن العزیز یہہ سنکر سخت خفا ہوئے اور فرمایا جب کسی کے لئے کوئی کام تجویز کیا جاتا ہے تو اس سے دریافت تو ضرور کرلینا چاہئے۔ اسی آشفتگی میں آپ اٹہہ بیٹہے اور اپنے گہر تشریف لے آئے۔ رجا کہتا ہے کہ جسوقت حضرت عمر بن عبدالعزیز میرے مکان سے اٹہکر گئے میں رنگت سرخ ہوگئی تہی اور آنکہوں میں طیش کے لال لال دوڑے پڑگئے تہے۔ اتنے میں ہشام بن عبدالملک آیا اور اسنے رجا سے دریافت کیا کہو خلیفہ کون مقرر ہوا رجا نے کہا میں اپنے خلیفہ کا بہید کہولنا نہیں چاہتا۔ ہشام سمجہہ گیا کہ ضرور کچہہ دال میں کالا کالا ہے اسنے غضبناک ہوکے رجا سے کہا یاد رکہو اگر سلیمان کی اولاد حق خلافت سے محروم کردی گئی تو پہر کتنی خونریزی ہوتی ہے اور کیا گل کہلتا ہے۔ رجا نے ہشام کے اس کہنے کا کچہہ بہی خیال نہیں کیا۔ اور جب سلیمان کا انتقال ہوا تو رجا نے کسیکو خبر نہ کی بلکہ پہلے کعب بن عیسٰے کے پاس گیا اور کہا امیرالمومنین کا حکم ہے کہ جس شخص کا نام وثیقہ میں لکہا ہوا ہے اور بہی ایکبار مسجد میں اس کا نام سنایا جائے اور ہر شخص اس کے ہاتہہ پر بیعت کرے پہر رضامند ہو۔ جب لوگ جمع ہوئے اور عمر بن عبدالعزیز کا نام آیا تو ہشام نے غل مچاکے کہا کہ ہم اسے خلیفہ نہیں مانتے رجا نے فوراً جواب دیا خود خلیفہ اور اعیان قوم تسلیم کرچکے ہیں اگر تو نے ابکے کوئی بیہودہ کلمہ کہا یا اسکے ہاتہہ پر بیعت نہ کی تو میں اپنی عمر کا خاتمہ سمجہو۔

جب یہہ ساری باتین ختم ہوگئین رجا نے اسوقت سلیمان کی وفات کی خبر دی - قاعدہ کے موافق اسکی تجہیز و تکفین کی گئی اور عمر بن عبد العزیز تخت خلافت پر بیٹھے -

سلیمان کی طبیعت مین رحم بہت تہا - رقیق القلب وہ بہت بڑا تہا - ہمیشہ کہلی نصیحتون سے متاثر ہوتا تہا اور بعض وقت دنیا کی بے ثباتی اور جاہ و حشم و ملک کے فانی ہونے پر اسکے آنسو ٹپک پڑتے تہے جب اسے جتایا جاتا تہا کہ سلطنت سے انسان اپنے کو کیا کیا خیال کرتا ہے اور کتنے کتنے ظلم سہواً اس سے سرزد ہو جاتے ہین تو وہ رو دیا کرتا تہا اور حتے الوسع اسکی یہہ خواہش رہتی تہی کہ بیگناہ کوئی مجہسے نہ ستایا جاوے ایکدن اسنے عمر بن عبد العزیز سے دریافت کیا کہ آپ میری سلطنت کی نسبت کیا فرماتے ہین آپنے جواب دیا -

،،سرہٗ لولا انہ غرور، وملک لولا انہ ھالک، وحیوۃ لولا انہ موت، ونعیم لولا انہ عذاب،،

یہہ سنتے ہی سلیمان رونے لگا یہانتک کہ اسکی ہچکی بندہ گئی - اس فقرہ پر اس نیک نہاد خلیفہ کا خاتمہ ہوا -

سلیمان کی تجہیز و تکفین کے بعد مروانی سردار عمر بن عبد العزیز کے مکان پر دوڑے ہوئے گئے اور تمام شاہی اصطبل کے گہوڑے زرین پاکہرون اور سنہری لجامون کے ساتہہ پیش کئے اور عرض کیا حضور ان گہوڑون مین سے جسپر چاہین سوار ہو جائین - مگر عمر نے انکار کیا اور کہا مجہے اپنا ہی گہوڑا کافی ہے - آپ رضامند نہ تہے کہ لوگ میرے ہاتہہ پر بیعت کرین مگر جب بہت مجبور کئے گئے تو مجبوراً دست بیعت بڑہایا اور مروانی خلافت قبول کی -

تخت خلافت پر متمکن ہوکے آپنے سلمہ بن عبد الملک جنرل افواج قاہرہ کے پاس جو قسطنطنیہ کا محاصرہ کئے پڑا تہا یہہ نامہ لکہا ،،اہل شام نے مجہے مجبور کرکے میرے ہاتہہ پر بیعت کی ہے اور مجہسے خواہشمند ہین کہ مین عدل و انصاف کرون اور شریعت کے مطابق غنائم لوگون مین تقسیم کرون - مین خدائے عز و علا سے توفیق چاہتا ہون کہ میرے کام اسکی رضا کے موافق ہون جب میرا نامہ تجہے پہنچے بہتر ہے کہ تو بہی میری اطاعت منظور کر تاکہ تجہے ہدایت کا راستہ ملے اور حق عز اسمہ تجہسے خوشنود ہووے - ہمیشہ مخالفت اور عصیان سے بچا رہو تاکہ پسندیدہ اعمال تجہسے صادر ہوکر باطل نہو جائین - اب مصلحت یہی ہے کہ محاصرہ قسطنطنیہ سے اپنی سپاہ اٹہا اور سیدہا اسطرف روانہ ہو - جونہی سلمہ کو عمر کا نامہ پہنچا تو اسنے اپنے لشکر کے تمام سردارون کو جمع کیا اور اس نامہ کو پڑہا اور ہر قسم کی باتین ہوتی رہین بڑی گفت و شنید کے بعد تمام سردارون نے یکزبان ہوکے کہا کہ عمر کی اطاعت کرنی چاہیئے - جب یہہ امر طے پاگیا تو سلمہ نے لشکر کو کوچ کا حکم دیا - بطریہ مین پہنچنے پر لشکر کا کچہہ حصہ تو اوطان روانہ کیا اور آپ بڑے طمطراق کے ساتہہ داخل دمشق ہوا - چاہتا تہا کہ اسی دن خلیفہ کی قدمبوسی ہو جاوے مگر خود خلیفہ عمر نے ملنا نہ چاہا - دوسرے دن پہر اسی تزک و احتشام سے داخل شہر ہوکے خلیفہ کی خدمت مین حاضر ہونا چاہا مگر باریابی کی دربار مین اجازت نہوئی - تیسرے دن مسلمہ بن عبد الملک صرف ایک غلام کو ساتہہ لیکر نہایت سادے کپڑے پہنکر آیا خلیفہ عمر نے فوراً خدمت مین حاضر ہونے کی اجازت دیدی -

اثناء گفتگو میں حضرت عمر بن عبد العزیز نے یہہ فرمایا جو روضۃ الصفا جلد ۳ صفحہ ۱۱۱ میں نقل ہے "اے مسلمہ گرد جہان گشتہ بدعتہاے سترگ کردی اگر اینجا از تو صادر شد۔

بنا بر تقویت دین مبین و رضاے حضرت رب العالمین بود مبارکت باد و الا وائے بر تو خداے تعالی جزائم بادترا بیامرزد"۔

ایک دن کا ذکر ہے کہ حضرت خلیفہ کو یہہ خبر ملی کہ مسلمہ کے باورچیخانہ کا خرچ ایک ہزار درہم کا ہے۔ یہہ سنکر رحمدل منصف اور خدا ترس خلیفہ نے تاسف کیا اور کہا یتیموں۔ بیکسوں۔ رانڈوں کا حق یوں لٹایا جاتا ہے مسلمہ کو حکم دیا کہ کل ہمارے ساتھہ دسترخوان پر کھانا تناول کیجیے۔ آپنے اپنے باورچیوں کو حکم دیا کہ ہر قسم کے پر تکلف کھانے تیار کیے جائیں۔ اور ساتھہ ہی اسکے جو کا دلیا بھی پکوایا دوسرے دن جانکر عقلمند اور دور بین خلیفہ نے دیر لگادی اور کھانے کے لیے حکم دینے میں اسقدر تامل کیا کہ مسلمہ کے پیٹ میں چوہے قلابازیاں کھانے لگے اور مارے شرم کے یہہ تو کہہ نہیں سکتا تھا کہ مجھے بھوک لگی ہے مگر اسکے چہرہ پر ہوائیاں ایسی اڑ رہی تھیں جسے ناظر بہہ تمیز کر سکتا تھا کہ اسے کسقدر بھوک لگی ہے جب وہ بھوک میں بیتاب ہو گیا تو عمر نے کھانا لانے کا حکم دیا پہلے جو کا دلیا آیا مسلمہ چونکہ بہت بھوکا تھا اپنے محترم خلیفہ کے ساتھہ دلیا کھانا شروع کیا جب تک اور پر تکلف کھانے آئیں مسلمہ کا پیٹ دلیے سے بھر چکا تہا۔

اب خلیفہ نے اسکے بعد پر تکلف کھانوں کی طرف اشارہ کیا پیٹ بھر جانے کی وجہ سے مسلمہ نے انکار کیا عمر بن عبد العزیز نے کہا اے ابا سعید تو ان میں سے کوئی چیز کیوں نہیں کھاتا مسلمہ نے جواب دیا میرا پیٹ تو دلیے ہی سے بھر گیا ہے واجب الاحترام خلیفہ نے کہا سبحان اللہ کیا اچھا کھانا ہے کہ پیٹ بھی بھر دیتا ہے اور زیادہ خرچ بھی نہیں کراتا ایک درہم میں دس آدمی پیٹ بھر کے کھا سکتے ہیں جب یہہ بات ہے تو تجہپر افسوس ہے کہ تو ایک ہزار درہم روز صرف اپنے کھانے میں خرچ کرتا ہے اے مسلمہ خدا سے ڈر اور اپنے کو زیادہ صرف کرنے والوں میں داخل نکر جو روپیہ تو اپنے باورچیخانہ میں بیفائدہ صرف کرتا ہے بھوکوں اور حاجتمندوں کو دے خدا اس سے خوش ہوتا ہے متقی اور عارف باللہ خلیفہ کے ان نصیحت آمیز جملوں نے مسلمہ پر بڑا اثر کیا اسنے عہد کیا کہ آیندہ سے میں اتنا خرچ نکرونگا یہہ سنکر عدالت پرور خلیفہ اس سے خوش ہوا۔

سب سے بڑی اور قابل ذکر بات جو اس نیک نہاد خلیفہ نے کی یہہ تھی کہ خطبوں میں حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب پر جو لعن طعن بنی امیہ کی خلافت میں ہوتا تھا اسے موقوف کرادیا۔

عمر بن عبد العزیز فرماتے ہیں کہ ایک زمانہ میں میں مدینہ شریف میں عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود سے تحصیل علوم کرتا تھا کسی شخص نے ان سے یہہ کہدیا کہ تمہارا شاگرد عمر علی پر لعن کرتا ہے۔ میں حسب معمول آپکی خدمت میں حاضر ہوا آپ نماز پڑھ رہے تھے جب نماز پڑھ چکے مجھسے ارشاد کیا اے عمر میں تجھسے دریافت کرتا ہوں کہ تجھے یہہ کہاں سے معلوم ہو گیا کہ خداوند تعالی نے اہل بدر اور بیعت رضوان سے راضی ہوکر ان پر اپنا غضب نازل کیا۔

مین نے الناس کیا ہے کوئی روایت ایسی نہین پہنچی عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود نے فرمایا جب یہہ سمجھے معلوم نہین ہے پہر تو کیون حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام پر لعن طعن کرتا ہے۔ مین نے فوراً خدا کی درگاہ مین توبہ کی۔ رو یا زاری کی اور اپنے گزشتہ گناہون کی معافی چاہی ""۔

آپنے حکم دیدیا تہا کہ لعن کے جملہ کی بجائے مسلمان خطبہ مین یہہ دعا پڑہا کرین

ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان

دوسری روایت مین یہہ ہے کہ آپنے اس جملہ کی جگہہ قرآن شریف کی مفصلہ ذیل آیت کو پڑہنے کے لئے حکم صادر فرمایا۔

"ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربی وینہی عن الفحشاء والمنکر والبغی"

جن بنی امیہ کو ایک ساتہہ ہمارے مسٹر امیر علی جج یہہ لکہتے ہین۔

بنی امیہ نے بدقت اپنا رستہ خون اور گوناگون جرائم کے سمندرون مین ہوکر تخت تک کیا تہا یہان کے لئے ضرور تہا کہ وہ اپنے عہدۂ خلافت کے قبضہ کے ساتہہ واجبی ہونے کی شکل کو قایم کرین انہون نے اپنا لقب امیر المومنین انتخاب کے حق کی وجہ سے رکہا وہ انتخاب جو ان کے طامع اور شرکت فقاکرتے تہے)

(دی اسپرٹ اف اسلام صفحہ ۲۹۴)۔

مگر اسی صفحہ کے فٹ نوٹ مین ہمارے مسٹر جج نے عمر بن عبد العزیز کو صرف مستثنے کر دیا ہے اسکا ہی ہم شکر کرتے ہین۔ ورنہ اگر انہین بہی وہ کسی کسی جرم مین لپیٹ لیتے تو کون دریافت کرنیوالا تہا۔

آپکے عہد کے واقعات سوائے اصلاح نبی نوع کے اور کم مشہور ہین۔ مہلب کی بغاوت اور شوذب خارجی کا خروج ایسے نامور واقع نہین ہین کہ معرض تحریر مین آئین۔

خلائق کی بدقسمتی سے حضرت عمر بن عبد العزیز کا زمانہ خلافت قبل از وقت ختم ہوگیا اگر آپ کی تہوڑی مدت کے خلافت کا بہی مفصل تذکرہ کیا جائے تو ایک جلد اسکے لئے درکار ہوگی اسلئے ہم صرف اس لکہنے پر قناعت کرتے ہین کہ حضرت عمر بن عبد العزیز کی خلافت نے دفعتہً حکومت مروانی کا رنگ بدل دیا اور تمام ملک مین عدل و انصاف علم و عمل۔ خیر و برکت کی جان تازہ ڈالدی۔ شہزادگان بنو امیہ کے ہاتون سے جاگیرین چہین لین سبہان جہان ظالم عمال تہے یک قلم معزول کر دئے سب سے بڑ کر یہہ کہ علوم مذہبی کو عام رونق دی گہر گہر ہی چرچے پہیل گئے۔

امام زہری کو حکم دیا کہ حدیثون کو یکجا جمع کرین یہہ مجموعہ تیار ہوا تو ممالک اسلامیہ مین اسکی نقلین بہجوائین

آپ کا زمانہ خلافت صرف دو برس اور پانچ مہینے شمار ہوا ہے چالیس برس کی عمر مین آپنے ۲۵ رجب المرجب سنہ ہجری من بمقام دیر سمعان وفات پائی۔ آپکی کنیت ابو حفص تہی اور آپکا نسب نامہ یہہ ہے عمر بن عبد العزیز

بن مروان بن حکم بن عاص بن امیہ بن عبد الشمس بن عبد مناف - آپکو شیخ امیہ بھی کہا کرتے تھے - آپکی والدہ ام عاصم بنت عاصم بن عمر بن خطاب تھیں -

معتبر روایتوں سے یہہ بات ثابت ہوئی ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز خلافت سے پہلے امیرانہ زندگی بسر کرتے تھے مگر جب خلیفہ ہوئے تو اپنا تمام مال و متاع بیت المال میں بھیج دیا اور اپنے عیال و اطفال سے کہا اگر مصیبت اور غریبی سے زندگی بسر کرنا چاہتے ہو تو میرے ساتھہ رہ سکتے ہو ورنہ میں بخوشی تمہیں رخصت دیتا ہوں جہاں تمہارا اسینگ سمائے چلے جاؤ - بال بچے رونے لگے اور کہا کہ ہمپر خواہ کیسی ہی مصیبت کیوں نہ گزرے گی مگر ہم تیرا ساتھہ نہ چھوڑینگے ایک دن مسلمہ بن عبد الملک حضرت عمر بن عبد العزیز کی خدمت میں آیا دیکھا کہ آپکا ایک دامن کچھہ خاک آلودہ اور غلیظ ہو رہا ہے اسوقت تو مسلمہ نے کچھہ نہ کہا مگر جب وہ اپنی بہن فاطمہ کے پاس گیا جو عمر بن عبد العزیز کی بیوی تھیں تو کہا کہ تو اپنے خاوند خلیفہ کا دامن کیوں نہیں دہوتی فاطمہ نے کہا میں کل دہو دونگی - دو تین دن کے بعد پھر مسلمہ نے دیکھا کہ وہ ہی میلی کچیلی پوشاک امیر پہنے ہوئے ہیں مسلمہ خفا ہوتا ہوا پھر اپنی بہن کے پاس گیا اور کہا کہ تو امیر المومنین کے کپڑے کیوں نہیں بدل دیتی اسنے قسم کہا کے کہا بھائی میرے خاوند کے پاس اور کپڑے ہی نہیں میں کیا کروں بیت المال میں سے وہ صرف دو درہم روز لیتے ہیں جس میں ان سمیت سارے کنبہ کی پرورش ہوتی ہے ہاں کبھی زیادہ تنگی کی جائے اور خشک روٹی نصف پیٹ کہائی جائے تو شاید امیر المومنین کا ایک جوڑا تیار ہو جائے -

سفیان ثوری کا قول ہے کہ ابو بکر - عمر - عثمان - علی - عمر بن عبد العزیز خلفائے پنجتن ہیں -

حضرت بی بی فاطمہ بنت حسین بن علی عمر بن العزیز کی بہت تعریف کیا کرتی تھیں - اور فرماتی تھیں اگر وہ زندہ ہوتا ہمیں کسی کے ساتھہ احتیاج نہوتی -

محمد باقر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہر قوم میں ایک ایک مرد صالح پیدا ہوتا ہے اسیطرح بہترین قوم بنی امیہ عمر بن عبد العزیز ہے فاطمہ بنت عبد الملک سے روایت ہے کہ ایک دن شب کو میں عمر بن عبد العزیز کے پاس گئی میں نے دیکھا کہ آپ نماز پڑہ رہے ہیں اور زار زار رو رہے ہیں آنسو ریش مبارک پر بہ بہ کر گر رہے ہیں - میں تعجب نظروں سے دیکھتی رہی جب وہ نماز سے فارغ ہوئے میں نے دریافت کیا کیوں آپکی کیا حالت ہے اور اس بیچارگی سے رونے کا کیا سبب ہے - آپنے فرمایا میں اسلئے روتا ہوں کہ میں امت محمدی کا نگران مقرر ہوا ہوں مجھے اندیشہ ہے کہ لوگ بھوکے - برہنہ - خستہ حال - مظلوم و غریب - عیال دار مفلوک الحال اطراف عالم میں بہت ہیں اور مجھے بخوبی یقین ہے کہ کل قیامت کے دن حضرت عزت مجھسے سوال کریگا کہ تو نے ان کی کیوں نہ خبرگیری کی مجھے ڈر ہے کہ میں کوئی مسلم جواب نہ دیسکوں اور حجت پیش کرنے میں عاجز ہو جاؤں پھر بھلا میرا عذر کیوں سنا جانے لگا اس نظر سے میں اپنے نفس پر رحم کہا کے روتا ہوں -

یہہ اس نیک نہاد خلیفہ کا حال ہے جسے بنو امیہ میں سے ہونے کا افتخار حاصل تھا -

حضرت عمر بن عبدالعزیز کے بعد یزید بن عبدالملک تخت خلافت پر بیٹھا - یہہ سخت شرابی اور نالائق خلیفہ تھا تمام اعلے اعلے درجہ کے قواعد کو جو خلیفہ سابق نے جاری کئے تھے اسنے توڑ ڈالے اور بہی بیہودہ باتون کی اشاعت کی آخر آل مہلب وغیرہ سے لڑتے لڑتے سنہ ۱۰۵ ہجری مین چار برس خلافت کرکے فوت ہوا - اسکے بعد ہشام بن عبدالملک بن مروان تخت خلافت پر بیٹھا - چالیس برس کی عمر تھی جب خلعت خلافت سے زینت حاصل کی تھی - پہلے اس کا نام منصور تھا مگر بعد ازان اسکو ہشام کے نام سے پکارتے رہے یہانتک کہ ہشام ہی تمام شام مین مشہور ہوگیا -

ہشام کی سلطنت کا ایک مشہور واقعہ نقل کیا جاتا ہے جو سب سے زیادہ دلچسپی ناظر سوانح کو دیگا - اسوقت یعنی سنہ ۱۲۲ ہجری مین بنوامیہ کے ہاتھہ پر تمام مفتوحہ بلاد مین پہیل گئے تھے اور بہت کچہہ استحکام ہوگیا تھا - آئے دن بنوامیہ کے مختلف صوبون کے گورنمنٹ نئے نئے صوبے فتح کرتے جاتے تھے اور بنوامیہ کی سلطنت وسیع ہوتی جاتی تھی مگر لطف یہہ تھا کہ اس عہد عجیب عظیم الشان سلطنت مین بہی دعویداران سلطنت سلطنت کے جگری مین سے نہایت بیجگری سے پیدا ہوتے تھے اور ہزارون مسلمانون کو قتل کراکے شہید ہوجاتے تھے - یہہ صحیح ہے کہ حق خلافت حضرت علی کے بچون کا تھا مگر ملک گیری کے لئے ایک دانشمند صاحب تیغ کی یہہ راے بہت مشہور ہے یعنے -

ہر کہ شمشیر زند سکہ بنامش خوانند

ہم نہین کہہ سکتے کہ یہہ کہانتک ٹھیک ہے - اسمین شک نہین کہ میدان کربلا مین حضرت امام حسین علیہ السلام پر بہت ظلم ہوا اور وہ نہایت بیگناہی کی حالت مین خشک لب شہید ہوئے - اور بعد ازان اپکی شہادت کے بعد آپکی اولاد نے ایک مدت تک بنوامیہ کے دور دورہ مین پولیٹیکل معاملات سے کچہہ دلچسپی نہ لی بایں ہمہ حضرت علی کے خاندان کے ہر بچہ کے دل مین بنوامیہ کی طرف سے آگ بہڑک رہی تھی اور وہ دیکہہ دیکہہ کے دانت پیس رہے تھے کہ کسیطرح موقع ملے تو خلفائے بنوامیہ کی دانتون سے بوٹیان چبا ڈالین - کئی خلافتون تک تو ان کا بس نہ چلا آخر یہہ مادہ پکتے پکتے ہشام کی خلافت مین پہوٹا مگر خوش آیندہ ثابت نہوا اگر اسنے بیج تو ایسا بو دیا تھا جسنے بعد ازان بنوامیہ کی سلطنت کو جڑ سے اکہیڑ کر پہینک دیا پہر بہی جنہون نے بیج بویا تھا ان کے ہاتھہ خلافت نہ لگی اور تیسرا گروہ خلافت کو دبا بیٹھا -

اہل کوفہ جنکی دہوکے بازی - دروغ حلفی - فریب اور بے ایمانی کی ہوا اڑ رہی تھی اب بہی حضرت علی کے خاندان کے کسی نہ کسی ممبر کو اپنے جال مین پہنسانے کی کوشش کر رہے تھے - وہ نہ صرف حضرت علی کے خاندان کے دشمن تھے بلکہ وہ بنوامیہ کے بہی دوست نہ تھے وہ اصل مین یہہ چاہتے تھے جسطرح ہو ہمارے ہاتھہ مین حکومت آجائے اور پہر ہم جی کہولکر اشاعت مذہب خارجیہ کرین -

انہیں اس ناشدنی ارادہ کے پورا کرنے کے لئے انہین ایک معزز خاندان کے سردار کی ضرورت ہوتی تھی تاکہ اس کی آڑ مین وہ سلطنت سے بغاوت کرکے اپنی مطلب برآری کرین - فکر کرتے کرتے ان کی نظر مین حضرت علی کے

رضی اللہ عنہ تعالی کے خاندان میں زید بن علی بن حسین بن علی پر پڑیں - یہہ نوجوان حضرت امام حسین شہید کربلا کا پوتا تہا اور بچپن سے جہانداری کی آرزو رکہتا تہا - وہ سمجھتا تہا کہ حق خلافت میرا ہے اور میں اگر اپنا حق طلب کروں تو باغی نہیں قرار پا سکتا - مگر جوشیلے نوجوان کی یہہ خواہش دل ہی دل میں پیدا ہوتی تہی اور ہیجانی تہی ابہی اسکے نشو ونما کا زمانہ آیا تہا - اسی اثنا میں جب زید کی ہجر دل میں خلافت حاصل کرنے کی آگ بہڑک رہی تہی کوفیوں نے پوشیدہ اپنے چند معتمد آپکی خدمت میں بہیجے اور ان کے ذریعہ سے بہت کچھہ اُبہارا یہاں پہلے ہی اپنے استحقاق قایم کرنے کی ہوس دامنگیر تہی فوراً ہی کوفیوں کے معتمدوں کے ساتھہ رضامند ہوگئے اور کہا اگر کوفی میرے ہاتھہ پر بیعت کریں تو میں ہشام کو تخت خلافت سے خارج کرکے خلیفہ بن سکتا ہوں - یہاں تو یہہ سازباز ہوئی اور وہاں ہشام کو اس سے محض بیخبری تہی - کہ کیا گل کہلنے والا ہے اور پرامن سلطنت میں خلاف امید کیا رخنہ پڑنے والا ہے -

پہلے اس سے کہ ہم زید علیہ السلام کی بغاوت کی نسبت کچھہ تحریر کریں بہتر ہے کہ ہشام کی پرامن سلطنت کی نسبت مختصر سا تذکرہ کر دیں جس سے معلوم ہو کہ آیا ہشام بنو امیہ کے ظالم خلفا میں سے تہا یا اس کی سلطنت پرامن تہی -

جہانتک تاریخ شہادت دیتی ہے ہشام کی خلافت بیجا بیجا مظالم اور جور و تعدی سے بالکل پاک تہی - اسکی وسیع خلافت جیسی پریشان تہی اسیقدر پرامن سلطنت و آسایش تہی - بیت المال میں ناجائز روپیہ داخل نہ کیا جاتا تہا - سیدات پر کسی قسم کی زیادتی نہوتی تہی بلکہ زید بن علی پر جب چند الزام قایم ہوگئے تہے اسکی تحقیق ہشام نے منصفانہ کی تہی اور بعد ازان زید کو صاف چہوڑ دیا تہا - عمر بن عبد العزیز نے جو تنخواہیں حضرت علی کے خاندان کی مقرر کی ہیں وہ اسیطرح جاری تہیں بڑے بڑے علما بہی اسکی خلافت میں کسی قسم کی نکتہ چینی کی راہ نہ پاتے تہے - وہ نہ ظالم تہا نہ خونریز تہا - ہاں جور و ستم سے بہت بچتا تہا - اسکی ہوشیاری اور مدبری کی نسبت مورخین متفق اللفظ ہو کر شہادت دیتی ہیں - ملکی لڑائیوں سے بہی [illegible] سے کنارہ کیا تہا - گورنر بہی حتی الوسع رحیم اور منصف تہے - ملک آسایش کے بڑے بڑے سامان [illegible] جاری تہے - علما کے وظیفے مقرر ہوگئے تہے - مدرسگاہیں طلاب سے بہری ہوئی دکہائی دیتی تہیں - قرآن [illegible] کے مدارس ہر شہر اور قریہ میں خلیفہ کی طرف سے کہل گئے تہے - اسلام کی [illegible] اشاعت کی بہی تدبیریں کی جا رہی تہیں - مسجدیں آباد اور خانقاہیں صاف باطن فقرا سے پر تہیں - [illegible] ہر قسم کو [illegible] پہل رہی تہی اور راجہ سے پرجا تک سب خوش و خرم تہے ایسی حالت میں یہہ زید [illegible] اور [illegible] دلیری تہی کہ وہ اتنے بڑے خلیفہ کو خلافت سے خارج کرنے کے لئے مستعد ہوگئے اور [illegible] کا رخ نہ دیکہا کہ آیا میری یہہ غیر نتیجہ شجاعت کچہ کام دے گی بہی یا نہیں -

زید بن علی بن حسین نے کوفیوں کے ڈپوٹیشن کا اطمینان کر دیا اور وعدہ کیا اگر تمہاری وجہ سے مجہے

سلطنت مل گئی تو مین تمہین بہت بڑا ملک دیدون گا - ڈپوٹیشن شادان و فرحان کوفہ پہنچا اور قریبی کوفیون سے ساری کیفیت زید کی آمادگی کی بیان کر دی - کوفی بہت خوش ہوئے اور باہم مشورہ کر کے اُنہون نے پھر چند آدمی زید کو بلانے کے لئے روانہ کئے کہ آپ یہان تشریف لے آئین تو آپکے ہاتھ پر بیعت کر لین - جب زید کے واجب الاحترام خاندان کے ممبرون کو اس سازباز کی خبر ہوئی اُنہون نے بصد ہوش نوجوان زید کو سمجھایا اور اسے یقین دلایا کہ جو کچھ تم کر رہے ہو یہہ خوش آئندہ نہین ہے خلیفہ ہشام سے تم کبھی بر سر نہ آسکو گے اور مفت مین اپنی جان ہلاک کر دوگے کوفیون نے تمہارے دادا کے ساتھ کیا کیا تمہارے دوسرے دادا مسلم کے ساتھ کیا کیا کیون کوفیون کے کہنے مین آکے اپنے دامن تقدس پر باغی ہونے کا دھبہ لگاتے ہو - حضرت زید علیہ السلام نے اپنے رشتہ دارون سے فرمایا کہ وہ شیعان علی ہین ان کی نسبت ایسے کلمے نہ کہو اُنہون نے جواب دیا کہ جب اُنہون نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو بلایا تھا جب بھی اپنے کو شیعان علی لکھا تھا یہہ درحقیقت دشمن خاندان علی ہین جو اپنے کو شیعان علی کہتے ہین -

بھاگ ان بردہ فروشون سے کہان کے بھائی - بیچ ہی ڈالین جو یوسف سا برادر ہو کوئی -

ہرچند زید کے رشتہ دارون اور رفقا نے سمجھایا مگر آپ نے نہ مانا اور سیدھے ڈپوٹیشن کے ساتھ روانہ کوفہ ہوئے زید کی یہہ پہلی کوشش تھی جسنے بنو امیہ کے دلون مین اہل بیت کی طرف سے کشیدگی پیدا کر دی - اور بعد ازان جو کچھ بنو امیہ سے اسی پہلو سے ظہور مین آیا - یہہ سخت نامنصفانہ اور بنو امیہ پر بزدلانہ حملہ ہے کہ ہم یکطرفی ڈگری ان پر قایم کر دین اور انہین سادات کا خونریز دشمن بنا کے دنیا کے سامنے پیش کرین مذہبی پہلو تو اور ہوتا ہے کہ آدمی کو خواہ مخواہ اپنے عقیدہ کی پچ کرنی پڑتی ہے مگر محققانہ اور تاریخی پہلو سے جب ہم کسی واقعہ کی چھان بین کرینگے تو ہمین ساری باتین بے کم وکاست لکھنی پڑینگی - دعویداران سلطنت کی طرف سے خونریزی مین کونسی کسر کی گئی کہ ہم بنو امیہ یا بنو عباس کو خواہ مخواہ ملزم گردانین اور انہین کو جہنمی قرار دین -

قصہ مختصر یہہ کہ حضرت زید علیہ السلام کوفہ مین پرائیوٹ طور پر داخل ہوئے اور کوفیون نے آپکے ہاتھ پر بیعت کرنی شروع کی - پہلے تو انہون نے ہرچند چھپایا مگر یہہ بات کیونکر چھپ سکتی تھی آخر اسکی خبر یوسف گورنر کوفہ کو ہوئی کہ سلطنت بنو امیہ کے جگر مین عنقریب یہہ گل کھلا چاہتا ہے - اس خبر کی تصدیق کے لئے یوسف نے بذات خود تحقیق کی جب اسے خوب معلوم ہو گیا تو اسنے زید بن علی بن حسین کو التجائی نامہ لکھا جسمین مذکور تھا کہ آپ مہربانی فرما کے کوفہ سے چلے جاوین - اس نامہ لکھنے سے یہہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ہشام کو زید کا بڑا پاس اور ادب تھا ورنہ بغاوت کی تدبیرین دیکھکر یوسف کو بحیثیت ایک گورنر اور منتظم کوفہ ہونے کے مجاز تھا کہ وہ زید کو بغاوت کے جرم مین گرفتار کر کے دمشق بھیجدیتا - مگر نہین اسنے نہایت ادب سے زید سے بذریعہ نامہ یہ التجا کی کہ آپ کوفہ سے تشریف لیجاوین - کوفیون کی ہدایت حد سے

زیادہ بڑہی ہوئی تہی وہ زید کے قدمون سے ناک رگڑ رگڑ کر کہہ رہے تہے کہ جبتک ہمارے دم مین دم باقی ہے کبہی ہم تیری اطاعت سے روگردانی نکرینگے – وہ یقین دلا دلاکر یہہ کہہ رہے تہے –

نکل جائے دم تیرے قدمون کے نیچے – یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے

ادہر زید کی نوجوانی اور شباب خیز امنگین اور ارمان بہرا دل اور ادہر کوفیون کی یہہ لجاجتانہ عرض معروض اور فدائیانہ عشق ثابت کرنے کے برجستہ جملے خونریزی کا کافی طور پر اپنے ساتہہ مادہ رکہتے تہے – اکثر مورخین کا اتفاق ہے کہ یوسف کے نامہ کی زید نے کچہہ بہی پروانہ کی اور نہ بیعت سے ہاتہہ اٹہایا یہانتک کہ چالیس ہزار کوفی جان دینے کے لئے مرید بنگئے – اور انہون نے اپنے محض شاعرانہ پہبکیلے جملون سے زید کو کامل یقین دلایا کہ اگر ذرا بہی یوسف گورنر کوفہ نے کوئی خلاف شان امر کیا ہم فوراً اسے قتل کر ڈالینگے اور اس شہر کی کنجیان تیرے ہاتہون مین دیدینگے – ہمین نہ ہشام کی پروا ہے نہ اسکی کثیر التعداد فوج کی جب ہم نے تیرے قدمون پر جان نثار کرنیکی ٹہان لی پہر ہم کیون کسی سے خوف کہانے لگے –

کسیکہ بہر تو جان باختن ہوس دارد – چہ غم ز شحنہ و اندیشہ از عسس دارد

جب یوسف نے دیکہا کہ زید اپنی ہٹ سے باز نہین آتا اور عنقریب کوفیون کے بہکانے مین آکے یہہ امن مین خلل اندازی کریگا وہ خود حاضر خدمت ہوا اور اس نے زید کو علیحدگی مین سمجہایا خلیفہ وقت سے بغاوت کرنی آپ کو سزاوار نہین ہے آپ کبہی کوفیون کے بہکانے مین نہ آئین وقت پڑا نہین ہے ایک بہی آپکا ساتہہ نہ دیگا صرف زبانی جمع خرچ یہہ کرنا جانتے ہین اسپر بہی اگر آپ نہین مانتے تو مہربانی فرما کے کوفہ سے تشریف لیجائیے ورنہ امن قائم رکہنے کے لئے مجہے فوجی قوت سے کام لینا پڑیگا زید نے آخر کار یوسف گورنر کوفہ کی رائے کو تسلیم کر لیا اور کہا کہ مین کوفہ چہوڑ دونگا جب یوسف چلا گیا تو زید نے کوفیون سے کہا کہ دیکہو ایسا نہو تم وقت پر مجہے دہوکا دو اب بہی کچہہ نہین گیا ہے مین مدینہ منورہ چلا جاتا ہون اور زمانہ کی دستبرد سے بچ سکتا ہون کبہی ایسا نہو کہ مین تمپر بہروسہ کرون اور پہر مجہے ناکامی کے ساتہہ جان دینی پڑے اور پہر ہمیشہ کے لئے بنو امیہ کو ہمارے خاندان سے اور بہی تازہ دشمنی ہوجائے – کوفیون نے جو اپنے کو شیعان علی کہتے تہے قرآن مجید اٹہا لیا اور کہا ہمین اپنے ایمان کی قسم ہے کہ جو کچہہ ہم کہتے ہین اس سے کبہی نہین پہرینگے – زید نے ان کی قسم پر کامل اعتبار کر لیا مگر داؤد بن علی بن عبداللہ بن عباس عاقلانہ طور پر زید کے اس غلط بہروسہ اور کوفیون کے توڑ جوڑ کو دیکہہ رہا تہا وہ کوفیون کی شیعان علی اور ان کے وعدے وعید یا ایمانی قسمون کی فطرت کو خوب پہچانتا تہا اسے معلوم تہا کہ جو لوگ اپنے کو شیعان علی کہتے ہین وہ درحقیقت حضرت علی کے خاندان کے دشمن جانی ہین اسنے زید کو سمجہایا کہ اے میرے چچا کے بیٹے تو اپنی جان اور اپنے خاندان کے ساتہہ یہہ کیا ظلم کرتا ہے دیکہہ مین سمجہاتا ہون ہرگز کوفیون کے کہنے مین

نہ آسخت پشیمانی اٹھانی پڑیگی تو نہین جانتا کہ یہہ لوگ اُن کی اولاد مین سے ہین جنہون نے علی ابن ابی طالب کے ساتھہ بیوفائیان کی تہین۔ یہہ وہ لوگ ہین جنہون نے بیعت کے بعد حضرت امام حسن کے کندہے پر سے چادر اتار لی ہتی اور حضرت امام حسین کی گردن پر تلوار پہیر دی ہتی زید نے داؤد کے اس دوراندیشانہ نصیحت کا کچھہ جواب نہ دیا بلکہ کوفیون سے الٹا اس کا تذکرہ کر دیا انہون نے نہایت سرگرم الفاظ مین زید کو یقین دلایا کہ داؤد تجہسے حسد کرتا ہے اور تیری ترقی سے جلتا ہے۔

داؤد کو جب معلوم ہوا کہ یہہ نہین مانتا اور مجہے اپنا دشمن سمجہتا ہے وہ اس سے رخصت ہو کے مدینہ منورہ چلا گیا اور کہہ گیا کہ تو نہایت نازک بازی کہیل رہا ہے خدا تجہے نیک و بد سمجہنے کی توفیق دے۔

اس اثنا مین سلمہ بن کہیل زید سے آ کے ملا اور کہا مین تجہے قسم دیکے دریافت کرتا ہون کہ کتنے ہزار آدمیون نے تجہسے بیعت کی ہے۔ زید نے جواب دیا چالیس ہزار آدمیون نے۔ پہر سلمہ نے دریافت کیا تیرے دادا کے ساتہہ کے ہزار آدمیون نے بیعت کی ہتی زید نے کہا اسی ہزار آدمیون نے۔

سلمہ۔ ان مین سے کتنے آدمیون نے اپنے عہد کو وفا کیا اور اپنے پیمان پر کتنے قایم رہے۔

زید۔ تین ہزار آدمی۔

سلمہ۔ تیرا دادا تجہسے زیادہ فاضل تہا یا نہین۔

زید۔ وہ مجہسے بدرجہا افضل تہے۔

سلمہ۔ وہ قرن بہتر تہا یا یہہ قرن۔

زید۔ نہین اس قرن سے وہی قرن بہتر تہا۔

سلمہ۔ اے زید پہر تو خود خیال کر سکتا ہے جب تیرے دادا کے ساتہہ اس قرن کے لوگون نے دغا کی تو تو اس قرن کے لوگون سے کیا امید وفا کی رکہتا ہے۔ افسوس یہہ ہے کہ زید نے اس معقولی اور منطقی دلائل کی نصیحت کو بہی نہ مانا۔ ناچار سلمہ بن کہیل زید سے رخصت ہوا اور چلتے وقت یہہ کہہ گیا مین نے آج سے کوفہ ہی کو چہوڑ دیا مین نہین گوارا کرتا کہ مین اپنی آنکہون سے تجہے خاک و خون مین لتہڑا ہوا دیکہون سلمہ نے اپنا قیام یمامہ مین کیا۔

اس کے بعد مدینہ منورہ سے عبداللہ بن حسن نے ایک خط زید کو لکہا اس مین یہہ مرقوم تہا ہمین کسی طرح زیبا نہین ہے کہ ہم خلیفہ وقت سے بغاوت کرین اور غضب خدا کا وہ ہی کوفیون کے بہروسہ پر تیرے اور تیرے خاندان کے لئے یہی بہتر ہے کہ تو اپنے اس ارادہ سے باز آ اور سیدہا کوفیون کو چہوڑ کے مدینہ چلا آ اور خدا کی یاد مین بآرام اپنی زندگی بسر کر۔ مگر نہین زید کے دل پہ کوفیون نے اپنی وفاداری کے نقش ایسی مضبوطی سے منقش کر دئے تہے کہ کسی کی نصیحت کام نہ آئی اور آخر نوبت باینجا رسید کہ یوسف کا دوسرا نامہ پہنچا جس مین یہہ لکہا ہوا تہا اگر آپ نے چوبیس گہنٹے مین کوفہ خالی کر دیا تو خیر ورنہ فوجی قوت سے اس نافرمانی کی

سزا دے لگا۔ زید نے کوفیون کے کہنے پر اس نامہ کو حقارت کی نظر سے دیکھا اور دوسرے دن کئی ہزار کوفیون کے ساتھہ آمادۂ جنگ ہوا۔ ایک معمولی سی جنگ کے بعد اکثر کوفی فرار ہوکے اپنے اپنے گہر چہپ چہپ کے بیٹہہ رہے جو وقت میدان سے کوفی بہاگ رہے تھے حضرت زید نے غل مچا کے کہا افسوس تم نے میرے ساتھہ دغا کی مین نے تمہارے بہروسہ پر اپنے کسی رشتہ دار کی نصیحت کو نمانا اور تمہارے ہی کہنے پر خروج کیا مگر تم نے آخر کار دغا کی کوفیون نے حضرت زید کی بات کو نہ سنا اور نہایت بے بسی کی حالت مین چہوڑ چہوڑ کے بہاگ گئے مگر بہادر زید نے ان کے فرار ہوجانے پر سوا افسوس کے اپنے کو بس یا ہونے سے بچایا وہ شیر غازی کی طرح گہوڑے پر نیزہ تانے ہوئے کہڑا تہا اپنے قلیل تعداد ساتہیون کی شکستہ خاطری اور شامی فوج کی چیرہ دستی کو بے پروایانہ مگر ہوشیاری سے نگران تہا اور اس نے دل مین ٹہان لی تہی کہ جسطرح ہو آج ہی میدان سے فیصلہ کرکے جاؤں اس اولوالعزمی شجاعت اور جوانمردی کے ساتھہ صائب الرائی کی ضرورت تہی اور وہ زید مین نہ تہی۔ اس ناشدنی طلب خلافت یا بغاوت کا یہہ نتیجہ ہوا کہ قبل از وقت یہہ دل چلا بہادر ایک شامی کے نیزہ کا شکار ہوگیا۔ اس افسوسناک واقعہ نے محبان اہلبیت کی نگاہون مین واقعہ کربلا کو پہر تازہ کردیا وفادار اور جان نثار غلام نے یون بے بسی کی حالت مین اپنے آقا کو گہوڑے پر سے گرتا ہوا دیکہا نہایت چالاکی سے اپنے آقا کی نعش کو نیچے نہ گرنے دیا اور میدان کارزار سے اسطرح چہپاکے بہاگا اور ایسی پوشیدہ جگہ دفن کردیا کہ یوسف گورنر کوفہ کو بہی خبر ہوئی جب میدان شامیون کے ہاتہہ مین آگیا تو یوسف نے زید کی نعش کو تلاش کیا اسے پتہ لگا کہ فلان غلام نے دفن کی ہے۔ دریافت کرنے پر غلام نے انکار کیا مگر سخت جسمانی تکلیف سے اپنے آقا کی قبر کا پتہ بتا دیا۔

یوسف نے نعش کو کہدوا کر سر اتار کر ہشام کے پاس بہیجوا دیا اور دہڑ صلیب پر چڑہا دیا۔

ناظرین یوسف گورنر کوفہ نے جسطرح زید کی نعش سے سلوک کیا وہ سخت وحشیانہ اور انسانیت کا تہا اس بغاوت کے فرو ہونے کے بعد اسنے ہشام کو لکہا اگر آپ اجازت دین تو مین کل ان کوفیون کو دار پر چڑہادون جنہون نے زید کے ہاتہہ پر بیعت کی تہی ہشام نے اپنے گورنر کو اس ظلم صریح سے روکا اور کہا ایک نفس کا بہی چڑہانا نہین چاہتا۔

زید بن علی کے ساتہہ ایک اور دلچسپ واقعہ کو بیان کیا جاتا ہے وہ یہہ ہے کہ حضرت امام اعظم امام ابوحنیفہ نے بہی بغاوت مین زید کی مدد کی تہی مین کہتا ہون یہہ بالکل خلاف قیاس ہے اسلئے حضرت امام حسین شہید کربلا کے واجب الاحترام کنبہ کا ہر ممبر زید کی اس اولوالعزمانہ کوشش سے سخت ناراض تہا اور جو نصیحتین اور خطون کے مضمون پچہلے صفحون مین نقل ہوئے ہین ان سے یہہ اندازہ ہوگا کہ وہ ایسی غیر خوش آیندہ بے بنیاد خون آلود کوشش کو ناجائز سمجہہ کر خاموشی اختیار کرتے تہے جب وہ ناجائز جانتے تہے تو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جنہین اہل بیت سے ایک خاص مناسبت تہی اور جنہون نے اہل بیت کے ایک معزز

مجبور ہو گئے مدت تک انہوں نے شاگردی میں کیا تھا بہلا پہر وہ زید کی ناشدنی کو شش میں کیسے مدد کر سکتے تھے۔ جن لوگوں نے یہہ لکھا ہے کہ انہوں نے مدد کی تھی انہوں نے سخت غلطی کی۔

جب نوجوان زید قبل از وقت دنیا سے رخصت ہوا تو اسکا لڑکا یحیی اپنی جان بچا کر چند باغیوں کو ساتھ لیکر مدائن چلا گیا۔ یہہ وہ لوگ تھے جنہوں نے ہمیشہ بے وفائی کی تھی اور دل میں اہل بیت سے عداوت دلی رکھتے تھے اور یہی گروہ تھا جسنے اپنا نام شیعان علی رکھا تھا یوسف گورنر کوفہ کو مخبروں نے خبر دی کہ یحیی مدائن میں روپوش ہے اس نے فوراً بختری مجسٹریٹ مدائن کو لکھا کہ یحیی کو گرفتار کر کے فوراً میرے پاس بھیجدے۔ بختری نے یحیی کو اپنے پاس بلایا اسپر مہربانی کی اور بیس ہزار درہم نذرانہ دیئے اور عرض کیا کہ آپ یہاں سے تشریف لیجائیں تو بہتر ہے ورنہ آپکے لئے یہہ حکم ہے۔ ایسا نہو کہ میری نیکنیتی نہ آجائے۔ یہہ سنتے ہی یحیی اپنی جان بچانے کے لئے سعید ہا قومس میں پہنچا اور یہاں زیاد بن القشیری کے ہاں قیام کیا۔ مگر یہاں بھی رہنا مناسب نہ جانا۔ اور سرخس روانہ ہوا اور یہاں سے مرو پہنچا۔ مرو میں کچھ دن تک قیام کیا مگر زمانہ نے یہاں بھی چین نہ لینے دیا آخر بیچارہ کرکان پہنچا۔ یہاں بھی لوگوں کے تیور بدلے ہوئے دیکھے آخر بلخ میں آیا۔ یہاں بیچارہ بیگناہی کی حالت میں گرفتار کر لیا گیا۔ حاکم بلخ نے گورنر کوفہ کو نامہ لکھا کہ تمہارا مجرم موجود ہے جو کچھ حکم دو وہ کیا جائے۔ جوں ہی گورنر کوفہ کے پاس وہ نامہ پہنچا اس نے ہشام کی خدمت میں دمشق بھیجدیا۔ اسی عرصہ میں ہشام کا انتقال ہو گیا۔ اور اسکی جگہہ ولید ناقص تخت خلافت پر بیٹھا۔

ہشام نے انیس ۱۹ برس سلطنت کی اس کی خلافت کا ایک مشہور واقعہ تو اوپر نقل ہو چکا دوسرا مشہور اور سب سے زیادہ نامور واقعہ فتح فرانس ہے۔ عبدالرحمن ہشام کے جرنل نے فرانس کے بہت سے شہر فتح کر لئے تھے مگر انہوں نے آخر کار اپنی بدقسمتی سے باہمی ناچاقی کی وجہ سے چارلس مارٹیل سے ۱۱۴ھ میں سخت شکست کھائی ورنہ آج کل فرانس مسلمانوں کا ہوتا۔

ہشام کے وقت میں فرانس کی جو فتوحات ہوئی ان کا تذکرہ مسلمان مورخوں نے بہت کم کیا ہے اگر فرانسیسی مورخ نہ لکھتے تو ہمیں مطلق آگاہی نہوتی۔

۱۲۵ھ ہجری میں ہشام کا ۶۱ برس کی عمر میں انتقال ہو گیا صاحب مروج الذہب مدت سلطنت ۱۹ برس ۷ مہینے کی لکھتا ہے۔ مورخوں کا اسپر اتفاق ہے کہ ہشام حریص بخیل بہت بڑا تھا عقال بن شبہ روایت کرتا ہے کہ جب مجھے ہشام خراسان بھیجنے لگا ہے تو اپنے پاس بلا کے ہدایتیں کیں۔ میں نے دیکھا کہ وہ پوستین پہنے ہوا تھا۔ اس میں کئی پیوند لگے ہوئے تھے۔ میری نظر بار بار اسکی قبا پر پڑ رہی تھی ہشام نے میری اس متوحش مگر تعجب خیز نظر ڈالنے کو دیکھا اور اس نے حیران ہو کے دریافت کیا یہہ کیا وجہ ہے کہ تو میری پوستین کو بار بار دیکھے چلا جاتا ہے۔ میں نے عرض کیا میں اس لئے اس پوستین کو بغور دیکھ رہا

آیا یہہ وہی جامہ ہے جو حضور خلیفہ بننے سے پہلے پہنتے تھے یا یہہ کوئی اور قبا ہے ہشام نے جواب دیا نہین
وہ ہی جامہ ہے جو مین امیری سے پہلے پہنتا تہا۔

ہشام کے بعد اسکا جانشین ولید بن یزید بن عبد الملک ہوا۔ اسے مورخون نے سخت نالایق اور مے خوار تحریر کیا ہے۔ علاوہ اور معائب کے اس مین ضد تمکنت اور خود داری بہت بڑی تھی اور یہہ اپنے آگے کلام خدا کی بہی توقیر نہ کرتا تہا ایک دن کا ذکر ہے کہ ولید نے قرآن مجید مین فال نکالی تو یہہ آیۃ نکلی وخاب کل جبار عنید یہہ دیکھتے ہی اسنے کلام مجید کو زمین پر دے پٹکا اور یہہ کہا ؎

اتوعد کل جبار عنید فہا انا ذاک جبار عنید

اذا جئت ربک یوم حشر فقل یا رب خرقنی الولید

شراب اور شعر گوئی گانے بجانے اور حسین عورتون مین اپنی زندگی بسر کرنے کا بڑا شایق تہا۔ یہہ در اصل زندیق تہا اسکے ایمان کا کچھ ٹھکانا نہ تہا۔ آخر ڈیڑھ برس کی سلطنت کے بعد نہایت ذلت و خواری کی حالت مین اپنے ہی محل مین مارا گیا اسکے بعد اسکا بیٹا یزید ثانی تخت نشین ہوا اور پھر ابراہیم بن الولید اور بعد ازان مروان الحمار یکے بعد دیگرے تخت نشین ہوئے۔ عباسی خلافت کی سلسلہ جنبانی جو ایک مدت سے ہو رہی تہی مروان کے عہد مین نہایت قوت پکڑ گئی ابو مسلم خراسانی نے تمام ملک مین سازش کا جال پہیلا رکہا تہا جس سے مروانی حکومت کی جڑ ہل گئی تہی۔

چونکہ زیادہ فساد کا مرکز عراق اور عراق مین بہی کوفہ تہا مروان نے یزید بن عمر بن ہبیرہ کو وہان کا گورنر مقرر کیا جو نہایت مدبر دلیر۔ فیاض خاندانی اور صاحب اثر شخص تہا۔ یزید نے حکومت مروانی کی ترتیب کو غور سے دیکہا تہا وہ سمجھ چکا تہا اس کل مین کہ جو چلتے چلتے بند ہو جاتی ہے وہ کہین پرزون کی کمی ہے اور وہ پرزے مذہبی ہین۔ جنکی کل مین ضرورت ہے اس بنا پر اسنے چاہا کہ ایوان حکومت مذہبی ستونون پر قایم کیا جائے۔ عراق کے تمام فقہا کو جنمین قاضی ابن ابی لیلیٰ۔ ابن شبرمہ۔ داود بن ہندبہی شامل تھے بلا کر بڑی بڑی ملکی خدمتین دین اور امام ابو حنیفہ کو میر منشی اور افسر خزانہ مقرر کرنا چاہا۔ آپنے معاف انکار کیا یزید نے قسم کہا کر کہا کہ جبراً منظور کرنا ہوگا۔ آپکے ہم صحبت بزرگون نے بہی سمجہایا مگر یہہ اپنے انکار پر قایم رہے اور کہا اگر یزید کہے کہ مسجد کے دروازے گن دو تو بہی مجھکو گوارا نہین نہ کہ وہ کسی مسلمان کے قتل کا حکم لکہے اور مین اسپر مہر کر دون۔ یزید نے غصہ مین آکر حکم دیا کہ ہر روز انہین دس درے لگائے جائین اس ظالمانہ حکم کی تعمیل بہی ہوئی تاہم وہ اپنی ضد سے باز نہ آئے آخر مجبور ہو کر یزید نے چھوڑ دیا۔ آپ اسیوقت مکہ معظمہ روانہ ہوئے اور ۱۳۲ ہجری تک وہین رہے۔

۱۳۲ ہجری مین حکومت مروانی کا خاتمہ ہوا اور حکومت عباسیہ کا دور شروع ہوا جسکے خلفا کا تذکرہ ہم گذشتہ باب مین کر چکے ہین۔ بنو امیہ جس غیر رحیمانہ طریق سے ذبح کئے گئے اس کی نظیر بہی تاریخ مین بہت کم

دیکھو داستان باب ۲۱۔

ملکی آخر انہون نے اپنا ڈنڈا ڈیرا اسپین مین ڈالا اور وہان آٹھ سو برس کامل سلطنت کی۔
بنی امیہ کے ایک ایک خلیفہ کا جو کچھ حال تھا وہ مین نے بے کم و کاست لکھدیا۔ اب ہمارے واجب الاحترام دوست
سید امیر علی صاحب بھی خیال فرما سکتے ہین کہ بنو امیہ کے کل خلفا کو ظالم اور جابر ناخدا ترس فاسق بتانا
کسقدر تواریخی واقعات کی صداقت سے روگردانی کرنا ہے۔

شرط انصاف ہے ہر بات مین اے بندہ نواز د د

اسکے بعد مین بنو امیہ کی اسپینی سلطنت کا کچھ تذکرہ کرتا ہون اور دکھاتا ہون کہ شام مین حکومت کرنیکے
بعد اسپین مین انہون نے اپنی زندگی کیونکر بسر کی۔ سب سے زیادہ یہہ بہتر ہوگا کہ بنو امیہ کی اسپین کی سلطنت
کا مختصر سا ذکر مین اپنے معزز فاضل مصنف سید امیر علی صاحب ہی کی کتاب اسپرٹ اف اسلام سے نقل کرون
جو انہون نے نہایت انصاف اور عمدگی سے بنو امیہ کی سلطنت اسپین کا لکھا ہے۔ (چنانچہ وہ لکھتے ہین)
"اسپین اسلام کے پولیٹکل کیریکٹر کی نہایت عبرت انگیز مثالین اور سوسائٹی کی تمام حالتون اور صورتون سے
اسکی مطابقت کافی طور پر مرتب کرتا ہے۔ یہہ ملک وحشی بادیہ گرد اقوام کے زمانہ سلطنت مین سخت خوفناک
مصیبت مین مبتلا تھا جو تمام زمین ملک کو ہڑپ کر گئے تھے ہر انسٹیٹیوشن کو جو انہین موجود ملی اسکو برباد
کردیا اور صفایا بول دیا۔
وہ سلطنتین جو انہین رومتہ الکبری کی بربادی سے ہاتھ لگ گئی تھین انکی پولیٹکل نشو و نما کی اٹھتی
ہوئی کونپلون کو کبھی کا خاک سیاہ کر دیا تھا۔ ان کی رعیت ناواجب حکومت کے بوجھون مین دبی ہوئی تھی
اور اس سے تمام ہولناک نتائج پیدا ہو رہے تھے۔ وسیع رقبے کامل طور سے آبادی سے برہنہ تھے۔ یا وسیع
رقبے ویران پڑے ہوئے تھے۔ اسلامی قانون کی رواج دہی نے جسطرح لوگون کو خلاصی یا آزادی بخشی
اسیطرح زمینون کو بھی جاگیری پابندی یا اسیری سے خلاصی حاصل ہوئی صحرا ابار آور ہو گئے۔ مردہ
شہر کے تنون مین روح پہونچ گئی۔ اور بدعملی کی جگہہ نظم و نسق نے لیلی۔ اسپین کی سرزمین پر پہنچتے ہی
انہون نے اپنی رعایا کو یقین دلانے کے لئے یہہ اعلان جاری کیا کہ بغیر قوم اور مذہب کے فرق کے ہم نے آزادی
بخشی اور ان مین مساوات قایم کی۔ سوئیوی۔ گوتھہ۔ وینڈل۔ رومن۔ یہود۔ یہہ سب لوگ مسلمانون کے
قدم بقدم سلطنت مین قایم کئے گئے۔ انہون نے عیسائیون اور یہودیون سے عہد کر لیا تھا کہ وہ اپنی مذہبی
تقریبات بازادی ادا کرنے دینگے اور وہ اپنی پرستشگاہون کو آزادی استعمال کر سکتے ہین۔ اور کامل طور سے
ان کی ذات اور ملک کے ضامن ہین۔ بنو امیہ نے انہین حکومت کرنے کی بھی قانونی حدود مین ان ہی
کے قوانین کے مطابق اجازت دیدی وہ سیولین بھی بننے لگے اور فوج مین بھی آزادی سے بھرتی ہونے لگے
انکی عورتون سے فاتح بخوشی وخرمی شادی کر لیتے تھے۔ کیا عربون کا اسپین مین طریقہ حکومت بہت سی

یورپین اقوام سے ایک تعجب خیز مقابلہ نہین کرتا۔ اس موجودہ زمانہ مین یوروپین نیشن کے اپنے مفتوحین سے برتاؤ کرنے مین بھی وہ مقابلہ کرنیکو موجود ہے جب عربی حکومت روئس سے انگلستان مین اور مسیحی شامی سلطنت سے صلیبی جنگون کے زمانہ مین مقابلہ کی جائے گی تو انسانیت اور عام عقل کے لئے سخت توہین اور ہتک کی بات ہوگی۔

عربون کی اپنے عہد وپیمان کے سربراہی کرنے مین ایمانداری اور اس یکسان انصاف نے جس سے وہ تمام درجہ کے لوگون کا انتظام کرتے تھے جہان کسی قسم کا فرق نام کو بھی ہوتا تھا لوگون کے بھروسہ کو ان کے لئے محفوظ کر دیا۔ اور نہ صرف ان ہی خصوصیات مین بلکہ اپنی ضمیری فیاضی۔ اور اپنے طرق کی ایسندیدگی اور اپنے دستورات مسافر پروری مین عرب اپنے زمانہ کے تمام لوگون سے ممتاز تھے۔ وحشیون کی سلطنت مین یہودیون کو مسیحی پادریون کا اثر ہونے کی وجہ سے تلخ تر مصائب سہنے پڑتے تھے مگر گورنمنٹ کی تبدیلی سے اب انہین بہت کچھ فائدے حاصل تھے۔

اعلےٰ مراتب کی اسپینی خواتین جنمین پہلی گتھس اور روڈیرک کی بیٹی نے کافرون کے ساتھ شادی کر لی جنہین بیرٹینا مسلمانون کو کافر کہتے ہین۔ تمام حقوق اور مراعات جو ان کو اپنے بلند مرتبہ سے حاصل تھے۔ اپنے یقین کی کامل آزادی کے ساتھ حاصل تھے۔ مسلمانون نے تمام ان مالکان زمین کو بلایا جو روڈیرک کی بیجا تعدی اور سخت گیری سے پہاڑون مین جا چھپے تھے کہ وہ اپنی عزلت گزینی کو ترک کر دین۔ بدقسمتی سے آبادی کی بربادی اتنی بڑھی تھی کہ یہہ تدبیر زمین کے لئے لوگون کو مہیا کرنے کی ٹھیک نہین بیٹھی۔ چنانچہ انہون نے ممالک غیر کے ان کاشتکارون کے لئے بہت بڑے بڑے منافع تجویز کئے جو اس جزیرہ نما مین آکر بسنا چاہتے تھے۔ ان تجویزات سے افریقہ اور ایشیا کی نہایت محنتی بستیان آموجود ہوئین۔ ایک ہی دفعہ مین پچاس ہزار یہودی معہ اپنے بال بچون کے وینڈلس نیین مین آکر آباد ہو گئے۔

سات صدی تک اسپین مسلمانون کے قبضہ مین رہا۔ ان کی سلطنت کا احسان وکرم اس کے دشمنون نے خانگی جھگڑون اور کینہ کی چپقلش کی آفت پر بھی تسلیم کیا ہے۔ منقول از اسپرٹ اف اسلام صفحہ ۴۲۴-۴۲۳-۴۲۲)

جس خوبی اور عمدگی سے سید امیر علی صاحب نے بنو امیہ کی اسپین کی سلطنت پر ریمارک کیا ہے ہم اسکے بہت ممنون ہین حقیقت مین اسپین کی آزادی بخش پولیسی کی تمام یوروپین قابل اعتبار مورخ یکزبان ہو کے تعریف کرتے مین۔ ہم اپنے آیندہ باب مین مختصر طور پر اسپین کی علمی ترقی پر بحث کرینگے۔

اب ہم ادب سے سید امیر علی صاحب کی خدمت مین عرض کرتے ہین کہ آپ مہربانی سے ہمارے اس باب کو ملاحظہ کرینگے اور آیندہ اپنی رائے کو یکطرفہ ہونے دینگے۔ اس باب کے ختم کرنے سے پہلے مین مناسب سمجھتا ہون کہ ناظرین کی آسانی کے لئے ہر طبقہ کے خلفائے شام ومصر وبغداد کے سلاطین کا ایک نقشہ دون جس سے مدت سلطنت اور فتوحات کی کیفیت کھل جائے گی کہ کس خلیفہ یا شاہ یا سلطان کے وقت مین کون کون ملک فتح ہوا اور اس کے

کب سے کب تک سلطنت کی۔

پہلا نقشہ صرف خلفائے راشدین اور بنو امیہ کے خلفا کا ہے دوسرا نقشہ کل خلفا۔ اور سلاطین کا مرتب کیا گیا ہے

خلفائے راشدین اور بنو امیہ	وہ واقعات جو ان کے زمانہ میں ہوئے	آغاز خلافت
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔	ملک شام پر مسلمانوں [illegible]	سنہ ۶۳۲ع
عمر رضی اللہ عنہ	ایران۔ شام۔ مصر کی فتح ہوئی۔ عمرو بن العاص مصر میں سنہ ۶۴۰ع یا سنہ ۶۴۱ع میں داخل ہوا	سنہ ۶۳۴ع
عثمان رضی اللہ عنہ	افریقہ کی فتح کا آغاز ہوا اور بہت سے ایشیائی صوبے فتح ہوئے۔ یزدجرد مارا گیا	سنہ ۶۴۴ع
علی رضی اللہ عنہ	عرب میں حضرت علی نے سنہ ۶۶۱ع تک خلافت کی آپ کے صاحبزادہ حضرت امام حسن برائے نام چھ مہینے تک خلیفہ رہے اور سنہ ۶۶۱ع میں خلافت کو چھوڑ دیا۔ سنہ ۶۶۹ع میں وفات ہوگئی اور پھر معاویہ کی مصر اور شام میں حکومت برقرار ہوئی۔	
امیر معاویہ اول	قسطنطنیہ پر حملہ کیا مگر کچھ نتیجہ سوائے تاوان لینے کے اور کچھ حاصل نہ ہوا۔	سنہ ۶۶۱ع
یزید اول	پسر معاویہ۔ حضرت امام حسین کو اس کے لفٹنٹ عبید اللہ بن زیاد نے کربلا میں شہید کیا	سنہ ۶۸۰ع
معاویہ ثانی	پسر یزید۔ { عبد اللہ بن زبیر نو برس حجاز (عرب) میں خلافت کی سنہ ۶۴ ہجری مطابق سنہ ۶۸۳ع سے سنہ ۶۹۲ع تک }	سنہ ۶۸۳ع
مروان اول	....	سنہ ۶۸۴ع
عبد الملک۔	پسر مروان۔ فتح افریقہ کی تکمیل ہوگئی۔ اس کے بھائی عبد العزیز نے حلوان میں ایک نیلو میٹر بنایا۔ سنہ ۷۶ ہجری میں اس کے وقت میں پہلا عرب کا سکہ جاری ہوا۔ بہت پرانا سکہ سنہ ۷۹ ہجری تک کا دیکھنے میں آیا ہے یہ چاندی کا درہم ہے اور پرانے سونے کے دینار سنہ ۹۱ ہجری اور سنہ ۹۲ ہجری کے دستیاب ہوئے ہیں۔	سنہ ۶۸۵ع
ولید اول	پسر عبد الملک فتح اسپین سنہ ۷۱۱ع میں مسلمانوں نے ہندوستان میں اول حملہ کیا	سنہ ۷۰۵ع
سلیمان۔	برادر ولید۔ قسطنطنیہ پر دوبارہ محاصرہ ... پہلا خلیفہ تھا جس نے روڈا کے جزیرہ پر نیلو میٹر دریافت کیا۔	سنہ ۷۱۵ع
عمر بن عبد العزیز	....	سنہ ۷۱۷ع
یزید ثانی۔	پسر عبد الملک	سنہ ۷۲۰ع
ولید ثانی	پسر یزید	سنہ ۷۴۳ع
ابراہیم	برادر ولید	سنہ ۷۴۴ع
مروان ثانی	مروان اول کا پوتا۔ ابوشیر میں مارا گیا۔	سنہ ۷۴۴ع

خلفائے عباسیہ	واقعات خلافت	آغاز خلافت	خلفائے معاصرین	آغاز خلافت
ابوالعباس سفاح	. . . .	سنہ ۷۵۰ء		
منصور۔ ابوجعفر عبداللہ	برادر سفاح۔ منصور نے بغداد کی بنیاد ڈالی اور اسے پائے تخت بنایا ان خلفا کی سلطنت مین علم ہیئت اور دوسری قسم کے علوم کی ترقی ہوئی۔	سنہ ۷۵۴ء	عبدالرحمن نے بنو امیہ کے خاندان کی قرطبہ (اسپین مین) بنیاد ڈالی۔ اسیطرح حضرت علی کے خاندان ادریسی نے موری تینیا مین اغلبی اور بنی فاطمہ نے مشرقی افریقہ مین اپنے اپنے خاندانون کی بنیادین ڈالین۔	سنہ ۷۵۵ء
ہادی مہدی محمد	. . . .	سنہ ۷۷۵ء		
ہارون الرشید	پسر مہدی۔ الف لیلہ کا ہیرو۔ چارلیمگنی خونخوار رومنس کا ساتہی۔ اسکے وقت مین ادریسون نے فیض کی سلطنت کو حاصل کیا۔	سنہ ۷۸۶ء	افریقہ کا خاندان اغلبی ابراہیم بن اغلب۔ گورنر افریقہ نے خلیفہ کی اطاعت کا جوا کندہے سے اتار دیا۔ اول ہی اول قواعد دان فوج اس نے ترتیب دی تہی	سنہ ۸۰۰ء سے۔ سنہ ۹۰۹ء
امین محمد	پسر ہارون الرشید	سنہ ۸۰۹ء	اس خاندان نے سنہ ۹۰۹ء تک حکومت کی قیروان ان کا دار الخلافہ تہا۔ سنہ ۶۷۰ء مین اسکی بنیاد پڑی تہی۔ پہر سنہ ۹۰۹ء مین بنی فاطمہ کا اسپر قبضہ ہو گیا۔	
مامون عبداللہ ابراہیم پسر مہدی سنہ ۸۱۷ء سے سنہ ۸۱۹ء تک اس کا مدمقابل یا حریف بنا رہا	پسر ہارون الرشید ہیئت وغیرہ علوم کو زبردست اشاعت دینے والا علوم وفنون کا سچا سرپرست۔ اسکے حکم سے یونانی تصانیف عربی زبان مین ترجمہ کی گئین۔ زمین کی گولائی اسی خلیفہ کے وقت مین ثابت ہوئی وغیرہ وغیرہ۔	سنہ ۸۱۳ء		
معتصم باللہ محمد	تہیوفیلس کے ساتہہ جنگ ترکی گارڈ اول ہی اول خلیفہ کی ملازمت مین بہرتی ہوا۔ تنزل خلافت۔	سنہ ۸۳۳ء		
الواثق باللہ ہارون	پسر خلیفہ معتصم باللہ۔ سارسنس نے دوبارہ روم الکبری پر حملہ کیا مگر کامیاب نہوئے (سنہ ۸۴۶ء)	سنہ ۸۴۲ء		
المتوکل	برادر واثق۔ جزیرہ [illegible]	سنہ ۸۴۷ء		

المنتصر باللہ محمد	پسر متوکل	سنہ ۸۶۱ء		
المستعین باللہ احمد	" " " " "	سنہ ۸۶۲ء		
المعتز باللہ محمد	" " " " "	سنہ ۸۶۶ء		
المہتدی باللہ محمد	اس کے وقت مین خلافت متعدد گروہون سے بہت کمزور ہوگئی	سنہ ۸۶۹ء	**دولت طولونیہ**	
			احمد بن طالون - گورنر مصر سنہ ۸۶۸ء مین اسنے حکومت مصر کو غصب کرلیا - ایک مسجد	سنہ ۸۶۸ء
المعتمد باللہ احمد	....	سنہ ۸۷۰ء	بنائی جو موجودہ قاہرہ کے دیوارون کے پاس ہے	
المعتضد باللہ	....	سنہ ۸۹۲ء		
المکتفی باللہ	....	سنہ ۹۰۲ء	ابو الغیاث - پسر احمد - اسنے مصر سے بغداد تک ایک سلسلہ محلون کا بنایا	سنہ ۸۸۴ء
			ابو العساکر - پسر ابو الغیاث	سنہ ۸۹۶ء
			ابو موسیٰ ہارون برادر ابو العساکر	سنہ ۸۹۷ء
			ابو المناذی شیبان - پسر احمد بن طولون صرف دس دن سلطنت کی - اسی پر اس خاندان کا خاتمہ ہوگیا - خلفانے پھر مصر کو فتح کرلیا	سنہ ۹۰۴ء
			خاندان بنی فاطمہ	
			عبید اللہ المہدی باللہ - اسنے مشرقی افریقہ کی حکومت کو غصب کرلیا اور اپنا لقب مہدی رکھا - مغربی افریقہ کے ادریسیو نکو مطیع کیا - اسنے سنہ ۹۱۲ء مین مصر پر حملہ آور ہوا اور خلیفہ مقتدر کی فوجون نے اسے شکست دی	سنہ ۹۰۹ء سے سنہ ۹۳۴ء
المقتدر باللہ	....	سنہ ۹۰۸ء	**بنی فاطمہ افریقہ مین**	
القاہر باللہ محمد	....	سنہ ۹۳۲ء سے سنہ ۹۳۴ء	القایم بامر اللہ محمد	

خلفائے عباسیہ		وقت آغاز خلافت	بنی فاطمہ افریقہ مین		وقت آغاز خلافت	مصر کے شاہان مع ترکون کا خاندان اخشید		وقت آغاز خلافت
الراضی باللہ محمد	. . . .	سنہ ۹۳۴	القایم بامر اللہ محمد	. . . .	سنہ ۹۳۴	الاخشید محمد بن تغج ترکی الفرغانی	گورنمنٹ مصر کو غصب کر لیا	سنہ ۹۳۴ع
المتقی باللہ ابراہیم	. . . .	سنہ ۹۴۰	المنصور اسمعیل . . .	اس خلیفہ کیوقت مین عربی خط مین خط کتابت وغیرہ ہونے لگی گو کوفی خط ہنوز جاری تہا۔	سنہ ۹۴۵	ابو القاسم بن اخشید	. . . .	سنہ ۹۴۶
المستکفی باللہ۔ عبد اللہ	. . . .	سنہ ۹۴۴						
المطیع اللہ۔	مشہور واقعہ اس کے عہد کا یہہ ہے کہ قسطنطینہ کی فوج نے جان ذمیسٹس کی ماتحتی مین بغداد کو دہمکی دی	سنہ ۹۴۶ سے سنہ ۹۷۴	ابو تمیم یا المعز الدین باللہ	گورنر جنرل کو مصر کی فتح کے لئے روانہ کیا۔ اس نے مصر کو فتح کر لیا۔ یہان گوہر نے ایک نئے شہر کی بنیاد ڈالی جسے مصر القاہرہ کے نام سے نامزد کیا۔ سنہ ۳۶۸ ہجری مین اس شہر کی بنیاد پڑی۔ المعز بذات خود سنہ ۳۶۳ ہجری مین داخل مصر ہوا۔ اور یوسف کو گورنر جنرل افریقہ کا بنا کے اپنا دار الخلافہ القاہرہ کو بنایا۔	سنہ ۹۵۲ع سے سنہ ۹۷۵	ابو الحسن علی کافور الاخشیدی ابو الفوارس احمد	برادر ابو القاسم اخشید کا غلام گوہر نے اسے تخت پر سے اتار دیا۔	سنہ ۹۶۲ سنہ ۹۶۵ ۹۶۹ سے سنہ ۹۷۰

خلفائے بنی عباسیہ		آغاز خلافت	بنی فاطمہ مصرین		آغاز خلافت
الطائع باللہ	اس کے عہد کا مشہور واقعہ یہہ ہے کہ سنہ ۹۸۰ء مین ترکمانونکا عروج ہوا۔ سنہ ۹۹۹ء مین محمود کو خلیفہ نے سلطان تسلیم کرلیا۔ قریب سنہ ۱۰۰۰ء مین اس نے بحر اوقیانوس سے ہندوستان تک تمام حصونکو پایمال کردیا۔ خاندان سلجوق کا نمود بھی اسی خلیفہ کے عہد سے ہوتا ہے۔	سنہ ۹۷۴ء	المعز	(جیساکہ اوپر بیان ہوا)	سنہ ۹۶۹ء
			العزیز باللہ	پسر المعز	سنہ ۹۷۵ء
القادر باللہ احمد	. . . .	سنہ ۹۹۱ء	الحاکم بامر اللہ ابو علی منصور (پسر حاکم)	اسکے عہد خلافت مین ڈریوسینز بنی نے دریزی اور حمزہ کی انکے نئے مذہب قایم کرنے مین مدد دی۔ اسنے ایک اعلی درجہ کی مسجد قاہرہ مین سنہ ۳۹۳ ہجری مطابق سنہ ۱۰۰۳ء مین بنائی جو اب تک موجود ہے اور جسکی محراب پر بھی سنہ کود لکہے ہوے ہین۔	سنہ ۹۹۶ء
القائم بامر اللہ عبد اللہ	اسکے زمانہ خلافت مین الپ ارسلان طغرل کے بھتیجے نے رومیون کو شکست فاش دی اور شہنشاہ قسطنطنیہ کو سنہ ۱۰۷۱ء مین قید کرلیا اور سنہ ۱۰۷۲ء مین ملک شاہ تخت نشین ہوا اور	سنہ ۱۰۳۱ء			
المقتدی باللہ عبد اللہ	اور یروشلیم سنہ ۱۰۷۶ء مین لیا گیا۔ سلجوقیون کی سلطنت کا ارہون کرنا ہون۔ شامیون اور رومیون کے خاندانون مین سنہ ۱۰۹۲ء مین حصہ ہوگیا۔	سنہ ۱۰۷۵ء سے سنہ ۱۰۹۴ء	الظاہر لعزاز دین اللہ	. . . .	سنہ ۱۰۲۱ء
			ابو تمیم المستنصر باللہ (پسر عزیز)	مستنصر نے یوسف کے تیسرے جانشین معز کو سنہ ۱۰۵۱ء مین شکست فاش دی جسکا استحقاق تخت خلافت افریقہ معرض نزاع مین پڑا ہوا تہا۔ یہہ خلیفہ ولیم اول والئے انگلستان کا جسکی سلطنت سنہ ۱۰۶۶ء سے سنہ ۱۰۸۷ء تک رہی ہمعصر تہا اور ساتہہ ہی ولیم ثانی کا بہی جسکی سلطنت سنہ ۱۰۸۷ء سے سنہ ۱۱۰۰ء تک رہی معاصر تہا۔	سنہ ۱۰۳۶ء سے سنہ ۱۰۹۴ء

خلفائے عباسیہ		آغاز خلافت	خلفائے بنی فاطمہ		آغاز خلافت
المستظہر باللہ احمد	اسکی خلافت کا مشہور واقعہ گاڈ فرائے ڈی بوئین کی لشکر کشی اور اورشلیم کا مسیحی ہاتھوں میں چلا جانا ہے اس مہم کی مدت سنہ ۱۰۹۶ء سے سنہ ۱۰۹۹ء تک رہی	سنہ ۱۰۹۴ء	المستعلی باللہ ابو القاسم احمد پسر خلیفہ مذکور	اس خلیفہ نے سنہ ۱۰۹۸ء میں ترکوں سے اورشلیم کو لیلیا اور پھر اہالیان یورپ نے سنہ ۱۰۹۹ء میں مسلمانوں سے چھین لیا۔ مصری اول سنہ ۱۰۹۹ء میں فتحیاب ہوا سنہ ۱۰۹۹ء میں پہلی جہادی جنگ بڑی خونریز ہوئی —	سنہ ۱۰۹۴ء
المسترشد باللہ ابو المنصور	اسکی خلافت میں سنہ ۱۱۲۰ء میں اندلس اور افریقہ میں خاندان مہدیہ کی بنیاد پڑی —	سنہ ۱۱۱۸ء	الآمر باحکام اللہ ابو علی المنصور	....	سنہ ۱۱۰۱ء
المقتفی لامر اللہ ابو عبد اللہ محمد ...	اسکی خلافت میں شہنشاہ کانراڈ سوم اور لوئیس ششم نے سنہ ۱۱۴۷ء میں جہادی حملے اورشلیم پر کئے۔ پھر نور الدین نے سنہ ۱۱۵۴ء سے سنہ ۱۱۷۳ء تک شام میں حکومت کی —	سنہ ۱۱۳۶ء	الحافظ الدین اللہ ابو المجید محمد	معاصر اسٹیفن سنہ ۱۱۳۶ء	سنہ ۱۱۳۰ء
			الظافر باللہ اسمعیل	معاصر ہنری ثانی سنہ ۱۱۵۴ء	سنہ ۱۱۴۹ء
			الفائز بنصر اللہ	پسر ظافر	سنہ ۱۱۵۵ء
المستنجد باللہ ابو المظفر یوسف ...	....	سنہ ۱۱۶۰ء سے سنہ ۱۱۷۰ء	العاضد الدین اللہ	فرانسیسی فوج باتحتی امالرک شاہ اورشلیم کے مصر القاہرہ میں داخل ہوئی فوج کے داخل ہونے پر شہر پھونک دیا گیا یہانتک کہ فرانسیسی فوج پریشان ہو کر فرار ہوئی —	سنہ ۱۱۶۰ء سے سنہ ۱۱۷۱ء

خلفائے عباسیہ		آغاز خلافت	سلاطین الیوبیہ مصر مین		آغاز سلطنت
المستضیٔ بنور اللہ	....	سنہ ۱۱۷۰ع	الملک یوسف صلاح الدین یا الناصر صلاح الدین یوسف بن ایوب۔	سنہ ۱۱۸۷ع مین جہادی عیسائی شہنشاہون سے آورشلیم کو چھین لیا۔ شہنشاہ فریڈرک اول (بربروسہ) اور فلپ اگسٹی اور ریچرڈ شیردل سے سنہ ۱۱۸۹ع سے سنہ ۱۱۹۲ع تک لڑا اور شکستون پر شکستین دین۔	سنہ ۱۱۷۱ع
			الملک الدین یا الملک العزیز عثمان	صلاح الدین کا دوسرا بیٹا کمال تھا اور صلاح الدین کا بڑا بیٹا شام میں حکمران تھا	سنہ ۱۱۹۳ع
			الملک المنصور محمد	....	سنہ ۱۱۹۸ع
الناصر الدین اللہ احمد	چوتھی مسیحی جہادی جنگ کی ابتدا اور خاتمہ۔ فرانسیسیون اور وینے ٹینس نے یونانیون سے سنہ ۱۲۰۴ع مین قسطنطنیہ لیلیا۔ پانچوین مسیحی جہادی جنگ سنہ ۱۲۱۷ع مین شروع ہوئی اور ختم ہوگئی۔	سنہ ۱۱۸۰ع سے سنہ ۱۲۲۵ع	الملک العادل	برادر صلاح الدین۔ اسنے تخت کو غصب کرلیا۔ پانچوین مسیحی جہادی جنگ۔ فرانسیسیون نے مصر مین دخل کیا اور دمیٹیا پر قبضہ کرلیا۔ لیکن سنہ ۱۲۱۹ع اور سنہ ۱۲۲۱ع مین سخت ہزیمت کے ساتھہ پس پا کردئے گئے۔	سنہ ۱۲۰۰ع

خلفائے عباسیہ		آغاز خلافت	سلاطین ایوبیہ مصریین		آغاز سلطنت
الظاہر بامر اللہ ابو النصر محمد	. . . .	سنہ ۱۲۲۵ء	الملک الکامل محمد	پسر الملک العادل - فریڈرک ثانی کی جہادی جنگ - اور فتح آورشلیم - ناصری - تاثیر شیدن وغیرہ -	سنہ ۱۲۱۸ء
المستنصر باللہ ابو جعفر منصور	. . . .	سنہ ۱۲۲۶ء سے سنہ ۱۲۴۲ء	الملک العادل ابو بکر	پسر الملک الکامل	سنہ ۱۲۳۸ء
			الملک الصالح ایوب نجم الدین -	برادر الملک العادل - چھٹی جہادی جنگ شروع ہوئی - سینٹ لوئیس نے سنہ ۱۲۴۹ء مین ڈمیٹیا فتح کرلیا - اور پھر مصر القاہرہ کی طرف بڑہا - راہ مین کاونٹ ڈی آرٹونس مارا گیا اور شاہ قید کرلیا گیا - ڈمیٹیا مسلمانو کو واپس دینے پر اور چار لاکہ اشرفیان بطور فدیہ نذر کرنے پر مسیحی شاہ کی خلاصی ہوئی -	سنہ ۱۲۳۹ء
			الملک المعظم	پسر الملک الصالح - باپ کے مملوکیون نے اسے قتل کرڈالا	سنہ ۱۲۴۹ء
			ام خلیل	تین مہینے کی سلطنت کے بعد خود ہی دست بردار ہوئی - (الملک المعظم کی بیوی تہی -)	
			الملک الاشرف موسےٰ	معز نے تخت سے اتار دیا -	سنہ ۱۲۵۰ء سے سنہ ۱۲۵۴ء

	دولت قیلاونیہ صلاحیہ خاندان ترکیہ کا ایک حصہ	سنہ ع
المنصور قیلاون	سنہ ۹-۱۲۷۹ع - اور ملک شام کو فتح کر کے پہر اپنی سلطنت مین ملایا جو سابق شاہ کے ہاتہ سے نکل گیا تہا قاہرہ مین سنہ ۱۲۸۴ع ایک بہت بڑے اسپتال کی بنیاد ڈالی -	سنہ ۱۲۷۹ع
الاشرف صلاح الدین خلیل	پسر المنصور - اس شاہ نے اکری علیسائیون سے فتح کر لیا -	سنہ ۱۲۹۰ع
الناصر محمد بن قیلون	برادر الاشرف	سنہ ۱۲۹۳ع
العادل منصوری	سنہ ۹۵-۱۲۹۴ع مین تاتار نے پہر شام کو تہ و بالا کر دیا -	
المنصور حسام الدین المنصوری	. . . .	سنہ ۱۲۹۸ع
الناصر محمد بن قیلون (دوبارہ تخت نشین کیا گیا)	ایک عظیم الشان لشکر تاتاریون کی سرکوبی کے لئے جنہون نے تمام شام پر قبضہ کر لیا تہا روانہ کیا گیا مگر سخت شکست ملی - دوبارہ تاتاریون سے مقابلہ ہوا اور انہین کامل شکست ملی -	سنہ ۱۲۹۸ع

خلفائے عباسیہ مصریین		سنہ ع	سلاطین مملوکیہ ترکیہ		سنہ ع
المستکفی باللہ سلیمان	پسر الحاکم بامر اللہ ناصر محمد نے اسے برطرف کر کے قوص کی طرف نکال دیا اور اسکی جگہہ الواثق کو تخت خلافت پر بٹھایا۔	سنہ ۱۳۰۲ع	المظفر رکن الدین المنصوری	....	سنہ ۱۳۰۹ع
			الناصر محمد بن قلاوون (دوبارہ تخت نشین ہوا)	فن زراعت اور مختلف فنون کی اس کے عہد مین بہت ترقی ہوئی۔	سنہ ۱۳۱۰ع
الواثق باللہ ابراہیم	ناصر کی وفات کے بعد تخت سے اتار دیا گیا۔	سنہ ۱۳۴۱ع	المنصور ابوبکر	پسر الناصر . . .	سنہ ۱۳۴۱ع
الحاکم بامر اللہ احمد	پسر مستکفی	سنہ ۱۳۴۱ع	الاشرف کاگی	برادر المنصور ابوبکر	سنہ ۱۳۴۱ع
			الناصر شہاب الدین احمد	برادر الاشرف	سنہ ۱۳۴۲ع
			الصالح اسمٰعیل	برادر الناصر شہاب الدین	سنہ ۱۳۴۲ع
			الکامل شعبان	برادر الصالح اسمٰعیل . .	سنہ ۱۳۴۵ع
			المظفر حاجی	برادر الکامل شعبان	سنہ ۱۳۴۵ع
			الناصر حسن	برادر المظفر حاجی	سنہ ۱۳۴۸ع
			الصالح الدین	....	سنہ ۱۳۵۱ع
			الناصر حسن (دوبارہ تخت نشین ہوا)	اس نے قاہرہ مین ایک خوبصورت عظیم الشان مسجد بنائی جو اب تک موجود ہے۔	سنہ ۱۳۵۴ع

خلفائے عباسیہ مصرین		سنہ ع	خلفائے مملوکیہ ترکیہ		سنہ ع
المعتضد باللہ ابو بکر	برادر الحاکم بامر اللہ احمد	سنہ ۱۳۵۲ء	المنصور محمد	پسر حاجی پسر قیلون	سنہ ۱۳۶۰ء
			الاشرف شعبان قیلون کا بڑا پوتا۔	یہہ پہلا خلیفہ ہوا ہے جس نے سیدون کو سبز عمامہ باندہنے کا حکم دیا۔ سنہ ۱۳۶۵ء مین پیر ڈی لوسگنین شاہ سائی پرس نے سکندریہ کا محاصرہ کیا مگر سخت ناکامی کے ساتہہ واپس پہرا پڑا۔	سنہ ۱۳۶۳ء
المتوکل باللہ محمد	تخت سے اتارا گیا۔	سنہ ۱۳۶۲ء			
المعتصم ذکریا	ایک ہی مہینہ کے بعد تخت خلافت سے اتار دیا گیا۔	مین سنہ ۱۳۷۷ء	المنصور علی۔	. . . .	سنہ ۱۳۷۷ء
			الصالح حاجی	تخت سے اتارا گیا۔	سنہ ۱۳۸۱ء
				سلاطین چرکیسیہ	سنہ ۱۳۸۱ء سے سنہ ۱۳۸۲ء تک
المتوکل	تخت نشین کیا گیا اور پہر چہہ برس کے بعد اتار دیا گیا۔	سنہ ۱۳۷۸ء	الظاہر برکوک	اس شاہ نے دوبارہ تاتاریون پر شام مین چڑہائی کی اور انکے سردار تیمور لنگ کے ساتہہ فاش شکست دی (سنہ ۱۳۹۳ء)	سنہ ۱۳۸۲ء
الواثق باللہ عمر	. . . .	سنہ ۱۳۸۴ء			
المعتصم زکریا۔	سنہ ۱۳۸۷ء مین تخت نشین کیا گیا اور سنہ ۱۳۹۰ء تک اسکی سلطنت رہی۔	سنہ ۱۳۸۷ء	الناصر فرغیہ	پسر الظاہر۔ تاتاریون نے دوبارہ مصر کو فتح کرنا چاہا فرغیہ کو پہلی جنگ مین شکست ہوئی مگر دوبارہ سنہ ۱۴۰۵ء مین شام کو برقرار رکہا۔	سنہ ۱۳۹۹ء

خلفائے عباسیہ مصریین		سنہ ع	سلاطین جرکسیہ		سنہ ع
المتوکل	پھر تخت خلافت پر بٹھایا گیا اور بعد ازاں سنہ ۱۴۰۶ع میں انتقال کر گیا۔	سنہ ۱۳۹۰ع	المنصور عبد العزیز	۴۷ دن سلطنت کی	سنہ ۱۴۰۶ع
			الناصر فرغیہ	دوبارہ تخت نشین کیا گیا۔	سنہ ۱۴۰۶ع
المستعین باللہ ابو الفضل العباس۔	پسر المتوکل۔ موعود شیخ نے اسی تخت خلافت سے اتار دیا اور سنہ ۱۴۱۳ع میں قید کر کے اسکندریہ بھیجا جہاں وہ اپنی زندگی کے آخری لمحہ تک قید رہا۔	سنہ ۱۴۰۶ع سے سنہ ۱۴۱۳ع	المؤید والو النصر شیخ	اس نے چاندی اور سونے کے سکوں کا وزن بڑھا کر اپنا نام انہیں کندہ کرایا۔	سنہ ۱۴۱۲ع
			المظفر احمد	. . . .	سنہ ۱۴۲۱ع
			الظاہر ابو الفتح	. . . .	سنہ ۱۴۲۱ع
			صالح محمد	. . . .	سنہ ۱۴۲۲ع
			الاشرف	اس شاہ نے سائپرس جزیرہ پر حملہ کیا جان ثالث جزیرہ کے شاہ کو قید کر لیا آخر کار بڑے بھاری جزیہ کے قبول کرانے کے بعد سنہ ۱۴۲۶ع میں چھوڑ دیا۔	سنہ ۱۴۲۲ع
المعتضد باللہ ابو الفتح داؤد	برادر المستعین	سنہ ۱۴۱۳ع			
المستکفی باللہ سلیمان	برادر المعتضد باللہ	سنہ ۱۴۴۲ع			
القائم بامر اللہ حمزہ	برادر المستکفی باللہ۔ الاشرف نے سنہ ۱۴۵۵ع میں تخت سے اتار کے اسے اسکندریہ جلاوطن کر دیا۔	سنہ ۱۴۵۲ع	عبد العزیز ابو المحاسن یوسف	. . . .	سنہ ۱۴۳۸ع
			الظاہر چقمق	. . . .	سنہ ۱۴۳۹ع
			المنصور عثمان	. . . .	سنہ ۱۴۵۳ع
			الاشرف ینال	. . . .	سنہ ۱۴۵۳ع

خلفائے عباسیہ مصرین		سنہ ع	سلاطین چرکسیہ		سنہ ع
			الموعود احمد -	جزیرہ با قاعدہ وصول ہونے پر جزیرہ سائپرس کا تاج شاہ جان کے بیٹے جیمس کو عطا کیا گیا	سنہ ۱۴۶۱ع
المستنجد بالله ابو المحاسن یوسف	برادر حمزہ	سنہ ۱۴۵۵ع	الظاہر خوش قدم	....	سنہ ۱۴۶۱ع
			الظاہر بلبئی	....	سنہ ۱۴ع
			الظاہر تمور بغا		سنہ ۱۴۶۷ع
المتوکل علی الله عبد العزیز	عم المستنجد بالله	سنہ ۱۴۸۰ع	الاشرف ابو النصر قطبی الظاہری	ایک عظیم الشان کامیاب جنگ کے بعد ترکوں کے ساتھ سنہ ۱۴۹۱ع مین معاہدہ کیا - اسی زمانہ مین اندلس مسلمانوں کے ہاتوں سے نکل گیا اور شاہ فرڈی ننینڈ کا قبضہ اسپر ہوگیا - یہہ غمناک واقعہ سنہ ۱۴۹۲ع مین وقوع ہوا -	سنہ ۱۴۶۸
المتمسک بالله یعقوب یا مستنصر بالله	پسر المتوکل	سنہ ۱۴۹۷ع			
			الناصر محمد ابو السادات	چھہ ماہ حکومت کی	سنہ ۱۴۹۶ع
			الاشرف کنصوہی	گیارہ دن حکومت کی	سنہ ۱۴۹۶ع
			الناصر محمد	قطبی کا بیٹا - ڈیڑہ برس حکومت کی -	سنہ ۱۴۹۶ع
			الظاہر ابو سعید	....	سنہ ۱۴۹۸
			الاشرف کنبلات	....	سنہ ۱۵۰۰ع
			العادل تمن بے	....	سنہ ۱۵۰۰ع

خلفاے عباسیہ مصرین		سنہ ع	سلاطین چرکسیہ		سنہ ع
المتوکل علی اللہ محمد	اس شاہ کو سلطان سلیم قسطنطنیہ لیگیا مگر سلیم کی وفات کے بعد یہ پھر مصر چلا آیا اور وہان سنہ ۱۵۴۳ع تک سلطنت کی اور داود بادشاہ کے وقت مین اسکی وفات ہوگئی-	سنہ ۱۵۰۸ع سے سنہ ۱۵۴۳ع تک	الاشرف کنصوہ یا الغوری الاشرف طومن بے	ترکون نے ماتحتی سلطان سلیم اسے الیپو کے پاس شکست دی اور قتل کر ڈالا اور پھر ترک مصر کی طرف بڑھے مملوکیون نے الغوری کی جانشینی کے لئے اسے منتخب کیا مگر ترکون نے ہیلیوپولس کے پاس شکست دی اور قید کر کے سنہ ۱۵۱۷ع مین باب ظل اللہ پر قاہرہ مین پھانسی دیدی سلیم نے مصر کی (ایک بادشاہ کی حکومت) کو موقوف کر کے خاص خاص حالتون مین مملوکی امرا کی حکومت منظور کی جنہین سے خاص خاص حق مین سالانہ خراج - دینی معاملات مین قسطنطنیہ کے مفتی کے فیصلے ناطق سمجھے جائینگے - اور خطبون مین عثمانی سلاطین کے نام لئے جائینگے- سکون پر عثمانی نقش کندہ ہونگے- اب تک ترکون کا قبضہ مصر پر چلا جاتا ہے گو محمد علی کے وقت مین کچھ ہلچل پڑ گئی تھی مگر پھر از سر نو یورپ کی سلطنتون نے سلطان کا قبضہ تسلیم کیا-	سنہ ۱۵۱۶ع سنہ ۱۵۱۷ع

اٹھارہوان باب

اسلام کی ملکی اور علمی ترقی۔

حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا جسد مبارک حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مین رکہا ہوا تہا اور ابہی تجہیز و تکفین کا کچہہ سامان نہین کیا گیا ہے۔ وہ عظیم الشان مصلح اور دنیا بہر کے پیغمبر و نین امتیازی درجہ رکہنے والا وہ سچا اور برحق بشیر اور نذیر ہنوز اپنا اثر لوگون کی طبایع مین اسی شدومد سے رکہتا ہے جتنا اپنی مبارک زندگی مین رکہتا تہا۔ اسکی مرتفع ذات اور لاثانی بزرگی گو ابہی تک اہل عرب ہی نے تسلیم کی تہی مگر اسکے مقدس صحابہ کے سرگرمانہ فدائیانہ عشق سے زمانہ بہت دہوم دہام سے یہہ پیشین گوئی کر رہا تہا کہ آیندہ چشم زدن ہی مین بڑی بڑی سخور سلطنتین اس کا جلال اور تقدس تسلیم کرینگی اور اسے اپنا رہنما اور عالم کی رحمت مانین گی۔

فی الحال اس اچانک المناک دردانگیز مفارقت کا صدمہ آپکے صحابہ کو اسقدر تہا جتنا کہ انسانی فطرت کر سکتی ہے سبکی متوحش نظرین حجرہ کی طرف اٹہتی تہین اور نہایت افسردگی کی حالت مین المناکی کا جامہ پہنکر واپس چلی آتی تہین بعض کا یہہ یقین کہ ہمارا آخرالزمان نبی کبہی ہم سے جدا نہین ہو سکتا خوفناک طیش کی آگ دلون مین روشن کر رہا تہا۔ حضرت فاروق اعظم کے دلیر تو یہانتک اثر ہوا اور نبی عربی کے بیمثال عشق نے اس درجہ اثر کیا کہ آپنے تلوار ننگی کر لی اور یہہ فرمایا اگر میرے نبی کی نسبت کسی نے یہہ کہا کہ آپ وفات پا گئے تو مین اس کا سر اڑا دونگا یہہ غیر معمولی جوش پہلے آپکی طبیعت مین اٹہا اور بعد ازان اسکا عملی صورت مین خاکا کہچ گیا۔ اپنے برحق نبی کا یہہ بے نظیر عشق پکار پکار کر دوسرے پیغمبرون کے حواریون سے کہہ رہا ہے لاؤ اگر ایسی زبردست محبت کی مثال رکہتے ہو۔ وہ بہی تو نبی ہوئے مین جنکے حوارئین نے انہین قلیل رقم پر فروخت کر ڈالا تہا اور صلیب کے وقت منہہ چہپا کے چلدئے تہے۔ ایک حضرت عمر کیا ہزارون عرب اپنے جوشیلے اور اشتناک لہجہ مین یہہ کہہ رہے تہے ہمارا نبی کبہی وفات نہین پا سکتا۔

جب حضرت ابوبکر صدیق نے یہہ غیر معمولی جوش عربون کا ملاحظہ کیا اور ساتہہ ہی اسکے اپنے دوست شیر دل حضرت عمر کو بہی اسی ایک بہڑکتی ہوئی حالت مین مبتلا پایا تو آپ نہایت دلیری سے اس گروہ مین تشریف لائے اور یہہ فرمایا۔

نبی نے کب دعویٰ کیا تہا کہ مجہے موت نہین آئے گی پر سون ہمارے
آقا کے نامدار نے ممبر پہ بیٹھکر خود ارشاد فرمایا تہا کہ مین تم سے

جدا ہونے والا ہوں کل اپنا آئے اور چلے گئے خدا کے سوا کوئی بھی باقی نہیں ہے اور
جوں ہی حضرت عمر نے یہہ برجستہ جملے سنے تلوار ہاتہہ سے پہینک دی اور فرمایا حقیقت میں یہہ صحیح ہے
کل نفس موۃ کا ذایقہ چکہیں گے " بقول میور بھی دو شخص یعنے ابوبکر اور عمر ہتے جنپر اسلام کی آیندہ
قسمت کا دار و مدار تہا۔

نبی عربی کی کامیابی کو سوائے ملک عرب کے اسکی حدود کے باہر وسعت ہوئی تہی۔ آپکا اپنی حالت ضعیفی میں
اسامہ کو جنرل فوج کرکے ملک شام کی طرف روانہ کرنا دراصل اپنے جانشینوں کو یہہ وصیت
کرنا تہا کہ عرب ہی پر قانع نہ بیٹہنا بلکہ دین خدا کو حدود عرب کے باہر بھی وسعت دینا تاکہ خدا کی اور مخلوق
اس سے محروم نرہجائے اس عرصہ میں آپکا وصل ہوچکا تہا اور اسامہ یہہ وحشت اثر خبر سنکر واپس مدینہ
چلا آیا تہا۔ حقیقت میں یہہ لمحہ اسلام کے لئے بہت سخت اور ہولناک تہا۔ صحابہ مسجد نبوی میں جمع
ہیں اور ہنوز تجہیز و تکفین کا کچھ سامان نہیں ہوا ہے کہ اتنے میں ایک شخص بہاگا ہوا حضرت ابوبکر کی
خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اعیان مدینہ سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہوئے ہیں تاکہ اپنے میں
سے ایک خلیفہ منتخب کرکے اسکے ہاتہہ پر بیعت کریں۔ مدینہ کی آب و ہوا میں ہنوز فیلنگ پارٹی اثر
کئے ہوئے تہی اور ساتہہ ہی اسکے اس نامساعدہ منافقانہ روح کا بھی اثر تہا جسکا ذکر قرآن مجید
میں شد و مد سے کیا گیا ہے اور جس نے اہل مدینہ کو قبل از وقت یکطرفی ڈگری قایم کرنے کے لئے اتنی
جلد اس امر پر آمادہ کردیا کہ وہ ایک ناگوار طریقہ پر بغیر جلیل القدر صحابہ کے مشورہ کے اپنے میں
سے ایک خلیفہ منتخب کریں۔ مگر ان کے اس ارادہ کو زمانہ کشیدہ خاطری اور ترچہی ترچہی نظروں
سے دیکہہ رہا تہا اسکی مرضی ہرگز نہیں تہی کہ یہہ ریزولیوشن پاس ہووے۔ اہل مدینہ کی اندرونی
حکمت عملی اس ہولناک اور اسلام کے لئے سخت خطرناک حالت کی پیشین گوئی کررہی تہی جسمیں
سوائے مرگ کے اور کوئی چارہ نہیں ہوتا۔ یہہ خیال کرنا کہ اہل مدینہ جلیل القدر صحابہ اور مہاجرین
کی حکومت کے بارے سے سبکدوش ہونا چاہتے تہے ایک مستبعد امر ہے بہرحال یہہ تسلیم کرنا
پڑیگا کہ انکی ناشدنی کوششوں میں آتشین عنصر ملا ہوا تہا جو بہت جلد اسلام کو جلا کر خاکستر
کردیتا۔

درحقیقت اسلام کے لئے یہہ وقت بہت نازک تہا۔ اور اسکی نازک حالت اسوقت معلوم ہوسکتی ہے جب
ہم تہوڑی دیر کے لئے اپنے کو اس حالت کے پاس پہنچا دینگے اور عربوں کی طیش انگیز اور آتش فشان تند
روح کا اندازہ کرینگے۔ اور پہر ایسی حالت میں کہ ابہی تک ان کا کوئی سردار مقرر نہوا تہا
سعد جو بنی خزرج کا سرگروہ تہا کبہی کا خلیفہ ہونے کے لئے نامزد ہی ہوچکا تہا یہہ امر بہی ......
اسلام کے لئے خوفناک تہا اور اس کا آیندہ اتفاق اور اتحاد معرض خطر میں تہا

جون ہی حضرت ابو بکر اور حضرت عمر نے اس خبر کو سنا تاسف آپ کو آگیا آپ کبھی نہ چاہتے تھے کہ بغیر سرانجام کئے مسجد کے باہر قدم رکھتے مگر یہ وقت وہ آپڑا تھا کہ اگر ایک لحظہ کا بھی توقف ہوتا تو پھر اسلام کو خونی کپڑے پہننے پڑتے مسلمانوں کی عظیم خونریزی سے رک گئے اور اسلام کی قسمت کو پامالی سے بچانے کے لئے آپ دونو صاحبوں نے ایک لمحہ کا بھی توقف نہیں کیا اور سیدھے اس شخص کی ہمراہی میں سقیفہ بنی ساعدہ میں آئے۔ سعد بن عبادہ کے ہاتھ پر ابھی بیعت ہونے پائی تھی کہ دونو اصحاب معہ عبیدہ بن جراح کے وہاں جا پہنچے تو انصار نے صورت دیکھتے ہی یہ کہا۔

کہ تم مہاجر ہو اور تمہارا فخر بڑا ہے لیکن ہم نے بھی بہت رنج اٹھایا ہے اور چاہتے ہیں کہ اپنے میں سے ایک امیر منتخب کریں حضرت عمر جنکا چند ساعت کا جوش ابھی ٹھنڈا نہوا تھا چاہتے تھے کہ اٹھکر منہ توڑ انصار کی درخواست کا جواب دیں مگر حضرت ابو بکر نے حضرت عمر کی یہ آتش مزاجی اور تندی۔ چہرہ پر طیش انگیز غضب کی تمتماہٹ دیکھکر روک دیا مبادا غیظ کی حالت میں سخت اور درشت کلمے آپکی زبان مبارک سے سرزد ہو جائیں آپنے نہایت سہولت اور متانت اور نرم زبانی سے خود ہی تقریر کرنی شروع کی اور یہ فرمایا۔ جو کچھ انصار نے اپنی تکالیف کے بارے میں کہا ہے حقیقت میں یہ صحیح ہے مگر نسبی شرافت اور رعب و دبدبہ میں قریش سب سے افضل ہیں اور سوائے ان کے عرب کی غیر مطیع روح کسی کے آگے سر نہ جھکائے گی۔ اسپر انصار نے کہا اچھا یون سہی کہ تم اپنے میں سے امیر منتخب کر لو اور ایک ہم منتخب کر لیتے ہیں۔ یہ نا واجب اور غیر خوش آیندہ تقریر سنکر حضرت عمر سے نہ رہا گیا آپ نے باواز بلند فرمایا دو سر ہو یہ کبھی نہیں ہو سکتا دو امیر ایک جگہ نہیں رہ سکتے۔ اس تقریر نے طول کھینچا اور طرفین سے لوگ مباحثہ کرنے کے لئے کھڑے ہوئے اور گرم گرم الفاظ پر نوبت پہنچ گئی۔ اور ابن حباب سب سے زیادہ جو بدزبانی اور آتش بیانی کو کام فرما رہا تھا کہ حضرت عمر نے اپنے اسی غصیلے لہجہ میں کہا۔ خدا تجھے غارت کرے۔ حباب نے بھی اسی تلخی سے اس کا جواب دیا۔ حضرت ابو بکر کی محتاط اور نتیجہ پیدا کرنیوالی نظرین معاملہ کی دگرگونی پر پڑ رہی تھیں آپنے فوراً آگے بڑھکے انصار سے کہا یہ دو شخص (حضرت عمر اور ابو عبیدہ کی طرف اشارہ کرکے) تمہارے سامنے موجود ہیں ان دونو میں سے جسے چاہو اپنا امیر بنا لو اور اس کے ہاتھ پر بیعت کر لو حضرت عمر نے نہایت بلند آواز سے جس سے تمام مکان گونج اٹھا کہا نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے لئے پہلے ہی سے امامت کا حکم دے چکے یعنی آپ ہی ہمارا امیر ہے اور مجھ سے افضل ہے حضرت ابو بکر نے اس کے جواب میں کہا کہ تو مجھ سے زیادہ قوی ہے دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عمر نے کہا کہ تو رسول اللہ کے بعد خیر الناس یعنی سب آدمیوں سے بہتر ہے۔ حضرت ابو بکر نے اس کے جواب میں ارشاد کیا میں نے رسول اللہ کو یہ کہتے سنا ہے کہ عمر سے بہتر کسی شخص پر آفتاب طلوع نہیں ہوا مگر حضرت عمر نے حضرت ابو بکر کا ہاتھ لیکر اسپر بیعت کی ۔ آپ کی بلند آواز نے مسلمانوں کے دلوں کو ہلا دیا تھا اور

اور حضرت ابو بکر صدیق کے از سر نو فضائل یاد دلائے تھے اب انہیں بھی ایک جنبش پیدا ہوئی اور وہ بھی بیعت کرنے کے واسطے بڑھنے لگے۔ حباب نے بنی خزرج کو دوبارہ برانگیختہ کرنا چاہا مگر بنی اوس کے بیعت کر لینے سے وہ بھی خوشی خوشی بیعت پر آمادہ ہوئے اور حباب کو جھڑک دیا خدا خدا کر کے یہہ خطرناک ہنگامہ یوں فرد ہوگیا۔

اس اثنا میں آنحضرت کے غسل اور تدفین سے فراغت ہو چکی تھی اور شب نے کل کاموں پر پردہ ڈال دیا تھا۔ دوسرے دن صبح کو جب لوگ مسجد میں جمع ہوئے تو حضرت عمر اور حضرت ابو بکر بھی مسجد میں آئے حضرت عمر نے کھڑے ہو کے اس عظیم مجمع کو خطاب کیا اور یہہ کہا۔ ''اے لوگو کل جو کچھ میں نے تم سے کہا وہ صحیح نہیں تھا اور وہ خدا کی کتاب اور اس کے وعدہ کے خلاف تھا میں تو اپنی اس خواہش کے خیال سے کہتا تھا کہ پیغمبر خدا ابھی اور زیادہ دنوں تک ہم میں رہتے اور اپنی زبان مبارک سے ہم کو نصیحت اور ہدایت کرتے لیکن خدا نے ۔ ۔ ۔ ۔ انہیں ہمارے پاس سے اپنے پاس بلا لینا پسند کیا ہے مگر خدا کا کلام جو خدا نے ہماری ہدایت کے واسطے اپنے رسول کو بخشا ہے وہ ہمارے پاس موجود ہے اسپر عمل کرو اسے اپنا ہادی بناؤ۔ اور تم گمراہی میں نہ پڑو اور اب خدا نے تمہارے کاموں کے انصرام کے لئے تمہیں اس شخص کے ہاتھوں میں سپرد کیا ہے جو ہم سب سے افضل اور بہتر ہے جو خدا کے رسول کا رفیق اور اسوقت کا جب کہ وہ غار میں تھے ایک ہی ساتھی ہے اٹھو اور اس کے ہاتھ پر بیعت کرو بس لوگ سب طرف سے آنے لگے اور حضرت ابو بکر کے ہاتھ پر منگل کے دن ربیع الاول کی چودھویں تاریخ سنہ ہجری مطابق ۹ جون سنہ ۶۳۲ع کو بیعت کی اس دن سے گویا اسلام کی ملکی ترقی کی تاریخ شروع ہوتی ہے ابھی تک اسلام کی عرب میں مستقل حالت نہ تھی اکثر منافقانہ عنصر باقی تھے اور وہ ہر وقت بھڑک اٹھنے کے لئے ایک بہانہ دیکھ رہے تھے۔ پہلا کام جو حضرت صدیق اکبر نے کیا وہ یہہ تھا کہ آپنے اسامہ بن زید کو رسول اللہ کی خواہش کے موافق افسر فوج بنا کر ملک شام کی طرف روانہ کیا جب گورنمنٹ مدینہ شام پر فوج روانہ کرنے سے بہت کمزور ہوگئی تو منافق گروہ نے مدینہ پر تاخت کی اور چاہا کہ گورنمنٹ مدینہ کو زیر و زبر کر ڈالیں۔ گو فوج بالکل نہ رہی تھی مگر پھر بھی حضرت عمر جیسے شجاع اور صائب رائے کا ہونا کافی تھا وہ باغی آخر پسپا کر دئے گئے اور بعد ازاں انہیں اطاعت کا ایسا سبق پڑھایا گیا کہ پھر وہ اسلام کے سچے مطیع نکلے۔

حضرت ابو بکر کا زمانہ خلافت بہت جلد ختم ہوگیا گو آپکے زمانہ خلافت میں شام کا بہت بڑا حصہ فتح ہوگیا تھا اس پر بھی جو تکمیل حضرت عمر کے وقت میں ہوئی وہ آجتک ویسی ہی چلی جاتی ہے۔

شام جب لشکر روانہ ہوا ہے تو ابو عبیدہ کمانڈر انچیف مراے نام تھا مگر دراصل لشکر کی کمان خالد جیسے بہادر کے ہاتوں میں تھی جنہیں خلیفہ کے آگے پرجوش لہجہ میں ملتے دونوں ہاتھ اٹھا کر یہہ کہا تھا اے خداوند

یہہ نابکار بت پرستی کے خیالات کے شکار تیرے سوا دوسرے کو خدا بناتے ہین اور ہم تیری ہی عبادت کرتے اور تجھے ہی معبود سمجھتے ہین۔ تیری توحید کی حقیقت کو ہمنے سمجھہ لیا ہے اور ہمارے دلون پر مضبوطی سے یہہ نقش ہو رہا ہے کہ سوائے تیرے اور کوئی دوسرا خدا نہین ہے ہم تجھسے التجا کرتے ہین اپنے نبی کے واسطے سے ان کفار اور مشرکون کے خلاف ہماری مدد کر۔ بہادر خالد کی یہہ دعا قبول ہوگئی اور خدا نے مشرکین پر مسلمانون کو فتح یاب کیا دریائے جبردان کے شرقی جانب ایک آباد شہر بزندہ نامی ہے جہان اول ہی اول قبل از نبوت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نسطورین عیسائیون سے ملے تھے یہان ایک مضبوط قلعہ بنا ہوا تھا جس سے شہر کی قابل اطمینان حفاظت ہوتی تھی رومتہ الکبریٰ کا استواری سے اس شہر پر قبضہ تھا اور بظاہر اسکی حالت ناقابل گزر خیال کی جاتی تھی۔ اس کے سامنے آخر مسلمانون کے لشکر نے اپنا ڈیرا ڈالا۔ عیسائیون نے ایک کثیر التعداد خونخوار فوج سے قلعہ کو محفوظ کیا۔ قلعہ کی فصیلون مینارون اور کنگرون پر صلیب کے نشانات اڑائے جا رہے تھے اور تمام مسیحی مذہب کی نشانیان لٹکائی جا رہی تھین۔

اس جوش اور مذہبی امنگون سے خیال کیا جا سکتا تھا کہ عیسائی ذرا دیر تک سختی سے مقابلہ کرینگے مگر ابھی جنگ شروع ہونے سے پہلے گورنر شہر کے دل مین ربانی نور چمکا اور وہ پاک اور صاف دل سے مسلمان ہوگیا۔ گورنر شہر رومینس نامی نے مسلمان ہوتے ہی دروازہ شہر کہولدیا ہے اور مسلمانون کو اندر بلا لیا۔ قلعہ کے دروازے بھی مسلمانون کے لئے کہول دئے گئے تھے۔ رومینس گورنر نے جب مسلمانون کا لشکر اندر آرہا تھا باآواز بلند عیسائیون سے مخاطب ہوکے یہہ کہا ،، مین تمہاری سوسائیٹی پر اس دنیا مین اور آیندہ عالم مین عاق کرتا ہون انکو اور انھین جو اسکی پرستش کرتے ہین۔ مین نے پسند کیا ہے خدا کو اپنا مالک اسلام کو اپنا ایمان مکہ کو خدا کا گہر۔ مسلمانون کو اپنا بہائی۔ محمد عربی کو اپنا نبی جو ہمین راہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہدایت دکہانے کے لئے مبعوث ہوا تھا اور اس سچے مذہب کی تلقین کرنے کے لئے کہ جو توحید سکہاتا ہے اور شرک و کفر سے بچاتا ہے ہمارے درمیان بہیجا گیا تھا۔

ایرانیون کے حملے کے وقت سے ایشیائے کوچک۔ شام۔ فلسطین۔ بالکل کسی ایک خاص مذہب سے ہاتھہ دہو بیٹھے تھے اور ڈریپر کے قول کے مطابق وہ مسلمانون کا مذہب قبول کرنے کے لئے منہ کہولے بیٹھے تھے (دی کانفلکٹ بیٹوئن ریلیجن اینڈ سائنس صفحہ ۸۰) بزندہ سے شام کا دار الخلافہ دمشق جانب شمال صرف ستر میل تہا۔ شہر بزندہ کو فتح کرتے ہی اسلامی لشکر عقابی جہنڈا اڑاتا ہوا دمشق پر بڑہا اور سپہ سالار اسلام نے جاتے ہی یہہ سمن دیا کہ دمشق اپنی مرضی ظاہر کرے کہ جزیہ دینا پسند کرتا ہے یا اسلام قبول کرنا یا میدان کارزار مین سینہ بسینہ جنگ کرنا۔ شہنشاہ ہرقلس اپنے محل مین

جو دمشق سے بالکل شمال کی جانب ڈیڑہ سو میل کے فاصلہ پر تہا یہہ خوفناک خبرین گوشگذار کر رہا تہا جون ہی اسے مسلمانون کے دمشق کے محاصرہ کی خبر پہنچی اس نے فوراً ستر ہزار سپاہ اسلامیون کے پس پا کرنے کے لئے روانہ کی ـ ناچار مسلمانون نے محاصرہ اوٹہا لیا ـ اور اس بڑہتی ہوئی فوج سے ہم نبرد ہوئے ـ ایک خونخوار میدان کے بعد ہرقل کی فوج پارہ پارہ کر دی گئی اور دوبارہ دوسری جانب سے خالد سیاہ عقابی جہنڈا لئے ہوئے دمشق کی طرف بڑہا اور سوا دو مہینے کے محاصرہ کے بعد آخر دمشق فتح کر لیا گیا ـ ڈریپر اپنی مذکورہ بالا کتاب کے صفحہ ۹۸ مین لکہتا ہے ،، مسلمانون کا لشکر مجذوبون کے گروہ کی طرح نہایت سے جنگجو پر مذہب تہے پہر پر جوش عرب ہی میدان مین اپنا مقابل طلب کرتا ہوا نہ نکلتا تہا بلکہ عورتون مین بہی وہ ہی اسپرٹ تہی اور وہ بہی اپنے مردون کے پہلو بہ پہلو جنگ کر رہی ہتین ـ مستورات کی شجاعانہ جانبازیون کی سچی تصویر مسلمان مورخون نے ہماری آنکہون کے آگے کہینچ دی ہے ،،ـ

مسلمانون کا لشکر دمشق سے شمال کی جانب بڑہا ـ رستہ مین بعلبک شامی پہاڑی کے دار الخلافہ اور حمص کو جو شرقی میدان کا خاص شہر تہا ہڑپ کر لیا ـ یہہ غیر معمولی خوفناک سیلاب اسلامی لشکر کا دیکہہ ہرقل کی بجہی ہوئی آگ کرید گئی اس کے سینہ مین ایک دہوان اوٹہا آخر اس نے مسلمانون کے پس پا کرنے کے لئے ایک لاکہہ چالیس ہزار فوج روانہ کی ـ یرموک کے میدان مین ایک خون ریز معرکہ ہوا اسلامی لشکر کا دایان بازو ٹوٹ گیا مگر عرب خواتین کے جوشیلے اور دلون مین دلیری کی آگ مشتعل کرنے والے نعرون نے پہر مسلمانون کو میدان کی طرف پلٹا یا ـ اور انہین یہانتک جوش آیا کہ رومیون کے لشکر کے دہرے اڑا دئے اور اس سختی سے قتل عام کیا جس کی نظیر اور گذشتہ میدانون مین بہت کم ملیگی ـ چالیس ہزار رومی گرفتار کر لئے گئے اور مقتولین کا قابل اطمینان شمار نہین ہے اب تمام ملک فاتحون کے قدمون کے نیچے پڑا ہوا دکہائی دیتا تہا یہان سے مسلمانون کے لشکر کا حملہ جانب شرق جردان پر تہا یہہ بدیہی طور پر سمجہہ لیا گیا تہا کہ ایشیائے کوچک پر آنکہہ اوٹہانے سے پہلے فلسطین کے مشہور اور مضبوط شہر فتح کر لئے جائین ـ اسلامی جنرلون مین باہم اختلاف رائے ہوا کہ آیا پہلے اورشلیم فتح کیا جائے یا قیساریہ پر قبضہ کیا جائے ہر چند جہگڑا ہوا اور طرفین نے اپنی اپنی وجوہات قایم کین مگر فیصلہ نہوا آخر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس یہہ جہگڑا پیش ہوا آپ نے نہایت دور اندیشی اور دانائی سے حکم دیا کہ پہلے اورشلیم فتح کیا جائے کیونکہ اورشلیم کی فتح کا نتیجہ تمام ملک پر خوش آیندہ اثر ڈالیگی ـ خلیفہ کا حکم ہوتے ہی لشکر اسلام بڑہا اور اورشلیم کا محاصرہ ہو گیا ـ اس مقدس شہر کے باشندے سب سے زیادہ اس گمان مین تہے کہ ہمارا خداوند ہماری مدد کے لئے فوج کثیر بہیجے گا اور اپنے مقدس شہر کو کافرون کے ہاتون سے بچالے گا ـ مگر ان کا یہہ خیال غلط نکلا اور ان کے خداوند نے کسی قسم کا لشکر لیپے تہدا اور خداوند کہنے والون کی مدد کے لئے نہین روانہ کیا

چار مہینے کے محاصرہ سے تنگ آکے آخر بطریق اور شلیم کی دیوارون پر صلح کی شرطین کرنے کیواسطے نمودار ہوا۔ اس بطریق کا نام سافرونئس تہا اس نے یہہ شرط کی کہ تم لڑائی تہام دو اور اپنے خلیفہ کو بلالو جسوقت خلیفہ آئیگا اس کے لئے فوراً شہر کے دروازے کہولدئے جائینگے اُسے خیال تہا اگر خلیفہ کی غیر موجودگی مین اس کے جنرل کے لئے دروازے کہول دئے گئے مبادا خونریزی کرین۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ سے تشریف لائے۔ آپ ایک سرخ اونٹ پر سوار تہے۔ دو تہیلے آپ کے پاس تہے ایک مین جو کا دلیا اور ایک مین کہجورین اور ایک لکڑی کی رکابی تہی اور ایک مشکیزہ پانی پینے کا تہا بس حضرت خلیفہ کے ساتھہ یہہ سامان اور یہہ باربرداری تہی۔ فاتح ایران و شام و عرب اس مقدس شہر مین داخل ہوا پہلو مین بطریق بیٹہا ہوا تہا۔ بغیر ایک خون کی بوند گرائے نہایت امن اور سہولت سے یہہ مقدس شہر مسیحی قبضہ سے نکلکر اسلامی تصرف مین آگیا۔ خلیفہ نے حکم دیا کہ حضرت سلیمان کے عبادتخانہ کے پاس ایک مسجد تیار کی جائے پھر آپ واپس مدینہ تشریف لیگئے۔

ہرقل مسلمانون کی ان شتابانہ فتوحات کو پرخوف نظرون سے دیکہہ رہا تہا بڑی مدت کے بعد اسکی یہہ سمجہہ مین آیا کہ میرے عقیدے نے ملک پر یہہ وبال ڈالا ہے چنانچہ وہ مسیحی مشرک سے مسیحی موحد بنگیا اور اب اپنے مصلوب خداوند سے یہہ امید ہوئی کہ وہ مجھے مسلمانون کے ہاتھہ سے میرا ملک لوادیگا۔ مگر اسے یہہ معلوم نہ تہا کہ مسلمان اس سرزمین کے اس کے خداوند ہی کے فیصلہ کے بموجب مستحق قرار پاچکے ہین پہر بہلا ان کا استحقاق کون چہین سکتا تہا۔ اسی عرصہ مین الیپو اور انطاکیہ بہی مسلمانون کے قبضہ مین آچکا تہا۔ اب کوئی چیز ایسی مانع نہین تہی جو مسلمانون کو ایشیائے کوچک کے تاخت و تاراج کرنے پر مانع آتی۔ خود ہرقل نے اپنی نجات فرار ہونے مین دیکہی ڈریپر نہایت المناک حسرت سے شام کے فتح ہونے کی نسبت نہایت دردناک الفاظ مین یہہ لکہتا ہے "وہ ملک شام جسے پامپی اعظم رقیب قیصر نے سلطنت روم کے ساتہہ شریک کرلیا تہا جسے سات صدیان گزر چکی ہین۔ وہ شام جو عیسائیت کی پیدائش کی جگہہ تہا معہ اپنے پاک عبادتگاہون کے خوش منظر و غیر ممکن الحصول طریقہ سے نکل گیا یہہ وہی زمین تہی جہان سے ہرقل نے ایرانی حملہ آورونکو مار کر نکالا تہا ہمین یہہ روایت پہنچی ہے کہ جب ہرقل فرار ہونے کے لئے جہاز مین سوار ہوا ہے اور اس کے جہاز نے کنارے سے لنگر اٹہایا ہے تو اس نے ٹوٹی ہوئی جانکنی کی صدا مین یہہ بہولا ہوا فقرہ کہا ہے سلام تجہے اے شام دائمی سلام ف۱"

مسیحی مورخ کے ان دردناک الفاظ کی کیفیت مسلمان بخوبی پہچان سکتے ہین کیونکہ ان پر بہی یہہ گذر چکی ہے جب وہ سات سو برس کی سلطنت کے بعد نکالے گئے ہین تو اُنہون نے یہی الفاظ اندلس سے بہی کہے تہے اور جب وہ یونان رومانیا مشینگرو وغیرہ کی طرف دیکہتے ہین تو اب بہی ان کی زبان سے یہی نکلتا ہے۔

ف۱ کانفلکٹ بٹوین سائنس اینڈ ریلیجن مصنفہ ڈریپر صفحہ ۹۱۔

مین اس کی زیادہ ضرورت نہین جانتا کہ طرابلس اور بائر کی فتح کی کیفیت درج کرون اور یہہ لکھون کہ فنیلڈ کیونکہ فتح کیا گیا تہا اسکا مفصل بیان میری کتاب الفاروق مین موجود ہے۔ نہ اس لکھنے کی زیادہ ضرورت ہے کہ بلیک سی کی طرف خلیفہ کی فوجین کیونکر بڑہین اور انہون نے قسطنطینہ کو جاکر کیونکر گھیر لیا۔ اصل یہہ ہے جب آورشلیم فتح ہوچکا تہا تو پہر کوئی بات باقی نہ رہ گئی تہی۔

آورشلیم فتح ہونا گویا عیسائیت کے عظیم الشان دار الخلافہ کا مفتوح ہونا تہا۔ باوجودیکہ مجنون مسیحی مجاہدین کی کوششون سے کئی کئی بار عارضی طور پر آورشلیم عیسائیون کے قبضہ مین آگیا مگر پہر اسیطرح اسلام کی حفاظت مین اب تک موجود ہے کل کی خبر نہین کہ کیا ہوجائے مگر ہر مسلمان کی دعا ہے کہ اس لمحہ اے خدا مجہے مار ڈالیو جب صلیبی النشان دمشق کی مسجد بیاڑائے جانے کی خبر مین سنون۔

قسطنطینہ کے مسیحی مورخون نے آورشلیم ہاتہہ سے نکل جانے کے بعد مسلمانونکے خلاف ایسی ایسی باتین لکہنی شروع کین کہ جنکی بد تہذیبی کا کوئی بہی اندازہ نہین ہوسکتا۔ انہون نے لکہا کہ عنقریب ان کا فرون پر آسمانی غضب آئیگا اور انہین صفحہ ہستی سے نیست و نابود کردیگا غرض وہ نا ملایم اور نا قابل بیان باتین لکہین جن کے حوالہ قلم کرنے کی نفس تہذیب اور قانون محمدی اجازت نہین دیتا۔ یہی کیفیت یورپ کے مسیحی مورخون کی ہے جو اپنی لاعلمی یا ہٹ دہرمی سے وہ وہ باتین اسلام اور بانئے اسلام کے سر تہوپتے ہین کہ دیکہنے سے نفرت ہی نہین ہوتی بلکہ ان کی مہذب سوسائٹی کا ایک خاکا کہنچتا ہے۔ خدا ان پر رحمت کرے اور انہین ہدایت کا رستہ دکہائے۔

مین طولانی صورت مین مسلمانون کی فتوحات پر بحث کرنا نہین چاہتا صرف اسیقدر لکہنا کافی ہے کہ ان کی فتوحات اسکندر اعظم کی شہاب ثاقبی فتوحات سے زیادہ وسیع اور استوار تہین۔ مگر ہان یہہ ضرور لکہونگا کہ آتش پرستی اور زرتشت کے مذہب کو اسلامی فتوحات نے عیسائیت سے کہین زیادہ صدمہ پہنچایا۔ فارس کی قسمت کا بالکلیہ دارو مدار جنگ قادسیہ پر تہا۔ اس کے فتح ہونے پر مسلمانون کے ہاتہہ شاہی سلح خانہ۔ غیر محدود مال غنیمت اور لا انتہا امیرانہ معاشرت کے سامان لگے۔ ایک جانب سے تو وہ بحر اوقیانوس کی طرف بڑہے اور دوسری جانب سے جنوب کی طرف دریائے دجلہ سے پرسیپولس تک انہون نے تمام ملک صاف کرلیا۔ ایرانی شاہ یزدجرد اپنی زندگی بچانے کے لئے بہت بڑے سالٹ ڈیزرٹ مین بہاگ گیا یہ ملک سکندر کے حملہ سے اب تک ویران اور غیر آباد پڑا ہوا تہا۔ اسلامی لشکر کے ایک حصہ نے یزدجرد کو مجبور کیا کہ وہ بحر اکسس سے عبور کر جائے۔ وہان وہ بیچارہ ترکون کے ہاتہہ کا شکار ہوا۔ اسکا بیٹا مسلمانون کے خوف سے چین بہاگ کر چلا گیا۔ اور شہنشاہ چین کے گارڈ کا کپتان مقرر ہوا۔ اکسس کے پرے تک مسلمانون کے لئے کل ملک صاف ہوگیا تہا۔ اور یہان سے بیس لاکہہ اشرفیان محصول کی سالانہ اسلامی بیت المال مین داخل ہوتی تہین۔

جب سلمانون کی ملکی فتوحات کی اتنی دہوم مچی تو خاقان چین بہی مدینہ مین خلیفہ کی دوستی کا خواہشمند ہوا۔ اس اثنا مین اسلامی پہریرا دریائے انڈس کے کنارون پر اڑنے لگا تہا۔

شامی جنگون مین جن جنرلون نے اپنے کو زیادہ ممتاز کرکے دکہایا تہا انمین ایک عمرو بن العاص تہا جسکی قسمت مین ملک مصر کی فتح لکہی ہوئی تہی۔ اسلئے کہ حضرت عمر نے شمال اور شرق ہی کی فتوحات اپنی مرتفع شان کے لئے کافی نہ سمجہین اسلئے اپنے بہادر جنرلون کو مغرب کی طرف بہی بڑہنے کا حکم دیا اور افریقہ کو سلطنت اسلامی مین شریک کرلینے کی مرضی ظاہر فرمائی۔

ممفس فیرالواک کا پرانا دارالخلافہ بہت جلد فتح ہوگیا اور بعدازان اسکندریہ کا محاصرہ کرلیا گیا۔ چونکہ اسکندریہ کی پشت پر سمندر کہلا ہوا تہا ہرقل کو بحری مدد بہیجنے کا پورا موقع ملا اسنے جہانتک اس سے ہوسکا فوجون پر فوجین روانہ کرنی شروع کین۔ حضرت عمر کو ہرقل کی ہر بات کی برابر خبرین پہنچ رہی تہین آپنے یہہ سنتے ہی شامی فوج کو حکم دیا کہ وہ اسکندریہ پر محاصرہ کرنے والون کی مدد کے لئے بڑہے بڑے میدان ہوئے۔ فتح کی خطرناک کوشش مین جب عمرو بن العاص سیڑہیان لگاکر اسکندریہ کے قلعہ مین پہنچا تو وہان فوراً گرفتار کرلیا مگر اس کے غلام کی قابل مدح چالاکی نے اپنے آقا کی جان بچادی اور وہ بخیر و عافیت اپنے لشکر مین پہنچ گیا۔

آخر ۱۴ مہینے کے محاصرہ اور تیس ہزار فوج کے ضائع ہونے کے بعد سلمانون نے اسکندریہ کو فتح کرلیا فتح کرنے کے بعد جو خط عمرو بن العاص نے حضرت عمر کی خدمت مین روانہ کیا اسکے چند فقرے مفصلہ ذیل ہین۔

،، اس مین چار ہزار محلات۔ چار ہزار حمام۔ چار ہزار تہیٹر۔ بارہ ہزار دکانین جنمین صرف میوہ اور ترکاری فروخت ہوتی ہے اور چالیس ہزار باجگزار یہودی ہین۔

اسطرح عیسائیت کا دوسرا بڑا مغربی شہر سلمانون کے قبضہ مین آیا۔ اورشلیم کی قسمت نے اسکندریہ پر بہی اچہا اثر نہ کیا۔ اینٹیوک۔ سٹیس۔ ایریٹس۔ اور سرل کا شہر اسطرح آناً فاناً مین اپنے قدیمی آقاؤن کے قبضہ سے نکل کر نئے مستحقون کے تصرف مین آگیا۔

ہرقل کو یہہ قاتل اور فنا کردینے والی خبر قسطنطنیہ مین اسوقت ہوئی جب وہ اپنی شہنشاہ بیگم کے ساتہہ بیٹہا ہوا شراب کا جام پی رہا تہا۔ سنتے ہی اس نے جام شراب ہاتہہ سے پہینک دیا اور چاردن کا خانہ جت جاتا غم نے اسکے دل کو مسوس لیا۔ جہان اسکی آنکہون مین اندہیر ہوگیا۔ زمین پیرون کے نیچے سے نکل گئی اور کلیجہ پر ہاتہہ رکہکے بیٹہہ گیا۔ اسے معلوم ہوگیا کہ عیسائیت کے تنزل سے میری سلطنت کی کچہہ بہی وقعت نہ رہیگی سو وہ مشکل سے اسکندریہ کے چہن جانے کے بعد ایک مہینہ

زندہ رہا ہوگا۔

اسکندریہ قسطنطینہ کے لئے نہ صرف راسخ الاعتقاد عیسوی مذہب کا ذخیرہ مہیا کرتا تہا بلکہ خوراک کا بہی ذریعہ بہی بہت بڑا تہا مصر بہی اسیطرح بازینٹائن گورنمنٹ یا دولت قسطنطینہ کا غلہ کا گودام تہا۔ اسوجہ سے مرتا کیا نکرتا دوبار زبردست بحری فوج قسطنطینہ سے اسکندریہ کو مسلمانون کے ہاتہون سے نکال لینے کے لئے روانہ کی گئی مگر دونون بار عمرو بن العاص نے انہین پسپا کر کر دیا ان دونون بار بار کے حملون سے عمرو بن العاص کو بہت غصہ آیا اور اسنے نہایت درشتی سے یہہ کہا۔ " اگر سہ بارہ اور بہی حملہ کیا گیا تو خدا کی قسم مین اسکندریہ کو ایسا صاف

میدان کر دونگا کہ ہر شخص اسطرح آزادی سے آسکیگا جیسے کسی کے گہر مین "

مگر یہہ قول بے اختیاری اور طیش انگیز حالت مین اسکی زبان سے سرزد ہوگیا تہا بعدازان جو کوشش اسنے اسکندریہ کو سرسبز بنانے اور ترقی دینے مین کی وہ وقعت کی نظرون سے دیکہنے کے قابل ہے خلفا کی یہہ خواہش نہ تہی کہ مصر ہی تک اپنی فتوحات کو محدود رکہین۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بالکلیہ شمالی افریقہ کو اپنے قبضہ مین کر لیا۔ آپکا بہادر جنرل عبداللہ چالیس ہزار فوج کے ساتھہ ممفس سے روانہ ہوا اور دشت برقا سے گزرتا ہوا طرابلس مین پہنچا مگر اپنے لشکر مین وبا پہیلنے کی وجہ سے اسے بن داشپ حبشی کوششین اب تک کی گئی تہین انہین صرف بیس برس کا زمانہ لگا تہا کہ اسی اثنا مین عقبہ نے دریائے نیل سے اپنا رستہ بحر اٹلانٹک کی طرف کیا جزایر کینریز کے سامنے اس نے سب سے پہلے اپنے گہوڑے کو سمندر مین ڈالدیا اور یہہ کہا۔ " اے ذوالجلال معبود اگر یہہ سمندر میری رفتار کے مانع نہ آیا تو مین مغرب کے نامعلوم سلطنت مین جانے کا قصد رکہتا ہون اس نیت سے تاکہ تیرے پاک اور مقدس نام کی توحید کی تلقین کرون اور ان سرکش قومون کو جنہون نے تیرے سوا دوسرون کو معبود بنا رکہا ہے حوالہ تلوار کرون "

اب مسلمانون نے ملک کے اندرونی حصص کو فتح کرنا شروع کر دیا تہا۔ یہانتک کہ باقی زین ٹائن گورنمنٹ کے قبضہ مین صرف وہ ہی شہر رہگئے جو بحر روم کے کنارون پر واقع تہے۔

پہر عبدالملک نے (مروانی خلیفہ) بالکلیہ کارتہیج پیا اپنا قبضہ کرنا چاہا جو بیشک شمالی افریقہ کا دارالخلافہ تہا۔ اسکے جنرل حسن نامی نے کارتہیج پر حملہ کیا مگر قسطنطینہ سے سسلی اور گاتہک کی فوجون نے روانہ ہوکے کارتہیج کو بچالیا اور پہر حسن کو تہوڑا ناکام واپس آنا پڑا۔ مگر یہہ بچانا محض عارضی تہا حسن نے چند ماہ مین یہہ حملہ کی تیاری کی اور یکایک کارتہیج پر آپڑا عیسائیون کی فوجین پٹی پڑی ہتین۔ حسن نے سبکو شکست دیکر کارتہیج پر قبضہ کر لیا اور بعدازان اسے جلادیا۔

اورشلیم۔ اسکندریہ۔ کارتہیج یعنی دارالخلافون مین سے تین دارالخلافے اس طرح مسلمانون کے قبضہ مین آئے۔ ہان قسطنطینہ کا قبضہ مین آنا صرف باقی رہا تہا۔ اور جب یہہ بہی قبضہ مین آگیا تو روشۃ الکبری

باقی بچا تھا۔

مسیحی ترقی میں کارتھیج نے لا یعنی پلے ایکٹ نہیں کیا تھا۔ یورپ میں لاطینی عیسائیت اسی نے پہنچائی تھی اور جن علم الٰہی جاننے والوں نے اول ہی اول یورپ میں قدم رکھا وہ کارتھیج ہی کے باشندے تھے اس کے علاوہ سب میں بڑی بات یہہ ہے کہ یہہ سینٹ آگسٹائن کا گھر تھا۔

ڈریپر اپنی مذکور الصدر کتاب کے صفحہ ۹۶ میں لکھتا ہے "دنیا کی تاریخ میں کسی ایسے مذہب کا پتہ نہیں لگتا جس نے آناً فاناً میں اتنی جلدی بلحاظ اپنی وسعت کے ترقی کی ہو۔ اسوقت یہہ آلتائی پہاڑوں سے بحر اٹلانٹک تک اور ایشیا کے مرکز سے افریقہ کے مغربی کنارہ تک فرمانروائی کر رہا تھا"

خلیفہ الولید (مروانی) نے دوبارہ یورپ کو فتح کر لینے کا مصمم ارادہ کیا اور چاہا کہ سب سے پہلے اندلس پر قبضہ کرلوں۔ الولید کے جنرل موسے نے اندلس پر حملہ کرنے سے پہلے یہہ سوچ لیا کہ یہاں میدان خونریز لڑنے پڑینگے اسلئے اس نے ایک زبردست لشکر اور بکثرت باربرداری کے ساتھہ اندلس کا رخ کیا۔ جیسا کہ اس نے خیال کیا تھا۔ زیریس کے میدان میں شاہ اندلس کے ساتھہ ٹولیڈو کا آرک بشپ اور کاؤنٹ جولین گوتھک جنرل فوجوں کی کمان کر رہے تھے ۔۔ ایک خونریز میدان کے بعد شاہ اندلس بھاگ گیا اور حملہ آوروں کے تعقب پر آخر اس بدقسمت شاہ نے، گوڈیل کو نور میں ڈوب کر جان دیدی۔

نہایت تیزی سے طارق جنرل موسے کا لیفٹنٹ میدان جنگ سے ٹولیڈو کی طرف بڑھا اور وہاں سے جانب شمال رخ کیا موسے کے پہنچنے پر جزیرہ نمائے اندلس بالکلیہ مسلمانوں کے قبضہ میں آگیا تھا اور گوتھک لشکر کا بقیہ پرینیز کے پرے فرانس میں جان بچا کے چلا گیا تھا۔ طارق نے فتح اندلس کو اپنے فتوحات یورپ کے ارادہ کی پہلی سیڑھی خیال کرکے اپنا خیال عام میں یہہ ظاہر کیا کہ میں یہاں سے اطالیہ کو فتح کرتا ہوا اور اس ملک میں توحید خدا کی منادی کرتا ہوا قسطنطنیہ جاؤنگا اور سلطنت رومتہ الکبری اور عیسائیت کا خاتمہ کرکے ایشیا میں سے گزر کر اپنے فتحمندانہ ہتیاروں کو خلیفہ کے قدموں پر دمشق میں رکھدونگا۔

لیکن اتنی بڑی ناموری بہادر طارق کی قسمت میں نہ لکھی تھی۔ جنرل موسے کو طارق پر حسد ہوا اس نے اسکی سخت بیغیرتی کی۔ طارق کے دوستوں نے خلیفہ ولید سے موسے کی شکایت کی کہ اس نے بلا قصور اس بیغیرتی سے طارق کو بے حرمت کیا ہے۔ فوراً دمشق سے ایک سفارت روانہ ہوئی کہ عین کیمپ میں موسے کو گرفتار کرے۔ وہ سفارت پہنچی اور حکم خلیفہ کے مطابق موسے کیمپ میں اپنے لشکر کے سامنے گرفتار کیا گیا اور کولمبس کی طرح پابجولان اپنے شاہ کے آگے لایا گیا۔ (جیسا کولمبس فرڈینڈ اور ملکہ ازابلہ کے سامنے لایا گیا تھا) خلیفہ ولید نے اسکا قصور معاف نہ کیا۔ اس کو درے لگائے آخر بیچارہ نہایت شکستہ خاطری اور مصیبت میں اس جہان سے کوچ کر گیا کولمبس کے ساتھہ یہہ ظالمانہ برتاؤ ہوا تھا اور وہ عزت سے دربار میں بلایا گیا تھا)

اور جزیرون کی سرد گردگی مین پھر فتح فرانس کی کوشش کی گئی ابتدائی جنگون مین ملک فرانس دہانہ گورہیا ای سے لوری تک فتح ہوگیا اس کے بعد عبدالرحمن اسلامی کمنڈر نے اپنی فوجونکو دو کالمون مین تقسیم کیا اور پھر کوچ کا حکم دیا ایک کالم مشرق کی طرف بڑہا اور راہون کو عبور کرتا ہوا آگے کی طرف نکل گیا اور ارلس کا محاصرہ کر لیا ایک عیسائی لشکر نے ارلس کو مسلمانون سے بچانا چاہا مگر ایک گران نقصان کے ساتھہ اسے پس پا ہونا پڑا۔ اسکا مغربی حصہ فوج اسیطرح کامیاب ہوتا ہوا ڈارڈوگونا مین ہو کے گذرا اور دوسرے مسیحی لشکر کو نہایت خوفناکی سے شکست دیتا ہوا آگے بڑہا چلا گیا۔ اس جنگ مین عیسائی بہت کام آئے جسکی نسبت ایک معتبر مورخ لکھتا ہے۔ ،، خدا ہی مقتولین کا شمار کر سکتا تھا اُسوقت تمام وسطی فرانس مسلمانون کے قدمون کے نیچے تھا اور آخر دریائے لوری کے کنارہ تک پہنچ گئے تھے۔ گرجے اور پادریون کے مقدس گھرون کے وہ خزانے جو انہون نے جبر و تعدی سے جمع کئے تھے فاتحان اسلام نے لوٹ لئے تھے جکی نسبت ڈریپر اپنی کتاب مذکور کے صفحہ ۷ ۹ مین لکھا ہے۔ ،، وہ اولیائے مسیحی جو اپنی کرامتون کا اسوقت اظہار کرتے تھے جب ان کی ضرورت نہ تھی اب اسوقت ان سے چاہا گیا کہ مسلمانون کے پس پا کرنے اور تباہ و برباد کرنے کے لئے اپنی کرامتین دکھائین۔ ،،

آخر حملہ آور فوج کی ترقی کی لین ڈوری چارلس مارشیل نے ۷۳۲ء مین روک دی تھی۔ ٹورس اور پواسٹرس مین ایک خونریز میدان مسلمانون اور فرانسیسیون مین سات دن تک ہوا۔ عبدالرحمان عین معرکہ جنگ مین شہید ہوا اور مسلمان پس پا ہوئے۔ اور اس کے بعد وہ بہت جلد پیری نیز کے چھوڑنے پر مجبور کئے گئے۔

اس لئے لوری کے کنارون نے مسلمانون کے یورپ پر بڑہنے کی ایک حد قایم کر دی گبن ان حالات کا بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے ،، ایک فتحمندانہ خط جو مسلمانون نے کھینچا تھا جبرالٹر سے دریائے لوری تک ایک ہزار میل تھا اتنی ہی دوری باقی رہگئی تھی ورنہ مسلمان پولینڈ اور اسکاٹلینڈ کے ہائی لینڈ تک جا پہنچتے۔

یہہ مجھے ضرور نہین ہے کہ مین مسلمانون کی ان فتوحات کا بھی بیان کرون جو بحر روم پر قبضہ پانے کے بعد انہین حاصل ہوئی تھین اور انہون نے کریٹ (جسے ترک اقریطس کہتے ہین) اور سسلی فتح کر لیا تھا اور وہان سے روم تہ الکبریٰ کی پرانی سلطنت کی سخت بیخ کنی کی تھی۔ ان کا جنوبی اطالیہ مین دخل ہونا اور سسلی کی فتح نے کل یورپ پر ایک خوفناک اثر ڈالا تھا۔

جسطرح انہون نے رومتہ الکبریٰ سلطنت پر زبردست حملے کر کرکے اسے ذلیل کیا ہے وہ واقعات بھی عجیب و غریب باتون سے پُر ہین۔ یکایک ایک اسلامی لشکر عقابی جھنڈے اڑاتا ہوا ٹیبر مین داخل ہوا اور پھر بہت جلد شہر کی دیوارون کے نیچے جا پہنچا۔ اس لشکر اسلامی نے گرد نواح کے اضلاع کو لوٹنا شروع کر دیا اور سینٹ پیٹر اور سینٹ پال کی قبرین کھود کر پھینکدین۔ خیال یہہ تھا شاید عیسائیون کو جوش آوے اور وہ باہر آ کے جنگ کرین مگر ان کے کانون پر جون بھی نہ پھری۔ سینٹ پیٹر کی قبر کی چاندی کی چھت اکھیڑ لی گئی اور افریقہ

روانہ کر دی گئی۔

سینٹ پیٹر کی قربان گاہ گویا رومی عیسائیت کی مجسم تصویر تھی۔

مسلمان اب تک قسطنطنیہ کا کئی بار محاصرہ کر چکے تھے اسکا مسلمانوں کے قبضہ میں آنا تقدیر ہو چکا تھا۔ بیت المقدس پہلے سخت بیغیرتی کے ساتھ بے دم ہو چکا تھا ایشیائے کوچک کے واجب الاحترام گرجے منہدم کر دیے گئے تھے یا ان کی مسجدیں بنگئی تھیں۔ کوئی مسیحی جو یرشلم یا اورشلیم کا زائرن یعنے مسلمانوں کے بلا اجازت قدم نہ رکھسکتا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مسجد حضرت سلیمان کے ٹیمپل کے پاس نظر آنے لگی تھی۔

ایک عظیم الشان قوت رکھنے والی مذہبی سلطنت جسے نہ دنیا نے اب تک دیکھا تھا نہ آیندہ دیکھے گی یکایک پیدا ہو گئی اور آناً فاناً اطلانٹک سے چین کی دیواروں کے نیچے تک پھیل گئی اور بحر اوقیانوس سے بحیرہ ہند کے کناروں تک اسکے ہاتھ پیر پھیل گئے۔ اور اب تک ختم نہوئی تھی یعنے اسکی حدود بندی نہوئی تھی سو وہ دن آنیکو تھا جب مسلمانوں نے قیصر کے جانشینوں کو مجبور کیا کہ وہ اپنی آبائی سلطنت چھوڑ کے چلدیں اور بعدازاں انہوں نے یونان کو اپنے قبضہ میں کرکے یورپ کو ہڑپ کرجانے کا ارادہ کیا۔ مگر عیسائیت کی آیندہ قسمت اچھی تھی کہ انمیں خانگی جھگڑے اور فساد ہو گئے ورنہ یورپ کی نجات مسلمانوں کے ہاتوں سے ناممکن تھی۔ اس عرصہ میں اسلامی سلطنت تقریباً کل افریقہ معلوم پر پھیل گئی تھی۔

ڈریپر اپنی اسی کتاب (کانفلکٹ بٹوین سائنس اینڈ ریلیجن کے صفحہ ۹۹) میں لکھتا ہے ''اسلام کی بڑھتی ہوئی فتوحات کو چارلس مارشل کی تلوار نے نہیں روکا بلکہ انکے باہمی اندرونی فساد سے یورپ کو ان کے ہاتھ سے نجات ملگئی اگرچہ مروانی خلفا پسندیدہ نظروں سے ملک شام میں دیکھے جاتے تھے پھر بھی اسلامی دوردست بلاد میں انہیں لوگ غاصب خیال کرتے تھے۔ اور حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت وارث و مستحق خلافت خیال کیئے جاتے تھے۔ تین گروہ اپنے اپنے مختلف رنگوں میں امتیاز یہ درجہ رکھتے تھے اسی اختلافی رنگ نے آخر کار خلافت اور سلطنت کو پارہ پارہ کر دیا اور لاکھوں مسلمانوں کو کٹوا دیا۔ مسلمان ایک دوسرے سے نفرت کرتے تھے جس سے انہیں بربادی اس کا پھل ملا۔

بنی امیہ کا رنگ سفید تھا۔ اور بنی فاطمہ کا رنگ سبز تھا اور بنو عباس کا رنگ سیاہ تھا۔ آخر اس اختلافی رنگ نے دسویں صدی عیسوی میں بغداد۔ مصر القاہرہ۔ قرطبہ کی خلافتوں کی تفریق کر دی جس سے اسلامی یکجہتی کی بے مثال قوت میں ضعف آگیا اور بعد ازاں جو کچھ حسرتناک نتیجہ ہوا وہ ہماری آنکھوں کے آگے موجود ہے۔

ادہر اسلامی پولیٹکل یونٹی یعنے یکجہتی کا خاتمہ ہوا اور ادہر عیسائی ممالک کو کافی طور سے اپنی جان بچانے کا موقع ملا۔ بقول ڈریپر کے عیسائیوں کو اپنی کسی مافوق الفطرۃ کرشمہ سے نجات نہیں ملی بلکہ مسلمانوں کی تفریق ان کی نجات کی باعث ہوئی ادہر اہل عرب کی ملکی اور علمی ترقی کے قدم تھمنے نہ پائے تھے ادہر یورپ میں تحریک کھڑے ہوگئے جنہوں نے مسیحی یورپ میں اپنی نام آوری کا ڈنکا بجا دیا اور ہنوز بہت کچھ اقتدار حاصل کر رکھا ہے

سارسنس تو بالکل بس پا ہو گئے تھے اور اب یورپ تو انکی کچھ بھی پروا نہ رہی تھی ایک وہ زمانہ تھا کہ مسلمانوں کا ڈپٹی لفٹنٹ یا جنرل عام طور سے جیسا کہ آکلی نے اپنی تاریخ مین لکھا ہے یورپ کی متحدہ فوجون سے بھی شکست کھانا ممکن جانتا تھا اور اسکے اور اسکے خاندانکے لئے گویا یہہ مرگ تھی کہ وہ یورپ کی فوجون سے کہین اتفاق سے شکست کہا جائے ایک زمانہ مین ہرقل روم مسلمانون کو اپنی خباثت سے گستاخ تھا گرتا تو اسکے مقابلہ مین حضرت عمر نے بھی کسریٰ اور قیصر کے شہزادون کو کتا بھی پکارنا شروع کر دیا چنانچہ جب شاہ جبالا مدینہ سے فرار ہو کر قسطنطنیہ چلا گیا ہے تو انہوں نے آپنے جنرل ابو عبیدہ کے نام جو خط بھیجا ہے اس مین کتے کے لقب سے شاہ جبالا کو یاد کیا ہے اسیطرح خلیفہ ہارون الرشید نے جب شہنشاہ روم الکبری کو خط لکھا ہے تو اسمین یہہ جملے تھے " بسم اللہ الرحمٰن الرحیم از جانب امیر المومنین ہارون الرشید بطرف نیسی فورس سگ رومی۔ تو اگر میرے حکم کی تعمیل نکریگا تو میری تلوار تجھے منائیگی " یہانتک مین نے نہایت اختصار سے مسلمانون کی ملکی فتوحات کا ذکر کیا ہے اسے مین یہین ختم کرتا ہون اور اب مسلمانون کی علمی ترقی کا نہایت اختصار کے طور پر بیان کرتا ہون۔

اسلام کی علمی اور عملی ترقی

تمام یورپین مورخون کا جنہون نے اسلامی تاریخین لکھی ہین اس امر پر اتفاق ہے کہ یورپ نے جو کچھ سیکھا مسلمانون ہی سے سیکھا۔ حقیقت مین یہ بہت بڑا دعویٰ ہے مگر مین اس باب مین جہانتک ممکن ہوگا اسکی ثبوت پہنچانے مین کوشش کرونگا اور دکھاونگا کہ مسلمانون نے پرانے علوم مین کیا کیا بڑہایا اور نئے علوم کتنے ایجاد کئے یہہ بحث جیسی دقیق ہوگی اسیقدر دلچسپ ہوگی۔ مجھے امید ہے کہ مسلمان اس سے بہت کچھ فائدہ اوٹہائینگے یہہ آخری باب میری پہلی جلد کا ہے گو ابھی مجھے بہت کچھ لکھنا ہے مگر اس پہلی جلد کو اسی باب پر ختم کر دونگا۔

مین اپنے کسی گذشتہ باب مین لکھہ آیا ہون کہ قرآن مجید مین خداوند تعالیٰ نے اور احادیث مین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم اور طلب علم کی بہت بہت کچھ فضیلتین بیان کی ہین اور ہمارے مولانا حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر جگہہ علم سیکھنے اور سکھانے کی سخت تاکید فرمائی ہے۔ وصل کے بعد بھی کیفیت صحابہ کی رہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قیمتی آثار علم اور علما کی تعریف مین اظہر من الشمس ہین حضرت علی کرم اللہ وجہ کے نیکچر علم ادب اور صرف و نحو پر ہنوز ہماری پیش نظر ہین۔ یہہ صحیح ہے کہ جسطرح اسلام کے ساتھہ خدا اور رسول کی محبت کے غیر معمولی جوش نے جنم لیا اسیطرح ساتھہ ساتھہ علم بھی پیدا ہوا۔

کچھہ زمانہ تک تو مسلمانون کو اپنی فتوحات کو وسعت دینے کا خیال رہا اور قدرتی انہین پے درپے اس قسم کے اتفاقات پیش آتے گئے کہ وہ تمام دنیا پر چھا جائین۔ یہہ صحیح ہے کہ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کو ابھی بارہ برس بھی نہونے تھے کہ مسلمانون نے فارس۔ شام اور افریقہ مین چھتیس ہزار شہر فتح کر لئے تھے اور چودہ سو مسجدین تعمیر کی تہین جہان قرآن مجید نو مسلم بچون کو تفسیر کے ساتھہ پڑہایا جاتا تہا۔ بڑے بڑے صحابی قرآن کے درس دینے کے لئے مقرر ہوئے تھے اور وہ غیر معمولی شوق سے غیر قومونکو

قرآن مجید پڑھا پڑھا کر مسلمان بنانے لگے تھے۔

اگر ایک ناممکن بات کو ممکن سمجھکر ہم تسلیم کرلین یعنے یہہ زبردستی مان لین کہ مسلمانون نے اسکندریہ کا کتب خانہ پھونک دیا حالانکہ تاریخی شہادتین بالکل اس کے خلاف ہین پھر بھی وہ بہت جلد علوم و فنون کے مربی بنگئے جسطرح اُنھون نے آناً فاناً مین مشرق و مغرب کے کئی ملک فتح کرلیئے اسیطرح اُنھون نے ان مفتوحہ قومون کے دیرینہ علوم پر بھی قبضہ پالیا اور اسلامی سلطنت مین عالم کی عزت اور توقیر اس کے علمی درجے کے مطابق ہونے لگی۔ چند قیمتی اور سنہری حرفون سے لکھنے کے قابل مقولے اسبات کو ثابت کرتے ہین کہ ان کی نگاہون مین ادب کی کسقدر عزت تھی۔

عالم کی سیاہی شہید کے خون کے برابر ہے جسطرح جنت اسکے لئے ہے جو
میدان جنگ مین شہید ہوا اسیطرح اسکے لئے بھی جنت ہے جس نے اپنے قلم
کا درستی سے استعمال کیا۔

۲۵ برس کے عرصہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہ کی خلافت مین مستقل طور پر اسلامی علمی اصول کی بنیاد پڑی۔ آپ علوم کے سچے مربی تھے اور اسے تمام یورپ تسلیم کرتا کرتا ہے۔ اس علمی اصول کی نشو و نما خلفائے بغداد کے زمانہ مین ہوئی۔

ریاضیات۔ ہیات۔ طب۔ اور عام علم ادب کے ماہر خلیفہ المنصور کے گرد دربار مین جمع رہتے تھے۔ خلیفہ المنصور نے تمام سیحی قومون اور ملکون سے بڑے بڑے حکیم اپنی ذمہ داری پر بلوائے تھے مذہب کی مطلق قید آزادی تھی یہہ کچھہ ضرور نہ تہا کہ عالم مسلمان ہی ہو بلکہ عام حکم تہا کہ خواہ کسی مذہب اور ملت کا ہو اسکی ویسی ہی توقیر کی جائے گی جو ایک فاضل مسلمان کی ہونی چاہیئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس کا بیٹا الرشید جب تک اس کے ساتھہ کم سے کم ہر علم و فضل کے سو علمانہ ہوتے تھے کہین سفر ہی نکرتا تہا۔ اس نے اپنے مدرسون کا انتظام نسطوری عیسائیون کے سپرد کر رکہا تہا۔ اسکے بیٹے المامون نے ایرانی اور یونانی ریاضی دان۔ فلسفی۔ اور اطبا جمع کئے یہہ فضلائے دہر عمر بہر اسکے ساتھہ رہے۔ ان علم دوست شاہون کے ذریعہ سے بکثرت کتب خانون کی ہر شہر مین بنیاد پڑنے لگی اور یونانی لاطینی ایرانی زبانون سے علوم و حکمت کی کتابون کا عربی مین ترجمہ ہونے لگا تمام بڑے بڑے شہرون مین مدارس جاری ہوگئے ایک صرف اسکندریہ مین بیس سے کم نہ تھے۔ گو المامون کے اس ترقی علم کی طرف متوجہ ہونے سے پرانے فیشن کے علما بہڑکے اور اُنہین سخت ناگوار گذرا یہانتک کہ انھون نے المامون کے جہنمی ہونے پر فتوی لگا دیا اور بہت کچھہ دینی آڑین اسے دہمکایا کہ خدا تجھسے بدلا لیگا کہ تو گمراہ کر ہوا علوم کی ترقی کا خواستگار ہے مگر مامون نے کوتہ نظر ہملا دقیانوسی کی ایک نہ سُنی اور اپنی سرپرستی کا ہاتھہ علوم جدیدہ پر سے نہ ہٹایا خلفائے بغداد کے وقت مین علوم کی سرپرستی کا وہ شوق امرا اور رئیسون کو ہوا کہ جب یہ سلطنت سے علیحدہ ہو کے خود مختار ہوجاتے تھے تو اپنے دار العلوم الگ قائم کرتے تھے اور انہین خیال رہتا تہا کہ ہم اپنے کالجون اور

اسکولون مین کوئی نئی بات ایسی پیدا کرین جو سلطنت کے مدارس مین ہو۔

ان کے مقابلہ مین مسیحی دنیا سخت جہالت کی تاریکی مین پھنسی ہوئی تھی - گریگوری اعظم جو پوپ فلکس کا پوتا تھا اپنی خاندانی نمایش یا عظمت رکھنے کی وجہ سے شہنشاہ جسٹن کی طرف سے روما کا پادری مقرر ہوا - اور بعد ازان وہ روما کے پادریون کا رسول بناکے قسطنطنیہ بھیجا گیا وہان سے آنے کے بعد اہل روما نے ۵۹۰ء مین اسے پوپ بنانا چاہا مگر اس نے شہنشاہ کی خدمت مین عرض کیا کہ مین پوپ بننا نہین چاہتا آپ رعیت اور امرا کے انتخاب کو منظور نہ فرماوین شہنشاہ نے یہہ بات تسلیم نہ کی جب گریگوری مجبور ہوا تو ناچار ایک شب ٹوکرے مین چھپ کر شہر سے بھاگ نکلا مگر پھر بھی امراضافی کے لحاظ سے اس کی بہت عزت ہوتی تھی اور لوگ اس کے زیادہ گرویدہ تھے - اسے یقین ہوگیا تھا کہ دنیا کا عنقریب خاتمہ ہوجائیگا اور اسی وجہ سے وہ ایک آیندہ روما کے پادری کی سلطنت قایم کرتا تھا۔

گریگوری انسانی علوم کا دشمن جانی تھا - یہہ ہی شخص تھا جسکے خیالات کا مقلد اور متبع یورپ کئی صدی تک رہا اور بی بی مریم کی مجسم صورت اور تصاویر کو پرستش کرتا - اس کا یہہ عام مقولہ تھا۔

"جہالت نجات کی مادر مہربان ہے"

اس نے روما مین سے تمام ریاضی دانون کو نکال دیا اور پیلے ٹائن کتب خانہ کو جلا دیا جسکی آگسٹس قیصر نے بنیاد رکھی تھی - اس کتب خانہ مین لاکھون بیش بہا کتابین موجود تھین جو گریگوری کے جابر اور ظالم ہاتون سے جلائی گئین دنیا مین علم و حکمت کا دشمن جیسا کہ ڈریپر نے اپنی بیش بہا کتاب دی انٹلیکچیول ڈیولپمنٹ اف یورپ جلد ۱ صفحہ ۳۷۵ مین لکھا ہے گریگوری سے زیادہ کوئی نہین اسکی مافوق الفطرۃ روح پر کسی قسم کی علم کی روشنی کبھی نہ چمکتی تھی - علم سے دشمنی کرنے مین جونام اسنے پیدا کیا وہ یورپ کی تاریخ مین بے نظیر ہے"

ایسے ایسے پیشوا یورپ کے تھے جب اسلام نے خدائے واحد کی پرستش کی طرف سبکو بلایا اور تعلیم و تعلم کی فضیلت بیان کی۔

مسلمانون کی فتح پر اسکندریہ کے اسکول کے زوال کے بعد یہہ سبکا خیال تھا کہ یہودی طبیب اس شریف علم کے جو انہین بطور وراثت پہنچا ہے محافظ اور سرپرست بنینگے - مگر یہہ خیال غلط نکلا مسلمانون نے صرف فتح ہی نہین کیا بلکہ جیسے وہ آدمیون کے سرپرست بنے ایسے ہی ان کے علوم کے بھی نگران اور مربی بنگئے - انہون نے نہایت دریا دلی سے یہودی معزز معزز عہدون پر بڑی بڑی تنخواہون کے ملازم رکھنے شروع کئے اور اپنی کورٹ مین ان کا اقتدار بڑھایا - چنانچہ امیر معاویہ کے دربار مین مصری داؤد نامی طبیب ملازم تھا جو نہ صرف طبیب ہی تھا بلکہ بہت بڑا شاعر اور فلسفی بھی تھا۔

دوسرا طبیب جو اسکے دربار مین اعلیٰ درجہ کی وقعت رکھتا تھا سرجون نامی تھا جو اسکندریہ کا رہنے والا تھا

اور جس نے اول ہی بار امیر معاویہ کے حکم سے چیچک پر ایک کتاب لکھی تھی اور بتایا تھا کہ چیرا دینا کتنا ضروری ہے۔ مگر افسوس یہہ ہے کہ اسکی تصانیف ملکی الٹ پھیر مین تباہ و برباد ہوگئین۔

تیسرا علامہ اسحق بن عمران تھا جس نے صرف زہرون ہی کی ماہیت اور اصلیت پر ایک سلسلہ کتابون کا لکہا ہے یہہ شخص مسلمان تھا جسے بعض یوروپین مورخون نے غلطی سے یہودی خیال کر لیا ہے بعدازان زہر کے مسائل مین اسیکی تقلید اور حکمانے کی ہے۔ خلیفہ ہارون الرشید جو یہودی سفیرون کے ذریعہ سے چارلس مینگنی سے پولیٹکل اتحاد رکہتا تہا بہت کچہہ علوم مختلف کی سرپرستی کرنے مین چاق و چست اور سرگرم معلوم ہوتا ہے اس نے اول ہی اول جاٹن ڈیسر مین ایک طبی کالج کی بنیاد ڈالی اور بغداد مین یونیورسٹی قایم کی۔ اس محترم خلیفہ نے یہہ اعلان جاری کر دیا تہا کہ جب تک بغداد کی یونیورسٹی کا سرٹفکٹ نہو کوئی طبیب اسلامی مفتوحہ بلاد مین پیشہ طبابت نکرنے پائے حقیقت مین خلیفہ کی یہہ رائے ایک زبردست رائے تھی جس سے پبلک کی جانین تہلکہ سے پڑنے مین بچ جاتی تہین افسوس تو اس بدبخت ہندوستان پر ہے کہ یہان کے آدمی خبر نہین اہل مغرب نے کس قسم کے مولشی سمجھلئے ہین کہ ان کا غارت ہو جانا کچھ بات نہے اور نہ انکا تباہ و برباد ہو جانا کچھ قابل توجہ ہے۔ گورنمنٹ انڈیا مطلق توجہ نہین کرتی کہ سینکڑون عطار طبیب بن بیٹھے اور سینکڑون کمپاؤن درڈاکٹرین بیٹھے اور سینکڑون نے ناواقف غربا کو لوٹنے کے لئے جھوٹی دوائیون کے جھوٹے اشتہار دیدئے مگر کوئی یہہ دریافت کرنے والا نہین ہے کہ آخر ان قاتلون کی بھی کوئی سزا ہے جو بیگناہ مریضون کے گلے پر چھری پھیر رہے ہین اور کبھی نہین تھکتے۔

بغداد کی یونیورسٹی مین ہشوع بن نون طبی پروفیسر تہا اور خود یونیورسٹی کی طرف سے کئی آدمی یونانی کتابون کو عربی مین ترجمہ کرنے پر مقرر تھے۔ یہہ ضرور نہین تہا کہ صرف طبی کتابین ہی ترجمہ کی جاتین بلکہ ہر قسم کی کتابون کا خلیفہ کے حکم سے ترجمہ کیا جاتا تہا۔ اسی طریقہ سے افلاطون اور ارسطو کی تصانیف محفوظ ہوگئین یہہ صحیح ہے جیسا کہ بیان کیا گیا ہے کہ ہزارہا پرانی کتابون کے اونٹ لدے ہوئے بغداد آتے ہوئے دکہائی دیتے تھے۔ خلفائے اسلامیہ کا شوق پرانے مصنفون کی کتابین حاصل کرنے کا یہانتک بڑہا ہوا تہا کہ جب شہنشاہ میخیل ثالث مجبور ہوکر عہدنامہ کیا اور تاوان جنگ معہ اپنی سلطنت کے چند صوبون کے دینے پر راضی ہوگیا تو یہان سے درخواست کی گئی کہ ہم تاوان جنگ کے عوض صرف تیرا کتب خانہ چاہتے ہین اور ساتہہ ہی یہہ بھی درخواست کی گئی کہ تو اسبات کا اقرار کر کہ حتی الامکان مین اور بھی کتابین ہم پہنچا پہنچا کے حاضر کرتا رہونگا۔ چنانچہ خلیفہ کے حسب دلخواہ مسیحی شہنشاہ نے معاہدہ کیا۔ اور بعدازان اسپر کاربند ہوا اس زبردست علمی تحریک کا نتیجہ اسکے سوا اور کیا ہوسکتا تہا کہ یکایک علمی روشنی پہیل گئی اور بصرہ۔ اصفہان۔ سمرقند۔ فیض۔ مراکو۔ قرطبہ۔ سویلی۔ گرنیڈا۔ مین مستقل کالج اور یونیورسٹیان قایم ہوگئین۔

کچہہ زمانہ تک تو یہودی مسلمانون کے معلم بنے رہے مگر مسلمانون کی جدت پسند طبائع اپنے یہودی معلمون سے

پرانے علمی اصول ہی پر قایم نہین رہین بلکہ انہون نے اور بہی ترقی کرنی شروع کی - انہون نے تمام قسم کی اشیا کا عملی طور پر امتحان کرنا شروع کیا - اور اب انہون نے اپنے تجربہ مین بہت بڑی ترقی کرلی - جو کچھ انہون نے یہودیون سے سیکہا تہا وہ صرف زبانی اور کتابی تہا مگر عملی تجربہ کرکے انہون نے وہ بات حاصل کی جسے ابتک یورپ مانتا ہے - بہت سے مختلف اقسام کے اجسام کو آگ مین تپانے اور پگلانے سے انہین یہہ تحقیق ہوگیا کہ ان سے اور بہی بہت سی الطف چیزین نکل سکتی ہین - پہلے پہل انہین سخت ناکامی ہوئی کبہی حد سے زیادہ آگ کی تیزی بڑہنے سے وہ ناکام رہے اور کبہی کم ہونے سے ان کا مطلب حاصل نہوا آخر جو بندہ یابندہ انہون نے اتنی ناکامیون اور بے مثال عرقریزیون کے بعد روح اشیا کے عمل مین لانے اور اشیا کے اجسام مین سے نکالنے کا پورا ملکہ حاصل کرلیا -

اسطرح سے انہون نے روح شراب دریافت کی اور نمک کی اسپرٹ بہی پیدا کی اور ساتہہ ہی اسکے شورے کی روح نکالنے کا بہی انہین کامل ملکہ ہوگیا - یورپ کے تجار یا ڈاکتر اب بہی ان ہی خطابات سے ان چیزون کو پکارتے ہین مثلاً اسپرٹ اف وائن - (روح شراب) یا اسپرٹ اف سالٹ یا اسپرٹ اف نٹری (روح شورا) گو یہہ تسلیم کرنا پڑیگا کہ اہل یورپ نے پہلے کی نسبت زیادہ ترقی کی ہے -

یہان مین ناظرین کی توجہ اس امر کی طرف پہیرنا چاہتا ہون کہ مسلمانون نے جو باتین خود ایجاد کی ہین وہ نمبروار دیکہتے جائین پہلے یونانی نہ اہل روما - نہ اسکندریہ والے نہ ایرانی روح شراب وغیرہ نکالنی جانتے تہے یہہ مسلمانون نے اول ہی اول دنیا مین ایجاد کی

علم کیمیا معہ اپنے جوہرون - ستون - اور اسپرٹ کے بالکل بیکار پڑی ہوئی ہتی تمام شام ایران عرب وغیرہ کا یہہ مذہب تہا کہ بس خدا ہی ان پوشیدہ اور باریک چیزون کو بخوبی جانتا ہے کوئی شخص اسکی کنہہ کو نہین پہنچ سکتا کچہہ ان ہی پر کیا منحصر تہا تمام یورپ مبتذل خیالات کی تاریکی مین ڈوبا ہوا تہا اہل یورپ کی رائے مین مین - ہوا - سمندر نا پدید شکلون سے بہرے ہوئے تہے - یہانتک کہ شیاطین اور مافوق الفطرۃ کرشمون کا اثر ہی تسلیم کیا جاتا تہا بتون اور بدروحون کی پرستش ہوتی تہی - عام طور پر مجنون ولی یا بدروحون پر بعض تسلیم کیا جاتا تہا - اگر موسمی کاربولک ایسڈ گاس کے ساتہہ پانی پہٹ پڑتا تہا تو اہل یورپ یہہ تسلیم کرتے تہے کہ فرشتہ اسکے کودا ہے - ہر مرض یہ خیال کرلیا جاتا تہا کہ اسپر بلا بہوت جن وغیرہ کا سایہ ہے -

گوچہ ابتک نام قایم نہ کئے گئے تہے پہر بہی یہہ سمجہہ لیا گیا تہا کہ ہوا کئی خیالی صورتین رکہتی ہے یعنے ہوا مین بہت سی جنی صورتین تیرتی رہتی ہین اور زمین مین علیحدہ ایک قسم کی مخلوق رہتی ہے جو معدنیات کی حفاظت کرتی ہے اور آگ مین سمندر (آگ کا کیڑا) رہتا ہے - پانی مین ایک قسم کی مخلوق رہتی ہے - اور اسکی حکومت تمام سمندرون پر ہے - وہین اسکے محل بنے ہوئے ہین اور وہین اسکی فوج رہتی ہے - دن اپنے بہوت علیحدہ تہا ہے اور شب اپنی بلائین جدا رکہتی ہے - یہہ پرندے جو ہوا مین اڑتے ہین انہین جن اور پریان ہی ہوتی ہین

جو پرندون کی صورتون مین ہوا کے کرہ کی سیر کرتے پھرتے ہین- غرض تمام یورپ مین اسی قسم کے بلکہ اس سے بہی اور بدتر باتین جس کا نقشہ بکل نے اپنی بیش بہا کتاب سیویلزیشن ان انگلینڈ مین کہینچا ہے اہل یورپ مین رائج تہین اور وہ ایسی باتون سے مخالفت کرنے والیکو کافر جانتے تہے-

مگر مسلمانون کی علمی ترقی نے بہت قوت سے اہل یورپ کے اوہام باطلہ کو شکست دی اور وہ وہ اصول علمی ایجاد کئے جنپر صدیون تک مغربی لوگ کاربند رہے-

علم کیمیا کی نسبت اہل مغرب کا جو کچہہ خیال تہا وہ اور بہی مضحکہ خیز تہا مگر عربون نے ان کے وحشیانہ خیالات کا تتبع نہین کیا اور نہ ان کے وحشی نتائج کی تقلید کی انہون نے نہایت دانائی اور اپنے سائنس کے زور سے اسٹرانگ ایسڈس کا ایجاد کیا جس سے علم کیمیا کی سچی بنیاد پڑی- یہہ تو سائنٹفک پاوئنٹ اف ویو تہا مگر پولیٹیکل پاوئنٹ اف ویو مین انہون نے بارود کی ایجاد کی جس سے زیادہ کارآمد ہنوز کوئی چیز جنگ اور حفاظت کے لئے ایجاد نہین ہوئی-

بارود مین چند ہی سے اڑنے والے اجزا ملے ہوئے تہے خود حرکت کرنے والی آگ گندہک- شورہ- سرمہ کے تیزاب سے بنائی- یہہ تینون چیزین برابر کے وزن کی ڈالی جاتی تہین- اور پہر ان کا نہایت صفائی سے ست بنا لیا جاتا تہا اور پہر اتنے ہی وزن کا سیاہ انجیر کے درخت کا مد اور رقیق ایسفلٹم ملا دیا کرتے تہے اور بعد ازان کسیقدر کلی چونا بہی آمیز کر دیتے تہے- یہہ حفاظت کی جاتی تہی کہ اسپر دہوپ نہ لگے ورنہ فوراً آگ لگ جاتی تہی-

اسکی ہمین کسی تاریخ سے ہنوز اطلاع نہین ہوئی ہے کہ یونان مین بہی اس قسم کی بارود بننے لگی تہی ہان یہ کئی تاریخون مین لکہا ہوا دیکہا ہے کہ قسطنطینیہ مین اس قسم کا عمل کیا جاتا تہا مگر سوائے خاص خاص آدمیون کے اور کوئی نہین جانتا تہا جو ان ہی کے ساتہہ قبر مین چلا گیا-

مسلمانون نے کئی بار اس کا تجربہ کیا تہا کہ بارود ایک مضبوط ظرف مین رکہی اور اس کا منہ خوب استواری سے بند کرکے اس مین آگ دیدی وہ ظرف کمزور ہونے پر تو پہٹ جاتا تہا اور مضبوط ہونے پر اڑ جاتا تہا- یہی بنیاد بندوق اور توپ کی ایجاد کی ہوئی ہے-

مسلمانون مین جنہون نے علم کیمیا کی دنیا کی زمین مین کاشت کی وہ ہنوز یورپ مین وقعت کی نگاہون سے دیکہے جاتے ہین ان مین سے سب سے زیادہ مشہور یہہ ہین الرازی- عبید جعفر جعفر (جسے یورپ مین گیبر کہتے ہین) صغری جس نے خاص ایک کتاب علم کیمیا کی نظم مین لکہی ہے- تجلبی- جس کی بہت سی کتابین علم کیمیا پر دیکہی جاتی ہین سب مین مشہور کتاب جس نے یورپ کو بہت کچہ فائدہ پہنچایا فانوس نامی ہے ان مصنفون نے علم کیمیا کی جو تعریفین بیان کی ہین وہ نہایت ہی دلچسپ ہین- پیمانہ کا سائنس اور وزن کا سائنس- اور اشیا کے جلنے کا سائنس مسلمانون ہی کا ایجاد کیا ہوا ہے- جو مذکور بالا مصنفون کی کتابون

مین شرح پایا جاتا ہے۔

ان علم کیمیا کے ماہرون مین جعفر سب سے زیادہ تعریف کا مستحق ہے۔ چند لمحے کے لئے ہم اپنے ناظرین کی توجہ مبذول کرانا چاہتے ہین۔ آٹھوین صدی کے اختتام پر یہہ فاضل موجود تھا۔ اور بوعلی سینا۔ خالد جیسے اطبا نے حاذق کا استاد تھا۔ کیمیا مین اس کا نام یادگار ہے۔ کیونکہ اس نے سبھی ماہران علم کیمیا مثلاً گیرانسٹلے اور لیوو سٹر سے علمی تجربون مین کہین زیادہ ترقی کر لی تھی۔ دنیا مین یہ پہلا ہوا ہے جس نے نائٹرک ایڈ اور ایکوریگیا ایجاد کیا۔ اس سے پہلے سوائے جمع کئے ہوئے سرکے کے اسٹرانگ ایسڈ یعنے پیرو ور تیزاب کا نام ونشان بھی نہ تہا۔ جب الکوہل ہی پر قبضہ نہو تو علم کیمیا کب ہمارے بس کا ہو سکتا ہے راجر بیکن نے اسکی بہت تعریف کی ہے اور اسے علم کیمیا کا اصلی موجد لکھتا ہے۔ اسپرٹس کی فطرتون کی بابت اس کی بہت ٹھیک رائے تھی جسکی نسبت خود فاضل جعفر کا یہہ مقولہ ہے۔

"اے اصول کے بیٹے جب اسپرٹس اجسام مین کر لی جاتی ہین اور انکی ایک خاص شکل مشخص ہونے لگتی ہے تو وہ اپنی اصلی ہیئت کہو دیتی ہین اپنی فطرت مین وہ زیادہ مدت تک قایم نہین رہ سکتین۔ اور جب تم انہین اس ہیئت یا حالت سے معطل کرنا چاہو تو یہہ کیفیت ہوتی ہے جو واقع ہوتی ہے کیا تو وہ اسپرٹ تنہا ہوا کے ساتھ بچ جاتی ہے اور جسم کثیف کے ظرف مین رہجاتا ہے یا جسم اور اسپرٹ ایک ہی وقت مین بچ جاتے ہین۔"

اس کے اصول فلزات کے بارے مین اگرچہ بعض موقعون پر غلط ہین پھر بھی سائنٹفک قیمت سے خالی نہین ہین۔ اس کا خیال ہے کہ ایک دہات مین گندہک۔ سیماب۔ ہرتال ملا ہوا ہوتا ہے اس لحاظ سے وہ خیال کرتا ہے کہ ان حصون یا جزون مین سے ایک کو کم زیادہ کرنے سے قلب ماہیت ہو سکتی ہے۔ اس کا یہہ بہی خیال ہے کہ جب دہات کشتہ بنجاتا ہے تو اس کا وزن زیادہ ہو جاتا ہے۔ اس نے عرق کشی وا اسکے جوہر اڑانے کا عمل۔ فلٹر کرنا۔ مختلف کیمیائی آلات مثلاً۔ واٹر باتھ۔ سینڈ باتھ۔ کٹھالیان۔ وغیرہ وغیرہ ان سب کا اس فاضل نے علیحدہ علیحدہ بیان نہایت شرح وبسط سے کیا ہے۔

علم کیمیا کا ایک مغربی ماہر جعفر کے اس قدیم طریقہ کو کہ اگر ہم عرق کھینچنے کے ٹونٹی دار برتن مین نیلا تھوتا پھٹکری اور شورہ ڈالین تو اس سے نائٹرک ایسڈ پیدا ہو جاتا ہے تعجب سے دیکھتا ہے اسکے بعد اس نے اپنی گلانے والی عقلی قوت کو اور بہی آگے بڑہایا۔ اور ثابت کیا اگر سال امونیاک (ایک خاص پہولدار پودہ کا عرق جو صرف ایران مین ہوتا ہے) ڈالدین تو سونا بہی خاک ہو سکتا ہے۔

اس کے علاوہ جعفر نے اور بہی بہت سی ایسی تحقیقین کی ہین جنکا کہ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے انہی معدنیات

اور نباتات سے گزر کر حیوانات کے سلسلہ پر بھی اپنی عقل لڑائی تھی اور بہت سی نئی باتین اسمین بھی نکالی تھین مگر افسوس یہہ ہے کہ مسلمانون کے زوال اور بربادی نے اس کی بیش بہا تصانیف کو بھی برباد کر دیا جو اسوقت نہین دکھائی دیتین مگر تاریخون مین کہین کہین اسکی مزید تحقیقات کے حوالے پائے جاتے ہین جنسے ہم سمجھہ سکتے ہین کہ اس فاضل نے کیا کیا نئی نئی تحقیقات کی۔

جعفر کے ساتھہ ہم رازی کا بھی ذکر کرینگے جو ۹۲۳ء مین بغداد کی دارالشفا کا افسر الاطبا تھا۔ اول ہی اول اسی طبیب نے گندہک کے تیزاب کی خاصیت اور تیاری کا مفصل بیان کیا ہے۔ اور ان ہی ترکیبون اور اجزا سے بنایا ہے جنسے یہہ اتبک بنایا جاتا ہے۔ اور یہی اول ہی اول شراب کی روح کہینچنے کی ترکیب بہی اسی فاضل طبیب نے نکالی ہے۔

(فاسفورس کی ایجاد)

مسلمانون ہی کو فاسفورس کی ایجاد کا بھی فخر زمانہ سے ملا ہے۔ اس کا موجد آچیلد بچل عرب ہوا ہے جس نے بولک چکنی مٹی۔ چونے۔ بارودی کوئلہ کے ستو نکو جمع کر کے کشید کیا جس سے ایک مصنوعی لعل بنگیا جو اندہیرے مین مثل چاند کے چمک دیتا تھا۔ یہی فاسفورس تھا۔

عربون نے جون جون ترقی کی ان کے خیال کی راستی اور نظر کی پہنائی سخت تعجب انگیز ہے۔ مفصلہ ذیل بیان ایک معتبر یورپین مورخ کی تاریخ مین سے لکھا جاتا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے۔

(بوعلی سینا کی علم طبقات عرض سے کامل مہارت)

(بوعلی لکھتا ہے)۔ زمین پر پہاڑون کا وجود دو مختلف اسباب سے ہے۔ اول کیا تو یہہ زمین کے اوپر طبقے کے اٹھے ہوئے یا ابھرے ہوئے حصہ کے ٹکڑے مین جیسے کہ نہایت تیز بھونچال مین وقوع ہوتا ہے یا یہہ پانی کی وجہ سے ہین جو اپنے لئے ایک نئی سڑک کاٹ لیتا ہے اور پہاڑیون کا دیر کا طبق نرم بھی ہوتا ہے اور سخت بھی ہوتا ہے۔ ہوائین پانی ایک کو برباد اور دوسرے کو قایم کرتے ہین زمین کی بہت سے بلندیان یہہ خواندگی اصل رکہتی ہین۔ ان تمام تغیرات کے کامل ہونے کے لئے ایک زمانہ مدید کی ضرورت ہے جس عرصہ مین پہاڑ خود اپنے قد کی بلندی سے تنزل کر جاتے ہین مگر پانی سب سے زیادہ وجہ ان اثرات اور نتایج کا معلوم ہوتا ہے کیونکہ اکثر پہاڑون کی چوٹیون پر دریائی جانورون کی ہڈیان پائی جاتی ہین جنسے یہہ ثبوت ہوتا ہے کہ پانی ان پر سے گزر گیا۔

یہانتک بوعلی سینا کا جسے اہل مغرب آوی سینا کہتے ہین مقولہ ختم ہوگیا اور یہی بوعلی سینا نے پانی سے برف جمانے کی ترکیب لکھی ہے جو بالکل درست ہے اور اس سے بہت آسانی سے برف جم سکتی ہے۔

بوعلی سینا وہ شخص ہوا ہے جسکا قانون اتبک جرمنی حصص مین پڑہا جاتا ہے اور اسمین امتحان پاس کیا جاتا ہے۔ تمام یورپ مین سترہ صدی تک قانون شیخ ہی پر عملدرآمد ہوتا ہے۔ اکثر مختلف علوم پر اسکی

فاضل کی تصانیف ہیں جنکی فہرست صرف ناظرین کی دلچسپی کے لئے درج کی جاتی ہے۔

(۱) مجموعہ
(۲) حاصل ومحصول اکیس جلد دینیں۔
(۳) البر والاثم
(۴) لغات سعیدیہ
(۵) رسالہ مبسوطی
(۶) رسالہ درعلم درایہ
(۷) کتاب درعلم کیمیا ودرہیت صور فلکیہ
(۸) اوسط جرجانی۔
(۹) مبدا ومعاد
(۱۰) کتاب درارصاد
(۱۱) رسالہ سکنجبین
(۱۲) کتاب شفا
(۱۳) ہدایہ درحکمت
(۱۴) رسالہ ادویہ قلبیہ
(۱۵) اشارات
(۱۶) رسالہ درارشاد
(۱۷) رسالہ حی بن یقظان
(۱۸) قانون
(۱۹) لغۃ العرب
(۲۰) علائیہ درحکمت
(۲۱) نجات
(۲۲) رسالہ الطیر
(۲۳) کتاب درعلم قرات ومخارج حروف۔
(۲۴) کتاب حدود الطب
(۲۵) کتاب عیون الحکمت۔
(۲۶) مقالہ درالہیات۔
(۲۷) کتاب موجز کبیر
(۲۸) مقالہ درقضا وقدر
(۲۹) مقالہ درخواص کاسنی۔
(۳۰) مقالہ فی اشارۃ الی علم المنطق۔
(۳۱) مقالہ درتعریف وتقسیم حکمت وعلوم
(۳۲) مقالہ درہیت ارض
(۳۳) مقالہ درخواص خط استوا
(۳۴) کتاب حکمۃ المشرقیہ
(۳۵) مقالہ درمدخل وصناعات موسیقی
(۳۶) مقالہ درنفس
(۳۷) رسالہ درعلم کلام
(۳۸) رسالہ درعشق
(۳۹) کتاب حکمت
(۴۰) رسالہ درزہد
(۴۱) کتاب درتاویل وتعبیر رویا
(۴۲) رسالہ درجوہر وعرض
(۴۳) کتاب حکمت عرشیہ
(۴۴) مقالہ درعرض قاطیقوریاس
(۴۵) مقالہ درابطال احکام نجوم
(۴۶) رسالہ درقوی وادراکات انسان
(۴۷) کتاب مفاتح الخزائن درمنطق
(۴۸) شرح کتاب نفس ارسطاطالیس
(۴۹) مسائل درشرح اللہ اکبر
(۵۰) کتاب درمعالجات موسوم بہ قوانین
(۵۱) مقالہ درارثماطیقی

(۵۲) کتاب در تدبیر لشکری و اخذ خراج از ممالک
(۵۳) مقالہ در اجرام سماویہ
(۵۴) قصائد عشرہ و اشعار دیگر در زہد وغیرہ
(۵۵) تعلیق بر کتاب مسائل حنین ابن اسحاق و طب
(۵۶) رسالہ اضحویہ در معاد
(۵۷) کتاب الملح در نحو
(۵۸) فصول در نفس و طبیعات

اس فاضل حکیم کی تصانیف اور بھی باقی ہین جنکا کہین کہین یورپ کے مورخون نے ذکر کیا ہے جو کتابین تحقیق کے بعد ہمین ملین وہ ہم نے نمبر وار اوپر درج کردین اب ان کے علاوہ فاضل ڈریپر اور بھی چند کتابون کا نام بتاتا ہے جنمین سے بعض ہماری نظر سے بھی گذر چکی ہین۔ (مفصلہ ذیل ہین)

(۱) کتاب در منافع سائنس و فوائد آن
(۲) کتاب در بیان صحت و امراض
(۳) کتاب در بیان قواعد و اصول علم طبیعات
(۴) شاہدات ہئیات
(۵) کتاب در بیان روح اور جسم کے بعث ونشر کے بارے مین
(۶) کتاب در بیان مسلمات ریاضیات
(۷) آسمان کے خطوط متوازیہ کی حقیقت مین
(۸) اقلیدس شیخ (اقلیدس پر شیخ نے بہت سے زبردست اعتراضات کئے ہین)
(۹) کتاب در بیان بقا و فنا
(۱۰) فرہنگ علوم انسان (انیکلوپیڈیا) یہہ کتاب بیس جلدون مین ہے اسمین تمام انسانی علوم و فنون کا شرح بیان ہے عجیب و غریب کتاب ہے

(ان ٹیلکچیول ڈیولیمنٹ اف یورپ مصنفہ ڈریپر صفحہ ۱۱۳ جلد ۱)

فاضل مصنف ان کتابون کے علاوہ اور بھی کتابون کی طرف اشارہ کرتا ہے مگر مین یہہ کہتا ہون اسکی ہمہ دانی قابلیت کے ثابت کرنے کے لئے کیا مذکورہ بالا کتابون کی فہرست کچھہ کم ہے۔ مین شیخ کے خاص حالات زندگی مین ابھی ایک مستقل رسالہ لکھہ چکا ہون اسلئے بہت ضروری نہین جانتا کہ اسکی نسبت اور بھی زیادہ تفصیل سے یہان لکھا جائے۔

عربون نے کیمیا مین جو کچھہ نئی ایجادین کین اور دھات کے گلانے کے لئے تیزاب نکالے ان کا بیان ہم نے نہایت اختصار سے کیا ہے مگر اسی سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ انھون نے یورپ کو کیا کچھہ سکھایا اور جس روشنی پر یورپ آج فخر کرتا ہے وہ ان ہی سے مانگی ہوئی روشنی ہے جسے بارود لائٹ کہتے ہین۔

ہمارے اس دعوی کا ثبوت اکثر انگریزی تاریخین دیتی ہین جنمین سے ہم نہایت دلچسپ ٹکڑہ نقل کرتے ہین کہ آیا مسلمان اہل مغرب کے حقیقی استاد مین یا اسمین کوئی شبہہ بھی کر سکتا ہے۔

شہنشاہ اوتھو ثالث کے وقت مین گربرٹ ایک فرانسیسی شہزادہ پادری نے تمام برائیون کو جو پادریون نے پھیلا رکھی تھین اپنے ملک سے دور کرنا چاہا۔ یہہ شخص آورگینا مین پیدا ہوا تھا۔ جب یہہ بچہ تھا اور اپنے ابتدائی کلاس مین پڑھتا تھا تو یکایک اسکی قسمت جاگی اور اسکے بزرگون کی توجہ اسکی طرف مائل ہوئی۔ اسکے بزرگون نے اسمین

سب سے زیادہ کاؤنٹ پر سو لونا تہا جو اسے اپنے ساتھ اسپین لیگیا۔ اور اسلامی کالج مین اسے بہرتی کرادیا۔ یہان اس نے ہیات۔ ریاضیات۔ طبیعیات مین کامل طور پر تعلیم حاصل کی اور اپنے ذہن رسا کے طفیل اور محمدی اساتذہ کی شفقت کے صدقہ مین بہت بڑا فاضل زمانہ بنگیا۔ وہ مسلمانون کی سی طلاقت لسانی سے عربی بولتا تہا۔ اس نے قرطبہ مین رہکر اس بات کا اندازہ کرلیا تہا کہ خلیفہ بذات خود کس طرح دارالعلوم اور کالجون کی سرپرستی فرماتا ہے اور طلبہ کو بلا امتیاز مذاہب کسطرح شفقت اور توجہ سے تعلیم دی جاتی ہے جب گربرٹ نے کامل تعلیم حاصل کرلی تو روما مین جہان جہالت نے ڈیرہ ڈالدیا تہا قیام کیا اور ریمس مین ایک کالج کی مسلمانون کی نقل پر بنیاد ڈالی اور وہان عقلی علوم پڑہانے شروع کئے اس کالج مین پروفیسر پرنسپل اور لیکچرار سب مسلمان ملازم رکھے گئے۔

جب شہنشاہ اوہتو ثالث نے گربرٹ کو ایسا فاضل دیکہا اور سمجہا کہ یہہ فاضل میرے اس ارادہ مین کہ چرچ کی اصلاح ہو مدد دیگا فوراً ریونیا کا آرک بشپ مقرر کردیا۔ اور جب گریگوری کا انتقال ہوگیا تو شہنشاہ نے گربرٹ کے پوپ ہونے کے لئے رائے دی۔ اور آخر وہ پوپ کردیا گیا تہا۔ یہہ مسلمانون کی تعلیم کا طفیل تہا کہ ایک ادنے درجہ کا فرانسس تراڈ کا کسطرح اتنے بڑے عظیم الشان عہدہ پر پہنچا جسکا درجہ شہنشاہ سے کسی طرح کم نہین تہا۔

جب گربرٹ پوپ بنایا گیا ہے تو اسکا نام سلوسیٹر ثانی رکہا گیا۔ مگر ابہی مسیحی یورپ ایسے فاضل اور روشن دماغ کے خیر مقدم کرنے کو مستعد نہ تہا اس مین عقلی باتون کے سیکہنے کی قابلیت نہ تہی وہ اوہام باطلہ کی بہول بہلیون مین اسطرح پہنسا ہوا تہا کہ یکایک بغیر صدیون کی جدوجہد کے اسے کوئی نکال نہ سکتا تہا۔ پادریون کے بیرحم پنجون مین کل مسیحی یورپ پہنسا ہوا تہا جب قابل نوجوان منصف اصلاح کی خواہش رکہنے والے شہنشاہ اوتہو نے گربرٹ کو پوپ بنایا تو تمام ملک مین بغاوت کی آگ مشتعل ہوگئی اور انہون نے اپنے نوجوان شہنشاہ کے احسانون کا بدلا تلوار سے دینا چاہا۔ تمام ملک مین بغاوت کی آگ مشتعل ہوگئی اور اب نیک نہاد نوجوان شہنشاہ کو اپنی جان کے لینے کے دینے پڑگئے ہر چند اس نے چاہا کہ اپنی نیک نیتی پبلک پر ظاہر کرے مگر وہان کون سنتا تہا نتیجہ یہہ ہوا کہ باغی ظالم بدکردار رعایا نے نیک خصال نوعمر شہنشاہ اوتہو ثالث کا محل گہیر لیا جب شہنشاہ نے دیکہا کہ اب کوئی تدبیر فائدہ مند نہین ہوسکتی ناچار بیچارہ نے اپنے ہاتہہ سے زہر کا پیالہ پی لیا اور اسطرح مسیحی شہنشاہ کا خاتمہ ہوا۔

اب بیچارہ گربرٹ رہگیا تہا ہر چند اس نے عیسائیون کو یقین دلایا کہ جو کچہہ تم کرتے ہو یہ حضرت عیسےٰ کی مرضی کے بالکل خلاف ہے مگر وہان کسی نے نہین سنا اور آخر گربرٹ کو بہی اپنے مربی آقا کا ساتہہ دینا پڑا۔ سقراط کی طرح اسے بہی زہر کا پیالہ پلا گیا اور یون ایک مصلح کو عیسائیون نے اپنے مین سے مٹا دیا۔

اسکی علمی اور فلسفیانہ قابلیت اور مسلمانون کے کالج مین تعلیم پانے کا یہہ نتیجہ ہوا کہ لوگ اسے جادوگر خیال

کرنے لگے۔ ہر شخص نے گربرٹ کی نسبت نئی نئی مافوق الفطرۃ باتین تراش لی تہین اور اس کی پیدائش طفولیت اور مسلمانون کے کالج مین پڑھنے پڑھانے سے اوربہی انہین طوفان بندی کا موقع ملا تہا۔ یورپ مین یہہ بات مشہور ہوگئی تہی اور ہر شخص سرگوشی کرتا ہوا دکہائی دیتا تہا کہ روما کے محلون مین گربرٹ جادو کے زور سے ایک بالشیتہ یا پونا چہپا گیا ہے سر پر اس کے پگڑی بندہی ہوئی ہے اور ایک انگوٹھی اس کے ہاتھہ مین ہے جو اسے دو قسم کے جسم عطا کرتی ہے ایک خاکی اور ایک ہوائی۔ گربرٹ اسے اپنے ساتھہ رکھتا تہا اور جب اسکے پاس کوئی ہوتا تہا تو اس بالشیتے کی ہولناک آوازین سنائی دیتی تہین۔ جب گربرٹ اندلس مین قرطبہ کے کالج مین پڑہتا تہا تو اس نے اپنی روح کا شیطانی روح سے تبادلہ کرلیا تہا صرف اس مطلب کے لئے کہ وہ پچہلے دنیا مین حضرت عیسے کا وزیر بنا دے۔ اب یہہ بدیہی طور پر ثابت ہوگیا تہا جب اس مظلوم کو زہر دیا گیا ہے کہ روما اور یورپ والون نے اپنے خیالات کو کسقدر صحیح بنا پر مبنی خیال کیا ہوگا۔

یہ فاسد خیالات تہے اہل یورپ کے جب مسلمانون کے علوم کا ستارہ چمک رہا تہا۔ اس سے یہ بہی ثابت ہوگیا ہوگا کہ روما اور یورپ کے بڑے بڑے پوپ بہی یہین آآکے تعلیم پاتے تہے۔

ہم تہوڑی دیر کے لئے اپنے اصلی مضمون سے کچہہ ہٹنا چاہتے ہین اور مسلمانون کی اس تعلیم کو دکہانا چاہتے ہین جو انہون نے بیت المقدس کی صلیبی جنگون مین اہل یورپ کو دی۔ یہہ مضمون چونکہ بہت دلچسپ ہے اسلئے مین اسے زیادہ طول نہ دونگا صرف اختصار پر اکتفا کرکے اپنے مطلب کی طرف ناظر کی توجہ پہیرنے کی کوشش کرونگا۔

یکایک مسلمانون کی اس بے نظیر ترقی کو دیکہکر اہل یورپ کی نظرین بدل گئین اور اب انہون نے مصمم ارادہ کرلیا کہ اپنے خداوند عیسیٰ مسیح کی مدد سے مسلمانون کو پاک گہر سے نکال باہر کرین اور نہ صرف اور شلیم سے بلکہ کل مفتوحہ ممالک سے انہین محروم کردیا جائے۔

یورپ مین جس شخص نے اول ہی اول یہ غضبناک تحریک پہیلائی وہ فرانسیسی پوپ اربین ثانی تہا۔ اٹلی مین اسکی زیادہ شہرت نہ تہی اور جو جانتے تہے وہ بہی زیادہ وقعت کی نظر سے نہ دیکہتے تہے۔ اس نے پہلے یہی بہتر سمجہا کہ اپنے ہی ملک کو بیت المقدس کو کافرون (مسلمانون) کے ہاتہہ سے چہنا لینے پر آمادہ کرے۔ چنانچہ اس نے یہی کیا۔ مگر پہلے اس نے چاہا کہ مین بڑے بڑے سلطنتی معاملات مین دخل دیکے ذرا وقعت پیدا کرلون وہ اس بات کے خیال مین رہا آخر شہنشاہ فلپ والئے فرانس اور شہنشاہ بیگم کا جہگڑا ہوا تو اربین صاحب بیچ مین کود پڑے اور شہنشاہ بیگم کی طرف ہوئے۔ اور امرا کو جتا دیا کہ پوپ کا فرض ہے کہ وہ عورت کی مدد کرے۔

دوسرے سال اس نے بیت المقدس کی طرف سے تمام مسیحی دنیا مین ایک خط لکہا اور ہر مسیحی کو بڑے جوش دلانے اور شرمندہ کرنے والے الفاظ مین آمادہ کیا کہ مجہے کافرون کے ہاتہہ سے بچاؤ جسطرح ہو میری مدد کرو

خواہ روپے لیکر آؤ یا ہتیارون سے میری مدد کرو۔ یہہ چٹہی یا التجائی نامہ دیکھکر تمام یورپ مسلمانون پر امنڈ پڑا اور لاکہون مسیحیون نے صرف اس خیال سے اور اپنی کتاب مقدس کی اس پیشین گوئی پر کہ آورشلیم کی کسی پہاڑی پر حضرت عیسے دوبارہ نازل ہون گے بیت المقدس کی طرف جانا شروع کیا جب لاکہون آدمیون کے ٹڈی دل چہاگئے تو مسلمان چونکنے ہوئے اور انہون نے ان سے مزاحمت کی یورپ کافرون پر جہاد کرنے کے لئے آمادہ ہوچکی تہی نہ اسی اثنا مین پیٹر ہرمٹ اٹہہ کہڑے ہوئے اور لوگون کو کافرون پر جہاد کرنے کے لئے آمادہ کیا۔ اسکی سرگرمانہ اور جوشیلی اسپیچون سے یورپ کا یورپ بہڑک اٹہا ادہر اربین نے کانسل آف کلیرمنٹ مین ۱۰۹۵ء مین یہہ فتوی دیدیا کہ ہر مسیحی کو کافرون پر جہاد کرنا فرض ہے اگر وہ ذرا بہی اس مین پس وپیش کریگا تو خداوند اسے اپنی دہنی طرف بٹہاکے ایک میز پر شربت نہ پلائیگا اتفاق سے اسی سال ۲۵ اپریل کو تارے بہت سے ٹوٹے اس سے انہون نے یہہ سمجہا کہ ہمارا خداوند کافرون کے خلاف ہماری فرشتون کے ساتہہ مدد کرنے مین راضی ہے۔

مسلمانون پر حملہ کرنے سے پہلے انہون نے ایک غضب یہ اور بہی کیا کہ جہان جہان یہودی ملے انہین صرف اس جرم مین قتل کرنا شروع کردیا کہ تمہارے باپ داداؤن نے حضرت عیسے کو صلیب پر چڑہا دیا تہا اور جس واقعہ کو ایک ہزار برس سے بہی زیادہ گزر چکے تہے۔ فرانسیسیون نے اس قصائی پنے مین سب سے زیادہ حصہ لیا۔

گرچہ آورشلیم پر حملہ کرتے وقت اربین نے عیسائیون کو یقین دلا دیا تہا کہ خداوند جو تہے آسمان پر بیٹہا ہوا تمہاری جانون کی خود حفاظت کریگا اور تمہین دنیا اور آخرت مین عظیم الشان صلہ دیگا پہر بہی اول ہی جنگ مین اربین کے لشکر کو مسلمانون نے کاٹ ڈالا اور اسیطرح پیٹر ہرمٹ اور والٹر پینی لس کو سخت چشم زخم اٹہانی پڑی بایں ہمہ اتفاق سے ان کا قبضہ ۵ر جولائی ۱۰۹۹ء کو آورشلیم پر ہوگیا۔ آورشلیم سے نگری کے مشرق تک سوائے انسانی ہڈیون اور کہوپڑیون کے اور کچہ نہ دکہائی دیتا تہا جن جن مقامات جنگ ہوئی تہی وہان سوائے ان سفید سفید ہڈیون کے اور کچہ نہ تہا یہ انجیل شریف کی نرم اور رحم سکہانے والی تعلیم کا نتیجہ تہا جہان ایک تہپڑ کہانے کے دوسرا کلہ تہپڑ کہانے کے لئے آگے کردینے کا حکم ہے۔

بادی عیسائی دو لاکہہ اور چہتر ہزار تہے جو وقت دیوانہ وار وہ بیت المقدس مین داخل ہوئے ہین تو سب لیط آگے آگے اس کے پیچہے ایک بکرا اور اس کے پیچہے آٹہہ گہوڑے اور پہر ان کے پیچہے پوپ اور مسیحی پادری اور پہر جنگ جو مسیحی داخل ہوئے عیسائیون نے پادریون کے فتوی سے غریب مسلمانون اور یہودی قوم پر وہ ظلم توڑا کہ جس کے بیان کرنے سے رونگٹے کہڑے ہوتے ہین ڈیڑہ پانچ لاکہہ آدمی بتاتے ہے جو عیسائیون کے حملہ مین تہ تیغ ہوئے تہے۔ انہون نے مسلمانون کے گہرون اور ان کی کہیتیون کو جلا دیا اور ان کے چہوٹے چہوٹے یتیم بچون کو پادریون کے حکم سے چو رنگ تلوارون پر

اڑایا۔ فاضل ڈریپر نے یہاں جو قیمتی ریمارک کیا ہے میں اسکے بغیر نقل کئے نہیں رہ سکتا چنانچہ وہ لکھتا ہے

"جب ۶۳۶ء میں عمر (رضی اللہ عنہ) نے آورشلیم فتح کیا ہے اور آپ شہر کے اندر داخل ہوئے ہیں تو آپکے پاس بطریق بیٹھا ہوا تھا۔ نماز کے وقت آپ نے چرچ اف ریزرکشن (بعث و نشر کے گرجہ میں) میں نماز پڑھنی چاہی اور جہاں آپ پڑھ سکتے تھے مگر پھر بھی قسطنطین کے گرجہ کی سیڑھیوں پر نماز پڑھی اور بطریق سے فرمایا "اگر میں سابق الذکر گرجہ میں نماز پڑھتا تو مسلمان آئندہ زمانہ میں صرف میری تقلید پر معاہدہ کی پرواہ نہ کرتے اور گرجہ کو مسجد بنا لیتے" مگر جب عیسائیوں نے اسکے مقابلہ میں آورشلیم کو فتح کیا ہے تو معصوم نو عمر بچوں کو انہوں نے دیواروں سے ٹکرا ٹکرا کے ان کے بھیجے کو پاش پاش کر ڈالا۔ قلعہ کے کنگروں پر سے شیر خوار بچے مسلمانوں کے بیدردی سے پھینک دئے گئے۔ جو مسلمان خاتون عیسائیوں کے ہاتھ لگی اسے انہوں نے (اپنے خداوند عیسیٰ مسیح کے نام پر) خراب کر ڈالا۔ مردوں کے کباب آگ پر سینکے گئے۔ بہتوں کے چہروں سے ٹکڑے ٹکڑے کئے گئے صرف اس خیال سے کہ کہیں انہوں نے سونا تو نہیں نگل لیا ہے۔ بکل یہودی ان کے عبادت خانہ میں لیجائے گئے اور وہاں انہیں زندہ جلا دیا گیا۔ ستر ہزار آدمیوں کو اس بے نظیر بے رحمیوں سے قتل کیا گیا تھا۔ اور پوپ کا ایلچی نہایت طمطراق سے اس خونریزی میں دیکھا جارہا تھا۔"

(لاوڈی انٹلکچیول ڈیولپمنٹ اف یورپ مصنفہ ڈریپر صفحہ ۳۲۰-۲۲ جلد ۲)

مجھ میں اتنی قوت نہیں ہے کہ میں عیسائیوں کے ناقابل بیان مظالم کی بابت اور بھی کچھ لکھوں میرا زہرہ شق ہوا جاتا ہے اور میرا قلم ایسے خونی واقعات کے لکھنے سے تھراتا ہے صرف اس خونی مضمون کو اسی پر ختم کرتا ہوں کہ مسلمانوں نے اتنا ظلم سہکر بھی اپنے بھائی عیسائیوں کو آزادی دی۔ تہذیب و شائستگی کی بابت کچھ سبق دیا اور تمام مسیحی سوسائٹی یک زبان ہو کے کہہ رہے ہیں کہ زیادہ تر یورپ کا نصیب جہادی جنگوں ہی سے جاگا اب پھر میں اپنے اصلی مضمون کی طرف رجوع ہوتا ہوں اور مسلمانوں کی ترقی کا جان بخش بیان کرتا ہوں۔

(اندلسی عربوں کی تہذیب اور جاہ و جلال)

ابھی عرب پورے طور سے اندلس پر قابض ہو کے آباد ہوئے تھے کہ ان کے درخشاں کام اپنی تابانی دکھانے لگے۔ امرائے قرطبہ نے اپنے ایشیائی خلفا کی حکمت علمی پسند کر کے اپنے کو علوم و فنون کا مربی بنایا اور اپنے انتظام سلطنت کی ایک ایسی نظیر قائم کی جس سے ان کے معصر یورپ میں شہزادے محض نابلد تھے۔ قرطبہ انکے

بے نظیر انتظام مین بہت کچھہ پہلا پہولا - اس مین دو لاکہہ سے زیادہ بلند بلند مکانات تیار ہوگئے اور دس لاکہہ سے زیادہ باشندے آباد ہوگئے - آفتاب کے غروب ہونے کے بعد اندہیرے مین ایک شخص سیدہی صاف سڑک پر پبلک لالٹینون کی روشنی مین دس میل تک بے کہٹکے چلا جاتا تہا - اس زمانہ کے سات سو برس کے بعد بہی لنڈن مین ایک بہی پبلک لالٹین نہ دکہائی دیتی تہی - قرطبہ کی سڑکین نہایت مضبوطی سے بنائی گئی تہین - پیرس مین اس کے صدیون بعد بہی یہہ کیفیت رہی ہے کہ برسات کے موسم مین سڑک تو سڑک یہہ نا ممکن تہا کہ کوئی اپنے گہر کی دہلیز مین بہی قدم رکہسکے ادہر قدم رکہا اور ادہر ٹخنہ تک قدم غائب ہوگیا - سڑکون اور مکانون کی یہہ آراستگی صرف قرطبہ دار الخلافہ ہی مین نہ تہی بلکہ مسلمانون کے ان شہرون مین بہی تہی جو پایہ تخت سے دور تہے مثلاً گرنیڈا اسیویلی - ٹولیڈو - خلیفہ کے محلات نہایت تکلف سے سجے ہوئے تہے - اندلس کے حکمران اپنے ہمعصر شہنشاہون جرمنی فرانس - اور انگلستان کو حقارت سے دیکہتے تہے جن کے محلات خلفا کے اصطبلون سے بہی بدتر تہے - کیونکہ ان کے محلون مین نہ دودان ہوتے تہے نہ کہڑکیان نہ عالیشان ہوا کے رخ کے دروازے بلکہ صرف چہتون مین ایک سوراخ ہوا کرتا تہا جس سے پوری ہوا بہی نہ آسکتی تہی -

(عربون کے محلات اور باغات)

عرب ایشیا سے اپنے ساتہہ تعیش خیز سامان لائے تہے ان کے عالیشان لاکہون روپے کی لاگتون کے محلات صاف آسمان کی نیلی چہت کے نیچے عجیب جوبن دکہاتے تہے اور اکثر امرا کی کوٹہیان خنگلون مین بنائی گئی تہین انہون نے اپنے محلون یا کوٹہیون کے بالا خانے خالص سنگ مرمر کے بنائے اور ان پر بنت کاری کا کام کرایا ان محلون یا کوٹہیون کے صحنون مین اکثر نگترے کے درخت دکہائی دیتے تہے اور بیچ مین آبشار گرتی ہوئی عجیب جوبن دیتی تہی - عموماً حوض اور فوارے بلوری ہوتے تہے جنپر آفتاب کی سنہری کرنون کے ساتہہ صاف پانی بہتا ہوا بہت ہی بہلا دکہائی دیتا تہا - ان بلوری آئینون مین سونے کے خوبصورت تیرے جڑے ہوئے تہے جو اور بہی دوبالا حسن کر دیتے تہے - اکثر محلون اور باغون کی کوٹہیون کے فرش بالکل بلور کے ہوتے تہے جہان امرا بارام اپنا خالی وقت گذارتے تہے - عموماً عربون کے محلون کی دیوارین نفیس اور اعلے درجہ کی پچی کاری کے کام کی ہوتی تہین اور اسیطرح ان کے عالیشان مکانات کے صحن بنے ہوئے تہے -

اکثر محلات کے صحنون مین زیبق پارہ کے فوارے اپنی نہایت چمک دمک سے اچہلا کرتے تہے اور ان مین سے زیبق پارہ کے درخشندہ جہلا جہلی بہی مثل پریون کے ساکت آواز دن کے گہنٹون کے چہڑتے تہے ان محلون کے تہخانے گرمیون کے دنون مین پہولون اور سبزہ زار سے مس کرتی ہوئی اور تاریک تہخانون مین سے چہنتی ہوئی فرحت خیز اور حیات بخش ہوائین خنک گنبد و کنج وسیلہ سے آتی تہین اور جاڑون مین روشن آتش دانون سے جہنمین خوشبودار چیزین جلائی جاتی تہین مٹی کی نلیون کے ذریعہ عطر بیز

گرم گرم ہوا انہیں تمام محلوں میں پہنچائی جاتی تھیں۔ دیواروں پر خوبصورتی کے لئے تختی بندی نہ کی جاتی تھی بلکہ ان کی آراستگی کے لئے سونے کے تاروں کے ذریعہ سے تمام خوشبودار خوبصورت پھولوں اور پھلوں کی بیلیں چڑھائی جاتی تھیں اور پھولوں اور میووں کے ساتھ بیش قیمت جواہرات کے گچھے لٹکے ہوئے ہوتے تھے جنمیں کاشتکاری اور باغبانی کے فنون کا اعلےٰ درجہ کا نمونہ پایا جاتا تھا۔ چھتوں سے جنپر سونے کی پچی کاری ہوتی تھی بلوری جواہر نگار جھاڑ لٹکائے جاتے تھے جنمیں ایک جھاڑ بیان کیا گیا ہے (بقول فاضل ڈریپر صفحہ ۳۱۳ کتاب مذکور) ایک ہزار آٹھ سو چار بتیوں کا تھا۔

نازک سنگ مرمر کے ستونوں کا مجمع جس نے چھتوں کا گران ترو زن سہار رکھا تھا دیکھنے والیکا تعجب بڑھاتا تھا اور شہنشاہ بیگموں شہزادیوں کے محلوں کے سنگ مرمر کے ستون پر سونے اور چاندی کے پترے چڑھے ہوتے تھے جنپر ہیرے لعل پنا وغیرہ نہایت آب و تاب سے جڑا ہوا تھا۔ فرنیچر صندل اور ترنج کی لکڑیوں کا ہوتا تھا اور اس سامان پر علاوہ چاندی سونے کے پتروں کے گل بوٹوں کے جواہرات سے بھی زینت دیجاتی تھی۔

کھانے کی میزوں پر بلوری اور چینی ظروف جنپر سبزی کام نہایت کاریگری سے کیا جاتا تھا چنے جاتے تھے جس نے لندن کا عجائب گھر دیکھا ہے وہ خلیفہ عبدالرحمن ثالث کے پرتکلف اور زرنگار بلوری اور سچی چینی کے شکستہ ظروف کو دیکھکر ضرور افسوس کے ساتھ متعجب ہوا ہوگا۔ ان ہی شکستہ ظروف سے خلیفہ یا سلطان اندلس کی بے نظیر شوکت کا ناظر اپنے دل میں اندازہ کر سکتا ہے۔

محلوں میں برساتی کمروں میں ایسے جہاں برسات میں سلطان امراو وزراء رہتے تھے سنجر کے پردوں پر جنپر بے مثال کاریگری سے تصویریں اور نقشے بنائے جاتے تھے ایک عجیب سماں دکھائی دیتا تھا۔ آجکل کے تھیٹروں کے پردوں کی ان پردوں کے آگے کچھ بھی اصل نہ تھی ان پردوں پر مینہ برسنا نقش و نگار میں اس صفائی سے دکھایا جاتا تھا کہ انجان آدمی کو دیکھتے ہی معاً مینہ برسنے کا شبہ ہوتا تھا۔ اس کے مقابل میں جاڑوں کے کمروں کی بھی عجیب بہار تھی ایرانی قیمتی غالیچوں کا فرش رومی بانات کے پردے کیا کچھ اندلس کی اسلامی شوکت کی دھوم دھام سے شہادت دیتے تھے۔ چھپر کھٹ۔ پلنگ کوچیں آراستگی سے کمروں میں رکھی رہتی تھیں اور انہیں لوبان اور عطریات کی خوشبو سے بسایا جاتا تھا۔ عرب ماہران فن عمارت نے اعلےٰ درجہ کی ترقی اس فن میں کی تھی جسکی ترقی کی نظیر اب بھی یورپ کے کسی حصہ میں نظر نہیں آتی سنگ تراشی کے فن میں انہیں کامل مہارت تھی مگر وہ زیادہ توجہ بتوں کے تراشنے میں مبذول نکرتے تھے کیونکہ ان کے سچے ہادی نے اس کی ممانعت کردی تھی اور وہ اسے بالطبع نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اگر وہ بتوں کی ناک بھوں بنانے میں کامل ہوتے تو ان کے لئے کچھ زیادہ فخر کی بات نہ تھی بلکہ مذہب نے انہیں فلسفی سپاہی اور کام کا آدمی بنا دیا اور یہی ان کا مایہ فخر تھا بت تراشی کے سوا خدا نے انہیں تمام قسم کے علوم و فنون سے آراستہ کیا تھا۔ خیابان خوشبودار پھول اور نادرالوجود وغیرہ ممالک کے سرسبز درخت ان کے محلوں۔ کوشکوں۔ مکانوں کے

صحنون کا زیور بنے ہوئے ہتے - یہانتک کہ محل یا کوٹھی کے مدر سے اندر کمرہ کے اگے بھی ایک باغیچہ ضرور لگا ہوا ہوتا تہا صفائی کے لئے خاص مہتمم ہوتے تہے کیا ممکن ہے کہ محل تو محل شہر کے کسی حصہ مین سڑکون پر ایک تنکا بھی نظر آتا ہو یہہ لازمی امر تہا کہ ہر جگہہ دل لگی کے سامان پیا کئے لئے مہیا ہون - دہات کے نلون اور بلیون کے ذریعہ سے گرم اور خنک موسمون کے لحاظ سے پانی دوڑا کرتا تہا اور سنگ مرمر کے حامون مین عمدہ طور پر پانی پہنچایا جاتا تہا - بڑی بڑی کلون کے ذریعہ سے مصنوعی معتدل موسمی ہوا کمرون مین پہنچائی جاتی تہی - علاوہ ان سب باتون کے خواتین کے حصہ محل مین ہر گوشانہ گیلیریز لگی ہوئی تہین - بہول بھلیان اور سنگ مرمر کے پلے کورٹ بچون کے لئے بنے ہوئے تہے اور خود سلطان کے لئے بڑے بڑے کتب خانے تہے غرض ہر قسم کے مذاق کی چیزین موجود تہین اور ہر قسم کے خیالات کا ہر عمر اور ہر سن کا اپنے موافق شایانہ سامان دلچسپی کا مہیا ملتا تہا -

(کتب خانے)

اندلس کے کتب خانون کا شمار کرنا بہت مشکل ہے اسلئے علاوہ شاہی کتب خانون کے ہر امیر اور رئیس کا کتب خانہ علیحدہ ہوتا تہا جیسے موجودہ زمانہ مین مشرقی رئیس اپنی شوکت آراستگی مکانات اور خدام وغیرہ سے سمجھتے مین اسکے مقابل مین اندلسی عربیانی شوکت بڑے کتب خانہ سے جانتے تہے وہان بڑا رئیس ہی صرف کتب خانون پر پکارا جاتا تہا جب باہم دو شخص رئیسون کی نسبت رائے دیتے تہے تو یہہ کہا کرتے تہے سب مین بڑا فلان رئیس ہے اسلئے اس کے کتب خانہ مین سب سے زیادہ کتابین ہین - خلیفہ الحاکم کا کتب خانہ اتنا بڑا تہا کہ صرف فہرست کتب کی بڑی بڑی چالیس جلدین تہین کتب خانہ مین جتنی کتابین تہین سب سنہری اور جواہر نگار جلدون کی تہین - جلد سازی کا کارخانہ - ترجمہ کا محکمہ اور کتابون کے صفحون کو سنہری کرنے کا کارخانہ علیحدہ علیحدہ تہا جنکا تعلق خاص شاہی کتب خانہ سے ہوتا تہا - ایک محکمہ خوش نویس کاتبون کا تہا جنسے کتابین نقل کرائی جاتی تہین یہہ کاتب اپنے فن مین طاق ہوتے تہے روزمرہ ایشیا اور یورپ سے پرانی کتابون کے نسخے داخل کتب خانہ ہوا کرتے تہے اور اس سے خلیفہ کو ایک اعلے درجہ کا مذاق تہا -

اندلس کا کتب خانہ جسکا مفصل حال ہنوز دریافت نہین ہوا ہے دس لاکھ پانچ ہزار کتابون کا سرمایہ رکہتا تہا - ایک کتاب بیچاری کشف الظنون موجود ہے جس سے مسلمانون کی تصانیف کا کسیقدر حال معلوم ہوتا ہے مگر مین یہہ کہتا ہون کہ اگر صرف قرطبہ ہی کے کتب خانہ کی فہرستین ہاتہہ لگ جاتین تو کئی کشف الظنون جیسی کتابین تیار ہوتین - نہایت افسوس سے لکہا جاتا ہے کہ سات سو برس کی علمی کمائی مسلمانون کی ایک کمبخت پادری کے فتوی اور سرپہری پادشاہ کے حکم سے تباہ کر دیگئی - فرڈی نینڈ اور ملکہ ازابلہ کے جابرانہ قانون سے نہ صرف بیگناہ مسلمان سڑکون پر لٹا لٹا کر بکرون کی طرح ذبح کئے گئے بلکہ کارڈینل ژمنیز

کے وحشیانہ اور ناخدا ترس ہونے سے یہہ سارا کتب خانہ جس کا ہم اوپر ذکر کر آئے قرطبہ کے میدان مین رکہکر جلا دیا گیا۔ نہ صرف شاہی کتب خانہ بلکہ کل امرا اور وزرا کے کتب خانے جس کا ہم اوپر ذکر لیئے گئے یہی خونی قسمت بغداد کی ایک شیعہ وزیر کے طفیل سے ہوئی چھ سو برس کی خلفائے عباسیہ کی علمی کمائی حوالہ آتش کردیگئی سابق الذکر پادری اور مسیحی شاہ نے تو یہہ الزام لگاکر جلایا تہا کہ ان کتابون مین خلاف اشاعت انجیل باتین ہونگی ان آخر الذکر شیعہ وزیر نے یہہ کہا تہا کہ ان کتابون کا جلانا اسلئے افضل ہے کہ انمین ضرور تین صحابہ اور خصوصاً حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تعریف ہوگی۔ بغدادی کتب خانہ مین ہر علم و فن کی چہہ لاکہہ کتابین تہین۔ اسکے بعد بنی فاطمہ کا مصر القاہرہ مین کتب خانہ تہا جو بیقدر حکمرانون کی غفلت اور آئے دن کی خونریزی سے تباہ ہوگیا۔ کاش اگر وہ کل کتابین موجود ہوتین تو مسلمانون کی پوری علمی شوکت کہلتی مگر ان کی قسمت مین تو نیم وحشی کا لقب وحشیون سے لینا تہا بہلا وہ کیونکر بچا رہ سکتین۔

(عبد الرحمن ثالث والئے اندلس کا دربار)

زہرہ کے یہہ محلات اور باغات تہے اور اسکے یہہ کتب خانے تہے جنکا ہم نے اوپر ذکر کیا۔ ان بے مثال محلون مین عبد الرحمن ثالث اپنی پیاری سلطانہ زہرہ کے ساتہہ زندگی بسر کرتا تہا۔ زہرہ کے خاص محل کے بارہ سو سنگ مرمر کے ستون تہے جنکا سنگ مرمر یونان۔ اطالیہ۔ اندلس اور افریقیہ کا تہا۔ اس پرجلال خلیفہ کا دربار عام موتیون اور سونے کے پترون سے زینت تہی۔ اس کی محلسرائے مین حبشی خواجہ سراؤن کا پہرہ رہتا تہا جنکی وردیان سنہری اور تلوارین جواہر نگار قبضون کی ہوتی تہین۔ حرم سرائے کی بیگمین اور حرمین انتہا درجہ کی حسین تہین جن کا ثانی دور دور نہ نکل تا تہا۔ صرف محل زہرہ مین چہہ ہزار تین سو آدمی رہتے تہے۔ خلیفہ کے باڈی گارڈ مین بارہ ہزار سوار دستے تہے جنکی قیمتی وردیان سرکار سے دیجاتی تہین۔ سونے کی موٹی موٹی زنجیرین پڑی ہوئین اور مرصع پرتلے۔ گہوڑون کی قیمتی پاکہرین عجیب سلطانی دبدبہ ظاہر کرتی تہین۔ یہہ وہ عبد الرحمن تہا جس نے پچاس برس تک نہایت جاہ و جلال اور جبروت سے سلطنت کی۔ اور اس پچاس برس کے عرصہ مین جب اس نے ان دنون کا شمار کیا جن مین آرام ملا تہا تو صرف چودہ دن نکلے تہے عظیم الشان سلطنت کی ذمہ داریان ان لاثانی تعیش خیز سامانون پر بہی اسے بارام محلون مین عیش نہ اڑانے دیتی تہین۔ آخر ایک دن خلیفہ نے کہا ہی۔

"یہہ دنیا کبہی آرام کرنے کے لئے نہین ہے بلکہ فرائض کی انجام

دہی کے لئے خدا نے اس دنیا کو بنایا ہے"۔

یہہ روشن دماغی اور انتظامی سوج تہی جس پر مسلمان آج فخر کرتے ہین اسلام کی تعلیم کا سچا نتیجہ یہہ ہے جو ایسے لاثانی انفاس سے دنیا کو حاصل ہوا۔ اگر عبد الرحمن کی تدابیر ملکی اور نظر کی وسعت کو دیکہا جائے تو اسکی ذات اتیک اپنی آپ ہی نظیر کہلائی جاسکتی ہے۔

(عربون کی مدنی الطبع عادتین)

دنیا کی کوئی قوم اندلسی عربون سے ان کے باغون کی بیش بہائی اور حسن مین ہرگز سبقت نہین لیجا سکتی جسکا اعتراف خود فاضل ڈریپر بھی کرتا ہے چنانچہ وہ لکھتا ہے "ہم عربون کے نہایت ممنون ہین کہ انھون نے بہت سے قیمتی خوشگوار میوون کی کاشت کا علم ہمین سکھایا مثلاً آڑو وغیرہ (از دی انٹلکچیول ڈیولپ منٹ آف یورپ صفحہ ۳۳ جلد ۲) چونکہ عربون کے آبا و اجداد کا یہہ مذاق تھا کہ گرمیون مین وہ خنک پانی کے نفاذ سے کیفیت حاصل کرین اسلئے عربون کی اندلسی نسل نے بھی بکثرت فوارے۔ آبشارین تالاب قوت آب کے عجیب و غریب کام۔ مصنوعی جھیلین جنمین مچھلیان رنگ برنگ کی چھوڑی جاتی تھین تعمیر کین۔ بکثرت عجائب گھر تھے جنکے متعلق بڑے بڑے وحوش خانے تھے اور جہان غیر ملکون سے جانور لا کر رکھے جاتے تھے۔ انھین نادر الوجود پرندون کے لئے خوبصورت سونے کے تارون کے مکانات بنے ہوئے تھے جہان وہ چہچہایا کرتے تھے اور وزیٹر کو اپنی موسیقی خیز آوازون سے فرحت اور دلچسپی بخشتے تھے شہر مین بکثرت کارخانے تھے جہان غیر ملکون کے کاریگر بیش قرار تنخواہون کے ہر قسم کا کام کرتے تھے۔ کپڑے کے بڑے کارخانے علیحدہ تھے جہان روئی۔ ریشم کے اور کتانی کپڑے نہایت نفیس اور باآب و تاب بنے جاتے تھے۔ ان کے ہاتھ کے بنے ہوئے کپڑے معجزہ کی طرح ناظر کو ہک دک کر دیتے تھے اور جواہر تراشی نگینہ سازی اور سونے یا چاندی کے کام پر زیبائش کے لئے باریک خط یا دانے ڈالنے کے الگ الگ کارخانے تھے جہان لاجواب گہنے قسم قسم کی باریک کاریگریون سے بنتے تھے جنہین خواتین اندلس زیب تن کرتی تھین۔ ہندوستانی بھدے گہنون سے کوئی مشابہت نہین ہوسکتی یورپ جس صفائی اور کام کی باریکی پر فخر کرتا ہے وہ دس گیارہ صدی پہلے عربون کو اندلس مین حاصل تھی۔

علاوہ شہر کے یہہ کل کارخانے زہرہ کے محل مین بھی تھے اس کے باغات حقیقت یہہ ہے کہ موجودہ زمانہ کے پیرس اور نیویارک کے باغون کو بھی پرے بٹھاتے تھے۔ شمشاد و صنوبرون کے سایہ مین جھرنے اور آبشارین چھپی ہوئی تھین۔ پھول دار جھاڑیون مین پیچ دار گھماؤ کے رستے۔ موقع موقع پر گلاب کے پھولون کے کمرے۔ مصفا نشست کے لئے جگہہ بنی ہوئین جو نہایت ہنر اور صفائی سے چٹانون ہی مین سے کاٹی گئی تھین اور یہہ سب سے زیادہ کاریگری تھی کہ پتھر ہی کو تراش کے نفیس نفیس کمرے بنا لئے تھے جیسا کہ کنہیری بمبئی کے قریب ایلفنٹا اگر دیکھا ہو تو سمجھ سکتا ہے۔ جیسے بڑے بڑے دالان گپھائین بہت سے بنے ہوئے ہین اور پہاڑ ہی مین سے بت تراشے گئے ہین اسیطرح پھولدار جھاڑیون اور پھلواری مین چٹانون ہی مین تراش تراش کے کمرے جو تخلیہ کی جان ہوتے ہین بنے ہوئے تھے۔ باغون کو باغبانی کے کامل ہنرون سے بلا کی زینت دی تھی کیونکہ ایک صناع کی آنکھ انھین چارونطرف پھر کر صرف ترتیب پھلواری پھولون کے رنگ اور نازک شکلون سے دلچسپی حاصل نہ کرتی تھی بلکہ ان پھولون کی عطر بیز لپٹون سے ہی اپنے دماغ کو بسا سکتی تھی گویا